وصفاء العلوم وبقاء الاوعية اور اوپر گذر جانی علوم دین کی اور اوپر باقی رہنی ظروف اور برتنون کی جو سینہ علمای بی عمل کی یا کتابین اور رسال
ہین ویا لہفی علی صیرورة الحال کتبا ورسائل اور ای افسوس اوپر ہو جانی حال ارباب حال کے کتابین اور رسالی یعنی اہل حال نرہی اور بیان اون کی حالات
کا کتابون اور رسالون مین رہگیا وانقلاب العمل اجوبة ومسائل اور اوپر منقلب ہونی عمل کے ساتھہ جواب اور سوال کی یعنی عالم باعمل گذر گئی اور عمل کی جگہہ
صرف سوال اور جواب اور تقریرین زبانی رہگئی یعنی اور حلت اور حرمت جواز وعدم جواز سے چرچا کرنی والی بہت ہین مگر عمل مین سعی کرنی والی بہت کم
ہین ویا حسرتا علی الطماس المعنی عن الاسم اور ای حسرت اور افسوس اوپر گم ہونی معنی کے اسم اور نام سے ای فقط اسم اور نام ہی باقی رہا
ہے نہ معنی اوس سے کہ جو خوف اور خشیت ہین فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی نے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء واندرس الحقیقة عن الرسم اور مٹ جانی اوپر کہنہ اور
انتہا ہونی حقیقت علم کی علم رسمی سے ای تحصیل علم سی جو مقصود عمل اور خلوص اور معرفت الہی سے تھے وہ نرہا فقط علم رسمی رہگیا اوس
سے اتنا معروف ہوئیہ کہ حقیقت از مقصود بالکل مفقود ہوگیا ویا سوءتا علی خلو القشر عن اللباب اور ای قباحت اور رسوائی اوپر خالی ہونی
پوست علم ظاہری کی مغز سی جو اخلاص اور صدق معاملہ ہے واغترار القوم بلامع السراب اور اوپر فریفتہ ہونی اہل زمانہ کی ساتھہ چمک سراب کے ای نمایش
پانی کی ای علم اور عمل ظاہر سے احوال باطنی سے خالی مطلق ہو گئی یہہ اشارہ ہے طرف اس قول اللہ سبحانہ کی والذین کفروا اعمالہم کسراب بقیعة
یحسبہ الظمآن ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا وہ لوگ جنہون نے کفر کیا اور حق کو چھپایا عمل اون کے جو ہیچ ظاہر کی نیک وکہلائی دیتی ہین مانند
سراب کی ہین صاف زمین پر کہ پیاسا اوس کو پانی صاف گمان کرتا ہے یہان تک کہ جب وقت پونہچتا ہے اوس پاس نہین پاتا ہی اوسکو
کچہہ اسیطرح علمای قشر ہین کہ علم ظاہری بی صدق عمل اور اخلاص کو کہ بمنزلہ سراب کی ہے آب صاف گمان کرکی اوس پر فریفتہ ہوتی ہین
اور فقط اوسیکو مقصود جان کی طلب حقیقت سی باز رہتی ہین اور یہہ نہین جانتی کہ علم بمنزلہ پوست ہے اور اصل مطلوب اس سے عمل
یا اخلاص ہے جو بمنزلہ مغز کی ہی بلیل اوسکی فکر مصرع ہی شعر اما الخیام فانہا کخیامہم ای پر خیمی اون کی بس تحقیق وہ مثل خیمون دوستونکی ہین
وارى نساء الحی غیر نسائہا اور دیکہتا ہون مین عورتین اس قبیلے کی غیر عورتین خیمون دوستون کی یہ شعر ہی کسی شاعر کا اول اوسکی یہہ دو شعر ہین والذی
حجت قریش بیتہ مستقبلین الرکن من بطحاء تہامہ دار البعث عینی خیام قبیلة ہا الا ابکیت اجتی لفنا بہا یعنی علمای زمانہ لباس اون کی مثل لباس مشایخ اور
علمای صالحین کے ہین ولیکن مقصود ان کے مثل مقصود اون کی کے نظر آتی ہین ای شکل وشمائل اور لباس انکا جو مشابہ ساتھہ خیمی کی ہے
ویسا ہی ہے جیسا انکا تہا مگر مقصود اور ہمت قلبی اون کی جو مشابہ ساتھہ عورتون خیمہ نشین کی ہی نہ ایسی دکہتی ہی جیسی انکی کہ انکو تحصیل علم اور لباس فقر سے
خوشنودی خداوند سبحانہ کی پیش نظر تہی اور اب ایسا دیکہا جاتا ہی کہ اوسی علم اور لباس سے حصول دنیا منظور ہی خطر ببالی ان اربح بلبابک تصفح تلک العلوم

نفس سے صارف القلب عن لذۃ الدنیا دور رکہنی والا اول کالذت دنیا سی راسخ القدم فی شریعۃ المصطفیٰ استوار اور مضبوط قدم بیچ شریعت مصطفی

کے صارف العنان الی طریقۃ المرتضیٰ پہیرنی والا باگ عزیمت اور قصد کا طرف طریقۂ علی مرتضیٰ کے جو زہد و ورع ہے یہ اشارہ ہی طرف اسکی کہ ممدوح

متصف ہی ساتھہ اوصاف تصوف اور فقر کے بلغہ اللہ الی الکمال الاعلیٰ پہونچاوی اوسکو اللہ تعالیٰ طرف کمال بزرگی کے واوصلہ اللہ الی السعادۃ القصویٰ

اور پہونچاوی اوسکو اللہ تعالیٰ طرف سعادت بلی درجی کے کی جو استغراق ہی بیچ مشاہدۂ مولیٰ کے دنیا مین اور دیدار آخرت مین وادام المجد بین ثوبیہ اور

ہمیشہ رکہی بزرگی اوسکی کو درمیان دونون کپڑون اوسکی کے واقام الکرم بین بردیہ اور قائم رکہی بخشش اور بزرگی کو درمیان دو چادرون اوس کے کی یعنی

خلعت جلالی اور بزرگی کا اوسپر ہمیشہ قائم رہے فحصل بحسن لطف رحمانی وعمیم فضل ربانی کتاب حجمہ عندی صغیر لیس حاصل ہوئی ای تالیف ہوئی ہی ساتھہ

اچہی حمایت سبحانی اور فضل عمیم ربانی سے ایسی کتاب کہ حجم اوسکا نزدیک میری چہوٹا ہی یسہل الحفظ والاستصحاب وعلمہ فی ظنی غزیر آسان کرتا ہی

وہ حجم صغیرہ یاد کرنی اور ہمراہ رکہنی اوسکی کو اور علم اوس کتاب کا اوپر گمان میری کے بہت ہے یعنی عما عداہ ہی الباب بی پروا کرتی ہے اوس سے

کہ سوا اسکی ہی بیچ باب اپنی کے جو تصوف ہی والوابہ عشرون اور باب اسکی بیس ہین قد صدرت بمقدمۃ ہی احری بالتقدیم تحقیق شروع کیی گئے ہین وہ ابواب

ساتھہ مقدمی کے کہ لائق تر ہی ساتھہ مقدم کرنی کے وذیلت بخاتمۃ احق ان یقع بہا التتمیم اور ختم کیی گئے ہین وہ باب ساتھہ خاتمی کے کہ سزاوار تر ہی ساتھہ

اس کے کہ واقع ہوا اوسپر اتمام وسمیہ المطابق للمسمیٰ عین العلم اور نام اس کتاب کا کہ موافق مسمیٰ اوس کے ہے عین العلم ہی ای چشمہ علم کا واساسہ الکتاب

والسنۃ وشیم الصحابۃ الستیم اور بنیاد اس کتاب کی کلام الٰہی اور سنت رسالت پناہی اور طریقہ صحابہ بلند منزلت کی ہین معری عما حدث من وضع غیر مشروع

لایسمن والیغنی من جوع در انحال کہ عاری ہے اوس چیز سے کہ نو پیدا ہوئی ہے وضع غیر مشروع سے ایسی وضع غیر مشروع کہ نہ فربہ کرتی اور نہ بی نیاز کرتی

بہوک سے ہی جیسے کہ آرا فاسدہ اور اہواء کاسدہ یعنی ایسی چیزون کی وارد کرنی سے نہ قدر کتاب کی زائد ہوتی ہے اور نہ طالب اوس سے

فائدہ پاتا ہی پس ہے بہتر ہی کہ کتاب اون سے معرا ہو جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہی لیس التکحل فی العینین کالکحل نہین ہے سرمہ لگانا بیچ دونون

آنکہون کے مثل سرمگون چشم کے ای زائد باتین مثل تکلف سرمہ لگانی آنکہون کو سیاہ کرنی کے ہین کہ اونکو قیام اور ثبات نہین اور صحیح باتین

کہ صحیح قرآن اور حدیث اور اقوال صحابہ اور تابعین سے ثابت ہین اون کی ایسی مثال ہے جیسی سرمگین آنکہہ کہ اوسکی سیاہی کسی وقت زائل

نہین ہوتی اسیطرح علم منقول کو ثبات اور قرار ہی بخلاف تکلفات اور آرا کے کہ اوسکو قرار نہین فالحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من

شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا یعنی اس گفتگو کے کہتی ہین ہم حمد ہی واسطی اللہ کو حمد کرتی ہین ہم اوس کی اور مدد چاہتی ہین ہم سب اوس سے

اور بہروسا کرتی ہین ہم اوسپر اور پناہ مانگتی ہین ہم شر اور بدی نفسون اپنی کے سے اور اعمال بری کامون اپنے کے سے ونشہد ان لا الٰہ

الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اعطاہ اللہ الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وبعثہ مقاما محمودا الذی وعدہ صلی اللہ

ہوتا ہے یعنی معائنہ کرتا ہی امور غیب کو اور فراخ ہوجاتا ہی سینے اوٹھا لیتا ہے بلاؤن کو اور نگاہ رکھتا ہے بہید کو یعنی کشادہ ہوجاتا ہے دل
اوسکا واسطے اسرار الٰہی کے اور متحمل ہوتا ہے واسطے بلاؤن اور سختیون کی مقام ابتلا مین چنانچہ مروی ہے کہ جب یہ آیۂ شریفہ نازل ہوئی فمن یرد
اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام پس جسکو ارادہ کرتا ہی اللہ یہ کہ ہدایت کری اوسکو کھولدیتا ہے سینہ اوسکا واسطی مسلمان کے پوچھا لوگون
نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا ہی شرح صدر یا رسول اللہ پس فرمایا آپ نی کہ وہ ایک نور ہے کہ ڈالتا ہے اوسکو اللہ تعالی بیچ دل مومن
کے پس کشادہ اور فراخ ہوجاتا ہے وہ بسبب اوسکی عرض کی صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہ آیا ہے واسطی اوس کے کچھ نشانی یا رسول اللہ فرمایا
ہان رجوع کرنا طرف دار الخلود یعنی گھر ہمیشگی کے اور خالی کرنا اور اوکھیڑنا دل کا دار الغرور سے یعنی گھر فریب کے سے کہ دنیا ہے اور مستعد ہونا واسطے
موت کے قبل آنی اوس کے کے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی منقول ہے کہ علم باطن کا ایک بھید ہی بھیدون اللہ تعالی کی سے اور ایک حکم ہے
حکمون اوس کے سے کہ ڈالتا ہی اوسکو جسکے دل مین چاہتا ہی بندون اپنی سے روایت کیا ہے اسکو دیلمی اور ابو عبد الرحمن سلمی نے انتہی
ایسا ہی ہے بیچ شرح ملا علی قاری کے ولا یصرح بہ لفقد الروایۃ وورود ان من العلم کہیئۃ المکنون لا یعلمہ الا اہل المعرفۃ باللہ تعالی
وہو الافضل لانہ المقصود اور تصریح نہین کی جاتی ہے ساتھ اس علم مکاشفہ کی بسبب نہ پائی جانے روایت کے اس لیے کہ وارد
ہوا ہی بیچ حدیث شریف کی کہ تحقیق بعض افراد علم سے مانند ہیئت اور صورت چھپی ہوئی یعنی مانند موتی چھپے ہوئی کی ہین کہ نہین جانتا
اونکو کوئی مگر وہ شخص کہ جسکی پہچان ہے اللہ تعالی کی اور وہ یعنی علم مکاشفہ افضل ہے علم معاملہ سے اس لیے کہ وہی مقصود بالذات ہی
یعنی تصریح اور بیان اس علم کا اس لیے نہین کیا جاتا کہ اس مین کوئی روایت صریح بیچ بیان حقیقت اس کے کے نہین وارد ہوئی بلکہ
ایما و اشارۃ مروی ہے اس لیے کہ یہ امور وجدانیہ سے ہے پس نہین ممکن ہے یہ کہ روایت کیا جاوے اور منقول ہو مگر ساتھ رموز
اور اشارات کے اور عاقل کو نہیں کفایت کرتا ہے بخلاف غافل کے اور اسی طرح سے کلام کیا ہے اسمین یعنی ساتھ اشارہ اور رمز
کی انبیا علیہم الصلوۃ والسلام نے اور بیچ تمثیل اور اجماع کے بسبب قاصر ہونی فہمون اور سمجھون مخلوق کی تحمل اور اوٹھانی اوسکی سے اور
ورثۃ الانبیا ہین پس نہین جائز ہے واسطی ان کے یہ کہ تجاوز کرین راستہ اقتدا اونکی سے چنانچہ کہا گیا ہے کہ من عرف ربہ کل لسانہ
یعنی جسنی پہچانا اپنی رب کو بند ہوئی زبان اوسکی اس لیے کہ بیان کرنا حقائق ذات اور صفات کا امر عظیم الشان اور جلیل البرہان ہی اور یہ جو مشہور ہی کہ من عرف ربہ
طال لسانہ یعنی جسنے پہچانا رب اپنے کو دراز ہوئی زبان اوسکی سو یہ محمول ہے اوپر اور علمون ظاہری کی کہ متعلق ہین ساتھ دنیا و آخرت کی یعنی دراز ہوجاتی ہی زبان بیچ اوظہار اور بیان کرنی
ان علمون کی اور بعضون نی اس کی تاویل مین یون کہا ہے کہ بند ہو جاتی ہے بیان ذات سے اور دراز ہو جاتی ہے بیچ شان صفات کی اور بعضون
نے کہا ہے کہ جسنی پہچانا ہے اوسکو ساتھ صفات جمالیہ کی دراز ہوئی زبان اوسکی اور جسنی پہچانا اوسکو ساتھ صفتون جلالیہ کے
بند ہوئے زبان اوس کے اور یہ علم افضل اور اشرف ہے علم معاملہ سے اس لیے کہ شرف علم کا ساتھ شرف معلوم کے ہے
اور ظاہر ہے اشرفیت اوس چیز کی کہ متعلق ہے ساتھ ذات اور صفات اوس سبحانہ تعالی کے یعنی یہ وہ علم ہے کہ متعلق ہے ساتھ
ذات اور صفات اوس سبحانہ و تعالی کے اور اس مین اوسی معلومات سی گفتگو کی جاتی ہے پس کیونکر نہو گا اشرف اور دوسرے اور
اسلیے کہ یہ مقصود بالذات ہی چنانچہ اسیلیے منتقل ہوتا ہے اور ساتھ جاتا ہے انسان کے بعد انتقال اور مرنے اوسکی کے بخلاف

علم معاملہ کے کہ تحقیق رو نہین ہے مقصود بالذات اوسکا اسلیے ہے کہ عمل کیا جاوے ساتھہ اوسکی سبب دقتوں مین بیشہ اوقات
حیاتہ و روز زندگے سے اور اس لیے پیدا ہوجاتا ہے ساتھہ حاجانے اور انتقال کرنے صاحب اوسکے کی طرف دار آخرت کی اور منقول ہے کہ اول جس
شخص نے اس علم کو لوگون مین ظاہر کیا وہ حسن بصری تہین پس کہا لوگون نے اون سے کہ ای ابو سعید تم ایسا کلام کرتے ہو کہ نہین
اور لوگون نے ایسا کلام نہین سنا یہ کس سے لیا اور سیکہا ہے آپ نے فرمایا کہ حذیفہ بن الیمان سے پس اسی طرح کہا گیا واسطے
حذیفہ کے کہ تمنے کس سے سیکہا ہے کہا کہ خاص فرمایا ہے حضرت نے مجہکو ساتھہ اس علم کے چنانچہ اسیلیے حذیفہ مشہور ہوے ساتھ
لقب صاحب سر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انتہی اسیطرح ہے بیچ شرح ملا علی قاری وغیرہ کے (علم المعاملۃ وہو العلم بما یقرب
الی اللہ تعالی وما یبعد منہ تعالے وہو مقدم لانہ الشرط فورود والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا) اور قسم دوسری مسلم معاملہ اور وہ
علم ہے ساتھہ اوس چیز کے کہ قریب اور نزدیک کرتی ہے طرف اوس سبحانہ وتعالی کے اور علم ہے ساتھہ اوس چیز کے کہ دور کرتی
ہے اوس سبحانہ وتعالے سے یعنی علم ہے ساتھہ بہلائی اور برائی کے کہ یہہ دونون باعث ہین نزدیکی اور دوری اوس کے
کی اور مقدم ہے اس لیے کہ وہ شرط ہے کیونکہ وارد ہوا ہے بیچ قرآن شریف کے والذین جاہدوا الآیۃ یعنے اور جن لوگون نے کہ
محنت کی بیچ راہ ہماری کے البتہ دکہلادینگی ہم اونکو راستی اپنے یعنے علم معاملہ وہ علم ہے کہ تکلیف دیا جاوے بندہ ساتہہ
اوس کے اور وہ دو قسم ہے علم ساتھہ اعمال جوارح کے جیسی نماز روزہ حج وغیرہ اسکو علم ظاہری کہتے ہین اور علم ساتھ
اعمال قلب کی مانند صبر و توکل اور رضا اور تسلیم وغیرہ اخلاق باطن کے کہ اسکو بہی علم باطنی کہتے ہین اور مسلم ساتھ
اعمال جوارح کے عبادت ہی یا عادت اسی طرح علم ساتھہ اعمال قلوب کی کہ وہ اخلاق ہین یہہ وہ محمود ہین یا مذموم
اور کہا علے قاری نے کہ وارد ہی اوپر دلون کے بحکم احتجاب جواس کے عالم ملکوت سے یا محمود ہے یا مذموم یعنے جو عالم کہ
حاجب ہو جواس کا عالم ملکوت سے وہ مذموم ہے اور جو حاجب نہو بلکہ اور رہا ہو نکو اور تہا دی وہ محمود ہے پس علم واجب
منقسم ہوا یہہ علم ہے طرف دو قسمون کے اور منقسم طرف دو قسمون کے اور یہہ علم مقدم ہے اوپر علم مکاشفہ کے
اسلیے کہ یہہ شرط ہے اور شرط مقدم ہوتی ہے مشروط پر پس جب تک کہ نہ پاک ہوگا ظاہر اعمال ردیہ سے اور
نہ صاف ہوگا باطن اخلاق ذمیمہ سے نہین ڈالا جاویگا بیچ دل اوسکے کی نور توحید اور ایمان کا جو کہ مقصد اعلی ہے اس
لیے کہ علم معاملہ موقوف علیہ ہے اس نور کا چنانچہ مصنف رحمہ اللہ بطور استشہاد کی اس مدعا پر اس آیت شریف کو لائے
والذین جاہدوا الآیہ یعنے جن لوگون نے کہ سعی اور کوشش کی بیچ طاعت اور عبادت ہماری کے یعنے معالی مین
کمال حاصل کیا البتہ بتاوینگے ہم اونکو طریقے اپنی معرفت اور اپنی رحمت کے کہ مراد اون سے مکاشفہ ہے اور دوسری جگہ
فرمایا والذین اہتدوا زادہم ہدی یعنے اور جو لوگ ہدایت اور راہ پر آئے زیادہ کیا اونکو اللہ تعالے نے ہدایت مین یہہ
اشارہ ہے طرف انہین دونون علمون کے انتہی اور اسیطرح ہے بیچ شرح ملا علی قاری وغیرہ کی (اصبت فالزم حین
اخبر حارثۃ رضی اللہ عنہ بانکشاف الغیب بعد عزوفہ عن الدنیا ان حذیفۃ الثانیۃ کما فی سحرۃ فرعون) ترجمہ اور اس لیے کہ وارد

ہواہی بیچ اوس حدیث کی کہ روایت کیا ہے اوسکو عسکری نے انس رضہ سے کہ فرمایا آپ نے پونہچا تو مقصود اپنی کو پس لازم پکڑ تو
اوسکو یہہ او سوقت فرمایا آپ نے کہ خبر دی آپ کو حارثہ رضی اللہ عنہ نے ساتھہ روشن ہونے علوم اوسکے اسرار غیب کے بعد روگردانی
کرنے اونکے کے دنیا سے مگر یہہ کہ کھینچے اوسکو عنایت الٰہی جیسا کہ بیچ حق ساحرون فرعونکی فائدہ یہہ استدلال ثانی ہے مصنف رحمہ
اللہ کا حدیث شریف سے کہ علم معاملہ مقدم ہے علم مکاشفہ پر اس لیئے کہ حضرت نے فرمایا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو کہ اسی طریق
کو لازم پکڑ تو کہا ملا علی قاری نے کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو جلال الدین سیوطی نے حارثہ بن مالک اور حارثہ بن نعمان انصاری رضہ
سے پس بیچ روایت طبرانی اور ابو نعیم کے حارثہ بن مالک انصاری رضہ سے مروی ہی کہ کہا اونہون نے کہ گذرا مین ساتھہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کے پس فرمایا آپ نے کہ کس حال مین صبح کی تو نے اور کیسا ہے تو ای حارثہ کہا مینے کہ صبح کی مینے اس
حال مین کہ مومن برحق ہون مین آپ نے فرمایا کہ سوچ کہ کہہ ہر شی کی حقیقت ہوتی ہے سو کیا ہے حقیقت ایمان تیرے
کی کہا مینے جدا کیا مینے نفس اپنے کو دنیا سے کہ رات بہر جگتا ہون اور دن بہر بہوکا پیاسا رہتا ہون سو گویا کہ دیکھتا ہون مین
عرش رب اپنے کو ظاہر اور اہل جنت کو کہ آپس مین ایک دوسری کے زیارت کرتی ہین اور اہل دوزخ کو کہ چلاتی ہین اور آوازین
کرتی ہین اور ابن عساکر کے روایت مین ہے کہ فرمایا آپ نے کہ تو وہ مرد ہے کہ منور اور روشن کر دیا اللہ نے دل تیری کو تو نے پہچان
لیا حقیقت امر کو پس لازم پکڑ تو اوسکو اور ایک روایت مین ہے کہ کہا حارثہ بن نعمان نے کہ یا نبی اللہ دعا کیجیے واسطے میری شہادت
کے پس دعا کی واسطے اون کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پس ندا آئی ایک روز کہ ای اللہ کی سوار سوار ہو پس سوار ہوے
سب سے پہلی اور شہید ہوئی اور ابن نجار کی روایت مین ہے کہ یہہ خبر شہادت کی اون کی مان کو پہنچے پس آئین طرف رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ یا رسول اللہ اگر ہے حارثہ بیچ جنت کی نہ رؤنگی اور نہ غمگین ہونگی مین اور اگر ہے دوزخ مین روؤنگی جب
تک کہ زندہ رہونگی بیچ دنیا کی پس فرمایا آپ نے کہ وہ فردوس اعلی مین ہے کہ عمدہ اور بیچ کی جنت ہے پہر لوٹ آئین ہنستی ہوئی
اور کہتی تہین شاباش ای حارثہ سو اس حدیث کا منشا یہی ہے کہ لازم ہی مکاشفہ کو معاملہ مگر یہہ کہ جس کسیکو کھینچلی عنایت ازلی
اوسکی جیسے جادوگر فرعون کے کہ پہنچ گئے طرف حق کے بدون مجاہدہ کے کہ دیکھہ لیا اونہون نے بیچ سجدے کی جنت اور اپنے
ٹہکانون کو اوسمین بغیر تعب اور مشقت کے سو یہہ فضل ہے اللہ کا جسی چاہے دے لیکن عادت اللہ سبحانہ کی نہین جاری ہی
اوپر اس کے جیسے کہ وجود عیسی علیہ السلام کا بغیر باپ کی حاصل یہہ ہے کہ سلوک طرف اللہ تعالی کے ساتھہ تقدیم مجاہدہ کی ہے
اوپر جذبہ کے یا ساتھہ تقدیم جذبہ کے اوپر مجاہدہ کی جیسا کہ اشارہ کرتا ہے طرف اسکی قول اللہ سبحانہ وتعالی کا اللہ یجتبی الیہ من
یشاء ویہدی الیہ من ینیب اور طریق ثانی سلوک ہے حکما اور اکثر اولیا کا اور اول مسلک ہی انبیا اور بعضے اصفیا کا جیسا کہ
دلالت کرتا ہے اوپر اسکی قول اللہ تعالی کا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نہدی بہ من نشاء ترجمہ نہ تہا
تو جانتا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان یعنے تفصیل اوس کے ولیکن کیا ہے ہمنے اوسکو نور ہدایت کرتے ہین ہم ساتہہ اوسکی جسکو چاہتے
ہین یعنے اہل عرفان سے اور اس سے بہی بڑہکر یہ آیت ہے وما کنت ترجوا ان یلقی الیک الکتاب الا رحمۃ من ربک ترجمہ اور نہ تہا تو امید رکھتا

اسباب کا کہ اوتاری جاوی طرف تیری کتاب مگر رحمت کا اپنی رب کی طرف سے انتہی دلائنگ عنہ خروج التجافی عن دار
الغرور حین سئل عن علامۃ ذلک النور ترجمہ اور نہین جدا ہے علم معاملہ علم مکاشفہ سے اس لیے کہ وارد ہوا ہے بیچ حدیث کے کہ
دل اوکیرنا دنیا سے یہہ اوس وقت فرمایا کہ سوال کیے گئی آپ علامت اوس نور سے یعنی علم مکاشفہ اگرچہ گاہے حاصل ہوتا ہے
ساتھہ جذبہ الٰہیہ کے لیکن نہین زائل ہوتی ہے اوس سے تکلیف اعمال کے جیسا کہ سمجھتے ہین بعضے جہال اور استدلال کرتی
ہین ساتھہ قول اللہ تعالی کے کہ فرمایا واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ترجمہ عبادت کر اپنی رب کی یہان تک کہ آوی تجھکو یقین اور حمل
کرتے ہین یقین کو اوپر مکاشفہ کے پس لے ہے اشارہ کیا مصنف رحمہ اللہ نے طرف دفع شبہ اون کی کے اور کیونکر منفک ہووے علم
معاملہ مکاشفہ سے باوجود اس کے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ یقین اور نور ایمان علی وجہ الکمال حاصل تہا قبل ملنے کے
بسبب جذبہ صمدیت کے اور پہر بہی مکلف تہی ساتھہ طرح طرح کے تکلیفون کی خلاصہ یہہ کہ علم معاملہ غیر لازم ہے واسطے حصول علم مکاشفہ
کی ابتدا مین ولیکن واسطے دوام اور ہمیشگی اوس کے پس لابد ہے اوس سے جیسا کہ حضرت عمر کو حاصل ہوا جذبہ اور علم مکاشفہ پہر لازم پکڑا
علم معاملہ اور خدمت کو اور زندہ رہتی جادوگر فرعون کے البتہ لازم ہوتا اون پر علم معاملہ بہی واسطے دوام علم مکاشفہ کے اور مراد اس جگہ جذبے سے
جذبہ قویہ الٰہیہ ہے کہ آتا ہے عالم امر سے ورنہ صاحب علم معاملہ بہی ایک نوع جذبہ ربانیہ سے خالی نہین ہے لیکن وہ ضعیف ہوتا ہے
عالم خلق سے فرمایا اللہ تعالی نے الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین یعنی خبردار ہو واسطے اوسکی ہے پیدا کرنا اور حکم کرنا بہت برکت
والا ہے اللہ پروردگار عالمونکا اور اسی جگہ کہا گیا ہے کہ طریق طرف اللہ کے موافق شمار انفاس مخلوق کی ہین اور وہ مختلف ہوتی ہین
بسبب اختلاف پردون اور عوائق مخلوق کے پہر جان تو کہ تحقیق نہین لازم ہے وجود معاملہ سے حاصل ہونا مکاشفہ کا یعنی ممکن ہے
کہ معاملہ ہو اور مکاشفہ حاصل نہو اور اسیطرح یہہ بہی ہو سکتا ہے کہ مکاشفہ حاصل ہو جاوی بدون معاملے کے جیسا کہ ساحرون فرعون
کو ہوا اور حدیث مذکور یعنی التجافی عن دار الغرور مصنف رحمہ اللہ بطور استدلال کے لائی ہین اس امر پر کہ علم معاملہ منفک اور جدا نہین
ہوتا علم مکاشفہ سے جیسا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ سوال کیے گئے علامت اوس نور کی سے کہ جب دل مین پڑتا ہے تو کشادہ
اور فراغ ہو جاتا ہے سینہ کہ علامت اوس کے دل اوکہیرنا ہے دنیا سے اور رجوع کرنا عقبے کی طرف اور مستعد ہونا واسطے موت کی قبل
آنے اوس کے کے بسبب اشتیاق مولی اپنے کے سو اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ بشرط عقل معاملہ لازم ہے مکاشفہ کو بقاء اور انتہاءً
نہ ابتداءً اسیطرح ہے بیچ دونون شرحون نجم الدین اور علی قاری کے بتغیر یسیر ہدایا اور ولفضلہ الشرع فالمراد المکاشفۃ بنا روح فضل العالم
علی العابد کفضلی علی امتی اذ غیرہ تبع للعمل لثبوتہ شرطا لہ یہہ جو مذکور ہوا علم معاملہ اور مکاشفہ سی یہہ دو علم ہے کہ وارد ہے بیچ فضیلت اوسکے
کے شرع پس ہوا شارع کی مکاشفہ ہے بیچ اوس حدیث کے کہ وارد ہوئی ہے کہ فضیلت عالم کی اوپر عابد کی مانند فضیلت اوپر
میری کے ہے اوپر امت میری کے اس لیے کہ غیر اوس کا یعنی علم مکاشفہ کا کہ علم معاملہ
ہے تابع اور شرع ہے واسطے عمل کے اس لیے کہ ثبوت اوس کا یعنی علم معاملہ کا شرط ہی واسطے عمل
کی کہا شیخ نجم الدین نے اپنی شرح مین کہ اس استدلال مین اشکال ہے نہین ثابت ہوتا وہ جو دعوی کیا

مصنف نے اس بات کا کہ مراد علم سے اس حدیث مین علم مکاشفہ ہے پس تامل کر انتہی یہہ استدلال مصنف کا ٹہیک نہین اس واسطے
کہ علم معاملہ جو دو قسم پر منقسم ہے ایک ظاہری جو اصلاح جوارح اور قلب کے واسطے ہے اور دوسرا باطنی جو واسطے اصلاح باطن کے موضوع
ہے جسکو علم سلوک کہتی ہین یہہ دونون واسطے عمل اور واحسان نفس العمل کے ہین اور ثمرہ اونکا علم مکاشفہ ہے جو کسیکو قلیل حاصل ہوا
کسیکو کثیر اور وہ صرف عطاء الٰہی ہے بندی کے اختیار سے باہر اور ایک نور ہے کہ بیشتر بعد علم معاملہ کے قلب پر وارد ہوتا ہی اور بیان
مراد شارع کی تخصیص اوپر علم کے ہے پس لائق ہے کہ اول تخصیص واقع ہوا اوپر علم ظاہری کے من بعد اوپر علم سلوک کے اوسکے
بعد علم مکاشفہ پر نہ اولا فضیلت علم مکاشفہ کے بیان ہوا اور ان دونون علم سے چشم پوشی کے جاوی حالانکہ امت مخاطب بیچ قرآن اور
حدیث کے ساتہہ انہین دو علمون کے ہے جو عبارت علم معاملہ سے ہے اور علم مکاشفہ کیطرف تو خاص لوگونکو اشارۃ ودلالت کی گئی ہے
اور خود مصنف نے پہلے کہا بہی ہے کہ علم مکاشفہ مین کوئی روایت صراحۃ مروی نہین پس جس علم مین کوئی روایت مروی نہو اوسپر
کلام شارع کا جو علی الاعلان بطور وعظ وارد ہی کیونکر حمل کیا جاوی اور جسکے ساتہہ سب امت مخاطب ہے کیونکر مراد نہ لی جاوی اور اگر یہہ
کہی کہ یہ علم شرط ہی عمل کے نہ مقصود بالذات اور رتبہ شرط کا کمتر ہے مقصود سے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ شرط عمل کے ہے نہ شرط علم
مکاشفہ کی جو محض عطاء الٰہی ہے اور یہہ علم مکاشفہ بدون اسکے نہین پایا جاتا ہے اور ہر شخص اوس کا مامور بہی نہین
اور نہ حصر شخص سے وہ مقصود ہی اور علم کے فضیلت تو عمل پر اس واسطے ہے کہ عمل فیض لازم ہے اور علم متعدی
طرف دوسری کی پس متعدی ہونا اسی علم معاملہ مین زائد ہے بہ نسبت علم مکاشفہ کے پس معنے اس حدیث کے وہی ہین جو محدثین
نے کہا جیسا کہ آگی آتی ہین اور یہہ جو علم مذکور ہوا کہ منقسم ہے طرف مکاشفہ اور معاملہ کے یہہ وہ علم ہے کہ اس کے فضیلت مین
بہت آیتین اور حدیثین اور اخبار ائمہ کے وارد ہین چنانچہ فرمایا ہے اللہ تعالی نے شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملائکۃ واولوا العلم ترجمہ گواہی
دی اللہ تعالی نے یہہ کہ نہین کوئی معبود برحق مگر وہ اور گواہی دی فرشتون نے اور صاحبون علم نے اور فرمایا اللہ تعالی نے یرفع اللہ
الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات ترجمہ بلند کریگا اللہ تعالی اون لوگون کو کہ ایمان لائی تم مین سے اور اون لوگون کو کہ
دی گئے ہین علم از روی درجے کے اور فرمایا اللہ تعالی نے قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ترجمہ کہہ اے محمد کیا برابر ہین
وہ لوگ کہ جانتی ہین اور وہ لوگ کہ نہین جانتے اور فرمایا اللہ تعالی نے وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن آمن وعمل صالحا ترجمہ
اور کہا اون لوگون نے کہ دی گئے تہے علم وای ہے تمکو ثواب خدا بہتر ہے واسطے اوس شخص کے کہ ایمان لاتا ہے اور کام کرتا ہی
اچہے اور فرمایا اللہ تعالے نے تلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العالمون ترجمہ اور یہہ مثالین ہین کہ بیان کرتے ہین ہم اونکو واسطے
لوگون کے اور نہین سمجہتی اوسکو مگر علم والی اور فرمایا اللہ تعالی نے ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم ترجمہ
اور اگر پہیرتی اوسکو طرف رسول کے اور صاحبون حکم کے اونہین سے البتہ جانتے تہی اوسکو وہ لوگ کہ تحقیق کرتی ہین اسکو اونہین سے اور فرمایا
بل ہو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم ترجمہ بلکہ وہ آیتین ہین روشن بیچ سینون اون لوگون کے کہ دی گئے ہین علم اور اسی طرح
بہت حدیثین بہی فضیلت علم مین وارد ہین چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ واسطے عالمون کی ساتسو درجی زائد ہین اور

مومنون سے ایسی درجے کے درمیان ہر دو درجون کے پانسو برس کا راستہ ہی اور فرمایا آپ نے کہ جس کے ساتھ الله ارادہ کرتا ہی بہتری کا
علم اور سمجھ دیتا ہی اوسکو دین مین روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور زائد کیا ہے طبرانی نے کہ الہام کرتا ہی اوسکو رشد اوسکی
کی باتین اور قول حضرت صلی الله علیہ وسلم کا علما ورثۃ الانبیا ہین روایت کیا اسکو ابوداود اور ترمذی وغیرہ نے اور فرمایا آپ نے کہ حکمت یعنی
علم دین زیادہ کرتا ہے شریف کو شرف مین اور بلند کرتا ہے مملوک کو درجے مین یہانتک کہ بٹھاتا ہی اوسکو مجلس ملوک مین روایت کیا
اسکو ابونعیم نے حلیہ مین انس سے سو اسمین تنبیہ ہے کہ دنیا مین تو یہ حال ہے علم کا آخرت کہ بہتر اور ابقی ہے وہان کیا کچھ ہی ہوگا
اور فرمایا آپ نے کہ دو خصلتین نہین جمع ہوتین منافق مین نیک خصلت اور سمجھ دین مین روایت کیا اسکو ترمذی نے ابوہریرہ سے
اور فرمایا آپ نے کہ ایمان عریان یعنی ننگا ہے اور لباس اوسکا تقوی اور پرہیزگاری ہے اور زینت اوسکی حیا ہے اور ثمرہ اوسکا علم اور عمل ہے روایت
کیا اسکو حاکم نے تاریخ نیشاپور مین ابوالدردا سے اور فرمایا آپ نے کہ سب سے زیادہ قریب آدمیون سے ساتھہ درجے نبوت کی اہل
علم مین اور جہاد کرنیوالے اہل علم پس دلالت اور ہدایت کرتے ہین لوگون کو اوپر اوس چیز کی کہ پیغمبر لائے ہین شریعت اور دین سے اور اہل
جہاد پس لڑتے ہین وہ ساتھہ تلوارون اپنی کے اوپر اوس چیز کے کہ لائے ہین اوسکو پیغمبر یعنی دین اور شریعت کی جاری کرنے اور پھیلانے
کے لیے خالص لوجہ الله لڑتے ہین اور اپنی جانین کہ عزیزترین اشیا ہین الله کے واسطے دیتے ہین روایت کیا اسکو ابونعیم نے ابن عباس سے اور
فرمایا آپ نے کہ سیاہی علما کی قیامت کے دن تولی جاویگی ساتھہ خون شہیدون کے پس غالب اور بھاری ہوجاویگی سیاہی علما
کی شہیدون کے خون سے روایت کیا اسکو ابن عبدالبر نے ابودردا سے اور فرمایا آپ نے کہ جو چالیس حدیثین یاد کرے میری امت کے
لیے اور انکو پہنچاوے طرف اونکے ہونگا مین واسطے اوسکے دن قیامت کے گواہ اور شفاعت کرنیوالا اور ایک روایت مین ہے
کہ جسنے چالیس حدیثین یاد کین امر دین سے اٹھیگا وہی دن قیامت کے درحالیکہ ہوگا فقیہ عالم روایت کیا اسکو ابن عبدالبر نے
ابن عمر سے اور فرمایا آپ نے کہ جو شخص تفقہ اور سمجھ حاصل کرے دین مین کفایت کریگا الله اوسکے فکرون کی اور روزی دیگا اوسکو
جہان سے وہ گمان نرکھتا ہوگا روایت کیا اسکو خطیب نے اور فرمایا آپ نے کہ میری امت مین دو قسم کے لوگ ہین جب وہ اصلاح اور
درستی پر آجاوین سب لوگ راست اور درست ہوجاوین اور جب فساد کرین اور بگڑ جاوین سب لوگ بگڑ جاوین اور وہ امرا اور علما
ہین اور اسی طرح حدیث متن کہ مصنف رحمہ الله لائے ہین یعنی فرمایا آپ نے کہ فضیلت عالم کی اوپر عابد کے ایسی ہے جیسے میری فضیلت
اوپر امت میری کے لیکن ترمذی اور دارمی کے روایت مین ابودردا سے اس طرح پر ہے کہ فضیلت عالم کی اوپر عابد کی ایسی ہے جیسے
میری فضیلت اوپر ادنی تمہاری کے اور ابوداود اور ابن ماجہ وغیرہ کی روایت مین یون ہے کہ فضیلت عالم کی اوپر عابد کی ایسی ہے جیسے
فضیلت چودھوین رات کی چاند کی اوپر تمام تارون کے اور تحقیق علما ورثۃ الانبیا ہین اور انبیا نے نہین وارث کیا سبھی درہم اور
نہ دینار کا سوا اس کے نہین کہ اون کا ورثہ علم ہے پس جس نے لیا اوسکو لیا حصہ پورا اور کامل اور ابن عدی نے ابوہریرہ سے روایت
کی ہے کہ فضیلت عالم مومن کے اوپر مومن عابد کے ستر درجے ہے سو کہا مصنف رحمہ الله نے کہ مراد شارع کی ان سب حدیثون سے
کہ فضیلت علم اور علما پر ناطق ہین علم مکاشفہ ہے اس لیے کہ غیر اوسکا یعنے علم معاملہ تابع ہے واسطے عمل کے اس لیے کہ ثبوت اوسکا

بلکہ شرط ہے واسطے عمل کے کہ نہیں ممکن ہے عمل کرنا بدون علم کے اور علم پایا جاتا ہے بدون عمل کے
لیکن ہرگاہ کہ پایا جاوے گا عمل لازم ہوگا وجود علم کا بخلاف اس کے عکس کے پس عمل بغیر علم کی
غیر ممکن ہے پس معلوم ہوا کہ مراد عالم سے عالم بالعلم المکاشفہ ہے والا اگر ارادہ کیا جاوے اوس
سے عالم علم معاملہ کا لازم آوے گی تفضیل عالم کے اوپر عالم کے یا اوپر عالم عابد کی اور یہ
فاسد ہی پس متعین ہوا کہ مراد ساتھہ قول آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ فرمایا آپ
نے فضل العالم الخ عالم علم مکاشفہ ہے پس یہہ ہے حل کلام اور بیان مرام اتن کا اس
جگہہ پر اور ظاہر یہہ ہے کہ مراد عالم سے اس جگہہ پر وہ عالم ہے کہ جامع ہو دونوں علموں
مکاشفہ اور معاملہ کا بلکہ مستجمع ہو علم شریعت اور عمل طریقت کو جو موصی ہے طرف مرتبہ حقیقت
کے اور تحقیق یہہ ہے کہ علم بدون عمل کے غیر مفید ہے اور عمل بغیر علم کے غیر صحیح
پس لابد ہے واسطے عالم کی عمل سے اور واسطے عابد کے علم سے پس مراد عالم سے جو کہ حدیث
شریف مین آیا ہے وہ عالم ہے کہ عمل کرے اوس چیز پر جو اوس پر واجب ہے اور صرف
کرے باقی اوقات کو طرف علم کے اور مراد عابد سے وہ شخص ہے کہ جانے اوس چیز کو کہ
واجب ہے اوپر اوس کے علم سے اور صرف کرے باقی اوقات اپنے طرف عمل کے اور
فضیلت عالم کے عابد پر اس سبب سے ہوئی کہ نفع علم کا متعدی ہے اور نفع عمل کا قاصر ہے لازم ہی
اور اس لیے کہ علم یا تو فرض عین ہے یا فرض کفایہ سو یہہ دونوں افضل ہین نوافل سے جیسا
کہ فقیہوں پر مخفی ہے فضیلت والون پر اور اس سبب سے کہ علم صفات اللہ تعالے سے ہے اور عمل صفات
بندے سے ہے اور اس سبب سے کہ دو متقابلین کہ علم اور عمل ہے بہتر ہین ایک فضیلت سے کہ عمل
ہے خلاصہ یہ کہ زیادتے علم کی بہتر ہے زیادتے عمل سے اور اس جگہ بہے مراد عالم سے وہ
عالم ہے کہ عامل ہو چنانچہ طرف اسی کے اشارہ کرتا ہے قول علیہ السلام کا نعوذ باللہ من علم لاینفع
روایت کیا اوس کو ابن ماجہ نے جابر سے ساتھہ اسناد حسن کے انتہی ما قال الملا علی القاری فی شرحہ
اور کہا شیخ نجم الدین نے بیچ شرح اپنے کی کہ مراد عالم سے وہ شخص ہے کہ غالب ہو اوپر اوس
کے علم کہ پہیلاتا ہو اوس کو بعد ادا کرنے اوس چیز کے کہ متوجہ ہے طرف اوس کے فرائض

و رحیم ... ساتھہ ... اوس ... شی ... اوس علم ... متحقق ...

اور سنن موکدہ سے اور مراد عابد سے وہ شخص ہے کہ غالب ہو اوپر اوس کے عبادت اور وہ وہ ہے کہ صرف کرے
اوقات اپنی کو بیچ نوافل کے باوجود اوس کے کہ ہو عالم ساتھہ اون مسائل کے کہ صحیح ہو ساتھہ اون کے عبادت
اور سوا اس کے نہین کہ حمل کیا ہم نے کلام کو اوپر اوس شخص کے کہ غالب ہو اوپر اوس کے ایک اون دونون
وصفون سے نہ اوپر خالی عابد کے اس لیے کہ نہین ہے کچھ فضیلت واسطے ان دونون کے بلکہ یہہ دونون
عذاب کیے جاوینگے بیچ دوزخ کے بسبب موقوف ہونے صحت عمل کے علم پر اور کمال علم کے عمل پر بلکہ
وارد ہوا ہے ویل واسطے جاہل کے ایک دفعہ اور واسطے عالم کے سات دفعہ انتہی والمعاملۃ القلبیۃ الواجبۃ
فیما ورد فی طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ لامتناع ارادۃ غیرہا اما التوحید فللحصول واما الصلوۃ فلجواز
ان یبلغ الشخص وقت الضحی ومات قبل الظہر واما غیرہا فاظہر **ترجمہ** اور مراد شارع کی ساتھہ علم کی
علم معاملہ قلبیہ ہے جو واجب ہے بیچ اوس حدیث کے کہ وارد ہے بروایت ابن ماجہ انس سے کہ فرمایا
آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ طلب کرنا علم کا فرض ہے اوپر ہر مسلمان مرد اور عورت کی بسبب ممتنع
ہونے ارادہ غیر معاملہ قلبیہ کی آہی یعنی ارادہ کرنا علم توحید کا اس لیے ممتنع ہے کہ وہ خود حاصل ہے کہ ظاہر
ہے لفظ مسلم سے اور اسی پر امتناع ارادۂ علم نماز کا اس لیے ہے کہ جائز ہے یہہ بات کہ البتہ نماز
کے پیدا کی ایک شخص نے وقت چاشت کے ساتھہ بلوغ یا اسلام کے اور مر گیا پہلے داخل ہونے وقت
ظہر کی پس اس شخص نے نماز کا وقت نہ پایا اس وجہ سے علم ہے نماز کا اس پر واجب نہوا
اور اسی پر سوا ان دونون کے پس ظاہر تر ہے یعنی کہا مصنف رحمہ اللہ نے کہ یہ جو حدیث شریف
مین آیا ہے کہ طلب کرنا علم کا فرض ہے ہر مسلمان پر تو اس علم سے یہی علم معاملہ قلبیہ مراد ہی اس لیے کہ سوا
اس کی اور علم کا ارادہ کرنا ممتنع ہے علم توحید کا تو اس لیے کہ وہ خود حاصل ہے قید آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے سے کہ طلب کرنا علم کا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے سو سمجھا گیا کہ یہہ علم سوا توحید اور اسلام کی ہے
کہ مخاطب اس کے تحصیل کے اور موحد مسلمان ہین اور علم صوم وصلوۃ وغیرہ اس لیے مراد نہین ہے کہ جائز ہی
یہہ بات کہ ایک شخص ایسی وقت مسلمان یا بالغ ہو کہ وقت نماز کا نہو مثل چاشت کے سو نہین واجب
ہے اوس پر اوسی وقت سیکھنا مسائل نماز وغیرہ کا قبل پورا ہونے وقت اوس کے اور امتناع ارادہ غیر علم
توحید اور علم صلوۃ وغیرہ کا اور علمون بیع وشرا وغیرہ سے ظاہر تر ہی کہ وہ مراد نہین ہو سکتی پس ثابت ہوا کہ مراد اس
علم سے وہ علم ہی [illegible] علم معاملہ قلبیہ کہا شیخ نجم الدین نے اپنی شرح مین کہ یہہ کمال استدلال مصنف کا اور یہہ رد ہے بعض المبتدعین
کے ہی انتہی مترجم کہتا ہے شاید واسطے ترغیب اس علم کے اختیار کیا ورنہ ظاہر ہی کہ سب معاملات قلبیہ آدمی پر فرض نہین ہان تصدیق شرع
کے اور ترک کرنا اعتقادات شرک اور کفر اور ایک مقدار پر اخلاق ذمیمہ کا البتہ ہر شخص پر فرض ہی سو وہ ایمان ہی [illegible]

علم ظاہر ہو یا باطن ہان جو شے اسپر فرض ہے اوسکا علم بہی فرض ہے اور کہا شیخ نجم الدین نے کہ لفظ مسلم تک الفاظ حدیث کے صحیح ہین
لیکن لفظ مسلمہ مین اختلاف ہے بعضون نے اسکو روایت کیا ہے مانند ابن ماجہ کے اور بعضون نے اسکی تضعیف کی ہے جیسے احمد اور
بیہقی نے اور بعضون نے کہا کہ یہ لفظ موضوع ہے اور کہا علی قاری رح نے کہ بعض مصنفون نے آخر حدیث مین یہ لفظ لاحق کر دیا ہے
والا کسی طریق مین یہ لفظ مذکور نہین ہے اور کہا نووی نے کہ اسناد اسکی ضعیف ہے اگرچہ معنی اسکے صحیح ہین اور کہا جزری نے
کہ کوئی اصل صحیح نہین ہے واسطے اس حدیث کے خلاصہ یہ کہ بندہ پر بعد توحید کے دو طرح کے فرض ہین ایک ساتھ حکم اسلام کے
اور وہ معاملہ قلبیہ ہے اور اصلاح کرنا باطن کا واسطے زیادہ کرنے انوار نفسیہ اور زائل کرنے اخلاق ردیہ اور ثابت کرنے شمائل
مرضیہ کے اور دوسرا وہ کہ فرض ہے او پر اوسکے وقت تجدد اور نو پیدا ہونے حادثہ کے مانند داخل ہونے وقت نماز اور روزے
اور وجوب حج اور زکوۃ اور علم بیع اور شرا اور تمام معاملات کے لیکن بندہ اگر ایسے وقت مسلمان ہوا کہ نہین واجب ہین او پر اوسکے
یہ اشیاء پس نہین لازم ہے او پر اوسکے یہ کہ جانے اونکو اسلیے کہ نہین پایا اوسنے وقت انکا اور جو چیز کہ نہ پاوے وقت اوسکا
نہین فرض ہے علم اوسکا اسلیے کہ اگر مقدر ہے سوت اوسکے قبل پانے اوسکے مطالبہ کیا جاویگا دن قیامت کے ساتھ سیکھنے
علم اوسکے اور سوا اسکے نہین کہ اسوقت تو فرض اسپر علم معاملہ قلبیہ کا ہی ہے اور حاصل کرنا اخلاق زکیہ اور پاکیزہ کا اسلیے کہ
بندہ بعد اسلام کے نہین خالی ہے اس سے کہ ہوگا متصف ساتھ اخلاق ردیہ کے پس اسپر اونکا ازالہ اونکا اور ثابت کرنا اچھے اخلاق کا اونکی جگہ پر یا ہوگا متصف
ساتھ برے اخلاق کے پس واجب ہے او پر اوسکے حاصل کرنا علم باطن کا واسطے حاصل کرنے زیادتی یقین اور پہچاننے فریب اور مکرون
نفس کے اور پہچاننے خواطر ردیہ اور اون احوال باطنی قلبی کے کہ درمیان اسکے اور درمیان اللہ تعالے کے ہین اوسوقت مین
پس اگر پائی اوس شخص نے فرصت اور فراغت بعد اسلام کے اور نہ مشغول ہوا حاصل کرنے علم معاملہ قلبی مین ہوگا تارک واسطے
فرض کے کہ سوال کیا جاویگا اوس سے دن قیامت کے اور اگرچہ نہ پہونچا اوس تک کوئی وقت فرضون ظاہرہ سے مثل نماز وغیرہ
کے فی الجملہ اختلاف کیا ہے عالمون نے بیچ اوس علم کے کہ فرض عین ہے ہر مسلمان پر سو ہو گئے ہین اسمین بیس سے بہی زیادہ
فرقے اور ہر ایک نے تعصب کرکے مراد رکہی ہے اوس علم سے کہ جسکی تحقیق کے پیچہے وہ خود ہے یعنی علم فرض عین سے ہر گروہ
نے وہ علم مراد رکہا کہ جسکے طرف وہ منسوب ہے پس متکلمین یعنے علم کلام اور عقائد والے کہتے ہین کہ وہ علم کلام ہے اسلیے کہ اسی سے
جانی جاتی ہے توحید اور اسی سے پہچانی جاتی ہے ذات اور صفات اللہ تعالے کی اور کہا محدثین نے کہ وہ کتاب اور سنت ہے
اسلیے کہ انہین سے پہونچتا ہے طرف اور علمون کے اور کہا فقہا نے کہ وہ علم فقہ کا ہے اسلیے کہ اسی سے پہچانے جاتے ہین عبادات
اور حرام اور حلال معاملات سے اور کہا صوفیون نے کہ مراد اس علم سے علم اخلاق ہے اور جو متعلق ساتھ اوسکے ہے علم معاملہ اور
مکاشفہ وغیرہ سے اور تحقیق یہ ہے کہ یہ سب علم فرض کفایہ ہین اور فرض عین ہر شخص پر بعض انکا ہے اوس چیز سے کہ واجب ہے
رعایت اوسکی خلاصہ یہ ہے کہ علم حال فرض ہے مثلاً ایک شخص مسلمان ہوا اوسپر فقط اسلام کے ارکان جاننا فرض ہے مجملاً ہو
یا مفصلاً پہر جب نماز کا وقت آیا تب اوسپر علم صلوۃ فرض ہوا اور جب رمضان آیا تب علم صیام جب مالدار ہوا اور مال پر برس گذرا

ف تحقیق نجم الدین

ف تحقیق علی قاری

ف تحقیق جزری

ف خلاصہ

ف اختلاف فرض عین ہونا علم

ف علم حال فرض ہے

علم زکوۃ فرض ہوا اسی طرح جب قلب مین ایسے فتور پیدا ہوسے کہ اندیشہ ایمان کے جانے کا ہے تب علم اصلاح قلب فرض ہے
اسی طرح سب علوم مثل علم بیع اور تجارت اور نکاح اور طلاق وغیرہ کے جو حاصل اسپر آتا جائیگا اوسکا علم اوسپر فرض ہوتا
ہوتا جائیگا وعلم الآخرۃ مطابقاً فیما ورد فی ہل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون الآیۃ لئلا لفضل علماء الزمان علے الصحابۃ
بمجادلۃ الکلام والتعمق فی فتوۃ ستۃ مذ وقوعہا محدثۃ ترجمہ اور مراد شارح کی علم آخرت سے مطلقاً یعنے علم معاملہ ہو یا مکاشفہ
بیچ اوس آیہ کے کہ وارد ہے قرآن شریف مین یعنے فرمایا اللہ تعالے نے کہ کہو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آیا برابر ہین وہ لوگ
جانتے ہین اور وہ لوگ کہ نہین جانتے تو کہ فضیلت نہ دیجاوین علماء ہمارے وقت کے اوپر صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم کے
بسبب مجادلہ کرنا بیچ دلائل اور احوال کلام کے اور تعمق سے نظر کرنا بیچ ان فتوون کے کہ نادر الوقوع ہین محدث اور بدعت ہین یعنے کہا
مصنف رحمہ اللہ نے کہ اس آیۃ مذکورہ مین بہی مراد علماء سے علماء علم آخرت کی ہین یعنے وہ علم کہ نفع دے آخرت مین عام ہے
اس سے کہ علم معاملہ ہو یا مکاشفہ اور اگر نہ لیا جاسے اوس سے مراد علم آخرت کا تو البتہ تفضیل لازم آویگی ہمارے وقت کی علما
کے اوپر صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم کی اسلیے کہ پچہلے عالمون کو جسقدر مسائل اور معاملات حاصل ہوسے اور نئے نئے علم انکا سلے
اور سیکہی مثل منطق اور کلام وغیرہ کے کہ صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم نہ جانتے تہے اور نہ اونکے وقت مین بسبب قلت واقعات اور
حوادثات کے یہ علوم رائج تہے پس معلوم ہوا کہ مراد علم سے آیۃ شریف مین وہ علم ہے کہ نافع ہو آخرت مین یعنے علم دین اور شریعت کا
اور وہ علے وجہ الاتم حاصل تہا صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم کو کہ مقتدای شریعت اور طریقت اور ایمہ دین اور ہادی راہ متین تہے اور
پچہلون کو جو کچہ کہ حاصل ہوا ساتہ برکت انفاس اونہین کے ہے اور ماسوا اس علم آخرت اور شریعت کے سب حادث اور نو پیدا ہین
چنانچہ کہا شیخ نجم الدین نے اپنی شرح مین کہ علم تو ہین چار اونہین سے معروف تہے صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالے عنہم کے
وقت مین اور پانچ نئے نکلے ہین کہ سلف مین معروف نتہے وہ چار جو معروف تہے صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم کے زمانی مین وہ
یہ ہین علم ایمان اور علم قرآن اور علم السنن والآثار اور علم الفتاوے والاحکام اور پانچ نئے نکالے ہوسے یہ ہین علم صرف
اور علم نحو اور علم عروض اور علم مناظرہ اور علم منطق سو اس وقت کے لوگ ایسے ہی عالمون کو کہ درحقیقت علم دین اور شریعت سے
جاہل ہین عالم جانتے ہین اور طرف متقدمین کے نسبت نقصان کے اور کلمات خفیف اور سبک اونکے شان مین کہتے ہین
سو یہ بسبب نہ جاننے اونکی کے ہے طریقہ متقدمین کو اور بسبب نہونے بصیرت کے اونکو ساتہ حقیقت علم دین کے کہا امام غزالی
رحمہ اللہ نے بیچ احیا کے کہ مجادلہ کرنا کلام مین اگرچہ ہے یہ محدثات سے لیکن ہوگیا ہے اس زمانی مین فرض کفایہ سے اور وہ
اسقدر ہے کہ مقابلہ کرسکے بدعتی سے جب وہ جہگڑا کرے اور نقل کیا ہے سید نے بیچ حاشیہ مشکوۃ کے شرح السنہ سے کہ اتفاق
کیا ہے علماء سلف نے اہل سنت سے اوپر ممنوع ہونے جدال اور جہگڑے کے صفات مین اور خوض کرنے سے علم کلام مین اور
اوسکے سیکہنے سے کہا امام مالک نے کہ بچو تم بدعت سے کہا تو کون نے کہ کیا ہے بدعت کہا وہ ہی کہ کلام کرتے ہین لوگ بیچ اسماء
اللہ تعالے اور صفات اوسکی کے مثل کلام اور علم اور قدرت وغیرہ کے اور نہین سکوت کرتے اوسمین کہ جسمین صحابہ اور تابعین

رضی اللہ عنہم نے سکوت کیا اور اگر ہوتا کلام علم البتہ کلام کرتے اونمین جیسے کہ کلام کیا بیچ احکام کے اور اگر کہا جاوے کہ کیونکر
جمع ممکن ہے درمیان اس قول اور قول نووی کے کہ کہا اونہون نے کہ علم کلام بدعت واجبہ سے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ وجوب
من حیث الضرورۃ ہے بسبب غلو بدعتیون اور ملحدون کے سوا اسوقت مین واجب ہی اوپر مسلمانون کے دفع کرنا انکا چنانچہ اسلیے
ہوا سیکھنا علم کلام کا فرض کفایہ سے جیسے اور صنعتون اور کاریگریون مباح کا سیکھنا انتہی وما ورد فی لیتفقہوا فی الدین لاختصاص
الانذار والحذر بہ فالمراد ما سبق ذکرہ بقیہ القاب ترجمہ اور مراد شارح کی علم آخرت ہے اوس سے کہ وارد ہوا ہے بیچ قرآن
شریف کے یعنے فرمایا پس کیون نہ نکلے ہر فرقے سے اونمین سے ایک جماعت تاکہ سمجھ سیکہین بیچ دین کے بسبب مختص ہونے انذار
اور حذر کے ساتھ علم آخرت کے اسلیے کہ علوم محدثہ کہ جنکا ذکر سابق مین ہوچکا ہے سخت اور سیاہ کرتے ہین دل کو یعنے کہا مصنف
رحمہ اللہ نے کہ اس آیہ شریف مین جو علم سیکھنے کا امر فرمایا سو اوس سے یہی مراد علم آخرت ہی اسلیے کہ علت اوسکی فرمائی لینذروا
قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون ترجمہ تاکہ ڈراوین قوم اپنی کو جب پھر جاوین طرف اونکے شاید کہ وہ بچین سو ڈرانا اور بچنا
مختص ساتھ علم آخرت ہی کے ہے اسلیے کہ اور علوم جو نئے نکلے ہین اونکو کچھ دخل نہین انذار اور حذر مین بلکہ اونسے تو اور دل سخت
اور سیاہ ہوجاتا ہے اور خضوع اور خشوع جاتا رہتا ہے اور اللہ کے ذکر سے مشغول کرلیتے ہین اور نور اور روشنی دل کی تو اللہ ہی
اللہ ہی کے ذکر سے ہے اور جو متعلق ہے ساتھ اوسکی ترغیب اور ترتیب سے متعارف مین ہے کہ ہرگاہ کہ ہوا انذار مستفاد فقہ فی الدین
سے بیچ آیہ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم کے اور انذار زندہ کرتا ہے ساتھ علم کے اوس شخص کو کہ جسے ڈراوے
اور زندہ کرنا ساتھ علم کے رتبہ فقہ فی الدین کا ہے تو ہوا فقہ فی الدین کامل تر رتبون کا اور اعلا انکا اور وہ علم ہی عالم متقی کا
کہ ہوچکا ہو رتبہ انذار کو ساتھ علم اپنی کے اور زاہد ہو دنیا مین اور رغبت کرنے والا ہو عقبے مین اور طالب ہو مولے کا انتہی ما قال
العلی القاری والشیخ نجم الدین فی شرحہما وایضا وصف الشارح الفقیہ بانہ یمقت الناس فی ذات اللہ تعالے ولم یقنطہم من رحمۃ
ولم یؤمنہم من مکرہ ولم یرغب عن القرآن الی غیرہ ویرے لہ وجوہا کثیرۃ ترجمہ اور بہی وصف کیا ہے شارح نے فقیہ کا کہ تحقیق
وہ دشمن رکہتا ہے لوگون کو یعنے فاسق فاجرون کو اللہ تعالے کی ذات مین یعنے اوسکی رضامندی کے واسطے اور نا امید
نہین کرتا اونکو رحمت حق تعالے سے اور نہ مامون کرتا ہے اونکو مکر اوسکی سے اور اعراض نہین کرتا قرآن سے طرف غیر
علمون کی اور جانتا ہے قرآن کی بہت سے معانی اور وجہین یعنے کہا مصنف رحمہ اللہ نے کہ یہ بات بہی موید ہماری مدعا کی
ہی کہ شارح نے وصف بیان کیا فقیہ کا کہ وہ اہل معاصی سے بغض رکہتا ہے واسطے رضامندی اور خوشنودی اللہ تعالی کی
اور اونکو نا امید نہین کرتا اوسکی رحمت سے کہ فرمایا ہے اوسنے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ترجمہ مت نا امید ہو رحمت اللہ کی سے
اور فرمایا لا ییأس من روح اللہ الا القوم الکافرون ترجمہ نا امید نہین ہوتے رحمت اللہ کی سے مگر قوم منکر اور اسی طرح نہ بیخوف
اور نڈر کرتا ہے اونکو اللہ کے مکر اور عذاب سے کہ فرمایا افامنوا مکر اللہ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون ترجمہ کیا پس نڈر
ہوگئے مکر اللہ کے سے پس نڈر نہین ہوتے ہین مکر اللہ کے سے مگر ٹوٹا پانے والے بلکہ ڈراتا ہے اور بشارت دیتا ہے اپنی نفس او

اون سب کو تاکہ ہو جاوین درمیان خوف اور رجا کے اور قرآن کہ جو علوم اوس سے مقتبس ہوکر نکلے ہین اونسے اعراض نہین کرتا
بلکہ بسبب کثرت مزاولت اور توغل کی وجوہون اوسکی سے جو ظاہر اور باطن اور حد اور مطلع ہے خوب واقف ہے اور تاویلون
عبارات اور رموز اور اشارات لفظی سے کما حقہ عارف ہے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا نہ بتادون مین تمکو پورا فقیہ
عرض کی ہان فرمایا وہ شخص ہے کہ لوگون کو نا امید نکرے اللہ کی رحمت سے اور نہ نڈر کرے اونکو اوسکے عذاب اور مکر سے اور
نہ چہوڑے قرآن کو بے رغبتی سے لیئے اور علمون کی طرف رغبت کرکے قرآن سے غافل نہو جاوے روایت کیا اوسکو ابو بکر
بن لآل نے مکارم اخلاق مین اور ابن السنی اور ابن عبد البر نے حدیث علیؓ سے اور کہا ابن عبد البر نے کہ اکثر لوگون نے موقوف
رکہا ہے اس حدیث کو حضرت علیؓ ہی پر سو اس سبب مذکور سے یہ ثابت ہوا کہ مراد فقہ و علم سے جو آیۃ شریف مین مذکور ہے
علم آخرت ہے اسلیے کہ اسی سے حاصل ہوتا ہے انذار اور حذر اور اسیطرح فقیہ کی تعریف سے جو حضرت نے فرمائی یہی مدعا ثابت
ہوتا ہے اب یہان چند حدیثین فضیلت تعلم اور تعلیم مین بیان کرنا مناسب ہین فرمایا اللہ تعالے نے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون
ترجمہ پس پوچہ لو تم اہل ذکر یعنے عالمون سے اگر تم نہین جانتے ہو اور فرمایا حضرت نے کہ جو چلے ایسا راستہ کہ طلب کرے اوسمین
علم لیجاوے اللہ اوسکو ایسے راستہ پر کہ پہونچے طرف جنت کے روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ سے اور فرمایا کہ تحقیق فرشتے
رکہتے ہین یعنے بچہاتے ہین اپنے بازو واسطے طالب العلم کے بسبب راضی ہونے اور خوش ہونے کے اوس کام سے کہ کرتا ہے یعنے
طلب علم روایت کیا اسکو احمد اور ابن حبان اور حاکم نے حدیث صفوان بن عسال سے اور تصحیح کی اسکی اور فرمایا کہ البتہ صبح کو
تمہارا چلنا اور ایک باب علم کا سیکہنا بہتر ہے سو رکعت نماز پڑہنے سے روایت کیا اسکو ابن عبد البر نے حدیث ابو ذر سے اور
ایک روایت مین ہے کہ بہتر ہے ساری دنیا سے اور فرمایا طلب کرو علم کو اگرچہ ہو چین مین روایت کیا اسکو ابن عدی اور بیہقی نے
مدخل اور شعب مین حدیث انسؓ سے اور کہا کہ متن اسکا مشہور ہے لیکن اسنادین اسکی ضعیف ہین اور فرمایا کہ علم خزانے اللہ کے
ہین اور کنجی اوسکی سوال ہے پس سوال کرو اور پوچہو کہ اسمین چار آدمی کو اجر او ثواب ملتا ہے سائل اور عالم اور سننے والے اور
دوست رکہنے والا اونکا روایت کیا اسکو ابو نعیم نے حدیث علیؓ سے ساتہ اسناد ضعیف کے اور فرمایا جو شخص کہ آوے اوسکو موت
اور وہ طلب کرتا ہو علم تاکہ زندہ کرے ساتہ اوسکے اسلام پس درمیان اوسکے اور نبیون کے جنت مین ایک درجے کا فرق ہوگا روایت کیا
اسکو دارمی اور ابن السنی نے ریاضۃ المتعلمین مین حدیث حسین ابن علیؓ سے اور فضیلت تعلیم مین فرمایا اللہ تعالے نے واذ اخذ اللہ میثاق
الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ ترجمہ اور جسوقت کہ لیا اللہ تعالے نے عہد اون لوگون سے کہ دی گئی کتاب کہ البتہ
بیان کروگے تم اوسکو واسطے لوگون کے اور نہ چہپاؤ اوسکو سو اس آیت شریف سے واجب ہونا تعلیم کا ثابت ہوتا ہے اور قول
اللہ تعالے کا وان فریقا منہم لیکتمون الحق وہم یعلمون ترجمہ اور تحقیق ایک فرقہ اونمین سے البتہ چہپاتے ہین حق کو اور وہ جانتے ہین
سو اسمین دلیل ہے اوپر مذموم اور حرام ہونے کتمان حق اور چہپانے اوسکی کے اور قول اللہ تعالے کا ومن احسن قولا ممن دعا الی
اللہ وعمل صالحا ترجمہ اور کون شخص ہے بہتر بات مین اوس شخص سے کہ پکارتا ہے طرف اللہ کے اور عمل کرتا ہے اچہے اور قول

اللہ تعالے کا ادع الے سبیل ربک بالحکمت والموعظۃ الحسنۃ ترجمہ یعنے بلا طرف راہ پروردگار اپنی کے ساتہ حکمت کے اور نصیحت نیک کے
اور قول اللہ تعالے کا ویعلمہم الکتاب والحکمت ترجمہ اور سکہلاوے اونکو کتاب اور حکمت اور فرمایا حضرت نے کہ نہین دیا اللہ نے کسی عالم کو
علم مگر کر لیا اوپر اوسکے عہد اور میثاق جو کہ لیا نبیون سے یہ کہ بیان کردی اوسکو لوگون مین اور نہ چہپاوے اوسکو روایت کیا اسکو
ابونعیم نے حدیث ابن مسعودؓ سے اور فرمایا آپ نے معاذؓ سے جب کہ بہیجا اونکو طرف یمن کے کہ ایک شخص کو ہدایت کرنا اور راہ پر لانا اللہ کا
تیرے سبب سے بہتر ہے واسطے تیری سرخ چوپایون اور اونٹون سے روایت کیا اسکو احمد نے حدیث معاذ سے اور فرمایا آپ نے کہ جو شخص
سیکہے ایک باب علم سے تاکہ سکہاوے لوگون کو دیا جاویگا ثواب ستر صدیقون کا روایت کیا اسکو دیلمی نے حدیث ابن مسعودؓ سے اور فرمایا
آپنے کہ جب ہوگا قیامت کا دن فرماویگا اللہ تعالے واسطے عابدون اور جہاد کرنے والون کے کہ داخل ہو تم جنت مین پس کہینگے علماء
کہ ہمارے ہی فضل علم سے انہون نے عبادت کی اور جہاد کیا پس فرماویگا اللہ تعالے کہ تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے میری فرشتے
شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی پس شفاعت کرینگے پہر داخل ہونگے وہ جنت مین روایت کیا اسکو ابو العباس مرہبی نے
حدیث ابن عباسؓ سے اور فرمایا آپ نے کہ نہین اوٹہالیگا اللہ تعالے علم کو دفعۃً لوگون سے بعد اسکے کہ دیا او نہین اوس علم کو لیکن اوٹہاویگا
اوسکو ساتہ لیجانے اور اوٹہانے عالمون کے پس ہر گاہ کہ جاتا رہیگا عالم جاتا رہیگا جو کچہ کہ ساتہ اوسکے ہے علم سے یہانتک کہ جب کوئی
باقی نرہیگا عالم ٹہہرالینگے لوگ سردار جاہلون کو کہ اگر اونسے مسئلہ پوچہینگے فتوے دینگے بغیر علم کے پس بہکینگے اور گمراہ کرینگے
لوگون کو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حدیث عبد اللہ بن عمرؓ سے اور فرمایا حضرت نے کہ جو شخص کہ جانے علم اور چہپاوے اوسکو
لگام دیگا اوسکو اللہ تعالے دن قیامت کی آگ کے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ نے حدیث ابی ہریرہؓ سے
اور تصحیح کی اوسکی اور فرمایا آپ نے کہ بہت اچہا انعام اور بہت اچہا تحفہ کلمہ حکمت کا ہے کہ سُنے تو اوسکو طرف بہائی اپنے مسلمان کے
اور سکہاوے تو اوسکو سو یہ برابر ہوتا ہے عبادت ایک سال کے روایت کیا اسکو طبرانی نے حدیث ابن عباسؓ سے اور فرمایا آپ نے
کہ کل دنیا ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اوسکے قریب کی چیزین ہین یا علم سکہانے والا یا سیکہنے والا روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن
ماجہ نے حدیث ابو ہریرہؓ سے اور فرمایا آپ نے کہ تحقیق اللہ اور اوسکے فرشتے اور آسمانون اور زمین والے یہانتک کہ چیونٹی اپنے
سوراخ مین اور مچہلی سمندر مین رحمت بہیجتے ہین اور دعا کرتے ہین واسطے علم سکہانے والے کے یعنے جو علم دین کا لوگون کو سکہاتا ہے
روایت کیا اسکو ترمذی نے حدیث ابی امامہ سے اور فرمایا آپ نے کہ نہین تحفہ بہیجا مسلمان نے اپنے بہائی کو کوئی افضل اور بہتر ایک
اوس کلمے سے کہ بڑہاوے اوسکو ہدایت مین یا باز رکہے اوسکو بری بات سے روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین حدیث
عبد اللہ بن عمرؓ سے اور فرمایا آپ نے کہ کلمہ حکمت کا کہ سُنے اوسکو مومن پس عمل کرے اوسپر اور سکہاوے اوسکو بہتر ہے عبادت
ایک برس کے سے روایت کیا اسکو ابن مبارک نے زہد اور رقاق مین روایت زید بن اسلم سے مرسلاً اور فرمایا آپ نے کہ میرے
خلیفون پر اللہ کی رحمت ہو کہا گیا کون ہین آپ کے خلیفہ فرمایا جو زندہ کرتے ہین میری سنت کو اور سکہاتے ہین اوسے اللہ کی بندونکو
روایت کیا اسکو ابن عبد البر نے حدیث حسنؓ سے اور ایک روز آپ تشریف لائے پس دیکہین دو مجلسین کہ ایک اللہ سے دعا کرتی ہین

فصل
بیان پر مراد علم
علم فرائض اور
واجبات سے ہے
جنکو سوال کرنے والا
نہین جانتا ہے اور جو
امر کہ مستحبات سے
ہین اونکا علم بہی
مستحب ہے وعلیٰ ہذا
اور نہین ہے
لامیور
فصل ۳
دیکہ دعا کرنیکے جہولی
اور محبلی کی اور مرغ
عالم کی ہوئی کردہ جاتے
کہ بقی جاری و ساری
عالم کی تبینی
کرو دلائی

اور اوسی کی طرف راغب ہین اور دوسرے لوگون کو علم سکہاتے ہین آپ نے اول جماعت کے حق مین فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ جاہین
اللہ انکو دے چاہے نہ دے اور یہ دوسری جماعت تو تعلیم کرتی ہے لوگون کو اور مجھے بہی اللہ نے تعلیم کرنے والا بہیجا ہے پہر آپ
اونہین مین جاکر بیٹھہ گئے روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمرو سے انتہی ما قال الملا علی القاری فی شرحہ اور کہا شیخ نجم الدین
نے اپنی شرح مین کہ کہا حسن بصری نے کہ علم دو ہین ایک علم دل مین ہے اور یہی علم نافع ہے اور ایک علم زبان پر ہے اور یہ حجت ہے اللہ
عز و جل کی ابن آدم پر یعنی اگر عمل نکیا تو اوسکے الزام دینے کے لیے حجت ہے روایت کیا اسکو دارمی نے کہا گیا کہ علم کیا گیا ہے اول
علم باطن کے اور دوسرا اوپر علم ظاہر کے لیکن تحقیق یہ ہے کہ نہین متحقق اور ثابت ہوتا علم باطن سے کچہ مگر بعد تحقیق صلاح ظاہر کے اور
وہ موقوف ہے اوپر علم ظاہری کے جیسے کہ علم ظاہر نہین پورا ہوتا مگر ساتہ صلاح اور درستی باطن کے اور وہ موقوف ہے اوپر علم باطنی کے
چنانچہ اسلیے کہا امام مالک نے کہ جس شخص نے فقہ حاصل کیا اور صوفی نہوا پس بتحقیق فاسق ہوا اور جو صوفی ہوا اور فقہ نہ حاصل کیا پس بہ
تحقیق زندیق ہوا اور جسنے جمع کیا ان دونون کو پس بتحقیق متحقق ہوا اور کہا ابو طالب مکی نے کہ یہ دونون علم ضروری ہین کہ نہین
بے پروا ہے ایک انکا دوسرے سے جیسے کہ ایمان اور اسلام کہ ملا ہوا ہے ہر ایک انکا دوسرے سے اور جیسے جسم اور قلب کہ نہین
جدا ہوتا ہے ایک دوسرے سے انتہی اور مراد حسن بصری کے علم در دل سے وہ علم ہے کہ دل مین تاثیر کرے اور علم بر زبان سے
وہ مراد ہے کہ فقط زبان ہی تک ہے اور دل مین تاثیر نکرے جیسا کہ کہا مولانا روم نے شعر علم را بر دل زنی یاری بود ٭ علم را بر تن
زنی مارے بود ٭ ثم حقہ العمل فورد فی کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون الایۃ ح اشد الناس عذابا یوم القیمۃ عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہ
پہر حق اور ادب اوس علم معاملہ کے چند یعنے بائیس ۲۲ چیزین ہین اول عمل کرنا اسلیے کہ وارد ہوا ہے قرآن مجید مین یعنی بڑا ہی غصہ ہے
نزدیک اللہ تعالے کے یہ بات کہ کہو تم جو کچہ کہ نہین کرتے آخر آیۃ تک اور یہی ہے حدیث ابو ہریرہ کے آیا ہے کہ فرمایا آپ نے کہ سخت ترین
آدمیون کا عذاب مین دن قیامت کے وہ عالم ہے کہ نفع نہ پہونچایا اوسکو اللہ تعالے نے ساتہ علم اوسکی کے لیکن علم معاملہ کہ مقدم ہے
علم مکاشفہ پر اور شرط ہے اوسکے ہیں چند آداب ہین کہ لازم ہین عالم علم معاملہ کو اول ادب یہ کہ عمل کرے اپنے علم پر اسلیے
کہ علم بمنزلہ شجر اور درخت کے ہے اور عمل بمنزلہ ثمر اور پہل کے پس شرف اور بزرگی درخت کی اسلیے ہے کہ وہ اصل ہے لیکن نفع اوٹہانا ساتہ
پہل ہی کے سبب ہے جو کہ فرع ہے اور اسی طرح کہا گیا ہے کہ مثال معلم یعنے علم سکہانے والے کی متعلم یعنے علم سیکہنے والے کے ساتہ ایسے ہی ہے جیسے
گیلی مٹی اور سایہ لکڑی کا کہ نہین نقش آتے مٹی مین اوس چیز سے کہ جسمین نقش نہین ہین اور نہین آتا سایہ راست اور سیدہا اوس
لکڑی سے کہ خود ٹیڑہی ہے اسی طرح علم بے عمل موثر نہین ہوتا احیاء العلوم مین ہے کہ فرمایا اللہ تعالے عز و جل نے کہ اے عیسی بن
مریم کے اول اپنے نفس کو نصیحت اور وعظ کر جب وہ قبول کرے تو اور لوگون کو نصیحت کرنا و الا شرما مجہہ سے اور فرمایا اللہ تعالی نے
اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم و انتم تتلون الکتاب افلا تعقلون ترجمہ کیا حکم کرتے ہو لوگون کو ساتہ بہلائی کے اور بہولے جاتے
جانون اپنی کو اور تم پڑہتے ہو کتاب کیا پس نہین سمجہتے ہو تم اور کیا اچہا کہا کسی شاعر نے شعر لا تنہ عن خلق و تاتی مثلہ ٭ عار علیک
اذا فعلت عظیم ٭ یعنے نہ منع کر لوگون کو بری بات سے کہ تو خود کرتا ہو مثل اوسکے بڑی عار ہے اوپر تیرے جب کہ کرے تو ایسا اور فرمایا

سعدی علیہ الرحمہ نے شعر چرا دامن آلودہ را حد زنم * چو در خود شناسم کہ تر دامنم * تنساید کہ بر کس درشتی کنی * چو خود را بتاویل پشتی
کنی * چو بد ناپسند آیدت خود مکن * پس آنگہ ہمسایہ گو بد مکن * اور فرمایا آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھا مین نے کچہ لوگون کو
شب معراج مین کہ کاٹی جاتی تہی ہونٹ اونکے آگ کی قینچیون سے کہا مین نے یہ کون لوگ ہین اے جبرئیل کہا یہ لوگ خطبا اور علما تمہاری
امت کے ہین کہ لوگون کو حکم کرتے تہے نیکی کرنے کا اور بہول جاتے تہے اپنے نفسون کو انتہی کذا فی شرح علے القاری اور مشکوۃ وغیرہ مین
والاحتراز عن الفتوے لعدم قیامہم بہا الا بضعۃ عشر وورد لا یفتی الا امیر او مامور او متکلف اور ادب دوسرا علم معاملہ کا احتراز کرنا ہی
فتوے دینے سے بسبب قیام نکرنے جمہور صحابہ رض کی ساتہ امر فتوے کے سواے چند آدمیون کے اسلیے کہ وارد ہوا ہے بیچ حدیث شریف
کے جو روایت کیا ہے اوسکو طبرانی نے عبادہ بن صامت رض سے کہ فرمایا آپ نے کہ نہین فتوے دیتا ہے مگر سلطان یا اوسکا مامور یا متکلف
اسے تکلف اور بزور مفتی بننے والا اور ایک روایت مین آیا ہے لا یقص الا امیر او مامور او مختال ترجمہ نہین وعظ کہتا ہی مگر امیر یا اوسکا مامور یا
مختال کہا سید جمال الدین محدث نے حاشیہ مشکوۃ مین کہ تحقیق جانا گیا کہ اقتصاص سے وعظ گوے مستحب ہی پس واجب ہی تخصیص
اوسکی ساتہ امیر اور مامور کے نہ مختال کے اسواسطے کہ [illegible] کرنا حضرت کا اوسکو مختال اشارہ ہے طرف [illegible]
کلام سے انتہی یعنی دو پہلون کا ذکر موضع تعریف اور شمار مین ہے اور ایک پچہلے کا موضع ذم مین کہا طیبی نے یہ نفی ہے نہ نہی ورنہ
اجازت ملیگی متکلف کو بہی انتہی یعنی دوسرا حق [illegible]
دینے سے جب کہ نہ معین ہو فتوے دینے پر جیسے قاضی یا مفتی حاکم کی طرف سے مقرر ہوتے ہین سو وہ مستثنے ہین [illegible]
کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بہی اس سے احتراز کیا ہے باوجود کثرت علم اونکی کے چنانچہ ابن عمر رض سے مروی ہے کہ جب پوچہے جاتے [illegible]
کسی مسئلہ سے تو فرماتے کہ لیجاو اسکو طرف امیر کے کہ لوگون کے کامون کا انتظام اور انتظار کرتا ہے سو اوسکے گردن مین ڈال دو
اور اسیطرح انس بن مالک اور ایک جماعت صحابہ رض سے مروی ہے کہ جب پیش ہوتا کوئی مسئلہ اونپر تو رد کرتا ہر ایک اونکا دوسرے پر
یہانتک کہ پہر آتا طرف اول ہی کے اور مروی ہے ابی حصین سے کہ کہا انہون نے کہ ایک شخص ان لوگون کا البتہ فتوے دیتا ہی
بیچ مسئلے کے اور اگر وارد ہوتا وہ مسئلہ اوپر عمر بن الخطاب رض کے تو جمع کرتے واسطے اوسکے سب اہل بدر کو اور اسوقت مین ایک ہی
آدمی باوجود قلت علم کے خود فتوے دیتا ہے اور حضرت علی رض پوچہے گئے ایک مسئلہ سے پس فرمایا مجہے نہین معلوم پہر فرمایا کہ بہت
ٹہنڈک ہی [illegible] میرے دل کو کہ پوچہا جاون اور مسئلہ سے کہ مجہے نہ معلوم ہو پس کہدون کہ مین نہین جانتا روایت کیا
اسکو سعد بن نصر نے اور پوچہے گئے مالک رح چالیس مسائل سے پس کہا چہتیس مسئلون مین کہ نہین جانتا مین سو یہ بات بہی
اونہین لوگون کو حاصل ہوتی ہے کہ ارادہ کرتے ہین علم اپنے سے رضامندی اللہ تعالے کے والا جو الجہ نہین ہے ہرگز جوانمرد سے
نکریگا اس بات پر کہ اقرار کرے اپنے نفس پر کہ مین نہین جانتا ابو یوسف رح فرماتے ہین کہ سنا مین نے اپنے استاد ابو حنیفہ سے کہ
فرماتے تہے اگر نہوتا اللہ کا خوف ہرگز نہ فتوے دیتا کسیکو اسلیے کہ اسکا فائدہ اونکو ہی اور نقصان اور گناہ ہمپر یعنی درصورت غلطی
واقع ہونے کے اور فرمایا آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بڑا جری اور بہادر تمہارا آگ مین گرنے کو وہ شخص ہے کہ جری اور بہادر ہے

فتوے دینے پر لیکن چند لوگ اونمین سے مستثنے ہین جیسے امیر یعنے امام کہ خوب جانتا ہو علم فتوے اور احکام یا مامور یعنے
جو ماذون ہو فتوے دینے کو امام کے جانب سے یا مامور ہو اللہ تعالے کی جانب سے جیسے کہ بعضے علما اور اولیاء اللہ اور جہان حاکم
اسلام اور اوسکی طرف سے مامور نہو تو وہان کے مسلمانون کی طرف سے جو مامور ہو وہ بہی اسمین داخل ہے اور جب سب مسلمان ملکر کسی کو
واسطے فتوے کے مقرر نکرین تو وہان کے علما آپ ہی من جانب اللہ مامور ہین کہ فتوے دین ورنہ جہلا ہلاک ہوجاوینگے اور حدیث
مذکور مین متکلف کو یعنے جو تکلف حاصل کرے اس عہدے کو بغیر ضرورت کے جائز فرمایا سو یہ بنا بر زجر اور توبیخ کے ہے اوسکو اور
بعضی روایت مین بجاے متکلف کے مختال بمعنی متکبر کے اور بعضے مین لفظ مرائی کا واقع ہے بمعنی ریاکاری کے پس سزاوار ہے
اوس متکلف یا مختال یا مرائی کو کہ حذر اور پرہیزگاری کرے اس سے اسلیے کہ ظاہر یہ ہے کہ بغیر ضرورت اور حاجت کے رغبت اور میل
کرنا طرف اوسکے واسطے طلب جاہ اور مال کے ہے اور حذیفہؓ سے مروی ہے کہ سوا اسکے نہین کہ فتوے دیتے ہین تین آدمی ایک
وہ شخص کہ ناسخ و منسوخ پہچانے دوسرا وہ کہ سلطان کی طرف سے مامور ہو اور نہ پاوے اوس سے کچہ چارہ تیسرا وہ کہ تکلف حاصل کرے
اسکو یعنے یہ تیسرا اچہا نہین روایت کیا اسکو ابن عساکر نے صحابہ باوجود اس کثرت کے کہ وقت انتقال آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ایک لاکہہ چوبیس ہزار تہے اکثر اونکے احتراز کرتے تہے فتوے دینے سے اور حوالہ کرتا تہا ہر واحد اونکا دوسرے پر لیکن بیان علم
قرآن اور طریقے آخرت سے نہین احتراز کرتے تہے کہا ابو طالب مکی نے کہ صحابہ اور تابعینؓ چار چیز کو آپ سے دفع کرتے تہے امامت اور
امانت اور وصیت اور فتوے دینے کو انتہی تمام ہوا مضمون دونون شرحون علی قاری اور شیخ نجم الدین کا ولا تبصار نور حق آنفت
تا لبک وان افتاک المفتون ولان المقلد وعامی العلم ترجمہ اور ادب تیسرا علم معاملہ کا طلب کرنا بصیرت کا ہے اسلیے کہ وارد ہوا ہے
بیچ حدیث احمد اور تاریخ بخاری کے وابصہ بن معبدؓ سے کہ فرمایا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ طلب فتوے کی کر دل اپنے سے
اور اگرچہ فتوی دین تجکو فتوے دینے والے اور اسلیے کہ مقلد یعنے تقلید کرنے والا بمنزلہ بے بہرہ علم کے ہے یعنے تیسرا علم معاملہ کا
لازم ہے اوسکے عالم پر یہ بہی کہ ہووے اعتماد اوسکا اوپر بصیرت اور ادراک اپنی کے ساتہ صفائی قلب کے نہ اوپر کتابون اور مصنفون
غیر کے سنی ہوئی پر لیکن یہ امر محل خصوصون مین ہے تاکہ نہ واقع ہو شبہات مین اور یہ بات تقوے اور پرہیزگاری کی ہے اور
ترک اسکا یعنے استبصار کا ماخوذ ہے نزدیک علماء آخرت کے چنانچہ مروی ہے احمد بن حنبل اور دارمی سے کہ روایت کرتے ہین
وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونہون نے کہ آیا مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پس فرمایا آپ نے کہ تو آیا
ہے کہ پوچہے کچہ نیکی کی بات عرض کی مین نے ہان یا رسول اللہ پس فرمایا آپ نے کہ فتوے لے تو نیکی کا اپنے دل سے پس
نیکی وہ ہے کہ مطمئن ہو طرف اوسکے نفس اور دل تیرا اور اثم اور گناہ وہ ہے کہ خلجان اور تردد ہو بیچ نفس تیری کے اور اگرچہ
فتوے دین تجکو لوگ کہا نووی نے اربعین مین کہ یہ حدیث حسن ہے اور اخراج کیا اسکو طبرانی نے واثلہؓ سے کہ کہا مین نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ فتوے دیجیے مجکو ایک امر مین کہ نہ پوچہون اوسکو پہر کسی سے بعد آپ کے فرمایا آپ نے کہ اپنے دل سے فتوی لے
تو عرض کی مین نے کہ کیسے لون مین اپنے دل سے فتوے فرمایا چہوڑ اوس چیز کو کہ شک مین ڈالے تجکو طرف اوسکے کہ نشک مین

ڈالے اور اگرچہ فتوے دین تجکو فتوے دینے والے غرض کی مین نے کہ یہ امر کیسا ہے فرمایا کہ رکھہ اپنا ہاتھ اوپر دل اپنے کے
اسلیے کہ تحقیق دل سکون اور آرام پکڑتا ہے حلال سے لیے نہ واسطے حرام کے کہا شارح حدیث نے کہ پس جب کہ ملتبس ہو جاوے
اوپر تیرے کوئی بات اور نہ معلوم ہو کہ یہ کونسے قبیلہ اور قسم سے ہے پس تامل کر تو بیچ اوسکی ہر حال مین مجتہد ہے تو یا مقلد پس
اگر پاوے تو وہ چیز کہ ٹھہری طرف اوسکے دل تیرا پس پکڑ اوسے اور اوسکو اور الا چھوڑ دے اسلیے کہ یہ تردد ڈال دیگا تجکو غلطی یا کل
شبہہ مین مثال اسکی ایسی ہے کہ ایک شخص کے پاس مال حلال اور حرام دونون جمع ہین پس نہ لے تو اوس سے کچھ اگرچہ فتوے
دے تجکو مفتی واسطے خوف اور اندیشہ اس بات کے کہ کہا لیوے تو حرام اسلیے کہ تقوے اور ہے اور فتوے اور کہا مولانا علی
قاری نے شرح اربعین مین کہ یہ امر ارباب بصیرت کو ہے کہ جنکی نظرین مستقیم ہین اور اصحاب فراسات کو کہ جنکے نفوس تامش
ہین اسلیے کہ اونکے نفس الہام کیے جاتے ہین واسطے صواب کے اکثر احوال مین اور بعضون نے کہا ہے کہ عموماً اہل تقوی اور
ایمان والے مراد ہین اور یہی اولے ہے اور دلیل دوسری استبصار کی یہ ہے کہ مقلد ظرف اور برتن ہے علم کا یعنے جو شخص کہ قبول
کرے قول دوسرے کا بغیر دلیل کے اور اوسی پر اعتماد کرے اور اپنی راے سے اوسمین کچھ غور اور فکر نکرے سو وہ بمنزلہ ظرف
علم کے ہے اگرچہ وہ بظاہر مجتہد ہو پس نہین ہے اوسکو کچھ حصہ درایت مین سوا اسکے نہین کہ اوسکا حصہ روایت ہی ہے اسیلیے
کہا ہے ابو حنیفہ رح نے کہ نہین جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ قبول کرے قول ہمارا جب تک نہ جانے کہ کہان سے کہا ہم نے خلاصہ
یہ کہ عالم وہ ہے کہ استنباط کرے احکام کو دلیلون سے اور مطلع ہو حکمون اور اسرار پر اور استدلال کرے ساتھ کتاب اور سنت کے
چنانچہ اسلیے بعضے فقہاء نے مکروہ رکہا ہے تقلید کو یعنے واسطے علماء کے یہانتک کہ کہا ہے بعض سلف نے کہ جو پہونچا ہمکو نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے قبول کیا ہمنے اوسکو بالراس والعین اور جو پہونچا ہمکو صحابہ رضی اللہ عنہم سے پس لیتے ہین ہم اوسکو اور جو پہونچا تابعین
سے پس وہ آدمی تہے اور ہم بہی آدمی ہین لیکن یہ اون لوگون کے واسطے ہے کہ اہل بصیرت اور فقاہت ہین اور جاہل اور عامی غافل کو
تو تقلید کرنے علماء کے سے چارہ نہین ہے انتہی تمام ہوا مضمون شرح علی قاری اور شرح شیخ نجم الدین کا **و الشفقة فی التعلیم فورد**
انا لکم مثل الوالد لولده و فلا یبطن فورد من کتم علما الجم بلجام من النار الا عن غیر اہلہ فورد لا تطرحوا الدر فی افواہ الکلاب ترجمہ اور

ادب چوتھا

ادب چوتھا علم معاملہ کا شفقت کرنا ہے معلم کا اوپر طالب العلم کے سکہانے مین اسلیے کہ وارد ہوا ہے حدیث ابو داؤد و نسائی
اور ابن ماجہ مین ابو ہریرہ رضہ سے کہ فرمایا آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین ایسا ہون تمہارے لیے جیسے کہ باپ اپنے بیٹے کے
حق مین پس چاہیے کہ بخل نکرے کسی شے مین اسلیے کہ وارد ہوا ہے مسند احمد اور ابو داؤد اور ترمذی مین حدیث ابی ہریرہ رضہ سے
کہ فرمایا آپ صلعم نے جس شخص کہ پوچہا جاوے علم یعنے علم واجب کو لگام دیا جاویگا آگ کے دن قیامت کے مگر چاہیے کہ نہ پوچہا دی چیز اہل
اور سکے سے جیسے سکہانا زیادہ کہ اوسکی سمجہ اس علم کو نہ پہونچ سکے جیسے علوم دقیقہ کہ عامی کو سکہاؤنگا بیفائدہ بلکہ مضر ہے اسلیے کہ
وارد ہوا ہے بیچ حدیث ابن نجار کے انس رضہ سے کہ فرمایا آپ نے کہ مت ڈالو موتیون کو بیچ منہون کتون کے یعنے ادب چوتھا علم کا
یہ ہے کہ شفیق ہو طالب علمون پر کہ اونکو بمنزلہ اپنی اولاد کے سمجہے جیسے کہ حضرت نے فرمایا طالب علمان امت کے حق مین کہ مین

واسطے تمہارے ایسا ہون جیسا باپ اپنے اولاد کے حق مین اور اسی معنی مین فرمایا اللہ تعالے نے النبی اولے بالمؤمنین من
انفسہم وازواجہ امہاتہم یعنے نبی بہت شفقت کرنے والا ہے مسلمانون پر جانون اونکی سے اور بیبیان اوسکی مائین ہین اونکی اور
ایک روایت شاذہ مین ہے کہ وہ باپ ہے واسطے اونکے بلکہ وہ افضل اور اکمل ہے والدین سے اسلیے کہ قصد آپ کا چہوڑانا اونکا
ہے آگ دوزخ سے اور وہ اہم اور بڑہکر ہے چہوڑانے مان باپ کے سے اپنے والد کو آگ دنیا سے اور اسیلیے ہوا حق معلم اور
استاد کا بڑہکر حق والدین سے اسلیے کہ والد سبب محض ہے واسطے وجود حاضر اور حیات فانی کے بخلاف اوستاد کے کہ وہ سبب
اور مفید ہے واسطے حیات اخرویہ دائمہ کے اور مراد اوستاد سے اوستاد علوم آخرت کا ہے کہ نہو قصد اوسکا تعلیم سے دنیا اور
کہ تعلیم کرنا اوپر قصد دنیا کے ہلاک اور اہلاک ہے اللہ بچاوے ہم سب کو پہر جیسے کہ ایک باپ کے بیٹون پر لازم اور حق ہے
کہ آپسمین اتحاد اور محبت سے رہین اور مدد کرین اوپر حصول مقاصد کے اسیطرح سے حق ہے ایک اوستاد کی شاگردونکو
کہ آپسمین محبت اور حسن سلوک سے رہین اور تحاسد اور تباغض کو راہ ندین کہ یہ حصہ ہے طالبون دنیا کا اسلیے کہ علما اور
ابناے آخرت مسافر اور سالک ہین طرف اللہ سبحانہ وتعالے کے اور راستہ دنیا ہے اور برس اور مہینے منزلین ہین راستہ کی
اور اتفاق راستہ مین درمیان مسافرون امصار یعنے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف جانے والون کے سبب محبت اور
دوستی کا ہے پس کیا حال ہے اوس سفر کا کہ طرف فردوس اعلے کے ہے اور موافقت کا بیچ راستہ اوسکی کے کہ نہین ہے کچہ
تنگی بیچ سعادات آخرت کے بخلاف دنیا کے کہ نہین ہے کچہ گنجایش اور فراخی بیچ سعادات اوسکی کے اسلیے ہمیشہ اوسمین تنگی
اور مزاحمت رہتی ہے اور جو لوگ کہ طالب ہین ریاست اور جاہ اور مال کے ساتہ علم دین اپنی کے کہ ہووین حاصل کرنے منفعت
دنیا کے طالبین کو علم دین نہین سکہاتے خارج ہین اس بات مین انما المؤمنون اخوۃ کے حکم سے اور داخل ہین الاخلاء یومئذ
بعضہم لبعض عدو کے حکم مین اور الگ اور جدا ہین منصب قول علیہ السلام کی سے کہ فرمایا نہ مومن ہوگا ایک تمہارا یہانتک کہ
دوست رکہے واسطے بہائی اپنے کے جو دوست رکہتا ہے اپنی نفس کے لیے پس چاہیے عالم کو کہ نہ بخل کرے تعلیم علم مین اوسکی
اہل سے یعنے وہ شخص کہ مراد اور مقصود اوسکے سیکہنے سے اصلاح عمل اور حصول ثواب اخروی رکہتا ہو اسلیے کہ فرمایا آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے علم چہپایا قیامت مین اوسکو آگ کی لگام لگائی جاویگی مگر جبکہ اوسکا اہل نہو کہ مقصود سیکہنے علم سے
توسل طرف مال اور جاہ کے رکہتا ہو یا نہ سیکہتا ہو اوسکو اللہ تعالے کے واسطے سو اوسکے سکہانے سے پرہیز کرے اسلیے کہ
فرمایا آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مت ڈالو موتیون کو کتون کے منہون مین اور ایک روایت مین ہے کہ نا اہل کو علم
سکہانا ایسا ہے جیسے خنزیر کو جواہر اور موتی اور سونا پہنانا اور فرمایا عیسے علیہ السلام نے کہ مت ڈالو جواہر بیچ گردنون خنزیرون
کے اسلیے کہ حکمت بہتر ہے جوہر سے اور جسنے برا جانا اوسکو پس بدتر ہے وہ خنزیر سے اور فرمایا کہ مت رکہو حکمت کو نزدیک
غیر اہل اوسکی کے کہ یہ ظلم ہے اوسپر اور نہ روکو اوسکو اہل اوسکے سے اسلیے کہ یہ ظلم ہے اوسپر یعنے اہل پر اور ہو جاؤ تم مانند
الطبیب رفیق کے کہ رکہتا ہے دوا جگہ بیماری اور درد کی اور بعضی روایت مین اسطرح ہے کہ جسنے رکہا حکمت کو بیچ غیر اہل

اوسکی کے پس تحقیق جہل اور نادانی کی اوسنے اور جسنے روکا اوسکو اہل اوسکی سے پس تحقیق ظلم کیا اوسنے بے شک حکمت کے لیے حق ہے
اور اوسکے اہل ہین پس دے تو ہر حقدار کو حق اوسکا کیا اچھا کہا ہے کسی شاعر نے شعر ومن منح الجہال علما اضاعہ ٭ ومن منع المستوجبین
فقد ظلم ٭ یعنی پس جسنے دیا جاہلون ضد کرنے والون معاندین کو علم ضائع کیا اوسکو اور جسنے روکا اوسکو حقدارون سے پس تحقیق ظلم
کیا اوسنے انتہی تمام ہوا مضمون دونون شعر جوان ملا علی قاری اور شیخ نجم الدین کا والتعریض بالمنع القاٰئر للہیبۃ وہو الماثور اور

ادب پانچوان علم معاملہ کا کہ لازم ہے معلم پر کنایہ اور اشارہ سے منع کرتا ہے طالب علم کو اخلاق بد سے واسطے باقی رکھنے
ہیبت کے اور یہ ماثور اور ثابت ہے حدیثون سے یعنے جملہ حقوق علم معاملہ سے کہ معلم اور اوستاد پر لازم ہین یہ ہے کہ زجر کرے طالب علم کو
ساتھ تعریض اور کنایہ کے اگر کوئی تقصیر یا آفات ادب اوس سے واقع ہو قول یا فعل مین اور تصریح نکرے اوسکی جہت تک کہ ممکن ہو
بلکہ بطریق رحمت اور شفقت کے اشارہ اور کنایہ سے سمجھاوے اسلیے کہ تصریح لیجاتی ہے حجاب اور ہیبت کو اور پیدا کرتی ہے جرأت کو
مخالفت کرنے پر چنانچہ مروی ہے ابن جریج رضی اللہ تعالے عنہ سے مرسلا کہ تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز خطبہ پڑھ
رہے تھے دن جمعہ کے ناگاہ دیکھا ایک شخص کو کہ لوگون کی گردنین پھاندتا ہوا چلا آتا ہے یہانتک کہ آگے بڑھکر بیٹھ گیا پس جبکہ
فارغ ہوے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز سے آگے بڑھکر اوس سے ملے پس فرمایا آپ نے کہ اے فلانے کس چیز نے منع کیا
تجکو اس سے کہ جمعہ ادا کرے تو آج کے دن ساتھ ہمارے پس عرض کی اوسنے یا نبی اللہ جمعہ پڑھا مین نے آپ کے ساتھ پس فرمایا
آپ نے کہ کیا نہین دیکھا مین نے تجکو کہ لوگون کی گردنین پھاندتا تھا سو اسمین تعریض اور کنایہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
ساتھ منع کرنے کے تخطی یعنے گردنین پھاندنے سے کہ اس سے حبط ہو جاتا ہے اجر عمل کا اور صریح نفرمایا اسکو آپنے یعنے ہرگاہ
کہ حبط ہو گیا اجر اور ثواب تیرے جمعہ کا بسبب گردنین پھاندنے کے تو گویا کہ تو شریک ہے ہمارا جمعہ مین اور علاوہ اسکے اس تعریض
اور کنایہ مین مائل کرنا اور جھکانا ہے نفوس زکیہ اور اذہان بہیہ کو طرف استنباط معانی خفیہ کے پس فائدہ دیتا ہے یہ کنایہ اور عدم
تصریح خوشی لفطن کا واسطے رغبت کرنے کے بیچ اوس عمل کے کہ ثابت ہوا ہو ساتھ کنایہ اور عدم تصریح کے بخلاف تصریح کے کہ بسا اوقات
ڈال دیتی ہے اصرار مین اوپر قبیح کے اسلیے کہ تحقیق مروی ہے کہ اگر منع کیے جاوین لوگ مینگنی کے توڑنے سے کہ شئے حقیر اور نجس ہے
البتہ توڑین اور ریزہ ریزہ کرین اوسکو اور کہین کہ نہین منع کیا ہمکو اوس سے مگر کہ اسمین ایک شئے مطلوب ہے جیسا کہ کہا گیا ہے
کہ انسان بڑا حریص ہے اوپر اوس چیز کے کہ منع کیا جاوے اوس سے اور چنانچہ طرف اسی کے اشارہ کرتا ہے قول اللہ تعالے کا
بیچ حکایت کرنے قول ابلیس کے مانہکما ربکما عن ہذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین یعنے نہ منع کیا تمکو پروردگار
تمہارے نے اس درخت سے مگر اس خطرہ سے کہ ہو جاو تم دو فرشتے یا ہو جاو ہمیشہ رہنے والون سے انتہی ما فی شرح علی القاری

والاقتصار علے قدر الفہم فورد امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولہم ترجمہ اور ادب چھٹا علم معاملہ کا اقتصار کرنا معلم کا تعلیم مین
اوپر اندازہ فہم اور سمجھ متعلم یعنے سیکھنے والے کے اسلیے کہ وارد ہوا ہے بیچ حدیث ابو داؤد کے عائشہ رض سے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے کہ امر کیے گئے ہین ہم گروہ انبیا علیہم السلام اس بات کا کہ کلام کرین ہم لوگون سے اوپر اندازہ عقولون اونکی کے یعنی [illegible]

ف ادب پانچوان

ف ادب چھٹا

چاہیے کہ رعایت طالب علمون کی فہمون اور عقلون کی ضرور رکھے ایسی باتین اور استعداد انکو نہ بتاوے کہ اونکے ذہن اونکے
سمجھنے اور تحمل سے عاجز ہوجاوین اسلیے کہ اگر ایسا کریگا تو بے اوقات خلاف واقع کے یاد کرینگے اور اوسکو حق سمجھینگے پس خطا اور
غلطی مین پڑینگے اور ضرر اوسکا عائد ہوگا طرف سیکھنے سکھلانے والے دونون کے چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا
آپ نے کہ ہماری جماعت نبیون کی امر کی گئی ہے کہ ہم لوگون کو اونکے منازل اور مراتب پر اوتارین یعنے اونسے بقدر شان اور عقلون
اونکی کے باتین کرین اور اسی کے مؤید ہے یہ حدیث کہ فرمایا آپ نے کہ لوگون سے وہ کلام اور باتین کرو تم کہ پہچانتے ہو تم یعنے
خوب معلوم ہے کہ تفصیل اور تشریح کرکے اونکو سمجھا سکتے ہو اور چھوڑ دو اونمین کہ نہین پہچانتے تم روایت کیا اسکو بخاری نے موقوف
اوپر علی رض کے اور رفع کیا اسکا ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس مین طریق ابی نعیم سے اور فرمایا آپ نے کہ نہین حدیث کی ایک تمہاری
نے کسی قوم سے وہ حدیث کہ نہ سمجھین وہ اوسکو مگر کہ ہوگا فتنہ اوپر اونکے روایت کیا اسکو ابن سنی اور ابو نعیم نے ریاضۃ مین حدیث
ابن عباس سے اور فرمایا آپ نے کہ نہ بیان کرو میری امت سے وہ حدیثین کہ نہ اوٹھا سکین اونکو عقلین اونکی روایت کیا اسکو
ابو نعیم نے ابن عباس سے اور فرمایا کہ اے لوگو کیا دوست رکھتے ہو تم اس بات کو کہ اللہ اور رسول اوسکا جھٹلایا جاوے ایسی باتین
لوگون کو بتاؤ کہ اونکی سمجھ مین آوین اور چھوڑ دو وہ کہ اونکی سمجھ مین نہ آوین روایت کیا اسکو خطیب نے علی رض سے انتہی ما قال العلی
القاری فی شرحہ وقطع الطمع نوردق قل لا اسالکم علیہ اجرا ترجمہ اور ادب ساتوان اون ادبون علم کا قطع کرنا طمع کا ہے طالبعلمون سے
اسلیے کہ وارد ہوا ہے بیچ قرآن شریف کے کہ فرمایا اللہ تعالے نے کہ کہہ اے محمد کہ نہین چاہتا ہون مین تمسے اوپر تبلیغ رسالت اور تعلیم
علم شرایع کے کچھ مزدوری پس اجر تو اوپر پروردگار عالمون کے ہے یعنے ساتوان ادب عالم کا یہ ہے کہ عالم کو چاہیے کہ اوسکے سکھانے
مین ہرگز سیکھنے والون سے کسی طرح کی طمع امور دنیوی سے نہ رکھے نیت خالص کرکے حسبۃً للہ ہی تعلیم کرے اسلیے کہ اگر طمع کی اونسے
کسی چیز کے طالب علمون سے ہوجاویگا نزدیک اونکے ذلیل اور خوار اور نہ باقی رہیگی اوسکی کچھ ہیبت پس نہ نافع اور موثر ہوگی اوسکی
بات اونکے دلون مین اور اسلیے کہ تحقیق جو کچھ کہ دنیا مین ہے خادم ہے واسطے بدن کے اور وہ سواری ہے نفس کی اور مخدوم
علم ہے اسلیے کہ اسی سے ہے شرف اور بزرگی نفس کی پس جسنے طلب کیا ساتھ علم کے مال کو کیا مخدوم کو خادم اور خادم کو مخدوم اور
روایت کی ہے دارمی نے سفیان ثوری سے کہ تحقیق حضرت عمر نے پوچھا کعب احبار سے کہ کون لوگ ہین علم والے کہا وہ لوگ کہ عمل
کرتے ہین ساتھ اوس چیز کے کہ جانتے ہین کہا حضرت عمر نے کہ پس کیا چیز نکال دیتی ہے علم کو یعنے نور اور اثر اوسکی کو عالمون کے
دلون سے کہا طمع پس معلوم ہوا اس سے کہ طمع اور رغبت کرنا دنیا مین نہین ہے شان عالم عامل سے اسلیے کہ یہ مودی ہوتی ہے
طرف سمعہ اور ریا کے اور عمل نہین حاصل ہوتا مگر ساتھ اخلاص کے کہا امام غزالی رحمہ اللہ نے کہ نہ طلب کرے عالم اوپر پڑھانے اور سکھانے
علم کے کچھ اجر اور مزدوری اور نہ مقصود رکھے اوس سے کچھ بدلا اور شکریہ بلکہ بوجہ اللہ سکھاوے واسطے طلب تقرب اور نزدیکی اللہ تعالے
کی اور نہ ارادہ کرے اپنے نفس کے لیے اونپر احسان کرنے کا اگرچہ احسان لازم ہے اونپر بلکہ اونہین کا فضل اور احسان جانے
اسلیے کہ اونہون نے مہیا اور آمادہ کیا اپنے دلون کو واسطے نزدیکی حاصل کرنے کی طرف اللہ تعالے کے ساتھ زراعت کرنے علوم کے اونمین

مانند اوس شخص کے کہ عاریت دے تجھکو زمین واسطے کہیتی کرنے کے پس نفع اور فائدہ تیرا اسمین زائد ہے نفع زمین والے سے پس ہر چند کہ
اجر اور ثواب تیرا تعلیم کرنے مین زیادہ ہے نزدیک اللہ تعالے کے بہ نسبت ثواب سیکھنے والے کے ولیکن اگر نہوتا وہ تو نہ پہونچتا تو اوس
ثواب کو پس مت حیا کر اوس سے کچہ اجر اور مزدوری انتہی ما قال الشیخ نجم الدین فی شرحہ ونیۃ العمل والتعلیم فی التعلم فوزرح من تعلم
للمباہات او المماراۃ او لصرف وجوہ الناس فہو فی النار ترجمہ اور ادب آٹھوان علم معاملہ کا نیت کرنے عمل کی ہے واسطے نفس
اپنی کے اور نیت تعلیم کی دوسرون کو وقت سیکھنے علم کے اسلیے کہ وارد ہوا ہے بیچ حدیث ترمذی کے کعب بن مالکؓ سے کہ فرمایا آپ نے
کہ جو شخص سیکھے علم بقصد فخر کرنے یا جہگڑے وجدال کے یا واسطے پہیرنے منہ آدمیون کی طرف اپنے پس وہ شخص بیچ دوزخ کے ہے یعنے
آٹھوان ادب اس علم معاملہ کا یہ ہے کہ سیکھتے وقت اپنی نیت درست رکہے یعنے اس نیت سے سیکھے کہ خود بہی عمل کرونگا اور لوگون کو تعلیم
کرونگا نہ یہ کہ بڑا عالم ہوکر عالمون مین فخر کرونگا اور جاہلون سے نزاع اور جہگڑا اور بہکاونگا اسلیے کہ فرمایا آپ نے کہ مت سیکھو علم کو
اسلیے کہ فخر کرو ساتھ اوسکے عالمون پر اور جہگڑو جاہلون سے اور پہیرو ساتھ اوسکے منہ لوگون کی طرف اپنے پس جو کرے ایسا سو وہ دوزخ
مین ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے حدیث جابرؓ سے ساتھ اسناد صحیح کے اور فرمایا آپ نے کہ جو شخص کہ سیکھے علم تاکہ کلام پہیر کر قید
کرے لوگون کی دلون کو نہین قبول کریگا اللہ اوس سے نفل اور نہ فرض روایت کیا اسکو ابو داؤد نے ابوہریرہؓ سے اور یہ حدیث
بسبب کثرت طرق کے مرتبہ تواتر کو پہونچ گئی ہے انتہی ما قال العلی القاری فی شرحہ والانقطاع لشغل العلایق ترجمہ اور ادب
نوان علم معاملہ کا یہ ہے کہ متعلم یعنے سیکھنے والے کو چاہیے کہ انقطاع کرے اشتغال علائق دنیاوی سے یعنے طالب علم کو چاہیے کہ
تمام علائق اور شور وغل ماسوے المقصود سے منقطع ہوکر صرف محض تحصیل علم ہی مین رہے اسلیے کہ دنیا کے علاقے مشغول
کرلیتے ہین اور پہیر دیتے ہین دل کو علم حاصل کرنے سے اور ایک دل نہین طاقت رکہتا ہے دو چیز کے تحمل اور اوٹہانے کی فرمایا
اللہ تعالے نے ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ ترجمہ یعنے نہین کیے اللہ نے واسطے کسی شخص کے دو دل بیچ پیٹ اوسکی کے
اور اسلیے کہا گیا ہے کہ علم نہ دیگا تجھکو بعض اپنا یہانتک کہ دیوے تو اوسکو کل اپنا اور فرمایا اللہ تعالے نے وتبتل الیہ تبتیلا ترجمہ
یعنے منقطع ہوجا طرف اوسکے منقطع ہوجانے کر اور اعتماد کر اوسپر اور قصد کر حضور کا طرف اوسکے انتہی ما قال العلی القاری والشیخ
نجم الدین فی شرحیہما والتملق فورح لیس من اخلاق المومن التملق الا فی طلب العلم ترجمہ اور ادب دسوان علم معاملہ کا چاپلوسی
اور خوشامد کرنا شاگرد کا ہے اوستاد کی اسلیے کہ وارد ہوا ہے بیچ حدیث بیہقی کے معاذ بن جبلؓ سے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے کہ نہین ہے اخلاق اور روش مومن سے تذلل اور چاپلوسی کرنا بیچ کسی چیز کے مگر طلب کرنے علم مین یعنے تملق اور
چاپلوسی کرکے ذلیل ہونا مسلمان کو ہر امر مین مذموم ہے مگر علم کے حاصل کرنے مین کہ اسمین جسقدر تواضع اور عاجزی کرے
اوستاد سے محمود ہے اسلیے کہ نہین ہے شایان اور سزاوار طالب علم کو یہ کہ تکبر کرے عالم اور اوستاد پر کہ یہ نشان محرومی کا ہے
علم سے چنانچہ اسلیے دیکھا جاتا ہے کہ اکثر اسوقت کے طلبہ علم سے محروم ہین بلکہ تواضع کرے ساتھ اوسکے بسبب علم اور حق اوستادی
اوسکی کے اور طلب کرے ثواب اور شرف کو اوسکی خدمت سے امام غزالی رحمہ اللہ حکایت کرتے ہین شقیق رضی سے کہ تحقیق نماز پڑہی

ادب آٹھوان

ادب نوان

ادب دسوان

اور پہر ایک جنازہ کے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پس نزدیک کیا گیا اونکے خچر واسطے سوار ہونے کے پس آئے ابن عباس رضی اللہ عنہ
اور پکڑی رکاب زید کی پس کہا اونہون نے چہوڑ دو اور ہٹ جاؤ تم اے چچازاد بہائی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پس کہا ابن عباس رضی اللہ
تعالے عنہ نے کہ اسی طرح امر کیے گئے ہین ہم یہ کہ کرین ساتہ علما اور بزرگون کے پس بوسہ دیا زید بن ثابت رضی اللہ تعالے عنہ نے اونکے
ہاتہ پر اور کہا کہ ہم بہی ایسا ہی امر کیے گئے ہین کہ کرین یہ یعنے تعظیم اور تقبیل ساتہ اہل بیت نبی اپنے کے صلے اللہ علیہ وسلم انتہی ما قال الشیخ
نجم الدین فی شرحہ والتسلیم لہلاک مریض لا یسلم الی الطبیب اور ادب گیارہواں تسلیم اور سونپنا شاگرد کا ہے اپنی نفس کو طرف اوستاد
کے واسطے خوف کے اور اندیشہ ہلاک کے اوس بیمار کے کہ نہ سونپے اپنے کو طرف طبیب کے یعنے شاگرد کو چاہیے کہ امر تعلیم اور سیکہنے علم
مین اپنی رائے اور رغبت کو اصلا دخل نہ دے بلکہ تمام اختیار اپنے کو بالکلیہ طرف اوستاد کے سونپ دے کہ جو کچہ اوسکے حق مین اصلح اور
انفع ہو علمون سے تجویز کرے جیسا کہ بیمار سونپ دیتا ہے اپنی نفس کو طرف طبیب حاذق کے اور ساتہ تجویز اور تدبیر اوسکی کے عمل
کرتا ہے دوا اور غذا مین اسیطرح عالم بہی تربیت اور تعلیم کرتا ہے شاگرد کو اول چہوٹے علم بعدہ ڈالتا ہے اوسکو بڑے علمون مین
اور جو نہ سونپے نفس اپنی کو طرف اوسکے اور نہ اعتماد کرے ساتہ قول اوسکی کے ترتیب کہانے اور دوا وغیرہ مین بلکہ اپنی رغبت اور رائے
کو دخل دے تو اندیشہ ہے ہلاک ہونے اوس مریض کا اور کافی ہے تجکو شہادت تسلیم مین قصہ حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کا آتی
مانی شرعین المذکورین والحضور للاستماع وورد فی ان فی ذلک لذکرے لمن کان لہ قلب ترجمہ اور ادب بارہوان علم معاملہ کا
حضور قلب ہے شاگرد کا واسطے نفع اوٹہانے کے اسلیے کہ وارد ہوا ہے بیچ قرآن شریف کے یعنے فرمایا اللہ تعالے نے کہ تحقیق بیچ اسکی
یعنے قرآن کے البتہ نصیحت ہے واسطے اوس شخص کے کہ ہے واسطے اوسکے دل حاضر یعنے شاگرد کو چاہیے کہ ساتہ حضور قلب اور کان
لگا کر مطالب علمی اوستاد سے سنے تاکہ نفع اور فائدہ اوسکا حاصل ہو جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ یہ قرآن اوسکو سود مند اور
نصیحت ہے کہ دل حاضر رکہتا ہو اور متفکر ہو بیچ حقائق آیت کے اور بیدار ہو خواب غفلت سے شیخ ابو سعید خراز قدس سرہ فرماتے ہین
کہ قرآن شریف ایسا کان لگا کر سن کہ گویا پیغمبر علیہ السلام سے سنتا ہے پہر اس سے بڑہ اور جان کہ جبرئیل علیہ السلام سے پڑہتے ہین پہر
یون جان کہ گویا اللہ تعالے سے سنتا ہے اور شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ وعظ کرنا ساتہ قرآن شریف کے اوس شخص کو درست ہے اور وار
ہووے کہ دل اوسکا ساتہ اللہ تعالے کے حاضر ہو اور طرفۃ العین اوس سے غافل نہو اور سالم ہو اغراض اور امراض نفسانی سے اور فرمایا
حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ نے کہ دل وہ شخص رکہتا ہے کہ بیچ دل اوسکی کے سوائے اللہ تعالے کے کوئی چیز خطور نکرے اور نگذرے
انتہی کہا اسیطرح شیخ عبد القادر نے اپنی شرح فارسی مین وترک الاستنکاف لانہ تکبر ترجمہ اور ادب تیرہوان علم معاملہ کا چہوڑنا علم کا
ننگ اور عار کو استفادہ علم مین اسلیے کہ وہ تکبر ہے حقیقت مین یعنی طالب علم کو چاہیے کہ استفادہ اور حاصل کرنے علم مین استنکاف اختیار نکرے
اگر چہ اوستاد اوسکا حسب اور نسب مین اوس سے کم ہو اسلیے کہ فرمایا حضرت نے کلمۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم یعنے عاقل کو چاہیے کہ اچہی بات کو
ایسا سمجہے کہ میری ہی کہی ہوئی چیز ہے پس غنیمت جانے اوسکو جہان کہین کہ پاوے اور لے لیوے اوسکو جو شخص کہ دیوے کوئی ہو اور
نہ التفات کرے طرف خساست اوسکی کے مانند اوس شخص کے کہ بہاگا جاتا ہے شیر کے ڈر سے راستہ ڈہونڈہتا ہوا سو وہ نہین فرق کرتا

براستہ پوچہنے مین بشریف اور گہانس لکڑی کے گٹہہ اوٹہانے والے مین اور اسلیے کہ یہ عادت تکبر کی ہے فرمایا اللہ تعالی نی
ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فے الارض بغیر الحق وان یروا کل آیۃ لا یؤمنوا بہا وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلاً
ترجمہ یعنے البتہ پہیر دونگا مین نشانیون اپنی سے اون لوگون کو کہ تکبر کرتے ہین بیچ زمین کے ناحق اور اگر دیکہین سب نشانیان
نہ ایمان لاوین ساتہ اونکے اور اگر دیکہین راہ بہلائی کی نہ پکڑین اوسکو راہ اور فرمایا حضرت نے کہ فرماتا ہے اللہ تعالے تکبر اور
بڑائی چادر میری ہے اور عظمت آزار میرے سو جو کوئی مجہہ سے جہگڑا کرے یعنی یہ صفت اپنے مین ثابت کرے ڈال دونگا اوسکو
بیچ دوزخ مین اور علم تو متبوع ہے اسیطرح سعی اور کوشش سے حاصل ہوتا ہے نہ تابع کہ خود آجاوے انتہی ما قال الشیخ نجم الدین
وغیرہ نے شرحہ والقیاس بالمنتہی لاستبدالہ الحضور بالنوافل واحالتہ البحر النجاسۃ مار دون الکوز اور ادب چہوڑ دینا ان علم
معاملہ کا ترک کرنا مبتدی کا ہے قیاس کرنے نفس اپنی کو ساتہ منتہی کے واسطے بدل لینے اوسکے حاصل کرنے منتہی کے حضور مع اللہ کو
ساتہ نوافل کے اور واسطے کر دینے دریا کی نجاست کو پانی بخلاف کوزہ کے یعنے ستعلم اور مبتدی کو چاہیے کہ اپنی نفس کو قیاس
اوپر استاد اور منتہی کے نکرے بیچ ترک کرنے اوسکی کے یعنے طاعات اور نوافل کو یعنے اوقات مین یعنے بظاہر اوسکو یعنے
عبادات مین قاصر دیکہکر آپ بہی سست اور کاہل ہو بیٹہے اسلیے کہ منتہی نے بدل لیا اور اختیار کیا ہے حضور اور مراقبہ دل کو ساتہ
نوافل کے اسلیے کہ اعمال ظاہری طاعات اور نوافل سے سوا سے روایت اور فرائض کے اخیر کو پہرتے ہین طرف باطن اور تسکین
جوارح کے کہ مقصود اصلی ہے اور دیکہنے والے عوام لوگ گمان کرتے ہین کہ سست اور کاہل اور غافل ہو گیا حاشا ہرگز یہ گمان
کیا جاوے یہ مرابطہ اور باندہنا دل کا ہے عین شہود اور حضور مین ساتہ اللہ تعالے کے سو گویا اوسنے نوفل کو بمنزلہ ثمن اور
قیمت کے قرار دیکر بیچ حضور اور مراقبہ دل کو کہ اقصاے مراتب اور منتہای مطالب ہے خریدا اور حاصل کیا اور جب مکاشفہ حاصل ہوا
معاملہ مرتفع ہوا یعنے حق نوافل طاعات مین اور اسی جگہہ سے کہا ہے بعضے مشائخ نے کہ جسنے دیکہا مجکو بدایت اور آغاز حال مین
ہو اصدیق یعنے بسبب دیکہنے کثرت طاعات کے اور اتباع کرنے کے ساتہ اوسکی اور جسنے دیکہا مجکو مرتبہ نہایت مین کہ وقت قلت طاعات
اور تسکین جوارح کا ہے ہوا زندیق سو چاہیے کہ مبتدی احتراز کرے اور بچے اس قیاس کرنے سے کہ موجب حرمان اور نقصان اوسکی کا
ہے اسلیے کہ اسکی مثال بمنزلہ کوزہ کے ہے نجاست پانی کے حق مین یعنے بسبب وقوع نجاست کی وہ پانی کوزہ کا نجس ہو جاویگا
اور یہ مقدار مانع نہو گی ہو جانے اوسکی سے نجس بخلاف منتہی کے کہ وہ بمنزلہ دریا کے ہے کہ کر دیتا ہے نجاست کو پانی یعنے اگر اوسمین
بول اور براز وغیرہ نجاسات سے واقع ہون تو دریا اوسکو بمنزلہ اور پانی کے کر دیگا سو کیا نسبت ہے کوزہ کو ساتہ بحر کے اور کنجشک کو
ساتہ باز کے اور بادشاہ کو ساتہ لوہار کے اور اسی لیے جائز ہوئین بہت سی چیزین واسطے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو کہ نہین
جائز ہین واسطے ہمارے پس چاہیے مبتدی کو کہ متوجہ ہو طرف اختلاف علماء کے برابر ہے کہ ہو طالب علوم دنیا یا آخرت کا اسی لیے کہ
تحقیق یہ متحیر کر دیتا ہے عقل اوسکی کو پس سزاوار اوسکو یہ ہے کہ اختیار کرے اولاً ایک طریقہ جو کہ پسندیدہ ہو نزدیک اوستاد اوسکی کے
انتہی تمام ہوا مضمون شرح متن مذکور کا وتقدیم الاہم فیبدا بالفرض العین وہو علم ما یجب من اعتقاد وفعل وترک ظاہراً وباطناً ثم علم الآخرۃ

فہو المقرب الیہ تعالے اور ادب بندے ہوان علم معاملہ کا مقدم رکھنا اوس علم کا ہے کہ مہتر ہو پس ابتدا اور شروع کرے ساتھ اوس
علم کے کہ فرض عین ہے اور وہ علم اوس چیز کا ہے کہ واجب ہوا اعتقاد کرنا اور عمل کرنا اوسکا اور ترک کرنا اوسکا ظاہر اور باطن مین
پھر سیکھنا سکھلانا علم آخرت کا ہے اسلیے کہ تحقیق وہ نزدیک کرنے والا ہے بندے کو طرف اوس سبحانہ و تعالے کے یعنے جملہ آداب
علم معاملہ سے یہ بات ہے کہ اوستاد و شاگرد سیکھنے سکھلانے مین اوس علم کو مقدم رکھین جو بہت ضروری ہے مثل فرض عین کے اور
وہ وہ ہے کہ تکلیف دیا گیا ہے بندہ عاقل بالغ ساتھ اوسکے اور فرض کفایہ وہ ہے کہ نہ مستغنا اور بے پروائی ہو اوس سے قوام امور
دنیا مین جیسے طب اور حساب اور قسمت مواریث اور وصایا سو یہ ایسے علوم ہین کہ اگر خالی ہو جاوے شہر اونکے جاننے والون سے تو سارے
شہر والے گنہگار ہونگے اور ایک ہی ہو تو کفایت کرتا ہے اور ساقط ہو جاویگا فرض دوسرون سے سو اول لازم ہے تعلیم کرنا اور سیکھنا
ایسے علم کا کہ واجب ہے اعتقاد کرنا اوسپر جیسے ایمان لانا اللہ اور رسول اور فرشتون اور کتابون وغیرہ پر اون چیزون سے کہ
شارع نے اونکی خبر دی ہے اور سیکھنا اوسکا کہ واجب ہے عمل کرنا اوسپر جیسے نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ اور اسیطرح علم لانا اوس شے کا
کہ واجب ہو ترک کرنا اوسکا ظاہر اور باطن مین جیسے شراب خواری اور سرقہ اور زنا اور ارادہ کرنا معصیت اور گناہ کا اور عجب اور تکبر
وغیرہ کرنا اور بعد ان علمون مذکورہ کے سیکھنا سکھلانا علم آخرت کا واجب ہے اور وہ وہ ہے کہ نفع اوسکا مقصود ہو ساتھ صلاح اور
درستی آخرت کے اور معرفت اور پہچان ہو اوسمین تفاصیل احوال اور موافقت اور مخالفتون اوسکی کے اور مراد اوس سے علم تصوف ہے
کہ تحسین پاتے ہین اوس سے اخلاق باطن اور مزین ہوتے ہین احوال پوشیدہ اور مفارقت کرتے ہین اوس سے اوصاف طبعی اور
بجھ جاتے ہین آگ صفات بشری کی اور دور ہو جاتے ہین دواعی نفسانی سو اسلیے حاصل ہوتی ہے اس سے نزدیکی اللہ تعالی کے
ظاہر اور باطن مین بخلاف اور علمون کے کہ ایسا اوقات دور کر دیتے ہین اللہ سبحانہ و تعالے سے بسبب مشتمل ہونے اونکی کے انواع ریا
اور اصناف تکبرات پر ریا اور سمعہ اور عجب اور غرور سے تقریر اور تحریر مین چنانچہ اسیلیے کہا ہے امام مالک رحمہ اللہ نے کہ جسنے فقہ حاصل کیا
اور نہ پڑھا علم تصوف سو فاسق ہوا اور جسنے حاصل کیا تصوف اور نہ پڑھا علم فقہ سو ہوا وہ زندیق اور جسنے جمع کیا دونون کو سو ہوا محقق
اور کہا بعض محققین نے کہ جسکو نہین ہے اس علم سے کچھ حصہ ڈر ہے مجکو اوسکی سوء خاتمت کا اور ادنی حصہ اس سے یعنے اس علم سے یہ ہے
کہ تصدیق کرے اور سچا جانے اس علم کو اور تسلیم کرے اور مانے اس علم والون کو اور کہا بعضون نے کہ جس شخص مین دو خصلتین ہون
نہ حاصل ہوگا اس علم سے اوسکو کچھ بدعت اور تکبر اور کہا گیا ہے کہ جو دوست رکھے دنیا کو یا اصرار کرے اوپر ہوا اون اور آرزوون کے
نہ محقق ہوگا اس علم مین اگرچہ ہو جاوے اور علمون مین محقق پس ادنے عقوبت اور سزا اس علم کی منکر کی یہ ہے کہ نہین نصیب ہوتی
اوسکو اس علم سے کچھ چیز چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے شعر وارض لمن غاب عنک غیبتہ فذاک ذنب عقابہ فیہ یعنے راضی ہو تو
اوس شخص سے کہ عیب کرتا ہے تجھپر غیبت کرنی اوسکے پر اسلیے کہ یہ ایسا گناہ ہے کہ سزا اسکی بیچ اسیکے ہے یعنے جو شخص کہ عیب
کریگا اور برا جانیگا سو کب اوسکو حاصل کریگا وہ اوسکو پس رہیگا وہ اوس سے محروم سو سزا متفرع ہوئے اوسی عیب اور انکار پر
بعد ازان مجمل جو واجب ہے اوپر تیرے اعتقاد سے اوپر وجہ توسط کے مقام استفادہ مین یہ ہے کہ تصدیق اور یقین کرے تو کہ

تیرے سلیے ایک معبود ہے عالم قادر حی مرید متکلم سمیع بصیر واحد احد فرد صمد کہ نہین ہے کوئی اوسکا شریک اور نہ ساتھی اور نہ شبیہ
نہین ہے مثل اوسکے کوئی شے نہ جنا اوسنے اور نہ جنا گیا اور نہین ہے واسطے اوسکے کوئی ہمسر متصف ہے ساتہ صفات کمال کے جامع ہے
درمیان صفتون جلال اور جمال کے پس وہ صاحب جلال اور بزرگی کا ہے اور صاحب فضیلتون اور انعام کا منزہ ہے حدوث سے
منفرد ہے ساتہ قدم کے خالق ہی ہر چیز کا خبر عدم سے کلام اوسکا قدیم ہے اور ارادہ اور علم اوسکا پاک ہے ہر نقصان اور آفت سے
نہین وصف کیا جاتا ہے ساتہ صفات محدثین کے اور نہین جائز ہے اوپر اوسکے جو جائز ہے اوپر محدودین کے اور نہین گھیرتے اوسکو
مکان اور نہ جہتین اور نہین گذرتے اوپر اوسکے زمانے اور ساعتین اور نہین حلول کرتے اوسمین حوادثات اور آفات الی غیر ذالک اور
یقین جانے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم بندہ ہے اوسکے اور رسول اور خلیل اوسکے ہین بھیجا ہے اونکو ساتہ ہدایت اور دین حق کی تو کہ غالب
کر دین اوسکو اوپر سب دینون کے اور وہ سچے اور سچائی کہی گئی ہین اوس چیز مین کہ لائے ہین اللہ سبحانہ کے پاس سے اور سچے ہین
اوس چیز مین کہ وہ وارد ہوئی ہے اوپر زبان اونکی کے امر آخرت اور غرائب احوال اور شان اوسکی سے اور واجب ہے اعتقاد کرنا
اوس چیز پر کہ تہی اوپر اوسکے سلف کہ تحقیق اللہ سبحانہ دکہائی دیگا اور زیارت ہوگی آخرت مین اسلیے کہ وہ موجود ہے لیکن غیر محدود
اور تحقیق قرآن شریف کلام اللہ کا ہے غیر مخلوق نہین ہے ساتہ حرفون مقطعہ اور صورتون مختلفہ کے پس وہ حال حلول کرنیوالا
اور حادث سے نہین باعتبار اور ذریعہ ان حرفون اور آوازکی محفوظ ہے بیچ دلون ہماری کے پڑہا جاتا ہے ساتہ زبان ہماری کی
لکہا جاتا ہے ساتہ ہاتہون ہماری کے ملحوظ ہے ساتہ آنکہون ہماری کے اور یہی اعتقاد رکہے تو اس بات کا کہ نہین واقع ہوتا بیچ
ملک یعنے عالم اجسام کے اور نہ بیچ ملکوت یعنے عالم ارواح کے خطرہ اور اندیشہ اندیشہ کرنیوالا کا اور نہ نظر پہیرنا ناظر کا مگر ساتہ قضا اور قدر
اوس تعالے شانہ کے اور موافق ارادہ اور مشیت اوسکی کے پس اوسی سے ہے خیر اور شر اور نفع اور ضرر اور ایمان اور کفر اور نہین
واجب ہے اوپر اللہ تعالے کے کوئی چیز واسطے کسی کے مخلوق اوسکی سے اور بیشک اوسکا حق واجب ہے اوپر غیرون کے
اور وہ حق عبادت اور بندگی کرنا ہے اوسکی پہر جسکو وہ ثواب اور اچہا بدلہ دے سو اوسکے فضل اور کرم سے ہے اور جسپر عقاب
اور عذاب کرے سو اوسکے عدل اور انصاف سے ہے اور وہ نہین پوچہا جاتا اپنے کیے سے اور اور لوگ پوچہے جاتے ہین
اور اعتقاد رکہے تو اس بات کا کہ جو کچہ کہ ثابت ہے سنت سے یعنے حدیث متواتر سے امور آخرت کا شہرہ سے جیسے جنت اور دوزخ اور حشر
اور نشر اور عذاب قبر اور سوال کرنا منکر نکیر کا اور پل صراط اور میزان وغیرہ سو یہ سب قبول ہین ایمان سے کہ اتفاق اور اجماع
کیا ہے اوپر اعتقاد کرنے اونکی کے سلف صالح نے صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم سے قبل پہیلنے بدعتون اور ظاہر ہونے ہوا اون
اور آرزوون کے اور فرمایا حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمہ اللہ نے کہ علم آخرت کا دو قسم ہے معاملہ اور مکاشفہ اور غایت اور
نہایت معاملہ کی مکاشفہ ہے اور غایت مکاشفہ کی معرفت اللہ تعالے کے اور نہین ہے میری مراد معرفت سے اعتقاد عامی کا
کہ سیکہہ لیتا ہے از روے تقلید کے بلکہ وہ ایک نوع کا یقین ہے درایت سے کہ وہ ثمر اور پہل ہے اوس نور کا کہ ڈالتا ہے
اوسکو اللہ تعالے بیچ دل اوس بندہ کے کہ پاک کیا اوسنے باطن اپنا ساتہ مجاہدہ کے خباثت اور رذائل سے حتے کہ پہونچ گیا طرف

رشتۂ ایمان ابوبکر صدیقؓ کے بڑی ضروری چیزون سے پہچاننا واجبات کا ہے تو کہ حاصل کرے اونکو اور پہچاننا اس بات کا تو کہ
اجتناب اور پرہیز کرے اونسے اسلیے کہ کیونکر قائم اور ادا ہون وہ طاعتین اور نیکیاں کہ نہایت حلاوت ہین تو کیا ہین وہ پاک سی
ادا ہوتی ہین باوجود مائل ہونے طبیعتون اور نفسون کے طرف ملاہی اور ملاعب کے یا کیونکر اجتناب اور پرہیز کیا جاوے
معاصی سے بغیر اسکے کہ جانا جاوے ہونا اونکا مناہی سے پس واجب ہے اوپر تمہارے یہ کہ مضبوط پکڑو احکام شرع کو مہمل او فرض
ہے اسلیے کہ بسا اوقات انسان مقیم ہوتا ہے اوپر کفر اور بدعت کے یا اوپر اون خفات کے کہ فاسد کردی اوپر اوسکے طہارت یا نماز
اوسکی کو یا خارج کردے اون دونون کو ہونے اونکی سے موافق سنت کے پھر مدار ان سب کا ہی یعنے عبادات ظاہری کا اور عبادات
باطنی کے ہے کہ وہ ایک مرتبہ پر فرض عیان سے ہے اور وہ توکل اور تفویض اور تسلیم اور رضا بالقضا اور توبہ اور انابت اور صبر اور
شکر ہے اور اخلاص کرنا نیت مین اور مانند انکی کے سو واجب ہے ان صفتون کا حاصل کرنا اپنی نفس مین اور اسیطرح معاصی باطنیہ
کہ سخرا اور غضب اور حقد اور حسد اور بخل اور طول امل اور خوف فقر اور ریا اور کبر ہین پس واجب ہے اجتناب اور پرہیز کرنا اونسے
تو کہ مصئون اور محفوظ ہو جاوے نفس اون چیزون سے کہ معیوب کردیتی ہین اوسکو اور ہو جاوے منعوت اور موصوف ساتھ
اون صفات کے زینت دین اوسکو سو یہ سب صفات حمیدہ مذکورہ ایک مرتبہ پر فرائض ہین اللہ سبحانہ وتعالی نے امر کیا ساتھ
انکے اور نہی کی ہے انکے ضدون سے اپنے کتاب قدیم مین اور اوپر لسان رسول قدیم کے پس فرمایا وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین
یعنے اور اوپر اللہ ہی کے توکل اور بھروسا کرو تم اگر ہو تم ایمان والے اور فرمایا واشکروا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون یعنے اور شکر کرو واسطے
اللہ کے اگر ہو تم اوسکی عبادت کرتے اور فرمایا واصبروا ان اللہ مع الصابرین یعنے اور صبر کرو تحقیق اللہ ہے ساتھ صبر کرنے والون کے
اور فرمایا وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین له الدین یعنے اور نہین حکم کیے گئے وہ مگر یہ کہ عبادت کرین اللہ کی خالص کرکے واسطے اوسکے
دین کو اور سوا انکے اور آیتین ہین کہ دلالت کرتے ہین اوپر وجوب تحصیل طاعات اور عبادات باطنی کے جیسا کہ دلالت کرتے ہین
نصوص اوپر وجوب صوم اور صلوٰۃ وغیرہ کے عبادات ظاہری سے پس کیا حال ہے تیرا کہ متوجہ ہوتا ہے تو اوپر طاعات اور عبادات
ظاہری کے اور چھوڑتا ہے تو طاعات باطنی کو کہ با رونق اور روشن سے زائد سمجھکر کے اور حال یہ ہے کہ حکم ساتھ ان دونون کے ایک ہی
رب ہے اور ایک ہی کتاب مین اور ایک ہی رسول پر سو یہ غفلت ہے تیری کہ نہ پہچانا تو نے اونکو خلاصہ یہ کہ جو چیز یعنے جو عمل کہ
نہ ماموں ہو ہلاک اور ضائع ہونے سے بسبب جہل اوسکی کے پس طلب کرنا علم اوسکی کا فرض ہے کہ نہین جائز ہے کہ اوسکو چھوڑنا اوسکا تھی

تمام ہوا مضمون شرح ملا علی قاری اور شرح شیخ نجم الدین کا فاذا فرغ علماً وعملاً ساغ ان یشرع فی فرض الکفایۃ کالتفسیر والاخبار و
الفتاوی غیر متجاوز الی النوادر ولا مستغرق مشتغل عن المقصود ترجمہ پس جبکہ فارغ ہو جاوے علم فرض عین سے از روے علم
اور عمل کے جائز ہے اوسکو یہ کہ شروع کرے بیچ علمون فرض کفایہ کے جیسے علم تفسیر اور حدیث اور علم فتاوے کہ فقہ اور اصول ہے
در حالیکہ نہ تجاوز کرنے والا ہو کثیر الوقوع اور قریبات ان علمون کی سے طرف نوادرات کے کہ کبھی کبھی ساتھ اونکے حاجت ہوتی ہے
اور نہ مستغرق ہو بالکلیہ فرض کفایہ مین کہ اعراض کرے مقصود سے اسلیے کہ مقصود علم اور عمل سے یاد کرنا اور دھیان اور محبت

اوس تعالیٰ شانہ کی ہے یعنی ہرگاہ کہ طالب علم فارغ ہوجاوے علوم فرض عین سے کہ مذکور ہوئے جائز ہے یہ کہ شروع کرے
علوم فرض کفایہ مین جیسے علم تفسیر اور متعلقات اوسکے علم قرأۃ اور اسباب نزول اور معرفت ناسخ اور منسوخ اور عام اور خاص اور
نص اور ظاہر وغیرہ سے اور کیفیت استعمال البعض کی اوس سے ساتھ بعض کے کہ جیسے علم اصول فقہ کہتے ہین اور جو موقوف علیہ ہے
یعنی علم لغت اور صرف نحو وغیرہ سے اور یہ سب اقسام جاری ہین سنت مین بھی اور اسی طرح علم اخبار یعنے احادیث مسندہ
وغیر مسندہ متواترہ غیر متواترہ ضعیفہ غیر ضعیفہ اور معرفت اسماء رجال وعدالت رواۃ اور تمام احوال اوسکا اور علم فتاوے یعنے
فروع فقہ اور علم قطع خصومات اور قانون سیاست وغیرہ سو جائز ہے تحصیل کرنا اور مشغول ہونا ان علمون مین بشرطیکہ
تجاوز نکرے اوسے طرف نوادرات یعنے قلیل الوقوع کے چنانچہ بعض اکابر سے منقول ہے کہ کافی ہے تجکو تفسیرون سے ازروے
اقتصار اور ایجاز کے تفسیر واحدی یا تفسیر جلالین اور ازروے توسط کے تفسیر مدارک یا معالم اور نہایت مین تفسیر درمنثور
اور تفسیر ماثور اور کافی ہے تجکو حدیث سے جو کچھ صحیحین مین ہے علے وجہ الایجاز اور بروجہ توسط مانند مشکوۃ کے اور بروجہ نہایۃ
تیسیر الوصول الی جامع الاصول اور جامع کبیر حافظ جلال الدین سیوطی کے اور استغراق ایک علم مین واسطے استقصاء اور
احاطہ کل کے ممنوع ہے اسلیے کہ علم کثیر اور بہت ہے اور عمر تھوڑی پس نہ صرف اوسکا اور مستغرق ہوا ان علمون مین یعنے فرض کفایہ مین
ایسا کہ مشغول ہوجاوے مقصود سے کہ وہ حضور ہے آگے معبود کے اور استغراق ہے بحر شہود مین فرمایا محمد بن حسن رحمہ اللہ نے
کہ تہا مین ہمیشہ آتا نزدیک داؤد طائی رحمہ اللہ کے اور پوچھتا مین اونسے مسئلے پس اگر واقع اور ظاہر ہوتے اونکے دل مین یہ بات
کہ یہ مسئلہ محتاج الیہ اور ضروریات دین میرے سے ہے جواب دیتے مجکو اوس مسئلہ مین اور اگر جانتے کہ یہ مسئلہ ضروری نہین ہے
تو تبسم کرتے اور فرماتے کہ ہم مشغول ہین یعنے اوسکے حضور اور شہود مین تمام ہوا مضمون شرح ملا علی قاری کا اور کہا شیخ نجم الدین نے
اپنی شرح مین کہ جو شخص کہ ابھی فارغ نہین ہوا ہے علوم فرض عین سے چاہیے کہ نہ مشغول ہو فروض کفایہ مین چنانچہ کہا امام حجۃ
الاسلام غزالی رحمہ اللہ نے کہ جس شخص پر کہ ابھی فرض عین لازم ہے پس مشغول ہو فرض کفایہ مین اور گمان کرے کہ میرا مقصود
حق ہے سو وہ جھوٹا ہے اور جان تو کہ علم دو قسم پر ہے شرعی اور غیر شرعی شرعی کل محمود ہے اور واسطے اوسکے یعنے شرعی کے
اصول اور فروع اور مقدمات اور متممات ہین اصول کتاب الیہ اور سنت رسول اللہ اور اجماع امت اور آثار صحابہ ہے اور فروع وہ ہے
کہ مستنبط ہوا انہی سے اور وہ دو قسم ہے قسم اول وہ کہ متعلق ہے ساتھ مصالح دنیا کے اور حاوی ہے اوسکو فن فقہ اور متکفل اوسکے
ہین فقہا اور قسم دوسری وہ کہ متعلق ہے ساتھ آخرت کے اور وہ علم احوال قلب اور اخلاق اوسکی کا ہے اور حاوی ہین اسکو کتابین
سلوک کے اور مقدمات وہ ہین کہ قائم مقام آلات کے ہین جیسے علم لغت سو وہ ایک آلہ ہے علم کتاب اور سنت رسول کا اور انہین سے
ہے علم کتابت خط کا اور مشروعیت ان چیزون کی بسبب موقوف ہونے اصول شرع کے ہے اوپر اونکے اور متممات علم قرآن کے پس منقسم ہین
طرف اوسکے کہ متعلق ہین ساتھ لفظ کے جیسے علم قرأۃ اور مخارج حروف اور اسکے کہ متعلق ہین ساتھ معنی کے جیسے تفسیر سو اعتماد اوسکا
بھی اوپر نقل کے ہے اور منقسم ہین طرف اسکے کہ متعلق ہین ساتھ احکام اوسکی کے من حیث بالاخذ والماخذ اور متکفل اسکو اصول فقہ ہے

اور ماہیہ مبتحات اخبار اور آثار کے پس علم ساتھ رجال اور اسامی اونکی کے اور اسامی اور صفات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور علم ساتھ
راویون اور احوال اونکی کا توکہ متمیز ہو جاوے ضعیف قوی سے اور علم ساتھ عمرون اونکی کے توکہ امتیاز ہو جاوے مرسل کا مسند
سے اسی طرح اور جو متعلق ہین ساتھ اوسکے پس یہ علوم شرعیہ ہین اور یہ سب محمود ہین اور فرض کفایہ سے ہین اور جو غیر شرعی ہے
دو قسم پر ہے محمود اور مذموم اور محمود پھر دو قسم ہے فرض بقدر کفایت کے یا فضیلت پس فرض کفایت وہ ہے کہ نہ استغنا ہے
اوس سے قوام امور دنیا مین اسلیے کہ وہ ضروری ہے حاجت بقا ابدان مین جیسے حساب پس وہ ضروری ہے معاملات اور
قسمت وصایا اور مواریث وغیرہ مین اور اسی طرح طب اور فلاحت یعنے برزگری اور حیاکت یعنی نوربافی اور حجامت وغیرہ اگرچہ
بعضے انمین سے خسیس ہین لیکن اگر خالی ہو جاوے انسے شہر تو موجب حرج اور ہلاکی کا ہے اسلیے کہ جسنے اوتاری ہے بیماری
اوتاری دوا اور راہ اور طریقہ بتایا اوسکے استعمال کا اور مہیا کیے اسباب پس نہین جائز ہے متعرض ہونا واسطے ہلاکی کے
بسبب اہمال اور چھوڑنے اسباب کے اور اسی پر جو فضیلت ہے فرض کفایہ سے سو وہ ہے کہ استغنا اور بے پروائی ہو اوس سے
جیسے تعمق کرنا دقائق حساب اور حقائق طب مین اور اسی پر مذموم اوس فرض کفایہ سے سو مباح ہے یا غیر مباح مباح جیسے
علم اشعار کہ جنمین مضامین فحش اور استخفاف اور تحقیر مسلمان کی نہو اور اسی طرح علم تاریخ اور اخبار اور غیر مباح جیسے علم سحر اور طلسمات
وغیرہ سوان سب علمون اور صنائع اور پیشون مین ایسا نہ مصروف اور مشغول ہو کہ مقصود اصلی یعنے پاک کرنے نفس کو رذائل سے
اور آراستہ کرنے اوسکی سے ساتھ محاسن کے غافل ہو جاوے اسلیے کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کل ما شغلک عن اللہ
فہو صنمک یعنے جو تجھے مشغول کرے اللہ سے پس وہی تیرا صنم ہے اور معبود والاقتصار علی الواقع والقریب منہ اور اوسے اہوان
علم معاملہ کا اقتصار کرنا ہے اوپر اون مسائل کے کہ واقع ہون یعنے ٹھہرنا ہے اون قضایا اور مسئلون پر جو واقع ہون یا قریب ہون
وقوع کے فی المناظرۃ مناظرہ مین اور مناظرہ عبارت ہے توجہ کرنے دو متخاصمین کے سے طرف نسبت تام جزئی کے واسطے
اظہار اور اثبات حق کے اور جار مجرور فی المناظرہ مین متعلق ہے ساتھ اقتصار کے فہو المأثور اسلیے کہ یہ یعنے اقتصار کرنا مناظرہ
مین اوپر اون قضایا اور حادثون کے جو واقع ہون یا قریب ہون وقوع کے منقول ہے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہ وے مناظرہ
اور مشاورہ نہین کرتے تھے مگر اومین جو واقع تھے یا قریب الوقوع تھے حاصل کلام یہ ہے کہ مناظرہ اور مباحثہ کہ اوپر طریق مشاورت
کے واقع ہونا اوپر طریقہ خصوصیت کے وہ ماثور ہے پس چاہیے معلم اور متعلم کو کہ اکتفا کرین مناظرہ اور مباحثہ مین اون مسئلون پر
جو واقع ہونے والے ہون اسلیے کہ اصحاب آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشاورت نہین کرتے تھے مگر اون حوادث مین جو
واقع ہون یا قریب الوقوع اسلیے کہ قریب طرف شے کے پاتا ہے حکم اوس شے کا واختیار الخلوۃ اور ادب ستر ہوان
انمین سے اختیار کرنا خلوت کا ہے واسطے مناظرہ کے یعنے مناظرہ اور مباحثہ اور مشاورت مین اختیار کرے خلوت کو لقربہ
الی جمع الہمۃ بسبب قریب ہونے اوسکی کے یعنے خلوت کی طرف جمع ہونے ہمت کے وصفاء الفکرۃ اور باعث نزدیک ہونے
اوسکی کے طرف صفائے فکر اور دور کرنے اندیشون کے والبعد عن الریاء اور بسبب بعید ہونے اوسکی کے ریا سے والعجب اور بسبب

اور ہونے اوسکی کے عجب اور خودبینی سے یعنے جب کہ مناظرہ اور مباحثہ کرنا اوپر سبیل مشورت کے ہو تو چاہیے کہ خلوت اختیار
کرے تاکہ فکر اوسکی مشوش نہو کہا حکیم نے کہ خلوت عبارت ہے چھوڑنے اختلاط آدمیون کی سی اگرچہ ہو درمیان اونکے اور کہا ہے
بعضون نے کہ خلوت عبارت ہے انس پکڑنے سے ساتھ ذکر کے اور مشغول ہونے سے ساتھ فکر کے اور اسی کے موافق ہے
وہ جو کہا ہے بعض نے الخلوۃ الخلو عن جمیع الاذکار الا عن ذکر اللہ خلوت خالی ہونا ہے جمیع اذکار سے سوا ذکر اللہ کے
اور کہا بعضون نے کہ خلوت عبارت ہے میل کرنے سے طرف نگہبانی جوارح کے اوس چیز سے کہ نہ رضامند ہو اوس سے اللہ تعالی اور یہان مراد خلوت
سے علیحدگی مکان کی ہے پس چاہیے کہ خلوت اختیار کرے تاکہ فکر اوسکی صاف ہو جاوے خیالات پراگندہ سے جو بسبب اژدحام آدمیون کی آتے ہین اور
بعید ہو جاوے ریا اور عجب سے اور ریا عبارت ہے کرنے اور چھوڑنے کسی فعل کے سے واسطے متوجہ کرنے لوگون کی طرف
اپنے کو اسکو شرک خفی کہتے ہین اور تفصیل اوسکی انشاء اللہ تعالے اپنے محل پر بیان کیجاویگی اور عجب عبارت ہے استعظام
نفس اور خودبینی سے کہ وہ بہی مذموم ہے کما تحقیق فی موضعہ پس جسوقت کہ خلوت گزین ہو مناظر تو حاصل ہونگے اوسکو یہ
فوائد مذکورہ اور بچ جاویگا وہ ان آفات مسطورہ سے وسبیل التشاور والتعاون اور ادب اٹھارہوان اونمین سے
اختیار کرنا راہ مشورت اور معاونت کا ہے جیساکہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ما خاب من استشار اور فرمایا
اللہ تعالے نے وشاورہم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ اور بہی فرمایا وتعاونوا علی البر والتقوے ولا تعاونوا علی الاثم
والعدوان اور باہم معاونت کرو اوپر نیکی اور تقوے کے اور نہ معاونت کرو اوپر گناہ اور حد سے بڑہنے کی فہو الماثور اسلیے کہ
یہ ہی طریق مشورت اور معاونت کا منقول اور مروی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اصحاب اونکی سے نہ طریق جہگڑے
اور خصومت کا فیجیز الانتقال عن دلیل واشکال پس روا رکہی واسطے خصم اپنی کے انتقال کرنا ایک دلیل سے طرف دلیل دوسری کے
اور ایک اشکال سے طرف اشکال دوسری کے یعنے جب کہ مناظر نے خصم اپنی کو معین او مددگار سمجہا تو چاہیے کہ نہ منع کرے اوسکو
انتقال کرنے اوس دلیل اور اشکال سے کہ معتقد تہا پہلی مشورت اور تعاون کے اوس دلیل اور اشکال کا پہر سمجہا وہ بعد مشورت
اور تعاون کے کہ جو دلیل اور اشکال ہین سمجہے تہے حقیقت مین وہ قابل دلیل اور اشکال کے نتہی پہر انتقال کیا اوسنے طرف
دلیل اور اشکال دوسری کے تو چاہیے کہ طالب علم مناظر کو کہ نہ روکے اوسکو انتقال کرنے اوس دلیل اور اشکال سے کہ ظاہر ہوا خطا
ہونا اوسکا اور نہ کہے اوسکو کہ یہ کلام تیرا مناقض ہے ساتہ کلام پہلے کے اسلیے کہ رجوع کرنا طرف حق کے ہمیشہ ہوتا ہے مناقض
واسطے باطل کے اور ایسے ہی تہا مناظرہ سلف کا ولا یدعی علم مجہول اور دعوے نکرے مناظر جاننے اوس شے کا جو نہین جانتا ہو
اوسکو ولا یسکت عن معلوم زاعما اور چپ نرہے مناظر شے معلوم سے درحالیکہ مدعی ہو جاننے اوسکی کا یا بیچ اس حال کے کہ زعم
کرنے والا ہو ساتہ اس بات کے کہ مین جانتا ہون دوسرا نہین جانتا اور جو زعم کرنے والا ہو کہ دوسرا بہی جانتا ہے تو سکوت کا
مضائقہ نہین اور کہا علی قاری رح نے کہ نہ چپ رہے دران حال کہ زعم کرنے والا ہو عدم لزوم ذکر کا اپنے اوپر اور حال یہ ہے کہ
وہ ذکر کرنا لازم ہوا ہے اوسپر اور کہا شیخ نجم الدین نے اپنی شرح مین اسے دران حال کہ زعم کرنے والا ہو زعم ذکر کا ای یہ زعم ملوم کہ

(۵) ادب اٹھارہواں

مجھپر ذکر کرنا اسکا لازم ہے تب چپ نرہے بعد لزوم الذکر بعد اسکے کہ لازم ہو جاوے ذکر کرنا اوس شئے معلوم کا اسپر یعنے مناظر کو
چاہیے کہ مناظرہ مین دعوے نکرے اوس شئے کا کہ نہین جانتا ہو واسطے عاجز کرنے خصم کے مثلاً خصم نے اپنے قول کو بیان کیا
بعد اوسکے کہا یہ وہ شئے ہے کہ ظاہر ہوئی میرے لیے اگر تجھکو معلوم ہو بہتر اس سے تو بیان کر پس کہے دوسرا
کہ جانتا ہون مین بہتر اس سے لیکن نہین ذکر کرتا اسکو اسلیے کہ نہین لازم ہے مجھپر ذکر اوسکا پس اس طرح دعوے کرنا نہین
خالی ہے فسق سے برابر ہے وہ سچا ہو اپنے قول مین یا جھوٹے ہونے اوسکی کے وجہ فسق کی ظاہر ہے اور
برتقدیر سچے ہونے اوسکی کے وجہ فسق کی یہ ہے کہ اوسنے چھپایا اوس شئے کو کہ اوسکا اظہار شرط مسئلہ ضروری ہونے کے واجب تھا
اجماع کیا ہے علمانے اسپر کہ واجب ہے اظہار کرنا اوس شئے کا کہ جانتا ہو علوم دینی ضروری سے بعد سوال کرنے سائل کے اور اوس سے
بلکہ اگر نہین آتا ہو لازم ہے اوسپر یہ کہ کہے نہین جانتا ہون مین اسکو نہین دیکھتے ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ بہت جگہ لا ادری
فرمایا ہے اور جب کہا اوسنے کہ میرے پاس اسکے واسطے اور وجہ بہتر ہے لیکن نہین ذکر کرتا ہون اوسکو اسلیے کہ ذکر کرنا اسکا نہین
لازم ہے مجھپر اور حال آنکہ اوسکے پاس اور کوئی وجہ بہتر نہین ہے اور یہی ہے جانتے اوسکی کا واسطے عاجز کرنے خصم کی پس ہو گیا
وہ کاذب اور فاسق نعوذ باللہ منہا اور اگر جانتا ہو وجہ بہتر اوس سے جو بیان کی خصم نے تو چاہیے کہ بیان اوسکے ہے ساکت نہ ہو
بلکہ اوسپر لازم ہے کہ کما حقہ ظاہر کرے نزدیک خصم کے بسبب فرمانے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے من کتم علما الجم بلجام من النار
نہی قواعد محدثہ اسلیے کہ یہ یعنے اشیاء مذکورہ جو اجازت انتقال کرنے دلیل سے طرف دلیل دوسری کے ہے اور دعوے کرنا شئے
مجہول کا اور ساکت ہونا امر معلوم سے بعد سوال کرنے سائل کے قواعد محدثہ اور مبتدعہ اور مستقبحہ مین جاذبۃ الی المہلکات کھینچنے والے
مین طرف جاے ہلاکت اور خصلتون ہلاک کرنے والے کے مثل حسد اور حقد اور تکبر اور عجب اور چھپانے حق وغیرہ کے یحرم التمسک بہا
حرام ہے تمسک کرنا ساتھ اون قواعد کے ورثیکر للتعصب اور چاہیے مناظر کو کہ شکر کرے واسطے پہونچنے والے حق اور صواب کے
طرفین سے جیسے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے لولا علی لہلک عمر و لیعترف بالخطاء اور اقرار اور اعتراف کرے ساتھ خطا اپنی کے
جیسے مروی ہے محمد بن کعب سے کہ ایک شخص واسطے حل مشکل اپنی کے بخدمت حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے حاضر ہو کر مستدعی ہوا
توجہ اور ہمت کا آپ نے اوسکے جواب مین فرمایا اذا ضاقت بک البلوی ففکر فی الم نشرح فعسر بین یسرین اذا فکرتہ فافرح یعنی
مدت محنت اور سختی کی کم ہے کیونکہ پہلے ہی سختی تھی اور آگے کو بھی نہوگی اور وقت عیش اور عشرت کا بہت ہے جبکہ ساتھ اس وعدہ حق
سبحانہ وتعالے کے مطلع ہو جاوے تو عسرت تیری ساتھ عشرت اور فرحت کے بدل جائیگی کوئی شخص دوسرا اوس مجلس مین حاضر تھا
کہا یا امیر المومنین معنی آیۂ کریمہ کے جیسے آپ نے فرمائے ویسے نہین مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر تو اچھا جانتا ہے تو بیان کر
کہا اوسنے فبعد العسر یسران اذا فکرتہ فافرح اسے بعد ایک عسر کے دوسرے حاصل ہونے والی ہے اس جواب کو حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے پسند کر کے فرمایا اچھا کہا تو نے اور خوشا ہوئی مجھے جیسا کہ اسی مضمون کو سعدی علیہ الرحمۃ نے نظم کیا ہے لنظم کسے مشکلے
برد پیش علی * مگر مشکلش را کند منجلی * امیر عدو بند کشور کشاے * جوابش بگفت از سر علم و راے * شنیدم کہ شخصے دران انجمن *

گفتا چنین نیست یا ابو الحسن ٭ نرنجید از و حیدر نامجوے ٭ بگفت ار تو دانی ازین بہ بگوے ٭ بگفت آنچہ دانست و پاکیزہ گفت ٭ بگل
چشمۂ خور نباید نہفت ٭ پسندید زو شاہ مردان جواب ٭ کہ من بر خطا بودم و او بر صواب ٭ بہ از من سخن گفت دانا یکے ست ٭ کہ بالاتر از
علم او علم نیست ٭ اور منقول ہے کہ ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا تھا اوس مرد کی سے کہ مقاتل اور محارب ہو کر
فی سبیل اللہ شہید ہوا جواب دیا کہ وہ جنت مین ہے ابن مسعودؓ نے کہا کہ اگر مر گیا پس پہونچا حق کو یعنے حق پر مرا بایں طور کہ لڑنا
اوس جگہ درست تھا اور نیت اور عقیدہ بھی اوسکا اچھا تھا تو وہ جنت مین ہے ابو موسے اشعری کہ اوس زمانہ مین امیر تھے کوفہ کے
کہا حق وہ ہے جو ابن مسعودؓ نے کہا ولا یہتم بہ اور غمگین اور اندوہگین نہووے ساتھ اقرار کرنے خطا اپنی کے اور ساتھ ظہور حق کی زبان
دوسری کے سے فہو الماثور اسلیے کہ وہ یعنے شکر کرنا پہونچنے والی حق اور صواب کا اور اعتراف کرنا ساتھ خطا اپنی کے اور نہ اہتمام
اور غم کرنا ساتھ اوسکے ماثور اور منقول ہے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے جیسا کہ بیان ہو چکا ولانہ نشدہ ضالتہ
اور اسلیے کہ مناظر اور مشاور طالب اور ڈہونڈہنے والا ہے گمی ہوئی چیز کا کہ وہ کلمۃ الحق ہے فلا فرق بین ظہورہا منہ ومن غیرہ
پس نہیں ہے فرق نزدیک اوسکے درمیان ظاہر ہونے اوس گمی ہوئی چیز کے اپنے سے اور غیر سے اسلیے کہ غرض اور مقصود
سوا ظاہر ہونے حق کے دوسری شئے نہیں ہے جس سے ظاہر اور نمود ہوا آپ سے یا مشاور سے ہو یا غیر سے اور چاہیے کہ شورہ
مین یہ غرض نہو کہ حق مجھہ ہی سے ہو ظاہر ہو نہ دوسرے سے پہر جبکہ ہوگی غرض اظہار حق تو نہ غمگین اور اندوہگین ہوگا یہ ظاہر
ہونے حق کی سے اس سے ہو خواہ دوسرے سے اور ہوگا شکر گزار اسپر اور معترف ہوگا ساتھ خطا اپنی کے فرمایا حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الحکمۃ ضالۃ المؤمن فحیث وجدہا فہو احق بہا حکمت گمی ہوئی چیز مؤمن کی ہے پس جہان پاوے اوسکو
پس وہی لائق تر ہے ساتھ لینے اوسکی کے جیسے کوئی شخص اپنی بکری گمی ہوئی کو ڈہونڈہے ہے اور جو کوئی شخص اوسکی بکری بتادے
تو اوس سے وہ شخص خوش ہوتا ہے اور شکرگزاری اوسکی کرتا ہے اور اوسکو اپنا دوست اور خیرخواہ سمجھتا ہے اب غور کرنا چاہیے
کہ ساتھ پانی متاع دینوی کے بتانے والے کا ممنون احسان ہو اور ساتھ ظاہر کرنے متاع آخرت اور اظہار حق کے بتانے والے سے
ناراض اور ملول ہو اور زبان طعن اور ملامت کی اوسکے حق مین دراز کرے یہ کیسا انصاف ہے بلکہ یہ شخص اولی و انسب ہے ساتھ
شکر کرنے کے اسکا شکر اوس سے زیادہ کرنا چاہیے ولیقدم اقتحام النفس والشیطان اور مناظر کو چاہیے کہ پہلے شروع کرنے کے
مناظرہ مین اپنی نفس کو مقصر جانے اور نفس اور شیطان کو ساکت اور ملزم کرے لشدۃ معاداتہما بسبب سخت تر ہونے عداوت
اور دشمنی ان دونون کے طالب حق سے اور مباحث علمیہ کرنے ان دونون کے قلب پر غالب کی اور محبت بلانے انہون کے
طرف اسباب ہلاکت کے یعنے طرف بخل اور کبر اور حسد وغیرہ کے فرمایا اللہ تعالے نے ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا ولا تعبدوا
الشیطان انہ لکم عدو مبین اور فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اعدا عدوک نفسک التی بین جنبیک پس چاہیے
کہ ان دونون کو اپنے قابو مین کرکے پہر شروع کرے مناظرہ اور مشاورہ مین تو کہ محفوظ اور مامون ہو جاوے آفات کثیرہ سے
اور اگر ارادہ کیا مناظر نے اظہار فضل اپنی کا نزدیک لوگون کے اور قصد کیا تذلیل خصم کا اور متوجہ کرنا خلق کا طرف اپنے تو یہ امور

منبع اخلاق مذمومہ کے ہین اور ناپسندیدہ ہین نزدیک اللہ تعالے کے اور پسندیدہ ہین نزدیک عدو اللہ شیطان لعین کے التمسک
فی الاصول اور ادب اونتیسوان اونمین سے تمسک اور چنگل مارنا ہے بیچ اصول اور اعتقادیات کے بالکتاب والسنۃ
والاجماع ساتھ کتاب یعنے قرآن مجید کے کہ وہ دلیل قطعی ہے اور ساتھ سنت متواترہ کے لفظاً متواتر ہو یا معنا قولی ہو یا فعلی
یا تقریری اور اجماع امت اور اتفاق ائمہ کے یعنے مسائل اعتقادیہ مین اعتصام اور چنگل مارے ساتھ ان دلائل کے کہ فائدہ
دینے والے یقین کے ہون نہ گمان کے اسواسطے کہ مبنی اصول اور اعتقادیات کا یقین پر ہے سو یہ تینون یعنے کتاب اور سنت متواترہ
اور اجماع اور اونمین ہے اتفاق ائمہ کا موجب ہین یقین کے بخلاف قیاس کے اسلیے چھوڑ دیا مصنف نے ان دونون کو الاعراض
عن اعتراض خاطر او ناظر اور ادب بیسوان اونمین سے اعراض اور روگردانی کرنا ہے اعتراض اسے پیش آنے خاطر نفسانی
اور شک واسطے مناظر یا مباحث کی ہے یعنے نہ چاہیے تمسک پکڑنا ساتھ اون اعتراضون کے کہ وارد ہون جانب مناظر مقابل
سے یا وسے خطرات کہ گذرین اپنے دل مین جب کہ مخالف ہون ساتھ ادلۂ ثلثہ مذکورہ کے لاعتصامہا عن الہوے والوسوسۃ بسبب
معصوم اور مبرا ہونے ادلہ مذکورہ کے ہوا سے نفسانی اور وسوسۂ شیطانی سے دون غیرہا بخلاف غیر ادلہ کی کے یعنے اعتراضات اور
قیاسات خاطر یا مناظر کے کہ ہوا اور ہوس سے کم خالی ہوتے ہین تائید الاعتقاد بالمعاملۃ اور ادب اکیسوان اونمین سے
تائید اور توانائی دینا ہے اعتقاد اپنے کو ساتھ معاملہ اسے عمل بدنی اور قلبی کے یعنے عمل کرنا ہے موافق جاننے اپنی کے فرضیات اور
واجبات مین اور بچنا ہے محرمات وغیرہ سے اسواسطے کہ جب معتقد ہوا فرضیت کسی شے کا اور مسنون ہونے شے دوسری کا اور تحریم یا
یا حرمت یا کراہت تحریمی یا تنزیہی کسی شے کا پس ضرورت ہے اوسکے لیے کہ عمل کرے ساتھ ظاہر اور باطن کے یعنے ساتھ بدن اور قلب کے
موافق جاننے اپنے کے فہو طریق المکاشفۃ اسلیے کہ تائید کرنا اعتقاد کا ساتھ معاملہ کے طریقہ ہے اور مکاشفے کا ہے پس جو شخص کہ
ساتھ علم کے مشغول ہووے اور طریقۂ اتقیا اور فرمان برداری کا لازم پکڑے اور نفس کو ہوا اور ہوس سے دور رکھے تو ابواب ہدایت کے
اوسپر کھل جاوینگے بموجب فرمانے اللہ تعالے کے والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا والذین اہتدوا زادہم ہدی وآتہم تقوٰہم اور بھی
آیا ہے من عمل بما علم اورثہ اللہ علم ما لا یعلم وادلۃ القرآن اور تائید اور توانائی دینا اعتقاد کا ہے ساتھ دلائل قرآن کے پس ہمیشہ
زائد ہوگا اعتقاد اوسکا از روے وسوخ کے بسبب اوس چیز کے کہ پڑھی کان اوسکی مین ادلۂ قرآن سے اور یہان پر نہ ذکر کیا
مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے سنت متواترہ اور اجماع امت کو اسلیے کہ وے دونون راجع ہین طرف دلائل قرآن کے فیہا کانوا
یتاجرون اسلیے کہ ساتھ ادلۂ قرآن کے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سلف صالح رضی اللہ عنہم حجت اور تمسک پکڑتے تھے
اوپر اثبات دعوون اپنی کے ولقا لمون من لم یقنعہ اور مقابلہ کرتے تھے ساتھ اون شخصون کے کہ نہین قناعت اور اکتفا کرتے تھے
اوپر قرآن اور ادلہ اوسکی کے یعنے رکھتے تھے مقابلہ کرنا اون لوگون کے ساتھ جو نہین قناعت کرتے تھے اصول مذکورہ پر اور نہین
خوش ہوتے تھے ساتھ ادلۂ قرآن کے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیس منا من لم یتغن بالقرآن یعنے نہین ہے اوپر
طریقے ہماری کے وہ شخص جو نہ آسودہ ہو ساتھ قرآن کے یا نہ طلب استغنا کی اوسنے ساتھ قرآن کے بلکہ مطلوب ہے اوسکا دلیل

سوا سے قرآن شریف کے فبای بیان بعد بیانہ اسلیے کہ نہین ہے کوئی بیان مبین اور حجت متین شافی بعد بیان قرآن کے فرمایا اللہ تعالی نے
اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتب یتلی علیہم ان فی ذلک رحمۃ و ذکری لقوم یومنون وصحبۃ الصالحین اور قوی کرنا اعتقاد کا ساتھ
ساتھ صحبت صلحا اور نیکون کے یعنے اختیار کرے صحبت اون صلحا کی کہ تابع ہین آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلیے کہ صحبت
اونکی خراب دلون کو معمور کر دیتی ہے اور بیدار کر دیتی ہے صحبت اونکی خواب غفلت سے فرمایا مولانا ے روم علیہ الرحمۃ نے شعر
یک زمانہ صحبت با اولیا * بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا * اور اونکے لیے بسبب نور صلاح اور ضیا ر تقوے کے مکشوف ہوتے ہین
وہ علوم اور حقائق کہ نہین حاصل ہوتے ہین غیرون کو فرمایا اللہ تعالے نے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین اے
وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور رہو ساتھ سچون کے اور کہا گیا نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کیا کرین ہم جب کہ آوے ہمکو
ایسا امر کہ نہ پاوین ہم اوسکو کتاب اور سنت مین فرمایا دریافت کرو صالحین سے اور گردانو اوسکے مشورت درمیان صلحا کے
واصغاء الوعظ اللین اور قوی کرنا ہے اعتقاد اپنے کا ساتھ سننے نصیحت نرم کے یعنے ساتھ سننے اوس وعظ اور پند کے کہ ہو موافق
کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ کے تاکہ موثر ہوکر نرم کرے دلون کو فرمایا اللہ تعالے نے ان الذکرے تنفع المومنین تحقیق نصیحت
نفع دیتی ہے مومن کو یا مضبوط کرے اعتقاد اپنے کو ساتھ مطالع کرنے کتب صوفیہ کے وہ بھی حکم اکسیر کا رکھتی ہین کما لا یخفی علی اہل التجربۃ
وترک مجادلۃ الکلام اور قوی کرے اعتقاد کو ساتھ چھوڑنے مجادلہ اور مباحثہ علم کلام کے جوکہ ہووے اوپر طریقے اہل منطق اور سلوب
فلاسفہ کے جو خارج ہے دائرہ اسلام سے بایں طور کہ مشتمل ہو اوپر دلائل عقلیہ کے جانبین سے کہ قائم ہون اوپر خلاف مدعی خصم کے ساتھ
غرض تقوے اور اظہار غلبہ کے اوپر خصم کے اور مشوش کرنے خاطر اوسکی کے اور اگر ہو برخلاف اسکے تو جائز ہے فرمایا امام محمد غزالی
رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ خلاف کیا ہے علما نے علم جدل اور کلام مین گئے ہین بعض طرف بدعت اور
حرام ہونے اوسکی کے یہی مذہب ہے امام شافعی اور امام مالک اور احمد بن حنبل اور سفیان ثوری رحمہم اللہ کا اور اسی پر متفق ہین تمام
محدثین سلف اور گئے ہین بعضے طرف وجوب اوسکی کی بلکہ طرف فرضیت علے الکفایہ ہونے بلکہ طرف فرضیت علے الاعیان ہونے کے
اور کہا ہے یہی علم افضل کل اعمال اور اعلے سب مثوبات کا ہے اسلیے کہ یہ ثابت رکھنے والا ہے علم توحید کا اور اعلے ہے کل مقاصد کا
پھر فرمایا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حق یہ ہے کہ اطلاق کلام کا ساتھ مذمت اس فن کے ہر حال مین یا ساتھ حمد اس فن کے ہر حال مین یہ
خطا ہے بلکہ لابد ہے اسمین تفصیل اور بیان سے اسلیے کہ اس فن مین نفع اور ضرر دونون متصور ہین پس باعتبار منفعت کے وقت
انتفاع مین محمود اور ممدوح ہے جیسے حق مین اوس عامی کے کہ معتقد ہو اوس بدعت کا کہ سنی ہو بتدعین سے اور الفت پکڑے
ساتھ مجادلہ کے ایسی الفت کہ نہ قناعت کرسکے ساتھ مواعظ اور تحذیرات کے اور نہ شفا دے اوسکو کوئی چیز بجز دوا سے جدل
اور مباحثہ کے اور علم جدل باعتبار مضرت کے حرام اور نامشروع ہے پس وہ عوام کہ مشغول ہون ساتھ پیشون اور صناعات کی
پس اونکے حق مین سکہانا علم جدل کا مضر محض ہے بسا اوقات پیدا کرتا ہے اونکے دلون مین شک اور شبہہ اور متزلزل کرتا ہے
اونپر اعتقاد اونکا پھر نہین ممکن بعد اسکے قائم ہونا اعتقاد اونکی کا صلاحیت پر پس واجب ہے کہ چھوڑ دے جاوین اوس سے بلکہ

قبول کیا ہو اوسکو اونہون سنے اعتقاد حق سے اور جدل ساتہ اوس عامی سکے کہ معتقد ہو فقط بدعت کا یا ساتہ اوس شخص کی کہ واقع ہوا اوسکے دل مین شک بہی حرام ہے پس واجب ہے کہ بلائے جاوین دونون طرف حق کے ساتہ لطافت و خوشی اور ایسی او رسکے کہ نزدیک ہون طرف قبولیت کے اور بعید ہون تعمق فی الکلام سے انتہی حاصلہ فہو صنعۃ جدل اسلیے کہ مجادلہ علم کلام پیشہ اہل جدل کا تعجیز العامی کہ موضوع ہے واسطے عاجز کرنے عامی یعنی بے علم کے الذی یعنیر ضررہ وہ مجادلہ کہ ضرر پہونچایا جاتا ہے مثل ضرر عامی کے یا وہ مجادلہ کہ درحقیقت ضرر پہونچاتا ہے آپ کو مثل ضرر عامی کے وہ ضرر یہ ہے کہ عقیدہ اوسکا خود متزلزل ہوجاتا ہے یا ایسا مجادل کہ ضرر پہونچاتا ہے عامی کو بسبب جدال کے مثل ضرر اپنی کے اسے جیسا کہ اوس جدال سے اپنا عقیدہ خراب کیا اور عامیون کا خراب کرتا ہے اور حرف فا بلفظ فہو بین واسطے تعلیل ما سبق کے ہے اور لام لتعجیز العامی مین متعلق ہے ساتہ محذوف کے کہ وہ لفظ موضوع ہے اور لفظ یضر کا ساتہ صیغہ مجہول اور معروف کے دونون طور پر درست ہے حاصل کلام کا یہ ہے کہ چہوڑنا علم کلام اور جدل کا اسلیے ہے کہ یہ پیشہ ہے اہل جدل کا کہ بنایا گیا ہے واسطے عاجز کرنے بے خبر ہوے کے اور ضرر پہونچانا مجادل اور عامی دونون کو لتشویشہ الحق واسطے پریشان کرنے اوس جدل کے حق اعتقاد اوس عامی کے کو بعث الشبہۃ بسبب اوٹہانے شبہ کے اوسکے دل مین و تحریک العقیدۃ اور بسبب حرکت دینے کے عقیدہ اوسکی کو وازالۃ الجزم اور بسبب دور کرنے جزم اور یقین اوسکی کے یعنی ضرر پاتا ہے عامی ساتہ علم مجادلہ کے اسلیے کہ وہ یعنی جدل پراگندہ کرتا ہے عامی متقی پرہیزگار کو اور باعث ہوتا ہے وہ یعنی علم جدال واسطے شبہات کا اوسکے دل مین اور جنبش دیتا ہے عقیدہ اوسکی کو اور دور کرتا ہے جزم اور یقین کو اوسکے دل جب کہ دیکہیگا سامع قائم ہونا حجج اور براہین کا جانبین سے تو متردد ہو کر کہیگا ہر گاہ کہ علما اس مسئلہ مین مضطرب اور مختلف ہین کیونکر اعتقاد کرون مین اور یہ سبیل جزم اور یقین کے اسباب جاننا چاہیے کہ وہ عامی کہ مجادلہ اوسکے حق مین ضرر ہے اور پردہ ہے کہ ہر ایک یہ کہ وہ ان عقائد اوسکے صحیح سالم موافق حق کے دوسرا وہ عامی کہ معتقد ہو بدعات کا اور جانتا ہو کوئی چیز مجادلہ سے پس زائل کرنا بدعات کا ممکن ہے ساتہ کلام لطیف کے کہ جو قناعت دیوے نفس اوسکی کو اور موثر ہو قلب اوسکے مین مانند اوس وعظ اور فن کے کہ قریب ہو قرآن اور حدیث کے پس یہی بہت نافع ہے ازالہ بدعات مین مجادلہ علم کلام سے اسلیے کہ وہ عامی کہ معتقد ہو بدعات کا جب کہ سنیگا جدال کو تو اعتقاد کریگا کہ یہ ایک پیشہ ہے بنایا ہوا مجادل کا تاکہ فریب دیوے لوگون کو طرف اعتقاد اپنی کے پس مصر اور مضبوط ہو جاویگا عامی اوپر اعتقاد باطل اپنی کے تو ہو جاویگا مجادلہ اوسکے حق مین مضر نہ نافع وتوکیدہ الباطل اور ضرر پہونچانا جدل کا عالم مجادل کو اسلیے ہے کہ وہ قوی کرتا ہے عقیدہ باطل کو تبا شدۃ الاصرار ساتہ تاکید کرنے اصرار کے مجادلہ پر یعنی جبکہ عادت پکڑے اوسنے جدل اور خصومت کے تو نہ سنیگا کوئی کلام مگر یہ کہ جبیعت اوسکی منبعث ہو گی اوپر اعتراض کے بیان تک کہ اوسکے قرآن اور معقولات شرعی مین بہی اپنے عادات اور خصلت سے باز نہ آوے گا بلکہ تاکید کریگا باطل کو للتعصب الحید واسطے طلب کرنے ذلت اور لغزش مقابل اپنی کے جو ناشی اسے پیدا اوہل ہے جدل سے و حمل الالزام ثلاثہ قصور والتجع اور واسطے حمل کرنے ساکت کر دینے طرف ثانی کو اور بر قصور طبیعت اور عدم طاقت جواب دہی اپنے کے یعنی جب کہ عاجز اور ملزم ہو جاتا ہے مجادل تو مجہول

کرتا ہے الزام کو اوپر قصور طبیعت اپنی کے اور گمان کرتا ہے کہ جواب اسکا نزدیک علما ہماری کے موجود ہے اگرچہ بتلانے
نہو سکا اسے باوجود قائل ہونے کے اوسی اپنی بات ناحق پر جما رہتا ہے اور یہ ضرر مجادل کو حاصل ہوتا ہے بسبب اوس
تعصب کے کہ پیدا ہوتا ہے جدل سے یہانتک کہ اگر کہا جاوے واسطے اوسکے کیا ارادہ رکھتا ہے تو یہ کہ کھولدے
اللہ تعالے حجاب کو اور ظاہر کر دے تجکو بالمعاینہ کہ حق ثابت ہے واسطے مقابل تیری کے تو البتہ اسپر بہی ناخوش ہوگا
بسبب اندیشہ خوشنود ہونے خصم اپنی کے پس بلاے عظیم ہے کہ پہیل گئی ہے تمام بلاد مین اور نہین ثمرہ اسکا بجز
عناد اور ضرر معاد کے ومن ثم تزعزع عقیدۃ المتکلم المستقل بالنظر اور اسی سبب سے جنبش پاتا ہے عقیدہ اوس
شخص کا کہ علم کلام مین مہارت رکھتا ہو اور ہو مستقل ساتھ راے اور نظر اور ادلہ عقلی کے اسے کیسکا مقلد نہو اسی باعث
سے کہا ہو امام احمد رح نے علماء الکلام زنادقۃ اور فرمایا ہے امام ابو یوسف رح نے من طلب العلم بالکلام تزندق اور کیا خوب فرمایا
مولانا ے روم علیہ الرحمۃ نے ع پاے استدلالیان چوبین بود * پاے چوبین سخت بےتمکین بود * دون العامی المتقی اسے بخلاف
عامی متقی کے نہین جنبش پاتا ہے عقیدہ اوس عامی متقی کا کہ معتمد اور متکی ہو اوپر ادلہ نقلیہ اور حجج شرعیہ کے اور مشتغل ہو ساتھ کتاب
اللہ اور سنت رسول اللہ اور متابعت ائمہ صلحا کی کہ بباعث اس متابعت اور اشتغال کے اوسکے عقیدہ مین ایسا رسوخ اور استحکام
پیدا ہو جاتا ہے کہ اصلا لغزش اور جنبش نہین پاتا الا فی عامی اعتقد بدعۃ مسموعۃ مگر بیچ حق اوس عامی کے کہ معتقد ہے بدعت
مسموعہ کا یعنے نہین چہوڑنا چاہیے مباحثہ علم کلام اور نہین مضر ہے مجادلہ اوس عامی کے حق مین کہ معتقد ہو وہ ایسی بدعت کا
کہ سنی ہو اوسنے بدعتیون سے یہ قول مذکور یعنے الا فی العامی یہ استثنا ہے قول ماتن کی سے جو یہ ضرر فضررہ ہے اسے ضرر کرتا ہی
مجادلہ مثل ضرر اوسکی کے بیچ ہر عامی کے مگر بیچ اوس عامی کے کہ اعتقاد رکھتا ہو بدعت کا کہ سنی ہو لوگون سے یا استثنا ہے قول ماتن
کے سے کہ ترک مجادلۃ الکلام ہے اسے ترک کرے مجادلہ کلام کو کہ ضرر محض ہے مگر بیچ حق اوس عامی کے کہ معتقد ہو بدعۃ مسموعۃ کا
والف الجدل حتے لا یفیدہ سواہ اور الفت پکڑی ہو اوسنے ساتھ جدل کے یہانتک کہ نہ فایدہ دے بیماری جہل اوسکی کو کوئی چیز سواے
اور تحذیرات سے سواے جدل کے جیسے کہ گذر چکا بیان اسکا نیچے قول ماتن کے وترک المجادلۃ ہے فمن ثمہ صار مباحا لیس الیہ ادعوا
مباح یعنے واسطے ہدایت ایسے عامی کے مجادلہ اور مباحثہ علم کلام مباح اور ما دون ہوا الحکم ضرورت نزدیک بعضے علما کے بل من
فروض الکفایۃ فی زمان البدع بلکہ ہوا علم مجادلہ بیچ زمانہ ظاہر ہونے انواع بدعات محدثات کے فرضون کفایہ سے یعنے بعد قرون
ثلثہ کے وہ زمانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے اب جاننا چاہیے کہ بدعات پانچ قسم ہین ایک انمین سے
واجب دوسری مندوب تیسری مباح چوتہی مکروہ پانچوین حرام واجب علی سبیل الکفایہ مانند سیکہنے ادلہ عقلیہ متکلمین کے واسطے
رد کرنے ملاحدہ اور مبتدعین کے اور مندوب مثل تصانیف کتب اور بنانے مدرسون اور رباط وغیرہ کے اور مباح مانند البسہ مکلفہ
اور اطعمہ ملونہ وغیرہ کے اور مثالین مکروہ اور محرمہ کی ظاہر ہین صونا للعقاید واسطے محفوظ رکہنے عقاید کے تزلزل اور اضطراب سے
پس لابد ہے ہر شہر مین ہونا ایک ایسے شخص کا کہ قایم ہو وہ ساتھ حقوق اس فن کے اور موصوف ہو ساتھ ان چار صفتون کے جو آگے

مذکور ہین پس فرض ہے سیکھنا اس فن کا شئے الزکی اور بزرگی اور باریک بین سے کے الفصیح جو فصیح ہو یعنے جو قادر ہووے اوپر تقریر اور تکلم کے
ساتھ وجوہ مختلفہ کے المتدین جو دین دار ہو المتجرد لہ جو متجرد ہووے واسطے اسی امر کے یعنے واسطے تحصیل علم جدل کے یا متجرد ہووے واسطے ضبط کرنے
عقاید دینی کے یعنے تجرد واسطے امور مذکورہ کے ہووے واسطے تشویش مین ڈالنے خاطر عامی کے کہ باعث ہے اوپر پیدا کرنے شبہات
اور تحریک عقاید اور توکید باطل کے لیقدر علے الخصم یہ قیدین اسواسطے ہین تاکہ قادر اور توانا ہو ساتھ علم جدل کے اوپر کھینچنے مقدمات کے
اسلیے کہ بلید یعنے احمق نہین نفع لے سکتا ہے اس علم سے والتقریر اور تاکہ قادر ہووے اوپر بیان کرنے مدعی اور دلائل کے اسلیے کہ غیر فصیح نہین نفع
اوٹھا سکتا ہے ساتھ اجتماع اس فن کے والثبات علی الحق اور تاکہ ثابت رہنے والا ہو حق پر اسلیے کہ جس شخص کی طبیعت خالی ہوتی ہے صلاح
اور دیانت اور تقوے سے تو غالب ہوتے ہین اوسپر شہوات پس بسبب غلبہ شہوات کے ساتھ وارد ہونے اونکے متسبعہ کے خارج ہوتا ہے
دین سے والاستکمال لازالۃ الشبہۃ اور تاکہ قادر ہو اوپر کامل کرنے اس فن کے اور دفع کرنے شکوک اور شبہات عارض ہونے والی کے
اسلیے کہ اشتغال امور دنیوی مین اور کاروبار روزمرہ مین مانع ہوتا ہے استکمال اس فن کے سے یہ فوائد ہین چارون قیود کے
کے دون العامۃ نہین ہے مباح تحصیل علم جدل کے عوام لوگون کے لیے بلکہ حرام ہے اونکے لیے غوض کرنا اس بحر عظیم مین کہ ہین
خالی خطر عظیم سے مراد عامہ سے یہان پر وہ شخص عامی ہے کہ جسنے نہین محکم کیا ہے عقاید اپنا ساتھ کتاب اور سنت اور اجماع امت
اور سائر دلائل عقاید اور حجج نقلیہ کے کذا فی شرح علے القاری لانہ دوا اسلیے کہ علم جدل دوا اور دارو ہے کہ موضوع ہے واسطے دفع
کرنے امراض شبہات خصم متبدع اور بیماری عقیدہ کے پس مناسب ہے استعمال اسکا وقت ضرورت پر یعنے واسطے مریض باطنی کے
دواسطے غیر کے تاکہ شفا مترتب ہو ساتھ عنایت الہی کے جیسے ادویہ امراض بدنی کہ استعمال اونکا وقت حاجت کے مفید ہوتا ہے
اور عوام ساتھ کیفیت استعمال ادویات کے عارف نہین ہوتے اسیطرح ساتھ استعمال علم جدل کے بھی عارف نہین ہین پس نہی ہے سبب
اونکو طرف علم جدل کے حاجت نہین ہے بلکہ استعمال اوسکا اونکے حق مین باعث وبال ہوگا بخلاف ماسبق بخلاف اوسکے کہ گذرا یعنے
علم تفسیر اور حدیث اور فقہ کا کہ اول متعلق ہے ساتھ کتاب اللہ کے اور دوسرا ساتھ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور تیسرا
متعلق ہے ساتھ اجماع امت اور خواص اونکی سے اور اتفاق ائمہ اور اختلاف اونکی سے اور یہی ہے علم فتوے کا فہو غذاء اسلیے کہ
وہ مانند غذا کے ہے ضروری ہے ہر ذکی اور غبی اور خاص و عام اور صحیح اور مریض کے لیے پس نہین ہے چھٹکارا دلائل ثلاثہ سے یعنے
کتاب اور سنت اور اجماع سے عام مومنین کو قال الفقیہ الموصلی الیس المریض اذا منع الطعام والشراب والدواء یموت فقالوا بلی فقال
فکذلک القلب اذا منع عنہ الحکمۃ والعلم ثلاثۃ ایام یموت کہا فقیہ موصلی نے کیا نہین ہے کہ مریض جبکہ منع کیا جاوے کہانے اور پینے
اور دوا سے تو مر جاویگا پس کہا اونہون نے کہ ہان پس کہا ایسی ہی ہے قلب جب کہ علم اور حکمت سے منع کیا جاوے تین دن تو مر
ہو جاویگا اور عامی حقائق مختلفات اور دقائق متعقدات سے بے پروا ہی یہانتک کہ اگر مر جاوے قبل اعتقاد کرنے کے اسپر کہ کلام اللہ
قدیم ہے اور محل حوادث کا نہین اور سوا اسکے تو مریگا وہ اجماعا اوپر اسلام کے بکلام واضح شابہ بقرب من الشرع یعنے ہوتا ہے علم جدل اور
کلام فرض کفایہ سے اوس حال مین کہ متلبس ہو ساتھ کلام واضح بین المراد کے کہ محکم ہو ان معنے اوسکے قریب شرع سے یعنے ولہذا نہ ذکرہ

اور نہو متبادر ساتہ اوس کلام عقلی کے کہ بعید ہو شرع سے یہ جار مجرور متعلق ہے ساتہ لفظ فرض کے جو سابق گذرا اليقرب من الفهم
تاکہ قریب ہووے وہ کلام اوس فہم سے کہ اقتضا کرتی ہے اوسکو طبیعت ويبعد عن ورود الشبهة والهوا والوسوسة اور دور ہووے
وارد ہونے شبہہ اور ہوائے نفسانی اور وسوسہ شیطانی سے پس قول ماتن کا اليقرب من الفهم علت ہے واسطے قول اوسکی کے جو کلام سے
ہے اور یہ قول اوسکا ويبعد الخ علت ہے واسطے قول اوسکی کے جو قریب من الشرع ہے دون التعمق المشوش نہ کہنے کو پہنچنا جو تشویش
مین ڈالنے والا ہے یعنے نہین ہے مباح ایسا تعمق علم جدل اور کلام مین شخص مذکور کو کہ موصوف ہو ساتہ صفات اربع مسطورہ کے
جو تشویش مین ڈال دے اوسکو اصل مقصود سے یعنے خوض کرنا اوسکے تدقیقات مین کہ نہین اوسکو اکثر لوگ فانها تفضى كثيرا او بعدى
قليلا والتجاوز الى ترهات اخترعها المتبدعة اور تجاوز کرنا طرف اون بیہودہ گوئیوں کے کہ نکالا اور اختراع کیا ہے اونکو بدعتیون نے
یعنے نہین مباح ہے تجاوز کرنا اور دیکہنا طرف اون باطلات اور ترہات اور بیہودہ سرائیون اور باطل گوئیون کے کہ اختراع کیا ہے
اونکو اہل بدعات یعنے روافض اور خوارج اور معتزلہ وغیرہ نے اسلیے کہ ضرر اونکا زائد ہے منفعت سے احیاء العلوم کے بیان علم
فروض کفایہ مین لکہا ہے کہ علم کلام منجملہ فروض کفایہ سے ہے واسطے نگہبانی کرنے قلوب عوام کے تخیلات اور ترہات مبتدعین
کے سے اور سوا اسکے نہین کہ پیدا ہوا یہ علم بسبب حادث ہونے بدعتون کے جیساکہ پیدا ہوئی حاجت انسان کی طرف اجارہ کرنے
ہمراہی کے رستہ حج مین بسبب حادث ہونے ظلم اعراب کے اور قطع کرنے اونکی کے رستہ کو اور اگر ترک کرین اعراب ظلم مسافرین پر
اور چہوڑ دین غارتگری کو تو نہوگا اجارہ کرنا ہمراہی اور چوکیدار کا شرطون راہ حج کے سے پس اسیطرح اگر مبتدع ترہات اور بدعات کو
چہوڑ دے تو نہین ہوگی احتیاج طرف زیادہ کرنے کے اوس علم پر جو معمول تہا بیچ صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم کے یعنے نہ احتیاج ہوگے
علم کلام اور مجادلہ کی اس سے معلوم ہو کہ مرتبہ متکلم اور مجادل کا دین مین اوسیقدر ہے جتنا حارس اور چوکیدار اور بدرقہ کا راہ حج مین
پس جیسے صرف چوکیدار حاجی نہین ہوتا اسیطرح متکلم جسوقت کہ متجرد ہوا ہو صرف اسی فن مین اور مصروف رہے اور متعہد مناظرہ اور ہدایہ
ہوا اور رستہ آخرت کا نہ چلا اور قلب کی اصلاح مین نہ مشغول ہو منجملہ علماء دین سے نہوگا انتہی حاصل یہ ہے کہ وقت حدوث بدع صارفہ مقتضیہ
قرآن اور سنت کے علم کلام القدر رد ہوا سکے جب کہ قصد کرے دعوت کا ابتداع کو اور رد ساتہ بدعات کے پیش آوے فرض کفایہ سے
اور تعمق اور خوض کثیر کہ موجب تشویش اور شوریدگی حق کا ہو اور تجاوز اور گذرنا ساتہ اون خرافات اور بیہودہ گوئیون کے کہ مخترعات
بدعتیون کے سے ہین اور قابل سماعت کے نہین ممنوع اور حرام ہے اب جاننا چاہیے کہ مصنف نے علم کلام کو کہ مشتمل اوپر ادلہ عقلیہ
کے ہو مباحات بلکہ فروض کفایہ سے شمار کیا ہے اسمین فقط متابعت کی ہے ماتن نے امام غزالی رحمہ اللہ کی مگر تحقیق سلف کرام اور
ایک جماعت خلف عظام نے اتفاق کیا ہے اوپر اوس بات کے کہ علم کلام علوم مذمومہ سے ہے اور وہ وہ ہے کہ نصب کیے جاوین بیچ
ادلہ عقلیہ اور نقل کیے جاوین بیچ اوسکے اقوال فلاسفہ اور حکماء طبیعیہ کے اور جو نہین تو علم عقائد ساتہ مجتہدین شرعی اور دلیلی اور براہین
نقلی کے اشرف علوم دینیہ کا ہے واسطے کہ بحث کیجاتی ہے بیچ اوسکے اوس چیز سے کہ موقوف ہے صحت ایمان اوپر اوسکے اور تتمہ
اوسکی سے جو لازم ہین روایت ہے امام شافعی رح سے بیچ مذمت علم کلام کے کہ کہا اونہون نے اگر ملاقات کرے بندہ اللہ تعالے

ساتھ کوئی گناہ کے سوا شرک کے بہتر ہے واسطے اوسکے اس سے کہ ملاقات کرے اللہ تعالے سے ساتھ کسی چیز کے علم کلام سے اور ذکر کیا ہے
بیچ عیاث المفتی کے ابی یوسف رح سے کہ نہین جائز نماز پیچھے متکلم کے یعنی علم کلام جاننے والے کے اور اگرچہ کلام کرے ساتھ امانت دلائل کا بیچ
اوپر حق کے اسواسطے کہ وہ بدعتی ہے اور نہین جائز صلوۃ پیچھے اہل بدعت کے اور تھے امام ابوحنیفہ رح کہ مکروہ جانتے تھے جدل اور نزاع کو
اوپر طریق حق کے بھی مروی ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کہ بیٹھے تھے ہم ایک روز بیچ مجلس امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ناگاہ
آئے ایک جماعت اور آگے اونکے دو آدمی تھے پس کہا اوس جماعت نے کہ ان دو مردون مین جھگڑا ہے ایک کہتا ہے قران مخلوق ہے
اور دوسرا کہتا ہے غیر مخلوق ہے پس کہا امام اعظم رح نے کہ نماز نہ پڑھو پیچھے دونون کے پس کہا مین نے اسے پر اول پس اچھا یعنے
نہ پڑہینگے پیچھے اوسکے اسواسطے کہ وہ قائل نہین ہے ساتھ قدم قرآن کے اسے پر دوسرا پس کیا حال ہے اوسکا اور علت نہ ادا ہونے
نماز کی پیچھے دوسرے کے کیا ہے فرمایا دونون منازعت کرتے ہین دین مین اور حالانکہ منازعت کرنا دین مین بدعت ہے کذا فی
مفتاح السعادت اور منجملہ علوم مذمومہ کے علم منطق ہے وہ کہ منع کیا گیا ہے ساتھ دلیل کثیر کے اور تصنیف کیا شیخ جلال الدین سیوطی
نے بیچ تحریم اوسکی کے ایک رسالہ مستقل اور نقل کی اوسمین ائمہ اربعہ سے وہ دلائل کہ لائق ہے تسلیم کرنا اونکا اور منجملہ علوم مذمومہ کے
علم سحر اور جادو ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اوپر اسکے قول اللہ تعالے کا واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان وما کفر سلیمان ولکن
الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر اور پیچھا کیا اون لوگون نے اوسکا جو پڑھتے تھے شیطان اوپر ملک سلیمان کے اور نہین کفر کیا سلیمان
نے ولیکن شیطانون نے کفر کیا تعلیم کرتے آدمیون کو جادو اور منجملہ علوم مذمومہ کے علم نجوم ہے پس تحقیق وارد ہوا ہے سیکھو نجوم
سے اوسقدر کہ ہدایت پاؤ ساتھ اوسکے بیچ تاریکیون جنگل اور دریا کے پس باز رہو اسے اسیقدر پر اکتفا کرو اور مروی ہے ابن عباس
رضی اللہ تعالے عنہ سے جسنے کچھ حاصل کیا علم نجوم سے حاصل کیا ایک شعبہ جادو سے اور مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مثال
نظر کرنے والے کے نجوم مین مثال نظر کرنے والی کی ہے بیچ چشمہ آفتاب کے جتنے کہ شدید ہوگے نظر اوسکی بیچ اوس آفتاب کے
تباہی رہیگی بینائی اوسکی اور مروی ہے ربیع بن سبرہ جہنی سے کہا اونہون نے ہرگاہ کہ غزو کیا عمر رض نے اور ارادہ کیا نکلنے کا طرف
شام کے نکلا مین ساتھ اونکے پس ہرگاہ کہ ارادہ کیا اونہون نے یہ کہ تاریکی سے کوچ کرین اتری مین نے پس ناگاہ چاند بیچ دبران کے تھا
پس ارادہ کیا مین نے یہ کہ ذکر کرون اسکو واسطے اونکے پس پہچانا مین نے کہ وہ مکروہ جانینگے ذکر نجوم کا پس کہا مین نے یا ابا حفص نظر کرو
طرف قمر کے کیا اچھا ہے استوا اوسکا آج کی رات پس نظر کی اونہون نے پس ناگاہ وہ دبران مین تھا پس کہا تحقیق جانا مین نے جو کہ
ارادہ کرتا ہے تو اسے ابن سبرہ کہتا ہے تو تحقیق قمر بیچ دبران کے ہے قسم ہے اللہ تعالے کی نہین نکلتا شمس اور نہ قمر مگر ساتھ ارادہ
اور حکم اللہ عز و جل کے روایت کیا ہے اسکو خطیب اور ابن عساکر نے اور مروی ہے عبد اللہ بن عوف بن الاحمر سے کہ تحقیق
مسافر بن عوف بن الاحمر نے کہا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ سے جسوقت کہ پہرتے تھے طرف اہل نہروان کے یا امیر المؤمنین
مت چلو بیچ اس ساعت کے اور چلو بیچ تین ساعتون کے کہ گذرین دن سے فرمایا علی کرم اللہ وجہہ نے کیون اسکے واسطے یہ کہتا ہے
تو کہا اوسنے اسواسطے کہ اگر تم اس ساعت مین چلوگے پہونچیگی تمکو اور تمہارے ساتھیون کو بلا اور ضرر سخت اور اگر چلوگے بیچ اوس

ساعت کے کہ امر کیا مین نے تمکو ساتھ اوسکے فتح پاؤ گے اور غالب ہو گے پس کہا علی کرم اللہ وجہہ نے نہ تہا واسطے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
کے منجم اور نہ واسطے ہمارے اوسکے پیچہے آیا جانتا ہے تو کیا ہے بیچ پیٹ گہوڑے میرے کے جو یہ ہے کہا اگر حساب کرون تو جانونگا مین
کہا علی کرم اللہ وجہہ نے جس شخص نے تصدیق کی تیرے ساتھ اس قول کے تکذیب کی قرآن کی فرمایا اللہ تعالے نے عندہ علم الساعۃ وینزل
الغیث ویعلم ما فی الارحام الایہ نہ تہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم دعوے کرتے اسکا جو دعوے کرتا ہے تو جاننے اوسکی کا کہتا ہے تو کہ تحقیق
توراہ بتاوے گا طرف علم ساعت کے وہ ساعت کہ پہونچیگا تکلیف کو جو کہ سفر کریگا بیچ اوسکے کہا اوسنے ہان فرمایا جسنے تصدیق کی تیری بیچ
اس قول کے مستغنی ہوگیا اللہ تعالے سے بیچ پہیرنے مکروہ کے آپ سے اور لائق ہے اقامت کرنے والے کو ساتھ امر تیری کے یہ کہ ہووے
تجکو امر اپنا نہ اللہ تعالی کو جو رب اوسکا ہے اسواسطے کہ تو کہتا ہے کہ جانتا ہون ہدایت طرف ساعت کے وہ ساعت کہ نجات پائیگا
تکلیف اور برائی سے جو کہ سفر کرے بیچ اوسکے پس جو شخص کہ ایمان لایا ساتھ اس قول کے نہین مامون ہون مین اوپر اوسکے اس سے
کہ ہووے مثل اوس شخص کے کہ پکڑا اللہ تعالے کا شریک از روے ضد اور برابری اللھم لا طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا الہ غیرک ای شخص
تکذیب کرتے ہین ہم تیرے اور خلاف کرتے ہین تیرا اور چلتے ہین ہم اسی ساعت مین وہ ساعت کہ منع کیا اسنے ہمکو اوس سے پہیر
اقبال کیا علی کرم اللہ وجہہ نے طرف آدمیون کے پس فرمایا اے آدمیو بچو سیکہنے اس نجوم کے سے مگر اوسقدر کہ راستہ ملے ساتھ
اوسکی تاریکیون جنگل اور دریا مین سوا اسکے نہین منجم مثل کافر کے ہے اور کافر نار مین ہے قسم اللہ تعالے کی البتہ اگر پہونچا مجکو
کہ تو نظر کرتا ہے نجوم مین اور عمل کرتا ہے تو ساتھ اوسکے ہمیشہ رکہونگا تجکو بیچ قید کے جب تک کہ باقی رہے تو اور باقی رہون مین اور
البتہ محروم کرونگا مین تجکو عطا سے جب تک کہ ہوگی واسطے میرے سلطنت اور قدرت پہر چلے علی کرم اللہ وجہہ اوسی ساعت مین بیچ
ساعت کہ منع کیا تہا منجم نے اونکو اوس سے پس آئے اہل نہروان پر پس قتل کیا اونکو پہر فرمایا اگر چلتے ہم اوس ساعت مین کہ امر کیا تہا
منجم نے ہمکو ساتھ اوسکے پس فتح پاتے یا غالب ہوتے البتہ کہتا کہنے والا یہ اسواسطے ہوا کہ چلے بیچ ساعت کے وہ ساعت کہ امر کیا تہا
ساتھ اوسکے منجم نے نہین تہا واسطے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی منجم نہ واسطے ہمارے بعد اونکے پس فتح کیا اللہ تعالے نے اوپر ہمارے
بلاد کسرے اور قیصر اور تمام بلدان اے آدمیو توکل کرو اللہ پر اور وثوق پکڑو ساتھ اوسکے پس تحقیق وہ کفایت کرتا ہے ماسوا اوسکے ہے سنت
روایت کیا اسکو عارشا او خطیب نے اور منجملہ علوم مذمومہ کے علم رمل اور فال ہے اور اگرچہ ہو نکالنا فال کا قرآن مجید سے پس وہ فال منجملہ
ازلام سے ہے جو نص قرآنی سے حرام ہے صحیح ترجمہ کہتا ہے یہ منع ہونا فال کا جب ہے کہ اوسپر عمل کرے مثلاً فال مین نکلا یہ کام کر تو کرے
اور جو نکلا مت کر تو نکرے اور جو فقط واسطے تفریح طبع اور تسکین قلب کے ہو اور عمل کرنا موافق اوسکے ہرگز مقصود نہو تو مضائقہ نہین
حدیث مین آیا ہے کہ جب آنحضرت کہین تشریف لیجاتے اور کوئی افلح یا نجاح یا نجاح بول دیتا تو خوش ہوتے اور جو کوئی لفظ کہ برا ہوتا
تو ناخوشی آپکے چہرہ مبارک سے معلوم ہوتی اور رمل کے باب مین آپ نے فرمایا ہے کہ یہ علم ایک نبی کا ہے کہ خط کہینچا کرتے تہی
وہ نبی خط کہینچا ہوا اب یہ علم مخبط اور مختلط ہوگیا اسواسطے اعتماد کے قابل نرہا آپ نے فرمایا پس جو شخص کہ موافق ہوگیا خط اوسکا خط
اوس نبی کے پس یہ ٹہیک ہے لیکن اوسی وجہ سے صحیح ہوا اور موافق کہنے رمال کے ظہور مین آیا اور منجملہ علوم مذمومہ کے علم السحر ہے

دوم مذموم کی علم رمل اور فال

سوم مذموم کی علم السحر

اور نہایت درجے کا کمال اور ہمیشہ مصروف رہا صرف اور نحو مین پس مروی ہے مرفوعًا ابو ہریرہ رضہ سے کہ فرمایا آن حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم ثم انتھوا وتعلموا من العربیہ ما تعرفون بہ کتاب اللہ ثم انتھوا یعنی سیکھو تم نسبون سے
اسقدر کہ صلہ کرو تم ساتھ اوسکے ارحام اپنی کو پھر باز رہو اور سیکھو عربیت اسقدر کہ جانو تم ساتھ اوسکے کتاب اللہ تعالی کی پھر باز رہو روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور
مروی ہے ابو ہریرہ رضہ سے مرفوعًا علم النسب علم لا ینفع وجہالۃ لا تضر ابن عبد البر علم نسب ایک علم ہے کہ نہین نفع دیتا اور جہالت ہے کہ نہین ضرر کرتی ذکر کیا اس حدیث کو دیلمی نے
اور مروی ہے ابن عباس رضہ سے مرفوعًا کذب النسابون قال اللہ تعالے وقرونا بین ذلک کثیرا ابن سعد و ابن عساکر فرمایا آن حضرت
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے جھوٹ بولا اس علم انساب مین نسابون نے جو ہر ایک نسب کو اوسکی اصل تک ملا دیا کیونکہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے
وقرونا بین ذلک کثیرا اسکے درمیان مین بہت سے قرون ہین لائے ہین اس حدیث کو ابن سعد اور ابن عساکر اور بیچ روایت دیلمی
عطا سے ہے وہ روایت کرتے ہین ابن عباس اور ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہما سے کہ تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوے
مسجد مین پس دیکھا ایک جماعت کو آدمیوں سے کہ جمع ہین اوپر ایک آدمی کے پس فرمایا کیا ہے یہ کہا لوگون نے یا رسول اللہ ایک
آدمی ہے علامہ فرمایا حضرت نے اور کیا ہے علامہ کہا لوگون نے عالم تر آدمیون کا ساتھ نسبون عرب اور شعر کے اور ساتھ اوس چیز کے
کہ اختلاف کیا ہے بیچ اسکے عرب نے پس فرمایا آن حضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہ علم ہے کہ نہین نفع دیتا اور جہالت ہے کہ نہین
ضرر کرتی اسے پر بیان ہے پس علم اون اشعار کا ہے جنکا مضمون خراب ہو اور علم تاریخ اور اخبار اور جو اسکے قائم مقام ہو مثل جغرافیہ
وغیرہ کے اور منجملہ علوم مذمومہ کے علم طلسمات اور علم شعبدہ ہے اور تلبیسات مثل کیمیا اور سیمیا کے اور منجملہ علوم مذمومہ کے علم
شطحیات ہے اور یہ فقط زبانی دعوے طویل اور عریض ہین بیچ عشق کے ساتھ اللہ تعالے کے اور دعوے وصال کے جو غنی واسطے
ہون اعمال ظاہرہ سے یہانتک کہ پہنچتی ہے ایک قوم طرف دعوے اتحاد کے عینیہ اور حلول وغیرہ سے جو طرح طرح کے الحاد ہین
اور دعوے مرتفع ہونے حجابون کے اور دعوے مشاہدے کے ساتھ دیکھنے کے اور مشافہۃ کے ساتھ خطاب کے پس کہتے ہین کہا گیا
واسطے ہمارے ایسا اور کہا ہمنے ایسا اور مشابہ بنتے ہین بیچ اس امر کے ساتھ حسین بن منصور حلاج کے جو سولی دیے گئے واسطے
بولنے اونکی کے کلمات اس جنس کے اور شہادت لاتے ہین ساتھ قول اونکی کے جو انا الحق ہے اور ساتھ اوسکے کہ حکایت کیا گیا ہے
بایزید بسطامی سے کہ اونھون نے کہا سبحانی سبحانی اور یہ ایسا فن ہے کلام سے کہ بڑا ہے ضرر اسکا بیچ عوام کے یہانتک کہ ترک
کی ایک جماعت نے کاشتکارون سے کاشتکاری اپنی اور ظاہر کیو مثل ان دعوون کے پس تحقیق یہ کلام لذیذ جانتے ہیں اسکو طبیعت انکی واسطے
کہ اسمین باطل اور بیکار ہونا ہے اعمال سے ساتھ حیلہ پاک کرنے نفس کے ساتھ پانے مقامون اور حالون کے پس نہین عاجز ہوا احمق
غبی بھی اس قسم کے دعوون سے واسطے نفسون رذیلہ کے اور نہ تلفظ سے ساتھ ایسے کلمات مخبطہ مزخرفہ کے اور جسوقت کہ انکار کیا جاے
اوپر اونکے نہین عاجز ہون اس سے کہ یہ تحقیق یہ انکار ہے کہ جاے صدور اسکا علم اور جدل ہے اور حال یہ ہے کہ علم حجاب
اکبر ہے اور جدل کام نفس کا ہے اور یہ بات نہین کھلتی اور ظاہر ہوتی ہے مگر باطن سے ساتھ مکاشفہ نور حق کے پس یہ بات اور
مثل اسکے تحقیق اوڑی اور پراگندہ ہوئی بیچ بعض شہرون کے شرر اسی چنگاری اسکے اور عظیم ہوا ہے بیچ عوام کے ضرر اسکا یہانتک

لہو کہ نطق کرے ساتھ کسی شے کے ایسی باتون سے تو قتل اوسکا افضل ہے بیچ دین اللہ کے زندہ رکھنے دس مجرمون کے سے سواے
اسکے اور اسے پیر ابویزید بسطامی پس صحیح نہین ہوتا اونسے وہ جو حکایت کیا گیا اور اگر سُنا بھی گیا ہو یہ قول اونسے پس شاید کہ وہ
حکایت کرتے ہون اسکو اللہ سبحانہ کی جانب سے بیچ ایسے کلام کے کہ تکرار کرتے ہونگے اوس کے بیچ نفس اپنی کے جیسا کہ اگر سُنا جاتا
اور وہ کہتے ہوتے انہنے انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی پس تحقیق ہوتا لائق یہ کہ سمجھا جاوے اونسے اوپر سبیل حکایت کے ایسا ہی ہے
احیاء العلوم مین منقح ترجمہ کہتا ہے کہ مراد علی قاری رحمہ اللہ کی اِس سرزنش اور ملامت سے اہل قال ہین نہ اہل حال مغلوب الحواس
کہ وہ اِس عتاب اور خطاب سے مستثنٰے ہین جیسے کہ کہا مولانا رومی رحمہ اللہ نے مصرعہ بردہ ویران خراج وعشر نیست * اور فرمایا
در حقِ او نور در حقِ تو نار * در حقِ او ورد در حقِ تو خار * اور منجملہ علوم مذمومہ کے عوام کے حق مین پڑہنا کتاب فصوص کا ہے
جو بظاہر مخالف ہے واسطے نصوص کے بنایا ہے مین نے اِس باب مین رسالہ مستقل اور تحقیق حرام بتایا ہے بعض فقہا ہماری نے
مطالعہ تفسیر کشاف کا واسطے اوس شے کے کہ بیچ اوسکے ہے اعتزال سے اور ایسی ہی لایق ہے احتراز چند موضعون سے بیچ تفسیر
بیضاوی کے جہان کہ اتباع کی ہے مصنف اوسکے نے مذاہب حکما کے واللہ سبحانہ وتعالے اعلم بحقایق الاشیاء اور منجملہ علوم
مذمومہ کے علم طامات ہے اور وہ پہیرنا الفاظ شرعی کا ہے ظواہر اوسکے سے جو مفہوم ہین طرف امور باطنہ کے کہ نہین سبقت کرتی
طرف کسی شے کے اوس سے افہام مثل طریقہ فرقہ باطنہ کے بیچ تاویلون کے یہ علم بھی حرام ہے اور ضرر اسکا عظیم ہے کیونکہ الفاظ
جس وقت کہ پہیرے گئے مقتضا سے ظواہر اپنے سے بغیر جنگل مارنے کے اِس باب مین ساتھ نقل کے صاحب شرع سے بدون کسی ضرورت
کے کہ بلاوے طرف اسکے دلیل عقل سے تو اقتضا کریگا یہ بطلان وثوق کا بجہت تردد کے تعیین معنی مین ساتھ الفاظ کے اور ساقط ہوگا
ساتھ اسکے کلام اللہ تعالے اور کلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اعتبار سے کیونکہ تحقیق جو سبقت کریگا اوس کلام سے طرف ذہن
کے نہین وثوق کیا جاویگا ساتھ اوسکے اور باطن نہین ہے ضبط واسطے اوسکے بلکہ متعارض ہوتے ہین بیچ اوسکے خیالات اور ممکن
ہوتا ہے اوتارنا اوسکا اوپر وجہون مختلف کے اور یہ علم بھی بڑی بدعت شائعہ سے ہے جو عظیم الضرر ہے اور سواے اسکی نہین
کہ قصد کیا ہے صاحبون اسکے نے عجیب اور غریب شے کے ظاہر کرنے کا اسواسطے کہ نفوس مائل ہوتے ہین طرف عجیب اور غریب
بات کے اور لذت پاتے ہین اوس سے اور ساتھ اِس طریق کے پہنچا ہے فرقہ باطنہ طرف ہدم اور ڈہانے سب شریعت کے اسے
ساتھ تاویل کرنے ظاہر شرع کے اور اوتارنے اوسکی کے اوپر راے اونکی کے مثال تاویل اہل طامات کے یہ ہے جیسے قول بعض
اونکی کا بیچ تاویل قول اللہ تعالے کے اذہب الی فرعون انہ طغی کہتے ہین یہ اشارہ ہے طرف قلب اوسکی کے اور یہی مراد ہے ساتھ
فرعون کے اور یہی طاغی ہے اوپر کل انسان کے اور بیچ قول اوس سبحانہ کے وان الق عصاک کہتے ہین یہ اشارہ ہے طرف کل چیز
کے کہ تکیہ کیا جاوے اوسپر اور وہ چیز اعتماد کرے یہ شخص اوسپر سوا اللہ سبحانہ کے پس لایق ہے کہ ڈال دے اور پہینک دیوے
اوسکو اور بیچ قول نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جو تسحروا فان فی السحور برکۃ اسے کہتے ہین ارادہ کیا ہے آپ نے ساتھ اسکے
استغفار کا بیچ اوقات سحرون کے اور مثل اسکے اور بہت سے اقوال ہین یہانتک کہ تحریف کیا ان لوگون نے قرآن کو اول سے آخر تک

عاہر اوسکے سے اور تفسیر اوسکی سے جو منقول ہے ابن عباس اور سائر علماء رضی اللہ عنہم سے اور بعض ان تاویلوں کو قطعًا اور
صریحًا جانا جاتا ہے بطلان اوسکا جیسا اوتارنا لفظ فرعون کو اوپر معانی قلب کے پس تحقیق فرعون ایک شخص محسوس ہے کہ تواتر
سے ہمارے پاس نقل ساتھ وجود اوسکی کے اور ساتھ دعوت موسی علیہ السلام کے اوسکو مثل ابوجہل اور ابی لہب وغیرہ کفار کے اور نہیں تھا
وہ فرعون جنس شیاطین اور فرشتون اور اوس چیز کے سے کہ نہیں ادراک کیجاتی ہے ساتھ حس کے جو پہونچ سکے تاویل طرف
الفاظ اوسکی کے اور ایسے ہی حمل کرنا سحور کا اوپر استغفار کے پس تھے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کہاتے تھے کھانا وقت سحر کے
جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے اور فرماتے تسحروا وهلموا الی الغذاء المبارک اسے سحری کہاؤ اور آؤ طرف کہانے مبارک کے روایت کیا
اسکو ابوداؤد نے اور غیر اوسکے نے پس یہ امور ادراک کیے جاتے ہین ساتھ تواتر اور حس کے اور بعض اونکے جانے جاتے ہین ساتھ
غالب ظن کے اور یہ بیچ اون امور کے ہے کہ نہیں متعلق ہوتا ہے ساتھ اونکے حس پس کل اسطرح کا علم حرام اور ضلالت سبب
اور فاسد کرنا دین کا اوپر خلق کے اور نہیں نقل کیا گیا کچھ بھی اس سے صحابہ اور تابعین سے اور نہ حسن بصری رحمۃ اللہ سے باوجود
جھکے رہنے اونکی کے اوپر دعوت اور وعظ خلق کے پس نہیں ظاہر ہوتے ہین معنی واسطے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو
من فسر القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار ہے مگر اس طرح کے معنی اور تفسیر اور اصل یہ ہے کہ ہوتی ہے غرض قائل کی اور رائے
اوسکی ثابت کرنا ایک امر کا اور تحقیق اوسکی پس کھینچتا ہے اوسپر شہادت قرآن کی اور حمل کرتا ہے قرآن کو اوپر غیر اوسکے
کہ گواہی دے واسطے اوتارنے اسکی کے اوس قرآن کو اس محل پر دلالت لفظی یا نقلی یا لغوی اور لائق نہیں یہ کہ سمجھا جاوے
حدیث من فسر القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار سے کہ واجب ہے یہ کہ نہ تفسیر کیا جاوے قرآن ساتھ استنباط اور فکر کے
پس تحقیق بعض آیات سے وہ ہین کہ نقل کیے گئے ہیں صحابہ اور تابعین سے بیچ اوسکے پانچ معانی اور چھ اور سات اور اس سے بھی
زائد اور قطعی جانتے ہین ہم کہ جمیع اونکی غیر مسموع ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسواسطے کہ وہ معانی کبھی ہوتے ہین متناقضہ
اور باہم مختلف نہیں قبول کرتے جمع ہونے کو پس ضرور ہے کہ ہونگے یہ مستنبط حسن فہم اور طول فکر سے اور یہ ہی واسطے فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ حق ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے اللهم فقهه فی الدین وعلمه التاویل جیسا کہ روایت کیا اسکو
احمد اور ابن حبان اور حاکم نے اور کہا صحیح الاسناد ہے اور جو شخص کہ جائز جانتا ہے اہل طامات سے ایسی ایسی تاویلین
باوجود علم اوسکی کے کہ یہ غیر مراد شارع کے ہے ان الفاظ سے اور گمان کرتا ہے کہ تحقیق قصد کرتا ہے ساتھ اسکے دعوت خلق
کی طرف حق کے تو مشابہ ہے اوس شخص کے کہ جائز جانتا ہے اختراع اور وضع کرنا حدیث کا اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بیچ باب اوس چیز کے کہ وہ فی نفسہ حق ہے لیکن نہیں ناطق ہوئی ہے ساتھ اوسکے شرع مثل اوس شخص کے کہ وضع کرے بیچ
ہر اوس مسئلہ کے کہ جانتا ہے کہ وہ حق ہے حدیث آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پس یہ ظلم ہے اور گمراہی اور داخل ہونا بیچ وعید
جو مفہوم ہے قول آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار ہے بلکہ شر طامات ای تاویلات
الفاظ کا اتم اور اعظم ہے کیونکہ یہ تاویلین مبطل ہین ثقہ بالالفاظ سے اور ارشاد شارع کی جو حسب لغات عرب مفہوم ہوتا ہے قطع کرنیوالی ہین طریق استفادہ اور فہم کو قرآن سے

ادی یہ وہ کہ وارد کیا الفاظ کو اوپر مراد شرع کے موافق سے ساتھ حسب عبارت کے بغیر زائد کیا اوپر ظواہر اوسکی کے اوس چیز کو جو مستفاد
ہوتی ہے بہید ون اوسکی سے ساتھ طریق اشارات کے پس یہ نور ہے اوپر نور کے اور جمع کرتا ہے درمیان بطون اور ظہور کے ومن لم
یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور وفی الفروع بالمجمع علیہ اور بیچ فروع کے چنگل مارنا ساتھ مسائل متفق علیہ اور اجماع کیے گئے کی یعنے
ادب بائیسواں چنگل مارنا ہے بیچ مسائل فقہیہ کے ساتھ اوس چیز کے کہ اجماع کیا ہو اوپر اوسکے ائمہ اربعہ نے اسے جب
جب اصول مین تمسک ساتھ کتاب اللہ اور سنت مشہور اور اجماع کے ضروریات سے ہوا تو طالب العلم کو لازم ہے کہ مسائل فرعیہ یعنے عبادات
اور معاملات جو مستخرج ہین ادلہ ثلاثہ سے چنگل مارے ساتھ اونکے کہ متفق علیہ ہون کل مذاہب مین بسبب قریب ہونے اوسکی
طرف ورع اور تقوے کے اور بعید ہونے اوسکی کے شبہات سے اسلیے کہ حق نہین ہے متجاوز مذاہب اربعہ سے مثال مجمع علیہ
کے مانند جلد پڑہنے نماز مغرب کے بعد غروب کے اور نماز جمعہ اور ظہر کے بعد زوال کے قبل پہونچنے سایہ کے ایک مثل تک اور نماز
عصر کے بعد مثلین سوا فی الزوال کے کہ یہ مسائل مجمع علیہ کل مذاہب اہل سنت کے ہین کہا احیاء العلوم مین کہ وہ لوگ جو کثیر ہین
اتباع اونکے مذہب مین پانچ ہین ابو حنیفہ رح اور مالک رح اور شافعی رح اور احمد رح اور سفیان ثوری رح وکل واحد منہم کان عابداً
زاہداً عالماً بعلوم الآخرۃ وفقیہاً فی مصالح الخلق فی الدنیا ومریدا بالفقہ وجہ اللہ تعالی ثم الاحوط پہر اگر بنا واسطے کسی واقعے مین
مجمع علیہ کو تو عمل کرے ساتھ اوسکے جو احوط ہو مانند مسح تمام سر کے اسلیے کہ نکلنا خلاف سے طرف اجماع کے مستحب ہے جیسے کہ کوئی
شخص حنفی مذہب ہو اور چہونا عورت کا اوس سے واقع ہوا ہو تو چاہیے کہ پہر وضو کرے اور اگر شافعی مذہب ہو تو چاہیے کہ
قلتین سے وضو نکرے اور جسوقت کہ نکسیر بہے یا فصد کرے یا اور کوئی فعل مثل اسکے کرے تو چاہیے کہ وضو کرے اور یہ طریقہ
بہت عمدہ روشن طریقہ صوفیہ کا ہے یہانتک کہ کہا گیا ہے کہ یہ مذہب پانچوان ہے بیچ قواعد فقہیہ کے اور مثلاً کوئی شے مختلف فیہ ہو
درمیان فقہا کے ساتھ حلت اور حرمت کے اور دلیل ہر واحد کے موجود ہو اور قوت دلیل کو یہ نہ پہچانتا ہو تو چاہیے کہ حمل کرے اوسکو
اوپر حرمت کے اسلیے کہ اجتناب حلال سے کچہ مضر نہین اور ارتکاب حرام کا مضر ہے ثم الاوثق دلیلاً پہر اگر ہو وین روایات متساوی
احتیاط مین تو عمل کرے ساتھ اوسکے جو اوثق اور اقوی ہو از روے دلیل کے جیسے رکہنا اپنے ہاتہ کا اوپر بائین ہاتہ کے نماز مین
نہ ارسال یعنے چہوڑنا ہاتہون کا ثم قول من ظن انہ افضل پہر اگر ہو وین روایات متساوی قوت اور وثوق مین یعنی ہون اقوال
جانبین کے برابر قوت مین تو عمل کرے ساتھ قول اوس شخص کے کہ گمان کرے افضل ہونے اوسکی کا ایمہ سے خلاصہ یہ کہ جب کہ
قوت دلیل اوسکے نزدیک ظاہر نہو اور نہ احتیاط معلوم ہو سکے اور نہ مسئلہ مجمع علیہ ہو تو تقلید کرنا اوسپر واجب ہے پس تمسک
پکڑے ساتھ قول اوس شخص کے کہ مقلد کی گمان مین افضلیت اور اکملیت اوسکی غالب ہو کا بی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ عندنا مانند ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہمارے یعنے نزدیک تابعین مذہب اونکی کے کہا مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ عندنا واسطے تنبیہ
اس بات کے کہ حق عمل مین اعتقاد افضلیت کافی ہے ورنہ افضلیت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ائمہ ثلاثہ پر نزدیک غیر تابعین
مذہب اونکی کے بہی ثابت اور متحقق ہے جیسے کہا شیخ حجری مکی نے شرح مشکوۃ مین پیچھے ذکر کرنے مناقب ائمہ ثلاثہ کے تعین علینا

ان تختم بر اجمعهم القدم عليهم تبركا به لعلو مرتبته و وفور علمه و ورعه و زهده و تحلية بالعلوم الباطنة فضلا عن الظاهرة بالاتفاق فيه اهل عصره
و قارب من اقتدار عليه وهو الامام فقيه اهل العراق و من اكابر التابعين ابو حنيفة رح نعمان بن ثابت و يكفيك فی فضله ما قال
الشافعی الخلق كلهم عيال ابی حنيفة فی الفقه انتهی اور يهی فرمايا عبد المبارک نے بيچ مدح ابی حنيفه رح کے ع لقد فاق البلاد
و من عليها امام المسلمين ابو حنيفة ۞ باحكام و آثار و فقه ۞ كآيات الزبور علی الصحيفة ۞ امام صار فی الاسلام نورا ۞ و منبا للرسول
و للخليفة ۞ فما بالمشرقين له نظير ۞ ولا بالمغربين ولا بكوفة ۞ فلعنة ربنا اعداد رمل ۞ علی من رد قول ابی حنيفة ۞ حلبی اور طحاوی
نے اس شعر پر جسمين لفظ لعنت ہے انكار كيا اور كہا مترجم در مختار نے كہتے ہين كہتا ہون يواقيت خاتمہ مين ذكر كيا ہے قول ان كا
كتاب آثار البلاد سے ابيات عبد الله بن مبارک كی نقل كئی ہين ليكن لعنت كی بيت اوسمين نهين تو اغلب ہے كہ يہ بعض
كے ملحقات سے ہے اسواسطے كہ علم اور ورع ابن مبارک سے اسقدر بيباكی نهايت مستبعد ہے والله اعلم فوروح اسكے كو دو
ہيرہ حديث شريف بيچ شان افضليت ابو حنيفة رح كے ابو حنيفة سراج امتی ابو حنيفه رح چراغ ہين امت ميری كے ساتھ
ساتھ اونكے روشن ہوجاويگا جلال الدين سيوطی رح نے كہا ہے وہ احاديث كہ شان مين افضليت ابی حنيفه رح كے نقل كی گئی
كاذب اور باطل ہين نهين اصل واسطے اونكے ليكن شيخين بخاری اور مسلم ابی ہريرہ رض سے روايت كرتے ہين نبی صلی الله عليه و آله
وسلم نے فرمايا لو كان العلم عند الثريا لتناوله رجل من ابناء فارس اگر ہوتا علم پاس ثريا كے البتہ پاليتا اوسكو ايک شخص ابناء فارس سے
كہا سيوطی رحمة الله عليه نے يہ اصل صحيح ہے اعتماد كيا جاوے گا اسپر ساتھ بشارت شان ابی حنيفه رحمة الله عليه كے بيچ تبييض الصحيفة
نامہ اونكی كے اور كہا معيار المعنوی مين و قول ابن الجوزی انه اسی حديث ابو حنيفة سراج امتی موضوع فانه تعصب لانه روی
بطرق مختلفة اور مروی ہے كہ ابو حنيفه رح نے پايا ہے اخير زمانہ علی مرتضی رض كا اور اوٹھا لے گئے طرف اونكے حالانكہ تھے بيچ
السن پس دعا بركت كی حضرت امير المومنين رض نے اونكے ليے اور تحقيق سنی ہے ابو حنيفه رح نے حديث رسول الله ساتھ كانوں اپنے
سے سہل بن سعد رض سے مدينہ طيبہ مين اور دوسرے ابا الطفيل رض سے مكہ مين كہا شيخ ابن حجر رحمة الله عليه نے كہ ابو حنيفه رحمة الله عليه
اور مالک اور شافعی ہر ايک مخصوص ہين ساتھ ايک اقليم كے اور مختار ہين اوس اقليم مين چنانچہ اتباع اونكے اوسمين بہت ہين
جيسے كثرت اتباع ابو حنيفه رح كے ملک ما وراء النهر اور خراسان اور ہند وغيرہ مين اور امام شافعی رح كے حجاز اور يمن اور مصر اور شام
اور حلب اور عراق عرب مين و سمع سمع ساتھ صيغہ مجہول يا معروف كے سمع يسمع سے ہے اسے اور سنا گيا يا سنا يحيی بن معاذ
رازی رحمة الله عليه نے فی المنام بيچ خواب كے بعد سوال كرنے اونكے كے كہ كہان ڈھونڈھون آپكو يا رسول الله يعنی قرب
آپ كا كہان پاؤن فرمايا آنحضرت صلی الله عليه وسلم نے انا عند علم ابی حنيفة مين نزديک علم ابی حنيفه كے ہون اور بيچ شرح
ابن حجر كے ہے اور سنا گيا بيچ بندگی باری تعالی كے كہ فرماتا ہے مين نزديک علم ابی حنيفه كے ہون يعنی ساتھ حفظ اور قبول
اور رضامندی اور اوتارنے بركت كے بيچ اوسكے اور بيچ اخذ كرنے والون اقوال اونكی كے اور جو كہ اوسنے قرار ديا ہے وہ حق
اور درست ہے اس روايت كی صحت مين كلام ہے جيسا كہ آگے آتا ہے وسلم المخالفون اور تسليم كی ہے مخالفين نے

جو مثل امام مالک اور شافعی وغیرہ کے ہین سبقہ فی الفقہ سبقت اور پیش دستی اونکے علم فقہ مین یعنے ائمہ مجتہدین اور اکابر صالحین نے
اقرار اور اعتراف کیا ہے اوپر سبقت اور پیشدستی اور غلبہ امام کے علم فقہ اور تیز طبعی مین چنانچہ کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام علماء فقہ
مین ابو حنیفہ کے عیال ہین اور کہا نضر بن اسمعیل نے نہین تہے سب آدمی سوتے ہوئے علم فقہ سے یہانتک کہ جگایا اونکو ابو حنیفہ نے اور
بعض نے کہا ہے کہ جو کوئی ارادہ کرے علم فقہ کا تو لازم پکڑے امام ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب کو امام مالک رح سے کسی نے پوچھا کہ کیا دیکہا ہے
تمنے ابو حنیفہ رح کو کہا ہان دیکہا ہے مین نے ایک آدمی اگر کلام کرتا تجہسے اس ستون کے باب مین تاکہ بنائے اسکو سونے کا تو ثابت کرتا
اوسکو دلیل سے یعنے اگر دعوے کرتا کہ یہ ستون سونے کا ہے تو ثابت کر دیتا دلیل سے بسبب کثرت اور تیزی اپنے علم اور ذکاوت کے
نقل ہے کہ ایک اعرابی نے آپ کے پاس حاضر ہو کر کہا بواو ام بواوین یعنے ساتھ ایک واو کے ہے یا ساتھ دو واو کے آپ نے اوسکے
جواب مین فرمایا بواوین کہا اعرابی نے بارک اللہ فیک کما بارک فی لا ولا یہ کہکر چلا گیا امام کے دوستون نے حیران ہوکر اعرابی کا حال
دریافت کیا کہ یا حضرت کیا اسنے سوال کیا اور کیا آپ نے جواب دیا آپ نے فرمایا کہ اعرابی نے دریافت کیا تشہد کو کہ آیا دو واؤن کے
ساتھ ہے مانند تشہد ابن مسعود کے یا ایک واو کے ساتھ مانند ابی موسیٰ اشعری کے مین نے جواب دیا کہ دو واؤن کے ساتھ ہے اسے
ایک روایت مین لفظ طیبات سے پہلا واؤ ہے اور ایک مین نہین جسمین واو ہے اوسی پر عمل امام کا ہے اور دوسرے واو سے مراد
وہ واو ہے جو لفظ صلوات سے پہلے ہے کہا اعرابی نے برکت کرے تجہمین اللہ تعالے جیسے کہ برکت رکہی ہے مبارک شجر زیتون مین کہ
نہ شرقی ہے اور نہ غربی پس آپ کی فہم اور دانش سے دریافت ہوا وہ امر کہ تیز طبیعت والے اوسکے سمجھنے سے عاجز ہے اور حسن ابن
سلیمان نے اس حدیث کی تفسیر مین کہ لا تقوم الساعۃ حتے یظہر العلم لکہا ہے کہ مراد اوس علم سے ابو حنیفہ کا ہے اور کہا علی ابن عاصم نے
کہ اگر تولین عقل ابو حنیفہ کی آدہی زمین والون کی عقلون سے تو انہین کی عقل بہاری ہوگی اونکی عقلون سے یعنے اونکے زمانہ مین
مروی ہے کہ امام شافعی جب آئے بغداد مین تو امام ابو حنیفہ رح کی قبر شریف کی زیارت کو گئے اور دو رکعت نماز پڑہی اونکی قبر کی پاس
اور نکیا رفع الیدین کو اور ایک روایت مین ہے کہ وہ دونون رکعتین فجر کے تہین پڑہی دعائے قنوت اونمین کسی نے پوچھا کہ آپ نے
اپنے مذہب کو چھوڑکر ابو حنیفہ کے مذہب پر عمل کیا فرمایا کہ خلاف ادب کے جانا مین نے یہ کہ آپ کے حضور مین آپ کے مذہب کے خلاف
کرون وکان یقوم کل اللیل اور تہے امام اعظم رضی اللہ عنہ زندہ رکہتے تمام رات کو ساتھ طاعت اور عبادت کے روایت ہے یحیے ابن ایوب زاہد
سے کہ امام ابو حنیفہ رح جاگتے تہے تمام رات اور امام زفر سے مروی ہے کہ تہے امام ابو حنیفہ زندہ رکہتے تمام رات کو ساتھ ایک رکعت کے کہ
پڑہتے تہے اوسمین قرآن اور روایت ہے اسد ابن عمرو سے کہ امام نے چالیس برس تک صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑہی ہے اور
یہ بہی روایت ہے کہ پہلے آدہی رات تک عبادت تہی یہانتک کہ ایک روز راستے مین ایک شخص نے آپ کی طرف اشارہ کیا دوسرا بولا یہ وہی
شخص ہے کہ تمام رات عبادت کرتا ہے اسکے بعد تمام رات جاگنا شروع کیا اور فرمایا کہ مین حیا کرتا ہون اللہ سے اس سے کہ وصف
کیا جاؤن ساتہ اوس عبادت کے کہ مجہمین نہ ہو اور ہوتی ہو وسمع ہاتفا فی الکعبۃ اور سنا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آواز دینے والے غیب کو
بیچ کعبہ کے کہ کہا اوسنے ان یا ابا حنیفۃ اخلصت خدمتی یعنے اے ابو حنیفہ اخلاص کے ساتھ کی تو نے خدمت میری واحسنت معرفتی

قضا کی نہین رکہتا ہے غرض جبکہ امام نے انکار مین اصرار کیا اور قضا کو نہ قبول کیا تو یزید بن ہبیرہ نے قسم کہائی کہ اگر امام قضا کو
قبول نکرینگے تو اونکے سر مبارک پر کوڑے مارے جاوینگے اور مقید اور محبوس رہینگے یہ امر امام سے کسی نے کہا کہ یزید نے قسم کہائی ہی
کہ اگر حکم اوسکا آپ نہ مانینگے تو آپ کو تکلیف دیگا آپ نے بہی قسم کہائی کہ قضا کو ہرگز قبول نکرونگا اور نہ اوسکے قریب ہونگا مارکہانا
اور تکلیف اوٹہانا دنیا مین آسان ہے عذاب عقبے سے اور مروی ہے امام احمد سے کہ امام ابوحنیفہ بڑے زاہد اور متورع تہے اسلیے
مارکہانا ایک سو کوڑے کا اختیار کیا او رمنصب قضا نہ لیا دوسری روایت مین ہے کہ ہر روز دس کوڑے آپکے بدن مبارک پر
مارے جاتے تہے اور آپ ویسے ہی منصب قضا کے نہ اختیار کرنے پر مصر تہے اور اسی کی مثل روایت کیا ہے خطیب نے اسمعیل بیٹے
حماد بیٹے ابی حنیفہ رضی اللہ تعالے عنہم سے کہ کہا گذرا مین ہمراہ اپنے باپ کے کناسہ پر کہ نام ایک موضع کا ہے مواضع کوفہ سے پس
رویا باپ میرا کہا مین نے اے باپ کس چیز نے رولایا تجکو کہا اے بیٹے یہان مارا تہا ہبیرہ کے بیٹے نے تیرے دادا کو دس دن تک
ہر روز دس کوڑے اس بات کے لیے کہ قبول کرے ولایت قضا کی سو نہ قبول کی تیرے دادا نے اور اختیار کیا عذاب دنیا کا بجای
کے عقاب پر کمال تقوے کی جہت سے یہانتک کہ محبوس اور مظلوم مرگیا وہ مقتدا لوگون کا اور ایک روایت مین ہے کہ ابن ہبیرہ نے
جب دیکہا انکار آپ کا تو چہوڑ دیا راستہ آپ کا روایت ہے نصر بن محمد رقی سے کہ تہا مین امام سے بیچ بغداد کے اور مین ارادہ کرتا تہا
کوفہ کا پس کہا امام نے کہیو میرے بیٹے حماد سے کہ قوت میرا ہر مہینے مین دو درہم ہین ستو دن کے اسے ہر ماہ مین دو درہم کے
ستو صرف ہوتے ہین اور تحقیق روکا تو نے اونکو مجہسے پس جلد بہیج طرف میرے اور تہا یہ امر اوس دن کہ روکا تہا اونکو خلیفہ منصور نے
واسطے قضاء بغداد کے مصحح ترجمہ کہتا ہے اصل وجہ ایذا دینے امام کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ اونہون نے درحالت مخالفت بنی عباس
اور بنی فاطمہ کے طرفداری بنی فاطمہ کی کی تہی کہ حق ساتہ امر خلافت کے اسوقت مین امام اہلبیت کا ہے پس بعد فتح پانے خلیفہ کے
بنی فاطمہ پر تجسس ہوا کہ کون کون طرفدار اہلبیت کے تہے اور وہ فتوے کس کس نے دیا تہا پس شاید قضا کا بہانہ کرکے اونسے عوض
طرفداری اہلبیت کا لیا ہو ورنہ قضا ایسا کام نہ تہا جسکے نہ قبول کرنے پر لائق ایسی سزا کے ہون اور نہ ایسا خلیفہ وغیرہ کو اونسے اعتقاد تہا
کہ اونہین کو قاضی کرین اگر اعتقاد ہوتا تو ایذا کاہیکو دیتے اور یہ بات بہی نہ تہی کہ سوائے امام کے اوسوقت مین کوئی آدمی لائق قضا کے
کے نہ تہا آخر کسی دوسرے کو قاضی کیا ہی ہوگا چنانچہ تاریخ الخلفاء کی عبارت سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے وہی ہکذا وکان المنصور اول من
اوقع الفتنۃ بین العباسیین والعلویین وکانوا قبل شیئاً واحداً وآذی المنصور خلقاً من العلماء ممن خرج معا اسے محمد وابراہیم
ابنی عبد اللہ بن حسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب اوامر بالخروج قتلاً وضرباً وغیر ذلک منہم ابوحنیفۃ وعبد الحمید بن جعفر وابن عجلان
انتہی مذکور فی حال خلیفۃ المنصور اور یہ بہی مروی ہے کہ ابوجعفر منصور نے چاہا کہ امام ابوحنیفہ کو اپنا ہمنشین اور مصاحب بناوے
پس نہ قبول کیا امام نے یہ امر اور فرمایا کہ اے ابوجعفر اگر مجکو قریب کیا تو نے آپ سے تو فتنے مین ڈالیگا تو مجکو اور اگر میرے دور کریگا تو رسوائی
اور خواری مین مبتلا کریگا مجکو نہین ہے تیرے پاس وہ چیز کہ امید کرون مین اوسکی اور نہین ہے وہ شئے کہ ڈرون مین اوس سے
واللہ الحق ان تحشاؤ بے نیاز کیا مجکو اوس ذات نے کہ بے پروا کیا ہے تجکو اور روایت کی ہے محمد بیٹے شجاع نے بعض اصحاب اپنے سے

که خبر دی کسی نے ابو حنیفہ کو که ابو جعفر منصور نے آپکے لیے دس ہزار درہم کا حکم کیا ہے امام اس بات سے راضی نہوے جب که آیا وہ
دن که مقرر تھا اوسمین آنا مال کا پڑھے امام نے نماز صبح کی پھر کپڑا اوڑھکر کے چپ لیٹ رہے جب آیا رسول منصور کا حسن بن قحطبہ اونکے
پاس مال لیکر کے نہ بولے امام اوس سے اور امام نے روکنا اوس مال کا اوسوقت مناسب نجانا بعد اوسکے جانے کے فرمایا که رکھو اوسکو ہمارے گھر
کے ایک کونے میں اور وصیت کی اپنے بیٹے کو که جب میں مرجاؤں اور دفن کرچکو تم مجکو تو اوٹھا کر لیجاؤ اس مال کو طرف حسن بن قحطبہ
کے اور کہو اوس سے که یہ وہ تیرا مال ہے جو رکھا تھا تو نے پاس ابو حنیفہ کے کہا امام ابو حنیفہ کے بیٹے حماد نے که ایسی ہی کیا میں نے پس
کہا حسن نے رحم کرے اللہ تعالے تیرے باپ پر تحقیق تھا وہ شحیح اوپر دین اپنے کے اور کہا ہے شریک نخعی نے که کان ابو حنیفہ
طویل الصمت دائم الفکر قلیل المحادثۃ للناس فمن اوتی الصمت والزہد فقد اوتی العلم کلہ اور بھی مروی ہے که ابن المبارک کے پاس کسی نے
امام کا ذکر کیا کہا ابن المبارک نے کیا ذکر کرتے ہو اوس آدمی کا که پیش کیے گئے اوسپر کل دنیا اور وہ اوس سے بھاگا اور قبول نہیں کیا
اوسکو منجملہ ان شعرانے میں ہے که دلالت کرتی ہے شدت تقوے امام پر یہ بات که خلیفہ منصور نے جب منع کیا امام کو فتوے دینے سے
تو سوال کیا ایک رات کسی لڑکے نے اوس خون سے جو نکلے آدمی کے بدن سے کیا ناقض وضو ہے یا نہیں فرمایا امام نے پوچھو صبح کے
وقت اپنے چچا حماد سے اسلیے که خلیفہ نے مجکو فتوے دینے سے منع کیا ہے پس نہیں جائز ہے میرے لیے خیانت کرنا حالت غیبوبت
میں وما خالط الظلمۃ اور نہ اختلاط اور ارتباط کیا امام نے اپنے اختیار سے ساتھ امرا ظالمین کے وما قبل منہم شیئا اور نہ قبول کی
اونسے کوئی چیز نہ اپنے واسطے اور نہ غیر کے جیسے که گذرا قصہ ابو جعفر منصور کا وما اشتغل بالدعوۃ اور نہ مشغول ہوے ساتھ دعوت کرنے
لوگوں کی طرف مذہب اپنی کے الا بالاشارۃ النبویۃ مگر ساتھ اشارہ کرنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فی المنام خواب میں بعد
ماقصد الانزواء پیچھے اوسکے که قصد کیا تھا امام نے گوشہ نشینی کا روایت کی ہے ابو موید خوارزمی نے خطیب سے اور وہ روایت کرتے ہیں
ہشام بن مروان سے که کہتے تھے امام ابو حنیفہ پہلے منقبض اور سست نہیں جواب دیتے تھے مسائل میں کسیکو یہانتک که دکھایا گیا
واسطے اونکے خواب میں که گویا کھول دی اونہوں نے قبر شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور جمع کیا ہڈیوں اونکی کو پس رکھا
اونکو اوپر سینے اپنی کے اور رکھا بعض کو بعض کی جگہ جو مناسب ہے اوسکے مقام کے پس پوچھے گئے تعبیر اس خواب کی محمد بن سیرین
رحمہ اللہ سے کہا اونہوں نے که صاحب اس خواب کا کھولیگا اور ظاہر کریگا لوگوں کے واسطے سنتیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی
ایسے طریق سے که نہیں سبقت کی ہوگی طرف اوسکے کسی نے پس کھل گئے آپ اس خواب سے مسائل میں جیسا که دیکھتے ہو تم اور یہ بھی
مروی ہے که امام ابو حنیفہ جب که قصد کرتے تھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زیارت کا تو خواب میں مشرف ہوتے تھے اوس سے
اور یہ بھی مروی ہے که دن میں ایک بار اور رات میں بہت بار کیونکہ ملازمت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کی اونکو حاصل
ہوتی تھی وما استظل بحائط المدیون اور سایہ نہ پکڑا ساتھ دیوار قرضدار اپنی کے حین اتاہ متقاضیا جب که آئے اوسکے پاس تقاضا کرنے کو
اپنے قرض کا لینے نہایت پرہیزگاری کے باعث اپنے قرضدار کے دیوار کے سایہ میں نہ آئے که مبادا ربوا لازم نہ آجاوے ہارون بن
یزید سے مروی ہے که دیکھا میں نے ایک روز ابو حنیفہ رح کو بیچ صحن مکان قرضدار اوسکے کے دہوپ میں پس ناخوش ہوا میں که

کیون گرمی مین کہڑے ہین اور دیوار کے سایہ مین نہین آتے فرمایا کہ میرا اس دیوار کے مالک پر قرض ہے ڈرتا ہون کہ اگر اوسکی دیوار
کے سایہ سے فائدہ اوٹہاؤن تو ربوا نہ لازم آجاوے کیونکہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کل قرض یجر منفعۃ فہو ربوا اور کہا ابو جعفر
منصور نے کہ ایکروز مین جنگل کو گیا تہا اور دہوپ بہت تیز تہی بسبب تیزی دہوپ اور حرارت کے ٹہہرا مین نیچے ایک درخت سایہ دار
کے اور امام ابوحنیفہ رح دہوپ مین بیٹہے تہے مین نے کہا کیا سبب ہے کہ آپ سایہ مین نہین آتے اور ایسے تیز دہوپ مین تشریف
رکہتے ہین فرمایا کہ اس درخت کے مالک پر میرا قرض آتا ہے اور قرضدار سے کسی قسم کا نفع اوٹہانا یا اوسکی کسی چیز سے فائدہ حاصل کرنا
حکم ربوا کا رکہتا ہے اسلیے اوسکے درخت کے سایہ مین آسائش نہین کرتا اب خیال کرنا چاہیے کہ امام کس حد کا تقوے اور احتیاط
کرتے تہے پس ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ہمت اپنی تقوے پر عمل کرنے کی رکہے نہ فتوے پر جیسا کہ طرف اسکے اشارہ کرتا ہے یہ قول رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا استفت قلبک وان افتاک المفتون وتصدق بجمیع مال اتی بہ وکیلہ اور خیرات کردیا کل وہ مال کہ لایا تہا اوسکو
وکیل اسکا آپ کے پاس بعد تجارت کرنے کے راس المال اور فائدہ سے لما خالطہ ثمن ثوب معیب بیع مخفیا جب کہ ملائی وکیل نے اوس
مال کے ساتہ قیمت پارچہ عیب دار کی کہ بیچا گیا تہا بیچ حالت چہپانے عیب کے یعنے مشتری کو اوسکا عیب بغیر ظاہر کیے فروخت کردیا تہا چنانچہ
مروی ہے کہ حفص بن عبدالرحمن شریک تہا امام ابوحنیفہ رح کا تجارت مین پس بہیجا آپ نے اوسکو ساتہ متاع اور اسباب تجارت کے
اور کہا کہ فلانے کپڑے مین عیب ہے اوسکا نقصان بیچتے وقت ظاہر کردینا غرض حفص نے اوس تمام متاع کو فروخت کردیا اور بیچتے وقت
عیب دار کپڑے کا عیب نہ ظاہر کیا پہر لوٹکر آیا ساتہ راس المال اور فائدہ کثیر کے امام کے پاس اور کہا کہ بیان کرنا نقصان پارچہ
عیب دار کا مین بہول گیا امام نے کل اپنا حصہ تصدق فرمایا اور عقد شرکت اوس سے فسخ کیا اور شقیق ابن ابراہیم زاہد بلخی سے اسطرح
مروی ہے کہ ایک شخص بشر نامی امام ابوحنیفہ رح کا تجارت مین شریک تہا وہ ایک مرتبہ تجارت کے لیے مصر کی طرف گیا تہا پس بہیجے
امام نے ستر عدد پارچہ ریشمی اوسکے پاس اور لکہا اوسکو کہ ان پارچون مین ایک پارچہ عیب دار ہے اور فلانی نشانی اور علامت اوس
عیب دار کپڑے کی ہے لازم ہے بیچتے وقت اوسکے عیب کو مشتری پر ظاہر کردینا بشر نے کل پارچہ فروخت کرکے کوفہ کو مراجعت کی جب
ملا امام سے تو پوچہا آپ نے آیا بیان کیا تہا تو نے عیب فلانے کپڑے کا مشتری پر کہا بشر نے بہول گیا مین یہ امر پس تصدق کردیا امام نے
کل اپنے حصہ کو اور فرمایا کہ اسمین شبہہ پیدا ہوا ہمین حاجت مجہکو مال مشتبہ کے اور تہے آپ کے حصہ کے تیس ہزار درہم اور ایک
روایت مین پینتیس ہزار آئے ہین اور مروی ہے ابو الملیح سے کہ فرمایا امام نے نہین مالک ہوا مین زیادہ چار ہزار درہم کا چالیس
برس کی مدت سے مگر کہ تصدق کیا مین نے اوسکو فی سبیل اللہ اور چار ہزار اپنے پاس اسلیے رکہتا ہون کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
فرمایا ہے اربعۃ آلاف درہم وما دونہا نفقۃ یعنے چار ہزار درہم اور کم اوس سے نفقہ ہین نہین داخل حد خزانہ مین وترک لحم الغنم اور
چہوڑ دیا امام ابوحنیفہ نے گوشت کہانا بکری کا سات برس تک کہ اکثر مدت بکری کی عمر کی اسی حد تک ہے اونکے گمان مین لما فقدت شاۃ
جب کہ گم ہو گئی ایک بکری فی الکوفۃ شہر کوفہ مین اس سبب سے کہ شاید اوسے کہی ہوئی بکری کا گوشت نہو یہ مقتضا کمال تقوی اور پرہیزگاری
امام کا ہے او الا اگر کہاتے تو کچہ محذور اور باک نہین تہا ان مناقب تعسر تعدادہا یعنے ذکر کیا مین نے بعض فضائل اور مناقب امام

ابو حنیفہ کو کہ منتہی ہونے والے ہین اون مناقب پر کہ دشوار ہے گنتی اونکی حاصل یہ کہ مناقب امام کے بے تعداد اور بے شمار ہین اگر
قصد کیا جاوے تعداد اونکی کا تو شمار کرنا دشوار اور متعسر ہے نجم الدین شارح عین العلم نے چند ابیات بیچ محاسن شریفہ اور مجاہدہ
لطیفہ آپ کی کے لکھے ہین وہ ابیات بعینہ یہان لکھے جاتے ہین تاکہ قرین اور منور ہوے ترجمہ ساتھ مصابیح مناقب اور کواکب مناقب
آپکے ۔ **نظم** ۔ لذک امام فی العلوم واورع * تقی نقی للفضائل مجمع * وطوبے لعین اکحلت بجماله * فما مثله فی الفضل اعلی وارفع *
کفاک دلیلا فی السمو بانہ * بخیر قرون قد اضاء واقنع * بقول صحیح تابعی لقد راے * بعین صحابیا فما ذاک یدفع * ولولاہ ما کانت
حیات فقاہۃ * ولا مالک والشافعی منک یسمع * لکل فقیہ التماس لرشحہ * لدی بحر نعمان لیروی ویشرع * وذلک شمس فی سماء ہدایۃ
ومنہ نجوم یستضئ ویسطع * تمسک بالقرآن ثم بسنۃ * وبعد باجماع فبالجہد تقنع * کما عن معاذ قد رواہ صحیحۃ * فہذا صراط مستقیم فتبع
وحاشاہ ان کان القیاس مقدما * لدیہ علی مروی ہا و وہ یمنع * وحاشا کموا ان تزعموا الجناب من تحسین * عام فارا سے الجنب
مضجع * سوے الخیر من قول وفعل تنصیفہ * الیہ بنزیہ الشان عزا و یرفع * فتبرّ بہ اللہ العظیم لفضلہ * عن الحاسد الوضاع ما فیہ تشنیع
فذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء * والخلق مختار وللحق تخشع * حکیم رشیق للعلوم مونس * بورعک اہل البدع والرفض یجزع * واوصافہ
عند الانام شہیرۃ * غنی عن المداح والنظم یصنع * وستخرج التاریخ من ولد الہدی * لمیلاد من یہدی والنظم یصنع * وان شئت
تاریخا لعہد وفاتہ * فخذ من علم ذکی للعلم ینبع * وان عمرہ بالراس ادمی لکہ * فتلک برق من سحاب بلمع * حبیب رسول اللہ مظہر سرہ
وصدرک بحر الوری یتجرع * ولا فلیست طاقتی فی مدیح من * عاز بہ بلشا الخلائق یخضع * وحلاہ رب سرہ بمکارم * سوا الخلق فی
احصائہا لیس یسرع * وما سعد نجم الدین صار منورا * بمدح سراج ظلمۃ اللیل یرفع *

الباب الاول فی الورد

باب پہلا بیچ بیان ورد اور وظیفہ کے تاج اللغات مین ہے الورد والورود آمدن بر آب یعنے ورد اور ورود کہتے ہین پانی پر
آنے کو اور صراح مین ہے کہ ورد ساتھ کسرہ واو کے کہتے ہین ایک ٹکڑے کے پڑھنے کو اور یہان مراد ورد سے وہ قول اور
فعل ہے کہ لوگ اوسکو ادا کرتے ہین وقت معین مین اور بوجہ معین کے اسے تقرب اللہ کے لیے جیسے کہ نماز اور تلاوت
قرآن اور اذکار وغیرہ کسی نے کہا ہے من لا ورد لہ لا وارد لہ جو شخص کہ نہین ہے ورد اوسکو نہین ہے وارد اوسکی لیے یعنے جو شخص کہ
ورد نہین کرتا نگذرینگے خواطر محمودہ اوسکے قلب پر اور وہ جو فرمایا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب الورد ملعون وہ حدیث
وارد ہے ایک جہودی کی شان مین کہ کسی نے خبر دی آن حضرت علیہ السلام کو کہ فلانا جہودی ورد پڑہتا ہے آپ نے فرمایا
صاحب الورد ملعون جبکہ اوس جہودی نے اس حدیث کو سنا تو چھوڑ دیا اپنے ورد کو پہر جب آپ کو معلوم ہوا کہ اوس نے ترک
ورد کو ترک کر دیا ہے تو فرمایا تارک الورد ملعون اور اگر وارد ہوں یہ دونوں حدیثین یعنے صاحب الورد ملعون اور تارک الورد ملعون
ان مین مطلق صاحب الورد اور تارک الورد کے قطع نظر اس سے کہ مومن ہو یا کافر جیسا کہ قائل ہین اسی پر بعض علما تو تاویل
ملی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی قوم کا سردار ہو اور اوس قوم کے مصالح دنیوی اوس امیر کے قول یا فعل پر متعلق ہوں اور
امیر مشغول ہو ساتھ پڑہنے ایسے اوراد زائدہ اور وظائف نا فاہ کے کہ اوسکے پڑہنے سے مسلمانوں کے کام معطل ہوں

اوس سے بھی اوسپر واقع ہوتا ہو تو صادق اوسپر ہے کہ صاحب الورد ملعون یعنے یہ حدیث اوسکی شان مین ہے اور اگر کوئی شخص بعذر علتہ
شرعی کے مداومت کو چھوڑ دے تو اوسپر صادق ہے کہ تارک الورد ملعون مگر اتنی بات ہے کہ لعنت پہلا تقدیر پر بمعنی نا امیدی اور بعید
ہے رحمت الٰہی سے جب تک کہ وہ ثابت ہو اوپر کفر کے اور اوپر تقدیر ثانی کے بمعنی دور ہونے کے ہے رتبہ نیک کارون اور
فرمانبردارون سے نہ بمعنی دور ہونے کے رحمت الٰہی کی کہ یہ خاص کافرون کے لیے ہین نہ مومنون کو اور کہا علی قاری رحمہ اللہ نے
کہ حدیث صاحب الورد ملعون و تارک الورد ملعون باطل ہے کچھ اصل نہین واسطے اوسکے بسم اللہ الرحمن الرحیم لایا مصنف رحمہ
بسم اللہ کو درمیان مقدمہ اور مقاصد کے تاکہ ممتاز ہو جاوین مقصود و غیر مقصود سے اور حق وارد ہے قرآن مجید مین بیچ فضائل
ورد اور عبادت کے بہت سے آیتین خاص کر یہ آیت کریمہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون آور نہین پیدا کیا مین نے جن
اور انسان کو مگر یہ کہ عبادت کرین میری یعنے نہین پیدا کیا مین نے جن اور بشر کو مگر واسطے معرفت اپنی کے باین طور کہ پہچانین
مجکو پہر عبادت کرین میری جیسا کہ حال ہے اون مجذوبون کا کہ سیدھے دریای عرفان مین غواصی کرتے ہین بعدہ راہ سلوک پر
چلتے ہین یا باین طور کہ عبادت کرین میری پہر پہچانین مجکو مانند اون سالکین کے کہ بسبب سلوک اپنی کے پہونچے مرتبہ عرفان کو
پس مراد دونون فرقون جنون اور انس سے مومنین اونکے ہین نہ کافر بسبب قرأة ابن عباس رضی اللہ عنہما کے وما خلقت الجن
والانس من المومنین الا لیعبدون اور فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے الا لیعبدون کے تفسیر مین اسے الا لنامرہم بالعبادة
لیکن اولے یہ ہے کہ محمول کیجاوے عبادت اوپر توحید کے جیسے کہ فرمایا ہے ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے جو شے کہ
وارد ہے قرآن شریف مین عبادت سے پس معنی اوسکے توحید کے ہین اور سب لوگ پاوینگے توحید کو آخرت مین حتے کہ
کفار بھی قائل ہو جاوینگے ساتہ توحید کے جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول اللہ تعالے کا ثم لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ربنا
ماکنا مشرکین یعنے جواب دینگے مشرکین قیامت کے دن باین طور واللہ ربنا ماکنا مشرکین پس مضمون آیت مذکور فی المتن کا
یہ ہوگا کہ نہین ہے غرض خلقت جن اور انس سے مگر عرفان اور شناخت توحید معبود اپنے کے اب صادر ہونا شرک اور کفر کا
بعض سے ور دنیا مین نہین منافی ہے اسکے ساتہ اسلیے کہ دنیا بہت قلیل ہے بہ نسبت عقبے کے اور قلیل بمنزلہ معدوم ہے
جیسے کہ کسی نے ایک غلام خریدا لکہنے کے لیے تو صادق ہے اس قول مین اشتریتہ للکتابة اگرچہ ایک روز اوس غلام سے اوسکی تمام
عمر مین سوا لکہوانے کے اور کچھ اپنا کام لیا ہو مگر منافی ہے ساتہ غرض مذکور کے یہ آیۃ کریمہ ولقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس
مگر منافات اس طور پر نہ ہوگی کہ اونسے دنیا مین توحید واقع ہوئی تو جنت کو گئے اور جو شرک پر مرے تو معلوم ہوا کہ خلقت اونکی
واسطے دوزخ کی تہی اور وہ توحید کہ آخرت مین اونسے ظاہر ہوگی وہ واسطے کسی اور غرض کے ہے نہ واسطے مغفرت اونکی کے
اور تفسیر بیضاوی مین ہے کہ جب پیدا کیا اللہ تعالے نے جنون اور آدمیون کو اوپر ایسی شکل اور شمائل کے کہ لائق اور مستعد ہے
عبادت کے لیے تو گردانا اونکی پیدائش کو مغیا بعبادت کے لیے از روے مبالغہ کے اسے جب ایسی عمدہ شکل پر پیدا ہوے
تو گویا خاص اسی کام کے لیے پیدا ہوئی جو عبادت ہے انتہی اور ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہین کہ نہین پیدا کیا مین نے جن اور انس کو

مگر اسواسطے کہ ہوجاوین بندے میرے اسے بندہ کرکے رکھنے کے لیے پیدا کیا سو بندے ہی ہین پس اونکو غفلت اور کبر کیا
لائق ہے چاہیے کہ بندگی اور عاجزی مین مصروف رہین حاصل یہ کہ لائی اس آیت سے ابتدا باب مین تنبیہ کرتا ہے اس بات پر کہ
ثابت رہنا جن اور انس کا عبادت اور ادب پر موافق ہے ساتھ مصلحت پیدائیش اونکی کے پس جبکہ حاصل ہوے یہ تنبیہ تو نہین
غافل ہونگے اطاعت اور عبادت سے وہی الواخ اور عبادت جو مذکور ہے ضمن مین لیعبدون کے کئی قسم پر ہے منہا الصلوٰۃ
ایک قسم اونمین سے نماز ہے مقدم کیا مصنف رح نے نماز کو تمام مقاصد پر بسبب ہونے اوسکی کے تطہیر واسطے دلون کے اور
استفتاح اور کشادگی واسطے غیب کے دروازون کے اور محل اور مقام واسطے مناجات کے اور معدن واسطے صفائیون کے
اور واسطے ہونے اوسکی کے افضل کل عبادات سے اور اکمل سب طاعات سے جب کہ سوال کیا گیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
اے الاعمال افضل یعنے کون سا عمل بہتر ہے فرمایا الصلوٰۃ لمواقیتہا یعنے نماز پڑھنا بیچ وقتون اوسکی کے اور دوسری حدیث
مین ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازین ہین کہ فرض کیا ہے اللہ تعالے نے اونکو اپنے بندون پر جسنے ادا کیا
اونکو اور نہ ضائع کی اونمین سے کوئی شے رکوع اور سجود اور خشوع اونکی سے تو عہد اور وعدہ ہے اوسکے لیے نزدیک اللہ تعالی
کے یہ کہ داخل کرے اوسکو جنت مین اور جو نہ ادا کیا اونکو پس نہین ہے اوسکے لیے نزدیک اللہ تعالے کے عہد اور پیمان اگر چاہے
اللہ تعالے عذاب کرے اوسکو یا داخل کرے بہشت مین اور یہی مروی ہے آن حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ نماز کنجی ہے
جنت کی غرض کہ نماز کی فضیلت مین بہت حدیثین وارد ہین یہ مختصر اونکی گنجائیش نہین رکھتی قولہ رح ما افترض اللہ علے خلقہ
بعد التوحید احب الیہ تعالے من الصلوٰۃ پس وارد ہے حدیث شریف مین کہ نہین فرض کیا اللہ تعالے نے اپنے بندون پر
بعد توحید کے کہ عبارت ہے اصل ایمان سے کہ محبوب زیادہ ہو طرف اوسکے نماز سے مگر ہوتی کوئی شے افضل اور بہتر نماز سے
تو البتہ عبادت کرتے ساتھ اوسکے فرشتے اللہ تعالے کے کہ بعض اونمین سے رکوع کرنے والے ہین اور بعض سجدہ کرنے والے
اور بعض کھڑے ہونے والے اور بعض تسبیح کرنے والے ہین کہ تمام فرائض اور واجبات سے کوئی فرض اور واجب محبوب نزدیک
اللہ تعالے کے نہین ہے پیچھے ایمان لانے کے اللہ اور رسول اوسکے نبی پر اور وجہ محبوب ہونے اوسکی کے یہ ہے کہ عبادت کا حاصل ہونا
فرمانبرداری سے ہوتا ہے اور فرمانبرداری دو طرح سے ہوتی ہے ایک اللہ تعالے کے احکام اور اوامر کو صدق دل سے بجالانا دوسرے
اوسکے ممنوعات سے بچنا اور نماز خود مامور بہ ہے اور مانع ہے فحشا اور منکر سے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے ان الصلوٰۃ تنہیٰ
عن الفحشاء والمنکر پس نماز جامع ہے دونون طرح کے فرمانبرداری کو اور حال یہ ہے کہ مطلق عبادت اور فرمانبرداری محبوب ہے
نزدیک اللہ تعالے کے پس ہوئی نماز محبوب زیادہ نزدیک اوسکے بالضرورت اور یہی فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز
ستون ہے دین کا پس جسنے چھوڑ دیا نماز کو پس تحقیق گرا دیا اوسنے دین کو اور یہی مروی ہے کہ جو شخص ملاقی ہو ساتھ اللہ کے اور
حال یہ کہ وہ ضائع کرنے والا تھا نماز کو نہ پروا کریگا اللہ تعالے اوسکے کسی نیک عمل کے لیئے ڈال دیگا اوسکو دوزخ مین جو چاہے اگرچہ
اوسکے اور عمل نیک بھی ہون اور مروی ہے کہ نماز وہ شے ہے کہ بندہ پہلے اوسی کے ساتھ محاسبہ کیا جاویگا روز قیامت مین اگر

فاسد ہوئی نماز اوسکی تو فاسد ہوگئی سب عمل اوسکے اور مروی ہے کہ فرمایا سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے مثال پانچون
نماز کی ایسی ہے کہ ہو ایک شیرین نہر کسی کے دروازہ پر تم میں سے کہ نہاوے اوسمین ہر روز پانچ دفعہ کیا گمان کرتے ہو تم کہ باقی
رہیگی اوسکے بدن پر کوئی چیز میل سے عرض کیا صحابہ نے کہ نہین باقی رہیگی اوسکے بدن پر کوئی چیز میل سے یا رسول اللہ فرمایا
آپ نے پس تحقیق پانچون نمازین لیجاتی ہین گناہون کو جیسے لیجاتا ہے پانی میل کو اور مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے کہ پانچون نمازین کفارہ ہین اون گناہون کے لیے کہ درمیان اونکے ہون جبتک کہ بچا رہے کبائر سے یعنے مثلاً جو شخص
کہ فجر اور ظہر کی نماز اپنے وقت مین ادا کرے تو ہونگی یہ دونون نمازین کفارہ اون گناہون کا کہ صادر ہوے مابین درمیان انہین
دونون کے صغائر سے علے ہذا القیاس باقی نمازین بھی حدیث من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر یعنی قارب الکفر اور یہی حدیث طبرانی
مین حضرت انس سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسنے ترک کیا نماز کو دیدہ و دانستہ پس بغیر عذر شرعی
کے تحقیق کہ کفر کیا اوسنے یعنے نزدیک ہوا وہ طرف کفر کے جاننا چاہیے کہ اس تاویل مذکور مین اشارہ ہے طرف اسکے کہ مرتکب
کبیرہ کا کافر نہین ہوتا نزدیک اہل السنت والجماعت کے اسلیے کہ اونکے نزدیک اعمال داخل نہین ہین ایمان مین بلکہ ایمان عبارت
ہی تصدیق بالقلب ہے اور اقرار باللسان سے کہ شرط ہے واسطے اجرای احکام شرعیہ کے اور معتزلہ کے نزدیک مرتکب کبیرہ کا نہ مؤمن
ہی اور نہ کافر لیکن مخلد فی النار ہوگا بسبب ہونے ایمان سے کہ پس جبکہ مرتکب کبیرہ کا نزدیک اہل سنت والجماعت کے
نہین نکلتا ہے ایمان سے اور نہ داخل ہوتا ہے کفر مین تو تفسیر کی گئی حدیث شریف ساتھ مجاز الانتار فت کے اور نہین ہے
مراد اوس سے حقیقت کفر یا مراد کفر سے کفران نعمت ہے یعنے جو شخص کہ چھوڑ دے نماز کو عمداً تو کفران کیا اوسنے نعمت الٰہی کا
بسبب چھوڑ دینے شکر ارکانی کے یا حدیث شریف مقید ہے ساتھ استحلال کے یعنے جو شخص کہ چھوڑ دے نماز کو قصداً پس تحقیق
کافر ہوا اگر حلال جانا اسکو پس مرتب ہونا جزا کفر کا اوپر ترک نماز کے قصداً مقید ہوا ساتھ استحلال کے یا حدیث شریف مین
لفظ عمل محذوف ہے تقدیر اوسکی یہ ہوگی من ترک الصلوۃ متعمداً فقد عمل عمل الکفر یا حدیث محمول ہے اوپر ترک کرنے نماز کے درانحالیکہ
منکر ہو فرضیت اوسکی سے یا محمول ہے اوپر زجر اور وعید کے حاصل یہ کہ ایمان نزدیک اہل السنت والجماعت کے عبارت ہے نفس
تصدیق ما جاء به الشارع بغیر داخل ہونے اعمال کے اوسمین اور کفر عبارت ہے انکار ما جاء به الشارع سے پس جبتک کہ باقی ہو
تصدیق اور نہ پایا جاوے انکار تو نہ صادق آویگا کسی پر اطلاق کفر کا اسلیے احتیاج ہوئی احادیث مسطورہ مین تاویلات مذکورہ کی طرف
اس محاورہ کے لیقال دخل البلدۃ لمن قاربہا کہا جاتا ہے داخل ہوا شہر مین اوس شخص کے لیے کہ قریب ہوا شہر کے یہ قول ماتن کا
شاہد ہے اسپر کہ بول چال اور محاورے مین قریب شے کو شے کہتے ہین آپ یہ وجہ سے قریب کفر کو کفر فرمایا پھر اختلاف کیا گیا ہے
تکفیر تارک الصلوۃ مین کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے کہ نہین ہے اسلام سے حصہ اسکے لیے کہ چھوڑے نماز کو اور کہا حماد بن زید
اور مکحول اور امام مالک اور شافعی رحمہم اللہ نے کہ تارک نماز قتل کیا جاوے مانند مرتد کے اور نہین خارج ہوتا ہے دین سے بسبب چھوڑنے
اوسکی کے اور اصحاب الرای کے نزدیک تارک الصلوۃ کا قتل درست نہین بلکہ قید کیا جاوے یہانتک کہ پڑھنے لگے نماز اور یہی

قبول ہی نہری کا وجہتہا اور حق پڑہنے نماز کا اوپر وجہ محمود کے کہ لائق اور سزاوار ہو قبولیت کے یعنے وہ چیزین کہ موقوف علیہ ہون
صحت نماز اور ثواب اوسکی کے بہت ہین ایک اونمین سے یہ ہے ان یطہر الظاہر کہ پاک کرے اپنے کو ساتہ کمال طہارت کے بسبب
فرمانے اللہ تعالے کے رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین اور بسبب فرمانے نبی علیہ السلام کے بنی الاسلام علے النظافۃ
ومفتاح الصلوۃ الطہور اور طہارت کے چار درجے ہین ایک اونمین سے یہ ہی کہ پاک کرے ظاہر بدن اور کپڑون اپنی کو عن الحدث
نجاست حکمی یعنے بے وضوئین اور جنابت سے والنجس اور نجاست حقیقی یعنے پلیدی خفیفہ اور غلیظہ سے نجس ساتہ فتح جیم کے
کہتے ہین پلیدی کو مانند بول وبراز وغیرہ کے اور ساتہ کسرہ جیم کے نام ہے اوس چیز کا کہ پلید اور ناپاک ہوجاوے نجاست کے
لگنے سے اور ماتن کے کلام مین نجس ساتہ فتح جیم کے ہے اسلیے اوس سے نجاست حقیقی مراد لیگئی یہ قسم طہارت کی کہ مذکور ہوئی
عام مومنون کے لیے ہے کہ بدون اس طہارت کے نماز اونکی جائز نہین والجوارح عن الجریمۃ اور دوسرا درجہ یہ ہے کہ پاک کرنا
ہر عضو کو گناہ سے مانند حرام کہانے اور غیبت کرنے اور خیانت کرنے اور نامحرم کو دیکہنے اور راہ معصیت پر چلنے اور چوری کرنے اور
مانند انکے سے یہ درجہ طہارت کا پارساؤن کے لیے ہے والقلب عن الذمیمۃ اور تیسرا درجہ یہ کہ پاک کرے دل کو عقاید باطلہ اور
اخلاق ذمیمہ سے جیسے کہ حسد اور بخل اور حقد وحرص اور عجب وکبر اور امثال انکے سے والسر عما سواہ تعالے اور چوتہا درجہ
یہ کہ پاک کرے سر اپنے کو جو لطیفہ ربانی ہے انسان کے بدن مین مشاہدہ ماسوے اللہ سے یہ درجہ طہارت کا انبیاء اور صدیقین
کے لیے ہے جاننا چاہیے کہ سر اصطلاح صوفیہ مین عبارت ہے ایک حصہ نور ربوبیت سے جو موجود ہے انسان مین اور باعث
ہے اوپر طلب کرنے محبت الہی کے حاصل یہ کہ جب فارغ ہوا مصنف رح فضائل نماز سے پس شروع کیا ذکر حقوق اور آداب اوسکی کا
اور وہ پوشیدہ ہین اونمین مین سے ہی پاک کرنا نمازی کا ظاہر بدن اپنا حدث اور نجاست حکمی سے ساتہ وضو کے اگر حدث صغیر ہو
یا غسل کے ساتہ اگر حدث کبیر ہو مانند جنابت وغیرہ کے اور پاک کرنا بدن اور کپڑے اور نماز کے جگہ کا نجاست حقیقی سے
غلیظہ ہو یا خفیفہ اور پاک کرنا ہر عضو اپنا گناہ اور معصیت سے مثلاً آنکہون کو نگاہ رکہے نامحرم کے دیکہنے سے اور ہاتہ کو چوری
اور خیانت کرنے اور ایذا دینے آدمیون کے سے اور زبان کو جہوٹ بولنے اور گالی دینے اور غیبت کرنے سے اور پانؤن کو غیر
مشروع کام کی طرف چلنے سے یعنے ان سب سے توبہ کرے اخلاص کے ساتہ اور پاک کرنا دل کو برے ارادون اور بری عادتون
سے مثل حسد اور بخل اور قصد ریا اور خود بینی وغیرہ سے اور پاک کرنا سر اپنے کو جو لطیفہ ربانی ہے ملاحظہ ماسوے اللہ سے
اسلیے کہ وہ محل اور مقر ہے واسطے عرفان الہی کے اور تجلیات عرفان کا نزول نہین ہوتا جب تک کہ کل ماسوا اللہ اوس سے
ارتحال اور انتقال نکرین پس ضرور ہے کہ نمازی سر کو جو لطیفہ ربانی ہے خس وخاشاک ماسوی اللہ سے خالی اور صاف
کرے تاکہ محبوب حقیقی یعنے عرفان مالک الملک اوسمین نزول کرے سے تا بجاروب لا نروبی راہ را نرسی در حرم الا اللہ
کیونکہ بغیر خالی ہونے محل کے اغیار سے اوترنا عرفان کا محال اور ممتنع ہے بسبب محال ہونے اجتماع نقیضین کے محل واحد مین
پس مشرف ہونا اوس لطیفہ کا عرفان سے چاہتا ہے خلو اوسکی کو کثیف سے غرض تحمل کرنے سے عظمت اور کبریا وجلال الٰہی

نہ ہرگز متصور نہوگی جب تک کہ ماسوی اللہ سے بالکلیہ خالی نہو جاوے اور غرض تحلی کرنے قلب سے اتصاف اوسکا ہے
ساتھ اخلاق حمیدہ اور عقائد ستودہ کے جب تک کہ روث اور آلودگی عقائد فاسدہ اور اخلاق کاسدہ سے پاک اور صاف
نہو جاوے موصوف ہونا اوسکا ساتھ اخلاق حمیدہ کے محال اور ممتنع ہے بسبب دلیل مذکور کے ہذا الشطر یہ جو مذکور ہوا کہ
طہارت ظاہری اور باطنی چاروں مرتبے کے نصف اوس عمل کی ہے کہ اوسمین موجود ہو وہ الآخر اور نصف دوسرا ہو العمارۃ و ہو معمور
کرنا ہے ظاہر اپنے کو با طاعۃ ظاہرۃ ساتھ طاعت اور عبادت ظاہری کے قیام اور قرأۃ اور رکوع اور سجود سے و باطنا اور معمور کرنا
باطن اپنے کو ساتھ طاعت باطنی کے اخلاق محمودہ اور شکر اور صبر اور رضا بالقضا و قدر اور معرفت الٰہی اور عقائد مشروعہ منورہ سے
لیکن نصف اول شرط ہے واسطے نصف دوسرے کے جیسے پاک کرنا ظاہر اپنے کا حدث اور نجس سے اور پاک کرنا جوارح اور اعضا کا
گناہ اور معصیت سے شرط ہے واسطے آباد کرنے اپنے کے ساتھ طاعت ظاہری کے ویسے ہی تطہیر اور تنظیف باطنی قلبی خلاق
ذمیمہ رذیلہ سے شرط ہے واسطے عمارت باطنی قلبیہ کے ساتھ اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ کے اور طہارت فقط ادنی باطنی
مین تبری ماسوی اللہ سے شرط ہے واسطے معمور کرنے اوسکی کے ساتھ معرفت الٰہی اور مشاہدہ عظمت جلال اور کبریائی کے پس
دوسرا النصف کہ مشروط ہے ثابت اور متحقق نہوگا بدون نصف اول کے لعدم تحقق المشروط بدون تحقق الشرط مثل یہ کہ تخلی یعنی
خالی ہونا امور مذکورہ سے نصف ایمان ہے اور تحلی یعنے آراستہ ہونا ساتھ عمارت ظاہر اور باطن کے نصف دوسرا اوسکا ہے
اور مجموعہ دونون کا عبارت ہے ایمان کامل سے فورد ح اسلیے کہ وارد ہے حدیث مسلم اور ترمذی میں ابی مالک اشعری سے
الطہور نصف الایمان اور ایک روایت مین شطر الایمان وارد ہے یعنے پاک کرنا ظاہر کا جنابت اور اقذار سے اور پاک کرنا باطن
اخلاق ذمیمہ اور ماسوے اللہ سے آدہا ایمان ہے واضح ہو کہ مراد ایمان سے جو مذکور ہے حدیث مین نماز ہے چنانچہ اس
آیت کریمہ مین وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ایمان سے مراد صلوۃ ہے اور جو ایمان اپنے معنی پر ہو تب بھی کچہ منافی نہین اسلیے کہ
ایمان کامل عبارت ہے آراستہ ہونے ظاہر اور باطن اور قلب اور قالب سے مخفی نرہے کہ اس حدیث مین استدلال اس امر پر ہے
کہ طہارت ظاہر اور باطن کی نصف نماز یا ایمان کی ہے جیسے کہ پہلے دعوے کیا گیا ہے اور اختلاف کیا ہے علمانے لفظ طہور مین کہا نووی نے
نے کہ جمہور اہل لغت اسپر ہین کہ لفظ طہور اور وضوء دونون مضموم ہین جبکہ مصدر اونسے مراد ہو اور دونون مفتوح ہین جبکہ مراد ہو اوس
وہ شے کہ پاک کرنے والی ہو کذا عن ابن الانباری اور خلیل اور اصمعی اور ابو حاتم سجستانی اور زہری اور ایک جماعت آخری اس طرف
گئے ہین کہ لفظ طہور ساتھ فتح کی ہے اسم اور مصدر دونون مین انتہی اور نقل کیا ملا علی قاری نے زین العرب سے کہ طہور یہان پر اور
حدیثون مین جمہور روات سے مضموم ہے آیا ہے اور حکایت کی ہے سیبویہ نے ساتھ فتح کے اسلیے کہ فعول کبہی آتا ہے مصدر ساتھ
وقوع اور قبول کے انتہی اب جنکی نزدیک لفظ طہور مصدر ہے مضموم ہو یا مفتوح نہین احتیاج ہے حدیث کی عبارت مین تقدیر کی اور
جنکے نزدیک طہور ساتھ فتح کے نام ہے اوس شے کا کہ ساتھ اوسکے تطہیر ہو مانند ستوط کے تو اوس وقت مین عبارت محتاج ہے طرف حذف
مضاف کے یعنے استعمال الطہور نصف الایمان اور اس حدیث کے بیان مین علمانے بہت توجیہین کی ہین کہ کوئی اونمین سے خالی

اشکال اور تردد سے نہین ہے سب سے اولے اور احسن توجیہ یہ ہے کہ ایمان لانے سے مرتفع ہوتے ہین تمام گناہ صغیرہ و کبیرہ
اور طہور مختص ہے ساتھ رفع صغائر کے نہ کبائر کے جیسے دلالت کرتے ہین اوسپر بہت صحیح حدیثین لیکن ضرور ہے طہور مین نیت سے تاکہ
ہو جاوے عبادت مکفر واسطے صغائر کے بسبب حدیث انما الاعمال بالنیات کے والاصل طہارت الباطن اور اصل اوس طہارت کی
کہ نصف الایمان ہے طہارت باطن کی ہے نہ ظاہر کی اسلیے کہ وہ محل ہے واسطے نظر الہی کے بخلاف ظاہر کے ع ما برون را ننگریم
و قال را ۔ ما درون را بنگریم و حال را ۔ اور فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اعمالکم ولکن ینظر الی
قلوبکم و نیاتکم دوسرے یہ کہ طہارت ظاہری مقدمہ اور شرط ہے واسطے تتمیم اور تکمیل طہارت باطنی کے جیسے کہ گذر چکی تحقیق
اسکی پس ہوئی طہارت باطنی بمنزلہ لب لباب کے اور تطہیر ظاہری مانند قشر اور پوست اوسکی کے جیسے کہ طہارت جوارح اور اعضا کی
نجاسات ظاہری سے مثل قشر اور پوست کے ہے اسلیے کہ مقصود پاک کرنا اونکا ہے جرائم اور گناہ سے پس جو شخص کہ غافل
ہوا لب لباب اور مقصود اصلی سے اور مشغول ہوا ساتھ پوست اور غیر مقصود کے اور یقین کیا اوسنے کہ مقصود طہارت سے یہی
ہے اور صرف کی تمام اوقات اپنی استنجا کرنے اور کپڑے دہونے مین تو تحقیق ہوا وہ سیرت اولین اور طریق متقدمین کو قسم کا نو
یالون فیہا و یسالون فی الظاہر اسلیے کہ سلف رضوان اللہ علیہم اجمعین مبالغہ کرتے تھے طہارت باطن اور تزکیہ قلب مین اور مسامحہ
اور مسامحہ کرتے تھے طہارت ظاہر مین اور نہین قصد رکہتے تھے طہارت ظاہری سے سوا پہونچانے اوسکی کے طرف مقصود کے نہایت
کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باوجود علو شان اور سمو منزلت اپنی کے وضو کیا ہے نصرانی کے لوٹے سے اور بعض اسلاف نہین پونچھتے تھے
اپنے ہاتھ بعد کہانا کہانے کے چکنائی وغیرہ سے بلکہ اکتفا کرتے تھے ساتھ پونچھنے اونگلیون اپنے کے پانون کے تلوون سے اور ہاتھ
اشنان اور صابون اور کہلی وغیرہ کو جنسے بعد کہانے کے ہاتھ دہوتے ہین بدعات محدثہ سے بہانتک کہ فرمایا ہے حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے کہ نہین جانتے تھے ہم اشنان کو زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اور تھے صنادیل اپنے دست مال ہمارے تلوے اپنے
پانون کے جب کہانا کہاچکتے تھے ملتے تھے اونگلیون کو ساتھ اونکے اور کہا امام غزالی نے کہ کہا گیا ہے پہلا وہ شے کہ ظاہر ہوئی
بدعت سے چلنے اور اشنان سے ہے انتہی حتے کانوا یمشون حفاۃ فی الطین ویصلون معہ علیہ السلام یہانتک کہ چلتے تھے گاہ بگاہ ننگے
پاؤن مٹی مین اور کیچڑ مین اور نماز پڑہتے تھے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بغیر پانون دہوئے گرد اور غبار رستون کی سے اور
نہ آن حضرت اونکو مانع آتے تھے نماز پڑہنے سے اوس حالت مین یعنے تساہل اور تسامح طہارت ظاہری مین اس حد تک پہونچا تھا
کہ مضائقہ نہین کرتے تھے نماز پڑہنے مین رستہ کی گرد اور غبار سے اور نہین احتراز کرتے تھے گہوڑے اور اونٹ اور گدہے کے پسینے سے
باوجودیکہ یہ جانور اکثر نجاست وغیرہ مین لوٹا کرتے ہین یہ عدم احتراز اور مسامحہ بسبب کمال توجہ اور جہد اونکی کے تہا تطہیر قلب اور
اصلاح باطن مین اب اس زمانہ مین یہانتک نوبت پہونچی ہے کہ طہارت ظاہری مین اسقدر تکلف اور کوشش کرتے ہین کہ اکثر اوقات
کپڑے دہونے اور استنجا کرنے مین ضائع ہوجاتے ہین اور باطن کی نجاست سے بالکل غافل اور بیخبر ہین سلف کے بزرگوارون کو نہین
دیکہتے کہ اکثر استنجا کرنے مین پتہر اور ڈہیلون پر اکتفا کرتے تہے سبحان اللہ کیا بے انصافی اور بیخبری ہے کہ اصل کو چہوڑ کر فرع کو

ٹھہرا رکہا ہے اور بعض نسخون مین آیا ہے بیصادون معہ بدون لفظ علیہ السلام کے اس تقدیر پر احتمال ہے کہ ضمیر معہ کی راجع ہو طرف
طین کے جو مذکور ہے یا طرف نبی علیہ السلام کے وسیصلے علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نماز پڑہی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے متصلا اس حال مین
کہ نعلین شریفین پہنے تہے فاخبر بتلطیخ پس خبر دی گئی آن حضرت علیہ السلام ساتہ آلودگی کفش مبارک کی نجاست سے فنزع داخل
پس نکالا آن حضرت نے کفشون کو ساتہ عمل قلیل کے اور تمام کیا نماز کو بغیر استیناف اور لوٹنے کے ابو داؤد اور دارمی نے روایت
کی ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا اس درمیان مین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تہے ناگاہ نکالین آپ نے
نعلین اپنی پہر رکہا اون دونون کو بائین طرف اپنے جب دیکہا آپکو قوم نے تو سب نے اپنی پاپوشین پہینکدین جب کہ پوری کر چکے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز اپنی فرمایا کس چیز نے برانگیختہ کیا تمکو اوپر پہینکنے پاپوشون اپنی کے عرض کی صحابہ نے کہ دیکہا
ہمنے آپ کو پہینکتے ہوے نعلین اپنی اسلیئے اوتاری ہمنے پاپوشین اپنی پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق آئے جبرئیل
علیہ السلام میرے پاس پس خبر دی مجکو بان فیہما قذرا اور ایک روایت مین قذر کے بدل خبث آیا ہی کہا ابن حجر نے سند اس
حدیث کی حسن ہے استدلال کیا ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے اولا اوپر نہ لوٹنے نماز کے مستصحب نجاست پر جبکہ سہو ہے اوسکو
وقت نماز پڑہنے کے اور جدید قول امام شافعی رح کا موافق ہے ہمارے مذہب کے کہ نجاست والا آدمی اعادہ کرے نماز کو
اگر پڑہی ہے نجاست کے ساتہ بہول کر اور یہ حدیث یا تو محمول ہے اوپر کہ قذر مذکور معفو عنہ تہا یعنے کم تہا قدر درہم سے اور خبر دینا
جبرئیل علیہ السلام کا سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور نکالنا آپ کا نعلین شریفین کو اسواسطے تہا کہ ادا کرین نماز کو اوپر وجہ
اکمل کے یا حدیث شریف محمول ہے اوپر کہ مراد قذر سے وہ شئے ہے کہ عرب مین اوسکو مکروہ جانین مانند دہوک کہکار وغیرہ کے
اور خبر دینا جبرئیل علیہ السلام کا آن حضرت کو ساتہ قذر کے اسلیئے تہا کہ آلودہ نہووے لباس مبارک آپ کا سجدہ کے وقت ساتہ
مکروہ چیز کے جاننا چاہیے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ پیروی کی ہے امام غزالی رحمہ اللہ کے شاہد لاتے ہین اوپر عدم مبالات
نجاست ظاہری کے ولکن للظاہر ایضا اثر فی تنویر الباطن اور لیکن اثر طہارت ظاہری کو جو مامور بہا ہے شارع سے تاثیر اور دخل
تام ہے روشن کرنے باطن مین اسلیئے کہ طہارت ظاہری موقوف علیہ ہے واسطے طہارت باطنی کے کما هو محققہ اور اسلیئے کہ درمیان
ظاہر اور باطن کے ایسا ارتباط اور علاقہ ہے کہ اوسکے سبب سے کہا جاتا ہے الظاہر عنوان الباطن یہانتک کہ جماع کرنے والا حالت
جماع مین اگر تفکر کرے خالص سفیدی یا خالص سرخی کے طرف اور غالب ہوجاوے وہ سفیدی یا سرخی اوسکے نفس پر تو البتہ مائل ہوگی
بچہ کی صورت اوسی رنگ کی طرف جو غالب تہا حالت جماع مین اسیطرح بچہ جب کہ حرکت کرے ماکی پیٹ مین اور وہ دیکہتی ہو اوس
حال مین صورت حسینہ جمیلہ کو یہانتک کہ غالب ہوجاوے وہ صورت اوپر اوس صورت کے عالم خیال باطنی مین پس غالب ہوگی
اوسکے بچے پر وہ صورت حسینہ کہ مشاہدہ کیا تہا اوس کی ماں نے عالم خیال مین اسلیئے فرمایا ہے نبی علیہ السلام نے کہ جماع کرنے والا
وقت جماع مین صلاحیت مولود کا تصور کرے اور یہہ دعا مانگے اللہم جنبنا من الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا اسلیئے تاکہ صلاحیت
روح پر افاضہ کرے پس ظاہر اور هویدا ہوا اس سے کہ ظاہر کے لیئے اثر تام ہے تمام باطن مین کما لصادق جیسا کہ پایا جاتا ہے اثر ظاہر کا

شنی باطن مین اور متاثر ہونا احوال باطن کا ساتھ اعمال ظاہر کے اور مؤثر ہونا اونکا اشراق نور باطن مین عند اسباغ الوضوء
ت اسباغ اور اتمام اور اکمال وضو کے ساتھ ادا کرنے تمام سنتون اور مستحبون اوسکی کے مراد ہی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
وسلم نے الا انبئکم بما یکفر اللہ بہ الخطایا ویرفع بہ الدرجات اسباغ الوضوء فی المکارہ اور اسباغ عبارت ہے کامل وضو کرنے سے
س طریق پر کہ تعلیم فرمایا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ نہ چھوڑے کوئی مستحب اوسکے مستحبون سے اور
نہ ذکر اذکار اوسکی سے وسائر الاعمال الظاہرۃ اور نزدیک ادا کرنے اور تمام اعمال ظاہرہ کے یعنے جیسے کہ اسباغ وضو کی
ت مین تنویر باطن پائی جاتی ہے ویسے ہی پائی جاتی ہے روشنی باطن کی وقت ادا کرنے سائر اعمال ظاہرہ کے جو مستحسن ہین
باب شارع کے جیسے کہ غسل اور نماز اور روزہ اور ذکر اور تسبیح اور تہلیل اور سر منڈانا اور ناخن کتروانا اور غیر اونکی سے لارتباط
ا بالملکوت واسطے تعلق رکھنے عالم ظاہری کے ساتھ عالم باطنی کے یعنے تاثیر کرنا طہارت ظاہری کا طہارت باطنی مین بسبب
نہ اور ارتباط کے ہے درمیان عالم ظاہری کے اور جو مدرک ہے ظاہر کے حواسون مثل سمع بصر وغیرہ کے اور درمیان عالم
ی کے جو مدرک ہے ساتھ حواس باطن کے جاننا چاہیے جو امور کہ دریافت ہوتے ہین عقل سے اور غائب ہین نظر سے
ر کہے جاتے ہین ساتھ غیب اور ملکوت اور امر کے اور جتنے مشاہدات کہ مدرک حواس سے کیے جاتے ہین ساتھ شہادت
ملک اور خلق کے جیسے کہ مشعر ہے طرف اسکے یہ قول اللہ تعالے کا عالم الغیب والشہادت اور سبحان الذی بیدہ ملکوت
شے اور تبارک الذی بیدہ الملک اور الا لہ الخلق والامر پس ظاہر بدن انسان کا عالم ملک اور شہادت سے ہے اور قلب
غیب اور ملکوت سے پس طہارت بدن کی مؤثر ہے طہارت قلب مین مانند رطوبت اور تراوٹ کے کہ پہونچی ظاہر دیوار کو تو
سرایت کرتی ہے طرف باطن اوسکی کے ومن ثمہ اور اسی ربط کی جہت سے کہ درمیان ملک اور ملکوت کے ہے یصدق صادق
سچا ہوتا ہے رویا من اعتاد الصدق خواب اوس شخص کا کہ عادت رکھتا ہو سچ بولنے کے اور جھوٹ ہو جاتا ہے خواب
مکا کہ عادت رکھتا ہو کذب اور جھوٹ کی کل آثار تیر شخ بافیہ حاصل یہ کہ تلازم درمیان سچ بولنے اور صادق ہونے خواب کے
بسبب اس ارتباط مذکور کے ہے فیداوم علے الوضوء پس چاہیے کہ مداومت کرے سالک طریقت اوپر وضو کے تاکہ
ر اور روشن ہو جاوے باطن اوسکا اور یہ مداومت اوپر وضو کے دوسرا ادب ہے آداب اور حقوق نماز سے مجازاً اور مسامحۃ
ہے کہ حقیقت مین یہ حقوق طہارت سے ہے نہ حقوق نماز سے جیسے کہ فرمایا ہے نبی علیہ السلام نے لا یحافظ علے الوضوء الا المومن
نہین مداومت کریگا وضو پر مگر مومن کہ کامل ہو ایمان اوسکا اور مشغول اور مصروف ہو دل اوسکا ہمیشہ شہود اور حضور الٰہی مین
یہ حضور درگاہ پاک حق تعالے مین بدون طہارت کے ادب سے بہت بعید ہے بلکہ صاحب اوسکا قابل اور مستحق ہی مطرود
نے کے دربار الٰہی سے ویتوضا بعد نحو الغیبۃ اور وضو کرے پیچھے ہر امر مکروہ اور ناپسندیدہ کے مانند یاد کرنے برائی مسلمان
ن کے ساتھ برائی کے اوسکی غیبت مین اور مانند اوسکے ہے جھوٹ بولنا اور چغلی کہانا اور اشعار برے مضمون کے پڑہنا اور
ت کو غسل دینا والقہقہۃ اور وضو کرے بعد ہنسنے کے جو آواز بلند سے ہو وان لم تکن فی الصلوۃ اور اگرچہ نہو نماز مین کیونکہ قہقہہ

نماز مین خود ناقض وضو کا ہے یعنے تیسرا ادب اونمین سے یہ ہے کہ نماز پڑہنے والے کو چاہیے کہ وضو کرے بعد غیبت کرنے
جہوٹ بولنے اور چغلی کہانے اور تمام برے قولون کے سبب روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے الغیبۃ تنقض الوضوء والصلا
چاہیے کہ وضو کرے پیچہے ہر اوس چیز کے کہ نجس کرتی ہے باطن کو نہ ظاہر کو برابر ہے کہ گناہ کبیرہ ہو مانند غیبت کے یا
ہو مثل قہقہہ کے اسلیے کہ وضو گناہ صغیرہ کے لیے مکفر ہے اور کبیرہ کے لیے تخفیف ہوتا ہے فرمایا اللہ تعالے نے ان الحسنا
یذہبن السیئات اور تمیمی مین لکہا ہے کہ مستحب ہے وضو کرنا پیچہے غیبت کرنے اور جہوٹ بولنے اور غسل دینے میت اور
کے انتہی اسلیے کہ جو شخص نماز پڑہے ساتہ ان نجاسات مذکورہ کے البتہ نہوگی نماز اوسکی نماز کامل بلکہ منقول ہے بعض مش
سے کہ کہا اونہون نے کہ جب یاد کرتے ہین ہم دنیا کو تو وضو کرتے ہین اور جب کہ آخرت یاد کرتے ہین تو غسل کرتے ہین ہم ا
کہ خواہش دنیا کی کم ہے بہ نسبت خواہش عقبے کے اور لذتین دنیا کی حقیر اور ذلیل ہین عقبے کی لذتون سے اور یاد کرنا
قسم کی لذتون کا حقیر ہون یا عظیم مانع اور روکنے والا ہے حضور پروردگار سے کیونکہ مطلق ماسوے اللہ نزدیک او
اور شرک ہے ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا اسے مثل کفر اور شرک کے اونکے مقصود کا جو وصل الٰہی ہے حاجب ہے نہ کہ حق
اونکے نزدیک کفر ہے ولکل صلوۃ اور چوتہا ادب اونمین سے یہ ہے کہ وضو کرے واسطے ہر نماز کے قبل الوقت پہلے آ
وقت اوسکی سے واسطے فرمانے اللہ تعالے کے وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم اور اسلیے کہ مستعد ہو جاوے ادائے نماز
پہلے متوجہ ہونے خطاب کے عبد اللہ ابن المبارک نے فرمایا ہے جو شخص کہ مستعد نہوا واسطے نماز کے پہلے آنے وقت او
تو البتہ نہین توقیر کی اوسنے نماز کی اور کہا ہے ابن امیر الحاج نے شرح منیہ مین کہ ذکر کیا ہے ہمارے مشائخون نے یہ کہ ش
رکہنا تمام اوقات اپنے کا ساتہ نماز کے عزیمت ہے اسلیے کہ نماز مین اللہ تعالے کی نعمتین ہر بندہ پر بیشتر ناصر الا تصال ن
فرماتی ہین پس چاہیے کہ دائما بندہ مشغول رہے ساتہ خدمت مولے اپنے کے لیکن وسعت کی ہے اللہ تعالے نے
بندون پر تا آرام پاویں بعض اوقات کو طرف حوائج ضروریہ اپنی کے اور شرح المسند مین کہا ہے کہ مستحب ہے تیمم کرنا بعد
ہونے پاخانہ اور پیشاب کے اگر بالفعل پانی موجود نہو پس جب کہ ملجاوے پانی تو وضو کر لے ایسے ہی مروی ہے پیغمبر خدا
علیہ وسلم سے اور ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ تیمم کیا اونہون نے دریاے نیل کے کنارے پر اور فرمایا ما
یدرکنی الموت قبل ان اتوضوء ویکلا الانا اور بہر رکہے پانی سے اپنے وضو کا برتن لاپتہ آنے واسطے نماز کے لیے از رو
ہونے کے واسطے نماز کے اور واسطے خاک آلودہ کرنے شیطان کے اور اسلیے کہ نماز کا منتظر نماز مین ہوتا ہے اور اسلیے
نہو نماز کے وقت طرف طیاری اسباب اور بہی یہ فعل دلالت کرتا ہے اوپر زیادتی شوق طرف عبادت پروردگار اپنی کے
الغرۃ والتحجیل اور پانچوان ادب اونمین سے یہ ہے کہ دراز کرے سپیدی منہ اور سپیدی پانون اپنے کو وقت دہونا
غرہ عبارت ہے منہ کی سپیدی سے کذا فی المہذب اور صراح مین ہے کہ الغرۃ بالضم سپیدی پیشانی اسپ بزرگ تر از درم
تحجیل عبارت ہے اوس سپیدی سے کہ پائی جاوے گہوڑے کے چارون پانون مین یا تین مین یا دو مین بشرطیکہ اگر

اور یہان غرہ اور تحجیل سے مراد منہ اور ہاتہ پانون کا دہونا ہے استیعاب کے ساتہ یعنے وضو کرنے والے کو چاہیے کہ استیعاب
کرے منہ دہونے مین باین طور کہ تمام اطراف مین پہونچاوے تہوڑی کے نیچے سے بالون کے اوگنے کی جگہ تک اور ایک کنپٹی
سے دوسری کنپٹی تک اور استیعاب کرے ہاتہ اور پانون کے دہونے مین کہنیون اور ٹخنون کے اوپر تک نقل کیا ہے نووی نے
شرح مسلم مین کہ اختلاف کیا ہے شافعیہ نے قدر مستحب مین غسل یدین اور رجلین سے ایک قول مین ہے کہ مستحب ہے دہونا ہاتہ پانون کا
کہنیون اور ٹخنون کے اوپر تک غیر مقید ساتہ کسی موضع کے اور دوسرے قول مین ہے کہ مستحب ہے زیادہ ہونا آدہے بازو اور
آدہی پنڈلی تک اور تیسرے قول مین ہے کہ مستحب ہے زیادہ ہونا مونڈہون اور گہٹنون تک اور حدیثین مقتضی ہین کل
انکی کو جیسے کہ مروی ہے ابو ہریرہ سے صحیحین مین کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان امتی یدعون یوم القیامة غرا محجلین
فمن استطاع منکم ان یطیل غرتہ فلیفعل یعنے یہ امت مرحومہ نام رکہی جاویگی قیامت کے دن ساتہ اس نام کے یا پکارے جاویگی
قیامت مین ساتہ اس لفظ کے ایہا الغر المحجلین ہلموا الی الجنة پس مراد مصنف کی تطویل غرہ اور تطویل تحجیل سے سبب اوسکا ہے
کہ وہ استیعاب سے عبارت ہے اسلیے کہ دہونا منہ اور ہاتہ اور پانون کا ساتہ استیعاب کے سبب ہے واسطے سپیدی اونکی کے
قیامت کے دن مین ویستقبل القبلة اور چہٹا ادب اونمین سے یہ ہے کہ رو بقبلہ بیٹہے وضو کرنے مین اخرج ابو داود والحاکم وغیرہما
عن ابن عباس مرفوعا ان لکل شئ شرفا و شرف المجالس ما استقبل بہ القبلة اور اور وضو کل شریف ہے اختیار کیا واسطے اوسکے آداب
مجلس بزرگ ولا یستعین بغیرہ اور ساتوان ادب اونمین سے یہ ہے کہ نہ یاری طلب کرے اور نہ استعانت چاہیے وضو کرنے مین
غیر سے بدون ضرورت کے اسلیے کہ اجر اور ثواب ملتا ہے بقدر مشقت کے اور اسلیے کہ یاری چاہنا غیر سے وضو مین باین طور
کہ پانی بہاوے غیر اعضاء متوضی پر اور ملے اونکو بدون عذر کے دلالت کرتا ہے اوپر کمال تکبر کے اور تکبر ایک امر شنیع ہے
واجب ہے بچنا اوس سے ہان اگر وضو مین استعانت غیر سے صرف پانی بہانے مین ہو بغیر ملنے اعضا کے تو جائز ہے تحقیق
ثابت کیا ہے ابن امیر الحاج نے شرح منیة المصلی مین کہ استعانت غیر سے ساتہ حاضر کرنے پانی کے یا واسطے لینے اوسکی کے نہین ہے
ترک ادب سے بلکہ کیا ہے اسکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جیسے کہ مروی ہے صحیحین مین مغیرہ بن شعبہ سے گیا تہا مین
ہمراہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سفر مین پس فرمایا آن حضرت نے اے مغیرہ لے ڈولچی پانی کی پس اوٹہایا مین نے
اوسکو اور پہر آیا مین ساتہ آپ کے پہر تشریف لیگئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ غائب ہوے مجہسے اور فراغت حاصل
کی حاجت ضروری سے پہر تشریف لائے آپ اور تہا آپ کے بدن مبارک پر ایک شامی جبہ تنگ آستینون کا پہر چاہا
آپ نے دونون آستینون کو وضو کے واسطے پس نہ چڑہین آستینین بسبب تنگ ہونے کے تو نکالا دونون ہاتہون کو آستینون
کے نیچے سے پہر پانی ڈالا مین نے اوپر دونون ہاتہون آن حضرت کے پس وضو کیا آپ نے مانند وضو اپنی کے نماز کے لیے اور مسح
کیا موزون پر ولا یتکلم بکلام الدنیا والبشر اور نہ کلام کرے اثناء وضو مین ساتہ کلام دنیا اور کلام بشر کے لیکن پڑہے دعائین ماثورہ جو عنقریب
ذکر ہونگی نزدیک ہے فتاوے حجت مین لکہا ہے کہ کلام کرنا وضو کرنے مین مکروہ ہے اور حالت غسل مین سخت مکروہ ہے اور

بعض علما سے منقول ہے کہ اگر وضو کے وقت دل کا حضور ہو تو تمام نماز مین بہی حضور ہوگا اسیلیے کہا گیا ہے اذا دخل الوسواس
فی الوضوء دخلت الوسوسۃ فی الصلوۃ اور بعد وضو کے کلام کرنا خلاف ادب سے ہے جب تک کہ کلمۂ شہادت نہ پڑہے
کما روی عن عثمان رضی اللہ عنہ انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ فغسل یدیہ ثم مضمض ثلاثا واستنشق
ثلاثا وغسل وجہہ ثلاثا ویدیہ مع المرفقین ومسح راسہ ثم غسل رجلیہ ثم لم یتکلم حتی یقول اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
وان محمدا عبدہ ورسولہ غفر لہ ما بین الوضوئین رواہ الطبرانی والبیہقی اور مراد کلام دنیا سے جو مذکور ہے حدیث میں وہ کلام ہے
کہ خالی ہو ذکر الٰہی سے اور حاجت نہو طرف اوسکے اور جو مشتمل ہو ذکر پر یا حاجت ہو طرف اوسکے بایں طور کہ نہ بولنا اوسکا
سبب ہو واسطے خوف ہونے فائدے کے تو نہین ہوگا کلام کرنا خلاف ادب سے مانند مسئلہ فقہیہ کے وفتح العین اور
آٹہوان ادب اونہین سے یہ ہے کہ کہولے رکہے اپنی آنکہون کو منہ دہونے کے وقت احتیاطاً تا کہ پانی اونہین یقیناً پہنچ جاوے
اور خشک نرہین یعنے آنکہون کو اپنے حال پر چہوڑ دے تکلف نکرے کہولنے اور بند کرنے مین فقیہ احمد بن ابراہیم نے کہا ہے
کہ اگر وضو کرنے مین متوضی نے اپنی آنکہین خوب میچین تو نہین جائز ہوگا وضو اوسکا لیکن بحر الرائق مین ہے کہ پہر دہووے
آنکہون کو ساتہ پانی کے اور نہین مضائقہ ہے منہ دہونے مین وقت بند کرنے آنکہون کے اور الفاظ جو کہ مذکور ہین کلام
ماتن مین نہین ہے اونمین کوئی فائدہ معتد بہا بلکہ تفسیر ہے کلام دنیا کی وتسمیۃ فی کل عضو اور نوان ادب اونمین سے یہ ہے
کہ بسم اللہ کہے وقت دہونے ہر عضو کے اسلیے کہ دہونا ہر عضو کا امر ذی بال ہے اور ہر امر ذی بال پر بسم اللہ پڑہنا
مسنون ہے اور ابن امیر الحاج نے بہی شرح جامع صغیر قاضی خان سے روایت تسمیہ کے وقت غسل ہر عضو کی نقل کی ہے
اور طریقہ وضو کرنے کا یہ ہے کہ قبلے کی طرف منہ کرکے بیٹہے اور نیت کرے دور کرنے حدث یا مباح ہونے نماز یا التقرب الی اللہ
کے بسبب فرمانے نبی علیہ السلام کے انما الاعمال بالنیات پہر پڑہے اعوذ بک من ہمزات الشیاطین واعوذ بک رب
ان یحضرون پہر کہے بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام یا کہے بسم اللہ والحمد للہ یا اور کوئی ذکر الٰہی کرے بسبب فرمانے
نبی علیہ السلام کے لا وضوء لمن لم یسم اللہ یعنے نہین ہے وضو کامل واسطے اوسکے کہ نہین نام لیا اللہ تعالے کا اور بہی مروی
ہے کہ جسنے کہ وضو کیا اور نام لیا اللہ تعالے کا پس تحقیق پاک ہوا کل بدن اوسکا اور جسنے وضو کیا اور نہین یاد کیا اللہ تعالے کو
تو نہین پاک ہوگی مگر جگہ وضو اوسکے کی بعدہ دہووے دونون ہاتہون کو پہنچون تک اور پڑہے اللہم انی اسئلک
الیمن والبرکۃ واعوذ بک من الشوم والہلاکۃ پہر کلی کرے تین بار اور کہے اللہم اعنی علی تلاوۃ القرآن وکثرۃ الذکر لک
یا یہ دعا پڑہے اللہم اسقنی من حوض نبیک علیہ السلام کاسا لا اظما بعدہ ابدا پہر ناک مین پانی ڈالے تین بار اور کہے
اللہم ارحنی رائحۃ الجنۃ وانت عنی راض پہر ناک کو صاف کرے اور کہے اللہم انی اعوذ بک من روائح النار ومن سوء الدار
بعد اسکے منہ پر پانی ڈالے تین بار اور کہے اللہم بیض وجہی یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ یا یہ دعا پڑہے اللہم بیض وجہی
بنورک یوم تبیض فیہ وجوہ اولیائک ولا تسود وجہی یوم تسود فیہ وجوہ اعدائک پہر دہووے داہنے ہاتہ کو تین بار

کہنی ڈالکے اور کہے اللہم اعطنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابا یسیرا پہر دہووے بایان ہاتہ تین مرتبہ اور کہے اللہم اعوذ بک من ان تعطینی
کتابی بشمالی او من وراء ظہری پہر سر کا مسح کرے اور پڑہے اللہم غشنی برحمتک وانزل علی من برکاتک واظلنی تحت ظل عرشک یوم لا ظل
الا ظلک پہر مسح کرے دونون کانون کا اور کہے اللہم اجعلنی من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ پہر کہے اللہم اسمعنی منادی
الجنۃ مع الابرار پہر گردن کا مسح کرے اور کہے اللہم اعتق رقبتی من النار اعوذ بک من السلاسل والاغلال پہر دہووے داہنے
پانون کو اور کہے اللہم ثبت قدمی علے الصراط مع اقدام المومنین پہر دہووے بایان پانون اور پڑہے اللہم اعوذ بک من ان تزل قدمی
علے الصراط الدقیق یوم تزل فیہ اقدام المنافقین بعدہ کہے اللہم اجعل ذنبی مغفورا وسعیی مشکورا وتجارتی لن تبورا اور درود بہیجے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم پر و پڑہے تشہد بہی اور دسوان ادب اونمین سے یہ ہے کہ کلمہ شہادت پڑہے وقت دہونے ہر عضو کے جیسا کہ بعضے
مین ہے کہ وقت دہونے ہر عضو کے یا تو کلمہ شہادت پڑہے یا وہ دعائین پڑہے کہ وارد ہین آثار مین اور شمار کیا ہے اسکو
ابن الہمام نے فتح القدیر مین مندوبات سے اور جو حدیث کہ دلالت کرتی ہے اوپر استحباب پڑہنے کلمہ شہادت کے نہین پائی گئی
اصول مین لیکن مروی ہے شرح جامع صغیر مین ابی امامہ باہلی سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کہا وقت غسل
ہر عضو کے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کہولے جاتے ہین اسکے لیے آٹہون دروازے جنت کے
اور ایک روایت مین ہے کہ جسنے کہا بعد وضو کے اسی کلمہ کو کہولے جاوینگے اوسکے لیے دروازے جنت کے ابن امیر الحاج نے
اس حدیث کے ثبوت مین تردد کیا ہے اور کہا نجم الدین بن عباس بن قاضی نصیر الدین نے جبکہ تہا بہت اختلاف دعاؤن ماثورہ
کے الفاظ مین اور نہین ثابت ہے ایک بہی اونمین سے ساتہ حدیث صحیح کے یہانتک کہ کہا نووی نے کہ کچہ اصل نہین ہے ادعیہ
ماثورہ کے اور وہ جو ثابت ہے حدیث سے وہ کلمہ شہادت ہے بعد فارغ ہونے کے وضو سے اسلیے چہوڑ دیا ہے اونکو بس جو وضو
کرنے والا پڑہے اونمین سے کوئی دعا تو پاویگا ثواب اوسکا بسبب ہونے اونکی کے فضائل اعمال سے کہ کفایت کرتی ہے اونمین
روایت ضعیفہ بہی انتہی وبعد الفراغ اور پڑہے کلمہ شہادت کو بعد فارغ ہونے کے وضو سے جیسے کہ مروی ہے صحیح مسلم مین عمر بن
الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جسنے وضو کیا ساتہ اسباغ کے اور پڑہا اشہد ان لا الہ الا اللہ
واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کہولے جاوینگے اوسکے لیے آٹہون دروازے بہشت کے اور کہا جاویگا اوسکو کہ داخل ہو بہشت مین جس
دروازے سے چاہے تو اور کہا طیبی نے کہ شہادتین کے پڑہنے مین بعد وضو کے اشارہ ہے طرف خالص کرنے عمل کے واسطے اللہ تعالی
کے اور ایما ہے طرف پاک کرنے قلب کی شرک اور ریا سے بعد پاک کرنے اعضا کی حدث اور خبث سے اور احیاء العلوم مین ہے کہ جب فارغ ہو وضو کرنے والا وضو سے تو
اوٹہا دے اپنا سر طرف آسمان کے اور کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ سبحانک اللہم وبحمدک لا الہ الا انت عملت
سوءا وظلمت نفسی استغفرک اللہم واتوب الیک فاغفر لی وتب علی انک انت التواب الرحیم اللہم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین واجعلنی من
عبادک الصالحین واجعلنی صبورا وشکورا واجعلنی اذکرک ذکرا کثیرا واسبحک بکرۃ واصیلا پس مہر کیجاویگی اوسکی وضو پر اور اوٹہایا جاویگا
عرش تک پہر ہمیشہ تسبیح اور تقدیس کیا کریگا عرش کے نیچے اور لکہا جاویگا ثواب اوسکا قیامت تک وضو کرنے والے کے لیے اور کہا

اصحاب حنیفہ سے منقول ہے کہ مستحب ہے پڑہنا اذکار مذکورہ کا غسل مین بہی انتہی اور نقل کیا ہے ابن امیر الحاج نے منحتا
مین کہ بسم اللہ کہے وقت دہونے ہر عضو کے اور دعائین ماثورہ پڑہے یا پڑہے کلمہ شہادت یا درود بہیجے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر
ولشرب البقیۃ اور گیارہوان ادب اونمین سے یہ ہے کہ پیوے وضو کرنے والا اس پانی کو جو بچا ہو وضو اوسکے سے
درحالیکہ کہڑا ہو قبلہ رو ہوکر روایت کی ہے ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد نے ابو حیہ رضی اللہ عنہ سے کہا دیکہا مین نے علی کرم
رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوے پس دہوئین آپ نے ہتیلیان اپنی یہانتک کہ صاف کیا اونکو پہر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا پہر دہویا
تین بار اور دہویا منہ اپنا تین بار اور ہاتہون کو تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر ایک بار پہر دہویا اپنے پانون کو ٹخنون تک پہر کہڑے ہوے
اور اوٹہایا وہ پانی جو بچا تہا آپکے وضو سے پہر پیا اوسکو حالت قیام مین اور فرمایا دوست رکہتا ہون مین کہ دکہلاؤن تمکو وضو
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا اور ملا علی قاری نے وجہ مندوب ہونے شرب مذکور کے باین طور نقل کی ہے کہ اس بچے ہوے پانی
سے وضو کی عبادت ادا کی گئی ہے پس حاصل ہوئی اسمین برکت اسلیے مستحب ہوا پینا اوسکا تبرکًا اور چاہیے کہ وضو کرنے والا
وقت پینے پانی مذکور کے یہ دعا پڑہے اللہم اشفنی بشفائک وداونی بدوائک واعصمنی من الاہوال والامراض والاوجاع اور امام
حلوائی نے کہا ہے کہ وضو کرنے والا مختار ہے چاہے کہڑے ہوکر پانی پیے یا بیٹہکر اور اسکو اختیار کیا ہے [illegible] مین اور شیخ الاسلام
معروف بخواہرزادہ نے خلاصہ مین نقل کیا ہے کہ پیوے وضو کا پانی کہڑے ہوکر جیسے کہ مختار ہے ماتن کا اور اسی پر اکتفا کیا ہے
قاضی خان اور صاحب بدائع وغیرہ نے اور کہا ہے ابن امیر الحاج نے کہ بعید نہین ہے مقید ہونا اسکا ساتہ اوس شخص کے کہ نہ ہو
ضرر اوسکے سے اور یہی کہا ہے کہ ظاہر عبارت بدائع کی دلالت کرتی ہے شرب مذکور پر بغیر منہ کیے طرف قبلہ کے اسلیے کہ عبارت
اوسکی ذکر ادب مین یہ ہے وان یشرب فضل وضوءہ قائما ان لم یکن صائما ثم یستقبل القبلۃ ویقول اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان
محمدا عبدہ ورسولہ انتہی مگر شرح زاہدی اور شرح جامع صغیر قاضی خان مین تصریح ہے استقبال قبلہ پر حالت شرب مین کما فی الکتاب
وتسریح اللحیۃ اور بارہوان ادب اونمین سے یہ ہے کہ شانہ اور کنگہی کرے ڈاڑہی مین بعدہ جیسے وضو کرنے کے صاحب شرعۃ الاسلام
نے ایک حدیث نقل کی ہے اس باب مین کہ شانہ کرنا ڈاڑہی مین بعد ہر وضو کے دور کرتا ہے فقر اور سختی کو اور خطیب نے اپنی جامع مین مرسل حدیث حاکم کی لکہی ہے کہ نبی علیہ السلام
کنگہی کرتے ڈاڑہی مبارک مین ساتہ مشط کے اور عراقی نے کہا ہے کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ مین ہے کہ شانہ کرتے تہے پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم ڈاڑہی مبارک مین بہت بار اور علی قاری نے لکہا ہے کہ ثابت ہے حدیث غریب سے شانہ کرنا حضرت کا
لحیہ مبارک مین ہر روز دو بار اور یہی مروی ہے کہ شانہ کرنا حالت قیام مین سبب افلاس کا ہے تعلیم العلم مین ہے کہ نہین
پایا مین نے کتب معتبرہ فقہا اور احیاء العلوم اور قوت القلوب اور جامع الاصول وغیرہ مین شانہ کرنا ڈاڑہی کا ادب وضو سے
ہان اسقدر منقول ہے کہ شانہ کرنا غبًا مستحب ہے اور روایت غریبہ مین کنگہی کرنا ہر روز دو بار بہی آیا ہے شیخ عبدالحق دہلوی نے
صراط المستقیم مین لکہا ہے کہ شانہ کرنا بعد ہر وضو کے نہین ثابت ہے اصل صحیح سے لیکن بعض کتب مین بعض سلف سے
مروی ہے کہ شانہ کرنا ڈاڑہی مین بعد ہر وضو کے دور کرتا ہے فقر کو انتہی اور بعض شروح مین دیکہا ہے کہ شانہ کرنا بعد ہر وضو

عجیب ہے کہ اس زمانے میں ہند کے مشائخ کا معمول ہے نہیں ثابت ہے کسی خبر اور نہ کسی اثر سے اور نہ سنا گیا ہے محققین
سے بلکہ صحیح ہوا ہے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہی فرمائی ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ترجل سے الا غبا یعنی
مین ہے کہ ترجل عبارت ہے کنگھی کرنے سے اور غب کہتے ہین ایک روز بیچ کسی کام کے کرنے کو جیسے کہ ایک روز کسی کی ملاقات کو
جایا کرے اور دوسرے دن اپنے کام مین مشغول رہے و تحقیقہ اور تیرہوان ادب اونمین سے یہ ہے کہ اجتناب کرے اور نگاہ
رکھے متوضی اپنے تئین آنیۂ استعمال کرنے اوس ظرف اور برتن کی سے ینفر ریحہ الملائکۃ کہ نفرت دیوے اور بہگا دے ریح اور
بو اوسکے فرشتون کو کالصفر مانند برتن کانسے پیتل اور تانبے وغیرہ کے اسلیے کہ فرشتے ان چیزون کے بو سے نفرت کرتے ہین
اور پیتل مین سونے کے ساتھ بہی مشابہت ہے اور استعمال سونے کا حرام قطعی ہے اور تحقیق مروی ہے ابن عمر اور ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہم سے کراہیت پیتل کی برتن کی اور یہی کہا ہے بعض نے کہ نکالا گیا پانی شعبہ کے لیے پیتل کے برتن مین پس نکیا
شعبہ نے اوس سے وضو صفر ساتھ ضمہ صاد مہملہ کے بہی افصح اور اشہر ہے معنی پیتل کے ہے اور پیتل کو صفرا اسوجہ سے کہتے ہین کہ
اوسمین صفرت اور زردی ہوتی ہے اور شبہ بہی کہتے ہین اسکو کہ مشابہ ہے سونے کے ساتھ اور صراح مین ہے الصفر بالضم روئینہ والنحاس مس والشبہ بفتحتین برنج شرح السنہ مین
ہے از آداب است وضو کردن باوند سفال و وضو نکند باوند روئین و مس کہ منہی عنہ است اور تصریح کی ہے قوۃ القلوب مین کراہیت
وضو پیتل کے برتن مین اور شرعۃ الاسلام مین ہے کہ وضو نکرے برتن مسی اور پیتل سے اسلیے کہ فرشتے نفرت کرتے ہین انکی
بدبو سے اور امام غزالی رحمہ اللہ نے بہی کہا ہے کہ مس کے برتن سے وضو کرنا مکروہ ہے اور مصنف نے اتباع کیا ہے اسمین
صاحب قوۃ القلوب اور امام غزالی حجۃ الاسلام کا لیکن ابن امیر الحاج نے کہا ہے کہ اظہر عدم کراہیت ہے اسلیے کہ ثابت ہوا
صحیحین وغیرہ مین حدیث عبد اللہ بن زید سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہے اوس پانی سے کہ پیتل کے
برتن مین تہا اور منذری نے کہا ہے کہ رخصت دی ہے بہت سے اہل علم نے اسمین اور اسی کے قائل ہین سفیان ثوری اور
ابن المبارک اور امام شافعی اور ابو ثور اور نہین جانتا ہون مین کسیکو کہ مکروہ جانتا ہو وضو کو صفر اور نحاس اور رصاص کے برتن
مین اور حال یہ کہ اصل اشیا مین اباحت ہے اور حرام نہین ہے وہ چیز کہ مباح ہوا اور کہا ابن بطال نے کہ تحقیق پایا مین نے ابن عمر کو
کہ وضو کیا ہے اونہون نے صفر کے برتن مین اور یہی روایت اشبہ ہے ساتھ صواب کی اور فتح القدیر کی عبارت بہی دلالت
کرتی ہے عدم کراہیت پر جسمین کہ کہا ہے کون انیۃ من خزف من الآداب اور وجہ توفیق کی درمیان دونون روایتون کے یا یہ
ہو سکتی ہے کہ استعمال صفر مین مظنہ ہے اسراف اور تکبر کا پس اس اعتبار سے ترک اوسکا اولے ہوا اب حاصل ہوئی جمع
درمیان کراہیت اور عدم کراہیت وضو کی پیتل کے برتن سے لیکن ضعف اس توفیق کا ظاہر ہے کیونکہ مظنہ اسراف اور تکبر کا
خاص نہین ہے پیتل کے برتن کی ساتھ والماء المشمس اور اجتناب کرے متوضی استعمال کرنے اوس پانی سے کہ گرم ہوا ہو دہوپ سے
مین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکہا ہے کہ وضو ساتھ پانی مشمس کے مکروہات سے ہے اور کراہیت اوسکی طب کے جہت سے ہے
پس ظاہر عبارت امام کی دلالت کرتی ہے اسپر کہ اسمین کوئی خبر اثر نہین وارد ہے باوجودیکہ اخراج کیا ہے دارقطنی نے حضرت عمر

رضی اللہ عنہ سے انہ قال لاتغتسلوا بالماء المشمس فانہ یورث البرص کہا ابن امیر الحاج نے کہ اسناد اسکی صحیح ہے اور یہی مروی ہے
کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جبکہ پانی گرم کیا آپ نے دہوپ مین لاتفعلی یا حمیرا فانہ یورث
البرص اور قوۃ القلوب مین ہے کہ کراہیت اسکی خاص ساتہ زمین حجاز کے لیئے اور ملکون مین اگر دہوپ کی پانی گرم کیو ہو
سے وضو کرے تو مکروہ نہین ہے اور جامع الرموز مین ہے کہ کراہیت پانی مشمس کی مخصوص ہے ساتہ اوانی اور ظروف کے
نہ حوض وغیرہ کے والاسراف فی الماء اور اجتناب کرے ستونی اسراف کرنے سے پانی مین اور اسراف عبارت ہے استعمال کرنے
کسی چیز کے سے زیادہ حاجت شرعی سے مثلاً وضو کرنے والا اپنے کسی عضو پر تین مرتبہ سے زیادہ پانی بہاوے بشرطیکہ معتقد
ہو سنیت اوسکی کے اگرچہ نہر یا دریا کے کنارہ پر ہو اسلیئے کہ آن حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے وضو کیا تین تین بار پہر فرمایا
من زاد فقد ظلم واساء اور یہی فرمایا ہے سیکون قوم من ہذہ الامۃ یعتدون فی الدعاء والطہور اور یہی مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ
والسلام نے فرمایا ہے کہ وضو کا پانی وزن کیا جاتا ہے قیامت کے دن اگر اسراف کیا اوسمین تو معاف ہوگا وہ شخص ورنہ نواب
دیا جاویگا اور شرح السنہ مین ہے کہ سرور کائنات مفخر موجودات صلے اللہ علیہ وسلم ایکبار روز گذرے ایک شخص پر اصحاب سے
اور وہ زیادتی کرتا تہا پانی بہانے مین فرمایا لاتسرف اور ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اول وہ شے کہ پیدا ہوتا ہے
اول وہ شے کہ پیدا ہے وہم اور وسواس اوس سے وضو ہے اور کہا حسن نے کہ ایک شیطان کہ نام اوسکا ولہان ہے ہنستا ہے
لوگون پر وضو مین اور اسراف کرنا مطلقاً ممنوع ہے بسبب فرمانے اللہ تعالے کی لاتسرفوا انہ لایحب المسرفین اور قاضی خان نے
کہا کہ ترک اسراف سنت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسراف کرنا مکروہ ہے جیسے کہ کہا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے
احیاء العلوم مین اور تصریح کی ہے زیلعی نے ساتہ کراہیت کے لیکن ابن الہمام کی عبارت سے کراہیت نہین معلوم ہوتی اور
اسراف پانی کا جو مذموم ہے شارع کے نزدیک وہ اسراف ہے کہ زیادہ کرے تین بار پر باوجود سنت جاننے اوسکی کے اور کہا
ابن امیر الحاج نے کہ اسی پر مشی کے ہے ہدایہ اور محیط اور بدائع مین بسبب صحیح ہونے اوسکی کے پس جو شخص کہ معتقد ہووے
سنت ہونے اسراف کا تحقیق ہوا وہ مبتدع اور لاحق ہوئی اوسکو وعید شدید اور جو وضو کرنے والے سے تین بار سے زیادتی
صادر ہوئی واسطے قصد وضو اوپر وضو کے یا اطمینان قلب کے لیئے حالت شک مین تو نہین لاحق ہوگی اوسکو وعید اور جو
تین بار پر زیادتی کی نہ واسطے اشیاء مذکورہ کے تو ظاہر ایہی مکروہ ہے بسبب نہ خارج ہونے اوسکی کے اسراف سے اور
اگر کم کیا تین بار پر بسبب قلت پانی یا بباعث سردی اور کسی حاجت کے تو نہین کراہیت ہے اوسمین کما صرح بہ ابن نجیم
والضرب بہ اور اجتناب کرے وضو مین منہ پر سختی کے ساتہ پانی مارنے سے تاکہ منتشر نہو پانی مستعمل کپڑون پر زیلعی نے
اسکو مکروہات مین ذکر کیا ہے پس ہوا ترک اسکا سنت نزدیک زیلعی کے نہ مندوب اور ابن امیر الحاج کے نزدیک ترک اسکا
مندوب ہے حیث قال فالنہی عنہ ان ثبت نہی ادب والتنشف اور اجتناب کرے وضو کرنے والا اوس پانی کے پونچہنے سے
کہ باقی ہو اعضا پر بعد وضو کے رومال وغیرہ سے منہ وجہ اور ہر ایک قول کے فہو یوزن اسلیئے کہ وضو تولا جاویگا قیامت کے دن

پس بھاری اور بوجھل ہوگا وقت تولنے کی اگر نہ پونچھا ہو پانی اوسکا اور ہلکا اور کم وزن ہوگا اگر پونچھہ ڈالا ہوگا پانی اوسکا دونون وجہہ اوپر دوسرے قول
کے فہم مردی اسلیے کہ پونچھنا پانی کا رومال وغیرہ سے مروی ہے آن حضرت علیہ السلام سے حاصل یہ کہ مختلف ہوی ہین علما کراہیت اور عدم کراہیت تنشیف
مین بعد وضو کے بعض نے کہا ہے کہ تنشیف یعنے اعضا سے پانی پونچھنا بعد وضو کے رومال وغیرہ سے مکروہ ہے بسبب تولے جانے پانی
وضو کے قیامت کے دن مین اور جو چیز کہ تولی جاوے بہتر ہی جاوے اپنے حال پر اور بسبب ہونے اوسکی کے اثر واسطے عبادت کے
پس مکروہ ہوا ازالہ اوسکا مانند خون شہید اور خلوف فم صائم کے اور بسبب حدیث ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے کہ لائین
آن حضرت کے پاس کپڑا واسطے پونچھنے اعضاء مبارک حضرت کے پس پھیر دیا آپ نے اوس کپڑے کو اور شروع کیا پونچھنا پانی کا
ہاتھ سے اور بعض علما نے کہا ہے کہ تنشیف اعضا کی غیر مکروہ ہے بسبب روایت معاذ رضی اللہ عنہ کے قال انہ علیہ السلام مسح وجہہ
باطراف ثوبہ اور بسبب روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے انہا قالت کان لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خرقۃ تنشف بہا بعد
الوضوء اور کہا زیلعی نے کہ نہین مضائقہ مسح کرنے بعد وضو کے رومال سے اور ابن امیر الحاج نے کہا کہ محمد بن الحسن کے اثر میں ہے
کہ خبر دی ہمکو ابو حنیفہ نے حماد سے اور اونہون نے ابراہیم سے بیچ شان ایک آدمی کے کہ وضو کیا اوسنے پھر پونچھا منہ کو ساتھ
کپڑے کے کہا لاباس بہ اور نووی نے شرح مہذب مین کہا ہے کہ یہی مختار اور معمول یہ ہے ہمارے نزدیک اسلیے کہ منع اور
استحباب دونون محتاج ہین طرف دلیل کے اور دلیل یہان مفقود ہے انتہی اور حدیث حضرت میمونہ کی نہین دلالت کرتی
منع پر جیسے کہ گئے ہین اوسکی طرف ابن حجر جہان کہین کہ کہا ہے کہ بسبب اس حدیث حضرت میمونہ کے کہا ہے ہمارے اصحاب نے
نہین سنت ہے وضو کرنے والے اور غسل کرنے والے کے لیے چھوڑنا تنشیف کا واسطے اتباع کے اسلیے کہ رد کرنا آن حضرت کا اوس
کپڑے کو وقت خاص مین نہین دلالت کرتا ہے عموم پر احتمال ہے کہ اوس کپڑے مین کچھ میل کچیل ہو حضرت نے اوسکو دیکھا
پھیر دیا ہو یا اوسکا پھیر دینا بسبب جلدی کے ہو طرف نماز کے یا واسطے قطع کرنے عادت کے ہو یا بسبب تواضع کے چنانچہ دلالت
کرتا ہے اسپر وہ قول جو سنن ابی داود مین ہے بعد لانے روایت حضرت میمونہ ام المومنین کے کہا فذکرت ذالک لابراہیم
فقال کانوا لایرون بالمندیل باسا ولکن یکرہون العادۃ اور یہی حدیث حضرت میمونہ کے رد کرتی ہے دونون باقی دلیلون کو اسلیے
کہ اگر دور کرنا اثر عبادت کا مکروہ ہوتا یا وہ پانی کہ باقی ہے اعضا پر تولا جاتا قیامت کے دن جیسے کہ کہا ہے قایلین عدم تنشیف
نے تو ہرگز پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اوس پانی کو جو منہ مبارک اور تمام اعضا پر تھا ہاتھ کے ساتھ نہ پونچھتے کیونکہ پانی پونچھنا رومال
اور ہاتھ سے برابر ہے پانی دور کرنے مین اعضا سے اور وہ جو تولا جاویگا قیامت کے دن وہ پانی ہے کہ اوس سے وضو کیا جاوے
نہ وہ پانی کہ باقی ہو اعضا پر پس پونچھنا اوس پانی کا جو باقی ہو اوپر اعضا کے غیر مضر ہے واسطے تولنے اوس پانی کے جس سے وضو
کیا جاوے علاوہ یہ کہ حدیث حضرت عائشہ اور حضرت معاذ کی مثبت ہے اور حدیث حضرت میمونہ رض کی نافی ہے اور مثبت مقدم
ہوتا ہے نافی پر پس حکم کرنا کراہیت کا اوس شے پر کہ کی ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خالی نہین ہے بے ادبی سے اور بعض کتب
حنفیہ مین ہے کہ اگر اعضا کو پونچھنا رومال سے بطریق تکبر ہو تو مکروہ ہے اور اگر بطریق تنظیف اور تطہر کے ہو تو غیر مکروہ ہے اور بعض اسیلہ

در اجتناب کرے متوضی ہاتہ جہاڑنے سے اسلیے کہ یہ خلاف ادب ہے فتح میں ہے النفض فشاندن جامہ انتہی پس ما
دایہ کا بعد اوسکے بنا بر تجرید ہے اور شمار کیا ہے امام غزالی رحمہ اللہ نے نفض الید کو مکروہات سے لیکن عبارت زیلعی کی مقتضی
کراہیت کی نہین ہے اسلیے کہ اونسے عدم النفض کو آداب سے شمار کیا ہے اور ترک کرنا ادب کا غیر مکروہ ہے ویلو اطیب اور جو دیہان
ادب اوسمیں سے یہ ہے کہ مواظبت کرے علے السواک اوپر استعمال کرنے مسواک کے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
تحقیق منہ تمہارے طرق اور راستے ہین قرآن شریف کے پس چاہیے کہ طیب اور خوشبودار کرو اونکو ساتہ استعمال مسواک کے
اور فرمایا کہ ایک نماز بعد استعمال مسواک کے افضل ہے چہتر نماز سے بغیر مسواک کے اور فرمایا اگر نہو تا خوف ڈالنے ثقالت اور
بوجہہ کا اوپر امت اپنی کے تو البتہ امر کرتا مین اونکو ساتہ استعمال مسواک کے وقت ہر نماز کے اور مروی ہے ابن عباس رض
سے کہ ہمیشہ نبی علیہ السلام ہمکو یعنے صحابہ کو امر فرماتے تہے ساتہ استعمال مسواک کے یہانتک کہ گمان کیا ہمنے کہ قریب ہے کہ اوتر
آپ پر کوئی حکم الٰہی مسواک کے باب مین اور فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے علیکم بالسواک فانہ مطہرۃ للفم ومرضات للرب
اور آن حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام استعمال کرتے تہے مسواک کا ایک رات مین کئی بار اور فرمایا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
نے کہ استعمال کرنا مسواک کا زیادہ کرتا ہے حفظ کو اور دور کرتا ہے بلغم کو اور زائل کرتا ہے دانتون کی زردی کو اور صحابہ رضی اللہ
عنہم رستوں مین تشریف لیجاتے تہے اور مسواکین رکہی ہوتی تہین کانون پر اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مسواک کے استعمال
مین بہتر فائدے ہین ادنے اونکا یہ ہے کہ وہ یاد دلانے والی ہے کلمۂ شہادت کو نزع کے وقت اور افیون مین ستر مضرتین ہین
ادنے اونکی یہ ہے کہ بہلانے والی ہے کلمۂ شہادت کو نزع کے وقت نسأل اللہ العافیۃ انتہی اور بعض فوائد مسواک سے یہ ہے
کہ زائل ہوتی ہے ساتہ اوسکے بدبو دہن کی اور جو تعفن کہ حاصل ہوتا ہے سکوت اور چپ رہنے سے اور بعض اونمین سے خوشنودی
مولا کی ہے اور غصہ اور غضب مین ڈالتا ہے شیطان لعین کو اور قوی کرتا ہے دانتون اور معدے کو من الاراک درخت پیلو
سے بسبب فرمانے علیہ السلام کے خیر السواک من الاراک اور مروی ہے صحیح ابن حبان مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قال
کنت اجتنی لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اراک اور صحیح حاکم مین ہے ان سواک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان من اراک
لیکن جو اراک کے درخت کی مسواک میسر نہوتی ہو تو کہجور کی شاخ سے مسواک بنا دے امیر بن الحاج نے کہا ہے کہ ابن ماجہ
مین ہے ان سواک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من عسیب النخل وہو الجرید مالم نبت علیہ الخوص وہو بالضم ورق النخل وقال
العرب یستاک لعسیب النخل پہر اگر کہجور اور اراک دونون نہ ملین تو کسی کڑوی درخت سے مسواک بنا دے اور جو کڑوا درخت بہی
نہ ملے تو انگلیون کو مسواک کے قایم مقام کرے یعنے جو ثواب کہ مسواک سے حاصل ہوتا ہے وہی حکم انگلیون کا ہے اور یہی حکم
سخت کپڑے کا ہے کانی البحر والنخاء حقہ اور انار اور ریحان کی شاخ سے مسواک کرنا مکروہ ہے کیونکہ مضر ہے اور لیٹکر مسواک کرنا بہی مکروہ ہے اسلیے کہ اس سے طحال بڑہتی ہے
اور چاہیے مسواک کا یہ ہے کہ بقدر موٹائی انگلی کے ہو اور بعض روایت مین بقدر خنصر آیا ہے اور لنبا او اوسکا بقدر بالشت کے ہو
حکیم ترمذی نے کہا ہے جو زائد ہو قدر بالشت سے اوسپر شیطان سوار ہوتا ہے اور کڑوے درخت کی مسواک احب ہے جمع تا کر

کہ وہ بوے دہن کو خوشبودار کرتی ہے اور قاطع بلغم کی ہے اور پاک کرتی ہے سینہ کو اور قوت دیتی ہے معدہ کو اور ہضم
کرتی ہے کہانے کو اور کچھ فرق نہین ہے گیلے درخت اور سوکہے درخت کی مسواک مین اور مستحب ہے پکڑنا مسواک کا داہنے
ہاتہ مین اور کیفیت اوسکے پکڑنے کی جو مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ گردانے خنصر یمنی یعنے چہنگلیا اپنی نیچے
مسواک کے اور بنصر اور وسطی اور سبابہ اوپر مسواک کے اور گردانے ابہام یعنے انگوٹہا اپنا نیچے سرے مسواک کے اور ملے ہتہیلیا
کے ساتہ دانتون کے باہر طرف اور اندر کی جانب اور نیچے اوپر اونکے اور ڈاڑہون کے سرے پر نووی نے کہا ہے کہ انداز
نہین ہے واسطے ملنے مسواک کے بلکہ ملے اوسکو جب تک کہ مطمئن ہووے قلب ساتہ زوال خلوف دہن کے اور اکثر علما کے
نزدیک مستحب ہے تین بار تین پانی کے ساتہ ملنا اور چاہیے کہ مسواک کو قبضہ مین نہ پکڑے کیونکہ اس طرح پکڑنے سے بواسیر
پیدا ہوتی ہے پہر اگر اونگلی سے مسواک کرے تو افضل یہ ہے کہ دونون سبابتین سے مسواک کرے شروع کرے بائین
سبابہ سے اور بعد اوسکے داہنی سے اور جو چاہے کہ ابہام اور سبابہ سے مسواک کرے تب بہی مضائقہ نہین پس شروع کرے
ساتہ ابہام کے جانب یمین سے ملے نیچے اوپر دانتون کا پہر شروع کرے سبابہ کے ساتہ جانب ایسر سے اور ملے نیچے اوپر
دانتون کا حکیم ترمذی سے منقول ہے کہ نگلے اول تہوک اپنا وقت مسواک کے کہ نفع کرتا ہے جذام اور برص اور ہر
بیماری کو سواے موت کے اور نہ نگلے بعد اوسکے کچہ کہ پیدا کرتا ہے وسوسہ کو اسلیے کہ وہ نافع ہے واسطے جذام اور برص
اور کل بیماریون کے سواے موت کے اور نہ نگلے پہر تہوک کہ وہ پیدا کرتا ہے وسوسہ کو اور مروی ہے زیاد بن علاقہ سے
ولاتمص بالسواک شیا فانہ یورث العمی اور مستحب ہے مسواک کرتے وقت اس دعا کا پڑہنا اللہم طیب نکہتی ونور قلبی
وطہر اعضائی وامح ذنوبی وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین اور ابتدا مین یہ دعا پڑہے اللہم بیض بہ اسنانی وشد بہ
لثاتی وثبت بہ لہاتی وبارک لی فیہ یا ارحم الراحمین قال النووی لاباس بہ فان لم یکن لہ اصل فہو دعاء حسن انتہی طولا وعرضا
بیچ طول اور عرض دانتون کے یعنے استعمال کرے مسواک کو دانتون کے لنبائی اور چوڑائی مین اور یہ مبنی ہے اوپر مذہب
امام الحرمین اور امام غزالی رحمہما اللہ کے کہ اون دونون کے نزدیک مسواک کرنا طول اور عرض مین اولے ہے اور اگر
اقتصار کرے ایک ہی پر تو عرض اولے ہے اور ہمارے علما کے نزدیک صرف دانتون کی چوڑائی مین مسواک کرے
نہ لنبائی مین جیسے کہ بحر الرائق مین ہے کہ مسواک کرے عرضا نہ طولا کہ وہ زخمی کرتا ہے دانتون کا گوشت اور سست کرتا ہے اونکی جڑ کو پس
ہوا مکروہ اور وہ جو وارد ہے طول مین وہ محمول ہے اوپر مسواک کرنے زبان کے کما فی شرح المنیۃ فی کل صلوۃ بیچ ہر نماز کے یعنے بواسطہ
کرنے مسواک پر وقت ہر نماز کے اگرچہ وضو اسکا ہووے لیکن یہ نزدیک شافعیہ کے ہے اور حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے بسبب احتمال
نکلنے خون کے لیکن جو استعمال کرے دانتون پر دہیرے سے بغیر ملنے مسوڑون کے تو انکے نزدیک بہی مضائقہ نہین ہے یاد رہے کہ
کلمہ فی کا فی کل صلوۃ مین بمعنی عند کے ہے چنانچہ یہی موافق ہے تاتارخانیہ کے انہ یستحب السواک عندنا عند کل صلوۃ ووضوء وکل شی یغیر
الفم وعند الیقظۃ انتہی اور فتح القدیر مین بہی اسیکے موافق ہے ویستحب فی خمسۃ مواضع اصفرار الاسنان وتغیر الفم والقیام من النوم

والقیام الی الصلوۃ وعند الوضوء انتہی اور یہی موافق ہے ساتھ ظاہر حدیث شیخین کے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولا ان
اشق علی امتی لامرتہم بتاخیر العشاء وبالسواک عند کل صلوۃ او روہ جو مذکور ہوئی کراہیت مسواک نزدیک ابو حنیفہ کے بسبب احتمال
خروج دم کے نہین ہے اوسکے لیے کوئی وجہ قوی اور بعض شروع مین دیکھا گیا ہے کہ مضاف الیہ لفظ کل کا محذوف ہے اور
اوسکی یہ ہے فی کل وضوء للصلوۃ اور محل استعمال مسواک کا ابتداء وضو ہے جب کہ فارغ ہو جاوے مسواک سے تو بقبلہ ہو کر
وضو مین شروع کرے اور بعض کے نزدیک محل استعمال مسواک کا مضمضہ کا وقت ہے لزیادۃ الانقاء پہر خلاف ہے اہمین کہ
مسواک کرنا سنن وضو سے یا علیحدہ سنت ہے واسطے نماز کے ظاہر روایت اخیر کی مقتضی ہے فافہم وعند قراءۃ القرآن اور
مواظبت کرے مسواک پر وقت پڑہنے قرآن مجید کے بسبب حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہوئی ان افواہکم طرق القرآن
الحدیث اور چاہیے کہ نیت کرے مسواک کرنے کے وقت منہ پاک کرنے کے واسطے قراءت قرآن کی یا ذکر الٰہی کی نماز مین وتغیر الفم
اور مسواک کرے وقت متغیر ہونے منہ کے نحو الجوع بسبب بہوک کے والنوم اور بسبب نیند کے فرمایا نبی علیہ السلام نے علیکم
بالسواک فانہ مطہرۃ للفم ومرضاۃ للرب جاننا چاہیے کہ اوقات مذکورہ مین مسواک کرنا آداب نماز سے نہین ہے بلکہ آداب طہارت مین سے
ہے مگر مصنف نے استطراداً یہان ذکر کیا اور کیفیت استعمال کرنے مسواک کی یہ ہے کہ شروع کرے داہنی طرف سے اوسکے نیچے
اوپر کے دانتون کو پہر بائین طرف سے تمام دانتون کو ملے پہر دانتون کے اندر یہی مثل بہذا القیاس ملے اور چاہیے کہ بحالت قیام
مسواک نکرے وحفظ الجماعۃ اور نیند رہوان اوب اونہین سے یہ ہے کہ محافظت کرے جماعت پر بسبب فرمانے نبی علیہ السلام کے
صلوۃ الجماعۃ تفضل صلوۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ نماز جماعت کی فضیلت رکہتی ہے اوپر نماز شخص علیحدہ کے ستائیس درجہ
اور فرمایا جسنے پڑہی نماز جماعت کی تحقیق بہرا سینہ اوسکا عبادت سے اور مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی علیہ السلام
نے بعض آدمیون کو بعض نماز مین پس فرمایا تحقیق قصد کیا مین نے کہ خلیفہ بناؤن مین کسیکو تاکہ نماز پڑہے ساتہہ لوگون کے اور
لوٹون مین طرف ان آدمیون کے کہ نہ حاضر ہوتے ہین جماعت مین پس جلادون اونپر گہر اونکے اور فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ
نے جو شخص کہ حاضر ہوا نماز عشا مین گویا کہ قائم رہا آدہی رات تک ساتہ عبادت کے اور جو کہ حاضر ہوا نماز صبح مین گویا کہ کہڑا رہا
تمام رات عبادت الٰہی مین اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے پڑہی چالیس دن نماز جماعت کی ساتہ اور نہ فوت ہوئی تکبیر
اولے اوس سے چالیس دن تک تو لکہے جاوینگے اوسکے لیے دو براتین ایک نفاق سے دوسری آگ سے لیکن ضرور ہے کہ امام جماعت
عالم متقی پرہیزگار ہو کہا حسن نے کہ مت پڑہو نماز اوسکی پیچہے کہ نہ جاتا ہو نزدیک علما کے اور شعبی نے کہا ہے جو شخص کہ امامت کرے
بغیر علم کے مانند اوس شخص کے ہے کہ دریا کا پانی ناپتا ہے اور نہین جانتا کمی بیشی اوسکی غرض کہ فضائل جماعت کے بہت ہین
لیکن بسبب تنگی مقام کے چند روایتون پر اکتفا کیا مختلف ہوئے ہین علما حکم جماعت مین بعض نے کہا ہے کہ سنت مؤکدہ ہے
اور اسی پر اتفاق ہے تمام متون کا اور ترجیح دی ہے زیلعی نے اسی کو اور بعض نے کہا ہے کہ جماعت واجب ہے ترجیح دی ہے
اسکو ابن امیر الحاج نے اور زیلعی مین ہے کہ اکثر مشائخ کے نزدیک فرض ہے پہر بعض اونہین سے قائل ہین ساتہ فرض کفایہ ہونے کے

اور بعض ساتھ فرض عین ہونے کے انتہی اور دلیلین ان سب کی مذکور ہین مطولات مین اور مشائخ نے کہا ہے کہ رخصت نہین دیجاتی
واسطے کسی شخص کے تخلف کرنے مین جماعت سے مگر ساتھ عذر کے اور زیلعی نے لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ جماعت ساقط ہوتی ہے
پانی اور کیچڑ اور سخت جاڑے اور بہت اندہیرے سے فی اقرب المساجد بیچ قریب ترین مساجد کے بسبب ادا کرنے حق جوار کے
اور بسبب فرمانے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد لیکن یہ حکم واسطے فرض نماز کے ہے اور جو نماز نفل ہے
تو افضل ہے ادا کرنا اوسکا گھر مین بسبب حدیث مسلم کے افضل صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ اور بسبب سالم ہونے اوسکی کے
ریا سے اور بسبب عائد ہونے برکت نماز کے طرف گھر کے مگر بعض علما کے نزدیک پڑہنا نوافل کا بھی مسجد مین افضل ہے اور بعض کے
نزدیک دن کی نفل مسجد مین پڑہنا افضل ہے اور رات کی نوافل گھر مین الا ان یکون فی الابعد نیتہ مگر یہ کہ ہو دور سے واسطے مصلی کے
نیت صحیح کہ مرجح ہو واسطے جانے اوسکی کے طرف مسجد بعید کے مثلا دور کی مسجد کا امام عالم اور زاہد اور متورع ہو نسبت امام قریب
کی مسجد کے یا نمازی کی نیت ہو سیکھنا یا سکھانا علم کا مسجد بعید مین یا کثرت ثواب کی نیت ہو بسبب کثرت قدمون کے اور جو اوسمین
شائبہ ریا وغیرہ کا فتاوے خانیہ مین ہے کہ اگر امام محلہ کا ربو خوار ہو تو درست ہے واسطے مصلی کے جانا طرف دوسری مسجد کے
انتہی اور جو ایک محلہ مین دو مسجدین ہون اور دونون مسافت مین برابر ہون تو جسکی بنا مقدم ہے اوسمین نماز پڑہے
بسبب زیادتی حرمت اوسکی کے اور اگر مسافت اور بنا مین برابر ہون تو اختیار ہے مصلی کو جسمین چاہے نماز پڑہے
بعدم الترجیح اگرچہ قوم ایک کی بہت ہو لعدم اعتبار الکثرت فیہ اور جو اسکے جانے سے ایک مسجد کی قوم بڑہتی ہو تو اوسمین
پڑہا کرے الدال علی الخیر کفاعلہ ساعیا الیہ محافظت اور مداومت کرے جماعت پر اس حال مین کہ سعی کرنے والا ہو طرف
قریب ترین مساجد کے بنیۃ اجابۃ الندا ساتھ نیت اور قصد کرنے اجابت ندای منادی اور دعا داعی کے اسلیے کہ فرمایا ہے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ آوے مسجد مین واسطے کسی چیز کے پس وہی حصہ اوسکا ہے پس تنبیہ ہے اس
حدیث مین طرف صحیح کرنے نیت کے وقت جانے مسجد کے لیکن مجرد سننے اذان کے مستعد اور آمادہ ہو کر نماز کی نیت سے مسجد
کی طرف روانہ ہو بسبب وجوب یا استحباب یا سنت ہونے اجابت کے علی ما فی جامع الرموز اور فتاوے قاضی خان مین ہے
کہ اجابت موذن کی فضیلت ہے اگر کسی نے ترک کیا اسکو تو گنہگار نہو گا پھر اختلاف کیا ہے علما نے قدر واجب مین اجابت سے
شمس الائمہ حلوانی نے کہا ہے کہ تکلم کیا ہے لوگون نے کہ واجب اجابت بالقدم ہے نہ اجابت باللسان یہانتک کہ اگر اجابت
باللسان کی اور نگیا طرف مسجد کے تو مجیب نہو گا اور اگر آدمی مسجد مین ہو تو ضرور نہین اوسکے لیے اجابت موذن کی کذا فی
صلوٰۃ المسعودی و شرح ابی المکارم ناقلا عن الخلاصۃ اور معنی اس حدیث کے من لم یجب الاذان فلا صلوٰۃ لہ اور اس حدیث شریف
کی اربع من الجفا اور یاد فرمایا آنحضرت نے اونمین سے چھوڑنا اجابت اذان کا اجابت بالقدم ہی نہ اجابت باللسان اور دوسرا فرقہ قائل ہے
او پر وجوب اجابت لسانی کی اور دونون حدیثین ذکر کی گئین محمول ہین اسی پر کذا فی الکفایہ اور اجابت اذان زبان کے ساتھ یہ ہے کہ جو کلمہ کہ موذن کہے
سامع بھی اوسکو کہے مگر جب کہ موذن حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہے تو سامع اوسکے جواب مین لا حول ولا قوۃ الا باللہ

لیلے العظیم کہے اور جب کہ موذن الصلوۃ خیر من النوم فجر کی اذان مین کہے تو سامع اوسکے جواب مین صدقت و بررت کہے اظہر
کہ واجب اجابت باللسان ہی ہے نہ اجابت بالقدم بسبب ظاہر حکم اس حدیث نبوی کے اذا سمعتم الاذان فقولوا مثل ما یقول اور
کوئی قرینہ صارفہ ظاہر سے نہین پایا جاتا بلکہ بسا اوقات ظاہر ہوتا ہے استنکار اوس شخص کا کہ چھوڑ دے اجابت لسانی کو کہ وہ
مشابہ ہے عدم التفات کے ساتھ طرف اذان کے کذا فی بحر الرائق اور نظر کرنا مفہوم لغوی اجابت کی طرف بھی دلالت کرتا ہے
اسی پر کہ اجابت واجبہ اجابت لسانی ہے اور نہین ہے اسکو کچہ تعلق ساتھ مشی بالاقدام کے اور احادیث وارد بھی ظاہر ہین اسی
معنی مین والنصوص محمولۃ علی ظاہرہا مالم یوجد الصارف تحفہ اور معدن الحقائق مین ہے کہ سامع کو چاہیے کہ کلام نکرے اذان
اور اقامت کے وقت مین اور نہ مشغول ہو کسی کام مین سوائے اجابت کے کذا فی التحفہ لیکن فتاوے کامل مین ہے لا یکرہ السلام
وقت الاذان بالاجماع اور یہ دونون حدیثین کہ من تکلم عند الاذان خیف من زوال الایمان اور من تکلم عند الاقامۃ منع عن السجود
یوم القیامۃ محمول ہین موذن پر نہ سامع پر کذا فی خزانۃ الفوائد والخلاصۃ اور جو آدمی ایسے مقام پر ہو کہ بہت سی اذانین
سنے مین آوین تو حرمت واسطے پہلی اذان کے ہے اور جو جہات مختلفہ سے دفعتہً سننے مین آوین تو واجب نہین ہے اسپر جواب دینا
اپنی مسجد کے موذن کا اگر آدمی کلام کرتا ہو علم فقہ یا اصول یا قراءت مین چاہیے کہ چپ رہے اذان کے وقت اور چلتے وقت
اذان سنے تو چاہیے کہ ٹھہر جاوے اور اجابت باللسان کرے کذا فی شرح ابی المکارم اور مجتبے مین ہے کہ آٹھ جگہون مین
اجابت باللسان واجب نہین ہے اول تو نماز کی حالت مین دوسرے وقت سننے جمعہ کے خطبہ کی تیسرے عید کا خطبہ سننے
کے وقت چوتھے جنازے کی نماز مین پانچوین علم دین پڑھاتے ہوئے چھٹے حالت استراحت مین ساتوین قضاء حاجت میں
آٹھوین جماع کے وقت مین انتہی اور کھانا کھاتے ہوئے بھی اجابت نہین واجب کذا فی بحر الرائق غرض ہوا اینا ہوا حالتِ
مذکورہ کے اجابت اذان کی واجب ہے فرمایا ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لان یملا اذان ابن آدم رصاصا مذابا خیر لہ من
ان یسمع النداء ثم لا یجیب اسے بالقول او باللسان اور مروی ہے کہ سلف تعذیر دیتے تھے اپنے نفوس کو تین دن تک جبکہ فوت
ہو جاتے تھے اونسے تکبیر اولے اور تعذیر دیتے تھے سات دن تک جبکہ فوت ہو جاتے تھے اونسے جماعت کذا فی الاحیاء حالت
حالت خشوع اور تذلل مین یہ حال مترادفہ یا متداخلہ ہے ضمیر کا فہ سے حاصل اس کا یہ ہے کہ محافظت کرے معنے جماعت
دران حالیکہ سعی کرنے والا ہو طرف مسجد کے ساتھ نیت اجابت نداء کے اور محافظت اور مداومت کرنے معنے جماعت میں او اس
حال مین کہ خشوع اور تذلل کرنے والا ہو راستے مین اسلیے کہ مقصود عبادت کرنے سے حضور مع اللہ ہے غیر متخطے رقبۃ یہ حال
کہ نہ قدم اوٹھانے والا ہو آدمیون کی گردن پر جو مسجد مین ہین کیونکہ اسمین ایذا دینا ہی مسلمانون کو پس واجب ہے اجتناب اور
احتراز اوس سے یعنی معنے جب مسجد مین آدمی تو باتشینی کے قصد آدمیون کی صفون کو چیر پھاڑ کر آگے نجاوے بلکہ جہان جگہ پاوے وہان بیٹھ رہے اور جو اسکا
ارادہ پہلی صف کی فضیلت حاصل کرنیکا ہو تو چاہیے کہ پہلی تیح ہو نے لوگون کے مسجد مین آیا کرے اور اول صف مین بیٹھے لیکن جو نماز سے اسکے
صفون کو چھوڑ کر پیچھے بیٹھے ہین اور آگے کے صفین خالی ہین تو اس صورت مین اونکی صفون کو چیر کر آگے کی صفون مین جانا روا ہے

کیونکہ انہون نے ضائع کیا ہے حق اپنا اور چھوڑ دیا موضع فضیلت کو ولا مار بین یدی المصلے اور نہ گذرنے والا ہو آگے نماز پڑھنے والے
کے کہ گناہ عظیم ہے اور اسمین وعید شدید وارد ہے کما فی الصحیحین عن ابی جہیم قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لو یعلم المار بین
یدی المصلے ماذا علیہ لکان ان یقف اربعین خیرا لہ من ان یمر بین یدیہ کہا ابو النضر نے کہ نہین جانتا ہون مین کہ فرمایا چالیس
دن یا چالیس مہینے یا چالیس برس فرمایا پھر اختلاف کیا ہے علمانے موضع مرور مین مختار یہ ہے کہ درمیان پڑھنے والے اور جگہ
سجدہ کے اوسکی کی مرور حرام ہے کذا فی شرح ملا علی القاری اور حاشیہ ہدایہ مین ہے قیل موضع یقع بصرہ علیہ لو صلے بخشوع وقیل
قدر موضع صلاتہ وہو من قدمہ الی موضع سجودہ اور خزانۃ الروایۃ مین ہے الصحیح فی اثم المار ما یکون فی موضع یقع بصرہ علیہ عند القیام
اذا صلے صلوۃ الخاشعین ولا یتکلم فیہ اور کلام نکرے مسجد مین بکلام الدنیا ساتھ کلام دنیوی اور اغراض بشری کے سبب وارد ہوئے
اخبار کثیرہ اور آثار متعددہ سکے اس باب مین کہ کلام دنیوی مسجد مین بغیر ضرورت کے حرام ہے فرمایا آن حضرت علیہ الصلوۃ والسلام
نے من تکلم بکلام الدنیا فی المسجد احبط اللہ عملہ اور دوسری حدیث مین آیا ہے الحدیث فی المسجد یاکل الحسنات کما تاکل البہیمۃ الحشیش
اور تیسری حدیث مین ہے یاتی فی اخر الزمان ناس من امتی یاتون المساجد فیقعدون فیہا حلقا ذکرہم الدنیا وحب الدنیا لا تجالسوہم
فلیس للہ بہم حاجۃ اور مروی ہے سائب ابن یزید سے کہ دو آدمی مسجد نبوی مین باتین چلا کر کرتے تھے اور مین مسجد مین سوتا تھا
کہ ناگاہ کسی آدمی نے ایک کنکری میری طرف پھینکی جب دیکھا مین نے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ تھے فرمایا جا اور بلا دونون آدمیون کو نزدیک میرے پس جا کر لایا مین اون دونون کو پاس آپ کے
فرمایا تم دونون کون ہو کہا اونہون نے کہ ہم رہنے والے طائف کے ہین فرمایا حضرت نے کہ اگر ہوتے تم مدینہ کے رہنے والے تو
مارتا مین تمکو بلند کرتے ہو اپنی آواز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین اور فرمایا نبی علیہ السلام نے الضحک فی المسجد ظلمۃ
فی القبر اور سوا اسکے اور اخبار اور آثار بہت وارد ہین لیکن نجم الدین بن عباس نے اپنی شرح مین لکہا ہے کہ شاید مراد کلام
دنیوی سے جو مسجد مین حرام ہے وہ کلام ہے کہ عبث اور لا یعنی منہیات کی قسم سے ہو اور نہین تو تحقیق مروی ہے اخلاق رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مین سے کہ صحابہ فرماتے تھے اذا ذکرنا الطعام ذکرہ معنا واذا ذکرنا الدنیا ذکرہا معنا اور غالب اوقات حضرت کا
بیٹھنا مسجد مین ہوتا تہا انتہی ویؤدی فی الصف الاول اور سوا ان ادبون مین سے یہ ہے کہ ادا کرے نماز کو پہلی صف مین
روایت کیا ہے ابو داؤد نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے رحمت بھیجتا ہے خداوند کریم
اور فرشتے اوسکے اون لوگون پر کہ متصل ہون ساتھ صف اول کے اور یہی مروی ہے آن حضرت سے کہ بہترین صفوف رجال کی
پہلی صف ہے اور بدترین اوسکی پچھلی صف ابن الملک نے کہا ہے کہ مراد ساتھ بہتر کے کثرت ثواب ہے اور وجہ بہتر ہونے
صف اول کی یہ ہے کہ امام سے نزدیک ہے اور عورتون سے دور اور صف آخر اسواسطے ردی ہے کہ امام سے دور ہے
اور عورتون سے نزدیک بازاء الامام اور بہتر صف اول مین یہ ہے کہ کہڑا ہو مقابل اور محاذی امام کے نہ جانب یمین اور یسار اوسکی
مین بسبب اخذ کرنے اور لینے مقتدی کے حصہ اور نصیبہ جانبین سے فلاجل ہذا کان ازاء الامام افضل المنازل لیکن شرح طحاوی مین ہے

مقابل امام کے وہ شخص کھڑا ہو کہ تمام قوم سے افضل ہو اسلیے کہ شاید احتیاج پڑے خلیفہ کرنے کی ازار بالکسر عبارت ہے برابری
ایک شے سے ساتھ دوسری شے کے مصدر ہے وازی یوازی سے اصل مین وزار تہا واو کو ساتھ ہمزہ کے بدل کیا ازار ہوا اور بمعنے
مقابل اور برابر کے بھی آتا ہے ثم من یمینہ پھر اگر مقابل امام کے جگہ نپاوے تو امام کی جانب یمین مین کھڑا ہووے کہ یہ بھی افضل ہے
قال علیہ السلام ان اللہ وملائکتہ یصلون علی میامن الصفوف رواہ ابوداود عن عائشہ رضی اللہ عنہا اور کہا گیا ہے کہ امام کی داہنی
یمین مین کھڑا ہونا اگرچہ دور ہو افضل ہے اوسکی جانب یسار مین کھڑے ہونے سے اگرچہ قریب ہو پھر اگر جانب یمین یا تین جگہ
نکلے یا جانب یسار مین آدمی کم ہون تو امام کے جانب یسار مین کھڑا ہووے اور جو پہلی صف مین جگہ نہو تو دوسری صف مین
کھڑا ہو حاصل یہ کہ بہتر جگہ مقتدی کے لیے پہلی صف مین امام کے پیچھے کی جگہ ہے پھر داہنے جانب اوسکے پھر بائین طرف امام
جب کہ اس طرف آدمی کم ہون اور جو پہلی صف مین جگہ نہ ملے تو دوسری صف مین کھڑا ہووے ثم تمیم الارکان اور مستحبات اور
انمین سے یہ ہے کہ تمام کرے ارکان کو یعنے ادا کرے رکوع اور سجود وغیرہ کو آہستگی اور طمانیت کے ساتھ قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اتموا الرکوع والسجود فوالذی نفسی بیدہ انی لاریکم من وراء ظہری اذا رکعتم واذا سجدتم اور دوسری حدیث مین ہے من
صلے الصلوٰۃ لوقتہا واسبغ وضوءہا واتم رکوعہا وسجودہا وخشوعہا خرجت وہی بیضاء مسفرۃ تقول حفظک اللہ کما حفظتنی ومن صلی
لغیر وقتہا ولم یسبغ وضوءہا ولم یتم رکوعہا ولا سجودہا ولا خشوعہا خرجت وہی سوداء مظلمۃ تقول ضیعک اللہ کما ضیعتنی حتی اذا کانت
حیث شاء اللہ تعالے لفت کما یلف الثوب الخلق وضرب بہا وجہہ اور بہی فرمایا علیہ السلام نے ان اسوا الناس سرقۃ من سرق من
صلاتہ تحقیق برا آدمیون کا از روے چوری کے وہ آدمی ہے کہ چراوے کچہ نماز اپنی سے یعنے بعض آداب اور سنن کو چہوڑ جاوے
اور مروی ہے شقیق رح سے کہ دیکہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو کہ نہین تمام کرتا تہا رکوع اور سجدہ کو جب پہرا اپنی نماز سے بلایا
اوسکو حذیفہ نے اور کہا اوس سے کہ نہین پڑہی تو نے نماز ویراعی السنن والآداب اور مراعات کرے سنن موکدہ اور مستحبات کے
جیسے کہ مذکور ہے تفصیل انکی علم فقہ مین فورد فی اکل فضائل اسلیے کہ سب سنتون اور مستحبون کی فضیلت مین اخبار اور آثار وارد ہین
چنانچہ کسیقدر تو اپنے اپنے مقام مین مذکور ہو چکی مگر چند حدیثین یہان فضیلت جماعت اور صف اول وغیرہ کے تمثیلاً ذکر کیجاتی ہین
فرمایا آن حضرت علیہ السلام نے ان صلوٰۃ الرجل مع الرجل ازکی من صلاتہ وحدہ وصلاتہ مع الرجلین ازکی من صلاتہ مع الرجل
اور فرمایا حضرت نے حضرت علی کو یا علی للسعید ثلثۃ علامات قوۃ الحلال فی بدنہ ومجالسۃ العلماء وصلوٰۃ الخمسۃ مع الجماعۃ وللشقی ثلث
علامات قوت الحرام واجتناب العلماء والصلوٰۃ وحدہ اور بہی فرمایا الجماعۃ رحمۃ والفرقۃ عذاب وانما ید اللہ فوق الجماعۃ فمن شذ شذ
فی النار اور اول صف کی فضیلت مین فرمایا الصف الاول مثل صف الملائکۃ ولو علمتم فضیلتہ لابتدرتموہ اور فرمایا علیکم بالصف
الاول وایضاً منع الصفوف من الشیطان الصف الاول والثانی اتموا الصف المقدم ثم الذی یلیہ اور فضیلت سنن راتبہ مین
فرمایا من صلے فی الیوم واللیلۃ اثنی عشر رکعۃ تطوعاً بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ ولا یدفع الامامۃ اور اوہمار ہوان اداب مین سے
یہ ہے کہ نہ دفع کرے مصلے امامت کو اپنی نفس سے واسطے کسر نفسی اپنی کے یعنے پھر ایک آدمی اہل مسجد سے امامت کو اپنی سے

دفع کرے اور یہ ہے کہ نہین لائق امامت سے نہین ہون بسبب فرمانے نبی علیہ السلام کے ان من اشراط الساعۃ ان یتدافع
اہل المسجد الامامۃ حتے لایجدون اماما یصلے بہم اور بسبب روایت عبد الرزاق کے جو روایت کی ہے اوسنے اپنی مسند مین تنازع
ثلثۃ فی الامامۃ فخسف بہم لیکن مدافعت امامت کی جب منع ہے کہ دفع کرنے والا لائق امامت کے ہو اور عالم ہو ساتہ شرائط امامت
کے اور نہین تو غیر ممنوع ہے جیسے کہ ایک نمازی نے کہا کہ مین امام نہونگا اور غرض اوسکی یہ ہو کہ مین احکام امامت سے خوب
واقف نہین ہون اور دوسرا شخص لائق اوسکے موجود ہے اور احکام اوسکے خوب جانتا ہے تو چاہیے کہ وہ دوسرا شخص امام
ہو جاوے تو ایسی مدافعت غیر ممنوع بلکہ اولے ہے وکان مدافعتہم لایثار الاولے اور مدافعت اور ممانعت صحابہ رضوان اللہ علیہم
کی امامت کے تئین اپنے نفسون سے اور تکلیف دینا دوسرون کا ساتہ اس منصب کے واسطے اختیار کرنے اولی بالامامت کی تہی
نہ واسطے عدم فضیلت امامت کے واضح ہو کہ یہ عبارت مصنف کی جواب ہے اس سوال مقدر کا کہ مدافعت امامت کے صحابہ
کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے وقوع اور ظہور مین آئی ہے اگر یہ مدافعت ممنوع ہوتی تو صحابہ کرام سے ہرگز وقوع مین
آتی نہین جواب دیا ساتہ بیان کرنے بعض اسباب مدافعت کے یعنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی مدافعت بسبب عدم فضیلت امامت
نہین تہی بلکہ واسطے اختیار کرنے اولے اور افضل کے تہے او خوف السہو یا اونکے مدافعت واسطے خوف سہو اور نسیان کی تہی
امامت سے او التشویش یا اونکی مدافعت واسطے خوف تشویش کے تہی یعنے ڈرتے تہے کہ شاید حالت امامت مین بسبب لحاظ
مقتدیون کے حضور اور اخلاص ہمارا مشوش ہو جاوے اور استغراق جو حق نماز کا ہے باقی نرہے وہی افضل اور امامت
افضل ہے من الاذان اذان کہنے سے فہو علیہ السلام وخلفاؤہ اختاروہا اسلیے کہ آنحضرت علیہ السلام اور خلفاء راشدین
نے امامت کو اختیار کیا ہے اور نہین اختیار کرتے تہے وہ مگر افضل شے بخلاف اذان کے کہ اذان دینا حضرت کا ساتہ
نفس نفیس کے ثابت نہین ہے پس ہوا امام خلیفہ رسول اللہ کا اور موذن خلیفہ حضرت بلال کا و خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
افضل من خلیفۃ بلال بلا شبہہ اور مروی ہے صحیحین مین ولیوذن لکم احدکم ولیؤمکم اکبرکم اس سے بہی فضیلت امامت کی ثابت ہوتی ہے
اور بعض سلف سے مروی ہے کہ نہین ہے انبیا کے بعد کوئی افضل علما سے اور نہین ہے بعد علما کے افضل کوئی نمازیون کے
ہون سے بسبب کہڑے رہنے اونکی کے درمیان اللہ تعالے اور خلق اوسکی کے اور اسلیے کہ امامت مین خطر ہے ضمان کا والفضیلۃ
بقدر الخطر از بلا جیسے کہ رتبہ امارت اور خلافت کا افضل ہے باوجودیکہ اوسمین خطر عظیم ہے اور بعض علما کے نزدیک اذان کہنا
افضل ہے امامت سے بسبب فرمانے علیہ السلام کے کہ نہین سنینگے آواز آدمیون کی جن اور انس اور نہ سنی گئی کوئی شے
مگر کہ گواہی دینگے اوسکے لیے قیامت کے دن اور بہی فرمایا ہے ید الرحمٰن علے راس المؤذن حتے یفرغ من اذانہ اور فرمایا والمؤذنون
اطول اعناقا یوم القیامۃ اور فرمایا الامام ضامن والمؤذن مؤتمن اور بعض علما نے کہا ہے کہ یہ آیۃ کریمہ ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ
موذن ہے کی حق مین نازل ہوئی ہے اور فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لولا الخلافۃ لاذنت اور بعض علما کے نزدیک اذان
و امامت دونون برابر ہین بسبب وارد ہونے دلیلون کے جانبین سے مگر جمع کرنا درمیان اذان اور امامت کے مکروہ ہے

اور چونکہ مصنف کے نزدیک فضیلت امامت کی مختار تھی اور اشکال وارد ہوتا تھا مصنف پر بسبب اس حدیث کے جو روایت
کی ہے بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے اوسط میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ساتھ اسناد ضعیف کے انہ علیہ السلام
قال لہ رجل یا رسول اللہ دلنی علی عمل ادخل بہ الجنۃ فقال کن مؤذنا فان لم تستطع فکن اماما فقال لا استطیع فقال صل بازاء الا
پس جواب دیا اسکا مصنف نے ساتھ اس قول اپنے کے وح کن مؤذنا فان لم تستطع فکن اماما محمول علی ان القوم کانوا لا یرضون
بامامتہ اور وہ جو وارد ہے حدیث بخاری میں ابن عباس سے کہ عرض کی ایک آدمی نے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے
یا رسول اللہ دلالت کرو مجھکو ایسے عمل پر کہ داخل ہوں میں اوسکے سبب سے جنت میں پس فرمایا آپ نے مؤذن ہو تاکہ داخل
ہو اوسکے سبب سے جنت میں اور اگر مؤذن نہو سکے یعنے اذان کے حقوق ادا کر سکے تو ہو تو امام پس یہ حدیث اگرچہ دلالت
کرتی ہے افضلیت اذان پر امامت سے لیکن محمول ہے اوسپر کہ سائل کی قوم راضی نتھی اوسکی امامت پر یعنے یہ حدیث
زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حق میں وارد ہے اور قوم ساتھ امامت زید بن ثابت کی راضی نتھی اور اذان تعلق رکھتی ہے
ساتھ ذات کے اور منتہی ہوتی ہے ذات پر اور امامت تعلق رکھتی ہے جماعت پر اور منتہی ہوتی ہے قوم کی رضامندی پر پس چونکہ
قوم ناراض تھی امامت پر اسلیے آپ نے امر فرمایا اذان دینے کا تاکہ داخل ہو جاوے اسکے سبب سے جنت میں اور اگر
اوسکی قوم راضی ہوتی اوسکی امامت پر تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہلے امر فرماتے ساتھ امامت کے پس حمل کیا گیا یہ حدیث
دلالت کرتی اوسپر کہ دعوے کیا ہے معارض نے کہ تقدیم امر بالاذان کی دلالت کرتی ہے فضیلت اذان پر امامت سے کیونکہ
حضرت نے گمان کیا تھا کہ قوم اوسکی اوسکی امامت سے راضی نہیں ہے اسلیے پہلے اذان کا امر فرمایا اور بلاشک ایسی امامت
کہ خلاف مرضی قوم کے ہو اذان بہتر ہے قولہ وفیہ ح اسلیے کہ وارد ہے اوس امامت کے حق میں کہ قوم امام کی راضی نہو اوس
امامت پر حدیث شریف ان لا تجاوز الصلوۃ الراس شان یہ کہ تجاوز نہیں کرتی ہے نماز سر اوس امام کی سے کہ قوم اوسپر راضی
یعنے نماز اوسکی صعود نہیں کرتی مقام اجابت پر اور نہیں مقبول ہوتی نزدیک پروردگار کے بغیر رضامندی قوم کے اور فرمایا
حدیث میں من ام قوما وہم لہ کارہون فان صلاتہ لا تجاوز ترقوتہ اسے حلقہ و راسہ اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
ثلث لم تجاوز الصلوۃ رؤسہم العبد الابق وامرأۃ زوجہا ساخط علیہا وامام قوم وہم لہ کارہون لیکن کراہیت قوم کی مشروط
ساتھ اسکے کہ ہووے امام میں کوئی ایسی خصلت کہ بری ہو نزدیک شارع کے اور نہیں تو صرف دنیا کے کاموں کی جہت
امام کی امامت کو مکروہ جاننا مستلزم نہیں ہے داخل ہونے امام کو اسی حکم میں اور چاہیے کہ کارہین امامت کی علما ہوں اگر
قلیل ہوں ورنہ کراہیت جہلا کی اگرچہ کثیر ہوں غیر معتبر ہے ومن قام بالسنۃ فالاثم علی من کرہ مگر وارد ہوتا ہے معترض
یہ کہ جواب مذکور میں یقین کرنا اوپر ناراضی قوم کے زید بن ثابت کی امامت پر بلا وجہ ہے کوئی وجہ قوی اوسکے لیے نہیں کیونکہ
جواب مذکور ماخوذ ہے احیاء العلوم سے اور اسمیں تصریح جواب کی کلمہ لعل کے ساتھ ہے جیسے کہ کہا ہے بعد نقل کرنے او
حدیث کے فلعلہ علم انہ لا یرضی بامامتہ اذ الاذان الیہ والامامۃ الی الجماعۃ وتقدیمہم لہ ثم بعد ذلک توہم انہ ربما یقدر علیہ

پوشیدہ نرہے کہ جبکہ مصنف فارغ ہو چکا نماز کے اعمال ظاہرہ کے بیان سے تو شروع کیا اوسکے اعمال باطنہ کا بیان مع تعقیبات
اوسکے حیات کے ہین پس کہا ویراعی الاعمال الباطنۃ اور اٹھارہوان ادب اونمین سے یہ ہے کہ محافظت اور مراعات کرے
اعمال باطنہ کی کہ وہی اصل الاعمال اور مقصود بالذات ہے اعمال سے وہی اور اعمال باطنی چھ چیزین ہین الحضور ایک اونمین
حضور قلب کا ہے ساتھ اللہ تعالے کے وہو استغراق القلب بما ہو فیہ اور وہ مستغرق ہونا قلب کا ہے ساتھ اوس چیز کے کہ مصلے
اوسمین ہے افعال کی قسم سے ہو یا اقوال کے پس حضور نماز مین عبارت ہے مشغول کرنے دل کے سے ساتھ رکوع اور سجدہ
اور قیام اور قرأت وغیرہ کے والا فراغ اور عبارت ہے خالص اور فارغ کرنے دل سے عن غیرہ غیر اوس چیز سے کہ مصلے
مشغول اور مصروف ہے اوسکے ساتھ حاصل یہ کہ علم اور فکر اور توجہ اپنے صرف کرے اوس شی مین کہ مصلے مشغول ہے ساتھ
اوسکے اور جبکہ پیدا او منصرف ہوا فکر غیر چیزون سے اور مستغرق ہوا اوسمین کہ مشغول ہے ساتھ اوسکے مصلے پس حاصل ہوگا
بے شبہہ اوسوقت مین حضور قلب کا اور یہی معنی ہین اس قول اللہ تعالے کے ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر بعد اشارہ
کیا مصنف نے طرف اسباب حضور کے ساتھ اس قول اپنی کے وہو بصرف الہمۃ اور حضور قلب حاصل ہوتا ہے ساتھ پھیر دینے
قصد اور ہمت کے امور دنیا سے الیہ طرف اوس چیز کے کہ نماز پڑھنے والا مشغول ہے اوس مین ارکان وغیرہ سے یعنے
التفات نکرے مصلے کسی دوسری چیز کی طرف سواے قول اور فعل اپنے کے اور ہمت باطنی اوسمین مصروف رکھے فی اسیلے
کہ ہمت اور عزیمت تستتبع القلب تابع اور فرمان بردار کرلیتی ہے قلب کو یعنے دل باعتبار اصل خلقت کے تابعدار اور مسخر ہے
ہمت کا پس جس شے کی طرف ہمت متوجہ ہوتی ہے دل بھی اوسمین حاضر رہتا ہے اگرچہ دل کی خواہش کے خلاف ہو وہو اد
وہ پھیرنا ہمت کا حاصل ہوتا ہے بتذکر منافعہا ساتھ یاد کرنے منافع نماز اور نظر مین لانے فوائد اوسکی کے اور اصل حصول اسکا ایمان
اور تصدیق ہے اسپر کہ آخرت افضل اور اولے ہے اور دنیا فانی اور نا چیز اور ماتن نے پانچ چیزین منافع صلوۃ سے شمار کی ہین
کہ اونکو یاد کرکے حضور قلب حاصل کرے کقربۃ اللہ تعالے مانند قرب اور نزدیکی اللہ تعالے کے یعنے ایک منافع نماز سے یہ ہے
کہ نزدیک ہوتا ہے مصلے نماز کے سبب سے طرف اللہ تعالے کے جیسے کہ فرمایا ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے الصلوۃ معراج
المومنین ورضاہ اور رضامندی اور خوشنودی اللہ تعالے کی یعنے دوسرا نفع نماز کا یہ ہے کہ اوسکے سبب سے رضامندی اور
خوشنودی اللہ تعالے کی حاصل ہوتی ہے والمکاشفۃ عاجلا اور ظاہر ہونا امور غائبہ کا یعنے تیسرا نفع نماز کا یہ ہے کہ اوسکے
سبب سے حاصل ہوتا ہے مصلے کے لیے مکاشفہ اور ظہور اسرار اور معانی کا دار دنیا مین کہ وہ سبب ہے واسطے خوشی اور
بالیدگی اور صفائی قلب کی اور مرتبہ مکاشفہ کا کہ عبارت ہے معاینہ اور ظہور امور غائبہ سے قریب ہے مرتبہ مشاہدہ کے کہ وہ اعلے
اور انتہے کل مراتب کا ہے والفوز بالسعادۃ الابدیۃ اور فوز اور رستگاری ساتھ سعادت ابدی اور سعادت سرمدی کے یعنے
چوتھا نفع نماز کا یہ ہے کہ اوسکے سبب سے سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے کہ عبارت ہے جنت کی نعمتون سے والنظر
الے وجہہ الکریم آجلا اور نظر کرنا طرف ذات اللہ تعالے کے دار عقبے مین یعنے پانچوان نفع نماز کا یہ ہے کہ دیدار اوس ذات عزوجل کا

کہ یہی مقصود اعلےٰ اور مطلوب اقصےٰ ہے کل عبادتون سے اور اوسیکے سبب سے مومن کو شادی اور بہجت اور تازگی دائمی
حاصل ہوتی ہے وخساستہ الدنیا اور حاصل ہوتا ہے سرد کرنا ہمت کا طرف اوس چیز کے کہ مشغول ہے اوسمین بسبب یاد کرنے
حقارت اور زبونی دنیا و مہماتہا اور مقاصد اوسکی کے کہ وہ کثیر الانقلاب اور سریع الفنا اور قلیل البقا ہین بخلاف امور آخرت
کے کہ بری ہین فنا سے جیسے کہ کوئی شخص کسی امیر رئیس کے سامنے کہڑا ہو تو کمال توجہ سے اوسکے سامنے رہتا ہے اور ہرگز
اوس سے کوئی قول فعل خلاف ادب ظہور مین نہین آتا حالانکہ یہ امیر رئیس کچہ نفع نقصان کا مالک نہین ہے اور جب کہ اوسی
مالک الملک شاہنشاہ کے سامنے موجود ہو کہ دونون جہان کا مالک اور سبکا خالق نفع نقصان پہونچانے والا بہلا تیرا جانا
پس ایسے عالیشان بادشاہ کے حضور مین بہی جو حضور قلب نہ حاصل ہو تو بیشک یہ علامت ضعف ایمان کی ہے چاہیے کہ کوشش
کرے ایمان کی تقویت مین لکہا ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ مین ایک آدمی نے کہا کہ بہت مدت سے گناہ کرتا ہون لیکن
اللہ تعالے مجکو کسی گناہ پر نہین پکڑتا ہے اوس زمانہ کے پیغمبر پر فرمان ذوالجلال پہونچا کہ کہو اوس مرد کو کہ ہم مواخذہ کرتے ہین
اور اوسکو شعور نہین جب یہ حکم اوس پیغمبر نے پہونچایا تو اوسنے کہا کیا علامت ہے مواخذہ کی فرمان آیا کہ علامت اور نشانی
مواخذہ کی یہ ہے کہ عبادت کرتا ہے اور لذت اوسکی نہین پاتا اور نماز مین اسکا قلب حاضر ہوتا ہے نعوذ باللہ من مواخذۃ
اللہ وسخطہ اس زمانہ مین کم لوگ اس علامت سے خالی ہونگے واللہ اعلم اور دوسرا عمل اون اعمال باطنہ سے کہ نماز مین رعایت
اونکی ضرور ہے فہم اور ادراک ہے معنے کا وہو اشتمالہ علے المعنی اور فہم عبارت ہے اشتمال قلب مصلی سے اوپر معنے اوس
شے کی کہ ذکر کرتا ہو اوسکو نماز مین قرأت اور تسبیح وغیرہ سے اور فہم معنی کا غیر ہے حضور قلب سے اسلیے کہ بسا اوقات قلب
حاضر ہوتا ہے لفظ کے ساتہ لیکن بیخبر ہوتا ہے سمجہنے معنے سے جیسے کہ امی لوگ الفاظ تو زبان سے کہتے ہین اور معنی سے
بیخبر ہوتے ہین پہر اشارہ کیا ماتن نے طرف اسباب فہم کے ساتہ اوس قول اپنی کے وہو اور فہم بعد استعداد کے حاصل ہوتا ہے
بتوجیہ الذہن بسبب متوجہ کرنے اور پہرانے ذہن کے الے الذکر طرف ادراک معنی ذکر کے اسے حمد اور قرأت اور تسبیح اور تکبیر
اور دعا اور مانند اوسکی کے نماز مین ومداومۃ الفکر اور حاصل ہوتا ہے بسبب مداومت اور ہمیشگی فکر کی لفظ اور مراد اوسکے معنی مین
ودفع الخواطر اور بسبب دور کرنے اون خطرات نفسانی اور علائق جسمانی سے کہ باز رکہتی ہین آدمی کو فہم اور فکر معنی سے اور
علاج دفع کرنے خواطر کا یہ ہے کہ اونکی اصل اور بنیاد کو قطع کرے یعنے وہ اسباب دنیوی کہ خواہ مخواہ خاطر کو اپنی طرف کہینچتے ہین
چہوڑ دے اور گند جاوے عالم اسباب سے اور مستعد اور متوکل ہو جاوے مسبب پر تاکہ ہمیشہ معانی لطیفہ اور اسرار عجیبہ نظر مین
آوین ع نقش رہا کن سوی نقاشش رو، دیدہ بہر نقش چہ داری گرو، من احب شیئا اکثر ذکرہ وکل شے اکثر ذکرہ فہو محبوب
والتعظیم اور تیسرا عمل اعمال باطنہ نماز سے تعظیم ہے اپنے خالق کے اور تعظیم غیر ہے حضور دل اور فہم معنی سے اسلیے کہ بسا اوقات
آدمی کا دل حاضر ہوتا ہے باتون کے وقت اور کلام کے معنی بہی خوب سمجہتا ہے لیکن تعظیم اوسکی دل مین نہین ہوتی جیسے کہ کوئی
بادشاہ یا امیر یا مولا اپنے نوکر چاکر غلام لونڈی سے کچہ کہے باوجودیکہ یہ امرا اور مولا کہنے کے وقت اپنے کلام کو خوب سمجہتے ہین

اور دل بھی حاضر ہوتا ہے بلکہ تعظیم نوکر اور غلام وغیرہ کی دل مین کچھ بھی نہین ہوتی وہو بذکر عظمتہ تعالے وحقارۃ النفس اور وہ یعنی
تعظیم حاصل ہوتی ہے بسبب ذکر کرنے عظمت اور بزرگی اللہ تعالے کے اور یاد کرنے حقارت اور خساست نفس کے یعنے تعظیم
الٰہی دو چیز کے پہچاننے سے حاصل ہوتی ہے اول اللہ تعالے کی عظمت اور بزرگی کو پہچاننے کہ وہ اصل ایمان سے ہے دوسرے
اپنے نفس کی حقارت اور خساست کو جاننے کہ کمال مرتبہ کا محتاج ہے اور یہی معنی اس حدیث کے ہین من عرف نفسہ عرف ربہ پس
پیدا ہوتی ہے ان دونون معرفتون سے فروتنی اور انکساری اور خشوع اور خضوع واسطے اللہ تعالے کے کہ وہی عبارت ہے
تعظیم سے اور جب تک کہ حقارت نفس کی معرفت الٰہی سے منضم نہو تو حالت خشوع اور تعظیم حاصل نہین ہو سکتی اسلیے کہ مستغنی
دوسرے سے اور اس اپنے نفس پر اگرچہ دیکھے اوس دوسرے سے صفات اور کمالات عظمت کے لیکن نہین حاصل ہوتا
خشوع اور تعظیم اوسکی طرف جب تک کہ اپنی نفس کو حقیر اور محتاج اوسکا نجانے والھیبۃ اور چوتھا عمل اعمال باطنہ نماز سے ہیبت
اور دہشت ہے جبار وقہار کے اور وہ یعنے ہیبت امر زائد ہے تعظیم سے وہی خوف ینشأ عن التعظیم اور وہ یعنے ہیبت عبارت
ہے اوس خوف سے کہ ناشی اور پیدا ہوتا ہے تعظیم سے کما روے ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم من راہ فجاءۃ ہابہ ومن خالطہ احبہ
پس جو کوئی نہین ڈرتا کسی سے اوسکو ہائب نہین کہتے ہین اور جو کہ ڈرتا ہو اشیاء رذیلہ اور خسیسہ سے مانند سانپ اور بچھو
وغیرہ کے تو نہین نام رکھا جاتا ہے اوس ڈر کو ہیبت اور نہ اطلاق کیا جاتا ہے اوس ڈرنے والے پر ہائب کا اور ڈرنا سلطان
معظم سے نام رکھا جاتا ہے ساتھ ہیبت اور مہابت کے پس یہ قول ماتن کا وہی خوف بمنزلہ جنس کے ہے شامل ہے سب طرح
کے خوف کو اور قول اوسکا ینشأ عن التعظیم بمنزلہ فصل کے ہے نکالا اوسنے اوس خوف کو نشأ اوسکا تعظیم نہو وے جیسے کہ
خوف کرنا سانپ بچھون سے حاصل یہ کہ ہیبت عبارت ہے اوس خوف اور احتراق قلب سے کہ پیدا ہو بجاننے عظمت اور جلال
باریتعالی کے سے ساتھ ملاحظہ کرنے بزرگی مخلوقات اوسکی کے مانند آسمان اور زمین اور دریا اور پہاڑون وغیرہ کے وہو اور خوف ہیبت
حاصل ہوتا ہے بذکر نفاذ قدرتہ تعالے وقہرہ بسبب یاد کرنے نفاذ اور جریان قدرت الٰہی کے تمام مخلوقات مین سوا وقت
اور ارادہ اور حکمت کے اور بسبب یاد کرنے قہر اور غلبہ اور سطوت اوسکی کے اپنی مخلوقات پر مع عدم المبالات ساتھ عدم مبالات
اور بے پروائی کے مخلوق اپنے سے جیسے کہ فرمایا ان اللہ غنی عن العالمین اور حدیث قدسی مین ہے خلقت ہؤلاء للجنۃ
ولا ابالی وہؤلاء للنار ولا ابالی غرض کہ اوسکی ذات پاک ایسی بے نیاز اور بے پرواہ ہے کہ اگر کل مخلوقات کو ہلاک اور فنا کر دے
تو ایک ذرہ بھر بھی کمی اور نقصان اوسکی سلطنت اور بادشاہی مین ظاہر نہو پس جسقدر کہ اوسکی عظمت قدرت پر علم زائد ہو
اوسیقدر ہیبت اور دہشت زائد ہوگی اسلیے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ مین بہت زیادہ جاننے والا ہون اللہ تعالی
کے تئین اور زیادہ ڈرنے والا ہون اوس سے بہ نسبت تمہارے والرجاء اور پانچوان عمل اعمال باطنہ نماز سے رجا اور امیدواری
ہے اللہ تعالے کے فضل اور کرم کی اور چونکہ رجا کی تعریف از بسکہ ظاہر اور باہر تھی مانند تعظیم کے اسیواسطے مصنف نے
اوسکو ترک کرکے اسباب رجا کا ذکر شروع کیا اور کہا وہو اور رجا حاصل ہوتی ہے بذکر عموم رحمتہ تعالے ساتھ یاد کرنے عموم اور

شمول رحمت اور رأفت اللہ تعالے سے کل مخلوقات کو یہانتک کہ کوئی ذرہ نہ تمامت رحمت سے خالی رحمت اور لطف اللہ تعالے
کی سے نہین ہے وسبقتہا غضبہ اور ساتھ یاد کرنے سبقت لیجانے اور پیش دستی کرنے رحمت اللہ تعالے کے اوسکے غضب پر چنانچہ
مروی ہے حدیث قدسی مین سبقت رحمتی علے غضبی وصدق مواعیدہ اور ساتھ ملاحظہ کرنے صدق اور راستی اللہ تعالے کے اپنے
وعدہ مین جیسے کہ فرمایا ان اللہ لا یخلف المیعاد تحقیق اللہ نہین خلاف کرتا ہے وعدہ اپنا یعنے اللہ تعالے نے اپنے بندون سے
جنت کا وعدہ فرمایا ہے بسبب ادا کرنے نماز کے پس بندے کو چاہیے کہ اس وعدہ کو سچا جانے اور اعتقاد کرے کہ ہرگز اوسمین
احتمال کذب کا نہین ہے پس امیدوار ہو نماز پڑھنے کی جہت سے ثواب کا یعنے جنت کا جیسے کہ اپنی تقصیرون کے سبب سے اوسکے
عذاب اور عقاب سے ڈرتا ہے پس جب کہ یقین حاصل ہوا اوسکے وعدہ پر اور جانا اوسکی رحمت عامہ کو تو پیدا ہوگی اس مجموعہ
سے رجا بالضرورۃ والحیاء اور چھٹا عمل اعمال باطنہ نماز کا حیا ہے اللہ تعالے سے اور حیا ایک حالت ہے کہ حاصل ہوتی ہے
آدمی کو بذکر العجز اور بسبب یاد کرنے عجز اور درماندگی اپنی کے ادا کرنے حقوق ربوبیت سے اور پہچاننے عیوب نفس کے فان العجز
عن درک الادراک ادراک کما قالہ الصدیق اور اسی سے ہے قول علیہ السلام کا سبحانک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت
علے نفسک والتقصیر عن شکرہ تعالے اور بسبب ملاحظہ کرنے اپنی تقصیر کے ادا کرنے شکر منعم حقیقی مین باوجود پے در پے
اور متواتر ہونے نعمتون اور عنایتون اوسکی کے اور قوی ہوتے ہے پہچاننے عیبون نفس اور آفتون اوسکی کے اور ساتھ
کم کرنے حرص کے امور آجلہ مین اور ساتھ متوجہ کرنے اوسکی کے طرف امور عاجلہ کے جمیع افعال مین ساتھ جاننے تعظیم اوسکی کے
کہ مقتضے ہے جلال اللہ تعالے کو اور ساتھ جاننے اس بات کے کہ اللہ تعالے عالم اور خبردار ہے اسرار اور خطرات قلب پر پس
جب کہ یہ معارف حاصل ہوے اور ہوے یقین کے تو پیدا ہوگی اوس سے بالضرورۃ ایک حالت کہ نام رکھی جاتی ہے ساتھ حیا کے
اب فارغ ہوا مصنف علیہ الرحمۃ ذکر کرنے صفات مذکورہ اور اسباب اونکی سے تو شروع کیا بیان اون معالجات کا جو نفع
پہونچانے والے ہین حصول اعمال باطنہ مین پس کہا فان تعسر المراعات پس اگر متعسر اور مشکل ہو مصلے پر مراعات اور محافظت
اعمال باطنہ مذکورہ کے موافق اوس طریقہ کے جو ذکر کیا گیا یعنے اگر ایسے موانع اور معارض درپیش ہووین کہ مصلے کے دل کو متفرق
اور حواس کو منتشر کر رکھا ہو تو علاج اونکا یہ ہے کہ یجتہد فی قطع العوائق کوشش اور سعی کرے بیچ دفع کرنے اون موانع اور شواغل
کے کہ روکنے والے اور باز رکھنے والے ہین مصلے کے دل کو توجہ اسکے اللہ سے اور پھیرتے ہین اوسکو طرف مخلوق کے تاکہ خالص
اور صاف ہو جاوے مصلے کے دل کا حضور ساتھ خالق اپنی کے لیکن جاننا چاہیے کہ موانع دو قسم ہین ایک ظاہری دوسرے باطنی
اسلیے مصنف نے اشارہ کیا ساتھ تفصیلہ کے ساتھ طرف علاج ہر واحد کے علیحدہ پس کہا ظاہرا پس کوشش کرے دفع کرنے عوائق
اور موانع مین باعتبار ظاہر کے نصب ظاہرا کا بنا بر تمیز کے ہے یعنے اگر مراعات اور محافظت اعمال باطنہ مذکورہ کی متعسر اور
دشوار ہو تو جہد اور اجتہاد کرے دفع اور قطع کرنے علائق اور موانع اور شواغل مین جو رہ گئے ہین مراعات سے اور دفع کرے
عوائق اور تعلقات کو تاکہ حاصل ہو حضور دل ساتھ اپنے خالق کے پس اجتہاد اور سعی کرے ظاہرا ساتھ چند چیزون کے بفہم المعین

ایک ادنہیں سے کوشش کرنا ہے ساتھ بند کرنے آنکھ کے یعنے مصلی کو لازم ہے کہ اپنی آنکھیں بند کرے تاکہ بند ہووین راستے
حواس ظاہری کے اور ترک جاوین وہ امور جو سبب ہین واسطے پریشان کرنے فکر کے لیکن بند کرنا آنکھوں کا نوافل مین ہے
نہ فرائض مین بلکہ فرائض مین بند کرنا آنکھوں کا مکروہ ہے اگرچہ دفع شواغل کے لیے ہو اسلیے کہ نوافل کا امر برغبت
اور نشاط کے ہے اسی جہت سے درست ہے ادا کرنا اونکا بیٹھکر اور کھڑے ہوکر بدون عذر کے بھی بخلاف فرائض کے لیکن مفید
مین ہے ویکرہ تغمیض العین فی الصلوٰۃ الا اذا کان مفقود الغامض الحضور فی الصلوٰۃ فحینئذ لا یکرہ والاداء فی بیت مظلمۃ اور ساتھ
ادا کرنے کے اندھیرے گھر مین یعنے دوسرا علاج دفع موانع کا یہ ہے کہ ادا کرے نماز کو اندھیرے گھر مین اسلیے کہ اجالے مین
نظر متفرق اور دل مشوش ہوتا ہے قریب الجدار نزدیک دیوار کے باین طور کہ بعد اور مسافت درمیان مصلے اور دیوار کے نہو
تاکہ نظر اوسکی پریشان نہو حاصل یہ کہ واسطے ادا کرنے عبادتوں مثل نماز اور اوراد کے چاہیے کہ محل اور مکان تنگ اور تاریک ہو
جیسے کہ اختیار کیے ہین بہت عابدون زاہدون نے چھوٹے چھوٹے مکان اندھیرے بسبب فراہم اور جمع ہونے قصد اور ہمت
کے لیکن یہ پہلے مختص ہے ساتھ نوافل کے نہ فرائض کے کہ پڑھنا اونکا مسجد مین افضل ہے کما سبق والاحتراز عن البیت المنقش
اور ساتھ اجتناب اور پرہیز کرنے کے منقش اور مزین گھر سے جو آراستہ ہو قسم قسم کی آرایشون اور نقشون وغیرہ سے اسلیے کہ
یہ بھی مانع ہے حضور کا والفراش المصبوغ اور ساتھ احتراز کرنے کے فرش اور جاے نماز رنگی ہوئی سے یعنے جب مراعات
اور محافظت اعمال باطنہ کے دشوار ہوگئے تو اجتناب کرے نماز سے بیت منقش اور فرش مصبوغ سے کہ مشغول ہو ساتھ اشکال
مختلفہ کے اور دور کرے اپنے سامنے سے وہ چیز کہ باز رکھنے والی ہو اوسکو حضور الٰہی سے مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
نہیں رہنے دیتے تھے نماز کی جگہہ مین مصحف قبلہ اور تلوار اور ایسی چیز کو وکونہ حاقنا اور اجتہاد کرے ساتھ احتراز اور اجتناب کرکر
ہونے ایسی سے یعنے روکنے والا پیشاب کا کہ یہ بھی مانع حضور دل کا ہے ابن ماجہ کی حدیث مین ہے نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم ان یصلی الرجل وہو حاقن ولا یحل لرجل یومن باللہ والیوم الآخر ان یصلی وہو حاقن وحاقبا اور جہد کرے ساتھ احتراز کرنے
کے ہونے ایسے سے حاقب یعنے روکنے والا جاے ضرور کے حاجت اور ریح کا حقب کفرح بمعنی احتبس مطلقا لیکن چونکہ یہان مقابل
ہے حاقن کے اس قرینہ سے خاص کیا گیا ساتھ حابس غائط اور ریح کے اور اجتناب اس سے اسلیے ضرور ہے کہ یہ بھی مانع ہے
قلب کے حضور کا مسلم کی حدیث مین ہے عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ بحضرۃ الطعام
ولا ہو یدافعہ الاخبثان والریح حاذقا اور کوشش کرے ساتھ احتراز کرنے کے ہونے اوسکی سے حاذق یعنے تنگ موزہ والا اور
اسی کے حکم مین ہے کسکا ازار بند باندہنے والا اور تنگ پاجامہ پہننے والا حاقن اوسکو کہتے ہین کہ پیشاب کی سخت حاجت ہو اور
اوسکو روکے اور حاقب وہ ہے کہ جانے ضرور یا ریح کا سخت غلبہ ہو اور اوسکو روکے اور حاذق تنگ موزہ والے کو کہتے ہین
غرض یہ سب امور خشوع کے منافی ہین سب سے احتراز کرے وجائعا اور ساتھ احتراز کرنے کے ہونے اپنے کہ بھوکا ہو کہ [illegible]
وقت موجود ہونے کہانے کے کیونکہ وارد ہے حدیث مین اذا حضرت العشاء واقیمت الصلوٰۃ فابدؤا بالعشاء متفق علیہ وعن انس

اور ساتھ اجتناب کرنے ہوای اپنی کیسی ہیبت بھرا ہوا اور بعض نسخون مین عضو یا ساتھ بای موحدہ کی آیا ہی یعنی وقت غضب اور غصہ
کی نماز پڑھنی سے احتراز کرے جیسیکہ وارد ہی حدیث مین لا یصلین احدکم وہو غضبان ونحوہا اور ساتھ احتراز کرنے کے ہر اوس شے سے
کہ مشغول اور مشوش کری فکر کو یعنے جو چیز کہ نمازی کی طبیعت کو مشوش کرے اور حضور سے باز رکھی تو وہ ضد ہی اوسکی دین کی اور لشکر کو
دشمن کا پس چاہیے کہ پہلی اوس سے فراغت کرکے نماز شروع کرے روی انہ علیہ السلام لما لبس الخمیصۃ التی اتاہ ابو جہم وعلیہا علم صلی
بہا نزعہا بعد صلاتہ وقال اذہبوا بہا الی ابی جہم فانہا الہتنی آنفا عن صلاتی واتونی بانبجانیۃ ابی جہم اور یہی مروی ہے کہ رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے امر فرمایا ساتھ تجدید شراک نعلین کی پس جبکہ نظر مبارک نماز مین اوسپر لگی نئی ہونی کی جہت سے تو فرمایا کہ جدید کو
دور کرکے پھر پرانی کو لگاؤ خلاصہ یہ ہے کہ احتراز کرے نمازی اشیاء مذکورہ سے اور مانند اونکی ہی جو چیز کہ حضوری باز رکھی جیسیکہ پیاس کی
حالت مین نماز ادا کری پس پہلی مانع حضور کو دفع کرکی پھر فراغت سے نماز شروع کری تاکہ توجہ الی اللہ مین خلل نہ ہو جب کہ فارغ
ہوا مصنف بیان کرنی علاج ظاہری سی تو شروع کیا بیان علاج باطنی کا ساتھ اس قول معطوف اپنی کی و باطنا اور کوشش اور
اجتہاد کرے قطع کرنی عوائق مین از روی باطن کے اور پیراشد او رغبت تر ہے پہلی سے اسلئے کہ جو شخص کہ متفرق اور پریشان ہو دنیا
کی غمون اور مصیبتون سے تو نہین متوجہ ہو سکتا فکر اوسکا ایک طرف بلکہ طرح طرح کی خیالات باطلہ اور اوہام ناقصہ اوسکی دل مین
پیدا ہین پس طریقہ اوسکے دفعہ کرنیکا یہ ہی جو ذکر کیا مصنف نی ساتھ اس قول اپنی کی بذکر الآخرۃ ساتھ یاد کرنی آخرت اور امور اخروی
کی نمار ابی اور عقوبات نامتناہی سے یعنی کوشش کری معلی دفع کرنے عوائق مین ساتھ یاد کرنے سختیون اور دہشتون آخرت
کی یہانتک کہ نفس اوس کا مقہور اور مغلوب ہو جاوے وموقف المناجات اور دوسرے ساتھ یاد کرنے موقف مناجات
کے یعنے تصور کرے نمازی کہ نماز مناجات کا مقام ہے ساتھ قاضی الحاجات کے اور شہنشاہ عالی کے
روبرو حاضر ہے کیسی غیر کیطرف خیال متوجہ ہو اور خیال کرے کہ نماز اعلی ہے از روی مراتب کے اور
اتقی ہے تمام مقاصد کے وخطر المقام اور تیسرے ساتھ لحاظ کرنے بزرگی اور شرف مقام کے
کہ کوئی مقام اشرف اور اعلی نماز سے نہین ہے یعنے یہ تصور کرے نمازی کہ اسوقت کھڑا ہون ایسے
بادشاہ عالیشان کی روبرو کہ متصرف ہے تمام امور کلیہ اور جزئیہ عالم مین اور خبردار ہے کل ضمائر اور اسرار
پھر اگر کوئی شخص سامنے کسی بادشاہ کے کھڑا ہو باوجود عدم قدرت بادشاہ کے ان اشیائے مذکورہ پر تو کیسی ادب
اور حرمت اوسکی کریگا کہ سوای مرضی اوسکے اونگا دم نہین مار سکیگا اور اوسکے مرضی کے موافق چلیگا اگرچہ
خلاف طبیعت ہو تو اللہ سبحانہ جو سب بادشاہ ہے شاہا بادشاہ اور احکم الحاکمین ہے اوسکے سامنے تو بدرجہ
اولی بہت ادب سے کھڑا ہونا چاہئے ودفع الخواطر اور چوتھے ساتھ دفع کرنے خطرات ردیہ کے یعنے تحریمہ سے پہلے نماز
اپنے دل کو صاف اور خالی کرے اون امور سے کہ مشغول کرتے ہین دل کو حضور اور جمعیت سے وصرف النفس
اور پانچوین ساتھ صرف کرے اور پھیرنے عنان نفس کی الی الفہم طرف سمجھنے معنی اوس کلام کہ پڑھتا ہو اوسکو یعنی اپنے نفس کو

جبر اتہر امتوجہ کرے طرف ... یعنی اوس چیز کی کہ جاری ہووے اوسکی زبان پر قرات اور اذکار ہیں تاکہ ذکر اوسکا مشغول نہووے ساتھ غیر کی
حاصل یہ کہ حضور قلب کا گویا کہ نماز کی روح ہی پس پایا جانا حضور کا وقت تکبیر اولی مین مانند رمق کی ہے روح سے پہر اگر تمام نماز مین
حضور باقی رہا تو گویا کہ بدن مین روح رہی اور زندہ رہا اور جو کسیوقت رہا اور کسی مین نہین تو جیسی بدن سی روح نکلنی کی بعد وہ جیسا اور
بی فائدہ رہتا ہی ایسی ہی نماز کا حال ہے ویبالغ فیہ اور مبالغہ کری اوس مین یعنی کوشش کری صرف کرنی نفس مین اور اوسکی پہیرنی مین
طرف سمجھنی معنی کی ساتھ جبر اور قہر کی یا یہ کہ کوشش کری قطع اور دفع کرنی عوائق اور موانع مین واسطے مراعات اور محافظت اعمال باطن
کی وکانوا یبالغون فیہ اور اسیلیی کہ سلف یعنی صحابہ وغیرہم مبالغہ کرتی تہی بیچ پہیرنی نفوس کی طرف فہم معنی کی حتی لو کان یشغلہم ذکر مال یہانتک
کہ اگر مشغول کرتا انکو یاد کرنا مال کا توجہ الی اللہ سی یا خطرہ مال کا نماز مین آتا یتصدقون بہ تو تصدق کر دیتی تہی اوسکو یعنی خدا کی راستہ
مین لبذلی اللہ اوس مال کو خرچ کر دیتی تہی واسطی کفارہ اور بدلی اوس شغل کی کہ حاصل ہوا تہا نماز مین طرف ماسوی اللہ کی وان کان
خطیرا اور اگرچہ وہ مال بہت ہوتا چنانچہ مروی ہے کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نماز پڑہتی تہی اور تجارت کی قافلہ کی جرس کی آواز
اونکی کان مین پہنچی آپکی دل مین خطرہ گذرا کہ تجارت کا مال وقت پر پہنچا منفعت بہت ہوئی ہوگی پس جبکہ فارغ ہوئی نماز سے کل مال
تجارت کا راہ خدا مین دیدیا مروی ہے کہ وہ سو اونٹونسی زیادہ تہے اور مروی ہے کہ ایک آدمی اپنی باغ مین نماز پڑہتا تہا کبہی اوسکی
نظر کہجوروں اور باغکی درختوں کی طرف جاتی تہی اور کبہی نماز کیطرف متوجہ ہوتا تہا پس شبہ پڑگیا اوسکو کہ کی رکعتین ادا کین پس وہ شخص
اپنا قصہ نزدیک عثمان رضی اللہ عنہ کی بیان کیا آپنی فرمایا کہ اوسکو راہ خدا مین صرف کر دے تاکہ کفارہ ہوجاوے اوس نقصان کا
جو حاصل ہوا ہے ساتھ شغل ماسوی اللہ کے اگر آدمی چاہے کہ ان آفات سے خلاصی پاوے تو چاہیی کہ خواہش نفسانی کی درخت
کو جڑ سی اوکہیڑی تاکہ اوسپر شاخین اور پتی معصیت کی نہ اوگین اور پہل خرابی اور بربادی کی نہ لگین فالاصل عمل الباطن پس اصل یعنی
مقصود بالذات عبادات سی عمل باطن اور حضور قلب ہی کہ وہی ثمرہ ہے واسطی نتائج اور فوائد اخروی کی یہ عبارت مصنف کی مانند
نتیجہ کے ہے مقدمات سابقہ کی لیی یعنی جب کہ معلوم ہوا کہ نماز کے ادب ظاہر اور باطن کا پاک کرنا اور جماعت پہ محافظت کرنا ہے
تو جاننا چاہیی کہ اصل اور موقوف علیہ ثواب کا اعمال مین عمل باطنی ہے جبتک عمل باطنی کسی عبادت مین صحیح نہووی تو نہ مرتب ہوگا
اوس پر ثواب مگر فرض اوسکا ذمہ سے ساقط ہوجاوے گا ساتھ شرائط ظاہریکی فقہا کی نزدیک اور اہل طریقت کی نزدیک فرض
بہی ساقط نہوگا بغیر صحیح کرنے عمل باطن کے پہر استدلال کیا مصنف نے عمل باطنی کے اصالت پر ساتھ آیات اور
احادیث کی اما الایات فمنہا ما اشار الیہ المصنف بقولہ فرد ق اسلئے کہ وارد ہے قرآن شریف مین اقم الصلوۃ لذکری
قایم کر نماز کو واسطے ذکر اور یاد کرنے تیرے کے مجکو پس ہوئی اضافت مصدر کی طرف مفعول کے یا قائم کر نماز
کو واسطے ذکر اور یاد کرنے میرے کے تیرے تئین کروہ متفرع ہے تیرے یاد کرنے پر جیسا کہ فرمایا
فاذکرونی اذکرکم پس ہوئے اضافت مصدر کے طرف فاعل کے اور وجہ استدلال
کے یہ ہے کہ اللہ تعالے جل شانہ نے اقامت نماز کا مدار اوپر ذکر کے رکہا ہے

تو معلوم ہوا کہ مقصود نماز سے وہی ذکر ہے اور وہ نہین متفق ہوتا ساتھ غفلت کے کیونکہ غفلت اوسکی ضد اور منافی ہے پس جو شخص کہ
غافل ہو تمام نماز یا بعض مین تو کیونکر ہوگا وہ قائم کرنے والا واسطے نماز کے اور کیا فائدہ اور سود دیگا اوسکو خطاب کرنا اہدنا الصراط المستقیم کا
اسلیے کہ خطاب کرنا حالت غفلت مین مانند عدم کے ہے مسئلہ اگر کسی نے قسم کہائی کہ مین فلانے کا شکر کرونگا اور اوسکی حمد اور
ثنا بیان کرونگا اوسکی روبرو اور بالمشافہ پس نکلا اوسکی زبان سے حمد اور شکر کے الفاظ حالت نوم اور غفلت مین تو نہین
بری ہوگا اپنے یمین سے یا اندہیری رات مین اوسنے الفاظ حمد وغیرہ کے بیان کیے اور جسکی حمد اور شکر پر قسم کہائی ہے وہ بہی
موجود ہے لیکن یہ خائف اوسکے حال سے خبردار نہین یا دن ہی مین الفاظ مذکورہ بیان کیے اور وہ شخص موجود بہی ہے لیکن جانب
حمد وغیرہ کے کلمات بیان کرتے وقت کسی فکر اور اندیشے مین مشغول اور مستغرق تہا تو بہی قسم سے خارج اور یمین سے بری نہوگا اسلیے
کہ کلام کو خطاب نہین کہتے ہین جب تک کہ قلب اوسمین حاضر نہو پس جب کہ مقصود رکوع اور سجود سے بالذات تعظیم اللہ تعالے
کی ہے قطعاً ویقیناً تو مجرد رکوع اور سجود سے غفلت کے ساتھ تعظیم الٰہی کے عہدہ سے خارج نہوگا نزدیک صوفیہ کے اور سوا سے
حرکت سر اور اعضا کے کچھ نصیب نہوگا فلا تکن من الغافلین وبقولہ اور ساتھ قول اوس سبحانہ کے ولا تقربوا الصلوۃ وانتم سکارى
اور نزدیک مت ہو تم نماز کے اوس حال مین کہ تم مست اور بدہوش ہو نشہ اور نیند وغیرہ سے حتے تعلموا ما تقولون نہی کا حکم
اور ذکر قربت کا واسطے مبالغہ کے ہے نہی مین جیسے کہ اس آیۃ کریمہ مین ولا تقربوا الزنا اور مستی اور بیہوشی دنیا کی سخت تر ہے
مستی شراب وغیرہ کی سے اسلیے تاویل کی مصنف نے اشارۃً ساتھ اس قول کے ای من حب الدنیا او کثرۃ الہموم یعنے مراد مستی
اور نشے سے اشارۃً واعتباراً مستی حب دنیا کی ہے یا مستی کثرت ہموم اوسکی کہ مانع ہے حضور قلب کے پس مراد یہ ہوئی کہ نزدیک
مت ہو تم نماز کے اوس حال مین کہ حب دنیا کی شراب یا کثرت ہموم اور مقاصد اور افکار دنیوی کے نشے سے مست اور بیہوش ہو مروی ہے
کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ اور دوسری روایت مین ہے وکم من مصلٍ لم یشرب الخمر ولا یعلم ما یقول فی صلاتہ یعنے جیسے شراب
پینے والا غافل اور بیہوش ہوتا ہے اپنے قول اور فعل سے ایسے ہی ہر مستغرق الہموم اور مشتغل ساتھ افکار دنیا کے بہی غافل ہوتا ہے
اپنے قول سے پس جب کہ پائی گئی علت عدم قربت کی جو مستی اور بیہوشی ہے تو پایا جاویگا معلول بہی یعنے عدم وجود صلوۃ کا
التخلف بین العلۃ والمعلول محال پس جب کہ منع فرمایا نماز سے حالت غفلت مین سو معلوم ہوا کہ مقصود اصلی نماز سے تصفیہ قلب
اور خلو باطن ہے ہموم اور اشتغال امور دنیوی سے لیکن اشتغال ساتھ امور اخروی کے یا اون چیزون کے جو دین کے امور سے ہون
محظور اور ممنوع نہین ہے جیسے کہ مروی ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے انا اجہز الجیش فی الصلوۃ اور مروی ہے
من جعل ہمومہ ہماً واحداً ہم الدین کفاہ اللہ ہم الدنیا والآخرۃ ونا الاحادیث فمنہا ما اشار بقولہ اور آئی ہے احادیث بیچ اس بات کے
پس بعض اونمین سے وہ ہے کہ اشارہ کیا مصنف نے ساتھ اس قول اپنی کے ح لا ینظر اللہ الی صلوۃ لا یحضر الرجل فیہا قلبہ مع بدنہ
وارد ہے حدیث شریف مین کہ نہین دیکہتا ہے اللہ تعالے ساتھ نظر رحمت اور قبول کی طرف اوس نماز کے کہ حاضر نکرے آدمی اوسمین
دل اپنا ساتھ بدن اپنے کے یعنے اگر نماز کو ساتھ غفلت کے ادا کرے جیسے کہ ظاہر بدن تو منقاد اور فرمانبردار ہو اور دل اوسکا

اوسکی ساتھ موافقت نکریگی تو وہ نماز شایان اور قبول اور قابل نظر باری تعالی نہین ہی اب چاہیے نمازی کو کہ نماز مین قلب اپنا حاضر رکہو جیسے کہ
ظاہر بدن حاضر رکہتا ہی تاکہ عند اللہ مقبول ہوجاوے شعر ہوش بیگانہ و رو با خدای ٭ وای برین طاعت آلودہ وای ٭ واضح ہو کہ کلمہ
لایحضر مین جو ماخوذ ہی احضار سی اشارہ ہی طرف اسکے کہ خطرات غیر مستقرہ فی القلب معاف ہین کچہ ضرر نہین پہونچاتے عراقی نی احیاء العلوم
کی تخریج مین لکہا ہی کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتہ یعنے جن لفظون سی کہ مصنف نے بیان کی ہی مین نے نہین پائی مگر محمد بن نصر المروزی کی
کتاب الصلوۃ مین مرسلاً ساتہ روایت عثمان بن وہرش کی ان الفاظ کے ساتہ لایا ہی لا یقبل اللہ من عبد عملاً حتے یشہد قلبہ مع بدنہ اور روایت
کیا اسکو ابو المنصور دیلمی نے مسند فردوس مین حدیث ابی بن کعب سے ح ان العبد لیصلی الصلوۃ وانما یکتب ما عقل منہا اور وجہ
حدیث مین تحقیق بندہ البتہ پڑہتا ہی نماز کو اور نہین لکہا جاتا اوسکے نامۂ اعمال مین مگر وہ کہ تعقل کیا اوسنے اور ساتہ حضور قلب اور توجہ
دل اور زندہ سر معنی کے پڑہی اوسنے احیاء العلوم مین ہی قال علیہ السلام ان العبد لیصلی الصلوۃ لا یکتب لہ سدسہا ولا عشرہا وانما یکتب للعبد
من صلاتہ ما عقل منہا پس ظاہر یہ ہی کہ مصنف نے اس حدیث کو اسی سی اختصار کیا ہی پس جو شی کہ نامۂ اعمال مین نہ لکہی جاوے اور مرتبۂ قبول کو
نہ پہونچے وہ ساقط ہی درجۂ اعتبار سی اور جیسے کہ نماز بغیر حضور قلب کے منظور اور مقبول نہین ہوتی تو چاہیے کہ سعی بلیغ کرے دل کے حاضر کرنی مین
تاکہ قبولیت کے درجہ کو پہونچے اور اعتبار کی درجہ سی ساقط نہووے کیونکہ نماز مناجات ہی اور کلام ساتہ غفلت کی معنی اوسکے سے نہین نام کہا جاتا
مناجات حاصل یہ کہ آیات اور اخبار دلالت کرتی ہین کہ نماز سے حضور قلب اور خشوع مقصود ہی اور صرف حرکات قلب کی غفلت سی قلیل الجدوی
اور بی فائدہ ہی آخرت مین بلکہ بعید نہین کہ ناقص عبادت موجب عتاب اور عقاب کا ہووے چنانچہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سی مروی ہی کہ فرمایا نماز
بغیر حضور قلب کی موجب ہی عقوبت کی نعوذ باللہ منہا شعر طاعت ناقص او موجب غفران نشود ٭ راضیم گر بدر علت عصیان نشود ٭
الا ان یتغمد نی اللہ تعالی برحمتہ والرحمۃ اوسع والاکرم اشمل ہر انسان کو لازم ہی کہ سوا عجز اور قصور اپنی کے حاجت ہو اسی کچہ اعتماد عبادت پر
نکرے ہذا ای خذ ہذا یعنی لو ان باتون کو اور یاد رکہو پہر اشارہ کیا مصنف نے طرف اصلیت دلیل عقلی کے عمل باطنی مین ساتہ اس قول اپنی کر
وانما یکون القول اور نہین ہوتا قول مانند قرات قرآن اور تسبیح اور تہلیل وغیرہ کی والفعل اور فعل مانند رکوع اور سجود اور قعود کے نماز مین عبادۃ
عبادت للمعنی والتعظیم مگر واسطے معنی کی کہ قول موال ہی اوسپر اور واسطے تعظیم کے کہ فعل ظرف اوسکا ہی دون اللفظ نہ مجرد تلفظ کرنا انسان کا
زبان سی جیسے عبادات قولی مین والحرکۃ اور نہ صرف حرکت جوارح اور ارکان کی جیسی عبادات عملی مین پس صرف قول اور فعل بدون مدلول اور
مظروف کی عبادت نہوگا بعض اہل شان نے اس بیان مین یہ شعر لکہا ہی شعر ان الکلام لفی الفؤاد وانما جعل اللسان علی الفؤاد دلیلا پہر مروی ہی
کہ جب سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نی یہ شعر سنا احتیاطاً تیس برس کی نماز جو اپنی ذہن مین جو بغیر حضور قلب کے ادا کی تہی
اعادہ کی آب جاننا ضرور ہے کہ مبنی دلیل مذکور کا اسپر ہے کہ نماز مناجات ہی اپنی خالق کے روبرو جیسے کہ دلالت کرتی ہین آیہ بہت سی
احادیث اور اخبار اور ظاہر ہے کہ مناجات نہین ہوسکتا وہ کلام کہ بدون شعور اور لحاظ اوسکے معنے کے صادر ہو مانند سوی ہوے
کے اسی جہت سے لکہا ہے کہ اگر کسی نے قسم کہائی کہ مین فلانے شخص سے کلام نہین کرونگا پہر سوتے مین اوسکی زبان
سے کچہ کلمات نکلے اور وہ شخص بہی موجود تہا اوسکے پاس تو یہ خائف حانث نہوگا بذا احق لاستر فیہ لیکن باتین سے کہ

قولہ دون اللفظ یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ قرآن کے الفاظ پڑھنا بدون سمجھنے معنی کے بھی ثواب رکھتا ہے اور ماتن کے قول
دون اللفظ سے مفہوم ہوتا ہے کہ الفاظ پڑھنا کچھ مفید نہیں مگر یہ کہ حمل کیا جاوے کلام مصنف کا اوپر نفی کمال عبادت کے اور
نہ مراد اوسکی یہ کہ لفظ ہر قول اور فعل اصلا حقیقت نہیں رکھتے اور ان پر کچھ فائدہ مرتب نہیں اگرچہ سیاق اور تبادر کے خلاف
ہی ہو یا یہ کہا جاوے کہ بعض صوفیہ کے نزدیک مقصود قول اور فعل سے معانی اور تعظیم الٰہی ہے اور جب خالی ہوئے نماز قصد و دل
سے تو نہیں کہا جاویگا اوسکو عبادت جیسے کوئی شخص خواب میں قرآن شریف پڑھے یا رکوع سجدہ کرے تو نہیں مرتب
ہوگا اوس پر کچھ ثواب فان قلت فعلی ہذا تبطل دون الحضور پس اگر کہے تو اور سوال کرے کہ قول اور فعل بسبب معنی اور تعظیم
کے عبادت ہیں نہ مجرد حرکت لسانی اور بدنی اور صحت نماز میں حضور قلب شرط ہے سو اس تقدیر پر باطل ہوئے وہ نماز
کہ پڑھی جاوے بغیر حضور قلب کے بسبب نہ حاصل ہونے معنی اور تعظیم کے بدون حضور کے وہو خلاف الاجماع اور باطل ہونا
نماز کا بغیر حضور قلب کے خلاف ہے اجماع اور اتفاق فقہا کے اسلیے کہ فقہا نہیں شرط کرتے ہیں صحت نماز میں حضور قلب
کا مگر افتتاح کے وقت جاننا چاہیے کہ فان قلت کی فا تعقیب کے لیے ہے اور دوسرے فا یعنے فعلی ہذا میں فا جزائیہ ہی
پس فعلی ہذا جزا ہے شرط محذوف کی اور تقدیر عبارت کی یوں ہے اذا ثبت اشتراط الحضور فی صحۃ الصلوۃ فعلی عدمہ
تبطل الصلوۃ بدون تحقق الحضور وہو خلاف الاجماع پس جواب دیا مصنف نے اس نقض اجمالی کا ساتھ منع اجماع کے بیچ
قول اپنے کے قلت انہ ممنوع کہتا ہوں میں کہ تحقیق دعوے کرنا اجماع کا عدم اشتراط حضور میں ممنوع ہے لبطلانہا عند
سفیان رحمہ اللہ تعالے واسطے باطل ہونے نماز بغیر حضور والے کے نزدیک سفیان ثوری رحمہ اللہ کے کہ اعاظم علماء امت
سے ہیں فی روایۃ ایک روایت میں کہ نقل کی ہے ابو طالب مکی صاحب قوت القلوب نے بشر بن الحارث سے کہ کہا سفیان ثوری
رحمہ اللہ من لم یخشع قلبہ فسدت صلاتہ جو شخص کہ نہ ڈرا دل اوسکا فاسد ہوئے نماز اوسکی اسے جسنے نکیا خشوع اور نہ حاضر کیا قلب
اپنے کو نماز میں فاسد ہوئی نماز اوسکی جیسا کہ دلالت کرتا ہے اوس پر مفہوم اس آیت کریمہ کا قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلاتہم
خاشعون خشوع اور خضوع دونوں مترادف اور ہم معنے ہیں اور نہیں خاص ہے خشوع ساتھ قلب کے اور خضوع ساتھ جوارح
کے جیسے کہ بعضوں نے کہا ہے اسلیے کہ وارد ہے حدیث شریف میں لو خشع قلبہ لخشعت جوارحہ اسلیے کہ جو مخصوص ہوتا ہی خشوع
باطن کے ساتھ تو حضرت لخشعت جوارحہ نفرماتے اور ابن الملک نے کہا ہے کہ خشوع ظاہر اور باطن کا عبارت ہے طمانیت سے
باین طور کہ نہ حرکت کرے طرف یمین اور شمال کے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خشوع باطن کے ساتھ مخصوص نہیں ہی فائدہ
مصنف کی عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ خرق اجماع میں خلاف ایک عالم کا بھی کفایت کرتا ہے اگرچہ ساتھ روایت واحد
کے ہو پھر اشارہ کیا مصنف نے عدم اجماع کے دوسری سند کی طرف ساتھ اس قول اپنے کے وعن الحسن البصری رحمہ اللہ تعالے
انہ اوجب العقوبۃ بہا اور مروی ہے حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ تحقیق نماز بدون حضور قلب کے موجب ہے عقوبت اور
عذاب کے اسلیے کہ مصلے نے جبکہ ادا کی نماز ساتھ قلب لاہی اور فکر شاغل کے اور حاضر نکیا اوسنے قلب اپنا طرف اقوال اور

افعال اسپنے کے تو تحقیق تہا دن اور سستی کے اوسنے ساتھہ نماز کے اور شک نہین کہ تہاون ساتھہ عبادت کے موجب ہی عقوبت کا اور کونسی عقوبت سخت تر زیادہ ہے حجاب الہی سے جیسے کہ صوفیہ کرام نے کہا ہے الحجاب اشد العذاب اور فرمایا اللہ جل شانہ نے کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون اور ایک روایت مین حسن بصری رحمہ اللہ سے یون مروی ہے کل صلوۃ لا یحضر فیہا القلب فہی الی العقوبۃ اسرع اور بہتر توجیہ جمع کی امام کے دونون روایتون اور جمہور کے کلام مین یہ ہے کہ نیت شرط ہے واسطے نماز کے ساتھہ دلیل انما الاعمال بالنیات کے اور وہ نہین ہو سکتے بدون حضور قلب کے پس جسنے کہ نماز پڑھی بلا نیت تو بے شک وہ واجب کرنے والی ہے عقوبت کو جمہور کے نزدیک بہی کیونکہ وہ بمنزلۂ ترک صلوۃ کے ہے اور ترک صلوۃ بیشک موجب عقوبت ہی اسیلئے کہ استیعاب حضور کا تمام اجزاء نماز مین تو کسیکی کلام سے مفہوم نہین ہوتا اور یہ حدیث جو احیاء العلوم مین ہے کہ قال علیہ السلام ان العبد لیصلے الصلوۃ لا یکتب منہا نصفہا ولا ربعہا ولا سدسہا ولا عشرہا وانما یکتب للعبد من صلاتہ ما عقل منہا اور یہ روایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے من عرف من علی یمینہ وعلی شمالہ متعمدا وہو فی الصلوۃ فلا صلوۃ لہ جاتی محمول کیجا دین اوپر نفی کمال کے نہ اوپر بطلان کے وان کلامنا فی المنفعۃ الاخرویۃ اور تحقیق کلام ہمارا منفعت اخروی مین ہے نہ جواز شرعی مین یہ دوسرا جواب ہے سوال مذکور کا یعنے تسلیم کیا ہمنے کہ اجماع منعقد ہے جواز اوس نماز پر کہ پڑہی گئی ہو ساتھہ شرائط اور فرائض ظاہری کے اگرچہ اوسمین حضور قلب ہوا ہو لیکن یہ حکم شرعی ظاہری ہے نہ حکم اخروی اسلیے فقہا نہین تصرف کرتے ہین باطن مین اور اونکو اطلاع اور خبرداری ہے اون امور پر کہ حواس اور جوارح سے غائب ہون پس کلام نہین کرتی طریق آخرت مین بلکہ ثابت کرتے ہین احکام دنیوی ظاہری کو جوارح پر اور بیشک ثابت موجود ہوسکتے شرائط ظاہری کے نماز جائز ہے باعتبار کلام دنیوی کے اور دفع کرتی ہے مصلے سے تعزیر اور قتل سلطانی کو لیکن یہ امر کہ اس قسم کی ظاہری نماز آخرت مین بہی نافع ہے یا نہین یہ وظیفہ صوفیہ کا ہے نہ فقہا کا اور کلام ہمارا احکام اخروی مین ہے اسیلئے حکم کیا ساتھہ عدم جواز کے خلاصہ یہ کہ اگر سائل کی مراد انعقاد اجماع سے جواز اوس نماز پر کہ بے حضور کے پڑھی گئی ہو جواز مطلق ہے بہ نسبت احکام دنیوی کے ہو یا احکام اخروی کے تو یہ غیر مسلم ہے بسبب ادلۂ مذکورہ کے اور جو مراد جواز صلوۃ سے جواز بہ نسبت احکام دنیوی کی ہی تو مسلم ہے اور ہم بہی قائل ہین لیکن ہمارا کلام تو احکام اخروی مین ہے نہ احکام دنیوی مین پس جبکہ نفع دیا اس نماز نے آخرت مین تو بمنزلۂ باطل کے ہوئی مصابیح الفتاوی مین ہے کہ جو شخص کہ حاضر رکھے اپنا دل نماز مین افضل ہے اور جو حاضر نہ رکھے اسپنے دل کو نماز مین جائز ہے کہ کہا جاوے وہ نمازی نماز اور سجدہ مین نہین ہے بسبب فقدان مقصود کے جیسے کہ مسمی کیا ہے اللہ تعالے نے کفار کو اندھے بہرے گونگے باوجود سالم ہونے حواس ظاہری کے وعن عبد الواحد بن زید رحمہ اللہ تعالے وقوع الاجماع

علی عدم الانتفاع اور عبد الواحد بن زید رحمہ اللہ سے مروی ہے واقع ہونا اجماع اور اتفاق علما متورعین کا اوپر عدم انتفاع اوس نماز کے کہ پڑہی جاوے بدون حضور قلب کے صاحب قوت القلوب نے کہا ہے کہ روینا عن عبد الواحد بن زید انہ قال اجمعت العلماء علی انہ لیس للعبد من صلوتہ الا ما عقل انتہی اور اتباع کیا ہے اوسیکا امام غزالی رحمہ اللہ تعالے نے اور گردانا اسکو اجماع اوپر عدم

امتناع نماز مذکور کے اب معلوم ہوا کہ بطلان نماز موصوف کا باعتبار منفعت اخروی کے ہے نہ باعتبار ظاہر احکام شرعی کے اگر کہا جاوے
کہ تعریف فرض کی علم اصول میں یوں لکھتے ہیں کہ وہ ایک فعل ہے کہ ثواب دیا جاوے آدمی ساتھ فعل اوسکے اور عقاب کیا جاوے ساتھ ترک اوسکے پس جبکہ صحیح ہوگی
نماز بدون حضور قلب کے ظاہر احکام شرع میں تو بالضرورت ثواب وسیر مرتب ہوگا جیسا کہ اوسکی تعریف کا اقتضا ہے اور
نہ ہوگی صحت اوسکی موقوف اوپر حضور کے تمام اجزا میں جیسا کہ کہا تمنے پس قائل ہونا ساتھ عدم منفعت اخروی کے باطل اور ممنوع
ہی تو جواب اوسکا یہ ہے کہ ثواب سے جو فرض کے تعریف میں ماخوذ ہے منفعت اخروی مراد نہیں ہے بلکہ عام ثواب مراد ہے جو
شامل ہے منفعت اخروی اور ترک عقوبت دنیوی کو اور منفعت اخروی خاص ہے ان چیزوں کے ساتھ کہ تیار کی گئی ہیں متقیوں اور
پرہیزگاروں کے لیے اور وعدہ کیا گیا ہے اونکا اور ظاہر ہے کہ تحقیق عام کا مستلزم تحقیق ہر فرد خاص کا نہیں ہے پس یہ قول کہ
انتفاع منفعت اخروی ممنوع اور باطل ہے صحیح ترجبہ کہنا ہے کہ اصل بات یہی ہے کہ حضور قلب فرض اوسیقدر ہے جو ماخوذ ہے
نیت میں جیسا پہلے مذکور ہوا اور خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ دل سے یہ جانے کہ فلانے وقت کی فرض علی الفراد یا پیچھے امام کے ادا کرتا ہوں
اور اپنے رب کی بندگی میں مصروف ہوں اسقدر حضور قلب سے منفعت اخروی اور ترک عقوبت دنیوی دونوں حاصل ہوسکتے اور
جو اتنا بھی نہوا تو ترک عقوبت دنیوی تو حاصل ہوئی مگر نماز کے صحت میں تردد تامل ہے اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ میں
لکھا ہے کہ لازم نہیں آتا صحت عمل سے مقبول ہونا اوسکا نزدیک اللہ تعالے کے بسبب اس آیت کریمہ کے انما یتقبل اللہ من المتقین
انتہی اور امام غزالی نے کہا ہے والحق الرجوع الی ادلۃ الشرع من الآیات والاخبار والآثار وہی ظاہرۃ فی ہذا الشرط انتہی پس یہ قول
بھی دلالت کرتے ہیں اسپر کہ ثواب اور منفعت اخروی نہیں مرتب ہوتی افعال جوارح پر بلکہ ضرور ہے اوسکے لیے اخلاص بھی اور
بیشک اخلاص بدون حضور کے غیر متصور ہے ہاں صحت ظاہری سے تعزیر اور قتل وغیرہ ساقط ہوجاتا ہے وان اشتراط الشرع ایاہ
ظاہرۃ اور تحقیق شرط کرنا شرع کا حضور قلب کو تمام نماز میں ظاہر ہے یہ میرا جواب ہے سوال مذکور سے بر سبیل تحقیق کے حاصل اسکا
یہ ہے کہ باعتبار ادلہ شرع کے آیات اور اخبار اور آثار سے جو مذکور ہوئیں جیسے اقم الصلوۃ لذکری اور ولا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری
اور ولا ینظر اللہ الی صلوۃ لا یحضر الرجل فیہا قلبہ اور وانما یکتب ما عقل منہا اور سوا ان ادلہ مذکورہ سے مانند لا صلوۃ الا بحضور القلب
وغیرہ کے شرط ہونا حضور کا جمیع اجزاء نماز میں ظاہر اور باہر ہے غیر ان مقام الفتوی فی تکلیف الظاہر یتقدر حسب قصور الخلق لیکن
مقام فتوی کا تکلیف ظاہر میں ثابت ہے بنا بر مقتضای قاصر ہونے ہمتوں اور ارادوں خلق کے اور مقید ہے ساتھ قدر سمجھ
اور فہم اونکی کے اسی سبب سے شارع نے اکثر اسرار شرع پر تصریح نہیں فرمائی فلو اشترط للجواز پس اگر شرط کیا جاوے حضور
دلکا تمامی اجزاء نماز میں واسطے جواز اور عدم بطلان اوسکے کے مطلقاً لوقعوا فی حرج التیہ واقع ہوجاوینگے لوگ حرج عظیم میں
بسبب عاجز ہونے اکثر مخلوق کے ادا کرنے نماز سے شروط مذکورہ کے ساتھ اسی لیے اکتفا کیا ہے علمانے ساتھ اشتراط اسقدر
کے کہ صادق ہوا اوسپر لفظ حضور اگرچہ ایک لمحہ ہو جیسے کہ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اور بعثتم میسرین لا معسرین شاہد اور گواہ
ہیں مطلب مذکور پر پس بہتر جزو نماز میں واسطے حضور کے تکبیر کا وقت ہے اسلیے شرط کیا ہے علماء کرام نے حضور کو تکبیر افتتاح

وقت تاکہ بعضی ہون باقی افعال اور ارکان اوسی پر اور منجر ہوا اوسکا حکم اخیر تک و ادی الی ترکہا اسکا اور مفضی ہوجاویگا یہ شرط
کرنا طرف ترک نماز کے بالکلیہ بسبب قاصر ہونی لوگونکی ہمتون کی پس تکلیف دینا ساتھہ اوسکی تکلیف بالایطاق ہے اور وہ باطل ہے لایکلف
اللہ نفساً الا وسعہا و ہوا و رہیہ جو مذکور ہوا اشتراط حضور کا واسطے منفعت اخروی کی نہ مطلق جواز کے لیے التحقیق تحقیق ہے اور یہی مناسب
ہے ساتھہ اس مقام کے کیونکہ نہین ممکن ہی ہرایک سی حاضر کرنا قلب کا تمام نماز مین مگر خاص آدمیون سے اور جبکہ استیعاب
حضور نہ شرط ہوا ضرورت کی جہت سے تو ضرور ہوا کہ شرط کیا جاوی کسیقدر حضور تاکہ مطلق حضور اوسپر صادق آوے اگرچہ ایک
لحظہ بہر ہوا اسیلیے شرط کیا گیا حضور تحریمہ کے وقت اب جاننا چاہیئے کہ نہ قیاس کیا جاوے اوس شخص کا حال کہ غافل ہو تمام نماز
مین اوپر اوسکے کہ تارک ہو نماز کا بالکلیہ اسلیے کہ غافل نے بسبب طاہر ہوا قدام کیا ہی فعل مامور پر اور حاضر کیا ہے اپنے بدن کو سامنے
معبود اپنے کے کیونکہ امید نکی جاوے حصول ثواب کی جیسیکہ کوئی شخص نماز پڑہے بہولے سے حدث کی حالت مین تو اوسکی نماز
باطل ہی عند اللہ باوجود اسکے وہ شخص مستحق ہے اجر اور ثواب کا بسبب فعل اپنے کے لیکن اس رجا مین عقوبت کا خوف بھی موجود ہی
اسلیے کہ غافل ہونیوالا اتمام نماز مین مانند خفیف اور حقیر جاننے والی کی ہے اور تارک الصلوٰۃ مثل معرض کے ہے اور شک نہین
کہ استحقار عبادت کا اشد ہے ازروی گناہ کے اعراض سے پہر اشارہ کیا ماتن نے طرف بعض دلیلون اشتراط حضور کے جمیع اجزاء
مین ساتھہ اس قول اپنے کے تم مین امعن قہا ورد ق ہے جو کوئی غور اور تامل کرے اوس آیتون مین کہ وارد ہے بیچ قرآن مجید کے ان الصلوٰۃ
تنہی عن الفحشاء والمنکر کہ تحقیق نماز روکتی ہی مصلے کو اون کامون سے کہ شایستہ اور مرغوب نہین ہین نزدیک عقل کے اور روکتی
اون کامون سے کہ ممنوع ہون نزدیک شرع کے اور نہ لے شک غافل کی نماز فحشاء اور منکر سے مانع نہین ہوتی مروی ہے
ایک شخص نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ فلان شخص نماز پڑھتا ہے دن مین اور رات مین چوری کرتا ہی آپنے فرمایا کہ تحقیق منع کردیگی اوسکو نماز
اوسکی پس او مین وہ شخص توبہ کی منشاء جملہ و رح انما الصلوٰۃ تمسکن وتواضع اور وارد ہی یہ حدیث ترمذی مین فضل بن عباس سے ساتھہ اسناد مضطرب کے کہ نہین
نماز مگر سکون پکڑنا ساتھہ اللہ تعالے کے اور فروتنی کرنا آگے بارگاہ عزت ذوالجلال کے ملا علی قاری نے ابن الملک سے نقل کیا ہے
تمسکن عبارت ہی سکون طلب کرنے سے طرف اللہ تعالے کے اور قضا اور قدر اوسکے کے اور طمانیت ساتھہ ذکر اوسکے کے علم انما
الحضور جانیگا کہ تحقیق وہ حضور ہے یعنے جسنے غور اور فکر نے آیت اور حدیث مذکورین مین نظر کی تو جان لیگا کہ نماز عبارت ہے
حضور قلب سے اور فرمانا آنحضرت کا ساتھہ ادوات حصر سی انما کی بہی تاکید اسکی ہے کہ نماز عبارت ہی حضور سے اور ایک لحظہ اوس سے
حضور جدا نہین ہوتا خلاصہ یہ ہی کہ جو نماز کہ اول سے آخر تک حضور قلب اور شرائط ظاہری کے ساتھہ ادا کیجاوے تو بلا اختلاف یہ
نماز نافع ہے آخرت مین جیسیکہ عباس بن حمزہ سے مروی ہے کہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے جب ارادہ کیا نماز پڑھنے کا تو
اٹھایا دونون ہاتھون کو اور کہا اللہ اکبر پس دیکھا میں نے اونکو عظمت پروردگار سے مانند سوکھی لکڑی کے اور یحیی بن نصر سے مروی
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا میں نے کثرت خشوع سے مانند کپڑے پہنکے ہوئے کے سو ایسی نماز بلا شک نافع ہی فحشاء اور
رہی اور جو نماز کہ اول سے آخر تک بغیر حضور کے ادا کیجاوے اگرچہ شرائط ظاہری کی ساتھہ ہو تو عند اللہ مقبول اور ماجور نہین کیونکہ ایسی نماز

نماز فحشا اور منکر سے مانع ہیں تو جو نماز فحشا اور منکر سے مانع نہو تو وہ نماز ہی نہیں ہے جیسا کہ فرمایا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے من لم تنہہ صلوتہ عن الفحشاء والمنکر لم یزدد من اللہ الا بعدا اور دوسری روایت میں من لم تنہہ صلوتہ عن الفحشاء والمنکر فلیست
صلوتہ بصلوۃ اور آیت فویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون بھی اسی پر دلالت کرتی ہے اور جس نماز میں کہ تحریمہ کے وقت تو حضور
ہو اور باقی ارکان غفلت سے ادا کیجاویں تو مقبول اور نافع ہے نزدیک علماء ظاہر کے اور غیر مقبول اور غیر نافع ہے نزدیک علماء
آخرت یعنی صوفیہ کے غرض کہ حضور قلب نماز میں روح کے مانند ہے جب تک کہ بدن میں روح رہتی ہے تب تک زندگی بھی موجود ہے
اور جبکہ روح نکل جاتی ہے تو زندگی بھی نہیں رہتی اسیطرح نماز کا حال ہے ہذا یعنی خذ ہذا التحقیق ولا اولیاء انہم یکاشفون فیہا اور اولیاء اللہ
ہیں مکاشفہ اور مطالعہ کرتے تھے معانی اور مغیبات کو مگر وقت نماز میں کہ ساتھ حضور کے ہو الاسیما فی السجود خاصکر سجدہ میں
کہ کمال خشوع اور خضوع کا مقام ہے اور اقرب المقامات ہے طرف حضرت واجب الوجود کے علی قدر الصفاء موافق اندازہ صفائی دل
کے کہ ہر ایک کی صفائی متفاوت ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ خالی کرنا نماز کا عوائق اور موانع سے اور ادا کرنا اوسکا اخلاص اور حضور باطن کی
رعایت سے سبب ہے واسطے حصول انوار تجلیات اور مکاشفات کے کہ عبارت ہیں مفاتیح الغیب سے اسی لیے اولیاء کاملین
کو مکاشفات ملک اور ملکوت اور اسرار جبروت اور لاہوت کی نماز ہی میں حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے
ان العبد اذا قام فی الصلوۃ رفع اللہ الحجاب بینہ وبین العبد وواجہہ بوجہہ کہا امام غزالی نے کہ مواجہہ کشف سے عبارت ہے
خصوصا حالت سجدہ میں کہ کمال عاجزی اور تذلل کا مقام ہے لیکن مکاشفہ مذکور نماز میں موافق اندازہ دل کے صفائی کے ہے
بعضوں کے دل دنیا کی کدورتوں سے بہ نسبت بعض دوسروں کے زیادہ صاف اور ستھرے ہوتے ہیں اسی لیے اکثر عوام کو
کہ تصفیہ قلب انکو حاصل نہیں ہوتا مکاشفات سے انکار کرتے ہیں پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس رتبہ کا انکار نکرے اور ایمان
لاوے ساتھ غیب کے یہانتک کہ مشاہدہ کرے اوسکو ساتھ تجربہ کے اب جاننا چاہیے کہ نماز مشابہ ہے ساتھ حیوان کے جیسے کہ
اللہ تعالی نے حیوان کو روح اور بدن اور اعضا عطا فرمائے ہیں ویسی ہی نماز کو بھی پس روح نماز کی نیت اور حضور اور اخلاص
ہے کہ بدون اسکے نماز کاملیت کو نہیں پہونچتی اور بدن اوسکا قیام اور قعود ہیں کہ بدون انکے اوسکا وجود نہیں ہوتا اور رکوع اور
سجود مانند ہاتھ اور پاؤں اوسکے کے ہیں اور مقصود اصلی نماز سے تعظیم اور احترام ہے اور یہ مرتبہ اولیاء کرام سے کم جدا ہوتا ہے
چنانچہ بعض اولیاء اللہ کی حالات میں لکھا ہے کہ چالیس برس تک اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اوٹھایا اللہ تعالی کی حیا اور شرم
سے انتہی جبکہ فارغ ہوا مصنف بیان کرنے احکام نماز سے تو شروع کیا بیان تلاوت قرآن کا پس کہا ومنہا قراءۃ القرآن
اور بعض انواع ورد سے پڑھنا قرآن شریف کا ہے اور وہ مشتمل ہے پانچ سو چالیس رکوع اور ایک سو چودہ سورتوں اور تیس جزو
آٹھوں پر اور منقسم ہے طرف اوامر اور نواہی اور قصص اور وعد اور وعید کے پھر اشارہ کیا طرف فضائل اور آداب قرآن
شریف کے ساتھ اس قول اپنے کے فوردح خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ پس وارد ہے حدیث بخاری میں عثمان عفان رضی اللہ
عنہ سے کہ فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے بہترین تمہارا وہ شخص ہے کہ سیکھا اوسنے قرآن کو اور سکھایا غیر کو بعض شارحین نے

کہا ہے کہ یہ مفید ہے ساتھ عمل کرنے کے ہر اوس امر پر کہ قرآن شریف میں ہے جیسا کہ ظاہر ہے اسلیے کہ سیکھنا اور سکھانا قرآنکا
کا واسطے عمل کے ہی اور نہیں ہی کچھ فائدہ زیادہ بدون عمل کے جیسیکہ وارد ہے حدیث مین رب تال للقران والقران یلعنہ پس نہین
وارد ہوتا وہ جو نقل کیا ہے نووی نے اپنے فتاوی مین کہ سیکھنا بقدر واجب کے قرآن شریف اور فقہ سے برابر ہے فضیلت
مین اور قدر واجب سے زیادہ سیکھنے مین فقہ افضل ہے انتہی اور فضائل قرآن کے بہت ہین بخاری مین عثمان رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ جسنے پڑہا قرآن کو پھر اعتقاد کیا کہ اور کوئی چیز بہتر ہے اوس سے کہ دیا گیا ہے پس تحقیق ہلکا جانا اوسنے وہ جو عظمت
دی ہے اوسکو اللہ تعالی نے اور ایک روایت مین ہے جو کہ بے پروا ہو اغیر سے بسبب قرآن کے وہ نہین ہے ہمارے زمرے سے
اور فرمایا افضل عبادت میری امت کی قرآن شریف کا پڑہنا ہے اور فرمایا نہین ہے کوئی شفیع افضل نزدیک اللہ تعالی کے
قیامت کے دن رتبہ اور منزلت مین قرآن شریف سے نہ نبی اور نہ فرشتے اور نہ سوا انکے اور فرمایا آنحضرت نے کہ اللہ جل جلالہ
فرماتا ہے کہ جس شخص کو کہ مشغول کرے پڑہنا قرآن کا میری دعا اور سوال سے تو دیتا ہون مین اوسکو بہتر ثواب اوس سے
کہ دیتا ہون سوال کرنے والون کو اور ایک روایت مین ہے دیتا ہون اوسکو بہتر ثواب شاکرین کا اور مروی ہے آنحضرت
علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ دل زنگ پکڑتے ہین جیسیکہ زنگ پکڑتا ہے لوہا عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ کیا ہے جلا اوسکے
فرمایا پڑہنا قرآن کا اور ذکر کرنا موت کا اور کہا ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو گھر کہ نہ پڑہا جاوے قرآن شریف اوسمین تو تنگ
ہوگا وہ اوپر اہل اوسکے کے اور کم ہوگی خیر اور برکت اوس گھر مین اور امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ دیکھا مین نے اللہ تعالی
کو خواب مین پس عرض کیا مین نے کہ یا رب کیا چیز بہتر ہے یعنی ساتھ کس چیز کے قریب ہوتا ہے بندہ تیرا تیری ذات پاک سے فرمایا
ساتھ تلاوت کلام میری کے پھر عرض کیا مین نے اے رب ساتھ فہم کے یا بغیر فہم کے فرمایا فہم کے ساتھ ہو یا بغیر فہم کے انتہی اس سے
معلوم ہوا کہ پڑہنا قرآن شریف کا مطلقاً مفید ہے و حقنا اور حق تلاوت قرآن کا اور آداب باطنی اوسکی یہ ہین ان نوی ابنا
وحشۃ الدنیا کہ نیت کرے قاری تلاوت مین اپنے خوش کرنے کی وحشت اور اندوہ دنیوی سے کہ حاصل ہوئے ہین اوسکو بسبب
موجود ہونے اوسکے کے دنیا مین ساتھ یاد کرنے عقبی اور درجات حسنہ کے تاکہ اندوہ دنیا ی فانی دور ہو وقضاء حق الشوق
الی المولی اور نیت کرے قاری ادا کرنے حق شوق کا طرف اللہ تعالی کے کہ وہ مولاے حقیقی ہے اسلیے کہ تلاوت قرآن کی مناجات
اور مکالمہ ہے ساتھ حق جل شانہ کے اور وہ لقاء اللہ کے مشتاق کو تسلی بخشتا ہے بلکہ اشتیاق بڑہاتا ہے اور انس پیدا کرتا ہے ضبط
احکام العبودیۃ اور نیت کرے تلاوت مین کرنے احکام اور لوازم عبودیت کے یعنی جو شئے کہ کلام الہی مین ہے بندہ پر لازم ہے کہ اوسکو
جانے اور عمل مین لاوے جیسیکہ صبر کرنا سختیون پر اور ترک کرنا جزع فزع کا مصیبت کی حالت مین اور شکر کرنا نعمت کا اور لذت
پکڑنا ساتھ ذکر مولا کے تنبیہ صنار آ اور آداب ظاہری تلاوت کے یہ ہین کہ وضو کرے و تطیب اور خوشبو لگاوے کہ تلاوت کے
وقت ملائکہ کا نزول ہوتا ہے یا مراد پاک کرنا منہ کا ہے مسواک سے جیسیکہ مروی ہے طیبوا افواہکم بالسواک فانہا طرق القران
وتأدب او رعایت الامکان ادب سے بیٹھے یعنے ساکن اور وقار سے قبلہ رو ہو کر کہ اہدیا بیٹھا سر جہکا ے ہوے پڑہے گویا کہ

اوستاد کے سامنے موجود ہے اور متکبرون کی شباہت نہ بیٹھے جیسکہ پالتی مار کر بیٹھتے ہین ویجوز الاضطجاع اور درست ہے پڑہنا
قرآن شریف کا پہلو پر لیٹ کر بسبیل رخصت کے نہ بطور عزیمت کے فورد قوله الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم اسلیے
کہ وارد ہے قرآن شریف مین اور اولوا الالباب وہ لوگ ہین کہ یاد کرتے ہین اللہ تعالے کو کہڑے ہوکر اور بیٹھ کر اور لیٹ کر
اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے شمار فرمائی ذاکرین کے جمیع احوال مین کہڑے ہوکر ہو یا بیٹھ کر یا لیٹ کر پس پڑھنا
قرآن شریف کا جملہ اذکار سے ہے حالت اضطجاع مین بہی درست ہے اور حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے
ہین کہ مانع نہین آتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو قرآن پڑہنے سے کسی حال مین اور خلاصۃ الفقہ مین ہے کہ تلاوت قرآن
کی ادب کی حالت مین عزیمت ہے اور لیٹ کر تلاوت کرنا رخصت از غرائب مین ہے کہ سوال کی گئی بعض علما اوس شخص کے
حال سے کہ پڑہتا ہو قرآن کو حالت اضطجاع مین فرمایا کچہ مضائقہ نہین جبکہ چہپا دے بدن اپنا لحاف مین اور ظاہر کرے سر اپنا انتہی
اور آیت شریف مین اشارہ ہے طرف افضلیت متقدم کی یعنے پڑہنا قرآن شریف کا حالت قیام مین افضل ہے حالت قعود کے
پڑہنے سے اور حالت قعود مین پڑہنا افضل ہے لیٹ کر پڑہنے سے فرمایا حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے جسنے کہ پڑہا قرآن
شریف نماز مین اور حال یہ کہ وہ کہڑا تہا سو اوسکے لیے بمقابل ہر حرف کے سو نیکی ہین اور جسنے کہ قرآن پڑہا نماز مین اور
حال یہ کہ بیٹہا تہا سو اوسکے لیے بمقابلہ ہر حرف کے پچاس نیکین ہین اور جسنے پڑہا بغیر نماز کے وضو سے پس اوسکے لیے پچیس
نیکین ہین اور جسنے پڑہا حالت غیر وضو مین اوسکے لیے دس نیکین ہین اور یہی فرمایا پڑھو قرآن شریف کو ہر حال مین اور افضل
یہ ہے کہ کہڑے ہوکر نماز مین پڑہے اور پڑہنے والا مسجد مین ہو اور لیٹ بیٹھ کر یا بے وضو پڑہنا بہی افضل ہے لیکن اول سے
کم اور آیہ کریمہ مین بہی اشارہ اسطرف ہے کہ تلاوت قرآن کے جمیع احوال مین جائز ہے مگر جنابت کی حالت مین درست
نہین حضرت علی سے مروی ہے اقرؤا القرآن علی کل حال الا وانت جنب رواہ ابو الحسن بن بشران فی فوائدہ والافضل فی اللیل و
افضل و زیادہ پڑہنا قرآن کا رات مین ہے خصوصا پچہلی رات مین فان القلب فیہ افرغ اسلیے کہ دل اسوقت خوب فارغ ہوتا
شواغل دنیوی اور موانع اور عوائق عضویہ سے فرمایا اللہ تعالی نے ان ناشئۃ اللیل ہی اشد وطأ و اقوم قیلا وفی المصحف اور
افضل ہے پڑہنا قرآن کا مصحف مین یعنے ناظرہ پڑہنا حفظ پڑہنے سے افضل ہے فہو یضاعف الاجر اسلیے کہ پڑہنا قرآن
شریف کا مصحف مین دو چند کرتا ہے ثواب کے تئین لاعمال الجوارح بسبب اعمال جوارح کے کہ زبان اور ہاتہ اور چشم
وغیرہ مین ہر ایک کو اجر اور ثواب ملیگا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نظر کرنا قرآن شریف مین عبادت ہے
اور روایت کی ہے بیہقی نے شعب الایمان مین عثمان بن عبد اللہ بن اوس ثقفی سے اوسنے اپنے دادا سے کہ آنحضرت
علیہ السلام نے فرمایا پڑہنا آدمی کا قرآن کو غیر مصحف مین یعنے ساتہ حفظ کے ہزار درجہ رکہتا ہے اور پڑہنا اوسکا مصحف
مین زیادہ کرتا ہے ثواب اوسکو دو ہزار درجہ تک۔ نووی نے کہا ہے کہ اگر قاری قرآن حافظ ہو اور اوسکو یاد پڑہنے سے تدبر
اور تفکر اور جمعیت قلب زیادہ حاصل ہوتی ہو بہ نسبت ناظرہ پڑہنے کے تو حفظ سے پڑہنا اولی اور افضل ہے اور جو دیکہکر او

یاد سے برابر ہوون حاصل ہونے امور مذکورہ مین تو پڑہنا مصحف مین افضل ہے انتہی اور بہت سے صحابہ اور سلف ناظرہ
پڑہا کرتے تھے باوجود یاد ہونے قرآن کے ملا یہ مکروہ جانتے تھے یہ بات کہ گذری اوپر کوئی دن کہ نظر نکرین اوسمین یعنی
مصحف کے اور تحقیق بوسیدہ اور شکستہ کردیئے دو قرآن مجید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بسبب کثرت تلاوت کے ویستظہرہ
اور حق تلاوت کا یہ ہے کہ یاد کرین قرآن شریف کو جیسکہ یاد کیا تہا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے واسطے
رعایت قول اللہ تعالی کے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون استظہار کہتے ہین یاد کرنے کو جامع الاصول مین ہے استظہرہ حفظہ
اور صراح مین ہے استظہار یاد گرفتن واز بر خواندن نور درج اسلیے کہ وارد ہوئی ہے فضیلت حفظ مین حدیث فیہ تخفیف
العذاب عن الوالدین وان کان مشرکین یا منظور کہ اسمین یعنے حفظ اور یاد کرنے قرآن مین عذاب کے تخفیف ہی ماں باپ
سے اگرچہ دونون مشرک ہون اور الفاظ حدیث کے یہ ہین من استظہر القرآن خفف من ابویہ العذاب وان کانا کافرین
کہا ملا علی قاری نے کہ نہین پایا مین نے اس حدیث کو اور تحقیق روایت کی ہے ابو داود نے سہل بن معاذ سے کہ فرمایا نبی
علیہ السلام نے جسنے پڑہا قرآن اور عمل کیا ساتھ اوسکے کہ قرآن مین ہے پہنائے جائینگے ماں باپ اوسکے قیامت کے دن
ایسا تاج کہ روشنی آفتاب کی ہوگی جوت دنیا مین وفی روایۃ البس والداہ حلۃ لا تقوم بہا الدنیا وما فیہا اور شیخ نجم الدین نے
اپنی شرح مین لکہا ہے کہ یہ حدیث مذکور ہی تین مین نہین پائی مین نے ساتھ اس لفظ کے اور ظاہر اسکا مخالف ہی نص قرآن
سے جو یہ ہے لا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینظرون لیکن استظہار کی حدیث احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے یون روایت کی ہے کہ جسنے یاد کیا قرآن اور حلال جانا اوسکے حلال کو اور حرام جانا اوسکے حرام کو داخل کریگا
اوسکو اللہ تعالے جنت مین اور شفیع کریگا اوسکو دس آدمیون مین اہل بیت اوسکے سے کہ سبکے لیے واجب ہوگئی ہوگی نار دوزخ
کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے حفص بن سلیمان اوسکا راوی قوی نہین ہے اور قرآن کے حفظ کی فضیلت مین احادیث
اور اخبار بہت وارد ہین چنانچہ فرمایا نبی علیہ السلام نے اقرؤا القرآن فان اللہ لا یعذب قلبا وعی القرآن اور فرمایا ولو کان القرآن
فی اہاب ما مستہ النار آور سوا انکے اور بہت ہین طوالت کے خوف سے چہوڑ دی گئین ولا ینساہ اور حق تلاوت کا یہ ہے
کہ نہ بہولے اوسکو بعد حفظ اور یاد کرنیکے اس حیثیت سے کہ ناظرہ بہی نہ پڑہ سکے اور امام شافعی رح کے نزدیک اس حیثیت سے
کہ یاد نہ پڑہ سکے نور درج انہ یذنب اسلیے کہ وارد ہے حدیث ابو داود اور ترمذی مین انس رضی اللہ عنہ سے کہ قرآن بہولنے والا گنہگار
ہوتا ہے اور مروی ہے ان من اعظم الذنوب ان یتعلم الرجل آیۃ من القرآن ثم ینساہ اور روایت کی ہے ابو داود اور ترمذی
نے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے پیش کیے گئے مجہپر گناہ میری امت کے پس نہین دیکہا مین نے کوئی گناہ اس سے بڑا کہ یاد کیا
ہو کسی نے قرآن کی کسی آیت یا سورت کو پہر بہلا دیا ہو اوسکو اور سیوطی نے کہا ہے کہ نسیان قرآن کا گناہ کبیرہ ہے تصریح
کی ہے اسکی نووی نے روضہ مین اور شیخ عبد الحق دہلوی رح نے کہا ہے کہ گناہ ہے قرآن کے بہلانے کو حفظ کے بعد کبائر
سے انتہی لیکن نسیان کی تفسیر یہ ہے کہ دیکہکر بہی نہ پڑہ سکے ابو داود اور دارمی نے سعد بن عبادہ سے روایت کی ہے

کفرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کوئی آدمی کہ پڑہے قرآن شریف کو پہر بہلا دی اوسکو مگر یہ کہ آویگا قیامت کے دن جذام
کبریا مین مقطوع الاجزا اور بعض نسخ متن مین آنہ بذنب ساتہ بار موحدہ کے آیا ہے لیئنے بہلانا قرآن کا گناہ عظیم ہے ولا تختم فی اقل من ثلثۃ ایام اور
حق تلاوت کا یہ ہے کہ تمام نکرے تین دن سے کم مین لیئنے دو روز یا ایک روز مین قرآن مجید ختم نکرے کہ مکروہ ہے جیسے کہ چالیس دن سے زیادہ مین
ختم نکرنا مکروہ ہے کذا فی نجم السلم فو رح انہ یمنع التفقہ اسلیے کہ وارد ہے حدیث مین تحقیق ختم کرنا قرآن کا تین دن سے کم مین منع کرتا ہے تدبر
اور تفکر اور تامل معانی کو اور مقصود تلاوت قرآن سے علم اور فہم معانی اور عبرت پکڑنا ہے اوس شے سے کہ اوسمین ہے نہ مجرد ذکر لسانی اور تلاوت
ظاہری لیس تین دن سے کم ختم کرنے مین تفقہ اور تدبر نہین ہوتا اور علم اور فہم معانی کہ مقصود بالذات تلاوت قرآن سے یہی ہے
فوت ہوتا ہی اور عبارت حدیث کی یون ہی روایت کیا ہے ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لم یفقہ من قرا القران فی اقل من ثلثۃ ایام کہا طیبی نے کہ نہین تفقہ کیا اوسنے ظاہر معانی قرآن کو اور فہم دقائق
اوسکے کا لیس نہین پہنچتی ہین اوسکو اوہان اور مراد نفی سے نفی فہم ہے نہ نفی ثواب کی ہو منقول ہے نووی سے کہ یہ حال مختلف اور
متفاوت ہوتا ہے باعتبار اشخاص اور افہام اونکی کے انتہی اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ بہتر مدت
ختم کرنے مین وہ ہی کہ مقدر کیا ہی اوسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ سلف اور خلف کی قاریون کی عادت اقتصار اور استکثار
مین مختلف ہی اسلیے کہ تین دن سے کم مین ختم کرنا منع کرتا ہے ترتیل کو وجاز فی اربعین اور بعض روایتون مین ختم کرنا قرآن کا چالیس
دن مین بہی آیا ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت مین عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے اقرؤا القرآن فی
اربعین لیس ختم کرنا قرآن کا بعض علما کے نزدیک چالیس دن سے زائد مین مکروہ ہے بغیر عذر کے اور چالیس دن کے اندر بالاتفاق
غیر مکروہ ہے اور قرآن کے ختم کرنے مین مختلف روایتین آئی ہین فی شہر وعشرین وخمسۃ عشر وسبع اور یہی اوسط مرتبہ ہے سیوطی
نے کہا ہے الختم فی السبع اوسط الامور واحسنہا اور یہی فعل ہے صحابہ اور غیر اونکے کا اور کنز الدقائق کے مسائل سنتی میں ہے کہ حافظ
قرآن کو چاہیے کہ چالیس دن مین قرآن ختم کرے اور زیلعی نے اوسکی شرح مین لکہا ہے کہ مراد قرآن پڑہنے سے فہم معانی اور عبرت
پکڑنا ہے اوس سے کہ اوسمین ہے نہ مجرد تلاوت قال اللہ تعالی افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوبہم اقفالہا اور یہ نہین حاصل ہوتا
بدون تدبر کے وفی اسبوع اور بعض روایتون مین ختم کرنا قرآن کا ہفتے مین بہی آیا ہے چنانچہ بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر سے
روایت کی ہی کہ آنحضرت نے اونکو فرمایا کہ ختم کر قرآن ہفتے مین اور احیاء العلوم مین منقول ہے کہ بعض صحابہ مثل عثمان بن عفان اور
زید بن ثابت اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور غیر اونکے کے رحمت کرے اللہ تعالے اونپر ختم کرتے تہے قرآن کو ہفتے مین اور آگاہ
رہو کہ قرآن ختم کرنے کی چار طریقے ہین اول ختم کرنا رات دن مین ایک بار اور یہ نزدیک بعض علما کے مکروہ ہے دوسرے ختم کرنا قرآن کا
مہینے بہر مین ایک بار بحساب فی یوم ایک پارہ کے تیسرے ختم کرنا ہفتے مین ایک بار چوتہے ختم کرنا ہفتے مین دو بار سو یہ دونون اخیر
کے طریق معتدل ہین اور مختار ابرار کے ہین اور پہلے طریقے مین مبالغہ فی الاکثار ہے اور دوسرے مین مبالغہ فی الاقتصار والاحزاب المرویۃ
اور حصے قرآن مجید کے جو مروی ہین صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اور اونہین نے سورتون کو تقسیم کرکے منزلین

مقرر کیئے ہین سبعہ ساتھ حصے ہین ثلث سور اول حصے کی تین سورتین ہین سوائے فاتحہ کے سورہ بقر اور آل عمران اور نسا ثم خمس
پہر دوسرے حصے مین پانچ سورتین ہین مائدہ اور انعام اور اعراف اور انفال اور توبہ ثم سبع پہر تیسرے حصے مین سات سورتین ہین سورہ
یونس اور ہود اور یوسف اور رعد اور ابراہیم اور حجر اور نحل ثم تسع پہر چوتھے حصے مین نو سورتین ہین سورہ بنی اسرائیل اور کہف اور
مریم اور طہ اور انبیا اور حج اور مومنون اور نور اور فرقان ثم احدی عشرۃ پہر پانچوین حصے مین گیارہ سورتین ہین سورہ شعرا اور
نمل اور قصص اور عنکبوت اور روم اور لقمان اور الم سجدہ اور احزاب اور سبا اور فاطر اور یسین ثم ثلث عشر پہر چھٹے حصے مین تیرہ سورتین
ہین سورہ والصافات اور صاد اور زمر اور مومن اور حم سجدہ اور حم عسق اور زخرف اور دخان اور جاثیہ اور احقاف اور سورہ محمد
اور فتح اور حجرات ثم الباقی پہر ساتوین حصے مین باقی سورتین قرآن کے آخر تک اور اس ختم کے طریقے مین اول حصے سے چھٹے حصے تک
ہر روز دو سورتین پڑہی جاتی ہین اور ختم ہمیشہ جمعرات کو آتا ہے اخراج کیا ہے ابو داؤد نے اوس بن حذیفہ سے کہ سالت اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف تحزبون قالوا ثلث وخمس وسبع وتسع واحدی عشر وثلث عشر وحزب المفصل وحدہ اور منسوب
ہے یہ ختم علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی طرف کہ اشارہ فرمایا ہے اپنی طرف اس ترتیب کے بطور رمز اور کنایہ کے حیث قال فمی بشوق
پس ف سے اشارہ ہے طرف فاتحہ کے اور میم سے طرف مائدہ کے اور یا سے طرف یونس کے اور با سے طرف بنی اسرائیل کے اور شین سے
طرف شعرا کے اور واو سے طرف والصافات کی اور قاف سے طرف قاف کے کسی شاعر نے انہین منزلون کو اسطور پر نظم کیا ہے
لنظم جمعہ از فاتحہ تا آخر انعام بخوان ٭ شنبہ اعراف بخوان توبہ باخر برسان ٭ روز یکشنبہ از انجا بسر طہ باش ٭ روز دوشنبہ ازو
گیر و بسر روم بمان ٭ روز سہ شنبہ ازو تا بسر تنزیل آی ٭ چارشنبہ ز زمر آخر رحمن بدان ٭ پنجشنبہ چو شود ختم بپایان کتاب ٭ برسد
از کرم فضل خدا احسان ٭ وکان عثمان رضی اللہ عنہ یبتدی لیلۃ الجمعۃ ویسیر المائدۃ ثم ہود ثم مریم ثم طس ثم ص ثم الرحمن ثم الباقی اور یہی
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہ شروع کرتے تہے تلاوت قرآن کی جمعہ کی شب مین کہ افضل راتون کی ہے اور تمام کرتے تہے
اوس رات دن مین چار سورتین سورہ بقر اور عمران اور نسا اور مائدہ پہر پڑہتے شنبہ کے دن رات مین سورہ انعام سے اور تمام
کرتے ہود کو پہر یکشنبہ کی رات دن مین سورہ یوسف سے شروع کرتے اور تمام کرتے سورہ مریم کو پہر دوشنبہ مین پڑہتے سورہ طہ سے
طس تک اور ایک نسخہ مین بجائے طس طسم آیا ہے پہر سہ شنبہ مین پڑہتے طسم سے اور تمام کرتے سورہ صاد کو پہر چہارشنبہ کو شروع
کرتے تنزیل سے اور تمام کرتے سورہ رحمن کو پہر پنجشنبہ کے دن سورہ واقعہ سے شروع کرتے اور ختم کرتے باقی قرآن کو اور یہ ختم اسی
ترتیب سے قاریون کے نزدیک ختم احزاب کے ساتھ مشہور ہے جائز ہے کہ یہ ترتیب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی اجتہاد سے نکالی
ہو اور احتمال ہے کہ مرفوع اور مروی ہو آنحضرت علیہ السلام سے ہذا الحال ظاہرا اور یہ دونون ترتیبین کہ مذکور ہوئین واسطے
عمل کرنیوالے کے ہین یعنے جو کہ ساتھ عبادت اور طاعت ظاہری کے اشتغال رکہتا ہے صوم اور صلوٰۃ اور تلاوت اور اذکار
سے واما صاحب الباطن فعلی حسب حالہ لیکن صاحب باطن کہ رعایت کرنیوالا باطن کے احوال اور حضور دل کا ہو اور صاحب
اقسام فکر اور تدبیر اور توکل اور تفویض وغیرہ کا پس قرات اور تلاوت اوسکے حق مین موافق مقتضائے حال اور شان اوسکی کے ہے

جسقدر تدبر اور تفکر ہو سکے پڑھے احیاء العلوم مین ہے کہ اگر قاری عابدین اور سالکین طریق ظاہری سے ہو تو نہین چاہیے اوسکو
کہ ہفتے مین دو ختم سے کم کرے اور یہ ہو سکا کہ بغیر ملال تلبس و اقسام نکرے یا اون لوگون مین سے ہو کہ علم کے پھیلانے اور رواج دینے مین
مشغول رہا تو اوسکو کچھ مضائقہ اور باک نہین کہ ہفتے مین ایک ختم پر اکتفا کرے اور اگر نافذ ہو فکر اوسکا معانی قران مین پس کافی ہے
اوسکو ختم کرنے مہینے مین ایک بار بسبب کثرت احتیاج اوسکو طرف تردد اور تامل کی تفسیر اتقان میں حسن بن زیاد سے مروی ہے کہ فرمایا امام
ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہ جسنے پڑھا قران شریف ہر سال مین دو بار یعنے دو ختم کیے برس دن مین پس تحقیق ادا کیا اوسنے حق اوسکا ترتیل لیے
ساتھ تجوید اور آہستگی اور آرام کے پڑھے بیہقی نے ذکر کیا ہو کہ ترتیل ہو ہنکرنا کلام کا ہے بغیر تکلف کے مصدر سے اس قول عرب سے ثغر
رتل کلامہ اذا اتسق بعضہ ببعض علی تمکث بغیادی مین ہے کہ ترتیل عبارت ہو اظہار اور تبیین حروف سے یا بطور کہ سامع حروف کی گنتی پر قادر
ہو اور مدارک مین ہے کہ ترتیل عبارت ہے تبیین حروف اور حفظ وقوف اور اشباع حرکات سے یعنے حق قرآن شریف پڑھنے کا یہ ہے
کہ آہستگی کے ساتھ اس حیثیت سے پڑھے کہ حروف اور الفاظ مبین اور واضح ہون اور حرکات سکنات اور مد و شد اور وقف
اور قیام وغیرہ کوئی باقی نرہے اور جلدی اور تیزی کے ساتھ نہ پڑھے پس مدلل کیا مصنف نے اس مدعی کو ساتھ اس قول اپنے کے
لتوقف التدبر علیہ بسبب موقوف ہونے تدبر الفاظ اور فہم معانی کے ترتیل پر اور مقصود قران پڑھنے سے تدبر اور فہم معانی
کما قال اللہ تعالی کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروا آیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب اور فرمایا حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے نہین
خیر اوس عبادت مین کہ نہو اوسمین فقہ اور نہ اوس قراءت مین تدبر اور مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ پڑھنا سورہ بقرہ و
آل عمران کا ساتھ ترتیل اور تدبر کے محبوب زیادہ ہے میرے نزدیک تمام قران پڑھنے سے شتابی اور سرعت کے ساتھ اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
ہو کہ پڑھو ولا ساتھ سرعت اور شتابی کے مانند جلدی پڑھنے والی اور نہ پڑھنے والا کے ہی و کونہ اقرب الی التعظیم والتاثیر اور واسطے ہونے ترتیل کے
نزدیک تر طرف تعظیم اور تکریم اللہ تعالی کے اور توقیر کلام اوسکے کے اور نزدیک تر ہے تاثیر کرنے قاری اور سامع کے دل مین شتاب پڑھنے
سے فرمایا اللہ تعالی نے ورتل القرآن ترتیلا اور یہی مستحب ہے قرآن پڑھنے مین اور فرمایا اللہ تعالے نے الذین آتیناہم الکتاب یتلونہ حق
تلاوتہ و ہو المروی اور یہی مروی ہے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام اور اصحاب اور تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین سے جیسکہ روایت کیا
ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی نے ام سلمہ سے کہ کہا ام سلمہ نے کہ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم قطع کرتے اپنی قراءت کو الحمد للہ رب العالمین
پر اور توقف کرتے پھر کہتے الرحمن الرحیم اور توقف فرماتے ہکذا الی آخرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سورہ اذا زلزلت
[illegible] اور القارعہ آہستگی کے ساتھ پڑھنا مرغوب اور محبوب ہے میرے نزدیک سورہ بقرہ اور آل عمران کے جلدی پڑھنے سے اور پوچھے گئے
مجاہد اول دونون آدمیون کے ابت سے کہ قیام دونون کا نماز مین برابر ہو اور ایک سورہ بقرہ پڑھے اور دوسرا تمام کلام اللہ ختم کرے کہا
نے کہ دونون برابر ہین ثواب مین اور یہی مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام رات قیام فرمایا ہے ساتھ اس آیت کے ان
تعذبہم فانہم عبادک اور تمیم داری نے ساتھ اس آیت کے تمام رات قیام کیا ہے ام حسب الذین اجترحوا الایۃ اور سعید بن جبیر نے ساتھ اس
آیت کے وامتازوا الیوم ایہا المجرمون اور کہا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ترتیل مستحب ہے اور گئے ہین اسی طرف علماء متاخرین اور بعض

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مثل ابن عباس اور ابن مسعود اور حضرت علی کی اور ایک جماعت صحابہ نے کہا ہے کہ کثرت قرارت کی افضل
ہے قلت سے اور اسیپر ہین امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جواہر النیرین لکھا ہے کہ مکروہ ہے قرارت جلدی اور تیزی سے اور قاضی خان
مین ہے کلما رتل فہو حسن اور ترتیل کے صفت سیوطی نے یون لکھی ہے کہ مشغول کرے دل کو فکر کرنے معانی الفاظ مین اور تامل کرے
اوامر اور نواہی مین اور اعتقاد کرے قبولیت کا اور جو ماضی مین اوس سے قصور ہوا ہو تو عذر کرے اور استغفار کرے اور جبکہ گذرے
آیت رحمت پر خوش ہو اور سوال کرے اوسکا اور جب آیت عذاب پر گذرے تو ڈرے اور پناہ مانگے اور جب آیۃ تنزیہ پر گذرے تو اللہ تعالی
کی پاکی بیان کرے اور جب دعا کی آیت پر گذرے تو دعا مانگے انتہی ما قال السیوطی بیکی اور حق تلاوت کا یہ ہے کہ رووے تلاوت کی وقت کہ مستحب
ہے اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالی جل جلالہ نے بطور حکایت کی انبیا اور اصفیا سے اذا تتلی علیہم آیات الرحمن خروا سجدا و بکیا اور فرمایا ان الذین اوتوا
العلم من قبلہ اذا یتلی علیہم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا ویخرون للاذقان یبکون ویزیدہم خشوعا کہا
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب پڑہو آیت سجدہ کی جلدی مت کرو سجدہ کرنے مین یہانتک کہ روؤ تم اور جو نہ رووین آنکھین تمہارے
پس چاہیے کہ رووین دل تمہارے فورد ح اتلوا القران فابکوا فان لم تبکوا فتباکوا اسلیے کہ وارد ہے حدیث ابن ماجہ مین حدیث سعد ابن ابی
وقاص سے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا پڑہو قرآن شریف اور رووو وقت پڑہنے کی پہر اگر رونا نہ آوے تمکو تو ساتہہ تکلف کی رو دینے
صورت رونے کی بناؤ یا ساتہہ زور اور تکلف کی روو اور تکلف سے رونیکا یہ طریق ہے کہ حاضر کرے اپنے دل مین حزن اور اندوہ بانیطور
کہ تامل کرے قرآن کی تہدید اور وعید مین پہر خیال کرے اپنی قصوروں کو تو بیشک دل مین خوف الہی پیدا ہو گا اور بلا اختیار گریہ وزاری کرنے
لگے گا اور جو اس صورت سے بہی رونا حاصل نہو تو اپنے نہ رونے پر رووے کہ بڑے مصیبتون مین سے ہے اور اس حدیث مین دلیل ہے اس پر
کہ رونا تکلف کی ساتہہ بہی درست ہے فاذا قرأتموہ فتحازنوا یعنی جبکہ پڑہو تم قرآن کو پس حاضر کرو اپنی دلون مین حزن اور اندوہ
کہ منشا رونے کا یہی ہے یہ حدیث احیاء العلوم کی اس حدیث کا تتمہ ہے قال علیہ السلام ان القرآن نزل بحزن فاذا قرأتموہ فتحازنوا روایت کیا
ہے اسکو ابو نعیم اور ابو یعلی نے حلیہ مین حدیث ابن عمر سے ساتہہ سند ضعیف کی لیکن موید ہے اسکے یہ حدیث طبرانی کی ان اللہ یحب کل حزین
اور اسیکا موید یہ قول اللہ تعالی کا بہی ہے ان اللہ لا یحب الفرحین اور تقویت کرتی ہے اوسکی یہ حدیث ابو نعیم کی جو روایت کی ہے حلیہ مین اور طبرانی نے
اوسط مین اقرءوا القران بالحزن فانہ نزل بالحزن اور مروی ہے حسن سے کہ کہا واللہ ما اصبح الیوم عبد یتلوا ہذا القرآن یؤمن بہ الا کثر حزنہ وقل فرحہ وکثر
بکاءہ وقل ضحکہ اور مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا حضرت ابن مسعود کو اقرء علی قال فتحت سورۃ النساء فلما بلغت فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید
وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا رایت عیناہ تذرفان بالدمع فقال لی حسبک الآن انتہی پہر اشارہ کیا مصنف نے طرف احضار حزن کے کہ وہی منشا رونیکا ہے ساتہہ اس قول کے
کہ وہو بالتامل فی مواعیدہ اور حاصل ہوتا ہے حاضر کرنا حزن کا تامل اور تدبر کرنے سے بیچ آیات وعید اور تہدید اللہ تعالی کی و مواثیقہ اور ساتہہ فکر کرنے عہد
اور پیمان اوسکی کہ لیا ہے اوس نے اپنی بندون سے روز میثاق مین ثم التقصیر فیہا اور حاصل ہوتا ہے ساتہہ تامل کرنے اپنی تقصیرون کے کہ اوسکے عہد و پیمان
یعنے اوامر اور نواہی مین واقع ہوئے ہین والا فیبکی علی فقدان البکاء اور اگر باوجود ملاحظہ ان امور کے بہی حزن اور اندوہ
حاضر نہو دے جیسیکہ حاضر ہوتا ہے قلوب صافیہ اور صدور روانیہ کو تو چاہیے کہ رووے اوپر فقدان حزن اور بکا اپنے کے

فہو اعظم المصائب اسلیے کہ بدبخت ترین مصیبتون کا ہی کہ قساوت قلب پر دلالت رکہتا ہو اور قساوت پیدا ہوتی ہے حب دنیا سے وحب
الدنیا راس کل خطیۃ پس معلوم ہوا کہ عدم حزن اور بکا سے کوئی مصیبت دشوار تر اور بزرگتر نہین ہے کہ وہ منشاء ہلاکت اخروی کا ہی
اعاذنا اللہ سبحانہ منہ و منہ قولہ ویعوذ فی الافتتاح اور حق تلاوت قرآن کا یہ ہے کہ تعوذ کہے شروع مین یعنے اعوذ باللہ یا استعیذ باللہ
من الشیطان الرجیم قرآن شروع کرنے کے وقت پڑہے تعوذ واسطے کہ وارد ہے قرآن شریف مین فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ
جب چاہی تو کہ پڑہے قرآن پس پناہ طلب کر ساتہ اللہ تعالے کے یعنے جب ارادہ کرے کوئی قرآن پڑہنے کا تو کہے پہلے پڑہنے سے اعوذ باللہ
من الشیطان الرجیم اور بعض کے نزدیک اعوذ باللہ بعد فارغ ہونے قرأت کے پڑہے لیکن پہلے اولی اور افضل ہے اور لفظ استعاذہ مین
پہلے قرأت کے اختلاف ہی مختار یہ ہے استعیذ باللہ من الشیطان الرجیم موافق آیہ کریمہ کے کہی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بہی ایسی
ہی مروی ہے کہ کہا پڑہایا مجکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی ہی اور فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے ایسی ہی تعلیم کیا ہے مجکو جبرئیل علیہ السلام
نے اور اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم بہی آیا ہے اور بحر الرائق مین ہے کہ مختار نزدیک ہمارے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
ہی اور مختار کیا ہے اسی کو اتقان مین ہے اور پڑہنا استعاذہ کا سنت ہی اگرچہ ظاہر امر مقتضی وجوب کا ہے بسبب اجماع سلف کے سنت
ہونیکے پر اور اتقان مین ہے کہ گئی ہے ایک قوم طرف وجوب استعاذہ کے بسبب ظاہر آیۃ کے ویفتتح عند الختم اور حق تلاوت کا یہ ہی
کہ شروع کرے قرآن شریف کو اول سے وقت ختم ہونے کے یعنے جب قرآن کو ختم کرے اوسیوقت پہر سرے سے شروع کرے رغما
للشیطان واسطے اہانت کرنے شیطان کے اسلیے کہ شیطان غمگین ہوتا ہے وقت شروع کرنے عبادت کے بعد پورے ہونے اوسکے
اور واسطے خوشنودی اللہ تعالی جل جلالہ کے کہ راضی ہوتا ہی شروع کرنے عبادت سے بعد عبادت کے لقولہ فاذا فرغت فانصب یعنے
جب فارغ ہو تو ایک عبادت سے پس محنت اوٹہا اور قائم ہو بیچ دوسرے کے وللآخرۃ خیر لک من الاولی اور کہا سیوطی نے کہ مسنون ہی شروع
کرنا قرآن کا بعد ختم کرنے کے فہو ماثور اسلیے کہ شروع کرنا قرآن کا بعد ختم کے مروی ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جیسیکہ بیہقی نے
شعب الایمان مین زرارہ بن اوفی سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیے گئے افضل اعمال سے کہ صاحب اوسکا
کون ہی پس فرمایا الحال المرتحل یعنے اوترنے والا اور پہر کوچ کرنے والا پہر سوال کیے گئے کہ حال و مرتحل کون ہے فرمایا کہ ختم کرنیوالا قرآن کا
پہر شروع کرنیوالا اوسکا اور دوسری روایت مین ہے من افضل الاعمال عمل الحال المرتحل اور بہی آیا ہے علیکم بالحال المرتحل اور بہی مروی
ہی احب العمل الی اللہ الحال المرتحل الذی یضرب من اول القرآن الی آخرہ ومن آخرہ الی اولہ کلما حل ارتحل اور اخراج کیا ہے دارمی نے ساتہ
سند حسن کے ابن عباس سے اونہون نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے کہ نبی علیہ السلام جب قل اعوذ برب الناس پڑہتے یعنے ختم کرتے قرآن شریف تو
شروع کرتے الحمد للہ سے پہر پڑہتے سورہ بقر سے اولئک ہم المفلحون تک پہر پڑہتے ختم کی دعا اور کہڑے ہوجاتے اور دعا ختم کی یہ ہے
اللہم ارحمنی بالقرآن واجعلہ لی اماما ونورا وہدی ورحمۃ اللہم ذکرنی منہ ما نسیت وعلمنی منہ ما جہلت وارزقنی تلاوتہ آناء اللیل واطراف النہار
واجعلہ لی حجۃ یا رب العالمین سیوطی نے کہا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ختم کے وقت تکرار سورہ اخلاص کی ممنوع ہی لیکن
معمول آدمیون کا خلاف اوسکے ہی جیسیکہ فتاوی قاضی خان وغیرہ مین ہے کہ تکرار سورہ اخلاص کی ختم کے وقت مندوب ہے نزدیک

[illegible] ثواب ختم قرآن کے برابر ہے جس حاصل ہوتا ہے اوسکی تکرار سے ایک ختم پھر اگر
کہا جاوے کہ چار مرتبہ سورہ مذکور کی تکرار کیجاوے تاکہ دو ختم کا ثواب ملے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ مقصود اصل کرنا ایک ختم کا ہے اور یہ
یقین کے عام ہے اس سے کہ وہ ختم یقینی وہ ہو جو پڑھا ہے اوسکو یا وہ کہ تکرار کے ساتھ حاصل ہوا ہے حاصل یہ کہ تکرار اسلیے کی جاتی
ہی کہ اگر کوئی خلل قرآن شریف کے پڑھنے مین واقع ہوا ہو تو یہ ختم ثانی اوسکا جبر نقصان ہو جاوے ویسئل امر امر جو امر علیہ اور حق تلاوت
کا یہ ہے کہ سوال کرے قاری ہر امر امید کی کہ گذری اوسپر قاری یعنے جو آیۃ کہ قاری اوسکو پڑھتا ہے اگر مشتمل ہو رحمت پر یا اوس
امر پر کہ امید کیا گیا ہے پروردگار سے تو سوال کرے اوسکو اللہ تعالے سے مثلاً جب پڑھے قاری سنے یہ آیۃ شریف لہم جنات
الفردوس کہی اللہم انی اسئلک الجنۃ وادخلنی فیہا اور جب پڑھے اللہم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار
کہی اللہم امین ویتعوذ عن مخوف اور پناہ مانگی ہر امر خوفناک اور دہشت ناک سے یعنے حق تلاوت کا یہ ہے کہ جب کسی آیت پر گذری کہ مشتمل
ہو اوپر نار اور حرق اور غرق وغیرہ کے تو پناہ مانگے اللہ تعالی سے چنانچہ جب ان الذین فتنوا المومنین والمومنات ثم لم یتوبوا فلہم عذاب
جہنم ولہم عذاب الحریق پر پہونچی تو کہی اللہم اعذنی من عذاب جہنم وعذاب الحریق ونجنی منہ ویوافق ذکرا او دعاءا اور حق تلاوت کا یہ
ہے کہ موافقت کرے قاری آیتہ ذکر اور آیۃ دعا کی یعنے جبکہ پڑھے قاری یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا تو یاد کرے اللہ تعالے
کو تین بار یا زیادہ اس سے اور جب پڑھے ادعونی استجب لکم یا آیت اجیب دعوۃ الداع اذا دعان تو دعا مانگے اللہ تعالے سے اور
جب آیۃ تسبیح پر گذرے تو سبحان اللہ کہے اور جب آیت سجدہ کی پڑھے سجدہ کرے اور جب فقلت استغفروا ربکم پر گذرے تو استغفر اللہ
کہے فالکل ماثور اسلیے کہ یہ سب امور مذکورہ ماثور اور منقول ہین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تحقیق روایت کیا ہے احمد اور مسلم اور
نسائی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا حذیفہ نے کہ نماز پڑھی مین نے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک رات پس شروع
کی آپ نے سورہ بقر اور پڑھا اوسکو آخر تک پھر آل عمران آخر تک پڑھے پھر سورہ نسا آخر تک تمام کی پڑھتے تھے نرم پڑھنا اور جب
گذرتے کسی آیۃ تسبیح پر تو تسبیح کرتے اور جب گذرتے آیۃ سوال پر تو سوال کرتے اوسکو اور جب گذرتے آیت استعاذت پر تو پناہ مانگتے اور ابوداؤد
اور نسائی نے عوف بن مالک سے روایت کی ہے کہ کہا کھڑا ہوا مین ایک رات ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کھڑے ہوئے
آپ اور پڑھا سورہ بقر کو نہین گذرتے تھے کسی آیت رحمت پر مگر توقف فرماتے تھے اور سوال کرتے اوسکا اور نہین گذرتے کسی آیت
عذاب پر مگر توقف فرما کر پناہ مانگتے تھے لیکن کتب حنفیہ مثل منیۃ المصلے وغیرہ مین ہے کہ مضائقہ نہین اکیلے نفل پڑھنے والے کو کہ
پناہ مانگے نار سے وقت ذکر اوسکے کے اور سوال کرے رحمت کا وقت پڑھنے آیت رحمت کے اور استغفار کرے اور فرض پڑھنے
والے کو مکروہ ہین امور مذکورہ اور امام اور مقتدی کے لیے مطلقاً جائز نہین ہے عام ہی اس سے کہ فرض مین ہون یا نفل مین اور
شارحین نے وجہ اسکی یہ لکہی ہے کہ امام یا تو فرض مین ہوگا یا نفل مین اور فرض مین تو یہ فعل آنحضرت علیہ السلام سے ثبوت کو نہین
پہونچا اور نفل پڑھنے والا امام دو حال سے خالی نہین یا تو تراویح مین ہوگا یا اون نفلون مین ہوگا کہ رات کو پڑھی جاتی ہین اور
اقتدا کی ہو اوسکے پیچھے ایک یا دو آدمیون نے پس اگر اول صورت ہی تو عدم جواز اوسکا بسبب ثقیل ہونے اوسکے کے ہے قوم پر

اور جو ثانی صورت ہی تو ترک کرنے فعل پر ترجیح نہین بسبب حدیثون ذکر کی گئی کی اور وجہ مقتدی کی نہ پڑہنی کی ظاہر ہی کہ وظیفہ اوسکا استماع
اور انصات ہے اگر فعل کیا اوسنے تو تارک ہو جاویگا اپنی وظیفے کا لیکن یہ وجہ فرائض اور قائم مقام فرائض مین تام ہی اور نوافل زائدہ
مین تام نہین اسلیئے کہ ساتہہ فعل امام کی نہین ترک ہوتا ہی وظیفہ مقتدی کا اور ملا علی قاری نے مظہر سی نقل کیا ہی کہ امور مذکورہ جائز ہین
نماز اور غیر نماز مین نزدیک امام شافعی رح کی اور امام ابو حنیفہ رح کی نزدیک جائز ہین غیر نماز مین اور امام مالک رح کی نزدیک نوافل مین جائز
ہین پس قول ان کا یا محمول ہی خارج نماز پہ یا پڑہنی کی ہے اوسنی احیاء العلوم کی اور امور مذکورہ نزدیک صاحب احیا یا اور نووی
کی مستحبات سے ہین واسطی امام اور ماموم اور منفرد کی دلیل ان خاف الریاء اور حق تلاوت کا یہ ہی کہ آہستہ پڑہی تاری اگر ڈرتا ہو ریا کی
و تشویش مصلی یا ڈرتا ہو پراگندگی اور پریشانی نمازی کی سی اور یہہ دونون یعنی ریا اور تشویش مین واسنا دوسری کا ممنوع ہی ریا کی مخالفت
تو ظاہر ہی حاجت بیان کی نہین اور تشویش غیر کی اس حدیث سی منع ہی جو روایت کی ہے ابو داؤد نی ابی سعید رضی اللہ عنہ سی قال
اعتکف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فسمعہم یجہرون بالقراءۃ فکشف الستر قال الا ان کلکم مناج ربہ فلا یؤذین بعضکم بعضا ولا یرفع
بعضکم علی بعض فی القرآن فوردح اسلیے کہ وارد ہے حدیث بیہقی مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سی یفضل عمل السر علی العلانیۃ
سبعین ضعفا زیادتی رکہتا ہی عمل پوشیدہ اوپر عمل ظاہر کی ستر درجہ مراد ستر درجہ سے کثرت ثواب کی ہی نہ تعین عدد نقل کیا ہی اس
حدیث کو اجازہ مین لیکن نہین منسوب کیا ہی طرف کسی کے اور بہی اوسی مین مروی ہے انہ قال علیہ السلام فضل قرأت السر علی قراءت
العلانیۃ کفضل صدقۃ السر علی صدقۃ العلانیۃ ظاہرا یہ سنی اوس حدیث کی ہین کہ اخراج کیا ہی ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نی قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الجاہر بالقرآن کالجاہر بالصدقۃ والمسر بالقرآن کالمسر بالصدقۃ اور مروی ہی کہ سعید بن المسیب نے
ایک رات مسجد نبوی مین عمر بن عبد العزیز کی آواز سنی کہ نفل نماز مین جہر سی قراءت پڑہتی تہی اور تہی وہ خوش آواز پس کہا سعید نی اپنی غلام
سی کہ جا اس نماز پڑہنی والی کی پاس اور کہہ کہ آہستہ آہستہ پڑہ غلام نی کہا کہ مسجد ہماری ساتہہ خاص نہین وہ بہی مسجد مین حق رکہتا ہے
پہر سعید نی خود آواز دی کہ ای نماز پڑہنی والی اگر خدا کی واسطے نماز پڑہتا ہی تو آواز پست کر اور دہیمی دہیمی پڑہ اور جو لوگون کی واسطے
پڑہتا ہی تو ہر گز میں بی نیاز نہین کرینگی تجکو خدا سی کچہہ جب سنا عمر بن عبد العزیز نی یہ کلام سعید بن المسیب کا راضی ہو اللہ تعالی اوس سی
خاموش ہوئی مگر اور تخفیف کی رکعت مین اور جب سلام پہیرا اپنی نعلین لیکر مسجد سی نکلی باوجودیکہ وہ اون دنون مین امیر مدینہ کی تہی اور اختلاف کیا
ہی علماء حنفیہ نی ادنی سر اور ادنی جہر مین بعض کہتی ہین کہ ادنی سر عبارت ہی تصحیح حروف سی برابر ہی کہ نفس اوسکا سنی یا نہین اور ادنی جہر یہ ہے
کہ سنا دی نفس کو اور بعض کی نزدیک ادنی سر یہ ہی کہ سنا دی اپنی نفس کو مگر ساتہہ مانع کی ایسلیے کہ اس سی کم کو قراءت نہین کہتی اور ادنی جہر یہ ہے
کہ سنی اوسی غیر اوسکا یہی مختار ہی نزدیک شمس الائمہ حلوائی اور شیخ امام ابو جعفر بلخی وغیرہ کی اور ابن امیر الحاج نی کہا ہے کہ اسیکو
لیا ہی بہت سی متاخرین نی مانند شیخ الاسلام خواہر زادہ اور صاحب محیط اور قاضی خان اور صاحب خلاصہ نی والا یجہر اور اگر خوف ریا
یا تشویش دوسرے نماز یکا نہو تو بلند آواز کے ساتہہ پڑہے کہ کچہہ باک نہین رکہتا بلکہ مستحب ہے صحیحین مین عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نماز تہجد مین جہر سے قراءت پڑہتا تہا پس فرمایا آنحضرت

علیہ السلام نے رحم اللہ فلانا الحدیث فہو ینبہ القلب اسلیے کہ جہر کرنا قرارت مین بیدار کرتا ہے قلب قاری کو خواب غفلت سے ویجمع الہمۃ
اور جمع کرتا ہے ہمت قاری کو تدبر معانی مین ویصرف السمع الیہ اور لیجاکے پڑہنا پہیرتا ہے عنان سمع کو غیر کی طرف سے طرف قرآن شریف کے
وینفی النوم والکسل اور دور کرتا ہے نیند اور کاہلی اور سستی کو کہ مانع ہین تدبر اور تفکر اور حضور قلب سے ویزید فی النشاط اور زیادتی
کرتا ہے نشاط اور شادمانی اور حلاوت قرارت مین ویوقظ الراقد او بیدار کرتا ہے جہر سوتے ہوئے کو اول اور آخر شب مین پس ہوتا ہے
سبب احیار اور باعث دعا اوسکے کا ویرغب فی العبادۃ اور رغبت دلاتا ہے آدمیون کو عبادت مین یعنے جو شخص کہ سنے آواز اوسکی اہل
طاعت سے تو رغبت کریگا جاگنے مین فوردح پس وارد ہے حدیث بزار مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ جب اوٹھے کوئی تم مین
سے رات کی نماز کے لیے تو چاہیے کہ بلند آواز سے قران پڑہے اسلیے کہ ان الملائکۃ وعمار الدار یستمعون قرارتہ ویصلون بصلوتہ کہ تحقیق فرشتے
اور رہنے والے گہر کے جنون سے سنتے ہین آواز قاری کی اور نماز پڑہتے ہین ساتھ قرارت اوسکے کے یعنے جبکہ آدمی رات کے وقت قرارت
جہر سے پڑہتا ہے تو کراماً کاتبین اور فرشتے محافظین اور جن وغیرہ باشندگان گہر کے کہ مسلمان ہون قاری کی قرارت سنتے ہین اور اوسکے
قرارت کی سبب سے خود بہی قرارت پڑہتے ہین پس اس تقدیر پر مراد صلوۃ سے قرارت ہے بطور اطلاق کل کے جزیر یا مراد صلوۃ سے
معنی حقیقے اوسکے ہین یعنی نماز پڑہتے ہین ساتھ اوسکے اور اقتدا کرتے ہین اوسکے پیچہے پس دونون تقدیر پر قاری دال ہے خیر پر والدال علی الخیر
کفاعلہ والمتعدی منہ افضل اور عبادت متعدی افضل ہے غیر متعدی سے یعنی وہ عبادت کہ نفع اوسکا تجاوز ہو غیر کی طرف بہتر ہے اوس سے
کہ نفع اور فائدہ اوسکا خاص عبادت کرنیوالی ہے کو ہو پس یہ قول مصنف کا گویا کہ دوسری دلیل ہے فضیلت جہر پر ولتضاعف النیۃ تضعف
الاجر اور تضاعف اور زیادتی نیت کی زیادہ کرتی ہے اجر اور ثواب کو یعنی اگر عمل واحد مین چند نیتین کرے مانند نیتون مذکور کے تو ہر ایک نیت پر
اجر اور ثواب مرتب ہوویگا اسی باعث سے متکثر اور زیادہ ہوتے ہین اعمال ابرار کے اور زیادتی ہوتی ہے اونکے درجات مین پس ہوئی جہر قرارت
افضل کہ اوسمین اجتماع چند نیتون کا ہو سکتا ہے بخلاف اخفا کے اب جاننا چاہیے کہ مصنف نے ارادہ کیا ہے ساتھ اس قول اپنے کے دلیل ان
خاف الریاء والا فیجہر جمع کرنا درمیان حدیثون فضیلت اخفا اور جہر کے اور یہی توجیہ جمع کے احیا مین نووی سے منقول ہے پہر قصد کیا مصنف
ذارشاد کرنا قاریکا باین طور کہ اختیار کرے دو شیئے کہ اوسمین صلاحیت ہو قلب کی اگرچہ یہ معنے سابق سے بہی مفہوم ہوتے ہین لیکن تصریح
کرنا ساتھ اوسکے جو معلوم ہو ضمناً احسب اور افضل ہے اسلیے کہا والاحب النظر الی صلاح القلب اور محبوب تر جہر اور اخفاء تلاوت مین
نظر کرنا طرف صلاح قلب قاری کے ہے اگر صلاح اوسکے قلب کی جہر مین ہو تو جہر افضل ہے اور جو سر مین ہو تو سر اور اخفا بہتر ہے جیسا کہ نظر
فرمائی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف اوس شے کے کہ ابی بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دل مین تہی مصوب علیہ السلام
ابا بکر فی الاسرار وعمر فی الجہر رضی اللہ تعالی عنہما لعدم التفحص عن النیۃ پس پسند کیا آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے ابا بکر صدیق رضی
اللہ عنہ کو پوشیدہ اور خفی پڑہنے مین اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جہر سے پڑہنے مین خوشنود اور راضی ہوویے اللہ تعالی اون
دونون سے پیچہے تفحص کرنے نیت اون دونون کے مروی ہے کہ گذرے نبی علیہ السلام ایک رات اصحاب ثلاثہ یعنی ابوبکر صدیق اور
عمر فاروق اور حضرت بلال پر پس پایا آپ نے تینون کو مختلف الاحوال گذرے آپ ابوبکر صدیق رضی پر اس حال مین کہ ہلکی اور باریک آواز سے

قرآن پڑہتے تھے پس پوچھا آپ نے اون سے باعث اخفا کا پس عرض کی حضرت صدیق نے کہ مناجات کرتا ہون سامنے اوس ذات
کے کہ سنتا ہی جہر اور اخفا دونون کو پس سنانا اوسکا جہر کی طرف محتاج نہین ہے اور گذری عمر فاروق پر اس حال مین کہ جہر سے قرارت پڑہتے
تہے آپ نے اونسے وجہ اوسکی دریافت فرمائی پس عرض کیا حضرت عمر نے کہ جہر سے اوٹہاتا ہون مین سوتے ہوؤن کو اور دور کرتا ہون
شیطان کو کہ قرارت قرآن سے بہاگتا ہے اور گذری بلال پر دران حالیکہ پڑہتے تہے ایک آیت کسی سورت سے اور دوسری دوسری سورت
سے پس فرمایا آپ نے کہ کیا سبب ہے اسکا حضرت بلال نے عرض کی کہ ملاتا ہون مین طیب کو ساتہ طیب کے پس فرمایا آنحضرت علیہ الصلوۃ
والسلام فی کل منکم قد احسن واصاب لیکن فرمایا آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو ارفع قلیلا بلند کر آواز کو تہوڑا اور فرمایا عمر فاروق کو اخفض
قلیلا پست کر آواز کو تہوڑا کما قال اللہ تعالی لا تجہر بصلوتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذلک سبیلا یعنی فرمایا آپ نے ابوبکر صدیق کو کہ اٹھو مناجات
رب اپنے سے قدر قلیل اور گردان واسطے خلق کے اپنی قرارت مین سے حصہ ای وہ بہی سنکر فائدہ حاصل کرین اور فرمایا حضرت فاروق
کو کہ اوٹہا نظر خلق سے اور گردان واسطے نفس اپنی کے مناجات رب اپنے سے نصیبہ ای دوسرون کا سنانا بہت ملحوظ نہ کر اگرچہ نیک
ہی نیت کے ساتہ ہو بلکہ اصلاح اپنی مقدم کر دتحسین الصوت اور حق تلاوت قرآن کا یہ ہے کہ خوش کرے آواز اپنی کو ساتہ اوسکے
تاکہ سننا اوسکا موثر اور کارگر ہووے سننے والون کے دلون مین واضح ہو کہ تحسین صوت قرآن پڑہنے مین مسنون ہے لیکن اس
حدتک کہ تغیر ہو جاوے نظم قرآنی اور مشابہ ہو جاوے وحی منزل ساتہ الحان اغانی کی تفسیر اتقان مین ہے اگر آدمی خوش آواز
نہ ہو تو اپنی آواز کو تکلف سے خوش آواز بنادی جسقدر کہ ہو سکے لیکن نہ اس حدتک کہ خارج ہو جاوے طرف تمطیط کے اور تمدید کی
معرفۃ التجوید مین ہے کہ مراد تحسین اور تزئین قرارت سے یہ ہے کہ ادا کرے حروف کو مخارج اونکی سے نہ اسطور پر کہ مقاصد اور معانی
متغیر ہو جاوین جیسا کہ اس زمانہ مین اندہے مادرزادون نے نکالا ہی اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زینت دو قرآن کو ساتہ لحنون اپنی
کے اور دور رکہو اپنے تئین لحون اہل کتاب سے کیمیاء سعادت مین ہی کہ دیکہا آنحضرت علیہ السلام نے سالم مولا ابوحذیفہ کو کہ قرآن پڑہتے تہے
خوش آوازی سے پس فرمایا الحمد للہ الذی جعل فی امتی مثلہ فرح اسلیے کہ وارد ہے حدیث شیخین مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ما اذن اللہ
لشیء اذنہ لحسن الصوت بالقرآن نہین استماع کیا اللہ تعالے نے ساتہ گوش رضا اور قبول کے کسی چیز کو مثل استماع اور قبول اوسکی
کے آواز خوش کے تئین ساتہ تلاوت قرآن کے اور بعض نسخون مین بحسن الصوت ساتہ بار موحدہ کے آیا ہے کہ وہ بہی بمعنی لام کے ہے
تاج اللغات مین ہے کہ اذن بفتحتین گوش فراداشتن وفی الصراح اذان لہ اذنا استمع لہ اور اذن ساتہ کسرہ کے دستوری اور اجازت
دینا ہے اور ساتہ ضمتین اور سکون کے بمعنی گوش کے ہے تہ لیجئے وارد ہی شان تحسین صوت بالقرآن مین حدیث ما اذن آلخ کہ استماع اور
شنوا نہین ہوتا اللہ تعالی جل جلالہ ساتہ سمع قبول اور رضا کے مانند استماع قبول اور رضامندی اوسکے کے حسن صوت اور
خوش آوازی کو ساتہ قرآن کے اور ایک روایت مین آیا ہے کاذنہ لشیء یتغنی بالقرآن لیکن یہ حدیث ان لفظون سے کہ متن میں ہو
مین نہین پائی گئی صحیحین مین بلکہ ان الفاظ سے ماخوذ ہے احیاء العلوم سے اور مروی ہے کہ تحقیق اللہ تعالی نہین استماع کرتا
ساتہ گوش قبول اور رضا کے کسی شے کے تئین زمین سے مگر اذان موذنون کی اور آواز خوش واسطے قرآن کے لغوی سے

کہا ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے البتہ اللہ تعالے زیادہ سننے والا ہے آواز اوس آدمی کی کہ قرآن خوش آوازی سے
پڑہتا ہو اور یہی مروی ہے فلیس منا من لم یتغن بالقرآن بعض علما نے تغنی کو غنی بالقصر سے ماخوذ کیا ہے یعنے نہین ہے ہم مین سے وہ
شخص کہ تونگر اور بے پروانہ ہوا بسبب قرآن کے محتاج دنیا سے اور بعض علما نے غنا بالمد سے مشتق کیا ہے اور اس تقدیر پر حاصل اسکا
یہ ہوگا کہ جو شخص تغنی اور ترنم ساتہہ قرآن کے نکرے وہ ہم مین سے نہین ہے کتاب التمہید فی معرفۃ التجوید مین ہے کہ مراد غنا ممدود سے
تطریب مکروہ اور تلحین مذموم نہین ہے بلکہ مراد اوس سے ترتیل قراءت اور تحسین صوت اور حفظ حروف اور مراعات وقوف اور تجوید
قراءت اور تصحیح تلاوت ساتہہ استشعار خوف اور رجا کے ہے خلاصہ یہ ہے کہ تطریب اور تزیین اگر طبعی اور جبلی ہو وہ محمود ہی اگرچہ طبیعت
کی استعانت سے ہو جیسیکہ مروی ہی ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت علیہ السلام نے استماع فرمائی قراءت اونکی پس جب خبر دی
آپ نے ابو موسی کو ساتہہ اسکے کہا اگر جانتا مین کہ آپ سنتے ہین البتہ زیادہ تحسین اور تزیین کرتا قراءت مین اور وجہ محمود ہونے اوسکے
کے یہ ہے کہ اچہی آواز خوب تاثیر کرتی ہے قاری اور سامع کے دل مین بسبب خالی ہونے اوسکے کے تکلف سے اور وہ تطریب اور تزیین
کہ اوسمین تکلف ہو اور مشابہ ہو جاوے راگ سے وہ مکروہ اور ممنوع ہے نزدیک سلف کے اور جسنے کہ تامل کیا احوال سلف مین جان
لیگا کہ وے بری تہی تصنع سے تطریب اور تحسین طبعی سے کہ وہ مندوب ہی بسبب حدیث زینوا القرآن آلخ کے اور عادت شریف صحابہ کرام
رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ تہی کہ جب جمع ہوتی امر کرتی البیہن ایکدوسرے کو کہ پڑہی سورت قرآن کی تاکہ تہیا جلی الترغیب و تاثیر اس حال مین
کہ اکتفا کرنے والا ہو ساتہہ اچہی آواز کے اوپر قدر ترغیب اور سننے والون کے اور اوپر قدر تاثیر اور رقت قلوب اور نرمی جلود خاشعین
کے جیسیکہ وارد ہی قرآن شریف مین تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ یعنے قرآن شریف کو اسقدر پڑہے
کہ اوسمین قاری کو شوق پڑہنے کا اور رغبت باقی رہی اور سننے والے شوق سننے کا رکہین اور موثر ہو اونکی دلون مین نہ اوس حد تک
پڑہے کہ پڑہنے والا اور سننے والا سننے سے بیزار ہو جاوین اور حضور دونون کا جاتا رہے اسلیے کہ مروی ہے اقرؤا القرآن ما ائتلفت علیہ قلوبکم
ولانت جلودکم فاذا اختلفتم فلستم تقرؤہ اور ایک روایت مین ہے فاذا اختلفتم فقوموا عنہ اور مروی ہے ان احسن الناس قراءۃ من اذا قرء
یتحزن بہ و ایضا ان اللہ یحب ان یقرء القرآن بتحزین اور مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قال سئل النبی علیہ السلام ای الناس
احسن قراءۃ فقال الذی اذا قرء رایت انہ یخشی اللہ عزوجل وان احسن الناس صوت بالقرآن اخشاہم وان ہذا القرآن نزل بحزن فاذا
قراتموہ فاحزنوا اور بکتفیا حال ہی ضمیر یحسن سے یعنے تحسین اور تزیین دی اپنی آواز کو ساتہہ قرآن کے اوس حال مین کہ اکتفا کرنیوالا
ہو اوپر اوسقدر کے کہ ترغیب دی سامع کو اور موثر ہو اوسکے دل مین غیر مغیر نظمہ اس حال مین کہ تغیر دینیوالا ہو نظم قرآن کو ساتہہ
زائد کہینچنے مدودون کے اور اشباع کرنے حرکتون کے یہانتک کہ فتحہ سے الف پیدا ہو اور کسرہ سے یا اور ضمہ سے واو یا ادغام کرے غیر
جگہہ ادغام مین یا تغیر دی حرفون کو اونکی مخرجون سے یا متغیر کرے صفات حروف کو ہمس اور جہر اور شدت اور رخوت اور تبدیل حرکات
اور سکنات سے کہ یہ امور تحسین صوت کو لازم ہین سیوطی نے روضۃ النووی سے نقل کیا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ افراط اس وجہ پر حرام
ہے فاسق ہوتا ہے ساتہہ اسکے قاری اور گناہگار ہوتا ہے مستمع اسلیے کہ اوسنے عدول کیا طریق مستقیم سے ولا مرجع قواعد الموسیقی

المذموم المنسوب الی المبتدعہ اور اس حال مین کہ رعایت کرنیوالا ہو قواعد موسیقی کو کہ مذموم اور ممنوع ہین اور نسبت کی گئی ہین طرف اہل بدعت
کے جو اصحاب فسق اور فجور ہین اسلیے کہ پڑھنا قرآن شریف کا ساتھ قواعد علم موسیقی اور نغمات کے حرام اور ممنوع ہے شریعت محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم مین چنانچہ بیہقی نے شعب الایمان مین رزین سے نقل کیا ہی کہ مروی ہے حذیفہ رضہ سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرؤا القرآن
بلحون العرب واصواتہا وایاکم ولحون اہل الفسق واہل الکتابین وسیجی بعدی قوم یرجعون بالقرآن ترجیع الغنا والنوح لایجاوز حناجرہم مفتونۃ قلوبہم
وقلوب الذین یعجبہم شانہم یعنے پڑھو قرآن کو ساتھ لحن عرب کے اور آوازون اونکے کے اور دور رکھو اپنے تئین لحن اہل فسق اور اہل توریت اور انجیل کر
اور قریب ہے کہ آوینگی پیچھے میری ایک قوم کہ ترجیع کرینگے ساتھ قرآن کے مانند ترجیع غنا اور نوحہ کے کہ نہین گذریگا قرآن حناجر انکے سے یعنے مقصود قبول کے
نہین ہوینگا یا مجرد اوے گلی سے نیچے اوترے گا جو دل مین تاثیر کرے بلکہ فتنہ مین ہونگے دل انکے اور دل ان لوگون کے کہ پسند کرتے مین اونکے حال کو کہا رفعا نے کہ مراد
لحون عرب سے وہ ہی کہ اوسمین تحسین الصوت اور تطریب اور ترقیق اور تحزین اسقدر ہو کہ پیدا کرے الشکی ڈر اور خوف کو باوجود رعایت کرنے قوانین علم تجوید اور
رعایت نظم کلمات اور حدوث کے بغیر تکلف کرنے قواعد جو حق کے جیسے کہ لحون عجمیہ مین ہی اور یہی یہود اور نصاری کہ پڑھتے ہین کتابون اپنی کو اصطلاح اور تکلف کرتے تھی اور شیخ
عبدالحق دہلوی نے لکہا ہے کہ تکلف ساتھ رعایت کرنے قوانین موسیقی کے مکروہ ہی اور جبکہ موددی ہو طرف تغیر قرآن کے تو حرام ہے
یقینا انتہی اور مروی ہے انس بن مالک رضہ سے کہ سنے اونہون نے آواز ایک آدمی کی کہ پڑھتا تہا قرآن شریف کو ساتھ ایسی آواز کے کہ نکالا ہے اونہون
لوگون نے پس منع کیا اوسکو ایسے پڑہنے سے اور مراد تغنی سے جو بخاری کی حدیث مین وارد ہے لیس منا من لم یتغن بالقرآن تحسین اور
تزئین طبعی ہے جیسے کہ طبعی ہین ہے یعنے وہ لحن اور تحسین کہ اعانت طبیعت کے ساتھ ہو جیسا کہ مشاہدہ کیا جاتا ہے قراء عرب سے
اور صاحب جامع الاصول نے کہا ہے لیش بان یکون بالفظ القراء فی زماننا من لو عاظمین لحون العجمۃ فی القرآن انتہی عنہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور مشتغل عن التدبر اور اس حال مین کہ مشغول ہو نیوالا اور بازیہ رہنے والا ہو بسبب تحسین صورت کے تدبر معانی اور لطائف قرآنی
سے یعنی تحسین صوت مین اس حد تک تکلف نکرے کہ مشتغل اور مصروف ہو جاوے تدبر اور تفکر معانی اور احکام قرآنی سے کہ عبارت
ہین اوامر اور نواہی سے اور مصروف ہو انبیاء کے حالات اور اولیاء اللہ کی بلیات اور ہلاک اعداء اللہ اور درجات جنت اور درکات
نار اور احوال قیامت سے کہ یہی مقصود اعلی اور مطلوب اقصی ہے پڑہنے سے یہانتک کہ طیبی نے کہا ہے کہ الاشتغال بتجوید الحروف بحیث
عن مخارجہا علی طریق المبالغہ من تسویلات الشیطان الصارفۃ عن فہم معانی القرآن حاصل یہ کہ خوش آوازی قرآن پڑہنے مین دو قسم کی
ہوتی ہے ایک تو وہ کہ مقتضا طبیعت کا ہو اور بسبب تقاضے طبیعت اوسپر مساعدت کرے کچہہ حاجت طرف تعلیم اور تعلم کے نہو بلکہ اگر مجبور کیا جاوے
پڑہنے والا طرف طبیعت اپنی کے تو تطریب اور تلحین اوس سے ظہور مین آوے بغیر خروج دائرہ تجوید سے اور لحون عرب سے یہی مراد
ہی جیسا کہ اسکا ذکر ہو چکا پس یہ قسم بالاجماع جائز ہی اور دوسرے وہ ہے کہ سماعت طبیعت اوسپر اتفاقی سے حاصل نہین ہو سکے
بلکہ حاجت پڑے طرف تعلیم اور تکلف کے جیسے کہ گانے والون کی آوازین کہ طرح طرح کے راگون اور قسم قسم کے ایقاعات مخصوصہ
سے پڑہتے ہین یہ قسم مکروہ اور ممنوع ہی سلف کے نزدیک وتعظیمہ اور حق تلاوت قرآن کا یہ ہے کہ تعظیم کرے اوسکی جب فارغ
ہوا ماتن آداب ظاہری قرآن سے پس شروع کیا آداب باطنی مین پس کہا وتعظیمہ یعنی معتقد ہووے عظمت قرآن کا اور

وہ نہین حاصل ہوتی جب تک کہ متکلم کی عظمت ملاحظہ نکرے چنانچہ مروی ہو کہ عکرمہ بن ابی جہل جب کہولتے قرآن کو تو بیہوش ہو جاتی
اور کہتے یہ کلام رب ہے پس معلوم ہوا کہ کلام کی عظمت اور تعظیم متکلم کی عظمت سے حاصل ہوتی ہے اور متکلم کی عظمت نہین حاصل ہوتی
جب تک کہ تامل اور تفکر نکرے صفات جمال و جلال اور افعال مین اوسکے مانند خلقت سموات اور عرش معلی اور ایجاد ارض الی ماتحت
الثری کے حاصل یہ کہ قرآن مجید کو بزرگ جانے کہ کلام الٰہی ہے اور اللہ تعالی بواسطے اسکے ساتھ کلام کرتا ہے اور وہ قدیم ہے اپنی
ذات مین اور جو کہ تلفظ کیا جاتا ہے اور زبان پر جاری ہے وہ حروف ہین جیسے کہ کلمہ آتش کا زبان سے کہنا آسان ہے اور ہر شخص اوسکو
کہہ سکتا ہے لیکن حقیقت اور ماہیت اوسکی کوئی زبان پر نہین لا سکتا اسیطرح اگر ان حرفون کے معانی کی حقیقت ظاہر اور ہویدا ہو جاوے
تو ساتون آسمان اور زمین اوسکی طاقت نلا سکین ٹوٹ جاوین اسلیے کہ وارد ہے شان عظمت قرآن شریف مین ولو انزلنا ہذا القرآن علی
جبل لرأیتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ اگر اوتارتے ہم قرآن کو پہاڑ پر اور اوس پہاڑ کو ادراک اور فہم دیتے تو البتہ دیکہتا تو اوسکو ڈرنیوالا
اور فرمانبردار اور پارہ پارہ ہونیوالا خوف خدا اور ہیبت اون وعیدون سے جو اس مین مذکور ہین اس آیت مین قرآن شریف کی عظمت اور بزرگی
کا بیان ہے اور انسان کو توبیخ اور سرزنش ہے بسبب قساوت قلب اور قلت تخشع اور تضرع کے پڑہتے کے وقت مین ح اور وارد ہی شان
عظمت قرآن مین حدیث من قرأ القرآن فرأی ان احداً اوتی افضل مما اوتی فقد استصغر عظمہ اللہ تعالی جسنے کہ پڑہا قرآن کو پہر گمان کیا
کہ تحقیق کوئی دوسرا دیا گیا ہے افضل اور بہتر اوس چیز سے کہ دی گئی ہے اوسکو پس تحقیق حقیر جانا اوسنے اوس چیز کو کہ بزرگی دی
ہے اوسکو اللہ تعالی نے یعنے کوئی چیز امور دنیا اور عقبی سے معظم اور مکرم نہین ہے نزدیک اللہ تعالی کے قرآن مجید سے پس لائق
اور سزاوار تعظیم کے قرآن ہے نہ دوسرے کوئی چیز سو چاہیے قاری کو کہ تعظیم کرے اوسکی اور معتقد ہو کہ اللہ تعالے نے اوسکو شرافت
اور کرامت عطا فرمائی ہے پہر اگر اعتقاد کیا قاری نے کہ دیا گیا ہے کوئی فرد افراد انسان کا بہتر چیز قرآن سے تو تحقیق صغیر اور ہلکا
جانا اوسنے اوسکو جو عظیم ہے نزدیک اللہ تعالے کے اور حقیر جاننا قرآن کو امور دنیوی سے اور حقارت کلام اللہ کی بعینہ حقارت متکلم
کی ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا اللہم ارنا الحق حقاً والباطل باطلاً دیکہو القلب اور حق تلاوت کا یہ ہے کہ حاضر
کرے قاری قلب اپنا وقت تلاوت کے اور ترک کرے حدیث نفس کو لما سبق انہ الاصل بسبب اوسکے کہ گذر چکا نماز کے بیان مین کہ
اصل اعمال مین حضور دل کا ہے اور حضور عمل مین مانند روح بدن کے ہے وہ قصد اور دل اور ساتہ اسی حضور قلب کے تفسیر کی گئی ہے
نزدیک بعض کی یہ آیت جو وارد ہے قرآن مجید مین یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ اسے یحیے پکڑ توراۃ کو ساتہ حضور قلب اور فہم معنی کے
یعنے پڑہ اوسکو جد و جہد اور حضور دل کے بعض بزرگون سے سوال کیا گیا کہ جب پڑہتے ہو تم قرآن کو آیا نفس تمہارا حدیث کرتا
ہے کسی شے کے ساتہ تو جواب مین کہا گیا کوئی شے محبوب تر ہے نزدیک ہماری قرآن سے تا کہ حدیث کرے ساتہ اوسکے نفس
ہمارا قوت القلوب مین منقول ہے کہ بعض سلف جب پڑہتے تہے کسی سورت کو غفلت سے یعنے بغیر حضور قلب کے تو اعادہ کرتے
اوسکا دوبارہ اور حق تلاوت کا یہ ہے کہ تدبر اور تامل کرے قاری معانی اور لطائف قرآنی مین کہ مقصود اور مطلوب قرآن پڑہنے سے
یہی ہے یعنی قاری قرارت قرآن مین حرف سماع نفس پر بغیر تامل اور تدبر کی اکتفا نکرے اور یہ تدبر حضور سے غیر ہے کیونکہ آدمی

بسا اوقات قرارت مین خاطر الطلب ہوتا ہے اور تدبر معانی کا مطلق خیال ہی نہین ہوتا جیسے کہ اکثر قاریون کا حال ہے سوا اونکی قرارت بہ نسبت
تدبر کرنیوالون کی ناقص ہو اسلیے فرمایا ہے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے لا خیر فی عبادۃ لا فقہ فیہا ولا فی قراۃ لا تدبر فیہا غرض حق اسلیے کہ وارد ہے
قرآن مجید مین لیدبروا آیاتہ تاکہ اندیشہ اور تامل کرین آیات قرآن مین پوری آیت یون ہے کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروا آیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب
اور جبکہ انزال قرآن کا واسطے تدبر کے ہوا تو تدبر واجبات تلاوت سے ٹھہرا اور تدبر ہر ایک کا بقدر حال اوسکے کے ہے اگر عالم ہے تو معانی اور نکات
قرآنی مین اوسکو تدبر چاہیے اور جو علم کے اہل سے نہین ہے تو اوسکا تدبر اسیقدر ہے کہ عظمت کلام اور متکلم مین مستغرق ہو اسلیے کہ مقصود انزال
قرآن سے تدبر معانی ہے نہ مجرد تحریک لسانی اسلیے کہا گیا ہے کہ حق تلاوت کا یہ ہے کہ شریک کرے اوسمین زبان اور عقل اور دل کو پس زبان کا حظ
ہے ساتھ حروف صحیحہ کے اور عقل مترجم ہے کہ تفسیر اونکی کرے اور دل وعظ قبول کرنیوالا ہے ساتھ زجر اور ائتمار کے کہ کان آتا تھا ہم اور تھا اہتمام بیچ
[illegible] اکثر صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کی تلاوت قرآن مین بالتفقہ ساتھ تفقہ اور تامل اور ادراک معانی اور حق اور لطائف قرآنی کے
[illegible] کہ ایک شخص [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا واسطے سیکھنے قرآن شریف کے پس پہونچا اس آیت شریف تک
فمن یعمل مثقال ذرۃ [illegible] کفایت کرتا ہے میرے لیے یہ اور پہرا حضرت کے پاس سے یعنی رخصت ہوا پس فرمایا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اور تیسیر ہے بدون التفقہ نہ ساتھ مجرد تحریک زبان اور کثرت قرارت کی اگرچہ ہی خالی اوس سے نہین ہے
لیکن قلیل [illegible] دارہے کہ اوسمین حرکت اور اضطراب ہوتی تمام ستہزالا لبقہ یہانتک کہ نہین حفظ کیا تمام قرآن مجید کو مگر چند شخص نے اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] بن کعب اور [illegible] بن مسعود اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت وغیرہ اور احیاء مین ہے قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن عشرین الفا من الصحابۃ لم یحفظ القرآن منہم کلہ [illegible] اختلف منہم فی اثنین اور دلالت کرتی ہے اسی پر وہ روایت جو اتفاق میں ہے
بیہقی کی روایت سے [illegible] ابن سیرین سے کہ جمع کیا قرآن کو رسول اللہ کے زمانے مین چار شخصون نے کہ نہین
اختلاف ہے اون مین [illegible] معاذ بن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور ابو زید مین اور اختلاف ہے دو شخصون مین یعنے ابوالدرداء اور
عثمان رضی اللہ عنہما مین [illegible] کہ عثمان اور تمیم داری مین اور روایت کی ہے بخاری نے انس سے قال مات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ولم یجمع القرآن غیر اربعۃ ابوالدرداء اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور ابو زید اور بعض روایت مین گنتی حفاظ صحابہ کے پچاس کر
میں سے اوسی مین [illegible] اور عبادہ [illegible] ہین اسلیے بعض اماموں نے حصر چار فردون مین مستنکر جانا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حصر
باعتبار علم حاضر اسی حصر کرنیوالی کی ہے نہ حصر واقعی بل الکثیر لم یحفظ الا سورۃ او سورتین بلکہ بہت سے صحابہ نہین یاد رکھتے تھے مگر ایک سورۃ
یا دو اور جس شخص کو سورہ بقرہ اور انعام یاد ہوتی تھی اوسکو علما صحابہ سے گنتی تھی اور سبب اسکا یہ تھا کہ اہم مقاصد اونکا تدبر اور
عمل کرنا تھا اوسمین کہ وارد ہے قرآن مین اسلیے تلاوت کرنیوالا اگر معرض ہو عمل سے تو لائق ہے کہ مراد ہو ساتھ اس قول اللہ تعالے
کے ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمی اسلیے یوسف بن اسباط نے کہا جبکہ پوچھا اونسے کیا دعا مانگتے
ہو جبکہ ختم کرتے ہو قرآن شریف کو کہا استغفار کرتا ہون اپنی تلاوت سے سو مرتبہ و غیرہ ولہ مراراً اور حق تلاوت کا یہ ہے کہ تکرار
کرے بعض آیتون کو چند مرتبہ تاکہ ذوق بخشی اور حالت پیدا کرے جبکہ نہ قدرت ہووے تدبر پر مگر ساتھ تردید کے کہا امام غزالی

مگر یہ کہ ہو پیچھے امام کے یعنے مقتدی ہو تو تردید واسطے تدبر کے نکرے کیونکہ مقتدی اگر ایک آیت کی تدبر مین باقی رہا اور امام دوسری
آیت مین مشغول ہو تو یہ گنہگار ہوگا جیسے کہ کوئی شخص مناجات کرتا ہو کسیکے ساتھ اور وہ تعجب مین ہو جاوے ایک کلمہ سے اور مشتغل ہو جاوے
باقی کلام کے سمجھنے سے اسی طرح اگر ہو تسبیح رکوع وغیرہ مین اور وہ متفکر ہو اوس آیت مین جو پہلے تھی قیام کے وقت پس اس قسم کا
تفکر وسوا اس کے فقد قام علیہ الصلوٰۃ والسلام لیلۃ بآیۃ پس تحقیق کھڑے رہے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین تمام رات ساتھ
ایک آیت کے جیسے کہ مروی ہے ترمذی اور ابن ماجہ مین ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ان النبی علیہ السلام قام بآیۃ یرددہا حتی اصبح
اور وہ آیۃ یہ ہے ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم اور کھڑے رہی تمیم رازی ایک رات ساتھ اس آیت کے ام حسب الذین
اجترحوا السیئات الآیۃ اور کھڑے رہے سعید بن جبیر ایک رات کہ تردید کرتے تھے اس آیت کو وامتازوا الیوم ایہا المجرمون اور مروی ہے بعض
سلف سے کہ سورہ ہود مین چھ مہینے تک تفکر کرتے رہے اور تکرار کرتے تھے اوسکی اور نہ فارغ ہوتے تھے اوس سے وتفہم اور حق تلاوت
کا یہ ہے کہ قصد کرے سمجھنا اسرار قرآنی اور معانی باطنہ فرقانی کا اور طالب کرے وضوح آیت کا جو چیز کہ مناسب اوسکی ہو اور یہ تفہم غیر
تدبر ہے اسلیے کہ تدبر عبارت ہے فکر کرنی ظاہر معانی قرآنی سے اور تفہم عبارت ہے تعمق نظر سے اسرار باطنہ مین اسی لیے اشارہ کیا مصنف
نے ساتھ اس قول اپنے کے وہو اور تفہم متفاوت بحسب صفاء الباطن وظہور المکاشفۃ یعنی فہم متفاوت ہوتا ہے موافق صفائی باطن اور
حصول انوار قلب کے اور ظہور مکاشفہ کے جسقدر کہ صفائی باطن کی اور مکاشفہ زیادہ ہوگا اوسیقدر فہم معنی بھی زائد ہوگا اور چونکہ
بعض علماء ظاہر نے اہل تصوف پر تشنیع کی ہے بیچ تاویل کرنے کلمات قرآنی کے خلاف اوسکے کہ منقول ہے ابن عباس اور تمام مفسرین
سے اور کہا ہے کہ تاویلات خلاف اوسکے جو منقول نہے کفر ہے ساتھ حکم اس حدیث کے من فسر القرآن برأیہ فلیتبوء مقعدہ من النار
اوسکے دفع مین اشارہ کیا مصنف نے ساتھ اخبار اور آثار کی قرآن مجید مین ارباب فہم کے لیے معانی بہت ہین اور ساتھ اس قول اپنے
کے فو درج اسلیے کہ وارد ہے حدیث ابن حبان مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان للقرآن ظہرا وبطنا تحقیق واسطے قرآن کے ظہر اور
بطن ہی اور روایت کیا ہی دیلمی نے القرآن تحت العرش لہ ظہر وبطن واضح ہو کہ ظہر اور بطن کی تفسیر مین علما نے اختلاف کیا ہے بعض
نے کہا ہے کہ ظہر وہ ہی کہ بیان کیا ہے اوسکو نقل نے اور بطن وہ ہے کہ کھولدیا ہو اوسکو تاویل نے اور کسی نے کہا ہے کہ ظہر جلی معنی سے
عبارت ہی اور بطن خفی معنی سے کہ وہی سر ہی درمیان اللہ تعالی اور درمیان خاص بندون اوسکے کے جیسے کہ علماء ظاہر فاخلع نعلیک
سے معنی لغوی جانتے ہین اور علماء باطن اور اہل تصوف جانتے ہین کہ مراد فاخلع نعلیک سے صاف اور پاک کرنا دلکا ہی مقاصد کونین
اور مہمات دارین سے اور جسکو کہ ادنی درجہ فہم قرآن کا نہو تو وہ داخل ہی اس قول مین ومنہم من یستمع الیک حتی اذا خرجوا من عندک
قالوا للذین اوتوا العلم ماذا قال آنفا اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبہم کذا فی الاحیاء وفیہ تامل پہر استشہاد کیا ماتن نے مدعی
سابق پر ساتھ دو سندون کے کہ اول اونکی یہ ہے لا یفقہ العبد حتی یری للقرآن وجوہا کثیرۃ [illegible] نہین ہوتا ہے آدمی ساتھ کمال دانائی
کے یہان تک کہ دیکھے اور اعتقاد کرے واسطے قرآن کے وجوہ کثیرہ چنانچہ حضرت قطب الاقطاب فرد الاحباب غوث الثقلین قدس
اللہ سرہ العزیز کے مناقب مین لکھا ہے کہ ایک روز آپکے سامنے کسی قاری نے ایک آیۃ پڑھی آپنے ایک وجہ اوسکی تفسیر مین بیان کی

پہر دوسری وجہ بیان فرمائی پہر تیسری وجہ اسیطرح گیارہ وجہین بیان کین اور یہین تک حاضرین مجلس کا علم بہی تہا یعنی حاضرین
کے فہم مین آتا تہا پہر اور وجہین بیان کرنا شروع کیا حتی کہ چالیس وجوہ اوسی آیت کی تفسیر مین بیان کین اور ہر وجہ کی سند النبی تعالی کو
پہونچاتے کہ حاضرین مجلس سب تعجب مین رہی پہر فرمایا چورا ہے قال کو اور پہر آئی ہم طرف حال کے اور کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسی
کلمہ کے کہتے ہی ایک شور اور اضطراب حاضرین کے دلون مین پڑا کہ کپڑون کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے جنگل کا رستہ لیا اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ
عنہ نے فرمایا ہے اگر چاہتا مین البتہ بہر دیتا چالیس اونٹون کو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے اور ابن حجر نے اس حدیث کو ابی الدرداء سے
ان الفاظ کے ساتہ نقل کیا ہے لا یفقہ الرجل کل الفقہ حتی یجعل للقرآن وجوہا پس شاید کہ ابن حجر نے اس روایت کو بالمعنی نقل کیا ہے یا
اوسکے نزدیک انہین الفاظ کے ساتہ جو متن مین مذکور ہین ثابت ہوئی ہو اور بعض شروح مین ہی کہ یہ کلام بعض سلف کا ہے
اور دوسری سند استشہاد مصنف کے صحیح یہ حدیث کہ روایت کیا ہے اوسکو ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی اور بیہقی نے ابی ہریرہ رضی
اللہ عنہ سے کہ فرمایا آن حضرت علیہ السلام نے اقرؤا القرآن والتمسوا غرائبہ یعنے پڑہو قرآن شریف کو اور ڈہونڈہو غرائب یعنے معانی
خفیہ اوسکی کہ پوشیدہ اور مخفی ہین اہل ظاہر پر اور ظاہر ہی کہ وجوہ کثیرہ اور معانی غریبہ نہین حاصل ہوسکتی مجرد تفسیر ظاہری سے پس
اسمین دلالت ہی اسپر کہ فہم معانی قرآن مین مجال وسیع ہی لیکن جب تک کہ حکم ظاہر تفسیر کا نکر سکے تب تک باطن کے پہر سمجہنے مین طمع نہ
کیجا وے اسلیے ابن حجر نے کہا ہے کہ جو شخص کہ اسرار قرآنی کے سمجہنے کا دعوی کرے اور ظاہر تفسیر پر حکم نکر سکے تو اوس شخص کے مانند
ہی کہ گہر کے اندر داخل ہو جانیکا دعوی کرے پہلے داخل ہونے دروازہ اوسکے سے انتہی اور بسبب ثابت ہونے وجوہ کثیرہ کے
قرآن کے لیے فرمایا ہے علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے لو شئت ان اوقر سبعین بعیرا من تفسیر ام القرآن لفعلت کہا ابن حجر نے کہ اسمین کچہ
اشکال نہین اوس شخص کے نزدیک کہ تامل کرے حمد کے بیان وسیع مین اور اوسکے اقسام اور اسباب اور غایات مین پہر نظر کرے طرف
جلال اور بزرگی ذات اوس مرکے جو لائق ہے ساتہ اوسکے کمال اور تنزہ اور شرح جزئیات اوسکے سے اور مخالفین کے اوپر پہر غور کرے
معنی رب مین اور عالم کی تربیت کی کیفیت مین کہ طرح طرح سے رب العالمین اپنی مخلوقات کی پرورش فرماتا ہے کہ انسان کی فہم کا
احاطہ اوسکے حصر سے قاصر ہی اور خیال کرے اقسام اور انواع عالم اور تعداد اوسکے مین کہ ہزار عالم ہین چار سو خشکی مین اور چہ سو
دریا مین انتہی اسلیے بعض علما نے کہا ہے کہ ہر آیت کے لیے ستر ہزار فہم ہین اور بعضون نے کہا کہ کلام باری حاوی ہے بہتر ہزار علمون
کو پس کافی ہے تیرے لیے شاہد کافی اور دلیل وافی یہ قول اللہ تعالے کا قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات
ربی ولو جئنا بمثلہ مددا اور جبکہ انہین دونون حدیثون مذکورہ اور حدیث من فسر القرآن الحدیث مین بظاہر منافات نہین
پس دفع کیا مصنف نے اوسکو ساتہ اس قول اپنی کے واما ما ورد من فسر القرآن برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار اور وہ جو
وارد ہے حدیث ترمذی مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ جو شخص تفسیر کرے قرآن کی اور بیان کرے معانی اوسکے ساتہ فکر
اور عقل اپنے کے پس چاہیے کہ اوسکو آمادہ اور طیار کرے جگہہ اپنی نار سے کہا شیخ نجم الدین شارح عین العلم نے کہ مصنف نے اتباع
اور پیروی کی ہے امام غزالی رحمہ اللہ کی حدیث مذکور مین بیچ قول من فسر کے ورنہ یہ حدیث موافق روایت ترمذی کے یون ہے

من قال فی القرآن الحدیث پس شاید کہ امام نے نقل بالمعنی کیا ہو لیکن اسپر یہ وارد ہوتا ہے کہ قول فی القرآن عام ہے مشتمل ہے مطلق
تکلم کرنے کو معنی قرآن مین اور تفسیر خاص ہے پس جواب اسکا یہ ہو سکتا ہے کہ شاید امام نے اس روایت کو انہین الفاظ کے ساتھہ
پایا ہو اب جاننا چاہیے کہ راے دو قسم پر ہے ایک وہ راے ہے کہ صحیح اور موافق ہو اصول اسلامیہ اور قواعد عربیہ کے دوسرے وہ کہ باطل
اور خلاف اصول اسلامیہ کے ہو پس مراد ساتھہ راے کے جو مذکور ہے حدیث شریف مین وہ ہے کہ مبنی اور موسس نہو اوپر علوم کتاب
اور سنت کے اور مخالف ہو قواعد اہل عربیت سے جو مقرر ہین جمہور کے نزدیک اور خلاف ہو اصول اسلامیہ کے جو مسلم ہین نزدیک
علماے متبحرین کی پہر اگر کوئی شخص قرآن شریف کی تفسیر اپنی راے سے اسطور پر کرے کہ یہ جو میرے خیال مین آیا ہے یقیناً یہی مراد ہے
تو یہ جائز نہین ہے بالکل بدیہی اسمین نقل صریح پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اگر تفسیر بالرای کرے اور کہا کہ یہ بھی تاویل ہو سکتی
ہے احتمال ہے کہ مراد اللہ تعالی کی یہی ہو بدون قطع اور یقین کی تو کافی ہے ایسی تفسیر مین تاسیس اوپر قواعد عربیت اور اصول
دین کے اور یہی مراد ہے بیہقی کے قول سے کہ کہا مراد راے سے غلبہ اوسکا ہے بغیر قائم ہونے دلیل کے اوسپر اور وہ جو قوی کرے
اوسکو برہان پس نہین اسمین کچھہ مضائقہ انتہی اور یہ شخص کہ مستجمع شرائط تفسیر کا نہو اور قرآن شریف کی تفسیر کرے تو بیشک گنہگار ہوگا
اگرچہ صحیح تفسیر کی ہو اور جو کہ مستکمل ہو آلات تفسیر کا کہ عبارت ہے پندرہ علمون سے جو مذکور ہین اس قوم کی کتابون مین اور قرآن کی تفسیر
کرے پس ماجور ہوگا وہ اگرچہ خطا کرے اور علما نے کہا ہے کہ داخل ہین اس حدیث کی وعید مین دو فرقے مبتدعین کے کہ صرف
کرتے اور پھیرتے ہین ظاہر قرآن کو موافق مذہب اپنی کے مجرد قیاس عقلی سے اسیطرح داخل وعید مذکور مین وہ فرقہ باطنیہ کہ
معتقد ہین اسکے کہ قرآن کے لیے ظہر اور بطن ہے یعنے قرآن کے ظاہری معنی بھی ہین اور باطنی بھی لیکن مراد اوس سے باطنی معنی ہین
اسیطرح داخل ہین اوسمین وہ فرقہ صوفیہ کہ تفسیر کرتے ہین فرعون کو ساتھہ نفس کی اور موسی کے ساتھہ قلب کے اور یقین کرتے ہین کہ
یہی مراد ہے اللہ سے لیکن اگر کہین کہ آیات سے مراد ظاہر معنی اوسکے ہین اور یہ آیات اشارۃً دلالت فلان فلان امر پر بھی کرتے
ہین تو اسمین کچھہ مضائقہ نہین اور تصریح کی ہے امام غزالی رحمہ اللہ وغیرہ نے اسپر کہ حرام ہے صرف کرنا اور پھیرنا کتاب اور سنت
کا ظاہر سے جب تک کہ اسمین شارع سے کوئی دلیل منقول نہو یا کوئی ضرورت داعی نہو دلیل عقلی سے اور کلمہ فلیتبوأ اگرچہ بحسب الظاہر
امر ہے لیکن مراد اوس سے خبر ہے یعنے اللہ تعالے جگہہ دیگا اوسکو نار سے ملا علی قاری نے لکہا کہ تعبیر ساتھہ امر کے اہانت کی لیے ہے اسلیے
کہا گیا ہے الامر فیہ للتحکم والتہدید اسلیے کہ یہ ابلغ تغلیظ اور تشدید مین اس سے کہ فرماتے کان مقبوہ فی النار انتہی اور وجہ تغلیظ کی یہ ہے کہ تفسیر
بالراے مین اللہ تعالی پر افترا ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا اسلیے کہا گیا ہے کہ جو کوئی تفسیر کرے ساتھہ راے کے ڈرہی اوسپر
کفر کا اور بعض نے کہا ہے کہ کافر ہوتا ہے لان فیہ استخفاف بالشریعۃ اور ابن حجر نے کہا ہے کہ مستحق زیادہ ساتھہ وعید کے وہ فرقہ اہل
بدعت کا ہے کہ سلب کیا ہے اوس سے لفظ قرآن کو اوس چیز سے کہ اوسپر دال ہے اور ارادہ کیا گیا ہے اوس سے اور محمول کیا اوسپر
کہ نہین دلالت کرتا اوسپر اور نہ مراد ہے اوس سے اور یہ دونون امر یعنے نفی اور اثبات باطل ہین اور وہ مخطی ہے دلیل اور مدلول
مین مانند تفسیر عبدالرحمن بن کیسان الاصم اور جبائی اور عبدالجبار اور رمانی اور زمخشری وغیرہ کے اور اسی مین سے ہے وہ فرقہ کہ

تدلیس کرے مبدع اور تفاسیر باطلہ کے اور قریب ہے تفاسیر مذکورہ کے تفسیر ابن عطیہ کے بلکہ امام ابن عرفہ مبالغہ کرتے تھے اوسکی
مذمت مین اور کہتے تھے کہ وہ قبیح ہے صاحب کشاف سے اسلیے کہ ہر واحد جانتا ہے اعتزال اوسکا پس اجتناب کرتا ہے اوس سے بخلاف
اسکے کہ اکثر لوگ اسکو اہل سنت سے جانتے ہین اور سیوطی نے اتقان مین ابن تیمیہ سے نقل کیا ہے کہ جن لوگون نے خطا کی ہے دلیل
مین نہ مدلول مین جیسے کہ بہت سے صوفیا اور وعاظ اور فقہا کہ تفسیر کرتے ہین قرآن شریف کے ساتھ ایسے معنی کی کہ وہ فی نفسہ تو
صحیح ہین لیکن قرآن شریف نہین دلالت کرتا ہے اوسپر جیسکہ اکثر ذکر کیا ہے عبد الرحمن سلمی نے حقائق التفسیر مین پس اگر ہو وہی ذکر معانی
باطلہ سے تو داخل ہے پہلی قسم یعنی خطا فی الدلیل والمدلول مین اور یہی اوسنے کہا ہے کہ کلام صوفیہ کی قرآن شریف مین تفسیر نہین ہے اور نسفی نے
عقائد مین لکہا ہے کہ نصوص محمول ہین ظاہر پر اور عدول اونسے طرف اون معانی کے کہ جو دعوی کرتے ہین انکا اہل باطن الحاد ہے اور سعد الدین
تفتازانی نے اوسکی شرح مین لکہا ہے کہ مسمی کیے گئے ہین ملاحدہ ساتھ اہل باطن کے بسبب دعوی اونکے کے کہ نصوص محمول ہین ظاہر پر
بلکہ اونکے لیے وہ معانی ہین کہ نہین جانتا اونکو مگر معلم اور نہین ہے قصد ملاحدہ کا اس سے مگر نفی شریعت کی بالکلیہ اور بعض محققین اس
طرف گئے ہین کہ نصوص محمول ہین اوپر ظاہر کی باوجود اسکے اونمین اشارات خفیہ ہین طرف اون دقائق کی منکشف ہوتے ہین اہل سلوک
پر اور ممکن ہے تطبیق درمیان انکی اور درمیان مراد ظاہر کی پس اسطرح اعتقاد کرنا کمال ایمان اور محض عرفان ہے انتہی واضح ہو کہ اس مقام مین
طوالت اور بسط اس وجہ کیا گیا کہ متنبہ ہو جاوین وہ لوگ کہ سالک صوفیہ پر چلتے ہین اور اعتقاد کرتے ہین اونکی تفسیرون پر کہ یہی مراد اللہ تعالی کی ہے
اور نہین جانتے ہین وہ امر جو قصد کیا ہے صوفیہ صافیہ نے تفاسیر اپنی سے پس واقع ہوتے ہین بیچ ورطہ ہلاک کے اور داخل ہونے ہین عذاب مین
اللہم جنبنا وجمیع المسلمین مما لا یجب ولا ترضاہ فمحمول علی القطع علی مرادہ تعالی پس یہ وعید جو مذکور ہے حدیث مین حمل کی گئی ہے اوپر یقین اور جزم
کرنیکے مراد اللہ تعالی پر یعنے جو شخص کہ آیات قرانی کے معنی بیان کرے موافق عقل اور راے اپنی کے پہر یقین کرے کہ یہی اللہ تعالی کی مراد ہے تو
بیشک اوسکے حق مین وہ وعید ہے اور اس قسم کی تفسیر آیہ سے بہی ممنوع ہے کہ قال اللہ تعالی ولا تقف ما لیس لک بہ علم وان تقولوا علی اللہ ما لا
تعلمون اور جو کوئی تفسیر کرے بعد رعایت کرنے قواعد عربیت اور قوانین شریعت کی بسبیل احتمال کے جیسکہ ارباب تاویل کرتے ہین تو اوسمین
کچہ مضائقہ نہین بلکہ یہ بطون قرآن سے ہے اور الاحتجاج لاثبات الہوی یا وعید مذکور محمول ہے اوپر حجت لانے کے اثبات خواہش اپنی پر
کسی چیز مین یعنی وعید مذکور فی الحدیث یا محمول اوپر یقین اور جزم مراد الہی کی تاویلات محتملہ مین ہے یا محمول ہے اوپر حجت کرنے کے موافق
خواہش نفسانی اور رغبت جنانی کی کہ طبیعت اوسمین مائل ہو پس جو شخص کہ کسی شے مین راے باطل رکہتا ہو اور نفس اوسکا راغب ہو
اور طبیعت اوسکی مائل ہو طرف اوسکے جیسا کہ معتزلہ اور روافض اور خوارج آیت قرانی کو موافق ہوی اور اقتضاے نفس اور میلان طبع کی تفسیر
کرتے ہین اور صحت غرض اور اثبات مذہب باطل اپنے پر حجت لاتے ہین اونکے حق مین بیشک وعید مسطور وارد ہے اور اگر کوئی شخص غرض
صحیح مین آیت کو اوپر ایک معنی کی محمول کرے اور ساتہ اوسکے دلیل لاوے اپنی غرض صحیح پر اور جانتا ہے کہ آیت قرآن سے قطعاً یہی مراد نہین
ہے جیسا کہ کوئی واسطے غرض مجاہدہ قلب قاسی کے کہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اذہب الی فرعون انہ طغی یعنی مراد فرعون سے قلب قاسی
اور نفس عاصی ہے بنا برہ معانی مذکورہ کے تو اسمین کچہ مضائقہ نہین اور مراد ساتہ معنی مذکور کی یہ ہے کہ کہی اوپر سبیل تاویل اور احتمال کے

نہ جزم اور یقین جیسی بعض واعظ تحسین کلام اور ترغیب مستمعین کے لیے ایسی تاویلین کرتے ہین اور اوسپر یقین کرتے ہین البتہ یہ ممنوع اور غیر
مشروع ہے یا یہ کہ وعید محمول ہے اوسکی حق مین کہ سرعت کرے تفسیر مین باعتبار ظاہر عربیت کے بغیر تقویت دینے ادلہ سمعیہ کے کہ اوسمین وارد
ہین اور متعلق ہین ساتھہ غرایب قرآن کے دون الاستنباط اور یہین محمول ہے وعید اوپر استنباط کرنے اور باہر لانے معانی قرآنی اور اسرار
قرآنی کے جیسے کہ ارباب تاویل کرتے ہین اور بطلان اوسکا ساتھہ چند وجہون کے ہے اول تو لفقد السماع بسبب عدم سماع کل معانی لطیفہ
کے زبان گوہربار سید مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے الا فی بعض آیات مگر بعض آیتون مین کہ بمقتضاء واقع اوسمین شارع سے سماع متحقق ہوا ہے
نہ کل مین پس لا بد ہی بعض آخرین استنباط سے اور جو شرط کیا جاوے تفسیر مین سماع رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور محمول کی جاوی وعید مذکور
ممنوع ہونے استنباط پر تو لازم آویگا کہ تفسیرین ابن عباس اور ابن مسعود اور عکرمہ وغیرہم کی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مسموع نہین ہین
ہو جاوین تفسیر بالرای اور مستحق واسطے وعید مسطور کے عیاذاً باللہ اور نہ پہونچین تفسیرین آن حضرات کے درجہ مقبولیت کو بسبب عدم سماع کے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یا مراد بعض آیات سے متشابہات اور مجملات ہین کہ مستثنیٰ ہین استنباط سے یعنے استنباط بالراے درست
ہے مگر آیات متشابہات اور مجملات مین استنباط درست نہین فرمایا اللہ تعالیٰ نے وما یعلم تاویلہ الا اللہ وقف کے ساتھہ جیسے مذہب حنفیہ کا ہے
اور مجمل کا ادراک نہین ہو سکتا مگر بیان کرنیسے واختلاف فہم اور بسبب مختلف ہونے صحابہ اور مفسرین کے تفسیر آیات مین علی اقوال یمتنع التوفیق
بینہا اوپر اون اقوال کے ممتنع ہے موافقت اور اجتماع اونکا بسبب تعارض اور تناقض کی یعنے دوسری وجہ جواز تفسیر بالرای کی یہ ہے کہ اصحاب
کرام اور علماء ذوی الاحتشام نے تفسیرین کین ہین ساتھہ وجوہ مختلفہ کے کہ جمع درمیان اون وجوہ کے محال اور ممتنع ہے اور سماع کل وجوہ اونکا
رسول علیہ السلام سے یہی محال ہے اگر ایک بہی اونمین سے مسموع اور منقول ہوتی تو البتہ ترک کیجاتین باقی وجہین پس معلوم ہوا کہ ہر مفسر قائل ہے
ساتھہ اوس چیز کے کہ ظاہر ہوا اوسکو ساتھہ راے اور استنباط کے وورد فی لعلمہ الذین یستنبطونہ اور وارد ہے قرآن شریف مین البتہ جانتے
ہین اوسکو وہ لوگ کہ استخراج کرتے ہین اوس چیز کو یعنی تیسری وجہ نہ ارادہ کرنے ترک استنباط کی یہ ہے کہ فرمایا ہے اللہ تعالے نے ولو ردوہ الی
الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ یعنے اگر پہیر دیتے خبر کو طرف راے اور فکر صائب پیغمبر علیہ السلام اور راے اولی الامر اہل ایمان کے
تو جانتے اوسکو وہ لوگ کہ کس چیز کا اخفا اور کس چیز کا افشا چاہیے پس یہ آیۃ شریف دلالت کرتی ہے کہ استنباط اور تفسیر بالرای محمود ہے
اللہ تعالے جل جلالہ نے مستنبطین کو بمعرض مدح مین ذکر فرمایا ہے اور خاص کیا اونکو درمیان سامعین کے ساتھہ استنباط کے والعبرۃ
لعموم اللفظ دون خصوص السبب پس معلوم ہوا کہ استنباط جائز بلکہ اولی ہے ح اللہم فقہہ فی الدین وعلمہ التاویل بخاری مین ابن عباس سے
مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے بیچ باب میری کے کہ الٰہی خداوند فقیہ کر اوسکو دین مین اور تعلیم کر اوسکو تاویل قرآن مجید کی یعنے چوتھی
وجہ جواز تفسیر بالراے کی یہ ہے کہ دعا فرمائی ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واسطے ابن مسعود یا ابن عباس رضی اللہ عنہم کے
ساتھہ لتفقہ فی الدین اور تعلیم تاویل کی پس اگر تفسیر بالراے ممنوع ہوتی مطلقاً تو کیون دعا فرماتے آپ ساتھہ دعاء مذکور کے
اسلیے کہ اکثر قرآن شریف ساتھہ اقوال صحابہ کرام اور علماء عظام کے مبین اور منکشف ہوا ہے نہ ساتھہ سماع کے آنحضرت علیہ السلام
سے مگر بعض جگہ اور فرق درمیان تفسیر اور تاویل کے یہ ہے کہ تفسیر مخصوص ہے ساتھہ عقل اور راے کے اور صرف کرتے ظاہر آیت کے

طرف معانی محتملہ اوسکے کے جو موافق ہون کتاب اور سنت سے اور تاویل مختلف ہوتی ہی ساتھہ اختلاف احوال ماول کے بنا پر اسی کے کہ مذکور ہو چکا کہ ہر ایک کی فہم اور معرفت متفاوت ہوتی ہین ذکر کیا ہے علما نے التاویل یتعلق بالعقل والتفسیر یتعلق بالنقل اور بعض نے یون فرق کیا ہے التفسیر یتعلق بالدرایۃ والتاویل یتعلق بالروایۃ اور کہا شیخ نجم الدین نے اپنی شرح مین ذکروا فی الفرق بین التفسیر والتاویل ان الاول ما یتعلق بالنقل والثانی ما یتعلق بالاستنباط اور ذکر کیا ہے علمار نے بیچ باب فرق کرنے کے درمیان تفسیر اور تاویل کے کہ اول وہ ہی جو متعلق ہو ساتھہ نقل کے اور ثانی وہ کہ متعلق ہو ساتھہ استنباط کے اور کہا شیخ فخر الحق نے اپنی شرح مین کہ فرق بیچ تفسیر اور تاویل کی یہ ہی کہ تفسیر وہی کہ جزم کرے مفسر کہ مراد الہی یہی ہی اور یہ سوائے نقل کے ایمۂ تفسیر سے کہ سند اوسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی درست ہوگی اور تاویل وہ ہے کہ ساتھہ طریق احتمال کے رہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس کلام سے یہ مراد ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ تاویل بیان کرنا چند محتملات لفظ کا ہے اور تفسیر بیان کرنا مراد متکلم کا پس اول متعلق ہے ساتھہ درایت کے اور ثانی ساتھہ روایت کے اور بعضون نے کہا کہ تفسیر بیان کرنا احتمال ظاہر کا ہی اور تاویل بیان کرنا احتمال باطن کا وتخلی عن الموانع اور حق تلاوت کا یہ ہے کہ خالی کرے اپنے تئین اون امور سے کہ مانع ہین فہم اور تدبر معانی اور تذکر اسرار قرآنی کے وقت پڑہنے کے لتحقیق المخارج واداء اللفظ مانند تحقیق مخارج حروف اور تدقیق صفات اونکے کے وقت قرارت کے اور مانند ادا کرنے لفظ کے ساتھہ ترقیق اور تفخیم اور روم اور اشمام اور امثال انکے کے مراد مصنف کی یہ ہے کہ افراط نکرے تحقیق مخارج حروف مین اور نہ صرف کرے تمام ہمت اپنی طرف مخارج کی اور نہ مبالغہ کرے تحسین حالات اور تزئین مقالات اوسکے مین اوسوقت بلکہ پہلے سے اچھے طور پر حروف کے نکالنے کا عادی ہو رہے تا وقت نماز اور تلاوت بلا تکلف ادا ہون والا یہ دونون واجبات قرارت سے ہین اور وجہ امتناع مبالغہ کی یہ ہے کہ صرف کرنا ہمت کا طرف نکالنے حرفون کے مخرج اونکے سے اور ادا کرنا لفظون کا ساتھہ قاعدون پر اور بار بار وغیرہ کے مشغول کرتا ہے ذہن کو فہم معنی سے جو مقصد اعلی اور مطلب اقصی ہے تنزیل قرآن سے لکہا ہے کہ ایک شیطان موکل کیا گیا ہے ساتھہ قاریون کے کہ پہیرتا ہی اونکی فہم کو معانی قرآنی سے اور ہمیشہ برانگیختہ کرتا ہی اونکو اوپر تردید حروف کے اور وسوسہ ڈالتا ہے اونکی دلون مین کہ یہ حرف اچہی طرح ادا نہین ہوا پہر ادا کرنا چاہیے اسیطرح سے تمام وقت اونکا صرف کرتا ہی فانی ینکشف لہم المعانی وہو اعظم ضحک الشیطان علی من کان مطیعاً لمثل ہذا التلبیس وقواعد الموسیقی اور مانند قواعد اور قوانین علم موسیقی کے کہ رعایت تال اور سُر کی باز رکھتی ہے قاری کو تدبر معانی اور تفہم اسرار قرآنی سے یعنے حق تلاوت کا یہ ہے کہ خالی کرے قاری اپنے تئین قواعد علم موسیقی سے باین طور کہ نہ ملاوے قرارت مین آواز پر باریک کہ وہ مانع ہے فہم سے اور وہ اخفا اور اظہار کہ اہل قرارت نے لکہا ہے ممنوع نہین ہے بلکہ رعایت اوسکی احسن اور لازم ہے جیسا کہ مقدمہ جزری مین ہے والاخذ بالتجوید حتم لازم ومن لم یجود القرآن اثم فانہ بالالہ انزلا وہکذا منہ الینا وصلا جاننا چاہیئے کہ رعایت کرنا قواعد موسیقی کا بہت قبیح ہے تحقیق مخارج اور ادا لفظ سے اسلیے کہ مقید کرنا کلام کو ساتھہ قواعد موسیقی کے غیر کلام الہی مین بہی شحکہ شیطان کا ہے پس کتاب اللہ مین بطریق اولی ہے بخلاف تحقیق مخارج اور ادار لفظ کی والاصرار علی الذنب اور مانند اصرار کرنے کے گناہ پر کبیرہ ہو یا صغیرہ مثل دروغ اور بدگوئی اور غیبت وغیرہ کے اسلیے کہ گناہ پر اصرار کرنا مشغول کرتا ہے

دل کو تدبر مضامین قرآنی اور فہم اسرار فرقانی سے واسرو اعلیٰ ما فعلوا وہم یعلمون اور سیاہ کرتا ہے قلب کو کیونکہ اصرار صغیرہ پر کبیرہ ہی اور اصرار
کبیرہ پر منجر ہے طرف کفر کے نعوذ باللہ منہ والا اتصاف بالذمیمۃ اور مانند متصف ہونے اخلاق ذمیمہ کی مثل حسد اور کبر اور عجب اور
ہوائے نفسانی اور حب دنیا کی اسلیے کہ یہ اشیاء مذکورہ سبب ہین واسطے ظلمت قلب اور زنگ اوسکے کے اخبار مین ہے کہ قلب مثل
آئینہ کے ہے اور شہوات مانند زنگ کے اور معانی مثل اون صورتون کے ہین کہ دیکھے جاتے ہین شیشہ مین اور ریاضت قلب
کے واسطے دفع کرنے شہوات کے مانند صیقل اور جلا کے ہے آئینہ کے لیے انتہی پس جبتک کہ دل کا آئینہ زنگ شہوات نفسانی سے
صاف نہو تو صور قرآنی کیونکر منقش اور نمودار ہونگی سہ ضمیرے کہ بس روشن است از غبار ٭ بود نقش معنے درو آشکار ٭٭

فوردق تبصرۃ وذکری لکل عبد منیب اسلیئے کہ وارد ہے قرآن مجید مین کہ یہ سب عجائبات اور صفات کہ پیدا کیے ہین ہمنے
واسطے سمجھ جانے تبصرہ اور بینائی اور بندگی ہین ہر اوس بندے کے لیے کہ رجوع کرنے والا ہو طرف اللہ تعالیٰ کے اور
متفکر ہونا بیچ خلقت اور عجائب صنعت اوسکی ہین جاننا چاہیے کہ اس آیہ مین دلیل ہے اسپر کہ اصرار گناہ پر اور اتصاف
مذکور دونون فہم سے مانع ہین باین طور کہ اللہ تعالیٰ نے جب ثابت فرمائی بینائی اور پند واسطے منیب کے تو معلوم ہوا کہ علۃ
تبصر کی انابت ہے بنا بر قاعدہ مشہورہ کے کہ جب حکم کیا جاوے ساتھ کسی چیز کے مشتق پر پس مبدء اشتقاق کا علت ہوتا ہے
واسطے اوسی شئے کے اور اسی کے مانند دوسری آیتون مین بھی آیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وما یتذکر الا من ینیب وانما یتذکر
اولوا الالباب اور نہین ہین اولوا الالباب مگر وہ کہ اختیار کرین آخرت کو دنیا پر اسلیے نہین کشف ہوتا ہے اوسکو کہ مبتلا ہو حب
دنیا اور شہوات نفسانی مین اور اتقان مین برہان سے نقل کیا ہے کہ تحقیق نہین حاصل ہوتا ہے ناظر کو فہم معانی وحی کا اور
نہین ظاہر ہوتے ہین اوسکو اسرار اوس حال مین کہ اوسکے دل مین بدعت پاکر یا دنیا کی محبت ہو یا مصر ہو گناہ پر یا غیر محقق الایمان
ہو یا ضعیف التحقیق ہو یا معتمد ہو اوس مفسر کے قول پر کہ بے علم ہو یا راجع ہو طرف معقول اپنے کے یہ تمام پردے اور موانع ہین
کہ بعض زیادہ ہین بعض دوسرے سے انتہی اور منیب ماخوذ ہے انابت سے اور انابت عبارت ہے اس سے کہ رجوع کرے
غفلت سے طرف بیداری کے جبکہ توبہ رجوع کرنا ہے معصیت سے طرف طاعت کے پس انابت اور اوبت اخص ہین توبہ سے
کیونکہ انبیا اور اولیاء اللہ کی شان مین وارد ہے انہ اواب واستغفر ربہ وخر راکعا واناب ولیقدر انہ المراد فی کل خطاب اور حق تلاوت
کا یہ ہے کہ فرض کرے قاری کہ تحقیق یہی مراد ہے بیچ ہر خطاب کے یعنے جو خطاب قرآن مجید مین وارد ہین امر اور نہی اور وعدہ و
وعید سے تو جانے کہ قاری ہے مخاطب ہے ساتھ اوسکے پس اگر پڑھے آیت امر اور نہی کی تو جانے کہ وہ ہے مامور ساتھ اس امر کے
اور باز رکھا گیا اس منہی عنہ سے ہے اسیطرح سے وعدہ وعید اور جو پڑھے قصص کو تو سمجھانے اوسکو افسانہ اور کہانے بلکہ فرض کرے
کہ اوسیکے عبرت کے لیے اوتاری گئی ہین تاکہ پند اور نصیحت پکڑے اور کیونکر نہ فرض کرے یہ باوجودیکہ قرآن شریف نہین اوتارا
گیا خاصکر واسطے منفعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ وہ شفا اور ہدایت اور نور ہے واسطے تمام عالم کے کہ قاری بھی
اونہین مین سے ایک فرد ہے اسلیے امر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سبکو واسطے ادا کرنے شکر اس نعمت کے ساتھ اس قول اپنے کے واذکروا

نعمت اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ اور گواہ لایا مصنف اس غرض پر تقدیر پر یہ قول اللہ تعالی کا جیسے کہا فورد ق واوحی الی
ہذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ پس فلر دہے قرآن مجید مین کہ وحی بھیجا گیا ہے میری طرف یہ قرآن تاکہ ڈراؤن مین تمکو ساتھ اوسکے اوران
جن واِنس کو کہ یہ قرآن اونکو پہونچی قیامت کے دن تک پس ہر ایک مقصود ہوا ساتھ خطاب کے اور محمد بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ہم
من بلغہ القرآن فکانما کلمہ اللہ صح اور بھی وارد ہی حدیث طبرانی بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اقرؤا القرآن ما نہاک تتمہ اسکا یہ ہے
واذا لم ینہک لم تقرء یعنی پڑھ قرآن شریف کو جب تک کہ باز رکھے تجکو اور ناہی اور مانع ہو تیرے لیے غفلت اور سستی اور تمام منہی وارات سے
اور جب نہ کرے تجھے امور مذکورہ سے پس نہین چاہیے تجکو کہ پڑھے اوسکو نہ باوجود غفلت اور کسل کے پڑھنا قرآن شریف کا مناسب
نہین شیاری از غیر حق نہ از وی بست وحق ایاک نعبد این بست تو کہ این نامہ را نمیدانی بہ ہر نوم الحمد را چہ میخوانی پس حاصل یہ کہ پڑھنا اوس وقت تک بہتر ہے
کہ قاری کو سستی او غفلت نہ حاصل ہوا اور جبکہ یہ امور حاصل ہو جاوین اور تدبر اور تفہم فوت ہو جاوے اور عبرت پکڑنا اوامر و نواہی
سے جاتا رہے تو ایسی قرارت قابل اعتبار نہین بلکہ ایسے پڑھنے والے کو ارشاد الہی ہوتا ہے کہ حیا نہین آتی تجکو مجھسے اتنے ڈھیٹ ہو گئے
جبکہ آتا ہے تیرے پاس کسی یار دوست کا خط اور حال یہ کہ تو راستے مین چلتا ہو تو ایک طرف ہو کر اوسکو کمال غور و فکر سے پڑھتا ہے
اور کیسے حرف کے مطلب کو نہین چھوڑتا اور حال یہ کہ یہ ہماری کتاب ہے کہ اوتاری ہے ہمنے تیری طرف اور تو منہ پھیرتا اور روگردان ہوا اس سے
کیا مین ہلکا اور کم ہون تیرے نزدیک تیرے بہائی سے بہی اسی باعث سے امر فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ترک کرنے قرات
کے جبکہ نہ پاوی قاری اپنے دلکو مجتمع اوسکے لیے اور خالی ہو دل اوسکا نشاط اور خوشی سے جیسا مروی ہے صحیحین مین قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اقرؤا ما ائتلفت علیہ قلوبکم فاذا اختلفتم فقوموا عنہ وقتہ اور فرض کرے قاری کہ یہی مراد ہے ساتھ قصہ کے کہ مشتمل ہو اوپر نعمت
لذت اور غصہ کے نہیں للتنبیہ پس یہ قصہ تنبیہ اور وعظ ہے آدمیو کو صرف قصہ خوانی مراد نہین ہے پس قاری اپنے دل مین مقرر کرے
کہ اسمین آگاہ ہوش اور بیدار کرنا ہے ہمارا خواب غفلت سے فورد ق وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فوادک اسلیے کہ وارد
ہر قرآن شریف مین جو چیز کہ پڑھتے ہین ہم اوپر تیرے اخبار رسل اور قصص اونکے سب وہ چیز ہے کہ ثابت کر دلاتے ہین ہم ساتھ اوسکے
دل تیرا یعنی انبیا علیہم السلام کی حالات سے فائدہ یہ ہے کہ اوسمین زیادہ یقین اور اطمینان ہوتا ہے اور جبکہ آنحضرت علیہ السلام
نفس نفیس محتاج ہوئے طرف تثبیت اور اطمینان کے چنانچہ خود بھی دعا فرمائی ہے اللہم یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک
پس امتی اور پیرو اونکی بدرجہ اولی محتاج ہونگے تثبیت کی طرف اور قرآن مجید خاص واسطے صرف آنحضرت علیہ السلام کے نازل
نہین ہوا بلکہ جملہ مومنین کے لیے موعظہ اور تذکرہ ہے پس قاری کو لازم ہے کہ جب سنے یا پڑھے کوئی امر یا نہی تو فرض کرے اپنی جانکو
مامور اور منہی علی ہذا القیاس وعدہ و وعید اور اگر سنے یا پڑھے قصص اور اخبار انبیا اور سابقین کے تو جانے کہ صرف افسانہ مقصود الہی
نہین ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ بندہ عبرت پکڑے اوس سے اور احتراز کرے اوس چیز سے کہ سبب ہو عذاب اور نکال کا اور کوشش کرے
اوسمین کہ سبب تحسین اور مدح کا ہے اور جیسے انبیا علیہم السلام نے صبر کیا ہے امت کی ایذا پر اور ثابت رہی ہین دین پر اور انتظار کیا
نصرت اللہ تعالی کا ویسے ہی ہر آدمی کو چاہیے کہ تکالیف دنیوی پر صبر کرے اور ہر وقت نظر اوپر نصرت خدا جل جلالہ کے رکھے اور جب

مقدر اور فرض کیا قاری سنے یہ جو ذکر ہوا تو یقین ہوگا اوسکا اوسوقت پڑھنا اوسکا فقط کام زبان کا بلکہ ہو جاویگی قرارت جیسے کہ پڑھے غلام
اپنے مولا کا خط کہ بھیجا ہو اوسکی طرف اوسکے مولا نے اور تامل کرے اوسمین اور عمل کرے اوس چیز پر کہ اوسمین ہے اور لفظ کلا آیہ مین
بنا بر مفعولیت کے منصوب ہے نقص سے اور تنوین اوسکی بعوض مضاف الیہ کے ہے اور من انبار الرسل بیان ہے کل کا تقدیر عبارت کی یہ ہے
نقص علیک کل نبا من انبار الرسل ما نثبت بہ فوادک و تیاثر باختلاف حال القلب اور حق تلاوت کا یہ ہے کہ متاثر ہووے قاری سبب
اختلاف حال قلب کے حزن اور سرور اور خوف اور رجا سے بحسب المعنی باعتبار تفاوت معنی آیات کے یعنی حق تلاوت کا یہ ہے
کہ زبان اور عقل اور قلب ہر ایک حظ اوٹھاوے پڑھنے سے حظ لسان کا تصحیح حروف ہے ساتھ ترتیل کے اور عقل کا حظ تدبر اور تفکر ہے
معانی مین اور دل کا حظ اتعاظ اور تاثر ہے پس لسان واعظ اور عقل مترجم اور قلب متعظ ہو فیفرح ویشتاق ویخاف عند آیۃ رحمۃ و جنۃ
وعذاب دوزخ یا پس مسرور اور خوشحال ہووے وقت پڑھنے آیۃ رحمت کے اور مشتاق ہو دخول جنت کا وقت پڑھنے آیت جنت کے
اور ڈرے عذاب الہی سے وقت پڑھنے آیۃ عذاب کے اور مانند اونکے تہدید اور توبیخ اور وعدہ اور وعید اور انذار اور البشارت سے یہ لف ونشر مرتب بیان
اور تفسیر ہی واسطے تاثر کے جو سابق اس سے ہے اچھا یہ ہے کہ وقت پڑھنے صفات اور اسماء الہی کے تواضع اور عاجزی کرے اور جبکہ کفار
کے اقوال پڑھے تو آواز کو نرم کرے اور شرمندہ اور خجلت زدہ ہو جاوے ویترقی فیہ اور حق تلاوت کا یہ ہے کہ ترقی کرے تدبر اور تاثر
اور آداب باطنی مین مقام ادنی سے طرف اعلی کے اور اوسکے تین مرتبے ہین جیسکہ ارشاد کیا طرف اونکے مصنف نے ساتھ اس قول کے
فالاولی تقدیرہ لذا لکون بین یدیہ تعالی پس ادنی درجہ یہ ہے کہ مقدر اور فرض کرے قاری کہ پڑھتا ہے وہ سامنے اللہ تعالی کے کما یقرا المتعلم
بین یدی المعلم اور وہ سبحانہ ناظر ہے اوسکا اور سنتا ہے اوسکے کلام کو اور جزا دیگا اوسکو پس فائدہ دیگا یہ حالت تملق اور سوال اور تضرع
اور ابتہال کو ثم انہ تعالی یخاطبہ پھر اوسط مرتبہ یہ ہے کہ فرض اور مقدر کرے قاری کہ اللہ تعالی جل جلالہ خطاب فرماتا ہے اوسکو ساتھ
اوامر اور نواہی اور قصص اور امثال اوسکے کے اور القا کرتا ہے اوسپر کلام اپنا من وراء الحجاب ساتھ الطاف کے اور مناجات کرتا ہے ساتھ وسیلے
ساتھ انعام اور احسان اپنے کے پس اس مرتبہ مین قاری کو ہیبت اور عظمت رب اور اصغا اور تفہم کلام اور حقارت نفس حاصل ہوگی ثم
رویۃ المتکلم وصفاتہ وافعالہ فی الکلام پس اعلی مرتبہ قرارت کا دیکھنا متکلم اور صفات اور افعال اوسکے کا ہے کلام مین یعنے اس مرتبہ
قاری ہمت اور فکر اپنا مشاہدہ متکلم اور صفات اور افعال اوسکے پر مقصور کرے اور مصروف رکھے کہ جب اسم ذات کو پڑھے تو مشاہدہ
کرے مسمی کو اور جب اسمائے صفات مثل علیم اور حی اور قادر اور سمیع اور بصیر کو پڑھے تو مشاہدہ کرے صفات کو اور جب اسمائے
افعال مثل خالق اور مصور اور باری کو پڑھے تو مشاہدہ کرے افعال کو اور نہ نظر کریگا الا ہو اوس مرتبہ مین اپنے نفس کی طرف اور نہ اپنی
قرارت کی جانب اور نہ تعلق ہوگا مگر اوسکو الا ہو طرف انعام کے اور یہ وہ عالی درجہ ہے کہ خبر دی ہے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے
اوس سے پس کہا ہے واللہ لقد تجلی اللہ لخلقہ فی کلامہ ولکنہم لا یبصرون اور قوۃ القلوب مین بعض علما سے منقول ہے کہا پڑھتا تھا
مین قرآن شریف کو پس نہین پاتا تھا اوسمین حلاوت یہانتک کہ تلاوت کی مین نے اس طور سے کہ سنتا ہون اسکو پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پڑھتے ہین اپنے اصحاب پر پھر اس سے بھی تجاوز اور ترقی کی مین نے اور مقدر اور فرض کیا.

کہ گویا زبان مبارک جبرئیل علیہ السلام سے سنتا ہون کہ پڑھتے ہین اوپر آنحضرت علیہ السلام کے پس لذت پائی مین سنے پہر بلا اوپر
ہوا مین اس سے بہی اور اوپر درجہ بزرگ سکے پہونچا اب ایسی طرح پڑہتا ہون کہ گویا اللہ تعالی سے ہی واسطے سنتا ہون اور ایسی لذت
پاتا ہون کہ ہرگز نہین پائی مین نے اور تعبیر اوس سے ممکن نہین وہو للعلم الیقین اور مرتبہ اخیر یعنی رویۃ متکلم اور صفات اوسکا
اوسکے کلام مین واسطے صدیقین کے ہے رسل اور انبیا اور اولیائ والا دو ان لاصحاب الیمین اور دونون درجہ پہلے یعنی
تقدیر اور فرض کرنا قاری کا سامنے اللہ تعالی کی اور یا مقدر کرنا کہ اللہ تعالی مخاطب فرماتا ہے اسکو ساتھ انعام اور احسان
کے خاص ہین واسطے اصحاب یمین یعنے متقیین اور تابعین اور اولیا صالحین کے کہ اعمال نامہ اونکے سیدہے ہاتہ مین عطا
ہونگے و غیر ہا للغافلین اور غیر ان تینون درجون کا کہ گذر چکے واسطے غافلین کے ہے کہ اصلا حصہ قلب سے نہین رکہتے فرمایا
اللہ تعالی نے ومنہم یستمعون الیک حتی اذا خرجوا من عندک قالوا للذین اوتوا العلم ماذا قال انفا الایہ اعاذنا اللہ وایاکم من القعود
عن فہم کلام اللہ جل وعلا و یری دخولہ فیما ورد فی العاصین والمقصرین اور حق تلاوت کا یہ ہے کہ دیکہے قاری اور اعتقاد کرے داخل
ہونا اپنا اوس چیز مین جو وارد ہے بیچ حق گنہگارون اور تقصیر کرنیوالون خدمت مولا کی اور اپنے تئین انہین سے شمار کرے
پس جبکہ پڑہے آیت غضب اور مذمت گنہگارون کے تو حاضر کرے اپنی نفس کو اور فرض کرے کہ وہی مخاطب ہے ساتھ
اسکے اور ڈرے اپنے نفس کی ہلاکت سے اسلیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دعا پڑھا کرتے تہے اللہم استغفرک لظلمی وکفری
فقیل ہذا الظلم فما بال الکفر پس پڑہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت شریف ان الانسان لظلوم کفار ودون المقربین
نودی الیقین اور نہ قیاس کرے داخل ہونا اپنا زمرہ مقربین درگاہ اور اصحاب یقین مین یعنے جبکہ قاری پہونچے ایسی
آیت پر کہ مشتمل ہو اوپر مدح اور مدح صالحین کے تو نہ دیکہے اپنے نفس کو اونمین سے بلکہ تصور کرے موقنین اور صدیقین
کا اور آرزو کرے کہ ملحق کرے اللہ تعالی اسکو ساتہ اونکے اور احیاء العلوم مین اسی اخیر ادب کا تبرے نام رکہا ہے یعنے
بری ہو جاوے قاری قوت اور التفات اپنے نفس کی سے ومنہا الصلوۃ علیہ الصلوۃ والسلام اور تیسرا ورد انواع اوراد سے
درود بہیجنا ہے اوپر رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کے کہ باعث پانے مرادون اور حاصل ہونے سعادتون دنیا اور
آخرت کا ہے واضح ہو کہ صلوۃ اصل مین بمعنے دعا اور رحمت استغفار اور درود بہیجنے کے ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم پر اور بعض نے کہا ہے کہ صلوۃ مین جانب اللہ بمعنے رحمت کے ہے اور فرشتون کی جانب سے بمعنی استغفار کے
اور بندون کے جانب سے بہی دعا کے ہے اور وحوش اور طیور کی جانب سے بمعنے تسبیح اور تہلیل کے ہے مقدم کیا مصنف
نے درود کو تمام اذکار پر اسلیے کہ وہ افضل ہے تمام اذکار سے اور مختلف ہوئے ہین علما اسمین کہ درود بہی علیہ السلام
بعد تشہد کے فرض ہے یا سنت کہا ابن امیر الحاج نے کہ تحقیق وہ سنت ہے نزدیک عام سلف اور خلف کے نہین فاسد
کرتا چہوڑنا اوسکا نماز کو لیکن تارک اوسکا مسیئی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک درود بعد تشہد کے فرض ہے
باطل ہوتی ہے نماز بسبب ترک اوسکے کے اور موافق ہین اسی کے امام احمد حنبل روایت مشہور مین پہر اگر کہا جاوے

کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً یہ امر ہے اور مقتضا امر کا مطلقاً فرضیت ہے پس جواب اسکا
یہ ہے کہ امر مقتضی ہے فرضیت درود کو تمام عمر مین ایک بار برابر ہے کہ خارج نماز سے ہو یا داخل اسلیے کہ امر نہین مقتضی ہوتا ہے
تکرار کا اور اسقدر فرض ہونے پر سبھی قائل ہین کہا ملا علی قاری نے کہ معتمد نزدیک ہمارے وجوب اور تداخل ہے بحر الرائق مین
ہے کہ درود پانچ قسم پر ہین فرض واجب سنت مستحب مکروہ تمام عمر مین ایک بار تو فرض ہے اور جبکہ آپکا نام ذکر کیا جاوے تو
درود بھیجنا واجب ہے اور ہر نماز مین ایک بار سنت ہے اور تمام اوقات اور امکنہ مین مستحب ہی اور نماز مین سوائے تشہد قعدہ
اخیر کے اور جگہہ مکروہ ہی اور نقل کیا ہے ابن حجر نے حلیمی سے کہ مقصود درود بھیجنے سے بنی علیہ السلام پر تقرب الی اللہ ہے ساتھہ
امتثال امر اوسکے اور ادا کرنا حق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور کہا ہے علی بن عبد العزیز مالکی نے کہ فائدہ درود کا راجع
ہوتا ہے طرف پڑہنے والے کے بسبب دلالت کرنے اوسکے کے وضوح عقیدہ اور خلوص نیت اور اظہار محبت پر پہر اعتراض
کیا گیا ہی اسپر کہ بیچ مقصور کرنے فائدہ درود کے مذکر مین ایک نوع قصور ہی اسلیے کہ درود ہماری آنحضرت علیہ السلام پر طلب کرنا زیادہ
ثنا اللہ تعالی کا ہی واسطے آپکے اور زیادہ تعظیم اور تشریف اپکی ہی درمیان ملائکہ کے پس سبب اسی زیادت مذکورہ کی درود مین مصلی کے لیے بھی
فائدہ ہی اور آنحضرت علیہ السلام کے واسطے بھی اور اسی کے قریب ہی حاصل اوس چھوٹے بچہ کا کہ نہین مرتکب ہوا ہو کسی گناہ کا یعنی نفع پہونچانی
ہی دعای مغفرت وغیرہ کی نماز جنازہ مین جو مستعمل ہی بھی رفع کرنے درجات کے جنت مین اسلیے کہ وہ اہل جنت سے ہے اجماعاً خلافاً لمن
لطلی فی ذالک فاحفظ اور درود افضل قربات اور اشرف عبادات سے ہی بعد فرائض کے اسلیے ترجیح دی ہی علمانے درود کو اوپر ذکر
کے پہر شروع کیا مصنف نے ساتھہ بعض فضائل درود کے پس کہا فقیہ پس درود بھیجنے ہین اوپر رسول علیہ السلام کے اور تذکیر ضمیر فقیہ
کے باعتبار مصدر کے ہی کہ تذکر اور تانیث اوسمین برابر ہے وعدہ صحبتہ وشفاعتہ وعدہ صحبت اور شفاعت آنحضرت علیہ السلام کا ہی
اسلیے درود بھیجنے والے کیے قیامت کے دن جنت مین فرمایا نبی علیہ السلام نے ان اقربکم منی مجلساً یوم القیمۃ فی کل موطن اکثرکم علی صلوۃ
روایت کیا ہی ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے اولی الناس بی قال ابن الحجر قرباً وشفاعۃ یوم
القیامۃ اکثرہم علی صلوۃ وورد انہ صدقۃ اور وارد ہی حدیث ابو یعلی مین کہ فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے بہت پڑہو مجہپر درود کہ
وہ صدقہ ہی یعنی درود پڑہنے والے کے لیے صدقہ کا ثواب ہی اور روایت کیا ہے اسی حدیث کو ابی لیلی نے حدیث ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے ساتھہ ان لفظون کے اکثروا الصلوۃ علی فانہا زکوۃ لکم بہت پڑہو درود اوپر میری پس وہ پاک کرنیوالی ہی تمکو
یعنی بمنزلہ زکوۃ اور صدقہ کی ہی واسطے فقرا اور اغنیا تمہارے کے پس حدیث شریف مین تشبیہ بلیغ ہی نہ استعارہ مانند زید اسد
اور بہی مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے جسنے درود بھیجا مجہپر کتاب مین تو ہمیشہ فرشتے مغفرت چاہینگے اوسکے لیے جبتک کہ میرا
نام اوس کتاب مین ہوگا وحقہا ان یقرن بالسلام اور حق درود بھیجنے کا آنحضرت علیہ السلام پر یہ ہے کہ مقرون اور پیوستہ کری
اسکو ساتھہ سلام کے یعنے یون کہے اللہم صل وسلم علی محمد طیبی مین ہے کہ مکروہ ہے اقتصار کرنا اوپر صلوۃ کے بغیر سلام کے اور اقتصار
کرنا سلام پر بدون صلوۃ کے فورد فی صلوا علیہ وسلموا تسلیماً اسلیے کہ وارد ہے قرآن شریف مین درود بہیجو اوپر رسول علیہ السلام کے

اور سلام بھیجو سلام بھیجنا جیسے جمع فرمایا ہے اللہ تعالے نے درمیان صلوۃ اور سلام کے وفعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ پس بندہ پر
لازم ہے کہ جیسے مولا نے حکم فرمایا ہے اوسی کے موافق کرے اور مقدم کرے صلوۃ کو سلام پر احیا میں بعض علما سے منقول ہے
لکھتا تھا میں کتاب حدیث کو اور درود بھیجتا تھا میں آنحضرت پر پس دیکھا میں نے آنحضرت علیہ السلام کو خواب میں پس فرمایا
کیون نہیں پورا کرتا ہے اپنے درود کو کتاب لکھنے کے وقت پس نہیں لکھا میں نے بعد اوسکے مگر صلوۃ اور سلام پڑہتا تھا اور یہ
کانات سے اگر کہا جاوے کہ حدیث مشہور جو نماز میں درود بھیجنے کی کیفیت میں وارد ہے صرف درود ہی کا ذکر ہے چنانچہ مروی
ہو اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت الخ تو جواب اسکا یہ ہی کہ یہان فقط درود ہی نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے سلام کا ذکر ہی تشہد
مین ہو چکا ہے والصلوۃ علی سائر الانبیاء اور مقرون کرے صلوۃ آنحضرت کو ساتھ درود بھیجنے تمام انبیا علیہم السلام کے بطریق
تبعیت آنحضرت کے اور انبیا پر بہی درود بھیجے کہ بالاتفاق درست ہے جاننا چاہیئے کہ اور انبیا علیہم السلام پر بالاستقلال درود
اور سلام بھیجنے مین اختلاف ہے مختار یہ ہے کہ صلوۃ بالاستقلال کل انبیا پر جائز ہے واہل البیت اور مقرون کرے صلوۃ آنحضرت
کو ساتھ صلوۃ اہل بیت کے اختلاف کیا گیا ہے اہل بیت مین بعض کے نزدیک اہل بیت سے مراد وہ لوگ ہین کہ صدقہ اونپر حرام ہے
مانند بنی ہاشم اور بنی مطلب کے اور بعض کے نزدیک جو کوئی متقی ہو وہ آل آنحضرت ہی اور بعض کے نزدیک اولاد اور ازواج
مطہرات آنحضرت کے مراد ہین اور کسی نے کہا ہے کہ کل مسلمان مراد ہین اسی طرف گئے ہین مالک اور مختار کیا ہے اسی کو زہری
اور سفیان ثوری وغیرہ نے اور روایت کی ہے دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من آل محمد
فقال کل تقی من آل محمد زیادہ کیا دیلمی نے تم قرآن اولیاءہ الا المتقون امام رازی نے کہا ہے اولی یہ ہے کہ مراد اہل بیت سے اولاد
اور ازواج مطہرات آنحضرت علیہ السلام کے مراد ہون اور امام حسن اور امام حسین اور علی مرتضی رضی اللہ عنہم بہی اونہین میں ہین بسبب
معاشرت بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والصحابۃ فہو المأثور اور مقرون کرے صلوۃ آنحضرت کو ساتھ درود بھیجنے صحابہ رضوان
اللہ علیہم اجمعین کے اسلیئے کہ یہی مروی ہے صحابہ اور من بعد اونکے سے زیلعی نے کہا ہے کہ بعض علما ہمارے نہین جائز جانتے ہین
درود بھیجنا بالاستقلال غیر انبیا علیہم السلام پر بسبب توقیر اور تعظیم اونکے کے اسیطرح مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
اور بعض علما جائز جانتے ہین اسکو نووی نے اذکار مین کہا ہے کہ درود بھیجنا غیر انبیا پر نہین جائز ہے نزدیک جمہور کے پس نکہا جاوے
ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم پر اختلاف کیا گیا ہے اس منع مین ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ حرام ہے اور بعض نے کہا ہے
کہ مکروہ ہے ساتھ کراہت تنزیہی کے اور بہت علما اونمین سے اسطرف گئے ہین کہ وہ خلاف اولی ہے اور مکروہ نہین ہے
لیکن صحیح اور معمول بہ نزدیک اکثر کے کراہت تنزیہی ہے بسبب شعار اہل بدعت کے اور تحقیق منع کیے گئے ہین ہم اونکی
شعار سے اور معتمد اسمین یہ ہے کہ لفظ صلوۃ کا لسان سلف مین مخصوص ہوا ہے ساتھ انبیا علیہم السلام کے جیسے کہ لفظ
عزوجل عرف مین خاص ہے ساتھ اللہ تعالے کے پس نکہا جاوے محمد عزوجل اگرچہ معنی اسکے صحیح ہین اور شیخ ابو محمد جوینی
سے منقول ہے کہ سلام اور صلوۃ ایک ہی حکم رکھتے ہین پس نہین لائق ہے کہ کہا جاوے فلان علیہ السلام درانحالیکہ وہ

ثابت ہو برابر ہے کہ زندہ ہو یا مردہ اور برابر ہے کہ صحابی ہو یا غیر صحابی اور مستحب ہے کہ جب ذکر صحابہ رضوان اللہ عنہم کا آوے تو رضی اللہ عنہ یا رحمۃ اللہ علیہ کہے اسیطرح جبکہ علما فضلا کا ذکر کرے یہی صحیح ہے اور وہ جو مشہور رہے کہ رضی اللہ عنہ مخصوص ہی ساتھ صحابہ کے اور غیر اون کے حق میں رحمۃ اللہ علیہ کہا جاوے اسکی کچھہ اصل نہین بعض شروح نہج البلاغت مین جو بعض معتزلہ کے تصنیف سے ہے دیکھا گیا کہ صلوۃ اور سلام آنحضرت کے آل پر بھیجنا ساتھ تبعیت آنحضرت علیہ السلام کے علما کے نزدیک بلا خلاف جائز ہے اور جبکہ صرف آل کا ذکر کیا جاوے تو اکثر علما مکروہ جانتے ہین صلوۃ بھیجنا اور نیز اسلیے کہ یہ شعار خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے پس غیر کو اسمین شریک کرنا نچاہیے اور ہمارے اصحاب بغداد والون کے لیے دوسری ایک اصطلاح ہے کہ مکروہ جانتے ہین جبکہ ذکر کیا جاوے حضرت علی کا اور کہا جاوے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نہین مکروہ جانتے یہ کہ کہا جاوے صلوۃ اللہ علی علی وآلہ اور یہ ایک اصطلاح جدید ہے کہ گمراہ نتے ہین رسول اور غیر رسول کو مشترک سلام مین اور نہین اطلاق کرتے ہین لفظ صلوۃ اور برکت کے مسلمین ہستے سوا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے انتہی نووی نے کہا ہے کہ یہ شعار اہل بدعت سے ہے فاحفظہ ولا یذکر عند العطسہ اور نہ ذکر کرے آنحضرت علیہ السلام کا اور نہ درود بھیجے وقت جواب دینے چھینک کے تاکہ نہ گمان کیا جاوے قیام اوسکا مقام جواب مین جو واجب ہے والذبح اور نہ ذکر کرے آنحضرت کا وقت ذبح کے یعنے درود نہ بھیجے آنحضرت پر وقت ذبح کے تاکہ نہ گمان کیا جاوے قیام اوسکا مقام تسمیہ کے والتعجب اور نہ یاد کرے آنحضرت علیہ السلام کو وقت تعجب کرنیکے تاکہ نہ مفہوم ہو قیام اوسکا مقام تسبیح مین روایت کیا ہے دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے مت ذکر کرو مجکو تین جگھون مین چھینکنے کے وقت اور ذبح کرنیکے وقت اور تعجب کے وقت انتہی اور وجہ عدم ذکر کرنے آنحضرت کے اوقات مذکورہ مین یہ ہی کہ یہ وقت خاص ہین واسطے ذکر الہی کے ومنہا الاذکار المرویۃ الواردۃ فیہا الفضائل اور جو تھے انواع درود سے اذکار الہی ہین کہ مروی ہین آنحضرت علیہ السلام اور صحابہ کرام سے اور وارد ہین اونکی شان مین فضیلتین اور مذکور ہین کتاب اور سنت مین اور مشہور ہین السنۃ قوم پر مثل تہلیل اور تسبیح اور تحمید وغیرہ کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل ما قلت انا والنبیون من قبلی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اور فرمایا آنحضرت نے احب الکلام الی اللہ تعالے اربع سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر وقال من قال حین یصبح وحین یمسی سبحان اللہ العظیم وبحمدہ مائۃ مرۃ لم یات احد یوم القیمۃ بافضل مما جاء بہ الا احد قال مثل ما قال اوزاد علیہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن یہان ایک سوال وارد ہوتا ہے کہ ذکر اللہ باوجود خفیف ہونے اوسکے زبان پر اور ساتھہ قلت محنت اور مشقت کے کیا افضل اور انفع ہی تمام عبادتون سے باوجود مشقتون کثیرہ اور محنتون وافرہ کے امام غزالی رحمہ اللہ نے اسکا جواب دیا ہے کہ تحقیق اسکے نہین لائق ہے مگر ساتھہ علم مکاشفہ کے اور اوسقدر کہ سماعت کرتے ہین اوسکے ذکر پر معاملہ مین اور موثر اور نافع ہے وہ ذکر علی الدوام ہے ساتھہ حضور کے اور وہ ذکر کہ قلب اوس سے لاہی ہو قلیل النفعت ہے انتہی اس سے معلوم ہوا کہ سبحان اللہ اور مانند اسکے اگرچہ قلیل الالفاظ اور خفیف ہے اوپر زبان کے لیکن حضور قلب کے ساتھہ بہتر اور افضل ہے اون سبھی عبادتون سے

نہ دلی غفلت سے بیجا وین اور ذکر اللہ کے بیہ بہت فضیلتین ہین فرمایا اللہ تعالے نے فاذکرونی اذکرکم فاذا قضیتم الصلوٰۃ
فاذکروا اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبکم کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسکی تفسیر مین کریاد کرے اللہ تعالے کو دن رات ظاہر باطن
بحر اور بر سفر اور حضر غنا اور فقر صحت اور مرض مین اور فرمایا ہے نبی علیہ السلام نے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وانا مع عبدی ما ذکرنی و
تحرکت بی شفتاہ اور فرمایا آنحضرت نے کہ ذکر اللہ تعالے کا غافلون مین مانند زندگی کے ہے مردون مین احیاء العلوم مین ہے کہ
جسنے کہا سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ سو بار مابین طلوع فجر کے یہانتک کہ پڑہے نماز صبح کی تو وسعت کی
جاتی ہے اوسکے رزق مین حاصل یہ کہ ذکر اللہ مین فوائد کثیر ہین چنانچہ ثمرات اوسکے دار عقبی مین معلوم ہونگے ایک ادنی فائدہ
اوسکا دنیا مین یہ ہے کہ جو غم و اندوہ دل پر آوے یا تکلیف بدن پر پہونچے بسبب ذکر اللہ کے سریع الزوال ہو جاتا ہے اسیلیے نبی
علیہ السلام جب کسی امر کے باعث سے اندوہگین ہوتی تو یہ کلمات پڑہتے لا الہ الا اللہ العظیم الحلیم لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الہ الا اللہ
رب السموات السبع ورب العرش الکریم نووی نے اذکار مین کہا ہے کہ لائق نہین چھوڑنا ذکر کا دل اور زبان سے اس خوف سے کہ لوگ اوسے ریا کہ
گمان کرینگے بلکہ اللہ تعالے کا ذکر زبان اور دل دونون سے کرے اور قصد کرے خاص وجہ اللہ کا پہر نقل کیا ہے فضیل بن عیاض سے کہ چھوڑنا
عمل کا واسطے لوگونکے ریا ہے یعنی جیسے کرنا اوسکا واسطے انکے ریا ہی اسیطرح چھوڑنا عمل کا انکے ملاحظے سے بہی ریا ہے اور اگر کہولدیے جاوین انسان پر در آزار جو حفظ
آنیونکے اور احتراز اور اجتناب سیاسی ہوئی ملحون طلبہ اونکے کرے تو البتہ بند ہو جاوینگے انسان پر اکثر ابواب خیر اور ثواب کی اور ضایع کریگا اپنی نفس کے بہت سے فائدے اور دین پر
طریقہ عارفونکا انتہی یہ ایک جلیل الشان فائدہ ہے کہ واقع ہو جاوین محرمات مین بسبب ملاحظہ آدمیون کے ومنہا الدعاء اور پانچوین قسم انواع ورد سے
دعا ہے دعا ساتھ ضم دال کے عبارت ہے رغبت کرنے سے طرف اللہ تعالے کے از روی لغت کی اور عرف مین دعا عبارت ہے اس سے کہ طلب کرے بندہ اللہ تعالے
سے کوئی چیز ساتھ ذکر اوسکے کہا ایک طائفہ زہاد اور اہل معارف کا اس طرف گیا ہے کہ دعا کا چھوڑنا افضل ہے بسبب نامیداری اور رضا بقضاء الٰہی کی اور ایک
جماعت اس طرف گئی ہے کہ دعا اگر تمام مسلمانون کے لیے ہو تو افضل ہے اور جو دعا خاص اپنے نفس کے لیے کرے تو افضل نہین ہے اور بعضون کی نزدیک اگر باعث
دعا کا پایا جاوے تو افضل ہے اور نہین تو نہین مگر فقہا اور اہل فتاوی نے اجماع کیا ہے کہ دعا مستحب ہے دلیل اونکی ظاہر قرآن اور حدیث اور اخبار جو
وارد ہین انبیا علیہم السلام سے اور اصل دعا مین یہ قول اللہ تعالی کا ہے ادعونی استجب لکم اور آیت کریمہ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع
اذا دعان الایہ اگر کہا جاوے کہ ہم دیکہتے ہین کہ بہت مخلوق دعا کرتی ہے اور اونکی دعا مقبول نہین ہوتی پس جواب اسکا یہ ہے کہ استجابت دعا کی
مقید ہے ساتھ مشیت مقدرہ کے یا مانند اسکے یعنی استجب لکم ان شئت او اذا وافق القضاء او اذا کانت الاجابۃ خیرا لہ اور اگر خیر نہو اوسکی
حق مین تو ذخیرہ کیجاتی ہے دعا اوسکی طرف آخرت کے یا دفع کرتا ہون اوس سے برائی مثل اوسکے اور بعض علما نے جواب دیا ہے کہ آیت مین
اجابت مذکور ہے نہ دینا آرزو اور قضاء حاجت کا پس جو موعود ہے وہ بالضرور ہوتا ہے لیکن وہ مستلزم نہین ہے واسطے دینے مطالب کے جیسا
کے بہت بار مولا اور والد اپنی غلام اور لڑکے کی اجابت کرتے ہین لیکن نہین دیتے ہین سوال اونکے پس اجابت ضرور ہوتی ہے اسیلیے کہ آیۃ
اللہ استجب خبر ہے اور احتمال خلاف کا اوسمین نہین ہے اور بعضون نے جواب دیا ہے کہ اللہ تعالی اجابت کرتا ہے دعا مومن کی فی الحال مگر دیر لگاتا ہے
اوسکی مراد دینی مین بیچ دنیا کی تاکہ مانگتا رہے وہ اور پسند کرے اللہ تعالی آواز اوسکے مانگنے کی اور بہتر جواب یہ ہے کہ دعا قبول ہونیکے لیے

آداب اور شرائط مین کہ وہی اسباب اجابت اور نیل مراد کی ہین پس جو شخص کہ رعایت اون آداب کے کریگا بیشک دعا اوسکی قبول ہوئی اسلیے
مقبول اور مستجاب ہوتی ہین اکثر اوقات دعائین صالحین کے اور جسنے اون آداب اور شرائط کی رعایت نہین کی تو اوسکی دعا مقبول اور مستجاب نہین
ہوتی پس معلوم ہوا کہ دعا مانگنا مستحب ہے لیکن اجابت مشروط ہے ساتھ شرائط کے اور ایک معنی اجابت کی یہ بھی ہین کہ ضرور کرا دیسے کوئی فائدہ مرتب ہوتا ہے
دعا مانگنے کا کوئی شخص اپنے رب کی درسے محروم نہین پھرتا اور دعا مانگنا اوسکا لغو نہین جاتا جیسا کہ اگلی عبارتون سے مفہوم ہوا فوز وح اسلیے کہ
وارد ہے حدیث شریف مین الدعاء مخ العبادۃ کہ دعا مغز اور خلاصہ عبادت کا ہے اور محض عجز اور طاعت ہے اسلیے کہ حقیقت عبادت کی اور خلاصہ
اوسکا اظہار خضوع اور تذلل اپنا اور عظمت اللہ تعالی کی ہے اور یہ امور نہین متحقق ہین مگر دعا مین اسلیے حصر فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے اور
مبالغہ کیا اوسمین اور کہا الدعاء ہو العبادۃ اور یہی فرمایا ہے لیس شئ اکرم علی اللہ من الدعاء اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالے نے وعید فرمائی ہے اون
لوگون کے حق مین کہ چھوڑتے ہین عبادت کو ساتھ اس قول کے ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین اور مراد عبادت سے دعا ہے
پس یہ مقتضی ہے وجوب کو اور آیۃ سابق الذکر یعنے ادعونی استجب لکم بھی مقتضی وجوب کے ہے کما لا یخفی پس کیونکر تمنے حکم کیا ساتھ استحباب دعا کی جواب
اس سوال کا یہ ہے کہ وعید وارد ہے حق استکبار مین اور مجرد چھوڑنا دعا کا استکبار کی غیر ہے پس نہین ہوا چھوڑنیوالا دعا کا داخل وعید مین بدون استکبار
کی اور صیغہ امر ادعونی مین محمول ہے استحباب پر ساتھ قرینہ اجماع کی وحفظہ ان یترصد شرف الاوقات اور حق دعا مانگنی کا یہ ہے کہ انتظار کرے داعی اوقات
شریفہ کا کما ورد فیہ فضیلۃ من یوم ولیلۃ مانند اون اوقات کی کہ وارد ہین اونکی فضیلت مین اخبار اور آثار خواہ روز سے ہون وہ اوقات مانند روز
عرفہ عاشورہ اور روز جمعہ کی خواہ رات سے ہون مانند شب جمعہ اور شب عرفہ اور عاشورہ اور لیلۃ القدر اور کل مہینے رمضان کی یعنی آداب دعا سے یہ ہے
کہ رعایت کرے داعی اوقات شریفہ اور متبرکہ کی کہ وارد ہے اونکی فضیلت اور بزرگی مین اخبار اور آثار کہ قریب ہوا اجابت سے روایت کیا ہے مسلم نے جابر
رضی اللہ عنہ سے یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی اللیل ساعۃ لا یوافقہا رجل مسلم یسأل اللہ خیرا من امر الدنیا والآخرۃ الا اعطاہ ایاہ یہ ہر رات مین
ہے یا جمعہ کی رات مین یا لیلۃ القدر مین بنا بر اختلاف اقوال کے الاسحار اور وقت سحر کہ عبارت ہے چھٹے حصہ رات کی سے فرمایا اللہ تعالی نے وبالاسحار ہم یستغفرون یعنیا وہین ہے دعا وقت
سحر کی قریب ہے طرف اجابت کی اسلیے کہ اوسوقت مین قلب فارغ ہوتا ہے تشویشات سے اور عبادت اوسوقت مین سخت تر ہوتی ہے اوپر نفس کے صحاح ستہ مین ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ نزول فرماتا ہے اللہ تعالے ساتھ انزال رحمت کی طرف آسمان دنیا کی جبکہ باقی رہتا ہے تیسرا حصہ رات کا پس فرماتا ہے کون ہے کہ دعا کرے تاکہ مستجاب کرون اوسکو
اور کون ہے کہ سوال کرے تاکہ دیدون اوسکو اور کون ہے کہ مغفرت چاہے تاکہ بخش دون اوسکو وجوف اللیل اور درمیان رات کی جیسیکہ طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی
ہے کہ ایک مرد نے سوال کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کون سا وقت رات کا ہے کہ مستجاب تر ہے واسطے دعا بندی کے فرمایا النصف اللیل الغابر یعنی جبکہ باقی رہے نصف
رات اور یہی مروی ہے رکعتان فی جوف اللیل خیر من الدنیا وما فیہا وعند الزوال اور وقت زوال آفتاب کی جیسے حسن بصری اور ابو العالیہ سے منقول ہے کہ وہ ذکر کرتے
تھے ساعت اجابت کو نزدیک زوال کے اور روایت کیا ہے ترمذی نے عبد بن سائب رضی اللہ عنہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے چار رکعت بعد زوال کے
قبل ظہر کے اور فرمایا کہ یہ وہ وقت ہے کہ کھولی جاتی ہین اسمین دروازے آسمان کے دوست رکھتا ہون کہ صعود کرے اسمین عمل صالح واسطے میرے نووی نے اذکار مین کہا ہے کہ اسی
حدیث کی سبب سے مستحب ہے اکثار ذکر وغیرہ کا عبادات سے عقب زوال کے وصعود الامام یوم الجمعۃ اور وقت چڑھنے امام کے منبر پر واسطے خطبہ پڑھنے کے جمعہ کے دن
قبل شروع کرنے خطبہ کے وفی جلسۃ الخطبۃ اور وقت بیٹھنے خطیب کے درمیان دونون خطبون کے روایت کی ہے مسلم نے ابو موسی رضی اللہ عنہ سے کہ سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم سے کہ فرماتی تھی ساعت جمعہ کی جو مستجاب ہے دعا اوسمین بیچ میان جلوس امام کے اوپر منبر کے جب تک کہ فارغ ہو نماز سے نووی نے روضہ مین کہا ہے کہ مکروہ ہے دعا کرنا بیچ
امام نزدیک منبر کے بیچ بیٹھنے اوسکے کے اور بہت لوگون نے وہم کیا ہے کہ وہی ساعت اجابت کی ہے اور یہ جہل ہے اسلیے کہ ساعت اجابت کی ہوتی ہے بیچ جلوس امام کے اگر کہا جاوے
کہ کیسے دعا کیجاوے بحالت خطبہ اور جلوس مین باوجودیکہ مامور ہی ساتھ انصات کی تو جواب اسکا یہ ہے کہ ملا علی قاری نے طیبی سے نقل کیا ہے کہ کہا اونہون نے اس سوال کے
جواب مین کہ دعا کی شرط تلفظ کرنا زبان سے نہین ہے بلکہ استحضار قلب کفایت کرتا ہے انتہی اور اس جواب سے یہ بہی مفہوم ہوتا ہے کہ اوٹھانا ہاتہ کا بہی دونون خطبون کے درمیان مین
ضرور نہین ہے بلکہ نا جائز ہے کیونکہ محل انصات ہے وغروب الشمس اور وقت ڈوبنے سورج کے روز جمعہ مین یعنی تھوڑی سی دیر پہلے غروب کے کہ یہ ساعت مروی ہوئی ہے
اقارب مین جیسیکہ ترمذی کی روایت مین آیا ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے التمسوا الساعة التی ترجی یوم الجمعة بعد العصر الی غیبوبة الشمس
اور مروی ہے کہ فاطمة الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا محافظت اور مراعات اسوقت شریف کے کرتے تہین اور پاسداری اور نگہبانی اوسکی فرماتی تہین وبین الاذان والاقامة
اور درمیان اذان اور اقامت کی کہ یہ وقت قبولیت کا ہے روایت کیا ہے ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے لا یرد الدعاء
بین الاذان والاقامة کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے وعندہما اور وقت اذان اور اقامت کی روایت کی ہے ابو داؤد نے ساتھ اسناد صحیح کی سہل بن سعد
رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ثنتان لا تردان او قال ماتردان الدعاء عند النداء وعند الباس حین یلحم بعضہم بعضا اور نووی نے
اذکار مین لائی ہین کہ روایت کی ہے امام شافعی رحمة اللہ علیہ نے بیچ ام کے ساتھ اسناد مرسل کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلبوا استجابة
الدعاء عند التقاء الجیوش واقامة الصلوة ونزول الغیث اور اسلیے کہ یہ وقت شیطان کی فرار کا ہے جیسیکہ مروی ہے حدیث شریف مین کہ جب ندا کیجاتی ہے پیٹھ پہیر کر
شیطان بہاگتا ہے یہانتک کہ نہین سنتا ہے اذان کو اور داخل کیا ہے صاحب حصن حصین نے اجابت دعا درمیان اذان اور اقامت کی اور وقت لڑنے دونون لشکر کے
احوال اجابت مین لیکن حق وہی ہے کہ جو مصنف نے کہا ہے اسلیے کہ مراد احوال سے وہ ہے کہ مختص ہو ساتھ کسی زمانہ کے بخلاف اوقات کی اسلیے ان مواضع کو اوقات
اجابت مین داخل کرنا چاہیے نہ احوال اجابت مین وبین الظہر والعصر اور درمیان نماز ظہر اور نماز عصر کی یوم الاربعاء روز چہارشنبہ مین کہ یہ عمل اور عادت مشائخ
کرام کا ہے لیکن اسوقت کی فضیلت مین کوئی حدیث یا قول سلف کا نہین پایا گیا والاحوال اور آداب دعا سی انتظار کرنا بزرگ حالون کا ہے کالغزو ومانعًا عزم یعنی جہاد کی
سبیل اللہ کی جیسیکہ گذر چکی حدیث امام شافعی کی عند نزول المطر اور وقت برسنے بارش کے کہ یہ وقت اترنے رحمت الہی کا ہے چنانچہ حدیث اسکی بہی گذر چکی
وادبار الفرائض اور وقت ادا کرنے نماز فرض کی روایت کی ہے ترمذی نے ابی امامة سے قال قیل یا رسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الاخیر ودبر الصلوات المکتوبات
اور کہا مجاہد نے کہ تحقیق نماز گردانی گئی ہے بہترین طاعات کے پس لازم ہے تم پر دعا کرنا بیچ نماز کی عقب مین ہے کہ تاخیر کرنا سنت کا بعد ادا کرنی فرض کی مکروہ ہے
جبکہ دعا کرنیکا قصد ہو اور مختلف ہوئی ہین روایتین حنفیہ کی اور مذہب اسمین کہ جلد کہڑا ہووی بعد ادا کرنے فرض کے متصل ہے یا بیٹہا ہے بعد ادا کرنے فرض کے اسقدر
شمس الائمہ نے کہا ہے کہ کہڑا ہو اپنی جگہ سے جبکہ اسکا ارادہ دعا مین مشغول ہونیکا ہو لیکن قول شمس الائمہ کا دلیل ہے جواز تاخیر سنن پر بعد ادا کرنے فرائض کے
باوجودیکہ تاخیر نفلون کی فرائض سے مکروہ ہے کما مر جواب اسلیے کہ نبی علیہ السلام نہین بیٹہتے تھے مگر اسقدر کہ یہ دعا پڑہتے اللہم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال
والاکرام وختم القرآن اور وقت ختم ہونے قرآن شریف کی مروی ہے ابو داؤد نے ساتھ اسناد صحیح کی انس رضی اللہ عنہ سے قال ارسل الی مجاہد وعندہ ابن ابی لبابة فقال انا
ارسلنا الیک انا اردنا ان نختم القرآن والدعاء یستجاب عند ختم القرآن اور بہی فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے من شہد خاتمة الکتاب کان کمن شہد الغنائم حین تقسم اور مروی ہے
انس رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ہے کہ وقت ختم کی دعا مستجاب ہے والمشی الی المسجد اور وقت چلنے کی طرف مسجد کی واسطے ادا کرنے نماز کے مشی الی المسجد کی فضیلت مین آثار اور اخبار بہت وارد ہین لیکن کوئی خبر

یا اثر دعا مستجاب ہونے کی اسوقت مین نظر سے نہین گذری والصوم والافطار اور وقت روزہ اور افطار کے ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے تین دعائین ہین کہ حق ہے اللہ تعالے پر یہ کہ نہین رد کریگا اونکو دعا روزہ دار کی جبتک کہ افطار کرے اور دعا مظلوم کی جبتک کہ یاری دیا جاوے اور دعا مسافر کی جبتک کہ لوٹے اور فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ نہین رد ہوتی ہے دعا افطار کے وقت مین بلکہ کافی ہے اسکی فضیلت مین یہ حدیث قدسی کہ فرمایا اللہ تعالی نے الصوم لی وانا اجزی بہ والسجدۃ اور وقت سجدے کے روایت کی ہے مسلم نے اقرب مایکون العبد من ربہ وہو ساجد فاکثروا الدعاء ابن الملک نے اس حدیث کی شرح مین لکہا ہے یہ اسلیے ہے کہ حالت سجود دلالت کرتی ہے کمال تذلل اور اعتراف عبودیت نفس اور ربوبیت رب پر اسلیے ہوا گمان اجابت کا پس امر فرمایا ساتھ اکثار دعا کی اسوقت مین والرقۃ اور وقت رقت اور نرمی قلب در جاری ہونے آنسو کے ان روایت کی ہے دیلمی نے مسند الفردوس مین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ غنیمت جان تو دعا کو وقت رقت اور نرمی قلب کے کہ وہ رحمت الٰہی سے ہے والتیقظ بجلالہ تعالی اور وقت بیدار ہونے دل کے ساتھ جلال اور بزرگی اللہ تعالی کے جاننا چاہیے کہ بزرگی اور شرافت اسوقت کی ظاہر ہے کچھ خفا اسمین نہین لیکن کوئی دلیل صریح مستجاب ہونی دعا کی اسوقت مین نہین دیکھی واللہ اعلم بالصواب والمرض اور وقت بیماری کے بسبب کمال عاجزی اور انکساری قلب کے اور بسبب بدل جانے کثافت دل کی لطافت کے ساتھ جیسیکہ فرمایا انا عند منکسرۃ القلوب اور مروی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے اذا دخلت علی مریض فمرہ یدعولک فان دعاءہ کدعاء الملٰئکۃ والغربۃ اور وقت مسافری کے اور بعد کی اپنی وطن سے بسبب روایت ابو داؤد کی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا تین دعائین مستجاب ہین نہین کچھ شک اسمین دعاء الوالد ودعوۃ المسافر ودعوۃ المظلوم وقراءۃ الاخلاص اور وقت پڑہنے سورہ اخلاص کے کہ وہ برابر ثلث قرآن کے ہے لیکن اسمین بھی کوئی حدیث یا اثر نہین پائی گئی کہ اسوقت مین دعا بالضرور مستجاب ہے والکون فی جماعۃ تبلغ مائۃ اور وقت ہونے داعی کے مسلمانون کی ایسی جماعت مین کہ سو آدمیون کو پہونچتی ہو حصن حصین مین ہے کہ بعض احوال اجابت سے اجتماع مسلمانون کا ہے اور نسبت کیا ہے اسکو طرف صحاح ستہ کی اور اوسکی شرح مین ہے کہ مراد اجتماع سے جمع کثیر ہے اور بعید نہین کہ محمول کیا جاوے اوپر معدود کی نہ وہ سو مین انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نہین قائم ہے کوئی دلیل خصوصیت اس عدد معین پر والوقوف بعرفات اور بیچ حالت کہڑے ہونے عرفات کی طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لائے ہین کہ دعا کیجاوی چہہ جگہ کہ ایک اونمین سے عرفات ہے اور کہڑا ہونا عرفات پر اون مواضع مین سے ہی کہ شمار کیا ہے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے مقامات اجابت مین سے جیسے کہ لکہا ہے کہ اہل مکہ کی دعا مستجاب ہوتی ہے پندرہ جگہ طواف کرنے مین اور ملتزم کے پاس اور میزاب رحمت کی نیچے اور بیت اللہ کے اندر اور زمزم کے پاس اور صفا اور مروہ پر اور سعی مین اور پیچھے مقام ابراہیم کے اور عرفات مین اور مزدلفہ مین اور منی اور تینون جمرون کے پاس والملتزم اور پاس ملتزم کے یعنی قبول ہوتی ہے دعا نزدیک ملتزم کے کہ وہ ایک موضع ہے مابین حجر اسود اور دروازہ بیت اللہ کی بقدر چہار ذراع کے کہ مختار الانبیاء علیہم السلام تہا اوسی مقام مین کہڑے ہوکر دعا مانگتی تہی اور ملتزم وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آدمی لازم پکڑتے ہین اوسکو دعا کی وقت وزیارۃ قبرہ علیہ الصلوۃ والسلام

اور پاس قبر شریف سرور کائنات افضل علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے اور سوا اسکے مسجد شریف اور حجرہ منیف مین کہ تمام زمین کی بزرگترین
جگہون سے ہی اوپر مذہب صحیح کی جزری نے حصن حصین کے حاشیہ مین لکہا ہے کہ جبکہ متبرک جگہون مین دعا قبول ہوتی ہی مانند حرم
وغیرہ کے پس نہین ترک کرتا ہون مین اوس جگہ کو کہ ملی ہے جسم مبارک سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام سے اور اجماع کیا ہے علما
متبرین نے اسپر کہ وہ بقعہ کہ اوسمین سید العالمین علیہ السلام ہین تمام روی زمین کی متبرک جگہون سے افضل ہی اور نہین شک ہی کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم قبر مین دعا داعی کی جیسے کہ سنتے ہین سلام اور درود اوسکے جو سلام کرے آنحضرت پر وہان حاضر ہو کی اللہم صلی وسلم علیہ انتہی لیکن
جزری نے اسمین کوئی حدیث یا قول سلف کا نقل نہین کیا کہ صراحۃ دلالت کرے اجابت دعا پر اگر اسکی حاجت نہین ہے اسلیے کہ روضہ
مبارک آنحضرت کا ایک روضہ ہی ریاض جنت سے خبر کر فرمایا علیہ السلام نے ما بین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ ومنبری علی حوضی تو ظاہر
است ہی کہ جنت مین حاجت طرف سوال کے نہین بلکہ مجرد خطرہ قلب کفایت کرتا ہے حاصل ہونے ہر قسم کی نعمتون مین پس کیونکر گمان کیا جاوے
کہ سامنے روضہ مبارک اوس شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین کی گریہ اور زاری سے دعا کیجاوے اور قبول نہو فتامل ماثور اور سبب اوقات و احوال
مندرجہ مذکورہ واسطے استجابت دعا کے ماثور اور مروی ہین چنانچہ حصن الامکان بیان اونکا ہو چکا تو جبکہ مصنف احوال و اوقات دعا سے
فارغ ہوا تو شروع کیا بیان اسکی ادب کا پس کہا یستقبل القبلۃ اور آداب دعا سے روبرو ہونا قبلہ کا ہی دعا کی وقت مروی ہی عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ استقبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الکعبۃ فدعا علی نفر من قریش اور روایت کیا ہی مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے
کہ آن حضرت علیہ السلام تشریف لائے جبل عرفات پر اور استقبال کیا قبلے کی طرف اور ہمیشہ دعا فرماتے رہی یہانتک کہ آفتاب غروب ہوا
احیاء العلوم مین ہی کہ کہا ابو داؤد نے آخر ابذہ الایدی قبل ان تغل بالاغلال ویرفع یدیہ حتی یری تحت ابطیہ اور آداب دعا سے یہی کہ اوٹہاوے
دونون ہاتہون کو یہانتک کہ دکہائی دیوے وہ بدن کہ نیچے دونون بغلون کے ہی یعنی آداب دعا سے یہ ہے کہ دعا دی دونون ہاتہ
کو وقت دعا کی یہانتک کہ دکہائی دیوے سفیدی بغل اگر بدن پر کپڑا نہو ظاہرا یہ ادب جمیع اوقات مین ہی لیکن حصن مین مشکوۃ نے لکہا ہے کہ یہ حکم
ہی ساتہ بعض اوقات کی اور کہا ہی قاضی عیاض نے کہ اوٹہاوی دونون ہاتہون کو یہانتک کہ تجاوز کرین اوسکے سر سے اور دکہائی دیوے
سفیدی بغلون اوسکی کی اگر بدن پر کپڑا نہو مگر استسقا مین لیکن یہ قول مرجوح ہے اور جزری کے نزدیک دونون ہاتہون کو دعا مین کندہا
تک اوٹہایا کرے اور سفر المصلی مین ہی کہ اوٹہایا کرے ہاتہون کو دعا مین برابر سینے کی اور کہا ہی کہ یہ مستحب ہی اور اسیطرح سے مروی ہے ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے فعل نبی علیہ السلام کا اور دلیل اوسکی جو مصنف نے ذکر کیا ہی یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہے قال کان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی الدعاء حتی یری بیاض ابطیہ حصن حصین مین توربشتی سے نقل کیا ہے استحباب اسکا کہ مبالغہ کرے دراز کرنے دونون
ہاتہون مین موافق اپنی حاجت کے جسقدر کہ حاجت زائد ہو اوسیقدر ہاتہون کو زیادہ دراز کرنا چاہیے حتی ما کفیہ لفظ ضمائم یہ قال تہا بعضہ
کی ضمیر مستتر ہے جاعلا بطنہما کو السماء حال لیعد المحال ہی یعنی حق دعا کا یہ ہی کہ استقبال کرے اور روبرو داعی طرف قبلے کے اور اوٹہاوے
ہر دونون ہاتہونکو کہ ظاہر اور ہویدا ہو جاوی وہ سفیدی جو بغل کے نیچے ہے اوس حال مین کہ ضم کرنے والا ہو دونون ہتہیلیون کو طرف
آسمان کے چنانچہ مروی ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعا ضم کفیہ وجعل بطونہما مما یلی وجہہ

اور اوسط طبرانی مین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ فرمایا کہ دعا کرو اپنے سوال کرو اللہ تعالی سے ساتھ باطن اپنی ہاتھون کے اور نہ سوال
کرو ساتھ ظاہر ایدی کے اور ابو داؤد نے مالک بن یسار سے روایت کی ہی کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا سئلتم اللہ فاسئلوہ
ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظہورہا انتہی فہو مروی پس اوٹھانا ہاتھون کا آسمان کی طرف ساتھ طریق مذکور کے مروی اور ماثور ہے جیسیکہ حضرت انس
رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ حتی یری بیاض ابطیہ فی الدعاء ترجمہ تہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھاتے
تھے دونون ہاتھون کو یہانتک کہ دکھائی دیتی تھی سفیدی دونون بغلون مبارک کی دعا مین لیکن ملا علی نے کہا کہ یہ حدیث مقید ہی ساتھ استسقا
کے اور حضرت ابن عباس سے مروی ہی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعا ضم کفیہ وجعل بطونہما مما یلی وجہہ ترجمہ تہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب
دعا کرتے ضم کرتے دونون ہتہیلیون کو اور کر دانتے باطن اونکا اوس جانب سے کہ نزدیک ہے وجہ کی یعنے کردانتے تھے باطن کفین طرف آسمان کے
روایت کیا ہی اسکو طبرانی نے کبیر مین وعن عمر کان علیہ السلام اذا مد یدیہ فی الدعاء لم یردہما حتی یمسح بہما وجہہ اور مروی ہے عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ سے کہ تہے آنحضرت علیہ السلام جب دراز کرتے دونون ہاتھون کو دعا مین نہین پہیرتی اونکو یہانتک کہ مس کرتی ساتھ اونکے منہ مبارک اپنا روایت
کیا ہی اسکو ترمذی نے اور کہا غریب ہی اور حاکم نے مستدرک مین اور سکوت کیا اسپر اور روایت کی ہی ابو داؤد نی مالک بن یسار رضی اللہ عنہ سے قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سالتموہ فسالوہ ببطون اکفکم ولا تسالوہ بظہورہا کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ سوال کرو تم اللہ تعالی
سی پس سوال کرو اوس سے ساتھ بطون ہتیلیون اپنی کے اور مت مانگو اللہ سے ساتھ ظاہر طرف ہتہیلیون کے کہا شیخ نجم الدین نے کہ ظاہر اس حدیث کا
عموم کو مقتضی ہی برابر ہی کہ سوال نعمتو نکے وصول کرنیکا ہو یا دفع کرنے بلاؤن کا اور ہتہیلیون کو آسمان کیطرف کرکے سوال کرنے مین طلب کی
صورت ہی اور اجابت کا یقین ہی اور دونون ہاتھون کا جمع کرنا خبر دیتا ہے کثرت عطیہ سے اور ہتہیلیونکے پشت سے سوال کرنے مین
صورت روکنے کی ہی لیکن ظاہر حدیث مخالف ہی اوس حدیث سے کہ روایت کی گئی ہی استسقاء کی دعا مین کہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم اشار بظہر
کفیہ الی السماء اور حق جمع کا درمیان دونون حدیثون کے یہ ہی کہ اگر دعا طلب نعمت کی ہی تو ہتہیلیون کو آسمان کی طرف کرے اور اگر دعا دفع بلا کے
لیے ہو تو ہتہیلیون کی پشت آسمان کی طرف کرے بطور اشارہ کرنیکے نائرہ فتنہ کی طرف اور توڑنی سورہ یعنے تیزی حادثہ کی اور واسطے گرنے
اوسکے کے پشت انہی دور ورح اور وارد ہوا ہے حدیث ترمذی وغیرہ مین سلمان فارسی سے ان اللہ تعالی یستحیی ان یردہما صفرا یعنی تحقیق پروردگار
شرم رکھتا ہی بندہ اپنے سے جبکہ دونون ہاتھ اپنی دعا کی لیے اوسکی آسمان کی طرف اوٹھاتا ہی یہ کہ پہیر دیوی اوسکی ہاتون کو خالی صفر بکسر
صاد معنی خالی نجم الحاکم مین ہے کہ یہ حدیث خلاصہ اوس حدیث کا ہے جو روایت کی ہی ترمذی اور ابو داؤد اور غیر اون دونون کے نے سلمان
رضی اللہ تعالی عنہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حیی کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع یدیہ الیہ ان یردہما صفرا کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق رب تمہارا بہت حیا رکہنے والا ہے شرم رکہتا ہی بندہ اپنے سے جبکہ اوٹھاوی بندہ دونون ہاتھون کو طرف
اوسکے اس بات کہ پہیر دیوے اون دونون کو خالی اور یہ مقتضی ہی اس بات کا کہ سوال ہتہیلیون کو آسمان کی طرف کرکے ہو کیونکہ خالی ہونا اور بہرنا
ہتہیلیون کی صفت ہی ہتہیلیونکی پشت کی پس اشارہ کیا مصنف نے پہلے اسکی طرف کہ وہ مروی ہے صریحا اور ثانیا طرف اسکے کہ وہ مروی
ہی دلالۃ بعد انتہی و دون العین فہو مستحسنہ اور نہ کری آنکھین اپنی آسمان کی طرف دعا کی وقت کیونکہ آسمان کی طرف آنکھین کرنا منع ہی سنت

کیا گیا ہے اس سے استدلال کیا ہی اسپر امام غزالی نے ساتھ حدیث مسلم کے جو روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لینتہین اقوام عن رفعهم ابصارهم عند الدعاء فی الصلوۃ الی السماء او لتخطفن ابصارهم کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ پہلی باز رہینگے
لوگ اوٹھانے نگاہ اپنی سے وقت دعا کے نماز میں طرف آسمان کے یا اچکی جاویگی آنکھیں انکی یعنی چاہیے کہ باز آویں اوٹھانے سے نگاہ کی نہیں تو
اوچکی جاویگی آنکھیں انکی میں کہتا ہوں کہ صریح مدلول اسکا نماز کی دعا میں ہے نہ مطلقاً اسلیے مخالف ہوئے ہیں علما آسمان کی طرف نظر اوٹھانیکی
کراہیت میں بیچ دعا غیر صلوۃ کی پس مکروہ جانا ہی اسکو شریح اور دوسرے علما نے اور جائز رکھا ہے اسکو بہت سے علما نے اسلیے کہ آسمان قبلہ دعا کا ہے
اور جن لوگون نے نظر اوٹھانا دعا میں مکروہ جانا ہے اسکو حدیث کے سبب سے لیس بسبب مشترک ہونے وجہ نہی کا ہے اور وہ یہ ہے کہ نظر
اوٹھانا دعا کے وقت اس امر کا وہم پیدا کرتا ہے کہ معبود یعنی ذات باری جہت علیا میں ہے باوجودیکہ وہ تمام جہتوں سے عالی ہے اور موجب
من بنی سو جہت کی باعث سے منع تو دعا میں نظر اوٹھانیکا کچہ فائدہ نہوگا کیونکہ نماز میں مطلقاً نظر اوٹھانا مکروہ ہے انتہی کذا فی نجم العلم اور ملا علی قاری
نے اس حدیث کو بدون لفظ فی الصلوۃ کی اپنی شرح میں نقل کیا ہی جیسے کہا عن ابی ہریرۃ مرفوعا لینتہین اقوام عن رفع ابصارهم الی السماء عند الدعاء
او لتخطفن ابصارهم انتہی پس بنا بر اس روایت کے کچہ حاجت استثناء کی نہیں مطلقاً دعا میں نظر اوٹھانا منع ہے برابر ہی کہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں
ولا یبالغ فی رفع صوتہ اور نہ مبالغہ کرے آواز بلند کرنے اور اپنی کے سبب اسکے کہ روایت کیا ہی ابو موسی اشعری نے قال قدمنا مع النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فلما دنونا من المدینۃ کبر وکبر الناس ورفعوا اصواتهم فقال یا ایها الناس ان الذی تدعون لیس باصم ولا غائب ان الذی تدعون بینکم وبین اعناق رکابکم
کذا فی الاحیاء اور عبد اللہ بن مغفل سے مرفوعا روایت ہی سیکون قوم یعتدون فی الدعاء اور اسکا موید ہے یہ قول اللہ تعالی کا ادعوا ربکم
تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین کہا ابو موسی اشعری رض نے قدوم کیا ہی آئے ہم ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جب قریب ہوئے ہم مدینہ شریف
کی تکبیر کہی حضرت علیہ السلام نے اور تکبیر کہی لوگون نے اور اوٹھائیں آدمیون نے اپنی آوازین پہر فرمایا حضرت نے ای لوگو وہ ذات کہ پکارتے ہو تم
نہیں ہی بہرا اور نہ غائب ہی تحقیق وہ جو تم پکارتے ہو اسکو درمیان تمہاری اور درمیان گردنون سواریون تمہاری کے ہے اور وارد ہوا ہی ان
اللہ عبد ابتلاہ لیسمع تضرعہ وفی لفظ صوتہ روایت کیا ہی اس حدیث کو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں پس آہستہ دعا مانگنی افضل ہی بسبب
آیت مذکور کے اور بسبب اس قول اللہ تعالی کے حضرت زکریا کے ثنا میں واقع ہی اذ نادی ربہ نداء خفیا واضح ہو کہ یہ نسخہ متن کا یعنی لا یبالغ الا آخرہ سوا
شرح ملا علی قاری کے اور کسی میں شروح اور متون موجودہ سے نہیں پایا گیا ویفتتح بالتحمید اور آداب دعا سے یہ ہی کہ ابتدا کرے دعا کو ساتھ حمد الہی کے
جیسے کہ سورۃ فاتحہ میں دعا سے پہلے حمد ہی اور بسبب روایت سلمہ بن الاکوع کے کہ کہا ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستفتح الدعاء الا استفتحہ
وقال سبحان ربی العلی الاعلی الوہاب رواہ احمد والحاکم وقال صحیح الاسناد نہیں سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ شروع کرے دعا کو مگر یہ کہ شروع
کرتے اسکو اور فرماتے سبحان ربی الخ روایت کیا اسکو احمد اور حاکم نے اور کہا صحیح الاسناد ہے والصلوۃ اور ساتھ درود بھیجنے کے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر اسلیے کہ وارد ہی حدیث فضالہ بن عبید سے قال سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا یدعو فی صلوتہ لم یحمد اللہ ولم یصل علی النبی صلعم فقال علیہ
السلام عجل هذا ثم دعاہ فقال اذا صلی احدکم فلیبدء بتحمید ربہ والثناء ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یدعو بما شاء رواہ الجماعۃ کہا فضالہ نے
سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کہ دعا مانگتا تھا نماز میں اور نہیں حمد کرتا تھا اللہ تعالی کی اور نہ درود بھیجتا تھا نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے پھر فرمایا آنحضرت نے کہ جلدی کی اسنے پھر بلایا اوسکو اور فرمایا جب نماز پڑھی ایک تمہارا پس چاہیے کہ شروع کرے ساتھ حمد اور ثنا رب
اپنے کی پھر درود بھیجے اوپر نبی علیہ السلام کے پھر مانگے جو شئے کہ چاہے روایت کیا ہے اسکو جماعت نے اور دوسری حدیث مین وارد ہے اذا سالتم
الله حاجة فابدءوا بالصلوة علی فان الله تعالی اکرم من ان یسئال حاجتین فیقضی احدهما ویرد الآخر وابو طالب المکی نے کہ جب کہ سوال کرو تم الله سے
کوئی حاجت پس شروع کرو ساتھ درود پڑھنے کے پیغمبر پر اسلیے کہ الله تعالی کریم تر ہے اس سے کہ مانگا جاوے دو حاجتین پس پوری کردے وہ ایک اور
پھیر دیوے دوسری کو اور نووی نے اذکار مین کہا ہے کہ اجماع کیا ہے علما نے اسپر کہ مستحب ہے شروع کرنا دعا کا حمد اور ثنا الہی اور درود حضرت
رسالت پناہی سے وتختم بهما فانهما مقبولان فلا یرد حاجة فی البین اور ختم کرے دعا کو ساتھ حمد اور صلوة کے کیونکہ بیشک وہ دونون مقبول ہین پس
نہین رد کی جاویگی حاجت داعی کی جو انکے درمیان مین ہے. اذکار مین ہے کہ اسپر بھی اجماع ہے کہ ختم کرے دعا کو ساتھ حمد صلوة اور دلیل
اسکی یہ آیت ہے وآخر دعواهم ان الحمد لله رب العالمین اور اس سے نکلتا ہے کہ اچھی عبارت تحمید مین الحمد لله رب العالمین ہے انتہی اور ابو سلیمان
دارانی نے کہا ہے اور یہی مختار ہے اہل شام اور زاہد رحمة الله تعالی کا کہ جسوقت سوال کرے تو الله تعالی سے کوئی حاجت پس شروع کر ساتھ درود
کے پھر دعا کر جو کچھ چاہے پھر ختم کر ساتھ درود کے اسلیے کہ بیشک الله پاک اپنے کرم سے قبول کرتا ہے دونون درودونکو اور وہ اکرم ہے اس سے
کہ چھوڑ دے جو چیز کہ ان دونون کے درمیان مین ہے سہ ولازم الطاف خفیة ؛ ولا تحزن باخوان البلیة ؛ ودم الصلوة لکل وقت ؛ فلا
تجزع بامراض بلیة ؛ والسلام علی النبی لکل جمع ؛ لتعلم الشان والاعمال بالنیة ؛ هذا الوسیلة بالنبی لکل عسر ؛ لیصیر تیسیر الالطاف خفیة ؛ انتهی
کذا فی نجم العلم شرح عین العلم - ولیقدم ربنا خمسا اور آداب دعا سے یہ ہے کہ پہلے اوسکے لفظ ربنا پانچ بار کہے فورد فیہ اسلیے کہ وارد ہے بیچ حق اوسیکے
دعا کی کہ لفظ ربنا اوسمین پانچ بار آیا ہو بیچ آیت قرآنی کی جو ربنا ما خلقت هذا باطلا الی انک لا تخلف المیعاد ہے. ق فاستجاب لهم ربهم پس قبول
کی دعا اونکی پروردگار اونکے نے. ظاہر ہے کہ جبکہ قبول ہوئی دعا اوس شخص کے کہ پہلے اوس سے لفظ ربنا پانچ بار کہا پس نہین
کم ہے اس سے کہ ربنا کہنا آداب دعا کی سے ہو اور اسلیے کہ تکرار لفظ ربنا مین مبالغہ فی التضرع ہے اور بھی امام جعفر صادق رض سے مروی ہے کہ
جس کسی کو غمگین کرے کوئی شئے پس کہے پانچ مرتبہ ربنا نجات دیتا ہے اوسکو الله تعالی اوس چیز سے کہ ڈرتا ہے اور دیتا ہے اوسکو جو چیز کہ چاہتا ہے
اور قبول کرتا ہے جو کچھ دعا کرتا ہے وحاجة الآخرة اور مقدم کرے حاجت آخرت کو اوپر حاجت دنیا کے لقا زرع النجاح بسبب مشتاق کرنیکی
اور پرہیزگاری کی کہ امور آخرت مین منحصر ہے شیخ نجم الدین نے کہا ہے کہ مصنف نے اسکا شاہد نہین ذکر کیا لیکن ماخذ اور شاہد اسکا یہ آیت
کریمہ ہے فقلت استغفروا ربکم انه کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا الآیة ویجتنب الجهر والمخافتة اور آداب دعا سے یہ ہے کہ پرہیز کرے بہت پکار کر دعا
کرنے اور بہت آہستہ دعا کرنے سے فوردق ولا تجهر بصلوتک ولا تخافت بها پس وارد ہوا ہے قرآن مجید مین اور جہر نکر اپنی نماز مین اور نہ آہستگی
کر ساتھ اوسکے پوری آیت یہ ہے وابتغ بین ذلک سبیلا اور ڈھونڈ درمیان کا طریق واضح ہو کہ یہ استشہاد مصنف کا اس تقدیر پر ہے
کہ الصلوة یعنی دعا کی ہو جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض سے مروی ہے کہ آیت کریمہ ولا تجهر بصلوتک الی آخرہ. دعا مین وارد ہے اور ابو ہریرہ رض اور مجاہد
رضی الله عنہ سے مروی ہے کہ آیت مذکورہ مین صلوة سے مراد دعا ہے پس جہر دعا مین ممنوع ہے اور مبالغہ کرنا آہستگی مین جائز نہین بلکہ
مستحب درمیانی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ داعی اپنی آواز آپ سن لے جیسی کہ مروی ہے ابن مسعود رض سے لم تخافت من لم یسمع نفسه انتہی

ملا علی قاری نے اپنی شرح میں لکھا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ لفظ العباد تک سے لفظ آخر تک فیہا ہی اور وہ یا تہجد میں ہے یا یہ معنی ہیں کہ جہر کرے اپنی نماز میں ہمیشہ اور
نہ آہستگی کرے تمام ایام میں بلکہ جہر ہو تہد درمیانی طریق با این طور کہ بعضی نمازوں کو جہر کرے مثل صبح اور عشا میں اور جمعہ اور تراویح کی اور بعض کو سری مثل ظہر
اور عصر اور تمام نوافل ہے کہ کان علیہ السلام اذا قرأ من اللیل رفع طورا وخفض طورا ابو داود عن ابی ہریرہ نے نکالا ہے ابو بصرفی الی ہریرہ سے
یعنی ولا تکلف بالسجع اور آداب دعا سے یہی ہے کہ دعا کے وقت قافیہ اور سجع کے حاصل کرنے میں تکلف نہ کرے کیونکہ داعی کو چاہیے کہ عاجزی
کرنیوالا اور گڑگڑانیوالا ہو اور تکلف تضرع اور عاجزی کے منافی ہے ہاں اگر بلا تکلف الفاظ مسجع اور مقفی زبان سے نکلیں تو اس میں کچھ
مضائقہ نہیں جیسے اکثر ادعیہ ماثورہ میں کلمات مسجع اور مقفی وارد ہیں کقولہ علیہ السلام اللہم ذا الحبل الشدید والامر الرشید اسألک الامن یوم
الوعید والجنۃ یوم الخلود مع المقربین الشہود والرکع السجود والموفین بالعہود انک رحیم ودود وانت تفعل ما ترید رواہ الترمذی من حدیث ابن
عباس سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام یقول حین فرغ من صلوۃ فذکر حدیثا طویلا من جملتہ ہذا اور مانند قولہ علیہ السلام کی اللہم
انی اعوذ بک من علم لاینفع وعمل لایرفع وقلب لایخشع ودعاء لایسمع رواہ احمد وابن حبان والحاکم من انس وفیہ فی سوایتہ من ہؤلاء الاربع
اے اللہ تحقیق میں پناہ چاہتا ہوں ساتھ تیرے اوس علم سے کہ نفع نہ دیوے اور اوس عمل سے کہ نہ اوٹھایا جاوے یعنی مقام اجابت تک اور اوس قلب
سے کہ نہ ڈرے اور اوس دعا سے کہ نہ سنی جاوے یعنی نہ قبول کی جاوے اور مانند قولہ علیہ السلام کے اللہم استر عوراتنا وآمن روعاتنا احمد فی
مسندہ عن ابی سعید مرفوعا تو وہ بھی ایسی وارد ہوئی ہے کما لعسف سجع میں حدیث ابن عباس کہ فرمایا ایاکم والسجع فی الدعاء یعنی دور رکھو اپنے
تئیں سجع کرنے سے دعا میں اور بقیہ اس حدیث کا یہ ہے انی عہدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ لا یفعلون ذلک یعنی تحقیق پایا میں
نے زمانہ پیغمبر خدا اور صحابہ انکے کا حالانکہ وہ یہ کام یعنی سجع بتکلف نہیں کرتے تھے والاولی ان یقتصر علی الماثور لیسلم من السوال الا صلاح فیہ اور
بہتر یہی ہے کہ دعا کو منحصر رکھے اون عبارتوں پر جو ماثور ہیں تاکہ نہ سوال کرے ایسی چیزوں کا جنمیں صلاح نہ ہو کیسی احتمال ہے کہ اس قول الٰہی میں
داخل ہو جاوے انہ لایحب المعتدین بیضاوی نے اسکی تفسیر میں لکھا ہے کہ جو اپنی کو تیر اور تجاوز کرتے ہیں جو چیزیں اونکے لائق نہ ہوں وہ طلب کرے
جیسے کہ انبیا کا مرتبہ یا آسمان کی طرف چڑھنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے سیکون قوم یعتدون فی الدعاء وحسب المرء ان یقول اللہم
انی اسألک الجنۃ وما قرب الیہا من قول وعمل واعوذ بک من النار وما قرب الیہا من قول وعمل ثم قرأ انہ لایحب المعتدین ایسا اختیار کرے دعا
الماثور تاکہ احتمالات مذکورہ سے بچا رہے قطع نظر اوسکے کوئی حاجت دنیا اور آخرت کی نہیں ہے کہ ادعیہ ماثورہ میں نہ آئی ہو اور جو کچھ
ہو تا خیر اور مراتب عالی ادعیہ ماثورہ میں ہیں وہ غیر میں کہاں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل جنت میں کبھی حاجت پڑیگی
اسلیئے کہ اہل جنت سے کہا جاویگا کہ جنت کی آرزو کرو اور وہ نہیں جانتی ہونگی کہ کیسی آرزو کریں تب علما سے سیکھینگے دعا کو علماء سے اور مستحب
ہے کہ دعا میں کلمات قلیل کثیر المعنی اختیار کرے جو شامل ہوں دنیا اور آخرت کی بھلائی کو جیسے یہ قول اللہ تعالے کا ربنا آتنا فی الدنیا الایہ
اور جیسے یہ قول آنحضرت علیہ السلام کا اللہم انی اسألک العفو والعافیۃ فی الدنیا والآخرۃ اخرجہ اور بہت دعائیں ہیں کہ دنیا اور آخرت کی بھلائی کو
شامل ہیں وبتضرع وخفیۃ اور حق دعا کا یہ ہے کہ تضرع اور زاری کرے دعا میں اور چھپاوے اوسکا اپنے غیر سے تو دونوں ایسی وارد ہوا ہے قرآن
مجید میں ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ یعنی پکارو اپنے پروردگار کو ساتھ زاری اور پوشیدگی کے اسلیئے کہ زاری محتاج کا چھپانا حکم کی علامت ہے اور

اخفا اخلاص کی دلیل ہے اور محتاج اور مخلص کو نا امیدی نہین ہے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا احب اللہ عبدا
ابتلاہ حتی یسمع تضرعہ۔ جاننا چاہیے کہ جہر اور اخفا مین اقوال مختلف ہین حق یہ ہے کہ اگر ریا کا خوف ہو تو اولی اخفا ہے اور نہین تو جہر بہتر ہے کہ اسمین افادہ اوروں کا
ہے اور اسی پر حکیم ابو علی ترمذی ہین انتہی شیخ نجم الدین نے کہا ہے کہ لفظ ویخفی کا ترک اولی ہے کیونکہ یہ ماتن کے اس قول میں داخل
ہی ویجتنب الجہر والمخافتہ مگر یہ کہا جاوے کہ اسکے اعادہ مین اسطرف اشعار کہ اسکی دلیل یا ذکر کی دلیل سے غیر ہے مخفی نرہے کہ یہ قول شارح
نجم الدین کا کہ لفظ یخفی یجتنب الجہر والمخافتہ داخل ہے خوب طرح سمجھ مین نہین آتا بلکہ کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ مذکور تحبنب الجہر والمخافتہ سے خلاف
ہی تو بہتر تھا کیونکہ شروع مین ماتن نے آداب دعا سے لکھا ہی کہ آہستہ دعا نکرے اور یہان کہتا ہی کہ آہستہ دعا کرے تو جواب اسکا یہ ہو سکتا
ہی کہ ایسی آہستہ دعا نکرے کہ خود بھی نہ سنے اور یہان یہ مراد ہے کہ لوگون سے اپنی دعا کو چھپا دی کہ اسمین ریا کا اندیشہ ہی اور شارح کا
کا مطلب واللہ اعلم کیا ہی انتہی وتحقیق الرجا اور ثابت رکھی اجابت دعا کی امید اور یقین جانے کہ بیشک دعا قبول ہوگی اور شک اور تردد
کو اوسمین راہ ندی کیونکہ ایسی کریم اور جواد سے طلب کرتا ہی کہ اوسکی عنایت مین کچھ شک نہین وارد ہی حدیث مین کہ لا یقل احدکم اللہم
اغفرلی ان شئت اللہم ارحمنی ان شئت لیعزم المسألۃ فانہ لا مکرہ لہ متفق علیہ من حدیث ابو ہریرہ اور مسلم کی حدیث مین ابو ہریرہ رض سے مروی ہے
اذا دعا احدکم فلیعظم الرغبۃ فان اللہ لا یتعاظمہ شیء اور وارد ہی لا تقنطوا من رحمۃ اللہ تو درج پس وارد ہی حدیث ابی ہریرہ رض مین ادعوا اللہ
وانتم موقنون بالاجابۃ یعنے دعا کرو تم اللہ تعالی سے درحالیکہ یقین رکھنے والی ہو اجابت کا تتمہ اسکا یہ ہے واعلموا ان اللہ لا یستجیب
دعاء من قلب غافل لاہ رواہ الترمذی وقال غریب والحاکم وقال مستقیم الاسناد اور جانلو کہ اللہ تعالی دعا نہین قبول کرتا ہی دل
بیخبر اور لہو اور بازی کرنیوالی سے اور طیبی نے انتم موقنون کی معنی مین کہا ہے انتم معتقدون ان اللہ تعالی لا یخیبکم لسعۃ کرمہ قال سفیان
بن عیینۃ لا یمنعن احدکم من الدعاء ما یعلم من نفسہ فان اللہ عزوجل اجاب دعاء شر الخلق ابلیس قال رب انظرنی الی یوم یبعثون قال انک
من المنظرین ویلح اور الحاح اور مبالغہ کرے دعا مین اور سوال کرے اوسپر اور مکرر کرے اوسکو ادنی مرتبہ اوسکا تین بار ہے اور اوسط
پانچ مرتبہ اور اعلی ستر مرتبہ جامع الاصول مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یعجبہ
ان یدعو ثلثا ویستغفر ثلثا اخرجہ ابو داؤد اور مسلم مین ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کان علیہ السلام اذا دعا دعا ثلثا واذا سأل سأل
ثلثا فو درج پس وارد ہوا ہی حدیث بیہقی اور ابن عدی مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ان اللہ یحب الملحین فی الدعاء تحقیق خدا تعالی دوست رکھتا ہے الحاح کرنیوالون کو دعا مین اور دوسری حدیث مین جو
وارد ہے ان اللہ یبغض السائل الملحف پس وہ محمول ہی مخلوق سے سوال کرنیوالے پر بسبب مخالف ہونے اوسکے کلام حق سے جو
صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدح مین وارد ہے لا یسئلون الناس الحافا انتہی من شرح علی القاری ولا یستعجل اور جلدی نکرے دعا کے
حاصل ہونے مین اور یہ دو طرح سے ہوتی ہے ایک تو یہ کہ دعا کے قبول ہونے مین دیر جانے اور باوجود امید قبول کے تاخیر حصول
سے ملول ہووے دوسرے یہ کہ بالکل ناامید ہو جاوے تو درج پس وارد ہوا ہے حدیث ابی ہریرہ مین یستجاب لاحدکم ما لم یعجل اور قبول
کیجاتی ہے دعا ایک تمہارے کی جب تک کہ دعا حاصل ہونے مین جلدی نکرے تتمہ اسکا یہ ہے فیقول قد دعوت فلم یستجب متفق علیہ

اور بعضون نے یہ کہا ہے کہ حکم خدا تعالی سے بیچ حال اپنی حاجت مانگتی رہے اور دعا صلوٰۃ جاری رہین تا جب ہے قبول ہیلی بعد [illegible]

اسکے ہم اجابت کی امید رکھتے ہیں کتاب الدعوات میں بیہقی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہیں اذا سال احدکم ربہ مسالۃ فتعرف الاجابۃ فلیقل الحمد للہ

الذی بنعمتہ تتم الصالحات ومن ابطأ عنہ من ذلک شئی فلیقل الحمد للہ علی کل حال اور کتاب الصفات میں حبیب بن ثابت سے حدیث لاتے ہیں

قال حدثنا شیخ لنا ان رسول اللہ صلعم کان اذا جاءہ شئی یکرہہ قال الحمد للہ علی کل حال واذا جاءہ شئی یعجبہ قال الحمد للہ المنعم المتفضل الذی بنعمتہ

تتم الصالحات انتہی کذا فی شرح علی القاری لنجم العلامین ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ قبول ہونے دعا کے وقت جلدی کرنے کا

اسطرح بیان کرکے ہیں فیستحسر عند ذلک ویدع الدعا یعنی اسوقت ملول ہوتا ہے داعی دعا سے اور لوٹ جاتا ہے ایسا قبول کی امید [illegible]

[illegible] کو یہ بات کہ چونکہ دعا عبادت ہے اور اوسکی اجابت کے لیے اللہ کے نزدیک وقت مقرر ہے اور اوسکا عوض آخرت میں ہے اور [illegible]

ہیں جیسا کہ روایت کی ہے احمد نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم یدعو بدعوۃ لیس فیہا اثم ولا

قطیعۃ رحم الا اعطاہ اللہ بہا احدی ثلاث اما ان یعجل لہ دعوتہ واما ان یدخرہا لہ فی الآخرۃ واما ان یصرف عنہ من السوء مثلہا تحقیق نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی مسلمان کہ مانگی دعا کہ جسمین گناہ اور نہ قطع کرنا رحم کا مگر یہ کہ دیگا اوسکو اللہ تعالی بمقابلہ اسکے ایک ان [illegible]

سے یا جلد قبول کریگا اوسکی دعا یا ذخیرہ کریگا اوسکو واسطے آخرت میں اور یا صرف کریگا اور پھیریگا اوس سے برائی مثل اسکے پس اجابت

حاصل ہی ہے لیکن مطلوب بعینہ منحصر نہیں اور نہ کسی وقت پر مقید ہے بلکہ اللہ تعالی کے اختیار میں ہی ہے سمجھے کیونکہ [illegible]

اپنی مصلحت سے ناواقف ہی کبھی برائی کو بھلائی سمجھتا ہی انتہی روی ان العبد یدعو اللہ یحبہ فیقول یا جبرئیل اخر حاجۃ عبدی

فانی احب ان اسمع والعبد یدعو اللہ یبغضہ فیقول یا جبرئیل اقض لعبدی فانی اکرہ ان اسمع صوتہ روایت کیا گیا ہے کہ تحقیق بندہ

دعا مانگتا ہے اور اللہ تعالی محبوب رکھتا ہی اوسکو پس فرماتا ہے ای جبرئیل موخر کر حاجت بندی میرے کی تحقیق میں دوست

رکھتا ہوں یہ کہ سنوں آواز اوسکی اور تحقیق بندہ دعا کرتا ہے اور اللہ تعالی مبغوض رکھتا ہے اوسکو پس فرماتا ہے ای جبرئیل

پورا کر واسطے بندہ کے حاجت اوسکی پس تحقیق میں مکروہ جانتا ہوں سننا آواز اسکے کا زیادہ تحقیق اسکی شرح دعا میں گذری

[illegible] فلیرجع الیہ ولا یذکر الطاعۃ اور آداب دعا سے یہ ہے کہ یاد نکرے عبادت اپنی کو دعا کے وقت بطریق استحقاق

اور اعتماد کے کیونکہ وہ مورث العجب واسطے کہ ذکر عبادت کا اور اعتماد کرنا اوسپر بطور استحقاق کے پیدا کرتا ہے عجب اور تکبر کو اور دعا مقام

تذلل اور افتقار کا ہے جاننا چاہیے کہ ذکر کرنا اعمال صالحہ کا اور توسل کرنا ساتھ اوسکی طرف اللہ تعالی کی شدت کے وقت امام نووی

اور صاحب حصن حصین کے نزدیک آداب دعا سے ہے جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے جو صلوٰۃ توبہ میں وارد ہے

اور اسی پر دلالت کرتی ہے حدیث صحیحین کے جو ابن عمر سے مرفوعا مروی ہے قال بینما ثلثۃ نفر یتماشون فاخذہم المطر فاووا الی غار فی الجبل

فانحطت علی فم غارہم صخرۃ من الجبل فاطبقت علیہم وقال بعضہم لبعض انظروا اعمالا عملتموہا صالحۃ فادعوا اللہ بہا لعلہ یفرجہا فقال احدہم اللہم الحدیث

الطویل پس مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے کہ تحقیق اون اصحاب ثلثہ نے نجات پائی بسبب یاد کرنے اعمال صالحہ کے پس کیونکر ذکر طاعت

مورث عجب کا ہو سکتا ہی جواب اسکا یہ ہے کہ یاد کرنا اعمال صالحہ کا دعا کے وقت اگر بطریق اعتماد کرنے اور حق جتانے کی ہو تو ضرور

اسکے سبب سے غیب پیدا ہوگا اور جو ذکر اونکا بطور توسل اور تبرک کے ہو یا بطریق اضافت کے ہو طرف منعم اور موفق حقیقی کے
تو اسمین کچھ مضائقہ نہین جیسا کہ حدیث اصحاب غار کے آیا ہی ولا المعصیة فہو نفی الایقان اور نہ ذکر کرے معصیت اور گناہ کو وقت دعا کے
کہ وہ دور کرتا ہے ایقان اجابت کو اور جو ذکر گناہ کا بسبیل توبہ و استغفار کے ہووے تو کچھ باک نہین چنانچہ توبہ رد مظالم کی دعا کے وقت
بہت آئی ہے بلکہ اوسکے شروط سے ہے وجاء النذر لقصة مریم رضی اللہ عنہا اور بابہ احادیث اور آیات مین نذر کرنا استجابت دعا
کے لیے مثلاً نذر کرے کہ اگر یہ دعا میری قبول ہوئی ہزار رکعت ادا کرونگا یا ایک مہینے کی روزی رکھونگا یا مانند اونکی اور کسی اعمال صالحہ کی
نذر کرے بسبب واقع ہونے قصہ مریم رضی اللہ تعالے عنہا کی کہ اونکی والدہ عمران کی بی بی نے اولاد سے ناامید ہونے کے بعد مجیب الدعوات
کی درگاہ مین خاک پر سر رکھکر فرزند کی استدعا کی اور جب صدق دعا اور علامتین حمل کی اونپر ظاہر ہوئین تو درگاہ الٰہی مین عرض کی کہ ای
پروردگار میری جو کچھ کہ میرے پیٹ مین ہے اسکو مین نے تیری نذر کیا جیسا کہ آیت کریمہ واذ قالت امرأة عمران رب انی نذرت لک
ما فی بطنی محررا فتقبل منی انک انت السمیع العلیم اس پر ناطق ہی عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان ام مریم کانت عاقرا لا تلد و تغبط
النساء بالاولاد ثم قالت اللھم ان لک علی نذرا ان رزقتنی ولدا ان اتصدق به علی بیت المقدس تحقیق ماں حضرت مریم علیہا السلام کی کہ تھین
بانجھ نہین جنتی تھین اور حال یہ کہ غبطہ کرتی تھین اور عورتون پر ساتھ اولاد کے پھر کہا اونھون نے ای اللہ تحقیق مجھپر نذر ہے تیری پس
اگر روزی کرے تو مجھکو ولد یہ کہ تصدق کرون مین اوسکو بیت المقدس پر اور حضرت مریم کے قصہ مین وارد ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے
فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا انتہی پھر اگر کہا جاوی کہ صحیحین مین ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہما سے مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تنذروا فان النذر لا یغنی من القدر شیئا و انما یستخرج به من البخیل پس جواب
اسکا یہ ہی کہ نہی حدیث مین نذر سے محمول ہو اوپر تاکید امر اوسکی کے اور نہ سستی کرنے پر بعد واجب ہونے اوسکی کے اور جو نہی اوسکے
زجر کے ہون جیسا کہ ظاہر سے مفہوم ہوتا ہے حتی کہ مطلقاً ترک کیے جاوے تو البتہ ہو جاویگا اسمین ابطال اوسکے حکم کا اور اسقاط لزوم
اوسکی کے کیونکہ وہ معصیت ٹھیریگی اور حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ نذر ایک امر ہے نہ تو نذر کرنیوالون کو نفع پہونچاتی ہے اور نہ دفع کرتی کوئی
برائی دور کرتی ہے اور نہ کسی حکم الٰہی کو پھیرتی ہے نہ نذر کرو اس نیت اعتقاد پر کہ تم پاؤ گے نذر سے وہ چیز کہ اللہ تعالی نے تمہارے
لیے نہین مقدر کی ہے یا اپنی جانون سے کسی برائی کو پھیر دوگے اور حکم الٰہی اوسکے جاری ہونے پر ہو چکا ہو اور تعلیل نہی مین
ساتھ اس قول آپکے کے فان اللہ لا یغنی من القدر الحدیث تنبیہ ہے اسپر کہ نذر منع وہ نذر ہے کہ اعتقاد کیا جاوے کہ نذر بذاتہ
تقدیر الٰہی سے ملے پروا کر دیتی ہے چنانچہ اس زمانے کے بہت لوگ جب اپنے مقاصد پورے ہونے کی علامتین دیکھتے ہین تو یہی
اعتقاد کرتے ہین کہ یہ نذر ہی سے ہوا ہے اور اگر نذر کرے اور اعتقاد کیا کہ خاص اللہ تعالے ہی سب کامون کا آسان کرنیوالا ہے
اور وہی حال نافع ہے اور نذر مانند ذریعون اور وسیلون کے ہے پس ہوگا وفا کرنا نذر کا عبادت اور ہوگی ایسی نذر منہی عنہ
اور کیونکر منہی عنہ ہوسکے باوجودیکہ اللہ تعالے نے فیا اپنی اچھے بندون کی تعریف فرمائی ہے ساتھ اس قول اپنی کے یوفون بالنذر و یخافون
یوما کان شرہ مستطیرا اور انما یستخرج به من البخیل کے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے دوست رکھتا ہی بذل اور انفاق کو پس جو کہ دوست رکھتا ہی

اوسکو تو اللہ کے نام پر بذل اور انفاق کرتا ہے اور نہین تو شروع کردی ہے نذر تاکہ نکالی اوسکے سبب سے بخیل کا مال از روے مضطر
ہونیکے ای وہ پریشان ہوتا ہے اور کرتا ہے وہ امر کہ محبوب آلہی ہے یعنے بذل اور انفاق انتہی شرح من شیخ نجم الدین والاضطرار اور آداب
دعا سے یہ ہے کہ محقق اور ثابت کرے اپنے مین اضطرار کو کہ عبارت ہے اظہار کمال احتیاج اور افتقار سے نور دقیق پس وارد ہوا ہی قرآن
مجید مین امن یجیب المضطر اذا دعاہ کیا کوئی ہے کہ قبول کرے پکار نا مضطر کی جبکہ پکارے اوسکو سوا اوس مجیب الدعوات کی اور
مضطر وہ ہے کہ اوسکا کوئی حیلہ وسیلہ سوا خدا کے نہو اور بعضون نے کہا ہے کہ مضطر وہ ہے کہ دل آئینہ ہستی سے اوٹھائے ہوئے ہو جیسے دریا
کا ڈوبنے والا یا جنگل کا بھولا بھٹکا یا بیمار صحت سے ناامید نقل ہے کہ شیخ داؤد قدس سرہ ایک مریض کی عیادت کو تشریف لیگئے مریض نے کہا
ای شیخ دعا کرو تاکہ شفا پاؤن ہین شیخ نے کہا ای مریض تو دعا مین مضطر ہے اور دعا صاحب اضطرار کے ساتھ اجابت کے لائق اور سزاوار تر ہی
نظم آن شنیدی کہ شیخ یزدانی + زبدۂ خاصگان سبحانی + بعیادت برفت پیش مریض + باادب پس نشستہ پیش مریض + گفت چون یافتی
ای دوست + شحم ولحمت نہ نیست جز پوست + داد صاحب مرض بشیخ جواب + بلطف کن دار ہا ز تہید عذاب + بیش حق بہر حق بکن تو
دعا + از برای من و بریخ وعنا + لیک مضطر و مضطرب ہستم + دل جاز ازین سبب خستم + شیخ گفتش کہ اے بہ درد والم + مستحق دعا توئی
نہ منم + زانکہ مضطر را دعا القبول + میرسد تراھادی اے مقبول + نز یجیب گفتہ اند حبیب خدا + والحمد والثنا والبقا + ملا علی قاری
نے اپنی شرح مین لکھا کہ آیۃ مذکورہ عام ہی کافر کو بھی شامل ہی انتہی والاصل التوبۃ ورد المظالم اور اصل دعا قبول ہونے مین توبہ کرنا معاصی
اور پھیر دینا بندون کے حقوق کا ہے کہ اوسکے ذمے پر ہون اسلیے کہ اکثر لوگونکی غفلت اور گناہون کی نحامت سے دعائین قبول نہین ہوتین
کعب الاحبار سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ کے زمانے مین بڑا قحط پڑا پس نکلے حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے ساتھ استسقا
کے لیے پس دعا کی لیکن نہ برسا پانی یہانتک کہ تین مرتبہ اسیطرح کیا مگر پانی نہین برسا پس وحی بھیجی اللہ تعالے نے موسیٰ علیہ السلام کو کہ تحقیق
مین نہین قبول کرونگا تیری دعا اور نہ تیرے ساتھیون کی اسلیے کہ تم مین چغلخور لوگ ہین پس عرض کی حضرت موسیٰ نے اے رب کون ہے
وہ ہمکو بتلا دے تاکہ نکال دین ہم اوسکو پس ارشاد ہوا کہ ہم تو چغلی سے منع کرتے ہین پس کیونکر چغلی کہا وین پس حکم کیا حضرت موسیٰ نے
بنی اسرائیل کو تم سب چغلی سے توبہ کرو پھر توبہ کی سب نے پس بھیجا اللہ تعالے نے اونپر پانی اور احیاء العلوم مین سفیان ثوری سے
منقول ہے کہ کہا اونھون نے کہ مجکو پہونچا ہے کہ بنی اسرائیل مین سات برس کا قحط پڑا یہانتک کہ مردون کو اور لڑکیون کو کھانے لگے
اور اسیطرح نکلتے تھے پہاڑون کی طرف اور گریہ اور زاری کرتے تھے پس اللہ تعالے نے اونکے نبی کی طرف وحی بھیجی کہ اگر تم میری طرف
اپنی پاؤن سے آؤ یہانتک کہ گھس جاوین تمہارے پاؤن اور پہونچین تمہارے ہاتھ کرانہ آسمان تک اور گونگے ہو جاوین زبانین تمہاری
پس تحقیق نہ اجابت کرونگا تمہاری دعا کر نیوالی کی اور نہ رحم کرونگا تمہاری زاری کرنیوالی پر یہانتک کہ رد کرو تم مظالم اور حقوق آدمیون کی پس دفع کیا اونھون
اوسی دن فضل آلہی سے پانی برسا پس جملہ شروط اجابت سے توبہ کرنا اور رد مظالم ہے اور اوسی سے ہے پرہیز کرنا حرام کھانے
اور حرام پینے اور حرام پہننے اور حرام کسب کرنے سے بسبب اسکے کہ روایت کی ہے مسلم اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیہ الی السماء یقول یارب یارب ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام

دعا ذی بالحرام فانی یستجاب لذلک توجیہ الہمتہ الی اللہ تعالی اور آداب دعا سے متوجہ اور خالص کرنا قصد کا ہے طرف اللہ تعالی کی اور نہ التفات کرنا
طرف ماسوا اوسکی کے کہ یہی حاصل اخلاص کے معنی کا ہے فرمایا اللہ تعالی نے فادعو اللہ مخلصین لہ الدین اور فرمایا فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ
الدین اور حدیث میں وارد ہے ان الدعا لا یستجاب عن قلب غافل تحقیق دعا قبول نہیں کیجاتی ہے دل غافل سے او فالنافع ھو الحضور پس نافع اور مفید دعا
کی باب میں یہی حضور قلب ہے ساتھ پروردگار تعالی و تقدس کی نووی نے کہا ہے کہ دلیلیں اس امر کی کہ مقصود دعا سے حضور قلب ہے گنتی سے باہر ہیں
اور علم ساتھہ اونکے اوضح ہے پس اشارہ کیا مصنف نے طرف ایک کے اونمیں سے پس کہا اذ المقصود الانس بہ تعالی و بہ یرجی خیر الخاتمۃ در انسی انس
کے سبب سے درگاہ الہی میں امید رکھی گئی ہے بہتری خاتمے کی اسلیے کہ مقصود دعا سے انس حاصل کرنا ہے ساتھہ پروردگار تعالی کے اور بدون
حضور کے حاصل نہیں ہوسکتا ملا علی قاری نے اپنی شرح میں لکھا ہے کہ مقصود دعا سے حضور ہی جو موجب ہے واسطے نور کے بیچ صدور
کے اور ای جو اور قصور اور تمام انواع جو پس التفات طرف اونکی نوع تقصیر او قصور سے ہے انتہی و یلازمہ فی الرخاء اور آداب دعا سے یہ ہے کہ ملازمت
اور ہمیشگی کرے دعا پر حالت فراخی اور صحت اور راحت میں لینفعہ فی البلاء تاکہ دفع ہووے اوس سے بلا وقت شدت اور ابتلا کے جیسا کہ روایت
کی ہے ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے من سرہ ان یستجیب اللہ لہ عند الشدائد والکرب فلیکثر الدعا فی الرخاء جو شخص کہ خوشی کرے اوسکو یہ
کہ قبول کرے اللہ تعالی دعا اوسکی وقت شدت اور سختی کے پس چاہیے بہت کرے دعا وقت فراخی کے اور بیہقی اور خطیب نے جابر رضی اللہ عنہ
سے مرفوعاً روایت کی ہے لقیہ بابک اللہ فی حاجتہ اکثر الدعا فیہا اعطیہا او منعہا انتہی من شرح علی القاری اور نجم العلوم وغیرہ میں ہے کہ بسر فو
کا حال برعکس اسکے ہے جب شدت اور سختی پڑتی ہے تو دعا کرتے ہیں اور جب تکلیف دور ہوجاتی ہے تو دعا چھوڑ دیتے ہیں چنانچہ اللہ تعالے
فرماتا ہے واذا انعمنا علی الانسان اعرض ونا بجانبہ واذا مسہ الشر فذو دعاء عریض اور دوسری جگہ فرماتا ہے واذا مس الانسان الضر دعانا الی قولہ
تعالی کذلک زین للمسرفین ما کانوا یعملون انتہی و یرغب فی ذی فضیلۃ دینیۃ اور رغبت کرے بیچ دعا ایسے شخص کے کہ صاحب فضیلت دینی کا
ہو مثل عالم متدین اور مشائخ کرام اور امام عادل کے اسلیے کہ وارد ہے حدیث میں ثلثۃ لا یرد دعوتہم الامام العادل والصائم حین یفطر و دعوۃ
المظلوم تین شخص ہیں کہ نہیں رد کیجاتی دعا اونکی ایک امام عادل اور روزہ دار جسوقت کہ افطار کرے اور دعا مظلوم کی او بیہقی نے ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ثلثۃ لا یرد اللہ دعوتہم الذاکر اللہ کثیرا والمظلوم والامام المقسط تین شخص ہیں کہ نہیں پھیرتا ہے اللہ تعالی
دعا اونکی ایک ذکر کرنیوالا اللہ تعالے کا اور مظلوم اور امام عادل اور روایت کی ہے مسلم نے حدیث عمر سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال ان رجلا یاتیکم من الیمن یقال لہ اویس لا یدع بالیمن غیر ام لہ قد کان بہ بیاض فدعا اللہ فاذہبہ الا موضع الدینار او الدرہم فمن لقیہ منکم فلیستغفر لکم
وفی روایۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان خیر التابعین رجل یقال لہ اویس ولہ والدۃ وکان بہ بیاض فمروہ فلیستغفر لکم وفی
روایۃ انہ قال لاویس القرنی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یاتی علیکم اویس بن عامر مع امداد اہل الیمن من مراد ثم من قرن کان
فیہ برص فبرئ منہ الا موضع درہم لہ والدۃ ھو بہا بر لو اقسم علی اللہ لابرہ فلو استطعت ان یستغفر لک فافعل فاستغفر لی فاستغفر لہ ترجمہ
روایت کی ہے مسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص آویگا تمہارے پاس یمن کی
جانب سے کہا جاویگا اوسکو اویس چھوڑیگا یمن میں سوا ماں اپنی کی یعنے نہیں ہے اوسکے لیے اہل و عیال یمن میں سوا اپنے ماں کے اور نہیں

پذیرفتنی ہو اوسکو تسنے طرف ہماری مگر مذمت اوسکی تحقیق تہی اوسکے بدن مین سفیدی یعنی برص تہا دعا کی اللہ تعالی سے پس دور کیا
اللہ تعالی نے اوسکو مگر مقدار ایک دینار یا درہم کی پس جو شخص کہ ملے اوس سے تم مین سے پس چاہیے کہ وہ بخشش طلب کرے تمہارے لیے یعنے
چاہیے کہ وہ درخواست کرے وہ شخص اوس سے کہ بخشش طلب کرے واسطے اوسکے لیے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے
سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق بہترین تابعین کا ایک شخص ہی کہا جاویگا اوسکو اویس اور اوسکے
لیے ماں ہی اور تہا اوسکو برص پس حکم کرنا اوسکو اور چاہنا اوس سے کہ استغفار کری تمہارے لیے اس سے معلوم ہوا کہ اہل خیر اور صلاح
سے دعا طلب کرنی چاہیے اگرچہ ہو طالب افضل اونسے اور روایت کی ہے ابو داؤد اور ترمذی نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے
قال استاذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی العمرۃ فاذن لی وقال اشرکنا یا اخی فی دعائک ولا تنسنا کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی مین نے
نبی علیہ السلام سے بیچ عمرہ کرنے کے پس اذن دیا میرے تئین آنحضرت نے اور فرمایا شریک کر دان ہمکو اے بہیا اپنی دعا مین اور مت بہول
ہمکو طیبی نے کہا ہے کہ اسمین اظہار خضوع ہی اور برانگیختہ کرنا امت کو اوپر رغبت کرنے دعا صالحین کے اور تنبیہ ہے اونکے لیے کہ
نہ خاص کرین اپنی نفسون کو دعا کے ساتھ اور شریک کرین دعا مین اقارب اور دوست اور احباب کو انتہی نووی نے کہا ہے کہ
دعا مانگنا اہل فضل سے اگرچہ طالب افضل ہو مجمع علیہ ہے انتہی ویتقی دعاء المظلوم اور آداب دعا سے یہ ہے کہ پرہیز کرے مظلوم کی دعا
کہ بیشک مستجاب ہی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین آدمی ہین کہ نہین رد کی جاتی ہے اونکی دعا ایک اونمین سے مظلوم ہی اوٹہا
لیتا ہے اللہ تعالی دعا مظلوم کی ابر کے اوپر کہل جاتی ہین اوسکے لیے آسمان کے دروازے اور فرماتا ہے اللہ تعالی قسم ہے مجہکو اپنے
بزرگی اور بڑائی کی البتہ مدد کرونگا مین تیری اگرچہ بعد ایک زمانے کے ہو اور صحاح ستہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بہیجا پس نصیحت فرمائی اونکو یہانتک کہ فرمایا پرہیز کر مظلوم کی دعا سے اسلیے کہ نہین
ہی درمیان خدا تعالی اور مظلوم کی دعا کے پردہ اور حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اتقوا دعوۃ المظلوم فانہا تصعد
الی السماء کانہا شرارۃ اور احمد اور طیالسی نے ابی ہریرہ سے روایت کی ہی دعوۃ المظلوم مستجابۃ وان کان فاجرا ففجورہ علی نفسہ اسنادہ
حسن ترجمہ دعوۃ مظلوم کی قبول کی گئی ہی اگرچہ ہو فاجر پس فجور اوسکا اوپر نفس اوسکے کے ہی بیت حذر کن ز آہ مظلومان کہ ہنگام
دعا کردن + اجابت از در حق بہر استقبال می آید + شرح علی قاری مین ہی کہ ظاہر یہ ہی کہ مراد فاجر سے فاسق ہی اور احتمال ہی کہ مراد
اوس سے کافر ہو اسلیے کہ احمد اور ابو یعلی اور ضیا نے حضرت انس رض سے روایت کیا ہے اتقوا دعوۃ المظلوم وان کان کافرا فانہ لیس
دونہا حجاب اور ابن حبان ابی ذر غفاری رض کی حدیث سے لائے ہین قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کانت صحف ابراہیم قال
کانت امثالا کلہا ایہا الملک المسلط المغرور انی لم ابعثک لتجمع الدنیا بعضہا الی بعض ولکن بعثتک لترد عنی دعوۃ المظلوم فانی لا اردہا و
ان کان من کافر انتہی بیت بترس از تیر باران ضعیف ای منعم + کہ دل سلطان + کہ شکست را بدوزد گرچہ از موم است پیکانش +
حذر کن ز آہ مظلومی کہ مہیا رست چون باران + تو خوش خفتہ بہ بالین تو آید سیل باران + ولا یدعو علی احد اور آداب دعا سے یہ ہے
کہ نہ بد دعا کرے کسی پر نہ اپنی جان پر اور نہ اولاد پر اور نہ خادم پر اور نہ مال وغیرہ پر بسبب اسکے کہ روایت کی ہی مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ

عنہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدعوا علی انفسکم ولا تدعوا علی اولادکم ولا تدعوا علی اموالکم ولا توافقوا من اللہ ساعۃ یسأل فیھا
عطاء فیستجیب لکم اور ابن ابی شیبہ نے ابی ہریرہ سے روایت کی ہے کہ مستجاب ہوتی ہی دعا بندے کی جب تک کہ دعا نکرے ساتھ ظلم کے اور اسیلئے کہ ظالم کی نہ
اسکی دعا کے سبب نے کوئی اگرچہ کافر ہو فرمایا اللہ تعالی نے فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ فالکل یا تو لیس یہ تمام اشیاء مذکورہ مروی اور ثابت ہیں
چنانچہ حصن الحصین اسی بیان میں ہے کہ دیکھیں اور منجملہ آداب دعا کے وضو کرنا ہی اور دو زانو بیٹھنا اور دراز کرنا دونوں ہاتھوں کا
اور کھولنا اونکا اور یہ کہ سوال کرے اللہ تعالی سے ساتھ وسیلہ انبیوں کے اور اچھے بندوں کے اور یہ کہ نہ تکلف کرے قافیہ کا ساتھ خوش
آوازی کے اور یہ کہ وسیلہ پکڑے طرف اللہ تعالی کی ساتھ نبیوں کے اور نیکوں کی بندوں کے اور شامل علماء اور شہداء کی اور اختیار کرنا جامع دعاؤں کا
اور یہ کہ شروع کرے ساتھ نفس اپنی کے اور یہ کہ دعا کرے واسطے ماں باپ اور مسلمان بھائیوں اپنی کے اور یہ کہ نہ خاص کرے نفس اپنی کو ساتھ دعا
کے اگر امام ہو اور یہ کہ نہ دعا کرے ساتھ گناہ کی اور کاٹنے ناتے کی اور یہ کہ نہ دعا کرے ساتھ اوس کام کے کہ تحقیق فراغت کی گئی ہو اوس سے اور
یہ کہ نہ تجاوز کرے حد سے دعا میں ساتھ اسطرح کی کہ دعا کرے ساتھ محال کے یا اوس چیز کے کہ بیچ معنی محال کے ہو اور یہ کہ نہ تنگ کرے خدا کی رحمت
کو اور یہ کہ مانگے خدا سے سب حاجتیں اپنی بایں طور کہ فلانی چیز مجکو بھیجوا اور کسی کو مت بھیجو جیسا ایک اعرابی کہتا تھا اللھم اغفرلی ومحمد اولا تغفر معنا
احد آمین کہنا دعا کے ختم کا یعنی بعد فراغ کی اور ملنا اپنی منہ کو دونوں ہاتھوں اپنی سے بعد فارغ ہونیکے پس یہ تمام مستحبات ہیں کہ ذکر کیا ہی انکو حزری نے
حصن حصین میں اور کل یا تو اور مروی ہیں واللہ اعلم مصنف نے کیوں انسے تعرض نہیں کیا انتہی من تحریم العلماء منہا التفکر یعنی منجملہ آداب تفکر اور اندیشہ
کرنا ہی بیچ مبادی معرفت الہی اور اشیاء آخرت کی تو کا انتقال کرے متفکر حاضر کی طرف غائب کی اور معلوم کو ساتھ علم مجہول کی اور معنی اسکے خود مصنف نے بیان کیا
اما ذکر کیا ہے کہ تفکر افضل عبادت کا ہے بسبب فرمانی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے لا عبادۃ کالتفکر المراد المخصوص بالقلب المقصود بالحق اور دلیلیں تفکر کی فضیلت
کے آیات اور احادیث سے بہت ہیں مصنف نے اونمیں سے بعض کا ذکر کیا پس کہا فورد فی پس وارد ہے قرآن مجید میں بیچ مقام تعریف
اولوالالباب کے فرمایا ویتفکرون فی خلق السموات والارض یعنی اولوالالباب لوگ ہیں کہ فکر کرتے ہیں از روی عبرت اور استدلال کے بیچ پیدایش آسمان اور
زمینوں کی کہ با وجود ایسی عظمت اور بزرگی کی کیونکر ایجاد ہوئی ہیں یہانتک کہ یہ فکر راہ نمائی کرے اونکو طرف صانع قدیم اور مبدع حکیم کی آنحضرت
سے مروی ہے کہ فرمایا ویل لمن قرأہا ولم یتفکر افسوس ہے اوس آدمی پر کہ یہ آیت پڑھی اور تفکر نکرے اور وارد ہے تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سنۃ
یعنی اندیشہ کرنا مخلوقات الہی میں ساتھ نظر عبرت کے یک گھڑی بہتر ہے ایک برس کے بندگی سے کہ بغیر تفکر کے ہو فاکہانی نے یہ کلام سری سقطی
سے نقل کیا ہے اور کہا کہ ابن عباس اور ابو الدرداء سے منقول ہے تفکر ساعۃ خیر من قیام لیلۃ اور دیلمی نے مسند الفردوس میں انسؓ سے بھی روایت کی
ہے اور سیوطی نے جامع صغیر میں ساتھ روایت ابو الشیخ کی ان لفظوں سے نقل کی ہے فکرۃ ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ احتمال ہے کہ عدد معین مراد نہیں بلکہ
مراد ہے کہ تفکر قلیل عبادت کثیر پر فضیلت رکھتا ہے اسلیے کہ تفکر اعمال قلب سے ہے اور دوسری عبادتیں اعمال جوارح سے اور لازم عمل قلب کا
افضل ہوتا ہی شرح فارسی میں کشف الاسرار سے نقل کیا ہی کہ مقداد بن اسود نے کہا کہ میں ابوہریرہؓ کے پاس گیا اور سنا کہ وہ کہتے تھے کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سنۃ مقداد کہتے ہیں کہ پھر ابن عباس کے پاس گیا میں اونسے میں نے سنا
کہتے تھے سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سبع سنین پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پاس گیا اونسے سنا کہ کہتے تھے

تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سبعین سنۃ تعداد سنے کہا کہ یہ چیز دشوار اور مشکل ہوا آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور تمام قصہ عرض کیا آپ
فرمایا حدثنی فیما قال لو ایسا ہی کہا گر اسکی تحقیق مجکو دکھلا وین پس ابو ہریرہ رضی اللہ کو بلایا اور فرمایا فما ذا تفکر قال فی خلق السموات
واختلاف اللیل والنہار فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفکرک خیر من عبادۃ سنۃ پھر ابن عباس کو بلایا اور فرمایا ابن عباس کو نسا
تفکر قال فی الموت وہول المطلع قال تفکرک خیر من عبادۃ سبع سنین پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو کس چیز مین فکر کرتا ہے عرض کیا
یا رسول اللہ قیامت کے احوال اور طرح طرح کی عقوبت اور سیاست کہ جو اللہ تعالی نے عاصیون اور مجرمون کی لیے طیار کی ہین تا
اور نہین کرتا ہون لو یہ خیال آتا ہے کہ کیا اچھی بات ہوتی اگر اللہ تعالی مجکو ایسا بڑا وجود قیامت مین دیتا کہ تمام دوزخ میرے جسم سے
بھرجاتی یہانتک کہ وعدہ اوسکا بھی پورا ہوجاتا اور بیچارے بدبخت آگ کے عذاب سے نجات پاتے آپ نے فرمایا ابا بکر تفکرک خیر من
سبعین سنۃ اور وسی شرح فارسی مین انوار التنزیل سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام سے مروی ہے بینما رجل مستلق علی فراشہ اذ رفع
راسہ الی السماء والنجوم فقال اشہد ان لک ربا وخالقا اللہم اغفرلی فنظر اللہ الیہ فغفر لہ انتہی اور نجم العلوم مین ہے کہ تفکر کی فضیلت مین مشائخ کی
بے انتہا قول ہین تبرکا بعض کا ذکر کیا جاتا ہے ابراہیم رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ تم دراز فکر کرتے ہو کہا الفکرۃ مخ العقل اور سفیان ابن عیینہ اکثر
اس شعر سے مثال دیا کرتے تھی ع اذا المرء کانت لہ فکرۃ * ففی کل شیٔ لہ عبرۃ * اور بشر رحمہ اللہ نے کہا ہے جو فکر کرتے آدمی اللہ تعالی
کی عظمت مین تو ہرگز اللہ تعالی کی نافرمانی نہ کرتے اور فضیل رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ اونہون نے کہا کہ فکر آئینہ ہے دکھلاتا ہے تجکو
نیکی تیری اور برائیان تیری انتہی مجموع الحکم مین ہے کہ تفکر تین قسم ہے ایک تو فکر کرنا اپنے نفس کی عیب مین تاکہ صالح کر دے
اوسکو اور یہ بمنزلہ ایک رات دن کے عبادت کی ہے دوسری فکر کرنا اللہ تعالی کی نعمتون مین تاکہ برانگیختہ کرے اسکو اوپر
شکر کرنے پر اور یہ بمنزلہ ایک برس کی عبادت کے ہے تیسرے فکر کرنا شان الہی اور بزرگی اور دلائل وحدانیت اوسکی مین تاکہ برانگیختہ کرے
اسکو ثابت رہنے پر اور یہ بمنزلہ ساٹھ برس کی عبادت کے ہے کذا فی بعض کتب السلوک انتہی وھو طلب المعرفۃ اور تفکر عبارت ہے اور وہ
طلب کرنے سے ساتھ نظر تامل کی ہر چیز مین کہ حاصل ہو بسبب اوس چیز کے مطلب اوسکا کہ قرب من اللہ ہی یعنے حقیقت تفکر کی
طلب کرنا ہے علم کا ہے کہ بالبداہۃ معلوم نہوا جانا اوسکا ضروری یعنے دلیل کا محتاج ہوا اور وہ ممکن نہین ہے مگر یہ کہ دو علم
دو معرفتین جمع کرے تاکہ تیسری معرفت پیدا ہو جیسا کہ نر و مادہ سے بچہ پیدا ہوتا ہی لیکن جیسا کہ ہر مادہ سے دوسری جنس کا بچہ
پیدا نہین ہوتا ویسی ہی ان دو علمون سے ہر علم اگر چاہے تو پیدا نہین ہو سکتا بلکہ ہر نوع کے لیے دو علم دوسرے معین ہین جب تک
کہ وہ دونون علم حاصل نکریگا وہ نوع ظاہر نہوگی اور جو اس طریق سے علم نہین حاصل کر سکتا وہ اصل علوم کی طرف راہ نہین
لیجا سکتا اور اوسکے مثال ایسے آدمی کی سی ہے کہ پونجی اور راس المال تو ہی مگر نہین جانتا کہ تجارت کیونکر کرے غرضکہ تفہیم
اس حقیقت کی واسطے ایک مثال ہم بیان کی جاتی ہے اگر کوئی یہ کہنا چاہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے تو ہرگز اسکو نہیں
جبتک کہ دوسرے دو علم حاصل نہین کرے ایک یہ کہ باقی فانی سے بہتر ہے دوسرے یہ کہ آخرت باقی اور دنیا فانی ہی پس جبکہ
یہ دونون علم اوسکو حاصل ہوگئی تو بضرورت یہ علم پیدا ہوگا کہ آخرت دنیا سے بہتر اور اولی ہے اور ان دونون معرفتون میں

اور برابر ہین اور طبیعت لامحالہ ایک سے مرجح ہے اسلیے کہ ظاہر اور باطن دونون امور دنیا کے مساعد ہین اور عقبی کی طریق سے
بتباعد پس جو شخص کہ جنت ہین بغیر محاسبہ داخل ہونا چاہے تو مستغرق کرے اپنی اوقات کو طاعت آلہی مین فرمایا اللہ تعالی نے یا ایہا
الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون اور روا رہوا ہے حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا
اور فرمایا اللہ تعالی نے کفی بنفسک الیوم حسیبا اور جو چاہے کہ اوسکی حسنات کا پلہ بہاری ہو تو گہیری عبادت مین اکثر اوقات کو پہر اگر
ملاوے اچہی عملون مین بری عمل بہی تو اوسکا امر محظور رہے لیکن امید منقطع نہین اور عفو کے کرم آلہی سے توقع ہے امید ہے
کہ اللہ تعالی اوسکی مغفرت کر دے اپنی بخشش سے وجدواہ العلم اور فائدہ اور منفعت تفکر کی کہ تذکر اور تفکر کے بعد میسر ہوتی
ہو تین چیزین ہین علم اور حال اور عمل لیکن اول مرتبہ علم ہی وہو حصول المعرفۃ المثمر للحال اور وہ علم عبارت ہی حصول معرفت سے
جو ثمر حال کی ہو یعنے اوس سے حال پیدا ہوتا ہی بحم العلم مین ہی کہ مصنف کی کلام مین تامل ہے اسلیے کہ علم وہی معرفت ہے نہ حصول
اوسکا پس اولی یہ تہا کہ کہا جاتا وجدواہ حصول المعرفۃ کما فی الاحیاء انتہی وہو تاثیر القلب المثمر للعمل اور حال عبارت ہے متاثر اور متغیر
ہونے دل کی سے بسبب حاصل ہونے نور اوس معرفت کے حال سابق سے اور نتیجہ دیتا ہی یہی حال عمل کا یعنے عمل کا باعث ہوتا ہے
پس اس جگہ پانچ درجہ ہوئی اول تذکر کہ عبارت ہی حاضر ہونے دو معرفتون سے دوسری تفکر کہ طلب کرنا معرفت تیسری کا ہے
کہ وہی مقصود ہی تیسرے حاصل ہونا معرفت مطلوب کا اور روشن ہونا دل کا بسبب حاصل ہونے اوسکے چوتہی دگرگون ہونا حال
قلب کا بسبب اس نور کے اوس سے کہ سابق تہا پانچوین خدمت جوارح کی پس مثال اول اون دونون علمونکی کہ اصل ہین اور اونکے
درمیان مین جمع کرنا چاہیے تاکہ تیسری معرفت حاصل ہووے مانند چقماق اور لوہے کی ہی اور مثال تفکر کے مانند چقماق مارنیکی ہے لوہے پر اور مثال حصول معرفت کی مانند
اوس نور کی ہی کہ لوہے اور چقماق ملنے سے ظاہر ہوتا ہی اور چراغ اوس سے روشن کیا جاتا ہی اور مثال تغیر حال کے بینا ہونا اوس آدمی
کا ہی بسبب روشنی کے نابینائی سے کہ تاریکی مین رکھتا ہو اور مثال عمل جوارح کے کام کرنا اوس آدمی کا ہے اوس نور کے
روشنی مین کہ بسبب تاریکی کے ٹہہرا ہوا تہا وہو خدمۃ الجوارح اور عمل عبارت ہی خدمت کرنے اعضاکی سے واسطے دل کے توضیح
اسکی یہہ ہی کہ ثمرات فکر کے تین ہین علم اور حال اور عمل لیکن خاص ثمرہ اوسکا علم ہی ہے ہان جبکہ حاصل ہوا علم دل مین تو متغیر ہوتا
ہے حال دلکا اور جبکہ متغیر ہوا حال دل کا تو متغیر ہونگے عمل جوارح کی پس عمل تابع ہے واسطے حال کے اور حال تابع ہے واسطے
علم کے اور علم تابع ہے واسطے فکر کے پس یہی فکر مبدا اور مفتاح ہے ابواب خیرات کا انتہی من شرح علی القاری پس جبکہ فارغ
ہوا مصنف بیان کرنے حقیقت فکر اور ثمرات اوسکے سے ارادہ کیا بیان کرنے مجاری اوسکی کا پس کہا و مجراہ اور جگہہ جاری
ہونے تفکر کی امور دنیہ مین دو چیز سے خالی نہین ہی یا دینی ہوگی یا دنیوی اور دینی یا متعلق ہوگی ساتہ بندے کے اور صفات
اور احوال اوسکے کی اور یا متعلق ہونگے ساتہ معبود اور صفات اور احوال اوسکے کے اور نہین خارج ہوگی ان قسمون سے اور وہ
کہ متعلق ہے ساتہ بندی کے یا یہ کہ نظر کرنا ہوگا اوسمین کہ وہ محبوب ہے نزدیک رب کے یا اوسمین کہ وہ مکروہ ہے نزدیک
اوسکے اور کچہ حاجت نہین ہے طرف فکر کرنے ماسوا ان دونون کے اور وہ کہ متعلق ہو ساتہ رب کے یا یہ کہ نظر کرنا ہوگا ذات

اور برابر ہین اور طبیعت لاسمی ایک سے صحیح ہے اسلیے کہ ظاہر اور باطن دونون امور دنیا کے مساعد ہین و عقبی کی طرف سے
متباعد پس جو شخص کہ جنت مین بغیر محاسبہ داخل ہونا چاہے تو مستغرق کرلی اپنی اوقات کو طاعت الٰہی مین فرمایا اللہ تعالی نے یا ایہا
الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون اور وارد ہوا ہی حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا
اور فرمایا اللہ تعالی نے کفی بنفسک الیوم حسیبا اور جو چاہے کہ اوسکی حسنات کا پلہ بھاری ہو تو گھیر لی عبادت مین اکثر اوقات کو
بھر اگر کیا آدمی اپنے عملون مین برے عمل بھی تو اوسکا اونقطور رہے لیکن ابد منقطع نہین اور عفو کے کرم آلہی سے توقع ہی امید
ہی کہ اللہ تعالی اوسکی مغفرت کرے اپنی بخشش سے وجدواہ العلم اور فائدہ اور منفعت تفکر کے کہ تذکر اور تفکر کے بعد میسر ہوتی
ہی تین چیزین ہین علم اور حال اور عمل لیکن اول مرتبہ علم ہی وہو حصول المعرفۃ المثمر حالا اور وہ علم عبارت ہی حصول معرفت سے
جو ثمر حال کی ہی یعنے اوس سے حال پیدا ہوتا ہی نجم العلم مین ہی کہ مصنف کی کلام مین تامل ہے اسلیے کہ علم وہی معرفت ہی نہ حصول
اوسکا پس اولی یہ تہا کہ کہا جاتا وجدواہ حصول المعرفۃ کما فی الاحیاء انتہی وہو تاثیر القلب المثمر للعمل اور حال عبارت ہے متاثر اور متغیر
ہونے دل کی سے بسبب حاصل ہونے نور اوس معرفت کی حال سابق سے اور نتیجہ دیتا ہی یہی حال عمل کا یعنے عمل کا باعث ہوتا ہی
پس اس جگہ پانچ درجہ ہوی اول تذکر عبارت ہی حاضر ہونے دو معرفتون سے دوسرے تفکر کہ طلب کرنا معرفت تیسری کا ہی
کہ وہی مقصود ہی تیسرے حاصل ہونا معرفت مطلوب کا اور روشن ہونا دل کا بسبب حاصل ہونے اوسکے کے چوتھی دگرگون ہونا حال
قلب کا بسبب اس نور کے اوس سے کہ سابق تہا پانچوین خدمت جوارح کی پس مثال اول اون دونون علمون کی اصل مین یاد ہی ایک
درمیان جمع کرنا چاہی تاکہ تیسری معرفت حاصل ہووے مانند پتہر اور لوہے کی ہی اور مثال تفکر کی مانند پتہر ارنیکے ہی لوہے پر اور مثال حصول معرفت کے مانند
اوس نور کی ہی کہ لوہے اور پتہر کے ملنے سے ظاہر ہوتا ہی اور چراغ اوس سے روشن کیا جاتا ہی اور مثال تغیر حال کے بینا ہونا آنکہ
آدمی کا ہی بسبب روشنی کے نابینائی سے کہ تاریکی مین رکہتا ہو اور مثال عمل جوارح کے کام کرنا اوس آدمی کا ہی اوس نور کے
روشنی مین کہ بسبب تاریکی کے ٹہرا ہوا تہا وہو خدمۃ الجوارح اور عمل عبارت ہی خدمت کرنے اعضا کی سے واسطے دل کے توضیح
اسکی یہ ہی کہ ثمرات فکر کے تین ہین علم اور حال اور عمل لیکن خاص ثمرہ اوسکا علم ہی ہے ہان جبکہ حاصل ہوا علم دل مین تو متغیر
ہوتا ہی حال دل کا اور جبکہ متغیر ہوا حال دل کا تو متغیر ہونگے عمل جوارح کی پس عمل تابع ہی واسطے حال کے اور حال تابع ہی واسطے
علم کے اور علم تابع ہے واسطے فکر کے پس ہی فکر مبدا اور مفتاح ہی ابواب خیرات کا انتہی من شرح علی القاری پس جبکہ
فارغ ہوا مصنف بیان کرنے حقیقت فکر اور ثمرات اوسکے سے ارادہ کیا بیان کرنے مجاری اوسکے کا پس کہا ومجراہ اور جگہ جاری
ہونے تفکر کی امور دینیہ مین دو چیز سے خالی نہین ہی یا دینی ہوگی یا دنیوی اور دینی یا متعلق ہوگی ساتہ بندے کے اور صفات
اور احوال اوسکے کی اور یا متعلق ہوگے ساتہ معبود اور صفات اور احوال اوسکے کے اور نہین خارج ہوگی ان قسمون سے یا وہ
کہ متعلق ہی ساتہ بندے کے یا یہ کہ نظر کرنا ہوگا اوس مین کہ وہ محبوب ہے نزدیک رب کے یا اوس مین کہ وہ مکروہ ہی نزدیک
اوسکے اور کچہ حاجت نہین ہی طرف فکر کرنے ماسوا ان دونون کے اور وہ کہ متعلق ہی ساتہ رب کے یا یہ کہ نظر کرنا ہوگا ذات

اور صفات اور اسماء حسنے اوسکی مین یا یہ کہ ہو گا نظر کرنا افعال و ملک در ملکوت اوسکی مین اور چونکہ اہل اللہ کی غرض دنیوی سے کچھ متعلق
نہین تھی اسواسطے مطلقاً اوسکو ترک کر دیا اور کہا انا الا مانہ یا تفکر کرنا بیچ معاملہ کے ہے کہ متعلق ہی ساتھہ صفات نفس اور افعال سالک کے
اشارہ ہی طرف قسم اول کے دینی سے اور وہ منقسم ہی طرف ظاہر کی مانند معاصی اور طاعات کی اور طرف باطن کے مانند صفات منجیات او مہلکات
کی وستہ ان ہی فی معاصی الظاہرة اور حوع معاملہ مین تفکر کرنیکا یہ ہی کہ ابتدا کرے ساتھہ نظر اور تامل کرنے کے بیچ ہر ایک کے گناہون ظاہر
اپنی سے کہ متعلق ہین ساتھہ بدن اور اعضاء سبعہ کے اور وہ تین چیزون سے ہوتا ہے اول یہ کہ نظر کرے افعال مین کہ سبب ذات اونکی کے
ہل ہذا محظور آیا یہ امر کہ اوسمین فکر کرتا ہی ممنوع شرعی ہے یا نہین اسلیے کہ بہت چیزونکا ممنوع ہونا نہین معلوم ہوتا مگر دقیق نظر سے ثم ہل
یوجد فیہ پھر اگر معلوم ہوا کہ یہ امر ممنوع ہے تو تامل کری تمام اعضا مین کہ یہ گناہ بالفعل و نہین پایا جاتا ہے تاکہ ترک کرے اوسکو یا متعرض ہی
اوسکے ارتکاب کا امید. وثوبا کہ احتراز کرے اوس سے یا اوس سے پہلی اسکا مرتکب ہو چکا ہی تاکہ تدارک کا محتاج ہو کیونکہ نفس کی صفات بدون تفکر نہین
پہچان سکتا ثم ما التدبیر فی دفعہ پھر اگر اوسکا مرتکب ہے تو تامل کرے کہ کیا تدبیر ہے بیچ دفع کرنے اوسکی کے اور کیونکر اوس گناہ سے خلاصی
ہو سکتی ہی چنانچہ زبان اور گوش مین نظر کرے کہ جھوٹ اور غیبت اور چغلخوری وغیرہ کہ مکروہات الہی انمین ہین یا نہین اگر ہین تو تفکر
کرے شواہد قرآن اور سنت مین کہ جو وارد ہین اونکی شدت عذاب مین پھر یون فکر کرے کہ اس سے احتراز بدون گوشہ گیری یا صحبت
صالحون کی نہین ہو سکتا کیونکہ اگر ایسا نا اس سے دہی ممنوعات سرزد ہوسکے تو دہی حضرات اوسکو ان امورات سے باز رکھین گے
اسیطرح شکم کے حال مین فکر کرے کہ بجہت کھانے پینے شبہہ کی چیزون کی عصیان الہی کا متعرض ہے یا نہین اگر ہی تو ڈرے کہ کہین لقمہ
حرام مین نہ پڑ جاوے اور جانے کہ تمام عبادتین حرام کی لقمہ سے ضائع ہو جاتی ہین اور اکل حلال اجابت دعا اور سب عبادتون مین اصل
عظیم ہے اور اللہ تعالی بندی کی نماز ساتھہ کمال قبولیت کے قبول نہین کرتا اگر اوسکے کپڑے کی قیمت مین ایک درم بھی حرام کے کسب سے ہو
پھر نظر کرے کہ کھانا پینا کہان سے ہے اور حلال کسب کرنیکا کیا طریقہ ہے اور حرام کسب سے کیونکر بچ سکتا ہے اور اس سے باز رہنے کا کیا حیلہ
ہے تاکہ اپنے کو حرام پر ستا دنکرے اسیطرح اپنے تمام اعضا مین تفحص کرے اور اپنے کو گناہون سے باز رکھے ثم فی طاعۃ پھر بعد معاصی کے تفکر
کرنے اور دفع کرنے اونکے کے ساتھہ تدبیر کی تفکر کری انواع طاعات مین جو متعلق ہین ساتھہ اعضا یا تمام بدن کے ہین ہل ہذا مندوب یا یہ فعل مندوب
اور مرغوب یا سنت موکدہ یا واجب یا فرض ہے یا نہین ثم ہل ہذا مقدور پھر اگر مندوب یا سنت وغیرہ ہی تو تامل کرے کہ آیا یہ
اسکے مقدور مین ہی یا نہین یعنی یہ اونکو ادا کر سکتا ہی اور اسکے طاقت کے نیچے آسکتے ہین یا نہین ثم التدبیر فی تحصیلہ پھر اگر انکا ادا کرنیکی
طاقت رکھتا ہے تو تامل کرے کہ انکے حاصل کرنے کی کیا تدبیر ہے تاکہ اونکے ادا کرنے کے باعث سعادت اندوز ہو مثلاً کہے کہ زبان واسطے
ذکر الہی اور وعظ و نصیحت اور مسلمانون کے آرام پہونچانے کے پیدا کی گئی ہے اور مین قادر ہون کہ فلانا ذکر کرون اور فلانی
بات کہون تاکہ فلانا شخص آرام پاوے اسلیے کہ نیک بات بمنزلہ صدقہ کے ہے بلکہ اس سے بہتر ہی اور آنکھہ اسلیے پیدا کی گئی ہے
کہ زمین آسمان کے ملکون مین نظر کرون اور طاعت حق مین اوسکو استعمال کرون اور علما کی طرف ساتھہ تعظیم کی نظر کرون
اور فساق کو حقارت سے دیکھون اور مین ان تمام چیزون پر قدرت رکھتا ہون کسواسطے اسکا حق ادا نکرون اور کان اسلیے

خورراندیدہ ایم از باغ عشق جز گل حسرت نچیدہ ایم سبحان من تحیر فی ذاتہ سواہ عقل و خرد و کنہ کمالش نبرد و راہ ۔ انتہی از شرح
فارسی و ملکوت السموات والارض اور بیچ عجائب و غرائب آسمانوں اور زمینوں کی کہ مظاہر اور آثار ربوبیت کی ہیں یعنی جو کچھ کہ دکھلائی
دیتی ہیں آسمان اور چاند سورج اور ستارے اور زمین اور جو کچھ کہ اوسمیں ہیں پہاڑ جنگل دریا جواہر اور کانیں اور ہر قسم کے نباتات
اور طرح طرح کی حیوانات سے اور جو کچھ کہ زمین اور آسمان کے درمیان ہیں ابر برق رعد برف اولا قوس قزح اور دوسرے
علامتیں ہر ایک محل تفکر اور استدلال کی ہیں صانع مبدع پر اور سوای ذات اللہ تعالی کی جسنے وجود کا حلیہ پہنایا تمام عجائب
صنع الہی سے ہیں اور آسمانون و زمین کے ذرون سے کوئی ذرہ نہیں ہے کہ زبان حال سے تسبیح اور تقدیس اوسکی نکرتا ہو فرمایا اللہ تعالی
ان وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم اور یہ تمام اشیاء اوسکے وحدانیت اور کبریائی پر دال اور شاہد ہیں اور بندہ
ساتھ تفکر اور استدلال ان چیزون کی مامور ہی اس ارشاد باری سے ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات
لاولی الالباب اور دوسرے جگہ فرماتا ہی اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض اور شمار کرنا تمام مخلوقات الہی کا اور سب میں
تامل تفکر کرنا مقدورات بشر سے غیر ممکن ہی لہذا وارد ہی لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا
لیکن بعض کو بالاجمال معلوم ہیں اور امکان تفکر کا رکھتی ہیں پس مجملاً ذکر تفکر کا کیا جاتا ہے کہ تیرے عجیب زیادہ روی زمین پر کوئی چیز نہیں
کہ تو مجمع عجائب اور غرائب سے پر ہو اور تو اپنے سے غافل ہے اور منادی پکارتا ہی کہ اپنے کو دیکھ تو عظمت اور جلال میرا دیکھی تو وفی
انفسکم افلا تبصرون پس پہلی اپنی ابتدا میں تفکر کر کہ کس طرح تیری پیدائش ہوئی ہے پہلا تخم تیرا پانی کا قطرہ باپ کی پشت کا ہی پہر اون
باپ پر شہوت موکل فرمائی تا کہ تخم زمین میں ڈالا جاوی پہر حیض کی خون کو اوس تخم کا پانی بنایا پہر باپ کی نطفہ اور ماں کی حیض کی خون
سے خون بستہ کیا پہر گوشت کا ٹکڑا بنایا بعد ازان مختلف چیزین گوشت پوست رگ پی ہڈیان وغیرہ ظاہر کین اور خوبصورت ایک
شکل بنائی گول سر ہات پانوں دراز اور سر میں آنکھیں بنائیں کہ ساتھ طبقون کے مرکب ہیں اگر ایک بہی اون میں سے خراب ہو جاوی
تو تمام جہان تجہہ اندہیرا ہو جاوی اور معدی کی اندر جگر اور دل اور تلی اور رحم مثانہ اور پیوند وغیرہ بہت سے چیزین پیدا کین کہ ہر ایک جدا
شکل اور جدا اقتدار رکہتی ہے بعد ازان اوس میں روح پہونکی اور باطن کی عجائبات اور دماغ کی خزانی اور حس و عقل کی قوتین سب سے
زیادہ عجیب ہیں غافل وہ آدمی ہی کہ اپنی میں نہ اندیشہ کرے اور اپنی پیدا کنندہ کی عظمت و جلال میں مدہوش نہو جاوے اور عجائبات مخلوقات
الہی سے بعض وہ ہیں کہ دو پانوں سی چلتی ہیں اور بعضی چار سے اور بعض بیس سی اور بعض چالیس سے اور بعض پیٹ پانون چلتی ہیں اور ہر ایک مختلف شکل
اور صورت پر ہیں اور سب ایک دوسرے سی بہتر ہیں اور ہر ایک کو اپنی پرورش کا طریق اور بچہ پالنی کا اور آشیانہ بنانا سکہایا ہے اگر جانور ذکر
عقل و زبان ہوتی ہو آفریدگار کی فضل و عنایات کا اتنا شکر ادا کرتی کہ آدمی متعجب ہوتی لیکن سر پانون تک بلسان تسبیح و شکر کرتی ہیں ولا تفقہون تسبیحہم تو عجائبات
صانع کی آفرینش پانی میں کی اور لطافت و روشنی اور پیوستگی اجزا کی اور متعلق ہونا تمام حیوانات اور نباتات کی زندگی سے زیادہ عجیب ہے اور اوسمیں ایک
ایک حیوان ایسا پیدا کیا کہ پوست اوسکا صدف ہی اور اوسکو الہام کیا کہ ابر نیسان کی وقت کنارہ دریا میں آوی اور پوست اپنا وا کرے
تا کہ مینہ کی قطری اوسمیں پڑین پہر دریا کی اندر جاوی اور اوسکی قطری کو اپنی اندر مانند نطفہ کے رحم میں پالی تا کہ مدت معین میں مروارید

خود را ندیده ایم ٭ از باغ عشق خبر گل حیرت نچیده ایم ٭ سبحان من تحیر فی ذاته سواه ٭ عقل و خرد نگنجہ کما لش نبرده راه انتہی از شرح فارسی، ملکوت السموات والارض اور بیچ عجائب و غرائب آسمانوں اور زمینوں کے کہ مظاہر اور آثار ربوبیت کے ہیں یعنے جو کچھ کہ دکھلائی دیتے ہیں آسمان اور چاند سورج اور ستارہ اور زمین اور جو کچھ کہ اوسمین ہین پہاڑ جنگل دریا جواہر اور کانین اور قسم قسم کی نباتات طرح طرح کی حیوانات اور جو کچھ کہ زمین اور آسمان کے درمیان ہین مینہ ابر و برق رعد و برف اور لہ قوس قزح اور دوسری علامتین ہر ایک محل تفکر اور استدلال کی ہین صانع مبدع پر اور سوای ذات الله تعالی کے جسنے وجود کا حلیہ پہنایا تمام عجائب و غرائب صنع الٰہی سے ہین اور آسمان و زمین کے ذرون سے کوئی ذرہ نہین ہے کہ زبان حال سے تسبیح اور تقدیس اوسکی نکرتا ہو فرمایا الله تعالی نے وان من شئ الا یسبح بحمده ولاکن لا تفقهون تسبیحهم اور یہ تمام اشیاء اوسکی ہستی و وحدانیت اور کبریائی پر دال اور شاہد ہین اور بندہ ساتھہ تفکر اور استدلال ان چیزون کے مامور ہے اس ارشاد باری سے ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهار لآیات لاولی الالباب اور دوسری جگہہ فرمایا ہے اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض اور شمار کرنا تمام مخلوقات الٰہی کا اور سب مین تامل تفکر کرنا مقدورات بشری سے غیر ممکن ہے لہذا وارد ہے لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مددا، لیکن بعض کہ بالاجمال معلوم ہین اور امکان تفکر کا رکھتے ہین پس مجملا ذکر تفکر کا کیا جاتا ہے کہ سب سے عجیب زیادہ روی زمین پر کوئی چیز نہین کہ موسوم عجائب اور غرائب سے پر ہو اور تو انہی سے غافل ہے اور منادی پکارتا ہی کہ اپنی کو دیکہہ تو عظمت اور جلال میرا دیکھی او وفی انفسکم افلا تبصرون پس پہلی اپنی ابتدا مین تفکر کر کہ کس طرح تیری پیدایش ہوئی ہے پہلا تخم تیرا پانی کا قطرہ باپ کے پشت کا ہے پہر ماں باپ پر شہوت موکل فرمائی تا کہ تخم زمین مین ڈالا جاوے پہر حیض کے خون کو اوس تخم کا پالی بنایا پہر باپ کے نطفہ اور ماں کے حیض کے خون سے خون بستہ کیا پہر گوشت کا ٹکڑا بنایا بعد ازان مختلف چیزین گوشت پوست رگ پٹے ہڈیین وغیرہ ظاہر کین اور خوبصورت ایک شکل بنائی گول سر ہاتہ پانون دراز اور سر مین آنکہین بنائین کہ سات طبقون سے مرکب ہین اگر ایک بہی اونمین سے خراب ہو جاوے تو تمام جہان تجہپر اندھیرا ہو جاوے اور معدہ کے اندر جگر اور دل اور تلی اور رحم مثانہ اور زرودہ وغیرہ بہت سی چیزین پیدا کین کہ ہر ایک جدا شکل اور جدا مقدار رکہتی ہے بعد ازان اوسمین روح پہونکی اور باطن کے عجائبات اور دماغ کی خزانے اور حسن عقل کی قوتین سب سے زیادہ عجیب ہین غافل وہ آدمی ہی کہ اپنے مین نہ اندیشہ کرے اور اپنے پیدا کنندہ کی عظمت و جلال مین مدہوش ہو جاوے اور عجائبات مخلوقات الٰہی سے بعض وہ ہین کہ دو پانون سے چلتے ہین اور بعض چار سے اور بعض بیس سے اور بعض چالیس سے اور بعض بے پانون چلتے ہین اور ہر ایک مختلف شکل اور صورت پر ہین اور سب ایک دوسرے سے بہتر ہین اور ہر ایک کو اپنی پرورش کا طریق اور بچہ پالنے کا اور آشیانہ بنانے کا سکہایا ہی اگر جانورون کو عقل و زبان ہوتی اپنے آفریدگار کی فضل و عنایت کا اتنا شکر ادا کرتے کہ آدمی متعجب ہوتے لیکن سر سے پانون تک زبان سے تسبیح و شکر کرتے ہین لا تفقهون تسبیحهم اور عجائبات سے دریا ہی کہ آفرینش پانی کے صورت کی اور لطافت و روشنی اور پیوستگی اجزا کی اور متعلق ہونا تمام حیوانات اور نباتات کی زندگی سب سے زیادہ عجیب ہے اور اوسمین ایک ایک حیوان ایسا پیدا کیا کہ پوست وسکا صدف ہی اور اوسکو الہام کیا کہ ابر نیسان کے وقت کنارہ دریا مین آوے اور پوست اپنا وا کرے تا کہ مینہ کے قطرے اوسمین پڑین پہر دریا کے اندر جاوے اور اسکے قطرے کو اپنے اندر مانند نطفہ کے رحم مین پالی تا کہ مدت معین مین مروارید

ہو جاوے اور تیری زینت اور آرایش ہو جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے وتستخرجون منہ حلیۃ تلبسونہا اور جاری ہونا کشتی کا پانی
مین اور ایسی شکل اوسکی بنانا کہ دریا مین غرق ہنووے اور مطلب کو پہنچا وے سب سے عجیب تر ہے اسیطرح بہت عجائبات ہین کہ لاکہون حصے
ایکے بہی نہین پہچانا جا سکتا اسقدر جو کہا گیا خواب غفلت سے بیدار کرنے کو بہت ہی کہ باوجود ظاہر ہونے ایسے نشانیون کے کچہ متنبہ اور
ایقاظ نہین ہوتا اگر کوئی کسی امیر کے مکان مین جاوے کہ جو سونے کے نقش و نگار رکہتا ہو تو دیر تک اوسمین متعجب ہوگا اور اوسکا وصف
کریگا اور خانۂ الٰہی مین کہ سراپا نقش و نگار اور آرایش دار ہے کچہ تعجب و تفکر میسر نہین ہوتا یہ عالم اجسام خانہ خدا ہے کہ فرش اوسکا زمین
اور چہت اوسکی آسمان بے ستون ہے اور خزانہ اوسکا پہاڑ اور دریا ہین اور زینت اس مکان کے حیوانات اور نباتات ہین اور چراغ اوسکا
ماہتاب ہی اور مشعل اوسکی آفتاب اور قندیل اسکی ستارے اور خادم اوسکے فرشتے ہین ہم اس مکان کے عجائبات سے غافل ہین کہ مکان
نہایت بزرگ ہے اور چشم ہمارا بہت مختصر مثال ہمارے مانند چیونٹی ہے کہ کسی امیر کے مکان مین سوراخ رکہتا ہو اور سوائے سوراخ
اور اپنی غذا اور اپنے ہمجنس یار و دوستون کی کچہ گہر کے جمال اور اثاث البیت اور صاحب اوس خانہ کیسی خبر نہین رکہتا سبحان الذی
خلق الازواج کلہا مما تنبت الارض ومن انفسہم ومما لا یعلمون انتہی من شرح فقہ اکبر اما الذات المقدس فلا سبیل الیہ الا بالذکر
لیکن ذات پاک اوس سبحانہ تعالی سے پس نہین رکہ ہے اوسکی طرف اصلا مگر ساتہہ ذکر نام پاک اوسکے کے اسلیے کہ مخلوق اوسکے
دریافت کرنے کی طاقت نہین رکہتے فرمایا اللہ تعالی نے ولا یحیطون بہ علما اور دوسری جگہہ ارشاد ہی لیس کمثلہ شی اور کہا حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے کل ما خطر ببالک فاللہ وراء ذلک فور دا اسلیے کہ وارد ہوا ہی حدیث ابن ابی شیبہ مین جو روایت کی اونکی کتاب
العرش مین ابن عباس سے ہو قوفا ولا تفکروا فی ذات اللہ تعالے اور نہ تفکر کرو تم بیچ ذات اوس سبحانہ تعالی کے کہ انہین وسعی
ہے اور آدمی کی بصیرت ضعیف ہے اوسکے دریافت کرنے کی طاقت نہین رکہتے بلکہ بیہوش اور متحیر ہو جاتی ہے اور روایت کیا ہی
ابو نعیم نے حلیہ مین ابن عباس سے مرفوعا ساتہہ ان لفظون کے تفکروا فی خلق اللہ ولا تفکروا فی اللہ ذکر کیا ہے اسکو زرکشی نے
اور ایک روایت مین یون ہی تفکروا فی کل شی ولا تفکروا فی ذات اللہ اور یہ موقوف ہے ابن عباس پر اور سند اسکی جید ہی ذکر
کیا ہی اسکو ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین کتاب التوحید کی اور سیوطی جامع صغیر مین لاتے ہین کہ تفکروا فی کل شئ ولا تفکروا فی
ذات اللہ فان بین السماء السابعۃ الی کرسیہ سبعۃ الاف نور وہو فوق ذلک فکر کرو بیچ ہر چیز کے اور مت فکر کرو ذات الٰہی مین
پس تحقیق درمیان آسمان سابع اور کرسی اوسکے کے سات ہزار نور ہین اور اللہ تعالی اوپر اوسکے ہے اور ابو الشیخ کتاب العظمۃ مین ابن
عباس سے لائے ہین تفکروا فی الخلق ولا تفکروا فی الخالق فانکم لا تقدرون قدرہ فکر کرو تم خلق مین اور مت فکر کرو خالق مین
اسلیے کہ تم نہین اندازہ کر سکوگے قدر اور منزلت اوسکی کا اسمین اشارہ ہے طرف اس قول اللہ تعالے کے وما قدروا اللہ حق
قدرہ یعنی نہین پہچانا اونہون نے حق پہچاننے اوسکے کا یا نہین تعظیم کی اوسکے حق عظمت اوسکے کا اور ایک روایت مین ہے
تفکروا فی الاء اللہ ولا تفکروا فی اللہ لایا ہے اسکو ابو الشیخ اور طبرانی اوسط مین اور ابن عدی بیہقی ابن عمر سے اور ابو نعیم حلیہ مین
ابن عباس سے اور لفظ اوسکی یہ ہین تفکروا فی خلق اللہ ولا تفکروا فی اللہ انتہی شرح علی قاری والعقل یعجز عنہ مجز العفاش عن

ضوء النهار اور عقل انسانی عاجز ہوتی ہے ادراک اوس سبحانہ تعالی کی سے مانند عاجز ہونے چمگادڑ کے دن کی روشنی سے کیونکہ اوسکے آنکہہ کی روشنی ضعیف ہے آفتاب سکے نور کی طاقت نہین رکہتی اسیطرح ذات پاک نہایت نورانی کے وجہ سے مخفی ہے ظہور سے اسی وجہ سے کہا گیا ہی العجز عن درک الادراک ادراک پس سبیل حقیقی معرفت الہی کی مسدود ہی لا یعرف اللہ الا اللہ شیخ سعدی فرماتے ہین ؎ درین ورطہ کشتی فروشد ہزار + کہ پیدا نشد تختہ بر کنار وحقائق الصفات کذلک اور ادراک کنہ صفات اوس سبحانہ تعالی کا بہی ایسا ہی ہی کہ تفکر کو اوسمین راہ نہین کیونکہ کنہ صفات کی ادراک بشر سے باہر ہی فلا یلیق الا الخواص حیا تا پس نہین طاقت رکہتی ادراک کی مگر بعض خواص بندون سے کبہی کبہی اور اونکو بہی ہمیشہ ادراک کنہ صفات کا نہین ہی کیونکہ تہوڑی سی تجلی صفات مین بہی طاقت ہوجاتی ہین یعنی بعض خواص کی بینائی کا حال مانند انسان کے ہی جو نظر کرنیکی طرف آفتاب کے کہ انسان آفتاب کیطرف کبہی کبہی دیکہہ سکتا ہی اور ہمیشہ اوسکی طرف نظر کرنا کو چشمی اور بدنظری پیدا کرتا ہی اسیطرح خواص کو بہی گاہ بگاہ تجلی حق بی رنگ و بی کیفیت بیچون و بے مثل ظاہر ہوجاتی ہے بخلاف عوام الناس کے کیونکہ انکی نظر خفاش کی نظر کے مانند ہے و لا یذکرون للعوام الا علی قدر افہامہم اور نہین ذکر کرتی ہین خاص لوگ حقائق صفات کا واسطے عوام الناس کے مگر بقدر انداز اونکی فہمونکی کے کہ زیادتی اسپر ممنوع ہے کیونکہ نہین عقل اوسکو برداشت کرسکتی ہے اسلیے بعض انبیا علیہم السلام پر وحی آئی کہ میرے بندون کو میری صفات سے کچہہ خبر مت دے بسبب کم فہمی کے کہ انکار کرین اوسیقدر کہو کہ سمجہہ سکین کلموا الناس علی قدر عقولہم پس بہتر یہ ہی کہ ایسی باتین نکہین اور نہ اوسمین تفکر کرین بلکہ اوسکی عظمت اوسکے مصنوعات سے طلب کرین کیونکہ جو کچہہ موجود ہی ایک نور ہی انوار قدرت اور عظمت اوس سبحانہ تعالی کی سے اسلیے کہ بزرگی اثر کی بہت تہوڑی بزرگی پر دلالت کرتی ہے مثل کوئی آفتاب کی طرف نہ دیکہہ سکتا ہو تو آفتاب کی روشنی پر جو زمین میں ہو نظر کرے اور استدلال کرے اوپر بزرگی روشنی آفتاب کی نسبت روشنی ماہتاب اور ستارون کی اور یہی عدم لیاقت سر ہی اسقول آنحضرت علیہ السلام کا تفکروا فی خلق اللہ و لا تفکروا فی ذاتہ فعلی العبد ان یدیم العبادۃ ظاہرا و باطنا یعنے چونکہ آفرینش آدمی کی واسطے عبادت اور معرفت کے ہی اور انواع اور آداب عبادت کے معلوم ہوچکی پس لازم ہے بندہ پر کہ ہمیشگی کرے عبادت پر ظاہر مین ساتہہ نماز اور تلاوت کے اور باطن مین ساتہہ تفکر اور ذکر وغیرہ کے کیونکہ وارد ہے احب الاعمال الی اللہ تعالی ادومہا وان قل لتحصیل محبتہ تعالی تاکہ حاصل ہووی محبت اور دوست رکہنا بندہ کا حق تعالی کو یا حق تعالی کا بندے کو یہانپر احتمال ہے کہ اضافت مصدر کی جو محبت مین ہے طرف فاعل کے ہو جیسا کہ مقتضی اس قول اللہ تعالی کا ہے فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی خدا تعالی محب ہوا اور بندہ محبوب اوسکا جیسا کہ حدیث قدسی مین آیا ہے لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ کنت سمعہ الذی یسمع بی و بصرہ الذی یبصر بی و یدہ الذی یبطش بی یہ اور یہی احتمال ہے کہ اضافت مصدر کی طرف مفعول کی ہو پس اسوقت مراد محبت سے محبت کامل والا نہین متحقق ہوتی ہے عبادت بدون محبت اور خوف کے اخیر انہم اسلیے کہ محبت اللہ تعالی کی مہم تر ہے بیچ مقصود کے بلکہ تمام مطلوب یہی ہے کہ فرمایا اللہ تعالے نے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور مروی ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے من عودہ اللہ عبادۃ فترکہا ملالا مقتہ اللہ رواہ ابن السنی فی ریاضۃ المتعبدین موقوفا علیہا جو کہ عبادت دلوا دی اوسکی اللہ تعالی کسی عبادت پہر ترک کرے اوسکو بسبب ملال کی اور تہکنی کی غصہ کیا اوسپر اللہ تعالی نے روایت کیا اس حدیث کو ابن سنے نے ریاضۃ المتعبدین مین

معتوق اوپر عائشہ صدیقہ کی کہا امام غزالی نے کہ تحقیق اسکی یہ ہے کہ اگر مقت اور غضب الٰہی اسپر ہوتا تو اسپر علالت کیوں مسلط
کیجاتی ہے النہار تشتغل بعد الفجر الی الاشراق اس طریقہ عبادت کا یہ ہے کہ اول روز مین سالک مشغول ہووے ساتھ اذکار مرد یا اور
ادعیہ ماثورہ اور تلاوت قران اور درود وغیرہ کے بعد ادا کرنے نماز فجر کے اشراق تک مراد اس سے بلند ہونا آفتاب کا ہے بقدر ایک
تیر یا دو نیزہ کے بسبب فرمانے اللہ تعالے کے یسبحن بالعشی والاشراق لازماً مکانہ درحالیکہ لازم پکڑنے والا اور بیٹھنے والا ہو بیچ اوسی
مکان نماز کے بلکہ اوسی ہیئت جلوس پر کہ تیز باطن مین انتظام رکھتا ہے اور یہ مقتدی کے حق مین ہے نہ امام کے محیط مین ہے کہ اجماع
ہی اس بات پر کہ امام اپنی جگہ پر مستقبل قبلہ نہ ٹھہرے اور یا مربع بیٹھے کہ حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز فجر
کے وہین بر طلوع آفتاب تک مربع بیٹھتے تھے اور ذکر الٰہی مین مصروف ہوتے الا ان یخاف الریاء او التشویش فیرجع و یلزم زاویۃ بکر کر
اور نا ہو ریا یا تشویش و لکھی بسبب ہجوم آدمیون کے کہ حضور کے مانع ہے پس رجوع کرے اس جگہ سے اور لازم پکڑے ہی گوشے کو
کہ عبادت کے لیے بنایا ہوا کہ ریا اور تشویش سے مامون اور محفوظ ہووے فکانوا یبالغون فی رعایتہ پس تھی سلف کہ مبالغہ کرتے تھے بیچ
مراعات اس وقت اور محافظت اوسکی کے ساتھ اشتغال اوراد و اذکار کے و یعیبون المتکلم فیہ اور عیب کرتے تھے بات کہنے والے پر اسوقت
مین ساتھ کلام دنیا کے جو مباح ہے اسلیے کہ یہ اشرف الاوقات ہی رات دن کے فرشتے اسمین جمع ہوتے ہین بخلاف کلام فاحش کے کہ تمام
اوقات مین حرام اور ممنوع ہے ۔ یا خدا گوی یا برای خدا + ورنہ لب را بہ بند از سخنہای + ادو وارد ہے بیچ حدیث ابی داود
کے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ فرمایا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہ احب من عتق اربع رقاب من ولد اسمعیل
ولد ساتھ فتح واو اور لام کے اور ساتھ ضمہ واو اور سکون لام کے دونون ہین یعنے تحقیق بیٹھنا اسوقت مین اور مشغول ہونا ساتھ
ذکر الٰہی کے محبوب زیادہ ہے آزاد کرنے چار غلامون اولاد اسمعیل علیہ السلام کی سے کہ اشرف قبائل عرب کے ہین پوری حدیث یہ
ہی لان اقعد مع قوم یذکرون اللہ من صلوٰۃ الغداۃ حتی تطلع الشمس احب الی من عتق اربعۃ من ولد اسمعیل و لان اقعد مع قوم یذکرون اللہ تعالی
من صلوٰۃ العصر الی ان تغرب الشمس احب الی من عتق اربعۃ روایت کیا ہی اسکو ابو داؤد نے انس سے ساتھ سند حسن کے اور ایک روایت
مین ہی لان اقعد فی مجلس اذکر اللہ فیہ من صلوٰۃ الغداۃ الی طلوع الشمس احب الی من ان اعتق اربع رقاب واضح ہو کہ تخصیص چار کے خالی
فائدہ سے نہین شاید کہ فائدہ اسمین یہ کہ حدیث مشتمل ہے چار عملون پر جو قعود ہی اور ذکر اللہ اور جمع ہونا ساتھ قوم ذاکرین مذکور کے
کے اور درنگ کرنا قعود مین طلوع آفتاب تک پس عتق ہر ایک کا اولاد اسمعیل علیہ السلام سے بمقابلہ ہر ایک کا ان طاعتون سے ہے اور
اور ایک تخصیص اولاد اسمعیل علیہ السلام کی بسبب شرافت اور بزرگی کے ہی کہ تمام عرب سے افضل ہین اور آنحضرت علیہ السلام بھی انھین
مین سے ہین اور عرب اور تمام امتون سے زیادہ فضیلت رکھتی ہین اور مراد ذکر سے اس حدیث مین عام ہی کہ دعا اور تلاوت قرآن اور مذاکرہ
یا ذکر صالحین وغیرہ ہو اور روایت کی ہی احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے جابر بن سمرہ سے انہ علیہ السلام کان اذا صلی الغداۃ
جلس فی مصلاہ حتی تطلع الشمس اور ترمذی کی روایت مین ہی انس رضی اللہ تعالی عنہ سے من صلی الفجر فی جماعۃ ثم قعد یذکر اللہ حتی تطلع الشمس ثم
صلی رکعتین کانت کاجر حجۃ و عمرۃ تامۃ و بعد العصر الی المغرب کذالک اور مشغول ہووے یا نماز تامہ ساتھ ذکر اور فکر کے بعد عصر کے مغرب تک

نماز ثنا الیسی ہی نسبت الاجر یا تری نماز کی جگہہ کو اور قبلہ رو بیٹھے بسبب حدیث مذکور کے مگر جو خوف ریا یا تشویش دل کا ہو پس اختیار کرے کسی گوشہ کو تاکہ فراغت سے تلاوت اور کار مر وبیہ بجا لاوی نکان تعظیمهم اباد اکثر اور یہی تعظیم اور اعتبار کرنا سلف کا اس وقت کے تئین زیادہ اعتبار کرنی اوس نماز سے کیونکہ یہ وقت غفلت اور آخر اعمال روز کا ہے والعبرۃ لخواتیم الاعمال پس لائق ہے کہ اسمین استغفار گناہون اور گذرے ہوئے کامون کا محاسبہ کیا کرے حسن سے مروی ہے کہ سلف اسوقت کی تعظیم فجر سے زیادہ کیا کرتے تھے اور کہا کہ بعض سلف اول نہار کو دنیا کے واسطے ٹہراتی تہی اور آخر کو عقبی کے واسطے پس چاہیے کہ شکر کرے اپنے بدن کی صحت اور باقی رہنے بقیہ عمر پر اور مشغول ہو اپنی تقصیر دن کے تدارک مین حاضر کرے اپنے دل مین کہ اس عمر کے دنونکی آخر انتہا ہی کہ اوسمین زندگی کا آفتاب غروب ہونیوالا ہے کہ ہرگز پہر اوسکے لیے طلوع نہوگا اور اوسوقت تدارک کا باب بند ہوجاویگا اور عمر چند روزہ ہے بیشک تمام ہوگی انتہی من شرح علی القاری اور ورد ق اور وارد ہوا ہے قرآن مجید مین بیچ زندہ رکہنے ان دونون وقتون کے واذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا اور یاد کر نام پروردگار اپنے کا فجر کو اور رات کے وقت کہ وقت حضور ملائکہ اور اجتماع لیل ونہار کا ہے اور یہی وارد ہی قرآن مجید مین وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا اور تسبیح کر درحالیکہ متلبس ہو ساتہہ حمد پروردگار اپنے کے پہلے طلوع ہونے آفتاب کے اور پہلے غروب ہونے اوسکے اور فرمایا اللہ تعالی نے واذکر ربک کثیرا وسبح بالعشی والابکار اطراف النہار پس زندہ رکہنا ان دونون وقتون کا بموجب نص کی فضیلت رکہتا ہی اور یہی وارد ہی حدیث قدسی مین کہ ابن مبارک نے کتاب زاہد مین حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کی ہی یا ابن آدم اذکرنی بعد الفجر ساعۃ وبعد العصر ساعۃ اکفک مؤنۃ ما بینہما یعنی اے بیٹے آدم کی یاد کر مجکو ساتہہ صدق اور اخلاص کے پیچھے نماز فجر کی ایک ساعت اور پیچھے نماز عصر کے ایک ساعت کہ کفایت کرونگا مین تیرے تئین مشقت اور مہمون اور حزن کے سی کہ درمیان ان دونون وقتون کے ہین اور وارد ہی من کان للہ کان اللہ لہ حاصل یہ ہے کہ تیرے مہمونکو مین کافی ہونگا اور تیری معاش کی محنت اور مشقت اوٹہالونگا اور تیری کارروائی کا ضامن اور متعہد ہونگا حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر یا کافی ہونگا واسطے اوٹہانے مؤنت گناہون تیرے کے کہ درمیان ان دونون وقتون کے تجہسے صادر ہوئے ہون اور اونکو محو کرونگا ان الحسنات یذہبن السیئات ویقرأ المسبعات العشر فی الوقتین اور پڑہی مسبعات عشر کو کہ مشائخ کی مشہور ورد ون سے ہی بیچ ان دونون وقتون کے یعنی پہلے غروب اور طلوع کی اور وہ دس چیزین ہین کہ ہر ایک کو سات بار پڑہتے ہین سورہ فاتحہ اور سورۂ ناس اور سورۂ فلق اور سورۂ اخلاص اور سورۂ کافرون اور آیۃ الکرسی یہ چہہ قرآن مجید سے اور چار اور ذکر اور دعائین ہین پہلے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ساتہہ بار اور ایک بار آخر کو عدد ما علم اللہ وملا ما علم اللہ وزنۃ ما علم اللہ دوسرے اللہم صل علی محمد عبدک ونبیک وحبیبک ورسولک النبی الامی وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم تیسرے اللہم اغفر لی ولوالدی ولمن توالد وارحمہما کما ربیانی صغیرا واغفر اللہم لجمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات برحمتک یا ارحم الراحمین چوتھے اللہم یا رب افعل بی وبہم عاجلا وآجلا فی الدین والدنیا والآخرۃ ما انت لہ اہل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اہل انک غفور حلیم

جواد کریم ملک برد روف رحیم اسکی فضیلت بہت ہی مشائخ کرام ایک خفیفہ فضل کرتے ہین ان دس چیزون سے پانچ سورتون کے
پڑہنے مین ہر بار بسم اللہ پڑہے اور باقی مین ہر ایک کی ابتدا مین ایک بار بسم اللہ پڑہ لیا کرے ور از حدیث نقل کرتے ہین کہ خلاصہ اوسکا
یہ ہے کہ ایک نے ابدال وقت سے یعنی ابراہیم تیمی نے اسکو حضرت خضر علیہ السلام سے سنا اور انحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ السلام نے
اسکی فضیلت مین فرمایا کہ بخشی جاتی ہین ان کلمات کے پڑہنے والے کے تمام گناہ اوٹھا لیتا ہے اللہ تعالے اوس سے اپنا غضب اور
حکم فرماتا ہے بائین ہاتھ کے فرشتے کو کہ کاتب گناہ ہے لکہا ہی نہ لکہے اوسپر کسی گناہ کو ایک برس تک قسم ہی اوس خداے پاک کی
جسنے مجکو پیغمبر کرکے بہیجا ہے نہین عمل کرتا ساتہ اس ورد کے مگر سعادتمند ازلی اور نہین چہوڑتا اسکو مگر بدبخت ازلی انتہی عراقی نے
احیاء العلوم کی تخریج مین کہا ہی کہ اس حدیث کی کوئی اصل صحیح نہین انتہی اور واقع مین آثار وضع اس حدیث کے ظاہر ہین انتہی اور
عراقی نے کہ ابن دیرو کی حدیث مین جو اسکے موافق ہی کہا ہے کہ اسکی کچھ اصل نہین اور نہین پہنچا ہی کسی حدیث مین کہین
جمع ہونا حضرت خضر کا ساتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہ عدم اجتماع اونکا اور نہ زندگی اونکی اور نہ موت اونکی انتہی اور تخریج
العلم مین ہی کہ تکراری جاتی ہے کہ قراءت اسکی اس خصوصیت کے ساتہ جیسے احیاء کی حدیث مین ہی نہ سنت ہی اور نہ مستحب انتہی لمعہ
احکم بالصواب ولذلک ما بین الاشراق والضحی والتسبیح مشغول ہونے ساتہ عبادت کے طلوع آفتاب کے وقت سے کہ اشراق کا وقت
ہی چاشت کی وقت تک مراد چاشت کے وقت سے یہ ہوتا ہے چہ نکا ہی کذا فی الاحیاء اور اوسوقت کی عبادت مین نسبت
سالکون کے حال کی تفصیل ہی ان کان متحیرا لما یشتغل بہ من العبادۃ فان کان سالکا خالی اخلاص ہو عبادت ہی کے لیے اور دوسرا کوئی کام
نرکہا ہو یعنی اگر عبادت نکرے تو وقت بے فائدہ گذرتا ہی تو شغل کرے ساتہ اوس ترتیب کے جو گذر چکی عبادتون سے یعنے
تلاوت اور نماز اور ذکر و فکر و مانند انکی ینتقل من نوع عبادۃ الی آخر علی حسب صلاح قلبہ انتقال کرے ایک قسم کی عبادت سے
دوسری قسم کی عبادت کی طرف موافق اندازہ اور مقتضاء صلاح قلب اپنے کے یعنے جو کہ زیادہ ذوق لاوی اور حضور اور نشاط
بخشی پڑہے اسلیے کہ مقصود اوس سے تزکیہ اور تحلیہ دل کا ہی واسطے ذکر اللہ تعالی اور انس اوسکی کے پس سالک کو چاہیے
کہ دل کے حال پر نظر رکھے جو چیز کہ تاثیر اوسکی تزکیہ اور تحلیہ مین زیادہ ہو اوسپر مواظبت مقصود تر جانے قطعا للملالۃ واسطے
قطع کرنے ملال کے ای جو دل مین کسی عبادت کے سبب سے ملالت محسوس ہو تو انتقال کرے اوس سے دوسری عبادت
کی طرف بقصد اصلاح اوسکی کے بسبب دفع کرنے ملالت اور کسل کے اسلیے کہ ایک عبادت پر ہمیشگی کرنا موجب جانے رہنے
حضور اور رقت کا ہے اور عبادت ملالت کے ساتہ منہی عنہ ہی طبرانی نے عمران بن حصین سے روایت کی ہی علیکم من الاعمال
بما تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا اور تحقیق بعضے صحابہ نے ورد ایک دن مین بارہ ہزار بار تسبیح پڑہنا تہا اور بعضون کا
ورد مین سورتین پڑہنا تہا چہہ سو اور ہزار رکعتون تک اور کمتر اوسکا کہ انکی نماز کے اوراد مین ذکر کیا گیا ہی دن رات
مین سو رکعتین ہین اور بعضون کا اکثر ورد قرآن شریف ہوتا بس ختم کرتے تہے ایک دن مین دو مرتبہ یا ایک مرتبہ
اور بعض رات دن ایک آیت کی فکر مین گذار دیتے تہے اور کرز بن وبرہ مکہ معظمہ مین مقیم تہے ہر دن مین ستر

طواف کیا کرتے تہے اور ہر رات مین بہی اسیقدر باوجود اسکے دن رات مین دو مرتبہ ختم کرتے تہے پس کافی ہی یہ دس فرسخ کی جگہہ اور ہر
طواف کی ساتہہ دو رکعتین ہوتی ہین پس ہوئین یہ دو سو اسی رکعتین انتہی من شرح علی القاری والافضل قرارت القران فی قیام
الصلواۃ متدبرا اور افضل عبادتون مین تلاوت قران کی ہی نماز مین کہڑے ہو کر ساتہہ تدبر اور تفکر کے ففیہ الصلوۃ والتلاوت والتعلم
والحضور والذکر اسلیے کہ نماز تدبر کے ساتہہ پڑہنے مین بہت قسم کی عبادتین مثل نماز اور تلاوت اور فہم معنی کلام الہی اور حضور اور ذکر کی
حاصل ہین ولغیرہ اور بہی اشتغال کرے اسوقت مین ساتہہ غیر ان عبادتون کے کہ گذر چکین کعیادۃ المریض وتشییع الجنازۃ واعانۃ
المسلم وحضور مجلس العلم یعنی عبادت مانند بیمار پرسی اور متابعت جنازہ اور مدد کرنے مسلمان بہائی کی پوری کرنے اونکے مقصدون کے
اور دور کرنے اونکے غمون کے مروی ہے من فرج عن اخیہ المسلم کربۃ من کروب الدنیا فرج اللہ کربۃ یوم القیامۃ اور مانند حاضر ہونے
مجلس علم کے فرمایا ہی نبی علیہ السلام نے من سلک طریقا یلتمس فیہ علما سہل اللہ بہ طریقا الی الجنۃ کہ یہ ہی سب عبادتین ہین اور اسلام
کے حقوق سے ہین بندہ پر بڑا ثواب رکہتی ہین فکانوا یفعلونہا ما بین الاشراق والضحی اسلیے کہ سلف ان خصلتون کو کرتے تہے درمیان
وقت اشراق اور چاشت کے جاننا چاہیے کہ عرف مین اشراق اوس نماز کے ساتہہ مخصوص ہے کہ اول روز مین بعد طلوع آفتاب
کے پڑہی جاتی ہے اور ضحی اور چاشت اوس نماز کے ساتہہ مخصوص ہے کہ آفتاب خوب گرم ہونے کے بعد قریب پہر دن چڑہے
کے ادا کی جاتی ہے اور سفر السعادت مین ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اشراق کی نماز کو ضحی کی نماز شمار کیا ہے اور دونو کا
نام ضحی رکہا ہے اور اوسی مین ہے کہ اشراق اور ضحی کا ایک وقت ہی نیزہ یا دو نیزہ آفتاب کی بلند ہونے سے استوا تک انتہی از شرح
فارسی وان لم یکن فالعالم والمتعلم بالعلم اور جو سالک متجرد عبادت کے لیے نہو بلکہ دوسرے شغل بہی رکہتا ہو پس مشغول ہون عالم اور
متعلم دونون ساتہہ علم کے یعنی ترتیب اوراد اوسکے یہ ہے کہ بعد اشراق اور ضحے کے علم کی تعلیم وتعلم مین اشتغال کرے کیونکہ
علم دینیہ کا شغل رکہنا ذکر اور نوافل سے افضل ہی اور جو علم مین استغراق اوقات کا فرائض کے بعد ہی ہو تو اور زیادہ بہتر ہی اور
کیون نہو کہ شغل علم کا اور تامل آیات واحادیث مین عین ذکر ہے اور علاوہ اوسکے مخلوق کی منفعت کا باعث ہی فردوس
وارد ہوا ہی حدیث شریف مین بیچ فضیلت اشتغال علم کے انہ افضل من صلوۃ الف رکعۃ وشہود الف جنازۃ وعیادۃ الف
مریض وقراءۃ القرآن بتحقیق اشتغال علم زیادہ بہتر ہے ہزار رکعت نماز اور ہزار جنازہ مین حاضر ہونے اور ہزار بیمار دن کی پرسش
کرنے اور تلاوت قران مجید سے روایت کیا ہی اس حدیث کو امام حجۃ الاسلام نے احیا مین ابی ذر رض سے کچہ شک نہین ہی
افضلیت تعلیم اور تعلم مین ان خصلتون پر کہا ہے ملا علی قاری نے کہ یہ حدیث صحیح نہین ہے بہتر یہ ہے کہ مثل اس حدیث
سے استدلال کیا جاوی فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم پہر قرارت قران کی سوا اسکی نہین کہ شمار کی گئی ہے عبادت
سے جبکہ ہو مجرد تلاوت لیکن تعلم اوسکا اور جو کہ اوسکی ساتہہ متعلق ہے انواع قرارت سے پس وہ افضل العلوم ہے
کیونکہ شرف علم کا ساتہہ شرف معلوم کے ہے انتہی وظاہر ان المراد علم الآخرۃ لما سبق لیکن مراد اوس علم سے کہ اشتغال اوسکا
عبادات مذکورہ سے بہتر ہی علم آخرت ہے کہ رغبت دلاوی امور آخرت مین اور ممد ہووی اوپر سلوک طریق حق کے مانند کتب

اور سنت کے یاد علم کہ ان علمون کا مدد اور سعادت ہوئے وہ علم کہ باعث خلاف اور جدال کا ہو جیسا کہ مقدمہ مین مذکور ہوا کیونکہ یاد آخرت
کے سوا اور علم دل کو زنگ آلودہ کر دیتے ہین جو جاسے کہ اون سے ثواب اور قرب رب الارباب میسر ہو فیتفکر فی حل المشکلات لیدالانہ
یہ شرط محذوف کا جواب ہے یعنے اگر اہل علم سے ہے اور اوسکے پاس ایسا کوئی نہین کہ افادہ یا استفادہ کرے علم آخرت کا پس تفکر اور
اندیشہ کرے بیچ حل کرنے مشکلون ملک اور ملکوت کے بعد اشراق کے یا پہلے اوسکے بعد ادا کرنے فجر کے کیونکہ یہ بالاتفاق افضل ہے
فالقلب فیہ اصفی لکونہ بعد الذکر قبل عمل الدنیا اسلیے کہ بندی کا دل اسوقت مین صاف اور پاکیزہ ہوتا ہے پہلی کدورتون سے بسبب
ہونے اوسکے کے اسوقت مین پیچھے ذکر اور عبادت کے کہ صیقل کرنے والی اور تصفیہ بخشنے والی دل کی ہین پہلے مشغول ہونے کی
ساتھ امور دنیا کے بموجب قساوت قلب کے ہین پس جو دل ذکر الٰہی سے کہ فتوحات اور فیوضات نامتناہی کا چشمہ ہے فارغ ہوا
اور ابھی دنیا کے کامون مین کہ مکدر اور شورش کرنیوالی ہین آلودہ نہو بیشک وہ روشن اور منور ہوگا اور جو کچھ اوس وقت مین اوسپر
عرض کرین البتہ ہویدا اور منکشف ہوگا اور تحقیق حدیث مین وارد ہے اللہم بارک لامتی فی بکورہا نجم الغایہ مین ہے کہ حاصل مصنف
کے کلام کا یہ ہے کہ عالم اپنے وقتون کو تقسیم کر دے نہ ملول ہو بسبب مستغرق ہونے تمام اوقات کے تربیت علم مین کیونکہ طبیعت
اسکا تحمل نہین کر سکتی پس لائق ہے کہ صبح کے بعد آفتاب کے طلوع ہونے تک اذکار مین مشغول رہے اور بعد اوسکی چاشت تک اگر کوئی اوس سے علم استفادہ کرے تو درس
تدریس مین مشغول رہے اور نہین تو صرف کرے اوس وقت کو بیچ فکر کی طرف حل کرنے مشکل مسائل امور دین کے اور ملک کا مین مشغول ہونا اور افکار سے
افضل ہے اوسی طرح متعلم کو تعلم مین مشغول ہونا اور چیزون سے بہتر ہے اور مصنف نے عالم کے بعض اوراد کو ترک کر دیا ہے تمام البوتیہ الخ کے ذکر کرتے
ہین کہ چاشت سے عصر تک تصنیف و تالیف اور مطالعے مین مشغول رہے مگر کہانے پینے اور فرض نماز کے وقت اور اگر بڑا دن ہو تو تھوڑے سے
قیلولہ کے وقت اور عصر سے آفتاب کے زرد ہونے تک اون علمون کے سننے مین مشغول رہے کہ اسپر پڑہے جاتے ہین مثل مسلم
حدیث وغیرہ کے اور زردی سے غروب ہونے تک استغفار اور تسبیح مین مشغول رہے پس اوسکے پانچ ورد ہین اول ورد
عمل لسان کے دوسرا بیچ عمل قلب کے تیسرا بیچ ہاتھون اور آنکھون کے ساتھ مطالعہ اور کتابت کے چوتھا بیچ عمل آنکھون
کے تاکہ ہاتھون اور آنکھون کو راحت حاصل ہووے اور اسلیے کہ مطالعہ اور کتابت عصر کے بعد بسا اوقات آنکھون کو ضرر پہونچاتے
ہین پانچوان عمل لسان کا ہے پس نہ خالی ہوا کوئی حصہ دن کا عمل سے انتہی والمشتغل بامور الناس یہ عطف ہے مصنف
کے قول فالعالم پر اسے عالم ان لم یکن فالمشتغل بامور الناس یعنے اگر متجرد اور خاص ساتھ عبادت کے نہو بلکہ آدمیون
کے کامون مین مشغول ہو اور اونکے امورات کا متصدی ہو کہ اسکے ساتھ تعلق رکھتے ہین کالقاضی والوالی مانند قاضی اور
بادشاہ کے اور مفتی اور متولی بھی اسی حکم مین داخل ہین او آمورہ کالکاسب یا مشغول ہو اپنے مزدوری کا مولی مین
مانند کسب کرنے والے کے جو عیال کی قوت کے لیے طریقہ تجارت یا زراعت یا اور کسی پیشون کا رکھتا ہو فلیک الامور
اشتغال کرے اس قسم کا آدمی ساتھ ان امور مذکورہ کے جو ساتھ اسکے تعلق رکھتے ہین یعنے جو کہ اپنے اور اپنے عیال
کے لیے کسب کا محتاج ہے اوسکو نہین پہونچتا کہ تمام اوقات کو عبادت مین مستغرق رکھے اور عیال و اطفال کو ضائع کرے

یا امام اور قاضے اور متولے ہو کہ مسلمانون کے حاجتین اوس سے تعلق رکھتے ہین اونکی حاجتون مین موافق شرع شریعت اور قصد اخلاص کے مصروف ہونا امور مذکورہ سے بہتر ہے اور اوسلیے یہ ہے کہ دن کو آدمیون کے حقوق گذاری مین مصروف رہے اور فرضون پر اقتصار کرے اور رات کو اپنے مولا کی یاد مین گذارے جیساکہ عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا مجکو سونے سے کیا کام ہے اگر دن کو سوؤن تو آدمیون کے کام خراب ہون اور جو رات کو خواب کرون تو اپنے نفس کا کام ضائع کرون رضی اللہ تعالے عن قائلہ مراعیا لشروطہا ذاکرا فی اثنائہا محضرا تمامہ دران حال کہ رعایت کرنے والا ہو اوسکے شرطون کا جو اوس مقام پر مذکور ہین اور یاد کرنے والا ہو اپنے پروردگار کا انثنا امور مذکورہ مین بسبب فرمانے اللہ تعالے کے رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ اور حاضر رکھنے والا ہو اپنے دل کو ساتھ پروردگار اپنے کے اور ذکر اوسکا کسب کے وقت بہی حضور ہے اور جو تسبیح اور ذکر اور تلاوت قرآن مجید پر کہ جمع ہونا انکا ساتھ کسب کے ممکن ہے مواظبت رکھے تو بہت بہتر ہے قاصرا کسبہ علی الحاجۃ درحالیکہ اکتفا کرنے والا ہو اپنے کسب مین اوپر حاجات ضروری کے اور زیادتی قدر ضروری پر مامور نہین ہے الا للصدقۃ مگر کسب کرے زیادہ قدر ضروری سے واسطے صرف کرنے کے فقرا اور مساکین پر فقیل ہو اشب لانہ متعد پس بعضون نے کہا ہے کہ کسب واسطے تصدق کے افضل ہے ذکر خدا ے تعالے سے کیونکہ یہ عبادت متعدی ہے کہ اسکا نفع غیر کو پہونچتا ہے اور ذکر کا فائدہ ذاکر ہی پر منحصر ہے اور عبادت متعدی عبادت لازمہ سے بہتر ہے وقیل الذکر اور بعضون نے کہا ہے کہ ذکر تصدق سے بہتر ہے اور یہی ظاہر ہے اسلیے کہ وارد ہے حدیث شریف مین لوان احدکم فی حجرہ دراہم یقسمہا وآخر یذکر اللہ لکان الذاکر للہ افضل اور حضرت عیسی علیہ السلام سے مروی ہے کہ اے طلب کرنے والے دنیا کے واسطے کسی عمل نیک کے چھوڑنا تیرا دنیا کو بہتر زیادہ ہے بلکہ بعضون نے کہا ہے کہ ذکر مطلق کسب سے بہتر ہے کیونکہ رزق کا ضامن تو پاک پروردگار ہے اور نفقہ اجنبی کا اسپر واجب نہین وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا وہو حسبی ونعم الوکیل وفی السماء رزقکم وما توعدون اور اتفاق کیا ہے مشائخ نے اسپر کہ فقیر صابر غنی شاکر سے بہتر ہے والاولی النظر الی صلاح القلب اور بہتر یہ ہے کہ نظر کی جاوے سالک کے دل کی طرف کہ کون سی چیزین اوسکی بہتری ہے پس بعضون کے دل کی صلاح کسب مین ہوتی ہے اوسکے لیے کسب بہتر ہے ذکر سے اور بعضون کے دل کی صلاح ذکر مین ہے پس اسکے لیے ذکر کسب سے بہتر ہے اور اسکی پہچان بہی وقت پر آئیگی حدیث قدسی مین آیا ہے کہ بعضے میرے بندون مین سے ایسے آدمی ہین کہ اصلاح نہین کرتے اونکی مگر تونگری اگر فقیر کرون مین اونکو تو تباہ ہو جاوے حال اونکا اور بعضے وہ آدمی ہین کہ اصلاح نہین کرتا اونکا مگر فقر اگر تونگر کرون مین اونکو تو تباہ ہو جاوے حال اونکا اور اسی کے طرف اشارہ کرتا ہے یہ قول اللہ تعالے کا ان اللہ ہو الرزاق

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مین جو مسلم نے روایت کی ہے من جمعہا فی یوم غفر لہ او دخل الجنۃ یہ تردید شک راوی کی ہے یعنی غفر لہ فرمایا یا دخل الجنۃ
اور جو کوئی جمع کرے ان چار چیزون کو ایک دن مین بخشی جاتی ہین اوسکے گناہ یا داخل ہوتا ہے جنت مین اور اصل حدیث مسلم کی جو لائے ہین
ابن الاثیر جامع الاصول مین یہ ہی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصبح الیوم منکم صائما قال ابو بکر الصدیق
انا رضی اللہ عنہ قال فمن تبع منکم الیوم جنازۃ قال ابو بکر انا قال فمن اطعم منکم الیوم مسکینا قال ابو بکر انا قال فمن عاد منکم الیوم مریضا قال ابو بکر انا قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اجتمعن فی رجل الا دخل الجنۃ مروی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسنے
صبح کی تم مین سے آج روزہ دار کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مینے فرمایا پس کسی نے مشایعت کی تم مین سے جنازہ کی کہا ابو بکر نے مینے
فرمایا پس کسنے طعام دیا تم مین سے آج فقیر کو کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مینے فرمایا آنحضرت نے اور کسنے پرسش کی تم مین سے آج بیمار کی
کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مینے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جمع ہوتی ہین یہ خصلتین کسی آدمی کے مگر داخل ہوا جنت مین ظاہر ہے
کہ مراد دخول جنت سے یا دخول بلا محاسبہ ہے یا دخول اولی یا اور جسطرح ہو اور نہین تو مجرد ایمان واسطے مطلق دخول جنت کے کافی ہے اور کہا
عراقی نے کہ اصل حدیث یہ ہے من جمع بین صوم وصدقۃ وعیادۃ مریض وشہود جنازۃ غفر لہ وفی روایۃ دخل الجنۃ مسلم من حدیث ابی ہریرۃ ما اجتمعن
فی امرء الا دخل الجنۃ انتہی اور سیوطی کے جامع کبیر مین انس سے مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم من اصبح الیوم منکم صائما قال ابو بکر انا
قال من عاد منکم المریض قال ابو بکر انا قال من تبع الیوم منکم الجنازۃ قال ابو بکر انا قال وجبت لک الجنۃ روایت کیا ہے اسکو ابن النجار نے اور بیہقی
نے اسمین ذکر صدقہ کا نہین کیا دوسری روایت مین ہے یا اگر کہا ہو تو ثابت ہے اور جامع صغیر مین ہے من اصبح یوم الجمعۃ صائما وعاد مریضا وشہد جنازۃ وتصدق
بصدقۃ فقد اوجب رواہ البیہقی عن ابی ہریرۃ وفی روایۃ لہ ولابن عدی والبخاری فی تاریخہ عن جابر من اصبح یوم الجمعۃ صائما وعاد مریضا واطعم مسکینا
وشیع جنازۃ لم یتبعہ ذنب اربعین سنۃ انتہی من نجم العلوم وشرح علی القاری اور جبکہ مصنف دن کی اوراد بیان کرنے سے فارغ ہوا تو شروع کیا رات کی
اوراد کا بیان پس کہا واما فی اللیل فالاحوط ان یوتر قبل النوم یعنی ہر رات مین پس احتیاط اسمین ہے کہ ادا کرے نماز وتر کو پہلے سونے کے اور آخر رات پر
موقوف نہ رکھے مخافۃ ان لا یستیقظ اسلیے کہ احتمال ہے کہ آخر رات مین مطلق بیدار نہو اور وتر جاتی رہین او یکرہ القیام یا یہ کہ بیدار تو ہو مگر برا جانے طبیعت
اوٹھنے کو نیند کے غلبے کے سبب سے اور وتر ترک ہو جاوین کیونکہ ورد ہی ان ناشئۃ اللیل ہی اشد وطا واقوم قیلا وطلقۃ تطلق المعلی من صلوۃ النہار
اسلیے کہ قیام آخر شب کا معتاد اور مالوف نہین ہے ولو ادرکہ الموت لذہب بہ اور جو پالی اوسکو موت تو لیجاوے وتر کو یعنی وتر فوت ہو جاوین پس
بہتر یہی ہے کہ اول شب مین ادا کرے وفیہ قصر الامل اور یہی اول رات کے ادا کرنے مین کوتاہ کرنا امید کا ہے اور آخر رات کے انتظار مین طول امل ہے اور
تاخیر مین آفتین ہین بسبب احتمال قرب اجل وغیرہ کی قال ابو ہریرۃ اوصانی خلیلی ان اوتر قبل ان انام متفق علیہ والاقوی ان یوخر من یالف القیام
تو یہی تر فضیلت مین یہ ہے کہ موخر کرے وتر کو آخر رات تک کیونکہ وہ افضل الاوقات ہے بسبب حاضر ہونے ملائکہ رحمت اور برکت کی وہ شخص کہ عادت اور اعتماد
آخر رات کے اوٹھنے پر رکھتا ہو اسلیے کہ روایت کی ہے مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خاف ان لا یقوم من
آخر اللیل فلیوتر اولہ ومن طمع ان یقوم آخرہ فلیوتر آخر اللیل فان صلوۃ آخر اللیل مشہودۃ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو شخص کہ ڈرے اس سے کہ نہ اوٹھیگا آخر رات مین پس چاہیے کہ وتر پڑھ لے اول شب مین اور جو شخص کہ امید رکھتا ہو اوٹھنے کی آخر رات مین پس چاہیے

اور پڑھے آخر شب مین اسلیے کہ نماز آخر شب کی مشہود ہے اور فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اوتر علیہ السلام اول اللیل واوسطہ وآخرہ وانتہی وترہ
الی السحر متفق علیہ اور چونکہ ہمارے شہرون مین متعارف ہی عمل آدمیون کا ساتھہ دو سجدے کرنیکے بعد وتر کے ساتھہ کیفیت مشہورہ کی حتی کہ بعض بے علم آدمی
اوسکے معتقد ہین کہ سنت ہی تو مناسب ہوا اس جگہہ اونکا حال ذکر کرنا کہ اونکی کچھہ اصل ہی یا نہین پس کہتا ہون مین کہ میرے نزدیک ان دونون سجدون کی کچھہ
اصل نہین نہ اخبار نہ آثار مین اور نہ انمین کوئی فقہ کی مختار روایت وارد ہی اور نہ ان پر حرمین شریفین مین عمل ہی اور وہ جو ان دونون سجدون مین حدیث
روایت کی گئی ہی علما نے اوسکے موضوع ہونے پر حکم کیا ہی اور اکثر ملکون کی حنفی اونکو یہ جانتے بہی نہین ہین اور بعض حنفی اونکی کراہت نقل کرتے
ہین اور چند آیتین کہ واقع ہوئی ہے فضیلت انکی بعض روایت فقہ مین کہ ضعیف اور مرجوح ہے ہذا حاصل کلام الشیخ عبد الحق الدہلوی فی شرح
المشکوٰۃ فی الفصل الاول من باب صلوۃ اللیل انتہی من نجم العلم ولقد یسر اور پڑھے سورہ یسین ہر رات مین اور افضل ہی تہجد کی وقت روایت کی ہے
ابن حبان نے جندب کے حدیث سے کہ من قرء یس فی لیلۃ ابتغاء وجہ اللہ غفر لہ یعنے پڑہی یسین رات مین واسطے رضامندی اللہ کی بخشش کیجائیگی
اوسکے لیے اور روایت کی ابو منصور غزنوی نے حضرت علی رض کی حدیث سے کہ یا علی اکثر من قراءۃ یسین الحدیث وسجدہ اور سورہ سجدہ کو پڑھے ترمذی
نے جابر رض کی حدیث سے روایت کیا ہے کان لاینام حتی یقرء الم تنزیل السجدہ وتبارک الذی بیدہ الخیر یعنی آنحضرت علیہ السلام نہین سوتے یہانتک کہ پڑھتے
الم تنزیل السجدہ اور تبارک الذی بیدہ الملک ولقمان اور پڑھے سورہ لقمان کو کہا ملا علی قاری نے کہ مین نے اسکو نہین پایا اور ایسی ہی اخیار مین بہی
اسکو ذکر نہین کیا والدخان اور پڑھے سورہ دخان کو ترمذی نے ابو ہریرہ رض سے روایت کیا ہی کہ من قرء حم الدخان فی لیلۃ اصبح یستغفر لہ سبعون الف
ملک والملک اور پڑھے سورہ ملک کو روایت کی ابو الشیخ نے ثواب مین حضرت عائشہ کی حدیث سے من قرء فی لیلۃ الم تنزیل ویسین وتبارک الذی بیدہ الملک
واقترب کن لہ نور الحدیث اور یہی سابق گذری اسکی فضیلت مین حدیث ترمذی کی والزمر اور پڑھے سورہ زمر کو روایت کی ہے ترمذی نے
حضرت عائشہ کی حدیث سے کان لاینام حتی یقرء بنی اسرائیل والزمر وقال حسن غریب والواقعۃ اور پڑہی سورہ واقعہ کو حارث بن اسامہ نے ابن
مسعود رض کی حدیث سے روایت کیا ہی من قرء سورۃ الواقعۃ فی کل لیلۃ لم تصبہ فاقۃ ابدا والمسبحات الست اور پڑھے اون چہ سورتون کو کہ تسبیح
کے ساتھہ شروع کی گئی ہین جو سورہ حدید اور سورہ حشر اور سورہ صف اور سورہ جمعہ اور سورہ تغابن اور سورہ اعلی ہین روایت کیا ترمذی نے
اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہی اور ابو داود نے اور نسائی نے کبری مین عرباض بن ساریہ رض کی حدیث سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرء المسبحات
فی کل لیلۃ ویقول فیہن آیۃ افضل من الف آیۃ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ پڑہتے تھے مسبحات کو بیچ ہر رات کے اور فرماتے تھے بیچ
انکے ایک آیت ہے کہ افضل ہی ہزار آیت سے وینام عند الغلبۃ اور سووے وقت غلبہ نیند کے اور تکلف سونیکا ارادہ نکرے مگر یہ کہ قصد اسکا
استعانت ہو آخر شب کے اوٹھنے پر تو تکلف سے سونے مین کچھہ مضائقہ نہین فہو الماثور اسلیے کہ یہی ماثور ہے سلف سے کہ تحقیق خواب
اونکی غلبہ تہا اور خورش اونکی فاقہ اور کلام اونکا ضرورت اور روایت کی ہی ابو داود اور نسائی نے حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے ما من امرء یکون لہ صلوۃ باللیل فغلبت علیہا نوم الا کتب لہ اجر صلاتہ بالمیل وکان نومہ صدقۃ علیہ یعنے نہین ہے کوئی آدمی کہ ہووے
اسکے لیے نماز رات مین پس غالب ہووے اوسپر نیند اور باز رکھے نماز سے مگر لکھا جائیگا اوسکے لیے اجر اوس نماز کا اور ہوگی نیند اوسکی صدقہ
اوسپر اللہ تعالی کی جانب سے یعنی نماز کا ثواب وسکو کامل ملیگا اور نیند اوسکی فائدہ زائدہ ہوئی اور ایک روایت نسائی اور ابن ماجہ

مین ہی ابی الدرداء کی حدیث سے ساتہ سند صحیح کی من اتی فراشہ وہو ینوی ان یقوم یصلی من اللیل فغلبتہ عیناہ کتب لہ ما نوی وکان نومہ
صدقۃ علیہ من اللہ عز وجل وارد ہوا ہی قرآن مجید مین بیچ فضیلت کم خوابی کی کانوا قلیلا من اللیل ما یہجعون اور تہی یعنی متقی تہوڑی سی رات مین خواب کرتے
اور اکثر مین ساتہ عبادت کے مشغول رہتی حرف ما کا صلہ یا زائد ہی تاکید کے لیے اور یہجعون کان کی خبر ہی اور قلیلا ظرف ہی یعنی سوتی تہی تہوڑی
سی وقت مین رات سے اور قیام کرتی تہی اکثر اوسکی مین واضح ہو کہ آیتین اور آثار اور اخبار احیاء لیل کی فضیلت مین بہت وارد ہین اونہین
مین سے سورۂ مزمل اور یہ قول اللہ تعالی کا ہی تتجافی جنوبہم عن المضاجع الایات اور حدیث مین ہی علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصالحین قبلکم الخ
تمام حدیث جو مروی ہی مشکوۃ مین ابی امامہ سے یہ ہی عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصالحین
قبلکم وہو قربۃ لکم الی ربکم ومکفرۃ للسیأت ومنہاۃ عن الاثم رواہ الترمذی کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو قیام رات کا
یعنی نماز تہجد کی اسلیے کہ وہ طریقہ اچہی لوگون کا ہی کہ پہلے تمسے تہی اور قیام رات کا سبب نزدیک تمہارے کا ہی طرف پروردگار تمہاری کے
اور سبب دور ہونے گناہون کا ہے اور باز رکھنے والا ہی گناہون سے روایت کیا اسکو ترمذی نے حدیث بلال سے اور طبرانی اور بیہقی نے
حدیث ابی امامہ سے ساتہ سند حسن کے وعن المغیرۃ بن شعبۃ قال قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی انتفخت قدماہ فقیل لہ یا رسول اللہ قد غفر اللہ لک
من ذنبک ما تقدم وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا اور مروی ہی مغیرہ بن شعبہ سے کہا قیام کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی رات کو یہانتک
کہ سوج گئے قدم اونکے پس کہا گیا واسطے اونکے یا رسول اللہ تحقیق بخشی اللہ تعالی نے واسطے تمہاری گناہ تمہاری جو پہلے ہوئی اور پیچہے ہون کہا کیا
نہ ہوؤن مین بندہ شکر کرنیوالا روایت کیا ہی اسکو ترمذی نے شمائل مین اور روایت صحیحین مین بہی ہی اور روایت ہی ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سے قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل فقیل لہ ما زال نائما حتی اصبح ما قام الی الصلوۃ قال ذلک رجل بال الشیطان فی اذنہ او قال فی اذنیہ کہا ذکر کیا گیا
نبی علیہ السلام کے حال ایک شخص کا پس کہا گیا واسطے حضرت کی کہ ہمیشہ وہ شخص سوتا رہتا صبح تک نہین اوٹہتا طرف نماز تہجد کے یا نماز صبح کی فرمایا
یہ شخص ہی کہ شیطان نے پیشاب کیا ہی کان مین اوسکے کہ یا فرمایا ہی دونون کانون مین اوسکے والایصلی تہجد ہوا اور نہ نماز پڑہی بعد غلبہ کرنے نیند کی
ایسی ہی اوراد اذکار کا بہی حال ہی جو نیند غلبہ کری اور اوس حد تک پہونچی کہ جانتا نہو کیا کہتا ہی پس چاہیے کہ سو رہے اور نماز اور ورد اور ذکر کو موقوف رکہے
یہانتک کہ نیند کا غلبہ جاتا رہے اور سمجھنے لگی جو کہتا ہی خوب طرح لیکن وارد ہوا ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مین کہ جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ فلانی عورت رات کو جاگتی ہے اور جب نیند غلبہ کرتی ہی تو اپنی کو رسی مین لٹکا لیتی ہے پیچہے
پس خفگی کی آپ نے اوسکو اس حرکت بیہودہ سے اور فرمایا لیصل احدکم من اللیل ما تیسر فاذا غلبہ النوم فلیرقد یعنی چاہیے کہ نماز پڑہے ایک تمہارا رات
جبتک کہ اوسپر آسان ہو پہر جبکہ غلبہ کرے اوسپر نیند پس چاہیے کہ سو رہے تاکہ جاری نہو اوسکی زبان پر کوئی کلمہ ردی جو صحیحین سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی پس
اس عبارت کے ساتھ ہی قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نعس احدکم وہو یصلی فلیرقد حتی یذہب عنہ النوم فان احدکم اذا صلی وہو ناعس لا یدری
لعلہ یستغفر فیسب نفسہ کہا حضرت عائشہ نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ اونگہے ایک تمہارا اور وہ نماز پڑہتا ہو پس چاہیے
کہ سو رہے یہانتک کہ جاتی رہی اوس سے نیند پس تحقیق ایک تمہارا جب نماز پڑہتا ہی اونگہتے ہوئے نہین جانتا کہ کیا کہتا ہی غلبہ نیند مین شاید
کہ ارادہ کرے طلب مغفرت کا پس بد دعا کرے نفس اپنے کو انتہی وقد ورد قیامہ علیہ السلام من اللیل الی ان یغلبہ النوم فاذا انتبہ قام فاذا غلبہ النوم

عادالی النوم فیکون لہ فی اللیل نومتان کذا فی الاحیا اور کہا عراقی نے کہ روایت کیا ہے اسکو ابو داود اور ترمذی نے اور تصحیح کی ہے اسکی ابن حبان
نے حدیث ام سلمہ سے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وینام قدر ما صلی ثم یصلی قدر ما نام ثم ینام قدر ما صلی حتی یصبح اور بخاری نے ابن عباس کی حدیث
سے روایت کی ہے صلی العشاء ثم جاء فصلی اربع رکعات ثم نام ثم قام اور شمائل ترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کان صلی اللہ
علیہ وسلم اذا لم یصل باللیل منعہ من ذالک النوم او غلبتہ عیناہ صلی من النہار اثنتی عشرۃ رکعۃ اور صحیح مسلم میں اونہیں سے مروی ہے انہ علیہ السلام
کان اذا نام من اللیل من وجع او غیرہ فلم یقم من اللیل صلی اثنتی عشرۃ رکعۃ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جس وقت کہ سو رہتے رات کو بسبب
بیماری اور درد وغیرہ کے اور نہ اتفاق ہوتا قیام اللیل کا تو پڑھتے دن کو بارہ رکعتیں واسطے تدارک اوسکے کہ فوت ہوا تہجد سے بسبب فرمانے
اللہ تعالی کی وہو الذی جعل اللیل والنہار خلفۃ لمن اراد ان یذکر اسے اخرجہ صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نام عن حزبہ من اللیل او عن شیء منہ فقرأہ بین صلوٰۃ الفجر وصلوٰۃ الظہر کان کمن قرأہ من اللیل کہا عمر فاروق
نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ سو رہا بغیر پڑھنے تمام وظیفہ اپنی رات سے یا بعض وظیفہ اپنی کے پھر پڑھا اوسکو درمیان نماز
فجر اور نماز ظہر کے لکھا جاتا ہے واسطے اوسکے گویا کہ پڑھا اوسکو رات میں انتہی من شرح علی القاری اور یہی روایت کی دیلمی نے مسند الفردوس
میں حضرت انس سے لاتکابدوا اللیل یعنے رنج اور سختی نکرو تم رات میں ساتھ نماز پڑھنے کے نیند کے غلبہ اور سستی اور ماندگی کے وقت اسلیے
کہ وارد ہوا ہے بخاری اور نسائی کی حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدین یسر ولن یشاد الدین
احد الا غلبہ فسددوا وقاربوا وابشروا واستعینوا بالغدوۃ والروحۃ وشیء من الدلجۃ کہا ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
تحقیق دین آسان ہے اور نہیں سختی کریگا دین میں کوئی مگر غالب آئیگا دین اوسپر پس میانہ روی کرو اور قریب میانہ روی کی ہو جاؤ
اور موافق طاقت کے لو عمل اور خوش ہو یعنی ساتھ جنت اور سلامتی کی اور ہر نعمت و کرامت کی اسلیے کہ دیتا ہے اللہ تعالی بہت ساثواب
تھوڑے عمل پر اور مدد چاہو ساتھ اول روز اور آخر روز کے اور کچھ اندہیری رات کی سے یعنی تھوڑی دیر اول دن اور تھوڑی دیر آخر دن
اور تھوڑی دیر تاریکی رات میں عبادت کرنے سے مدد چاہو اوپر سلوک راہ آخرت کے اور روایت کی ہے احمد اور حاکم اور بیہقی نے علیکم
ہدیا قاصدا علیکم ہدیا قاصدا علیکم ہدیا قاصدا علیکم قاصدا فانہ من یشاد ہذا الدین یغلبہ حاصل یہ کہ اللہ تعالی نہیں دوست رکھتا ہے یہ کہ
اوسکی مناجات کیجاوے کسل اور ملالت کی حالت میں پس عابد کو لابدی واسطے حاصل کرنے نشاط اور دفع کرنے ملال کے مشغول ہونا
نیند اور غیر اوسکے میں مباحات سے اسلیے کہا گیا ہے عالم کی نیند عبادت ہے اور اسی سے ہے یہ قول آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
کلمینی یا حمیرا وفیہ التعبد علی ملال ملال عبارت ہے بہاری جاننے کسی شے کی سے اور نفرت کرنا نفس کے سی بعد محبت اور میل کے اوسکی
طرف سے نا رسی اسکی قوت بدنی اور دوسرے نیند کی غلبہ اور سستی کے وقت نماز پڑھنے میں عبادت کرنا ہی حالت ملال میں
و جار امثلہ اکثر من نفعہ اور حدیثوں میں آیا ہے کہ گناہ اسکا بڑا ہے نفع اور فائدہ اوسکے سے کیونکہ اسوقت میں قرأت اچھی طرح نہیں ہو سکتا
بلکہ غلطی واقع ہو جاتی ہے حتی کہ بعض اوقات زبان پر وہ کلمات جاری ہوتے ہیں کہ موجب گناہ کے ہیں اسیطرح ارکان میں بھی فتور
ہو جاتا ہے وتحمل مالا یطاق اور بھی نیند غلبے کے وقت عبادت کرنے میں اوٹھانا تکلیف مالا یطاق کا ہے اور اللہ تعالے

فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور بھی وارد ہے لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ اور وارد ہوا ہے شیخین کی حدیث مین حضرت عایشہ رضی اللہ
عنہا سے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اکلفوا من الدین ما تطیقون یعنی اوٹھاؤ تم دین سے اوسقدر کہ طاقت رکھتے ہو اور جو
آسان ہو اور ملال نہ لاوے کیونکہ عبادت نوافل مین طاقت اسی سے عبارت ہے کہ بدون ملال کے ادا ہو تا کہ دائم رہے اور اوسکے دوام پر ثواب
بھی دائم ہے اور تتمہ اس حدیث کا یہ ہے فان اللہ لا یمل حتی تملوا اسلیے کہ اللہ تعالی ملول نہین ہوگا تو وہ بے رغبتی سے اور قطع نہین کرتا ثواب کو یہانتک
کہ ملول ہو جاؤ تم اور قطع کرو تم عمل کو اور طبرانی نے عمران بن حصین سے یون روایت کی ہے علیکم من الاعمال ما تطیقونہ فان اللہ لا یمل حتی تملوا یعنی لازم
پکڑو تم اعمال سے اوس قدر کہ طاقت رکھو یعنی ہمیشہ کرنے کی اسلیے کہ تحقیق اللہ تعالی نہین تنگ ہوتا یہانتک کہ تنگ ہو تم عمل کرنے سے اور تتمہ کلام
مین ہے کہ لفظ اس حدیث کی بنا پر اوسکی کہ روایت کی ہے شیخین نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہین من الاعمال ما تطیقون فان اللہ تعالی
لا یمل حتی تملوا انتہی جاننا چاہیے کہ کسل اور ملال کی وقت عمل چہوڑنے مین بہت مدنین آئین ہین اور نفس پر گرانی عمل کی آخر کو اوسکی ترک اور
نقصان کے باعث ہو جاتے ہین لیکن طالب کو چاہیے کہ کوشش کرے اور نفس کو کثرت عمل پر مستعد کرے اور مشقت اور ریاضت کا خوگر
عیش و آرام والون کی طرح نہ رہے کہ تہوڑی سے عمل مین سست ہو جاوے اور چہوڑ دے اکثر اتفاق ایسا ہوتا ہے کہ شروع مین دس
رکعتین پڑہنا اور ایک پارے کی تلاوت کرنا نہایت دشوار اور سخت معلوم ہوتا ہے جب چند روز مین نفس ریاضت اور مشقت کا عادی ہو جاتا ہے
تو سو رکعتین اور دس پارے تہوڑی دیر مین تلاوت کرنا بہت آسان ہوتا ہے وباللہ التوفیق بالاتمام انتہی من شرح تحفۃ الحق فتبغض العبادۃ
الی النفس یہ عطف ہے تبعد پر یعنی خواب کے غلبہ اور ملالت کے وقت عبادت کرنے مین اللہ تعالے کی عبادت کو دشمن بناتا ہے طرف
نفس اپنی کے اور درست اور وارد ہے حدیث مین لا تبغض الیک عبادۃ اللہ پس دشمن کر طرف اپنی اللہ کے عبادت کو تجم العلما مین ہے کہ ابن
حجر نے کہا کہ یہہ حدیث مرسل ہے اور ملا علی قاری نے کہا ہے کہ مین نے اس حدیث کے الفاظ نہین پائے اور معنی اوسکے موافق ہین پہلی حدیث کے
جو گذر چکی اور عبادت کو دشمن کرنے سے مراد شدت اور غلبہ اوسکا ہے نفس پر اوس حدتک کہ اوس سے عاجز ہو جاوے اسی سبب سے پہلی
ہوا ہے انکار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس قوم پر کہ ارادہ کرتے تھے شدید کا اپنی نفسون پر اور ایک نسخہ مین اسی حدیث کی جگہ یہ
حدیث بخاری کی ہے جو روایت کی گئی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت نے فرمایا الا تشادوا ہذا الدین فانہ متین فمن یشادہ یغلبہ یعنی
سخت مت پکڑو اس دین کو اوپر نفسون اپنے کے کیونکہ یہ استوار ہے پس جو کوئی کہ سخت پکڑے اوسکو بقصد غلبہ کی کرے اسپر تو غالب آتا ہے
یہی دین اوسپر اور یہہ عاجز ہو جاتا ہے اوسکے عمل کرنے سے ویتہجد فی القیام اور سعی اور کوشش کرے راتکی قیام مین کہ عبارت ہے تہجد کی
نماز سے فوق اسلیے کہ وارد ہوا ہے قرآن مجید مین بیچ تعریف شب زندہ دارون کے اور بعضون نے کہا ہے کہ خاص عبد الرحمن کی
تعریف مین یہ آیت وارد ہے والذین یبیتون لربہم سجدا وقیاما یعنی خاص بندی اللہ تعالی کے وہ ہین کہ رات گذارتے ہین واسطے پروردگار
اپنے کے سجدہ کرتے ہوئے اور نماز پڑہتے ہوئے اور بھی وارد ہے ابن عباس کی حدیث مین جو ابو یعلی نے روایت کی ہے صلوا من اللیل
ولو قدر حلب شاۃ نماز پڑہو رات مین یعنی سونے کے بعد اگرچہ بقدر دوہنے بکری کے ہو یعنی اگرچہ اسقدر کم مدت ہو کہ جتنی مین بکری دوہی جاوے
اسلیے کہ اوسوقت دل صاف ہوتا ہے دنیا کے شغلون سے اور دروازے رحمت کے کہلے ہوتے ہین اور ابو الولید بن المغیث کی حدیث

جو مروی ہی ایاس بن معاویہؓ سے مرسلاً لابد من صلوۃ اللیل ولو حلبۃ شاۃ او حلبۃ ناقۃ اور بکری کے دوہنی کی مدت مین اختلاف ہے بعضون نے دو رکعتون کی قدر لکھی ہے اور بعضون نے چار کی قدر غرض کہ جسقدر ہو سکے اس متبرک وقت کو غنیمت جانے اور شب بیداری کرے اور اسکے فضیلتون مین بہت سی آیات اور حدیثین وارد ہین مگر مصنف نے طوالت کے خوف سے صرف ایک آیت اور ایک اثر پر اکتفا کیا اور رات کی نماز کو تہجد اسواسطے کہتے ہین کہ نہین ہوتی یہ نماز مگر بعد تہجد کے جو عبارت ہی نوم سے فالاولی ان یقوم کل اللیل پس بہتر یہ ہے کہ نماز پڑہے تمام رات اور یہ مرتبہ اعلی ہے سوا اہل مجاہدات کے اور کوئی اسپر قدرت نہین رکہتا شرح ملا علی قاری مین ہی کہ ظاہر مین یہ کتاب اور سنت کے خلاف ہی اور مقتضاء حکمت کے منافی ہے کیونکہ قرآن شریف مین ہی قم اللیل الا قلیلا اور من اللیل فتہجد بہ اور حدیث مین ہی آنی انام واقوم وافطر واصوم اور نہین محفوظ ہی آنحضرت علیہ السلام سے تمام ایام مین کہ آپ ایک رات کامل بیدار ہی ہون اور حکمت کی اسلیے منافی ہی کہ اللہ تعالی نے نیند کو بدن کی راحت کیواسطے بنایا ہی اور انسان پر اوسکا احسان رکہا ہے حیث قال جہانا کہا ومن رحمتہ جعل لکم اللیل والنہار لتسکنوا فیہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون انتہی سخیم العلم مین ہی کہ احیا لیل کی من حیث المقدار سات مرتبہ ہین مصنف نے سبکی طرف اشارہ کیا باوجود رعایت کرنے اوسکے کی جو اقدام ہی تقدیم اور تاخیر مین پس فالاولی مین تفضیل کے لیے ہی پھر اشارہ کیا کہ یہہ مرتبہ خاص ہی اقویا کے شان کے ساتھ پس کہا وہو لمن تجرد لہ وقوی یقینہ اور یہ تمام رات کا قیام اوسکے لیے ہی کہ مجرد ہوا ہی واسطے عبادت خدا تعالی کے اور قوی ہی یقین اوسکا فیلتذ بہ وتنعم ہی پس لذت پکڑتا ہی ساتھ اسکے قیام کے اور پرورش اور غذا حاصل کرتا ہے ساتھ اسکے کہ سبب حیات قلبی کا ہے پس آسان ہوتی ہے اسپر شدت اوسکے امر کی اور شیرین ہو جاتی ہی اسپر تلخی صبر کی اور بعض اون اسباب سے کہ بیداری کے معاون اور مددگار ہین وہ خوف ہے کہ دلپر غالب ہو باوجود قصر امل کی کہ برانگیختہ کرتا ہی اسکو یہ خوف تکثیر عمل پر بار بار جاہی کہ برانگیختہ اور آمادہ کرتی ہی اسکو اوسکی تحمل پر جیسا کہ طاؤس رح نے کہا ہی کہ اگر جہنم کا ذکر کیا جاوی تو عابدون کی نیند اوڑ جاتی اور اسکی مقابل مین اگر جنت ذکر کی جاے تو سونے والون کی نیند اوڑ جاوے جیسا کہ بعضون نے کہا ہی کہ جب یاد کرتا ہون آگ کو تو سخت ہوتا ہی خوف میرا اور جسوقت کہ یاد کرتا ہون جنت کو تو زیادہ ہوتا ہی شوق میرا اور موافق اسی کے ہین یہ دو شعر حضرت ذو النون مصری کے ع منع القرآن بوعدہ ووعیدہ ٭ مقل العیون بلیلہا ان تہجعا ٭ فہموا عن الملک الجلیل کلامہ ٭ فرقابہم ذلت الیہ تخضعا ٭ اور اشرف اور عمدہ اسباب اور باعثون سے اللہ تعالی کی محبت ہی پس یہ اپنی قیام مین نہین کرتا ہی ساتھ کسی حرف کی کلام اپنی سے مگر یہ مناجات کرنیوالا ہوتا ہی ساتھ اوسکے درگاہ رب العزۃ مین اور وہ ذات مطلع ہی اوسپر مشاہدہ اوس امر کی کہ گذرتا اور خطور کرتا ہی ساتھ دل اوسکے کے پس جب کہ کامل ہو جائیگا اپنی رب کی محبت مین تو بضرورت دوست رکھیگا اوسکی خلوت کو اور لذت دیگی اوسکو مناجات اوسکی پس باعث ہوگی یہی محبت طول قیام اور رفع منام پر اور بعض بزرگون نے کہا ہی کہ دنیا مین کوئی چیز نہین ہی کہ جنت کی نعمتون سے مشابہ ہو مگر وہ کہ پاتے ہین اوسکو اہل تملق اپنے دلون مین رات کو مناجات کی حلاوت سے اور بعضون نے کہا ہی کہ مناجات کی لذت دنیا سے نہین ہے اور سوا اسکے نہین کہ وہ جنت سے ہے کہ ظاہر کیا ہے اوسکو اللہ تعالے نے واسطے دوستون اپنی کے کہ نہین پاتے ہین اوسکو سوا اونکے اور علی ابن بکار نے کہا ہے کہ چالیس برس سے مجہکو کسی چیز نے غمگین

نہین کیا سوا طلوع فجر کی اور فضیل رحمہ اللہ نے کہا ہی جبکہ آفتاب غروب ہوتا ہی تو خوش ہوتا ہون بیچ اندہیری مین بسبب خلوت رب اپنے کے
اور جب کہ طلوع ہوتا ہی تو غمگین ہوتا ہون بیچ مین دیکہنے آدمیون کی نزدیک میرے اور ابو سلیمان نے کہا ہی کہ اگر رات نہوتی تو مین دنیا مین رہنا نہین قبول کرتا اور ایک جماعت
صالحین کا یہی طریقہ تہا صبح کی نماز عشا کی وضو سے پڑہتے تہے اور نہین ہی امام الفقہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ مین انتہی من شرح علی القاری دیہہ مکی عن اربعین منہم اور یہ تمام رات کا
قیام حکایت کیا گیا ہے بر سبیل اشتہار چالیس آدمیون سے تابعین مین سے ابو طالب مکی نے قوت القلوب مین کہا ہے کہ یہ یعنی تمام رات کا
قیام حکایت کیا گیا ہے بر سبیل تواتر اور اشتہار چالیس تابعین سے اور تہے اسمین وہ لوگ کہ جنہون نے مواظبت کی ہی اسپر چالیس برس تک
اور نہین مین سے ہین سعید بن المسیب اور فضیل بن عیاض اور وہب بن منبہ اور ربیع بن خثیم اور ابو سلیمان دارانی اور خواص اور مالک بن دینار
اور سلیمان تیمی اور یزید رقاشی اور حبیب بن ثابت اور محمد بن المنکدر اور کہمس بن المنہال اور یہ ختم کرتے تہے ہر مہینے مین نوے ختم اور وہ مقام جو
نہین سمجہتے تہے اوسکو پہر پڑہتے تہے اور پڑہتے تہے دوسری مرتبہ اور قریب ہی کہ یہ خرق عادت کے طور پر ہوگا زبان سے کہلے ہونے یا بسط زمانہ سے
واللہ المستعان کذا فی شرح علی قاری ثم النصف یعنی پہر دوسرا مرتبہ یہ ہی کہ زندہ رکہے آدہی رات کو اور نماز پڑہے اوسمین اور نفس کو آسایش دیگا
دوسری آدہی مین واسطے طلب راحت کے اور مواظبت کی ہے آدہی رات کے قیام پر اتنے لوگون نے کہ شمار مین نہین آسکتی یعنی یہ عمل مشائخ سلف
کی جماعت کثیر کا ہے قوت القلوب مین طریقہ اسکا یون لکہا ہے کہ رات کے اول ثلث مین سووے اور بعد ثلث رات کے نصف شب یعنی
پہر قیام کرے اور آخر سدس مین پہر سو جاوے اور کہا گیا ہے کہ یہی افضل القیام ہے ثم الثلث پہر تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ زندہ رکہے اور نماز پڑہے رات
کی تیسری حصے مین اور طریقہ اسکا یہ ہے کہ اول کی نصف شب اور اخیر کی سدس شب مین تو سو وے اور بیچ کے ثلث مین قیام کرے اور وہ چوتہا
اور پانچوان سدس ہی اور یہ داود علیہ السلام کی نماز کا طریقہ ہی اور محبوب ترین ہی نزدیک اللہ تعالے کے کیونکہ نفس جب کہ رات کے دو ثلث مین سوتا
رہا ہے تو ہلکا اور بہت خوش ہوگا عبادت مین احیاء مین ہی کہ اخیر رات کی نیند بہتر ہے اور محبوب ہے کیونکہ یہ فجر کی نماز کے اونگہ اور تنگی کو دور
کرتی ہی اور چہرے کی زردی کو کم کرتی ہے انتہی ثم السدس پہر چوتہا مرتبہ یہ ہے کہ زندہ رکہے رات کو چہٹا حصہ اوسکا اور احیاء مین رات کے پانچوین
حصے کو بہی اسی مرتبہ مین داخل کیا ہے پہر کہا کہ افضل یہ ہے کہ اخیر رات مین ہو اور بعضون نے کہا اخیر رات کا سدس بہتر ہے انتہی حضرت عایشہ
رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کان یقوم اذا سمع الصارخ یعنے الدیک اور یہ چہٹا حصہ ہوتا ہے یا کم اوسکا یعنے مرغ چہٹا حصہ رات کا باقی رہتا ہے اوسوقت
بولتا ہے یا کسیقدر کم مین اور اسی وقت آنحضرت علیہ السلام خواب سے بیدار ہوتے تہے اور حدیث حضرت عایشہ کے متفق علیہ ہے حاصل یہ کہ
آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام لیلا اوقات نصف شب قیام فرماتے تہے اور بعض اوقات ثلث یا سدس اور صحیحین مین ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انتصف اللیل او قبلہ بقلیل او بعدہ بقلیل ثم استیقظ الحدیث اور یہی مطابق ہی ساتھ
اس قول اللہ سبحانہ وتعالی کے قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ اور موافق ہے اس قول اللہ تعالی کے ان ربک یعلم انک تقوم ادنی
من ثلثی اللیل ونصفہ وثلثہ پس یہین ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا پوری دو ثلث کا اور واسطے ابو داود کے بیچ روایت
تک کہ سوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہان تک کہ جسوقت گذر گئی ثلث لیل یا نصف اوسکا تو جگی آخر حدیث تک اور واسطے مسلم کے ہے
حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا سے پس اوٹہاتا تہا اللہ تعالے جبکہ چاہتا ہے یہ کہ اوٹہا وے اونکو رات سے کذا فی شرح علی القاری حاصل کلام

یہ ہے کہ دو ثلث کا قیام فی الجملہ روایت ابو داؤد سے ثابت ہو را ہے جو ابن القریب ہے مگر صراحۃً پوری دو ثلث کا قیام
تو اس سے مفہوم ہو اسرار التاویل اور انوار التنزیل میں ہے کہ الا قلیلا اللیل سے مستثنیٰ ہے اور لفظ قلیلا سے بدل ہے لیئے
قم نصفا والاتقم نصفا اور قلت نصف کے باعتبار کل کے ہے کیونکہ کل نصف سے کثیر ہوتا ہے پس مزمل علیہ الصلوٰۃ والسلام
سائت وحی کے مخیر ہوئے درمیان قیام نصف شب کے اور نصف سے زاید مثل دو ثلث شب کے اور کم کے نصف سے مثل
ثلث شب کے یا نصفہ لیل سے بدل ہے یعنے قم نصفا اور الا قلیلا النصف سے مستثنیٰ ہے اور ضمیر منہ اور علیہ کی راجع ہے
طرف اقل کے نصف سے مانند ثلث کے اور درمیان اقل النصف کے مانند ربع اور اکثر اقل لنصف کی مثل نصف کے
ابو داؤد نے روایت کی ہے نام حتی اذا ذہب ثلث اللیل او نصفہ استیقظ الحدیث اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی
حدیث سے روایت کیا ہے فیبعثہ اللہ تعالےٰ ما شاء ان یبعثہ من اللیل انتہی من شرح علی القاری و شرح الفارسی
والاحب ان یجعل فی الجوف اور محبوب زیادہ یہ ہے کہ ادا کرے تہجد کو درمیان راتین اور یہ تیسرے مرتبہ اور چوتھے
اور پانچوین مین ہو سکتا ہے فورد ح اسیلئے کہ ابن عمر رض کی حدیث مین آیا ہے جو دیلمی نے مسند الفردوس مین روایت کی
ہے رکعتان فی جوف اللیل خیر من الدنیا وما فیہا ولولا ان اشق علی امتی لفرضتہما یعنے دو رکعتین درمیان وسط شب کے
ادا کرنا بہتر ہے دنیا اور اون چیزون سے کہ دنیا مین ہین اور سخت اور گران نہ ہوتا مین اپنے امت پر تو بیشک فرض کر دیتا اون دو نون
روایت کیا ہے اسکو آدم ابن ابی ایاس ابن ثواب مین اور محمد بن نصیر المروزی نے کتاب قیام اللیل مین روایت حسان بن عطیہ سے مرسلا
اور موصول بیان کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس مین ابن عمر رض کی حدیث سے اور کہا عراقی نے کہ صحیح نہین ہے مین کہتا ہون کہ
ضعیف حدیث پر عمل کیا جاتا ہے فضائل مین اتفاقا انتہی من شرح علی القاری اور نجم العلم میں ہے کہ تفسیر یجعل کی جو مصنف کا قول ہے سدس کی
راجع ہے یعنی محبوب تر یہ ہے کہ ادا کرے نماز تہجد کی سدس مین اور کرے اوس سدس کو اخیر رات کی جوف مین اور مراد جوف سے جو حدیث مین وارد ہے
اخر کا جوف ہے اور وہ پانچوان سدس ہے اسداد لیل سے اور اسی پر حمل کیا ہے جیسے ہے غیرہ شارحین مشکوۃ نے ترمذی کی حدیث کو جو یہ ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اقرب ما یکون الرب من العبد فی جوف اللیل الاخیر الحدیث جہان کہین کہ کہا ہے انہون نے کہ الاخیر جوف اللیل کے صفت ہے یعنی حاصل ہوتا ہے قریب نصف اخیر کے
طرف مین پس ابتدا اوسکی ثلث اخیر سے ہوگی اور وہی وقت تہجد کے قیام کا ہے اور یہی وہ ہے امام غزالی کے قول کے جو گذر چکا کہ افضل یہی ہے انتہی یہ اشارہ کیا مصنف
نے پانچوین مرتبہ کی طرف اور کہا ثم رکعتان او اربع یہ پانچوان مرتبہ یہ ہے کہ نماز پڑھے راتمین دو رکعتین یا چار بقدر استعداد اپنی کی اور اولی یہ ہے کہ مصنف یون کہتا
ثم اربع رکعات اور رکعتان ولو قعودا کیونکہ ثابت ہوا ہے کہ نہین وفات پائی آنحضرت نے حتی کہ تھی اکثر نماز نفل آپکی بیٹھکر اور اسیلئے کہ یہ سیاق کلام
اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ یہ قول مصنف کا ثم رکعتان او اربع عرفا کنایہ ہے قلۃ قیام سے واللہ علم اور احیاء مین ہے کہ اگر وضو کرنا اسپر متعذر اور دشوار ہو تو قبلہ
رو بیٹھکر ذکر مین مشغول ہووے پس رات کی قیام کرنیوالون مین لکھا جاویگا ثم احیاء ما بین العشائین یہ چھٹا مرتبہ یہ ہے کہ زندہ رکھے ما بین نماز مغرب اور عشاء
یعنی اسوقت مین تسبیح اور نماز اور اذکار وغیرہ آئین وارد ہین اونکو ادا کرے تعبدون نے کہا ہے یہ آیت کریمہ اسمین اتری ہے تتجافی جنوبہم عن المضاجع مروی ہے
بیشک ترمذی مروی ہے کہ من صلی بین المغرب والعشاء ست رکعات لم یتکلم بینہن بسوء عدلن لہ بعبادۃ ثنتی عشرۃ سنۃ یعنی جس شخص نے درمیان مغرب و عشا کے چھ رکعتین اور نہین کلام

درمیان اونکے ساتھ برائی کے برابر ہوجاتے اوسکے لیے ساتھ عبادت بارہ برس کے روایت کیا ہے اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور
مسند الفردوس میں ابن عباسؓ سے مروی ہے من صلی اربع رکعات بعد المغرب قبل ان یکلم احدا رفعت لہ فی علیین وکان کمن ادرک لیلۃ القدر
فی المسجد الاقصی اور توفیق دونوں روایتوں کے یوں ہو سکتی ہے کہ چار رکعتوں سے مستحب رکعتیں مراد ہوں بعد دو رکعتوں موکدہ کے
اور روایت کی ہے ابن المبارک رح نے زہد میں روایت عبد الکریم بن الحارث سے مرسلًا من رکع عشر رکعات ما بین المغرب والعشاء بنی
لہ قصر فی الجنۃ فقال عمر اذًا تکثر قصورنا یا رسول اللہ فقال علیہ السلام اللہ اکثر اور کہا اسودؒ نے کہ نہیں آیا میں ابن مسعودؓ کے پاس اس وقت
کبھی مگر کہ دیکھا میں نے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں پس سوال کیا میں نے اونسے پس کہا نعم ہے صلوۃ الغفلۃ اور کہا احمد ابن ابی الحواری
نے کہ پوچھا میں نے ابو سلیمان دارانی رح سے کہ روزہ رکھنا اور بیچ میں مغرب اور عشاء کے سونا بہتر ہے یا دنکو افطار کرنا اور
ما بین ان دونوں وقتوں کا زندہ رکھنا بہتر ہے کہا دونوں کو جمع کیا کر میں نے کہا اگر نہ ہو سکے کہا افطار کر اور ان دونوں وقتوں کے
درمیان میں نماز پڑھ انتہی من شرح علی القاری والقیام قبل الصبح اور اونہنا پہلے صبح صادق کے لیے چھٹا مرتبہ یہ ہے کہ زندہ رکھے
ما بین مغرب اور عشاء کو اور صبح صادق سے پہلے اوٹھے تاکہ مطلق احیاء اللیل ہاتھ سے نجاوے کہ اول اور آخر اوسکے کو احیاء کیا اور
چنانچہ مسلم اور احمد نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے من صلی العشاء فی جماعۃ فکانما قام نصف لیلۃ ومن صلی الصبح فی
جماعۃ فکانما صلی اللیل کلہ یعنے جسنے کہ نماز عشاء کی جماعت سے ادا کی پس گویا کہ نصف رات کا قیام کیا اور جب کسی نے کہ صبح کی نماز
سے پڑھی پس گویا کہ تمام رات نماز پڑھی ہے وروی المنام کلما تقلب والقیام کلما استیقظ اور ساتواں مرتبہ یہ ہے کہ مروی ہے
آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے سونا جسوقت کہ غلبہ کرے نیند اور نماز پڑھنا جسوقت کہ بیدار ہو جاوے جاننا چاہیے کہ اس حد
کے معنی ابن عباسؓ وغیرہ سے مروی ہیں لیکن الفاظ مختلف ہیں اور اس مرتبہ میں مقدار معین نہیں ہی اور ہاں مرتبہ اس مرتبہ کو احیاء میں
پانچواں مرتبہ گردانا ہی اور مصنف نے اس مرتبہ میں ثم کی ساتھ عطف چھوڑ دیا اور روی میں اشارہ ہے طرف اسکے کہ یہ مرتبہ پہلی مرتبہ
کے سوا نہیں ہی لیکن لائق یہ تہا کہ عطف ساتھ لفظ ثم کے چھٹے مرتبہ میں بھی مصنف چھوڑ دیتا کیونکہ وہ پانچویں مرتبہ کے سوا نہیں ہی
اسلیے کہ ترتیب ان مرتبوں کے ساتھ تقدیم اور تاخیر کے سوا اسکے نہیں ساتھ نظر کرنیکے ہے طرف طول وقت اور قصر اوسکے کی
اور نہیں پائی جاتی ہے تقدیم اور تاخیر مگر اس مرتبہ میں کہ بیچ اوسکے اعتبار مقدار کا ہے اور چہار اور ساتواں مرتبہ ایسا نہیں ہی اور ہو
افضل اور وہ نماز پڑھنا رات میں اس طور سے افضل الاعمال ہے احیاء میں ہے کہ یہ اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اور
یہی طریقہ ہی ابن عمر رضی اللہ عنہما اور اولو العزم صحابہ اور ایک جماعت کا تابعین سے لانہ اشق اسلیے کہ یہ شاق تر ہے بدن پر بسبب عادت
نہ ہونے کے اور بہتر عاموں کا وہ ہے کہ نفس پر شاق زیادہ ہو اور ایک نسخہ میں یوں ہی وہو افضل واشق یعنے اور وہ بہتر ہی
اور شاق تر نفس پر جیسا کہ روایت کیا ہی اسکو ابو داؤد وغیرہ نے یعلی بن مملک سے انہ سال ام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عن قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصلوتہ فقالت ومالکم وصلوتہ کان یصلی ثم ینام قدر ما صلی ثم یصلی قدر ما نام ثم ینام قدر ما صلی حتی
یصبح الحدیث یعنی کہ یعلی بن مملک نے پوچھا ام سلمہ بی بی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سے حال قراءت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور نماز تہجد اونکے کا پس کہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اور کیا بات واسطے تمہارے ساتھ نماز اونکے کے یعنے کیا حاصل ہوگا تمہین
ساتھ بیان کرنے قرات اور نماز اونکے کے تم کہان طاقت رکھتے ہو کہ اونکے مثل کر سکو تھی نماز پڑہنی پہرتے رہتے تھے موافق انداز
اوسکی کہ نماز پڑھے پہر نماز پڑہتے تھے بقدر اوسکے کہ سوئی پہر سوتے بقدر اوسکے کہ نماز پڑھے یہانتک کہ صبح ہوتے اور معنی مالک
وصلوۃ کے یہ ہین کہ نہین طاقت رکھتے ہو کہ ایکے مانند کر سکو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے مشکوۃ کی شرح مین لکہا ہے کہ مین
قدیم سے اپنے بعض فقہا اوستادون سے سنتا آیا ہون کہ وہ کہتے تھے کہ بعض روایتون مین آیا ہے کہ طالب علم کے لیے مستحب
ہے وتر کی بعد دو رکعتین پڑہنا جبکہ اول رات مین وتر پڑہی اور یہ نہین ظاہر ہوتی تھی اسوقت کہ یہ تخصیص کیا ہے طالب علم کے ساتھ ان
دو رکعت کے پس جب مطلع ہوا مین اس حدیث پر تو ظاہر ہو گئی وجہ اوسکی کیونکہ یہ دو رکعتین قائم مقام صلوۃ اللیل کے ہین جیساکہ
آویگا فصل ثالث کے اخیر مین انتہی ما فی نجم العلوم ای طالب علم کثرت مطالعہ کی وجہ سے تہجد پر قادر نہین ہوتا تو گویا مالک وصلوۃ نے جب
ایسکو اوسی ہیئت مسنونہ پر تہجد نہ پڑہنے کی رخصت ملے اور ثواب تہجد کا ان دو رکعتون کے ادا کرنے سے حاصل ہو گیا اور کہا شیخ
نجم الدین نے مین کہتا ہون کہ ہوسکتا ہے مشار الیہ شیخ کے قول کا جو یہ ہے کہ جب کہ مطلع ہوا مین اس حدیث پر یہ وہ حدیث ہو کہ روایت
کیا ہے اوسکو مشکوۃ مین ابی ہریرہ رض سے قال اوصانی خلیلی بثلاث صیام ثلثۃ ایام من کل شہر و رکعتی الضحی وان اوتر قبل ان انام متفق
علیہ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی مجکو دوست میرے نے یعنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ تین باتون کے ساتھ
روزہ رکہنے تین دن کے ہر مہینے سے یعنے تیرہوین چودہوین پندرہوین تاریخ اور مانند انکے کہ جو اور حدیثون مین تعیین آئی
ہین اور پڑہنے دو رکعتین ضحی کی اور یہ کہ پڑہون مین وتر پہلے اس سے کہ سوؤن روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور وجہ
استنباط تخصیص کے ساتھ طالب علم کی یہ ہے جیسا کہ سابق مذکور ہوئی کہ ابو ہریرہ اول رات مین ملفوظات احادیث کثیرہ کے
یاد کرنے مین رہتے تھے پس گذر جاتے تہی اجزا کثیر رات سے اور یہ یاد کرنا علم کا افضل ہے اسلیے کہ احادیث مین آیا ہے کہ اشتغال
فی العلم اور عبادتونسے افضل ہے اور یہی حال ہے طالب علم کا اور وہ حدیث کہ دلالت کرتی ہے اسپر کہ دو رکعتین قائم مقام ہوتے ہین
صلوۃ اللیل کی وہ ہے جو روایت کی گئی ہے مشکوۃ مین ثوبان سے اور نسبت کیا ہے اوسکو طرف دارمی کے اور ثوبان روایت کرتے
ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قال ان ہذا السہر جہد و ثقل فاذا اوتر احدکم فلیرکع رکعتین فان قام من اللیل والا کانتا لہ فرمایا تحقیق
یہ بیداری رات کی مشکل اور بہاری ہے پس جب وتر پڑہے ایک تمہارا یعنی پہلے سونے کے پس چاہیے کہ پڑہے دو رکعتین پس اگر
اوٹہا اسکو نماز تہجد کے لیے تو بہتر ہے اور اگر نہ اوٹہا تو ہونگے یہ دو رکعتین کافی اوسکے لیے یعنے نماز تہجد سے اسے اوسکے لیے
ثواب نماز تہجد کا حاصل ہو جاویگا کہا شیخ نجم الدین نے مین کہتا ہون تعجب ہے شیخ سے کیسی حجت پکڑتے ہین شیخ نے اس حدیث
سے اوپر بعدیت ان دونون رکعتون کے وتر سے باوجودیکہ شیخ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ حدیث نہین منافی ہے اس حدیث کے
اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترا کیونکہ اوتر کے معنی اراد ان یوتر کے ہین یعنے جبکہ ارادہ کرے وتر پڑہنے کا پس چاہیے کہ پڑہے
دو رکعتین پہر وتر پڑہے اور تاویل جائز ہوتی دو رکعتون کے بعد وتر کی بغیر صحیح ہے اسلیے کہ نہین متعارف ہے ورود امر کا ام اسطلے

رات کے قیام کو اور وضو کے لیے پانی تیار رکھتا ہوں پس کیا حال ہے کہ میں نہیں اوٹھتا فرمایا کہ تیرے گناہ تجکو رات کے قیام سے روکتے
ہیں اور سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پانچ مہینے رات کے قیام سے میں محروم رہا ایک گناہ کے وبال کے سبب سے کہ مجھسے صادر ہوا
تھا لوگوں نے کہا کہ وہ کیا گناہ تھا کہا ایک آدمی کو بہت روتے ہوئے دیکھا تھا پس میرے دل میں یہ آیا کہ یہ مرائی ہے آدمیوں کے
دکھانے کے لیے روتا ہے اور ابو سلیمان درانی سے لکھا ہے کہ جماعت کی نماز نہیں فوت ہوتی ہے مگر بسبب گناہ کے اور یا سلیے ہے کہ بھلائی بھلائی کی
کی طرف بلاتی ہے اور برائی برائی کی طرف بلاتی ہے اور قلیل ہر واحد سے کھینچتی ہے کثیر کی طرف پس جیسیکہ نماز باز رکھتی ہے فحشا سے
اسیطرح فحشا بھی نماز سے باز رکھتا ہے بلکہ یہ بہت ہی اور یہ چاروں امور اسباب ظاہرہ سے ہیں اور باطنی امور جو پانچ ہیں پس بیان کیے
مصنف نے ساتھ اس قول اپنی کے پس کہا ولیفرغ القلب عن ہموم الدنیا اور پانچوین یہ کہ فارغ رکھے اپنے دلکو غموں دنیا اور کاموں اوسکے
سے پس جو کہ مستغرق ہو دنیا کی امور کی تدبیر میں اوسکو عقبی کی امور میں قیام میسر نہیں ہوتا اور جو بعض اوقات کچھہ قیام میسر بھی ہوا تو
نماز میں تفکر نہیں کرتا بلکہ تفکر کرتا ہے متفرق مہمات اپنی میں اسیلیے کہا گیا ہے کہ تو جب سونے سے بیدار ہوا تب بھی سوتا ہی ہے بخلاف
عالم کے کہ نیند اوسکی عبادت ہے اور یقظہ یعنی جاگنا اوسکا زیادہ مفید ہے اسیطرح ظالم کی نیند عبادت ہی لکھا ہے کل مالک فیہ
حظ قبل الموت فہو دنیاک الا اعلم ذا المعرفۃ والحرکۃ قدر الاحتیاج وما یبقی لک بعد الموت فہو الاخرۃ ویلازم الخوف منہ تعالی والہم بعقابہ
جسنے یہ کہ لازم پکڑے خوف کو یعنی قسموں حساب دس سبحانہ تعالی کے سے اور سختی اوسکی عذاب کی ہے کہ جو بڑا سخت اور دشوار ہے کیونکہ تفکر
احوال آخرت اور شدائد دوزخ کا نیند کو اوڑاتا ہے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم کی آواز کہ خوف الہی سے بلند نکلتی تھی ایک میل کی مسافت
سے سنی جاتی تھی اور داود علیہ السلام چالیس دن تک خوف الہی سے سجدہ میں روتے رہے کہ اشک مبارک اونکی سے گھاس سبز
ہو گئی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک پرندا سے کہا کاشکے میں بھی تیرے مثل ہوتا ای پرندے اور نہ پیدا کیا جاتا میں بشر
اور ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاشکے میں ہو جاؤں درخت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا دوست رکھتے ہیں یہ کہ ہو جاؤں
نسیا منسیا ولیقصر الامل ساتوین یہ کہ کوتاہ کرے امید کو اور ہر رات کو اخیر رات عمر کی تصور کرے اور منتظر رہے اجل کا اس صورت میں
بالضرور آخرت کے امور پر توجہ حاصل ہوگی اور دنیا کے امور سے اعراض کریگا اور تمام مخلوق جو دنیا کے عیش و آرام میں مبتلا ہی اور
حق تعالی سے منہ پھیر رکھا ہے یہ سب خرابی طول امل کی ہے ویذکر ما ورد فی فضلہ وما وعد علیہ آٹھوین یہ کہ یاد کرے وہ جو آئی ہیں آیات
اور احادیث رات کے قیام کی فضیلت میں اور جو کچھہ کہ وعدہ کیا گیا ہے ثواب اور جزا اور حور و قصور وغیرہ کا جنتوں کی نعمتوں
سے پس مضبوط ہوگی رجا اور زیادہ ہوگا شوق اونکے ملنے کا مروی ہے کہ بعض صالحین جہاد سے لوٹی اور اونکی بی بی اونکے انکی
منتظر تھی پس داخل ہوئی مسجد میں اور فجر تک نماز پڑھتے رہے پس کہا اونکی بی بی نے کہ تو آیا فجر تک نماز پڑھتا رہا اور میں مدت
دراز سے تیرا انتظار کرتی تھی پس کہا واللہ میں جنت کی حور میں متفکر تھا پس بھول گیا میں زوجہ اور مکان کو اور اس باب میں فقط یہی
ایک آیت کفایت کرتی ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے تتجافی جنوبہم عن المضاجع یدعون ربہم خوفا وطمعا ومما رزقناہم ینفقون فلا تعلم نفس ما اخفی
لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون والاصل محبتہ تعالی والاستحکام الایمان لیکون متعبدا بہ نوین یہ کہ اصل اس باب میں محبت

اللہ تعالی کی ہے اور مضبوطی ایمان کی تاکہ ہو وے لذت پکڑنے والا اور غذا حاصل کرنیوالا بسبب اس قیام کے اسلیے کہ جو کہ خدا کو دوست
رکہتا ہے تو اوسکے خلوت کو بہی دوست رکہیگا اور لذت پکڑیگا ساتھ مجاورت اوسکے کے اور یہ لذت پکڑنا ساتھ حبیب کے ہمیشہ
کے قیام پر باعث ہوگا کیونکہ محب محبوب کے مناجات کے شوق میں نہیں سوتا اور اپنی ذات پر راحت اور منام کو حرام جانتا ہے اسیواسطے
کہا ہے کل نوم علی المحب حرام عجبا للمحب کیف ینام، ایضا شب خواب چہ و سکون کدامست خواہ خواب لباشقان حرام است و تمہ
ملا علی قاری مین ہے کہ جو شخص یقین رکہتا ہے نزول رحمت اور حصول مغفرت کا وقت سحر وغیرہ مین تو یہ فوت ہوگا اوس سے قیام تو یہ
نے حضرت سے تحقیق روایت کی ہے نسائی نے حمید بن عبد الرحمن سے ان رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قلت وانا فی سفر مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم واللہ لارقبن رسول اللہ فنام بعد العشاء زمانا ثم استیقظ فنظر فی الافق فقال ربنا ما خلقت ہذا باطلا حتی بلغ انک لا تخلف المیعاد،
فی روایۃ الی آخر السورۃ ثم اشل من فراشہ سواکا وتوضا و صلی حتی قلت قد صلی مثل ما نام الحدیث و فی روایۃ اخذ سواکہ من موخر الرحل
کہا مو خبر تحقیق ایک شخص نے اصحاب آنحضرت علیہ السلام کی سی کہا مین نے یعنے اپنے دل مین بعض بار دن اپنے سے اس حال مین کہ
تہا مین سفر مین ساتہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے خدا کے البتہ دیکہونگا اور نگاہ رکہونگا مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کو پس سو رہے آنحضرت علیہ السلام بعد نماز عشاء کے زمانہ دراز پہر جاگے پس نگاہ کی آسمان مین پہر پڑہی یہ آیت اے رب ہمارے نہ
پیدا کیا تو نے یہ یعنے آسمان یا آسمان و زمین دونون بیفایدہ یہانتک کہ پہونچے آخر آیت تک کہ وہ یہ ہے تحقیق تو نہین خلاف کرتا وعدہ
اپنا اور ایک روایت مین آخر سورۃ تک آیا ہے پہر نکالے بچہونے اپنے سے مسواک اور وضو کیا اور نماز پڑہی یہانتک کہ کہا مین نے
یعنے اپنے گمان مین تحقیق نماز پڑہی موافق اندازہ اوس چیز کے کہ سوئے اور ایک روایت مین ہے اخذ سواکہ من موخر الرحل اور یہ حدیث
اسمین کہ تہی آپ سفر مین ویراعی فواضل اللیالی اور رعایت کرے بزرگ راتون کی اور اونکے قیام مین اہتمام کرے اور ایسے غافل
نہ ہے کہ مواسم خیرات اور محل تجارت ہین اور وہ برس مین چند رہین چند تو رمضان مین اور باقی اور مہینون مین کالا وتار من العشر الاواخر
من رمضان مانند طاق راتون کے اخیر کے دس راتون رمضان سے کیونکہ انمین لیلۃ القدر طلب کیجاتی ہے جیسا کہ روایت کی ہے
بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحروا لیلۃ القدر فی الوتر من العشر
الاواخر من رمضان کہا عائشہ صدیقہ رض نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاش کرو شب قدر کو بیچ طاق راتون
اخیر عشرہ رمضان کی یعنے اکیسوین[۲۱] اور تیئیسوین[۲۳] اور پچیسوین[۲۵] اور ستائیسوین[۲۷] اور انتیسوین[۲۹] شب کی رمضان سے اور اعتبار
مین جو مذکور ہے کہ طاق راتین رمضان کے چہہ ہین پس نہین مخفی ہے جو کچہہ کہ اسمین ہے مخفی نہ ہے شاید کہ ایام کے نزدیک
چہہ راتین ستر مین ملا کر ہون تو کچہہ عجب نہین اور لیلۃ القدر کے تعین مین بہت اختلاف ہے یہانتک کہ اسمین چالیس قول
سے زیادہ ہوگئے ہین اور ہر ایک قول حدیث سے مستفاد ہی مگر اکثر محدثین اسپر دلالت کرتے ہین کہ وہ رمضان مین ہے
خاصکر اخیر کے عشرہ کے طاق راتون مین خصوصا ستائیسوین[۲۷] تاریخ مین اور یہ قول کہ وہ تمام برس مین دائر ہے اور پہرتی
پہرتی رہتی ہے کہا ابن حجر نے فتح الباری مین کہ یہ قول حنفیہ سے مشہور ہے اور ذکر کیا ہے قاضی خان اور ابو بکر رازی نے جو علما حنفیہ

ہین حکایت کیا ہی اسکو اور کہا اونہون نے کہ یہ حضرت ابن مسعود اور ابن عباس اور عکرمہ وغیرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہی
انتہی اور شیخ ابن الہمام نے کہا ہی کہ تحقیق ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ لیلۃ القدر رمضان مین ہے لیکن نہین معلوم کہ وہ
کون سی رات رمضان کی ہی پس کبھی تو پہلے ہوتی ہے اور کبھی پیچھے اور اسیطرح صاحبین سے مروی ہی لیکن انکی نزدیک متعین ہے
نہ آگے ہوتی ہی اور نہ پیچھے اور محقق قوم کے نزدیک یہ ہی کہ اوسکی ادراک کے لیے یہ شرط نہین ہی کہ درختون کا سجدہ مشاہدہ کرے اور
کہاری پانیون کی شیرینی دیکھے اور روشن ہونا نور کا اندہیری جگہون مین معلوم ہو اور سننا کلام اور خطاب کا ملائکہ سے
دریافت کرے اگرچہ بہت اخبار بیچ واقع ہونے ان اشیا کی اوس رات مین آئی ہین اور کہا ہے اونہون نے کہ احسن علامات یہ ہے
کہ حاصل ہو اوسمین توفیق ذکر اور عبادت اور مناجات کی اور خشوع و خضوع اور ذوق اور حضور اور اخلاص اور کہا شیخ عبد الحق
دہلوی رح نے کہ لیلۃ القدر کے زندہ رکہنے کی ترغیب مین بہت حدیثین وارد ہین اور مختار یہ ہی کہ معتبر اکثر رات کا زندہ رکہنا ہی اور
تمام رات کا عبادت کرنا اور ذکر و اذکار مین مشغول ہونا بہتون کو بیماری اور ملال کی طرف کہینچتا ہے اور فرائض اور سنت موکدہ
مین خلل انداز ہی اور اکثر رات کا زندہ رکہنا ان امور کی طرف منجر نہین پس یہی افضل اور اکمل ہے اور نہین تو جسقدر زندہ رکہیگا
مقصود حاصل ہوگا ولیس للانسان الا ما سعی وکان سعیہ مشکورا انتہی کذا فی نجم العلم شرح عین العلم والسابعۃ عشر منہ اور سترہوین
رات رمضان کی کہا عینی نے کہی ابن الزبیر طرف اسکی کہ وہی لیلۃ القدر ہی اور وہ وہ رات ہے کہ صبح اوسکے وہ دن ہی
کہ جسکے شام مین واقع ہوا یوم الفرقان یوم التقی الجمعان اور وہ بدر کا دن واقع ہے اور جامع الاصول مین ہی کہ فرمایا تہا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کو تلاش کرو سترہوین رات مین نکالا ہے اس حدیث کو ابو داود نے اور
وہ مروی ہے ابن مسعود رض سے حکایت کیا ہے اسکو ابن ابی عاصم نے زید بن ارقم رض سے والاولی من المحرم اور پہلی رات محرم
سے کیونکہ یہ بزرگ مہینہ ہے والعاشرۃ منہ اور دسوین رات محرم سے کہ شب عاشورہ ہے عینی نے لغاس سے نقل کی ہے کہ جس نے
روزہ رکہا دسوین دن تو گویا کہ روزہ رکہا تمام زمانہ بہر اور جسنے قیام کیا دسوین رات مین تو گویا کہ قیام کیا تمام زمانہ بہر کی راتون کو اور جو کچھ کہ
عاشورہ کی رات کی نماز اور عاشورے کے دن کی نماز مین روایت کیا گیا ہی صحت کو نہین پونہچا انتہی من نجم العلم والاولی من رجب اور پہلی رات
ماہ رجب کے کہ اوسکی شان مین شہر اللہ واقع ہوا ہی ملا علی قاری نے کہا ہی کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام جبکہ رجب کا چاند دیکہتے
تہی تو فرماتے اللہم بارک لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان اور مجکو پونہچا ہے کہ یہ مہینہ مغفرت کا ہی اور کہا جاتا ہی اوسمین مقرر استغفر اللہ ذو الجلال
والاکرام من جمیع الذنوب والآثام پہر دیکہا مین نے متوفی کو کہ کہا تحقیق افادہ کیا ہی صاحب ترغیب الطالب نے اشراف المطالب مین
کہ تحقیق اوسنے دیکہا ہی لکہا ہوا ساتہ خط حافظ شیخ کمال الدین دمیری کی ابن عباس سے مرفوعا کہ جسنے کہا ماہ رجب اور شعبان مین استغفر اللہ
العظیم الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ توبۃ عبد ظالم لا یملک لنفسہ موتا ولا حیوۃ ولا نشورا سات مرتبہ تو وحی بہیجتا ہے اللہ تعالے
اون دونون فرشتون پر کہ نظر پیچ کر چاک کر ڈالین صحیفہ اوسکے گناہون کو اور کافی ہے ہمکو اسکی ثبوت مین اہتمام حافظ دمیری کا ساتہ
نقل کرنے اوسکے کے اپنی خط سے درحالیکہ ساکت ہون کہا اوسپر اور جو موضوع ہوتی یہ حدیث تو بیشک بیان کر دیتا اوسکو کیونکہ وہ اس فن کا

امام ہی اور کمتر مرتبہ یہ ہی کہ ضعیف ہو اور ضعیف حدیث پر فضائل اعمال مین اتفاقاً عمل کیا جاتا ہے انتہی والخامسة عشر اور پندرہوین رات
رجب کے کہ اوسکے دن کو یوم الاستفتاح کہتے ہین والسابعة والعشرین ستائیسوین رات رجب کی نجم العلم مین ہو کہ یہ معراج کی
رات ہو احیاء العلوم مین کہا ہی کہ اسمین ایک نماز ماثورہ ہو اور فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ اس رات مین عمل کرنے والے کے لیے سو برس
کی نیکیان ہین جسنے پڑہی اسمین بارہ رکعتین اور پڑہی ہر رکعت مین سورہ فاتحہ اور سورت اور تشہد پڑہے ہر دو رکعت مین اور سلام پہیرے
سب کے اخیر مین پہر کہا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر سو مرتبہ اور استغفار کیا سو مرتبہ اور درود بہیجے آنحضرت علیہ الصلوۃ
والسلام پر سو مرتبہ اور دعا کرے اپنے نفس کے لیے جو کچہ کہ چاہے آخرت یا دنیا کی اور صبح کرے درحالیکہ روزہ رکہنے والا ہو پس قبول
فرماتا ہی اللہ تعالی کل دعا اوسکی مگر یہ کہ دعا کرے ساتہہ گناہ کے انتہی شارح نجم الدین نے کہا کہ اس روایت کے صحت مین کلام ہے
اسلیے کہ علما نے نہین اعتماد کیا ہی اوپر حدیثون قوۃ القلوب اور احیاء العلوم کے بلکہ کہا ہی کہ اکثر حدیثین ان دونون کتابون کی
بے اصل ہین جیسا کہ نقل کیا ہی سیوطی نے شیخ ولی الدین عراقی سے اور نقل کیا ہی قسطلانی شارح بخاری نے فتح الباری سے بیچ دفع ہونا
اعتراض عینی کے کہ بزرگ قدر غزالی کی منافی ہے کہ غیر صحیح روایتین نقل کرے یعنے جو کہ غزالی نقل کرینگے ضرور ہی کہ صحیح ہوگا اور غیر صحیح
نقل کرنا اونکی جلالت قدر کی منافی ہے پس کہا صاحب فتح الباری نے ہان یہ ہو سکتا ہی اور منافی نہین ہی واسطے جواز اسبات کے کہ اونہون
بعض کتابون پر حسن ظن کرکے اوسکی روایتین نقل کی ہون اور واقع مین وہ منقول ثابت نہون جیسا کہ واقع ہوا ہی الف احیاء مین تیچ
نقل کرنیکے قوۃ القلوب سے چنانچہ متنبہ ہوی ہین اسپر بہت حفاظ حدیث کے اور خود اونہون نے بہی اسکا اقرار کیا ہی انتہی اور تحقیق
تصریح کی ہی علما نے کہ حدیثین کشف علوم الآخرۃ کے جو غزالی کی تصنیف ہی اسی قسم کی ہین لیکن عمل کرنیوالی کو چاہیے کہ فضائل اعمال
مین ضعیف حدیثون پر بہی عمل کرے اسمین کچہہ باک نہین ہی کیونکہ ضعیف حدیث پر بہی فضائل اعمال مین عمل کیا جاتا ہی جیسا کہ تصریح
کی ہی ساتہہ اسکی نووی وغیرہ نے انتہی ما فی نجم العلم اور ملا علی قاری نے بعد نقل کرنے اوس حدیث احیاء العلوم کی جو ابہی گذری
لکہا ہی کہ کہا عراقی نے ذکر کیا ہی اس حدیث کو ابو موسی نے کتاب فضل اللیالی والایام مین کہ تحقیق ابو محمد خبازی نے روایت کیا ہی اسکو
طریق حاکم ابو عبد اللہ سے اور اونے روایت کیا محمد بن فضیل سے اونے ابان سے اونے انس سے مرفوعاً اور محمد بن فضیل اور ابان تمام
ضعیف ہین اور حدیث منکر ہی اور اسی قسم کی ہی یہ حدیث ابو ہریرہ کی کہ جسنے روزہ رکہا ستائیسوین دن ماہ رجب کے تو لکہتا ہی اللہ تعالی
اوسکے لیے ساٹہہ برس کی روزی اور وہ وہ دن ہی کہ اوترے ہین اوسمین جبریل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر روایت کیا ہی اسکو
ابو موسی مدنی نے روایت شہر بن حوشب سے انتہی اور ینبوع الحکم مین بعد نقل کرنے اس حدیث ابو ہریرہ کی کہا ہی کہ خبر دی ہمکو بیہقی
اللہ نے ساتہہ اسناد اپنی کے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ تہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جبکہ ہوتا تہا ستائیسوین دن رجب
صبح کرتے تہے درحالیکہ اعتکاف کرنے والے ہوتے تہے اور نماز پڑہتے تہی ظہر کے وقت تک پس جبکہ پڑہ چکتے نماز ظہر کی تو نفل پڑہتے
تہے آہستگی اور وقار کے ساتہہ پہر پڑہتے چار رکعتین ہر رکعت مین فاتحہ ایک مرتبہ اور معوذتین ایک مرتبہ اور انا انزلنا تین مرتبہ اور
قل ہو اللہ احد پچاس مرتبہ پہر پڑہتے [illegible] ۔ اور [illegible] رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس

دن مین انتہی والنجاستہ عشر من شعبان اور پندرہوین رات شعبان کی کہ جسکو لیلۃ البرات کہتے ہین اور اوسکی فضیلت مین بہت حدیثین
وارد ہین اونہین مین سے وہ حدیث ہی کہ روایت کی ہی ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جسوقت کہ ہو رات اوہواڑ شعبان کی پس پڑہو نماز اوس رات مین اور روزہ رکھو دن اوسکے یعنی پندرہوین کا اسواسطے کہ
اللہ تعالی نزول فرماتا ہی یعنے متوجہ ہوتا ہے ساتہ رحمت عام کے اوس رات مین وقت چہپنے آفتاب کے طرف آسمان نیچے کے پس فرماتا
ہی خبردار ہو کوئی بخشش مانگنے والا ہے بخششون مین اوسکو خبردار ہو کوئی رزق مانگنے والا ہے پس رزق دیتین اوسکو خبردار ہو کوئی گرفتار
بلا ہی پس عافیت دیوین اوسکو آگاہ ہو کوئی ایسا اور ایسا فرمایا کرتا ہی اسکو اللہ تعالی یہانتک کہ نمودار ہو آفتاب اور جو نماز کہ اس رات مین
مشہور ہے سو عنقریب انشاء اللہ تعالی کماحقہ اوسکی حقیقت ظاہر ہو جاویگی اور ملا علی قاری نے اسی حدیث کی شرح مین کہا ہی کہ مروی ہے اکثر
سلف مثل عمر بن الخطاب اور ابن مسعود وغیرہما رضی اللہ عنہم سے کہ دعا کرتے تہے ساتہ اس دعا کے اللہم ان کنت کتبتنا اشقیاء فامحہ واکتبنا
سعداء وان کنت کتبتنا سعداء فاثبتنا فانک تمحو ما تشاء وتثبت وعندک ام الکتاب اور اس دعا کا شعبان کی پندرہوین رات مین پڑہنا
بہی حدیث سے منقول ہی لیکن وہ حدیث قوی نہین ہی کذا فی تفسیر سید معین الدین الصفوی انتہی نجم العلوم ولیلۃ عرفۃ اور عرفہ کی
رات ملا علی قاری نے کہا کہ ہمین نے اسکی اصل نہین پائی یعنے خاص اس رات کی فضیلت مین کوئی حدیث نہین وارد ہوئی انتہی اور نجم العلوم
مین ہی کہ روایت کی ہی صاحب مشکوۃ نے ترمذی اور ابن ماجہ سے نہین ہے کوئی دنون مین سے کہ زیادہ محبوب ہو طرف اللہ تعالی
کی یہ کہ عبادت کی جاوی اوسکے لئے اونہین دس دنون ذی الحجہ سے برابر ہوتا ہے روزہ ہر روز کا اونہین سے ساتہ روزہ ایک برس
دن کے اور شب بیداری ہر رات کی اونہین سے برابر ہوتی ہے شب قدر کی شب بیداری کی اور ترمذی نے کہا ہی کہ اسناد اسکی ضعیف
ملا علی قاری نے کہا ہی کہ مختار یہ ہی کہ یہ دن یعنے ذی الحجہ کا عشرہ افضل ہی بسبب یوم عرفہ کے اور دس راتین رمضان کی افضل ہین
بسبب لیلۃ القدر کی کیونکہ عرفہ کا دن تمام سال کے دنون سے افضل ہے اور لیلۃ القدر تمام سال کی راتون سے بہتر ہے انتہی اور مصنف
نے ذی الحجہ کی دس راتون کو افضل راتون مین نہین ذکر کیا شاید کہ وجہ اسکی حدیث کا ضعیف ہونا ہو انتہی ما فی نجم العلوم اور شرح فارسی
مین ہی کہ عرفہ کو عرفہ اسواسطے کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے ذی الحجہ کی آٹھوین رات مین کہ شب ترویہ
ہے خواب دیکہا کہ کوئی کہتا ہے ان اللہ یامرک بذبح ابنک ہذا یعنی اللہ تعالی تجکو حکم کرتا ہے ساتہ ذبح کرنے تیری بیٹے کے جو یہ ہے یعنی
حضرت اسمعیل یا حضرت اسحاق علی اختلاف الروایتین پس جبکہ صبح ہوئی آپ متفکر ہوئے کہ آیا یہ حکم اللہ تعالے کی جانب سے ہی
یا خطرہ ہی پہر نوین رات کو بہی یہی خواب دیکہا پس آپنی پہچان لیا کہ بیشک وہ حکم اللہ پاک کی طرف سے ہے سو شک کے سبب سے
آٹھوین تاریخ کو یوم ترویہ کہتے ہین اور بسبب عرفان اور شناخت حکم باری تعالی کے نوین دن کو عرفہ کہتے ہین انتہی اور دوسری وجہ یہ ہے
کہ آٹھوین تاریخ اونٹون کو خوب پانی پلا کر سیراب کر لیتے ہین تاکہ پہر کئی روز ارکان حج ادا کرنے مین اگر پانی نہ ملے تو ہلاک نہون
اور عرفہ کو عرفہ اسواسطے کہتے ہین کہ وہان پر آدم اور حوا علیہما السلام نے ایک دوسرے کو پہچانا ہے اور مزدلفہ کو مزدلفہ اسواسطے
کہتے ہین کہ وہان پر وہ دونون ملے اور جمع ہوئے ہین بعد گرائے جانے کے جنت سے والعیدین اور عید الفطر اور عید الضحی کی راتین

ابن ماجہ نے ابی امامہ سے ساتھ سند ضعیف کی روایت کی ہے جس شخص نے زندہ رکھا دونوں راتوں عید کو تو نہیں مریگا دل اوسکا جس دن
کہ مرینگے دل انتہی والایام معطوف ہے لیالی پر یعنے بیان کی فضل الایام اور رعایت کرے بزرگی دنون کے ساتھ ذکر اور عبادت کے کہ بیان
عید الفطر اور عید الضحیٰ کے والتشریق اور مانند دنون تشریق کے کہ تین دن ہین بعد یوم النحر کی بسبب فرمانے اللہ تعالیٰ کی کہ اذکروا اللہ فی ایام
علماء نے تفسیر کی ہے انکے ساتھ ایام تشریق کی اور ان دنون کو ایام تشریق اسواسطے کہتے ہین کہ تشریق کے معنے لغت مین دھوپ مین ڈالنے
اور قربان کرنے کے ہین اور لوگ ان دنون مین گوشت بہتے ہین اور آفتاب مین خشک کرتے ہین اسواسطے ان دنونکو ایام تشریق کہتے
انتہی من شرح القاری وما یجی انشاء اللہ تعالیٰ اور مانند اون دنون کے کہ آویگا ذکر اونکا اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے بیچ باب الی
الصوم ہے ولا فضل یوم الجمعۃ ولیلتہ اور بہترین دنون کا دن جمعہ اور شب اوسکی ہے اور یہ سید الایام ہے فرشتون کے نزدیک جیسا کہ
کہ وہ دن زیادتی کا ہے آخرت مین واسطے زیادہ حاصل ہونے لقاء اللہ کے اوسمین اہل خواہش کے لیے اور روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ
سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر دن کا کہ نکلا اوسمین آفتاب دن جمعہ کا ہے اوسمین پیدا کیے گئے آدم علیہ السلام یعنی تمام
پیدایش اونکی اور اوسمین داخل کیے گئے بہشت مین اور اسمین نکالے گئے بہشت سے اور نہین قائم ہوگی قیامت مگر دن جمعہ کے اور مروی ہے
کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر جمعے مین چھ لاکھ گردنین آزاد ہوتی ہین آگ سے روایت کیا ہے اسکو ابن عدی اور ابن حبان نے ضعیف مین
اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وارد ہوا ہے کہ جو کوئی مرے دن جمعہ کے یا شب جمعہ مین لکھا جاویگا واسطے اوسکے اجر
شہید کا اور بچایا جائیگا وہ عذاب قبر سے سوال قبر اور عذاب اوسکے سے روایت کیا ہے اسکو ابو نعیم نے حلیہ مین حدیث جابر سے اور ترمذی
اسکے مانند حدیث عبد اللہ بن عمر سے اور حکیم نے نوادر الاصول مین اور نقل کی ہے ملا علی قاری نے ایک حدیث سیوطی سے کہ دلالت کرتی ہے بزرگی
رات کی فضیلت پر اور اخراج کیا ہے اوسکو طریق ابن جریج سے اوسنے عطا سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کوئی مسلمان مرد یا
عورت کہ مرے شب جمعہ کی مین مگر بچایا جاویگا عذاب قبر اور فتنہ قبر سے اور ملاقات کریگا اللہ تعالیٰ سے اوس حال مین کہ ہوگا اوسپر حساب
اور آویگا دن قیامت کے اور ساتھ اوسکے ہونگے شہود کہ گواہی دینگے اوسکے لیے اور مروی ہے حضرت عائشہ سے مرفوعا کہ جبکہ سالم رہا
دن جمعہ کا یعنے گناہ سے تو سالم رہتے ہین تمام دن اور جبکہ سالم رہا مہینہ رمضان کا تو سالم رہتا ہے تمام سال روایت کیا ہے اسکو عقیلی
نے ضعفا مین اور ابو نعیم نے اور وہ ضعیف ہے مختصر طیبی مین کہا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ افضل تمام دنون کا کونسا دن ہے تو اسکے جواب مین بعضون
نے عرفے کا دن کہا ہے اور بعضون نے جمعہ کا روز لیکن یہ جب ہے کہ مطلق کہا جاوے اور جو ہر برس روز کے دنون مین افضل دن پوچھا
تو وہ عرفے کا دن ہے اور ہفتے کے دنون مین افضل جمعہ کا روز ہے انتہی کذا فی شرح علی القاری و مجمع العلم اور شرح فارسی مین ہے کہ فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک فضل اور بخشش ہے سوا ان دن کے رزق کے کہ نہین محروم کرتا اوس بخشش سے
مگر اوس شخص کو کہ سوال کرے اوسکو اللہ تعالیٰ سے پنجشنبہ کے اخیر دن یعنی جمعے کے دن مین انتہی اب یہان سے مصنف نے آداب جمعہ
بیان شروع کیا پس کہا فلا یعطل عصر الخمیس یعنے جبکہ شب جمعہ بھی بزرگ ہے پس معطل اور بیکار نہ چھوڑے پنجشنبہ کے عصر کو وقت کو یعنی
بعد نماز عصر کے تسبیح اور استغفار مین مشغول ہووے فہو متبرک اسلیے کہ یہ وقت متبرک ہے بسبب نزدیک ہونے اوسکی کے شب جمعہ سے

کہا حیاء مین کہا ہے کہ وہ ایک ساعت ہی کہ مقابلہ کی گئی ہے اوس ساعت مبہمہ کے ساتھ جو جمعہ مین ہے اور روایت کی ہے ابن ماجہ نے
ابو ہریرہ رضہ سے اور طبرانی نے اوسط مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً اللہم بارک لامتی فی بکورہا یوم الخمیس اور ایک روایت مین ہے
کہ فرمایا حضرت نے اغدوا فی طلب العلم فانی سالت ربی ان یبارک لامتی فی بکورہا یوم الخمیس اور وہ جو مشہور ہے اسمین اللہم بارک
لامتی فی سبتہا و خمیسہا پس یہ الفاظ باطل ہے کچھ اصل اسکی نہین ہے انتہی من شرح علی القاری و نجم العلم و لیستعد لصلوۃ
الجمعۃ بغسل الثیاب اور مستعد اور آمادہ ہو جاوی واسطے نماز جمعہ کے ساتھ دہونے کپڑون کے پہلے وقت سے اگر دوسرے کپڑے
نہون یا پنجشنبے کے دن سے اور یہ اولی ہے تاکہ قادر ہو تکمیر بر و الاغتسال اور مستعد ہو جاوے ساتھ غسل کرنے کے کہ وہ سنت مؤکدہ
ہے اور صحیح تر ہمارے نزدیک یہ ہے کہ وہ نماز سنت ہے حتی کہ اگر غسل کیا قبل صبح کے اور نماز پڑہے جمعہ کی اوسے غسل کے ساتھ تو ادا کیا
سنت کو اور جو غسل کیا پھر بے وضو ہوا اور نماز پڑہی جمعہ کی دوسرے وضو سے تو نہین ادا کیا سنت کو اور شاہد اسکا یہ حدیث ابن
عمر رضہ کی ہے جو روایت کی ہے بیہقی اور ابن حبان نے کہ جو شخص کہ حاضر ہو جمعہ مین مردون اور عورتون سے پس چاہیے کہ غسل کرے اور بعضے
وجوب کے قائل ہین اور وہ ظاہر ہے اس حدیث سے کہ غسل جمعہ واجب ہے ہر بالغ پر روایت کیا ہے اسکو بخاری اور مسلم نے ابو سعید رضہ
سے اور مروی ہے نافع سے وہ روایت کرتے ہین ابن عمر رضہ سے جو شخص کہ آوی جمعہ کو پس چاہیے کہ غسل کرے روایت کیا ہے اسکو بخاری
اور مسلم اور ابن حبان نے اور کہا حضرت عمر رضہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جبکہ داخل ہوئے مسجد مین اور وہ خطبہ پڑہ رہے تھے
کیا اسوقت آئے تم اوس حال مین کہ سزا جاننے والے تہے اونسے ترک بکور کو کہا نہین زیادہ کیا مین نے بعد اذان سننے کے اسپر کہ وضو
کیا مین نے اور نکلا مین کہا پس فقط وضو ہی کیا اور تحقیق جان چکے ہو تم کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حکم کیا کرتے تھے ساتھ غسل
کے روایت کیا ہے اسکو بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے اور ترک غسل کا جواز اوس حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو روایت کی ہے ابو داؤد اور
ترمذی نے اور حسن کہا ہے اور نسائی نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جسنے وضو کیا دن جمعہ کے پس بہت بہتر اور خوب ہے اور جسنے غسل کیا
پس غسل افضل ہے اور روایت کی ہے طبرانی نے ابن عباس سے کہ رسول علیہ السلام بسا اوقات غسل کرتے تھے دن جمعہ کے اور کبھی کبھی
ترک کرتے تھے اور وارد ہے حدیث مین رحم کرے اللہ تعالے اوسپر کہ نہلاوے دن جمعہ کے اور نہاوے
اور سویرے جاوی اور اول ہی خطبہ پاوی روایت کیا ہے اسکو اصحاب سنن نے اور حسن کہا ہے ترمذی اور ابن حبان نے اور حاکم
نے اور تصحیح کی ہے حدیث اوس بن اوس رضی اللہ تعالی عنہ سے انتہی من شرح علی القاری والتطیب اور ساتھ استعمال کرنے
خوشبو کی اور یہ ہمیشہ مستحب ہے لیکن خاصکر وقت حاضر ہونے نماز جمعہ کے زیادہ تاکید ہے ترمذی نے براء رضہ سے روایت کی ہے کہ حق
ہے مسلمانون پر کہ غسل کرین روز جمعہ کی اور چاہیے کہ ملے ایک تمہارا اپنی گہر کی خوشبو سے اور جو خوشبو نہ پاوی اوسکے لیے خوشبو ہے کہ
دفع کرتا ہے رایحہ کریہ گویا کہ کوئی ناخوش نہ ہووی اور غیبت مین نہ پڑی ملا علی قاری رح نے کہا ہے کہ استعمال کرے وہ خوشبو کہ اسکی مناسب ہے
کیونکہ روایت کی ہے ابو داؤد اور ترمذی نے اور حسن کہا ہے اور نسائی نے ابو ہریرہ کے حدیث سے کہ خوشبو مرد کی وہ ہے
کہ ظاہر ہو بو اوسکی اور پوشیدہ ہو رنگ اوسکا اور خوشبو عورت کی وہ ہے کہ ظاہر ہو رنگ اوسکا اور پوشیدہ ہو بو اوسکی اور

اور امام شافعی نے کہا ہے کہ جس شخص نے ستھرے رکھے کپڑے اپنے تو کم ہوتا ہے غم اوسکا اور جو شخص کہ پاک ہو بو اوسکی تو زیادہ
ہوتی ہے عقل اوسکی انتہی وتفریغ القلب عن الشواغل اور مستحب ہے ساتھ فارغ اور خالص کرنے دل کے شور وغل اور موانع سے جیسا کہ اشارہ
کرتا ہے طرف اوسکی یہ قول اللہ تعالی کا اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع اسی کے معنی میں ہے سب شاغل ابھا
ظاہری یا باطنی دو قسم چاہئیں یا تی اہل لو بسبب فارغ کرنے دل کے شواغل سے وارد ہوا ہے کہ آدمی مرد اپنی بی بی یا لونڈی کے پاس
جماع کرے اوسکے ساتھ تا کہ بالکل فراغت میسر ہو یہانتک کہ بعضوں نے جماع کو مستحبات میں سے شمار کیا ہے بسبب تخلیہ باطن اور
تسکین نفس کے برے خطروں سے اور بسبب منع ہونے وردانے نظر حرام کے ملا قاری رح نے کہا ہے کہ اسی پر محمول ہے روایت من غسل
کی جو تشدید کے ساتھ ہے یعنی برانگیختہ کیا اپنے اہل کو غسل پر اور امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا ہے جو شخص کہ غسل کرے غسل جنابت کا پس چاہیے
کہ ایک مرتبہ پانی اپنے بدن پر غسل جنابت کی نیت سے بہا دے اور دوسری مرتبہ جمعہ کے غسل کی نیت سے پانی بہا دے پھر اگر ایک ہی
غسل پر کفایت کی تو کافی ہے اسکو اور حاصل ہوگی اسکو فضیلت اگر دونوں کی نیت کی ہے اور داخل ہو جاویگا غسل جمعہ کے ورثہ غسل
جنابت میں انتہی لیکن مخفی تر ہے کہ یہ محمول ہے اسپر کہ غسل سنت ہے جمعہ کے دن کے لیے نہ واسطے نماز کے انتہی وتقلیم الاظفار اور تراشی
ناخنوں کی بیچ اول روز جمعہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جسنے کاٹے ناخن اپنے روز جمعہ کے نکالیگا اللہ تعالی اوس سے
بیماری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے ناخن اپنے اور کترواتے تھے لبیں اپنے دن
جمعہ کے پہلے تشریف لیجانے سے طرف نماز جمعہ کے روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں اور واسطے بیہقی کے ایک حدیث مرسل
بھی ہے ابو جعفر امام محمد باقر سے کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم محبوب جانتے تھے لینا ناخن اپنے کا اور لبوں اپنے کا دن جمعہ
کے یا دن پنجشنبہ کی جبکہ ارادہ کرتے تھے سویرے جانیکا مسجد میں اور سوال کیے گئے امام احمد ناخن تراشنے سے کہا البتہ سنت ہے
جمعہ کے دن قبل زوال کے اور پنجشنبہ کے دن بھی مروی ہے اور نسبت اوسکے بھی مروی ہے کہ چاہیے جمعہ کے دن تراشے چاہیے
پنجشنبہ کے دن اور عسقلانی نے کہا ہے کہ معتمد اسمیں یہ ہے کہ مستحب ہے ناخن ترشوانا جبکہ حاجت ہو اوسکی اور روایت کی ہے
خطیب نے جامع میں ساتھ اسناد اپنی کے جائز ہے کہ ترشوانا ناخن اپنی اسلیے کہ شیطان جاری ہوتا ہے درمیان گوشت اور ناخن
کے اور ناخنوں کے نیچے کی جگہ پاک صاف رکھنے کا حکم ہے روایت کی طبرانی نے وابصہ رض سے اور روایت کی ہے ... سے کہا
کیا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر چیز کا یہانتک کہ سوال کیا میں نے اوس میل سے کہ ہوتا ہے ناخنوں میں پس فرمایا چھوڑ دے جو چیز کہ شک
میں ڈالے تجکو لیکن سند اسکی ضعیف ہے اور روایت کی ہے احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا درنگ ہوئی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آنے میں سو کسی نے پوچھا یا رسول اللہ البتہ درنگ کی آپ سے جبریل نے کہا میں نے دیر کری اور حال یہ کہ تم نہ تو مسواک
کرتے ہو اور نہ اپنے ناخن ترشواتے ہو اور نہ لبیں لیتے ہو اور نہ صاف کرتے ہو انگلیوں کے سروں کو کہ ناخن کے نیچے میل کچیل رہتا ہے
اور نہ دھوتے ہو انگلیوں کے جوڑوں کو اور مستحب طریقہ ناخن ترشوانے میں یہ ہے کہ جو ذکر کیا ہے نووی نے اور اختیار کیا ہے اسکو غزالی
نے احیا میں کہ شروع کرے ہاتھوں سے پہلے پاؤں کی پس شروع کرے سیدھے ہاتھ کی سبابہ سے پھر بیچ کی پھر بنصر پھر خنصر پھر ابہام سیدھے ہاتھ کی انگشت سے پھر لوٹے

بائین ہاتھ کی طرف لیس شروع کرے خنصر سے پہر بنصر سے اخیر تک پہر شروع کرے سیدہے پانون کے خنصر سے اور ختم کرے بائین پانون کی خنصر
پر اور غزالی نے دوسری جگہ کہا ہی کہ سنت تو ہر طرح سے حاصل ہو سکتی ہے لیکن اولی ساتھ طریق مذکور کے ہے اور کہا کہ مین نے نہین دیکہی کتابون
مین کوئی حدیث کہ روایت کی گئی ہو ناخن تراشنے کی ترتیب مین لیکن مین نے سنا ہے کہ مروی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپ نے
شروع کیا ہے ساتھ مسبحہ داہنے ہاتھ کے اور ختم کیا سیدہے انگوٹھے پر اور شروع کیا بائین مین چھنگلیا سے انگوٹھے تک اور تعقب کیا ہی غزالی
کا عراقی نے ساتھ اس قول اپنے کے کہ مین نے اسکی کچھہ اصل نہین پائی اور تحقیق انکار کیا ہے اوس عراقی کا ابو عبد اللہ مازری نے غزالی کے رد
کرنے مین اور تشنیع کی ہی ساتھ اس بات کے اوسپر لیکن ملا علی قاری نے کہا ہی کہ مین کہتا ہون کچھہ تشنیع نہین ہے اوسپر کیونکہ اوسنے بنا کی ہے اوس
امر پر کہ اوسکے نزدیک ثابت ہوا ہے باوجودیکہ اوسنے نفی کی ہے دیکہنے حدیث کی اسناد کی گئی ہو طرف اوسکے حاصل یہ کہ ناخن ترشوانا تنظیف
کی قسم سے ہے سو یہ اور لبین لوانا اور بغل کے بال لینا اور زیر ناف کے بال لینا غسل پر مقدم کرے و تیمم اور عمامہ باندھے کہ مستحب ہے طبرانی نے
ابی الدرداء سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالی اور فرشتے اوسکی رحمت بہیجتے ہین عمامہ والون پر جمعے کے دن اور ابن عدی نے ابن عمر سے مرفوعا
روایت کی ہی کہ نماز منفرد کے ساتھ عمامے کے برابر ہے پچیس نمازون کے اور نماز جمعہ کی ساتھ عمامے کی برابر ہوتی ہے ساتھ ستر جمعون کے
اور روایت کی ہے دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا کہ ایک نماز ساتھ عمامے کے برابر ہے دس ہزار نیکیون کے لیکن بعض حفاظ حدیث نے
اس حدیث کے ضعیف ہونے پر حکم کیا ہے بلکہ موضوع بہی کہا ہے لیکن یہ سیوطی کے جامع صغیر کی حدیث ہے اور اوسنے التزام کیا ہی کہ
موضوع حدیث اپنی کتاب مین نہ لاوے اور ابن عساکر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ایک نماز نفل یا فرض ساتھ عمامے کے برابر
ہوتی ہے ساتھ پچیس نماز کے جو بغیر عمامے کے ادا کی ہون اور ایک جمعہ ساتھ عمامے کے برابر ہوتا ہے ساتھ ستر جمعون کے کہ بغیر عمامے کے ادا کیے جاوین
اور تجہم العلم مین ملا علی قاری کی شرح مشکوۃ سے نقل کیا ہے کہ جزری نے تصحیح المصابیح مین کہا ہے کہ بیشک ڈہونڈا مین نے کتابون کو
اور تلاش کیا سیر اور تواریخ سے یہ امر کہ مین واقف ہوجاون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ مبارک کے اندازے پر کہ کسقدر تہا پس
واقف ہوا مین کچھہ یہانتک کہ خبر دی مجہکو ایک شخص نے کہ مین اوسپر اعتماد رکہتا ہون یہ کہ واقف ہوا ہے کسیقدر اندازے پر کلام نووی سے
کہ ذکر کیا ہے اوسنے کہ تہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک عمامہ کلان اور ایک عمامہ خرد سو خرد کا طول تو ساتھ ذراع کا تہا اور بڑا عمامہ
بارہ ذراع کا انتہی اور ظاہر کلام مدخل کا یہ ہے کہ عمامہ آپکا ساتھ ذراع کا تہا مطلقا بغیر تقیید چہوٹے بڑے کی کہ یہ درمیان عمامے ہے
اور اسمین تنبیہ ہی کہ جمیع افعال مین میانہ روی کی جاوے اور یہ بہی کہا ہے کہ تحقیق لازم ہے کہ یا عمامہ تو بیٹہکر پہنا کر اور ازار کہڑے ہو کر انتہی کلام
القاری اور اختلاف کیا ہی علما نے سیاہ عمامے مین طیبی نے اور طیبی نے کہا ہی کہ وہ سنت ہی اور کہا علی قاری نے کہ نقل کیا ہی سیوطی نے سیاہ عمامہ باندہنا صحابہ اور تابعین [illegible]
اور سعد اور ابو الدرداء اور براء اور عبد الرحمن بن عوف اور وائل اور سعید بن المسیب اور حسن بصری اور سعید بن جبیر اور غیر انکی انتہی نووی
نے کہا ہے وہ چیز کہ مواظبت کی ہی اوسپر آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام اور خلفاء راشدین نے سوا اسکے نہین کہ وہ سپید ہے پہر کہا کہ صحیح یہ
ہی کہ آپ سپید کپڑے پہنتے تہے نہ سیاہ مگر یہ کہ غالب ہوتا آپکے ظن مین مرتب ہونا اوسکے فائدے کا تو سیاہ لباس پہنتے جیسکہ [illegible] اور شب
کے واسطے اور احیاء مین کہا ہے کہ سیاہ کپڑے پہننا سنت نہین ہے اور نہ اوسمین کچھہ بزرگی ہے بلکہ مکروہ جانا ہے ایک جماعت نے اوسکی طرف

ادا کرنا اسلیے کہ یہ بدعت ہے کہ پیدا ہوئی ہے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہی اور کہا ملا علی قاری نے شرح میں کہ فتوی دیا ہے
ابن عبد السلام نے اسپر کہ ہمیشہ سیاہ کپڑے پہننا بدعت ہے اور پہلا اول جس امر کا ہے کہ نکالا ہے اوسکو بنی عباس نے اپنی
خلافت میں جمعہ اور عیدوں کے دنوں میں درحالیکہ خطبہ پڑھنے والے تھے ساتھ اسکی کہ وہ نشان کہ بنایا گیا تھا واسطے
اونکے ۔ ادا عباس کے لیے دن فتح مکہ اور حنین کے سیاہ تھا اور مذہب حنفیہ کا جو کہ کی مسائل شتی میں مذکور ہے یہ ہے
کہ سیاہ لباس پہننا مستحب ہے اسی پر دلالت کرتے ہیں جو شمنی انتہی ما فی نجم العلوم ولا یرکب اور نہ سوار ہو جامع مسجد کے جانے
لیے بلکہ پیادہ پا جاوے کہ ساتھ تواضع اور آداب کے نزدیک تر ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے فاسعوا الی ذکر اللہ اور حدیث
میں آیا ہے کہ ہوتا ہے واسطے اوسکی ساتھ ہر قدم کے اجر برس بھر کی عمل کا اجر روزوں اوسکے کا اور قیام اوسکے کا
اور اسلیے کہ اسمین مشقت اور تکلیف زیادہ ہے اور اجر بقدر مشقت کی ہوتا ہے ویبالغ فی التبکیر اور مبالغہ کرے بیچ اول
وقت جانیکے واسطے نماز جمعہ کی تبکیر ساتھ تقدیم باء موحدہ کی کاف پر اصل میں ابتدا کرنے کو کہتے ہیں اور کسی کیطرف
دوڑنا اول وقت میں کوئی وقت ہو خواہ فجر خواہ غیر اوسکا اسی کو تبکیر کہتے ہیں نجم العلوم میں ہے کہ تحقیق ... علیہ ... کہا ...
کہ تبکیر کے معنی شتابی اور تیزی کرنیکے ہیں جس وقت میں سبب فرمانے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لا تزال امتی
امت میری اوپر طریق میری کے جب تک کہ شتابی کرینگے مغرب کی نماز ادا کرنے میں انتہی اور یہ معنی قاموس میں بھی
ہیں اور مبالغہ تبکیر میں واسطے اختیار کرنے اعلی مرتبوں اوسکے کی ہے کیونکہ اسکی مرتبے متفاوت ہیں پس جو اول ہے
وہ افضل اور اکمل ہے جیسا کہ مروی ہے سعد بن سہل رضی اللہ تعالی عنہما سے قال ما کنا نقیل ولا نتغدی الا خوفا من
فوات التبکیر الیہا یعنے قیلولہ نہیں کرتے تھے ہم اور نہ صبح کا کھانا کہاتے تھے بسبب خوف فوت ہونے تبکیر جمعہ کے یعنی قبل
قیلولہ اور کھانیکی نماز کیطرف دوڑتے تھے اور بعض سلف سے منقول ہے کہ صبح کی نماز کے واسطے چراغ لیکر مسجد میں
جاتے تھے اور جمعے کی نماز جامع مسجد میں پڑھتے تھے اور فجر کے بعد تو راستہ بھرا ہوا ہوتا تھا اور میونمیں بہانتک کہ منقول ہے
کہ تبکیر ... کہا گیا ہے کہ اول بدعت جو پیدا ہوئی ہے اسلام میں چھوڑنا بکور کا ہے جامع مسجد کیطرف انتہی
ملخصا لانہ ماثور کیونکہ وہ یعنے مبالغہ تبکیر میں ماثور مروی ہے صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ چلا طرف نماز جمعہ کے پہلی ساعت میں پس گویا کہ صدقہ کیا اوسنے اونٹ کو اور جو کوئی
کہ چلا دوسری ساعت میں پس گویا کہ خیرات کیا گائی کو اور جو کوئی کہ چلا تیسری ساعت میں پس گویا کہ اوسنے
خیرات کیا بکری کو اور جو شخص کہ چلا چوتھی ساعت میں پس گویا کہ خیرات کیا مرغی کو اور جو شخص کہ چلا پانچوین
ساعت میں پس گویا کہ خیرات کیا بیضہ کو پس جبکہ نکلتا ہے امام یعنے خطبے کی لیے تو لپیٹی جاتی ہیں دفتر اور اوٹھائے
جاتے ہیں قلم اور جمع ہوتے ہیں فرشتے منبر کے پاس کہ سنتے ہیں خطبے کو پس جو شخص کہ آوی بعد اوسکے پس تحقیق آیا
واسطے ادا کرنے حق نماز کے نہیں ہے اوسکے لیے کچھ فضیلت اور یہ لفظ کہ اوٹھائے جاتے ہیں قلم بیہقی کے نزدیک ہے

عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده سے نجم العلما مین کہ اختلاف کیا گیا ہے اسمین کہ ساعتون سے کیا مراد ہے بعضون نے
کہا ہے کہ ساعتون سے لحظے مراد ہین جو بعد زوال کے ہون اسلیئے کہ رواح کے معنے جو حدیث کا لفظ ہے لغت مین
بعد زوال کے جانے کی ہے اور اسیکی طرف گئے ہین امام مالک اور بعض شافعیہ مانند امام الحرمین کے اور بعضون نے کہا ہے
کہ نجومی ساعتین مراد ہین اول دن سے اور مراد رواح سے مطلقا چلنا ہے لیکن اسپر یہہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ جمعے کی
اقامت پانچ ساعتون کی بعد ہوا اور بیشک پانچ ساعتین پہلے زوال سے پوری ہوچکی ہین پس امام غزالی نے احیاء
العلوم مین کہا ہے کہ پہلی ساعت تو طلوع فجر سے تا طلوع شمس تک اور دوسری ساعت آفتاب کی بلند ہونے تک
اور تیسری ساعت روشنی پہیلنے تک اور چوتھی ساعت اوس وقت تک کہ پاؤن گرم ہونے لگین اور پانچوین زوال تک
انتہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شیخ ابن حجر سے امام غزالی کی دلیری نقل کی ہے کہ اپنی رائی سے اون ساعتونکو
تقسیم کیا ہے انتہی مین کہتا ہون یعنے نجم الدین کہ یہہ تقسیم غزالی کی رائی سے نہین ہے بلکہ ابو طالب مکی کی رائی ہے
سوا اسکے نہین کہ یہہ دلیری ابو طالب کی ہے نہ غزالی کی کہ وہ تو ناقل ہے اور سبکی نے کہا کہ جمہور اس طرف گئے
ہین کہ ساعتون سے لحظات لطیفہ مراد ہین اول دن سے پہر نقل کیا ہے ازہری سے کہ رواح مطلق چلنے کو کہتے ہین برابر ہے
کہ اول روز مین ہو یا آخر مین کیونکہ ذکر ساعتونکا سوا اسکے نہین کہ واسطے برانگیختہ کرنے کی ہے طرف تبکیر الی الجمعہ کے
اور واسطے رغبت دلانیکے بیچ فضیلت سبقت کی اور انتظار جمعہ کی اور مشغول ہونیکے ساتہہ نفل اور ذکر کی اور یہہ امور
نہین حاصل ہوتی ہین زوال کے بعد جانے سے انتہی اور شرح علی قاری مین ہے کہ ذکر کیا ہے ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین حضرت
علی کی حدیث سے ساتہہ اسناد ضعیف کے کہ جسوقت جمعے کا دن ہوتا ہے اوترتے ہین جبرئیل علیہ السلام پس گاڑتے ہین
جہنڈا اپنا مسجد الحرام مین اور اسیطرح تمام فرشتے اون مسجدون مین کہ جمعہ ہوتا ہے اور قلم اونکے سونیکے ہوتے ہین اور صحیفے چاندی کے
لکہتے ہین اول کو پہر اول کو موافق مرتبہ اونکی اور روایت کی ہے بیہقی نے عمرو بن شعیب سے وہ روایت کرتے ہین اپنے
باپ سے وہ اپنے دادا سے ساتہہ سند حسن کے کہ تحقیق فرشتے دریافت اور تلاش کرتے ہین آدمیونکو یعنے اوسکا حال دریافت
کرتے ہین جبکہ تاخیر کرتا ہے اپنے وقت سے جمعے کے دن پس پوچہتا ہے بعض اونکا بعض اونکے سے کہ کیا کیا فلانے
شخص نے اور کس چیز نے اوسکو اپنی وقت سے پیچہے کر دیا پس کہتے ہین ای اللہ تعالی اگر اوسکو محتاجی نے موخر کیا ہے
تو اوسکو غنی کر دے اور جو بیماری نے اوسکو موخر کیا ہے تو اوسے شفا دے اور جو کسی کام نے اوسکو موخر کیا ہے
تو فارغ کر تو اوسکو واسطے عبادت اپنی کی اور جو لہو نے اوسکو موخر کیا ہے پس متوجہ کر اوسکو ساتہہ قلب اوسکی کے
طرف عبادت اپنی کے اور بعض فوائد اونکو سی گردنین نہ پہلانگنا ہی کیونکہ وارد ہوا ہے حدیث مین جسنے پہلانگا لوگونکی
گردنونکو جمعے کی دن تو بنایا جاویگا پل طرف دوزخ کے روایت کیا ہے اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے معاذ بن انس کی
حدیث سے اور روایت کی ہے ابن جریج نے مرسلا کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اسکے کہ خطبہ پڑہتے تہے

دن جمعہ کے ناگاہ دیکھا ایک شخص کو کہ پھلانگتا تھا گردنین آدمیونکی یہانتک کہ آگے جا کر بیٹھ گیا پس جبکہ ادا کر چکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نماز ساتھ آئے اوس آدمی کے یہانتک کہ ملاقی ہوئے اوس سے پس فرمایا ای فلان شخص کس چیز نے منع کیا تجکو کہ جمعہ ادا کرے ہمارے
ساتھ آجکے دن پس عرض کیا اوسنے یا نبی اللہ میں نے تو جمعہ ادا کیا ہی پس آپنے فرمایا کیا نہین دیکھا میں نے تجکو کہ پھلانگتا تھا گردنین
آدمیونکی روایت کیا ہے اسکو ابن المبارک نے دقائق میں اور اس میں اشارہ ہے کہ گردنین پھلانگنی سے حبط کرتا ہے اللہ تعالی عمل اوسکا
اور توڑتا ہے امید اوسکی اور مسند حدیث مین ہے کہ آپنے فرمایا اوس سے کہ کس چیز نے منع کیا تجکو ہمارے ساتھ نماز ادا کرنی سے
کہا کیا آپنے مجکو نہین دیکھا آپنے فرمایا دیکھا میں نے تجکو کہ آیا تو اور ایذا دی تو نے یعنی تاخیر کی تو نے تاثیر سے اور ایذا دی تو نے حاضرین
روایت کیا ہے اسکو ابوداؤد اور نسائی نے اور ابن حبان اور حاکم نے حدیث عبد اللہ بن بشیر سے مختصرا اور کہا گیا سفیان ثوری سے
کیا خطبہ سننا اچھا نہین جو آپ نہین سنتے اور دور امام سے بیٹھتے ہین کہا افسوس ہے تیری لیے ہو تو خلفاء راشدین کیواسطے ستا اور اونکی
پیروی لوگ کس قدر کرتے ہین اور نزدیک ہون ساکی طرف پس قربت ہی طرف اللہ تعالی کی اور بشر بن الحارث سے کسی نے کہا کہ وہ
دیکھتے ہین کہ تم سویری سے نماز کو آتے ہو اور نماز پڑھتے ہو آخری صفون مین کہا سواسکے نہین کہ ارادہ کیا جاتا ہے دلونکے نزدیک کا نہ
بدنون قریب کا پس اشارہ کیا طرف اسکی کہ میل کیواسطے زیادہ اسلم ہی آور مروی ہے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما
جسنے سنا خطبہ اور چپ رہا سو اوسکے لیے دو اجر ہین اور جسنے نہین سنا خطبہ اور چپ رہا سو اوسکے لیے ایک اجر ہے اور جسنے خطبہ سنا
اور لغو کیا سو اوسپر ایک گناہ ہے اور جسنے نہین سنا خطبہ اور لغو کیا سو اوسپر دو گناہ ہین آور وارد ہے ابوہریرہ کی حدیث میں جو کہ
تو نی واسطے پاس بیٹھنے والی اپنے کے جمعے کے دن چپ رہ اس حالمین کہ امام خطبہ پڑھتا ہے پس تحقیق تو نے بھی لغو کیا روایت کیا اسکو بخاری
اور مسلم نے آور وارد ہے ابوداؤد مین حضرت علی سے مروی ہے کہ جسنے کہا چپ رہ پس تحقیق لغو کیا اور جسنے لغو کیا اسکو
نہین جمعہ یا اوسکے لیے آور روایت کی ہے امام احمد نے ابن عباس کی حدیث سے جس شخص نے کہا کہ چپ تو نہین ہی اوسکے لیے جمعہ اور
ابوذر کی حدیث مین ہے جبکہ سوال کیا اوسنے ابی سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے کہا کس وقت اوتری ہے یہ سورہ پس اشارہ
کیا طرف اسکے کہ چپ رہ پس جبکہ اوتری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا اونکو ابی نے چلا جا پس نہین ہوا تیرا جمعہ سو شکایت کی اوسکی
ابوذر نے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آپنے فرمایا سچ کہا ابی نے روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے اور کہا اسناد اسکی صحیح ہے
اور ابن ماجہ مین جابر کی حدیث سی مروی ہے کہ سائل عبد اللہ بن مسعود تھے اور ابویعلی نے جابر کی حدیث سے روایت کی ہے کہ سعد بن
ابی وقاص نے ایک شخص سے کہا نہین ہے جمعہ تیرا پس ذکر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسنے سبب اسکی ای سعد یعنی کس باعث سے تو نے
اوسکے جمعہ نہونیکا حکم کیا کہا سعد نے اسلیے کہ وہ کلام کرتا تھا اور حال یہ ہی کہ آپ خطبہ پڑھتے تھے پس آپنے فرمایا سچ کہا سعد نے
انتہی من شرح علی القاری ویصلی قبل الجلوس فی الجامع اربعا بالاخلاص خمسین مرۃ فی کل رکعۃ اور نماز یہ ہے پہلے بیٹھنی کے جامع مسجد
چار رکعتین ساتھ پڑھنے سورہ اخلاص کے پچاس مرتبہ ہر رکعت مین مروی ہے کہ جو کوئی یہ عمل کرے نہین مریگا جب تک کہ اپنی جگہ بہشت مین نہ دیکھ
نجم العلم مین کہا ہے کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے اس نماز کو قوۃ القلوب اور احیاء العلوم سے لیا ہے اور شمار کی گئی ہے

یہ نماز اون دونون کتابون مین مستجاب ہے اور نقل کی ہے غزالی نے اسکی فضیلت مین ایک حدیث مجہول صیغے کے ساتھ کہ نقل کی گئی ہے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ جسنے یہ فعل کیا تو نہین مریگا یہانتک کہ دیکھلے اپنا ٹھکانا جنت مین یا دکھایا جاویگا ٹھکانا اوسکا اور
مجہول کے صیغہ لانے مین اشارہ ہے طرف ضعف اوسکے انتہی اور ملا علی قاری نے بعد نقل کرنے احیاء کی حدیث کی لکھا ہی کہ ابن حجر نے
کہا ہے یہ حدیث یعنی جو شخص کہ داخل ہوا جمعہ کیدن مسجد مین پس پڑہین چار رکعتین پڑہے ان مین قل ہو اللہ احد و سو مرتبہ آخر حدیث تک
روایت کیا ہے اسکو خطیب نے اون روایتون مین کہ مالک سے کی ہین اور وہ روایت کرتے ہین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور کہا کہ یہ حدیث نہایت
غریب ہے اور ایک نسخہ مین بعد لفظ الحدیث کی یون کہا ہے کہ روایت کیا ہے اسکو دارقطنی نے غرائب مین مالک سے اور کہا کہ صحیح نہین
انتہی اقول فضائل پس ہر محل مین کہ بیچ ثواب جمعہ کی نقل کیگئی ہین وارد ہین فضیلتین چنانچہ اپنے اپنے مقام پر گذر چکین شرح [illegible]
کہ جبکہ فارغ ہو چکے جمعہ سے تو پڑہے سورہ فاتحہ سات مرتبہ پہلے کلام کرنیکے اور قل ہو اللہ احد سات مرتبہ معوذتین سات مرتبہ
بعض سلف سے مروی ہے کہ جسنے کیا یہ فعل تو محفوظ رہیگا اس جمعے سے دوسرے جمعے تک اور ہوگا یہ حرز اوسکا شیطان سے کذا فی الاحیاء
و سالک ہوا ہے اس سے عراقی اور بیشک یعنی ایک حدیث جامع صغیر مین ذکر کی ہے کہ مستند ہے ابن سنی کی طرف اور مروی ہے حضرت
عائشہ سے ساتھ اس لفظ کی جسنے پڑہا بعد نماز جمعہ کے سورہ اخلاص اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو سات سات مرتبہ پناہ مین
رکھیگا اوسکو اللہ تعالی ساتھ اس پڑہنے کے برائی سے دوسرے جمعے تک اور مستحب ہے کہ بعد نماز جمعہ کے یہ دعا پڑہے اللھم یا غنی یا حمید
یا مبدی یا معید یا رحیم یا ودود اغننی بحلالک عن حرامک و بفضلک عمن سواک پس کہا جس شخص نے مداومت کی اس دعا پر غنی کریگا
اوسکو اللہ تعالی اپنے مخلوق سے اور رزق دیگا اوسکو اوس جگہ سے کہ نہین گمان کریگا پہر پڑہے بعد جمعہ کے دو رکعتین بنابر
شیخین کی حدیث کے اور گمان کرتے تھے ابو ہریرہ چار رکعتونکا روایت کیا ہے اسکو مسلم نے اور حضرت علی اور عبد اللہ سے چھ
رکعتین مروی ہین اور بیہقی نے ابن مسعود رضی سے موقوفا چار رکعتین روایت کی ہین اور ابو داود نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ جب مکے مین
ہوتے تھے تو بعد جمعے کے چھ رکعتین پڑہتے تھے اور کل واسطے [illegible] صحیح ہین احوال مختلفہ مین لیکن اکثر افضل ہے پہر مشغول ہووے بعد الفراغ صلوٰۃ
جنازہ اور تعلیم اور زیارت اخوان فی اللہ تعالی اور اشتغال کرے سالک بعد فارغ ہونے جمعے کے نماز اور سنتون اوسکی کے ساتھ نماز
جنازے کی اگر حاضر ہو یا ساتھ سکھنے علم دینی کے کیونکہ سننا اسکی علم کا آخر دن تک ہوا افضل ہے نوافل کے مشغول ہونیسے یا اشتغال
کرے ساتھ زیارت دینی بہائیکے کہ واسطے اعانت امور دینی کے عقد مواخات کا آپس مین باندھا ہووے بیچ رضامندی اللہ تعالی کے
بہائیکا فی اللہ اسلیے کہ ساتھ انہین امور مذکورہ کی تفسیر کیگئی ہے وہ آیت کہ وارد ہی سورہ جمعہ مین جو یہ ہی وابتغوا من فضل اللہ ترجمہ
اسکا یہ ہے فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ یعنی جبکہ ادا کی جاوی نماز جمعے کی پس پراگندہ ہو زمین مین اور
ڈہونڈو فضل اللہ تعالی کا یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ اسکے معنے خرید فروخت اور کسب دنیا
کی نہین ہین بلکہ معنی اوسکے یہ ہین کہ طلب کرے علم کو یا زیارت کرے بہائی کی یا عیادت کرے بیمار کی یا حاضر ہو جنازے پر اور
تفسیر کشاف مین اسی آیت کی تفسیر مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نہین حکم کیے گئے ہین ہم ساتھ ڈہونڈنے کسی چیز کی

دنیا سی سوا اسکے نہیں کہ عیادت بیمار کی شب اور حاضر ہونا ہے جنازے پر اور زیارت بھائی مسلمان کی اور حسن اور سہیل سیب سے مروی ہے
کہ ڈھونڈنا علم کا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ نماز نفل ہے اسلئے اور نہین شک ہے کہ سننا علم کا افضل ہے بارہ سبب او سحدیث کی
روایت کی ہے ابو داود نے کہ حاضر ہونا عالم کی مجلس میں افضل ہے ہزار رکعت نماز پڑھنے سے اور اللہ تعالی نے کلام مجید مین سب جگہ علم کا نام فضل
رکہا ہے چنانچہ فرمایا وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما اور دوسری جگہ فرمایا ولقد آتینا داود منا فضلا یعنے علم اور حکمت
عیادت مریض کو ذکر نہین کیا باوجودیکہ وابتغوا من فضل اللہ کی تفسیر میں وہ بھی مروی ہے لا یاتی الخمیس نحو بدنا اور نہ مشغول ہو بعد نماز
جمعہ کے ساتھ سنی قصون کے کہ بعض لوگ مسجد میں بیان کیا کرتے ہین کیونکہ قصہ کہنا اور اونکا سننا بدعت ہے وکانوا یخرجون القصاص من المسجد
اور سنی سلف نکال دیتے تھے قصہ خوانون کو مسجد سے چنانچہ مروی ہے کہ ایک قصہ خوان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حجرہ کے
پاس مین بیٹھا کرتا تھا سو حضرت عائشہ نے ابن عمر کے پاس کسی شخص کو بھیجا کہ اس قصہ خوان نے ایذا دی ہے مجکو ساتھ قصے وہانی کی اور
مشغول کیا ہے مجکو میری تسبیح سی سو ابن عمر نے اوس قصہ خوان کو اسقدر مارا کہ ایکا عصا اوسکی پشت پر ٹوٹ گیا پہر نکال دیا اوسکو
انتہی من مجمع العلم وشرح علی القاری پہر اتیان الساعۃ المرجوۃ الموعود فیہا الاجابۃ اور محافظت کری جمعے کیدن مین اوس ساعت کی کہ امید اجابت
کی اوس مین ہے کیونکہ وعدہ کیا گیا ہے ساتھ زبان شارع کے اوس ساعت مین اجابت دعا کا جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ تحقیق جمعہ
کیدن مین ایک ساعت ہے کہ نہین پاتا اوسکو بندہ مسلمان کہ سوال کرے اللہ تعالی سے اوسمین کوئی چیز مگر کہ دیتا ہے اوسکو اللہ تعالی
وہ چیز روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے اور حسن کہا ہے اور ابن ماجہ نے حدیث عمرو بن عوف مزنی سے اور صحیحین کے حدیث میں ابو ہریرہ سے
لا یوافقہا کی جگہہ لا یوافقہا عبد مسلم ہے اور حکمت اس ساعت کی پوشیدہ کرنے مین علما نے یہ لکہی ہے کہ مشغول ہوں آدمی تمام اجزاء جمعہ مین
بسبب امید اسکے کہ سوائے ہو دعا اور عبادت اونکی ساتھ اوس ساعت کے واختلفوا فیہا علی اکثر من اربعین قولا اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ تعیین اوس ساعت
کی بہت اختلاف سو بعضون نے کہا ہے کہ یہ اختلاف پچاس قول تک پہنچا ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ تعیین نہ تہا ایک اوسمین یہ وقت طلوع ہونے
آفتاب کا ہے یعنی پہلے نکلنے آفتاب کے بعد طلوع ہونے صبح صادق کی جمعہ کیدن ابن عساکر نے اسی طرح لکہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفا روایت
کیا ہے اور طبرانی اور قاضی عیاض مالکی اور قرطبی وغیرہ نے بھی اسکو حکایت کیا ہے کذا قال العسقلانی اور بعضون نے بعد طلوع ہونے آفتاب
کی بہی لکہا ہے اور یہ قول شارح مینی نے ساتھ اجتہاد اپنے کے کہا ہے والزوال اور قول دوسرا قول وقت زوال آفتاب کا ہے جیسا ابن المنذر اور
ابن عبدالبر نے ساتھ اسناد قوی کی ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اونکی بی بی نے سوال کیا جمعہ کی ساعت کو تو فرمایا وہ
بعد اوسکے بعد زوال اور مائل ہونے آفتاب کے ہی تھوڑا سا اور شیخ عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ حسن بصری اس ساعت کو
نزدیک زوال آفتاب کے ڈھونڈتے تھے اور ابن عساکر نے قتادہ سی نقل کیا ہے کہ کہا تھی ایک جماعت علما سی کہ اعتقاد کرتی تھی ساعت اجابت
روز جمعہ مین وقت زوال کی اور یہا ماخذ انکا اس امر مین کہ یہ ساعت وقت اجتماع ملائکہ اور وقت ابتدا داخل ہونے وقت جمعہ اور وقت ابتدا
اذان وغیرہ کی ہے وخروج الامام اور نزدیک بعضون کے وقت نکلنے امام کی ہے منبر پر واسطے خطبے کے نماز تمام ہونے تک اور یہ قول ابو موسی
اشعری کا ہے کہ کہا سنا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے بیچ شان ساعت جمعہ کی کہ وہ درمیان اسکے ہی کہ بیٹھے امام یہانتک

کہ پوری کر چکے نماز روایت کیا ہے اسکو مسلم نے اور بیہقی مسلم سے لایا ہے کہ کہا یہہ حدیث صحیح ترین اور جید ترین احادیث کی ہے بیچ شان
ساعت جمعہ کی اور قرطبی نے کہا ہے کہ یہہ حدیث نص صریح ہے موضع خلاف مین پس نہ التفات کیا جاوے اسکے غیر کیطرف اور امام
نووی نے اسی قول کی تصحیح اور تصویب کی ہے اور دوسری قولونکی عدم جواز پر قائل ہوئے لیکن بحر العلوم مین شرح ملا علی قاری سے نقل کیا ہے کہ بعض
متاخرین کو شافعیہ مین سے دیکھا ہے کہ نووی کی تصویب پر اعتراض کیا ہے انتہی والقیام الی الصلوٰۃ اور بعضونکے نزدیک وقت کھڑے ہونے امام کے
ہے واسطے نماز کے سلام پھیرنے تک ابن منذر نے اس قولکو حسن بصری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور روایت کیا ہے اسکو ترمذی اور
ابن ماجہ نے عمرو بن عوف مزنی سے اور ایک روایت ابن بخاری اور مسلم کی آیا ہے کہ بیشک جمعے مین البتہ ایک ساعت ہے کہ نہین پایا اوسکو بندہ
مسلمان کہ کھڑا ہو نماز کی لیے یعنی مستعد ہو نماز کی لیے اور مانگی اللہ تعالی سے بھلائی مگر کہ دیتا ہے اوسکو بھلائی اور یہہ حدیث بھی ناظر
اسی قول پر ہے انتہی والاستجابۃ فی العصر اور ایک قول وقت آخر ہونے مستحب وقت کا ہے بیچ نماز عصر کی کہ وقت زردی آفتاب کا ہے یا یہہ مراد
کہ بعد نماز عصر کے آخر ہونے وقت استحباب اوسکے لیکن معنے اول ظاہر ہین حضرت غضنفر علیہ السلام نے کہا ہے جسنے جمعے کیدن عصر کی بعد
یا رحمن یا رحیم یا اللہ [illegible] غروب ہوے آفتاب تک کہا پوری کریگا اللہ تعالی حاجت اوسکی جیسا کہ مضمرات مین ہے والغروب اور ایک قول مین
وقت غروب ہونے آفتاب کا ہے کہ نصف اوسکا ظاہر ہوا اور نصف غائب اور یہی قول راجح ہے طرف حدیث عبد اللہ بن سلام کی کہ آخر ساعت
روز جمعہ کو کہتے ہین آیا اور اکثر صحابہ اور تابعین کا بھی یہی قول روایت کیا ہے اس قولکو ابو داود اور نسائی اور حاکم نے ساتھ اسناد حسن کے
ابی سلمہ سے اور اوسنے جابر سے مرفوعًا اور روایت کیا ہے اسکو مالک اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور اصحاب سنن نے ابی سلمہ سے اوسنے
ابو ہریرہ سے اوسنے عبد اللہ بن سلام سے اور ترمذی نے امام احمد سے نقل کیا ہے کہ انہون نے کہا کہ اکثر حدیثین اسی جانب ہین اور ابن عبد البر
کہتے ہین ثابت ترین حدیثونکے حدیث عبد اللہ بن سلام کی ہے اور ترجیح دی ہے اوسکو اکثر ائمہ نے اور امام شافعی نے بھی اسی پر تصریح
کی ہے [illegible] فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور روایت کی گئی ہے اس قول کی تائید مین حکایت کرنا حضرت فاطمۃ الزہرا کا راضی ہو
اللہ تعالی اوس سے اور مقرر کرنا اونکا اپنے خادم کو واسطے دریافت کرنے غروب آفتاب کے دعا کیلیے اس وقت مین بیہقی شعب الایمان
مین طریق بیہین علی بن الحسین علی رضی اللہ عنہم سے لایا ہے کہ کہا حدیث بیان کی مجھسے مرجانا جاریہ حضرت فاطمہ بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کی نے اوسنے کہا کہ حدیث کی مجھسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا پوچھا مینے حضرت سے کہ کونسی ساعت ہی ساعت جمعہ کی
فرمایا اوس وقت کہ نیچے ہوا آفتاب واسطے غروب کے پس مقرر کرتی تہی حضرت فاطمہ جمعے کیدن اپنے غلام کو کہ زید نام تہا تاکہ نظر کرے طرف
آفتاب کے غروب کیوقت اور خبر دیجاوی انہی اوسکی تو متوجہ ہوتی تہین حضرت فاطمہ اور دعا کرتی تہین یہانتک کہ غائب ہوتا تہا آفتاب انتہی وایئمہ
[illegible] ما روی لا یوافقہا عبد یصلی الا استجیب لہ اور روایت حکایت کرنے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی تائید کرتی ہے اوسکی وہ حدیث
مروی ہے صحیحین مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچ جمعے کیدن ایک ساعت ہے کہ موافقت نہین
کرتا ہے ساتھ اوس ساعت کی کوئی بندہ کہ نماز پڑہتا ہے اور دعا کرے مگر یہ کہ قبول کیجاتی ہے دعا اوسکی اور کعب الاحبار سے مروی ہے
کہ اجابت کی ساعت جمعے کی اخیر ساعت ہے پس کہا ابو ہریرہ نے کہ آخر ساعت جمعہ کی کیسی ساعت اجابت کی ہے حالانکہ آنحضرت علیہ السلام

نے فرمایا الا توافقہا عبد مؤمن یصلی اور اس وقت مین تو کوئی نماز نہین ہے کعب الاحبار نے کہا کیا نہین فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
شخص کہ نماز کی انتظار مین بیٹھے سو وہ بھی نماز ہی مین ہے یعنی جو کوئی کہ جماعت کی انتظار مین ابوہریرہ نے کہا ہان فرمایا ہی کعب نے کہ یہی دعا
مغرب کے نماز کا ہی سو خاموش رہے ابوہریرہ انتہی اور ابن قیم نے کعب خبردار ہو جاؤ کہ یہ رحمت ہی ہے اللہ تعالی کی جانب سے واسطے قیام
کرنے والون کے ساتھ حق اسے دن کی کذا فی الاحیاء اور چھپایا گیا ہی احیاء والی کا عراقی نے بایں طور کہ کعب اس قول کی تاویل مین ہین سوا اس کے
نہین کہ وہ عبداللہ بن سلام ہین اور کعب نے تو یہ کہا تھا کہ وہ برس مین ایک بار ہے پھر رجوع کیا اس سے اور حدیث کو روایت
کیا ہی ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان نے ابوہریرہ کی حدیث سے اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن سلام کی حدیث سے
انتہی قول العراقی اور روایت کی ہے بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا کہ تحقیق جمعہ کے دن مین البتہ ایک
ساعت ہی کہ نہین موافقت کرتا اوس سے کوئی مسلمان کہ سوال کرے اللہ تعالی سے بھلائی کا مگر دیتا ہے اوسکو وہ جس وقت کہ قریب ہو
نصف آفتاب غروب کا اسی طرح دیکھا ہے مینے ایک نسخے کی جاتے مین انتہی من شرح علی القاری اور مولانا فخر الدین نے اپنی شرح مین بعد نقل کرنے
روایت کعب الاحبار کے کہا ہے کہ یہ تاویل اور استدلال مصنف کا کعب الاحبار کی استدلال پر مبنی ہی اور استدلال کعب کا اشکال سے
خالی نہین ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ مراد صلوۃ سے اس حدیث مین دعا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہین ہے واللہ اعلم بمراد رسولہ انتہی اور ترجمہ اعیان
بعد نقل کرنے روایت مذکور کے کہا ہے کہ ظاہر یہی ہی کہ مصنف نے اس حدیث کو بالمعنی روایت کیا ہے اور نہین تو الفاظ حدیث کے اور
جیسا کہ شیخین نے ابوہریرہ سے مرفوعا روایت کی ہی یہ ہین ان فی الجمعۃ لساعۃ لا یوافقہا عبد مسلم وہو قائم یصلی یسأل اللہ فیہا خیرا الا اعطاہ
ایاہ اور امام احمد اور ترمذی نے ابوہریرہ سے مرفوعا یون روایت کی ہے فیہ ساعۃ لا یوافقہا عبد مؤمن یدعو بخیر الا استجاب اللہ له
ولا یستعیذ من شیء الا اعاذہ اور وجہ تائید کی حدیث سے جو مصنف نے ذکر کیا ہے مشکل ہے مگر یہ کہا جاوے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنہا جب کہ جانتی تھین اس وقت کی ساتھ دعا کی تو گویا ہو گئی انکی فعل سے وہی حدیث کہ ان فی الجمعۃ لساعۃ حدیث اور
جو مصنف نے الی آخرہ حدیث کی حدیث ابوداؤد کی ذکر کرتا تو وجہ تائید کی ظاہر ہوتی اور حدیث ابوداؤد کی یہ ہی کہ مروی ہے جابر بن
عبداللہ سے وہ روایت کرتے ہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے دن جمعہ کا تیرہ ساعتین ہین نہین پایا جاتا بندہ مسلمان
کہ سوال کرے اللہ تعالی سے کوئی چیز مگر یہ کہ دیتا ہے اوسکو اللہ تعالی وہ چیز سو طلب کرو تلاش کرو تم اوسکو آخر ساعت مین
جو بعد عصر کی ہے ہان مگر تائید مصنف کی گویا کہ حدیث کی تفسیر ہے بایں طور کہ مراد اوس سے آخر ساعت ہے دن جمعہ کی اور اسی پر دلالت
کرتی ہے وہ کہ روایت کی گئی ہے عبداللہ بن سلام سے بڑی حدیث مین جو ابوہریرہ سے مروی ہے جیسا کہ اخراج کیا ہے
اوسکو مشکوۃ مین اور ملا علی قاری نے کہا ہے کہ ساتھ صحیح ہونے اس حدیث کی کہ وہ آخر ساعت ہے جسکا بعد حکایت کیا گیا ہی اجماع
صحابہ کا اوسپر اور ساری طرف ایک جماعت متقدمین کی گئی ہے اور اشباہ والنظائر مین ہے کہ دعا جمعہ کے دن مین عصر کے وقت مستجاب
ہوتی ہے ہمارے نزدیک اور یہ قول عام مشایخ ہمارے کی کذا فی المبتغی انتہی ما فی النجم اور ابہم کلیلۃ القدر اور اختلاف کیا گیا ہے اوپر
مبہم ہونے اس ساعت کے کہ نزدیک بعض علما کے یہ ساعت مبہم ہے تمام روز مین مانند لیلۃ القدر کہ بعض کے نزدیک تمام سال

میں مبہم ہے اور مانند صلوٰۃ وسطی اور اسم اعظم کے فیستغرق الیوم لعامیتہ پس استغراق کرے سالک ساتھ عبادت اور دعا کی تمام دن جمعہ کو بسبب
رعایت اس ابہام کے و نیز واضح اصوب اور یہی قول اسلم ہے اقوال کا ہے ساتھ مدعا کی اور بعید ہی انکا ہے سالک کے حق میں ملا علی قاری نے کہا کہ احیاء
العلوم میں ہے کہ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ منتقل ہوتی ہے جمعے کی ساعتوں میں مانند منتقل ہونے لیلۃ القدر کے اور یہی اشبہ ہے اور اوسکے لیے ایک سر ہے
کہ نہیں لائق ہے علم معاملہ کے ذکر اوسکا لیکن لائق ہے کہ تصدیق کرے اوسکی کہ فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لربکم فی ایام دہرکم نفحات
الا فتعرضوا لہا اور جمعے کا دن بھی انہیں ایام میں سے ہے پس لائق ہے کہ بندہ تمام دن میں متعرض رہے ساتھ حاضر رکھنے دل کے اور ملازمت ذکر کے
اور الگ رہنے سے وسوسوں دنیا کے پس قریب ہے کہ خطا و تہا دیگا نفحات سے انتہی اور حدیث کو روایت کیا ہے ترمذی نے اور حکیم نے نوادر الاصول
میں اور طبرانی نے اوسط میں حدیث محمد بن مسلمہ سے اور عبد البر نے تمہید وغیرہ میں انس کی حدیث سے اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الفرج میں ابوہریرہ کی حدیث سے
انتہی اور مجمع العلم میں بھی کہ مصنف نے اس اخیر قول کو جو صواب کہا ہے تو شاید کہ یہ ترجیح اس باعث سے ہو کہ عابد سالک کو چاہیے کہ تمام دن عبادت میں
مستغرق رہے تا کہ ساعت مرجوہ بنابر اختلاف روایتوں کے اوس سے فوت نہو اور جزری نے حصن حصین میں کہا ہے جسکے اعتقاد کیا ہے
کہ وہ ساعت وقت قرات پڑھنے امام کا ہے سورۂ فاتحہ کو جمعے کی نماز میں یہانتک کہ آمین کہے واسطے جمع کرنے کے درمیان احادیث نبی صلعم کی کہ
صحت کو پہنچی ہیں پھر اگر کہو کہ قراءۃ سورۂ فاتحہ کے واجب ہے امام اور ماموم دونوں پر جزری کے نزدیک اور ہمارے نزدیک ماموم پر استماع ہے
پس کیسے ہوگا وقت دعا کا تو جواب اسکا یہ ہے بنا بر اوسکے کہ ملتفی سے گذر چکا ہے اور ساتھ اوسکے قائل ہیں بعض شارح حصن حصین سے کہ مراد دعا سے
دعای قلبی ہے جو معتبر ہے نزدیک احمد تعالی کے پس نہیں منافی ہے قراءۃ اور استماع کے پھر اگر کہو تو کہ وہ ساعت تو متعین اور مقرر نہیں ہے بنا بر
اختیار کیا ہے اوسکو نووی جزری نے بسبب مختلف ہونے وقتوں خطبے کے اور اس سبب سے کہ جمعے کی نماز بھی مسجدوں میں مختلف اوقات
میں ہوتی ہے یعنی کسی مسجد میں اول وقت ہوتی ہے اور کسی میں کچھ دیر کرکے تو جواب اسکا یہ ہے کہ ملا علی قاری نے کہا ہے کہ وہ ساعت بھی
پھرتی ہے اوسی حالت کے ساتھ اور اس طرح سے جواب دیا جاوے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے کا وقت تو مقرر تھا کیونکہ آنحضرت سردی
کے ایام میں تو جلدی کیا کرتے تھے اور گرمی میں تاخیر فرماتے تھے انتہی شرح مختصر الحق میں ہے کہ مصنف نے یہ چند قول تعین ساعت میں بیان کیے ہیں
اور سوا انکے اور بہت قول ہیں بنا بر اختلاف کی صحابہ اور تابعین اور من بعد اونکے کے سب چالیس کے قریب پہنچتے ہیں ابن حجر نے فتح الباری
میں سب تو انکو ذکر کیا ہے اور سب کی مخارج اور دلائل بھی بیان کیے ہیں اور تصحیح اور تضعیف اونکی رفع اور وقف اونکا بیان کیا ہے اور سب قولوں میں
تطبیق دی ہے اور تقلیل انتشار میں بہت کوشش کی ہے اور اخیر میں کہا ہے کہ راجح تر ہیں اور سب سے قوی تر زیادہ دو قول ہیں ایک خطبہ شروع ہونے سے نماز
ختم ہونے تک اور یہ ابو موسی اشعری کی حدیث ہے دوسرا آخر ساعت جمعہ کے دن کے اور یہ حدیث عبد اللہ بن سلام کی ہے اور وجہ یہ ہے کہ سوا ان
دونوں قولوں کے ہے یا تو انہیں میں سے کسی کے موافق ہے یا ضعیف الاسناد ہے یا موقوف ہے قائل پر کہ خود اوسنے اجتہاد کیا ہے اور ساعت
جمعے کی منحصر ہے انہیں دونوں وقتوں میں سے ایک وقت میں اور کوئی ان دونوں میں سے دوسرے کی معارض نہیں ہے بسبب احتمال اس
بات کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ بتایا ہو کبھی وہ پس دونوں ساعتیں اجابت کی ہیں پس انہیں دونوں وقتوں میں مشغول ہونا چاہیے اور حصن
حصین کے مصنف نے جزم سے اسی تحقیق کی گئی ہے انتہی و کثیر الصلوۃ علیہ الصلوۃ والسلام یہ معطوف ہے اس قول پر جو ذکر ہوا ہے الساعۃ المرجوۃ ہے

تو قرأ کہتا القرآن اور بہت کری اس دن مین تلاوت قرآن مجید کی کیونکہ جمعہ کا دن خاص ہے ساتھ زیادتی حسنات کے شمار نیکیون تک اور پر تمام اوقات کے
پس قرأت قرآن کے اوسمین افضل ہے غیر اوسکے سے شرح علی قاری مین ہے کہ خاص کر سورہ کہف کی تلاوت مین بہت زیادہ فضیلت ہے
ابو سعید سے مروی ہے من قرأ سورة الكهف ليلة الجمعة أو يوم الجمعة أعطي نورا من حيث يقرأ إلى مكة وغفر له من يوم الجمعة إلى الجمعة
وفضل ثلاثة أيام وصلى عليه سبعون ألف ملك حتى يصبح وعوفي من الداء والدبيلة وذات الجنب والجذام والبرص وفتنة الدجال
روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے اور نجم الغلاۃ مین یہی حدیث کو احیاء سے نقل کیا ہے جو مروی ہے ابن عباس اور ابو ہریرہ سے اور بیہقی کی دوسری
روایت مین ہے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قرأ سورة الكهف في يوم الجمعة أضاء له النور ما بين
الجمعتين ابن امیر الحاج نے کہا ہے کہ سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھنا مندوب ہے اور رد؟ اشباہ و النظائر مین ہے کہ سورہ کہف کو جمعہ کے دن
پڑھنا مکروہ ہے تو شاید کہ مراد اوس سے یہ ہو کہ تخصیص جمعہ کے دن کی مکروہ ہے انتہی ویتصدق اور صدقہ دیوے جمعہ کے دن مین غیر جامع
مین جو کہا ہے ابن مسعود نے اذا سأل الرجل في المسجد فقد استحق أن لا يعطى انتهى بشيئين مختلفين ساتھ دو چیزون مختلف کی جیسے کہ روپیہ
اشرفی یا نقد اور پارچہ یا روٹی اور سالن یا دو طرح کے میوے کعب الاحبار سے مروی ہے من شهد الجمعة ثم انصرف فتصدق بشيئين
مختلفين من الصدقة ثم رجع فركع ركعتين يتم ركوعهما وسجودهما وخشوعهما ثم يقول اللهم إني أسألك باسمك بسم الله الرحمن الرحيم
وباسمك الله الذي لا إله إلا هو الحي القيوم لا تأخذه سنة ولا نوم لم يسأل الله شيئا إلا أعطاه جو کوئی حاضر ہو نماز جمعہ کو پھر پس تصدق
کرے دو چیزین مختلف صدقے سے پھر رجوع کیا اور پڑھین دو رکعتین کہ تمام کیا رکوع اونکا اور سجدہ اونکا اور خشوع اونکا پھر یہ دعا آخر تک تو نہین سوال
کریگا اللہ تعالی سے کوئی چیز مگر یہ کہ دیگا اوسکو اللہ تعالی اور ایک روایت ابن عساکر مین ابو ہریرہ سے مرفوعا یون مروی ہے من أنفق
زوجين من شيء من الأشياء في سبيل الله عز وجل أوجبت الجنة اور بعض سلف سے مروی ہے جسنے کھانا کھلایا کسی مسکین کو جمعے کے دن
پھر کوا اور فجر کے اوس عالمین کہ نہین ایذا دی کسیکو پھر کہے جبکہ سلام پھیری امام بسم الله الرحمن الرحيم الحي القيوم أسألك أن تغفر لي وترحمني
وأن تعافيني من النار پھر دعا کرے ساتھ اوس چیز کے کہ ظاہر ہوا اوسکے لیے تو قبول کیا جاویگا انتہی من شرح علی القاری ویصلی صلوۃ
التسبیح اور پڑھے جمعے کے دن صلاۃ التسبیح کو کہ اوسمین مغفرت غریب اور فضل عجیب وارد ہے اور مشائخ نے اوسکے ادا کرنیکو جمعے کا
دن اختیار کیا ہے نجم الغلاۃ مین ہے کہ جبکہ صلاۃ التسبیح کی حدیث کی صحت مین اختلاف واقع ہوا تھی کہ بعض اوسکے موضوع ہونے کے قائل
ہوئے ہین اور تھا بیان کرنا اوسکی وقت کا کہ وہ افضل وقتون کا اوسکے ادا کرنے کا ہے اور بیان کیفیت ادا سکے کا مشکل تر اور کا شتغال
عبادت کی لئے تو دیکھا مینے المناسب ساتھ نقل کرنے اقوال علما کی اور جمع کرنے متفرقات کی جو کتابون مین ہے ازروے
آسانی کی اوپر طالب کی اجر دیا گیا اور ترک اسکا گناہ میں نقل کی گئی درحالیکہ استعانت چاہتا ہون مین ساتھ اللہ تعالی کی اول
حدیث کہ اوسکی فضیلت مین وارد ہے تھا سے شرح بعض الفاظ مشکل کے کہتا ہے مشکوۃ مین عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

[illegible]

أن النبي صلى الله عليه وسلم قال للعباس بن عبد المطلب يا عباس يا عماه ألا أعطيك ألا أمنحك ألا أحبوك ألا أفعل بك عشر خصال إذا أنت فعلت ذلك غفر الله لك ذنبك أوله وآخره قديمه وحديثه خطأه وعمده صغيره وكبيره سره وعلانيته أن تصلي أربع ركعات تقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة فإذا فرغت من القراءة في أول ركعة وأنت قائم قلت سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر خمس عشرة مرة ثم تركع فتقولها وأنت راكع عشرا ثم ترفع رأسك من الركوع فتقولها عشرا ثم تهوي ساجدا فتقولها وأنت ساجد عشرا ثم ترفع رأسك من السجود فتقولها عشرا ثم تسجد فتقولها عشرا ثم ترفع رأسك فتقولها عشرا فذلك خمس وسبعون في كل ركعة تفعل ذلك في أربع ركعات إن استطعت أن تصليها في كل يوم مرة فافعل فإن لم تفعل ففي كل جمعة مرة فإن لم تفعل ففي كل شهر مرة فإن لم تفعل ففي كل سنة مرة فإن لم تفعل ففي عمرك مرة رواه أبو داود وابن ماجه والبيهقي في الدعوات الكبير

ابن عباس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے عباس بن عبد المطلب کے ای عباس اے چچا میرے کیا نہ دوں میں تجھکو کیا نہ خبر دوں میں تجھکو کیا نہ کروں ساتھ تیرے دس خصلتیں جب تو ادا کرے تو اونکو بخشے اللہ تیرے گناہ پہلے اور پچھلے اور پرانے اور نئے بھول کر کیے ہوئے اور جانکر کیے ہوئے چھوٹے اور بڑے چھپے اور ظاہر یہ کہ نماز پڑھے تو چار رکعتیں پڑھ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ الحمد کو اور کوئی سورہ جب پڑھ چکے تو قراءت پہلی رکعت میں اور تو کھڑا ہو تو کہہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ بار پھر رکوع کر پس کہہ ان کلموں کو رکوع میں دس بار یعنی بعد پڑھنے سبحان ربی العظیم کے پھر اوٹھا تو سر اپنا رکوع سے پس کہہ ان کلموں کو دس بار یعنی بعد سمع اللہ لمن حمدہ کے پھر جھک تو سجدے میں پس کہہ ان کلموں کو دس بار یعنی بعد سبحان ربی الاعلی کے پھر اوٹھا سر سجدے سے اور کہہ ان کلموں کو دس بار پھر سجدہ کر پھر کہہ ان کلموں کو دس بار پھر اوٹھا تو سر اپنا سجدے سے پس کہہ ان کلموں کو دس بار پس یہ تسبیحات پچھتر بار ہوئیں ہر رکعت میں کر تو یہ چاروں رکعتوں میں اگر طاقت رکھے تو پڑھا کر اس نماز کو ہر روز میں ایک بار پس اگر نہ پڑھ سکے ہر روز پس ہر ہفتے میں ایکبار پس اگر نہ پڑھ سکے ہر ہفتے میں پس ہر مہینے میں ایکبار پس اگر نہ پڑھ سکے ہر مہینے میں پس ہر برس میں ایکبار پس اگر نہ پڑھ سکے ہر برس میں پس تمام عمر میں ایکبار روایت کیا ہے اسکو ابوداود اور ابن ماجہ نے اور بیہقی نے دعوات کبیر میں اور روایت کی ہے ترمذی نے ابی رافع سے مانند اسکے بعض نسخوں میں ہے بدلے لفظ الا احبوک کی الا اخبرک ہی عرب کے محاورے میں کہا جاتا ہے حباہ کذا وبکذا جبکہ دے اوسکو کوئی چیز اور عطا کرے قریب المعنی کر رلانے میں تاکید ہے اور تائید ہے واسطے شوق دلانیکے اسیلیے حرف تنبیہ کا بعینہ مکرر کیا گیا ہے قولہ عشر خصال خصلتیں پہلی فعلوں سے تاویل تنازع کے پس بعضوں نے کہا ہے کہ مراد دس خصلتوں سے یہی گناہ ہیں جو اشارہ کیے گئے ہیں ساتھ اس قول کے اولہ وآخرہ آخر تک پس اس تقدیر پر مضاف محذوف ہے یعنی مکفر عشر خصال اور بعضوں نے کہا ہے کہ دس خصلتوں سے تسبیحات اور تحمیدات اور تہلیلات مراد ہیں پس تحقیق وہ سوا قیام کے دس دس ہیں پس اسمیں تغلیب ہے نقل کیا ہے شیخ حنفی قاری نے تورپشتی سے کہ خصلت خلق کو کہتے ہیں اور اغلب عادت ہے اون عادتوں سے جو عارض ہوتے ہیں نفس کو بسبب آہستہ یا حاجت اوسکی طرف اور سوا اسکے نہیں کہ مضاف کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فعل خصال کا طرف نفس اپنی کے کیونکہ وہی باعث ہیں اوسپر اور ہادی ہیں طرف اوسکے اور جان تو کہ گناہ ہونیکے قسموں چند کو رہیں ساتھ

عموم خصوص من وجہ ہی اسلیئے کہ اول اور آخر کبھی قدیم ہوتے ہین اور کبھی حادث اور قدیم اور حادث کبھی خطا ہوتے ہین اور کبھی قصد سے
اور عمداً اور خطا کبھی صغیرہ ہوتی ہین اور کبھی کبیرہ اور کبیرہ کبھی پوشیدہ ہوتی ہین اور کبھی علانیہ اور اسی قیاس پر جانب اسفل سے پس یہ اعلی
تصریح کی اور یہ کہیں لئے جمیع اقسام کی تا کہ نہ متوہم ہو نکلنا کسی قسم اوسکا نکہا جاوے کہ خطا تو امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے معاف ہے جیسیکہ دلالت کرتے ہین اسپر حدیثین پس کیونکر گناہ ہونکی قسم سے ہو سکتی ہے واسطے کہ ہم کہتے ہین احتمال ہے
کہ گناہ ہونے سے مراد اس جگہ وہ امور ہون کہ اونمین کچہ نقصان ہوا گرچہ نہون گناہ جیسا کہ کہا گیا ہے اور احتمال ہے کہ مغفرت سے
مراد راضی کرنا خصم کا ہو اور چہڑانا نفس کا مخلوق کی قرض کی رہن سے اور قولہ ان تصلے خبر ہے مبتدا محذوف کی ای المامور بہا ان
تصلی اور شرح حصن حصین مین ہے کہ مراد جمعے سے اس قول مین فی کل جمعۃ ہفتہ ہے تعبیر کی اوس سے ساتہ اشرف اجزا اوسکے اور
حدیث مشعر ہے اس امر پر کہ عبادت نافلہ مکفر ہے کبیرہ کی اور ہوئیدہ ہے اسکو وہ جو بیچ مین ہے تتمہ حدیث ہی فی حسبت من ذنوبک کثیر
ولو تکن ایک اور بخشے گا تو گناہ ہون اپنے سے مانند اوسدن کے کہ جنا تجکو ماں تیری نے اور ثانیاً ذکر کیے جاتے ہین اقوال علما کے
کہ روایت کی گئی ہے اونسے حدیث صلوۃ التسبیح کی اور بیان صحت اوسکے کا کہا شیخ علی قاری نے روایت کی ہے ابوداود اور
ابن ماجہ نے ابن عباس اور ابن رافع سے آور کہا میرک نے کہ روایت کیا ہے اوسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور غیر اوسکے مین حدیث
ابن عباس سے اور حصن حصین مین بحسب العلامۃ اسناد کیا اوسکی روایت کو ابن عباس سے طرف حاکم کے اور ابن حبان کی ہی
اور نقل کیا ہے شیخ ملا امیہ علم اللہ نے جو میرے باپ کے دادا ہین اپنی والدہ سے حاشیہ حصن حصین مین منذری سے کہ تحقیق جمہور
راوی متفق ہین اوس صفت پر جو مذکور ہے بیچ حدیث ابن عباس کے اور عمل ساتہ اوسکے اولی ہے کیونکہ نہین صحیح ہے غیر اوسکا
اور تحقیق روایت کی گئی ہے یہ خبر ساتہ بہت طریقوں کے ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور مثل اونکے حدیث عکرمہ کے
ہے جو ابن عباس سے مروی ہے اور تحقیق تصحیح کی ہے اوسکی ایک جماعت نے اونہین مین سے ہین حافظ ابوبکر آجری اور ہمارے
شیخ ابو محمد عبد الرحیم مصری اور ہمارے شیخ حافظ ابو الحسن مقدسی سے کہا ابوبکر بن ابی داود نے کہ سنا ہے مینے اپنے باپ سے کہ کہتے تھے
نہین ہے صلوۃ التسبیح مین کوئی حدیث صحیح سوا اسکے اور کہا مسلم بن الحجاج نے کہ نہین روایت کی گئی ہے اس حدیث کی کوئی اسناد
احسن اس سے یعنے حدیث عکرمہ بن عباس سے انتہی آور کہا ابن حجر مکی نے کہ اون لوگون مین سے کہ روایت کیا ہے اسکو طبرانی ہے
کہ روایت کیا ہے اسکو معجم مین اور خطیب ہے اور آجری ہے اور ابو سعید سمعانی ہے اور ابو موسی مدنی ہے اور اختلاف کیا ہے
متقدمین اور متاخرین نے اس حدیث کی تصحیح مین پس تصحیح کی ہے اسکی ابن خزیمہ اور حاکم نے اور حسن کہا ہے اسکو ایک جماعت نے
اور کہا عسقلانی نے کہ یہ حدیث حسن ہے اور تحقیق برائی کی ہے ابن جوزی نے ساتہہ ذکر کرنے اسکے موضوعات مین کہا دارقطنی نے
کہ صحیح تر اون چیزونکی کہ وارد ہے فضائل سورۃ مین فضیلت قل ہو اللہ احد کی ہے اور صحیح تر اون چیزونکی کہ وارد ہے فضائل نماز مین فضیلت
صلوۃ التسبیح کی ہے نقل کیا ہے ملا علی قاری نے عبد اللہ بن مبارک سے کہ صلوۃ التسبیح مرغب فیہا ہے مستحب ہے کہ عادت
کیجاوے اوسکی ہر وقت مین اور نہ غفلت کیجاوے اوس سے اور نقل کیا ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے

ترغیب اشہر ہے تحقیق کہا ہے ابن شاہین نے کہ تحقیق سنا میں نے ابوبکر بن ابی داؤد سے کہ کہتے تھے سنا ہے میں نے اپنے
باپ سے کہ کہتے تھے صحیح حدیث صلوٰۃ التسبیح میں یہ ہے اور ان لوگوں میں سے کہ تصحیح کی ہے اس حدیث کی ابن صلاح ہے اور نووی
نے تصحیح کی ہے اسکی تہذیب الاسماء واللغات میں اور سبکی وغیرہ نے اور کہا دیلمی نے مسند الفردوس میں کہ صلوٰۃ التسبیح مشہور
ترین نمازوں کی ہے اور صحیح ترین ہے از روے اسناد کی اور کہا ترمذی نے تحقیق جانا ہے ابن المبارک وغیرہ نے اہل علم سے صلوٰۃ تسبیح
کو اور ذکر کیا ہے فضیلت کو اوس میں آخر کہا بیہقی نے کہ تھے عبداللہ بن المبارک پڑھا کرتے تھے اوسکو اور متداول کی ہے اوسکی
بعض صالحین نے بعض سے اور اوس میں تقویت ہے واسطے حدیث مرفوع کی اور کہا عبدالعزیز بن ابی داؤد نے اور وہ اقدم ہے ابن المبارک سے
جو شخص کہ ارادہ کرے جنت کا پس لازم ہے اوسپر صلوٰۃ التسبیح اور کہا ابو عثمان حیری زاہد نے نہیں دیکھا میں نے واسطے دفع کرنے
سختی غموں کے مثل صلوٰۃ التسبیح کے اور بھی اون لوگوں میں سے کہ تصحیح کی ہے اوسکی حدیث کی ابو الحسین کی ہے اور اسکی حافظ علائی
سے ہے اور شیخ سراج الدین بلقینی اور شیخ بدر الدین زرکشی یہانتک ہی کلام شیخ دہلوی کا اور نقل کیا گیا ہے مختصر الطیبی میں نووی
سے کہ تحقیق تصحیح کی ہے ایک جماعت نے اصحاب ہمارے سے اور [illegible] نے صلوٰۃ التسبیح کے اونمیں سے ہے ابو محمد بغوی سے
اور ابو المحاسن رویانی انتہی کہا ہے سیوطی نے اپنی کتاب تعقبات المدیعات علی الموضوعات میں یہ کہا ہے میں کہتا ہوں کہ بہت
حافظوں نے ابن جوزی پر رد کیا ہے صحیح صلوٰۃ التسبیح کے اور شاید کیفیت اس نماز کے ذکر کی گئی ہے پس کہتا ہوں میں کہ
ظاہر اوس حدیث کا کہ میں نقل کی ہے دلالت کرتا ہے اس پر کہ پڑھے تسبیحات کو بعد پڑھنے فاتحہ اور سورۃ کی اور پڑھے
تسبیحات کو جلسہ استراحت میں بھی اور یہ کہ پڑھے اوسکو ساتھ تشہد اور ایک سلام کی اور جو سورہ چاہے پڑھے لیکن علی قاری
نے کہا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا ہے ابن المبارک سے کہ تحقیق اونہوں نے کہا ہے اگر پڑھے صلوٰۃ التسبیح رات میں پس محبوب
میرے نزدیک یہ ہے کہ ہر دو رکعتوں میں سلام پھیرے اور جو دن میں پڑھے تو برابر ہے چاہے دو رکعتوں کی بعد سلام پھیرے
اور چاہے نہیں مگر وہ تسبیحیں کہ بعد دوسرے سجدے کی پڑھی جاتی ہیں جلسہ استراحت کی طرف ہوں گی پس پڑھتے تھے
عبداللہ بن المبارک تسبیح پڑھتے تھے قبل قرأت کی پندرہ مرتبہ اور بعد قرأت کے دس بار اور باقی جیسے کہ حدیث میں ہے
اور نہیں تسبیح پڑھتے تھے بعد فارغ ہونے کے دونوں سجدوں کے کہا ہے اسکو ترمذی نے اور کہا سبکی نے کہ جلالت قدر ابن المبارک
کی منع کرتی ہے مخالفت اوسکے سے اور میں محبوب جانتا ہوں عمل کرنا ساتھ حدیث ابن عباس کے اور نہیں مانع ہے مجکو تسبیح پڑھنے سے
بعد دونوں سجدوں کے فاصلہ جو درمیان اوس کے اور قیام کے ہے کیونکہ جلسہ استراحت کا اس وقت میں مشروع ہے اسی
محل میں اور عابد کو لائق ہے کہ کبھی ابن عباس کی حدیث پر عمل کرے اور کبھی ابن المبارک کی حدیث پر انتہی کلام القاری میں
کہتا ہوں کہ برابری درمیان اس امر کے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کو پہنچا ہے اور درمیان عمل ابن المبارک کے
اگرچہ بزرگ ہیں شبہ سے خالی نہیں اور بھی نقل کیا ہے علی قاری نے ابن المبارک سے کہ شروع کرے رکوع میں سبحان
ربی العظیم کی تین مرتبہ اور سجدے میں سبحان ربی الاعلی کے پھر تسبیحات مذکورہ پڑھے اور کہا گیا اوسنے

اگر سہو ہو اس نماز میں کیا سہو کے سجدون مین بھی وہ مثل دس دس بار تسبیح پڑھے کہا نہیں سوا اسکے نہیں کہ وہ تین سو تسبیح ہین پھر کہا
قاری نے مین کہتا ہون کہ مفہوم اوسکا یہ ہے اگر سہو ہوا اور کم کردی کچہہ جو کی محل سے تو دوسرے محل مین اوسکو پورا کر دے واسطے
کامل کرنے عدد مطلوب کے انتہی کہا احیا مین کہ پڑہے اول نماز مین سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک تسبیح
پڑہے پندرہ مرتبہ قبل قرات کی اور دس مرتبہ بعد اوسکے اور باقی جگہ دس دس بار جیسا کہ حدیث مین ہے اور تسبیح نہ پڑہے سجدہ
اخیر کے بعد درحالیکہ بیٹھنے والا ہو اور یہی احسن ہے اور یہی مختار ہے عبد اللہ بن المبارک کا پھر کہا اگر زیادہ کیا بعد تسبیح کے لاحول ولا
قوۃ الا باللہ العلی العظیم تو حسن ہے اور تحقیق وارد ہوا ہے بیچ بعض روایتون مین انتہی مین کہتا ہون کہ مصنف کی وجہ صحیح مین آئی باوجود
اسکے ذکر کیا ہے اس روایت کو بغیر نسبت کرنیکے طرف کسیکی اور غزالی نے تابع داری کی ہے ابو طالب مکی کی کہ قوت القلوب مین آئی ہی
کہا ہے بعد نقل کرنے اس روایت کی بغیر نسبت کرنیکے طرف کسیکے اور یہ روایت محبوب زیادہ دونو وجہونکی سے نزدیک میرے باوجود یکہ
اوسنے ذکر کی ہے پہلی روایت ابو داود ترمذی کی اور قول اوسکا یہ ہے کہ نہین ہے صلوۃ التسبیح مین کوئی حدیث احسن اور اصح اس سے
اور ذکر کیا ہے اوسمین کہ تسبیح پڑہے قیام مین پندرہ مرتبہ بعد قرات کی اور تسبیح پڑہے بعد دوسرے سجدے کے پہلی رکعت مین دس مرتبہ اور
دوسری رکعت مین ایسی ہی قبل تشہد کے پس ظاہر یہ ہے کہ اون دونون یعنی غزالی اور ابو طالب نے اختیار کیا ہے اوس قول کو جو کہ
عبد اللہ بن مبارک نے کیا ہے اور ترجیح دی ہے دونون نے اوسکی روایت کو ساتھ فعل اونکے کہا ابن حجر نے وہ چیز کہ تصریح کرتا ہے
اوسکی سیاق حدیث یعنی تسبیح پڑہنا بعد قرات کی اخذ کیا ہے اسکو ہمارے اماموں نے اور وہ فعل کہ کرتے تھے اوسکو عبد اللہ بن المبارک
خالف ہے اس حدیث سے اور کہا ہے ہمارے بعض اماموں نے لیکن بزرگ قدر اونکی مقتضی ہی توقف کو مخالفت اونکی سے اور اختیار کیا ہے
اگر صلوۃ التسبیح رات مین پڑہتا ہے تو افضل یہ ہے کہ دو دو رکعتین پڑہے دو سلام ہونگی ساتھ اور جو دن مین پڑہی جاوے تو افضل یہ ہے کہ چار رکعتین پڑہے
ایک سلام کے ساتھ اور یہ مبنی ہی صاحبین کے مذہب پر کہ نفل نماز رات کی دو دو رکعتین ہین اور دن مین چار لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک
رات کی نفلون مین چار چار پڑہنا افضل ہے اور ایسی ہی دن مین بھی اور مخالفت کی ہے اونکی صاحبین نے اور یہی افضل اوقات اس نماز کی ذکر کیے
جاتے ہین پس افضل یہ ہے کہ پڑہی جاوے بعد زوال کے ظہر کی نماز سے پہلی موید ہے اسکو وہ حدیث کہ روایت کی ہے ابو داود نے
بیچ سنن مین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا زالت الشمس فقم فصل اربع رکعات الحدیث فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب کہ زائل ہو آفتاب پس کہڑا ہو اور پڑہ چار رکعتین آخر حدیث تک اور نقل کیا ہے ترمذی نے کتاب اللمعہ سے ہمراہ ابن ابی الصیف یمنی
کی تصنیف کے مستحب ہے صلوۃ التسبیح پڑہنا زوال کے وقت جمعہ کے دن مین اور موید ہے اسکے وہ جو ذکر کیا ہے قوۃ القلوب مین ابن
نور اسی مروی روایت کرتا ہے ابن عباس سے کہ تحقیق وہ نہین ترک کرتے تھے اس نماز کو کسی دن بعد زوال کے لیکن جمعہ کے دن ہے قوۃ القلوب
مین قبل زوال کے پڑہنے کو بیان کیا ہے کہ اگر پڑہا صلوۃ التسبیح کو جمعہ کے دن قبل زوال کے پس تحقیق بہت بہلائی کی اوسنے اور
مصیب ہوا اور ہوا وسمین ہے کہ مستحب ہے کہ پڑہے جاوے صلوۃ التسبیح جمعہ کے دن مین دو مرتبہ ایک مرتبہ دن مین دوسری
رات مین اور کہا احیا مین کہ مستحب ہے یہ کہ خالی ہو ہفتہ اوسکے ادا کرنے سے یا ایک مہینہ اور نقل کیا ہے ترمذی نے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچایا ہے اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین تک کچھ ثبوت نہین ہے جو کچھ ہمنے اعتقاد اختیار کرے اچھے سے یا کہین
لکھے بلکہ بہتر نزدیک میرے وہ دعا ہے جو ثابت ہوئی ہین باثر سے معلوم ہوتی ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ
رضی اللہ عنہم سے اور شمار تسبیحات کی شمار مین اشارہ کرنا ہے ساتھ انگلیون کے تاکہ نکل جاوے اختلاف سے کیونکہ
گننا انگلیون سے بات تسبیح سے نماز مین مختلف فیہ ہے اور بعضون سے منع کہا ہے خلاف فرائض کے نفل مین ہیں امام ابو حنیفہؒ کے
نزدیک فرضون مین مکروہ ہے بخلاف صاحبین کے اور جائز ہے نفلون مین بالاجماع اور بعضون نے کہا ہے خلاف نوافل کے ہی
اور بعض جائز ہے فرائض مین بالاجماع کما ارقیلی نے اظہر یہ ہے کہ خلاف مین سے تمام ہوئے یہانتک تحقیق بحث صلوٰۃ التسبیح کی
انتہی ما فی مجمع العلم فضائل لیس ہر ایک مین اعمال مذکورہ سے وارد ہین چار چیزین کہ دلالت کرتی ہین ہر ایک کی فضیلت پر
جیساکہ اپنے اپنے مقام پر ذکر ہو چکین فی جملہ قراءۃ یس و تنزیل السجدہ والدخان وتبارک الملک والمسبحات اور آیا ہے اخبار اور آثار مین جمعہ
کیدن یا رات مین پڑہنا سورہ یس اور سورہ سجدہ اور سورہ دخان اور سورہ ملک کا اور اون چہ سورتونکا کہ تسبیح کے ساتھ شروع
ہین یعنے سورہ حدید اور حشر اور صف اور جمعہ اور تغابن اور سورہ اعلیٰ مجمع العلم مین احیاء العلوم سے نقل کیا ہے کہ مراد سورہ سجدہ
سورہ لقمان سے ہے جیسکہ احیاء مین ہے کہ مستحب ہے اس مین چار رکعتین ساتھ چار سورتون کے جو سورہ انعام اور کہف اور طہ اور یس ہین
پھر اگر یہ نہ پڑہ سکے تو پڑہے سورہ یس اور سجدہ لقمان اور دخان اور ملک اور نہ چھوڑے ان چار سورتونکو جمعے کی رات مین کہ
پس اسمین بہت فضیلت ہی انتہی اور اسیطرح ذکر کیا قوت القلوب مین اور روایت کی ہے ایک حدیث بھی بیچ قراءت سورہ دخان
کی جمعے کی رات مین اور وہ یہ ہے کہ روایت کیا ہے اوسکو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ حم
الدخان فی لیلۃ الجمعۃ غفر لہ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب انتہی ما فی مجمع العلم اور سورہ ال عمران اور سورہ
ہود کو جمعے کیدن پڑہنے مین بھی فضیلت آئی ہے مکحول نے روایت کی ہے من قرأ سورۃ ال عمران یوم الجمعۃ صلت علیہ
الملئکۃ الی اللیل جو کہ پڑہے سورہ ال عمران کو دن جمعہ دعا کرینگے اوسپر فرشتے یعنے مغفرت طلب کرینگے اوسکے لیے رات تک
اور روایت کی ہے کعب رضی اللہ عنہ نے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اقرؤا سورۃ ہود یوم الجمعۃ اخرجہما الدارمی کما
فی المشکوۃ والاکثار بالاخلاص اور آیا ہے بہت پڑہنا سورہ اخلاص کا بیچ دن جمعے کی مجمع العلم مین احیاء سے نقل کیا ہے کہ عابد
لوگ محبوب جانتے تھے اسکو پڑہین جمعے کیدن قل ہو اللہ ہزار مرتبہ فقرأہا الف مرۃ فی عشر رکعات او عشرین رکعۃ افضل
من الختم اسواسطے کہ پڑہنا سورہ اخلاص کا ہزار مرتبہ دس رکعتو مین کہ ہر رکعت مین سو بار ہوتا ہے یا بیس رکعتو مین کہ ہر رکعت مین
پچاس بار ہوتا ہے بہتر ہے قرآن ختم کرنے سے کہ بدون اسکے یا بغیر نماز مین ہو مجمع العلم مین ہے کہ یہ بعینہ احیاء العلوم اور
قوت القلوب مین ہے لیکن مین کسی حدیث پر نہین مطلع ہوا کہ یہ مرفوع ہو اور کسی سے نکل سکتے ہون انتہی
اور شیخ علی قاری مین ہے کہ ہمنے اسکو کہین مرفوع نہین پایا لیکن وارد ہے من قرأ قل ہو اللہ احد
الف مرۃ فقد اشتری نفسہ من اللہ لایا ہے اسکو خباز اپنے فوائد مین حذیفہ رضہ سے اور اسی

تیا فوائد الرواتب اور ۔۔ انکا ۔۔ سالک ۔۔ بعضون سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ فرضون کے بتاکید اور بالمواظبت
ادا کیا کرتے تھے اور انکو سنن موکدہ بھی کہتے ہین اور یہ حضرات بارہ رکعتین ہین مشہور اور متعارف ہر ایک انکو جانتا ہے دو
رکعتین فجر سے پہلے اور چار قبل ظہر کے اور دو بعد اوسکے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشا کے روایت کی ہے ام المؤمنین
حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی فی کل یوم ولیلۃ ثنتا عشرۃ رکعۃ غیر المکتوبۃ بنی لہ
بیتا فی الجنۃ رکعتین قبل الفجر واربعا قبل الظہر ورکعتین بعدہ ورکعتین بعد المغرب ورکعتین بعد العشاء ترجمۃ العلم مین ہے کہ سنن راتبہ
سنتین ہین کہ مداومت کی ہے اونپر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور اونہین کو سنن موکدہ بھی کہتی ہین اور غیر راتبہ وہ ہین
ایسی ہوں اور انہین کو مستحبات اور آداب اور سنن زوائد بھی کہتے ہین اور رواتب ٹھہرانے سے مطلب اور تارک ہونے کا ندا اور بار سوچنے کی دوام
کرتے ہین انہی کے ساتھ سنن اور محافظت کرے اوپر تمام نماز نفل کے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اونکو بدون ۔ احب اور تاکید
ادا کیا کرتے تھے اور اونکو سنن زوائد بھی کہتے ہین ترجمۃ العلم مین ہے کہ کہا علی قاری نے کہ سنت اور نفل اور تطوع اور مستحب اور مرغب اور حسن سب
کا نام ہے معنی اور مترادف ہین اور معنی انکے یہ ہین کہ ترجیح دی ہو شارع نے اوسکے فعل کو ترک پر اور ترک بھی آیا ہو اگرچہ
بعض سنتون بعض سے موکد زیادہ ہوتی ہین اور مراد سنن سے مصنف کے کلام مین یہی معنی ہین تاکہ شامل ہو موکدہ اور غیر موکدہ کو انتہی
ضحی یعنی مستحب کی نماز کے کہ اقل اوسکے چار رکعتین ہین اور اکثر بارہ رکعتین ہین انتہی اور مانند چاشت کی نماز کے کہا میرک نے ضحوۃ ساتھ
فتحہ اور سکون مہملہ کی ارتفاع نہار کو کہتے ہین اور ضحی ساتھ ضمہ اور قصر کے دن کے روشن ہونے کو کہتے ہین اور اسکے ساتھ نام رکھے
گئے ہے صلوٰۃ الضحی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے جو کہا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ بتحقیق متعارف ہوئی ہین دو نمازین ایک تو وقت
ہونے آفتاب کے بقدر ایک نیزہ یا دو نیزہ کے اور اسکو صلوٰۃ الاشراق کہتے ہین اور ایک نماز پہر دن چڑھنے سے دوپہر سے تھوڑے
پہلے تک اور اسکو صلوٰۃ الضحی کہتے ہین اور بہت سے حدیثون مین صلوٰۃ الضحی کا نام دونون نمازونکے لیے شامل آیا ہے اور بعض
حدیثون مین صلوٰۃ الضحی پر صلوٰۃ الاشراق کا اطلاق بھی آیا ہے اور صحت کو پہنچا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے
دو وقتون مین اور رغبت دلائی ہے امت کو بیچ اون دونون کے اور حقیقت مین یہ ایک وقت ہے اور ایک ہی نماز ہے اول وقت
آفتاب کے روشن ہونے سے ہے اور آخر دوپہر سے تھوڑی دیر پہلے تک اور چونکہ حضرت نے کبھی اول وقت مین نماز پڑھی ہے
اور کبھی آخر مین لوگ گمان کیا اصحاب نے کہ یہ دو وقت ہین اور دو ہی نمازین ہین انتہی اور اسلیے مصنف نے اسکو دو جگہ ذکر کیا پہلے جگہ تو
ضحی کہا ہے اور دوسری جگہ ضحی کہا علی قاری نے کہ اول وقت ضحی کا آفتاب نکلنے کا وقت ہے اور آخر وقت اوسکا قریب استوا کے اور ۔۔
اوسکا پہر دن چڑھے ہے تاکہ نہ خالی ہو انکا ہر ربع نماز سے انتہی اور علما سے اسمین بہت اقوال آئے ہین بعضون نے کہا ہے
مستحب نہین ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ مستحب ہے اور اخیر قول مین کئی فرقے ہین بعضون نے کہا ہے ہمیشہ پڑھنا افضل ہے
بعضون کے نزدیک ترک مداومت افضل ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ کبھی اسکا کرنا مستحب ہے اور کبھی ترک کرنا اور ایک جماعت
نے اسکی کراہت کی طرف گئی ہے اور کہا ہے کہ یہ بدعت ہے کہ پیدا ہوئی ہے بعد زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

تمام شریکی اور سبکی دلیلیں ہم لیا اور علماکی مقتدا ہے کی شیع اور ابن امیر الحاج کی شرح منیہ کو دیں او محقق لوگ اسپر ہیں کہ مع
یہ ہے یہ نماز مستحب ہے اور یہ قیمت اسپر فضیلت ہے باوجود اسکے اونکی حدیث سے محمد بن جریر طبری نے نقل کیا ہے کہ جبار ہیں اس باب میں
تواتر معنوی اور مسلم ہیں سکے درجہ کو پہنچے ہیں اور قاضی ابی بکر بن عربی مالکی سے نقل کیا ہے کہ یہ نماز پہلی انبیاء اور مرسلین کی
ہے اور اللہ تعالی نے داؤد علیہ السلام سے خبر دیا ہے انا سخرنا الجبال معه يسبحن بالعشي والاشراق پس باقی رکھا اللہ تعالی نے
نے اوس نماز کو ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دین میں عصر کی نماز اور صلوۃ الاشراق کو اور جلال الدین سیوطی دیلمی سے لاۓ ہیں
حدیث ابو ہریرہ کی مرفوعا کانت صلوۃ الضحی اکثر صلوۃ داؤد علیہ السلام یعنے نماز چاشت کی وہ نماز ہے کہ محافظت کرتے تھے
اوسپر آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسی اور عیسی علیہم السلام اقل اوسکا دو رکعت اور اکثر اوسکا بارہ رکعتیں ہیں اور ابن النجار نے تو
کی حدیث سے نقل کی ہے جملۃ الضحی صلوۃ الانبیاء یحافظ علیها آدم و نوح و ابراہیم و موسی و عیسی صلوات اللہ وسلامه علیهم اجمعین اقلها
رکعتان واکثرها اثنتا عشرة رکعة یعنی نماز چاشت کی اکثر نماز داؤد علیہ السلام کی اور اسکی شاہد ہے حدیث ابو الدرداء کی قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من صلی الضحی رکعتین لم یکتب من الغافلین ومن صلی اربعا کتب من العابدین ومن صلی ستا کفی ذلک الیوم ومن صلی
ثمانیا کتب من القانتین ومن صلی اثنتا عشرة رکعة بنی اللہ له بیتا فی الجنة کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہ
پڑھے دو رکعتیں نہیں لکھا جاویگا غفلت کرنے والوں سے اور جو کہ پڑھے چار رکعتیں لکھا جاویگا عبادت کرنیوالوں سے اور جو
پڑھے چھ رکعتیں کافی ہیں اوسکے لئے اوس دن اور جو پڑھے آٹھ لکھا جاویگا اوسکو اللہ تعالی قانتین سے اور جو پڑھے بارہ رکعتیں
بناویگا اللہ تعالی اوسکے لئے گھر جنت میں روایت کیا ہے اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں تمام ایسی اسناد سے کہ رجال اسکی
ثقہ ہیں کذا قال القاری اور ابن امیر الحاج نے منذری سے نقل کر کے کہا ہے کہ راوی اسکے ثقہ ہیں اور موسی بن یعقوب زمعی میں علت ہے
اور تحقیق روایت کی گئی ہے صحابہ کے ایک جماعت سے اور حسن اون سے استاد کی ہے کہ میں جانتا ہوں انتہی کذا فی نجم العلم واحیاء ما بین
العشائین اور رات زندہ رکھنے اوس وقت کی کہ درمیان مغرب اور عشا کی ہے ساتھ مشغول عبادت کے نماز ہو یا غیر نماز جس
رکعتیں چھ یا چھ رکعتیں کیونکہ ہر ایک میں فضیلتیں وارد ہیں اور نجم العلم میں ہے کہا اکثر میں ہے کہ مستحب ہے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھنا اور روایت
کی ہے زیلعی نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال من صلی بعد المغرب ست رکعات کتب من الاوابین وتلا قوله تعالی
تحقیق ہے علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جو کہ پڑھے بعد مغرب کے چھ رکعتیں لکھا جاویگا اوابین سے اور پڑھے آنحضرت نے یہ آیت
انه کان للاوابین غفورا اور جابر میں ہے کہ اس نماز کے لئے بڑی فضیلت ہے اور کہا گیا ہے کہ یہی نماز مراد ہے اس آیت کریمہ
سے تتجافی جنوبهم عن المضاجع انتہی مولانا فخر الحق کی شرح میں ہے کہ انتساب اوس وقت کی رکعتوں کی جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے فعل سے مروی ہے چھ رکعتیں ہیں اور اس نماز کو مشائخ کے عرف میں صلوۃ الاوابین کہتے ہیں لیکن حدیث کی
کتابوں میں یہ نام اس وقت کی نماز کا نہیں پایا گیا طبرانی نے عمار بن یاسر سے اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کہ نماز پڑھے بعد مغرب کے چھ رکعتیں اور درمیان اونکے بری باتیں نکرے برابر

ہوتی ہیں جیسے رکعتیں ساتھ بارہ برس کے عبادت کی اور بھی ابو البیہ نے عبد اللہ بن عمر کی حدیث سے روایت کی ہے جو کوئی کہ بیچ
جماعت کی مسجد میں بیچ نماز مغرب اور عشا کے اور کلام نکرے مگر ساتھ نماز اور تلاوت و ذکر الہی کی تو البتہ اللہ تعالے پر حق ہوتا ہے
کہ بنا وے اوسکے لیے دو مکان بہشت میں کہ مسافت ہر ایک ان کی سو برس کا رستہ ہوگا کذا قال العراقی انتہی اور جبکہ فارغ ہوا
مصنف اون نمازوں کے بیان سے جو ونرات کی مکرر ہونے سے مکرر ہوتی ہیں تو شروع کیا اون نمازوں کا بیان جو ہر سال کی
مکرر ہونے سے مکرر ہوتے ہیں پس کہا والعیدا اور محافظت کرے اوپر نماز عید کے عید الفطر ہو یا عید الضحی اور عیدین کی نماز نزدیک امام
ابو حنیفہ کی فرض سے ہے مانند جمعہ کے اور ایک روایت میں واجب اور فتوی اسپر ہے ویستعد لہ کما للجمعۃ اور تیاری کرے عید کی نماز کے لیے
ساتھ غسل اور اچھے کپڑے پہننے اور زینت کرنے اور خوشبو لگانے اور عمامہ باندھنے وغیرہ کے جیسا کہ جمعہ کی نماز کے لیے
تیاری کرتا تھا اور وہاں تفصیل سب ان امور کا بیان گذر چکا ویرجع عن المصلی فی غیر طریق الذہاب فہو مروی اور لوٹے عیدگاہ سے
بیچ غیر راستے جانیکے یعنی جس راستے گیا تھا اوس راستے لوٹ کر نہ آوے بلکہ دوسری راہ سے آوے اسلیئے کہ اختلاف
طریقین کا مروی ہے آنحضرت علیہ السلام کے فعل سے چنانچہ بخاری نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ تھے آنحضرت
علیہ السلام دن عید کے کہ مخالفت کرتے تھے رستے کی یعنی عیدگاہ میں ایک راستے سے جاتے تھے اور لوٹتے تھے دوسرے رستے سے
اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج یوم العید فی طریق رجع فی غیرہ اور کہا ترمذی نے کہ اس
باب میں عبد اللہ بن عمر اور ابی رافع سے بھی حدیث لاتے ہیں اور مستحب جانا ہے بعض اہل علم نے امام کے لیے کہ جو جاوے ایک رستے سے تو
رجوع کرے دوسرے سے بسبب اتباع اس حدیث کے انتہی اور زیلعی میں لکھا ہے کہ مستحب ہے فجر کی نماز محلہ کی مسجد میں پڑھکر جلد ہی عیدگاہ کو جاوے
اور لوٹے دوسرے رستے سے انتہی اور اس اختلاف طریق کے بھید میں کئی قول ہیں بعضوں نے کہا ہے تاکہ دونوں راہ والے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کریں اور جواب سلام سے مشرف ہوں اور یہ کہ اہل کفر اور نفاق بسبب اس کے عزت اسلام کی دیکھیں اور یہ کہ
جگہیں اور مواضع مختلف عبادت پر گواہ اور شاہد ہوں اور یہ کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا راستہ عیدگاہ کی طرف یمین کے جانب تھا
اگر اوسی رستے سے لوٹتے تو شمال کے جانب واقع ہوتا پس آپ دوسرے رستے سے لوٹے تاکہ رجوع بھی یمین کے جانب واقع ہووے
اور کوئی اسرار اور علتیں ہوں کہ بہت مخلوق کی عقلیں ان اسرار کی ادراک سے قاصر ہیں اور یہی وجہ احق اور اولی ہے کیونکہ جو اسرار
اور معانی کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو حاصل تھے مخلوق کی مجال اونسے تنگ ہے اور اون کی کنہ اور حقیقت کو پہنچنا متعذر ہے
انتہی ما فی شرح مختصر الحق و نجم العلم اور ایک یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر کچھ مسائل کسیکو دریافت کرنا ہو تو دونوں راستوں کے
آدمی باسانی دریافت کر لیں والتراویح اور محافظت کرے تراویح کی نماز پر کہ رمضان کے مہینے میں مشہور نماز ہے اور وہ سنت
موکدہ ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر مواظبت نہیں کی ہے چند راتوں کو ادا فرمایا ہے جبکہ آدمیوں نے بہت جماعت اور
اژدہام کیا تو آپ نے ترک فرمایا بسبب شفقت کی امت کے حال پر کہ مبادا فرض ہو جاوین اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کی ہے کہ وہ نماز کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رمضان میں ادا کیا کرتے تھے بیس رکعتیں تھیں اور آنحضرت کے بعد حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت تک اسی طرح پر حال رہا ہر شخص اپنے لیے گھر میں یا مسجد میں ادا کیا کرتا تھا جو کسیقدر زمانہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا گذرا تو آدمیونکو ایک امام پر جمع کیا اور کہا نعمت البدعۃ ہذہ چنانچہ احادیث میں مذکور ہے انتہی کذا فی
شرح فقہ الحق و یختم فیہ نسو ماثور اور قرآن ختم کرے تراویح میں کہ ماثور ہے سلف سے ابن شاہین نے ابو اسحاق ہمدانی سے
روایت کی ہے کہ نکلے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ رمضان کی اول شب میں اور قندیلیں مسجد میں روشن تھیں اور
کتاب اللہ تلاوت کی جاتی تھی تراویح میں پس فرمایا نور اللہ لک یا ابن الخطاب فی قبرک کما نورت مساجد اللہ بالقرآن آہ
کذا فی شرح فقہ الحق اور مجمع العلم میں ہے کہ فقہا نے کہا ہے کہ تراویح میں ایک مرتبہ ختم کرنا سنت ہے کہا زیلعی نے کہ روایت کی
ہے حسن نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کہ پڑھے ہر رکعت میں دس آیتیں یا مثل اسکی اور یہی صحیح ہے اسلیے کہ اس طور میں سنت حاصل
ہوتی ہے تخفیف کے ساتھ کیونکہ تمام مہینے کی رکعتیں چھ سو ہوتی ہیں اور قرآن مجید کی آیتیں بھی چھ ہزار اور کسیقدر ہیں اور
نہ چھوڑے ختم کو بسبب سستی قوم کے پھر مختلف ہوئے ہیں اس آدمی کے حق میں کہ پہلے پورا ہونے مہینے کے ختم کرے پس بعضوں نے
کہا ہے کہ عشا کی نماز پڑھے باقی مہینہ میں بغیر تراویح کے اور یہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ وہ قرآن ختم کرنیکے لئے مشروع ہوئی ہیں
اور وہ تو ایک مرتبہ حاصل ہو چکا اور بعضوں نے کہا ہے کہ باقی مہینے میں تراویح ادا کرے اور پڑھے اوسمیں جو چاہے انتہی اور
چونکہ اس امر میں اختلاف ہے کہ تراویح میں جماعت افضل ہے یا جدا جدا پڑھنا پس مصنف کہتا ہے ویختار الانفراد ان خاف
الریاء اور اختیار کرے سالک تنہا ادا کرنیکو اگر ریا کا خوف رکھتا ہو یعنی اگر جماعت میں ریا کا خوف پایا جاوے تو گھر میں ادا کرے اور
ظاہر ہے کہ ریا کا دفع کرنا جماعت سے مقصود تر ہے والجماعۃ ان خاف الکسل اور اختیار کرے جماعت کو اور مسجد میں ادا کرے
جماعت کے ساتھ اگر سستی اور کسل کا خوف ہو تا کہ سنت ہاتھ سے نجاوے کیونکہ اکثر تنہائی میں سستی پیدا ہوتی ہے اور جماعت کی نشاط
سے نشاط میسر ہوتا ہے پس اس جہت سے جماعت افضل ہے ملا علی قاری کی شرح میں ہے کہ بعضوں نے کہا ہے کہ تنہا گھر میں ادا کرنا افضل ہے بسبب فرمانے
آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی فضل صلوۃ التطوع فی بیتہ علی صلاتہ فی المسجد کفضل صلوۃ المکتوبۃ علی صلاتہ فی البیت فضیلت نماز نفل پڑھنے
والی کا بیچ گھر اپنے کی اوپر نماز اوسکی کی بیچ مسجد کی مانند فضیلت نماز فرض کی ہے اوپر نماز اوسکی کی گھر میں یعنی جیسی کہ نماز فرض جماعت کی ساتھ
افضل ہے گھر کی پڑھنے سے اسیقدر نفل گھر میں افضل ہے مسجد سے روایت کیا ہے اسکو آدم ابن ابی ایاس نے کتاب الثواب میں حدیث ضمرہ بن حبیب سے
مرسلا یا روایت کیا ہے اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں پس کر دانا ہے اوسکو ضمرہ بن حبیب نے اور وہ روایت کرتا ہے ایک آدمی سے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
اور سنن ابو داؤد میں ساتھ اسناد صحیح کے ہے زید بن ثابت کی حدیث سے صلوۃ المرء فی بیتہ افضل من صلاتہ فی مسجدی ہذا الا المکتوبۃ نماز پڑھنا آدمی کا گھر اپنے میں بہتر
ہے نماز اوسکی بیچ مسجد میری کی جو یہ ہے سواے فرض کے اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے صلوۃ فی مسجدی تعدل بعشرۃ آلاف صلوۃ
فی المسجد الحرام تعدل بمائۃ الف صلوۃ والصلوۃ بارض الرباط تعدل بالفی الف صلوۃ واکثر من ذلک کلہ رکعتان یصلیہما العبد فی
جوف اللیل لا یریدبہما الا ما عند اللہ عز وجل ایک نماز بیچ میرے مسجد کی برابر ہے ساتھ دس ہزار نماز کی اور ایک نماز مسجد الحرام
میں برابر ہے ساتھ سو ہزار یعنی ایک لاکھ نماز کی اور ایک نماز میں رباط میں برابر ہے ساتھ دو لاکھ نماز کے اور اکثر ان سب سے

دو رکعتین مین کہ پڑہی اونکو سیدہ بوٹ رات تین کہ نہین ارادہ کرے ساتھ اون دونونکی مگر اوسکا کہ ہی نزدیک اللہ غالب اور بزرگ کی تقو
کیا ہے اسکو ابو الشیخ نی ثواب مین اور ذکر کیا ہی ابو الولید صفار نے کتاب الصلوۃ مین تعلیقاً اوزاعی کی حدیث سی کہا داخل ہوا مین اور یحیی کی کسیر
اسناد کی طرف پیری یہہ حدیث صلوۃ فی مسجدی افضل من ہذا کان رجل لیصلی رکعتین فی زاویۃ بیتہ لا یعلمہا الا اللہ اور بعضون نی کہا ہی کہ جماعت
افضل ہی بسبب فعل عمر رضی اللہ عنہ کی کیونکہ آن حضرت علیہ السلام تو دو رات یا تین راتین جماعت کی لیی نکلی تہی پہر نہین نکلی اور فرمایا خشیت ان
یفرض علیکم متفق علیہ من حدیث عائشۃ اور جمع کیا حضرت عمر نی آدمیونکو اوسپر بیچ جماعت کی کیونکہ خوف وجوب کا تو جاتا رہا تہا بسبب منقطع
ہونے وحی کی انتہی پہ تخییر ان اسمہا اور مختار بیچ جماعت اور اکیلی پڑہنے کی اگر امن مین ہو ان دونون یعنی ریا اور کسل سی لتضمن الجماعۃ البرکۃ
والانفراد فوۃ الحضور کسبب متضمن ہونی جماعت کی برکت کو اور متضمن ہونے انفراد کی زیادتی حضور کے تئین کیونکہ جماعت تشویش سی خالی
نہین ہی پس ان دونون مین سے جو کچہ کہ اپنے حال کی مناسب جانی اختیار کرے اور مختار یہہ ہے کہ تمام حال مین جماعت افضل ہی از روی
نظر کرنیکی اوپر فعل آن حضرت علیہ السلام کی کہ دو یا تین رات جماعت کی واسطی باہر تشریف لائی پہر عذر بیان فرمایا اور حضرت عمر جو وجوب
کے خوف سے امن مین تہی تو جماعت کے لیی بہت تاکید فرمائی انتہی اور نجم العلم مین ہی کہ یہہ خیار مشکل ہی اسلیی کہ ابن امیر الحاج نی نقل کیا ہی
بعض مشائخ سی کہ جسنے کہ تراویح کی نماز اکیلی پڑہی تو ہوگا سنت کا ترک کرنی والا اور وہ مسی ہی پہر کہا ساتھ اسکی فتوی دیتی تہی ظہیر الدین
مرغینانی بسبب اسکی کہ روایت کی گئی ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ جسقدر آپنی تراویح پڑہی ہین تو جماعت ہی کہ ساتھ پڑہی ہین اور ایسی ہی
منقول ہی صحابہ رضی اللہ عنہم سے پہر اگر کہی تو کہ یہہ اوسپر مبنی ہی کہ کتب شافعیہ مین مذکور ہی کہ اگر سستی اور کسل سی محفوظ ہے اور اسکی غائب
ہونیسی مسجد کی جماعت مین تعطیل نہین واقع ہوتی تو اکیلی پڑہنا افضل ہی اور نہین تو جماعت افضل ہی مین کہتا ہون کہ مصنف کی عبارت اس مطلب
کو صاف نہین اوا کرتی جاننا چاہیی کہ جمہور اس پر ہین کہ جماعت اسمین سنت ہی اوپر سبیل کفایت کی حتی کہ اگر سب اہل مسجد نی ترک کر دی تو گنہگار
ہونگی اور جو قائم کیا جماعت کو بعض سے لے تخلف عنہ تارک فضیلت ہی اور ہوگا مسی اور تصریح کی ہی رضی الدین نی محیط مین اس پر کہ یہی صحیح ہی اور
چلی ہین اپر قاضی خان اور صاحب ہدایہ اور صاحب کافی اور کہا ذخیرہ مین کہ یہی اکثر مشائخ کا قول ہی انتہی والکسوف اور محافظت کری اوس
نماز پر کہ سورج اور چاند کی گہن کی وقت پڑہی جاتی ہی نجم العلم مین ہی کہ ابن امیر الحاج نی کہا ہی کہ کسوف تغیر ہونی کو کہتی ہین اور فعل اسکا کبہی متعدی
ہوتا ہی اور کبہی نہین اور خسوف کہتی ہین نقصان کو اور بعضون نی کہا ہی کہ کسوف مطلق روشنی چلی جانیکو کہتی ہین اور خسوف روشنی کی
تغیر ہونیکو کہتی ہین اور مشہور تر فقہا کی زبان پر تخصیص کسوف کی ہی ساتھ شمس کے اور خسوف کی ساتھ قمر کی اور دعوی کیا ہی جوہری نی کہ
یہی افصح ہی اور بعضون نی کہا ہی دونون لفظ دونون معنون مین برابر ہین انتہی اور بعضون نی کہا ہی کہ شروع مین کاف ہی اور اخیر مین خی اور
قاموس مین ہی کہ کسف واسطی شمس کے ہوتا ہی اور خسف واسطی قمر کی یا خسوف اوسکو کہتی ہین کہ بعض اوسکا سیاہ ہو جاوی اور کسوف اوسکو
کہ کل سیاہ ہو جاوی کہا علی قاری نی ان فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم لکسوف الشمس وکذا القمر فی السنۃ الخامسۃ فی جمادی الاخری کما صححہ ابن حبان
انتہی اور حکایت کیا گیا ہے اجماع اوپر سنت ہونے نماز کی کسوف اور خسوف مین پس ثانی تو مسلم ہے اور اول مین نظر
ہے اسلیے کہ تحفہ اور محیط اور بدایع مین ہمارے بعض مشائخ سے منقول ہے کہ تحقیق وہ واجب ہے اور

اختیار کیا ہے اسکو صاحب سراج نے یہ ملخص ہے شرح ابن امیر الحاج کا اور کہا ابن الہمام نے صلوۃ کسوف سنت ہے نزدیک جمہور کے بلا خلاف
انتہی اور کہا ابن امیر الحاج نے کہ بسبب قول ارباب علم ہیئۃ کا کہ کسوف شمس کی حقیقت نہیں ہے کیونکہ وہ نہیں متغیر ہوتا ہے نے نفسہا
اور سوا اسکے نہیں کہ قمر حائل ہو جاتا ہے ہمارے اور اوسکے درمیان میں اور نور اوسکا باقی رہتا ہے اور خسوف قمر کے لیے حقیقت ہے
کیونکہ اوسکی روشنی شمس کی روشنی سے ہے اور خسوف اوسکا بسبب حائل ہونے زمین کے سایہ کے ہوتا ہے درمیان شمس کے اور درمیان
قمر کے ساتھ نقطہ تقاطع کے پس نہیں باقی رہتی ہے اوسمیں روشنی اصلا مردود ہے بہت وجہوں سے انمیں سے یہ ہے کہ اونہوں نے
کہا ہے کہ شمس قمر سے کئی چند زیادہ ہے جرم میں پس کیونکر حاجب ہو سکتا ہے صغیر کبیر کو انتہی اور باقی مسائل اسکے متعلق کتب فقہ
مین مذکور ہین انتہی ما فی مجمع العلم اور شرح علی قاری میں ہے کہ تحقیق ارشاد ہوا ہے إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا
لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى وَإِلَى الصَّلَاةِ تحقیق سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں نشانیوں اللہ تعالی کی سے نہیں
گہن ہوتے ہیں واسطے مرنے کسیکے اور نہ پیدا ہونے کسیکے پس جبکہ دیکھو تم پھر جنبش کرو طرف ذکر اللہ تعالی کے اور طرف نماز کے
یہہ فرمایا جبکہ انتقال کیا آپکے صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام نے اور خسوف الشمس پس کہا آدمیوں نے کہ سوا اسکے نہیں گہن ہوا ہے
واسطے موت اوسکی کے روایت کیا ہے اسکو بخاری اور مسلم نے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث سے ذکرنا اور فیہ فضیلۃ اور مخالفت کی
پھر اوس نماز کے پڑھا رہیں ونکے فضیلت میں آثار اور اخبار اوسی طرح ہے خسوف کی نماز اور سخت آندہی کی اور اندہیری دہشتناک کی اور
مسلط دائم کی اور برف کی برسنے کی اور عموم امراض کی اور استسقی کی اور زلزلوں اور صاعقوں کی اور ستاروں ٹوٹنے کی کالصلوۃ والم
مانند نماز لیلۃ الرغائب کی کہ ماہ رجب کے پہلے جمعے کی رات کا نام ہے بینابیع الحکم میں ہے رغائب جمع ہے رغیبۃ بمعنی عطا کثیر کو کہتے ہیں اور
وہ بارہ رکعتیں ہیں کہ پڑہی جاتی ہیں اول رات جمعے میں ماہ رجب کے پس تحقیق روایت کی گئی ہے ساتھ اسناد کے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپنے فرمایا نہیں ہے کوئی شخص کہ روزہ رکھے رجب کی پہلی پنجشنبہ کو پھر پڑھے ابین مغرب اور عشا کی بارہ رکعتیں کہ
فرق کرے درمیان ہر دو رکعتوں کے ساتھ سلام پھیرنے کے پڑہے ہر رکعت میں فاتحۃ الکتاب ایک مرتبہ اور انا انزلناہ تین
مرتبہ اور سورۃ اخلاص بارہ مرتبہ پس جبکہ فارغ ہو نماز سے درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ستر مرتبہ یہ درود اللہم صلی علی محمد النبی
الامی وعلی آلہ وسلم پھر سجدہ کرے ایک سجدہ اور کہے سجدے میں سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح ستر مرتبہ پھر اوٹھاوے
سر سجدے سے اور کہے رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم فانک انت العلی الاعظم ستر مرتبہ پھر دوسرا سجدہ کرے اور کہے اوس میں بھی
دعا جو اول سجدہ میں کہی تھی پھر سوال کرے سجدہ میں اپنی حاجت کو پس تحقیق وہ ادا کیجاتی ہے اور اوسمیں بہت فضائل ہے گنتی میں کذا فی
الاحیاء اور سوا اسکے نہیں کہ نام رکھے گئے لیلۃ الرغائب اسلیے کہ جبکہ گذرتی ہے تہائی رات نہیں باقی رہتا ہے کوئی فرشتہ تمام
آسمانوں میں اور نہ تمام زمینوں میں مگر یہہ کہ جمع ہوتے ہیں بیت اللہ اور اوسکے اطراف میں پس طلوع کرتا ہے اون پر اللہ تعالی
طلوع کرنا اپنا پس فرماتا ہے اللہ تعالی ای میرے فرشتو مانگو مجسے جو چاہو تم پس عرض کرتے ہیں اے رب ہمارے حاجت ہماری
تیری طرف ہے کہ بخش تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو جو رجب کے مہینے میں روزہ رکھتے ہیں پس فرماتا ہے اللہ تعالی البتہ تحقیق

کیا مہینے پہر اگر کل مہینے کی روزونکی طاقت نہین رکہتا ہے پس روزہ رکہے اوسکے اول دن کا اور بیچ کے دنکا اور آخر کے دنکا اوس سے
پس تحقیق دیتا ہے ثواب اوس شخص کا کہ روزہ رکہے تمام مہینے کا اسلیے کہ ثواب نیکیونکا دس مثل ہوتا ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے قسم ہے اوس ذات کی کہ میری نفس اوسکے قبضۂ قدرت مین ہے نہین ہے کوئی عبد اور نکوئی لونڈی کہ پڑہے یہ نماز مگر
یہ کہ بخشی جاتی ہین اوسکے لیے تمام گناہ اوسکے اگرچہ ہون مثل جہاگ دریا کے اور بقدر گنتی ریت کے اور بقدر وزن پہاڑونکے اور بقدر
گنتی قطرون بارانکے اور پتون درختون کے کذا فی غنیۃ الطالبین کہا سید نے مشکوۃ کی حواشی مین بیچ باب صیام تطوع کی کہ استدلال لائے
ہین علما ساتہہ حدیث لا تختصوا لیلۃ الجمعۃ لقیام من بین اللیالی الحدیث کی اوپر کراہیت اس نماز مبتدعہ کی جو مسمی ہے ساتہہ رغا
ئب کے اور تحقیق تصنیف کی ہین علمانے بہت تصنیفین اسکی قباحت مین اور نہکیے واضع اوسکے ہین و اللہ اعلم بالصواب انتہی اور ترجمہ العلم
مین بعد نقل کرنے ترکیب صلوۃ الرغائب کے لکہا ہے کہ جامع الاصول مین ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا ہے صلوۃ
الرغائب کا اور وہ اول رات جمعے کی ہے رجب کے بیچ ہے درمیان مغرب اور عشا کے موافق اوسی طریقے کے جو ذکر کیا گیا پہر کہا یہ
حدیث اون حدیثون مین سے ہے کہ پایے رزین کی کتاب مین پائی ہے اور نہین پائی مینے کسی کتاب مین صحاح ستہ سے اور یہ حدیث
مطعون فیہ ہے انتہی مین کہتا ہون سوا اسکے نہین کہ ذکر کرنا صاحب جامع الاصول کا اوس مین باوجودیکہ اوسنے عہد کیا ہے کہ نہین ذکر
کریگا اوس مین مگر وہ حدیث کہ ہوگی مذکور صحاح ستہ مین اسلیے ہے کہ یہ نماز جبکہ متعارف ہو گئی ہے درمیان آدمیونکے اور زاہد
کی ہے انہونے اوس پر اشارہ کیا اسکی طرف کہ یہ اونکا فعل مہینے سے مطعون حدیث پر تاکہ احتراز کرین اوس سے عبادت کرنیوالے
و نقل کیا ہے ابن امیر الحاج نے شرح منیہ مین امام زین الدین ابن رجب سے کہ احادیث مرویہ اس نماز کی فضیلت مین کذب و باطل ہین اور
صحیح نہین ہے اور یہ نماز بدعت ہے نزدیک جمہور علما کی اونہین مین سے ہین ابو اسمعیل انصاری اور ابو بکر بن سمعانی اور ابو الفضل بن
ناصر اور ابو الفرج بن جوزی اور غیر اونکے اور نہین ذکر کیا ہے اسکو متقدمون نے کیونکہ پیدا ہوئی ہے بعد اونکے اور اول اون چیزونکے
ہے کہ ظاہر ہوتے ہے بعد چارسو برس کے پس اسلیے نہین پہچانتے ہین اوسکو متقدمین اور نہین کلام کیا ہے اوسمین انتہی اور
منقول ہے ابن جوزی سے کہ تحقیق اوسنے کہا ہے بعد چلانے حدیث کے جو وارد ہے اوسکی فضیلت مین کہ یہ حدیث موضوع
ہے اوپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تحقیق تہمت لگائی ہے ساتہہ اسکے ابن جہضم کو اور نسبت کیا ہے اسکو طرف کذب کے
انتہی پہر کہا ابن امیر الحاج نے کہ تحقیق شیخ عز الدین بن عبد السلام نے وضع کیا ہے اس حدیث کی رد مین ایک جز لطیف
اور نام اوسکا ترغیب عن صلوۃ الرغائب کہا ہے اور کہا کہ نہین مستفاد ہوتی ہے اوسکی صحت رزین کی ذکر کرنے سے اپنی کتاب مین
تجرید صحاح سے اور نہ ذکر صاحب احیا سے اور اعتماد اوسکا بسبب کثرت حدیثون ضعیف کی ہے جو اسمین وارد ہین اور لانا رزین کا
ایسی حدیث کو اپنی کتاب مین عجائبات سے ہے انتہی کہا گیا اقول حدیث اس نماز کا بیت المقدس مین ہوا صانہ اللہ تعالے اور
ملا علی قاری نے نووی سے نقل کیا ہے بیچ شرح اس حدیث کی لا تختصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین اللیالی الحدیث کہ تحقیق اس حدیث
مین نہین ہے خاص کرنے جمعے کی رات سے ساتہہ کسی نماز کی اور استدلال لائے ہین علما صلوۃ الرغائب کی کراہیت پر اس حدیث سے

اور تحقیق تصنیف کی ہین علما نے بہت تصنیفین اوسکی قباحت مین اور رد اہل روسکی و النصح مین الحق ہادی بجرم الظلم و رسالۃ الصیف من متعلق اس نماز

پندرھوین رات کی نماز کے ماہ شعبان سے کہ اوسکو حدیث مین لیلۃ البرأت کہتے ہین ابن ماجہ نے علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت

کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کہ ہووی پندرھوین رات شعبان سے پس نماز پڑھو اوسکی رات مین اور

رکھو اوسکے دن مین روزہ اسلیئے کہ اللہ تعالی نزول فرماتا ہے ساتھ رحمت کے اس رات مین بیچ وقت سے غروب آفتاب کے

کہتا ہے آیا کوئی ہے کہ مغفرت طلب کرے پس بخشون مین اوسکو آیا کوئی ہے کہ روزی طلب کرے پس روزی دون مین اوسکو آیا کوئی ہے

بیمار پس چھڑاؤن مین اوسکو بلا سے اور کوئی ہے کہ کچھ طلب کرے پس دون مین اوسکو وہ اسیطرح فجر کے طلوع ہونے تک فرماتا ہے

جریر اور ابن منذر نے کہ اکابر علما حدیث کی ہین عکرمہ سے اس آیت کی تفسیر مین فیہا یفرق کل امر حکیم روایت کی ہے کہ مراد اس

رات سے پندرھوین رات شعبان کی ہے کہ تمام سال کی تقدیرات رزق اور آجال اور اعمال وغیرہ سب اوسی رات مین لکھتے ہین اور تعداد

حاجیون کی زیادہ ہوتے ہین اور نہ کم اور دوسری حدیثین بہی اسکی فضیلت مین بہت ہین اس جگہ اسیقدر کفایت ہے انتہی اس شرح فقہ اکبر

مین ہے لکعۃ بالاخلاص الف مرۃ اور وہ یعنے شعبان کی پندرھوین رات کی نماز سو رکعتین ہین ساتھ ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص کی کہ ہر

رکعت مین دس بار ہوتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ ہر رکعت مین گیارہ بار قل ہو اللہ احد پڑھے اور اگر چاہے دس رکعتین پڑھے اور ہر رکعت مین

الحمد کے سو بار سورۂ اخلاص پڑھے وکانوا یسمونہا صلاۃ الخیر اور سلف کہ وہ طلب کرتے تھے اس نماز کو اسی رات مین اور

کہتے ہین اس نماز کا نماز خیر اور کبھی اس نماز کو جماعت سے پڑھتے تھے اور مروی ہے حسن بصری سے کہ انہون نے کہا کہ حدیث کی مجھسے تیس آدمی

اصحاب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ جو کوئی کہ پڑھے نماز مذکور کو اس رات مین نظر کرتا ہے اللہ تعالے اوسکی طرف ستر نظر ہر

پورے کرتا ہے ہر نظر مین ستر حاجتین اوسکی کہ ادنی اونکی مغفرت گناہون کی ہے کذا فی الاحیا انتہی العلم ہی ہے کہ اس قسم کی موضوع

غزالی کی جلالت قدر سے عجیب ہے نہایت عجب ہے اسلیئے کہ منقول ہے ابن صلاح سے کہ یہ نماز بیت المقدس مین سنہ چار سو اڑتالیس مین ایجاد

پیدا ہوئی ہے جیسا کہ ابن امیر الحاج کی منیہ کی شرح مین ہے اور ایسی ہے اور ثقات سے مروی ہے کہا نے شیخ علی القاری اور ابن الجوزی نے نقل

کہ تحقیق حدیث جو مروی ہے اس نماز مین کہ شعبان کی پندرھوین رات مین مشہور ہے ساتھ تینون طریقون کے نہین شک ہے اسمین کہ وہ

موضوع ہے اور راوی اوسکے تینون طریقون مین مجاہیل ہین اور کہا لآلی مین کہ سو رکعتین شعبان کی پندرھوین رات مین ہر رکعت مین

دس مرتبہ قل ہو اللہ کی ہر رکعت مین مع طول طویل فضیلت کی جو دیلمی وغیرہ کی حدیث مین ہے موضوع ہے کہا ابن امیر الحاج نے

اور پہچانتا ہے تو ہی حق کو حسن جگہ کہ کہا ہے کہ یہ دونون نمازین یعنے صلواۃ الرغائب اور شعبان کی پندرھوین رات کی نماز سو رکعتین

مذکور ہین دونون بدعت ہین مذموم اور دونون قبیح اور منکر ہین پس نہ اعتبار کیا جاوے ساتھ مذکور ہونے اون دونون کے قوت القلوب

اور احیاء غزالی مین اور نہ ساتھ اس حدیث کے جو مذکور ہے اونمین اسلیئے کہ وہ باطل ہے اور نہ اعتبار کیا جاوے ساتھ اوس کے لوگون کو کہ شبہ

ہو گیا ہے اون پر انکا حکم بعض ائمہ سے پس تصنیف کیے ہین اونکے استحباب مین بہت ورق انتہی اور نقل کیا ہے ابن امیر الحاج

نے بعض مالکیہ سے کہ اصل اسکا یہہ ہے کہ شہر نا قوم کا اوپر مجوس کے اہل سے تہے قوم کیسا اور ان دونون نمازون بیچ کی

جسم کے ڈھیرنے والونکے لیئے تو مغفرت اور توبہ کی امید کیجاتی ہے بخلاف ان نمازکے پڑہنے والونکے مین کہتا ہون کہ بیشک ثابت ہوچکا ہے کہ ان
دونون راتونکی فضیلتین ظاہر ہین اور نہین چھپاہے استحباب زندہ کرنے اونکے بیچ ساتھ عبادت کے اور نہین مکروہ ہے یہہ کہ نماز پڑہے او نمین او
نفل اپنے سوا اسکے نہین کہ امر منکر جسم ہوتا او ہووے گا بسبب مسجد مین اور شہرت اور جماعت کے ساتھ کہا علی قاری نے کہ بنا لیں تھے مسجد کے قدون نے
اونکے لیئے یہ سجدون مین و اسطے جمع ہونے عام لوگونکے اور واسطے طلب کرنے ریاست تقسیم کی اور حاصل کرنے خطام کی پہر تحقیق قائم کیا اللہ تعالے
نے ائمہ ہدی کو واسطے باطل کرنے سعی اونکی سے پس تلاش کیا اونکے امور کو اور کامل کیا اونکی ابطال کو بیچ شہرون مصر اور شام کے آٹھوین
صدی کی شروع مین انتہی اور کہا ابن امیر الحاج نے کہ لایق ہے زجر اور توبیخ کرنا اون دونون نمازون سے اور نہین جائز ہے کسی مسلمان کو اعانت
کرنا اوسپر اور نہ نظر کرنا واسطے طرف ہونے نماز کے تبرکات مین کیونکہ یہ معارض ہے ساتھ ہونے اون دونونکے بدعت اللہ تعالے کے
دین مین کہ نہین مشروع کیا ہے اوسکو اللہ تعالے نے اور نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ کیا ہے کسینے سلف صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم
تحقیق فرمایا ہے رسول اللہ صلعم نے شر الامور محدثاتہا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار الخ لائق ہے اولیا کو منع
کرنا اونکو اللہ تعالی کوشش اور مدد کرنا اوسپر باطل کرنے شعار جماعت کی اپنی نمازون مین اور ثواب دے گا او نکو اوسپر جبکہ قصد کرینگے
وہ ساتھ اسکے خالص رضامندی اللہ سبحانہ و تعالی کی انتہی اور مصنف نے بسبب اتباع احیا اور قوت القلوب کی مین نظر کی طرف اوسکے
تحقیق سے کہا عینی نے کہ آگ جلانا اوسرات مین پس گمان کیا ہے ابن حجہ نے کہ یہہ اول اوس امر کا ہے کہ تہا زمانہ یحیی بن خالد بن
برمک مین کیونکہ وہ برامکہ پہلے مجوسی تہے پس داخل کئے اونہونے دین اسلام مین جو چیز کہ پرستش کرتے تہے اوسکی انتہی ما فی البحر العالم
والاستخارۃ لفظ استخارہ ساتھ نصب کے معطوف ہے دو اتب پر اور ساتھ جر کی معطوف ہے صلوۃ الرغائب پر اور یہی مناسب ہے
ساتھ اوسکے جو مذکور ہے مابعد اسکے اور وہ یہ قول مصنف کا ہے رکعتی التحول اور استخارہ بہلائی طلب کرنیکو کہتے ہین کسی کام
کے کرنے نہ کرنے میں اور یہان مراد صلوۃ ماثورہ ہے یعنی اور مانند نماز استخارہ کے نزدیک ہر امر محمود او رنادر کے کرتے رہین بلکہ
بعض مشائخ اس نماز کو ہر روز بعد اشراق کے نماز کی پڑہتے ہین اور اسکو استخارہ دوامیہ کہتی ہین وکان علیہ الصلوۃ والسلام یعلمہا
تعلیم السورۃ من القرآن اور تہے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کہ تعلیم کرتے تہے صحابہ کو یہ نماز جیسا کہ تعلیم کرتے تہے کسی سورۃ
قرآن کی سے امام بخاری اور ترمذی اور نسائی اور ابوداود او ابن ماجہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ تہے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کہ تعلیم کرتے تہے ہمکو دعا استخارہ کی اور نماز اوسکی جیسا کہ تعلیم کرتے تہے کوئی سورۃ قرآن
سے اور فرماتے تہے آنحضرت جب قصد کرے ایک تمہارا کسی کام کا پس چاہیئے کہ ادا کرے دو رکعت نماز سوای فرض کے پہر پڑہے اس
دعا کو اللہم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانک
انت علام الغیوب اللہم ان کنت تعلم ان ہذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او عاجل امری واجلہ فاقدرہ
لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ہذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او عاجل امری واجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی
عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ یا الہی تحقیق مین طلب کرتا ہون تجہسے ساتھ استعانت اوس علم تیرے کی اور طلب قدرت کی

کرتا ہون مین اوپر یا بہتری کے اور حاصل کرنے اوسکے کی بواسطہ قدرت تیری کی اور مانگتا ہون تجھسے فضل تیری سے کہ بڑا ہے
بیشک تحقیق تو قادر ہے یعنے ہر چیز پر اور مین نہین ہون قادر یعنے کسی چیز پر مگر ساتھ قدرت تیری کے اور جانتا ہے تو اور مین نہین جانتا ہون
اور تو جاننے والا غیبونکا ہے یا الہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام کہ مین قصد اوسکا کرتا ہون بہتر ہے میرے لیے دین میرے مین اور
معیشت میری مین اور زندگانی میری مین یا انجام کار میرے مین یا بیچ اس جہان کے اور اوس جہان کے پس مقدر کر اوسکو میرے لیے اور آسان
کر اوسکو میرے لیے پہر برکت دے اوسمین میرے لیے اور اگر جانتا ہے تو کہ یہ کام برا ہے میرے لیے دین میرے مین اور زندگانی میری
اور انجام کار میرے مین یا اس جہان مین اور اوس جہان مین پس پہیر اوسکو مجھسے اور پہیر مجھکو اوس سے اور مقدر کر میرے لیے بہلائی جہان ہو
پہر راضی کر مجھکو ساتھ اوسکے انتہی الحدیث من شرح مختصر الحصن و نجم العلماء مین ہے کہ مصنف نے یہ قول کان علیہ السلام یعلمنا کما یعلمنا
السورۃ من القرآن اوس حدیث کی ایک ٹکڑے سے حاصل ہے کہ روایت کیا ہے اوسکو بخاری وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے قال
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کما یعلمنا السورۃ آخر حدیث تک کہ مشکوۃ اور حصن حصین مین کو ہے اور اس
قول مین کما یعلمنا السورۃ دلالت ہے شدت اعتنا پر ساتھ استخارہ کی بہلانا کہ اوسکی ترک مین بہلائی ہے جیسا کہ وارد ہے بیچ
حدیث مین کہ روایت کیا ہے اوسکو حاکم اور ترمذی نے سعد بن ابی وقاص سے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے اور لفظ اوسکے
یہ ہین من سعادۃ ابن آدم کثرۃ استخارتہ اللہ تعالی ورضاہ بما قضی اللہ تعالی لہ ومن شقاوۃ ابن آدم ترکہ استخارۃ اللہ وسخطہ بما قضی اللہ
تعالی لہ اور لفظ حاکم کے یہ ہین من سعادۃ ابن آدم استخارتہ ومن شقوتہ ترکہ استخارۃ واللہ تعالی شقوت ساتھ کسرہ شین معجمہ اور فتح اوسکے
شقاوت کو کہتے ہین اور دوسرے حدیث مین ہے کہ ما خاب من استخار ولا ندم من استشار ولا عال من اقتصد روایت کیا ہے اسکو
طبرانی نے اوسط مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اسکو علی قاری نے اور اذکار مین کہا ہے کہ پہلی رکعت مین بعد فاتحہ کے سورۃ کافرون
پڑہے اور دوسرے مین اخلاص اور نقل کیا ہے ابن امیر الحاج نے بعض سلف سے کہ پہلی رکعت مین یہ آیت پڑہنا وربک یخلق ما یشاء ویختار
ما کان لہم الخیرۃ سبحان اللہ وتعالی عما یشرکون وربک یعلم ما تکن صدورہم وما یعلنون اور دوسری رکعت مین یہ آیت وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ
اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا لیکن حدیث مین اشارہ ہے طرف
اسکے کہ جو کچہ آسان ہو وہی پڑہے اور اسطرف بہی اشارہ ہے کہ نہ ہو وین دونون رکعتین استخارہ کی دو رکعتین فجر کی کیونکہ فجر کی دونون
رکعتین سنت کفایت کرتے ہین دونون سے جیسا کہ کہا ہے میرک نے اور اسطرف بہی اشارہ ہے کہ جسوقت چاہے پڑہے کہا
علی قاری رح نے اسطرف گئی ہے ایک جماعت اور اکثر اسپر ہین کہ اوقات مکروہہ کی سوا اور تمام وقتون مین پڑہے اور اختلاف
کیا گیا ہے اسمین کہ استخارہ کی نماز مسنون ہے یا واجب ترجیح دی ہے علی قاری رح نے اول کو اور کہا ہے علما نے کہ مراد امور سے جنکی
مین وارد ہے وہ امور ہین کہ ارادہ کرتا ہے اقدام کرنیکا اونپر اور نہ ہو وجود اونکا برابر ہے کہ مباح ہون مانند سفر کرنے اور تجارت
بنانے کے یا خیر محض ہون پس نکل گیا کہانا پینا وغیرہ اوس قسم سے کہ معتاد ہون اور کہا علی قاری نے کہ استخارہ عبادات مین
بہ نسبت واقع کرنے اوسکے کے ہے اوسکے وقت مین اور کیفیت اوسکی نہ بہ نسبت فعل کرنے اوسکے کے ہے اور کہا ابو

مستحب ہے شروع کرنا دعای مذکورہ کو اور ختم کرنا اسکا ساتھ الحمد للہ اور والصلوۃ والتسلیم علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اگر
متعذر ہو استخارہ کی نماز تو دعا کے ساتھ استخارہ کرے ترمذی مین ساتھ اسناد ضعیف کے مروی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان اذا اراد الامر قال اللہم خر لی واختر لی پہر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم یا انس اذا ہممت بامر فاستخر ربک فیہ سبع مرات ثم انظر الی الذی سبق الی قلبک فان الخیر فیہ کہا انس نے کہ فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ای انس جب کہ قصد کرے تو کسی امر کا پس خیر چاہ رب اپنے سے اوسمین سات مرتبہ پہر نظر کر طرف اوس شئے
کے کہ سبقت کرے طرف دل تیرے کے پس تحقیق خیر اوسمین ہے روایت کیا اس کو ابن سنی نے لیکن کہا نووی نے کہ اسناد اس کا غریب
ہے اور اوس مین ایسے آدمی ہین کہ مین اون کو نہین پہچانتا اور تحقیق کہا ہے شیخ الاسلام عبد اللہ بن محمد انصاری نے کہ خبر دی
مجکو احمد بن علی اصبہانی نے کہ یاد رکہتا ہون مین اون لوگون سے کہ مین نے دیکہا ہے وہ روایت کرتے تہے بشر بن احمد بن محمد بن
ابراہیم سے کہا حدیث کی ہے ہم سے اسمعیل بن محمد قطان نے کہا حدیث کی ہے ہم سے سلمہ بن شبیب نے کہا حدیث کی ہے ہم سے ابراہیم
بن خالد صنعانی نے کہا حدیث کی ہے مجسے عمرو بن عبد الرحمن نے کہا سنا ہے مین نے وہب بن منبہ سے کہ کہتے تہے کہا داؤد نے ای
عباد ک البغض الیک قال عبد استخارنی فی امر فخرت لہ فلم یرض کہا صاحب آداب الشرعیۃ نے کہ ظاہر یہ ہے کہ اسناد اس کے حسن ہے
تمام ہوا کلام ابن امیر الحاج کا اور نقل کیا ہے علی قاری رح نے شیخ الاسلام محمد بن عبد اللہ انصاری سے یہہ استخارہ منظومہ
یا خاسر العبید لا تترکن احدا اسدی ہدی الیک طریقۃ یہدیک اسباب الہدی ۃ اور یہی نقل کیا ہے شہاب الدین قرافی سے کہ تحقیق
اوس نے اپنے کتاب قواعد مین کہا ہے کہ بعض دعاؤن حرام سے وہ دعائین ہین کہ مرتب ہون اوپر ہستیناف مشیت کے جیسیکہ کوئی
شخص کہے اقدر لی الخیر کیونکہ دعا ساتھ وضع لغوی کے سوا اسکے نہین کہ متناول ہے مستقبل کو نہ ماضی کو اس لیے کہ وہ طلب ہے
اور طلب ماضی مین محال ہے پس مقتضے اس دعا کا یہہ ہوا کہ واقع ہو تقدیر اللہ تعالی کی زمانہ مستقبل مین اور اللہ تعالی پر مستحیل ہے
استیناف تقدیرات کا کیونکہ یہہ امر کے باب سے ہے بلکہ واقع ہوے ہین جمیع تقدیرات ازل مین پس مقتضے ہوگی یہ دعا اوس
شخص کے مذہب کو کہ اعتقاد کرتا ہے کہ قضا نہین ہے اور امر آنف ہے جیساکہ اخراج کیا ہے اوسکو مسلم نے خوارج سے اور وہ
فسق ہے بالاجماع پس اگر کہے تو تحقیق وارد ہوئی ہے دعا ساتھ لفظ اقدر کے استخارہ کی حدیث مین پس کہا ہے اوس مین و
اقدر لی الخیر حیث کان کہتا ہون مین کہ تعین ہے یہہ امر کہ اعتقاد کرے اسکا کہ تقدیر سے اس جگہہ تیسیر بسبیل مجاز کے ارادہ کی گئی ہے پس
داعی جبکہ اس مجاز کا ارادہ کرے تو کچہہ باک نہین ہے اور سوا اسکے نہین کہ حرام ہے اطلاق وقت عدم نیت کی انتہی فاحفظہا فعنہ
فائدۃ جلیلۃ ومنفعۃ عظیمۃ انتہی ما فی النجم مصحح ترجمہ کہتا ہے کہ کچہہ حاجت نہین ایسے تاویلات نکالنے کی کہ اللہ سبحانہ قادر ہے جب چاہکر
جسکے تقدیر کو پلٹے کیونکہ تقدیر لکہنے ہین لوح محفوظ کے لکہے کو اور اوس مین تغیر اور تبدل ہو سکتا ہے یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ
ام الکتاب ہان علم الٰہی مین تغیر نہین اور یہی مراد ہے جف القلم بما ہو کائن سے چنانچہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ نے اپنی بعض
تصانیف مین یون فرمایا ہے ای جف علے علم اللہ ورکعتی الدخول فی المنزل والخروج منہ اور محافظت کرے اوپر دو رکعتون کے وقت

آنے کے مکان میں اور وقت نکلنے کے اوس سے بیہقی نے شعب الایمان میں اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور ابن عدی نے
سے روایت کی ہے قال علیہ السلام اذا خرجت من منزلک فصل رکعتین یمنعانک مخرج السوء واذا دخلت منزلک فصل رکعتین
السوء فرمایا نبی علیہ السلام نے جب کہ نکلے تو منزل اپنے سے پس پڑھ دو رکعتیں منع کرینگے وہ دونوں تجھکو مخرج سوء
تو منزل اپنے کو پس پڑھ دو رکعتیں منع کرینگے وہ دونوں تجھکو مدخل برے سے اور حدیث میں اشارہ ہے طرف قول
رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق الآیہ انتہی کذا فی شرح ملا علی القاری و رکعتی دفع النفاق فی السفر و مثلہا
دو رکعتوں کے واسطے دفع کرنے نفاق باطنی کے دو رکعتیں دفع ہونے نفاق باطنی کے لیے پڑھے پہلی رکعت [illegible]
پڑھے اور دوسری میں سورۂ اخلاص پھر بعد فارغ ہونے کے یہہ دعا پڑھے اللہم انی اعوذ بک من النفاق والشقاق
وضیق الارزاق اور یہہ نماز ظاہرا مشایخ کے اعمال میں سے ہے کوئی روایت اس باب میں حدیث سے نہیں پائی گئی
والمسجد اور محافظت کرے اوپر تحیۃ الوضو کے جسکو شکر الوضو بھی کہتے ہیں اور تحیۃ المسجد کے کہ دو رکعتیں بعد وضو اور داخل
ہونے مسجد کے مستحب ہیں نجم الحلیم میں ہے کہ متقی شمار کیا ہے زیلعی نے تحیۃ الوضو کو اوسکی آداب میں سے اور بخاری نے روایت کی
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبلال عند صلوۃ الفجر یا بلال حدثنی بارجی عمل عملتہ فی
الاسلام فانی سمعت دف نعلیک بین یدی فی الجنۃ قال ما عملت عملا ارجی عندی انی لم اتطہر طہورا فی ساعۃ من لیل او نہار الا صلیت
بذلک الطہور ما کتب لی ان اصلی کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو وقت نماز فجر کے
اے بلال بیان کر [illegible] میری بہت امید رکھا گیا عمل کہ کیا تو نے اسلام میں یعنی کونسا عمل ہے تیری پاس کہ امید اوسکی ثواب کے
بہت رکھتا ہے اس لیے کہ تحقیق سنے میں نے آواز پاپوش تیری کے آگے اپنے بہشت میں فرمایا کہا بلال نے کہ نہیں کیا میں کوئی عمل
کہ بہت امید رکھا گیا ہو نزدیک میری اس بات سے کہ تحقیق میں نے نہیں طہارت کی کوئی طہارت کسی وقت میں رات ہو یا دن
مگر پڑھے ہیں میں ساتھ اوس طہارت کے اوس قدر کہ مقدر کی گئے میرے لیے یہہ کہ نماز پڑھوں میں اور روایت کی ہے مسلم
نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یتوضأ فیحسن الوضوء ویصلی رکعتین یقبل بقلبہ
ووجہہ علیہما الا وجبت لہ الجنۃ کہا عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے ایک کہ وضو کرے
اچہا کرے وضو اور پڑھے دو رکعتیں کہ متوجہ ہو ساتھ دل اور منہ اپنے کے اوپر مگر واجب ہوگی واسطے اوسکے بہشت
تحیۃ المسجد پس مذکور ہے شرح ابن امیر الحاج میں کہ تحقیق حکایت کیا گیا اجماع اوسکی سنت ہونے پر اور کہا زیلعی نے
تحیۃ المسجد سنت ہے اور وہ دو رکعتیں ہیں قبل اسکے کہ بیٹھے مسجد میں بسبب فرمانے نبی علیہ السلام کے اذا دخل احدکم
المسجد فلا یجلس حتی یصلی رکعتین یعنی جب کہ داخل ہو ایک تمہارا مسجد میں پس نہ بیٹھے یہاں تک کہ پڑھے دو رکعتیں اور ادا کرنا
تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو سکتا ہے انتہی کہا علی قاری نے اپنے شرح میں کہ عوام الناس جو کہ مسجد میں آ
پہر نماز کی واسطے کہڑے ہوتی ہیں یہہ باطل ہے اسکے کچھ اصل نہیں انتہی اور اختلاف کیا گیا ہے اس

بعد ساقط ہو جاتی ہین یا نہین پس نقل کیا ہے ابن امیر الحاج نے سرجی سے کہ تحقیق وہ نہین ساقط ہوتی ہین نزدیک اصحاب ہمارے کے
پس کہا ہے حلیہ مین جسوقت کہ داخل ہو مسجد مین واسطے حکم کے بیٹھے پس وہ مختار ہے ہمارے نزدیک اگرچہ تحیۃ المسجد داخل ہونے کے وقت
پڑہے اور چاہیے لوٹنے کے وقت پڑہے پس نہین ساقط ہوتی ہین بیٹھنے سے کیونکہ وہ واسطے تعظیم اور حرمت مسجد کے ہین پس
جس وقت مین پڑہے مقصود حاصل ہو جاویگا انتہی اور اس سے نہ ساقط ہونے کے موید یہہ حدیث ہے کہ اخراج کیا ہے اوسکو ابن حبان
نے اپنے صحیح مین ابی ذر سے قال دخلت المسجد فاذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس وحدہ فقال یا ابا ذر ان للمسجد تحیۃ وان تحیتہ
رکعتان فقم فارکعہما قال فقمت فرکعتہما کہا داخل ہوا مین مسجد مین پس ناگاہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اکیلے
پس فرمایا اے اباذر تحقیق واسطے مسجد کے تحیت ہے اور تحقیق تحیت اوسکا دو رکعتین ہین پس کھڑا ہوا اور پڑھ دو نون کو کہا پھر
ابوذر نے پس کھڑا ہوا مین پس پڑہی مین نے وہ دونون اور شافعیہ اس طرف گئے ہین کہ وہ بیٹھنے سے ساقط ہوجاتے ہین بسبب ظاہر حدیث
کے کہ پہلی بیان کی گئی واذا دخل احدکم المسجد الحدیث اور جواب دیا ہے ہمارے اصحاب نے کہ یہہ شرط نہین ہے بلکہ بیان اولی
کا ہے اور جو مسجد مین کئی مرتبہ گذری تو ہر دن مین ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑہے نہ ہر مرتبہ کذا فی الخلاصۃ انتہی مانے النجم اور شرح
علی قاری مین ہے کہ تحیۃ المسجد پہلے بیٹھنے کے پڑہے اور تحیۃ الوضو مستحب ہے اسلیے کہ وضو عبادت مقصودہ ہے واسطے نماز
وغیرہا کے اور بے وضو ہونا عارض ہوتا ہے بعد اوسکے اور بسا اوقات طاری ہوتا ہے حدث قبل صلوۃ کے پس مبادرت اور شتابی
کرنا ان دونون رکعتون کے طرف واسطے باقی رکھنے مقصود وضو کے ہے قبل فوت ہونے کے اور سیر اوسکے حدیث بلال کے
کہ آن حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کون سے عمل سے بہشتی اور سبقت کیے تو نے میرے پر بیچ
بہشت کے نہین داخل ہوا مین بہشت مین مگر یہہ کہ آواز تیری نعلین پاؤن کے اپنے آگے سنی مین نے پس عرض کیا بلال نے
مین کچھ نہین جانتا مگر یہہ کہ نہ لے وضو برابر مگر یہہ کہ اوسکے متصل وضو کیا مین نے اور دو رکعت نماز پڑہے روایت کیا ہے اس حدیث
کو بخاری اور مسلم نے ابی ہریرہ سے اور تحیۃ المسجد سنت موکدہ ہے حتی کہ نہین ساقط ہوتے ہین شافعی کی مذہب مین اگرچہ
جمعہ کے دن خطیب خطبہ پڑہتا ہو اور تحقیق وارد ہوا ہے اذا دخل احدکم المسجد فلا یجلس حتی یصلی رکعتین روایت کیا ہے اسکو ابن عدی
اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے انتہی شرح شیخ فتح الحق مین ہے کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے ابی قتادہ انصاری
رضی اللہ عنہ سے اور کہا ہے اوس مین کہ یہی حدیث شافعی کی تمسک ہے بیچ واجب ہونے تحیۃ المسجد کے اور حمل کیا ہے امر کو اوپر وجوب کے
اور ہمارے نزدیک امر واسطے ندب کے ہے پس ہمارے نزدیک وہ مستحب ہو نہین انتہی ولا یتعین لہا التطوع لحصول المقصود فی غیرہ او رتطوع
متعین ہوتے ہین واسطے تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کے نفل علیحدہ بسبب حاصل ہونے مقصود کے بغیر نفل مین جو ہو صون الوضوء و
الدخول عن التعطل اور وہ مقصود نگاہ رکھنا وضو اور دخول مسجد کا ہے بیکاری سے اور عدم ملنے کا رستے
حصول علت غالبہ اوسکے کا ہے یعنی اگر بعد وضو یا بعد داخل ہونے مسجد کے ساتھ نماز فرض یا سنتون کے مشغول ہوا
تو یہہ کفایت کرتا ہے حاصل ہونے مقصود مین اور علیحدہ نفلون کی حاجت تحیہ کے واسطے نہین ہے بل الفرض افضل

بلکہ اور اگر نماز فرض نماز کا بعد وضو اور داخل ہونے مسجد کے بہتر زیادہ ہے علیحدہ تحیت ادا کرنے سے کیونکہ ثواب فرض میں زیادہ ہے
اور اسلیے کہ وہ قوی تر عبادتون کا ہے کما فی بحر العلوم ہے کہ کہا ابن امیر الحاج نے اگر مشغول ہوا مسجد مین داخل ہونے کے الا فرضون میں درحالیکہ
نیت کرنے والا تھا تحیہ کا تو قائم ہونگے یہی فرض مقام تحیۃ المسجد کے بسبب حاصل ہونے تعظیم کے اور اونچی کتابون میں سے کہ اس
پر تصریح کی ہو پایا ہم اسی آرہا علی قاری کی عبارت سے سمجھا جاتا ہے کہ سنت موکدہ بھی اوسکی قائم مقام ہو سکتی ہین پھر اگر کہا جاوے
کہ جو تحیہ کی نیت کی ساتھ فرضون کے تب بھی تحیہ ادا ہو جاویگی یا نہین تو جواب اس کا یہہ ہے کہ ابن امیر الحاج نے رضی الدین کی محیط
سے نقل کیا ہے کہ جو وقت تکبیر کہے واسطے نماز کے اوس حال مین کہ نیت کرنے والا تھا ظہر اور تطوع کا پس نزدیک امام ابو یوسف کے
جائز ہے فرض سے بسبب قوت اوس کے کے اور بیشک روایت کی ہے حسن نے امام ابو حنیفہ سے انہین کے قول کی مانند اور امام محمد کے
نزدیک دونون نیتین لغو ہو گئین پس نہ داخل ہوگا نماز مین پھر کہا ہے کہ مشابہ بحق ابو یوسف کا قول ہے اور پوشیدہ نہ ہے کہ یہہ
نماز واسطے تقرب الی اللہ کے ہے نہ تقرب الی المسجد کے پس مصنف کے قول تحیۃ المسجد مین تسامح ہے کہ مراد اوس سے تحیہ رب اوس کے کا
ہے کیونکہ آدمی جب کہ بادشاہ کی دربار مین داخل ہوتا ہے تو بادشاہ کو سلام کرتا ہے نہ اوسکی دربار کی جگہہ کو انتہی ولا ینوی الصلوۃ
للوضوء بل الطلق اور نہ نیت کرے نماز کے واسطے وضو کے یعنی تحیۃ الوضوء مین یون نیت نکرے نویت ان اصلی للہ تعالی رکعتین للوضوء
بلکہ مطلق نفل کی نیت کرے لان الوضوء للصلوۃ دون العکس اس لیے کہ تحقیق مشروعیت وضو کی واسطے نماز کے ہے نہ عکس اسکا کہ نماز
واسطے وضو کے مشروع ہو پھر اگر نماز مین واسطے وضو کے نیت کرے تو خلاف وضع کے ہوگا اور مطلق نیت مین کچھ باک نہین ہے
لیکن اگر نیت شکر توفیق عبادت وضو کی کرے یعنی یون کہے نویت ان اصلی شکر التوفیق الوضوء تو کچھ بعید نہین ہے ویکثر نفی الاوقات
المکروہۃ اور پرہیز کرے نماز پڑھنے سے اوقات مکروہہ مین خواہ نفل ہون خواہ فرض اور اوقات مکروہہ طلوع اور غروب اور استوا کی وقت
ہین اس لیے کہ مسلم نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ اوس نے کہا تین وقت ہین کہ روکتے تھے ہمکو آن حضرت علیہ الصلوۃ والسلام اوس
مین نماز پڑھنے سے ایک وقت شروع نکلنے آفتاب کی جب تک کہ بقدر ایک دو نیزہ کے بلند ہو جاوے دوسری وقت استوا کی جب تک
کہ آفتاب زوال کرے تیسری وقت میل کرنے آفتاب کی غروب کی طرف جب تک کہ غروب ہو جاوے انتہی اور ہمارے مذہب مین یہہ نہی فرض
اور نفل دونون کو شامل ہے پس نہین جائز ہے نماز ادا نہ قضا مگر اوس دن کی عصر کے اور نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت یعنی یہہ جائز
ہین انتہی کذا فی شرح فخر الحق اور مظاہر الحق مین ہے کہ شامل ہے یہہ نہی تینون وقتون کو کہ حرام ہے نماز اون مین کہ وہ وقت طلوع
اور غروب اور استوا یعنی ٹھیک دوپہر کا وقت ہے اور شامل ہے اون وقتون کو کہ نماز نفل اون مین مکروہ ہے وہ مابعد
فجر اور عصر کا ہے اور ہمارے مذہب مین بھی شامل ہے فرض اور نفل کو پس پہلی تینون وقتون مین جائز نہین
ادا و قضا مگر عصر اوسی دن کے اور نہین جائز ہے نماز جنازہ کے اور نہ سجدہ تلاوت کا اور جائز
ہے نماز جنازے کی جب کہ حاضر ہووے اونہین وقتون مین اور جائز ہے سجدہ تلاوت کا جو پڑھی جاوے آیت
سجدے کی اونہین وقتون مین لیکن اولی تاخیر ہے اون کی اون وقتون سے اور جائز ہے یہ دونون یعنے

نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت کا اور قضا بعد نماز فجر او عصر کے اور مجمع البحار مین ہے کہ ثبوت نہی کا نماز پڑھنے سے اوقات مکروہ
مین علماء حنفیہ کے نزدیک ہے اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تحیۃ المسجد اوقات مکروہہ مین بہی ادا کیجاوین نہ اور نمازین
اجیاء مین ہے کہ نہین مستحب ہے کوئی نفل نماز پڑھنا اوقات مکروہہ مین مگر تحیہ پہر کہا ہے لو تحقیق بعض صوفیہ کو دیکہا ہے
کہ اوقات مکروہہ مین تحیۃ الوضوء کی دو رکعتین پڑہتے تہے اور یہہ نہایت بعید ہے اسلئے کہ وضو نہین ہوتا ہے سبب واسطے
نماز کے بلکہ نماز وضو کا سبب ہے پس لائق ہے یہہ کہ وضو کرے تاکہ نماز پڑہے نہ یہہ کہ نماز پڑہے اسلئے کہ اسنے وضو کیا ہے
انتہی اور جو داخل ہوا کوئی آدمی مسجد مین وقت مکروہ مین سوائے نماز کے یا بے وضو داخل ہوا اور کہا چار مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ
لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور بعضون نے زیادہ کیا ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بہی پس تحقیق مروی ہے
بعض سلف سے کہ یہہ چار مرتبہ ان کلمات کو پڑہنا برابر ہے دو رکعتون کے فضیلت مین ایسے ہی ہے شرح علی قاری مین
اور ایسی ہی کہا ہے غزالی نے اونکے حق مین کہ بے وضو داخل ہوا انتہی مافی المجمع اور ملا علی قاری کی شرح عین العلم مین ہے کہ
مکروہ ہے مسجد مین بے وضو اور بے تیمم کے داخل ہونا اور جو داخل ہوا واسطے عبور کے ضرورۃً یا بیٹہا اوقات مکروہہ مین
پس چاہیے کہ کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ چار مرتبہ پس کہا گیا ہے کہ یہہ برابر ہوتا ہے دو رکعتون کے فضیلت مین
اور یہہ شاید کہ ماخوذ ہے اوس سے کہ وارد ہوا ہے وَاِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا اور تفسیر کیا ہے ریاض کو ساتہ
مساجد کے اور رتع کو ساتہ کلمات مذکورہ کے واللہ سبحانہ اعلم انتہی پہر شروع کیا مصنف نے بیان وجہ مکروہ ہونے
نماز کا اوقات مکروہہ مین پس کہا تَقْیِیْدُہَا بِتِلْکَ الْاَوْقَاتِ اسلئے کہ اون اوقات مکروہہ مین عبادت کیجاتی ہے بتون کے جیسا کہ
دلالت کرتے ہین یہہ حدیثین پس معبود حقیقی کی پرستش مین بت پرستون اور آفتاب کے پوجاریون کی مشابہت نکرنا
چاہیے وَتَنْتَشِرُ الشَّیَاطِیْنُ اور پراگندہ ہوتے ہین اون وقتون مین شیطان اور جن اور وسوسہ ڈالتے ہین آدمیون کے
دلونمین تحقیق وارد ہوا ہے اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَہَا قَرْنُ الشَّیْطَانِ فَاِذَا طَلَعَتْ قَارَنَہَا فَاِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَہَا فَاِذَا
اسْتَوَتْ قَارَنَہَا فَاِذَا زَالَتْ فَارَقَہَا فَاِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَہَا فَاِذَا غَرَبَتْ فَارَقَہَا تحقیق آفتاب نکلتا ہے اور ساتہ
اوسکے ہوتا ہے سینگ شیطان کا پس جسوقت طلوع کرتا ہے نزدیک ہوتا ہے آفتاب کے شیطان پہر جسوقت بلند ہوتا ہے
جدا ہوجاتا ہے اوس سے پہر جسوقت دوپہر ہوتا ہے نزدیک ہوتا ہے اوس سے پہر جب ڈہلتا ہے آفتاب جدا ہوتا ہے
اوس سے پہر جب قریب ہوتا ہے غروب کے نزدیک ہوتا ہے اوس سے شیطان پس جب غائب ہوچکتا ہے جدا ہوتا ہے
اوس سے روایت کیا ہے نسائی نے حدیث عبد اللہ صنابحی سے اور وہ مرسل ہے وَفِی الْکَفِّ تَجْدِیْدُ الشَّوْقِ اِلَی
الْعِبَادَۃِ اور بہی نفس کے باز رکہنے مین نماز سے ان اوقات مین تازہ اور زیادہ ہوتا ہے شوق طرف عبادت کے
اسلئے کہ مواظبت اور ہمیشہ عبادتون پر اوپر ایک نمط کے ملال پیدا کرتا ہے اور جبکہ ان اوقات مین نفس کو کسیقدر آرام
اور تسکین حاصل ہوجاوے تو نشاط اور خوشی زیادہ ہوتی ہے اور نماز پر حرص زیادہ ہوتی ہے بمقتضاے اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ

بابنع کی نجم العلم مین ہے کہ ملا علی قاری نے قاضی سے نقل کیا ہے کہ اختلاف کیا ہے علما نے بیچ جواز نماز کی اوقات مکروہہ مین اور بعد صلوۃ صبح کے
طلوع تک اور بعد نماز عصر کے مغرب تک پس گئے ہین داؤد ظاہری طرف جائز ہونے نماز کے اونمین مطلقا اور تحقیق روایت کیا ہے اسکو
صحابہ کی ایک جماعت سے پس شاید کہ انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہی کو تنزیہ پر حمل کی ہے نہ تحریم پر اور مخالفت کی ہے
اونکے اکثرون نے پس کہا شافعی رحمۃ اللہ نے نہیں جائز ہے ان وقتون مین وہ نماز کہ اوسکا کچھ سبب نہوا اور وہ نماز کہ اوسکا
سبب ہو جیسے کہ منذورہ اور قضا فائتہ سو جائز ہے اور مستثنی کیا ہے مکہ اور استواء کا جمعہ کے دن مین اور کہا ابو حنیفہ نے جملہ
حرام ہے ہر نماز اوقات مکروہہ مین مگر اوسی دن کی عصر کی نماز آفتاب زرد ہونے کے قریب اور حرام ہے نماز منذورہ اور نماز طواف بعد فجر و
نماز دونکی نہ فرض نماز جو قضا ہو گئی ہو اور نہ سجدہ تلاوت کا اور نہ جنازہ کی نماز اور کہا مالک نے حرام ہین اونمین نوافل سوا فرائض کے
اور موافقت کی ہے انکی بیچ امام احمد نے سوا اسکے کہ جائز رکھا ہے اونمین دوگانہ طواف کا انتہی اور نوافل بہت ہے وہ نمازین ایسی
ہین کہ مصنف نے اونکا ذکر نہین کیا ایک نماز توبہ دوسری نماز حاجت نماز توبہ کے پڑھنے کا طریق یہ ہے کہ گنہگار کو چاہیے کہ وضو کرے
اور غسل افضل ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ ٹھنڈے پانی سے اکمل ہے اور پڑھے دو رکعتین پہلی رکعت مین بعد فاتحہ کے سورہ
کافرون پڑھے اور دوسری مین سورہ اخلاص یا پہلی رکعت مین یہ آیت کریمہ والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم یعلمون تک
اور دوسری مین یہ آیت ومن یعمل سوءا او یظلم نفسه رحیما تک پھر استغفار کرے اللہ تعالی سے اور یہ توبہ ہے ساتھ
ندامت اور حسرت اور کثیرے گناہ کے اور عزم جزم کرنے کی اس پر کہ پھر نہ عود کریگا ہمیشہ اور تدارک کرے حقوق کا جو اسکی ذمہ پر ہو نا
اور یہ طریقہ مشکوۃ کی شرح سے سمجھا جاتا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ کی حدیث کے پاس سے انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ما من رجل یذنب ذنبا ثم یقوم فیتوضا ثم یصلی ثم یستغفر اللہ تعالی الا غفر اللہ له الی آخر الحدیث کہا سنا مین نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہین کوئی شخص کہ گناہ کرے گناہ کرنا پھر کھڑا ہو وضو کرے پھر نماز پڑھے پھر بخشش چاہے
گناہونکی اللہ تعالی سے مگر کہ بخشتا ہے اللہ اوسکو آخر حدیث تک اور یہ نماز مستحب ہے اور دوسری نماز صلوۃ حاجت ہے
طریقہ اوسکا حصن حصین مین مذکور ہے اور وہ مشہور ہے جس کا جی چاہے اوسمین دیکھ لے انتہی مافی النجم اور مطبوع الحکم مین بیچ
صلوۃ الحاجت کا طریقہ احیاء العلوم سے یون نقل کیا ہے کہ وہیب بن الورد سے مروی ہے کہ اوسنے کہا کہ بعض دعائون مین سے
وہ دعا ہین کہ نہین رد کی جاتی ہین اونمین سے یہ ہے کہ پڑھے بارہ رکعت نماز ہر رکعت مین فاتحۃ الکتاب اور آیۃ الکرسی اور سورہ اخلاص پس جب
فارغ ہو چکے نماز سے سجدہ مین گر پڑے اور کہے سبحان الذی لبس العز وقال به سبحان الذی تعطف بالمجد وتکرم به سبحان الذی احصی کل شیء بعلمه سبحان
الذی لا ینبغی التسبیح الا له سبحان ذی المن والفضل سبحان ذی الطول والنعم اسالک بمعاقد العز من عرشک ومنتهی الرحمة من کتابک وباسمک
الاعظم وجدک الاعلی وکلماتک التامات التی لا یجاوزهن بر ولا فاجر پھر درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر اپنی حاجت طلب کرے کہ اوسمین
کچھ معصیت اور گناہ نہو پس قبول کیجاویگی انشاء اللہ تعالی کہا وہیب نے کہ ہمکو پہنچا ہے کہ وہ کہتے تھے نہ تعلیم کرو تم اوسکو بیوقوفونکو
پس مداومت کرینگے اللہ تعالی کی معصیت پر اوس نماز کو روایت کیا ہے ابن مسعود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور [illegible]

اور دین و دنیا کے امور مین نہایت مضطر ہو تو یہہ نماز پڑہے انتہیٰ اور یہہ سب کہ مذکور ہوئے اوراد و اعمال اور صلوٰۃ اور امثال اسکی سب سالکین
اور زہاد اور عباد کے لیے ہین کہ عبادت اور اوراد پر مولع اور حریص ہون اما العارف المستغرق ہمتہ فیہ تعالیٰ اسکے پہچاننے
ذوالاحد عبودیت اور لطائف ربوبیت اور اسرار الوہیت کا کہ مستغرق ہو قصد اوسکا اللہ تعالیٰ کی محبت مین پس نہ دوست رکھتا ہو
مگر اللہ تعالیٰ کو اور نہ توقع رکھتا ہو رزق کی اوسکی غیر سے اور نہ نظر کرتا ہو کسی چیز مین مگر یہہ کہ دیکھتا ہو اللہ تعالیٰ کو اوسمین پس جو شخص
کہ اس درجہ کو پہنچ جاوے نہ اقتصار کرے انواع اوراد پر بلکہ ورد اوسکا ایک ہے جیسیکہ بیان کیا مصنف نے ساتھ قول اپنے کے
پس کہا نور ذوالحضور بعد الفرائض والرواتب پس ورد اوس عارف کا اور عبادت اوسکی حضور قلبی ہے ساتھ پروردگار اپنے کے
بعد نماز پنجگانہ اور سنن موکدہ کی کہ یہہ کسی سے ساقط نہین ہوتی ہین اگرچہ مستغرق ہو اور عارف کو سنن زوائد اور اعمال کی حاجت
نہین ہے اور ایسے عارف کی بہت علامتین ہین کہ مصنف نے اونکیطرف اپنے قول مین اشارہ کیا ویعرف بان لا یہم بمعصیۃ
اور پہچانا جاتا ہے عارف ساتھ اس علامت کے کہ ہرگز گناہ کا قصد نکرے اور عزم معصیت پر نکرے نجم العلم مین ہے کہ ظاہر یہہ ہے
کہ مراد ہم سے عزیمت اور قصد مصمم ہے اور نہین تو وہ خطرات کہ دل مین ثابت نہین رہتے وہ ماخوذ نہین ہین اور اسیواسطے احیا
کی عبارت سے عدول کیا ہے کہ اوسمین یون تہا ولا یخطر بقلبہ معصیۃ اگرچہ یہہ بہی صحیح ہے ساتھ تاویل مبالغہ کی الخ ولا یفتر بطاعۃ اور
ساتھ عبادت پروردگار کے اور اوسکو کچہ اعتبار مین نہ شمار کرے بسبب کمال لذت اوٹہانیکے ساتھ اوسکے ولا ینزعج بمصیبۃ اور
بے چین اور نہ جزع فزع کرے اور مضطرب نہو کسی مصیبت سے کہ اوسکو پہنچے جیسیکہ آل اولاد اقارب کا مرجانا یا مال فوت ہوجانا
کسی بیماری کا پیدا ہونا یا غرق ہوجانا اور اسیکے مانند بلکہ ان بلاؤن سے متلذذ ہووے اور شکر کرے انزعاج ازجائے برکندن
یعنی من مکانہ فانزعج کذا فی الصراح والانقلاب بامر عظیم او متغیر ہووے حال اوسکا بسبب پیدا ہونے کسی بلائے عظیم کے
جیسیکہ قحط اور وبا اور مانند اوسکے بلکہ پہلے سے زیادہ وقت پیدا ہونے ان بلاؤن کے کہ عالم ملکوت سے ہین متفکر اور بشاش ہو
وجہ اسکا کون ہے اور سبب حدوث اونکا کیا ہے ما اصابک من سیئۃ فمن نفسک نجم العلم مین ہے کہ کہا احیاء مین یہ مرتبہ
نبی ہون یا صدیقون کا ہے اور نہین وصول ہو سکتا ہے اسکی طرف مگر بعد ترتیب اوراد کے اور مواظبت کرینگے اون پر ایک زمانہ
تک پس نہین لائق ہے کہ مغرور ہوجاوے مرید ساتھ اوس چیز کے کہ پیر سے سنتا ہے پس چہوڑ دے اوسکو اپنے
...ن کے لیئے اور پہر جاوے اپنی رب کی عبادت کے وظیفون سے لنتی اور اسیطرح ہمارے زمانہ مین بہی بعض جہال سے شایع ہوگیا ہے کہ جب انہون نے
پیر کا ہاتھ پکڑا اب گمان کرلیا کہ اللہ تعالیٰ سے واصل ہوگئے پاک ہے اللہ تعالیٰ اوس چیز سے کہ یہ بیان کرتی ہین پس چہوڑ دیتے ہین فرائض
واجبات کو اور علما اور فضلا اور عابدون اور زاہدونکی طعن اور مذمت مین مشغول ہوجاتے ہین خبردار ہوجاؤ کہ یہی مفسد ہین لیکن نہین
...تے اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین من ہمزات الشیاطین ووفقنا اللہ علی طاعۃ رب العالمین وخدمۃ سنۃ سید المرسلین وجعلنا من العارفین
المستغرقین ومن المقربین الواصلین صلے اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین انتہی ما فی النجم بسم اللہ الرحمن الرحیم جبکہ فارغ ہوا مصنف نماز سے کہ
علم ہے عبادات اور عبادتونکا ستون ہے اسلیئے اوسکو ام العبادات کہتے ہین پس شروع کیا بیان اوس

یفتر

چیز کو کہ نماز کے قریب ہے بہت مواضع مین قرآن اور حدیث سے بسبب مناسبت اون دونونکے بیس کہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الثانی فی فضل الانفاق والقناعۃ کتاب عین العلم کی بیچ بیان فضیلت خرچ کرنیکے خدا تعالی کی راستی مین اور فضیلت قناعت کی اور انفاق کہ وہ نکالنے کو کہتے ہین اور وہ دو قسم ہی مفروض اور تطوع پس مفروض کا اندازہ اور اوسکے مصارف اور اوسکی واجب ہونیکی شرطین سب فقہ کی کتابونمین مفصل لکھی ہین اسلیئے مصنف نی اوسکے ساتھ کچھ تعرض نہین کیا اور قناعت ساتھ فتح قاف کی خرسندی و بسندہ کاری براینچہ قسمت باشد کو کہتی ہین اور سوالسکے نہین کرتا ہے مصنف نی قناعت کو ساتھ انفاق کی اسلیئے کہ جبتک کہ قناعت نکریگا خرچ نہین کرسکیگا اس مین اشارہ ہی اسکی طرف کہ انفاق مال کا ثمرہ ایسے خزانے سے کہ بہتر ہے پیرارادہ کیا انفاق کی فضیلت بیان کرنیکا اوّلاً پس کہا تو تو ترزق اور وارد ہوا ہے قرآن مجید مین بیچ فضیلت انفاق کی ومن یوق شح نفسہ الآیۃ عین العلم مین ہے کہ کہا قاموس مین شح تینون حرکتون یعنے زیر زبر پیش سے بخل اور حرص کو کہتے ہین اور شح کو نفس کی طرف مضاف کرنے مین اسطرف اشارہ ہے کہ منشا اوسکا نفس امارہ ہے کہ مقرر کیا گیا ہے مال کی محبت پر اسلیئے انفاق کے وقت تکلیف ہوتی ہے اور اوسکو برا جانتا ہے اسی سبب سے اللہ کے نزدیک انفاق کا بدلہ فلاح ہے جو تفسیر کیا گیا ساتھ فوز و ارین کے انتہی ترجمہ آیت کا یہہ ہے کہ جو کوئی کہ بچایا جاوے اپنے نفس کے بخل سے یعنے اللہ تعالی کا حق نہ دوے اور اوسکے راستے مین خرچ کرنے اور مستحقون کو دلوے آخر آیت تک جو یہہ ہے فاولئک ہم المفلحون پس یہی آدمی خلاصی پانیوالے ہین دنیا مین ذرانے والے چیزون سے اور عقبے مین طرح طرح کے عذابون سے ان تقرضوا اللہ قرضا حسنا یضاعفہ لکم ویغفر لکم واللہ شکور حلیم یعنے اگر قرض دوگے اللہ تعالے کو اور صرف کروگے مال کو اوس جگہہ کہ فرماتا ہے وہ قرض کہ مقرون ہو ساتھ اخلاص کے اور نفس کی خوشی کے ساتھ دے تو زیادہ کریگا اللہ تعالے اوسکو واسطے تمہارے ایک کو دس گنا اور سات سو تک اور بیانتک کہ حساب مین نہ آوے اور بخشیگا تمہارے گناہونکو کہ امساک اور ترک انفاق سے ہوئے ہون اللہ تعالے جزا دینے والا شاکرونکا ہے اور خود بھی شکور ہے کہ بڑی نعمت تھوڑے صدقہ کے بدلے مین دیتا ہے اور بردبار ہے کہ ساتھ عذاب بخیلون اور ممسکون کے جلدی نہین کرتا جاننا چاہیئے کہ شح کی تفسیر کی ہی ساتھ اشد بخل کے اور بعضون نے کہا ہے کہ شح بخل مع حرص کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ بخل مفرد امور مین ہوتا ہے اور شح عام ہے کہ تمام امور مین ہوتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ بخل مال مین ہوتا ہے اور شح مال مین اور معروف دونون مین ہوتا ہے اور کہا ہے کہ شح صفت غریزی ہے کہ آدمی کی پیدایش اور جبلت اوسپر ہوئی ہے اور یہہ وصف لازم کا حکم رکھتا ہے کہ ساتھ اوسیکی ترکیب نفس کی ہے اور شح نفوس مین ساتھ سخت حرص اور شہوت کے پیدا کیا گیا ہے واسطے تکمیل کرنے مصلحت انتظام عالم اور عمارات دنیا کے اور مذموم وہی ہے کہ مستولی ہو اور اطاعت کیا جاوے چنانچہ فرمایا من المہلکات شح مطاع کذا فی شرح المشکوۃ انتہی مختصر ترجمہ مولانا عبد الحق اور بھی ترک انفاق مین قرآن شریف مین یہہ وعید وارد ہے الذین یکنزون الذہب والفضۃ الآیۃ یعنے وہ لوگ کہ جمع کرتے ہین سونا اور چاندی آخر آیت تک کہ یہہ ہے ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم اور نہین خرچ

رکہتے ہین اور خرچ نہین کرتے اوسکو اللہ تعالی کی راستی مین پس بشارت دی اونکو ساتہ عذاب دردناک کے اور اونمین تحکم عظیم سے یوم یحمی علیہا فی
نار جہنم فتکوی بہا جباہہم وجنوبہم وظہورہم اوس دن کہ جلائی جاویگی آگ اون خزانون پر پس داغ دیے جاوینگے اون
جلنے ہوے روپیہ اشرفیون سے پیشانیان اونکی بسبب ترش روئی کرنیکے فقرا پر اور پہلو اونکے بسبب تکبر اونکے کے
سفون پر اور پیٹہین اونکی بسبب اعراض کرنیکے علما صلحا سے اور کہا جاویگا اونکو ساتہ لسان قال یا بیان حال کے
ہذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون یہ وہ ہے کہ خزانہ رکہا تہا تمنے واسطے نفسون اپنے کے دنیا مین اور زکوۃ نہین
ادا کرتے تہے آج کے دن وہی تمہارے عذاب کا سبب ہوا پس چکہو وبال اوس چیز کا کہ ذخیرہ کرتے تہے تم اور کہا
احنف بن قیس نے کنت فی نفر من قریش فمر بنا ابوذر فقال بشر الکانزین بکی فی ظہورہم یخرج من جباہہم یعنے تہا مین
بیچ ایک جماعت کی قریش سے پس گذری ہمپر ابو ذر رضی اللہ عنہ پس کہا بشارت دی خزانہ رکہنے والون کو ساتہ داغ
دینے کے اونکی پشتون مین کہ نکل جاویگا اونکی پیشانیون سے اور ابوذر رض سے مروی ہے قال انتہیت الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو جالس فی ظل الکعبۃ فلما رآنی قال ہم الاخسرون ورب الکعبۃ فقلت فداک ابی وامی
من ہم فقال الاکثرون اموالا الا من قال ہکذا وہکذا وہکذا من بین یدیہ ومن خلفہ وعن یمینہ وعن شمالہ وقلیل ما ہم متفق علیہ
کہا پہنچا مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور وہ بیٹہے تہے کعبے کے سایہ مین پس جبکہ دیکہا مجکو فرمایا وہ نہایت
ٹوٹے مین ہین قسم ہے پروردگار کعبے کی پس کہا مینے قربان ہو تمہارے پر باپ میرا اور مان میری کون ہین وہ
فرمایا کہ وہ بہت جمع کرنے والے مال کے ہین مگر جس شخص نے کہ خرچ کیا اور وہ ہر سے یعنے ہر طرف اپنے جیسا کہ بیان کیا کہ
آگے اور پیچے اپنے اور داہنی اپنے اور بائین اپنے اور کم ہین وہ نقل کیا ہے اسکو بخاری اور مسلم نے انتہی
کذا فی شرح علی القاری اور نجم العلم مین ہے کہ تحقیق یہ ہے کہ وعید اوس خزانہ والی کے حق مین ہے کہ اللہ تعالے کا
حق اوس سے ادا نکرے اور اسکی موید ہے وہ حدیث کہ روایت کی ہے شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
ما من صاحب ذہب ولا فضۃ لا یؤدی منہا حقہا الا اذا کان یوم القیامۃ صفحت لہ صفائح من نار فیکوی بہا جنبہ وجبینہ وظہرہ اور یہی
فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ما ادی زکاتہ فلیس بکنز ای بکنز اوعد علیہ یعنے وہ خزانہ کہ ادا کی گئی ہو زکوۃ اوسکی
پس نہین ہے وہ خزانہ یعنی وہ خزانہ کہ اوسپر وعید آئی ہے انتہی اور یہی فضیلت انفاق اور سخاوت مین ہے حدیث ترمذی کے
ابوہریرہ سے آیا ہے السخی قریب من اللہ تعالی والبخیل بعید منہ سخی نزدیک ہے رحمت اور رضا مندی حق تعالی سے اور بخیل
دور ہے رحمت اور رضا اوسکی سے اور لفظ حدیث ترمذی کی یون ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السخی قریب
من اللہ قریب من الجنۃ قریب من الناس بعید من النار والبخیل بعید من اللہ بعید من الجنۃ بعید من الناس قریب من النار ولجاہل سخی احب
الی اللہ من عابد بخیل کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سخی نزدیک ہے اللہ کی رحمت سے نزدیک ہے بہشت سے نزدیک ہے لوگون سے
یعنے سب اوسکو دوست رکہتے ہین دور ہے آگ سے اور بخیل یعنے جو کہ نہ ادا کرے جو کچہ کہ واجب ہے اوسپر دور ہے اللہ سے دور ہے بہشت سے

دور ہے لوگون سے نزدیک ہے آگ سے اور البتہ جاہل سخی بہت پیارا ہے طرف اللہ کے عابد بخیل سے یعنے تحقیق جاہل کہ سخی ہو دوست
دوست رکہا گیا ہے نزدیک اللہ تعالے کے عابد بخیل سے اور اخبار مین آیا ہے کہ یحییٰ بن زکریا صلوٰۃ اللہ علیہما نے ابلیس سے کہا
کہ کون شخص ہے کہ اوسکو تو زیادہ دشمن رکہتا ہے کہا فاسق سخی کو پہر کہا کون ہے کہ اوسکو تو زیادہ دوست رکہتا ہے کہا پارسا
بخیل کو کہا کیون ولیکن تاہے اور عبادت کرتا ہے اور بخل اوسکو حبط کرتا ہے اور سخی فاسق کو زیادہ دشمن اسواسطے رکہتا ہون کہ خوف ہے
اور کہاتا ہے اور مین ڈرتا ہون کہ خدا تعالی اوسپر رحمت کرے کہ اوسکی سخاوت کے سبب سے اوسکو توبہ کی توفیق دیدیوے انتہی
فی شرح فخر الحق اور بیچ بخیل کی مذمت مین بیچ حدیث بخاری کے ابوہریرہ رضی سے آیا ہے تعس عبد الدینار و عبد الدرہم
یعنے ہلاک ہوجیو اور منہ کے بل گرپو بندہ دینار اور درہم کا یعنی مال کا دوست رکہنے والا اور اوسکے حاصل کرنے مین ذلت اوٹھانے والا
اور بخل کرنے والا اوسکے ادائے حقوق مین اور عبد اسواسطے کہا کہ وہ بسبب دوستی اور گرفتاری دنیا کے متاع کی اور جو اسکے مالک
ہو اور اوسکی دوستی مین مقید اور گرفتار نہین ہے اور اوسکے حقوق ادا کرتا ہے تو وہ مذموم نہین ہے فالفصل فی حکمت اور مشروعیت
انفاق کے پانچ امور ہین یعنی جبکہ مصنف انفاق کی فضیلت اور امساک کی مذمت سے فارغ ہوچکا تو انفاق کی مشروعیت کی حکمت بیان
کرنا شروع کیا کہ مبانی اسلام سے ہے باوجودیکہ تصرف مالی ہے اور عبادت ابدان سے نہین ہے اور وہ پانچ امور ہین پہلا
الی دعوی احبہ تعالی کیواسطے آزمایش اور امتحان کرنا اللہ تعالے کا ہے بندون کو بیچ دعوی محبت اپنی کے یعنے بندہ مکلف ہوجاتا
اعتقاد کرنے توحید اور خالص اوسکی عبادت کرنیکے اور پوری وفاداری کی شرط یہ ہے کہ موحد کے لیے سوا فرد واحد کے کوئی
باقی رہے کیونکہ محبت شرکت نہین قبول کرتی فرمایا اللہ تعالی نے وما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ اور امتحان محبت کا
نہین ہوسکتا مگر ساتہ جدا کرنے محبوب چیزون کے اور دنیا کے اموال مخلوق کو محبوب ہین اسلئے کہ دنیا کی نفع اوٹہانے کے آلے
وہی اموال ہین اور انہین کے سبب سے اس جہان سے زیادہ محبت ہے اور موت سے نفرت ہے باوجودیکہ اوسمین محبوب لقا ہے
پس امتحان کیے گئے اپنے محبوب کے دعوے کی تصدیق مین اسے مال خرچ کرو کہ تمہارا امتحان معشوق اور محبوب سے تاکہ ظاہر ہو
کہ کون اپنے دعوے مین سچا ہے اور کون جہوٹا اور فرمایا لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنے ہرگز نیکی کو نہین پہنچوگے یہانتک
کہ خرچ کرو اور اوسکے راستے مین دو اوس چیز سے کہ دوست رکہتے ہو تم اور جو لوگ کہ اوسکی محبت مین سچے ہین انہون نے اوسکی
راہ مین اپنی جانین ہلاک کردین ہین حالانکہ جانکا خرچ کرنا اور اوسکے راستے مین مرجانا بڑی کٹہن بات ہے پس کیسے مال کے خرچ
کرنے مین سستی اور کاہلی وجودی کرینگے باوجودیکہ جانکے مقابلے مین مال نہایت آسان اور ہلکا ہے اسیواسطے اللہ تعالی نے فرمایا ہے
ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ وترک الدنیا یعنی دوسری حکمت مشروعیت انفاق کی چہوڑنا دنیا کا
کیونکہ دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے اور رأس الخطیئۃ اسی سے عبارت ہے اور اشرف مخلوقات نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کی مرددہ ہے وظہور المراتب تیسرا تیسرے مراتب کا ظاہر ہونا مرتبون کا ہے اللہ تعالی کی محبت مین تفصیل یہ ہے کہ جو مسلمان اوسکی محبت کا
دعویٰ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالی کو ہم ہر چیز سے زیادہ دوست رکہتے ہین پس کسی نشانی اور دلیل کی حاجت

تاکہ ہر شخص جھوٹے دعوے پر مغرور نہووے پس چونکہ مال آدمی کی محبوب چیز ونمین سے زیادہ محبوب ہے اوسیکے ساتھ اوسکا امتحان
کیا اور سکہلایا کہ اگر اپنے دعوے مین صادق ہے تو اپنے اس محبوب کو اوسکے راستے مین صرف کر تاکہ محبت کا درجہ پہچانا جاوے
پھر آدمی اسی امتحان مین کئی گروہ ہوگئے ہین بعضے سابق ہین اور بعضے میانہ رو بعضے مقتصر اور بعضے ظالم لنفسہ پس ہر ایک کا مصنف
نے بیان کیا فالسابق کالصدیق رضی اللہ تعالی عنہ حیث لم یبق شیئا پس سابق کہ درجہ اعلی اور مرتبہ صدیقونکا رکھتے ہین مانند
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہے کہ کچھہ نہ چھوڑا درم اور دینار سے واسطے اہل وعیال اپنے کے اور تمام مال اپنا خدا کے راستے
مین دیدیا اور اونہین کی تابعداری کی ہے ایک جماعت نے اہل توفیق سے بیچ انکار کرنے دس امر کے کہ متعرض ہون واسطے واجب
ہونے زکوۃ کے اپنے اوپر بلکہ بانٹ دیا سب مال جو کچھہ کہ اونکے پاس تھا تاکہ نہ منسوب ہون طرف محبت غیر حق تعالی کے یہانتک
کہ کہا گیا انہین مین بعض لوگون کو کہ دوسو درہم مین کسقدر زکوۃ واجب ہے پس کہا عام لوگون پر ظاہر شروع کے حکم مین تو پانچ
درہم واجب ہین اور ہمارے اوپر تمام مال خرچ کرنا واجب ہے والمقتصد کالفاروق رضی اللہ عنہ حیث ابقی النصف اور مقتصد
اور میانہ رو کہ دوسرا درجہ ہے مانند عمر فاروق کے ہے یا رضی ہو اللہ تعالی اوسنے کہ نصف مال واسطے اہل وعیال اپنے کی چھوڑ
اور آدھا اللہ تعالی کے راستے مین تصدق کر دیا اور قصہ اونکے تصدیق کرنے کا یون ہے کہ ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حکم کیا ہمکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا کے راستے مین تصدق کرو اتفاقا اوسوقت میرے
پاس بہت مال تھا مینے کہا شاید کہ اس امر مین ابوبکر پر سبقت کر سکون پس کہا حضرت عمر رض نے کہ مین آنحضرت کے پاس اپنا آدھا مال
لایا پس فرمایا آنحضرت نے کہ اپنے اہل وعیال کے لئے کسقدر باقی رکھا تو نے اور یہان کسقدر لایا پھر مینے عرض کی کہ اسیکے
مانند یعنے آدھا مال لایا ہون اور آدھا اونکے لیے چھوڑا ہے اور لائے ابوبکر جو کچھہ کہ اونکے پاس تھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ واسطے عیال کے بھی کچھہ چھوڑا ہے کہا اونکے لیے خدا اور رسول کافی ہے حضرت عمر رض کہتے ہین کہ مینے کہا کہ ابوبکر پر
ہرگز سبقت نہین کر سکونگا کہا ہم العلم مین کہ اس حدیث مین اشارہ ہے طرف اسکے کہ نصف مال حضرت عمر رض کا حضرت ابوبکر کے کل مال
سے زیادہ تھا لیکن اونکی فضیلت پھر بھی باقی ہے اسلیے کہ اپنے اہل وعیال کے لیے کچھہ نہین چھوڑا تھا سوا اللہ اور رسول اونکے کے پس
تحقیق وارد ہوا ہے افضل الصدقۃ جہد المقل انتہی والقاصر ہو المقتصر علی الواجب اور قاصر کہ تیسرا درجہ ہے اقتصار کرنے والا ہے اوپر
واجب کے کہ زیادہ قدر واجب سے ہمت نہین رکھتا اور جو کچھہ کہ اوسپر لازم ہے خوشی سے ادا کرتا ہے اگرچہ اوس سے زیادہ نیک
عمل جاویگا یہ ارتکاب گناہ ہے لیکن اسکا مرتبہ پہلے دونون مرتبونسے ناقص اور کم ہے جیسا کہ مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اما الذین سبقوا فاولئک یدخلون الجنۃ بغیر حساب واما الذین اقتصدوا فاولئک یحاسبون حسابا یسیرا واما الذین ظلموا انفسہم
فاولئک یحبسون فی طول المحشر ثم یتلقاہم اللہ تعالی برحمتہ اور یہ حدیث مروی ہے بیضاوی مین شرح علی قاری مین ہے
مصنف کے کلام مین تلمیح ہے طرف اس قول اللہ تعالی کے ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد
ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ ذلک ہو الفضل الکبیر پس احتمال ہے یہ کہ کہا جاوے کہ قاصر مقتصد وہی ظالم لنفسہ وغیرہ ہے

واسطے کہ ظالم وہ ہی کہ مانع زکوٰۃ اور غیر اوسکی واجبات سے ہو اور یا ظالم مقتصر علی الواجبات سے جیسا کہ صورت میں ظالم
کہنا اسکو باعتبار مآل امر کی ہوگا کہ اپنے نفس کو بڑے بڑے درجوں سے باز رکھا اور اختیار کرنا لفظ ظالم کا واسطے تشویق
اور تحضیض یا برزا بد علی الواجب خرچ کرنے کے ہوگا اور عوام الناس نے قدر واجب پر اکتفا کر لیا ہے بسبب بخل اور حب
اونکے ساتھ مال کے اور ضعف محبت اونکے ساتھ مولیٰ کے اور شدت میل اونکی طرف دنیا کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے
ان یسألکموها فیحفکم تبخلوا ویخرج اضغانکم ترجمہ اور اسی جگہ ایک درجہ اور ہے سوا اوپر جو تھے اور وہ آدمی ہیں کہ بعد نہیں اقتصار
کرتے اونکا لئے واجبات کے اور انتظار کرتے ہیں حاجت کے وقت کا اور خیرات کے موسموں کا پس ہوتا ہے اونکا قصد زیادہ
کرنیں انفاق کا اوپر قدر حاجت کے اور ایک جماعت تابعین میں سے امام نخعی اور شعبی اور عطا اور مجاہد نے کہا اسطرح
گئی ہے کہ مال میں سوا زکوٰۃ کے اور حقوق بھی ہیں شعبی سے پوچھا گیا کہ مال میں سوا زکوٰۃ کے اور کوئی حق بھی ہے کہا ہاں
کیا نہیں سنا ہے تو نے یہ قول اللہ تعالیٰ کا وآتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی
الرقاب واقام الصلوٰۃ وآتی الزکوٰۃ اسلئے کہ عطف کیا ہے آتی الزکوٰۃ کو اوپر آتی المال کے اور عطف چاہتا ہے مغایرت کو اور تحقیق روایت
کی ہے ترمذی نے فاطمہ بنت قیس سے مرفوعاً ان فی المال حقا سوا الزکوٰۃ اور استدلال لاتے ہیں ساتھ اس قول اللہ عزوجل
ومما رزقناهم ینفقون اور ساتھ اس قول اللہ تعالیٰ کے وانفقوا مما رزقناکم اور زعم کیا ہے کہ یہ غیر منسوخ ہے ساتھ آیت زکوٰۃ
بلکہ داخل ہے بیچ حق مسلم کی مسلم پر اور معنی اسکے یہ ہیں کہ واجب ہے تونگر پر جبکہ پاوے کسی محتاج کو تو زائل کر دے حاجت
اوسکی سوا مال زکوٰۃ سے اور صحیح نزدیک ہے حمل کرنا اسکا اوپر صدقۃ الفطر اور اضحیہ اور نفقہ ذی رحم محرم کے واللہ سبحانہ اعلم
انتہی وتنقیۃ الباطن عن البخل جو ہے حکمت مشروعیت اور ترغیب انفاق میں پاک کرنا دل کا ہے بخل کی پلیدی سے کہ نا پاک
اور نہ سزاوار ہونے اوسکی کا ہے قرب مولیٰ کے نہیں اور دل بخل کے پلیدی سے نہیں پاک ہوتا مگر ساتھ بذل اور انفاق کی بالکل
انس رضی اللہ عنہ سے اوسط میں روایت کی ہے ثلاث مهلكات شح مطاع وهوی متبع واعجاب المرء بنفسہ وتحلیتہ بالشکر یعنی
آراستہ کرنا دل کا ہے ساتھ زیور شکر نعمت کے اور مال مسلمانوں کے حق میں ایک نعمت ہے اور دین و دنیا کی راحت کا موجب
پس جیسے کہ نماز اور حج اور روزہ بدن کی نعمتوں کا شکر ہے ایسے ہی انفاق بھی مال کی نعمت کا شکر ہے اور شکر نعمت کا سبب زیادتی
اوسکی کا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لئن شکرتم لازیدنکم او ربنا العقم من شئ فہو یخلفہ پس جو کسی محتاج درماندہ کو دیکھے
تو سوچے اور فکر کرے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے میرے مانند مجکو اوس سے بے نیاز کیا ہے اور اوسکو میری طرف نیازمند
بنایا ہے پس شکر اس نعمت کا یہ ہے کہ میں اوسکو اس نعمت میں شریک کروں مبادا یہ میری آزمائش ہو اگر قصور کروں تو مجکو
اوسکی طرح کر دے اور اوسکو میری مانند فرمایا اللہ تعالیٰ نے لیبلوکم ایکم احسن عملا انتہی کذا فی شرح علی القاری فی شرح مختصر الحق جبکہ فارغ ہوئے
مصنف بیان حکمت مشروعیت انفاق سے تو شروع کیا بیچ علاج دفع بخل کے پس کہا وہو یتعلق باسباب الحرص اور وہ یعنی علاج باطن کے بخل کے متعلق
اوسکا حاصل ہوتا ہے ساتھ اونکے کہ اسباب حرص کی انچہ دل سے اسلئے کہ حرص سے بخل پیدا ہوتا ہے پس ساتھ اونکے کہ اسباب حرص سے

جاتا رہیگا بخل پھر بیان کیا اوسکے اسباب کو ساتھ اس قول اپنے کے کَحُبِّ عَیْنِ الْمَالِ اور اسباب حرص کے مانند دوستی ذات مال کی ہے کہ مال خود بذاتہ بواسطہ انجاح حاجات ضروری کے معشوق اور محبوب اوسکا ہو اگرچہ جانتا ہے کہ جسقدر مال رکھتا ہے عمر بھر اوسکو اور اوسکے اہل و عیال کو کفایت کرتا ہے باوجود اسکے زیادتی کا طالب ہو اور اوسکے صرف کرنے مین بخل اختیار کرے اور جو دوستی واسطے دفع کرنے ضروری حاجتون کے ہوتی تو وقت نہونے حاجتون کے محبت اوسکی کم ہوجاتی بخلاف حب عین مال کے کہ تمام حال مین سوا حرص کے نہین زیادہ کرتی ہے چنانچہ بعض آدمی ایسے ہوتے ہین نہ تو اونکی اولاد ہوتی ہے اور نہ چندان اہل و عیال اور وہ روپیہ اشرفی کے عاشق ہوتے ہین اور اوسکے وجود سے لذت اوٹھاتے ہین اور رنج اوٹھاتے ہین اور نہ زکوۃ نکالتے ہین اور نہ حج وغیرہ مین اپنی جان پر صرف کرتے ہین اور نہ خود کھاتے ہین نہ غیر کو کھلاتے ہین اور یہہ بھی جانتے ہین کہ بعد مرنیکے یہہ مال ضایع ہوجاویگا اور اسکو دشمن لیلین گے وَ ہُوَ مَرَضٌ مُزْمِنٌ اور وہ یعنے دوستی ذات مال کی پرانی بیماری ہے اور مرض عظیم دشوار العلاج ہے خاصکر بڑھاپے اور کبرسنی مین کہا احیاء مین مثال اسکی صاحب کی ایسی ہے کہ جیسے کہ کوئی شخص کسی آدمی پر عاشق ہو پس دوست رکھے اوسکے قاصد کو پھر اپنے محبوب حقیقی کو بھول جاوے اور مشغول ہوجاوے اوسکے قاصد مین اسیطرح درہم اور دنانیر رسول اور قاصد ہین اوسکے حاجت روائی کیواسطے بھیجے گئے ہین پس ہوگئے محبوب اسکے اسی سبب سے اسلیے کہ ہر موصل طرف لذیذ کے لذیذ ہوتا ہے پھر کبھی بھول جاتا ہے اصل حاجتون کو اور ہوجاتا ہے سونا چاندی محبوب فی نفسہ اور یہہ نہایت ضلال اور گمراہی ہے انتہی من نجم العلم اور شرح فخر الحق مین ہے کہ مال کی دوستی بہت بڑی بیماری اور عسیر الزوال ہے اسلیے کہ ہر کس و ناکس کو اسکی احتیاج اور ضرورت پڑتی ہے جیسے کہ نفسانی خواہشون کی جاری کرنیکا سبب ہے ایسے ہی آخرت کے امور مین بھی اسکی ضرورت ہے اسلیے کہ سالک کو قوت اور لباس اور مسکن بغیر چارہ نہین اور یہہ بدون مال کے بہم نہین پہنچ سکتی اور اونکے نہ ملنے پر صبر نہین ہوتا اور ملنے مین سلامتی نہین پس اگر نہووے تو فقیر ہوتا ہے کہ اوسمین کفر کا خوف اور اندیشہ ہے کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا اور جو مال ہوتا ہے تو اوسمین خطر اور بطر موجود ہے پس اس بلاے عظیم سے خلاصی بدون دستگیری مولا اور بفضل آلہی کے متعذر اور دشوار ہے انتہی وَ الشَّہَوَاتِ اور یہ معطوف ہے لفظ عَیْنِ الْمَالِ پر یعنے اسباب حرص سے دوستی خواہشون دنیاوی اور آرزوون نفسانی کی ہے کہ بدے مال اونکو نہین پہنچ سکتا ہے پس شہوات کو دوست رکھنے والا ناچار مال کو دوست رکھیگا اور حرص کریگا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّہَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّہَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ وَطُوْلِ الْاَمَلِ یہہ معطوف ہے حب پر اے وطول الامل یعنے اور اسباب حرص سے درازی امید باقی رہنے کی ہے دنیا مین جب تک کہ بقائی امید کو کوتاہ نکریگا انفاق بدشواری میسر ہوگا اور امید طول امل حب مال کے باعث اسواسطے ہے کہ انسان جو جانیگا کہ وہ ایک روز کے بعد مرجاویگا تو اوسکی امید منقطع ہوجاویگی پس نہین بخیلی کریگا پس یہہ حرص کا سبب ہے بالواسطہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَیُلْہِہِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ وَخَوْفَ الْفَقْرِ اور اسباب حرص سے ڈرنا ہے کہ اگر اپنے مال کو خدا کے رستے مین خرچ کریگا تو فقیر اور تنگدست ہوجاویگا اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللّٰہُ

یَعِدُکُم مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلًا وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ مجمع العلم میں ہے کہ اسکا منشا بدظنی ہے اللہ تعالیٰ عزوجل کے ساتھ وقلۃ الیقین
ساتھ ضمان اوسکی کے اور کافی ہے وہ اثر روسے گناہ کے انتہی وقلۃ الوثوق بحنی الرزق اور کم ہونا اعتماد کا ہے اوپر
پہنچنے روزی کے کہ حق تعالیٰ نے اوپر عہدہ فضل وکرم اپنی کے لیئے ہے اور بندونکو اوسکا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ
فرمایا وکاین من دابۃ لا تحمل رزقها اللہ یرزقها وایاکم اور دوسری جگہ ارشاد ہے وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ
رزقها اور روایت کی ہے احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم نے عمر رضی اللہ عنہ سے لو انکم توکلتم علی اللہ حق توکلہ لرزقکم
کما یرزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا اور جو وثوق اور اعتماد رزق مقدر کے پہنچنے پر ہو تو ضرور حرص کم ہوگی اور قناعت
غنیمت جانیگا وہم الولد اور اسباب حرص سے اندوہ اولاد کا اور رنج فقیری اور محتاجی اونکی کا ہے مروی ہے کہ محمد بن
کعب قرظی بہت مال کو پہنچے اور اوسکے مالک ہوئے کسی نے کہا کہ اگر اس مالکو اپنی اولاد کے واسطے
جمع رکھو تو وہ محتاج نہونگے محمد بن کعب نے اسکے جواب میں کہا کہ میں اسکو ذخیرہ کرتا ہوں اپنے نفس کے لیئے
نزدیک اپنے رب کے اور ذخیرہ کیا ہے میرے رب نے میری اولاد کے لیے اپنے پاس فوروح اسلیئے کہ وارد ہے
یہ حدیث عبد اللہ بن سالم سے کہ ابن ماجہ اور حاکم نے اور ابو یعلی نے اپنی مسند میں ابی سعید سے روایت کی ہے
کہ لایا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس ایک لڑکا پس بوسہ دیا آپنے اوسکو اور کہا آگاہ رہو الولد مبخلۃ کہ اولاد
سبب بخل کا ہے کہ باعث ہوتی ہے آدمیونکو اوپر جمع کرنے مال کے اور نہ خرچ کرنیکے بلکہ اوسنے بھی بخل کرتا ہے
تاکہ وہ ہلاک ہو جاویں اور محتاج نہیں اور علاج اس سبب کا یہ ہے کہ جانے کہ جسنے انکو پیدا کیا ہے انکو روزی بھی وہی
پہنچاویگا بہت سے تونگر ہیں کہ باپ سے کچھ میراث نہیں پائی ہے اور بہت آدمی ہیں کہ میراث بھی پائی ہے اوسکا
جاتا رہا پس اولاد کے لیئے مال جمع کرنا بیفائدہ ہے وطریقۃ التوسط فی النفقات اور طریقہ دور کرنے اسباب حرص کے
بہت ہیں بعض اونمیں سے میانہ روی ہے درمیان افراط اور تفریط کی نفقات میں اپنا نفقہ ہو یا اہل وعیال کا پس
جو کوئی کہ ارادہ قناعت کا کرے خرچ اور اخراجات کے دروازے بند کرے اور خشک روٹی اور موٹے کپڑے پہننا کرے
تو بالضرور قناعت کریگا کہ اس قدر بے طمع اور بے حرص کی آسانی سے ہاتھ آسکتا ہے اور کل نفقات میں میانہ روی
کرنا چاہیئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما اور جو شخص نکریگا اور با متعلقین کو
نفقہ بہت دیویگا تو قناعت نکر سکیگا اور انفاق دشوار ہوگا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کہ خرچ میں میانہ روی
کریگا ہرگز محتاج نہوگا اور دوسری حدیث میں آیا ہے جو کوئی کہ میانہ روی کریگا تونگر کر دیگا اوسکو اللہ تعالیٰ اور جو کوئی کہ اسراف
اور تبذیر کریگا تو فقیر اور محتاج کر دیگا اوسکو اللہ تعالیٰ انتہی من شرح علی قاری وشرح شیخ الحق رحمہما اللہ مع تغییر یسیر
فالقصد فی الفقر والغنی عد من المنجیات اسلیئے کہ میانہ روی کرنا بیچ حالت درویشی اور آسودگی کے شمار کی گئی ہے نجات
دینے والی چیزوں سے جیسا کہ مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثلث منجیات خشیۃ اللہ تعالیٰ فی السر والعلانیۃ والقصد

سے فی الفقر والغنی والعدل فی الرضا والغضب تین چیزین نجات دینے والی ہین عذاب سے ایک او نمین سے ڈرنا ہے خدا سے
چھپے اور ظاہر مین یعنے حاضر اور غائب خلق سے کے یا باطن اور ظاہر مین اور دوسرے میانہ روی کرنا بیچ فقر اور دولت کی
اور تیسرے عدل کرنا حالت رضامندی اور ناخوشی مین آخر حدیث کا یہ ہے اما المہلکات فہوی متبع وشح مطاع واعجاب المرء بنفسہ
یعنے ہلاک کرنے والی خصلتین پس خواہش نفس کی کہ پیروی کی گئی ہے اور بخل اور مع الحرص فرمانبرداری کیا گیا اور گھمنڈ
کرنا مرد کا ساتھ نفس اپنے کے یعنے تین چیزین مخلوقات کی نجات دینے والی ہین خوف الٰہی پوشیدہ اور ظاہر مین اور میانہ
روی بیچ حالت درویشی اور آسودگی کے اور فریادرسی بیچ حالت خوشنودی اور ناخوشی کے اور دوسرے حدیث مین ہے
من اقتصد اغناہ اللہ ومن بذر افقرہ اللہ تعالٰی ومن ذکر اللہ عزوجل احبہ اللہ تعالٰی جسنے میانہ روی کی غنی کریگا اوسکو اللہ تعالٰی اور جو کہ اسراف
کرے گا محتاج کریگا اوسکو اللہ تعالٰی اور جو کہ یاد کرے اللہ کو دوست رکھیگا اوسکو اللہ تعالٰی اور وارد ہے حدیث مین ما عال من
اقتصد انتہی من نجم العلم رباعی دلا زین حرص مردم خوار بگریز ٭ کہ خود را نیز و مردم خوار یابی ٭ سنان صبر در چشم طمع زن ٭ کزین برنا دنیا دشوار یابی ٭ و تقلیل الشہوات یہ معطوف ہے لفظ توسط پر یعنے اگر سبب حرص کا دوستی شہوات کی ہو تو طریقہ اوسکی
او کمی کرنے کا کم کرنا خواہشون دنیوی اور آرزولون نفسانیکا ہے حدیث شریف مین وارد ہے رب شہوۃ ساعۃ اورثت
حزنا طویلا والوثوق باصابۃ الرزق المقدر اور جو سبب حرص کا بے اعتمادی ہے رزق پہنچنے پر تو طریقہ اوسکی اوکمی کرنے اور دور
کرنیکا اعتماد کرنا ہے اوپر پہنچانے اللہ تعالٰی کے روزی کو کہ مقدر کی گئی ہے ازل مین اور یقین جاننا ہے کہ جو کچھ کہ مقدر ہے
خواہ نخواہ پہنچتا ہے اور حرص کے سبب سے زیادتی تقدیر پر میسر نہین ہوسکتی فرمایا اللہ تعالٰی نے نحن قسمنا بینہم
معیشتہم فی الحیوۃ الدنیا اور فرمایا قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا اور حدیث شریف مین ہے ما اخطاک لم یکن لیصیبک وما اصابک
لم یکن لیخطئک جو کچھ کہ خطا کر گیا تجکو نہین تہا کہ پہونچتا تجہے اور جو کچھ پہونچتا تجہے نہین تہا کہ خطا کرتا تجکو پس فی حرص نہین ہے بلکہ سبا
حسن اعتمادی تدبیر الٰہی پر کہ بندونکے رزق دینے مین ہے بلکہ ایسی جگہ سے پہونچاتا کہ گمان بھی نہین ہوتا فرمایا اللہ تعالٰی نے ومن یتق اللہ یجعل
لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب چنانچہ اگر ظاہر رزق کے دروازے بند ہوجاوین تو رزق کی پہنچنے کا انتظار اوس وقت زیادہ کرے اور نا امید
نہووے ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر گذری اور وہ نہایت غمگین تھے کہا بہت غم دل پر مت کر
جو کچھ کہ تقدیر کی ہو تیری ہی روزی ہے ضرور تجکو پہنچی گی الوجازم کہتے ہین جو کچھ کہ میری روزی ہے بے تعجب کے مجکو پہنچتی ہے اور جو کچھ
روزی دوسرے کی ہے اگر تمام آسمان اور زمین جگہہ سے ہلین اور حرکت کرین تو مجکو نہین پہنچ سکتی ہے پہر میری بیقراری طلب مین کیا فائدہ کریگی انتہی شرح
الحق ومعرفۃ عز القناعۃ وذل الطمع اور جو سبب حرص کا فقیری اور محتاجی کا خوف ہو تو طریقہ اوسکے قلع کا پہچاننا بزرگی قناعت اور خواری طمع
اور حرص کا ہے اسلیئے کہ جو کوئی عزت اور راحت قناعت کی پہچانے اور ذلت اور مشقت طمع اور حرص کی معلوم کرے ہرگز فقیری سے
اندیشہ نکریگا اور قناعت کو ہاتھ سے ندیگا اور گرد طمع اور حرص کے نہ پہریگا اسلیئے کہ طمع اور حرص مین ذلت اور مشقت بے انتہا اور غم والم بیشمار ہی اور قناعت اور ترک
سوال اور صبر کے شہوات سے کہ سوا اسکے کوئی اوسکا علاج نہین ہے کرتا ہے سوا حسرت اور مشقت کے اور ثواب آخرت ہے اور بے نیازی ہے مخلوق سے اور ظاہر باطن کی عزت ہے فرمایا نبی صلی اللہ

علیہ السلام نے عز المومن استغناءہ عن الناس عزت مومن کی بے پروائی اوسکی ہے لوگون سے اور کہا گیا ہے استغن عمن
شئت فانت نظیرہ واحتج الی من شئت فانت اسیرہ واحسن الی من شئت فانت امیرہ اور کہا گیا ہے من قنع استراح
اور وارد ہے حدیث مین القناعۃ کنز لا یفنی اور ایک روایت مین یہہ ہے قال لا ینفد اور دوسری روایت مین ہے کنز لا یفنی
روایت کیا القضاعی نے اور طبرانی اوسط مین جابر کی حدیث سے لایا ہے القناعۃ مال لا ینفد وکنز لا یفنی اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہت خوش حال ہے وہ آدمی کہ رستہ سلامتی کا اوسکو دکھلایا گیا اور بقدر کفایت کے اوسکو دیا گیا
اور اوسکے ساتھہ قناعت کی موسی علیہ السلام نے درگاہ باری مین عرض کی کہ اے رب تیرے بندون مین سے کونسا زیادہ غنی
ہے ارشاد ہوا وہ شخص کہ قناعت کرے اوس پر کہ مین اوسکو دون اور محمد بن واسع خشک روٹی پانی مین ڈالتے تھے اور کہتے تھے
او سکتے کہ جو کوئی کہ اسپر قناعت کرے تمام مخلوق سے بے نیاز ہوگا ابن مسعود کہتے ہین کوئی دن نہین ہوتا مگر یہہ کہ فرشتہ
منادی کرتا ہے اے فرزند آدم تھوڑا مال کہ تجھکو کفایت کرے بہتر ہے اوس بہت مال سے کہ تجھکو نافرمانی مین ڈالدیوے
اور حدیث قدسی مین آیا ہے کہ اے ابن آدم اگر تمام دنیا تجھکو دون نصیب تیرا اوس سے سوا قوت تیرے کچھ نہوگا اور جو زیادہ تو
سے ندون اور حساب دنیا کا دوسرے پر رکھون کیا بڑا احسان ہے کہ تجھپر نہ کیا ہے بیٹے اور آنحضرت نے فرمایا ہے ابن
آدم عندک ما یکفیک وانت تطلب ما یطغیک ابن آدم لا بقلیل تقنع ولا بکثیر تشبع ابن آدم اذا اصبحت معافی فی جسدک آمنا
فی سربک عندک قوت یومک فعلی الدنیا العفا ای التراب روایت کیا ہے اسکو ابن عدی اور بیہقی نے ابن عمر رض
اور ایک روایت مین انہین دونون کے ابو ہریرہ رض سے مروی ہے اذا اشتد کلب الجوع فعلیک برغیف وجرۃ القراح
وقل علی الدنیا واھلہا الدمار اور جابر رض اور انس رض سے مروی ہے کہ قناعت ایسا مال ہے کہ ہرگز تمام نہووے اور بیہقی نے
ابن عمر رض سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے بیٹے آدم کے قوت تیرا تیرے پاس ہے اور
کہ تجھکو کفایت کرے اور تو وہ چیز چاہتا ہے کہ تجھکو نافرمانی مین ڈالدیوے اے بیٹے آدم کے ساتھہ کمتر کے قناعت کرتا
ساتھہ بہت کے سیر ہوا اے بیٹے آدم کے جس صبح ہووے تو ساتھہ عافیت اور صحت بدن کے اور تیرے پاس اوس دن کا قوت ہے
پس خاک ہو تمام دنیا پر اور بھی ترمذی کی حدیث مین عبد اللہ بن محصن سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو کوئی صبح کو اوٹھا بیخوف اور فارغ البال اور بے تشویش کے اور تندرستی دیا گیا بدن مین اور اوسکے پاس ایکدن کا کھانا
ہے پس گویا کہ جمع کی گئی اوسپر تمام دنیا اور حدیث مین ہے اللہم قنعنی بما رزقتنی وبارک لی فیہ یعنی اے اللہ قناعت دے مجھکو
ساتھہ اوس چیز کے کہ روزی کی ہے تونے مجھکو اور برکت کر میرے لیے اوسمین اور بیچ تفسیر آیت کریمہ یا ایہا الناس علمنا
منطق الطیر کے لائے ہین کہ ایک روز سلیمان علیہ السلام نے ایک بلبل کو ایک شاخ پر بیٹھے ہوئے دیکھا کہ سر اور دم ہلاتی
تھی اور چہچہاتی تھی اپنے اصحاب سے کہا تم جانتے ہو کہ یہہ بلبل کیا کہتی ہے کہا اونہون نے اللہ اور رسول اوسکا خوب
جاننے والا ہے حضرت سلیمان نے فرمایا کہ کہتی ہے کہ آدھے دن آدھا خرما کھا لیا ہے خاک دنیا کی سر پر

حیوٰۃ طیبہ کی تفسیر ساتھ قناعت اور قیام بالطاعت کے کی گئی ہے حاصل کلام یہہ ہے کہ قناعت کی فضیلت میں احادیث اور
اخبار بہت ہیں کہ سبکا احصار اور شمار دشوار ہے ایسی ہی مذمت طمع اور حرص میں اور حقیقت میں جو کچھ کہ قناعت کی فضیلت میں
آیا ہے حرص اور طمع کی مذمت اوس سے مستفاد ہے اور مروی ہے کہ ایک مرد انصاری نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وصیت کرو مجھکو اور مختصر کرو فرمایا لازم پکڑ اپنے اوپر ناامیدی اوس چیز سے کہ آدمیونکے ہاتھ میں ہے اور دور رکھ اپنے
طمع سے کہ فقر دائم ہے لاتے ہیں کہ ایک جوان بلخی نے بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ سے سوال کیا کہ قناعت تمہارے
نزدیک کیا چیز ہے پس کہا بایزید نے کہ قناعت یہہ ہے کہ اگر ملجاوے تو کھالیں اور جو نملے تو صبر کریں پس کہا
اوسنے یہہ تو کتونکی بھی عادت ہے پس کہا بایزید نے کیا چیز ہے قناعت تیرے نزدیک کہا اگر کچھ ملے تو ایثار کریں اور جو نہیں
پاویں تو شکر کریں پس کہا بایزید نے ما غلبنی احد مثل ما غلبنی شاب من بلخ یعنے نہیں غالب ہوا کوئی مجہپر مثل اوسکے کہ غالب
ہوا جوان بلخ کا غرض کہ طمع تمام اخلاق بد سے مذموم تر ہے کہ اجتناب اوس سے واجب ہے اور جبتک کہ طمع نجاویگی بہت
اخلاق بد اوس سے پیدا ہونگے اور آدمی کو حریص پیدا کیا ہے سوا قناعت کے اوس سے رہائی نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر آدمی زاد کو دو وادی سونے کے دیویں تو پھر بھی تیسری وادی کی طمع کریگا اور وارد ہے لا یحل للمؤمن
ان یذل نفسہ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین نہیں جائز واسطے مومن کے یہہ کہ ذلیل کرے نفس اپنے کو اور واسطے اللہ کے عزت ہے
اور واسطے رسول اوسکے اور واسطے مومنین کے اور وارد ہے عمر رضی اللہ عنہ سے ان الطمع فقر وان الیاس
غنی وان المرء اذا ایس عن شیء استغنی عنہ تحقیق طمع کرنا فقر اور محتاجی ہے اور تحقیق ناامیدی غنی اور بے پروائی ہے اور
تحقیق آدمی جبکہ ناامید ہوتا ہے کسی چیز سے بے پروا ہوتا ہے اوس سے روایت کیا ہے اسکو احمد نے زہد میں اور ابن
ابی الدنیا نے قناعت میں اور عسکری نے مواعظ میں اعاذنا اللہ من الحرص والطمع کذا فی نجم العلوم وشرح علی القاری وشرح الفارسی شیخ
عبد الحق رحمہم اللہ والتامل فی ذم البخل ومدح السخی وما ورد فیہما اور طریق اوسکے ازالے اسباب حرص کا
حاصل کرنا ہے بیچ مذمت بخیل اور مدح سخی اور بیچ اوسکے کہ وارد ہے آیات اور اخبار سے انکی شان میں بخیل کی مذمت کی آیتوں
سے یہہ آیت ہے لا یحسبن الذین یبخلون بما آتاہم اللہ من فضلہ ہو خیرا لہم بل ہو شر لہم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامۃ
یعنے ہرگز مت گمان کرو ان لوگوں کو کہ بخیلی کرتے ہیں ساتھ اوس چیز کے کہ دی ہے اللہ تعالی نے کہ وہ بہتر ہے واسطے
اونکے بلکہ بُرا ہے واسطے اونکے قریب ہے کہ طوق ڈالے جاوینگے اونکی گردنوں میں ساتھ اوس چیز کے کہ بخیلی کرتے ہیں قیامت کے
دن اور احادیث میں سے وہ حدیث ہے کہ روایت کی گئی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایاکم والشح فانہ اہلک من کان قبلکم
حملہم علی ان یسفکوا دماءہم واستحلوا محارمہم یعنے بچو تم بخیلی سے پس تحقیق اوسنے ہلاک کیا اون لوگونکو کہ پہلے تمہارے تھے
لا رغبت دلایا اونکو اوسپر کہ لہو ویں خون اپنے پس حلال جانا اونہوں نے حرام چیزوں اپنی کو اور بھی مروی ہے آنحضرت صلعم سے کہ بخل
ایک درخت ہے کہ اوگتا ہے دوزخ میں پس نہیں داخل کرتا ہے دوزخ میں مگر بخیل کو اور بھی مروی ہے کہ خبردار ہو کہ بخل کفر سے ہے

اور کفر دوزخ میں ہوگا اور سارے اخبار میں سے جو بخل کی مذمت میں وارد ہیں یہہ ہے کہ کہا بشر بن حارث نے کہ نظر کرنا طرف
بخیل کے سخت کرتا ہے دلکو اور ملاقات بخیلوں کی سخت ہے مومنوں کے دلوں پر اور کہا شعبی نے نہیں جانتا ہوں میں کہ کون
بعید زیادہ ہوگا جہنم کی گہرائی میں بخیل کا جہوٹا اور سخی کی مدح میں یہہ آیت وارد ہے ومن یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون
اور یہہ آیت ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ اور حدیثوں میں سے یہہ حدیث ہے کہ روایت کی ہے
جابر رضی اللہ عنہ نے قال قیل یا رسول اللہ ای الایمان افضل قال الصبر والسماحۃ کہا جابر رضی نے کہا گیا یا رسول اللہ
کون سا عمل ایمان کے بیچ افضل ہے فرمایا صبر اور سماحت اور مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قالت قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجنۃ دار الاسخیاء کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت
گھر سخیوں کا ہے اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سخاوت ایک درخت ہے بہشت میں جو کوئی کہ
اوسکی شاخ پکڑتا ہے لیجاتا ہے بہشت میں اور بہی حدیث میں آیا ہے کہ دو عادتیں ہیں کہ خدا تعالی انکو دوست رکہتا ہے
سخاوت اور خوی نیک اور دو عادتیں ہیں کہ دشمن رکہتا ہے انکو بخل اور خوی بد اور بہی حدیث میں آیا ہے کہ ہر روز فجر کو دو
فرشتے آسمان سے اوترتے ایک کہتا ہے اللہم اعط منفقا خلفا اے اللہ دے خرچ کرنیوالے کو بدلہ اور دوسرا کہتا ہے
اللہم اعط ممسکا تلفا اے اللہ دے بخیل کو تلف یعنے مال اوسکا تلف کر دے روایت کیا ہے اسکو بخاری نے اور حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے کہا ہے جبکہ اقبال کرے تیری طرف دنیا پس خرچ کر اوس سے پس تحقیق وہ نہیں فنا ہوگی پہر جبکہ ادبار کرے
تجہ سے اور منہ پہیرے پس خرچ کر اوس سے پس نہیں باقی رہیگی وہ اور روک تہام اوسکو یعنے خدا کے راستے میں دے کہ وہ تیرا ہمراہ
ہوچکا لذائی الشرح واحوال الانبیاء والاولیاء اور تامل کرنا بیچ احوال انبیا علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے کہ فقر او محتاجی
میں کسقدر خوش رہتے تہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ سیر نہوئی ہم اہل بیت مصطفے صلی اللہ علیہ
وسلم کی کبہی تین روز پے در پے یہانتک کہ مفارقت کی آنحضرت نے دنیا سے اور جو ہم چاہتے تو سیر ہوتے لیکن یہہ فقر ہمارے
اختیار سے تہا نہ ساتہہ اضطرار کے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فقر کو دوست رکہتے تہے اور جو دنیا اونکی طرف متوجہ ہوتی تہی
تو غمگین ہوتے تہے اور کہتے تہے کہ یہہ تعجیل عقوبت اوس گناہ کی ہے کہ جسکے سبب سے ہوا ہے ہمکو دنیا سے کیا کام ہے اور جب
فقر اونپر اقبال کرتا تہا تو کہتے تہے مرحبا بشعار الصالحین اسی شرح فخر الحق او نجم العلم میں ہے کہ کہا سہل بن عبد اللہ تستری نے
کہ موسی علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی کہ اے رب مجہکو بعض درجات محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور امت اونکی کے
دکہا ارشاد ہوا کہ اے موسی تو اونکے دیکہنے کی طاقت نہیں رکہتا لیکن ایک مرتبہ اونکے بڑے مرتبوں میں سے تجہکو دکہاتا
ہوں کہ فضیلت دی ہے ہمنے ساتہہ اوسکے تجہپر اور تمام اپنی مخلوق پر کہا سہل نے پس کہولدیا اوسکے لیے ملکوت آسمانوں کو
پس دیکہا موسی نے اوس مرتبہ کیطرف پس قریب تہا کہ تلف کریں اپنے نفس کو اوسکے انوار او قرب سے طرف اللہ
عزوجل کے عرض کی اے رب کس سبب سے پہنچایا تو نے اوسکو طرف اس مرتبہ اور بزرگی کے کہا ساتہہ ایک عادت کے

کہ خاص کی ہے بیلئے اونکے درمیان مین سے اور وہ انبیا ہین اسے موسیٰ نہین آویگا کوئی اونمین سے کہ تحقیق عمل کیا ہوگا اوسکو
کسیوقت مین اپنی عمر سے مگر یہ کہ جیا کرونگا مین اوسکے محاسبے سے اور جگہہ دونگا مین اوسکو اپنی جنت مین سے جہان کہین کہ چاہیگا
انتہیٰ واختیار التشبہ بہم لا بالمنعمین من الکفار والفجار اور اختیار کرنا مشابہت کا ساتھ انبیا اور اولیا کے کہ من تشبہ بقوم فھو
منہم وارد ہے نہ ساتھ نازپروردون کے کفار اور دیوانون دنیا سے بلکہ ہیچ احوال انبیا اور اولیا اور طریقہ خلفاء راشدین
اور صحابہ اور تابعین کے نظر کرے مروی ہے کہ ایک روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ روتے تھے پوچھا گیا کہ کس چیز نے آپکو رولایا
کہا سات روز سے میرے پاس مہمان نہین آیا ہے ڈرتا ہون کہ کہین خدا تعالیٰ نے میری اہانت نکی ہو پھر آیا آپکا ایک دوست
اور دروازہ ہلایا پس کہا کسواسطے آیا ہے تو کہا محبے چار سو درہم قرض مین پس تو نے آپنے اوسکے لیئے چار سو درہم اور نکالکر اوسکو
دیدیئے اور پھر رونا شروع کیا پس کہا آپکی اہلیہ نے کہ اگر یہ امر شاق تہا تو کیون اوسکو دیئے پس کہا سوا اسکی نہین کہ مین
اسواسطے روتا ہون کہ کیون نہ لیئے اوسکا حال دریافت نہین لیا کہ وہ یہانتک آنیکا محتاج ہوا انتہیٰ پس ناز و نعمت یہود و نصاریٰ اور اراذل
ذوجمقا اور اون لوگونکا کہ کچہ بہرہ نہین رکہتے ہین ملاحظہ کرے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہم کانوا قبل ذلک مترفین اور فرمایا
اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا اور وارد ہے استمتعتم فی الدنیا اجوعکم فی العقبیٰ پہر اندیشہ اور انصاف کرے کہ ہیچ اقتدا
سلف کے کہ عزیز ترین اقسام مخلوق کے ہین اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہونا اور رہنا بہتر ہے یا اوپر مشابہت رذیل ترین
مخلوق اور ابناء دنیا کے کہ مبغوض ترین مخلوق کے ہین نزدیک اوس سبحانہ تعالیٰ کے بعد اس تفکر کے ضرور اقتدا ساتھ سلف کے
اختیار کریگا اور اوسپر صبر کرنا قلیل پر اور قناعت یسیر پر آسان ہوگی اور حرص نعمت اور خوش حالی کے زائل ہوگی وما ذلک علی
اللہ بعزیز و التسخی وخداع النفس بالقیمۃ والمکافات اور جو سبب حرص کا دوستی عین مال کی ہووے پس طریقہ دفع کرنے
اوسکے کا ساتھ تکلف کے سخاوت کرنا اور خرچ کرنا مال کا ہے اور فریب دینا نفس کا ساتھ اچہی شہرت اور بدلی اوسکی کے لیئے
لطیف حیلون اور اسباب قلع حرص اور بخل سے یہہ ہے کہ تکلف کرے سخاوت کرنے مین برابر ہے کہ اوسکی محل مین ہو یا غیر محل
مین یہانتک کہ اگر مال کو پانی مین ہی پہینکدے یا تو امساک کرنے سے اور مال کی محبت رکہنے سے بہتر ہے اسلیئے کہ مال کی محبت
جبکہ دل مین مضبوط ہوگئی پس نہین نکلتی مگر ساتھ تکلف کرنیکے اوسکی ضد مین کہ وہ اوسکا جدا کرنا ہے جیسے کہ عشق اور محبت
کہ کسی سے ہوجاوے تو نہین دور ہوتی مگر ساتھ مفارقت کرنیکے معشوق سے ساتھ سفر کے یہانتک کہ جب سفر کیا اور
جدا ہوگیا تکلف سے تو صبر ہوجاویگا دلکو اوس سے اور تسلی ہوجاویگی اور دوسرا حیلہ یہہ ہے کہ نفس کو نیک نامی پر فریفتہ کرے
اور دہوکا دیوے کہ انفاق کرنا چاہیئے تا کہ آدمی مجکو سخی کہین اور سخاوت اور نیک نامی پر شہرت ہوجاوے اور شاید کہ کوئی اوسکے
بدلے مین مجکو بہی مکافات کرے اور ریا کے حرص کو مال کی حرص پر مسلط کرے تا کہ جوانمردی کرے اوسکا نفس ساتھ بذل کرنے
مال کے اور یہہ حیلہ نفس کی تسلی کیواسطے وقت چہڑانے اوسکی کے مال سے جیسا کہ چہوٹے بچے سے دودہ چہڑانیکے وقت کرتے
ہین کہ کہین چنچنیون پکڑکر اوسکو بہلاتے ہین کہین اور کہیل کو دتماشا اوسے دکہاتے ہین تا کہ دودہ کو پہر یاد نکرے اور یہہ علاج

اور جس شخص کو مفید ہے کہ حب جاہ اور ریا اوسکی مغلوب ہو اور حب مال غالب لیکن خرچ کرے قوی کو ساتھہ مشقت اور تکلف
کے تاکہ ضعیف حاصل ہو وے اور اسپر حجت ہے کہ حب مال اور جاہ اور ریا قوی ہونگی پس نہین فائدہ ہوگا خرچ کرنے مین واسطے
ریا کے اسلیئے کہ وہ قطع کریگا اوسکی علت کو اور زیادہ کریگا بیچ دوسری شکل اوسکی کے ثم ازالة الریاء بعد الاعتبار ذکر بعد اسکے
کہ علت بخل اور حرص کی دفع ہو جاوے اور اس مرض سے خلاصی پاوے تو وہ ترک کرے ریا کو اور اسکے علاج سے پیچھے یا ریا کے
ساتھہ سخاوت کے اسلیئے کہ ریا ابتدا مین اخلاص کا پل ہے انتہا مین جیسا کہ مجاز حقیقت کا پل ہے اور یہہ ازالہ اس واسطے ہے
تاکہ یہہ صفت مذموم دوسری قبیح صفت کے بدلے جگہ نہ پکڑ جاوے اور طریقہ اوسکے ازالہ کا یہہ ہے کہ اوسکے مقتضا کے
موافق کام نہ کرے پس جبکہ اوسکے اقتضا کی مخالفت کیجاویگی تو ضرور سرد ہو جاویگی مثل بخل کے وکثرة ذکر الموت اور جو سبب حب
طول امل ہو وے تو علاج اوسکے دفع کا بہت یاد کرنا موت کا اور یہی ثالثہ کہ یاد ہے پس جو کوئی زیادہ موت کو یاد کریگا تو بہ لجاسکے
مال سے جمع کرنیکو اور قاصر کہ دیگا امل کو والاعتبار بالسابقین اور عبرت پکڑنا ساتھہ احوال گذرے ہوئے لوگون کے کہ اسیطرح مشغول تھے
اوسی مال سے تھے ناگاہ موت کا پیغام آن موجود ہوا اور حسرت ساتھہ لیگئے اور مال اونکا دوسرون نے تقسیم کر لیا فرمایا
اللہ تعالی نے کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمة کانوا فیہا فاکہین کذلک واورثناہا قوما آخرین سوزہ عجلی
قاری مین ہے نقل ہے کہ ذوالقرنین ایک امت پر گذرے کہ اونکے پاس دنیا کی کوئی چیز نہ تھی اور قبرین کھود رکھی تھین کہ انہین مین
رہتے تھے اور وہی شکستہ اور بدحالی ہو رہی تھین اور اوسی مین نماز مین بیٹھا کرتے تھے اور ساگ پات ہی ترکاری کہاتے تھے جیسے
چارپائے کہاتے ہین پس بھیجا ذوالقرنین نے ایک شخص اونکے سردار کے پاس پس کہا اوسنے کہ ذوالقرنین بادشاہ کی اطاعت
قبول کر کہا مجکو بادشاہ کی کچہہ حاجت نہین ہے کہ مین اوسکی اجابت کرون اور اوسکے پاس جاؤن پس خود ذوالقرنین اوسکے
پاس گئے اور کہا کہ مینے تجکو بلایا تھا تو نہین آیا اور انکار کیا پس مین خود تیرے پاس آیا اسنے کہا مجکو آپکی کچہہ حاجت ہوتی تو آتا
پھر ذوالقرنین نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ ہم تمکو اس حالت پر دیکھتے ہین کہ کوئی ایسی حالت پر نہین ہے کہا کیا حالت ہے تو
کہا نہ تو تمہارے پاس دنیا ہے اور نہ کچہہ مکانات ہین نہ تمہارے پاس کچہہ چاندی سونا ہے کہ اوس سے کچہہ نفع اوٹھاؤ کہا ہم
اونکو مکروہ جانتے ہین اسلیئے کہ کوئی یہہ چیزین نہین دیا گیا مگر یہہ کہ نفس اوسکا حریص ہو جاتا ہے اور جو چیزین افضل اور اعلی ہین
اونسے روک لیتا ہے پھر کہا اسکا کیا سبب ہے کہ تمنے قبرین کہود رکھی ہین کہ جب تمکو ضرورت ہوتی ہے انہین مین آتے جاتے ہو اور اونکو
نماز پڑھتے ہو کہا اسلیئے ہمنے قبرین رہنے کے لیئے کہود رکھی ہین کہ جب ہم انکو دیکھتے ہین تو موت یاد آجاتی ہے اور روکتے ہین
ہمکو دنیا کی امیدون سے پھر کہا تمہارے کہانے کی چیزین سوا ساگ بھاجی کے کیون نہین ہین اور کیون جانور نہین رکھے
کہ انکا دودہ دوہو اور اون پر سوار ہو اور اونسے نفع اوٹھاؤ کہا ہم برا جانتے ہین کہ اپنے شکمون کو قبرین بنالین اور ہمنے لیئے
منفعت ساگ وغیرہ ہی مین دیکھی ہے اور آدمی کو اسقدر گذارا کہ زندگی کو کفایت کرتا ہے اور ذائقہ ہر ہے کہ حقیقہ رکہدہ اور ہر چیزدار
کہانا آدمی کہاوے جب حلق سے تجاوز کر گیا اور پیٹ مین پہونچا تو کچہہ اوسکا مزا اور لذت نہین باقی رہتی پھر اپنا ہاتہہ لپٹاکر

ایک ہڈی کھوپڑی کی نکالی اور کہا اسنے ذوالقرنین تو جانتا ہے کہ یہ کون ہے کہا میں نہیں جانتا کہا یہ زمین کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ
ہے کہ اللہ تعالی نے اسکو زمین کے ایک سلطنت میں مقرر کیا تھا پس ظلم کیا اوسنے اور سرکشی کی اور نافرمانی کرنے لگا جس وقت کہ اللہ تعالی نے
اس سے یہہ امورات ملاحظہ فرمائے تو ہلاک کردیا پس ہو گیا یہہ پہینکی ہوئی پتہر کے مانند اور یہہ شمار کیے اللہ تعالی نے اسپر اسکے تمام عمل جنکی کہ
بدلہ دیگا اونکی اوسکو آخرت میں پہر دوسری ایک کہوپڑی ہڈی سے نکالی اور کہا اے ذوالقرنین تو جانتا ہے کہ یہہ کون ہے کہا میں نہیں جانتا
کون ہے کہا یہہ بھی بادشاہ ہے کہ پہلے بادشاہ کے بعد یہہ بھی بادشاہ ہوا اور جبکہ اسنے پہلے بادشاہ کا ظلم اور ستم ملاحظہ کیا تو اوسکو خوف الہی ہوا
اور اللہ تعالی کی عاجزی کی اور حکم کیا عدل اور انصاف کا اپنی دار السلطنت میں حتی کہ اسی پر قائم ہو گیا یعنی وفات پائی اور تمام عمل اسکے
اللہ تعالی نے اسپر شمار کیے اور سب کی جزا قیامت کے دن ملیگی پہر ذوالقرنین کی کہوپڑی پر ہاتہ لگا کر کہا کہ اے ذوالقرنین یہہ کہوپڑی بہی
ایسی ہی ہو جاویگی جیسے یہہ دونوں ہیں پس دیکہہ اے ذوالقرنین اور غور کر کیا تو کرتا ہے اور کہا میرے پاس آ دیگا پہر ذوالقرنین نے کہا آیا
تجکو کچہہ آرزو ہی صحبت کی ہے کہ تجکو بہائی بناؤں اور مال اور سلطنت کا وزیر اور مشیر کروں کہا میں اس امر کی صلاحیت نہیں رکہتا
ذوالقرنین نے کہا کیوں کہا سبب اسکا یہہ ہے کہ بہت آدمی تیرے دشمن ہیں اور میرے دوست ہیں کیوں مجہہ سے سب دشمنی رکہتے ہیں کہا تیرے
پاس ملک اور مال بہت ہے اسی سبب سے سب تیرے دشمن ہیں اور میرے پاس دنیا کی کچہہ چیز نہیں ہے اسی سبب سے مجہسے کوئی عداوت نہیں کہتا
پس ہنسے کو ہانسا ذوالقرنین تعجب کرتے ہوئے اور نصیحت پکڑتے ہوئے انتہی تو زیارۃ القبور اور زیارت کرنا قبروں کی کہ وہ یاد دلاتی
ہے عقبی کو اور سبب عقبی کا ہے دنیا میں اور اسمیں عبرت ہے ارباب صدور کے لیے اور روایت کی گئی ہے اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا
باہل القبور یعنی جبکہ دنیا کی سختیوں میں مثل نقصان ہونے مالوں کے اور ضائع ہونے اولاد کے اور سختیوں اور مصیبتوں کے گرفتار ہو تو
استعانت چاہو اہل قبور سے اور اونکی زیارت سے اے عبرت حاصل کرے اور جانے اس امر کو کہ جو کہ دنیا میں پیدا ہوا ہے
سب نیست اور نابود ہونے والا ہے اور دار رہے کہ تسکین ہو اپنے دلونکو ساتہہ مشاہدہ کرنے اپنے بہائیوں کے احوال کی اور یاد کرو تم موت کو
اور یقین جانو کہ بقا نہیں ہے مگر اوسی تقدس و تعالی کو اور دنیا اور جو کچہہ کہ اوسمیں ہے سب فانی ہے کل شئی ہالک الا وجہہ پس یہہ استعانت اہل
قبور سے دنیا کی محبت کو تمہارے دلوں سے لیجاویگی اور زائل کریگی تمہارے غم اور حیرانی کو اور یہی سزاوار ہے کہ اس روایت سے سمجہا
جاوے اور جسنے اس سے یہہ بات سمجہی ہے کہ اہل قبور سے اپنی حاجتیں طلب کرنا جائز ہے تو وہ اگر اہل ظاہر
سے ہے تو اصل راہ راست سے بہاگ گیا اور گر پڑا دریائے عمیق میں کہ خلاصی اوس سے محال ہے
کما لا یخفی علی الناظر للسیاق والسباق والاصل فیہ الصبر اور اصل ہیچ اوکیر نے اسباب حرص کے کہ انفاق موثر ہے صبر کرنا ہے
لذتوں دنیاوی سے ساتہہ اوس چیز کے کہ میسر ہو و قصر الامل اور کوتاہ کرنا امید بقا کا اور یہہ
حاصل ہوتا ہے اللہ تعالے کی تدبیر پر خوب اعتماد کرنے سے کہ بندوں کے واسطے جو مقدر کر دیا ہے
وہ ضرور اونکو پہنچیگا چاہیے طلب کرے اور چاہیے نہ کرے آنحضرت علیہ السلام سے مروی ہے اجملوا
فی الطلب فانہ لیس للعبد الا ما کتب لہ اور حضرت علی سے وارد ہے کہ میں بہت ڈرتا ہوں دو چیزوں سے طول امل اور اتباع کرنے خواہش نفسانی سے

اسلیے کہ طول امل بھلاتے ہین آخرت کو اور تابعداری ہوی کی حق سے روکتی ہے اور تحقیق دنیا منہ پھیرنے والی اور جانیوالی ہے اور آخرت آنیوالی ہے اور ہرایک کے لیے اولاد ہے پس ہو تم آخرت کی اولاد اور نہو تم دنیا کے بال بچے پس تحقیق آجکا دن عمل کرنیکا ہے اور کچھ حساب نہین ہے اور کل کے روز یعنے قیامت کے دن مین حساب ہوگا اور منقطع ہوجاوینگے عمل روایت کیا ہے اسکو احمد اور ابن مبارک نے کتاب الزہد مین وَاتِّقَاءُ آفَاتِ الْمَالِ اور جاننا آفتون مال کا کہ سراسر وبال ہے اور وہ سانپ کے مانند ہے کہ اسمین زہر بھی ہے اور تریاق بھی پس آفتین اوسکی بمنزلہ زہر کے ہین اور فائدے اوسکے مانند تریاق کے پس جسنے اون دونونکو پہچانا تو قادر ہوجاویگا اوسکے شر سے بچنے پر اور کوشش کریگا اوسکی بھلائی حاصل کرنے مین شرح علی قاری مین ہے کہ تحقیق روایت کی گئی ہے جریر سے اور وہ روایت کرتا ہے لیث سے کہا ایک آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ ہوا اور عرض کی کہ مین آپکے ہمراہ رہونگا پس دونون چلے یہانتک کہ ایک نہر کے کنارے پر ناشتہ کرنیکو بیٹھے اور اونکے ساتھ تین روٹی تہین پس دونون نے دو روٹیین کہائین اور باقی رکھی ایک روٹی پس کہڑے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نہر کیطرف گئے اور پانی پیا پھر لوٹ آئے اور نہ پایا اوس روٹی کو پس پوچھا اوس آدمی سے کہ روٹی کسنے لیلی کہا مین نہین جانتا کہا راوی نے پھر چلے حضرت عیسیٰ اور اونکے ہمراہ اونکا مصاحب بھی تہا پس دیکھا ایک ہرنی کو اور اوسکے ساتھ دو بچے تہے پس ایک کو اوس سے حضرت عیسیٰ نے مانگ لیا پھر اوسکو ذبح کیا اور کباب کیے پھر آپنے اور اوسی آدمی نے ملکر اوسکو تناول کیا پھر حضرت عیسے نے اوس بچے سے کہا کہ قُم بِاِذْنِ اللّٰہ پس کہڑا ہوا اور چلا گیا پس کہا اوس آدمی سے قسم ہے اوسکی ذاتکی کہ تجھکو یہہ نشانی دکھلائی سچ بتا کہ وہ روٹی کسنے لی ہے کہا مین نہین جانتا پھر ایک پانی کے جنگل پر پونہچے اور حضرت عیسیٰ نے اوس آدمیکا ہاتہ پکڑا اور پانی پر چلے پس جبکہ پار ہوگئے کہا قسم ہے تجھکو اوس ذاتکی کہ تجھکو یہہ نشانی دکہائی کسنے وہ روٹی لی ہے کہا مین نہین جانتا پھر ایک میدان مین پونہچے پس بیٹھے دونون پھر لی حضرت عیسے نے کسیقدر مٹی اور کہا کُن ذَہَبًا بِاِذْنِ اللّٰہ یعنے اللہ کے حکم سے سونا ہوجا پس وہ مٹی سونا بن گئی پس آپنے اوسکے تین حصے کیے اور کہا ایک حصہ میرا ہے اور ایک تیرا اور ایک اوسکا کہ جسنے وہ روٹی لی ہے یہہ سنتے ہی اوس آدمی نے کہا حضرت وہ روٹی تو مین نے لی ہے پس فرمایا حضرت عیسیٰ نے سب تو ہی لیلے اور جدا ہوگئے حضرت عیسیٰ اوس سے پس پونہچے دو آدمی اوسکے پاس جنگل مین اور اوسکے پاس سونا دیکھا اور ارادہ کیا کہ اسکو تو مارڈالین اور وہ مال آدہا آدہا بانٹ لین اسنے کہا کہ اسکے تین حصے کرکے تینون تقسیم کرلین کہا ایک آدمی کو شہر روانہ کردو کہ کچھہ کہانا لے آوے پھر ایک آدمیکو شہر کو بھیجا پس جسکو شہر بھیجا تہا اوسنے اپنے دلمین کہا کہ مال تقسیم کرنا عبث ہے مین کہانے مین زہر ملادونگا وہ دونون کہاتے ہی مرجاوینگے سب مین لیلونگا پس ایسے ہی کیا اور اون دونون نے یہہ مشورہ کیا کہ ناحق ہم مال کے تین حصے کرین جب وہ آویگا اوسکو کسی حیلے سے مارڈالین اور یہہ ہم دونون بانٹ لین غرض جب وہ کہانا لیکر آیا تو اوسکو دونون نے ملکر مارا پھر کہانا کہایا تھوڑی سی دیر مین یہہ بھی چلبسے وہ مال جنگل مین ویسا کا ویسا ہی رہگیا اور اون تینون کی لاشین بھی وہین رہین پھر جو عیسیٰ علیہ السلام اونپر گذرے اور یہہ حال دیکہا تو اپنے یارونسے کہا کہ یہہ دنیا ہے اور یہہ مال ہے اس سے ڈرو اور نہین تو تمکو ہلاک کریگی انتہی وَہِيَ الْاِفْتِقَارُ اِلَى الْمُہْلِکَاتِ اور یعنے آفت مال کی پونہچانا اوسکا ہے اپنی صاحب کو طرف ہلاک کرنیوالی

پیدا ہوگی اسلیے کہ خواہش نفسانی جب دلمین پیدا ہوئی تو وہ خود گناہ کی متقاضی ہے لیکن عجز اور عدم قدرت مال یہ عصمت کے اسباب سے
ہے چنانچہ کہا ہے وَمِنَ الْعِصْمَةِ اَنْ لَّا تَقْدِرُوْا اور جبکہ قدرت مال کی پیدا ہوگی باعث گناہ اور ارتکاب فجور کا حرکت کریگا اور بہت
بُرے اخلاق اوس سے ظاہر ہونگے اور آخر کو ہلاک کریگا اور جو صبر کریگا تو سختی مین واقع ہوجاویگا اسلیے کہ صبر ساتھ مال کے سخت زیادہ ہے
اور چونکہ مصنف نے بعض مہلکات کو شمار کیا ہے اسواسطے اپنے قول مین کاف تشبیہ کا داخل کیا اور کہا کَالْکِبْرِ وَالْکِذْبِ وَالْعِدَاوَۃِ مانند
حاصل ہونے تکبر کے کہ مالدار درویش محتاج کو بالطبع حقیر جانتا ہے اور دروغگوئی کی کہ دنیا کے معاملات کے ساتھ لازم ہے چنانچہ
فرمایا اَلدُّنْیَا زُوْرٌ لَا تُحَصَّلُ اِلَّا بِالزُّوْرِ اور دشمنی کرنی مسلمانونکی کہ جب آدمی بسبب نہ حاصل ہونے اغراض نفسانی کے اس سے
ناخوش ہونگے یہہ اونکے بدلے مین عداوت کریگا اور سوا اسکے اور بہت گناہ صادر ہونگے مثل حسد اور کینہ اور ریا وغیرہ کے کیونکہ
جسکے پاس مال زیادہ ہوگا اوسکی حاجتین بہی آدمیونسے زیادہ متعلق ہونگی اور یہہ سبب نفاق اور اللہ تعالی کے غضب کا ہے وَحُبُّ الدُّنْیَا
اور دوستی دنیا کی کہ تنعم کا اول ثمر ہے اسلیے کہ مالدار آدمی اگرچہ دیندار اور متقی پرہیزگار ہو اور اپنے کو گناہونسے بچاوے مگر عیش
و آرام سے مباحات مین اپنی جانکو نگاہ نرکہہ سکیگا کہ ادنی درجہ مال کا ہے اور جب عیش و آرام کا مزا پڑگیا اور اوسکے ساتھ الفت
پیدا ہوگئی تو صبر کرنا اوس سے دشوار ہوگا اور دوستی دنیا کی پیدا ہوگی اور دنیا اسکی بہشت ہوجاویگی اور موت کو مکروہ اور برا
جانیگا اور اوس سے برے اخلاق پیدا ہونگے یہی معنی ہین حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ کی وَاقْتِحَامُ الشُّبْہَۃِ اور آفتون مال کے سے
گرنا ہے بیچ شبہہ کے یعنے جبکہ عیش و آرام کی لذت اور مزی مین پڑا اور اسباب حصول حلال کی میسر نہوئی تو ضرور ہے کہ کچہہ شبہہ ہونسے حاصل کریگا
اور آخر کو حرام مین پڑجاویگا وَالْحَاجَۃِ اِلَی النَّاسِ اور حاجت پڑنا ہے طرف آدمیونکے کیونکہ مالدار کو بسبب حفاظت اور اصلاح مال کے
آدمیونکی طرف بہت حاجت پڑتی ہے وَالشُّغْلِ عَنِ الطَّاعَۃِ بِالْکَسْبِ وَالْحِفْظِ وَدَفْعِ الْحَسَدِ وَمَعَ احْتِمَالِ الْمَشَاقِّ اور اعراض کرنا ہے
عبادت الٰہی سے بسبب اشتغال کسب اور تحصیل مال اور حفاظت اوسکی کے کہ شب و روز تلف ہونیکا خوف رہتا ہے اور بسبب دور کرنے
حاسدون اور دشمنون کے کہ تونگری کے سبب سے اسپر حسد لیجاتے ہین اور باین ہمہ تحمل مشقتون بدنی کا اوسکے حاصل کرنے مین
اسپر علاوہ ہے اور اس سے کوئی خالی نہین ہے مگر اللہ تعالی کی عصمت سے کیونکہ یہہ ادنی درجہ مال کی آفتونکا ہے یعنے اگرچہ
معصیت نکرے اور شہوات سے دور رہے اور رستہ تقوی کا نگاہ رکہے اور وجہ حلال سے حاصل کرے اور اوسکے مصرف مین صرف کرے
آخر کو اوسکی محافظت مین دل مشغول ہوگا اور یہہ مشغولی اوسکو خدا تعالی کے ذکر اور اوسکی عظمت اور جلال مین فکر کرنے سے باز رکہیگی کیونکہ
ذکر فکر بدون دل کی فراغت کے نہین حاصل ہوسکتا اور مالدار کی اکثر اوقات عمارت کے اندیشہ اور شریکون کے جہگڑے اور ادا کرنے
خراج اور محاسبہ عمال مین گذرتے ہین اگر تاجر اور سوداگر ہوتا ہے تو شریکون اور نوکر چاکرون کی خیانت کی احتیاط اور سفر کی تدبیر مین
نہایت دشوار ہے مشغول رہتا ہے اور زیادہ عبادت الٰہی سے روکنے والا وہ مال ہے کہ زمین مین مدفون ہو کہ ہمیشہ اوسکا خیال رہتا ہے
کہ کہین کوئی اس سے خبردار نہوجاوے اور کوئی چرا نہ لے غرضکہ دنیا دارونکی فکر اور اندیشے کہ سراسر ہموم اور آلام مین
نہایت نہین رکہتے اور جو کوئی چاہے کہ دنیادار ہو کر فارغ البال رہے اوسکی ایسی مثال ہے کہ کوئی پانی مین رہنا چاہے اور

چاہیے کہ بدل اور کپڑے اوسکے تر نہوں اور یہ محال ہے اور چونکہ مال سانپ کے مانند ہے کہ زہر اور تریاق دونو رکھتا ہے
پس مصنف نے بعد ذکر کرنے مال کی آفتوں کے کہ بمنزلہ زہر کے ہیں چاہا کہ اوسکے فوائد بھی کہ بمنزلہ تریاق کے ہیں ذکر کرے
پس کہا و فوائدہ اور اصل بیچ اوسکے اسباب حرص کے حاصل ہونا علم کا بھی ہے ساتھ فائدوں مال اور منافع
اوسکے جیسا کہ علم ساتھ آفتوں اوسکے ہے تاکہ عقلمند فائدوں کو حاصل کرے اور آفتوں سے پرہیز کرے اور فائدے مال کے
دو قسم ہیں دینی اور دنیوی دنیوی کو محتاج بیان کے نہیں ہیں کہ ہر کوئی جانتا ہے اور دینی دو قسم ہیں ایک
اپنے نفس پر صرف کرنا دوسرے غیر پر اور اپنے اوپر بھی صرف کرنا دو طرح ہوتا ہے واسطے قوت حاصل کرنے
عبادت میں اور واسطے اعانت کرنیکے عبادت پر اشارہ کیا پہلی قسم کیطرف اور کہا وہو الانفاق علی النفس بالعبادۃ
الظاہرۃ فیما لابد منہ اور وہ یعنے فائدہ اوسکا خرچ کرنا مال کا ہے اپنی جان پر واسطے استعداد اور قوت عبادت اور مدد
اوسکیکے اوس چیز میں کہ لابد اور ضروری ہے مثل کھانے اور بدن اوسکے مباشرت کی عبادت ظاہر ہے اسلیے کہ جسکو قدرت کفایت
کی نہوگی تمام روز اور شب دل و جان سے کفایت کی طلب میں مشغول رہیگا اور عبادت سے کہ خلاصہ اوسکا ذکر اور فکر ہے باز
رہیگا پس قدرت کفایت کی جو واسطے فراغت عبادت کی ہو دینی فوائد سے شمار کیجاویگی اور امور دنیا سے نہوگی
اور یہ امر نیت اور قصد قلبی سے تعلق رکھتا ہے کالمطعم والملبس اور قدر ضروری اور لابدی مانند نان اور پارچہ کے ہے کہ بدن کی
قوت ضروری اور ستر عورت کی عبادت سے بغیر نہیں ہے پس یہ بھی عبادت ہے واسطے موقوف ہونے عبادت کی الیسیر اخذ کرنا
کفایت کو دنیا سے واسطے اسی غرض کے محمود ہے شارع کے نزدیک اور اسپر زیادتی حظوظ نفس کے لیے ہوتی ہے اور یہ مذموم
ہے اور دوسری قسم کیطرف ساتھ اس قول اپنے کے اشارہ کیا و ما یحتاج الیہ کالحج والغزو یعنی اور خرچ کرنا نفس پر
واسطے حاصل کرنے ایسی عبادت کی کہ محتاج ہے انفاق کے مانند حج اور جہاد کے کہ حاصل ہونا انکا بدون مال کے
نہیں ہو سکتا اور فقیر ان دونوں کی فضیلت سے محروم رہتا ہے وعلی الغیر یہ اشارہ ہے دوسری نوع کیطرف یعنی دوسری
خرچ کرنا مال کا ہے غیر پر فقرا اور اغنیا اور خادموں اور تعریف کرنے والوں سے اور اپنے اہل و عیال کے نفقے میں خرچ کرنا زیادہ
فضیلت رکھتا ہے مسلم نے روایت کی ہے افضل الدینار دینار ینفقہ علی عیالہ اور ابو داود نے روایت کی ہے کفی بالمرء اثما ان یضیع من یقوت
یہ صدقۃ للفقیر اور صرف کرنا مال کا غیر پر نیک راہ میں جائز ہے اگر انفاق مال فقیر پر ہووے تو اوسکو صدقہ کہتے ہیں مجمع العلوم میں ہے صدقہ ساتھ
تحریک کے لغت میں اوس چیز کو کہتے ہیں کہ خدا کی راہ میں صرف کرے جیسا کہ قاموس میں ہے اور اصطلاح میں اس سے عبارت ہے کہ محتاج
کو بغیر عوض کے مالک کرے واسطے آخرت کی ثواب لینے کے جیسا کہ قسطلانی وغیرہ میں ہے پس اس تقدیر پر قول مصنف کا للفقیر بیان ہے
اوس چیز کو کہ ضمنا معلوم ہے واسطے اہتمام اوسکے اور صدقے کی فضیلت میں حدیث اور آثار اور آیتیں بہت وارد ہیں جنکا شمار و حصار
ہو نہیں سکتا ہیں سو یہ قول اللہ تعالی کا ہے مثل الذین ینفقون اموالہم ابتغاء مرضات اللہ الآیۃ اور حدیثوں میں سے یہ قول نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا ہے اتقوا النار ولو بشق تمرۃ یعنی بچو آگ سے اگرچہ ساتھ صدقہ بھی ٹکڑے والی کو آگ سے بچاتا ہے انتہی و مرۃ للعمی ستر الضیاعۃ والصدقۃ

اور مروت نام رکھتے ہین اگر صرف واسطے تونگرون اور آسودہ لوگون کے ہو یعنی مہمانی اور ہدیہ بھیجنے کے یعنے مسلمان بہائیون کی ساتھ
نیکی کرنا اگرچہ تونگر ہوں ساتھ مہمانی کرنے اور ہدیہ بھیجنے کی اخلاق محمودہ سے ہے اور جمہور کے نزدیک مستحبات سے ہے اگرچہ
صدقہ نہین ہے اور فرق ہدیے اور صدقے مین یہ ہے کہ صدقہ خاص فقیرونکی ساتھ ہے اور ہدیہ اوس سے عام ہے اور صدقہ
بطریق مہربانی اور احسان کے ہوتا ہے اور ہدیہ بطور تعظیم اور اکرام اور تواضع کی شیخین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ ایمان لایا ہے ساتھ خدا تعالی اور روز آخرت کے لس چاہیئے کہ تکریم کرے اپنی مہمان کی
اور ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہدیہ بھیجو آپس مین
اسلیئے کہ ہدیہ دور کرتا ہے کینون اور دشمنیون کو اور وارد ہے الضیافۃ علی اہل الوبر ولیست علی اہل المدر روایت کی ہے اسکو
قضاعی نے ابن عمر رض سے اور احمد اور ابو یعلی نے ابوسعید سے روایت کی ہے الضیافۃ ثلثۃ ایام فما زاد فہو صدقۃ اور وارد ہے
الضیف یاتی برزقہ ویرتحل بذنوب القوم روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے طارق ابن شہاب سے ذ الاعانۃ اور بیچ مدد اور معاونت
کرنیکے مسلمان بہائیون کی فرمایا اللہ تعالی نے وتعاونوا علی البر والتقوی اور حدیث مشہور مین ہے کہ جو کوئی کہ بیچ رعایت
اور مددگاری بہائی مسلمان کے ہوتا ہے اللہ تعالی اوسکی معاونت مین اور جسنے فریاد رسی کی ستم رسیدہ کی لس لکہتا ہے اللہ تعالی
واسطے اوسکے تہتر مغفرتین ایک مغفرت مین تو اوسکے تمام امور کی اصلاح ہوتی ہے اور بہتر مغفرتین اوسکے عوض اوسکے لئے درجے ہونگی قیامت
کے دن روایت کیا ہے اسکو بخاری نے اپنی تاریخ مین اور بیہقی نے انس سے فہی تحصل الاخوۃ والتحابب والفتوۃ اسلیئے کہ مروت
کرنا ساتھ تونگرونکے حاصل کرتی ہے بہائی برادری اور دوستی دین اور دنیا مین اور بخشش اور جوانمردی پیدا کرتی ہے کہ بزرگترین
اخلاق کی ہے وورد فیہا الاخبار اور وارد ہوئی ہین بیچ فضیلت مروت کے ساتھ غنیون اور تونگرونکے اور ہدیہ اور ضیافت
دینے اور کہانا کہلانے اور رعایت کرنے مسلمان بہائیون کی بدون شرط فقر اور فاقہ کے بہت حدیثین اور آثار وارد ہین
مروۃ تورث الدرجۃ العلیا فی الجنۃ اور بہی آیا ہے صاحب الفتوۃ یشتاق الیہ الحور ویفتخر بہ اور خطیب نے انس رض سے
روایت کی ہے من المروۃ ان ینصت الاخ لاخیہ اذا حدثہ ومن حسن المماشاۃ ان یقف الاخ اذا انقطع شسع نعلہ اور
وارد ہے المروۃ اصلاح المال روایت کیا ہے اسکو دیلمی نے ابان سے اوسنے انس رض سے اور ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت
کی ہے لیس من المروۃ الربح علی الاخوان اور وارد ہے من اراد الدنیا والدین فلینفق بالتنطع اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ
نے اکثر فوائد غنا کی ان دو بیتون مین جمع کردیئے ہین ابیات تونگران را وقف است ونذر و مہمانی ٭ زکوۃ و فطرہ و اعتاق
و ہدیہ و قربانی ٭ تو کے بدولت ایشان رسی کہ نتوانی ٭ جز این دو رکعت و آن ہم بصد پریشانی ٭ ووقایتہ لدفع الشر یعنی
مصروف اسکا لفظ صدقۃ ہے یعنی وقایتہ نام رکھتے ہین اگر انفاق غیر پر واسطے دفع کرنے شر اور حفظ آبرو اور مال کے واسطے
ہووے جیسے کہ شاعر کو دیوے تاکہ اسکی ہجو نکرے فہو یعنی الغیبۃ والعداوۃ لس یہ دینا غیر کا دفع کرتا ہے غیبت اور عداوت کو
نہایت شنیع گناہ ہین اسلیئے کہ جو لوگ اس سے طمع رکہتے ہین زبان درازی کرینگے اور فحش بکینگے اور عداوت اسکی دلمین رکہینگے

پس اس نیت سے دنیا کہ بعد عبادات اور غیبت سے بچ جاوین مسلمانوں کی خیر خواہی اور بہت سی نیکی ہو گی وہ نوع انہا صدقہ اور
سے ہے حدیث جابر سے کہ وہ صدقہ ہے اور لفظ حدیث کی یہ ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل ما وقی بہ المرء عرضہ فہو
لہ صدقۃ العسکری والقضاعی من حدیث جابر یعنے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چیز کہ نگاہ رکھے ساتھ اوسکے
آبرو اپنے بدگویونکی زبان سے پس وہ چیز اوسکے لیے صدقہ ہے روایت کیا ہے اسکو عسکری اور قضاعی نے اسلیئے کہ
اور غیبت کا اثر شدید ہو جاویگا و استعینوا ... اور چوتھی قسم انفاق کی غیر ہے کچھ خرچ کرکے رکھنا خادم کا ہے واسطے
مدد معیشت کے فہو نفرغ للعبادۃ اسلیئے کہ استخدام فارغ کردیتا ہے واسطے عبادت کے اور شغل سے باز رکھتا ہے اسلیئے کہ اگر
سالک تمام کام مثل کھانا پکانا اور خرید و فروخت کرنا اور کپڑا دھونا اپنے ہاتھ سے کریگا تو تمام اوقات اوسکی ضایع ہو جاوینگے اور
مشغول ہو جاویگا اور سیر سلوک طریق آخرت کا ساتھ ذکر اور فکر کے کہ اصل مقامات سالکین کے ہین اور جو ضروریات دوسری
اعانت اور مددگاری سے انجام ہو سکین تو انمین کوشش کرنا اور رنج اوٹھانا تضیع اوقات ہے کیونکہ عمر نہایت مختصر ہے اور
نہایت نزدیک اور آخرت کی سفر کی راہ دور دراز اسکے لیئے بہت زاد راہ مطلوب ہے اور یہ سوا مال کے میسر نہین ہوسکتا
فی نحو المسجد والجسر والرباط والحوض والبیر او تیسیر ازدید وسیئے مال کا خرچ کرنا اوسکا سبب خیرات عام مین جیسے کہ بنانا مسجد
اور پل اور سرای اور حوض اور کنوین وغیرہ کا فیبقی الذکر ویحصل برکۃ الدعاء اسلیئے کہ اس قسم کا خرچ کرنا باقی رکھتا ہے
ذکر جمیل یاد رنیک شہرت کو بعد فنا ہونے عمر کے اور حاصل کرتا ہے برکت صالحون کی دعا کی کہ اوسے نفع اوٹھاوین اور یہ امور
بدون مال ہو نہین سکتے وکل منہا عبادۃ اور ہر ایک انمین سے عبادت ہے کہ عمل نیک اور صدقہ جاریہ ہے خاص کر مسجد بنانا
فرمایا اللہ تعالی نے انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر الآیۃ اور ابن ماجہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
روایت کی ہے جو شخص کہ بنا دے واسطے اللہ تعالے کے مسجد تو بناتا ہے اللہ تعالی اوسکے لیے گھر بہشت مین اور طبرانی نے ابی
امامہ سے زیادہ کیا ہے اوسع منہ یعنے اوس مسجد سے بہت وسیع مکان بہشت مین بنایا جاتا ہے اور بیچ روایت احمد کے ابن
عباس سے من بنی للہ مسجد ولو کمفحص قطاۃ لبیضہا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ اور مسجد ہی کے معنی مین ہین مدارس اور
صلحا کے حجرے طبرانی نے اوسط مین ابوہریرہ سے روایت کی ہے من بنی بیتا یعبد اللہ فیہ من حلال بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ
من در و یاقوت انتہی کذا فی شرح علی قاری رحمۃ اللہ اور جبکہ مصنف سخاوت اور بخل کے بیان اور مال کی آفتون اور اوسکے
فائدے کی ذکر سے فارغ ہو چکا تو چاہا کہ سخاوت اور بخل کی حد بھی بیان کرے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ سخاوت عرف مین کس چیز
کا نام ہے اور بخل کسکو کہتے ہین پس کہا ثم البخل منع ما یجب شرعا بخل وہ ہے کہ نہ دیوی وہ چیز کہ اوسپر واجب ہے از روے شرع
کے مانند زکوۃ اور صدقہ فطر اور قربانی وغیرہ کے اور خوشی سے اوسکو ادا کرے او مروۃ اور از روے مروت کے مانند مہمان کے
وقت آنے مہمان کے اور چھوڑنے مضایقہ کے چنانچہ عنقریب اسکا بیان آویگا پس بخیل وہ ہے کہ ایک چیز کو بھی ان واجب شرعی
اور مروت سے روکے اور واضح ہو کہ سخم العلم مین ہے کہ سخا اور جود دونون مترادف ہین اور عبارت ہین اس سے کہ سیادۃ ...

تصرف مین اوز دونو ظرف اوسکے یعنے افراط اور تفریط نام رکھے جاتے ہین ساتھہ تبذیر اور بخل کے اور یہہ دونون مذموم ہین
انتہی ومانع الشرع البخل اور منع کرنیوالا اوس چیز کا کہ شرع نے اوسپر واجب کی ہے بخیل زیادہ ہے اوس سے کہ منع کرے
اوس چیز کو کہ از روے مروت اور عادت کی اوسپر واجب ہے جیسے جو کوئی کہ زکوۃ نہ دے یا اہل وعیال کا نفقہ نہ پونہچا دے یا قربانی نکرے
تو بخیل ہوگا اور جو کوئی اہل وعیال کا نفقہ اوسقدر تو دیدے کہ قاضی نے تجویز کیا ہے اور سوا اوسکے ایک لقمے مین کہ روکنا اوسکا
مروتاً جائز نہین ہے مضائقہ کرے تو بخیل ہوگا پھر اگر واجب شرع اور مروت دونون ادا کرے اور کچھہ قصور اوسمین نہ لاوے تو
بخل سے تو خلاصی پاویگا لیکن جود اور سخی کا مرتبہ اوسوقت ملیگا کہ اوسپر زیادہ کرے اور سخی اوسوقت ہوگا کہ دینا اوسپر آسان ہو
اور راضی ہر خفا ادا کرے اور جو تکلف سے دیگا تو سخی نہوگا اور جو ثنا اور شکر اور مکافات کی طمع کریگا تب بھی سخی نہوگا بلکہ حقیقت مین
سخی وہ ہوگا کہ بے غرض دیوے اور یہہ آدمی سے محال ہے بلکہ یہہ اللہ تعالی کی صفت ہے لیکن جو آدمی نیک نامی اور آخرت کی ثواب
ہی کفایت کرے تو اوسکو بجائے سخی کے کہتے ہین کہ فے الحال عوض نہین طلب کرتا کذا فی الاحیاء انتہی من شرح الشیخ فخر الدین والسخاوۃ
تفارق الایثار بانہ تبذل مع الاحتیاج وہو افضل اور سخاوت مغایر ہے ایثار کی اور اوس سے تمیز کیتی ہے ساتھہ اس بات کے
تحقیق ایثار عبارت ہے خرچ کرنے مال کے سے ہی باوجود احتیاج اپنی کے اور سخاوت عبارت ہے اوس چیز کے خرچ کرنیسے کہ حاجت سے
زیادہ ہو اور ایثار ہی بہتر ہے سخاوت سے اور اعلی درجہ بذل کا یہہ ہے کہ ہر ایک کو میسر نہین ہوتا فہو من ثلث خصال استکمل بہ الایمان
اسلئے کہ ایثار منجملہ اون تین خصلتونکے ہے کہ کامل ہوتا ہے ساتھہ اونکے ایمان آدمی کا چنانچہ طبرانی نے عمار بن یاسر سے روایت
کی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ تین خصلتین ہین کہ جس کسی مین وے تینون ہون پورا اور کامل ہوتا ہے ایمان اوسکا
ساتھہ اونکے ایک انفاق کرنا ہے تنگی کی حالت مین دوسرے سلام کرنا آشنا اور بیگانے پر تیسرے انصاف دینا اپنے نفس سے اور
الشرح علی قاری اور ختم العلم مین ہے کہ دوسری خصلت یہہ ہے کہ جو چیز اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لیے پسند کرے
اور تیسری یہہ ہے کہ اوسکا ہمسایہ اوسکے شر سے امن مین رہے غرض جو چیز کہ سبب تکمیل ایمان کی ہو اور پورا ہونا ایمان کا اوسپر موقوف
ہو وہ بیشک افضل ہوگی ویوثرون اور آیا ہے قرآن شریف مین ویوثرون علی انفسہم الآیہ اسے تمام آیت تک جو یہہ ہے
ولو کان بہم خصاصۃ یعنے اختیار کرتے ہین مہاجر لوگ اپنی ذاتون پر بیچ دینے مال کے اور ونکو اگرچہ اونکو حاجت ہو اوس چیز کے
ایثار کرتے ہین صحیح بخاری مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آنحضرت علیہ السلام کے پاس آیا آپنے
اوسکے مہمانی کا ارادہ کیا اور ازواج مطہرات کو کہلا بھیجا وہان سے جواب آیا کہ ہمارے پاس سوا پانی کے کچھہ نہین ہے آپنے ارشاد
فرمایا کہ کون شخص اسکو مہمان کرتا ہے پس عرض کی ایک شخص نے انصار مین سے کہ مین اور لیگیا اوسکو اپنی بی بی کے پاس اور
کہا اکرام کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان کا پس کہا اوسنے کہ نہین ہے ہمارے پاس مگر قوت واسطے بچونکے پس کہا
درست کر کھانے اپنے کو اور روشن کر چراغ اپنے کو اور سلا بچون اپنے کو پس جبکہ ارادہ کرین شام کے کھانیکا پس
درست نے کھانا طیار کیا اور چراغ روشن کرکے اپنے لڑکونکو سلا دیا پھر کھڑے ہوئے گویا کہ چراغ درست کرتے تھی پس بجھا دیا

چراغ اور دونون مہمان کے ساتھ اندہیرے مین کہانے بیٹھے اور ایسی حرکتین کین کہ مہمان سمجھا کہ میرے ساتھ کہا رہے ہین کہ جو بہ
سبب قلت طعام کے آپنے نہ کہایا اور مہمان کو کہلا دیا پہر دونون بہوکے سو گئے پس جبکہ صبح ہوئی وہ انصاری رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے فرمایا ضحک اللہ اللیلۃ او عجب من فعالکما پس اوتاری اللہ تعالی نے یہ آیت ویؤثرون علی
انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ اور حاکم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ہدیہ بہیجا گیا واسطے کسی شخص کے صحابہ سے بکری کا سر کہا
فلانا شخص میرا بہائی اور اسکے عیال محتاج زیادہ ہین طرف اسکے پس بہیجا طرف اسکے پس بہیجتے رہے اوسکو ہر ایک یہانتک کہ پہر آیا
پہونچا اور لوٹا پہلی کیطرف پس اوتری یہ آیت اور مروی ہے بعض عبادت کرنیوالی عورتون سے کہ وہ کہڑے ہوے اور عیان ہین
ہلال کے اور وہ اپنے دوستو مین بیٹھے ہوے پس کہا کوئی تم مین سے ہے کہ مین اوس سے مسئلہ پوچہون پس اشارہ کیا بیٹے ہون
حبان کے پس کہا کہ سخا تمہارے نزدیک کسکو کہتے ہین کہا عطا کرنے اور بذل اور ایثار کو کہا یہ تو دنیا کی سخاوت ہے پس کہا
ہے دین مین کہا یہ کہ عبادت کرین ہم اللہ سبحانہ کی درحالیکہ تبرع کرنیوالے اور سخی ہون ساتھ اوسکے نفس ہمارے بغیر اکراہ کئے گئے کہا
تم اسپر اجر اور ثواب کا ارادہ رکہتے ہو کہا ہان کہا کسواسطے کہا اسلیئے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اور ہم سے وعدہ کیا ہے ساتھ
ایک نیکی کے دس مثل اوسکے کا کہا سبحان اللہ ایک چیز تو تم دو اور بدلے اوسکے عوض مین دس چیزین لو پس ساتھ کس چیز کے تم سخاوت
کرتے ہو اوسپر کہا پس کیا معنے ہین سخاوت کے نزدیک تیرے رحم کرے تجہپر اللہ کہا اوس عورت نے کہ سخاوت میرے نزدیک یہ ہے
کہ عبادت کرو تم اللہ تعالی کی اسحالمین کہ خوش عیش ہو اوس عبادت سے اور لذت پکڑنیوالے ہو ساتھ طاعت اوسکی کے اور نہ مکروہ
جاننے والے ہو اوسکی عبادتکو اور نہ ارادہ کرنیوالے ہو تم اوسپر اجر کا یہانتک کہ ہو وے مولا تمہارا کہ کرے جو چاہے ساتھ تمہارے
انتہی شرح علی قاری والتبذیر اور سخاوت مغایر ہے تبذیر کی یعنے سخاوت اسراف سے غیر اور جدا ہے بانہ ینفق حیث یجب
الامساک بسبب اسکے کہ تحقیق تبذیر خرچ کرنا مال کا ہے اوس جگہہ کہ واجب ہے اوس جگہہ روکنا اور بندہنا اور سخاوت ایسی نہین ہے
بلکہ عبارت ہے خرچ کرنے سے اوجگہہ کہ خرچ کرنا وہان شرعا اور مروۃ واجب اور بہتر ہو پس فرق دونون مین ظاہر ہے وہو
حرام قوی ذوق اور تبذیر حرام ہے اسلیئے کہ وارد ہے قرآن مجید مین ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین یعنے اسراف کرنیوالے
تہے بہائی شیطان کے وکان الشیطان لربہ کفورا اور ہے شیطان واسطے پروردگار اپنے کے کفران کرنیوالا اور اول آیت کا
یون ہے وآت ذا القربی حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین الایۃ اور معنے یہ ہین کہ اپنے مال کو معصیت مین
مت صرف کر مجاہد نے کہا ہے کہ اگر آدمی اپنا تمام مال راہ حق مین خرچ کردے تو تبذیر نہوگی اور اگر ایک جو بہی باطل مین صرف کریگا
تبذیر ہوگی اسواسطے کہا گیا ہے لا اسراف فی الخیر یعنے خیر مین اسراف نہین ہے اور شعبہ نے کہا ہے کہ مین اپنے والد ابی اسحاق کے
ساتھ کوفی کے راستہ مین جاتا تہا پس ایک دیوار کے پاس آئے کہ چونہ اور اینٹون سے بنی ہوئی تہی پس کہا یہ تبذیر ہے انتہی
من شرح علی القاری رحمہ اللہ لکن البخل افحش یعنے ہرچند کہ تبذیر حرام ہے لیکن بخل تبذیر سے بہت قبیح ہے حدیث مین کیونکہ
تبذیر متضمن ہے احسان اور غیر کی نفع رسانی کو اور اوسمین ایک قسم کی تحمید اور تخلیہ ہے سوائی شغل با اللہ سے بطالت بخل کے

ایک لڑکے یا لڑکی نے آنکر عرض کی کہ میری ماں آپسے کرتا مانگتی ہے آپنے فرمایا من ساعۃ الی ساعۃ پس چلا گیا وہ اپنی ماں کے پاس پہر اوسکی ماں نے کہا کہ جا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہہ کہ میری ماں وہ قمیص مانگتی ہے کہ آپکے بدن مبارک پر ہے پس جبکہ آپسے یہہ آنکر کہا آپ مکان میں تشریف لیگئے اور قمیص مبارک بدن سے نکالکر اوسکو دیدیا اور دونون ہاتھہ گردن میں ڈالکر بغل کے طور پر پہر حضرت بلال نے اذان دی اور لوگ آپکی تشریف لانیکے منتظر تہے پس آپ نہ نکلے پہر یہہ آیت نازل ہوئی ولا تجعل یدک الآیہ وَحَقُّ الْعَطَاءِ اَنْ یُّعَجِّلَ قَبْلَ الْوُجُوْبِ اور حق دینے زکوۃ اور صدقہ فطر وغیرہ کا کہ مالک پر واجب ہو یہہ ہے کہ جلدی کرے اوسکے ادا کرنے میں پہلے اوس سے کہ واجب ہو اور وہ زکوۃ میں حولان حول ہے اور صدقہ فطر میں داخل ہونا رمضان کی عید کا ہے لِیُبَادِرَ قُرْبِی الْاِخْتِیَارِ بسبب شتابی کرنیکے بیچ فرمان برداری امر الٰہی کے فرمایا اللہ تعالی نے وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اور یہہ شتابی کرنا عبادت مین رغبت کرنیکی علامت ہے اسلیئے کہ واجب ہونیکے بعد دینا تو ضروری ہوتا ہے اور اوسوقت دینا عذاب کے خوف سے ہوتا ہے نہ دوستی سے اور بندہ نیک وہ ہوتا ہے کہ جو کچہہ کرے دوستی اور محبت اور رغبت سے کرے نہ خوف سے اور لِلْمُؤْمِنِیْنَ اور واسطے خوش کرنیکے مسلمانونکو اور پہنچانے سرور کے اونکے دلمین اسلیئے کہ جو پہلے وقت سے دیوے اور ناگہانی دیتے لگینگے تو نہایت خوش ہونگے اور داخل کرنا خوشی کا مسلمانوںکے دلمین عبادت ثقلین کی عبادت سے افضل ہے ابن عدی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بہترین اعمال کی خوشی اور سرور ہے کہ داخل کرے تو اوپر مسلمان کے اور ابن النجار نے ابن عمر سے روایت کی ہے نہین ہے کوئی چیز محبوب تر طرف اللہ تعالی کے داخل کرنی تیری ہی خوشی کو اوپر بہائی مسلمان کے انتہی من شرح علی القاری رحمۃ اللہ وَتَحَاشِیًا عَنْ تَطَرُّقِ الْآفَاتِ اور بسبب بچنے کے حادث ہونے آفتوں دینوی سے کہ تاخیر مین بہت آفتین ہین اور ہو سکتا ہے کہ کوئی مانع پیش آوے اور اس بہلائی سے محروم رکہے اور جو دل مین کسی چیز کی رغبت پاوے غنیمت جانے کہ رحمت الٰہی ہے آثار مین ہے کہ کسی بزرگ کو بیت الخلا مین خیال آیا کہ اپنا پیرہن کسی درویش کو دیوین مرید کو آواز دی اور پیرہن اوتار کر اوسکو دیدیا مرید نے کہا کہ کچہہ آپنے صبر نہین کیا اور اسقدر جلدی کی کہا مین اسبات سے ڈرا کہ دل مین کچہہ اور خطرہ نہ آجاوے کہ اس کام سے باز رکہے انتہی من شرح الشیخ فخر الدین رحمہ اللہ وَیُعَیِّنُ لَہَا وَقْتًا فَاضِلًا کَشَہْرِ رَمَضَانَ وَذِی الْحِجَّۃِ اور آداب عطا سے یہہ ہے کہ معین کرے واسطے انفاق کے ایسے وقت کہ بہتر اور فاضل ہو مانند ماہ رمضان اور ذی الحجہ کے اسلیئے کہ جسقدر وقت شریف اور بزرگ ہوگا اوسیقدر ثواب اور قبولیت زیادہ اور جلدی ہوگی چنانچہ دارمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ افضل صدقہ رمضان مین ہے اور جو رمضان آتا تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی کو خلاص کرتے تہے اور ہر سائل کو دیتے تہے کذا روی البیہقی اور ذی الحجہ کا مہینہ بہی ایام فاضلہ سے ہے کہ شہر حرام سے ہے اور اسمین حج فرض ہے اور ایام معلومات کہ پہلا عشرہ ہے اور ایام معدودات کہ ایام تشریق کے ہین اسی مین ہین اور یہی کہا گیا ہے کہ افضل ایام رمضان کا عشرہ آخر ہے اور افضل ایام ذی الحجہ کا عشرہ اولی کذا فی الاحیاء انتہی من شرح الشیخ فخر الدین وَتَیَسُّرُ اِنْ خَافَ الرِّیَاءَ اور حق عطا سے یہہ ہے کہ پوشیدہ ادا کرے اسطور پر کہ کوئی اوسپر خبردار نہو اگر ڈرتا ہے ریا سے اسلیئے کہ صدقہ مخفی ریا سے دور ہے اور اخلاص سے قریب اور فقیر بہی لینی کی ذلت سے محفوظ رہتا ہے طبرانی نے ابی امامہ رض کی حدیث سے روایت کی ہے کہ صدقہ

پوشیدہ بجہادیتا ہے غضب الٰہی کو اور ابو نعیم نے ابن عباس کی حدیث سے روایت کی ہے تین چیزین ہین کنوز بر سے اوسی پوشیدہ دینا صدقہ کا ہے اور متفق علیہ حدیث مین ہے ابو ہریرہ کی حدیث سے کہ سات شخص ہین کہ اپنے سایہ مین رکہیگا اونکو اللہ تعالی اوس دن کہ نہین سایہ ہوگا مگر سایہ اوسکا ایک اونمین کا وہ آدمی ہے کہ صدقہ دیوے صدقہ دینا پس نہ جانے بایان ہاتہ اوسکا وہ چیز کہ دی ہے داہنے ہاتہ اوسکے نے اور احمد بن حبان اور حاکم نے ابی ذر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ افضل صدقہ وہ ہے کہ مرد قلیل المال مشقت کرے اور جو کچہہ اوسکے وسعت اور طاقت مین ہو فقیر کو پوشیدہ دیوے اور بہی قرآن مجید مین وارد ہے وان تخفوہا وتؤتوہا الفقراء فہو خیر لکم یعنے اگر چہپاؤ تم صدقے کو اور دو تم اوسکو فقرا کو پوشیدہ پس وہ بہتر ہے تمہارے لیے اور تعجب ہے کہ مصنف تائید اسرار مین یہہ قرآن شریف کے آیت نہین لایا اور ضعیف حدیث بیان کی پس کہا فوارج اسلیے کہ وارد ہے حدیث انس مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان العبد لیعمل سرا فیکتب سرا وان اظہر نقل الی العلانیۃ یعنے تحقیق بندہ عمل کرتا ہے پوشیدہ پس لکہا جاتا ہے پوشیدہ یہانتک کہ پوشیدہ عمل کی جزا پاتا ہے کہ اضعاف مضاعف ہے اور جو پوشیدہ کرنیکے بعد ظاہر کرنیکا ارادہ کیا یا اشارے کنائی سے ظاہر کیا تو نقل کیا جاویگا پوشیدہ صحیفے سے طرف صحیفہ آشکارا کی کہ جزا اوسکی کم ہے فان تحدث بہ نقل الی الریاء پس اگر کہدیا اوس عمل کو آدمیون مین اور ظاہر کردیا کہ مینے ایسا کیا ہے تو نقل کیا جاتا ہے طرف ریا کے یہانتک کہ پوشیدہ اور ظاہر دونون دفتروں سے مٹا ہوجاویگا اور ریا کے دفتر مین ثبت کردیا جاویگا پس محروم ہوجاویگا فنا اوسکا ثواب سے روایت کیا ہے اس حدیث کو خطیب نے تاریخ مین انس کے حدیث سے ساتہہ اسناد ضعیف کے اور دیلمی نے ابو الدردا سے اور لفظ اوسکے یہہ ہین ان الرجل لیعمل عملا سرا فیکتبہ اللہ عندہ سرا فلا یزال بہ الشیطان حتی یتکلم بہ فیمحی من السر ویکتب علانیۃ فان عاد وتکلم الثانیۃ فیمحی من السر والعلانیۃ ویکتب ریاء انتہی کذا فی شرح علی القاری وشرح الشیخ فخر الدین ذکا فوا یتنافسون فیہ بحیث لا یعرفہم القابض اور تہی سلف کہ مبالغہ کرتی تہی بیچ پوشیدہ دینے صدقہ کے یہانتک کہ نہین پہچانتا تہا اونکو صدقہ کا لینے والا اسلیے کہ پوشیدہ دینے مین خلاصی ہے ریا اور سمعہ سے اور ظاہر کرنا جماعت مین طلب کرنا ہے ریا کو اور ہمیشہ صدقہ کے ساتہہ طالب ہے سمعہ کا اور فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یقبل اللہ من مسمع ولا مراء حتی کہ بعض بعض نابینا فقیر اونکو دیتے تہے اور بعضے سوتے ہوؤنکے گرہ مین باندہ دیتے تہے اور بعض فقیر کے راستے مین ڈال دیتے تہے تاکہ فقیر پاجاوے کہ کسنے دیا ہے اور بعضے غیر کی معرفت دیتے تہے ولیظہر ان سئل فی ملاء متعففا عنہ اور ظاہر کرے صدقے کو اور برملا دیوے اوسکو اگر سوال کیا جاوے آدمیونکی جماعت مین اور ترک نکرے صدقے کو اوس وقت مین بسبب خوف ریا کے در حالیکہ نگاہ رکہنے والا ہو اپنے باطن کو بقدر امکان کے ریا سے او لینشر وتعم الترغیب اور بہی برملا دیوے اگر بیخوف ہو ریا اور گناہ سے اور قصد کرے آدمیونکی ترغیب کا ساتہہ اقتدا اپنی کے پس اگر اپنے دل کو ریا سے پاک کیا ہو وے اور جانتا ہے کہ جو برملا دیویگا وہ مع آدمی اوسکی اقتدا کرینگے اور رغبت اونکی زیادہ ہوگی تو برملا دینا ایسے آدمیکو بہتر ہے فہو ارجح اسلیے کہ وارد ہے قرآن مجید مین ان تبدوا الصدقات فنعما ہی یعنے اگر ظاہر کرو تم صدقوں کو دیتے وقت پس وہ بہتر ہے اور کچہہ مضایقہ نہین رکہتا ہے ابتہ اونکا

کہا یہہ دنیا کے امور سے ہی یعنی علانیہ دینا افضل ہے اور پوشیدہ کرنا امور آخرت مین افضل ہے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے جسوقت کہ نعمت دیتا ہے اللہ تعالی کسی بندے کو محبوب رکھتا ہے یہہ کہ دکھایا جاوے اثر اوسکا کذا فی شرح
علی القاری و شرح الفارسی اور شرح شیخ فخر الدین مین ہے کہ قول ماتن کا جو ولم یستر القابض ہو آمن کی فاعل سے حال ہے یعنی
علانیہ دیوے صدقے کو ساتھہ قصد اقتدا کے اگر بیخوف ہو ریا سے اوس حال مین کہ پوشیدہ نکیا ہو اوسکو صدقے کے
لینے والے نے اور بے بلا سوال کیا ہو اور جو درویش اوسکو چھپاوے پس ظاہر کرنا اوسکا جائز نہین ہے واسطے نگاہ رکھنے
اپنے کے پردہ دری درویش سے کہ کبھی آدمیون کے سامنے دینی اور اظہار فقر سے ایذا پاتا ہے انتہی اور بحر العلم مین ہے کہ یہہ
عبارت مصنف کی ولم یستر القابض بخیا میاهین الشک جملہ مستانفہ ہے اور جواب ہے سوال مقدر کا کہ اس قول پر ماتن کی وارد ہوتا ہے
و لیظہران سئل فی ذلک اس طور سے کہ ہیچ ظاہر کرنے معطی کے صدقے کو ہتک اور پردہ دری ہے ستر فقیر کی اور یہہ ممنوع ہے کیونکہ
بسا اوقات فقیر ایذا پاتا ہے آدمیونکے سامنے فقر اور احتیاج ظاہر ہونیکے باعث سے پس حاصل جواب کا یہہ ہے کہ جب سائل نے علانیہ
اور بے بلا سوال کیا تو خود اسنے پردہ دری کی پس صدقے کی ظاہر کرنے والے پر کچھہ الزام نہین جیسا کہ کوئی شخص برملا گناہ کرتا ہو تو
مرتفع ہو جاتا ہے غیبت کا حکم اون لوگون سے کہ اسکے فسق کو بیان کرین پس لینے والے کو چاہیے کہ ایسی صدقہ لینے کو نہ چھپاوے
بسبب بچنے کے ہتک ستر اپنی کے اسلیے کہ اوسنے خود اپنی پردہ دری کی جبکہ سوال کیا مجالس مین پس اس تقدیر پر قول
ماتن کا متعلق ہو معنی کو جو ستر نا ہو اور احتمال ہے کہ نفی کی علت ہووے جو ولم یستر ہے اور یہو ہی نفی بیان
واسطے حال قابض کے یعنی نہ چھپاوے لینے والا اسکو چھپانا معطی کی صدقے کا بسبب بچنے کے ہتک ستر معطی سے پس لازم ہے ہر عاقل کو کہ
تامل کرے فکر دقیق سے تاکہ مخفی نرہے اور سبب وجہ امتناع اظہار کے اسلیے کہ وہ مختلف ہوتی ہے بسبب اختلاف احوال اور اشخاص کے
انتہی و تجتنب المن والاذی اور آداب عطا سے یہہ ہے کہ اجتناب کرے عطا کرنیوالا درویشون پر احسان رکھنے اور اونکی ایذا رسانی سے
اسلیے کہ من اور اذی موجب حبط ہونے ثواب کا ہے فورًا اسلیے کہ وارد ہوا ہے قرآن مجید مین لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی یعنی
باطل اور تباہ نکرو تم صدقون اپنی کو ساتھہ احسان رکھنے اور ایذا پہنچانیکے قول اور فعل سے اسلیے کہ مال اللہ تعالی کی ملک ہے اور تونگر صرف
اوسکا حمال ہے پس احسان صاحب مال کا ہوتا ہے نہ حمال کا لائق ہین کہ حضرت عائشہ صدیقہ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہما جو کچھہ خیر فقیر یا
محتاج کو بھیجتی تھین تو خادم کو وصیت کر دیتی تھین کہ یاد رکھو کہ وہ کیا دعا کرتا ہے تاکہ ہم بھی اوس دعا میں اوسکے مکافات
کرین اور صدقہ خالص خدائے عزوجل کے لیے ہو سمجھنا چاہیے کہ اہل اخلاص صدقہ دینے مین فقیر کی دعا دینے پر راضی نہین ہوتے تھے تاکہ
وہ دعا اونکی صدقے کا عوض ہو جاوے اور اوسکا بدلہ اور ثواب اللہ تعالی سے چاہتے تھے اور احسان رکھنا اور ایذا پہنچانا تو کیا ذکر ہے
ابراہیم ادہم قدس سرہ العزیز اپنے بادشاہت کے زمانے مین فرماتے تھے کہ یہہ سائل لوگ کیا خوب آدمی ہین کہ گھر ہمارے
دروازون پر آنکر کہتے ہین کہ کچھہ ذخیرہ رکھتے ہو تو دو کہ ہم اوسکو آخرت کے عالم مین لیجاوین اور وہان تمکو دے دین ان
اسکا مثل ہے درویش گر بدانی بار پیست پس نکو ہ او کار ساز نیست نہ تو کار ساز او و شرح فارسی مین ہے کہ لا تبطلوا صدقاتکم الآیۃ

سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ معصیت سے طاعت کا ثواب باطل ہو جاتا ہے اور یہ سنت جماعت کے مذہب کی خلاف ہے پس معنی یہ ہیں
کہ ساتھ دینے صدقے کے من اور اذی کے ساتھ عبارت ہے سے یہ منعقد نہیں ہوتی پس مراد ابطال سے عدم انعقاد طاعت سے بعید رد
صدقات طاعات سے نہیں ہوتی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یقبل اللہ عز وجل صدقۃ منان انتہی اور چونکہ من اور اذی کی تفسیر میں
اختلافات ہے مصنف نے خود نقل کیا ہے کہا وہما الذکر بالنعم الاظہار باللسان اور رد و بعض من اور اذی ذکر کرنا صدقے کا سب سے پیچھے دل کے
اور ظاہر کرنا ساتھ زبان کے یہ من اور اذی کی تفسیر ہے بطریق لف و نشر مرتب کے اور یہ سفیان ثوری سے منقول ہے بعضے
من تو عبارت ہے دل میں ذکر کرنے سے اور اذی زبان سے ظاہر کرنے سے اسیطرح اور من اور اذی کی تفسیر ہیں بطریق لف و نشر
ہیں اما الاستخدام والتقریع بالعطاء اور بعضوں کے نزدیک خدمت چاہنا ساتھ عطا کے من ہے اور سرزنش اور ملامت کرنا
ساتھ فقیر اسکا اذی اما التکبر بالعطاء والتشدید بالقول اور بعضوں کے نزدیک من یہ ہے کہ تکبر کرے فقیر پر بسبب عطا دینے کے اور اذی
یہ ہے کہ ترش روئی اور سختی کرے درویش پر اور پر سوال کرنیکے والاقرب المن ان یراہ محسنا اور قریب ترین اقوال کا طرف
صواب کے یہ ہے کہ جانے اور اعتقاد کرے معطی اپنے تئیں احسان کرنیوالا اور بخشش کرنیوالا فقیر پر اور واسطے امید رکھنے کے
اور یہ صفت قلب کی ہے اور اصل ہے واسطے جمیع ان احوال کے کہ متفرع ہوتے ہیں اوسپر جوارح سے اور اختیار کیا ہے اسکو
بیضاوی نے بھی من کی تفسیر میں اور شاید کہ وجہ اقربیت کی یہ ہے کہ یہ معنی شامل ہیں جمیع اوسکو ذکر کیا ہے بعض نے اور باعث
کہ جبکہ اپنے نفس کو محسن مانا بیشک غافل ہوگیا اوس ذات پاک سے کہ جسنے تیار اور مہیا کردیے ہیں اسباب اعطا کی اور دور کردیا ہے
منع کے اسباب کو بسبب اوسکے معطی ہے حقیقتہ اور محروم ہوا مطالعہ اسباب ربانیہ خفیہ سے اور مشتغل ہوا ساتھ اسباب جسمانیہ ظاہریہ کے پس
ہوگیا بہائم کی درجہ میں کہ نہیں ترقی کرتی ہے نظر اونکی محسوس سے طرف معقول کی اور آثار سے طرف مؤثر کے اور اسلیے مذمت کی
من کے امام نے تفسیر میں کہا ہے کہ من اور اذی کبائر سے ہیں اسلیے کہ لکھا ہے کہ بڑی عبادت یعنی انفاق بسبب ہر ایک کے
ان سے کہ مفید ہو ثواب جزیل کو جو موعود ہے ساتھ اس قول اللہ تعالی کے لہم اجرہم عند ربہم الآیۃ انتہی من تجمل العطاء ویعرف بقوۃ استعداد جناب
القابض بعد العطاء اور پہچانا جاتا ہے یہ اعتقاد معطی کا ساتھ بہت جانے اور تعجب کرنے اوسکے گناہ درویش کو بعد دینے کے بعد
اگر اعیانا درویش سے بعد لینے صدقے کے کچھ تقصیر معطی کے باب میں صادر ہو وے یا ابتدا اسلام کے ساتھ نکرے مثلا اوسکے دشمن سے راہ
رسم پیدا کرے تو ستمگار اور بے وفا اوسکا اوس سے سنتا ہے کہ بعد صدقہ دینے سے انہیں امور پر ہوتا زیادہ ہو وے پس معلوم ہوتا کہ صدقہ
اسکا سا منت سے خالی نہیں ہے کیونکہ اسنے توقع کی اور امید رکھی درویش سے بسبب جسکا تو اہے کہ اوس چیز کے کہ بیچ صدقے کے امید
رکھتا تھا یہ شروع کیا ماتن نے اپنے نفس کو محسن جاننے کے قباحت کا بیان کہ وہ خلاف واقع کی ہے اور ظاہر کی تعلیل نہی کہ من ہے
یعنے نہیں چاہیے معطی کو کہ درویش پر احسان رکھے اور اپنی جانکو محسن جانے اسلیے کہ والمحسن ہو القابض لانہ ایصال الی الثواب
والانجاء من العقاب اور احسان کرنیوالا حقیقت میں وہی قبض کرنے والا صدقے کا ہے لیکن چاہیے نے اوسکے
معطی کے تئیں طرف ثواب کے اور نجات دینے اور خلاص کرنے اوسکے دینے والے کو عقاب الہی سے

اسلیے کہ اگر یہہ درویش صدقہ اوس سے قبول نہین کرتا تو صدقہ نفل مین تو ثواب حاصل نہین ہوتا اور صدقہ واجب مین اسکا
ذمہ بری نہوتا اور فقیر کی تلاش کرنیکی حاجت پڑتی تاکہ واجب ادا ہو اور عذاب آلہی سے نجات نپاتا اور چونکہ درویش کے
قبول کرنیکے باعث سے اسکو طہارت حاصل ہوگئی اور نجات ملی تو چاہیے کہ درویش کا احسان اپنے اوپر جانے اور اوسکے
احسان کا نشان اپنی گردن مین ڈالے اسیواسطے کہا ہے کہ سائل کا ہاتھ ید علیا ہے اور دینے والے کا ہاتھ ید سفلی ہے اسیواسطے بعض
بزرگوار اپنے ہاتھ مین صدقہ رکھکر فقیر کے سامنے دراز کرتے تھے تاکہ فقیر کا ہاتھ ید علیا ہو اور بعض فقیر کے ہاتھ مین صدقہ رکھکے
منتظر کھڑے رہتے تھے سائل کے مانند تاکہ وہ قبول کرے وکونہا تابعۃ لعطاء اللہ تعالی فیہ اور بسبب ہونے اوس درویش کے اللہ تعالی
کے جانب اخذ صدقہ مین کہ اللہ تعالی کا حق ہے پس چاہیے کہ درویش سے احسان جانے نہ یہہ کہ اوسپر احسان رکھے فورود
اسلیے کہ وارد ہوا ہے حدیث مین انما تقع اولا بید اللہ تعالی کہ تحقیق وہ یعنے صدقہ پہلے بید قدرت اوس بار تعالی مین واقع ہوتا ہے
اور بعد اوسکے درویش کے ہاتھ مین پہنچتا ہے پس درویش نائب اوس تعالی شانہ کا ہوا کہ وہی مبدع جمیع نعمتونکا ہے پس
احسان رکھنا درویش پر بے ادبی اور کفران نعمت ہے اور لفظ حدیث کے یہہ ہین ان الصدقۃ تقع بید اللہ قبل ان تقع فی
ید السائل روایت کیا ہے اسکو دارقطنی نے افراد مین ابن عباس کی حدیث سے اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور قرآن شریف
مین وارد ہے الم یعلموا ان اللہ ھو یقبل التوبۃ عن عبادہ و یاخذ الصدقات وکونہا حقا لہ تعالی احال علیہ الفقیر انجازا لما وعدہ من
الرزق اور بسبب ہونے صدقے کے حق اللہ تعالی کا کہ حوالہ کیا ہے اوسپر حق فقیر کا اور اوسکو دلایا ہے واسطے وفا
کرنیکے اوس امر کو کہ وعدہ کیا ہے فقیر سے پہنچانے رزق کا ساتھہ اس قول اپنے کے وما من دابۃ فی الارض الا علی
اللہ رزقہا پس چاہیے کہ صدقہ دینے والا جانے کہ اللہ تعالی کا حق اوسکو پہنچاتا ہے اور فقیر اپنے رزق کو کہ اوسکے فضل وکرم سے
تہا لیتا ہے اور اسکی ایسی مثال ہے کہ اگر کسیکا قرض اسکے ذمہ پر ہووے اور وہ شخص کسی اپنے غلام یا آدم کو کہ اوسکے رزق
کا کفیل تہا دلادے پس احسان رکھنا اس قرضدار کا اوسکے خادم یا غلام پر بسبب ادا کرنے اوسکے قرض کی سراسر حماقت اور جہالت ہے
اور حقیقت مین منت اور احسان صاحب قرض کا ہے اور اس قرضدار کا سعادت ہے کہ اپنا ذمہ بری کرے کچہ احسان نہوگا انتہی من
شرح الشیخ فخر الدین اور جبکہ مصنف من کی تفسیر سے فارغ ہوا تو اذی کا بیان شروع کیا پس کہا و الاذی التعبیر یہہ معطوف ہے
قول اوسکے پر جو المن ان یراد ہے پس داخل ہے الاقرب کے نیچے یعنے اقرب بصواب معنے اذی کے جمیع اقوال سے
عیب کرنا ہے والتوبیخ اور ملامت کرنا فقیر کو قول اوسکا التوبیخ یا تو عطف تفسیر ہے تعبیر کا یا ایک مختص ہو ساتھہ غیبت کی اور روبرو
ساتھہ مشاہدہ کے والقول السیئ اور بات نالائق کہنا مانند گالی دینے اور سخت کلام کہنے کے والقطوب اور ترش روئی کرنا وہتک الستر
اور پردہ دری کرنا ساتھہ اظہار صدقہ اور رسوا کرنیکے آدمیونکے درمیان مین والاستخفاف اور ہلکا جاننا فقیر کو اور بے
اوسکا اعتبار نکرنا غرض کہ یہہ تمام امور مذکورہ اذی مین داخل ہین اور خاص ہونا اذی کا ساتھہ ایک کے ان مین سے
جیساکہ بعضون نے کہا ہے اور سابق مین ذکر ہوا ہے نہین لایق ہے اور منشا اذی اور من کا وہ امر ہین باطن مین کہ اشارہ کیا

ہاتھ نے طرف اوسکے پس کہا واسطے سبب سکتا العطار اور سبب باعث من اور اذی کی دو چیزین ہین ایک بہت جاننا اپنی عطا کو
اور گران جاننا اوسکا اور یہ حمق ہے اسلیے کہ جو شکر و جانے ایک روپیہ خرچ کرنیکو اوس چیز کے مقابلہ مین کہ برابر اور شمار نہی سما
ہزار کی پس وہ شدید الجہل ہے اور ظاہر ہے کہ یہ خرچ کرتا ہے مال کو واسطے طلب کرنے رضا مولی اور ثواب واسطے عقبی جو ہمیشہ
کو ہلی دو یہ سکتا اور کراہت سے اکثر نہیں ہے والتکبر علی القابض دوسرے بزرگ جاننا اپنی کو اور قبض کرنیوالے صدقہ سے کہ وہ ولیس ہے
اور کمینہ جاننا اوسکا الناشیان من الجہل باستغال رضاہ علی حسب فضل ان او یہ دونون چیزین دو باتون سے پیدا ہوتی ہین اول
تو سمجھانتی بزرگی خوشنودی اوس تعالی شانہ کے سے اور بدل نا چیز کے کہ فنا پذیر ہے یعنی اگر شرف بزرگی اور فضیلت
حاصل ہوتی رضا مندی اوس تعالی شانہ کی کہ سبب صدقہ کے حاصل ہوتی ہین جانتا ہو عطا جسیلی فانی اپنے کو بزرگ نہ سمجھتا کیونکہ
دو تین روپیہ شرفی نعماء جاودانی کے مقابلہ مین بہت جاننا کمال حماقت ہے دوسرا نسیان فضل الفقیر اور تکبر معطی کا ور ...
پیدا ہوتا ہے بسبب فراموش کرنے اوسپول فضل اور بزرگی فقیر کے دین و دنیا مین اسلیے کہ اگر فقیر کی فضیلت تونگرون پر
منعیا نہا اور جانتا کہ تونگر و نکا حال آخرت مین کیا ہوگا تو ہرگز فقیر کو حقیر نجانتا اور اوسپر تکبر نکرتا بلکہ غنیمت جانتا اور اوسکی خدمت سے
تبرک حاصل کرتا اور آرزو کرتا اوسکے درجون کے اور علامت تفضیلت اونکے تونگرون پر دنیا مین تو یہ ہے کہ فقیرون کا رزق اللہ تعالیٰ
پر واجب ہے اور تونگر و نکو دنیا کر سدہ اکے مشغلی مین گرفتار کیا وار ونکا حصہ حسن سے سوا استعداد حاجت سے زیادہ نہین ہے اور لازم کیا ہے اونپر کہ بقدر حاجت فقیر کو پہنچا دین اور جو
زیادہ کہ سراسر نقصان ہے اوسکو اپنے پاس رکھے اور آخرت مین نشانی تفضیلت درویش کی اغنیا پر یہ ہے کہ اغنیا جو صالح اور نیک بخت ہین
بہشت مین فقیرون سے پانسو برس کے بعد داخل ہونگے ترمذی نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ فقراء المہاجرین
یدخلون الجنۃ قبل اغنیاہم بخمسمائۃ عام اور نجم العلماء ہے کہ فقیر کی فضیلت مین یہی ایک دلیل کفایت کرتی ہے کہ اوسکا حال نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے حال سے مشابہ ہے یعنی اختیار کرنے فقر کے اور باوجود اسکے اور بہت دلیلین ہین ایک وہ ہے کہ روایت کی ہے بخاری
اور مسلم نے ابی ذر سے روایت کی ہے قال انتہیت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو جالس فی ظل الکعبۃ قال ہم الاخسرون ورب الکعبۃ
قلت فداک ابی وامی من ہم قال ہم الاکثرون اموالا کہا پہنچا مین طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہ بیٹھے تھے کعبہ کے سایہ مین فرمایا
وہی ٹوٹے اور خسارہ والے ہین قسم ہے رب کعبہ کی پس کہا مینے فدا ہون آپ پر مان باپ میرے یا رسول اللہ وہ کون ہین کہا وہ وہ ہین
کہ اکثر ہین از روی مال کے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے اپنے شیخ سے نقل کیا ہے کہ میرے پیر شیخ علی متقی رضی
اللہ عنہ نے نہ میرا ہاتھ پکڑا اور نہ مجھسے بیعت کی یہانتک کہ مجھسے اقرار کرالیا زبان سے کہ فقیر غنی پر فضیلت
رکھتا ہے اور کہا کہ یہ فقیر غنی سے افضل ہے پھر بیعت کی غرضکہ غنی گویا فقیر کا خادم ہے پس کیسے غنی فقیر پر
تکبر کرسکتا ہے انتہی والمراد عدم کون ذلک الاعطار صدقۃ لا الابطال فہو ممنوع یہہ جواب ہے اس سوال
مقدر کا کہ مذہب اہل سنت وجماعت کا یہ ہے کہ معصیت طاعت کو باطل نہین کرتی اور اوسکے
ثواب اور اجر مین نقصان نہین پہنچاتی پس کیونکر من اور اذی کہ معصیت ہین صدقہ کو کم

طاعت سے ہی باطل کرینگے السیئات خیر ماحیۃ للحسنات عندنا پس مصنف نے اسکا جواب دیا کہ مراد ابطال صدقہ سے آیت ولا تبطلوا صدقاتکم مین من اور اذی کے ساتھ ابطال حقیقی نہین ہے کہ ابتداءً اعطاء صدقہ کا متحقق ہوا ہو بعد اوسکے من اور اذی اوسکے مبطل ہوتے ہون اسلیئے کہ ابطال حقیقی ہمارے نزدیک ممتنع ہے بلکہ مراد اوس سے یہہ ہے کہ من اور اذی کے ساتھ صدقہ دینے سے ابتداءً عبادت ہی نہین متحقق ہوتی کہ کہا جاوے کہ من اور اذی نے اس طاعت کو بعد ثبوت باطل کردیا اور اسکی ایسی مثال ہے کہ کہا جاتا ہے ضیق فم البیر یعنے تنگ کر منہ کو کنویکا پس مراد اس سے یہہ نہین ہے کہ پہلے اوسکا منہ وسیع تھا اب امر کرتا ہے کہ اوسکے منہ کو تنگ کردے بلکہ مراد تنگ کرنا اوسکا ہے اولاً اسیطرح لا تبطلوا صدقاتکم مین گویا کہ نہی ہے اس امر کی کہ ابتداءً صدقہ کو من اور اذی کے ساتھ نکرو کہ وہ صدقہ ہی نہین ہوتا اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد نہونے اوس عطا سے صدقہ صدقہ مقبولہ اور نافعہ ہے یعنے من اور اذی کے ساتھ صدقہ دینا نافع وجہ کمال پر اور مقبول وجہ تمام پر نہین ہوتا نہ یہ کہ مطلقاً مفید نہو یا مراد صدقے سے صدقہ مضاعفہ ہے جسکی آیت کریمہ مین فضلیت بیان ہے مثل الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ پس من اور اذی کے ساتھ ثواب صدقہ مضاعفہ کا نہین پاتا اور جائز ہے کہ مراد ابطال سے ابطال حقیقی اور عدم ترتب ثواب بالکلیہ نہووے اور عدم بطلان طاعت سے ساتھ معصیت کے نزدیک اہل سنت وجماعت کے وہ ہو کہ معصیت سے ثواب عطا کا بالکلیہ نہین جاتا بلکہ جائز ہے کہ من وجہ ثواب پاوے اور من وجہ نپاوے یعنے من اور اذی ثواب صدقے کا لیجاتے ہین اور ثواب احسان کا نہین جاتا اور ذمہ اسکا فرض سے ادا ہوجاتا ہے انتہی من الشرح الفارسی اور بحر العلم مین ہے کہ مراد ابطال سے آیت مین ہونا اعطا کا ہے ایسا صدقہ کہ اوسپر ثواب اور جزا مرتب ہو نہ مطلق ابطال حتی کہ باقی رہے مشغول الذمہ اسلیئے کہ یہ ممنوع ہے شرعاً کیونکہ شارع نے اعتبار کیا ہے ظاہر کو اداء حقوق مین اور باطن کو ترتب اجر مین اور ممنوع ہے عقلاً بسبب اسکے کہ ذکر کیا ہے امام نے اپنی تفسیر مین کہ طاری جو باطل کردے اوس امر کو کہ پایا گیا ہے زمانۂ ماضی مین تو البتہ لازم آجاویگا محال اسلیئے کہ ماضی گذر گئی ہے اور نہین باقی رہی حال کے زمانے مین اور مٹانا معدوم کا محال ہے اور نقل کی ہے امام نے اسمین روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لا تبطلوا صدقاتکم بالمن علی اللہ تعالی بسبب صدقتکم وبالاذی لذلک السائل پھر کہا کہ قول ابن عباس کا محتمل ہے اسلیئے کہ انسان نے جبکہ انفاق کیا اوس حال مین کہ عظیم جاننے والا ہے اپنے فعل کو اور نہین چلا طریقہ تواضع اور اعتراف کا باین طور کہ یہ اوسکے فضل اور توفیق اور احسان سے ہے تو ہوگا مانند منان کے اللہ تعالی پر لیکن قول من اور اذی کا ساتھ نسبت کرنیکے طرف فقیر کے ظاہر تر ہے انتہی ولیستصغر العطاء یہہ معطوف ہے قول ان یجتنب پر اور عطا مصدر ہے بمعنے منقول کے یعنے حق عطا کا یہ ہے کہ سبک اور حقیر جانے دی ہوئی چیز کو جسقدر کہ ہووے لیعظم عند اللہ تعالی تاکہ بزرگ ہووے وہ صدقہ نزدیک اللہ تعالی کے چنانچہ ایک دانہ مثل جبل احد کے ہوجاتا ہے اسلیئے کہ کہا ہے [illegible] اللہ تعالی کی جو عابد کی نظر مین صغیر اور ہلکی ہوئی بزرگ کرتا ہے اوسکو اللہ تعالی اور جو اوسکی نظر مین کبیر ہوئی صغیر کردیگا اوسکو کیونکہ عظمت عبادت کی عابد کی نظر مین عجب پیدا کرتی ہے اور عجب اعمال کا [illegible] اور حبط کرنیوالوں اعمال سے ہے فهو یدرک الاخیر

سبب یعنی سبب جاننا اسکا کو حاصل ہوتا ہے ساتھ دو چیز کے ایک ساتھ یاد کرنے توفیق اوس تعالیٰ شانہ کے کہ اسباب بخشش
کے اسکے مہیا کر دیں اور یہ مال کمانے اسکے پاس پہونچا اور حقیقت مین مال کیسا ہے اور توفیق کسکی جانب سے ہے اور بخل ہلاکت
ہونیکا ہوا ہے والثواب اور ساتھ یاد کرنے ثواب اس بخشش کے اگر متعدد اسی وجود ستیج شامل اس قول اللہ تعالیٰ کے
مثل الذین ینفقون اموالہم پس خرچ کرنا ایسی چیز کا کہ اوسکے مقابلے مین اضعاف مضاعف ثواب تکثرین ہو کسطرح سے نہ
دکھلائی دیگا باوجودیکہ یہ بخیل سے بسبب دینے بعض مال اپنے کے پس لائق ہے کہ شرمندہ ہووے اپنے اعمال مین نقصان کیا
اسکے سبب باعتبار مال اپنے کے اور یہی معنی اس قول کے ہین وتودی مستحیا منہ تعالیٰ یہ قول ماتن کا عطف ہے اوپر قول
اوسکے کے جو بیت مضمر ہے پس تقدیر عبارت کی یون ہے وتہو بان تذکر التوفیق وبان تودی مستحیا منہ یعنی اور حق عطا کا یہ
ہے کہ ادا کرے صدقہ اس حال مین کہ شرمندہ ہونیوالا ہو اوس تعالیٰ شانہ سے تخجل الحامل علی العطا بسبب بخل کے کہ باعث ہوا ہے
اوسکے قلیل اور بہت نگاہ رکھنے باقی مال کے ساتھ خدا تعالیٰ سے اسلئے کہ تمام مال اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہے اور اسکا خرچ کرنا اوسکے
نزدیک محبوب زیادہ ہی مگر اوسکا حکم نہین کیا کہ نفس پر شاق ہوجاتا بسبب بخل کے اور اسکی ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص امانت اپنی مانند
پس کسیقدر ودیعت امانت مین کسے دیوے اور اکثر اپنے پاس نگاہ رکھے تو کسقدر خجالت اور شرمندگی اوسکو ہوگی پس اللہ
تعالیٰ کی بخشش مین سے کہ اوسپر تفضل کی ہین کسقدر دیتا ہے کہ اوسپر شرمندہ نہووے اجود المال والبعدہ من الشبہۃ
یہ قول ماتن کا جو اجود المال ہے تودی کا مفعول ہے یعنے ادا کرے خجالت اور حیا سے جیّد اور نیکوترین مال اور دور زیادہ
اوسکا شبہہ سے اور پاک زیادہ اوسکا اور جو مال مشتبہ ہو تقرب کے لیے لائق نہین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے سوا پاک کے
قبول نہین فرماتا فوردق اسلیے کہ وارد ہے قرآن مجید مین انفقوا من طیبات ما کسبتم تتمہ اسکا یہ ہے ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون
ولستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ یعنے اے گروہ مومنون کے خرچ کرو راستے اللہ تعالیٰ کے ان پاک چیزون مین سے کہ حاصل کیا ہے
تمنے ساتھ پیشہ اور تجارت کے اور قصد مت کرو طرف چیزون ناخوش اور ناپسندیدہ کے کہ نسبت تمہی سے اوسمین سے خرچ
کرو تم اور حالانکہ نہین لینے والے ہو تم ایسی چیز اگر تمکو دین تمہارے حقمین مگر یہ کہ اغماض اور چشم پوشی کرو تم اوسکے لینے مین پس جو
چیز خود کراہیت سے تم لیتے ہو کسواسطے اللہ تعالیٰ کے حق مین ایسی چیز صرف کرتے ہو اور بعضی مفسرون نے کہا ہے کہ طیب سے حلال مراد ہے
پس بندیکو چاہیے کہ مال حلال صدقے مین دیوے اسلئے کہ اگر غیر حلال سے صدقہ دیگا تو وہ لائق جناب پاک خداوندی کے نہین ہے
اور کچھ ثواب اوسپر مرتب نہین ہوگا جیسا کہ کسان جبتک کہ تخم پاک زمین مین نہ ڈالیگا کھیتی اوسکی موجب دلخواہ کے حاصل نہوگی
پس صدقہ دینے والا بھی جبتک مال حلال سے اہل استحقاق پر صرف نکریگا زیادتی ثواب کی نہ ملیگی شعر دانہ شائستہ باید تخم
تا کند خوشہ کشا یا درست ۵ اور حدیث مین وارد ہے سبق درہم مائۃ الف درہم روایت کیا ہے اسکو نسائی اور ابن حبان
اور حاکم نے اور تصحیح کی ہے اسکی حدیث ابی ہریرہ سے یعنی سبقت کرتا ہے ایک درہم لاکھ درہم پر اور یہ سبقت اسطور سے ہے
کہ ایک درہم اچھا اور مزہ نیک ترین اور محبوب زیادہ مال مین سے دیدے اور لاکھ درہم مکروہ اور خبیث مال مین سے صرف کرے

پس یہہ صرف کرنا دلالت کرتا ہے کہ پہلا درہم محبت الٰہی سے صرف کیا ہے اور لاکہہ درہم محبت اور رضامندی سے نہین دیے پس اول
سابق ہوا اور ثانی مسبوق اسواسطے اللہ تعالی نے مذمت فرمائی ہے اوس قوم کی کہ کرتے ہین واسطے اوسکے لیئے وہ امر کہ خود اوسکو مکروہ
جانتے ہین فرمایا ویجعلون للہ مایکرہون وتصف السنتہم الکذب ان لہم الحسنی شرح علی القاری مین ہے احتمال ہے کہ اوس
حدیث کے یہہ معنی ہون کہ ایک آدمی کے پاس دو درہم ہون پس صرف کرے ایک خداوند تعالی کے راستے مین اور دوسرے کے پاس
ساتہہ لاکہہ درہم ہون پس تصدق کرے اونمین سے لاکہہ درہم پس صادق ہی اسپر کہ غالب ہوا ایک درہم لاکہہ درہم پر سبب اسکی یہہ مقام کرم کی واللہ سبحانہ
اعلم یہہ بیچ نسائی کی روایت مین جو ابوذر سے مروی ہے دیکہا کہ سبقت کی ایک درہم نے لاکہہ درہم پر یعنی ایک آدمی کی پاس دو درہم ہین پس لیا اونمین سے
ایک اور خرچ کیا اور ایک آدمی کے پاس بہت مال ہے پس ونمی اوسمین سے لاکہہ درہم خرچ کیئے اور طبرانی کی روایت مین ابی مالک
اشجعی سے ہے کہ تین آدمی ہون ایک کے پاس دس دینار ہون پس تصدق کرے ایک اونمین سے دوسرے کے پاس دس اوقیہ ہون
پس تصدق کیا اونمین سے ایک اوقیہ اور تیسرے کے پاس سو اوقیہ ہون پس تصدق کیئے اوسنے دس اوقیہ پس یہہ تینون ثواب
مین برابر ہین ہر ایک نے اپنے مال کا عشر خرچ کیا ہے انتہی حاصل یہہ کہ اللہ تعالی طیب ہے نہین قبول فرماتا مگر طیب کو اور جبکہ مال
حلال ہوا شبہہ ہوا پس بسا اوقات اوسکے مالک مین بہی نہوگا پس نہ واقع ہوگا اپنے موقع مین اور یہہ حدیث آبان کے ہے انس
رضی اللہ عنہ سے طوبی لعبد انفق من مال اکتسبہ من غیر معصیتہ او رحم [illegible] اور پاک مال سے نہین نکالیگا پس وہ سوء ادبی سے ہے
سیائے کہ روسے گا جید کو اپنے نفس اور اپنے اہل اور اولاد کے لیئے پس گویا کہ اختیار کیا اللہ تعالی عزوجل پر اوسکے غیر کو انتہی کذا فی
شرح الفارسی وشرح علی القاری اور یہہ فضیلت خرچ کرنے اجود مال کے یہہ آیت بہی ہے حتی تنفقوا مما تحبون یعنے ہرگز تم نیکی نہین
دیکہوگے اور نہ پہنچوگے دین اور دنیا کی بہلائی کو کہ طلب کرتے ہو یہانتک کہ خرچ کرو تم فقرا پر اوس مال مین سے کہ دوست
رکہتے ہو تم یا جان کو خدا تعالی کے راستے مین ہارو اور کہا ہے جو کوئی کہ اپنے محبوب کو خرچ کرے دنیا مین پہونچیگا اپنے مقصود کو
عقبے مین اور جو کوئی کہ خیال دنیا اور عقبی کے سے گذرے ساتہہ قرب حضرت رب العزۃ کے اونچیگا شعر من صرف فی حضرت کسی [illegible]
دنیا و عقبی فراموش کرد بخاری اور مسلم نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ ابو طلحہ انصاری بعد اوترنے اسی آیت کے
درگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے اور کہا یا رسول اللہ [illegible] اموال اور احب اوسکا نزدیک میرے ایک باغ ہے اوسکو مینے خدا
کے واسطے تصدق کیا پس رکہیئے اوسکو اوس جگہہ کہ دکہا وے تمکو اللہ اور وہ ایک باغ تہا نہایت خوب اور سرو تازہ خوشنما رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے سامنے کہ حضرت کبہی کبہی اوسمین تشریف لاتے تہے اور اوسکی پانی اور میوہ جات مین سے تناول فرماتے
[illegible] نے ابو طلحہ کے جواب مین فرمایا بخ بخ ذالک مال رابح خوش خوش یہہ مال بہت فائدہ مند ہے قبول کیا مینے جو کچہہ کہا تونے
دیکہتا ہون مین یہہ کہ کرے تو اسکو درمیان خویش اور اقارب اپنے کے اور اون پر تصدق کرے تو تاکہ ثواب صدقہ اور صلہ رحم
[illegible] کا تجہہ کو ملے عرض کی ابو طلحہ نے ایسے ہی کرونگا یا رسول اللہ پس ابو طلحہ نے اپنے اقربا اور بنی عم مین اوسکو تقسیم کر دیا الحدیث
[illegible] شرح الشیخ فخر الدین اور مجمع العلم مین ہے کہ مراد اجود سے خلاف ردی کا ہے ساتہہ قرینہ اس قول مصنف کے والجید من [illegible]

اسلیئے کہ جو اردا دکیا اجر وسے وہ مال کہ اوسمین شبہہ ہو تو اس قول کا کچھ فائدہ نہو گا اور حل کرنا اسکا تفسیر پر شبہے سے خالی نہین ہے او
ستدلال لایا ہے مصنف اسپر ساتھ تین وجہو نکے اول اونمین سے اول دعوی پر ہے یعنے اجود مال پر یا دوسرے دعوے پر یعنے حلال
شبہے سے آئے یا اول دعوی پر تو اسطور سے کہ حمل کیا جاوے طیب بیچ اوس آیت کے کہ لایا ہے اوسکو مصنف ساتھ اس قول کے
فوردق النقو من طیبت ما کسبتم اوپر خلاف ردی کے جیسکہ گئے ہین اسیطرف بعض ورانحالیکہ استدلال لانے والے مین ساتھ
اوس حدیث کے کہ روایت کی گئی ہے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس اور مجاہد وغیرہم سے کہ تحقیق یہہ آیت اوترت
اوتری سے کہ کسی نے بترے پہل او خراب مال صدقہ کیا تھا آور اسے پر ثانی پر پس یا ینطور کہ حمل کیا جاوے طیب حلال جیسا کہ
گئے ہین طرف اسکے بعض دوسرے یا دونون دعوون پر دلیل ہو سکتی ہے اگر حمل کیا جاوے طیب اوسپر کہ پاک جانے اوسکو
او نفس اور وہ مشترک ہے درمیان حلال اور جید کے آور ظاہر دوسری وجہ کا جو ذکر کی گئی ہے ساتھ اس قول اوسکی کے حتے
تنفقوا مما تحبون مقتضے ہے اس امر کو کہ یہہ دلیل پہلے دعوے کی ہو یعنے اجود مال اسلیئے کہ اکثر وہ چیز کہ دوست رکھتا ہے اوسکو انسان
جید اور عمدہ ہوتی ہے اور معنی آیت کے یہہ ہین کہ ہرگز نہین پہونچوگے تم بھلائی یعنے اللہ تعالی کی محبت کو یہانتک کہ خرچ کرو تم اوس
کو دوست رکھتے ہو تم اسلیئے کہ محبت اللہ تعالی غیر کے ساتھہ جمع نہین ہوتی پھر اگر جمع ہوئی مال کے ساتھہ پس لائق ہے یہہ کہ دفع
محبت اوسکی ساتھہ بذل کے اور ترتیب بدل اتفاق سے یہہ احسن ہے اون معانی کا کہ ذکر کیا ہے اونکو قوم نے بیچ اس آیت کی او تیسری
وجہ کہ دونون دعوونکی دلیل ہے یہہ قول مصنف کا ہے وَلِاَنَّہٗ تَعَالٰی یَاْخُذُہَا اور اسلیئے کہ اللہ تعالی لیتا ہے اوسکو فورًا اسلیئے کہ
ہوا ہے قرآن مجید مین وَیَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ یعنے خدا تعالی خود صدقہ لیتا ہے یعنے قبول کرتا ہے اوسکو پس لائق ہے کہ ہو حلال جید
فَلَا یُدْخِلُ فِیْہَا مَنْ رَدَّ یعنے اگر اجود اور الیسا مال صدقہ دیگا پس داخل ہوگا اوس چیز مین کہ وارد ہے بیچ شان کفار کے وَیَجْعَلُوْنَ مَا
یَکْرَہُوْنَ اور کرتے ہین واسطے اللہ تعالی کے اوس چیز کو کہ مکروہ جانتے ہین اپنے لیے یعنے منسوب کرتے ہین اوس ذات پاک
کیطرف لڑکیان کہ ملائکہ خدا تعالی کے بیٹیان ہین و تَصِفُ اَلْسِنَتُہُمُ الْکَذِبَ اَنَّ لَہُمُ الْحُسْنٰی لَا جَرَمَ اَنَّ لَہُمُ النَّارَ اور بیان کرتے ہین زبانین
اونکی جھوٹ کہ تحقیق واسطے اونکے بھلائی ہے یعنے بیٹے اپنے لیئے خاص کرتے ہین ضرور بتحقیق اونکے لیئے نار جہنم ہے بعض علما نے
قرارنی لا پر وقف کیا ہے یعنے سچ نہین ہے جو کچھہ وہ کہتے ہین پس تکذیب کی اللہ تعالی نے اونکی اولا پھر شروع کیا پس فرمایا لا جرم الخ
اور جبکہ مصنف صدقہ دینے والے کے حال سے فارغ ہوا تو شروع کیا اوس شخص کا بیان کہ اوسکو صدقہ دیا جاوے پس کہا
وَمَنْ یُّؤْثَرُ اِعْطَاءُہُ الْاَجْرَ قول ماتن کا یہہ متعلق ہے ساتھہ قول اوسکی کے جو اولی ہے اور قول اوسکا الاجر یکثر کا مفعول ہے یعنے
اور اثر ہے صدقہ دینے کو اور دیوے اوس شخص کو کہ زیادہ کرے دینا اوسکا اجر کو یعنے جس درویش کو دیگا اجر زیادہ ہوگا لیکن
درویش ہووے کہ اوسکے دینے مین زیادہ ثواب اور اجر ہو اور وہ وہی کہ اوسمین سات صفتون مین سے ایک صفت ہو اور وہ سات
صفتین یہہ ہین تقوی اور علم اور صدق اور ستر الحاجت اور عیالدار اور مرض اور قرابت ہے پس اشارہ کیا اونکیطرف مصنف نے

پس کہا کہ مستحق ہے بسبب ہونے اس درویش کے پارسا اور پرہیزگار کہ دنیا سے اعراض کرنے اور خالص آخرت کے لیے اسکی تجارت ہو فرمایا
اللہ تعالے نے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور ابوداود اور ترمذی نے ابوسعید خدری رضی کی حدیث سے روایت کی ہے لا تاکل الا طعام
تقی ولا یاکل طعامک الا التقی یعنے نکھا تو مگر کھانا پرہیزگار کا اور نہ کہا وے کھانا تیرا مگر متقی اور فرمایا حضرت نے اطعموا طعامکم الا تقیاء
اور سبب اسکا یہ ہے کہ اگر متقی اور پرہیزگارون کو دیگا تو وہ طاعت الہی پر صرف کرینگے پس گویا یہ بھی انکی طاعت مین شریک
ہے بسبب اعانت کرنے انکی کے اُنکے تئین وعالماً اور بسبب ہونے درویش کے اہل علم سے یعنے زیادتی اجر کی بسبب ہونے
درویش کے ہے اہل علم سے اسلیئے کہ عالم بسبب اعانت اور دینے صدقے کے علم کے درس تدریس پر کہ تمام عبادتون
اشرف اور برگزیدہ ہے اور اوپر تفکر کرنے مسائل فقیہہ کے قادر ہوگا اور فراغت سے علم مین مشغول رہیگا اور صدقہ دینے والا
ثواب مین شریک ہوگا منقول ہے کہ ابن المبارک خاص کرتے تھے اپنے صدقے کو ساتھہ اہل علم کے پس کہا گیا کہ اگر تم فقرا
تم صدقہ دیا کرو تو بہتر ہے کہا مین نہین پہچانتا ہون بعد مقام نبوت کے افضل کوئی مقام مقام علما سے پس جبکہ مشغول ہوتا ہے انہین سے
کسی کا دل طرف کسی حاجت کے تو نہین فارغ ہوتا ہے واسطے علم کے اور نہین متوجہ ہوتا ہے تعلیم کی طرف پس فارغ کرنا انکا افضل ہے
اور مصنف عالم اور متقی کے دینے پر یہ آیت دلیل لایا وتعاونوا علی البر والتقویٰ یعنے اور مدد کرو تم ایک دوسرے کی اوپر نیکی کے
کہ متابعت حکم کی ہے یا پیروی سنت کی اور اوپر پرہیزگاری اور مخالفت خواہش نفسانی کے اور علم بھی متحمل بر سنی ہے پس مدد اور معاونت
اسمین بھی افضل ہوگی وصادقاً یری النعمۃ منہ تعالیٰ اور بسبب ہونے اُسکے کے راست اور درست ہیچ تقوی اور علم اپنے کے دیکھے نعمت
کو اور اُسکو پہنچتی ہے اللہ تعالے کے جانب سے اور واسطہ کے طرف نظر نہین کرتی مرد ہی ہے کہ بعض سلف اختیار کرتے تھے ساتھہ عطا کے
فقرا صوفیہ کو نہ اُنکے غیر کو پس کہا گیا کہ اگر صدقہ اپنا عام کرو اور تمام فقرا کو دیو تو افضل ہے پس کہا یہ وہ قوم ہے کہ ہمت انکی طرف
اللہ سبحانہ کی ہے پس جبکہ عارض ہوتا ہے انکو فاقہ متفرق ہوجاتی ہین ہمتین انکی پس تحقیق پہیرنا میرا انہین سے کسی کو طرف اللہ تعالے کے محبت
زیادہ ہے میرے نزدیک ہزار آدمیون کے دینے سے کہ ہمتین انکی دنیہ ہون پھر ذکر کیا گیا یہ کلام نزدیک جنید رحمہ کے پس پسند کیا
انکو اور کہا یہ اولیاء اللہ مین سے ہے اور مدت دراز سے اس سے بہتر کلام کوئی مین نے نہین سنا اور لقمان علیہ السلام نے جو اپنے بیٹے
وصیت لکھی ہے اسمین تھا کہ نہ گردان درمیان اپنے اور درمیان اللہ تعالے کے کوئی منعم دوسرا اور گن جو چیز کہ تجھکو پہنچے پس اللہ تعالے کے
ان اور نہ نظر کر طرف واسطے کے اور جس نے کہ فقط شکر کیا غیر اللہ کا پس اُسنے حقیقت مین نہین پہچانا منعم کو اور اسکے غلبہ کو اور نہ
یقین کیا کہ واسطہ مقہور اور مسخر ہے ساتھہ تسخیر اللہ تعالے کے اسلیئے کہ مسلط کر دیئے ہین اللہ تعالے نے اُسپر اسباب فعل کے اور اس
دیئے ہین اُسکے اسباب اسلیئے دیتا ہے اور وہ مقہور ہے اور جو ارادہ کرے اللہ تعالے ترک صدقے کا پس نہین قادر ہوگا کوئی اسکا
دیوے کسی کو کچھہ پس جس نے یقین کیا اسکا نہو گی اسکی نظر مگر طرف مسبب الاسباب کے پس مقرر کرنا ایسے آدمی کو واسطے دینے کے
وہ ہے واسطے متعلق کے تھا اور شکر غیر اسکے کہ کیونکہ وہ صرف حرکت لسانی قلیل الجدوی ہے اور اعانت اس قسم کی بندہ کی نہین ضائع
تی بلکہ اسمین زیادتی اجر کی ہے اور جو شخص دینے کے باعث سے تعریف کرے اور نیک دعا دے اور انکار کی جہت سے مذمت کرے

اور بد دعا دے پس حال اسکا ستفادت ہوتا ہے آسانی اور سختی مین اور اسی مقام مین فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو
کہ توبہ کر پس کہا اتوب الی اللہ تعالی ولا اتوب الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرف الحق لاہلہ روایت
کی ہے اسکو احمد اور طبرانی نے حدیث اسود بن سریع سے ساتھ سند ضعیف کی اور جسوقت کہ اتری برات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا کی افک سے تو کہا ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے قومی فقبلی راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت لا واللہ لا افعل ولا احمد
الا اللہ عز وجل فقال علیہ السلام دعہا یا ابا بکر یعنے کھڑے ہو تو اور بوسہ دے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو پس کہا
نہیں قسم اللہ کی نہین کرون گی مین یہ فعل اور نہ حمد کرون گی مین مگر اللہ تعالے عز وجل کی پس فرمایا علیہ السلام نے چھوڑ تو اسکو
اے ابو بکر اور دوسری روایت مین ہے قالت لابی بکر بحمد اللہ ولا بحمدک ولا بحمد صاحبک فلم ینکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم علیہ ان اتوی وحمل الیما علی لسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا فی الاحیاء۔ اور کہا عراقی نے روایت کیا ہے اسکو
ابو داؤد نے اور حضرت عائشہ کی حدیث سے ان لفظون سے مروی ہے فقال ابواہا قومی فقبلی راس رسول اللہ صلے اللہ علیہ
فقلت احمد اللہ لا ایاکما اور بخاری نے تعلیقا روایت کی ہے فقال ابوای قومی الیہ فقلت لا واللہ لا اقوم الیہ ولا احمدہ ولا احمدکما
ولکن احمد اللہ اور بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے فقالت لی امی قومی الیہ فقلت واللہ لا اقوم الیہ ولا احمد الا اللہ اور
طبرانی کی روایت مین ہے فقالت بحمد اللہ لا بحمد صاحبک اور اسی کی روایت مین ہے ابن عمر کی حدیث سے فقال ابو
بکر قومی فاحتضنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقالت لا واللہ لا ادنو منہ الحدیث اور اسی روایت مین ہے کہ انہون نے
کہا واسطے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بحمد اللہ لا بحمدک مصحح ترجمہ کہتا ہے کہ یہان پر تطبیق حدیث من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ
کی ایک روایت کے ساتھ لکھنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ کبھی سالک پر ایسا حال آجاتا ہے کہ اسکی نظر سبب سے اٹھ کر فقط
مسبب ہی پر ہوجاتی ہے اس حال مین اگر وہ درمیانی وسیلہ کا شکرانہ نہ کرے تو معذور ہے کیونکہ اسکی نظر سوا مسبب کے سبب پر
نہین پڑتی سبب کے مشاہدے مین ایسا مستغرق ہوجاتا ہے کہ سبب نہین دکھلائی دیتا جاننا چاہیے کہ دیکھنا اشیا کو اور اعتماد
کرنا غیر اللہ سے کافرون کا وصف ہے فرمایا اللہ تعالی نے اذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یومنون بالآخرۃ
واذا ذکر الذین من دونہ اذا ہم یستبشرون وسابرالی الخاتمہ اور سبب ہونے درویش کے چھپانیوالا اپنی حاجت کو کہ اپنی محتاجی کو باوجود
سخت حاجت کے پوشیدہ رکھتا ہے اور اسی کے مانند وہ بھی ہے کہ اوسکی نعمت جاتی رہے اور وہ موافق اپنی عادت کے گذران کرے
اور کسی پر اپنا اندوہ نہ ظاہر ہونے دے فورد ق اسلیے کہ وارد ہوا ہے قرآن مجید مین بیچ شان ایسی جماعت کے کہ اپنی حاجت
کو چھپاتے ہین یحسبہم الجاہل اغنیاء من التعفف یعنے صدقہ اور نفقہ ان درویشون کے لیے ہے کہ روکے گئے ہین اللہ
کے راستے مین نہین طاقت رکھتے ہین سیر کرنے کی زمین مین واسطے طلب کرنے رزق کے گمان کرتے ہین اونکو نادان اور بیخبر لوگ اونکے
حال سے کہ تونگر ہین بسبب روکنا اونکے کے سوال سے اور استغنا کرنیکے مخلوق سے تمام اوسکا یہ ہے کہ تعرفہم بسیماہم لا یسئلون الناس الحافا یعنے پہچانیگا
تو انکو اونکی علامتون سے نہین سوال کرتے ہین الحاح سے اور زاری کرکے بلکہ اشارۃ اور تعریضا سوال کر سکتے ہین یا اصلا

سوال ہی نہین کرتے کذا فی مجمع البحار اور کہا گیا ہے کہ نہین ہے کہ یہ منافی واسطے مابعد اپنے کے جو لا یسئلون الناس الحافا ہے یعنی الحاح سے
سوال نہین کرتے اسلیئے کہ یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ وہ سوال کرتے ہین لیکن اوپر وجہ الحاح کے اسلیئے کہ نفی راجع ہے طرف قید کے اسلیئے
کہ ہم کہتے ہین کہ اس منافات کے دفع مین بہت وجہین بیان کی ہین احسن اُنکی یہ ہے کہ غرض اس کلام کے ذکر کرنے سے بعد ذکر تعفف
کے تنبیہ ہے اُس شخص کی مذمت پر کہ آدمیون سے الحاح اور زاری سے سوال کرتا ہے اور بیان کرتا ہے مباینت دونون جنسون کا
ایک دوسرے سے متغائر ہے بیچ استحباب اور تعظیم کے اور بیچ زیادہ ہونے ثواب کے بیچ خرچ کرنے صدقے کے طرف مثل اُنکے کے اُن لوگون
سے کہ الحاح سے سوال کرتے ہین اور یہ ظاہر ہے انتہی اور شرح علی قاری مین ہے کہ نہین سوال کرتے ہین الحاح اور زاری
سے بلکہ تعریض اور تلویح سے سوال کرتے ہین یا مطلقاً نہین سوال کرتے پس نفی راجع ہے طرف قید اور مقید دونون کے جیسے کہ
قول اللہ تعالے کا مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ اسلیئے کہ اُنکے لیئے شفیع قطعاً اور یقیناً نہین ہے اور یہ اسلیئے ہے کہ وہ
یعنے نہ سوال کرنے والے الحافاً غنی ہین بسبب یقین اور صبر اور تمکین اپنی کے پس وارد ہوا ہے حدیث مین لیس الغنی عن کثرۃ العرض
انما الغنی غنی النفس متفق علیہ من حدیث ابو ہریرہ انتہی و مبتلا و مریضًا اور مضاعف ہوتا ہے اجر صدقے کا بسبب ہونے درویش کے عیالدار
اور مریض کہ عاجز ہو کسب اور طلب رزق سے فَوَرَدَ لِلْفُقَرَاۗءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اسلیئے کہ وارد ہے قرآن مجید مین خاص
کرو تم صدقات اپنے واسطے ان فقرا اُن کے کہ روکے گئے ہین بیچ راستے اللہ تعالی کے یعنے روکے گئے ہین آخرت کے راستے مین
بسبب عیالداری یا معاش کی تنگی یا اصلاح قلب کے علم اور عبادت مین اور تتمہ آیت کا یہ ہے لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ نہین طاقت
رکھتے ہین سیر کرنے کی زمین مین واسطے تجارت اور زراعت اور اجارہ وغیرہ کے اسی سبب سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
دیا کرتے تھے اہل بیت کو جو غنیمت سے روکے ہوئے تھے دسوان حصہ بلکہ زیادہ اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام دیتے تھے موافق
عیال کے کذا فی الاحیاء کہا عراقی نے مین نے اُسکی کچھ اصل نہین پائی لیکن ابو داؤد کی روایت مین ہے عوف بن مالک کی حدیث
سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے جس وقت کہ آتا تھا مال غنیمت کا تقسیم کرتے تھے اُسکو ایک دن مین اور دیتے تھے اہل والے
کو دو حصے اور مجردون کو ایک حصہ اور کہا احمد نے یہ حدیث حسن ہے مین کہتا ہون شاید کہ غزالی نے نقل بالمعنی کی ہو بسبب یاد ہونے معنی
اور الفاظ اُسکی کے یا مطلع ہوا ہو اُس روایت پر کہ نہ پایا ہو اُسکو اُسکے غیر نے بعد اُسکے اور وارد ہے اعانت آتی ہے اللہ تعالے کے جانب
سے بندے کے لیے بقدر مشقت کے اور صبر آتا ہے اللہ تعالی کے جانب سے بقدر مصیبت کے روایت کیا ہے اسکو حکیم اور حاکم اور
بزار اور بیہقی نے ابن عمر سے انتہی من شرح ملی القاری وَذَا رَحِمٍ اور بسبب ہونے درویش کے اقربا ؤن کسیکے کے کہ صلہ رحم کا ثواب
ملتا ہے اور صدقے کا بھی مجاورح پس آیا ہے حدیث مین ان الصلۃ بدرہم احب الی من التصدق بعشرین الی الاجنبی تحقیق صلہ رحم کرنا ساتھ
ایک درہم کے محبوب زیادہ ہے میرے نزدیک بیس درہم صدقہ کرنے سے طرف اجنبی کے الفاظ حدیث کے یہ ہین مروی ہین حضرت علی
رضی اللہ عنہ سے لَاَنْ اَصِلَ اَخًا مِنْ اِخْوَانِيْ بِدِرْهَمٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ التَّصَدُّقِ بِعِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَلَاَنْ اَصِلَهٗ بِعِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِمِائَةِ
دِرْهَمٍ وَلَاَنْ اَصِلَهٗ بِمِائَةٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ رَقَبَةً اور روایت کی ہے احمد اور ترمذی وغیرہ نے سلیمان بن عامر

عامر رضی اللہ عنہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدقۃ علی المسکین صدقۃ وہی علی ذی الرحم ثنتان صدقۃ وصلۃ
یعنے صدقہ مسکین پر صدقہ ہے یعنے ایک ثواب ہے اور قرابت والے پر دو ثواب ہین صدقہ کا اور صلہ رحم کا اور دوست واحباب اور
اخوان خیر بھی مقدم کیے جاوین جان پہچان والون پر جیساکہ مقدم کیے جاتے ہین اقارب اور اجانب پر اور ذکر کیا ہے سیوطی نے خصائص اپنے
مین کہ صدقے کا ثواب پانچ قسم پر ہے ایک تو وہ ہے کہ اسمین دس گنا ثواب ملتا ہے اور وہ وہ ہے کہ صحیح الجسم پر خرچ کرے دوسرا
مین نوّے حصے ثواب ملتا ہے اور وہ وہ صدقہ ہے کہ اندھے اور مبتلا پر صرف کرے تیسرے مین نوسو حصے ثواب ملتا ہے اور وہ وہ ہے
کہ محتاج قرابت والون پر صرف کرے اور چوتھے وہ ہے کہ اسمین لاکھ حصے ثواب ملتا ہے اور وہ وہ ہے کہ والدین پر صرف کرے پانچوین
مین نو لاکھ حصے ثواب ملتا ہے اور وہ وہ ہے کہ عالم اور فقیہ پر خرچ کرے انتہی من شرح علی القاری والاولی للطالب الجامع ایاہا او اکثرہا ان یتحری
الطلب کرے صدقہ دینے کے لیے اس شخص کو کہ جامع ہو جمیع صفات مذکورہ کا یا اکثر انکے کا کیونکہ ہر ایک صفت مین درجات ہین پس اگر
ایسا شخص کہ جامع ہو جمیع صفات کا پس وہ ذخیرۂ کبری اور غنیمت عظمی ہے جسقدر کہ ہو سکے اسکو نفع پہنچاوے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من
یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اور جسقدر ایسے شخص کی تلاش مین کوشش کریگا اور مصیب ہو گا تو اسکو دو اجر ہین اور جو خطا کریگا تو ایک
اجر ہے اور جامع اکثر صفات کا بھی غنیمت ہے کیونکہ جو چیز کہ کل نپائی جاوے تو بالکل وہ ترک بھی نکیجاوے وحقیقۃ تحری کل
کہ وہم ہیہ قول ماتن کا معطوف ہے اوپر قول انکے کے جو مستغفر ہے یعنی اور حق صدق کا یہ ہے کہ خیرات کرے ہر روز جسقدر کہ ہو سکے
تو کہ جملہ متصدقون مین لکھا جاوے کہ انکی شان مین وارد ہے اعد لہم مغفرۃ واجرا عظیما اور وارد ہے بیچ حدیث انس رضی کے
کہ بیہقی نے روایت کی ہے صبح صبح صدقہ دو اور شتابی کرو ساتھ اسکے پس تحقیق بلا نہین چیرتی ہے صدقہ کو یعنے صدقہ پر اثر نہین کرتی اور
متجاوز نہین ہوتی اور ایک روایت مین ہے کہ صدقہ ستر دروازے شر کے بند کرتا ہے اور حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ تو اپنی خطا
پس صدقہ دے کیونکہ صدقہ خطا کو بہاتا ہے اور شک نہین کہ آدمی ہر روز بے انتہا خطائین کرتا ہے ولا یرد سائلا اور نہ پھیرے سوال کرنے والے
کو خالی بلکہ کچھ نکچھ دیوے اور دینے ہو ریا تو انکار ایسلیئے کہ وارد ہے حدیث مین ردوا السائل ولو بظلف محرق روایت کیا ہے اسکو امام
احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ مین اور نسائی نے حوا بنت السکن سے اور بیچ روایت فضلی کے ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
ردوا مذمۃ السائل ولو بمثل رأس الذباب اور شاید کہ یہہ مقتبس ہے اس قول اللہ تعالے کے سے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ اور
وارد ہے نہیں فلا حیبت یا لی اسنے کہ پھیر دیا سائل کو اور عیسی بن مریم علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو کوئی سائل کو خالی اور ناامید
پھیر دیوے سات روز تک فرشتے اسکے گھر مین نہین آتے انتہی کذا فی مجمع العلوم وشرح العلی القاری فلیسکت ان لم یقدر وهو المال
پس سکوت کرے اور کچھ نہ کہے اگر قدرت نپاوے کہ کچھ دیوے اور یہی مروی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جیساکہ
شیخین نے روایت کی ہے جو شخص کہ ایمان لاوے ساتھ اللہ تعالے اور دن قیامت کے پس چاہیے کہ کہے کلمۃ الخیر یا چپ
رہے اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ سوال نہین کیے جاتے
تھے ساتھ کسی چیز کے مگر کہ دیتے تھے اس چیز کو یا سکوت کرتے تھے یعنے اگر کوئی چیز نہین ہوتی تو خاموش رہتے تھے

اور کچھ نہین فرماتی اور محمد بن حنفیہ نے مرسلا روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نہین کہتے تھے ساتھہ کسی چیز کے نہین
جبکہ آپ سوال کیے جاتے تھے پس اگر ارادہ کرتے تھے آپ اوسکی کرنے کا تو فرماتے نعم اور جبکہ نہین ارادہ کرتے اوس کام کے کرنے کا تو ساکت اور خاموش
رہتے روایت کیا ہے اسکو ابن سعد نے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایک آدمی نے ستر برس تک اللہ تعالی کی عبادت کی پہر پہنچا کسی
فاحشہ کو یعنے کوئی گناہ اوس سے سرزد ہوگیا پس حبط کرلیے اللہ تعالی نے تمام عمل اوسکی پہر ایک مسکین گذرا پس تصدق کے اوس نے اوسپر
ایک روٹی پس بخش دیے اللہ تعالی نے گناہ اوس کے اور پہیر دیے اوسپر ستر برس کے عمل اللطیف یہہ استثنا ہے لا یرد سائلا سے
یعنے اگر ضرورت ہووے ساتھہ رد کرنے اور جواب دینے سائل کے پس جواب دیوے اوسکو ساتھہ نرمی اور اچھی طرح سے اور اوس کے
لیے کردے عذر وفا اسلیے کہ وارد ہوا ہے قرآن مجید مین قول معروف و مغفرة خیر من صدقة یتبعها اذی یعنے بات نیک
اور وعدہ جمیل ساتھہ درویش کے اور درگذر کرنا اوسکی سخت باتون سے کہ بسبب نہ حاصل ہونے مراد کے اوس سے صادر ہوتی
ہون بہتر ہے اوس صدقے سے کہ پیچھے آوے اوسکی رنج اور اذیت سرزنش وغیرہ سے اور بہی وارد ہے قرآن مجید مین واما
تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربك ترجوها فقل لهم قولا میسورا یعنے اور جو اعراض کرے تو محتاجون سے واسطے انتظار کرنے
اوس روزی کے کہ لینے پروردگار سے اوسکی امید رکہتا ہے پس کہہ اونکو بات نرم یا اچہا وعدہ اور یہ سے لاتے ہین
کہ بعد نزول اس آیت کے جو آن حضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے کچھ چیز طلب کیے جاتے اور وہ حاضر نہوتے تو فرماتے یرزقنا
الله وایاکم انتہے من شرح الشیخ فخر الدین ولا تنہر اور حق عطا کا یہ ہے کہ نہ جہڑکے درویش کو اور کچھ بد نکہے فاوعد
فیه العذاب فی النار الف عام اسلیے کہ وعید کی گئی ہے بیچ زجر درویش کے عذاب کرنے کی دوزخ مین ہزار برس شرح علی قاری
مین ہے کہ مین اس روایت کی کچھ اصل نہین جانتا انتہی اور شرح شیخ فخر الدین مین ہے کہ شارح جلیل کہتا ہے کہ اس حدیث کی
کچھ اصل مین نے نہین پائی ہے اور یہہ قول اللہ تعالی کا واما السائل فلا تنہر نازل ہوا ہے آن حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی
حق مین اوس وقت کہ ایک آدمی آپ کے پاس بہنے ہوئے گہیون لایا ایک سائل نے آپ سے وہ گہیون مانگے تو وہ گہیون اوسکو عنایت فرمادیے
پہر اوس شخص نے کہ گہیون لایا تہا اس سائل سے اونکو چند مرتبہ خرید کرکے آپکو بہیجے پہر آپ نے اوس سائل سے کہا تو سائل ہے
یا سوداگر پس نازل ہوئی یہہ آیت انتہی اور شرح فارسی مین بعد نقل کرنے اس شان نزول کے کہا ہے کہ مدارک مین
ہے کہ سائل سے طالب العلم مراد ہے یعنی جبکہ طالب العلم تیرے پاس آوے اوسکو زجر مت کر انتہی ولیغتنم السوال سوال بالضم
مصدر ہے یعنے حق عطا کا یہہ ہے کہ غنیمت جانے سوال کرنے کو اور اللہ تعالی کی نعمتون مین سے شمار کرے کیونکہ فقیر کا دروازے
پر سوال کرنا اللہ تعالی کا ہدیہ ہے اسکی طرف اور احتمال ہے کہ سوال خیال کے وزن پر سائل کے جمع ہو یعنی غنیمت جانے سوال
کرنے والونکو یعنی ابراہیم بن ادہم نعم القوم السوال یحملون زادنا الی الآخرة یعنے کیا خوب ہے یہ قوم سوال کرنے والونکی کہ اوٹہاتے ہین زاد ہمارا طرف
آخرت کی اور ابن عمر سے مرفوعا مروی ہے کہ ہدیۃ اللہ تعالی کا طرف مومن کی سوال کرنے والا ہے اسکی دروازے پر روایت کیا ہی اسکو خطیب نے انتہی من شرح
علی القاری ولیستبق الثلاث بنفسه عند فقده اور بدگمانی کرے طرف ذات اپنی کے وقت نپانے ادائے سائل کی کیونکہ یہ اللہ تعالی کا ہدیہ ہے اور اسکی نہونے کا باعث سے چہرے

اجر سے محروم رہیگا جسدن کوئی سائل نہین آتا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ آج ہمارے گناہون کا غسل دینے والا نہین آیا

نہ توقع جزا اور دعا اور شکر اور ثنا کرا اور حق عطا کا یہ ہے کہ نہ امید رکھے فقیر سے اسوقت کہ اسکو کچھ دیوے پاداش اور مکافات کے مانند

سلام وغیرہ کے اور نہ دعا اور نہ شکر اور سپاس کے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بطور حکایت کے ابرار کے حال سے وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ

حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا دیکھا فی کشف ان دعا اور اثنی علیہ اور حق عطا کا یہ ہے کہ مکافات اور

بدلا کرے ساتھ مانند اسکے کے اگر دعا کی سائل نے یا تعریف کی عطا کے مقابلے مین مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کثیر الخیرات والمبرات

تھین کہا عروہ بن الزبیر نے کہ صدقہ دیا ساتھ پچاس ہزار کے اور تحقیق کرتا اسکا پیوند لگا ہوا تھا اور تھین حضرت عائشہ اور ام سلمہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا جبکہ بھیجتین کچھ صدقہ طرف فقیر کے تو رسول سے کہدیتین کہ جو کچھ وہ دعا کرے یاد رکھنا پھر وہی دعا اسکو بھی دیتی تھین

ہو فرماتی تھین یہ تاکہ صدقہ ہمارا خالص ہوجاوے پس نہین توقع رکھتی تھین دعا کی بھی کہ شاید مکافات کے ساتھ اور ایسا ہی کیا ہے

حضرت عمر اور بیٹے انکے نے رضی اللہ تعالیٰ عنہما انتہی من شرح علی القاری وَيَجْعَلُهَا لِوَالِدَيْهِ الْمَاضِيَيْنِ اور کردانے ثواب صدقہ کا

ماں باپ اپنے کے کہ مردہ ہوں کیونکہ یہ انتظار کرتے ہین دعا اور صدقہ کا اپنے بچھلے رہے ہوؤن سے عمرو بن شعیب نے اپنے

باپ سے انہون نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ کیا مانع ہے ایک تمہارے کو جبکہ ارادہ کرے صدقہ کرنے کا یہ کہ گردانے ثواب اسکا

واسطے ماں باپ اپنے کے جبکہ ہو دین مسلمان پس ہوتا ہے واسطے ماں باپ اسکے کے اجر اسکا اور ہوتا ہے واسطے اسکے مثل اجر ان

دونون کے بغیر اسکے کہ کم ہو ان دونون کے اجر مین سے کچھ روایت کیا ہے اسکو ابن النجار نے انتہی من شرح علی القاری اور

شیخ فخر الدین کی شرح مین ہے کہ ابوداؤد نے سعد بن عبادہ سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے عرض کی کہ ماں اس شخص کی مردہ ہے کون صدقہ بہتر اور فاضل زیادہ ہے کہ اسکی روح پر کردن لیعنے ثواب پہونچاؤن آپنے

فرمایا کہ پانی بہتر صدقون کا ہے کہ پیاسون کو پلا دے پس کھدوا دیا سعد بن عبادہؓ نے ایک کنوان اپنی ماں کے نام کا تاکہ صدقہ جاری

ہو وے اور کہا کہ یہ کنوان ام سعد کا ہے تاکہ ثواب اسکا اسکی روح کو پہونچے انتہی فالحاصل ماثور پس تمام جو کچھ کہ مذکور ہوا مروی ہے

آثار اور اخبار مین چنانچہ حتی الامکان اپنے اپنے مقام پر ذکر ہوچکا وَلِيُقَدِّمْ نَفَقَةَ النَّفْسِ وَالْعِيَالِ فَهُوَ فَرْضٌ اور حق عطا کا یہ ہے کہ مقدم

کرے اوپر تصدق فقرا کے خرچ اپنی ذات اور عیال اپنی کا کہ ازواج اور اولاد صغار اور والدین ہین اسلیے کہ نفقہ نفس اور عیال

کا فرض ہے متفق علیہ حدیث مین ہے ابدا بمن تعول اور نسائی نے روایت کی ہے شروع کر ساتھ نفس اپنے کے پس تصدق کر

اسپر پھر اگر کچھ بچے پس واسطے اہل تیرے کے ہے پھر اگر کچھ بچے اہل تیرے سے پس واسطے ذی قرابت تیرے کے

ہے پھر اگر ذوی قرابت سے بھی کچھ بچے پس ایسا ہی کر اور طبرانی مین ہے جابر بن سمرہ کی حدیث سے جبکہ انعام کرے اللہ

تعالیٰ اپنے بندے پر کوئی نعمت پس چاہیے کہ شروع کرے ساتھ نفس اپنے کے اور اہل بیت اپنے کے اور وارد ہے

کہ مقدم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفقہ ولد کا زوجہ پر اور نفقہ زوجہ کا اوپر نفقہ خادم کے روایت کیا ہے اسکو ابوداؤد نے

حدیث ابی ہریرہ سے ساتھ سند صحیح کے اور ابن حبان اور حاکم نے اور تصحیح کی ہے اسکی اور روایت کی ہے نسائی اور ابن حبان نے

بھی ساتھ تقدیم نوجہ کے ولد پر اور جمع درمیان دونون حدیثون کے اسطور پر ہے کہ پہلی حدیث مین ولد صغیر مراد ہے اور دوسری مین ولد
کبیر اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز واسطے اصحاب اپنے کے صدقہ دو تم پس کہا ایک آدمی نے میرے پاس ایک
دینار ہے پس فرمایا خرچ کر تو اسکو اوپر نفس اپنے کے کہا نزدیک میرے اور ہے فرمایا خرچ کر تو اسکو اوپر بی بی اپنی کے کہا میرے پاس دوسرا
فرمایا خرچ کر تو اسکو اپنے ماں یا باپ پر کہا میرے نزدیک اور بھی ہے فرمایا خرچ کر تو اسکو اوپر خادم اپنے کے کہا نزدیک میرے اور ہے
فرمایا انت ابصر بہ روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد و نسائی نے اور لفظ واسطے نسائی کے ہین اور ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے
لی حدیث سے انتہی من شرح علی القاری اور مسلم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دیوے
کسی کو تم مین اللہ تعالی مال بہت پس چاہیے کہ شروع کرے بیچ خرچ نفس اپنے کے اور اہل بیت اپنے کے لیئے پہلے اپنے اوپر
خرچ کرے اور اہل وعیال پر بھی بعد اسکے درویش کو صدقہ دیوے اور وارد ہے حدیث مین کل امرء فی ظل صدقتہ ان یفضی من یقوت دیبالہ
الصدقة اور ادب عطا سے یہہ ہے کہ اول روز بھی فجر کو صدقہ دیوے تاکہ داخل ہووے اس قول اللہ تعالی مین وسارعوا
فی الخیرات لیبادر بہا البلاء تاکہ شتابی کرے ساتھ اس صدقے کے دفع بلا مین کہ پہونچے طرف صدقہ دینے والے کے دیلمی
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صدقہ اول دن مین لیجاتا ہے بلا ہونکو اور بیہقی کی روایت مین انس رض سے ہے
اور طبرانی کے اوسط مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ اول دن مین نکالو صدقے کو پس بلا نہین تجاوز کرتی صدقے سے اور
قضاعی کی روایت مین ہے حضرت ابو ہریرہ رض سے کہ صدقہ روکتا ہے بُری موت کو انتہی من شرح علی القاری و لغتنم علی
من رق لہ القلب اور حق عطا کا یہ ہے کہ غنیمت جانے صدقہ کا دینا اوس سائل کو کہ نرم ہووے واسطے اسکے دل کیونکہ
یہ اللہ تعالی کی رحمت کی علامت ہے فہو علامة صدق السائل اسلیئے یہہ یعنے رقت قلب کی علامت صدق سائل کی ہے حدیث مین
وارد ہے کہ اگر سچ بولتا سائل یعنے سائل جو اپنا فقر اور محتاجی ظاہر کرتا ہے اگر یہ سچ کہتا اور واقعی حال بیان کرتا تو نہین فلاح
پاتا وہ شخص کہ رد کرتا ہی اسکو روایت کیا ہے اسکو عقیلی نے ضعفا مین اور ابن عبد البر نے تمہید مین حدیث مین عائشہ رض سے اور طبرانی
اسی کے مانند حدیث ابی امامہ سے اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ اگر سوال کرنے والے دروغگو نہوتے
تو فلاح نہین پاتا وہ شخص کہ رد کرتا اُنکو خالی نہ رد کرو تم سائل کو اور اگرچہ ساتھ ایک شق تمرہ کے ہو ولا یحتقر ما عندہ اور حق عطا
یہہ ہے کہ حقیر جانے صدقہ دینے والا اوس چیز کو کہ اسکے پاس ہے کہ برکت رہے صدقہ دینے سے بسبب فرمانے اللہ تعالی کے فمن
یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ اور روایت کی ہے مسلم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحقرن من المعروف
شیئا ولو تلقی اخاک بوجہ طلق انتہی من نجم العلم اور بسبب فرمانے اللہ تعالے کے ان اللہ لا یظلم مثقال ذرة وان تک حسنة
یضاعفہا ویوت من لدنہ اجرا عظیما یعنے تحقیق اللہ تعالی نہین ظلم کرتا بوزن ایک ذرے کے اگر ذرہ برابر بھی نیکی مسلمان بندے کے
نامہ اعمال مین ہوگی دونا کر دے گا اسکو اور دے گا اپنے پاس سے ساتھ فضل اور رحمت کے بغیر استحقاق کے عطا و بزرگ
بے اندازہ اور فرمایا اللہ تعالے نے بطور حکایت کے لقمان علیہ السلام سے یا بنی انہا ان تک مثقال حبة من خردل

الآیۃ کہا یحیی بن معاذ نے نہین جانتا ہون مین ایک دانی کو کہ دنیا کے پہاڑون کے برابر ہو مگر دانہ صدقے کا اور فرمایا اللہ تعالے
نے ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق اور بسا اوقات ہوتا ہے صدقہ اسکی نزدیک حقیر اور اللہ پاک کے نزدیک بہت بڑا اسلیے
کہ وارد ہے حدیث مین نہین ہے کوئی بندہ کہ صدقہ دیوے کسب حلال سے اور نہین قبول فرماتا ہے اللہ تعالے مگر حلال
کو مگر یہ کہ اخذ کرتا ہے اوسکو اللہ تعالی سیدہے ہاتھ مین پہر پرورش کرتا ہے اوسکو اور زیادہ کرتا ہے واسطے مالک
اوسکے کے جیسا کہ پرورش کرتا ہے ایک تمہاریکا اپنے گہوڑے کی بچے کو یہان تک کہ پہنچ جاتا ہے ایک تمرہ مثل کوہ
احد کے روایت کیا ہے اسکو بخاری نے تعلیقا اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے کبری مین اور لفظ اوسکے ہین اور
ابن ماجہ نے حدیث ابو ہریرہ سے اور وارد ہے بچو تم نار سے اگرچہ ساتھ شق تمر کے ہو پہر اگر نہ پاؤ تم اوسکو
پس ساتھ کلمہ طیبہ کے روایت کیا ہے اسکو شیخین نے حدیث عدی بن حاتم سے اور وارد ہے تصدقوا ولو بتمرۃ فانہا تسد من الجائع ویطفئ الخطیئۃ
کما یطفئ الماء النار روایت کیا ہے اسکو ابن المبارک نے کتاب الزہد مین عکرمہ کی حدیث سے مرسلا اور احمد نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے
ساتھ سند حسن کے اور وارد ہے اشتری نفسک من النار ولو بشق تمرۃ فانہا تسد من الجائع مسدہا من الشبعان روایت کیا ہے اسکو بزار اور
ابو یعلی نے حدیث ابو بکر سے اور وارد ہے اتقوا النار ولو بشق تمرۃ فانہا تقیم العوج وتدفع میتۃ السوء ویقع من الجائع موقعہا من الشبعان
اور فرمایا علیہ الصلوۃ والسلام نے ابی ذر کو جبکہ پکاوے تو شوربا پس زیادہ کر پانی اوسکا پہر البتہ دیکہ طرف اہل بیت کی ہمسایہ اپنے سے
پس دے تو اونکو اوسمین سے ساتھ بہلائی کے روایت کیا ہے اسکو مسلم نے اور عقیلی کے روایت مین ہے ردوا مذمۃ السائل ولو بمثل راس
ذباب اور مروی ہے کہ حسن سے کہا گیا اور اونکی پاس ایک جاریہ تھی آیا اس کے قیمت مین ایک درہم یا دو درہم پر راضی ہوتی ہو کہا
نہین کہا پس چلا جا تحقیق اللہ تعالی راضی ہو گیا ہے حور عین پر ساتھ ایک ناچیز اور دو دانون کی اور ایک لقمہ اور دو لقمون کے اور حضرت
علے سے مروی ہے کہ بہت حورین ہین کہ نہین ہوگا مہر اونکا مگر ایک مٹھی گیہون یا مثل اوسکی تمر سے اور ابن عمر سے مروی ہے
کان علیہ السلام لا یاکل خصلتین الی غیرہ کان یضع طہورہ باللیل یخمر بیدہ وکان یناول المسکین بیدہ روایت کیا ہے اسکو دارقطنی
نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اسناد ضعیف کے و ابن المبارک نے کتاب البر مین مرسلا انتہی من شرح علی
القاری اور شرح فارسی مین ہے احیاء العلوم سے نقل کیا ہے کہ انس بن مالک اور سوا انکی اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے
مروی ہے کہ انہم کانوا یقدمون ما حضر من الکسر الیابسۃ ونصف التمر ویقولون لا ندری ایہا اعظم وزرا الذی یحتقر بالتقدیم الیہ او الذی یحتقر
ما عندہ ان یقدمہ انتہی وتحصیل انواعہا اور حق صدق کا یہ ہے کہ کوشش کرے بیچ حاصل کرنے جمیع اقسام صدقہ کے جس صدقہ کے ہون نوع
حقیقے ہو خواہ حکمی کارشاد الضال ما ندرستہ بتلانی گمراہ کی ترمذی نے ابی ذر سے روایت کی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تبسم
کرنا تیرا اسلامی بہائی کے روبرو صدقہ ہی اور حکم کرنا تیرا ساتھ نیکی کے کیسکی تیئن صدقہ ہے اور باز رکہنا تیرا اوسکو برے کام سے صدقہ ہے
اور رستہ بتلانا تیرا کسی مرد کو بیچ زمین گمراہی کی صدقہ ہے الحدیث وقربان المرأۃ للمتعفف اور مانند جماع کرنے اوسکے ساتھ بی بی
اپنے کی بقصد باز رکہنی کے اپنی تیئن زنا سے صدقہ ہے روایت کی ہے ابو داؤد نے ابو ذر سے یصبح علے کل سلامی مسلم من ابن

ادم ستمائة وستين يصبح على كل منہ فی صدقة امره بالمعروف صدقة واماطته الاذى عن الطريق صدقة وبضع اهله صدقة ويجزئ عن
ذلك ركعتان من الضحى قالوا يا رسول الله احدنا يقضي شهوته ويكون له صدقة قال ارايت لو وضعها في غير حقها اكان
عليه وزر اور صحیح روایت نسائی اور حبان وغیرہما کی بھی ابی ذر رضہ سے مروی ہے وکذلک فی جماع زوجتک اجر ارایت
لو کان لک ولد فادرک ورجوت اجره فمات اکنت تحتسب به قال نعم قال افانت خلقته وانت هديته فانت رزقته قال
لا قال فضعه في حلاله وجنبه حرامه فان شاء الله احياه وان شاء اماته ولك اجر انتهى من شرح علی القاری اور شیخ
فخر الدین کی شرح مین ہے کہ مسلم نے ابو ذر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا فی بضع احدکم
صدقة یعنے فرج ایک ہمارے مین یعنے جماع جو کرتا اپنی بی بیون سے کرتے ہو صدقہ ہے اور چونکہ یہ ہونا بضع کے صدقہ محل استفسار
اور استبعاد تھا صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیا آدمی ایک ہم مین سے اپنے نفس کی شہوت کو کرتا ہے
پس ہو اسمین اجر اور ثواب فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دو مجھکو کہ اگر کوئی ایک تم مین سے اپنی شہوت کو حرام مین اسکو گناہ
ہوتا ہے پس ایسا ہی ہے جو شہوت کو حلال جگہ صرف کریگا اسکو ثواب ہوگا یعنی اگرچہ جماع بذاتہ صدقہ اور عبادت نہین ہے لیکن جو اسکے حرام
مین حرام سے بچتا ہے متضمن اجر اور ثواب ہوگا انتہی والعدل والحمل علی الدابۃ اور مانند عدل اور برابری کرنے کے درمیان دو آدمیون
میان بی بی ہون یا غیر شخص بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ عدل کرنا درمیان دو آدمیون کے اور داد مظلوم کی
ظالمون سے لینا صدقہ ہے اور مدد کرنا کسی مرد کی اسکے چار پایہ پر اور سوار کرنا اسپر یا اسکا اسباب اٹھانا صدقہ ہے والطیب الکلام
اور مانند نرم گوئی اور خوش کلامی کے سائل سے ہو یا اور کسی سے اور ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ کلمہ طیب یعنے اچھی بات
اور خوش کلامی کہ تکلم کرے ساتھ اسکے آدمی صدقہ ہے روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے اور مسلم اور نسائی کی روایت
مین ابی ذر رضہ سے مروی ہے کہ ہر ایک تسبیح صدقہ ہے اور ہر ایک تحمید صدقہ ہے اور ہر تہلیل یعنے لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے
اور ہر ایک تکبیر صدقہ ہے اور پہلے گذر چکی ہے حدیث اتقوا النار ولو بشق تمرۃ فان لم تجدوا فبکلمۃ طیبۃ انتہی من شرح علی القاری والخطوۃ
الی الصلوۃ خطوہ بالفتح ایک مرتبہ قدم رکھنا اور بالضم قدم جمع اسکی خطوات ہے بفتحتین یعنے اور مانند قدم رکھنے کی طرف نماز کی یعنی
کہ اسکے معنے مین ہو مانند طواف اور عیادت مریض اور تشییع جنازہ اور طلب علم کی احمد اور شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ ہر قدم کہ اٹھاتا ہے آدمی اسکو طرف نماز کے صدقہ ہے والانفاق علی العیال اور مانند خرچ کرنے کے
عیال پر جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو کچھ خرچ کرتا ہے مسلمان کسی نفقہ سے اپنے نفس پر اور اپنے اہل پر کہا جاتا ہے
سبب اسکے اسکے لیے صدقہ الحدیث روایت کیا ہے اسکو ابن عساکر نے اور حاکم نے مستدرک مین حضرت انس سے روایت کی ہے
تحقیق نفقہ تیرا اوپر اہل تیرے کے اور خادم تیرے کے صدقہ ہے اور خطیب کی روایت مین انس رضہ سے مروی ہے ہر معروف کہ کرے تو
اسکو طرف غنی کے یا فقیر کے پس وہ صدقہ ہے اور امام احمد وغیرہ کی روایت مین ابو امامہ سے ہے جو چیز کہ طعام دے تو اسکو زوجہ
اپنی کے پس وہ واسطے تیرے صدقہ ہے اور جو کہ طعام دے تو اپنے نفس کو پس وہ واسطے تیرے صدقہ ہے انتہی

من شرح علی القاری اور نخبۃ العلم مین ہے کہ روایت کی ہے شیخین نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے جبکہ خرچ کرے نفقہ اپنے اہل پر اور وہ حساب کرتا ہے اسکا تو ہوگا وہ اسکے لیے صدقہ یعنی صدقۂ عطیہ انتہی والتبسم
فی وجہ اخیک اور مانند تبسم کرنے کے روبرو بہائی اپنے کے چنانچہ پہلے حدیث مین گذر چکی ہے کہ تبسمک فی وجہ اخیک صدقۃ اور احمد
کی روایت مین جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہر بہلائی صدقہ ہے اور بعض بہلائیون مین سے یہ ہے کہ ملاقات کرے تو مسلمان بہائی
اور منہ تیرا طرف اسکے خوش ہو واطراق الفحل اور مانند عاریت دینے کسی نر کے کسی مادہ سے جفتی کرانیکو اونٹ ہو یا گہوڑا یا اور
کوئی جانور کہ نجملہ بر کے یہی اور اجرت لینا اس فعل پر حرام ہے احمد اور ترمذی نے ابی امامہ رضہ سے روایت کی ہے کہ افضل صدقہ
کا خیمہ کا سایہ ہے اللہ جل شانہ کے راستے مین یا واسطے خدمت کے دینا خادم کا اللہ کے راستے مین اسلیے کہ اسمین اعانت ہے
حاجت والے کی واعارۃ الدلو اور مانند عاریت دینے ڈول اور دولاب وغیرہ کے کہ اسکے روکنے کی مذمت مین یہ آیت وارد
ویمنعون الماعون اور بخاری نے ابی ذر اور احمد اور ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ تیرا پانی اپنے ڈول
سے اپنے بہائی کے برتن مین صدقہ ہے اور ایک روایت مین ہے ہے ڈالنا تیرا اپنے ڈول سے بیچ برتن بہائی کے والنفع بعلم اور
نفع رسانی کے ساتھ علم شرعی کے اور تعلیم کرنے اسکے کیونکہ اسمین قوت روح کی ہے جیسے کہ مال کے دینے مین بدن کی قوت ہے
ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ افضل صدقہ وہ ہے کہ سیکہے مرد مسلمان علم کو پس تعلیم کرے بہائی
مسلمان اپنے کو انتہی والغرس اور مانند میوہ دار درخت لگانیکے والزرع اور مانند کہیتی کرنے کے امام احمد نے ابو ذر رضہ سے روایت
کی ہے جس کسی نے میوہ دار درخت لگایا نہین کہاتا ہے اس سے کوئی آدمی اور نہ کوئی مخلوق اللہ تعالی کی مگر یہ کہ ہوتا ہے
اوسکے لیے صدقہ اور احمد نے خلاد بن سائب سے روایت کی ہے جس نے کہ بوئی کہیتی پس کہایا اس سے کسی پرندہ یا درندہ
نے ہوگا واسطے اسکے صدقہ انتہی من شرح علی القاری اور نخبۃ العلم مین ہے کہ روایت کی شیخین نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے کوئی مسلمان کہ لگا دیوے کوئی درخت میوہ دار یا بووے کہیتی پس کہا دے اس سے
کوئی انسان یا پرندہ یا درندہ مگر کہ ہوتا ہے واسطے اسکے صدقہ اور مسلم کی روایت مین جابر رضہ سے مروی ہے اور جو کچہہ چوری ہو
اس سے اسکے لیے صدقہ ہے کہا شارح نے حاصل یہ ہے کہ جس سبب سے مسلمان کا مال کہایا جاوے اسکے لیے ثواب حاصل
ہوتا ہے اور اسمین تسلی ہے ساتھ صبر کے نقصان مال پر کیونکہ اجر اسکا بغیر حساب ہے انتہی وتہرو بیر اور مانند نہر اور کنوان کہدوانے کے جیسے
کہ سعد بن عبادہ کی حدیث مین گذر چکا کہ حضرت سے عرض کی کہ سعد کی مان کا انتقال ہوگیا ہے کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی پس کنوان
کہدوا دیا اور کہا یہ ام سعد کا ہے اور افضل اسواسطے ہے کہ نفع اسکا عام ہے دین کے امور مین اور دنیا کے بہی ومسجد ومصحف وقلیب
ولی یستغفر لہ اور مانند مسجد بنانیکے اور قرآن مجید لکہنے اور وقف کرنے کے اور خلیفہ چہوڑ جانے کے تا کہ استغفار کرے اسکے لیے مسلم نے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ مرتا ہے آدمی منقطع ہوتے ہین عمل اسکے مگر تین
چیزین کہ بعد موت کے بہی اسکا ثواب اسکو پہونچتا ہے صدقہ جاری مانند نہر اور کوئیں اور مسجد اور حوض اور رباط وغیرہ کے یا علم کہ

کہ نفع لیا جاوے ساتھہ تعلیم اور تصنیف اسکی کے بلکہ کتابت کے ساتھہ بھی یا فرزند نیک کردار کہ دعا کرے اسکے لیے بعد جانے کے اس عالم کے
نجم العلم مین بعد نقل کرنے اس حدیث کے کہا ہے کہ مراد ولی سے مصنف کی قول مین ولد ہے جیسا کہ اس قول اللہ تعالے مین
فہب لی من لدنک ولیا یرثنی لیکن لائق تہا مصنف کو یہہ کہ مقید کرتا ساتھہ قید صالح کے جیسا کہ حدیث مین ہے اور یستغفر الہ کے ساتھ
مقید کرنا کچہہ ضروری نہین ہے بسبب اسکے کہ تصریح کی ہے اس حدیث کی شرح مین کہ مقید کرنا ولد کو صالح کے ساتھہ اسلیے ہے کہ اجر
نہین حاصل ہوتا ہے اسکے غیر سے اور مراد صالح سے مومن ہے اور ذکر لفظ یدعو کا واسطے برانگیختہ کرنے اور حرص دلانیکے ہے کہ دعا کو
دعا پر واسطے باپ اسکے کے ہے یہانتک کہ حاصل ہوتا ہے والد کو ثواب ولد کے عمل کا برابر ہے کہ اپنے والد کے لیے دعا کرے
یا نہین جیسا کہ حاصل ہوتا ہے ثواب پہل کہانیکا درخت لگانیوالیکو برابر ہے کہ کہانیوالا اسکے لیے دعا کرے یا نہین پس مصنف اسکی
عبارت نہین لایا انتہی وافضلہا فی الصحۃ اور بہترین صدقونکا وہ صدقہ ہے کہ صحت اور تندرستی کے حالت مین دیوے اسلیے کہ
آدمی حالت صحت مین فقر سے ڈرتا ہے اور زندگی کی امید ہوتی ہے پس دوست رکہتا ہے مال کو جیسا کہ شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ کہا ابو ہریرہ رضہ نے عرض کی ایک رجل نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا صدقہ بہتر اور افضل ہے
از روے اجر اور ثواب کے فرمایا حضرت ع نے کہ بزرگ ترین وہ صدقہ ہے کہ صدقہ دیوے تو اور حال یہہ کہ تندرست ہووے اور بخیل
ہووے اس حال مین کہ ڈرتا ہووے فقر اور محتاجی سے اور امید رکہتا ہو تونگری کی اور توقف نکرے تو یہانتک کہ روح گلے مین پہنچے
پس کہے تو اور وصیت کرے کہ فلان اور فلان کو اسقدر اور ایسا ایسا دینا اور حالانکہ یہہ مال اور شخص کا ہے کہ وارث ہے یعنے بخل کرتا ہے
یہانتک کہ موت کے سامنے ہوتا ہے اسکے بعد تصدق کرتا ہے اور اسوقت صدقہ دینا کچہہ فائدہ نہین بخشتا کہ خواہ مخواہ مال دوسرے کا
ہوگیا انتہی وللمحتاج اور افضل صدقہ خاص محتاج کے لیے ہے کہ خود محتاج ہو اور صدقہ دیوے اور یہہ درجہ ایثار کا ہے فدرہم کما
مثل سبعین پس ایک درہم دینا محتاج سے بجاے ستر درہم کے ہے غیر محتاج سے اور نجم العلم مین ہے وللمحتاج متعلق ہے محذوف
کے ساتھہ ای افضل الصدقات صدقۃ یتصدق بہا المحتاج یعنے افضل صدقون کا وہ صدقہ ہے کہ صدقہ کیا جاوے
ساتھہ اسکے واسطے محتاج کے بسبب اس قول اللہ تعالے کے وان تخفوہا وتؤتوہا الفقراء فہو خیر لکم پس ایک درہم کہ محتاج کو دیا ہے
ستر درہم کے مانند ہے اسکے لیے اجر مین انتہی والقرض افضل منہا اور قرض افضل اور بہتر ہے صدقے سے فہو بثمانیۃ عشر اسلیے
کہ ثواب قرض کا اٹہارہ درجے ہین اور ثواب صدقے کے دس درجے پس قرض افضل ہوا لوقوع فی کف المحتاج بسبب واقع ہونے
قرض کے ہاتہہ مین محتاج کے اور صدقہ محتاج اور غیر محتاج دونون کو پہونچتا ہے طبرانی نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیا مین بہشت کو پس بہشت کے دروازون پر لکہا ہوا دیکہا کہ ثواب صدقے کا
دس گنا ہے اور ثواب قرض کا اٹہارہ گنا یعنے آٹہہ درجے قرض کا ثواب صدقے کے ثواب سے زیادہ ہے پس جبرئیل ع سے
کہا مین نے کیسے ہوا ثواب صدقے کا دس چند اور ثواب قرضے کا اٹہارہ چند کہا جبرئیل نے اس سبب سے کہ صدقہ تونگر اور درویش دونونکو
پہونچتا ہے اور قرض نہین پہونچتا مگر درویش کو اور محتاج کو کیونکہ جو شخص محتاج ہوتا ہے وہی قرض مانگتا ہے انتہی من

من شرح الشیخ فخر الدین ولا ینذر فلعلہ لائق اور حق عطا کا یہ ہے کہ نذر نکرے ساتھہ صدقے کے اسلیئے کہ شاید کسی مانع کے سبب سے
وفا نکرسکے اپنی نذر کو اور یہ لائق قرآن مجید مین وارد ہے دلیر تو اسکے عوض یہ اولیٰ ہے کہ نذر سے احتیاطًا اجتناب کرے تاکہ
بسبب عدم ایفا اسکے گنہگار نہو وے اور نذر کہتے ہین واجب کرنے کو اپنے نفس پر کوئی طاعت مثل نماز روزہ حج صدقہ
وغیرہ کے کہ لازم نہو وے بسبب حاصل ہونے کسی سبب کے اسباب مرغوب سے جیسے کہ شفا مریض کی اور آنا مسافر کا اور منع اسکا
وہی عنہ اور نہی کی گئی ہے نذر سے بعض مواقع مین اور نذر کرنیوالے کا نام بخیل رکھا ہے چنانچہ صحیحین مین ابو ہریرہ اور ابن عمر
رضی اللہ عنہم سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نذر مت کرو تم اسلیئے کہ نذر فائدہ نہین بخشتی ہے قضا
الٰہی سے اور سوا اسکے نہین کہ باہر لایا جاتا ہے بخیل سے کچھ مال بسبب نذر کے اور یہہ نہی حقیقت مین تاکید اور تحذیر ہے سستی اور کاہلی
کرنے سے ادا کرنے مین بعد واجب ہونے اسکے کے کیونکہ نہی اگر منع کے لیئے ہوتی کہ ارتکاب نکرے تو وفا کرنا اسکا لازم نہوتا
اسلیئے کہ نہی کی سبب سے معصیت ہو جاتی ہے اور بہت احادیث مین وفا کرنے کا حکم وارد ہے اور مدح فرمائی ہے اللہ تعالےٰ نے لوگونکی
ساتھہ قول اپنے کے یوفون بالنذر پس حاصل نہی کا یہہ ہے کہ یہہ نذر کچھہ نفع نہین بخشتی اور نہ کچھہ ضرر دفع کرتی ہے اور جو
نذر کرین ساتھہ تقرب کے اور یہہ اعتقاد نہو کہ دفع ضرر کریگی یا نفع بخشیگی پس اسکو وفا کرو کہ تم پر اسکا ادا کرنا لازم ہے کذا فی الہامش نقلًا عن
الشیخ فخر الدین اور ینبوع الحکم مین ہے کہ یہہ قول مصنف کا ولا ینذر ظاہر مین مناقض ہے اس عبارت کے کہ دعا کے باب مین گذر چکی
دعا والنذر لقصۃ مریم مگر اسکا جواب یہہ ہو سکتا ہے کہ دعا کے باب مین جو گذر چکا ہے کہ نذر کرنا بھی آیا ہے وہ واسطے بیان
اصل مشروعیت کے ہے اور یہہ یعنے نذر کرنا واسطے بیان اولویت کے ہے اور اسکی تائید کرتا ہے متغیر کردینا اسلوب عبارتکا
اوس جگہ اسلیئے کہ کہا ہے وجاء النذر اور یون نکہا وحسنان یندر بر خلاف تمام حقوق کے کہ انکو ذکر کیا ہے لیکن اس مین کچھہ فائدہ
کثیر نہین معلوم ہوتا کیونکہ دعا کے باب مین جدا نذر کا ذکر کیا ہے اور انفاق کے باب مین اسکی نہی کا بیان کیا باوجودیکہ ظاہر
دونون کا جمع کرنا ہے ایک جگہ واللہ اعلم بالصواب انتہی اور شرح علی قاری مین ہے کہ دعا کے ابواب سے جو نذر کا رغبت
لانا گذر چکا ہے پس وہ محمول ہے اوپر نذر کرنیکے اعمال صالحہ مین اور منع نذر سے محمول ہے اوپر نذر کرنیکے ساتھہ التصدق
بالمال کے بسبب گمان عدم وفا کے مال مین بخلاف نذر کے اعمال صالحہ مین کہ وفا اسمین غالب ہوتی ہے پہچاننا چاہیئے کہ لائق
ہین قابض صدقے کے لیئے چند امور بعض انمین سے یہہ ہین کہ جانے کہ اللہ سبحانہ نے واجب کیا ہے صرف کرنا زکوٰۃ وغیرہ کا طرف فقیر کے
ارکان ثابت کرنے عمون اسکے کو اور گردانے تمام ہموم اسکے کو ہم واحد ہم دین اسکے کا اور تحقیق زیادہ کیا ہے اللہ تعالےٰ عز و جل نے
مال اور رکھا ہے اسکو اپنے بندون کے ہاتھون مین عاملین اور اعتبار سے تاکہ ہو وے ذریعہ واسطے حاجات انکی کے اور وسیلہ واسطے
فارغ ہونے اسکے طرف عبادتون اور طاعتون کے پس بعض انمین وہ ہین کہ مبتلا کیا انکو ساتھہ طلب کے اور گردانا اوس مال کو واسطے انکی
ورطہ پس داخل کیا انکو رنج اور مشقت مین اور بعض ان مین سے وہ ہین کہ محبوب رکھا انکو پس بچایا انکو دنیا اور متعلقات
سے جیسے کہ طبیب شفیق مریض کو نقصان کرنے والی چیزون کے کہانے پینے سے بچاتا ہے پس رد کردیا اللہ تعالیٰ

سے نے اُسنے رنج کسب اکتساب کا اور پیدا کیا اُنکی حاجتون کو ساتھہ اغنیا کے تاکہ ہوجاوے شغل جمع کرنے مال کا اور مشقت نگاہبانی اُسپر اور فائدہ اُسکا راجع ہے طرف فقرا کے نہایت خوشی اور فارغ دلی سے تاکہ خالی ہوجاوین فقرا واسطے عبادت سول اپنے کے اور مستعد ہون واسطے زاد عقبیٰ کے پس حق فقیر کا یہہ ہے کہ پہچانے قدر نعمت فقر کی اور سمجھے کہ اللہ تعالی کا فضل اور عنایت اُسپر زیادہ ہے اُن لوگون سے کہ مال دئیے گیے ہین پس چاہیے کہ لیوے مال تاکہ ہووے رزق اور عون اور مددگار اوپر طاعت الہی کے پس اگر صرف کیا اُس مال کو جو لیا ہے کسی معصیت مین تو ہوگا کفران نعمت کرنیوالا اور مستحق واسطے طرد اور بعض کے اور بعض اُنمین سے یہہ ہے کہ نذر کرے اُس چیز مین کہ لیتا اور قبض کرتا ہے اوسکو اگر ہووے مال حرام سے تو پہیر دے اوسکو بسبب فرمانے اللہ تعالی کے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لایحتسب پس نہین چاہیے اوس شخص کا مال لینا اکثر کسب اُسکا حرام ہووے مگر وقت ضرورت کے یعنے جب نہایت تنگ ہوا اور ایسا شخص نہ ملے کہ اکثر کسب اُسکا حلال ہو یا ملتا تو ہے مگر اوسکو دیتا نہین تو جائز ہے اُسکے لیے لینا بقدر حاجت ضرورت اپنی کے مال مذکور سے اور بعض اُنمین سے یہہ ہے کہ پرہیز کرے شک و شبہہ کی جگہون سے بیچ مقدار اس مال کے کہ لیتا ہے اور خوب غور کرے اپنے حال مین اور دیکھے کہ یہہ مستحق اپنی کا ہے یا نہین پس جبکہ یقین ہوجاوے اپنے استحقاق کا تو لیوے صدقے سے اوسقدر مال کہ کفایت کرے اوسکو لینے کے وقت ایکسال تک کہ یہہ اقصٰی درجہ ہے اُس مدت کا کہ رخصت دیگئی ہے اوسمین جیسے کہ مروی ہے صحیحین مین کہ ذخیرہ کرتے تھے آنحضرت علیہ السلام واسطے عیال اپنے کے قوت ایکسال کا اور ابن عمر کی حدیث مین ہے کہ جدا کر دیتے تھے نفقہ اہل اپنے کا برس بھر تک اور طبرانی نے اوسط مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کان اذا ذخر لاہلہ قوت سنۃ تصدق بمابقی پہر اگر لینے والا اکتفا کرے اوپر حاجت ایک ماہ یا ایکدن کے تو یہہ قریب زیادہ ہے طرف تقوی کے اہل باطن کے نزدیک اور مذہب علما کا قدر ماخوذ مین زکوۃ اور صدقہ سے مختلف ہے بعض نے مبالغہ کیا ہے تقلیل اخذ مین یہانتک کہ واجب ہے اکتفا کرنا ایکدن رات کے قوت پر بسبب اسکے کہ نہی فرمائی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کرنے سے ساتھہ غنا کے اور تفسیر کی ہے غنا کی ساتھہ صبح و شام کی اور یہ نہین جمہور کے نزدیک محمول ہے سوال پر نہ تمام احوال مین اسلیے کہ لفظ حدیث کی یہ ہین من سأل وعندہ ما یغنیہ فانما یستکثر من جمر جہنم اور بعض نے کہا ہے کہ لیوے فقیر حد غنا تک جو نصاب زکوۃ کی ہے کیونکہ نہین واجب کی ہے اللہ تعالی نے زکوۃ مگر اوپر اغنیا کے پس کہا ہے اُنہون نے جائز ہے فقیر کو کہ لیوے اسقدر کہ کفایت کرے اوسکے پیشہ اور حرفہ کو پس غنی ہوجاوے بسبب اُسکے تمام عمر تک کیونکہ حقیقت مین غنی یہی ہے حتے کہ ایک قوم اسطرف گئی ہے کہ جو شخص کہ محتاج ہوجاوے پس جائز ہے اوسکو اسقدر لینا کہ اُسکو اول حال پر پہیر دیوے یعنے جیسا کہ پہلے تہا ویسا ہی ہوجاوے اگرچہ دس ہزار درہم ہون مگر جبکہ نکل جاوے حد اعتدال سے واللہ اعلم بالحال اور بعض اُنمین سے یہہ ہے کہ لیوے وہ چیز کہ اُسکو دیجاتی ہے خلوت مین اور نہ لیوے مجلس مین نقل ہے کہ بعض علما کے پاس کسی شخص نے کچھ چیز ظاہر مین بہیجی پس پہیر دی اور قبول نہین کی اور دی اوسکو کسی امیر نے کوئی چیز پوشیدہ پس قبول کر لیا اسکو پس کہا گیا اُن سے اس باب مین اور سبب دونون باتون کا استفسار کیا

کیا گیا کہ پوشیدہ بھیجا عمل ادب سے ہے اسی واسطے مین نے قبول کرلیا اور برملا دینا سوے ادبی ہے پس نہین چاہیے اُسکا قبول
کرنا اور کسی شخص نے بعض صوفیہ کو کوئی چیز مجلس مین دی تھی پس رد کردی اس شخص نے پوچھا کہ جو چیز کہ اللہ تعالے کے جانب سے
پہونچی تھی اسکو کیون تم نے پھیر دیا کہا اسمین تو نے غیر کو شریک کردیا تھا کیونکہ فقط اللہ تعالی کی نظر پر تو نے کفایت نہین کی پس رد
کردیا مین نے تجھپر تیرا شرک اور منقول ہے کہ بعض عارفین نے جو چیز کہ علانیہ اسکو رد کردیا تھا خلوت مین اُسیکو قبول کیا پس اُنسے
اسکا سبب دریافت کیا گیا کہا نافرمانی کی تم نے اللہ تعالی کی ظاہر مین پس نہوا مین تیرا مددگار معصیت پر اور اطاعت کی تو نے خلوت
مین پس اعانت کی مین نے اوپر نیکی تیری کے اور کہا نوری نے جو جانتا مین کہ کوئی عذر کرتا اپنے وصلی کا اور اسکو نہ ظاہر کرتا تو البتہ
قبول کرلیتا مین اسکو اور بہی ظاہر لینے مین اپنے نفس کو ذلیل اور خوار کرنا ہے حالانکہ مومن کو نہین جائز ہے اپنے نفس کا ذلیل
کرنا اور بہی اسمین بچنا ہے شرکت کے شبہ سے پس وارد ہوا ہے من اہدی لہ ہدیۃ وعندہ قوم فہم شرکاؤہ فیہا یعنے جس شخص کے
پاس کچہ ہدیہ بہیجا گیا اور حال یہ ہے کہ نزدیک اُسکے جماعت ہووے پس وہ شریک اُسکے ہین اُس ہدیے مین روایت کیا ہے
اسکو عقیلی اور ابن حبان نے ضعفا مین اور طبرانی نے اوسط مین اور بیہقی نے حدیث ابن عباس سے اور کہا عقیلی نے کہ نہین
صحیح ہے اُسمین کوئی حدیث لیکن عارف پس نہین نظر ہے واسطے اُسکے مگر طرف اللہ تعالے کے اور پوشیدہ
اور علانیہ بیچ حق اُسکے کے ایک ہے اور اختلاف احوال کا اسکے نزدیک شرک فی التوحید ہے واللہ ولی التوفیق انتہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الثالث فی الصوم وکسر الشہوۃ باب تیسرا کتاب عین العلم سے بیچ بیان روزہ رکہنے کے اور توڑنے شہوت نفسانی
کہ مخصوص بالذات ہے بخشم العلم مین ہے کہ جبکہ فارغ ہوا مصنف دو رکنون اسلام کے سے شروع کیا بیان اسلام کے تیسرے رکن کا
اور مناسب یہ تہا کہ موخر کرتا ذکر صوم کا حج سے کیونکہ چارون عبادتین بعض اُنمین محض بدنی ہین اور وہ نماز اور روزہ ہے
اور بعض محض مالی ہین اور وہ زکوۃ ہے اور بعض دونون سے مرکب ہین اور وہ حج ہے اور مقتضی حال کا یہ تہا کہ ذکر کرتا صوم کو پیچہے
نماز کے لیکن ذکر کیا زکوۃ کو بعد اوسکے بسبب اوسکے کہ گذر چکا کہ اسمین کتاب اور سنت کی متابعت ہے پس مناسب یہ تہا کہ ذکر کرتا حج
کو بعد اُسکے بسبب مناسبت کے کہ بیچ اُسمین اور زکوۃ مین ہے بیچ بذل کرنے مال کے پہر ذکر کیا جاتا صوم کا بسبب نہ باقی رہنے
محل کے سوا اُسکے اور مصنف چلا اُس طریقے پر کہ اختیار کیا ہے اسکو اور مصنفون نے اپنی کتابون مین کہ اُنکے لیے بہی ایک
وجہ ہے کہ بعد تامل کے ظاہر ہوتی ہے جاننا چاہیے کہ صوم لغت مین مطلق امساک کو کہتے ہین اور شرع مین صوم امساک ہے
داخل کرنے کسی چیز کے سے بیچ اُس جگہ کے کہ واسطے اُسکے باطن کا حکم ہے اور امساک ہے جماع سے ابتدای فجر سے غروب
تک ساتہہ نیت کے کہ مشروع کیا ہے اسکو اللہ سبحانہ وتعالی نے بندون پر بہت فائدون کے لیے کہ بڑا فائدہ اُسکا وجب کہ جیسا اگلا
دو چند دن کا ایک سکون نفس امارہ کا اور ٹوٹنا اُسکی خواہش کا فضول باتون سے جو متعلق ہین ساتہ تمام اعضا کے آنکہ ناک کان
وغیرہ سے اسلیے کہ اُسکے سبب سے ضعیف ہو جاتی ہے حرکت اُسکے محسوسات مین اسیواسطے کہا گیا ہے جبکہ نفس بہوکا

ہوتا ہے تو سب اعضا سیر ہوتے ہین اور جبکہ نفس سیر اور آسودہ ہوتا ہے تو بہوکے ہوتے ہین تمام اعضا دوسری یہ ہے کہ روزے کے باعث سے دل کدورتون سے صاف ہوجاتا ہے اور اُسکی صفائی سے درجے حاصل ہوتے ہین پہر رمضان کے روزون کی فرضیت بعد پہرنے قبلہ کے ہوئی طرف کعبہ شریف کے ماہ رمضان مین اٹھارہ دین مہینے ہجرت سے ایسا ہی ذکر کیا ہے عینی اور شمنی نے اور کہا گیا ہے کہ اسکے پہلے کوئی روزہ فرض نہین تہا اور بعضون نے کہا ہے کہ فرض تہا مگر پہر منسوخ ہو گیا پس بعضون نے کہا ہے کہ عاشورے کا روزہ فرض تہا اور بعضون نے کہا ہے کہ ایام بیض کے روزے فرض تہے کہا ابن حجر نے کہ صحت کو پہونچی ہے یہ بات کہ جبکہ فرض ہوئے رمضان کے روزے پس بُرا مانا آدمیون نے اُسکو اور شاق گذرا اُنپر پس اختیار دیے گئے درمیان روزے اور کہانا کہلانے مسکین کے ہر دن کے عوض جیسا کہ اول آیت مین ہے پہر منسوخ ہوا یہہ حکم بسبب اُسکے کہ آخر آیت مین ہے فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ اور جبکہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے تو مباح تہا بعد غروب کے کہانا جب تک کہ نہ حاصل ہووے نیند یا داخل ہو وقت عشا کا پہر منسوخ ہو گیا یہہ حکم اور مباح کر دیا گیا کہانا طلوع فجر تک ایسا ہی ذکر کیا ہے علی قاری نے شرح مشکوۃ مین اور کہا عینی نے شرح بخاری مین کہ اختلاف کیا ہے سلف نے اسمین آیا فرض تہے آدمیون پر روزے قبل رمضان کے یا نہین پس جمہور اسپر ہین اور یہی شافعیہ سے مشہور ہے کہ نہین واجب تہا کبہی کوئی روزہ قبل صوم رمضان کے اور ایک وجہ مین ہے اور یہی قول ابو حنیفہ کا ہے کہ اول عاشورے کے روزے فرض ہوئے تہے پس جبکہ مُتجار رمضان تو منسوخ ہوگئی اونکی فرضیت انتہی در روح وارد ہوئی ہے بیچ فضیلت روزہ حدیث قدسی الصوم لی و انا اجزی بہ یعنے روزہ خاص واسطے میرے ہے اور مین جزا دیتا ہون ساتہہ اسکے جو کچھہ جانتا ہون صحیحین مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے کل عمل ابن آدم کیواسطے اُسکے ہین مگر روزہ پس تحقیق وہ واسطے میرے ہے یعنے اگرچہ تمام عبادتین اُس تقدس تعالی کے لیے ہین لیکن روزے کو اُن سب مین سے خاص کیا اسلیے کہ یہ عبادت ریا سے بعید ہے کہ مجرد اسکے فعل سے ریا اسمین راہ نہین پاتی مگر اُسوقت کہ زبان سے کہدے کہ مین روزہ دار ہون بلکہ کہنا بہی کبہی محمول اوپر کذب کے ہوتا ہے اور نفس کو بہی اسمین کچھہ حظ اور لطف نہین ہے بخلاف تمام عبادتون کے کہ مجرد فعل سے اُنمین ریا راہ پاجاتی ہے اور فرمایا و انا اجزی بہ یعنے اور مین اوسکی جزا دیتا ہون جو کچھہ اور جسقدر کہ چاہتا ہون کہ حد حصر اور احصا سے باہر ہے بخلاف تمام عبادتون کے کہ فرشتے اُسکی جزا پر مطلع ہوتے ہین اور لکہتے ہین اوسکی جزا ایک سے سات سو درجے تک موافق اندازہ شدت ریاضت اور صدق نیت کے اور صحیحین کی ایک روایت مین انہین سے مروی ہے کہ جزا ہر نیکی کی ساتہہ دس مثل اُسکی کے ہے سات سو چند تک مگر روزہ پس تحقیق وہ واسطے میرے ہے اور مین جزا دونگا اُسکی اور فرمایا کہ مین آپ جزا دیتا ہون باوجودیکہ تمام عبادتون کی جزا اللہ تعالی کے جانب سے ہے اسمین اشارہ ہے طرف بزرگی اُسی اجر کے اسلیے کہ کریم جبکہ خود بذاتہ کسی امر کا متولی ہو تو یہہ مقتضی ہے وسعت جزا کو اور جزا کا ذکر بسبب کثرت اُسکی کے نہین کیا اسی کے طرف مشیر ہے یہ قول اللہ تعالی کا انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب اور ایک روایت مین انا اُجزیٰ بہ ساتہہ ضمہ ہمزہ اور فتح زا کے ہے اس صورت مین یہ معنی ہین کہ جزا دیا جاؤنگا ساتہہ

جزا دیا جاویگا ساتھہ اُسکے یعنے میرا دیدار ہے اسکی جزا سے اور دیدار الٰہی بہشت مین ایسی نعمت ہے کہ اسکے آگے سب نعمتیں ہیچ
مین مضمون النعیم اذا رادہ فیا خران اہل الاعتزال اور وارد ہے الصوم نصف الصبر نکالا ہے اسکو ترمذی نے اور حسن کہا ہے
اور وارد ہے الصبر نصف الایمان روایت کیا ہے اسکو ابو نعیم نے حلیہ مین حدیث ابن مسعود سے ساتھہ سند حسن کے انتہی اور
مجمع العلم مین ہے کہ مصنف نے یہ حدیث کا ایک ٹکڑا نقل کیا ہے اور جزا متکلم معروف کا صیغہ ہے جزی درجزی سے یا اجزا یجزی سے باب افعال سے
ہے اور احتمال ہے کہ متکلم مجہول کا صیغہ ہو اہین دونون بابون سے اور سبب احتمال کے اور وہ جو ذکر کیا ہے مصنف نے صحیح معنی حدیث
کے ساتھہ اس قول اپنے کے ای جمازہ تعالی او معرفتی مناسب تر ہے جیسے جزا صوم کی دیدار میرا ہے آخرت مین اور معرفت
میرا دنیا مین اور احتمال ہے دونون جزا حاصل ہون عینی نے کرمانی سے نقل کیا ہے کہ تقدیم ضمیر کی واسطے تخصیص کے ہے یا تاکید اور تقویت
کی اور یہہ کہا کہ ظاہر سیاق کا اول ہے معنی ہین یعنے مین ہی جزا دونگا اسکی نہ غیر میرا بخلاف تمام عبادتون کے کہ جزا انکی کبھی موض ہوتی ہے
طرف ملائکہ کے انتہی یہہ اختیار کیا ہے عینی نے کہ قول اللہ تعالی کا انا اجزی یہہ بیان ہے واسطے کثرت ثواب اسکے کے اسلیے کہ اُسنے
نے جبکہ خبر دی کہ وہ بذاتہ جزا کا متولی ہے تو یہہ مقتضی ہے عظمت اور وسعت اسکی کا پس مختار عینی کا مبنی ہے اور صیغہ معروف
کے انتہی ما فی مجمع العلم یہہ ارادہ کیا مصنف یہہ کہ بیان کرے وجہ تخصیص صوم کی ساتھہ اضافت کے طرف نفس اُس تعالی کے باوجودیکہ
تمام عبادتین اُسیکے لیے ہین پس کہا وانما خص بالاضافۃ اور سوا اسکے نہین کہ خاص کیا گیا صوم بسبب اضافۃ جناب باری عز اسمہ کے
کہ الصوم لی فرمایا حالانکہ سب عبادتین اُسی کے لیے ہین لانہ خلق صمدی اسلیے کہ تحقیق صوم خصلت الٰہی ہے کیونکہ استغنا اکل اور شرب
اور جماع سے صفات صمدی سے ہے مروی ہے تخلقوا باخلاق اللہ اور علما نے کہا ہے کہ کل اسم اسمای الٰہی سے واسطے تخلق کے
ہین مگر اسم جلالہ پس وہ واسطے تعلق کے ہے پس یہ اضافت تشریفی ہے جیسے بیت اللہ اور ناقۃ اللہ یعنے چونکہ بندے درگاہ الٰہی کا
تقرب ڈہونڈہا موافق اُسکے کہ صفات اُس تعالی کے ہین مضاف کیا دسکو طرف اپنے پس تمام اعمال عبادت کے مناسب احوال کے اُسکے صفات
ہین مگر صوم کہ ایک صفت ہے میری صفتون مین سے اور صمد لغت مین اُس شخص کو کہتے ہین کہ لڑائی مین نہ ہوکا ہو نہ پیاسا اور مصنف نے اور صفات
الٰہی مین اس صفت صمدی کو اختیار کیا اسکی وجہ یہی ہے کہ یہہ صوم سے باعتبار معنی اصلی کے مناسب ہے اور صوم خلق اللہ تعالی سے
اسلیے ہے کہ استغنا طعام وغیرہ سے اللہ تعالی کے صفات مین سے ہے پس شابہ ہوا صائم ساتھہ اُس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھہ اُس
صفت کے اگرچہ صفات الٰہی سے کوئی کچھہ مشابہت نہین رکھتا انتہی او عمل سری یا تخصیص اضافت کی بسبب اسکے ہے کہ صوم
عمل باطنی ہے کیونکہ صوم عبارت ہے اپنی جان کو باز رکھنے سے مفطرات سے اور یہہ بذاتہ ایسا عمل نہین کہ آدمیونکو دکھلائی
دیوے بلکہ ایک معاملہ ہے درمیان بندے اور پروردگار اسکے کے کہ نہین مطلع ہوتا اُسپر کوئی سوا اُس ذات کے بخلاف تمام عبادتون
کے کہ بمجرد فعل کے حرکات جوارح سے ظاہر ہو جاتے ہین اور صوم نہین ظاہر ہوتا مگر ساتھہ خبر دینے کے اسی واسطے بلدی نے
کہا ہے کہ جبکہ تمام اعمال مین ریا داخل ہوتی تھی اور صوم پر نہین مطلع ہوتا ہے کوئی مجرد فعل سے مگر اللہ تعالی پس اضافت کی اسکی
طرف نفس اپنے کی اسی واسطے حدیث مین آیا ہے یدع شہوتہ من اجلی انتہی او قہر النفس والشیطان الذی ہو اصل المعاملۃ بالنفس

اضافت کی سبب اسکے ہے کہ صوم مغلوب کرنیوالا نفس اور شیطان کا ہے سبب مخالفت مقتضای طبع اندونون کے کہ اللہ تعالی کے دشمن ہین
اور سالک کے ساتھ ہین اور مغلوب کرنا انکا اصل ہے بیچ معاملہ بندگی اور سرداری کے شرح علی قاری مین ہے کہ مدار حالی کا
شیطان اور نفس کی مخالفت پر ہے اور راہ پر موافقت اللہ اور رسول اسکے کے بیچ حکم ان دونون کے اور بہی جیسے کہ نفس اور شیطان
دونون مقہور اور مغلوب ہین اللہ تعالی کے قبضۂ قدرت مین ایسا ہی دونون مقہور اور مغلوب ہونگے صائم کے قبضے مین بہی پس ہوگا صائم
اسوقت مین متخلق ساتھہ اخلاق حق کے فی الجملہ اگرچہ وصف حق سبحانہ تعالی کا دائمی ہے اسی جہت سے وارد ہے نوم الصائم عبادۃ روایت
کیا ہے اسکو ابونعیم نے حلیہ مین ابن عباس رض سے اور وارد ہے البتہ خوشبو صائم کی منہہ کی پاک زیادہ ہے نزدیک اللہ تعالی
کے بوی مشک سے اور صحیحین کی حدیث ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے انما یدع شہوتہ وطعامہ وشرابہ من اجلی فالصیام لی وانا اجزی بہ
اور وعدہ کیا گیا ہے دیدار باری کا جزا صوم مین فرمایا للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ وفرحۃ عند لقاء ربہ متفق علیہ اور احیا مین ہے
کہ صوم قہر ہے واسطے عدو اللہ کے اسلیے کہ وسیلہ شیطان کا شہوتین ہین جو مشغول کرتے ہین عبادتون سے اور سوا اسکے نہین کہ قوی
ہوتی ہین شہوتین کہانے پینے اور تمام لذتون سے اور ضعیف ہوتی ہین بہوک پیاس سے اسیواسطے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کہ شیطان آدمی کی اندر جاری ہوتا ہے مانند خون کے پس تنگ کرو اسکے راستے ساتھہ بہوک اور پیاس کے انتہی اور تحسیم اعلم مین ہے کہ
تخصیص کے لیے بہت وجہ ہین بعض انمین سے وہ ہے کہ نقل کی ہے عینی نے قرطبی سے کہ اللہ تعالی منفرد ہے ساتھہ علم مقدار ثواب
صوم اور تضعیف اسکی کے بخلاف اور عبادتون کے پس کبہی انکی جزا پر بعض آدمی بہی مطلع ہوتے ہین اور اسیواسطے ہے جزا اسکے وہ حدیث
کہ روایت کی گئی ہے موطا مین کہ مضاعف کیجاتی ہین نیکیان ساتھہ دس مثل انکے کے سات سو چند تک اور اسقدر تک کہ چاہے
اللہ تعالی مگر صیام پس تحقیق وہ واسطے میرے ہے اور مین جزا دونگا اسکی یعنے اسکی جزا اسقدر دونگا کہ مقدار اسکی غیر معین ہے
اور بعض انمین سے وہ ہے کہ نہین عبادت کرتا ہے کوئی غیر اللہ کے ساتھہ صوم کی پس نہین تعظیم کی ہے کفار نے کسی زمانہ مین کسی معبود اپنے
کی ساتھہ روزہ کے اگرچہ تعظیم کرتے ہین ساتھہ صورت نماز اور سجدہ اور صدقہ وغیرہ کے کہا عینی نے کہ بعضون نے کہا ہے کہ اتفاق کیا ہے علما نے
اسپر کہ مراد اس صوم سے صوم اس شخص کا ہے کہ سالم ہو صوم اسکا معاصی سے قولاً اور فعلاً اور نقل کیا ہے ابن العربی نے بعض
زہاد سے کہ یہہ مخصوص ہے ساتھہ صیام خواص الخواص کے پس کہا کہ صوم اوپر چار قسم کے ہے صیام عوام کا اور وہ صوم ہے کہانے
پینے اور جماع سے اور صیام خواص العوام کا اور وہ صوم انکا ہین جنہون نے مع اجتناب کرنیکے محرمات سے اور صیام خواص کا اور وہ
صوم ہے غیر ذکر اللہ اور عبادت اسکی سے اور صیام خواص الخواص کا اور وہ صوم ہے غیر اللہ سے پس نہین افطار ہے انکے لیے
مگر دن ملاقات اسکی کے اور اشارہ کیا مصنف نے طرف تین قسمون انکی کے جیسا کہ احیا مین ہے پس کہا وادنی رتبۃ الکف
عن الشہوتین اور ادنی مرتبہ صوم کا بچانا ہے اپنے نفس کو خواہش شرمگاہ اور خواہش شکم سے بیچ وقت اسکے کے درانحالیکہ
مقرون ہو ساتھہ نیت معتبر کے جو مذکور ہے اپنے مقام مین وہو مناط الجواز اور یہہ مرتبہ جواز روزہ کا ہے عام ہے اس سے کہ قبول ہو
یا نہین کہ ناقص ہو یا کامل اور یہہ بہی نہوگا تو ظاہر شرع مین روزہ جائز نہوگا اور قضا ساقط نہوگی اور یہہ مرتبہ عوام کا ہے

الغیبۃ والکذب اسی طرح روایت کیا ہے اسکو ابن ابی شیبہ نے محمد بن فضیل سے اُسنے لیث سے اُسنے مجاہد سے انتہی یس
عینی کے کلام سے معلوم ہوا کہ غزالی رح نے جو روایت ذکر کی ہے معروف روایت کے مخالف ہے پہر روایت کی ہے عینی نے
ساتھہ روایت ابن ابی الدنیا کے ابراہیم سے اِنہٗ قَالَ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اَنَّ الْکَذِبَ یُفْطِرُ الصَّائِمَ اور روایت کی ہے عبیدہ سلمانی سے
اِنَّہٗ قَالَ اِتَّقُوْا عَلَی الْفِطْرِ مِنَ الْکَذِبِ وَالْغِیْبَۃِ انتہی تخریج العلم اور شرح علی قاری مین ہے کہ روایت کیا ہے اس متن کی حدیث کو ازدی
نے ضعفا مین روایت حبان سے اُسنے انس رض سے اور کہا ابو حاتم رازی نے یہہ کذب ہی مین کہتا ہون لیکن تقویت کرتی ہے
اسکی روایت دیلمی کی جو مسند الفردوس مین ہے انس رض سے پہر جاننا چاہیے کہ بچانا اپنی جان کو بُرے کلام سے اور لازم پکڑنا اسکو
گویا مشغول ہونا ذکر اور تلاوت قرآن مین بزرگونکے نزدیک کمال صوم سے ہے اور تحقیق روایت کی ہے لیث نے مجاہد سے خصلتان
یُفْسِدَانِ الصَّوْمَ اَلْغِیْبَۃُ وَالْکَذِبُ اور کہا سفیان نے اَلْغِیْبَۃُ تُفْسِدُ الصِّیَامَ اور وارد ہے حدیث مین اِنَّمَا الصَّوْمُ جُنَّۃٌ فَاِذَا کَانَ
اَحَدُکُمْ صَائِمًا فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَجْہَلْ فَاِنِ امْرُءٌ قَاتَلَہٗ اَوْ شَاتَمَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ متفق علیہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور آیا ہے
حدیث مین کہ اِنَّ امْرَأَتَیْنِ صَامَتَا عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَجْہَدَہُمَا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ مِنْ اٰخِرِ النَّہَارِ حَتّٰی کَادَتَا
اَنْ تَتْلَفَا فَبَعَثَتَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْاِفْطَارِ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِمَا قَدَحًا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قُلْ لَہُمَا قِیْئَا فِیْہِ مَا اَکَلْتُمَا فَقَاءَتْ
اَحَدُہُمَا نِصْفَہٗ دَمًا عَبِیْطًا وَلَحْمًا غَرِیْضًا وَقَاءَتِ الْاُخْرٰی مِثْلَ ذٰلِکَ حَتّٰی مَلَأَتَاہُ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ ذٰلِکَ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ہَاتَانِ صَامَتَا
عَمَّا اَحَلَّ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ لَہُمَا وَاَفْطَرَتَا عَلٰی مَا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمَا وَقَعَدَتْ اِحْدٰہُمَا اِلَی الْاُخْرٰی فَجَعَلَتَا تَغْتَابَانِ النَّاسَ فَہٰذَا مَا اَکَلَتَا مِنْ
لُحُوْمِہِمْ روایت کیا اسکو احمد نے حدیث ابی عبید مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھہ ایسی اسناد کے کہ اُسمین مجہول ہے
انتہی اور یہی وارد ہے حدیث مین جو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَمْ مِنْ صَائِمٍ
لَیْسَ لَہٗ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ بہت روزہ دار ہین کہ نہین حاصل ہے اونکو روزہ سے مگر بہوک اور پیاس یعنی کچہہ حصہ اوسکو
نہین ہے مگر تکلیف اور مشقت روایت کیا ہے اس حدیث کو دارمی نے اور لفظ اوسکے جیسے کہ مشکوۃ مین ہین یہہ ہین کَمْ مِنْ صَائِمٍ
لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الظَّمَاءُ وَکَمْ مِنْ قَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ قِیَامِہٖ اِلَّا السَّہَرُ اور روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ نے بہی اور
لفظ اُسکے یہہ ہین رُبَّ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ قِیَامِہٖ اِلَّا السَّہَرُ اور روایت کیا ہے اسکو
نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے کہا صحیح ہے اوپر شرط بخاری کے اور لفظ اُنکے یہہ ہین رُبَّ صَائِمٍ حَظُّہٗ مِنْ
صِیَامِہِ الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ وَرُبَّ قَائِمٍ حَظُّہٗ مِنْ قِیَامِہِ السَّہَرُ اور روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے اور لفظ اُسکے یہہ ہین رُبَّ قَائِمٍ حَظُّہٗ
مِنَ الْقِیَامِ السَّہَرُ وَرُبَّ صَائِمٍ حَظُّہٗ مِنَ الصِّیَامِ الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ یہہ سب ملا علی قاری کی شرح مشکوۃ مین ہے اور ظاہر حال مصنف
سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے امام غزالی کی تبعیت کی ہے بیچ اختیار کرنے الفاظ مذکورہ کے اور شاید کہ وجہ لانے غزالی کی ان
الفاظ کو یہہ ہو کہ انہون نے حدیث کو بالمعنی نقل کیا ہو یا انہین الفاظ سے یہہ روایت پائی ہو انتہی من تخریج العلم یہہ اِرادہ کیا مصنف
نے اسکا کہ تفسیر کرے اس صائم کی پس کہا وہو المفطر بالحرام اور وہ شخص کہ اسکو سوا بہوک اور پیاس کے حاصل نہین افطار کرنیوالا ہے

تا تہہ حرام کے وقیل المرتکب للاثم اور نزدیک بعضون کے ارتکاب کرنیوالا گناہ کا ہے یعنے جو شخص کہ اسکو روزے سے سوا بہوکا
پیاس کی مشقت کی حاصل نہین یا تو وہ افطار کرنیوالا ہے روزہ کو حرام چیز سے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ شخص مرتکب ہونیوالا گنا
کا ہے مانند جہوٹ اور غیبت وغیرہ کے مجمع البحار مین ہے کہ یہہ قول بعض کا اول سے عام ہے یعنے مفطر بالحرام سے اور بعض مصنف
کی لانے اس حدیث سے استدلال کرتا ہے اس امر پر کہ مدار قبول کا بچانا جمیع اعضا کا ہے اور پہلی حدیث سے سوا اسکے نہین
کہ دلالت کرتی ہے اوپر بچانے دو اعضا کے یعنے منہ اور آنکہہ کے پس ثابت ہوا ثانی حدیث سے تمام جو کچہہ کہ مصنف نے دعوی کیا ہے
اور لام تعریف کا الاثم مین واسطے عہد ذہنی کے ہے یعنے مرتکب فرد کا افراد گناہ سے پہر کہا طیبی نے پس تحقیق جبکہ صائم نہیں ہوگا
مجتنب فاحش باتون سے مانند جہوٹ اور بہتان اور غیبت وغیرہ کا پس نہین حاصل ہوگا مگر بہوکا اور پیاسا اگرچہ قضا ساقط ہو جاتی ہے
اور ایسی ہی ہے نماز دار مغصوبہ مین اور ادا کرنا اسکا بے جماعت کے بلا عذر پس تحقیق وہ ساقط کر دیتی ہے قضا کو اور نہین
ہوگا اسپر ثواب اور نقل کیا ہے ملا علی قاری نے ابن الملک سے کہ یہی حال ہے تمام عبادتون کا جبکہ خالص لوجہ اللہ نہون مانند حج
اور زکوۃ کے پس نہین حاصل ہوتا ہے ان دونون سے مگر خسارہ مال کا اور مشقت بدن کی اور بعد اس نقل کے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے
کہ اس نے ارادہ کیا ہے ساتہہ اسکے مبالغے کا اور نفی محمول ہے نفی کمال پر یا مراد مرائی ہے یعنے ریا کرنیوالا پس تحقیق نہین ہے اسکو ثواب
اصلا انتہی مین کہتا ہون کہ متعسر ہے فرق پر درمیان ان دو مذکور و ریا ہی کے اسلیئے کہ ریا مین تو مطلق اخلاص ہوتا ہے نہین مگر یہ
مناہی کے کہ وہ علامتین ہین عدم اخلاص پر اور مفید یقین کی نہین ہین اور یہہ قول بہتر نہین ہے اسلیئے کہ صادر ہونا گناہ
نشا اسکا نسیان مولی کا ہے اور وہ اخلاص کے منافی ہے اسیواسطے فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یزنی الزانی
حین یزنی وہو مومن علاوہ یہہ کہ ارتکاب معاصی کا عبادات مین خبر دیتا ہے کہ وہ پیدا ہوئے ہین ریا سے فتدبر انتہی
کف القلب عما سواہ تعالی پہر تیسرا مرتبہ کہ سب سے اعلے ہے باز رکہنا دل کا ہے ہر چیز سے کہ سوا حق تعالی کے ہو ہمومہ
اور افکار دنیویہ سے اور نہ التفات کرنا طرف اسکے وہمو لا انبیا روا الاولیا اور یہہ مرتبہ خاص واسطے انبیا اور اولیا
اللہ کے ہے کہ اخص الخواص ہین اور اسکی توضیح یہہ ہے کہ صائم ہو قلب اسکا مقاصد دنیہ اور افکار دنیویہ سے اور پورے
اسکو ما سوا اللہ سے بالکلیہ اور حاصل ہوتا ہے فطر اس صوم مین ساتہہ فکر کرنیکے غیر صفات اللہ تعالی مین اور اسکی ذات اور
مصنوعات اور قیامت کے دن اور اسکے مقامات مین فکر کرنے سے اور حاصل ہوتا ہے فطر اس صوم مین ساتہہ فکر کرنے کے
امر دنیا اور شہوات اور لہوات اسکے مین مگر اسقدر دنیا کہ زاد اور توشہ ہو واسطے دین اور اسکی ضروریات کے پس تحقیق پیدا
آخرت اور اسکے مقدمات مین حتی کہ ارباب قلوب نے کہا ہے جو شخص کہ متحرک ہووے ہمت اسکی ساتہہ تصرف کرنے کے
دن مین بیچ تدبیر کرنے اس چیز کے کہ استعمال کرے اسکو بیچ افطار مین تو لکہی جاتی ہے اسپر خطا اسلیئے کہ یہہ اللہ تعالی کے کرم اور فضل
کم اعتماد کرنے سے ہوتا ہے اور اسکے وعدہ اور رزق پہنچانے پر یقین کرنے سے پس لائق ہے کہ ایسے حال پر ہو رہے کہ تیار ہو اسپر
کہا صادق آیکہ جو من قبل اللہ ثم یرزقہ من حیث لا یحتسبون انتہی من شرح علی القاری [illegible] الرد [illegible] بقبول اور حق گناہ رکہنے [illegible]

اور آداب اُسکے کا یہہ ہے کہ ڈرے روزہ دار اپنے روزے کے رد ہونے سے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللہُ مِنَ الْمُتَّقِیْن
اور تقوی حاصل ہونا متعذر ہے اور امید رکھے قبول ہونے کی بہی کہ وہ تعالی رحیم اور کریم ہے پس ہووے دل اُسکا بعد افطار کے معلق
اور مضطرب خوف اور رجا سے اسلیئے کہ نہین جانتا ہے کہ آیا قبول ہوگا روزہ اُسکا پس مقربین سے ہووے یا رد کیا جاوے گا
پس ممقوتین سے ہوگا اور چاہیئے کہ ایسے ہی حال ہووے ہر عبادت کے بعد کہ فارغ ہووے اس سے اور حسن بن ابی الحسن سے
مروی ہے کہ وہ عید کے دن ایک قوم پر گذری کہ وہ ہنس رہے تہے پس کہا تحقیق اللہ تعالی نے گردانا شہر رمضان کو مضمار ساتہہ مخلوق
اپنی کے کہ سبقت کرین اُسمین ساتہہ عبادت اُسکی کے پس سبقت کی بہت قومون نے اور پہونچے اپنی مراد کو اور پیچھے رہین بہت قومین
پس خسارے اور ٹوٹے مین رہے وہ پس بڑا تعجب ہے ہنسنے والے اور لعب کرنیوالے سے اُسدن میں کہ مراد کو پہونچے ہین سبقت کرنیوالے اور لوٹ والے
مین رہے جہوٹے مدعی خبردار ہو قسم ہے اللہ کی جو کہل جائے پردہ البتہ مشغول ہوجاوینگے نیکی کرنیوالے ساتہہ طاعت اپنی کے اور بدکار
بسبب بدکاری اور نافرمانی اُسکے کے یعنے خوشی اور فرحت مقبول کو لعب سے مشغول کردیگی اور حسرت مردود کی بند کردیگی اُسپر دروازہ ہنسنے کا
اور احنف بن قیس سے مروی ہے کہ کسی نے اُسنے کہا کہ تم بہت ضعیف اور ناتوان ہو اور روزہ رکھنا تمکو نہایت ضعیف کردیگا پس
کہا مین تیار کرتا ہون اُسکو واسطے دن طویل کے اور اُسکی طاعت اور فرمانبرداری پر صبر کرنا آسان ہے صبر کرنے سے اللہ تعالی کے
عذاب پر اور صبر کرنے سے اوس کے حجاب پر پس ظاہر کی علما مراد رکہتے ہین صحت صوم سے جواز اور حصول اور علماے آخرت مراد
رکہتے ہین ساتہہ اُسکے قبول اور قبول سے مراد لیتے ہین پہونچنا طرف مقصود کے اور اسی جگہ سے کہا ہے اَبِی الدَّرْدَاءِ اَیْ یَا حَبَّذَا نَوْمُ الْاَکْیَاسِ
وَفِطْرُهُمْ کَیْفَ یَغْبِنُوْنَ صَوْمَ الْحُمَقَاءِ سَهَرَهُمْ وَلَذَرَّةٌ مِنْ عِبَادَةِ ذَوِی التَّقْوٰی وَالْیَقِیْنِ اَرْجَحُ مِنْ اَمْثَالِ الْجِبَالِ مِنْ عِبَادَةِ الْمُغْتَرِّیْنَ اور اسی
لیے کہا ہے علما نے بہت سے روزہ دار بے روزے ہین اور بہت بے روزہ دار روزے دار ہین اور وہ وہ ہین کہ بچاوین اپنے اعضا کو گناہون سے
انتہی کذا فی شرح علی القاری بلفظہ ولیقول لمن قاتل اوشاتم انی صائم اور حق صلوم کا یہ ہے کہ کہے روزہ دار اُس شخص سے کہ جہگڑا کرے
یا گالی دیوے اُسکو کہ مین روزہ دار ہون اور خود نہ تو گالی دیوے اور نہ جہگڑا کرے اور اسمین تنبیہ ہے اسپر کہ آدمی جبکہ اپنے صفا سے جان لیوے کہ وہ
روزہ دار ہے تو نہ تعرض کرے اس کے ساتہہ جہگڑے کے اور اشارہ کرتا ہے اسکی طرف یہ قول اللہ تعالی کا فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِیْ اِنِّیْ
نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا مجمع العلم مین ہے کہ عینی نے اپنے شیخ زین الدین سے نقل کیا ہے کہ مختلف ہوگئے ہین علما اس امر مین
تین طور پر ایک تو یہ ہے کہ اپنی زبان سے کہے کہ مین روزہ دار ہون تا کہ جان لیوے خصم کہ وہ روزے کے سبب سے لغو اور دشنام اور
جہگڑے سے بچتا ہے پس رک رہے اُسکے جہگڑے سے اور دوسرے یہ کہ اپنے دل سے کہے کہ مین روزہ دار ہون اور زجر کرے اسکو
اس قول سے کہ نہین لائق ہے تجکو روزے کے وقت فحش بکنا اور تیسرے اسمین فرق ہے درمیان روزے اور نفل کے پس فرض
روزے مین تو زبان سے کہے اور نفل روزے مین اپنے دل سے کہے انتہی کہا کرمانی نے کہ کلام لسانی کہے تاکہ سُنے اسکو شاتم
اور مقاتل اور بچے جہگڑے سے یا کلام نفسی کہے یعنے اپنی نفس سے کہے اور روکے اسکو گالی اور بدکلامی سے اور شافعی کے نزدیک واجب ہے
عمل کرنا اوپر کلام متعین کے انتہی اور قاضی ابوبکر بن العربی سے منقول ہے کہ محل خلاف کا نفل روزہ ہے اور فرض روزہ مین تو یقیناً زبان

زبان سے کہے کہ میں تو روزہ دار ہوں یہ جو مذکور ہوا مروی ہے بیچ حدیث بخاری کے کہ روایت کی ہے ابو ہریرہ رض نے اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ وَاِنِ امْرُءٌ قَاتَلَهُ اَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ اِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ الحدیث اور تحقیق وارد ہوا ہے
اِنَّمَا الصَّوْمُ اَمَانَةٌ فَلْيَحْفَظْ اَحَدُكُمْ اَمَانَتَهُ روایت کیا ہے اسکو خرائطی نے مکارم اخلاق میں حدیث ابن مسعود رض کی سے اور اسناد
حسن ہے اور جبکہ پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا رکھا ہاتھ اپنا اپنے کانوں پر
اور آنکھوں پر پس فرمایا السمع امانة والبصر امانة یعنی یہ بھی امانتیں ہیں کہا عراقی نے اس حدیث کو ابوداؤد نے حدیث ابو ہریرہ سے سوائے قول انکی کہ جس سے امانة
ہے پس جب صوم امانت ہوتا نہیں سزاوار [illegible] علیہ السلام فلیقل انی صائم ای اقول بلسانی یعنی اپنی زبان کو روک رکھا ہوں پس کیونکر دراز کرون ساتھ جواب تیرے
کے اگر کہا جاوے کہ یہ قول مصنف کا قاتل او شاتم مقتضی ہے مشارکت درمیان دونوں کے اور صائم مامور ہے اوپر اسکے بچنے کے تو جواب
اسکا یہ ہے کہ باب مفاعلہ کبھی بیچ معنی فعل کے بھی آتا ہے یعنی واسطے نسبت کرنے فعل کے طرف فاعل کے مثلاً جیسے کہ کہا
جاتا ہے سافرت وفلان عالج الامر اخفی ولا اسال عنه یہ معطوف ہے اوپر قول اسکے کے جو لیقل ہے یعنی حق صوم کا یہ ہے
کہ سوال نکیا جاوے صائم اوسکے روزے سے کہ روزہ سے ہے یا نہیں بحر العلوم میں ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ سائل اور ساکت جگہ ذکر کیا جاتا اسلئے کہ خوف
وہ ہے کہ صائم مشاہ ہو اوسکے صادر ہونے سے اور یہ سائل کا نہیں ہے لانہ مسئول الی ان یظهر انا مراءاۃ ان سکت احتقرہ اسلیے کہ بیشک وہ اوسکے جواب میں
اگر اقرار کریگا کہ میں روزہ دار ہوں تو ظاہر کیا روزے کو اور مطلوب چھپانا اسکا ہے تاکہ ریا نہ داخل ہو جاوے اور جو انکار کیا باوجود
روزہ رکھنے کہ میں روزہ دار نہیں ہوں تو جھوٹ کہا اور وہ خاص لوگوں کے نزدیک مفسد ہے صوم کا اور جو چپ رہا اور کچھ نہ کہا تو حقیر جانا سوال
کرنیوالے کو اور حقیر جاننا مسلمان کا حرام ہے وَاِنِ احْتَمَلَ تَقْيِيْدُهُ [illegible] کریگا واسطے منع کرنے محذور کے کہ انکار اور اقرار اور
سکوت سے لازم آتا ہے اور چاہیگا کہ بطور تعریض کے جواب دیوے کہ سائل روزے پر مطلع نہووے اور جھوٹ بھی نہ لازم آوے اور تنگ
کھینچیگا اور مشقت میں پڑیگا دیلمی نے ابو ہریرہ رض سے مرفوعاً روایت کی ہے [illegible] غرض کہ سوال کرنا
روزہ دار سے ہر تقدیر پر خالی محذور سے نہیں ہے وَلَا يُكْثِرُ الْاَكْلَ اور آداب صوم سے یہ ہے کہ بہت نہ کھاوے افطار کے وقت کہ پیٹ
بھر جاوے اسلیے کہ کوئی ظرف مبغوض زیادہ نہیں ہے اللہ تعالی کے نزدیک شکم سے کہ پر کرے اسکو حلال چیز سے اور تحقیق وارد ہے حدیث میں
ما ملأ آدمی وعاء شرا من بطن [illegible] عَنِ الْكَسَلِ عَنِ التَّهَجُّدِ بسبب پیٹ کے کاہلی سے تہجد کی نماز میں اور تحقیق وارد ہے حدیث میں اعوذ
بک من الکسل خاص کر تہجد میں کیونکہ جب زیادہ کھاویگا تو پانی بھی بہت پیویگا اور جبکہ زیادہ پانی پیا تو نیند بھی زیادہ آوے گی پس
ضائع ہوگی عمر اور فتور پڑے گا تہجد وظائف میں اور چاہیے کہ دن میں زیادہ نہ سووے تاکہ بھوک پیاس کا اثر محسوس
رہے اور نہیں تو کم ہوگا نتیجہ اسکا خاص کر غفلت کے وقت اور بعض حکما سے مروی ہے کہ پانچ چیزوں میں آدمی
مبتلا ہیں باوجودیکہ انکی اسمیں ہلاکت ہے اول محبت پیٹ بھر کر کھانے کی کہ اوسمیں قساوت قلب کی ہے دوسرے
محبت سونے کی کہ اوسمیں نقصان عمر کا ہے تیسرے محبت آرام اور راحت کی کہ اسمیں افلاس ہے چوتھے محبت مال
کی کہ اوسمیں حساب طویل ہے مآل میں پانچویں تمنا اور تعریف کی دوستی کہ اوسمیں جاتا رہنا ثواب کا اور باطل ہونا اعمال کا

ہے وبُطلانِ سترہ وہو قہر النفس اور بسبب احتراز کرنیکے باطل ہونے فائدہ اور حکمت روزے سے کہ وہ خوار اور مغلوب
کرنا نفس کا ہے واسطے فرمان برداری اور اطاعت کرنے اُس تعالیٰ شانہ کے کہ پیدا کیا گیا ہے واسطے اُسکے فرمایا اللہ تعالیٰ
نے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ اور جبکہ جو کچھ قسم کھانونکے سے دنمین قوت ہوا ہے اُسکا تدارک کیا اور طرح طرح
کے کھانے پیٹ بھر کر کھائے تو شہوت زیادہ ہو گی اور نفس قوت پکڑیگا اور مقصود ہاتھ سے نکل جاویگا اور آجکل کے زمانے مین
اس مذکور کے برعکس ظہور رہا ہے کہ رمضان کے واسطے پہلے سے قسم قسم کی غذائین جمع کر رکھتے ہین اور خوب سامان تیار کرتے ہین اور
جب رمضان آتا ہے تو اور روزون سے بھی زیادہ پیٹ بھر کر کھاتے ہین بھلا اس طور سے کب نفس مغلوب ہوگا اور کیسے اطاعت الٰہی
کریگا اور چونکہ بہت کھانا کسل اور سستی کا سبب ہے اور مقصود اصلی صوم کا اس سے فوت ہوتا ہے پس اگر کوئی چاہے کہ کم کھانے کی
عادت کرے اور دفعۃً بہت کھانا چھوڑ دے اور حال یہہ ہے کہ اسمین بدن کا ضرر ہے پس مصنف نے طریقہ اُسکی ریاضت کا بیان کیا
اور کہا وطریقہ معرفۃ فوائد الجوع اور طریقہ کم کھانے یا حاصل کرنے صوم کا پہچاننا بھوکھ کے فائدونکا ہے کہ کسقدر فائدے اسمین ہین تاکہ
بخوشی کم کھاوے اور بھوکھ اختیار کرے اور روزے کیطرف راغب ہووے تجمع العلم مین ہے کہ مصنف نے بھوکھ کے فائدون کو ذکر کیا اور
مدح اُسکی لسان شارع سے کفایت کرتی ہے سببیۃ کو اسلیے کہ فائدون کے ذکر کرنے مین ترقی ہے درجہ ایمان سے طرف درجہ علم کے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ اور مصنف نے اُسکی فضیلتین اسواسطے چھوڑ دین کہ فائدونکا
ذکر کرنا کہ اُنپر مرتب ہین متضمن ہے فضائل کو بھی جیساکہ پوشیدہ نہین ہے اور امام غزالی نے پہلے اُسکے فضائل کو ذکر کیا ہے پھر
اُسکے فوائد بیان کیے ہین پس بعض فضائل سے کہ غزالی نے احیا مین ذکر کیے ہین یہہ ہین کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جہاد کرو تم اپنے نفسون سے ساتھ بھوکھ اور پیاس کے اسلیے کہ اجر اسمین مانند اجر مجاہد فی سبیل اللہ کے ہے اور تحقیق شان یہہ ہے
کہ نہین ہے کوئی عمل محبوب زیادہ اللہ کے نزدیک بھوکھ پیاس سے اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سردار تمام عملون کی بھوکھ ہے اور
ذلت نفس کی اور پیاس اور کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فکر نصف عبادت ہے اور کم کھانا نصف
عبادت اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ مارو تم دلونکو ساتھہ کثرت طعام اور شراب کے اسلیے کہ قلب مانند کھیتی کے ہے
جبکہ زیادہ ہوتا ہے اوپر اُسکے پانی تو ضائع ہو جاتی ہے اور ابو سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ بھوکھا رہنا اللہ تعالیٰ کے خزانے مین سے
ہے نہین عطا فرماتا ہے اُسکو مگر اُس شخص کو کہ زیادہ محبوب رکھتا ہے اُسکو انتہی اور ملا علی قاری کی شرح مین ہے کہ طریقہ حاصل
کرنے صوم کا یہہ ہے کہ بھوکھ کے فائدون کو جانے بعضون نے کہا ہے کہ بھوکھ تمام عزت ہے اور سیری یعنی پیٹ
بھر کر کھانا بالکل ذلت ہے اور زوار و ہے کہ چپ رہنا صائم کا تسبیح ہے اور سونا اُسکا عبادت ہے اور دعا اُسکی مستجاب ہے
اور عمل اُسکے مضاعف ہین روایت کیا ہے اسکو دیلمی نے ابن عمر سے اور بعض بزرگون نے کہا ہے کہ اختیار کر لیا مین نے صوم الدہر
یعنے ہمیشہ روزہ رکھنا جیساکہ مین نے چھ آدمیون سے چھ باتین دریافت کین اُن سب نے سب باتون کا ایک ہی جواب دیا سوال کیا
مین نے حکیمون سے زیادہ شفا دینے والی کون سی دوا ہے کہا کہ بھوکھ اور کم کھانا اور سوال کیا مین نے عبادت کرنیوالون سے کہ نافع تر

سب چیزون کی عبادت مین کیا چیز ہے کہا بہوک اور کم کہانا اور پوچہا مین نے حکما سے کہ زیادہ مددکرنیوالی سب چیزون کی اوپر
طب اور حکمت کے کیا چیز ہے کہا بہوک اور کم کہانا اور سوال کیا مین نے زاہدون سے کہ قوی تر سب چیزون کی زیارت مین کیا چیز ہے
کہا بہوک اور کم کہانا اور پوچہا مین نے علما سے کہ افضل تمام چیزون کی حفظ علم اور اُسکے فہم کے لیے کیا چیز ہے کہا بہوک اور کم کہانا اور پوچہا
مین نے بادشاہون سے کہ عمدہ سالن سب سے اور مزہ دار کہانا کونسا ہے کہا بہوک اور کم کہانا انتہی وہی صفاء القلب اور وہ یعنے فوائد بہوک
کی تیرہ چیزین ہین پہلے روشنی اور صفائی دل کی ہے برخلاف سیری اور غفلت کی سی کیونکہ پیٹ بہر کر کہانا ابلہی پیدا کرتا ہے اور بے نور
کردیتا ہے دلکو اور زیادہ کرتا ہے انجرون کو دماغ مین مانند نشی کے پس رک جاتا ہے سرعت ادراک اور قدرت فکر سے چہا
مین آتا ہے لڑکا جبکہ زیادہ کہانا کہاتا ہے تو باطل ہوجاتا ہے اسکا حافظہ اور بگڑجاتا ہے ذہن اور بطی الفہم ہوجاتا ہے فوزنہ
اسیسے کہ وارد ہوا ہے حدیث مین من اجاع بطنہ عظمت فکرتہ وفطن قلبہ جو کوئی بہوکہا رکہے اپنے شکم کو بزرگ ہوگی فکر اُسکی بیچ آثار قدرت الہی
اور برگزیدہ ہوگا دل اُسکا ساتہہ ادراک علوم معادی کے لیئے ہمت اسکی بلند ہوگی اور شہوت کم ہوگی شرح علی قاری مین ہے کہ مین نے
اس حدیث کو مرفوعاً نہیں پایا اور سوا اسکے یہین کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا ہے کہ اے بیٹے جبکہ بہر گیا معدہ تو سوجاتی ہے
اور فکر اور گونگی ہوجاتی ہے حکمت اور سست ہوجاتے ہین اعضا عبادت سے تحقیق وارد ہوا ہے کہ اسراف مین سے یہہ ہے کہ
کہاوے آدمی جسقدر کہ اشتہا ہووے روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ نے اور بیہقی کی روایت مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی
ہے کہ زیادہ کہانا ہردن کی خوراک سے اسراف ہے اور سلمان سے مروی ہے کہ زیادہ پیٹ بہرنے والے آدمی دنیا مین زیادہ بہوکے ہونگے
آخرت مین روایت کیا ہے اس حدیث کو طبرانی نے اور یحیی بن معاذ سے مروی ہے کہ اے گروہ صدیقون کے بہوکے رکہو اپنے
نفسون کو واسطے ولیمہ فردوس کے کیونکہ خواہش کہانے کی موافق اندازے بہوک کے ہوتی ہے انتہی ورقتہ اور دوسرا فائدہ نرمی
دل کی ہے کہ بہوک سے حاصل ہوتی ہے اور سیری سے قساوت اور سختی دل اُٹہتی ہے فوزنہ من شبع ونام قسی قلبہ اسلیئے
کہ وارد ہوا ہے حدیث مین جو کوئی کہ پیٹ بہر کر کہاوے اور سووے ہوجاتا ہے اُسکا دل اور سخت پس اگر کم کہاوے اور کم سووے گا
تو ضرور بزرگ اور نرم دل ہوجاویگا شرح علی قاری مین ہے کہ مین نے اس حدیث کو ان لفظون سے نہین پایا ابونعیم
وغیرہ نے یہہ روایت کی ہے اذیبوا طعامکم بالصلوۃ والذکر ولا تناموا علیہ فتقسو قلوبکم پہر اُسنے اخذ کیا ہے ساتہہ مفہوم
اُسکے کے پس مقید ہوا کہ جو شخص بہوکا رہا اور جاگا اور کم سویا تو نرم ہوگا دل اُسکا انتہی اور نجم العلم مین ہے کہ اس حدیث کو جا
مین ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] الحدیث اور کہا شبلی نے نہین بہوکہا رہا مین
ایک روز مگر یہہ کہ دیکہا مین نے اپنے دل مین ایک دروازہ حکمت سے انتہی اور ابو سلیمان رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ عمدہ
ترین عبادتون کی نزدیک میرے وہ ہے کہ ہو جبکہ لگا ہو میرا پیٹ میری پشت سے والاستلذاذ بالطاعۃ اور تیسرا فائدہ
لذت پکڑنا ہے ساتہہ عبادت کے اسلیئے کہ سیری سے سخت دلی ہوتی ہے یہانتک کہ جو ذکر کہ کرتا ہے زبان پر ہوتا ہے اور دل
کے اندر اثر نہین ہوتا جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جو کوئی درمیان اپنے اور درمیان خدا تعالے کے شکم کہانے سے

بھرا ہوا رکھے اور چاہیے کہ مناجات کی لذت پاوے ہرگز نہیں پاویگا والانکسار اور چوتھا فائدہ ہوگا شکستگی اور عاجزی باطن کی یا یہ
کہ بندہ اپنے کو عجز اور انکسار کی چشم سے دیکھے اور اپنے پروردگار کی طرف خشوع اور خضوع کرے فالبطر سبب المعصیة والغفلة
اسیلیے کہ تکبر جو سیری اور ناز پروردگی سے پیدا ہوتا ہے سبب گناہ اور غفلت کا ہے حجاب باری سے اور فقر سبب توبہ اور
رجوع کا ہے اور نفس کسی چیز سے نہیں ذلیل ہوتا ہے جیسے کہ بھوک سے ذلیل ہوتا ہے جیسا کہ مروی ہے البطن باب من
ابواب النار واصلہ الشبع والذل والانکسار باب من ابواب الجنة واصلہ الجوع اور وارد ہے علیکم بالصوم فانہ محساة للعروق
ومذہبتہ للاشر روایت کیا ہے اسکو ابو نعیم نے طب میں شداد بن اوس سے وذکر عطش العرصات یا نچویں فائدہ ہوکہ بھوک
سے یاد کرنا قیامت کے دن پیاس کا ہے کہ آفتاب قریب ایک نیزہ کے ہوگا اور آدمی تشنگی اور اوسکے ہول سے دا ری
دیلا کرینگے اور پیاس کی اسقدر شدت ہوگی کہ اگر تمام دنیا کے دریا اونکو پانی پلاویں تو اصلا سیراب نہو اور پیاس نہ بجھے
پس جو قیامت کے میدان کی پیاس یاد کریگا روزے کی پیاس کو لذیذ اور غنیمت جانیگا من اتلی ملبنین تجاوزا ہوا نہما
طبرانی نے انس رضہ سے روایت کی ہے الصوم میبد عن حر السعیر وجوع الجحیم اور یاد کرنا بھوک اہل دوزخ کا کہ اللہ تعالی فرماتا
ہے لیس لھم طعام الا من ضریع لا یسمن ولا یغنی من جوع یعنے نہیں ہے دوزخیوں کے لیے خوراک مگر گھانس خار دار کہ اوسکو
کھاتے ہیں نہ تو فربہ کریگی وہ گھانس اور نہ بھوک اوس سے دور ہوگی پس جو روزہ کی بھوک کو یاد کریگا ہر روز کی بھوک کو آسان
جانیگا اور ابو الشیخ اور دیلمی نے ابن عباس رضہ سے روایت کی ہے روزہ داروں کے سامنے قیامت کے دن سونیکی خوان رکھی جاوینگے
کہ وہ اوس سے تناول کرینگے اور آدمی اونکو دیکھینگے وکسر شھوۃ الفرج اور چھٹا فائدہ گرسنگی کا توڑنا اور کم کرنا خواہش فرج کا ہے
کہ وہ سوا بھوک کے اور کسی چیز سے زیر نہیں ہوتے جیسے کہ سرکش جانور سوا بھوک کے رام اور فرمانبردار نہیں ہوتا ذو النون مصری رحمہ
اللہ کہتے ہیں کہ ہرگز پیٹ بھر کر میں نے نہیں کھایا مگر یہہ کہ معصیت اور نافرمانی کی یا اوسکا ارادہ کیا فاستیلائھا بالشبع اسیلیے کہ قوت
اور غلبہ اس شہوت کا بسبب سیری اور پیٹ بھرنے کے ہے بخاری اور مسلم نے ابن مسعود رضہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ
حضرت نے فرمایا جو شخص کہ طاقت رکھے تم میں سے جماع اور نکاح کرنیکی پس نکاح کرے اور جو استطاعت جماع اور نکاح کی نہیں رکھتا
پس لازم کرے اپنی جان پر روزہ کہ وہ اوسکے لیے خصی ہونا ہے اور وارد ہوا ہے کہ فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے کہ میری امت
خصا روزہ ہے اور آیا ہے کہ تحقیق نزدیک اللہ تعالی کے خوان ہیں اوسپر ایسی ایسی نعمتیں ہیں نہ تو آنکھوں نے دیکھیں اور نہ کانوں
نے سنیں اور نہ کسی بشر کے دل پر اونکا خطرہ گذرا انہیں بیٹھینگے اوسپر مگر روزہ دار ودفع النوم اور ساتویں فائدہ بھوک کا دور ہونا نیند کا
سالک کی رہزن ہے احیا میں ہے کہ ستر صدیقوں نے اتفاق کیا ہے کہ بہت سونا بہت کھانے سے ہوتا ہے پیر ارادہ کیا مصنف نے کہ نیند
کے نقصان بیان کریں تا کہ ظاہر ہوں فائدے اوسکے دفع ہونیکے پس کہا فھو یکل الطبع بیشک غلبہ نیند کا کند کرتا ہے طبیعت کو سمجھنے معارف
الہی سے ولیضیع العمر اور ضائع کرتا ہے عمر کہ سرمایہ آدمی کا ہے اور سونا مردے کے حکم میں ہے اور ہر نفس آدمی کا ایک گوہر بے بہا ہے
کہ اوسکے سبب سے آخرت کی سعادت کو حاصل کر سکتا ہے اور نیند اوسکا نقصان کرتی ہے ولیفوت القیام والتہجد

اسد فوت کر دیتی ہے جیسے رات کی قیام کو اور جو نیند کے غلبہ میں اوٹھیگا تو عبادت میں کچھ حلاوت نہ پاویگی اور ظاہر ہے کہ زیادہ کہانے سے
احتلام بہی زیادہ ہوتا ہے پہر غسل کرنے میں کسی وجہ سردی وغیرہ کے سبب سے جو کچھ دیر لگ کی تو تہجد بہی جاتا رہیگا اور جو رتبی جو نہیں پہنچے
ہین تو وہ بہی فوت ہو جاوینگے پس اس سے کوئی چیز زیادہ بہتر نہیں ہے کہ نیند کو دفع کرے دیسیر المواظبۃ علی الطاعۃ لخفۃ البدن اور آٹھوان فائدہ
آسانی مواظبت کی ہے اوپر عبادت کے سبب سبکی اور ہلکے ہونے بدن کے اور حلاوت بہی کم خوری سے حاصل ہوتی ہے والفراغ من الاہتمام
بالتحصیل والاعداد والاکل والفراغ نوان فائدہ یہ ہو کہ فراغ دلی ہے مشغول ہونے سے ساتھ حاصل کرنے اسباب طعام کے اور تیاری
کہانے پکانے اور خریدنے اور واسطے اسباب سے اور فارغ ہونے فضلات سے کہ قضا حاجت انسانی ہے اور ان چیزوں میں مشغول
ہونے سے عبادت کے لیے بہت کم فرصت ہوتی ہے پس جو ان وقتوں کو ذکر اور مناجات اور تمام عبادتوں میں صرف کریگا تو اولی ہے
و دفع الامراض الشاغلۃ عن العبادۃ دسوان فائدہ یہ ہو کہ بدن کی صحت اور دور رہنا بیماریوں کا ہے کہ عبادت سے باز رکھتے ہین کیونکہ بیمار کو دل
مشوش ہوتا ہے اور ذکر اور فکر سے دور رہتا ہے اور اکثر امراض بہت کہانے سے پیدا ہوتے ہین چنانچہ اسی طرح مصنف نے احیاء
میں کہا فورد ح المعدۃ بیت کل داء اسلیے کہ وارد ہوا ہے ابوہریرہ رضی کی حدیث میں کہ معدہ آدمی کا بیچ آنتین اسکی گہر بیماری کا ہے
یعنے جو بیماری کہ پیدا ہوتی ہے اسی جگہ سے نکلتی ہے اور بہی آیا ہے الحمیۃ راس کل دواء یعنے بچانا معدہ کو فضلات سے اور کم کہانا
سر ہر دوا کا ہے اور نکالا ہے ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں وہب بن منبہ سے کہا جمع ہوئے ہین طبیب اوپر کہ سر طب کا یعنے
وصل اوسکی پرہیز کرنا ہے مین کہتا ہون کہ جمع ہوے ہین حکما اوپر کہ اصل حکمت کی چپ رہنا ہے نجم العلم میں ہے کہ نقل ہے کہ ہارون رشید نے
ہندوستان اور روم اور عراق اور سواد کے طبیب جمع کیے اور کہا ہر ایک تم سے ایسی دوا بیان کرے کہ اوسمین کچہ بیماری نہو پس ہندوستان
کے طبیب نے کہا کہ میرے نزدیک ہلیلہ سیاہ ایسی دوا ہے اور رومی نے کہا کہ وہ حب الرشاد ہے اور عراقی نے کہا کہ وہ جاری پانی ہے
اور سوادی نے کہا جو سب سے زیادہ عالم تہا کہ ہلیلہ سیاہ عفص کرتی ہے معدہ کو اور یہہ بہی ایک بیماری ہے اور حب الرشاد معدہ کو چکنا کرتی
ہے اور یہ بہی بیماری ہے اور جاری پانی سست کر دیتا ہے معدہ کو اور یہہ بہی بیماری ہے سب نے کہا اچہا تم بتاؤ کونسی دوا ایسی ہے
کہ اوسمین بیماری نہو کہا نزدیک میرے دوا یہ ہے کہ کہانا نکہاوے جبتک کہ خوب اشتہا نہو اور ہاتھ اوٹھا لیوے اوس سے اوس حال میں کہ اشتہا
باقی ہو سب نے کہا کہ سچ کہا انتہی وخفۃ المؤنۃ اور گیارہوان فائدہ یہہ ہو کہ اسباب باری ہے بہی اپنکو اور بہی میزبان کو جو کسی جگہ مہمان ہو
کہ کم خوراک نور چشم ہے الاستقلال بالقلیل اور بارہوان فائدہ یہ ہو کہ کفایت کرنا تہوڑی چیز کا ہے کہ بنیاد تمام نیکیوں کی ہے کیونکہ جو کم
کہاویگا تو خرچ بہی اوسکا کم ہوگا اور مال کی حاجت بہت نہوگی اور تمام آفتین اور گناہ حاجت سے اوٹہتی ہین حدیث میں آیا ہے قلیل
یکفیک خیر من کثیر یطغیک کذا فی شرح علی القاری فطلب الزیادۃ یورث المذلۃ وتحصیل الحرام والشبہۃ پس طلب کرنا مال کی زیادتی کا پیدا
کرتا ہے خواریان اور ذلتون کو سامنے ارباب دنیا کے اور حاصل کرتا ہے مال حرام اور شبہہ کو اسلیے کہ جو خوش خورا کی اور بہت کہانیکی
عادت ہوگی تو ہمیشہ اسکے خیال میں رہیگا کہ بہت مال ملے اور اس سبب سے حرام اور شبہہ میں پڑ جاویگا اور طمع کے سبب سے حلال و حرام
میں تمیز نہ کر سکیگا اور جو شخص کہ تہوڑے پر کفایت کرے اور کم کہانے کی عادت ڈالے تو اول تو مشقت سے بچیگا دوسرے عبادت کیواسطے

فارغ ہوجاویگا پس داخل ہوگا اون لوگون مین جنکی شان مین لاتلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ہے کیونکہ محتاج اور تجارت اور بیع کیطرف
وہی شخص ہوتا ہے کہ تہوڑے پر قناعت نہ کرے اور زیادہ حاجت سے طلب کرے اسیواسطے سلف کا قول ہے الفقیر من طلب الزیادۃ اور اسکی
طرف اشارہ ہے اس حدیث مین الفقر سواد الوجہ فی الدارین کسی حکیم نے کہا ہے کہ مین بہت حاجتین اپنی اسطور سے روا کرتا ہون کہ اونکو ترک
کردیتا ہون اور یہ مجہیر زیادہ آسان ہے تردد اور تلاش سے والحاق الایثار بالفاضل اور تیرہوان فائدہ بہوکہ کا قدرت پانا ہے اور صدقہ
دینے اور تصدق کرنیکے فقرا اور چیزکو کہ حاجت اصلی سے زیادہ ہووے اسلیے کہ حریص اپنے کہانے پینے پر غالبًا بخیل ہوتا ہے اور تصدق کرنا
اسپر دشوار معلوم ہوتا ہے اور جو کم کہاوے اور باقی چہوڑ دیوے تو یہ بچا ہوا فقیر کو دینا آسان ہوگا لیکون فی ظلہ یوم القیامۃ تاکہ ہووے اسکے
سایہ مین قیامت کے دن حاکم نے عقبہ بن عامر کی حدیث سے روایت کی ہے کہ ہر مسلمان قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ مین ہوگا اور
احمد نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سایہ مومن کا قیامت کے دن صدقہ اسکا ہوگا شارحین نے کہا ہے کہ یا
صدقہ جسم دار ہوجاویگا کہ اوسکے سایہ مین اوسکا مالک ہوگا اوسکا ثواب مجسم ہوکر اپنے صاحب پر سایہ کریگا اور یہی وارد ہے کہ آدمی جو کچہہ کہاتا ہے
وہ خزانہ کنیف کا ہے اور جو کچہہ صدقہ دیتا ہے وہ خزانہ اللہ تعالی کے فضل کا ہے حاصل یہ ہے کہ بہوکہ آخرت کے فائدون کیلیے ایک بڑا
خزانہ ہے اسیواسطے بعض سلف رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بہوکہ آخرت کے دروازے اور باب زہد کے لیے کنجی ہے اور سیری باب دنیا اور رغبت کے
لیے مفتاح ہے اور ہر ایک مین بہت اخبار اور آثار وارد ہین اور جبکہ مصنف بہوکہ کے فائدون سے فارغ ہوچکا تو ارادہ کیا کہ بیان کرے طریقہ
اوسکے حاصل کرنیکا جبکہ زیادہ کہانیکی عادت رکہتا ہو پس کہا ثم التقلیل بالتدریج یعنے طریقہ کم کہانیکا اول دریافت کرنا بہوکہ کے فائدون کا
ہے پہر کم کرنا غذاے معتاد کا ہے آہستگی سے مثلا اگر ایک روٹی کم کرنا چاہے اپنی خوراک سے تو ہر روز ایک ایک لقمہ کم کرے تاکہ رفتہ رفتہ مہینہ بہر
روز مین پوری روٹی کم ہوجاوے اور دفعتہ کم کرنا تو ضعف اور مشقت پیدا کرتا ہے اور مزاج بہی اوسکو نہین قبول کرتا پہر کم کرنا یا تو وزن سے بالانداز
اور مشاہدہ سے کرے اور تقلیل کے چار مرتبے ہین اعلی اونکا وہ ہے کہ ذکر کیا مصنف نے ساتہہ اس قول اپنے کے الی ما یحصل بہ القوام یعنے کم کرے
اوس درجے تک کہ حاصل ہووے اوسکے سبب سے قوام بدنکا اور تقاضیات کی اور زیادہ قوت لا یموت پر نہو اور یہ درجہ انبیا اور صدیقون کا ہے بعض
بزرگوارون سے مروی ہے یا حمیرا من غیر شبع ولا شئی کمثلہ تین سو ساٹہہ مرتبہ پڑہے بہوکہ پر اعانت کرنیکے لیے نہایت عجیب عزیز ہے وان لم
یلق فالاکل بعد صدق الشہوۃ اور جو طاقت کم کرنیکی نہین رکہتا ہے پس چاہیے کہ کہاوے بعد سچی اشتہا کے یعنے جبتک خوب اچہی طرح بہوک نہ لگے
تبتک کہانا نہ کہاوے اور بہوکہ باقی ہو اور کہانے سے ہاتہہ اوٹہا لیوے اور چونکہ سچی اشتہا مین کچہہ شبہ تہا اور اوسکی تمیز اچہی طرح نہین ہوسکتی تہی
پس کہا ویعرف بان لا ینظر الادام اور پہچانی جاتی ہے اشتہاے صادق اور تمیز ہوتی ہے اشتہا کاذب سے باینطور کہ اگر تنہا روٹی میسر ہووے تو سالن ترکاری کا منتظر رہے
اور خشک جو کی روٹی کمال رغبت سے کہاوے پس جو کہ ترکاری سالن روٹی کے لیے طلب کرے اور اوسکا منتظر رہے تو اوسکی اشتہا صادق نہین ہے او فلا یقع الذباب
علی البزاق اور دوسری علامت اشتہاے صادق کی یہہ ہے کہ مکہی تہوک پر نہ بیٹہے کہ یہہ خلو معدہ پر دلالت ہے کیونکہ چربی چکنائی نہین باقی رہتی تو مکہی بہی نہین بیٹہتی
والترک مع بقائہا یہہ معطوف ہے اوپر قول اوسکے کہ جو علی الاکل ہے یعنی اور چہوڑے کہانیکو اور ہاتہہ کہینچے اوس سے باوجود باقی رہنے اشتہا کے اور بہوکہا
رہے کہ یہہ طریقہ اکثر بزرگونکا ہے اور چونکہ اسکی معرفت نہایت باریک تہی پس اشارہ کیا مصنف نے طرف اس امر کے کہ بہتر ہے

اختیار کرنے مین بس کہا والاصوب الاکتفاء بالیوی علی العباد اور قریب ترین ساتھ صواب کے یہ ہے کہ اکتفا کرے اوس قدر خوراک پر
کہ قوت دیوے اوپر عبادت اللہ تعالی کے اور سستی اور کسل نلاوے اگرچہ بقدر قوام پر زائد ہو کیونکہ کہانا زندگی اور ذکر الٰہی کے لیے ہے اور
کمال تو ہمین یہہ ہے کہ ملائکہ کی صفت پر ہو کہ اونکو نہ تو بھوک کا رنج ہوتا ہے اور نہ کہانیکی گرانی فہو المأثور پس یہی ماثور ہے اکثر
سلف سے وہو یختلف بحسب الاحوال اور یہہ اکتفا مذکور مختلف ہوتا ہے بسبب مختلف ہونے احوال اور اشخاص اور اوزان
طبیعت کے کہ بعضونکو ایک حصہ کفایت کرتا ہے اور بعضون کو دو حصے اور اندازہ اوسکا مقرر نہین لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کے حال پر قیاس
کیا جاوے اور تیسرے حصہ پیٹ پر زیادہ نہو جیسا کہ احیاء مین ہے کہ ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کا قوت ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ایک
صاع گیہون ہوتا تھا اور جو کہجور وغیرہ کہاتے تھے تو ڈیڑہ صاع تک ہوجاتا کیونکہ اسمین گٹہلی بہی ہوتی ہے اور گیہون کا صاع چار مد کا ہوتا ہے پس
ہر روز نصف مد ہوا اور یہی اندازہ شکم کے تیسرے حصے کی ہے اور ارادہ کیا مصنف نے کہانیکے وقت بیان کرنیکا اور اندازہ تاخیر کا پس کہانا
الوقت لکانوا لیطوون یومین فصاعدا الی ستین لیکن وقت کہانا کہانیکا پس تھے بعض سلف کہ گذارتے تھے دو دن بدون کہانے تک
اور یہہ درجہ متوسط اور ممکن الوصول ہے کوشش اور مجاہدے سے اور بعضاں اعیہ نہین ہے اور بعضے زیادہ دو دن سے پچاس روز تک کچہہ
نہیں کہاتے تھے اور یہہ اعلی درجہ ہے کہ اسپر پہونچنا بدون قوت باطن کے نہین ہوسکتا مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو
میں تشریف لاتے تو استفسار فرماتے کہ آیا کچہہ کہانیکی چیز ہے پس جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتیں تو آپ فرماتے انی صائم اور ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ اکثر چہہ روز کے بعد کہانا کہاتے تھے اور عبداللہ بن زبیر اور ابو الجوزا صاحب ابن عباس کے دونون سات روز کے بعد کہانا
کہاتے تھے اور مروی ہے کہ سفیان ثوری اور ابراہیم بن ادہم تین روز کے بعد کہانا کہاتے اور کہا ہے کہ جو کوئی چالیس روز تک کچہہ
نکہاوے تو اوسپر بعض اسرار عالم ملکوت کے کہل جاتے ہین حاصل یہہ کہ سب استقامت چاہتے تھے بسبب بہوک کے آخرت کے طریق پر
ہو الاکلۃ فی الیوم واللیلۃ اور میانہ روی اس باب مین ایک مرتبہ کہانا ہے دن رات مین اور جو دو مرتبہ کہاویگا ایک دن مین تو اسراف
وہو الوسط المروی عنہ علیہ الصلوۃ والسلام اور یہی درجہ میانہ ہے زیادہ پیٹ بہر کے کہانے اور کم کہانے سے اور مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے ابونعیم نے حلیہ مین ابو سعید خدری رض سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو فجر کے وقت کچہہ کہا لیتے تھے تو شام کو کچہہ نہین
تناول فرماتے اور جو شام کو تناول فرمالیتے تو فجر کو نہیں کہاتے اور صحیح تفسیر اس آیت کریمہ والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک
قواما کہا ہے کہ ایک دن مین دو وقت کہانا اسراف ہے اور دو دن مین ایک مرتبہ کہانا اقتار ہے اور قوام یہ ہے کہ ایکدن میں ایکبار
کہاوے اسی طرح تین روز مین ایک وقت مین کہانا اسراف ہے اور ایک روز کہانا اقتار اور دو روز مین کہانا قوام ہے اور صحیح اسلیے کہ وارد ہے حدیث حضرت
عائشہ رض کے کہ کہنے لگین دیکہا مجہکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تحقیق کہانا کہایا تہا مین نے ایکدن مین دو مرتبہ فرمایا دوست نہین رکہتی ہو کہ کوئی شغل تمہارا
سوا شغل شکم کے ان الاکلتین فی الیوم من السرف یعنی دو مرتبہ کہانا ایکدن مین اسراف ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو بیہقی نے اور ضعیف کہا ہے لیکن
مشہور صحیح شمائل نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کے یہہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دن رات مین دو مرتبہ تناول فرماتے تھے اسکو غدا
اور عشا سے تعبیر کرتے ہین اور جو صائم ہوتے تھے تب بہی دو مرتبہ کہانا کہاتے تہی ایک تو افطار کے وقت جسکو فطور کہتے ہین

اور ایک سحر کو جو صبح کیا گیا ہے ساتھہ غذا مبارک اور سحور کی حدیث مشہور میں اور یہی مذکور ہے بیچ قول اللہ تعالی کے جو اہل جنت کے حق میں
وارد ہے ولہم رزقہم فیہا بکرۃ وعشیا یہی حدیث مذکور محمول ہے دو بار پیٹ بہر کے کہانے پر یا دو بار دونوں کہاوے اور ایک مرتبہ رات کو
والاحب التسحر وبہا التہجد علی فراغ المعدۃ وتقوی علی القوم اور جو ایک مرتبہ کہاوے تو بہتر وہ ہے کہ سحری کے وقت کہانا
کہاوے اور اول رات میں بعد افطار کے کچھ نہ کہاوے تاکہ تہجد ادا کرے اوپر فراغ معدہ اور صفائی دل کے اور قوت حاصل کرے
آئندہ روزے پر تو ہو الاروحی(?) اور یہی مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے روایت کیا ہے کہ کان
علیہ السلام تواصل الی السحر یعنے آنحضرت صوم وصال نہیں رکہتے تہے وصال آنحضرت کا اسقدر تہا کہ سحری کے وقت تک کچھ نہیں کہاتے تہے
اور صوم وصال یہہ ہے کہ دو روز یا زیادہ پے در پے روزہ رکہے اور درمیان میں نہ کچھ کہاوے نہ پیوے
اور نہ افطار کرے پس یہہ وصال منع ہے اور بعض روایتوں میں جو آنحضرت سے اسطرح کا وصال آیا ہے وہ خاص ساتھہ اونہیں کے ہے
اور دوسروں کو منع فرمایا ہے اور اگر افطار کے قدر بہی کچھ شام کو کہا لیوے تو وصال ممنوع سے نکل جاوے گا اور یہی عاصم بن کلیب نے اپنے
باپ سے اور اوس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وصال نہیں کیا آنحضرت نے کبہی مانند صوم وصال تمہارے کے
کہ دو دن رات تک افطار نہیں کرتے مگر یہہ کہ تاخیر کرتے تہے کہانا کہانے میں آخر شب تک اور سحری کے وقت بعد نماز تہجد کے تناول
فرماتے تہے اور صحیح بخاری میں ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وصال نکرو تم اور جو کوئی
تم میں سے صوم وصال کرنا چاہے تو سحری کے وقت تک کرے اور صحیحین میں ہے کہ فرمایا حضرت نے سحری کہایا کرو اسلئے کہ سحری
کہانے میں برکت ہے اور ابن ماجہ اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے استعینوا [illegible] چاہو تم ساتھہ طعام سحر کے دنکی روزہ پر
اور ساتھہ قیلولہ کے قیام لیل پر انتہی کذا فی شرح علی القاری وشرح الشیخ [illegible] وان منع المتہجد [illegible] وسحر باخیر اور جو بالفعل
طعام کی سحری کے وقت تک مانع ہووے حضور قلب سے تہجد میں کہ مقصود اصلی ہے اور بہوک کے سبب التفات کہانے کی
طرف ہووے تو افطار کرے ساتھہ نصف خوراک کے کہ مقرر رکہہ رکہے ہو تاکہ طبیعت کو تہجد کے وقت تسکین ہو جاوے اور سحری کے
وقت کہاوے نصف باقی استعانۃ علی الطاعتین بسبب مدد چاہنے اور حاصل ہونے قوت کے دونوں عبادتوں پر کہ افطار کے
وقت کہانا کہانے سے تہجد کی نماز فراغت سے ادا کریگا اور سحری کہانے سے دنکو بہوک کی شدت نہوگی پس افطار کے وقت کہانے سے
تہجد پر استعانت ہوگی اور سحری سے روزے پر فالجوع الشاغل عنہ تعالی مذموم پس وہ بہوک کہ باز رکہے حضور باری تعالی سے مذموم ہے
لیکن سیری اور پیٹ بہر کر کہانا کہ فراغت دلی اور توجہ سے مانع ہو اچہا نہیں ہے حدیث میں وارد ہے اللہم انی اعوذ بک من الجوع
فانہ بئس الضجیع اور اسیکی طرف قصیدہ بردہ والے نے اشارہ کیا ہے فرب مخمصۃ شر من التخم لائے ہیں کہ کہانے کے چار قسم ہیں
ایک فرض کہ ہلاکت کا دفع کرنے والا ہو دوسرا ماجور علیہ کہ [illegible] زائد ہے بسبب قدرت پانی کی نماز روزہ پر تیسرا مباح
جو اس سے زائد ہو واسطے زیادہ ہونے قوت بدن کے چوتہا حرام کہ پیٹ بہرنے سے زیادہ کہاوے مگر مہمان کی حیا کے سبب سے
جائز ہے اور جبکہ مصنف طعام کے وقتوں کے بیان سے فارغ ہو چکا پس شروع کیا اوسکے اجناس اور اقسام کا بیان میں کہا وانواع الجنس(?)

مالا اعلی من الخبز النقی المنخول ایسے چیز نہیں طعام کے لیے اعلیٰ قسم روٹی کی روٹی گیہوں کی چھنے آٹے کی ہے کہ بھوسی اور سبوس اس سے جدا ہو جیسا
قسم کی روٹی میسر ہو اگرچہ ترکاری اور سالن اوسکے ساتھ نہو وے درابواب النعم میں افضل ہے ثم الشعیر المنخول والبر الغیر المنخول پھر دوسری
قسم جو کی چھنے آٹے کی روٹی ہے اور گیہوں کی بے چھنے آٹے کی ان دونوں قسموں میں بعد ثم نہیں لایا اسمیں اشارہ ہے
کہ جو کی چھنے آٹے کی روٹی اور گیہوں کی بے چھنے آٹے کی معلوم ہوا دونوں مرتبہ میں برابر ہیں ثم الشعیر الغیر المنخول پھر ادنے قسم روٹی
بے چھنے آٹے کی اور یہی کھانا انبیا علیہم السلام کا تھا اور یہی سنت ہے احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے
روایت کی ہے انه علیه السلام کان یبیت اللیالی المتتابعة طاویا واهله لا یجدون عشاء وکان اکثر خبزهم الشعیر اور شمائل میں حضرت عائشہ سے
مروی ہے انہوں نے کہا کہ سیر نہوئے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کی روٹی سے پے در پے دو دن یہانتک کہ وفات پائی
آپنے اور شمائل ترمذی میں سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ اوسنے کہا گیا کہ آیا آنحضرت علیہ السلام نے چھنے آٹے کی روٹی کھائی
کہا سہل نے کہ نہیں دیکھا آنحضرت نے آٹا چھنا ہوا اور نہ اوسکی روٹی کھائی اوس وقت سے کہ بھیجا آپکو اللہ تعالی نے ساتھ رسالت
یہانتک کہ تشریف لیگئے روح پاک وطن کو اور کہا سہل بن سعد نے کہ نہیں دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غربال کو جب تک آپ زندہ رہے
پھر اوسنے پوچھا گیا کہ جو بے چھنے ہوئے تم کیسے کہاتے تھے کہا سہل نے کہ جو کو پیس کر پہونک دیتے تھے پس جو بھوسی وغیرہ اوڑنے
والی ہوتی تھی اوڑ جاتی تھی اور جو کچھ کہ باقی رہجاتا تھا اوسکو گوندہ کر پکا لیتے تھے اور کہا گیا ہے کہ چھلنی کا استعمال کرنا بدعت ہے
کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی نکلی ہے اسلئے کہ ہم کہتے ہیں جو چیز کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکالی گئی ہو وہ منع نہیں ہے بلکہ منع
نکالنا ایسی بدعت کا ہے کہ سنت ثابتہ کے ساتھ متضاد ہو پس کبھی ہوتی ہے بدعت مستحب اور کبھی واجب اور کبھی مباح اور اسی میں ہے
چھلنی ہے اسلئے کہ مقصود اوس سے صاف کرنا طعام کا ہے اور وہ مباح ہے جب تک تنعم مفرط کو نہ پہنچے فرمایا اللہ تعالی نے
قل من حرم زینة الله التی اخرج لعباده والطیبات من الرزق انتہی من شرح ملا علی القاری رحمه الله ومن الادام اللحم اور سالن
نام خورش اور سالن سے گوشت ہے صراح میں ہے ادام بالکسر نان خورش کردن اور کہا صاحب نہایہ نے ادام بالکسر
اور ادم بالضم وہ چیز ہے کہ روٹی کے ساتھ کہائی جاوے انتہی شیخ عبدالحق دہلوی نے کہا ہے کہ دوسری قید بھی ادام کی تعریف میں
ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ اصلاح کرے خبز کی اور یہ معنی ماخوذ ہیں موادمة سے جو بمعنی موافقت اور بہی لغت کے ہے انتہی
اور فقہا کے نزدیک جیسا کہ کافی میں ہے کہ ادام وہ ہے کہ رنگ جاوے اوس سے روٹی جیسے کہ سرکہ اور زیت اور ملح نہ لحم اور بیض
اور پنیر یہ نزدیک طرفین کے برخلاف امام محمد کے نزدیک ادام وہ چیز ہے کہ روٹی کے ساتھ اکثر کہایا جاوے اور یہ امام ابو یوسف سے بھی
مروی ہے انتہی من مجمع العلم واضح ہو کہ گوشت کی فضیلت میں حدیثیں مختلف لفظوں سے آئی ہیں لیکن اونکی صحت اور ثبوت
میں کلام ہے ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے ابی الدرداء کی حدیث سے مرفوعا روایت کیا ہے سید طعام اہل الدنیا و
اہل الجنة اللحم کہا ہے کہ سند اسکی ضعیف ہے لیکن شواہد اسکے اور ہیں اربعین میں یہ ہے کہ حضرت علی سے مرفوعا مروی ہے
سید طعام اہل الدنیا اللحم ثم الارز کذا ہے اسکو ابو نعیم نے طب نبوی میں اور صہیب سے ساتھ ان لفظوں کے مروی ہے

سَیِّدُ الطَّعَامِ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ اللَّحْمُ ثُمَّ الْاَرُزُّ نکالا ہے اسکو دیلمی کے بیٹے حاکم سے اور بریدہ سے مرفوعًا مروی ہے
سَیِّدُ الْاِدَامِ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ اللَّحْمُ وَسَیِّدُ الشَّرَابِ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ الْمَاءُ وَسَیِّدُ الرَّیَاحِیْنِ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ الْفَاغِیَۃُ روایت
کیا ہے اسکو طبرانی نے اور ایسی ہے ابو نعیم نے لیکن اور لفظون سے اور ان حدیثون سے کہ ابن ماجہ کی حدیث کی تقویت
کرتے ہین یہہ حدیث ہے فَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی سَائِرِ النِّسَاءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلَی سَائِرِ الطَّعَامِ خارج کیا ہے اسکو ترمذی وغیرہ نے
اور شمائل مین ہے اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَکَلَ الدَّجَاجَ وَلَحْمَ حُبَارَی وَجَنْبًا مَشْوِیًّا وَکَانَ یُحِبُّ الذِّرَاعَ وَیَقُوْلُ اِنَّ اَطْیَبَ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّہْرِ
اور احیاء مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے مَنْ تَرَکَ اللَّحْمَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا سَاءَ خُلُقُہٗ وَمَنْ دَاوَمَ عَلَیْہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا قَسَا قَلْبُہٗ
انتہی من شرح علی القاری والشیخ فخر الدین والحلواء اور دوسری قسم اعلی نان خورش کی حلواء ہے اور ایسے ہی تمر حلواء ساتھ
فتح حاء کے ممدودہ اور مقصورہ ایک کھانا ہے کہ پکایا جاتا ہے ایک طور پر کہ جامع ہوتا ہے درمیان چربی اور شیرینی کے اور
حلو کل میٹھی چیز کو کہتے ہین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے حلوے
اور عسل کو روایت کیا ہے اسکو اصحاب کتب ستہ نے اور ای پر یہہ حدیث اَلْمُؤْمِنُ حُلْوٌ وَالْکَافِرُ خَمْرِیٌّ پس ابن حجر نے کہا ہے
اسکی کچھ اصل نہین ہے ثم الدہن پھر دوسرا درجہ نان خورش کا روغن ہے تنہا اور اسیکے معنی مین ہے چربی ترمذی اور
ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھاؤ تم روغن زیتون کا اور
ملو اسکو پس تحقیق وہ مبارک درخت سے ہے کہ قرآن مجید مین اوسکی وصف مین آیا ہے شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ ثم الملح والخل
پھر اوسنے قسم نان خورش کی نمک اور سرکہ ہے کہ نفس کی شہوت کو دفع کرتا ہے اسلئے خواص کے نزدیک محبوب اور مرغوب ہے
ابن ماجہ نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سردار نان خورش تمہاریکا نمک ہے
اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت نے فرمایا نعم الادام الخل اور روایت کیا ہے اسکو مسلم نے
جابر بن عبد اللہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب کیا اپنے اہل سے سالن پس کہا نہین ہے ہمارے پاس کچھ
مگر سرکہ یعنی سرکہ موجود ہے پس منگایا آپنے سرکہ پھر تناول فرماتے تھے اور کہتے تھے نعم الادام الخل اور ام سعد سے مرفوعًا
روایت ہے نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ اَللّٰہُمَّ بَارِکْ فِی الْخَلِّ اور ایک روایت مین ہے فانہ کان ادام الانبیاء من قبلی اور ایک حدیث
مین ہے لم یفتقر بیت فیہ خل روایت کیا ہے ان سبکو ابن ماجہ نے اور یہہ حدیث خیر خلکم خل خمرکم پس روایت کیا ہے اسکو
بیہقی نے معرفت مین جابر سے مرفوعًا اور کہا کہ یہہ حدیث قوی نہین ہے انتہی من شرح علی القاری اور شرح فارسی مین ہے
کہ ابو عبد اللہ محمد بن علی ترمذی نے کہا ہے کہ سرکہ مین دین اور دنیا دونون کے منافع ہین اسلئے کہ قاطع اور مطفی حرارت
شہوت کا ہے اور ابن آدم شہوت پر مخلوق ہے پس شاید کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نعم الادام الخل بسبب وجہ مذکور کے
فرمایا ہو والمحمود الوسط اور بہتر روٹی سالن کہ افراط اور تفریط سے خالی ہووے میانہ قسم ہی یعنے جو کی جیسے آٹے کی
روٹی اور سالن مین روغن فالطرفان شاغلان اسلئے کہ دونون طرفین کہ اعلی اور ادنے قسم ہین مشغول کرنے والے ہین

بندیکو عبادت سے کہ اعلی قسم مین تو تنعم ہے کہ باز رکہتا ہے بندیکو خدای تعالی کے ذکر سے اور ادنی قسم مین تنگی اور درماندگی معیشت کی
اور یہ دونون عبادتات سے باز رکہتے ہین شرح علی قاری مین ہے کہ یہ مجرد زاہد کے لیے ہے اور رای برعارف لیس کل حلال چیزین
اوسکے لیے پاک ہین فرمایا اللہ تعالی نے یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا اور فرمایا یا ایہا الذین آمنوا کلوا من طیبات
ما رزقناکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون شیخ ترجمہ کہتا ہے اسیطرح ہر عامی کو بہی ہر حلال طیب چیز کہانا جائز ہے مگر بیان بے لذت کے
بیچ حال سالک کے جو رہی ہے تو البتہ اوسکے ترتیب کے باب مین مخالفت النفس اور ترک لذات ضروریات سے ہے وورد اور
وارد ہوا ہے قرآن مجید مین والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما یعنے بندے خدا کے وہ لوگ ہین کہ جو نفقہ
کرتے ہین تو اسراف نہین کرتے اور نہ تنگی اور بخل کرتے تہے اور تہا انکو درمیان اسراف اور اقتار کی استادگی یعنے اعتدال کا طریقہ
رعایت رکہا اور اوسکے دونون طرفون سے کہ مذموم ہین احتراز کیا اور بہی بیہقی نے سمرہ بن حارث سے روایت کی ہے ح خیر الامور اوساطہا
بہترین کامونکا اوسط اور درمیانہ اونکا ہے اسلیے کہ اوسمین افراط اور تفریط نہین ہے شرح علی قاری مین ہے شاید کہ یہ ماخوذ ہے
اس آیت کریمہ سے وکذلک جعلناکم امۃ وسطا یا اس قول اللہ تعالی کے سے کنتم خیر امۃ الآیہ انتہی والاولی ان لا یواظب علیہ
اور بہتر یہ ہے کہ مواظبت اور ہمیشگی نکرے اوپر کہانے نان خورش کے بلکہ کبہی خشک روٹی کہایا کرے اور کبہی سالن سے تاکہ طبیعت
دنیا کی لذت سے خوگیر نہو جاوے اور یہ اسلیے ہے کہ کوئی عبادت مخالفت النفس اور اوسکی خواہشون اور ترک کرنے لذتون سے
بزرگ ہین ہے فرمایا آنحضرت علیہ الصلواۃ والسلام نے جبکہ روکا تو نے بہوک کے کتے کو ساتہ ایک روٹی اور ایک کوزہ پانی فراح
امی خالص کے لیس دنیا اور اوسکے اہل پر خاک ہووے اور یہ مروی ہے احیا مین دع ترک التشہی فطلق للانس بالدنیا یہ قول معطوف ہے
اوپر قول اوسکے کے جو لا یواظب ہے یعنے اولی یہ ہے کہ چہوڑ دے کہانا ہر چیز مباح کا کہ خواہش کی ہوئی النفس کی ہو وے لسبب فتنہ
کرنے الفت دنیا کے اور واسطے طمع کرنے مجلس تہ بس کے عقبی مین وفیہا ما تشتہی الانفس وتلذ الاعین اور وارد ہے اللہم لا عیش الا
عیش الآخرۃ فان حیۃ بہار اصنیۃ فاخرۃ مجمع العلم مین ہے کہ اسمین ترقی ہے لذتون پر مداومت نکرنے سے طرف مطلق ترک کر دینے کے
کیونکہ آدمی لذتونکی محبت پر مخلوق ہے لیس جبکہ کہاویگا انکو اور روانق ہوگا اوسکے قریب تو ظاہر ہو جاویگا اسمین تکبر اور غفلت اور
سخت ہوگا اوسکا دل لیس دنیا مین رہنے کو دوست رکہیگا اور برا جانیگا موت اور لقاء اللہ کو اور ہو جاویگی دنیا اوسکے حق مین
جنت اور موت قیدخانہ اگرچہ لذتین مباح ہین اور مداومت کرنا ان پر معصیت نہین ہے لیکن نفس جبکہ بیچ گیا لذتونکو بہی کریگا اوسکی طلب مین کہینچیگا
اسکو طرف معاصی کے انتہی اور تمام آفتین اوس سے اوٹہینگے کہ مروی ہے حب الدنیا راس کل خطیئۃ لیس چاہیئے کہ دنیا کو النفس پر
تنگ کرے اور اوسکی لذتون اور خواہشون سے باز رکہے یہانتک کہ دنیا کو قیدخانہ شمار کرے اور خلاصی اوس سے غنیمت جانے
در الفت اوس سے نکیرے تاکہ تمام کاروبار اسکے بن جاوین انتہی من شرح الشیخ فخر الدین وورد اور وارد ہوا ہے قرآن مجید مین
بیچ توبیخ کفار کے اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا لیگئے تم اور کہالیا تمنے لذتون اور خواہشون اپنی کو بیچ زندگانی دنیا کے اور آخرت کی

مین سے ہین روایت کرتے ہین کہ ایکبار حضرت عمر نے پانی پینے کے لیے مانگا پس پانی لائے گئے کہ اوسمین شہد ملا ہوا تھا فرمایا کہ یہہ
پانی پاک اور حلال اور خوش گوار ہے لیکن مین اسکو نہین پیتا اسلیئے کہ الله تعالی نے سرزنش فرمائی ہے ایک قوم پر اور فرمایا اذہبتم فی
آخرہ جو مین اس پانی کو پیلون اور لذت حاصل کرون تو ڈرتا ہون کہ میرے اعمالونکا دنیا ہی مین ہے ثواب اور بدلا نہ ہوجاوے
جیسے کہ کفار اپنے اعمالونکا بدلا دنیا ہی مین دیے گئے اور اونکے لیے کچھہ حصہ عقبی مین نہوگا شرح علی القاری مین ہے کہ ظاہر اسمین
آیت محمول ہے حرام چیزون پر اسلیئے کہ مباح چیزون مین تو کچھہ گناہ نہین ہے یا خاص ہے کفار کے ساتھہ لیکن اعتبار عموم الفاظ کا ہے
نہ خاص سبب کا پس شامل ہونگے فجار کو بھی اسلیئے کہ صرف کیا ہے انہون نے الله سبحانہ کی نعمتون کو معصیت مین اور نہ شامل ہوگی ابرار کو
اسلیئے کہ ان لوگون نے مدد طلب کی ہے نعمتون سے طاعت پر انتہی اور یہی ہیچ حدیث ابو نعیم کے حضرت عائشہ صدیقہ رضی الله عنہا
سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا شرار امتی الذین غذوا بالنعیم یعنی بدترین امت میری کے وہ لوگ ہین کہ غذا دی گئی
ساتھہ طرح طرح کی نعمتون کے و نبتت علیہ اجسامہم اور راوگی ہین اوپر انہی نعمتون کے بدن اونکے ایکبار روایت مین ہے ہر بدن کہ اکل
حرام سے اوگے اور نشو و نما پاوے پس نار او سکے لیئے اولی ہے اور یہہ کنایہ ہے اس سے کہ اونکے اجسام بسبب نعمتون کے طاعت الہی
سے قاصر ہورہے ہین و انما ہمتہم انواع الطعام و اللباس اور نہین ہے ہمت اور کوشش اونکی مگر اقسام اقسام کہانے اور لباس بغیر
فرق کرنیکے جواز اور عدم جواز مین روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن عدی نے کامل مین اور طریقہ بیہقی سے ہے جو شعب الایمان
مین ہے حدیث فاطمہ بنت الحسین سے مرسلا کہا دارقطنی نے علل مین کہ وہ اشبہ بالصواب ہے اور روایت کیا ہے اسکو ابو نعیم نے
حلیہ مین حدیث حضرت عائشہ رض سے کہ اوسکی اسناد مین کچھہ باک نہین ہے یعنی ہمتین اونکی منحصر ہین بیچ حاصل کرنے طرح طرح کی
کہانون اور قسم قسم کے لباسون کے اور کوئی شغل سوا اسکے نہین ہے پس پھیرنا نفس کا طرف خواہشون نفس کے اشرار کی صفات
مین سے ہے اور سالک کو اس سے احتراز کرنا لازم بلکہ الزم ہے اسلیئے کہ مقصود طعام سے دفع کرنا ضرر اور گرسنگی کا ہے نہ عیش
و آرام کرنا ساتھہ لذتان دنیا کے اسلیئے سلف کو لذیذ کہانا کہانے سے نہایت خوف رہتا تھا اور جانتے تھے کہ ارتکاب اوسکا علامت
شقاوت کی ہے اور امتناع اوس سے نہایت سعادت ہے کیا رہن یا نمبر سے مروی ہے کہ کبھی مین نے آٹا نہین چھانا واسطے
عمر رضی الله عنہ کے مگر یہہ کہ مجھہ پر خفا ہوتے تہے اور ابو سلیمان دارانی کہتے ہین کہ نمک کہانے مین داخل جملہ شہوات سے ہے اسلیئے
کہ روٹی صرف بھوک روکنے کے لیئے کفایت کرتی ہے اور جو کچھہ کہ کفایت پر زیادہ ہووے وہ جملہ شہوات سے ہے مالک بن دینار کا
حال لکھا ہے کہ وہ چالیس برس تک دودھ کی خواہش کرتے رہے اور نہین کہایا اور احمد بن ابی الحواری نے کہا ہے کہ ابو سلیمان
دارانی کو آرزو تہی کہ گرم روٹی نمک کے ساتھہ کہاوین پس لایا مین روٹی اور نمک پس ایک لقمہ اوسمین سے اوٹہا کر منہہ مین رکہا اور
روناشروع کیا اور روٹی کو چہوڑ کر کہا اے بار خدایا میری آرزو میرے سامنے رکہی تو نے شاید کہ میری عقوبت چاہی تو نے
توبہ کی مین نے عفو کر میرا قصور کہا احمد نے پہر نہین دیکہا مین نے کبھی کہ نمک کہایا ہو یہانتک کہ ملاقی ہوئے الله تعالی سے
اور احمد بن خلیفہ رحمۃ الله نے کہا ہے کہ میرا نفس تیس برس سے کچھہ عرصہ ہے سوا پانی کے کچھہ نہین مانگتا ہے حتی کہ سیراب ہوجاوے

اور مین نے اوسکو کبھی سیراب نہین کیا حاصل یہہ کہ سالکون اور بزرگون کا طریقہ یہہ تہا کہ کسقدر احتیاط کرتے تھے پس جو شخص کہ لذتون
اور خواہشون کے ترک کرنے پر قدرت نہین رکہتا ہو پس لائق یہہ ہے کہ اپنے نفس سے غافل نہو جاوے اور اپنی خواہشون مین منہمک نہ
پڑے بلکہ قدرے قدرے عادت کو موافق اخلاق سلف کے کرلیوے ولایجمع بین الشہوتین فیفناہ اور نہ جمع کرے درمیان دو شہوتون
لینے شہوت شکم اور شہوت فرج کی اسطور سے پیٹ بہر کر کہاوے اور عورت کی خواہش ہو تو اوس سے صحبت کرے بسبب اوسکے فنا ہوش
نفس کے اسلیے کہ یہہ جمع باوجودیکہ خلاف حکمت ہے اسمین کمال فرمان برداری نفس کی ہے یا مراد یہہ ہو کہ دو قسم کی چیزین نکہاوے
جیسے کہ گوشت اور میوہ یا دو طرح کے میوے مگر واسطے خاطر مہمان کے چنانچہ آپکی شمائل مین بہی ثابت ہے کہ آپنے گوشت دو مرتبہ تناول
فرمایا اور جمع کیا ہے درمیان گوشت اور کہجور کے اور درمیان بطیخ اور کہجور کے اور ایک روایت مین ہے کہ درمیان خربزہ اور رطب کے
اور ایک روایت مین ہے کہ درمیان ککڑی اور کہجور کے ولا بین الشبع والنوم اور نہ جمع کرے درمیان سیری اور نیند کے کہ پیٹ بہر کر کہاوے
اور سو جاوے فیغفلتان اسلیے کہ جمع ہونا دونون شہوتونکا جمع ہونا دو غفلتون کا ہے اور حاصل ہونا غفلتونکا اور اجتماع شہوات کا
سالکون کے نزدیک سبب تقویت نفس اور آفتون بیشمار کا ہے اور قساوت قلب کی اسیکی سبب سے ہوتی ہے پس اچہا تو یہہ کہ اگر زیادہ
کہالیوے تو جماع اور خواب کے ساتہہ مقترن نکرے بلکہ نماز ادا کرے اور ذکر مین مصروف ہو اور مرضیات حق مین مشغول رہے کہ یہہ
اقرب شکر ہے نور روح اسلیے کہ وارد ہوا ہے ابو نعیم کی حدیث مین کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اذیبوا طعامکم بالصلوۃ
والذکر ولاتناموا علیہ فتقسوا قلوبکم یعنے پگہلاؤ اپنے کہانیکو اور ہضم کرو اوسکو ساتہہ نماز اور ذکر اور تلاوت وغیرہ کے اور نہ سوؤ اوسپر یعنی کہ
قوت اوسکی نیند پر صرف نہووے اور کوئی عبادت ہاتہہ سے نہ جاوے پس سیاہ ہو جاوین دل تمہارے کہ خواب کرنا اور سونا پیٹ بہر کہ
موجب قساوت قلب کا ہے احیاء مین ہے کہ اقل صلوۃ اور ذکر اس وقت مین یہہ ہے کہ بعد پیٹ بہرنے کے چار رکعت نماز پڑہنا یا
سو مرتبہ تسبیح پڑہنا یا کسیقدر تلاوت کرے مروی ہے کہ سفیان ثوری جبکہ پیٹ بہر کر کہا لیتے تہے اوس رات کو زندہ رکہتے تہے اور
کہتے کہ چارپائی کو سیر کیا تو نے کوئی بڑا کام کرنا چاہیے اور کسی بزرگ نے اپنے مرید کو وصیت کی کہ جو کچہہ کہ تمہارے نفس کی خواہش
اوسکو مت کہاؤ اور جو کہا بہی لو تو پہر مت طلب کرو اور جو اچہا تو طلب بہی کر لیا ہو تو دوست مت رکہو ویکفی بالتمر اور کفایت کرے
ساتہہ خرمی کے مثلا یعنے اگر کسی میوی کی حاجت ہووے تو روٹی اوسدن نکہاوے اور اوسکے بدلے میوی پر اکتفا کرے تاکہ بجا
قوت کے ہووے اور ذکر خرمی کا تمثیلا ہے کیونکہ خاص یہہ مقصود نہین ہے تحرزا عن النفاق بسبب احتراز کرنیکے کہ ایسے کہ دو چیز کا
زیادہ ہے یعنے اگر روٹی کہاوے اور اوسپر میوہ بہی کہالیا تو ثقیل ہو جاویگا اور قوت ہوگا اور جمع کرنا درمیان شہوت اور عادت کا
کام حریصونکا ہے مجمع العلوم مین ہے کہا زیلعی نے فاکہہ اوسکا نام ہے کہ کہانے سے پہلے یا پیچہے بطور نقل اور ناشتہ کے کہاوے
کہ نہ تو غذا کی صلاحیت رکہے اور نہ دوا کی انتہی اور تمر کی فاکہہ ہونے مین اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ فاکہہ ہے جیسے کہ
مؤید ہے اوسکی یہہ عبارت محیط کی کہ کہا ہے خشک پہل درخت کے فاکہہ ہین اور بعض اسطرف گئے ہین کہ قوت کے اقسام مین سے ہے
پس کلام مصنف کا مبنی ہے اول پر اور وجہ تحرز کی یہہ ہے تاکہ نہ لازم آوے جمع کرنا درمیان عادت اور شہوت کے کیونکہ یہہ حرج

طرف ہلاک سے مروی ہے کہ ابو محمد سہل نے ابن سالم کو دیکہا کہ اوسکے ہاتہہ مین روٹی اور کہجورین تہین پس کہا اوسکو کہ شروع کرو ساتہہ کہجور کے پس اگر کفایت کرے تیری اشتہا کو تو بہتر ہے نہین تو پہر روٹی مین سے بقدر حاجت کے اخذ کرنا انتہی ویولم النفس فی ابتداء الریاضۃ اور دردناک کرے نفس کو اور آزردہ کرے ساتہہ باز رکہنے کے شہوات اور لذات سے ابتداء ریاضت مین تاکہ رفتہ رفتہ میانہ روی اوسپر گوارہ ہوجاوے اور اعتدال کی راہ اختیار کرے یعنے نفس اگر خواہشون کی جانب زائد مائل ہووے تو ضرور ہے کہ اوسکے رنج دینے مین مبالغہ کرے ساتہہ بہوکا رکہنے اور چہوڑنے اوسکی خواہشون کی مطلقاً تاکہ اعتدال کو پہنچ جاوے جیسا کہ سرکش جانور کے تابع کرنے مین بہوک اور مار پیٹ سے اوسکو رنج اور تکلیف دی جاتی ہے اور جو بعد ریاضت اور تعذیب اور تہذیب کے اعتدال پر آجاوے تو رنج دینا ترک کر دے اسلئے کہ مقصود بہوک سے نفس کا توڑنا اور زیر دست کرنا ہے اور جب کہ سیدہا ہو گیا تو ان سختیون سے مستغنی ہوگا اسی سبب سے مشایخ اپنے مریدون کو اول مین ایسے امورات کی تعلیم کرتے ہین کہ خود اون باتون سے پرہیز نہین کرتے چنانچہ بہوکا رہنے کی تعلیم کرتے ہین اور خود بہوکے نہین رہتے اور لذتون شہوتون کے ترک کرنے کا حکم کرتے ہین اور خود نہین ترک کرتے لیکن پہر رنج دینا اور اعتدال کے وقت اوس سے باز رہنا موقوف ہے نیت کی صحت پر اور عاقل تنہ ہونے پر کہانے نکہانے مین پس بعد فارغ ہونے کے ریاضت سے اگر شہوات کے ترک کرنے مین مصلحت دیکہے تو ترک ہی کرنا اچہا ہے اور جو شخص کہ صدیقون کے حال تک نہین پہنچا ہے تو اوسکو نہین لائق ہے کہ اونکے حال پر اپنے حال کو قیاس کرے پس کام کرے موافق کام اونکے کے جیسے کہ نہین لائق ہے کہ مریض صحیح سالم کیطرف دیکہکر جو چیز وہ کہاتا ہے خود بہی کہانے لگے اور اپنی جان کو صحیح سالم تصور کرے اور ہلاک ہوجاوے اور جو ہوشیار محتاط آدمی ہوگا پس کہیگا کہ مین عارفین مین سے نہین ہون جسے کہ مسامحہ کرون نفس اپنے پر اسیکی طرف اشارہ کرتا ہے فعل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا باوجود کمال رتبہ آپکی کے جیسی کہ نقل کیا ہے اوسکو مصنف نے ساتہہ اس قول اپنے کے فکان علیہ الصلوٰۃ والسلام یحب العسل وعمر رضی اللہ عنہ یجتنبہ پس تہے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام دوست رکہتے تہے شہد اور حلوہ وغیرہ کو اسلیے کہ نفس کے مجاہدہ سے نکل کر کمال کے رتبہ کو پہنچی ہوئی تہے اور عمر رضی اللہ تعالیٰ اجتناب کرتے تہے شہد سے اور نہین کہاتے تہے اوسکو اور نہین قیاس کرتے تہے اپنے حال کو آنحضرت علیہ السلام کے حال پر یا تو احتیاط کے سبب سے یا ضعیفون کے ساتہہ مشابہت کرنیکی جہت سے کیونکہ جس امر کا حکم کرتے اور اوسپر خود عمل نکرتے تو البتہ ضعیفون کی کوشش ریاضت مین سست ہو جاتی کہ اعتدال کی حد تو مخفی ہے ہر ایک پر ظاہر نہین اسی سبب سے ہر حال مین احتیاط لازم ہے اسیلئے عمر نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو ادب فرمایا جبکہ اونکو گوشت مرغن کہاتے دیکہا پس درہ اوٹہایا اور فرمایا کہ نہین حکم کیا ہے مین نے تجکو اس طرح کہانا کہانیکا بلکہ کہا ایک روز روٹی ساتہہ گوشت کے چنانچہ مصنف نے خود اسکو بیان کیا پس کہا وناہیک امرہ یا کل الخبز یوما مع اللحم اور حکم کرتے تہے اپنے بیٹے کو کہ کہا ایک دن روٹی ساتہہ گوشت کی ثم اللبن ثم الدہن ثم الزیت ثم الملح ثم وحدہ پہر دوسرے دن دودہ کے ساتہہ اور تیسرے دن ساتہہ روغن کے اور چوتہے دن ساتہہ روغن زیتون کی پہر پانچوین دن ساتہہ نمک کے اور چہٹے دن خشک روٹی کہ سالن اور نمک کچہہ ہو تاکہ نہ عادت پکڑ جاوے نفس

ساتھ خواہشوں کے پس قوی ہو جاوے احیاء میں ہے کہ مواظبت گوشت اور خواہش کی چیزوں پر افراط اور اسراف ہے اور مطلق
ترک کر دینا اقتار ہے اور جو کچھ کہ حضرت عمر نے اپنے بیٹے کو حکم فرمایا وہ اسکا درمیانی مرتبہ ہے اور چہہ روز کا سابق تو بیان کر دیا شاید
کہ راوی نے ساتویں دن کی نان خورش کو سہو سے چھوڑ دیا ہو مگر بعض شیوخ سے منقول ہے کہ ساتویں دن روٹی اور سرکہ کہاوے
انتہی پہر ارادہ کیا مصنف نے یہہ کہ بیان کرے اون دو آفتوں کو کہ لاحق ہوتی ہیں تارک الشہوات کو اور دونوں بری ہیں خواہش کی
چیزیں کہانی اور کثرت اوسکی سے پس اشارہ کیا طرف ایک کے اون دونوں میں سے ساتھ قول اپنے کے اور کہا ولا یاکل فی الخلاء
ویترک فی الملاء اور نہ کہاوے خلوۃ میں اوس چیز کو کہ چھوڑ دے جماعت میں یعنی کوئی خواہش کی چیز اگر جماعت میں چھوڑ دی ہے تو
اوسکو خلوت میں نہ کہاوے فہو شرک خفی اسلیے کہ یہہ اختلاف حال کا خلا ملا میں شرک پوشیدہ اور باریک ہے کہ آدمی اوسکو نہیں جانتا
اور واقع میں شرک ہے فرمایا اللہ تعالی نے فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا اور حدیث قدسی میں ہے
کہ مسلم اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ معی غیری ترکتہ وشرکہ
اور اسمیں مشابہت ہے ساتھ منافق کے اسلیے کہ اسنے خفیف جانا اللہ تعالی کیطرف نظر کرنا اور مخلوق کی جانب نظر کرنے کو معظم سمجھا
پس مستحق ہے اللہ تعالی کے غضب کا اور نہیں راضی ہوگا اللہ اس سے مگر دو قسم کی توبہ سے ایک تو شہوت کے موافق عمل کرنے سے
توبہ کرے دوسرے برا جاننے خلوق کی نظر سے اللہ تعالی کی نظر پر توبہ کرے اس واسطے اللہ سبحانہ کی نظر کرنے پر مخلوق کی نظر کرنے کو
برا جانا ہے اس سے توبہ کرے پس حق بندیکا یہہ ہے کہ ایسا نکرے بلکہ ظاہر کر دیوے وہ امر کہ مبتلا ہوا ہے ساتھ اوسکے نفس اوسکا
کیونکہ یہہ صدق حال ہے اور کمال عارف کا یہہ ہے کہ جمیع خواہشیں اللہ کے واسطے چھوڑ دے اور ظاہر کرے اپنے نفس کی طرف سے
خواہشیں سوائے گناہ کے واسطے گرا دینے اوسکی کے مخلوق کے دلوں سے اور جو کوئی کہ اسکے خلاف کریگا پس وہ ممقوت ہے اور
اور دوسری آفت کیطرف اشارہ کیا مصنف نے ساتھ اس قول اپنے کے ولا یرید ان یعرف بالتقلیل اور نہ ارادہ کرے اسبات کا
کہ مشہور ہووے آدمیوں میں ساتھ کم خوراک ہونیکے فہو افحش من الاکثار اسلیے کہ اس قسم کا کم کہانا بدتر ہے بہت کہانے سے اسلیے
کہ اسمیں مخالفت ہے ضعیف شہوت کے جو شہوت اکل ہے اور اطاعت ہے شہوت قوی کی کہ وہ اشد اور بدترین اوسکی ہے اور وہ
شہوت جاہ کی ہے کہا احیاء میں جس نے کہ ترک کی شہوت طعام کی اور واقع ہوا بیچ شہوت ریا کے اوسکی ایسی مثال ہے کہ بچھو سے
توبہاگا اور متوجہ ہوا طرف سانپ کے کیونکہ شہوت ریا کی زیادہ ضرر دینے والی ہے شہوت طعام سے انتہی من تمم العلم ویوخر السحور اور
آداب روزہ سے یہہ ہے کہ تاخیر کرے سحری کہانے میں طیبی نے کہا ہے السحور ساتھ فتحہ کے اوس کہانے پینے کا نام ہے کہ سحر کے وقت
کہاتے ہیں اور بالضم مصدر ہے انتہی اور یہہ دونوں احتمال ہیں اور سحر بالتحریک رات کے چھٹے حصہ اخیر کو کہتے ہیں جیسا کہ کشاف میں ہے
اور کہا قاموس میں کہ وہ صبح سے تہوڑا پہلے ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ داخل ہوتا ہے وقت اوسکا آدہی رات سے انتہی
من تمم العلم وتعجیل الافطار اور شتابی کرے افطار کرنے میں جبکہ غروب متیقن ہو جاوے بسبب اسکے کہ روایت کی ہے احمد نے سہل
سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہینگے آدمی ساتھ بہلائی کے جب تک کہ جلدی کرینگے افطار کرنے میں او تاخیر

کرینگے سحری کہانے مین اور طبرانی نے ام حکیم سے روایت کی ہے کہ جلدی کرو تم افطار کرنے مین اور تاخیر کرو سحری کہانے مین اور ابن عدی نے انس رض سے روایت کی ہے بکروا بالافطار واخروا السحور اور طیالسی نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے انا معشر الانبیاء امرنا ان نعجل افطارنا ونؤخر سحورنا ونضع ایماننا علی شمائلنا فی الصلوة اور مروی ہے ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکایۃ عن ربہ عز وجل احب عبادی الی اعجلهم فطرا اور فتاوی سراجیہ مین ہے کہ مستحب ہے جلدی افطار کرنا مگر ابر کے دن اور فتاوی خانیہ مین ہے کہ ابر کے دن جلدی افطار کرنا مستحب نہین ہے اور نہ کہاوے جب تک کہ غالب ہو جاوے اوسکے ظن مین آفتاب کا غروب ہونا اگرچہ مؤذن مغرب کی اذان دیدیوے کذا فی شرح علی القاری و شرح القاری سے اور نجم العلم مین ہے کہ مقدم کرنا افطار کو نماز پر حدیث صحیح سے ثابت ہے روایت کی ہے ابو داؤد اور ترمذی نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا تہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرتے تہے پہلے نماز پڑہنے کے الحدیث کہا طیبی نے جلدی افطار کرنے مین اہل کتاب کی مخالفت ہے کیونکہ وہ ستارے گتھے دیکہنے تک تاخیر کر دیتے ہین اور یہی عادت اہل بدعت کی ہو گئی ہے انتہی اور ملا علی قاری نے بعض علما سے نقل کر کے کہا ہے کہ روزہ افطار کرنے مین جو تاخیر کرے واسطے تادیب نفس کے اور واسطے ملانے عشا مین کے ساتھ نفل کی مگر معتقد وجوب تاخیر کا ہو تو یہہ تاخیر مضر نہین ہے پر انہین بعض علما کے کلام پر ملا علی قاری نے اعتراض کیا ہے کہ یہہ تاخیر مضر ہے اسلیے کہ فوت کر دیتی ہے سنت کو اور جلدی افطار کرنا ایک گہونٹ پانی سے منافی تادیب نفس اور مواصلت کے نہین ہے بلکہ قبیل من اظہار عجز جو مناسب ہے عبودیت کے اور شتابی کرنا ہے طرف قبول کرنے رخصت کے جو درگاہ باری سے ہوئی ہے انتہی مین کہتا ہون کہ افطار کو نماز سے موخر کرنے مین ایک اور نقصان ہے سوا فوت ہونے سنت کے اور وہ یہہ ہے کہ جبکہ اسنے پہلے افطار نہین کیا تو دل اسکا افطار کی طرف شوق کریگا اور منتظر رہیگا اوسکا لیس فوت ہو ویگا حضور اسی واسطے کہا گیا ہے کہ کہانا جو ملا ہوا ہو ساتہہ نماز کے بہتر ہے نماز سے جو ملی ہوئی ہووے ساتہہ طعام کے اور مستحب سحری کہانے مین خرما ہے اسلیے کہ روایت کی ہے ابو داؤد نے اور تصحیح کی ہے اوسکی ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمدہ اور بہترین سحری مومن کے خرما ہے اور اسلیے کہ اسمین دو برکتین ہین ایک برکت سحری کی دوسری برکت خرما کی انتہی نائی نجم العلم ویبتدی بالتمر او بالماء اور ابتدا کرے روزہ کہولنے مین ساتہہ خرمی کے اور جو تر خرما یعنے کہجور ہو تو اور بہی افضل ہے یا ساتہہ پانی خالص کے اگر خرما نہو اور زمزم افضل ہے اور دونون کے جمع کرنے مین کچہہ مضائقت بہی نہین ہے احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے سلیمان بن عامر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چاہے ایک تمہارے کا کہ افطار کرے پس چاہیے کہ افطار کرے ساتہہ خرمی کے پہر جو خرما نپاوے پس افطار کرے ساتہہ پانی کے اور روایت کی ہے ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفطر قبل ان یصلی علی رطبات فان لم یکن رطبات فتمرات وان لم یکن تمرات حسا حسوات من ماء اور بعضون نے کہا ہے کہ جاڑے کے موسم مین تو خرمی سے افطار کرے اور گرمی مین پانی سے اور جو مصنف یون کہتا کہ ابتدا کرے ساتہہ تر کہجور کے یا خرمی کے یا پانی کے تو بہتر ہوتا اور اختلاف کیا ہے علما نے بیچ وجہ اختیار کرنے خرمی کے افطار کے وقت بہتر وجہ یہہ ہے کہ جو الہ کہیا وے وجہ اسکی طرف شارع کے اور ابن حجر نے کہا ہے کہ خرمی کے

کہجور

دوامیں میں سے یہہ ہے کہ جب کہ پہنچتا ہے طرف معدہ کے پس اگر اوسکو خالی پاتا ہے تو حاصل ہوتی ہے ساتھہ اوسکے عدد اوسکا لقمہ

فضلہ کا جو اوسمیں باقی ہو طعام سے اور یہہ قول طبیبون کا کہ وہ بینائی کو ضعیف کرتا ہے محمول ہے حد سے زیادہ کہانے پر یہہ قلیل

یہہ تقویت کرتا ہے اوسکی انتہی من نجم العلم وتفطیر صائما اور افطار کراوے روزہ دار کو کہ مستحب ہی ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ

ابن خزیمہ اور بیہقی اور احمد نے یزید بن خالد جہنی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی افطار کراویگا

ہوگا اوسکے لیئے اجر مثل اوسکے یعنی بسبب اعانت کرنیکے بہلائی پر بغیر اسکے کہ کم ہووے صائم کے اجر سے کچہہ اور ترمذی نے کہا

حدیث صحیح حسن ہے فالکل ماثور اسلیئے کہ یہہ تمام چیزین کہ مذکور ہوئین مروی ہین آثار اور اخبار مین چنانچہ اپنے اپنے مقام پر گذرے

ویستعد فی شعبان بالتوبۃ اور مستعد ہووے ماہ شعبان مین واسطے استقبال ماہ رمضان کے ساتھہ توبہ کرنے اور استغفار کے

چنانچہ ہر روز سو مرتبہ فجر کے وقت کہے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم غفار الذنوب واتوب الیہ ورد المظالم ( )

مظالم اور حقوق بندون کے کہ اوسکے ذمہ پر ہون اور ایسے ہی حقوق اللہ بہی و ترک الشواغل اور چہوڑنے شغلون کے یعنی

اسباب کو ترک کرے جو روزہ اور قیام شب کے مانع ہون مانند عمارت اور تجارت اور سفر اور کسب کے جو حاجت اصلیہ سے

اور شرح شرعۃ الاسلام مین ہے ساتھہ نیک اور درست کرنے نیت کے کل نیکیوں کے لیئے اور یہہ مستعد ہونا اس لیئے ہے تاکہ

ماہ مبارک سے ساتھہ طہارت ظاہری اور باطنی کے واسطے بزرگی اوسکی کے ویخص رمضان بالصدقۃ والتلاوۃ اور خاص کرے

رمضان کو ساتھہ صدقہ دینے کے زیادہ اوسقدر سے کہ اور دنون مین دیتا ہے اور ساتھہ تلاوت قران مجید کے کیونکہ ایک

ثواب اسمین ستر چند ہوتا ہے اور ثواب ایک رکعت کا ستر چند ہوتا ہے ایسی ہی ہر نیکی اوسمین زیادہ ہوتی ہے اوسکے غیر سے

روایت کی ہے ترمذی نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ سوال کیئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کون سا صدقہ افضل ہے

کہا صدقہ رمضان کا پہر کہا کہ یہہ حدیث غریب ہے کہا ینبوع الحکم مین کہ مقصد اعلی مین روایت کیا گیا ہے بیچ حدیث کے کہ

رمضان اسلیئے کہ وہ اسمار اللہ سے ہے لیکن کہو تم شہر رمضان کہا امام زاہد نے جایز ہے نزدیک ہمارے یہہ کہ کہا جاوے آیا

رمضان اور گیا رمضان فرمایا علیہ السلام نے اذا جاء رمضان فتحت ابواب الجنان اور اسلیئے کہ رمضان اس مہینے کا نام

رکہا گیا ہے کہ وہ گناہون کو جلا دیتا ہے کذا فی شرح الاوراد واہتمی والاعتکاف اور ساتھہ اعتکاف کے اسلیئے کہ جو یہہ مہینہ ہے

خیرات اور منبع برکات ہے اور اللہ تعالی کی نعمتین اور اوسکے فیوض بندون پر اس مہینے مین زیادہ اور بہت ہین پس شکر ہے

اوسکا طرح طرح کی زیادہ عبادتون کے ساتھہ چاہیئے لاسیما العشر الاواخر فہو علیہ الصلوۃ والسلام واظب علیہ خاص کر اعتکاف

رمضان کے اخیر عشرہ مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت اور ہمیشگی کی ہے اوسپر اخیر عشرہ مین زمانہ وفات تک چنانچہ

شیخین نے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کرتے

اخیر عشرہ مین رمضان کے یہانتک کہ وفات دی آپکو اللہ تعالی نے اور یہہ بعد اوسکے ہے کہ اول اور اخیر عشرہ مین اعتکاف کیا

اور شب قدر کو پایا اور پہر آپکو دکہلایا کہ شب قدر عشرہ اخیر مین ہے پس اوپر اعتکاف عشرہ اخیر کی مواظبت کی اور اعتکاف

لغت مین معنی مکث اور لزوم اور اقبال کرنے کے کسی شئے پر آیا ہے اور شرع مین اس سے عبارت ہے کہ ٹہرے مسجد مین اوپر وجہ
تقرب الی اللہ کے اوس طریق پر کہ فقہ کی کتب مین مذکور ہے اور وہ مستحب ہی جیسا کہ قدوری مین ہے اور سنت مؤکدہ ہے جیسا کہ
محیط مین ہے اور یہی مختار صاحب ہدایہ کا ہے اسلیے کہ کہا صحیح یہہ ہے کہ وہ سنت مؤکدہ ہے اور استدلال لایا ہے اسپر کہ تحقیق
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی ہے اوسپر رمضان کے اخیر عشرے مین مگر یہہ مقتضی ہے اسکو کہ مؤکدہ اسی عشرے مین ہے مطلقاً
اور ظاہر ہے کہ وہ عام ہے عینی نے مبسوط سے نقل کر کے کہا ہے کہ وہ قربت مشروعہ ہے اور منیۃ المفتی مین ہے کہ وہ سنت ہی اور
بعضون نے کہا ہے کہ وہ قربت ہے انتہی کہا شمنی نے کہ حق یہہ ہے کہ وہ تین قسم ہے واجب اور وہ اعتکاف منذور ہے اور سنت اور وہ
اخیر عشرے مین ہے اور سوا ان دونون کے مستحب ہی اور ایسے ہی مفہوم ہوتا ہے تبیین سے پہر اگر کہا جاوے کہ زہری نے کہا ہے
تعجب ہی آدمیون سے کیسے ترک کر دیا ہے اعتکاف کو اور حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عبادتین نفلی کبہی کرتے تہے
اور کبہی نہین بخلاف اعتکاف کے کہ اوسکو کبہی ترک نہین کیا پس جواب اسکا بعضون نے اسطور سے دیا ہے کہ اکثر صحابہ نے
اعتکاف نہین کیا ہے اور فرمایا ہے حضرت نے من احب منکم ان یعتکف فلیفعل اور بعضون نے یون جواب دیا ہے کہ حق یہہ ہے
کہ ثابت ہوا ہے ترک اعتکاف کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض رمضانون مین اور بعض محاسن اعتکاف سے یہہ ہے کہ
اوسمین فارغ کرنا دل کا ہے امور دنیا سے اور سپرد کرنا اپنے نفس کا ہے طرف مولی کے اور ملازمت اوسکی عبادت کی ہے
اور اوسکی بیت کی انتہی من نجم العلم وشرح الشیخ فخر الدین وامرنا بالتماس لیلۃ القدر فیہا اور حکم فرمایا ہے ہمکو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ساتہہ تلاش کرنے شب قدر کے اخیر عشرے مین تحقیق اوسکے فواضل لیالی مین گذر چکے اور فضیلت اوسکی آیتون اور
حدیثون مین آئی ہے خاصکر اخیر کے عشرہ کی طاق تاریخون مین اور وہ اکیسوین [21] اور تئیسوین [23] پچیسوین اور ستائیسوین اور انتیسوین [29]
راتین ہین چنانچہ بخاری نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلب کرو شب قدر کو بیچ دس
راتون اخیر رمضان کے اور یہی بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ساتہہ کوشش اور اجتہاد کی ڈہونڈو تم
شب قدر کو طاق راتون مین بیچ دس اخیر کی راتون کے کہ پانچ راتین ہین انتہی خاصکر ستائیسوین [27] شب کہ روایتین اس جانب
مین بہت ہین اور وارد ہوئی ہین حدیثین بیچ تحریص اور ترغیب زندہ رکہنے لیلۃ القدر کے اور مختار یہہ ہے کہ اکثر شب زندہ رکہے
اور جو تمام رات عبادت کرنا منجر بمرض نہو اور فرائض اور سنتون مین خلل نہ پڑے تو یہہ افضل ہے اور نہین تو جسقدر توفیق قیام کی
پاوے مقصود حاصل ہے اور حکمت اسکی پوشیدہ کرنے مین یہہ ہے کہ آدمی اسکے تلاش مین کوشش اور اجتہاد کرین نجم العلم مین ہے
کہ شیعہ کہتے ہین کہ شب قدر مرفوع ہو گئی اور ایسی روافض سے منقول ہے کہا عینی نے کہ حکایت کی ہے فاکہانی نے شرح عمدہ مین
حنفیہ سے مثل قول روافض کے مین کہتا ہون کہ یہہ نقل حنفیہ سے صحیح نہین ہے اور یہہ قول علیہ السلام کا التمسوہا فی کذا وارد ہوتا
اون لوگون پر کہ رفع کی قائل ہین اور تحقیق روایت کی ہے عبد الرزاق نے طریق داود بن ابی عاصم سے اوس نے عبد اللہ سے کہ
کہا مین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ گمان کیا ہے لوگون نے کہ لیلۃ القدر اوٹہ گئی کہا جہوٹ بولا جس نے یہہ کہا انتہی

دیا ہی ہے سائر الایام الفاضلۃ کالاشہر الحرام اور محافظت کرے واسطے روزہ رکھنے کے تمام دونون بزرگ کے کہ تمام برس مین واقع ہین
بقدر استطاعت کے مانند مہینون حرام کے کہ قتل اون مین ممنوع ہے اور چار مہینے ہین تین تو برابر ملے ہوئے ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم
اور چوتھا رجب کہ جدا ہے سب سے شرح علی قاری مین ہے ای بر محرم پس زیادہ تر ہیچ اوسکے اگر روزہ رکھے تو بعد مہینے رمضان کے
پس بعد روزہ رکھے محرم مین پس وہ شہر اللہ ہے الحدیث روایت کیا ہے اسکو شافی نے علی سے اور اسلیئے کہ وہ ابتدای سال ہے پس بنا کرے
اوسکا اوپر بھلائی کے بہتر ہے واسطے ہمیشہ رہنے برکت کے اور طبرانی کے معجم مین ہے ابن عباس کی حدیث سے جس نے روزہ رکھا
ایکدن محرم سے پس اوسکے لیے بدلی ہر روزہ کے تیس نیکیان ہین اور انس سے مروی ہے جس نے روزہ رکھا تین دن شہر حرام سے
پنجشنبہ اور جمعہ اور ہفتہ تو لکھتا ہے اللہ تعالی اوسکے لیئے نو سو برس کی عبادت روایت کیا ہے اس حدیث کو ازدی نے ضعفا مین
اور ابن شاہین نے اپنی ترغیب مین اور ابن عساکر نے روایت کی ہے انس سے کہ لکھتا ہے اللہ تعالی واسطے اوسکے ساتھ سو برس کی
عبادت اور طبرانی کی روایت مین ہے اوسط مین انس سے عبادت دو برس کی اور ماہ رجب پس روایت کی ہے ابو محمد خلال نے
ابن عباس سے کہ اول دن کا روزہ ماہ رجب سے کفارہ تین برس کا ہے اور دوسرا کفارہ دو برس کا اور تیسرا کفارہ ایک برس کا
پھر ہر روز کفارہ ایک مہینے کا ہے انتہی اور مجمع العلم مین ہے کہ شہر حرام چار مہینے ہین تین تو ملے ہوئے ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم
اور ایک فرد وہ رجب ہے کما احیاء مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کا روزہ شہر حرام سے افضل ہے اور تیس
تیس روزون سے اور ایک دن کا روزہ ماہ رمضان کا افضل ہے تیس روزون شہر حرام سے اور روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ افضل روزون کے رمضان کے بعد شہر اللہ المحرم ہین ظاہر اس حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ جمیع شہر محرم مراد ہے اور
طیبی نے کہا ہے کہ ارادہ کیا ہے عاشورہ کا دن انتہی پس یہہ کلام باب ذکر کل اور ارادہ بعض سے ہوگا کہا علی قاری نے کہ اسے یہ
حدیثین روزہ رجب کی پس کہا ہے بعض حفاظ نے کہ وہ موضوع ہین اور کہا فیروزآبادی نے صراط المستقیم مین کہ نہین ثابت ہوئی
رجب کے روزہ اور نہ اوسکی تفضیل مین کوئی چیز بلکہ ثابت ہوئی ہے اوسکے روزہ کی کراہیت اور مواہب اللدنیہ مین ہے کہ وہ
جو بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ رجب افضل ہے تمام مہینون سے یعنے رد کیا ہے اوسکے تفضیل کی ہے اوسکے نووی وغیرہ محققون
مذہب شافعی سے اور کہا کہ نہین جانتے ہین ہم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا ہے اوسمین بلکہ ابن عباس سے رجب کے
روزہ کی نہی آئی ہے روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ نے لیکن سنن ابن ماجہ مین کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب
جانتے تھے روزہ رکھنے کو مہینون حرام مین اور رجب بھی انہین مین سے ہے اور یہہ بھی صریح سنن ہے اور روایت کی ہے ابوداود
نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ سوال کیے گئے کہ آیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رجب مین رکھا ہے کہا ہان
اور بزرگ جانا ہے اوسکو اور ابی قلابہ سے مروی ہے کہ اونہون نے کہا جنت مین قصر ہین رجب کے روزہ رکھنے والون کے لیے کہا بیہقی نے
کہ ابو قلابہ بڑے تابعین مین سے ہے جو اوسکے نزدیک نہ ثابت ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو ایسا لکھتا انتہی کہا طیبی نے
کہ دلالت کرتے ہین حدیث مشہور جو یہہ ہے کہ نہین ہے کوئی دن محبوب زیادہ نزدیک اللہ تعالی کے یہہ کہ عبادت کیجاوے اوسکی بیچ

عشرۂ ذی الحجہ سے کیا جاتا ہے اور اوسکے ہر دن کا روزہ برابر برس دن کے روزی کے اور قیام اوسکی ہر رات کا برابر قیام لیلۃ القدر کے
اس بات پر کہ نو روز کے روزے اول ذی الحجہ سے سنت ہین پس کیسے ترک کیے جاوین انتہی پہر اگر کہا جاوے کہ اس قول مین کہ ان دنو نکے
روزے سنت ہین اور اوس حدیث مین کہ روایت کی ہے مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ہم نہین دیکہا مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو عشری مین کبہی یعنے اول ذی الحجہ کے عشرے مین ظاہر منافات ہے پس اس منافات کے دفع مین علما کے بہت قول
ہین اونہین مین سے یہ ہے کہ جائز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان روزون مین روزی رکہے ہون لیکن حضرت عائشہ کو اسکا
علم نہ ہوا ہو اور جبکہ معارض ہوتی ہے نفی اور اثبات پس اثبات مقدم ہوتا ہے اور وارد ہوتا ہے اس قول پر کہ یہ جب تمام ہوگا کہ
ثابت ہووے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دنون مین روزی رکہے ہین اور حدیث مشہور اسپر دلالت نہین کرتی علاوہ یہ کہ آپ روزہ
رکہتے اور حضرت عائشہ خبر نہوتین یہ خالی بعد سے نہین ہے کیونکہ ان دنون مین آپکی نوبت کا دن بہی ضرور ہوگا اور بہی ایراد کیا ہے کہ لفظ قولا کا
جو حضرت عائشہ کی حدیث مین ہے منافی ہے حمل کرنے روئیہ کو روئیہ علیہ پر پس اس مین تامل ہے اور اونہین مین سے یہ ہے کہ سنت جیسے کہ ثابت
ہوتی ہے ساتہ فعل کے ایسی ہی ثابت ہوتی ہے قول کے ساتہ بہی اور شک نہین ہے کہ حدیث مشہور مین تحریص اور برانگیختہ کرنا ہے اوپر
ان دنون کے روزہ رکہنے پر پس ترک کرنا اونکا واسطے کسی غرض اور مانع کے نہین دفع کرتا ہے سنت کو جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے تحریص فرمائی ہے داؤد علیہ السلام کے روزی پر باوجودیکہ خود حضرت نے ویسے روزے نہین رکہے کہا علی قاری رحمہ اللہ کہ مین نے
دیکہا ہے کہ روایت کی ہے احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوین تاریخ ذی الحجہ کو روزہ رکہتے تہے پس یہ محمول ہے
اس پر کہ کبہی اچانک نوین تاریخ کو روزہ رکہا ہووے اور بیہقی کی حدیث مین آیا ہے سردار سب مہینون کا رمضان ہے اور اعظم سب کا
از روے حرمت کے ذی الحجہ ہے اسیواسطے غزالی وغیرہ نے کہا ہے کہ ذی الحجہ افضل اشہر حرم کا ہے خلاف اوسکے کہ کہتا ہے کہ وہ رجب
یا محرم ہے اور شرعۃ الاسلام مین ہے کہ مستحب ہین روزے ذی الحجہ کے عشری کے انتہی کلام القاری اور مصنف نے جو خاص ذی الحجہ کے
عشرہ کے ذکر کو ترک کر دیا شاید کہ اوسکے نزدیک اوسکے ثبوت مین کچہ شبہہ ہو واللہ اعلم انتہی مانی النجم اور شرح شیخ فخر الدین مین ہے
کہ ترمذی نے علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر روزہ رکہنے والا ہو تو بعد شہر
رمضان کے پس روزہ رکہہ ماہ محرم مین اور طبرانی نے سعید بن راشد سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رجب
ماہ عظیم ہے دو چند کرتا ہے اللہ تعالی اوسمین نیکیون کو پس جو کوئی کہ روزہ رکہے ایک دن رجب سے پس گویا کہ روزے رکہے ایک
سال کے اور جو کوئی کہ روزہ رکہے اوسمین سات روز بند کیے جاتے ہین اوس سے ساتون دروازے دوزخ کے اور جو کوئی کہ آٹہ روزے
اوسمین روزے رکہے کہولے جاتے ہین اوسکے لیے آٹہون دروازے بہشت کے اور جو کوئی کہ سولہ دن اوسمین سے روزہ رکہے سوال
نہین کریگا اللہ تعالی سے کچہ مگر یہ کہ دیویگا اوسکو اور جو کوئی کہ پندرہ روز اوسمین سے روزہ رکہے آواز دیتا ہے منادی آسمان سے کہ
تحقیق بخشے گئے تیرے جو کچہ کہ گناہ تہے انتہی اور بہی جمع الجوامع مین سلمان سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
رجب مین ایک دن اور ایک رات ہے کہ جو کوئی اوس دن مین روزہ رکہے اور اوس رات مین نماز پڑہے تو اوسکو مانند سو برس کے

روزہ رکھنا ثواب ہوتا ہے اور مانند سو برس کے نماز دنکا اور وہ ستائیسواں دن اور اوسکی رات ہے اور حدیثین بہت بیچ فضیلت
کے وارد ہین بخوف ملال کے ترک کرنا لازم ہوا انتہی لاسیما عرفہ تھا مکر مینون حرم مین سے دن عرفہ کا اسلیے کہ ابن ماجہ نے ساتھہ
قتادہ بن نعمان سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے روزہ رکھا دن عرفہ کے مغفرت کرتا ہے اللہ تعالی اوسکی لیے دو برس کے گناہ ایک
پہلے برس کے اور ایک برس پیچھے کے اور روایت کی ہے مسلم نے طویل حدیث مین قتادہ سے مرفوعا صیام یوم عرفہ احتسب علی اللہ
ان یکفر السنۃ التی قبلہ والسنۃ التی بعدہ ملا علی قاری نے مظہر سے نقل کیا ہے کہ سال آیندہ کے گناہ ہونگے تکفیر اس سے
ہے کہ گناہون سے محفوظ رہتا ہے اور بہی امام الحرمین سے نقل کیا ہے کہ صغائر کی تکفیر ہوتی ہے اور کہا قاضی عیاض نے یہی اہل سنت
والجماعت کا مذہب ہے اور کبیرہ گناہ پس نہین ہے تکفیر اونکا مگر توبہ یا اللہ تعالی کی رحمت اور نووی نے کہا ہے کہ مراد گناہون
صغائر ہین اور جو صغائر نہون تو تخفیف کبائر کی امید کیجاتی ہے اور جو کبائر بہی نہون تو بلند کیے جاتے ہین درجے کہا ابن ہمام
کے دن روزہ رکہنا غیر حاجیون کے لیے تو مستحب ہی اور حاجیونکو اگر ضعیف کر دیوے وقوف اور دعوات سے تو مستحب ہے ترک اوسکا
بعضون نے کہا ہے کہ مکروہ ہی ساتھہ کراہیت تنزیہی کے بسبب خلل انداز ہونے اوسکے اہم ترین مقاصد مین اور تحقیق ثابت ہے
کہ آنحضرت علیہ السلام نے عرفہ کے دن افطار کیا ہے حجۃ الوداع مین اور گویا کہ یہ آسانی ہے امت پر اور نیز اسکا شفقت اور رحمت
بلکہ وارد ہے آنحضرت علیہ السلام سے نہی عرفہ کے دن روزہ رکھنے مین عرفات مین روایت کیا ہی اسکو احمد اور ابو داود اور ابن ماجہ
حاکم نے ابو ہریرہ رض سے انتہی من مجمع العلوم شرح علی القاری و عاشوراء اور دن عاشورہ کا مروی ہے ابی عمر سے اور سیبویہ
ذکر کیا ہے سیبویہ نے اسمین مد اور قصر دونون اور اہل حدیث نے چہوڑ دیا ہے اسکو اوپر قصر کے اور وزن اسکا فاعولا ہے ابن
لغوی سے منقول ہے عاشوراء مد کے ساتھہ اور نہین آیا ہے کلام عرب مین وزن فاعولا مگر عاشوراء اور ضاروراء کہ نام ہے ضراء
اور ساروراء کہ نام ہے سراء کا اور دالولاء کہ نام ہے دالہ کا اور جالوراء کہ ایک موضع کا نام ہے اور کہا خلیل نے کہ وہ عاشوراء دسواں
روز ہے اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا صحابہ اور تابعین سے اور بعض اسطرف گئے ہین کہ وہ نوان روز ہے اور بعضون نے کہا
کہ وہ گیارہوان روز ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے دسوین دن کی وجہ تسمیہ مین کہ اسکو عاشوراء کیون کہتے ہین پس بعضون نے کہا
کہ وہ دسوین تاریخ ماہ محرم کی ہے اور یہ ظاہر ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ عاشوراء اسلیے کہتے ہین کہ دس انبیا علی نبینا وعلیہم السلام
اوسدن مین بزرگی دیے گئے ہین موسی علیہ السلام کو نصرت اور فتح دی گئی اور چیر گیا دریا اور ڈبویا گیا فرعون اوسی دن مین اور
نوح علیہ السلام کو ٹہری کشتی اونکی جودی پر اوسی دن مین اور یونس علیہ السلام کو اوسیدن مین مچھلی کے پیٹ سے نجات دی گئی
آدم علیہ السلام کو اوسیدن توبہ قبول کی گئی اونکی اور یوسف علیہ السلام کو اوسیدن کنوین سے نکالے گئے اور عیسے علیہ السلام کو اوسیدن
پیدا ہوئے اور اوسیدن آسمان پر اوٹہائے گئے اور داود علیہ السلام کو اوسیدن توبہ قبول کی گئی اونکی اور ابراہیم علیہ السلام کو اوسیدن
پیدا ہوئے اور یعقوب علیہ السلام کو اوسیدن بینائی پہیری گئی اونکی اور ہمارے شفیع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسیدن اگلے پچھلے گناہ معاف
ہونگے اور اتفاق کیا ہے علما نے اسپر کہ عاشورے کے دن کا روزہ سنت ہے اور واجب نہین ہے اور سوا اسکے نہین کہ اختلاف

اوسکے حکم مین بیچ اول اسلام کے پس کہا ابوحنیفہ رح نے کہ واجب تہا اور اصحاب شافعی کے دو قول ہین مشہور تر او نکا یہہ ہی کہ موکد مستحب تہا
اور دوسرا قول وہی ہے جو امام ابوحنیفہ کا ہے اور کہا قاضی عیاض نے کہ بعض سلف اوسکو فرض کہتے ستہے اور باقی ہے اونکی فرضیت اور
نہین منسوخ ہوا اور گذر گئے اس قول کے قائلین اور مقرر گیا ہے اجماع اسپر کہ وہ مستحب ہے اور اوسکی فضیلت مین بہت حدیثین مروی ہین
اونمین مین سے یہہ ہے کہ کہا ابن عباس رض نے نہین ہے واسطے کسی دن کے فضیلت اوس دن پر کہ افضل ہے اوسمین روزہ رکہنا
مگر مہینہ رمضان کا یا دن عاشورے کا اور روہ حدیث کہ روایت کیا ہے اوسکو عاشورے کی رات اور اوسکے دن مین نماز پڑہتے مین اور اوس
دن مین سرمہ لگانیکی فضیلت مین پس وہ صحیح نہین ہے یہہ سب عینی بخاری کی شرح سے منقول ہے اور فیروزآبادی نے صراط المستقیم
مین کہا ہے کہ وہ حدیثین کہ وارد ہین بیچ فضیلت اس دنکے نماز اور انفاق اور خضاب کرنے اور تیل لگانے اور سرمہ لگانے اور
کہچڑا پکانے وغیرہ مین سب موضوع اور مفتریات ہین اور حدیث کے اماموں نے کہا ہے کہ سرمہ لگانا اوسمین بدعت ہے نکالا ہے
اسکو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلون نے انتہی اور ابن حجر نے بہی صواعق محرقہ مین اون دس خصلتون کو کہ بعضون نے نظم
بہی کی ہین موضوعات مین شمار کیا ہے اور کہا ابن ہمام نے کہ مستحب ہی عاشورے کے دن کا روزہ اور مستحب ہے کہ اوسکے پہلے دن
بہی روزہ رکہے یا بعد کے دن کیونکہ اسکا اکیلا روزہ رکہنا مکروہ ہی بسبب تشبیہ یہود کے انتہی اور ایسی ہی محیط مین ہے کہا علی قاری
رحمہ اللہ نے کہ روایت کی ہی احمد نے کہ روزہ رکہو دن عاشورہی کے اور مخالفت کرو یہود کی اوسکے پہلے دن روزہ رکہو اور بعد اوسکے
ایک دن پس ظاہر اس حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ واو بمعنی او کے ہے کیونکہ مخالفت حاصل ہوتی ہے ساتہہ ایک کے دونون مین سے
اور اخذ کیا ہے شافعی وغیرہ نے ساتہہ ظاہر حدیث کے پس جمع کرتے ہین تینون مین انتہی اور بدایع مین ہے کہ مکروہ جانا ہی بعضون نے
اکیلا روزہ رکہنا اور نہین مکروہ جانا ہے عام علماء نے کیونکہ وہ ایام فاضلہ سے ہے انتہی من نجم العلم والعشرین اور دونون عشرے
یعنی ذی الحجہ کا پہلا عشرہ اور محرم کا پہلا عشرہ نجم العلم مین ہے کہ اخذ کیا ہے اوسکو مصنف نے قوۃ القلوب سے کہ اوسمین کہا ہے
اور افضل روزے مہینون حرام کے وہ ہین کہ واقع ہون دو عشرون مین اونکے یعنی محرم اور ذی الحجہ سے انتہی اور ترک کر دیا ہے
امام غزالی نے احیاء مین اور مین نے اسمین کوئی حدیث نہین پائی انتہی اور شرح علی قاری مین ہے کہ وارد ہوا ہے مامن ایام
العمل فیہن افضل واحب الی اللہ من ایام عشر ذی الحجہ ان صوم یوم منہ یعدل صیام سنۃ و قیام لیلۃ منہ یعدل
قیام لیلۃ القدر روایت کیا ہے اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے حدیث ابوہریرہ سے اور بخاری کے نزدیک ابن عباس کی
حدیث سے ہے ما العمل فی ایام افضل من العمل فی ہذا العشر قال ولا الجہاد الا رجل خرج یخاطر بنفسہ ومالہ فلم یرجع انتہی اور ینبوع
الحکم مین ہے ای عشرہ محرم پس بسبب شامل ہونے اوسکے عاشورہ کے دن کو اور وہ وہ دن ہے کہ بزرگی دی ہے
اوسکو اللہ تعالی نے تمام دنون پر جو شخص کہ پڑہے اوسمین چار رکعتین پڑہے ہر رکعت مین فاتحہ ایک مرتبہ اور قل ہو اللہ احد پچاس
مرتبہ تو بخشتا ہی اللہ تعالی اوسکے گناہ پچاس برس گذرے ہوئی کے اور پچاس برس آنے والے کے اور بناتا ہے اوسکے لیئے
ملاء اعلی مین ہزار محل نور سے اور دوسری حدیث مین چار رکعتین ہین دو سلامون سے پڑہی ہر رکعت مین فاتحۃ الکتاب ایک مرتبہ

اور اذا زلزلت الارض زلزالہا ایک مرتبہ اور قل یا ایہا الکافرون ایک مرتبہ اور قل ہو اللہ احد ایک مرتبہ اور درود بھیجے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر ستر مرتبہ جبکہ فارغ ہو چکے نماز سے کذا فی غنیۃ الطالبین تحقیق سوال کیے گئے بعض یعنی حدیث اور فقہ سے
سرمہ لگانے اور غسل کرنے اور کہچڑا پکانے اور نئے کپڑے پہننے اور ظاہر کرنے خوشی سے دن عاشورے کے پس کہا نہین وارد
ہوئی ہے اسمین کوئی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ کسی صحابی سے اور نہ کوئی حدیث ضعیف اور وہ جو کہا گیا ہے سرمہ لگانے
اور غسل کرنے اور عیال پر وسعت کرنے سے اور یہہ کہ اوسمین حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی ہے اور حضرت نوح کی کشتی ٹہہری
اور ابراہیم علیہ السلام کو نجات ہوئی ہے اور ذبیح اللہ کا فدیہ پہونچا ہے اور پہرے ہین یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام پر پس
سب یہہ موضوع ہین مگر حدیث عیال پر وسعت کرنے کی لیکن اوسکی اسناد مین بہی وہ راوی ہین کہ اونمین کلام کیا گیا ہے پس والی
بسبب جہل اپنے کے اسکو موسم بناتے ہین اور رافضی اوسکو ماتم کا دن جانتے ہین اور دونون خطا پر ہین اور مخالف ہین سنت کے
کذا فی الصواعق المحرقۃ للشیخ ابن حجر سے کے اور عشرۂ ذی الحجہ پس اسلیے کہ وہ دن ہین کہ فضیلت دی ہے اونکو اللہ تعالی نے
اور گردانی ہے حرمت اونکی راتون کے مانند حرمت اونکے دنون کی پس جو شخص کہ نماز پڑھے دس راتون مین اخیر شب کو چار رکعتین پڑھے
اسطور سے کہ ہر رکعت مین فاتحۃ الکتاب ایک مرتبہ اور معوذتین تین تین مرتبہ اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص اور آیۃ الکرسی اور مکرر کرے اوسکو
ہر رکعت مین پس جبکہ نماز سے فارغ ہو چکے تو اوٹہاوے دونون ہاتہہ اپنے اور پڑہے سبحان ذی العزۃ والجبروت سبحان ذی الملک
والملکوت سبحان الحی الذی لا یموت لا الہ الا ہو یحیی ویمیت وہو حی لا یموت سبحان اللہ رب العباد والبلاد والحمد للہ کثیرا طیبا
مبارکا علی کل حال اللہ اکبر کبیرا ربنا جلالہ وقدرتہ بکل مکان پہر دعا کرے جو کچہہ کہ چاہے پس تحقیق اوسکے لیے اجر ہے
مانند اوس شخص کے کہ بیت اللہ کا حج کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی اور اللہ کے راستے مین جہاد کیا اور نہین
مانگیگا اللہ تعالی سے کوئی چیز مگر یہہ کہ دیتا ہے اوسکو کذا فی الغنیۃ انتہی ما فی ینبوع الحکم وشعبان اور مانند ماہ شعبان کے یہہ
معطوف ہے اشہر حرام پر اور وہ بہی ایام فاضلہ مین سے ہے کہا عینی نے شعبان شعب سے مشتق ہے اور شعب اجتماع کو
کہتے ہین اور شعبان اسلیے نام رکہا گیا کہ اوسمین خیر کثیر رمضان کے لیے جمع ہوتی ہے اور ابن درید نے کہا ہے کہ یہہ مہینہ شعبان
کے ساتہہ اسلیے نام رکہا گیا کہ متفرق ہوتے تھے اسمین واسطے طلب کرنے پانی کے اور جمع اسکی شعبانین اور شعبانات آتی ہے
روایت کی ہے بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا نہین دیکہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ پورے روزے
کسی مہینے کے رکہے ہون مگر ماہ رمضان کے اور نہین دیکہا مین نے اونکو زیادہ روزے رکہنے والا شعبان سے اور زیادہ
روزے رکہنا اسمین اس سبب سے ہے کہ ذکر کیا ہے اوسکو عینی نے کہ اوٹہائی جاتے ہین اوسمین اعمال بندون کی اور استدلال
لایا ہے ساتہہ اوس حدیث کے کہ روایت کیا ہے اوسکو نسائی نے اسامہ کی حدیث سے کہ کہا مین نے یا رسول نہین دیکہتا ہون
مین آپکو کہ روزے رکہتے ہون کسی مہینے مین مانند اوسکے کہ روزے رکہتے ہو شعبان سے فرمایا وہ ایک مہینہ ہے کہ اوٹہائی جاتی
ہین اوسمین اعمال طرف رب العالمین کے پس دوست رکہتا ہون مین یہہ کہ اوٹہائے جاوین عمل میرے اور مین روزہ دار ہون

انتہی صحاح میں وہ داتا الایام البیض اور ایام بیض کہنا کہ نسک وہ نہیں ہے بیض ساتھ کسرہ بائے ابیض کی جمع ہے اور ہمیں
ابیض ساتھ ضمہ بائے کے ہے جیسا القاموس ہے ابیض کی جمع ہے لیکن بسبب ہوشیار کے بدل دیا ضمہ کو ساتھ کسرہ کے
اور ایام البیض ساتھ اضافت کے ہے یعنی ایام اللیالی البیض کی اور لائق ایام البیض ساتھ صفت کے ہے کہنا ہے فی الفاظ
میں بعض التفسیر للفیض اور نقل کیا ہے عینی نے جوالیقی سے کہ عرب کہتا الایام البیض پس گردانا بیض کو صفت ایام کے پس تحقیق
غلطی اوس نے پس کیا کہ قول صحیح نہیں ہے جو جوالیقی نے کہا ہے اور مصنفا سے تعجب ہو کہ جو اس قول کو غفلت کی طرف پھیر
کہا جاوے کہ معنی حقیقت میں تو مجازا پس مصنف نے وصف کیا ایام کا ساتھ بیض کے مجازا واسطے مناسبت کے راتوں
کے دنوں اور مراد اون سے وہ دن ہیں کہ اونکی راتوں میں چاندنی ہو نہ انکا ہیرا اور وہ تین راتیں ہیں تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں
اور مروی ہے ابن عباس سے کہ ان دنوں کو ایام بیض اسواسطے کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جبکہ اوترے طرف
زمین کے تو جلا دیا اونکو آفتاب نے بعد ہبوط کی تیزی سے بدن سیاہ ہو گیا پس وحی بھیجی اللہ تعالے نے طرف اونکے
کہ روزہ رکھو ایام بیض میں پس پہلے دن روزہ رکھنے سے تہائی بدن سپید ہو گیا اور دوسرے دن روزہ رکھنے سے
دو تہائی اور سپید ہو گیا اور جبکہ تیسرے دن روزہ رکھا تو تمام بدن آپکا سپید ہو گیا انتہی اور قائل ہوئے ہیں
ساتھ مستحب ہونے ان دنوں کے روزے کے حضرت عمر بن الخطاب اور عبد اللہ بن مسعود اور ابوذر وغیرہ اونکے تابعین سے
اور ابو حنیفہ اور صاحبین اور امام شافعی اور اوسکے اصحاب اور ابن حبیب مالکی اور احمد اور اسحق اور صحیح کو پہنچا ہے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ وصیت کی مجھکو میرے دوست نے تین خصلتوں کی نہ ترک کرونگا پہلا اس سے کہ میں سوؤں اور دو رکعتیں
میں دو رکعت چاشت کی اور روزہ رکھوں میں تین دن ہر مہینے میں تیرھویں چودھویں پندرھویں کذا فی العینی انتہی من نجم الغنی
اور شرح علی قاری میں ہے کہ ایام بیض وہ دن ہیں کہ راتیں اونکی سفید ہیں یعنی تمام راتوں میں چاندنی رہتی ہو اور وہ تیرھویں
اور چودھویں اور پندرھویں راتیں ہیں اور یہ وہی دن ہیں کہ سپید ہوا تھا ان دنوں میں حضرت آدم کا جسم اون کے روزے
رکھنے کے سبب جبکہ نکلے تھے جنت سے اور سیاہ ہو گیا تھا جسم آدم کا خطا کی اثر سے ابن عباس رضی سے مروی ہے
کہ آنحضرت علیہ السلام نہیں ترک فرماتے تھے ایام بیض کے روزوں کو نہ سفر میں اور نہ حضر میں روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے
اور نسائی نے انتہی من الحمیدیہ اور روزہ جمعہ کا کہ ایام فاضلہ میں سے ہے شرح علی قاری میں ہے کہ افضل یہ ہے کہ اکیلا جمعہ کے دن روزہ
نہ رکھا جاوے بسبب اسکے کہ وارد ہوئی حدیث الا لا تصوموا یوم الجمعۃ منفردا روایت کیا ہے اسکو احمد اور نسائی اور حاکم نے اور ایک روایت
میں ہے الا قبلہ یوما او بعدہ یوما انتہی اور نجم الغنی میں ہے کہ اختلاف کیا ہے علما نے جمعہ کے دن کے روزہ میں پانچ قولوں پر ایک قول تو کراہت
کا ہے مطلقا یعنی اوسکے ساتھ اور دن ملاوے یا نہیں اور یہ مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور یہی کہا ہے نخعی اور شعبی وغیرہما نے
اور دوسرا قول اباحت کا ہے مطلقا یہ مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن منکدر سے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور محمد بن حسن
اور مالک کا اور تیسرا قول یہ ہے کہ اکیلے جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے اور جو ایک روزہ پہلے روزہ رکھے یا ایک روز بعد تو مکروہ نہیں ہے اور

ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیث منسوخ ہے نہیں مراد ساتھ اس قول مصنف کے کہ افطار کرے آخر شعبان میں وہ شخص کہ
نہیں ہو واسطے صوم اوسکا معتاد اور نہیں تو کثرت صوم کی محبوب تھی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ صحت کو پہنچا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تمام شعبان میں روزہ رکھتے تھے کہا ہمارے علماء حنفیہ نے کہ نفل روزہ جائز ہے شک کے دن اوس شخص کے لیے کہ صوم معتاد
کے موافق ہو اور ایسی ہی اوس شخص کے لیے کہ تین دن یا زیادہ آخر شعبان میں روزہ رکھتا ہو اور محیط میں ہے کہ صوم قبل
رمضان کے ایک روز یا دو روز مکروہ ہے اور تین دن پہلے مکروہ نہیں ہے کہا شمنی نے بسبب اوس حدیث کے کہ روایت کی ہے کتب
ستہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ آگے کرو کوئی تم رمضان کو ساتھ ایک دن کے روزے یا دو دن کے
روزے کی مگر وہ آدمی کہ ہمیشہ سے روزہ رکھتا ہو پس وہ روزہ رکھے انتہی اور نزدیک امام شافعی رحمہ اللہ کے مطلق مکروہ ہے نفل روزہ
رکھنا جبکہ آدھا مہینا شعبان کا ہو چکے بسبب حدیث ابو ہریرہ کی کہ ضعیف کہا ہے اوسکو احمد نے اور ظاہر حال مصنف سے
معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے امام غزالی کی متابعت کی ہے افطار کے حکم میں بیچ آخر شعبان کے انتہی کلام اسی طرح فرمایا وروح فضل الصیام صوم اخی
داود شدۃ انکسار النفس بخلف العادۃ پر حکمت اوسکی بیچ اوس حدیث طویل کے کہ صحیحین میں عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر روزوں کا روزہ بھائی میرے داود علیہ السلام کا ہے بسبب سختی شکستگی نفس کی اور مشقت اور کلفت میں
ڈالنا اوسکا بیچ ساتھ دور کرنے عادت کے کیونکہ روزہ داود علیہ السلام کا یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک روز افطار کرے پس
البتہ ساتھ صوم کے عادت نہیں پکڑتے اور سختی اور شدت روزہ کی نفس پر غالب آتی ہے اور مشقت پہنچاتا ہے پس ساتھ حکم خیر
الامور اوسطہا کے افضل ہوگا اور مؤید ہے اسکی وہ حدیث ہے جو صحیحین میں ہے منازلت داود علیہ السلام کے سے واسطے عبد اللہ بن عمرو کے صیام الدہر
اسے بار بار اوتارنے آنحضرت کے سے عبد اللہ کو ایک درجہ سے طرف درجہ دوسرے کے اور وہ بار بار کہتے تھے کہ ارادہ کرتا ہوں بہتر
افضل اس سے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھ ایک دن اور افطار کر ایک دن پس عرض کیا کہ ارادہ رکھتا ہوں افضل اس سے
پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں افضل ہے اس سے اسلئے کہ یہ اشد ہے نفس اور راوی کی نحوست چاہیے اور اوسکی مانند ہوئی ہے اور کہا ہے وہ بیچ ہمیں بیان صبر کے ہے
ایک دن اور شکر کی ہے ایک دن پس تحقیق فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پیش کی گئیں میرے اوپر کنجیاں دنیا کی خزانوں کی اور کنجیاں
زمین کی خزانوں کی پس پھیر دیا میں نے اونکو اور کہا میں نے کہ بھوکا رہونگا میں ایک روز اور پیٹ بھرونگا میں ایک دن حمد کرونگا میں تیری
جس وقت کہ سیر ہونگا اور عاجزی اور زاری کرونگا میں تیری جبکہ بھوکا ہونگا میں روایت کی ہے اسکو ترمذی نے حدیث ابی امامہ سے اور
حسن کہا ہے اور تحقیق میں نے کہا ہے کہ کمال ہر شیء کا وہ نسبت ہے درمیان تجلی صفت جلال اور جمال کی اور تحقیق مراد ہے کہا ہے الایمان
نصفان نصفہ صبر و نصفہ شکر یعنی ایمان کے دو جز ہیں ایک جز اوسکا صبر ہے اور ایک شکر اور فرمایا اللہ تعالی نے ان فی ذلک لآیات
لکل صبار شکور انتہی من شرح علی القاری بخلاف صوم الدہر بخلاف روزہ تمام سال کے کہ عادت ہو جاتی ہے اور جسکہ عادت ہو گئی صوم کی
تو زائل ہو جاتی ہے کلفت اور مشقت کہ مدار اجر اور ثواب کا اسی پر ہے اور صوم داود علیہ السلام کا نہایت اعتدال
کے مرتبہ کا ہے اور درمیان جانبوں عادت اور عبادت کے اوس میں رعایت ہے اسی واسطے بعض علماء نے کہا ہے کہ کوشش کر

مقصود صلاح قلب کی ہے واسطے حضور کے سامنے پروردگار کے اگر صلاح باطن کی روزہ رکھنے مین ہو تو روزہ رکھے اور جو افطار
صلاح ہو تو افطار کرے وکان علیہ الصلوۃ والسلام یصوم حتی یقال لا یفطر وکذا یفطر حتی یقال لا یصوم اور تھے آنحضرت علیہ الصلوۃ
والسلام کہ روزہ رکھتے تھے متصل یہانتک کہ جانا تھا کہ کبھی افطار نکرینگے اور کبھی افطار کرتے تھے پے در پے یہانتک کہ کہا جاتا تھا کہ کبھی روزہ
نہین رکھینگے ویقوم حتی یقال لا ینام وینام حتی یقال لا یقوم اور نماز پڑھتے تھے رات مین بہت یہانتک کہ کہا جاتا تھا کہ نسو دینگے اور
کبھی سوتے تھے یہانتک کہ کہا جاتا تھا نماز نہین پڑھینگے شرح علی قاری مین ہے کذا فی الاحیاء اور کہا عراقی نے کہ یہ حدیث
کان یصوم حتی یقال لا یفطر الحدیث نکالا ہے اسکو شیخین نے حدیث حضرت عائشہ اور ابن عباس سے سوای ذکر قیام اور نوم کے
اور بخاری مین انس رض کی حدیث سے ہے کان یفطر من الشھر حتی یظن انہ لا یصوم فیہ ویصوم حتی یظن ان لا یفطر منہ شیئا
وکان لا تراہ من اللیل مصلیا الا رایتہ ولا نایما الا رایتہ اور یہ حدیث شمائل ترمذی مین بھی ہے اور تحقیق مین نے اوسکی شرح کی ہے
اور تہا یہ مقام آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو بسبب اوسکے کہ کشف ہوتا تھا اونپر ساتہ نور نبوۃ کے پس بعض حالات مین قیام فرماتے تھے اور بعض مین نہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الرابع فی السفر والحج والغزو باب چوتھا بیچ بیان سفر کرنیکے دینی ہو یا دنیوی اور بیچ بیان حج کی اور جہاد کرنیکے خدا تعالی کی راہ مین
مخفی نرہے کہ ذکر حج اور غزو کا بعد سفر کی تخصیص بعد تعمیم ہے اور سفر لغت مین ضد حضر کی ہے اور اس ترکیب مین سفر کی معنی کشادہ ظاہر اور خروج
کی ہین چنانچہ عرب کی محاورہ مین کہتے ہین اسفر الصبح اذا انکشف ضیاؤہ یعنے ظاہر ہو گئی صبح جبکہ کہل جاتی ہے روشنی اوسکی اور میانجی اور قاصد کو بھی
سفیر کہتے ہین کہ اسکے سبب سے دونون طرف کا حال کہل جاتا ہے اور حج کے لغوی معنی قصد کی ہین اور شرع مین عبارت ہے اس سے کہ قصد کرے
بیت اللہ شریف کا اوپر وجہ مخصوص کے اور حرف حاء کا فتح اور کسرہ دونون لغت ہین اور آیۃ کریمہ وللہ علی الناس حج البیت مین دو
قرائتین آئی ہین اور غزو کے معنی لغت مین قصد کرنیکے ہین طرف دشمن دین کے واسطے لڑائی کے اور اصطلاح اہل سیر مین غزوہ وہ ہے
جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس لڑائی کے لیے نکلے ہون اور جو لشکر روانہ فرمایا ہو اور خود تشریف نہین لیگئے ہون اوسکو
سریہ کہتے ہین انتہی من شرح الشیخ فخر الدین بسم اللہ الرحمن الرحیم جاننا چاہیے کہ سفر دو قسم ہے ایک سفر ظاہر کا کہ عبارت ہے وطن
کے چھوڑنے اور پہاڑون اور جنگل مین پہرنے سے دوسرا سفر باطن کا کہ عبارت ہے اس سے کہ دل حضیض ارض طبع سے طرف ملکوت
سموات کے سیر کرے اور تہذیب اخلاق اور تصفیہ فکر کا کرے اور بیان اس سفر کا راہ روان عالم دل سے پوچھیے اور سفر ظاہری اگر واسطے
باطن کے سفر کا ہو وے تو محمود ہے نہین تو مذموم اور مقصود اس جگہ بیان کرنا سفر ظاہری کے آداب کا ہے اور اس طریق پر کہ
باطن کے سفر کا وسیلہ ہو پس جاننا چاہیے سفر کہ صادر ہو اختیار سے اور فعل اختیاری بے باعث اور غرض کے نہین ہوتا پس باعث
سفر پر یا کسی چیز کا طلب کرنا ہے یا بہاگنا کسی چیز سے اور مطلوب یا تو دنیوی ہوگا جیسے مال اور جاہ یا دینی اور دینی یا تو علم ہوگا یا عمل پس
علم تین قسم ہے یا تو علم علوم دینیہ سے ہوگا یا علم ہوگا اپنے نفس کی صفات اور اخلاق پر بسبیل تجربہ کے یا علم ہوگا آیات ارضی اور
عجائبات پر اور عمل دو قسم ہے یا تو عبادت ہوگا مثل حج اور عمرہ اور جہاد کے یا زیارت ہوگا خواہ کسی مکان کی زیارت ہو خواہ شخص

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس تک کے خواہ اولیاء اللہ کی قبور تک خواہ علماء صالحین کے اور مصروب سلے ریا یعنی باعث ہوگا اگر بہانا
ہر کسی چیز سے پس یہ دو حال سے خالی نہین یا تو یہ چیز کہ یہ اوس سے بہاگتا ہے اسکو دنیا مین ضرر اور نقصان پہونچاتی ہی جیسے کہ بہاگنا
طاعون اور قحط سے یا دین مین اس سے ضرر ہوتا ہے جیسے بہاگنا قید جاہ اور مال سے کہ سبب اعراض کے ہین مولی سے پس یہ اصل اقسام
سفر کے چار ہین چنانچہ مصنف بیان کرتا ہی السفر اما دینی اور سفر کرنا آدمی کا یا متعلق امور دین سے ہوگا اور مطلوب اوس سے
امور دین ہوگا وہو علی قصد التعلم اور وہ چند قسم ہے ایک یہ کہ سفر کرے بقصد تحصیل علم دینی اور احکام شرعی کے اور یہ سفر محمود
اور مرغوب ہے نزدیک اسلئے وارد ہوا ہے بیچ حدیث ترمذی کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے من خرج من
بیتہ فی طلب العلم فہو فی سبیل اللہ حتی یرجع یعنی جو کوئی کہ نکلی اپنے گہر سے واسطے طلب کرنے علم کے پس وہ بیچ راستہ اللہ تعالی
کے ہے اور ثواب جہاد کا پاتا ہے جب تک کہ لوٹے اپنے گہر کی طرف اور وجہ شابہت طلب علم کی ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کی یہ ہے کہ
اسمین زندہ کرنا دین کا ہے اور رضامندی رحمن کی اور ذلیل کرنا شیطان کا ہے اور تعب مین ڈالنا نفس کا اور توڑنا خواہش اور
لذت کا دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ طلب کرنے والا علم کا افضل ہے اللہ کے نزدیک مجاہد فی سبیل اللہ سے اور
جابر بن عبد اللہ ساتھ اور دس صحابیون کے مدینہ منورہ سے مصر کو گئے تہے تاکہ ایک حدیث عبد اللہ بن انیس سے سنین اور
سائحون کی تفسیر مین لکہا ہے کہ وہ طالب العلم لوگ ہین جو سفر کرین اور کثیر بن قیس سے مروی ہے کہا مین ابو الدرداء کے ساتھ دمشق
کی مسجد مین بیٹہا تہا پس ایک آدمی اونکے پاس آیا کہا ای ابو الدرداء مین آیا ہون تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
مدینہ سے نہین آیا ہون مین کسی حاجت کیو اسطے سوا اسکے کہ جلد سنون مین تجسی حدیث کہا لیس تحقیق سنا ہی مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے فرماتے تہے جو شخص کہ چلا وہ راستہ کہ طلب کرتا ہو بیچ اوسکے علم چلا دیگا اوسکو اللہ تعالی طریقہ جنت کا اور تحقیق فرشتے
البتہ بچہاتے ہین بیچ اپنے بازو واسطے رضامندی طالب العلم کے اور استغفار کرتے ہین اوسکے وہ کہ آسمانون بیچ ہین اور وہ جو زمین مین ہین
اور مچہلیین جو پانی کے درمیان مین ہین اور تحقیق فضیلت عالم کی عابد پر مانند فضیلت چاند لیلۃ البدر کے ہے تمام ستارون پر اور تحقیق
علماء وارث انبیا کے ہین نہین ورثہ چہوڑا انبیا نے کوئی دینار اور نہ درہم سوا اسکے نہین کہ ورثہ چہوڑا ہے علم پس جو شخص کہ اخذ
کرے اوسکو پس اخذ کیا اوسنے حصہ وافر روایت کیا ہے اسکو احمد اور ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ اور دارمی نے اور شرح اسمآ
مین ہے کہ اوسکے لیے لکہا جاتا ہے بدلے ہر قدم کے ایک درجہ اور کم کیجاتے ہین خطائین اوسکی اور لکہی جاتی ہے بدلے ہر کلمہ کے
کہ سیکہتا ہے برس روز کی عبادت اور بدلے ہر سانس کے ایک رکعت کا ثواب ہوتا ہے والتجارب لاصلاح الاخلاق اور دوسرا
سفر دینی ساتھ قصد تجربہ نفس کے ہوتا ہے واسطے اصلاح اخلاق اپنے کے کہ اپنے کو اور اپنی عادتون کو پہچانے تاکہ اون عادتون کی
اصلاح مین کہ مذموم ہین مشغول ہووے نعم اسلیے کہ اصلاح اخلاق کی مہمات دین سے ہے کیونکہ چلنا طریق آخرت کا بے تحسین
صفات اور تہذیب اخلاق کے متعذر اور دشوار ہے اسلیے کہ بد اخلاق آدمی کو باطن کی صفائی ممکن نہین اور تجربہ اخلاق اور
صفات نفس کا اکثر سفر ہی مین ہوتا ہے والسفر یسفر عنہا للبعد عن المالوفات اور سفر ظاہر کر دیتا ہے عادتون مین سے

اون عادتونکو کہ گہر مین پوشیدہ ہوتی ہین بسبب دور ہونے اسکے اون چیزون سی کہ الفت رکہتا تہا یعنی آدمی جب تک ا
گہر مین ہوتا ہے اور تمام کاروبار اوسکے مرضی کے موافق چلتے رہتے ہین تو اپنے اوپر نیک گمان کرتا ہے اور جانتا ہے کہ مین نہا
نیک سیرت ہون اور سفر مین پردہ اخلاق باطن سے اوٹہہ جاتا ہے اور طرح طرح کے حالات پیش آتے ہین کہ صفت بدخوئی
اور عاجزی اپنی پہچانتا ہے والتفکر فی لطایف افعالہ تعالی و عظیم صفاتہ اور تیسرا سفر بقصد تامل اور تفکر اور ملاحظہ کرنے عجائب
اور صنع اوس تعالے اور بزرگ صنعتون اوسکی کے ہوتا ہے تاکہ عجائب صنع ایزدی دریا و جنگل کوہ و بیابان کی اور مختلف حیوانا
اور نباتات نواحی عالم مین دیکہے اور اونسے عبرت پکڑے اسلیئے کہ علم زمین کی نشانیون پر بہی سبب حاصل ہونے بصیرت اور یقین
اور کوئی ذرہ ذرات مین سے موجود نہین ہے کہ دال نہووے اوپر کمال صنع اور قدرت اور علم خالق کے اور ارشاد باری ہے قل سیر
فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلہم پس یہہ یا تو باطن کی سیر سے ہوتا ہے یا ساتہہ ملانے ظاہری سیر کے اور
ارشاد ہے فی الارض ایات للموقنین اور فرمایا سنریہم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسہم اور فرمایا اولم ینظروا فی ملکوت السموات
والارض وما خلق اللہ من شیئ اور بشر حافی سے مروی ہے کہ کہتی ہوا ے گروہ فقیرون کے سیر کرو اور خوش ہو کیونکہ پانی جب کہ زیادہ
مکان مین ٹہر جاتا ہے تو متغیر ہو جاتا ہے اور صوفیہ کا حال سیر ظاہری مین مختلف ہے بعض تو ابتدا مین سفر کرتے ہین اور انتہا مین ا
رہتے ہین اور یہی خوب ظاہر ہے اور بعض ہمیشہ مقیم رہتے ہین اور سفر نہین کرتے اور یہہ اکثر ہے اور بعض ہمیشہ سفر مین رہتے ہین ا
تینون سفر جو مصنف نے بیان کیئے علم کی طلب کے لیئے اور تجربہ حاصل کرنے اور عجائبات مین فکر کرنے کیلیے حقیقت مین اسطرح
علم کے ہین کہ ایک قسم سفر کی ہے چار قسمون مین سے اور دوسری قسم سفر کیواسطے عبادت کی ہے جیسے کہ سفر کرنا واسطے
زیارت قبور انبیا اور اولیا اور زیارت علماء کے جو حیات ہین پس بیچ بیان سفر عبادت کے کہتا ہے والحج اور سفر کر
بقصد حج کے ہے اور یہہ سفر مفروض ہے اور جملہ ارکان اسلام مین سے ہے فوردق اسلیے کہ وارد ہوا ہے قرآن مجید مین وللہ
علی الناس حج البیت آلایہ اور خاص واسطے اللہ تعالی کے ہے آدمیون پر یعنی واجب ہے اوپر قصد خانہ کعبہ کا واسطے زیارت
کے وجہ مخصوص پر اوس شخص پر کہ طاقت رکہے طرف اوسکے راستے کے یعنے زاد و راحلہ اور امن طریق ہو تو واجب ہے اور
جس نے کفران نعمت کیا اور باوجود استطاعت کے حج نہ کیا پس بیشک اللہ تعالے بے پروا ہے عالم والون سے ینبوع الحکم مین جامع
رموز سے نقل کیا ہے کہ حج مال حرام سے نہین واجب ہوتا لیکن جو اوس سے حج کیا تو جائز ہے کیونکہ معاصی نہین منع کرتی ہین طاعا
لیکن جبکہ ادا کیا ساتہہ اوسکے تو نہین کہا جاویگا کہ وہ غیر مقبول ہے انتہی اور یہی حدیث بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ سی مروی ہے
من حج البیت فلم یرفث ولم یفسق خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ جس نے کہ حج کیا خانہ کعبہ کا خاص واسطے اللہ تعالے کے
اور نہ جماع کیا حالت احرام مین اور نہ نافرمانی کی اللہ تعالی کی تو نکلتا ہے گناہون سے مانند پاک ہونے اسکے گناہون سے
جس دن کہ جنا ہے اوسکو اوسکی مان نے روایت کیا ہے اسکو احمد اور بخاری اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سی ساتہہ لفظ
من حج فلم یرفث الحدیث کی اور یہہ حدیث ومن مات ولم یحج فلیمت ان شاء یہودیا وان شاء نصرانیا روایت کیا ہی اسکو

ابن عدی نے حدیث ابوہریرہ رض سے اور ترمذی نے حدیث علی رض سے اور کہا کہ غریب ہے اور اسکی اسناد میں گفتگو ہے اور حدیث
من خرج من بیته حاجا او معتمرا فمات اجری الله له اجر الحاج والمعتمر کل سنة الی یوم القیامة روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے شعب
الایمان میں انتہی من شرح علی القاری اور ینبوع الحکم میں ہے کہ روایت کی ہے مسلم نے اپنی صحیح میں عمرو بن العاص سے
اما علمت ان الاسلام یهدم ما کان قبله وان الهجرة تهدم ما کان قبلها وان الحج یهدم ما کان قبله کذا فی مشارق الانوار مفہوم مطلب
حدیث سے یہ ہے کہ حکم حج کا مانند حکم ہجرت کے ہے یعنے جیسے کہ ہجرت سے پہلے گناہ جاتے رہتے ہیں ایسے ہی حج سے بھی
جاتے رہتے ہیں لیکن باوجود دوسری حدیث میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم نے الله تعالی سے سوال کیا مزدلفہ میں کہ حاجیوں کے
تمام گناہ بخش دے اور کہا اپنی دعا میں یہانتک کہ خون اور ظلم بھی اور قبول فرمایا الله تعالی نے آپکی دعا یہ مقتضی ہے اس بات کو کہ حج سے پہلے
گناہ علی الاطلاق معاف ہوتے ہیں یعنے حقوق العباد ہوں یا حقوق الله کذا فی مبارق الانوار فی شرح مشارق الانوار مگر حقوق العباد
اگر الله چاہیگا تو اسطرح معاف ہونگے کہ مظلوم کو طرح طرح کی نعمتیں دیکر ظالم سے راضی کر دیا جاویگا اور غنیۃ الطالبین میں ہے کہ خبر دی
ہمکو ہبة الله نے ابی علی حسین بن الجباب مقری سے ساتھ اسناد اپنی کے عباس بن مرداس رض سے کہ تحقیق رسول خدا صلی الله علیہ وسلم
نے دعا مانگی اخیر دن عرفہ کے ساتھ مغفرت اور رحمت کے پس قبول فرمائی الله تعالے نے کہ میں نے مغفرت کی اور معاف کیا مگر
ظلم بعض اونکے کا بعض پر اور گناہ اونکے جو درمیان میرے اور درمیان اونکے ہیں پس تحقیق مغفرت کی میں نے اونکی پھر عرض کیا
حضرت نے اے رب تحقیق تو قادر ہے کہ ثواب اور اجر دے اس مظلوم کو بہتر اوسکے ظلم سے اور مغفرت کرے واسطے اس ظالم کے
پس نہیں قبول کیا اس دعا کو اوس آخیر دن میں پس جبکہ اوسکی فجر مزدلفہ میں ہوئی تو پھر اعادہ کیا حضرت نے اس دعا کا پس قبول
کر لیا اوسکو الله تعالے نے کہ تحقیق میں نے مغفرت کی اونکی کہا پھر مسکرائے رسول خدا صلی الله علیہ وسلم پس عرض کی آپسے بعض صحابہ نے
کہ مسکرائے آپ یا رسول الله اوس ساعت میں کہ نہیں مسکراتے تھے اوسمیں پس کہا کہ مسکرایا میں الله کے دشمن ابلیس سے اسلیے کہ جبکہ
اوسنے جانا کہ الله تعالی نے میرے دعا میری امت کے حق میں قبول کر لی تو پکارتا تھا وہ ساتھ خرابی کے اور ڈالتا تھا مٹی اپنے سر پر
انتہی ما فی الینبوع واضح ہو کہ یہ حدیث بہت طریق سے مروی ہے اور بہت اسکے شواہد ہیں اگرچہ بعض علما نے عباس بن مرداس پر جو
اس حدیث کے راوی ہیں کچھ کلام کیا ہے کہ یہ ضعیف ہیں لیکن شواہد کے جہت سے اسکی تقویت ہو گئی ہے اور ضعف اسکا جاتا
رہا ہے چنانچہ خاص اس امر میں کہ حج سے حقوق العباد معاف ہوتے ہیں یا نہیں ایک مستقل ہمارا رسالہ ہے کہ اوسمیں بہت دلیلوں سے
اس امر کو ثابت کیا ہے اور یہ حدیث مع اپنے شواہد اور رد و قدح کے بتفصیل اوسمیں مذکور ہے قریب دس جز کے اوسکا حجم ہوگا چاہیے
اوسمیں دیکھ لے انتہی والجہاد اور دوسرا سفر عبادت بقصد جنگ کرنے کے ہے ساتھ دشمنوں دین کے تجم العلم میں ہے کہ جہاد فرض
کفایہ ہے لیکن جو نفیر عام ہو تو فرض عین ہو جاتا ہے انتہی فور درج لیس وارد ہوا ہے بیچ حدیث احمد اور شیخین اور ترمذی اور ابن ماجہ
کے انس بن مالک رضی الله تعالی عنہ سے لغدوة فی سبیل الله او روحة خیر من الدنیا وما فیها یعنے ایک اول دن چلنا بیچ راستہ خدا کے
ایک آخر دن میں چلنا بہتر ہے دنیا اور اوس چیز سے کہ دنیا میں ہے غدوہ ساتھ فتح غین معجمہ کے اول دن میں چلنے کو کہتے ہیں اور روحہ

ساتھ فتح ہوا کی اخیر دنوں میں چلنے کو کہتی ہیں اور حدیثیں جہاد کی فضیلت میں بہت ہیں طوالت کے خوف سے لکھنا مناسب نہ جانا
اور زیارۃ المدینۃ اور ایک سفر عبادت بقصد زیارت مدینہ منورہ کے بھی ہوتا ہے علی ساکنہا الصلوۃ والتحیۃ بلکہ واسطے زیارت قبر شریف
اور حجرہ لطیف اور مسجد لطیف آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی ملا علی قاری کی شرح میں ہے کہ حدیث میں آیا ہے من زار قبری وجبت
لہ شفاعتی یعنی جسنے میری قبر کی زیارت کی تو واجب ہوگئی اوسکے لیے شفاعت میری روایت کیا ہے اسکو ابن عدی اور بیہقی
اور ابن ابی الدنیا اور طبرانی اور دارقطنی نے ابن عمر سے اور طیالسی نے عمر رض سے مرفوعاً روایت کی ہے من زار قبری کنت
لہ شفیعا او شہیدا کہا ذہبی نے کہ کل طرق اسکے لینہ یعنی نرم اور ضعیف ہیں لیکن تقویت کرتا ہے بعض اسکے بعض کو اسلیے کہ اسکے
راویوں میں سے وہ شخص ہے کہ متہم ہے ساتھ کذب کے اور کہا کہ جید تر اور روی اسناد کے حدیث حاطب کی ہے جسکا یہ مضمون ہے
من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی روایت کیا ہے اسکو ابن عدی اور طبرانی اور دارقطنی اور بیہقی نے حدیث ابن عمر سے اور یہ
حدیث من جاءنی زائرا لا یہمہ الا زیارتی کان حقا علی اللہ ان اکون لہ شفیعا روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے حدیث ابن عمر سے اور
تصحیح کی ہے اسکی ابن سکن نے اور یہ حدیث من وجد سعۃ ولم یفد الی فقد جفانی روایت کیا ہے اسکو ابن عدی اور دارقطنی اور ابن حبان اور خطیب نے حدیث
ابن عمر سے اور ایک روایت میں ہے من حج ولم یزرنی فقد جفانی اور ابن النجار نے تاریخ مدینہ میں حدیث انس سے روایت کی ہے
ما احد من امتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی فلیس لہ عذر انتہی ارشاد الساری میں ہے کہ روایت ہے کہ ایک اعرابی مدینہ میں آیا اور عاشق
ہو لیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر اور مناجات کی اپنے رب سے اور کہا کہ ای رب تحقیق تیرے بندے جبکہ مرتا ہے اونکا کوئی
میت کریم تو وہ غلام آزاد کرتے ہیں اوسکی قبر پر تاکہ آدمی میت کی بزرگی جانیں اے اللہ نہیں پیدا کیا تو نے کوئی زندہ
بزرگ تر اپنے حبیب سے پس آزاد کر دے مجھکو اونکی قبر پر پھر لوٹ گیا اور پہونچا مکہ میں پس جبکہ سویا تو اوس سے کہا گیا اے
اعرابی بیشک نجات پائی تو نے جبکہ سوال کیے تو نے آزادی اپنے نفس کے اور قسم ہے میری عزت کی جو سوال کرتا آزادی
اون کی جو زمین اور آسمان کے درمیان ہیں تو البتہ آزاد کرتا میں انتہی و بیت المقدس اور سفر عبادت بقصد زیارت بیت المقدس
کی ہوتی ہے کہ مسجد اقصی بھی اوسکو کہتے ہیں اور ذکر بیت الحرام چھوڑ دیا اسلیے کہ فضیلت اوسکی ماسبق سے جانی گئی ابن
عمر رض سے مروی ہے کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے جبکہ بیت المقدس کو بنایا تو اللہ تعالی عزوجل سے تین خصلتوں کا
سوال کیا ایک تو حکم اور فیصلہ کرنا موافق حکم اوسکے پس پایا اونکو دوسرے ایسا ملک کہ لائق نہ ہو بعد اونکے کسیکو پس تحقیق
یہ بھی عنایت کیا تیسرے جبکہ مسجد کے بنانے سے فارغ ہوچکے تو یہ سوال کیا کہ جو کوئی اسمیں نماز کے واسطے آوے تو
نکلے وہ اپنے گناہوں سے مانند اوس دن کے کہ جنا اوسکو اوسکی ماں نے اسے پہلے دو باتیں پس بیشک پروردگار
کے جانب سے عنایت ہوگئیں اور تیسری بات بھی امید ہے کہ مرحمت ہوئی ہو روایت کیا ہے اسکو احمد اور نسائی اور ابن
ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے اور صحت کو پہنچا ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے اوسمیں نماز پڑھی ہے اور ابن عمر رض کی حدیث
داخل ہوئی اوسمیں اور پڑھی دو رکعتیں پھر لوٹی اور [illegible] مرفوعاً [illegible] بیت المقدس کو کہ اوسمیں نماز پڑھے تس چاہیے کہ [illegible]

تیل زیتون کا کہ اوسمین چراغ روشن کیا جاوے روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے انتہی من شرح علی القاری فوز ذرح لیس وارد ماعدا
بیچ حدیث شیخین کے ابوسعید خدری رض سے بیچ فضیلت تینون مسجدونکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تشد الرحال
الا الی مسجدی ہذا والمسجد الحرام والمسجد الاقصی یعنے نہ باندہے جاوین پالان یعنے نہ اختیار کیا جاوے سفر طرف مسجدون کے مگر
طرف مسجد نبوی کے کہ یہہ ہے یا طرف مسجد حرام کے کہ نام کعبۃ اللہ کا ہے یا طرف مسجد اقصی کے کہ اوسکو بیت المقدس کہتے ہین اور
مسجد اقصی اس سبب سے کہتے ہین کہ اوس زمانی مین کوئی مسجد اوس سے پہلے نہ تہی لیس انتہا مسجدونکی ساتہہ اوسکے ہوئی یا بسبب بعد
مسافت اوسکی کے مسجد حرام سے شرح علی قاری مین ہے کہ نہین منع کرتی ہے یہہ حدیث زیارت قبور انبیا اور اولیاء اللہ کو کیونکہ
حصر مسجدون کے حق مین ہی نہ تمام مشاہد کے اور مسجد قبا وغیرہ جو مدینے مین ہین بزرگ جگہون سے وہ سب داخل ہین جنس مسجد
نبی علیہ السلام مین یہہ لفظ حدیث کی بنابر اسکے جو مشہور ہن ترجمہ یہ بڑی محدثون کی یہہ ہین لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد
المسجد الحرام ومسجدی ہذا والمسجد الاقصی اور یہی ترتیب مناسب ہے بسبب متفاوت ہونے تینون مسجدون کے بیچ فضیلت نماز
شریف کے اونہین جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نماز مسجد حرام مین برابر لاکہہ نمازون کے ہے اور ایک نماز مسجد نبوی مین
برابر ہزار نمازون کے ہے اور بیت المقدس مین ایک نماز برابر پانسو نمازون کے ہے انتہی اور شروح الحکم مین احیا سے نقل
کیا ہے کہ ابن عباس نے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ ایک نماز مدینے کی مسجد مین برابر دس ہزار
نماز کے ہے اور ایک نماز مسجد اقصے مین برابر ہزار نماز کے ہے اور ایک نماز مسجد الحرام مین برابر لاکہہ نمازون کے ہے انتہی اور [illegible]
مین متن کی حدیث کی شرح مین کہا ہے رحال جمع رحل کی ہے اور وہ کور بعیر ہے اور کہا طیبی نے لا تشد الرحال کنایہ ہے سفر کرنیسے
طرف غیر مسجد کے انتہی لیس باطل ہوا استدلال اوس شخص کا کہ دلیل لایا ہے اسی حدیث کو اوپر منع ہونے سفر کے طرف غیر مساجد کے
مانند زیارت علما اور صالحین اور زیارت قبور اونکی کے اور قبور انبیا کے جیسا کہ نقل کیا ہے نووی نے شرح مسلم مین ابی محمد سے
کہ وہ حرام جانتے ہین پالان باندہنے کو طرف غیر تین مسجدون کے پہر کہا کہ یہہ غلط ہے انتہی تصحیح ترجمہ کہتا ہے کہ شیخ عبد الحق محدث
دہلوی نے لمعات شرح مشکوۃ مین لکہا ہے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ سفر کرنیکے طرف قبور صالحین اور طرف مواضع فاضلہ کے
لیس بعض علما حرام کہنے والے ہین اور بعض حلال ایسا ہی ہے مجمع البحار مین اور کہا بعضون نے کہ نہ سفر کیا جاوے طرف کسی مسجد کے
مساجد سے مگر طرف مساجد ثلثہ کے اسواسطے کہ مستثنے منہ بیچ مستثنے مفرغ کے واجب ہے یہہ کہ ہووے جنس مستثنی کی سی لیس جسوقت کہ
استثنا کی گئین مساجد ثلثہ تو لائق ہے یہہ کہ ہووے مستثنے منہ بہی مساجد اور یہہ جیسا کہ دیکہا جاتا ہے تاویل اچہی ہے ولیکن معنی متبادر
طرف فہم کے نزدیک انصاف کے وہی نہی ہے سفر سے طرف ہر مکان کے مگر مساجد ثلثہ اور اور امکنہ اور مواضع بہی اسمین داخل ہے
ہین ہان اتنا ہے کہ وہ جنس بعید ہے اور نہین واجب ہے بیچ مستثنی مفرغ کے یہہ کہ ہووے جنس قریب واسطے مستثنی کے انتہی لیس
درصورت اختلاف علماء کے اولی تو ترک کرنا اس سفر کا ہے واللہ اعلم اور کہا احیا مین کہ نہین ظاہر ہوا مجکو کہ امر ایسی ہی ہے
بلکہ زیارت مامور بہا ہے ساتہہ اس حدیث کے کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروہا اور یہہ حدیث جو مصنف نے ذکر کی ہے

یہہ حاصل ہے اوسی حدیث کا کہ روایت کیا ہے اوسکو شیخین رحمہما اللہ نے ابی سعید خدری رض سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ هٰذَا اور اشارہ کیا مصنف نے ساتھہ مقدم ذکر
کرنے اپنے کے مسجد نبوی کو طرف فضیلت مسجد نبوی کے اوپر سب غیر پر اور حالانکہ ایسا نہیں ہے اسلیئے کہ ابن حجر اور علی قاری دونون نے
شرح مشکوۃ مین ابن عبد البر اور ابن حزم سے نقل کیا ہے کہ اون دونون نے کہا ہے کہ دو صحابی جلیل القدر یعنی حضرت عمر اور عبد اللہ بن
زبیر کہتے ہین کہ فضیلت رکہتی ہے مسجد حرام مسجد نبوی پر صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی نے انکی مخالفت نہین کی پس ہو گیا مانند اجماع کے
اونکے انتہی اور ممکن ہے یہہ کہ کہا جاوے کہ بسبب رعایت یاے متکلم کے کہ وہ کنایہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ خبر لفظ المسجدی
کا ہے مقدم کیا اوسکو لیکن یہہ بعید ہے ہان مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ہے مسجد اقصے سے جیسا کہ ثابت کیا ہے اوسکو اور مقدم لانا
مسجد اقصے کا سبب مقدم ہونے اوسکی کے ہے وجود مین اور کہا ابن حجر نے کہ صحت کو پہنچے ہین افضلیت مکہ مین بہت حدیثین انہین مین
سے یہہ ہے اِنَّکِ خَیْرُ اَرْضِ اللّٰہِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ اور اجماع کیا ہے صحابہ نے اس پر کہ وہ افضل بلاد ہے اور اقرب
اونکا ہے اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رای پر یہہ حدیث اِنَّ الْمَدِیْنَةَ خَیْرٌ مِّنْ مَکَّةَ پس یہہ ضعیف ہے اور بعضون نے کہا ہے
موضوع ہے اور نقل کیا ہے علی قاری نے قاضی عیاض سے اجماع اوپر فضیلت اوس زمین کے کہ ملی ہوئی ہے حضرت کے اعضاء شریفہ
سے حتے کہ کعبة اللہ پر بہی اور سوا اوسکے نہین کہ ممنوع ہے سفر طرف سب مسجدونکے سوا ان تین مسجدون کے اسلیئے کہ کل اونکی مساوی
ہین رتبہ مین بغیر تفاوت کے فضیلت مین پس بہوا سفر کرنا اونکی طرف ضایع اور عبث اور مسجد قبا مسجد نبوی کے تابع ہے انتہی
مانی النجم وَمُلَاقَاتُ اَلْکُبَرَاءِ لِلْاِسْتِفَادَۃِ وَمِنْ مُشَاهَدَۃِ الْاَحْوَالِ اور سفر عبادت بقصد ملاقات اور زیارت کرنے بزرگون کے
علماء دین اور مشائخ اہل یقین سے ہے واسطے حاصل ہونے فائدے اور برکتون کے اونکے احوال دیکہنے سے فَلِسَانُ الْحَالِ اَفْصَحُ
اسلیئے کہ زبان حال کی بیچ بیان مدعا اور تاثیر کے فصیح زیادہ ہے زبان مقال سے اور خبر معائنہ کے مانند نہین ہے اور وارد ہے
کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہین کہ اونکے دیکہنے سے اللہ تعالے یاد آوے اور ابن عباس سے مروی ہے فَقَدْ یَنْفَعُهُ لَحْظُ الرِّجَالِ لَا یَنْفَعُهُ
لَفْظُ الرِّجَالِ یعنی پس تحقیق نفع دیتا ہے اوسکو دیکہنا رجال کا اوسقدر کہ نہین نفع دیتا ہے اوسکو لفظ رجال کا یعنے بزرگونکے دیکہنے سے
جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ اونکے فقط کلام سے نہین حاصل ہوتا اور اسی جگہہ کہا گیا ہے جو شخص کہ نفع دے تجکو دیکہنا اوسکا تو نہین
نفع دیگا تجکو کلام اوسکا پس اس قول کے دو معنی ہین ایک تو یہہ کہ رجل صدیق یعنی سچا آدمی کلام کرتا ہے صادقین سے ساتھہ لسان فعل
اپنے کے زیادہ اوس سے کہ کلام کرتا ہے اون سے ساتھہ زبان قولی کے پس جبکہ دیکہتا ہے صادق طرف احوال اوسکے کے اوٹہتے بیٹہتے
اور خلوت اور جلوت اور کلام اور سکوت مین تو نفع حاصل کرتا ہے اوسکی طرف دیکہنے سے اور یہی نفع ملاحظہ کا ہے اور جسکے افعال ایسے
نہین ہین پس لفظ اوسکی بہی نفع نہ دیگی کیونکہ وہ تو موافق خواہش نفسانی کے کلام کریگا اور قلب کی نورانیت موافق مستقیم ہونے کے ہوتی ہے
طاعت رب مین جو تعبیر کی گئی ہے ساتھہ شریعت کے اعمال ظاہرہ مین اور ساتھہ طریقت کے اعمال باطنہ مین اور ساتھہ حقیقت کی
بیچ احوال آخرت کے جو ہمیشہ رہنے والے ہین حتے کہ دار آخرت مین بہی اور دوسرے معنی اس قول کے یہہ ہین کہ نظر علماء راسخین اور

رجال باطنین کی تریاق نافع ہے پس جو دیکھتا ہے ہر ایک انکی طرف رجل صادق کے پس پاتا ہے کتنا ہے بسبب اندر ہونے اوسکے
اپنی کے حسن استعداد و صادق کے اور لیاقت اوسکے واسطے مواہب الٰہی کے جو خاص اوس لائق ہیں پس واقع ہوتی ہے
اوسکے قلب میں محبت مرید صادق کی اور نظر کرتا ہے اوسکی طرف محبت کے ساتھ پس حاصل کرتا ہے اوسکی نظر سے
احوال روشن اور دیکھتا ہے آثار پسندیدہ اور کون ہے کہ انکار کرے اس قدرت الٰہی کا کہ یہہ خاصیت اپنی تمام چیزوں میں
کر دی جیسا کہ بعض قسم کی سانپوں میں یہہ خاصیت رکھی ہے کہ جب انسان کی طرف دیکھتا ہے تو فوراً وہ جان دیدیتا ہے اور
اون چیزوں میں سے کہ دلالت کرتی ہیں صحبت کی تاثیر پر اوس اعرابی کا حال ہے کہ اپنی پاؤں پر پیشاب کرتا تھا پس دیکھا اوسکو طرف
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پس ایمان لایا وہ اور اوسی وقت ایک ایسا کامل ہو گیا کہ اوسکے درجہ کو کوئی شیخ اور عالم نہیں پہنچتا
اور اس سے زیادہ ابلغ اصحاب کہف کی کتے کا حال ہے کہ اونکی صحبت سے اوس مرتبہ کو پہنچا کہ اللہ پاک اپنی کتاب قدیم میں
اوسکی نعت اور صفت مکرر بیان فرماتا ہے اور ذکر کیا ہے صاحب عوارف المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی نے اپنے چچا
شیخ نجیب الدین صاحب آداب المریدین سے کہ وہ مسجد خیف میں جو منے میں ہے آدمیوں کے منہ دیکھتے پھرتے تھے پس لوگوں نے
اسکا سبب دریافت کیا کہا اللہ تعالی کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جب کسی کی طرف دیکھیں تو حاصل ہو جاتی ہے اوسکو سعادت
پس میں وہی سعادت طلب کرتا ہوں اور حکایت شیخین کے ساتھ سید عبد القادر جیلانی کی مشہور اور بہت عجیب اس جگہہ سے
مسطور ہے انتہی من شرح علی قاری در زیارۃ قبور ہم اور سفر عبادت بقصد زیارت کرنے قبر بزرگوں کی ہوتا ہے علماء دین
اور مشائخ اہل یقین اور شہدا سے پس کہا ہے کہ جس شخص سے زندگی کی حالت میں مدد اور تبرک حاصل کیا جاتا تھا
پس چاہیئے کہ اوسکے وفات کی بعد بھی اوس سے مدد طلب کیجاوے ساتھ زیارت اوسکی کذا فی الاحیا اور کہا
شخص نے مشائخ عظام میں سے کہا ہے کہ میں نے چار بزرگوں کو دیکھا کہ تصرف کرتے ہیں اپنی قبروں میں مانند تصرف اپنے کے
حالت حیات میں یا زیادہ اوس سے ایک تو شیخ معروف کرخی دوسرے شیخ الشیوخ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہما اور دو
شخص اور اولیاء اللہ میں سے بیان کیئے اور مقصود حصر نہیں ہے جو کچھ خود دیکھا اور دریافت کیا اوسکو بیان کر دیا اور آیات
اور احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ روح باقی ہے اور روحونکی ارواح کو کرامتیں اور تصرفات جہان میں حاصل ہیں واللہ اعلم
کذا فی المشکوۃ للشیخ الاجل قدس سرہ انتہی کذا فی شرح الشیخ فخر الدین اور شرح علی قاری میں ہے کہ مشائخ دین بمنزلہ شہدا کی
ہیں نہیں مرتی ہیں وہ بلکہ منتقل ہو جاتی ہیں دار فنا سے طرف دار بقا کی اور بیشک وارد ہوا ہے کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروا القبور فانہا تزہد
فی الدنیا وتذکر الآخرۃ روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ نے ابن مسعود سے اور حاکم کی روایت میں انس سے ہے کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروہا
فانہا ترق القلب وتدمع العین وتذکر الآخرۃ الحدیث انتہی نجم العلماء میں ہے کہ زیارت قبر کی جمہور کے نزدیک مستحب ہے بسبب اس حدیث کی جو روایت کی ہے مسلم نے
بریدہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا اور کہا نووی نے زیارۃ قبور کی سنت ہے مردونکو انتہی اور قبر کی زیارت کی فائدہ
قریب ہے کہ مصنف کے کلام میں آویگی اور نووی نے زیارت کی سات قسمیں بیان کی ہیں اسلیے کہ زیارت یا تو صرف موت اور آخرت کی یاد کرنے کے لیے
ہوگی پس یہہ تو فقط قبر کا دیکھنا کافی ہے بغیر معرفت صاحب قبر کے اور یا زیارت دعا کی لیے ہوگی پس سنت ہے ہر مسلمان کی ... حاصل ہے

گر چکے ہو گی پس یہ سنت ہی واسطے اہل خیر کی کیونکہ اونکے لیے اپنی برزخون مین تصرفات ہین اور زیارت واسطے ادا کرنے حق کسی کے
آشنا کی ہو گی بسبب حدیث ابی نعیم کے من زار قبر والدیہ او احدہما یوم الجمعۃ کان کحجۃ اور بیہقی کی روایت مین ہی غفر لہ وکتب لہ براءۃ
اور یا واسطے انس حاصل کرنیکو ہو گی جیسا کہ روایت کی ہے ابن ابی الدنیا نے کہ انس پکڑتی ہی میت اپنی قبر مین جبکہ زیارت کرتا ہے اوسکو
وہ شخص کہ دوست رکہتا تہا اوسکو دنیا مین اور صحت کو پہنچی ہی یہ حدیث ما من احد یمر بقبر اخیہ المؤمن وسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ
السلام اور مستحب ہے کہ زائر میت کی اوپر سلام بہیجی اور منہ کرے رہے اوسکی منہ کیطرف اور دعا کرے اوسکے لیے کہا علی قاری نے
کہ اسی پر عمل ہی عام مسلمانونکا کہا مظہر نے کہ زیارت میت کی مانند زیارت اوسکیا ہی حالت حیات مین پس منہ کرے اوسکی منہ کیطرف
پہر اگر زندگی کی حالت مین زیارت کی وقت دور بیٹہتا تہا ادب کی جہت سی اور بزرگ قدر ہونی اوسکی سی پس ایسا ہی بعد مرگ کی زیارت کی وقت یا
اگر اوسکو یاد ہو بیٹہیجا دے اور جو زندگی کی حالت مین نزدیک بیٹہتا تہا تو زیارت کیوقت بہی قریب بیٹہی انتہی اور ملا علی قاری نی کہا ہی
سنت قبر کی زیارت کی یہی ہی سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد تین مرتبہ پڑہے پہر مردے کی لیے دعا کرے اور ملا علی قاری نے مبرک سی نقل کیا ہی
کہ نہین شک اسمین ہی کہ روحین مردونکی پہچانتی ہین اور الم ہوتا ہی اونکو ہوتی ہین لذات سی عالم برزخ مین جیسا کہ
ہین دنیا مین اور بخشش وارد ہوا ہی کہ مردے زندونکا حال جانتی ہین اور جو کچہ کہ اون پر سختی اور تکلیف نازل ہوتی ہی اور وارد ہوا ہی
کہ مردے خبر کرتے ہین ساتہ زیارت زندونکی اور ساتہ موت کی بسبب منقطع ہونے اوسکی نووی نی اذکار مین کہا ہی کہ محمد بن احمد مروزی نے
کہا ہی کہ سنا ہی مینی احمد بن حنبل سی کہ کہتی تہی جبکہ داخل ہو تم مقبرہ مین پس پڑہو فاتحۃ الکتاب اور معوذتین اور قل ہو اللہ
احد اور گردانو تم ثواب اوسکا واسطے اہل مقابر کے پس بیشک وہ اونکو پہنچتا ہے اور مقصود قبرونکی زیارت سی زائر
کے لیے عبرت پکڑنا ہے اور مردونکو نفع پہنچانا انتہی کہا شمنی نے مروی ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی جو شخص گذرا قبرون پر اور پڑہا قل ہو اللہ احد گیارہ مرتبہ پہر بخشا ثواب اوسکا مردونکو تو دیا جاویگا اجر بقدر گنتی مردونکا
اور اختلاف کیا ہی علما نے قرآن کی ثواب پہنچنی مین پس مشہور مذہب شافعی اور ایک جماعت سی یہی ہے کہ نہین پہنچتا اور امام احمد بن حنبل اور
ایک جماعت علما کی اور ایک جماعت اصحاب شافعی کی اسطرف گئی ہین کہ قرآن کا ثواب مردونکو پہنچتا ہی اور مختار یہی ہے کہ قاری
بعد فارغ ہونی کے یون کہے اللہم اوصل جو کچہ کہ مینی پڑہا ہے اوسکا ثواب فلان شخص کو پہنچا انتہی اور خلاصہ مین ہی کہ کسی آدمی
نے جو اپنی باپکی قبر پر کسی آدمی کو بٹہایا کہ قرآن پڑہے پس مکروہ ہی یہ نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور نہین مکروہ ہے
نزدیک امام محمد کے اور ہمارے مشایخ نے امام محمد کا قول اخذ کیا ہے انتہی یا فی الجم اور دوسری قسمین سفر کی عبادت محضہ سے
شمار کی گئی ہین اگرچہ تمام سفر دینی عبادت مین داخل ہین والفرار عما یشوش العبادۃ کالجاہ والمال اور تیسری قسم وہ سفر ہی
کہ مقصد بہاگنی کی ہو یعنی اون اسباب اور موانع سی کہ پراگندہ کرنے والی امور دین اور عبادت کی اور بہاگنی والے اوسکی حلاوت
سے ہووین مانند جاہ اور مال کی کہ یہ مشوش کرنیوالے قلب کی ہین اور عبادت بدون فراغت قلب کی نہین ہوتی ہی ہر چند کہ فراغت
قلب کی ضروریات سی دنیا مین متصور نہین ہی لیکن جسقدر کہ دنیا کی امورات سی تخفیف اور سبکباری حاصل ہووے اوسیقدر فراغت ہی اللہ تعالی کی عبادت مین

مشغول ہوگا اور یہ قول کہ نجات پائی ہلکوں نے اور ہلاک ہوئے بھاری بوجھ والے اشارہ اسی معنی کی طرف ہے خلاصہ کہ دنیا دار
او زیادہ سے مرتبہ والے نہایت مشوش اور پراگندہ رہتے ہیں کیونکہ آدمی اپنی حاجتیں اسکے پاس لیجاتے ہیں اور اپنے حاجت والے
انسے چاہتے ہیں اور اونکی عبادت کو متفکر پریشان کرتے ہیں اسی سبب سے جو اچھے ہوتے ہیں وہ اپنے کو گمنامی کی ساتھ
اختیار کرلیتے ہیں سفیان ثوری سے منقول ہے کہ یہ وقت ہیں گمنام لوگ امن میں ہیں پیش مشہور لوگ ایسی ہی مشقت میں ہونگے پس
اس زمانہ میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا چاہیے تاکہ حاجتمندونکی تشویش سے خلاص ہو رہے اور بعض نسخوں میں ساتھ
تقدیر مضاف کے عبارت واقع ہے ای کذہاب الجاہ والمال یعنی مانند جاتی رہنی جاہ اور مال کے یعنے اگر جاہ و مال جاتا رہا اور اسکو
آدمیوں سے عار آتی ہے پس سبب سے اسکی عبادت میں کچھ خلل واقع ہوتا ہے پس چاہیئے کہ سفر کرے اور تشویش سے بچے اور سب سے
بہتر ہجرت کرنا ہے دارالکفر سے طرف دارالاسلام کے اور دار بدعت سے طرف دار سنت کے اور معصیت سے طرف دار طاعت کے
حدیث صحیح میں ہے جو شخص کہ ہوئی ہجرت اوسکی طرف اللہ تعالی اور اوسکی رسول کی پس ہجرت اوسکی طرف اللہ اور اوسکے رسول
کے ہے اور جو شخص کہ ہووے ہجرت اوسکی طرف دنیا کی کہ حاصل کرے اوسکو یا کسی عورت کی کہ نکاح کرے اوس سے پس ہجرت
اوسکی اوس چیز کیطرف ہے کہ ہجرت کی ہے طرف اوسکی یعنی منازعت کی صحبت ہے ہر سبب بیچ دنیا کے امر نہیں ہے تاکہ نفع رجات کے
وسیلہ ہوویں دار آخرت کی اور یا سفر متعلق ساتھ امور دنیا کے ہووے کہ بقصد اصلاح دنیا اور محافظت امور اوسکی کرتا ہے
بالفرار من الفتنۃ والقحط مانند بھاگنے کے فتنہ کو تھوری اور گرانی غلہ سے فلا حرج فیہ اور کچھ حرج اسمیں نہیں بلکہ بعض جگہ ہونیں واجب
ہوتا ہے بھاگنا اور بعض میں مستحب احمد اور طبرانی عبد اللہ بن زبیر کے حدیث سے لائے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا البلاد بلاد اللہ والخلق عباد اللہ پس جس جگہ کہ راحت پاوے تو ٹہر اوس جگہ اور شکر کر اللہ تعالی کا اور ابن ماجہ نے
ساتھ سند حسن کے انس سے روایت کی ہے من رزق من شیء فلیلزمہ اور احمد نے ساتھ سند حسن کے حضرت عائشہ رض کی حدیث سے
روایت کی ہے اذا سبب اللہ لاحدکم رزقا من وجہ فلا یدعہ حتی یتغیر لہ اور ابو نعیم نے کہا کہ دیکھا میں نے سفیان ثوری کو کہ انکا
پشت پر ڈالی ہے توشہ دان تو میں نے کہا ای ابو عبد اللہ کہاں جاتے ہو کہا فلانے شہر کو تاکہ اس اپنی انبان کو ایک درہم میں بھر دوں
اور دوسری حکایت میں ہے کہ سفیان ثوری نے کہا کہ مجکو فلانی قریہ کی خبر آئی ہے کہ اوسمیں ارزانی ہے تو اوسمیں جاکر ٹہروں گا میں
کہا میں نے ای ابو عبد اللہ تم ایسا کرتے ہو کہا ہاں جب سنو تو کسی شہر میں ارزانی اور فراغت پس ارادہ کر تو اوسکا کہ وہ سالم تر ہے
واسطے دین تیری کے اور کم کرنیوالا ہے تیرے ہم کا الا عن الجاہ دین فہو شیء حسنہ مرتبہ بھاگنا اوس جگہ سے جہاں کہ مرض وبا کا ہووے کہ اکثر
منع ہے جیسا کہ احمد اور ترمذی نے عبد الرحمن بن عوف سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ سنو تم وبا کو کسی زمین اور شہر میں
تو مت داخل ہو تم اوسمیں اور جبکہ واقع ہووے وبا اوس جگہ کہ تم اوسمیں ہو پس نہ نکلو تم اوس سے بسبب بھاگنے کے وبا سے مجمع البحار میں
ہے کہ کہا مجمع البحار میں نہایہ سے نقل کرکے کہ طاعون مرض عام اور وبا ہے کہ فاسد ہو جاتی ہے بسبب اوسکے ہوا اور بگڑ جاتی ہیں اوسکی طبعیت
سے مزاج اور بدن لوگوں کے اور کہا نہایہ میں ہے کہ طاعون ہے پھنسی کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے وہ ایک پھوڑا اور ورم ہے نہایت دکھ دینے والا

ساتھ لعیب کے کہ سیاہ ہو جاتا ہے آس پاس اوسکا یا سبز اور حاصل ہوتا ہے اوسکے سبب سے دل کا خفقان اور قی اور اکثر بغلون
اور اباط مین نکلتا ہے انتہی اور زیادہ کیا ہے شرح عبد الحق دہلوی مین حدیث مشکوۃ پر کہ نووی سے نقل کر کے بعد اس قول کے
فرمانی کی کہ سیاہ ہو جاتا ہے گرداگرد اوسکا یا سبز اتنا اور کہ سرخ ہو جاتا ہے اوسکا گرداگرد سرخی بنفشے مکدر اور یہ بھی زیادہ
کیا ہے کہ نکلتا ہے ہاتھون اور انگلیون اور تمام بدن مین انتہی اور روایت کی ہے احمد اور طبرانی نے ابی موسی اشعری سے
کہا سوال کیا یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے حال سے پس فرمایا ہو وخز اعدائکم
من الجن ہو لکم شہادۃ یعنی وہ کونچا تمہارے دشمنون کا ہی جنون سے وہ شہادت ہی تمہارے لئے اور دوسری حدیث مین ہے کہ طاعون ایک غدہ ہے
کہ پہونچتا ہے اوسکو اللہ تعالی جسپر چاہی اور تحقیق گرداتا ہے اوسکو رحمت واسطے مومنونکی بعضون نے کہا ہے کہ یہ قول طبیبون کا
کہ وہ بسبب فساد ہوا کے ہوتا ہے فاسد ہی اسلئے کہ طاعون کبھی اعدل فصول مین واقع ہوتا ہے اور جن شہرونکی آب وہوا نہایت
نفیس ہی اونمین ہو جاتا ہے اور جو ہوا کی فساد کی جہت سے ہوتا تو تمام آدمیون اور چرندون اور پرندونکو پہنچتا اور حالانکہ ہم دیکھتے
ہین کہ بہت کو تو پہنچتا ہی اور بہت کو نہین اور نیز اسلئے اگر ہوا کے فساد سے ہوتا تو تمام بدن مین ہوا کرتا اور کسی خاص جگہہ مین ہوتا اور اسلئے
کہ فساد ہوا کا تو مقتضی ہی بگڑ جانے اخلاط اور کثرت امراض کو اور یہ اکثر بغیر مرض ہی قتل کرتا ہے انتہی مین کہتا ہون کہ یہ حق
ہے اسلئے کہ ہمنے دیکھا ہی کہ ہماری شہر مین بہت آدمی بی بیمار ہوئے مر گئے اور بعضون نے کہا ہے کہ دلیل اسکی کہ طاعون وبا سے مغائر
اور علیحدہ ہی یہ ہی کہ طاعون نہین داخل ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینے مین اور نہین واقع ہوئی ہی حدیثو نمین نسبت
طاعون کی طرف اس مکان شریف کی بخلاف وبا کی کہ منتقل ہوئی کی طرف مدینہ منورہ کے اور بہاگنا طاعون سے ممنوع ہے بسبب
اوس حدیث کے کہ صحیحین مین اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ طاعون ایک
عذاب ہی کہ بہیجا گیا ہے اوپر گروہ بنی اسرائیل کی اور اوپر اونکے جو تمسے پہلے تھے پھر جسوقت سنو تم اس بیمار یکو کسی زمین مین پس
نہ داخل ہو بیچ اوس زمین کے اور جو واقع ہو وے اوس زمین مین کہ جسمین تم ہو تو نہ نکلو اوس زمین سے بہاگ کر اور بسبب
اوس حدیث کی کہ روایت کی ہی احمد اور بزار اور طبرانی نے جابر سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہاگنا طاعون سے
مانند بہاگنی کی ہے جہاد سے اور صابر کے لیے اجر شہید کا ہے برابر ہے کہ اوسکے ساتھ مرے یا نہین کہا طیبی نے کہ تشبیہ دی ساتھ
اوسکے بیچ ارتکاب کبیرہ کے انتہی اور جو کہ بہاگنا طاعون سے جائز رکھتا ہی بسبب قیاس کرنیکا طاعون کو ہدم اور محط وغیرہ پر پس
باطل ہی کیونکہ نص کے مخالف ہی اور اپنی مقام مین باطل کیا گیا ہی اور کہا گیا ہے کہ طاعون جبکہ تھا عذاب تو نہی کی گئی اوسکی طرف
پیش قدمی کرنے سے پس یہ دلاوری اور اقدام کرنا ہے اوپر خطر کے اور عقل اوس سے منع کرتی ہی اور اوس سے بہاگنے سے
اسواسطے منع فرمایا کہ اوسمین ثابت رہنا تسلیم کر لیتا ہی اوس امر کو کہ سابق ہو چکا یعنی تقدیر الہی کہا قاضی عیاض نے کہ حدیثون
سے ہی بلا کیطرف استقبال کرنے سے کہ وہ تہور ہی اور نہین ہی بہاگنے سے کہ وہ بہاگنا ہی تقدیر سے کہ جسمین نفع نہ دیگا اوسکو اور خطابی نے
کہا ہی کہ دونون نہیون مین سے ایک تو واسطے تادیب اور تعلیم کی ہی دوسری واسطے تفویض اور تسلیم کے اور بعضون نے

صدقہ ہی لیسپر عبادۃ تھا کہ ہسپر جاوے یہ سفر اوسکے لیئے عبادت اور قربت ہوا اوسپر ثواب کیونکہ نیت کی تصحیح عادتوں کو عبادت کر دیتی ہے انما الاعمال بالنیات
فتح العلم میں ہی کہ برابر ہے کہ مباح ہو یا واجب سوا ممنوعات کی بسبب فرمانے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لکل امرء ما نوی اور احیاء میں بعض سلف سے
مروی ہے کہ اللہ تعالی نے مسافروں پر فرشتے مقرر کر رکھے ہیں کہ اونکی مقصدوں کو دیکھتے رہتے ہیں پس دیا جاتا ہے ہر ایک کو موافق اوسکی نیت
کے پس جسکی نیت دنیا کی ہوتی ہے تو اوسکو دیجاتی ہے دنیا اور کم کر دی جاتے ہیں اوسکی آخرت سے اور اوسکی دل چند اور متفرق کر دیئے
جاتے ہیں اور اسکے ارادے اور زیادہ کیجاتی ہے اوسکی حرص اور رغبت اور جسکی نیت آخرت کی ہوتی ہے تو دیا جاتا ہے دانائی اور ہوشیاری
اور کم کر دیا جاتا ہے اوسکے لیئے دروازہ عبرت اور نصیحت کا موافق نیت اوسکے اور جمع کیجاتی ہے ہمت اوسکی اور دعا کرتے ہیں اوسکے
لیئے فرشتے اور استغفار ثم ان کان واجبا کالحج وطلب العلم المتعین ہے اگر مقصود سفر سے کوئی امر واجب ہو مانند حج کے تو لگا ہے اور طلب
کرنے علم فرض کے جاہل پر پس متعین کیا ہے سفر کو اور ہے وہ اور خلجان کو اوسمیں راہ نہ دیوے ع در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست
والا فالاستخارۃ من القلب بحسب صلاح الحال اور جو مقصود سفر سے کوئی امر واجب نہ ہووے بلکہ مستحب امر ہو یا مباح کہ کرنا اور نہ کرنا
اوسکا برابر ہے پس فتوی چاہیے دل سے موافق صلاح حال اپنی کے اور جو کچھ کہ مناسب حال اور مقتضی وقت کا ہووے اور صاف
دل اوسپر تسلیم کرے پس عمل کرے لا اوسے فانہ ایکد والافات متفرقۃ اسلیئے کہ فائدے اور آفتیں امر غیر واجب میں پیش آتی ہیں بعض
امور میں بمقتضائی وقت کے نقصان نفع سے زیادہ ہوتا ہے پس اوسکا ترک کرنا اسوقت میں اولی ہوتا ہے اور بعض میں بسبب صلاح حال
اور درستی نیت کی فائدہ آفت سے زیادہ ہوتا ہے پس موافق دل کے فتوی کے مباشرت اوسکی کرے تا ترجیح بلا مرجح نہ لازم آوے و
المقصود ہو المعرفۃ والانس بہ تعالی اور مقصود اور مطلوب اصلی تمام احوال میں وہی معرفت الہی اور انس اور الفت ساتھ اوس
تعالی شانہ کے ہی پھر انس تو دوام ذکر سے حاصل ہوتا ہے اور دوام معرفت فکر سے پس جس امر میں سفر سے یا ترک اوسکا سبب معرفت اور الفت
زیادہ ہو جانے اوسیکو اختیار کرے والمتعین فی البدایۃ ہو السفر للتعلم وفی النہایۃ الاقامۃ اور متعین ہے اول امر سالک کی سفر ہے واسطے
حاصل کرنے علم اور طریقے ذکر او فکر کی اور آخر میں بعد حاصل ہونے علم کے اقامت متعین اور مقرر ہے تاکہ جو کچھ حاصل کیا ہے اوسکے
موافق عمل کرے اور اوسوقت میں سفر کہ خالی تشویش سے نہیں ہے ففیہ مشاغل من النظر الی المالوفات وحفظ النفس والمتاع واحتمال الشدائد والہموم یعنی
کہ سفر میں بہت سی چیزیں ہیں کہ اللہ تعالی کی ذکر اور فکر سے باز رکھتی ہیں جیسے کہ نظر کرنا طرف مالوفات اپنی کے گہر میں چہوڑی ہیں یا سفر میں
جیسا باہر ہو گا تو طرح طرح کی چیزیں نظر پڑینگی اور نئی الفت پیدا ہوگی اور محافظت اپنی جان مال کے کہ سفر میں معرض ہلاک میں ہیں
اور اوٹھانا محنتوں اور سختیوں کا بسبب مختلف ہونے حالات اور تفاوت اوقات کے اسیواسطے وارد ہے حدیث میں کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا السفر قطعۃ من العذاب یمنع احدکم نومہ وطعامہ وشرابہ فاذا قضی احدکم نہمتہ من وجہہ فلیعجل الی اہلہ یعنی سفر ایک ٹکڑا ہے
عذاب سے کہ منع کرتا ہے ایک تمہارے کو اوسکے سونے اور کھانے اور پینے سے پس جبکہ پوری کرلے ایک تمہارا حاجت اپنی جس وجہ سے کہ ہو
پس چاہیے کہ شتابی کرے اور چلے اپنی اہل وعیال کی طرف روایت کیا ہے اسکو شیخین اور مالک اور احمد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی سے وحقہ ان یتوب
اور حق مسافر کے اور آداب اوسکی یہ ہیں کہ توبہ کرے تمام گناہوں سے ظاہر اور باطن میں چہوٹے ہوں یا کبیرہ اور ادا کرے حقوق الہی جو اس سے فوت ہوئے ہوں

نا روزہ وغیرہ وغیرہ السیئات فی الفروض اور ادا کرے حق آدمیوں کے جو ظلم سے لئے ہوں اور ادا کرے قرض اور جو امانت کہ ذمے پر ہوں اور امانت
والوں کی امانتیں بھی دیوے قنیہ میں ہے کہ ایک آدمی کا کسی پر قرض ہے اور قرض والا ایسا گم ہو گیا کہ نہ تو اوسکی زندگی کا حال معلوم ہے اور نہ مرنے کا
تو قرض ادا کرے اور اوسکا ہونا مشہور نہیں تو واجب نہیں اور اوسی میں ہے کہ ایک آدمی پر بہت سے حق ہیں بہت آدمیوں کے غصب اور ظلم اور معاملات
سے اور یہ حق والوں کو جانتا بھی نہیں ہے یعنی کسی بہت سے آدمیوں سے کچھ زبردستی چھین لیا ہے اور بہتوں پر ظلم کیا ہے اور بہت کچھ قصور کئے ہیں
اور یہ سبکو جانتا بھی نہیں ہے تو فقیر دیکر اور اپنے حقوق کے موافق صدقہ دیوے نفل کی نیت سے اگر پاوے اونکو اور ان کو بھی کرے اللہ کیطرف
پس عذر قبول کیا جاویگا اور فتاوی قاضی خان میں ہے کہ ایک آدمی کا قرض ہے اور وہ مرگیا اور اوسکا کوئی وارث بھی نہیں ہے تو یہ اوس
قرض خواہ کے قرض کے موافق اوسکی طرف سے خیرات دیدیوے تاکہ اللہ تعالیٰ کے پاس یہ امانت رہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اوسکے قرضدار کو
پہونچا دیگا انتہی کذا فی شرح علی القاری اور یہ دوسری النفقات اور ادا کرے نفقہ ایسا کہ جو اسکے ذمے پر واجب ہوں تو نفقہ نکالے جسکو پہونچیگا نفقہ
اور جیسا مال بیچیگا اور جاوینگا و یاخذ الزاد اور لیوے توشہ سفر کا حلال مال سے کہ کفایت کرے آنے جانے کو بلکہ اگر ممکن ہو تو اسقدر لیوے کہ آپ
ساتھیوں سے جو ضعیف اور فقیر ہوں صرف کرے اور راہ کے ساتھ سلوک کرتا جاوے کہا گیا ہے کہ جو حج کرنا چاہے کہ رستے میں نفقہ فی سبیل اللہ
کیا ایک درہم سات سو کے برابر ہے اور حضرت ابن عمر کا قول ہے کہ آدمی کی بخشش اور سخاوت میں سے حلال ہے زاد راہ اوسکی سفر کا ہے اور کہتے ہیں کہ افضل
حاجیوں کا وہ ہے جو خوب خالص نیت کرے اللہ کے لئے اور بہت پاک نفقہ لیجاوے اور اچھا یقین کرے اور حدیث میں وارد ہے الحج المبرور لیس له جزاء
الا الجنة عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ نیکی حج کی کیا ہے فرمایا اچھی باتیں کرنا اور کھانا کھلانا اور ابن الحاج نے ذکر کیا ہے کہ جو آدمی بغیر زاد و راحلہ
اور سواری کے حج کو جاوے تو اوسکو بہت باتیں پیش آتی ہیں ایک تو یہ کہ اکثر اوقات نماز پڑھ نہیں سکتا دوسرے یہ مشقت اوٹھانے کی طاقت
نہیں رکھتا پس آدمیوں کو تکلیف دیتا ہے کہ اسکے کھانے پینے کی خبرگیری کریں اور جو کچھ میسر نہیں ہوتا ہے تو مرنے تک نوبت پہنچتی ہے اور اکثر ایسا
ہوتا ہے کہ رستے میں مردہ ہی پڑے ہوتے ہیں یا ایسے بیمار ہو جاتے ہیں کہ چلنے پھرنے سے حیران ہوتے ہیں اور یہ شامت ہے اسکی کہ نعوذ باللہ پاک کے حکم کی مخالفت
کے اپنے نفس کے حق میں اور اپنے بھائی بندوں کو جیسا ایسی ہے وہ کبھی گنہگار ہوتا ہے جو انکی ایسی اعانت کرے کہ اوسمیں پورا نفع نہیں اٹھتا
جو نہ دیوے کہ اوسمیں آنے جانے کا سر انجام ہوسکے بلکہ کم دیوے تو یہ گنہگار ہے اور یہی حال اوسکا ہے جو غیر کے واسطے اوسکے لئے کوشش کرے ہاں اگر یہ جانتا ہے
کہ جسکے واسطے میں سفارش کرتا ہوں وہ اوسکو اسقدر دیگا کہ بخوبی اوسکے آنے جانے کو کفایت کرسکتا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور جو یہ نہیں جانتا تو حرام ہے
اوسکو مدد دینا کیونکہ یہ سبب ہے اونکو ایسی مصیبت میں پھنسانیکا کہ یہ لوگ اوسکی قدرت نہیں رکھتے اور نہیں جانتے ہے سوائے کہ وہ مرد پس یہ بھی
شریک ہوگا اوسمیں کہ اونسے واقع ہوا ہے مخالفت شرع کی اگر رستے میں اس حال پر ہیں تو اوس وقت جسقدر ہوسکے اونکی اعانت کرے اگرچہ ایک یا دو لقمہ
یا گھونٹ دو گھونٹ پانی سے ہو اور جتنا بھی دیوے کہ یہ امر جو منع کیا ہے تو بہتر ہے حرام تھا یہ دور ہو اوسکا ایسا نکرنا انتہی من شرح علی القاری فتزودوا اور کہا اللہ تعالیٰ نے
قرآن میں حج کے حال میں زاد راہ لینے کے وتزودوا فان خیر الزاد التقوی یعنی توشہ لو واسطے سفر حج کے بیشک بہترین توشہ تقوی ہے اور یہ پرہیزگاری ہے
سوال ذخیرہ سے پس اسقدر توشہ لیوے کہ سوال کا محتاج نہووے اور یہ آیت فقراء یمن کے باب میں نازل ہوئی ہے کہ حج سفر کو زاد راہ لیکر
کرتے تھے اور رستے میں تلف ہو جاتے نوبت پہنچتی تو اسواسطے زاد راہ لینے کا سبب حاجیوں کو حکم ہوا کہ استعمال عدم الزاد کا بہ ذخائر سبب کا نفسی

کہ اس آیت کریمہ کو زاد راہ لینے پر دلیل لانا کسی متن کی نسخہ میں نسخ موجودہ سے نہیں ہے اور نہ کسی شرح میں شرح موجود سے اسکو ذکر کیا
صرف شرح فارسی میں اس آیت کو متن میں داخل کیا ہے انتہی والطلب الرفیق الصالح المعین علی الخیر اور حق سفر کا یہہ ہے کہ طلب کرے سفر رفیق صالح کو
کہ نیکی پر مدد کرنے والا ہو بخاری نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لو یعلم الناس ما فی
الوحدة ما اعلم ما سار راکب بلیل وحدہ اور منقول ہے الرفیق ثم الطریق اور چاہیے کہ رفیق مجرب اور کار آزمودہ ہو کہ اگر کوئی نیک کام بہول جاوے
تو یاد دلا دے اور جو ذکر خیر کرے تو تصدیق اوسکی اعانت کرے اور جو کچہ خوف ناک ہو تو دلیر کر دے اور جو عاجز ہو تو قوی کر دیوے اور جو کچہ تنگ ہو
تو اوسکی تسلی کرے اور صبر پر رغبت دلاوے اور شکر ورن اور جاہلوں کی صحبت سے پرہیز کرے ع ہمنشین تو از تو بہ باید تا ترا عقل و دین
بیفزاید ۱۲ ویتصدق قبل الخروج اور صدقہ دیوے پہلے نکلنے کے سفر کے واسطے کیونکہ صدقہ بلا کو رد کرتا ہے اور فعل حسن ہے خاصکر سفر سے پہلے مگر یہہ
مشایخ کا طریقہ ہے اسمیں کوئی حدیث وارد نہیں ہے ویصلی قبلہ رکعتین اور ادا کرے دو رکعت نماز پہلے نکلنے کے دعا کرنیکے لیے اور ہر رکعت میں
بعد فاتحہ کے معوذتین پڑہے اور ایک روایت میں ہے کہ چار رکعتیں پڑہے ہر رکعتیں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک بار پڑہے پہر کہے
اللہم انی استودعک نفسی ومالی واہلی وولدی پس اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے اسکی لوٹنے تک اسکی مالی اور اولاد کی حفاظت کریگا انتہی من
الشرح الفارسی اور نجم العلم میں ہے کہ احیاء العلوم میں آداب سفر میں چار رکعت سوا استخارہ کی دو رکعتوں کی اور زیادہ کی ہیں کہ گہر میں سے نکلنے
کے پہلے بیٹہنے کی بعد چار رکعتیں پڑہے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ اخلاص پڑہے پہر کہے اللہم انی اتقرب بہن الیک فاخلفنی بہن
فی اہلی ومالی اور اس نماز کی فضیلت میں ایک حدیث بہی نقل کی ہے انتہی ویستخیر فی غیر الواجب اور استخارہ کرلے اوس سفر میں کہ واجب نہو
اور جو سفر ہو تو حاجت استخارہ کی نہیں ہے کہ اسمیں حیثیتین ہیں شرح فارسی میں ہے کہ تحقیق یہہ ہے کہ سفر واجب میں بہی استخارہ کرے مگر واجب
کے کرنے یا نکرنے میں استخارہ نہ کرے بلکہ اوسکی متعلقات میں استخارہ کرے جیسے نکلنے کا وقت یا سواری کے لیے جانور خرید کرنا یا اوسکا کرایہ
کرنا یا رفیق ساتہہ لینا اور بعض نسخ صحیحہ میں یستخیر ساتہہ جیم اور زائے معجمہ کے ہے استجازہ سے یعنی حق اوس سفر کا واجب نہو اجازت لینا ہے
والدین وغیرہ سے انتہی ویودع الاخوان اور حق سفر کا ہے کہ وداع کرے بہائی بندوں اور یاروں دوستوں کو اور سب گہر والوں کو خدا کے سپرد کرے
اور دعائی ماثورہ پڑہے جو روایت کی ہے ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے کہ رخصت ہونیکے وقت یوں کہے استودع اللہ دینکم وامانتکم وخواتیم
اعمالکم اور تودیع کہتے ہیں رخصت کرنیکو اور کسی چیز کو ایسی جگہہ رکہنا کہ خراب نہووے کذا فی التاج اللالی مرجہ ہے کہ ایک دن امیر المومنین حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کچہہ مال تقسیم کر رہے تہے کہ ناگاہ ایک آدمی آیا اور اوسکے ساتہہ اوسکا بیٹا بہی تہا کہ اپنے باپ سے بہت مشابہت اور مماثلت رکہتا تہا
امیر المومنین نے پوچہا کہ یہہ کون ہے اور تجہسے کیا رشتہ رکہتا ہے کہ میں نے کسی آدمیکو کسی سے ایسا مشابہ نہیں دیکہا عرض کی یا امیر المومنین
یہہ میرا بیٹا ہے مجکو ایک سفر درپیش ہوا تہا اس لڑکے کی ماں حاملہ تہی مجہسے کہا تو جاتا ہے اور مجکو اس حالت میں کس پر چہوڑتا ہے میں نے کہا
جو کچہ تیرے پیٹ میں ہے میں نے اوسکو خدا کی حوالے کیا یہہ کہکر میں چلدیا جب میں سفر سے لوٹ کر آیا تو اسکی ماں مرچکی تہی میں ایک دن
آدمیوں میں بیٹہا ہوا باتیں کر رہا تہا کہ ناگاہ اوسکی قبر پر ایک آگ نظر پڑی میں نے کہا کہ یہہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ یہہ قبر ہی اوی لی بی کی قبر ہے کہ
ہر رات ہم ایسی ہی دیکہتے ہیں میں نے کہا واللہ وہ تو ہمیشہ روزہ رکہتی تہی اور تہجد گذار تہی پہر میں اوسکی قبر پر گیا اور اوسکی قبر پہر

پس ہوا اول اوسکا اسباب حبوب اوسکی سے انتہی اور یہی مذہب شافعی کا ہے اور حنفیونکا مذہب یہ ہے کہ نہین مکروہ ہے سفر کو نکلنا جمعہ کے دن
قبل زوال کے اور بعد اوسکے جیسا کہ محیط برہانی مین ہے اور ذکر کیا ہے سیوطی نے جمع الجوامع مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
مرفوعاً لا تسافروا فی المحاق ولا بنزول القمر فی العقرب روایت کیا ہے اسکو ابو علی حسین بن محمد حبیش الدینوری نے اور اسنادہ ضعیف ہے انتہی
اور مشہور محدثین کے نزدیک اسکی توجیہ یون ہے کہ قمر ایک شخص کا نام ہے قطاع الطریق سے کہ مشہور تھا اس زمانے مین اور عقرب ایک گانو کا نام ہے
لاد ہے قمر کے رستے مین تھا اسیواسطے حضرت علی رض نے اوسکو جانے سے منع فرمایا اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ اپنے ظاہر پر محمول ہے اور وہ اوترنا چاند کا
ہے برج عقرب مین اور اسکی موئد ہے قرارت اوسکی ساتھ محاق کی اور فتاوی جواہر مین لکھا ہے کہ پوچھا مین نے اپنے بعض مشائخ سے پوچھا کہ ایک جماعت
سفر کے مہینے مین نہ تو سفر کرتی ہے نہ اور کوئی کام کاج نکاح وغیرہ کرتی ہین اور تمسک پکڑتے ہین ساتھ اوس حدیث کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے مروی ہے کہ جو کوئی مجھکو خبر دے ساتھ نکلنے صفر کے یعنی یون کہا کہ صفر کا مہینہ پورا ہو گیا تو مین اوسکو خوشخبری دونگا ساتھ جنت کے کیا
صحیح ہے یہ حدیث اور کیا اسمین کچھ نحوست ہے اور سفر کرنے سے ممانعت آئی ہے اور ایسی ہی جبکہ قمر برج عقرب مین ہوتا ہے تو سفر نہین کرتے
اور نہ اکثر اسی مین اور نہ قطع کرتے ہین جبکہ قمر برج اسد مین ہوتا ہے کیا ایسی ہی ہے یہ بات جیسا کہ گمان کیا ہے ان لوگون نے کہا
جو کچھ باب صفر کے باب مین کہتے ہین وہ تو عربونکا قول ہے اور وہ جو کہتے ہین کہ قمر عقرب یا اسد مین ہو وہ ایک بات ہے کہ نجومی لوگ ذکر کرتے
کہا کرتے ہین اپنی باتین جاری کرنیکے لیے اور نسبت کرتے ہین طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ محض جھوٹ ہے کسی معتقد دیندار
کو لائق نہین ہے کہ اسپر اعتماد کرے انتہی اور تذکرۃ الموضوعات مین مقاصد سے نقل کیا ہے لا تسافروا فی محاق الشہر ولا اذا کان القمر
فی العقرب اور وہ جو مروی ہے یا علی اذا تزودت فلا تنس البصل جھوٹ ہے اور کہا صغانی نے لا تسافر اذا القمر فی العقرب موضوع ہے
انتہی اور حق یہ ہے کہ سلف صالحین سے احکام نجوم کی سعادت اور نحوست مین کچھ نہین ثابت ہوا اور نہ کچھ رعایت ایام کی سوا اوسکی جو حدیث
سے ثابت ہے پس سب مین استخارہ اور اللہ تعالی پر توکل بہتر ہے انتہی ما فی النجم و یکثر السیر فی اللیل اور حق سفر کا سیر ہے بہت
چلے راتمین اور یہ اوس تقدیر پر ہے کہ رستے مین خوف و خطر نہو اور رفیق بہت ہون سو اس صورتمین سزاوار ہے کہ رات کو بہت
مسافت قطع کرے کیونکہ حرج اسلیے کہ وارد ہوا ہے حدیث مین علیکم بالدلجۃ فان الارض تطوی باللیل ما لا تطوی بالنہار یعنی
لازم پکڑو تم تاریکی راتمین سفر چلنے کو اسلیے کہ تحقیق راتمین زمین اسقدر لپیٹی جاتی ہے اور چلنا آسان ہوتا ہے کہ دنمین اسقدر نہین
لپیٹی جاتی روایت کیا ہے اس حدیث کو ابو داؤد اور حاکم اور بیہقی نے انس سے بغیر اخیر کی فقرہ کی جو ما لا تطوی بالنہار ہے کہ اس جماعت نے
اسکو روایت کیا ہے بلکہ یہ زیادتی موطا مین ہے خالد بن معدان سے مرسلاً اور دلجۃ بالضم اول رات مین چلنے کو کہتے ہین اور بعضون نے
کہا ہے کہ اخیر رات کی چلنے کو اور یہی خوب ظاہر ہے بسبب اوسکے جو جمیع مناسک مین ہے کہ مستحب ہے اخیر راتمین چلنا اور مکروہ
جانا ہے بعضون نے اول راتمین چلنے کو انتہی مگر یہ مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلاف شہرون اور لوگون کی انتہی من شرح علی القاری
اور مجمع العلم مین ہے کہ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کی ہے مگر اخیر کا فقرہ موطا مین مروی ہے لیکن ابتدا حدیث مین علیکم بالدلجۃ نہین ہے بلکہ علیکم
بالسیر باللیل ہے اور حدیث شارحون نے کہا ہے کہ زمین لپیٹی کے یہ معنی ہین کہ آسان ہوتا ہے چلنا اور چلنے والا جانتا ہے کہ کم چلا ہون

حالانکہ بہت چلا ہوتا ہے اور شاید کہ یہ بسبب بار کے چلنے شاغل اور سواریوں کی جو رات کو چلتی ہیں اور بسبب نہ ملنے پانی اور ان علامتوں اور
نشانیوں کے کہ مسافر پر چلنا بھاری کر دیتی ہیں انتہی اور ممکن ہے کہ یوں کہا جاوے رات کا وقت برکت اور نیند کا ہوتا ہے سو اس میں
چلنا اگرچہ بہت ہو مسافر کو بھاری نہیں معلوم ہوتا اور چونکہ ظاہر حدیث مقتضی لزوم ادلجہ کی تھی یعنے ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ رات میں چلنا واجب ہے پس اشارہ کیا مصنف نے ساتھ اس اپنے قول کے کہ یعنے بہت چلا طرف اس امر کے کہ مراد حدیث سے
یہی ہے یعنی زیادہ چلنا نہ یہ کہ دن میں چلنا منع ہے انتہی ولا ینزل الا لصلوٰۃ او لنوم او حاجۃ اور حق سفر کا یہ ہے نہ اترے منزل میں مگر
گرمی ہو جاوے کیونکہ چلنا سویرے دن میں آسان ہوتا ہے اور سنت بھی یہی ہے ویقول عند الرکوب من المنزل والنزول فیہا اور پڑھے
وقت سوار ہونے کے منزل سے اور وقت اترنے کے اس میں چنانچہ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے دس آیتیں یا پانچ یا تین سورہ یٰسین
کے پڑھے اور جو تمام سورہ یٰسین پڑھے تو اولیٰ ہے اور دوسری رکعت میں سورہ انا انزلناہ اس بارہ میں طبرانی نے فضالہ بن عبید سے روایت
کی ہے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ اترتے تھے کسی منزل میں بیچ سفر کے یا گھر میں تشریف لاتے تھے تو نہیں بیٹھتے تھے جبتک
کہ دو رکعت نماز نہ ادا کر لیتے اور بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم جب اترتے تھے کسی منزل میں کوچ نہیں کرتے
تھے اس جگہ سے یہانتک کہ ادا کرتے تھے اس میں دو رکعتیں اور کہتے تھے وقت اترنے کے رب انزلنی منزلا مبارکا وانت خیر المنزلین اور
چلتے وقت یہ پڑھے بسم اللہ التکلان علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور ایک روایت میں ہے کہ بسم اللہ توکلت علی اللہ کہتے تھے
ویکبر علی کل صعود ویسبح فی کل ہبوط اور حق سفر کا یہ ہے کہ اللہ اکبر کہے بیچ چڑھنے ہر بلندی کے کیونکہ چڑھنا بلندی پر سالک کو
یاد دلاتا ہے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت پس چاہئے کہ تکبیر کہے اور سبحان اللہ کہے اترتے میں بلندی سے بسبب پاکی بیان کرنے اللہ
تعالیٰ کے اس چیز سے کہ حاصل ہوتی بندے کو اسفل میں ذلت اور انکساری سے پس تحقیق وارد ہوا ہے اذا علونا ثنیۃ کبرنا واذا ہبطنا سبحنا
روایت کیا ہے اسکو بخاری اور نسائی نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابوداود نے ابن عمر سے اور ایک روایت میں صحاح ستہ کی ہے ان سے
سے اذا اشرف علی واد ہلل وکبر ای قال لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور احمد اور ابو یعلی اور ابن سنی کی روایت میں ہے انس سے اذا اشرف علی مکان
مرتفع قال اللہم لک الشرف علی کل شرف ولک الحمد علی کل حال ای لک العلو علی کل حال کما قال اللہ تعالیٰ وھو القاہر فوق عبادہ ولہ الکبریاء
فی السموات والارض تحفہ میں شرح علی القاری اور شیخ فارسی میں شرح الآثار سے نقل کیا ہے کہ جس وقت پہاڑ پر چڑھتے ہوئے کہے اللہ اکبر
الاجل الاعلی تو بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکا ذکر فرشتوں کے گروہ میں اور ظاہر کرتا ہے اثر اسکا دنیا میں اور جو شخص بلندی سے اترے
ہوئے کہے سبحان اللہ سبحان اللہ ہو الحافظ تو دفع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہر بلا اترنے والی اور گویا یہ بات
اس پہاڑ اور زمین اور سے ان کہ نہیں ہلے گا اور سے کوئی مگر جب اذن دے اللہ تعالیٰ پس مراد کو پہنچا اور کہا گیا ہے ہر کسی
کہ بلندی پر چڑھتے تکبیر کہی اور اترتے ہوئے تسبیح تو نہیں پہنچتی ہے اس کو کوئی برائی اس سفر میں اتنی وحدت وحشت اور یہی سبحان اللہ
کسی وقت پیدا ہوئے کسی وحشت کا خوف ہو یا اور تحفہ محشی شرح علی قاری میں ہے کہ میں نے اسکی کچھ اصل نہیں پائی اور یہ تو وارد ہے کہ جب
کسی قوم سے ڈرے تو کہے اللہم انا نجعلک فی نحورہم ونعوذ بک من شرورہم روایت کیا ہے اسکو ابوداود اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم

سے ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اور فردوس دیلمی میں شداد بن اوس سے مرفوعاً روایت ہے حسبی اللہ ونعم الوکیل امان ہے ہر ڈرنے والے کو
انتہی اور شرح فارسی میں شرح مشارق سے نقل کیا ہے جسکو کسی وقت پہنچے کسی غم یا مصیبت کہ تین مرتبہ کہا لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم لا الہ الا اللہ العلی
العظیم سبحان رب السموات السبع و رب العرش العظیم تو دور ہو جاتی ہے اوسکی سختی اور مصیبت انتہی اور نجم العلماء میں احیاء سے نقل کیا ہے کہ جو
کوئی سفر میں کسی وحشت سے ڈرتا ہو تو کہے سبحان الملک القدوس رب الملائکۃ والروح جللت السموات بالعزۃ والجبروت انتہی ویؤمروا احدا لاشتغال
النسائی اور حق سفر کا یہ ہے کہ اپس میں سے کسیکو امیر و حاکم بناویں اگر تین آدمی یا زیادہ ہوں واسطے انتظام رائی اور درستی کا موں اسکے اور دور
ہونے خلاف اور نزاع کے اور ترنے سوار ہونے کے وغیرہ میں کہ بدون امیر کے سفر کے مقدمات درست نہیں ہوتے اور رائی میں جھگڑا
واقع ہوتا ہے اسواسطے کہا گیا ہے نہیں انتظام ہے مگر وحدت میں اور نہیں فساد ہے مگر کثرت میں ولیکن الامیر احسنہم خلقا و مواساۃ اور
چاہئے کہ امیر کریں اونکا جو از روئے خلق اور احسان اور موافقت کے اور سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار اور زیادہ صبر کرنے والا ہو
مصیبت میں اور بہت شاکر ہو نعمتوں کا اور پوری مروت اور عام شفقت والا ہو اور زیادہ ہو سب سے عزت حرمت میں اور اعانت
کرے اونکی اور خادم ہو چنانچہ وارد ہے سید القوم خادمہم عبد اللہ مروزی کہتے ہیں کہ ایک سفر میں ابو علی رفاق کا ور میرا ساتھ ہوا کہا
اے ابا عبد اللہ تو امیر بنتا ہے یا میں کہا میں آپ ہی امیر ہوں کہا پس میرے حکم کی اطاعت اور فرمان برداری لازم جانیگا میں نے کہا البتہ ہی کرونگا
پس ہمیشہ زاد راہ آپ ہی اوٹھاتے تھے اور سب کاروبار سفر کا خود سر انجام دیتے تھے اور مجھے ایک کام بھی کرنے نہیں دیتے تھے ایک رات
پانی برسنے لگا تمام رات میرے پر چادر تانے کھڑے رہے اور میں سویا کیا جب کچھ میری آنکھ کھلی میں نے کہا کچھ تو میرے لیے بھی چھوڑ کہ خدمت
کروں کہا میں نے نہیں کہا تھا کہ اطاعت میری لازم جانے تو اور مجھکو اپنا امیر تصور کرے اب میرے خلاف حکم کے کیوں کرتا ہے عبد اللہ
مروزی کہتے ہیں کہ میں اونکو امیر بنا کر نہایت پشیمان ہوا پس امیر بنو تو ایسا بنو وہ مروج اور روایت ہے احمد اور مسلم اور نسائی کی
حدیث میں ابی سعید خدری سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا کنتم ثلثۃ فامروا احدکم جسوقت ہوو تم تین آدمی سفر میں پس امیر و حاکم بنالو
ایک کو اپس میں سے تاکہ اوسکے کہے پر رہیں اور خلاف اور نزاع سفر کی مقدمات میں نہ واقع ہو اور تین کی قید میں اشارہ ہے کہ اقل جماعت کے
تین آدمی ہیں نجم العلماء میں ہے کہ مصنف نے اس حدیث کو بالمعنی نقل کیا ہے اور نہیں تو الفاظ حدیث کے جیسیکہ ابو داؤد نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے یہ ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان ثلثۃ فی سفر فلیؤمروا احدکم انتہی ولیعین الرفقۃ ویواسی علیہم اور مراد مبارک کا
یہ ہے کہ اعانت اور مدد کرے اپنے رفیقوں کی ساتھ جان اور مال اور احسان اور مہربانی کی یہانتک کہ کہا ہے کہ مزاح اور خوش طبعی کی ساتھ
بھی اپنے رفیقوں کو خوش کرے مگر فحش اور معصیت کی باتیں نہوں کہ خوش طبعی سے بھی وحشت اور غم رفع ہوتا ہے اور مواسات کے معنی مدد کرنے کے
ہیں ساتھ مال اور بدن اور کسی غمخواری کرنیکو بھی مواسات کہتے ہیں ویرافق الرحلۃ اور نرمی کرے سواری کے جانور کے ساتھ اسطور سے کہ اوسکی
طاقت سے زیادہ اوسپر بوجھ نہ لادے اور حد سے زیادہ مسافت تک نہ لیجاوے اور نہ تھہر بار ہے وینزل احیانا فضیلۃ اقامۃ للسنۃ اور اوترے
سواری سے گاہ گاہ کہ اوترنے میں چند فائدے ہیں ایک قائم کرنا سنت کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اپنی سواری سے اوتر جاتے
تھے طبرانی اوسط میں حدیث انس سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ فجر کی نماز پڑھچکتے تھے تو پیدل چلتے اور بیہقی نے روایت

لیا ہے اسکو اب مین اور کہا میل جاتی تھی نہر یا سا اور ساتھ ہی آپکی کرتل کہنچی جاتی تھی ہمارے علما نے کہا ہے کہ مستحب ہے کہ سواری
کے جانور کو راحت دے اسطرح سے کہ شام اور صبح کو اوس پر سے اترا جایا کرے اور جبکہ اونچی جگہہ آوے اور مطرالبسی کی کہا ہے کہ
واجب ہے جانور سے اوترنا ان جگہون مین کہ اوترنے کی عادت ہو اگر کرایہ کا جانور ہو اور جو اوسکا مالک راضی ہو تو کچھ مضائقہ نہین ہو اور نہین
جائز ہے جانور کی پشت پر چپ بیٹھنا اور تکیہ لگانا مانند جیسی عادت ہے دنیا کے سوارون کی انتہی من شرح علی القاری و تنزیہ للدابہ اور دفع
ساعت اور آرام پہنچانا ہے سواری کو و اسراع للمکاری اور خوش کرنا ہے کرایہ دار کو و ریاضۃ للنفس و تحرز عن ضعف الاعصاب
اور آرام کرنا نفس کا ہی اور مہذب بنانا اوسکا تا کہ سواری کی نعمت کے قدر پہچانی اور نگاہ رکھنا ہے اپنی کو پٹھون کے سا تہہ سستی سے
کہ ہمیشہ سواری پر بیٹھنے ہی سے پٹھے سست ہو جاتی ہین ورلا ینام علیہا الا نومۃ خفیفۃ اور نہ سوئی سواری کی جانور پر مگر ہلکا سونا کہ سونا
سے زیادہ بوجہ ہو جاتا ہی اور جانور کو ایذا ہوتی ہی و لا یتوقف علیہ اذ شدہ ہی سواری پر جبکہ اوسکو ٹہرا دے بلکہ جلدی اوترا دے اور آرام
آرام دے فورسیج اسلیے کہ وارد ہوا ہی سہل بن معاذ کی حدیث مین کہ احمد نے روایت کی ہی لا تتخذوا ظہور دوابکم کراسی نہ پکڑو تم پشتون
اپنی جانورون کی کرسیان یعنی اونکی پیٹہ کو بیٹھک مت بناؤ کہ ٹہرنیکے وقت بھی اون پر چڑہے رہو اور سفر کرنا دواب کا تو اسواسطے ہے
ہے فیبلغکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس تا کہ پہنچا دے تمکو اون شہرونکی طرف کہ نہین ہو تم پہنچنے والے اونکی مگر سا تہہ مشقت
عرفات کا وقوف جدا ہے اسلیے کہ مستحب ہے جانور پر وقوف کرنا و لا ینفرد اور حق سفر کا یہہ ہی کہ جدا نہو اپنی رفیقون سے اور منزل مین تنہا
اکیلا نہ اوترے کہ لوٹ کھسوٹ کا اندیشہ ہی ابو داؤد نے ابی ثعلبہ خشنی سے روایت کی ہی قال کان الناس اذا نزلوا منزلا تفرقوا فی الشعاب
والاودیۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تفرقکم فی ہذہ الشعاب والاودیۃ انما ذلکم من الشیطان الحدیث و یحرس بالنوبۃ اور حق
سفر کا یہہ ہی کہ پاسبانی کرے سا تہہ نوبت کے یعنی ایک سووے تو دوسرا نگاہبانی کرے کہ یہہ سنت ہی نکالا ہی بیہقی نے ابن اسحاق کے طریق
سے جابر کی اوس حدیث سے کہ اوسمین ہی پس کہا انصاری نے مہاجری کو یعنی رات کے کس وقت دوست رکہتا ہو تو یہہ کہ تیری طرف سے بیہ کہ
کفایت کرون تجکو اول رات یا آخر رات پس کہا نہین بلکہ کفایت کر تو مجکو اول رات پس سویا مہاجری اور یہہ حدیث ابی داؤد
کے نزدیک بھی ہی لیکن اوسمین مہاجری کا قول واسطے انصاری کے نہین ہی بلکہ اوسمین نوبت بنوبت حراست ہی دونون رفیقون کی
جبکہ ایک سو جاوے تو دوسرا نگاہبانی کرے انتہی من شرح علی القاری و ینام فی اول اللیل جاعلا راسہ علی العضد اور سووی اول رات
مین درحالیکہ رکہنے والا ہو اپنی سر کو اپنی بازو پر و فی آخرہ علی الکف و یقیم العضد لئلا یشتد النوم اور سووے آخر رات مین درحالیکہ رکہنے
والا ہو اپنے سر کو ہاتہہ کی ہتیلی پر اور کہڑا کرے بازو کو تا کہ سخت اور بہاری نیند نہ آوے اور صبح کی نماز سے باز رکہے فہو ماثور اسلیے کہ یہہ طریقہ
مذکور ماثور ہی آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ شرح علی قاری مین ہی کہ روایت کیا ہی طریق مذکور پر سونیکو احمد اور ترمذی نے شمائل مین ابی قتادہ
رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ابن حبان اور حاکم نے اونہین سے ان لفظون سے کہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ اوترتے رات مین آرام کر
لینے اور رات باقی ہوتی تو تکیہ کرتے اپنی سیدہی ہاتہہ پر اور سوتے اور جب صبح سے پہلی منزل مین اوترتے تو رکہتے اپنی سر مبارک کو سیدہی ہاتہہ کی
اور اوٹہا ہوا بازو کو کہا عراقی نے کہ نسبت کیا ہی اسی حدیث کو ابو مسعود دمشقی اور حمیدی نے مسلم کیطرف اور میں نے اوسمین نہین لکہا انتہی [illegible]

اور حق سفر کا یہ ہے کہ نہ ہمراہ لیوے کرا پنے جرس کو نہ ساتھ مین ہو کہ جرس اوس جلاجل کو کہتے ہین کہ جانور کے گلے مین لٹکائی جاتی ہین
مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے الجرس مزامیر الشیطان اور روایت کی ہے
احمد اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی نے ابو ہریرہ رض کی حدیث سے کہ فرمایا حضرت نے نہین ہمراہ ہوتے ہین فرشتے اوس جماعت کے
کہ اوسمین جرس اور کتا ہووے کہا اور سبب کراہیت لیجانیکا شاید کہ یہ ہووے کہ جرس باوجودیکہ لہو و لعب کے اسباب مین سے ہے مطلع
کردیتا ہے قافلہ پر راہزنون اور چورون کو اور نجم العلم مین مختصر طیبی سے نقل کیا ہے کہ ایک جماعت شام کی علماء متقدمین مین سے اسکی
قائل ہے کہ مکروہ جرس کبیرہ ہے نہ صغیرہ انتہی ولا شاعرا اور نہ ہمراہ لیوے شاعر کو فرمایا اللہ تعالی نے اونکے حق مین الشعراء یتبعہم الغاوون
الم تر انہم فی کل واد یہیمون وانہم یقولون ما لا یفعلون الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وذکروا اللہ کثیرا وانتصروا من بعد ما
ظلموا حاصل یہ ہے کہ شعر ایک کلام ہے کہ اچھا اوسکا اچھا ہے اور برا اوسکا برا کہ اوسمین سفر اور حضر برابر ہے پس برا شعر کہنے والے کو حضر مین
بھی پاس نہ چھوڑے اور اپنی مجلس مین نہ آنے دے اور سفر مین تو بطریق اولی ولا ساحرا اور نہ ہمراہ لیوے جادوگر کو کہ مردود اور مبغوض
جناب باری کا ہے ولا کاہنا ولا منجما اور نہ ہمراہ لیوے کاہن کو اور نہ منجم کو کاہن اوسکو کہتے ہین کہ غیب کے علم کا دعوی کرے
اور زمانہ کے حوادثات بتاوے بو اسطہ جنون کے اور منجم وہ ہے کہ ستارہ دیکھکر غیب کی باتین بتاوے تحقیق وارد ہے کہ جو شخص کہ آوے
کاہن کے پاس اور اوس سے غیب کی باتین پوچھے اور جواب دیوے اوسکا کاہن پس یہ سچا جانے اوسکو کاہن کہتا ہے پس تحقیق منکر ہوا
یہ اوس چیز سے کہ اوتاری گئی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر روایت کیا ہے اسکو احمد اور چارون نے ابو ہریرہ سے اور طبرانی کی روایت مین واثلہ
سے مروی ہے کہ جو شخص کہ آیا کاہن کے پاس پس پوچھا اوس سے کچھ تو بند ہو جاتا ہے اوس پر دروازہ توبہ کا چالیس راتک
پھر اگر سچا جانا اوسکو جو اوس نے کہا ہے تو کافر ہو گیا اور جو شخص کہ عراف پاس آیا اور اوس سے کچھ پوچھا پھر جو اوس نے کہا ہے اوسکو سچا
جانا تو نہین قبول ہوتی اوسکی نماز چالیس دن تک روایت کیا ہے اسکو مسلم نے بعض امہات المومنین سے اور حاکم اور احمد نے ابو ہریرہ
سے روایت کی ہے جو شخص کہ آیا عراف یا کاہن پاس پھر سچا جانا اوسکو بیچ اوس چیز کے کہ اوس نے کہی پس تحقیق کافر ہوا ساتھ اوس چیز کے
کہ اوتاری ہے اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یعنی قرآن مجید اور شریعت محمدی اور عراف وہ شخص ہے کہ دعوی کرے چوری کی چیز کے جاننے
کا اور کہے کہ جو چیز چوری گئی ہے اور جہان کہین گری ہے مین جانتا ہون پس یہ کاہن سے خاص ہے اور آپکی معنی مین ہین منجم اور رمال اور تمام
فال والے انتہی من شرح علی القاری ولا جلالۃ اور نہ ہمراہ لیوے جانور گندگی خوار کو کہ فرشتے اوسکی بو سے نفرت کرتے ہین جلالہ اوس
جانور کو کہتے ہین کہ پلیدی کھاوے ہے دولابی نے کنی مین اور ابن مندہ اور طبرانی اور ابن عساکر نے ابی رابطہ بن کرمۃ المدلجی سے روایت
کی ہے کہا آئے ہم نزدیک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پس فرمایا مسافر ذکی قوم کو چاہیے کہ ہمراہ نہووے تمہارے کوئی جگر خوار ان چار دنین سے
اور نہ جیب اڑی کرے کوئی تم مین سے پہلی گمی ہوئی چیز کو اور خالی نہ پھیرے سوال کرنے والے کو اگر چاہتے ہو تم نفع اور سلامتی کو اور البتہ نہ
ہمراہ ہو تمہارے اگر ایمان لائے ہو تم خدا تعالی اور دن آخرت پر مرد جادوگر اور نہ عورت جادوگرنی اور نہ مرد کاہن اور نہ عورت کاہنہ اور نہ مرد منجم
اور نہ عورت منجمہ اور نہ مرد شاعر اور نہ عورت شاعرہ الحدیث انتہی من شرح علی القاری اور نجم العلم مین ہے کہ روایت کی ہے ابو داود نے عمر رضی اللہ

کرے اون سے فائدہ حاصل کرتے ہین اور برکت ڈہونڈہی ساتہہ زیارت مردونکے لیئے اونکی قبرونسے فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے جسنے زیارت کی مثنی عالم کی پس گویا کہ میری زیارت کی اور جسنے میری زیارت کی پس داخل ہوگا جنت مین عرض کیا
گیا کہ اگرچہ زنا کیا یا چوری کی فرمایا اگرچہ زنا کیا یا چوری کی بعد اسکے کہ کہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور مراد اسی سے یعنی مرتد نہو انتہی من
شرح القاری ویعجل الاوبۃ بعد قضاء الحاجۃ اور حق سفر کا یہہ ہی کہ جلدی کرے لوٹنا بعد فارغ ہونیکے اپنی حاجت سے
قاموس مین ہی الاوبۃ والاوب الرجوع فورًا اسلیئے کہ وارد ہوا ہے صحیحین مین کہ ابو ہریرہ رضی نے روایت کی ہی کہ آنحضرت
علیہ السلام نے فرمایا سفر ایک ٹکڑا ہی عذاب سے منع کرتا ہی ایک تمہارے کو اسکے سونے اور اسکے کھانے اور پینے سے فاذا
قضی نہمتہ فلیعجل الی اہلہ پس جبکہ پوری کر چکے ایک تمہارا حاجت اپنی جیسا کہ چاہتا تہا پس چاہئی کہ جلدی طرف اہل اپنی کے
اور حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہی جبکہ ادا کر چکا ایک تمہارا حج اپنا پس چاہئی کہ رجوع کرے طرف اہل اپنی
کے پس تحقیق وہ عظیم ہی واسطے اجر اسکے ویاتی بالتحفۃ لاہل البیت والاقارب اور حق سفر کا یہہ ہی کہ جب سفر سے آوے
تو کچہہ تحفہ لاوے اپنی گہر والون اور خویش قرابتیون کے واسطے جسقدر کہ ہوسکے کہ یہہ اونکی خوشی کا باعث ہی اور اس سی
محبت زیادہ ہوتی ہی وارد ہے حدیث مین جبکہ آوے کوئی تمہارا سفر سے پس چاہئی کہ لاوے اپنی ہمراہ کچہہ تحفہ اگرچہ اسکی
توبرہ مین پتہر کیون نہون روایت کیا ہے اسکو ابن عساکر نے ابی الدرداء سے اور بیہقی کی روایت مین حضرت عائشہ سے
مروی ہی کہ جب آوے کوئی تمہارا اپنی اہل پر سفر سے پس چاہئی کہ کچہہ ہدیہ لاوے اپنی اہل کے لیے اور ڈالدیوے اوسکے
سامنے اگرچہ پتہر ہی ہون یعنی خالی آنا اچہا نہین کیونکہ گہر والے امیدوار ہوتے ہین کہ ضرور کوئی چیز لاویگا انتہی من شرح علی
القاری ولا یفجاہم بغتۃ اور حق سفر کا یہہ ہی کہ نہ آوے گہر مین اچانک بغیر خبر کئے بلکہ پہلی کسیکو بہیجدے تاکہ خبر کردے صحیحین
مین جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہا تہی ہم ساتہہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فلما قدمنا المدینۃ ذہبنا لندخل فقال
امہلوا حتی ندخل لیلا ای عشاء لکی تمتشط الشعثۃ وتستحد المغیبۃ حاصل یہہ کہ گہر مین خبر دے تاکہ بی بی کرے بال اور بال وغیرہ
صاف کرر کہی ولا لیلا اور نہ داخل ہو رات کیوقت احمد نے ابن عمر رضی سے سند جید کے ساتہہ روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے
پہلی داخل ہونے مدینہ کے نہ چلو تم طرف اہل اپنی کے رات کو پس مخالفت کی آپکے حکم کی دو شخصون نے سو چلی اپنی مکانون کی طرف
پس دیکہا ایک نے اپنی گہر وہ امر کہ اوسکو مکروہ جانتا تہا نجم العلم مین ہی کہ رات کو گہر مین نہ آنا مطلق سفر کا حکم نہین ہی بلکہ
دراز سفر کا یہہ حکم ہی کہ جب آدمی تو رات کو گہر مین نہ داخل ہو جیسا کہ دلالت کرتی ہی اس پر حدیث صحیحین کی جو جابر رضی اللہ
عنہ سے مروی ہی کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ دراز ہوا ایک تمہاری کو غیبت پس نہ آوے اپنی اہل مین رات
کو پہر اگر کہا جاوی کہ تحقیق روایت کی ہی ابو داود نے جابر رضی اللہ عنہ سے اونہون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق بہتر وقت
آدمی کے داخل ہونیکا اپنی اہل مین جبکہ سفر سے آوے اول رات ہی پس کیا توفیق ہی درمیان اس حدیث اور پہلی حدیث کی تو جواب
اسکا یہہ ہی کہ علماء نے توفیق اور جمع کی بہت وجہین ذکر کین ہین اونہی مین سے یہہ ہی کہ یہہ حدیث محمول ہی قریب کے سفر پہ یا اوسکے

ہی شہرت ہو یعنی مسافر کا آنا مشہور ہو تو اول رات کو داخل ہو یا صرار داخل ہو یعنی اپنی اہل میں دوسری حدیث میں مجامعت کرنا ہی کیونکہ مسافر
کو شہوت کی شدت ہوتی ہی جبکہ اول رات میں ادس سے فراغت کر لیگا تو خوب آرام سے نیند آویگی اور اسمیں محبت اور اشتیاق کا بھی اظہار ہی اور مبادرت
کرنا ہی طرف ادا کرنے حق کی اور رفع کرنے کلفت انتظار کی انتہی والاحب وقت الضحی اور محبوب زیادہ یہ ہی کہ چاشت کیوقت داخل ہو کہ صحیحین
میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہیں آتی تھی سفر سے مگر دن کو چاشت کے وقت علما نے کہا ہی کہ حضر جو حدیثین
ہیں باعتبار غالب احوال کی ہیں انتہی من نجم العلوم ویدخل المسجد اولا ویصلی رکعتین اور حق سفر کا یہ ہی کہ داخل ہو مسجد میں پہلے اور ادا کرے دو رکعت نماز تحیۃ
المسجد اللہ تعالی کی شکر کی کعب بن مالک کی اثر میں ہی جو اوپر گذر چکی کہ نہیں آتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے مگر دن کو چاشت کیوقت
پھر جب آتے تو شروع کرتے تھے ساتھ داخل ہونے مسجد کی پھر ادا کرتے تھے مسجد میں دو رکعت نماز پھر بیٹھتے مسجد میں آپ واسطے لوگوں کے اور مشرف ہوتے
اوس الثعلبہ سے مروی ہی کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ آتے سفر سے شروع کرتے ساتھ مسجد کے پھر ادا کرتے اوسمیں دو رکعتیں پھر آتے حضرت
فاطمہ رضی کے پاس پھر آتے ازواج مطہرات کی پاس اور بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہا تھے ہم ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں
پس جبکہ آئے ہم مدینہ کو فرمایا مجھکو داخل ہو مسجد میں پھر پڑھ اوسمیں دو رکعت نجم العلوم میں ہی کہ یہ امر ہمارے نزدیک واسطے استحباب ہی اور شافعی کے
نزدیک تحیۃ المسجد واجب ہی انتہی فائدہ ماثور پس تمام یہ امور جو مروی اور ماثور ہیں ویقدم له الضحی وکان علیه السلام اذا قدم نحر جزورا او بقرۃ
اور مقدم کیا جاوے واسطے آنے مسافر کے اور کام میں یہ ذبح کرنا چارپایہ کا اونٹ گائے وغیرہ سے اور تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ آتے تھے سفر سے
نحر کرتے تھے اونٹ کو یا ذبح کرتے تھے گائیکو شرح علی قاری میں ہی کہ مجھکو اب تک اس حدیث کا مخرج نہیں معلوم ہوا انتہی مولانا فخر الدین نے اپنی شرح
میں کہا ہی کہ شارح جلیل ملا علی قاری رحمۃ اللہ سے تعجب ہی کہ باوجود اس معلومات کی کہ اونکے حصہ میں آئی کہا ہی کہ اس حدیث کا مخرج معلوم نہیں ہوا
بخاری نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ آئے تھے مدینہ کو تو نحر کرتے تھے اونٹ یا گائیکو واضح ہو
کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ جو کوئی سفر سے آوے اوسکے لیے موافق وسعت کی کچھ جانور ذبح کرے تو سنت ہی انتہی منہ مترجم کہتا ہی کہ یہ ذبح کرنا واسطے
شکریہ اللہ سبحانہ کی اور رد واسطے وسعت اکل و شرب اور رد واسطے مواسات غربا کے ہو تو بہتر ہی نہ اراقۃ دم واسطے تقرب آنیوالے کے کہ اس سے
ذبح کرنیوالا مشرک ہو جاویگا چنانچہ اسی وجہ سے فقہا نے ذبح لقدوم الامیر کو حرام لکھا ہی وحق الحج تخلیص النیۃ اور حق ادا کرنے حج کا اور یہ وجہ
کمال کی یہ ہی کہ اخلاص کرے نیت میں اور خالصًا لوجہ اللہ ارادہ کرے با منظور کرے ریا اور سمعہ سے پرہیز کرے اور تجارت اور سیر و تازگی اور سیر
فسند مکرے مروی ہی اہل بیت سے کہ فرمایا آنحضرت نے جبکہ آخر زمانہ ہوگا تو حج کے لیے چار قسم کے آدمی نکلینگے بادشاہ تو واسطے سیر و تازگی اور سیر
اور تونگر سوداگری کیلیے اور فقرا واسطے سوال کرنیکے اور قرا واسطے سنانیکے روایت کیا ہی اس حدیث کو خطیب نے انس رض کی حدیث سے اہل بیت کی طرف سے
ہمارے علما نے کہا ہی جو شخص کہ آیا ساتھ عبادت کی بسبب غرض دنیوی کی اس حیثیت سے کہ جو نہو تی غرض دنیوی تو عبادت کو ترک کردیتا پس یہ عبادت
نہیں ہی بلکہ معصیت ہی اور جو باعث عبادت پر دینی ہی اور دنیوی بھی ہی پس اگر باعث دنیا کا قوی ہی یا دونوں برابر ہیں پس وہ باطل ہی اور جو
دنیا کا باعث قوی ہی سو بعضی تو اسطرف گئی ہیں کہ وہ باطل ہی اور ایک جماعت اسطرف گئی ہی کہ وہ صحیح ہی اور یہی ظاہر ہی بسبب فرمانے اللہ تعالی کے
لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم یعنی دیوبند و منافع تجارت کے ساتھ جیسا کہ بیضاوی وغیرہ میں ہی یہ حق حج کا یہ ہی کہ

مستحبات اور رفع موجودہ کی اوس مال کو کہتے ہین کہ قافلہ پر مقرر کرین کہ اگر دیوینگے تو سلامت چلے جاوینگے اور نہین تو لوٹ لینگے
و یرجع ان لم یقدر فی حج النفل اور لوٹ آوے حج کے راستہ سے اور حج کو موقوف کرے اگر نہین قدرت رکھتا ہے اوسکے دفع
کرنے مال راہداری کے اور یہ پہرنا حج نفل مین ہے اور جو حج فرض یا واجب ہو تو پورا کرنا اوسکا لازم ہی اگرچہ راہداری کا مال دینا
لازم ہووے فالاعانة علی العدو ان افحش اسلیے کہ مدد کرنا ظالم پر ناشر اور زیادہ ہے راستہ کے پہرنے سے پس ترک کرنا نفل کا
اور پہرنا راستہ سے بسبب اس عارضہ کے بہتر ہو ظالم کی اعانت سے کیونکہ یہ بدعت شنیعہ بمنزلہ جزیہ کی ہے اور اسمین ذلت اور احتقار
اہل اسلام کا ہی اور جو فرض حج ہو نہ لوٹے کیونکہ گناہ ہمکو لینے والے پر ہے نہ دینے والے پر جیسا کہ پہچانا گیا ہے تقسیم رشوة سے کتاب القضاء مین
بسبب نہ ہونے معصیت کے اوسکے جانب سے اور فرض کسی عاصی کی معصیت سے نہین ترک کیا جاتا ہے اور یہ تفصیل [illegible] بخلاف اوس
شخص کے کہ مطلق کرتا ہی جواز اعطا کو واسطے ضرورت کے بخلاف اوسکے کہ ساقط کرتا ہے حج کو اور اوسکے [illegible] جبکہ لیا جاوے
راستہ مین اوسکے مال سے بطور ظلم کے اور احیاء مین ہو کہ نہ مدد کیجاوے اللہ کے دشمنون کے ساتھ [illegible] کیونکہ
ساتھ دینے مال کے کشاکش کی ہی اور روکنے والے ہین [illegible] امرا اور اعراب ہو گئے ہین راستون
اور دروازون پر بیٹھے ہین کیونکہ اکثر مال دینے مین آسان کرتا ہے ظلم [illegible] کذا فی شرح علی القاری
شرح الشیخ فخر الدین [illegible] راحلة ان قدر اور حق حج کا یہ ہی کہ چلے پیادہ اگر قدرت رکھتا ہے پیدل چلنے پر کیونکہ یہ افضل ہی فرمایا
اللہ تعالی واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا اور اعلام کر بیچ آدمیون کے آوینگے تیرے پاس رجال یعنی پیادے پس مقدم کیا اللہ
سبحانہ نے لفظ رجال کو اس قول پر وعلی کل ضامر یعنی اور اوپر سواریون دبلی کے اونٹون سے [illegible]
حاجی لوگ جبکہ آتے ہین مکہ معظمہ کو تو ملاقات کرتے ہین اونسے فرشتے پس سلام کرتے ہین اونکو [illegible]
ہین کہ سوار ہونگے [illegible] اور معانقہ کرتے ہین اور [illegible] پیادون سے اور عبد اللہ بن عباس نے [illegible]
وصیت کی پس کہا ای بیٹو حج کرنا پیدل کیونکہ پیدل حج کرنیوالونکو ہر قدم کے [illegible] ساتھ [illegible] نیکیان ہین حسنات حرم سے
کہا گیا ہین حسنات حرم سی کہا ایک نیکی برابر لاکھ نیکیونکے ہے انتہی من شرح علی القاری والا فالرکوب افضل [illegible] پیدل چلنے
رکھتا ہی یعنی پیدل چلنے سی ضعیف ہو جاویگا اور عبادت مین قصور ہو جاویگا پس سوار جانا افضل ہے بحر العلوم مین ہے کہ مصنف نے اس کلام
سی مخالفت جو علماء کی اقوال مین تھی دفع ہو گئی ایسا کلام تو دلالت کرتا ہی اس پر کہ پیدل چلنا بیت الحرام کیطرف مطلقا افضل
جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہی اور ایک کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ سوار ہوکر جانا مطلقا افضل ہی اور مصنف نے [illegible]
[illegible] اختیار کیا ہی انتہی [illegible] اور بعضون نے کہا ہی کہ سواری تمام [illegible] افضل ہے بسبب [illegible] اور صحابہ کرام
کی مگر اسکا جواب یہ ہی کہ سوار ہوکر جانا آنحضرت اور صحابہ کرام سے منقول ہی بسبب مشقت کے تھا [illegible]
اسلیے کہ سواری مین مشقت انفاق کی ہی کہ کرایہ وغیرہ مین خرچ ہوگا لیکن اسکا جواب یہ ہو سکتا ہی کہ یہ امر پیدل کو بہی ممکن ہی کہ [illegible]
الحج مین صرف کرے بعض علما سی پوچھا گیا کہ جو حج ادا کرنا چاہے پیدل افضل ہے یا کرایہ کرکے کہا اگر وزن درہم کا [illegible] ہی

کرے اور ہم رہنا اسمیں نفس پر جب معلوم ہوتا ہی تو کرایہ کرنا افضل ہے اور جو پیدل چلنا منقول ہے مانند اتھینا ء کے پس پیدل چلنا افضل ہی واسطے
عمل کترت الہموم اور سوار ہو کر چلنے مین زیادہ تر پریشانی غمون کی ہی کہ پیدل چلنے سے عارض ہوتے ہین اور بسبب بدخلقی کو ہو جاتے
ہین والقرب من السلامہ یعنی تمام اور سوار ہین نزدیکی ہے بدن کی سلامتی سے اور پورا کرنا حج کا کہ بدنکی سلامتی پر متفرع ہے کیونکہ پیدل چلنے مین
بار ہوا و تھکن اور سستی کی اکثر بیماری بھی ہو جاتی ہے کہ اوسکی جہت سے حج فوت ہو جانیکا اندیشہ ہوتا ہے اسیواسطے بعض بزرگ پیدل چلنے سے زائد
کرایہ کو جانتے ہیں اونکو کنیج جاتے تھے یعنی کرایہ کرتے تھے اسی خیال سے کہ مبادا کچھ حرج ہو جاوے تو سوار ہو کر فدیہ سے حج کو پورا کرین اور جیسی صفت
اغیرار ہنی حج کا یہ ہے کہ چلے اوس حال مین کہ پراگندہ بال ہو اور گرد آلودہ ہو بدن اوسکا کیونکہ بیہودہ لون احرام کی حالت کے ساتھ جائز
ہی ابن ماجہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہا سوال کیا کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ کونسا حج کرنیوالا افضل ہے فرمایا الشعث التفل یعنی بال
پراگندہ اور خوشبو نہ استعمال کرنے والا غیر متزین ولا مائل الی التکاثر یعنی زینت کرنیوالا ہو اپنے تئین اور نہ مائل ہو طرف کثرت اسباب کے ذ
کے کیونکہ یہ صورت تواضع اور خضوع سے کہ یہی شان عبودیت کی ہی فہو علیہ الصلوۃ والسلام فعل ذلک پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایسا ہی کیا ہے کہ وقت حج کے زمینی پر سوار تھے اور نیچے ایک بوسیدہ پالان اور ایک پرانی چادر تھی کہ قیمت اوسکی چار درہم ہونگے
واخبر من مباہاۃ تعالی بہ اور خبر دی ہے آنحضرت نے اللہ تعالی کے فخر کرنے سے اوس آدمی پر کہ بال پراگندہ کر کے حج کو جاوے
ترمذی اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرشتون سے کہتا ہے کہ دیکھو میرے
بندون کیطرف کہ میرے گھر کی زیارت کیواسطے پراگندہ بال اور گرد آلودہ آتے ہین گواہ رہنا ہو مین تمکو کہ بخشش بخشا مینے انکو ویتقرب
باراقۃ دم وان لم یجب اور نزدیکی ڈہونڈہے ساتھ بہانے خون قربانی کے اگرچہ اوس پر واجب نہو قربانی کرنا کیونکہ خون بہانا یعنی قربانی
کرنا اس جگہ افضل ہے اور فضیلت عظیم رکھتا ہے فلیجتہد ان یکون من سمین الاسلم کہ وارد ہوا ہے قرآن مجید مین ومن یعظم شعائر اللہ الآیہ آخر آیت تک فانہا
من تقوی القلوب یعنی جو کوئی کہ تعظیم کرے اللہ تعالی کی نشانیون کی یعنی قربانی وغیرہ کی پس تحقیق وہ فعل ڈرنے دلونکی سے ہے یعنی جسکو دل اللہ
سبحانہ تعالی سے ڈرتے ہین وہ اللہ کی نشانیون کو بڑا جانتے ہین اور تعظیم قربانی سے یہ ہے کہ فربہ اور بے عیب ہو اور اللہ باوجود ہمت مین خرید
کرے اور سوال کیا کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کو کیا ہی بہلائی حج کی پس فرمایا العج والثج یعنی بلند کرنا آواز کو ساتھ تلبیہ کے اور نحر کرنا اونٹ
کو روایت کی ہی اسکو ترمذی نے اور غریب کہا ہی اور ابن ماجہ اور حاکم نے اور تصحیح کی ہی بزار نے اور لفظ اوسیکی ہین ابو بکر سے اور تابعین کی یہاں کی گئی کہ افضل
اعمال ہے اور حضرت عائشہ سے مروی ہے انہ علیہ السلام قال ما عمل ابن آدم یوم النحر احب الی اللہ سبحانہ من اہراقۃ دم وانہا لیاتی یوم القیامۃ بقرونہا
واظلافہا فان الدم یقع من اللہ عز وجل بمکان قبل ان یقع فی الارض فطیبوا بہا نفسا روایت کیا ہی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور
ابن خزیمہ نے اور حدیث میں ہی لکم بکل صوفہ من جلدہا حسنۃ وکل قطرۃ من دمہا حسنۃ وانہا التوضع فی المیزان فابشروا روایت کیا ہی اسکو ابن ماجہ
اور حاکم نے اور تصحیح کی ہی اسکی اور روایت کیا بیہقی نے زید بن ارقم کی حدیث سے اور روایت کی ہے ابو الشیخ نے کتاب الضحایا مین حضرت علی سے خبر دار ہو تحقیق وہ یعنی قربانی
لائی جاوے گی قیامت کے دن ساتھ گوشت اپنے اور خون اپنے کے یہانتک کہ رکھی جاوے گی تیری میزان مین فرمایا تو حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اور اوسیکی دوسری روایت الی
ہے پس تحقیق یہ ہے کہ بہتر بدلا اول قطرہ کہ اوسکے خون سے ٹپکے یہ ہے کہ بخشے جاوینگے واسطے تیرے وہ گناہ کہ گذر چکے ہین پہلے فرمایا آنحضرت نے واسطے فاطمہ

رضی اللہ عنہما سے انتہی من شرح علی القاری ولا یماکس فی شراء الہدی والاضحیۃ اور نہ کشاکش کرے اور تنگی کرے بیچ خریدنے ہدیہ اور قربانی
کے ہدی ساتھ فتح اور سکون اور ساتھ فتح اور کسرہ اور تشدید کے دونون لغت ہین اور وہ نام اون جانورونکا دواب قوائم سے ہے کہ بھیجے جاوین طرف
مکہ معظمہ کے تاکہ ذبح کیے جاوین اور وجہ تسمیہ کی یہہ ہے کہ بندہ ہدیہ بھیجتا ہے طرف درگاہ حق تعالی کے اور طلب کرتا ہے اوسکے سبب سے تقرب
الی اللہ اور اضحیہ ساتھ ضمہ ہمزہ اور کسرہ اوسکے اور تشدید اور تخفیف یا کی چار لغت ہین اون جانورونکو کہتے ہین کہ ذبح کیے جاتے ہین اور بوجہ
تقرب کے وقت مخصوص مین اور اوسکو قربانی کہتے ہین شرح علی قاری مین ہے کہ تھے سلف کہ نہین مماکسہ کرتے تھے تین چیزون مین اور مکروہ
جانتے تھے اونمین تنگی کرنیوالے کو اور وہ تینون ہدی اور اضحیہ اور رقبہ ہے کیونکہ افضل انکا وہ ہے کہ اعلی ہو از روی ثمن کے اور مروی ہے
ابن عمر رض سے کہ حضرت عمر رض نے ایک مرتبہ ایک بختی اونٹ ہدی بھیجا پس طلب کیا گیا ہے اونسے بدلے تین سو دینار کے پس پوچھا حضرت عمر نے
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اسکو فروخت کرکے اسکی قیمت مین اور بدنی خریدلین پس منع فرمایا آپنے اس سے اور کہا بلکہ اسیکو ہدی
بھیج روایت کیا ہے اسکو ابوداؤد نے اور وہ اسلیے ہے کہ قلیل جو جید اور بہتر ہو افضل ہے کثیر سے جو ناقص ہو باوجودیکہ تین سو دینار مین تین
بدنے مل سکتے ہین اور انمین گوشت زیادہ ہوگا لیکن یہہ مراد نہین ہے انتہی فالمقصود تزکیۃ النفس عن رذیلۃ البخل وتحلیتہا بتعظیمہ تعالی
اسلیے کہ مقصود اصلی ہدیہ اور قربانی سے پاک کرنا نفس کا ہے بخل کے عیب سے اور زینت دینا اوسکا ہے ساتھ تعظیم اوس تعالی کے فورود اسلیے کہ
وارد ہوا ہے قرآن مجید مین لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا الآیہ آخر آیت تک جو یہہ ہے ولکن ینالہ التقوی منکم یعنی ہرگز نہین پونہچتے ہین اللہ تعالی
کو اور ہرگز نہین قبول کرتا ہے وہ گوشت قربانیونکے کہ تم صدقہ کرتے ہو اور نہ خون اونکے کہ ذبح کیوقت ثبوتی ہو ولیکن پونہچتا ہے محل قبولیت کو
پرہیزگاری اور تقوی تم مین سی کہ وہ امر الہی کی تعظیم ہے وینوی فی الذبح فداء نفسہ اقتداء بالذبیح علیہ السلام اور حق حاج کا یہہ ہے کہ نیت
کرے بیچ ذبح کرنے قربانی نفل کے بدلا اپنی جان کا واسطے اقتدا کرنے ذبیح اللہ پیغمبر علیہ السلام کے کہ موافق اصح قول کے اسمعیل علیہ السلام ہین اور
قصہ اونکا معروف ہے فرمایا اللہ تعالی نے وفدیناہ بذبح عظیم اور مجمع العلم مین ہے کہ نیت کرے ذبح مین اپنے نفس کے بدلے کی بسبب اقتدا
کرنیکے ساتھ ذبیح علیہ السلام کے جیسا کہ واقع ہوا ہے طویل حدیث مین کہ روایت کی ہے اوسکو ابوداؤد وغیرہما نے باب الاضحیہ مین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کیوقت کہا اللہم منک ولک عن محمد وامتہ بسم اللہ اللہ اکبر پھر ذبح کیا انتہی وینفق فی الطریق ومکۃ ما استطاع
اور حق حاج کا یہہ ہے کہ انفاق کرے بیچ راستہ حج کے اور درمیان مکہ معظمہ کے فقراء اور مساکین پر جسقدر کہ ہوسکے اور دلکی خوشی سے خرچ کرے
اور جو کچہہ مصیبت یا خسارہ اسکو پونہچتا ہو تو اوس سے غمگین اور محزون نہو بلکہ اللہ تعالی کی ضیافت سے شمار کرے حدیث مین ہے کہ خرچ کرنا
مکہ معظمہ کے راستہ مین خاص اللہ تعالی کیواسطے مانند مسکہ کے ہے گیہون کی روٹی پر فمن علامات القبول طیب الکلام والانفاق وعدم
الاغتمام بما اصیب فی المال پس جملہ علامتون مقبول ہونے حج سے خوش گوئی ہے ساتھ رفیقون کے اور صرف کرنا مال کا بیچ راستہ
اللہ تعالی کے اور نہ غم کہانا ساتھ انفاق کے اور ساتھ اوس چیز کے کہ نقصان پونہچا ہو مال مین یا بدن مین بلکہ ساتھ خوشی اور کشادہ پیشانی کے
صرف کرے اور جو کچہہ نقصان کہ مال یا بدن مین پونہچا ہو اوسکو غنیمت جانے کہ حاجی کو بدلے ہر شدت اور محنت اور ضرر نقصان کے ثواب
اور بدلہ ہے فدرہم منفقہ یعدل سبعمائۃ فی سبیلہ تعالی پس ایک درہم اوس مال مین سے کہ حج مین صرف ہوا ہو یا حج کے رستہ مین ضایع ہوا ہو

برابر ہو جاتا ہے ساتھ سود کے تم تکے کہ صرف کرے اوسکو بیچ رستہ خدا کے اور اللہ تعالی اوسکے فضل سے مضاعف کریگا جس کے لیے چاہیگا و ترک

معاصی کا ان میں سے ہے اور علامتوں قبول ہونے حج سے ترک کرنا ظاہر اور باطن کے گناہوں کا ہے کہ پہلے حج سے اونکا مرتکب ہوا ہو و تبدیل

الفساق بالشعائر و مجالس اللهو بالذکر اور بدل دینا فاسقوں کی برادری کو ساتھ نیکوں کے اور بدل دینا مجلسوں لہو ولعب کو ساتھ

مجلس ذکر اور وعظ کے یعنی بعد حج کے اگر برادری اور اخلاص فاسقوں سے چھوڑ دے اور نیکوں اور صالحوں سے اخلاص بہم پہنچاوے اور مجلس

لہو ولعب سے بیزار ہو کر مجلس ذکر اور فکر سے الفت پکڑے تو یہہ علامت حج کی قبول ہونے کی ہے ویلازم الخشوع فی اداء المناسک فهو الاصل اور

حق حج کا یہہ ہے کہ لازم پکڑے خضوع اور خشوع کو بیچ ادا کرنے امور حج کے مانند طواف اور رمی جمار اور وقوف عرفات اور سعی صفا مروہ کے اور سوا

اسکے تمام افعال حج میں خشوع خضوع لازم رکھے پس یہہ اصل تمام عبادتوں میں ہے لاسیما فی الطواف والوقوف بعرفات لانهما رکناه خاصة بیچ طواف

کعبہ اور وقت وقوف عرفات کے کہ یہہ دونوں حج کے رکن اور فرض اوسکے ہیں اور محافظت ان دونوں رکنوں کے ساتھ خشوع اور خضوع

کے لازم اور محتم ہے اسلیے کہ طواف نماز ہے پس حاضر رکھے اوسمیں دل کو ساتھ تعظیم اور خوف اور رجا کے اور وقوف عرفات مانند وقوف

وقوف کے ہے کہ تمام اولین اور آخرین رب العالمین کے روبرو ادب سے کھڑے ہونگے ویشرب ماء زمزم مستشفیا اور حق حج کا یہہ ہے

کہ پیوے پانی زمزم کا درحالیکہ شفا طلب کرنیوالا ہو بسبب اوسکے پینے کے ظاہر اور باطن کی بیماریوں سے ابن ماجہ نے جابر رضہ سے مرفوعا

ساتھ اسناد جید کے روایت کی ہے کہ پانی زمزم کا ہر اوس چیز کے لیے ہے کہ پیا ہو اوسکو واسطے اوسکے یعنی جس نیت سے کہ پیا جاوے وہ کام

تو پہنچی ہے دینی ہو یا دنیوی آور ابن عباس رضی اللہ عنہ جبکہ آب زمزم پیتے تھے تو یہہ دعا کرتے تھے اللهم انی اسئلک علما نافعا ورزقا واسعا

وشفاء من کل داء اور یہہ دعا پڑھنا بھی آیا ہے اللهم اشفنی لشفائک وداونی بدوائک وعافنی من الاهوال والامراض اور چاہیے

ہے کہ چاہیے پڑھنا یہی اللهم اجعله شفاء من داء وسقم وارزقنی الاخلاص والیقین والمعافاة فی الدنیا والآخرة اور چاہیے کہ خوب پیٹ بھر

زمزم کو پیوے حدیث میں وارد ہے کہ نشانی اور علامت بیزاری اور منافقوں کی درمیان میں یہہ ہے کہ وہ خوب سیراب ہو کر زمزم نہیں پیتے

روایت کیا ہے اسکو بخاری نے تاریخ میں اور ابن ماجہ اور حاکم نے ابن عباس سے ویصبه علی راسه وجسده متبرکا به مستشفیا او طالبه

اور ڈالوے آب زمزم کو اپنے سر پر اور اپنے بدن پر درحالیکہ تبرک ڈہونڈنے والا ہو ساتھ اوسکے اور اپنی حاجت روائی چاہنے والا ہو کہ

پانی زمزم کا سبب انجام مرام کا ہے اوطار وطر کی جمع ہے جو حاجت کو کہتے ہیں ومتمنیا الموت فی طریق فیکتب له اجره الی قیام الساعة اور تمنا

کرنیوالا مرجانے کا حج کے راستے میں جاتے وقت تاکہ لکھا جاوے اوسکے لیے ہر سال میں اجر حج کا قیامت کے دن تک فرمایا اللہ تعالی نے ومن

یخرج من بیته مهاجرا الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله اور وارد ہے جو شخص کہ نکلا اپنے گھر سے بارادہ حج یا عمرہ کے

اور مرجاوے گا اوسکو اجر حاجی معتمر کا قیامت کے دن تک روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں ابی ہریرہ کی حدیث سے اور جو

شخص مرا احرام باندھے ہوئے تو اوٹھایا جاویگا لبیک کہتا ہوا روایت کیا ہے اسکو خطیب نے ابن عباس رضہ سے اور وارد ہے جو شخص

کہ مرا ایک جگہ ان دونوں حرموں میں سے تو واجب ہوئی اوسکے لیے شفاعت میری اور ہوگا قیامت کے دن امن والوں میں سے روایت کیا ہے

اسکو طبرانی اور بیہقی نے سلمان رضہ سے اور راویوں دونوں کی ایک روایت میں حضرت عائشہ رضہ کی حدیث سے ہے جو شخص کہ مرا اسکا حرم میں

دونون حرمون سے تو نہین پیش کیا جاویگا اور نہ حساب کیا جاویگا اور کہا جاویگا اوسکے لیے داخل ہو جنت کو انتہی من شرح علی القاری وتلقی
الحاج بالترحیب اور ملاقات کرے حاجیون سے ساتھ مرحبا کہنے کے یعنے ساتھ تعظیم اور تکریم مع التسلیم کے جو مقرون ہو ساتھ اس قول کے
مرحبا بمن جاء من زیارۃ بیت اللہ العظیم ونبیہ الکریم ویصافحہم متبرکا اور مصافحہ کرے اونسے درحالیکہ تبرک ڈہونڈہنے والا ہو ساتھ مصافحہ
کے اونکے ہاتہون سے کہ منازل شریفہ اور محافل منیفہ کو پونہچے ہین اونہین مین سے حجر اسود ہے کہ اوسکی حق مین وارد ہے کہ تحقیق وہ یمین
اللہ کا ہے اوسکی زمین مین مصافحہ کرتے ہین اوس سے بندے اوسکے پس یہہ مصافحہ تو ثابت ہے اور وہ مصافحہ کہ اوسکو بعض مشائخ الطریق
تسلسل کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک بیان کرتے ہین اوسکی کچہہ اصل نہین ہے اور کیفیت کی جو بعض صوفیہ نے ذکر کی ہے ہان البتہ مصافحہ کی
فضیلت مین ملاقات کیوقت بہت حدیثین اور آثار وارد ہین کہ یہہ مقام اونکے ذکر کرنیکی وسعت نہین رکہتا انتہی من شرح علی القاری ثم اعلم
مین ہے کہ مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ ملاقات کرے تو حج کرنیوالے سے پس سلام کر اوسپر
اور مصافحہ کر اوس سے اور کہہ اوس سے کہ مغفرت مانگے تیرے لیے قبل اسکے کہ داخل ہو اپنے گہر مین پس تحقیق وہ مغفور لہ ہے واسطے تیرے

ویروح الی المدینۃ مکثرا علیہ الصلوۃ والسلام اور بعد تمام کرنے مناسک حج کے یا پہلے داخل ہونے مکہ معظمہ کے جاوے طرف مدینہ
منورہ کے درحالیکہ راہ مین زیادہ درود بہیجنے والا ہو اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی ہے
کہ جس شخص نے حج کیا پہر زیارت کی میری قبر کی بعد موت میری کے تو ہوگا مانند اوس شخص کے کہ زیارت کی ہو میری بیچ حیات میری کے حدیث
مین ہے کہ اللہ تعالی نے ایک گروہ فرشتونکا پیدا کیا ہے کہ تحفہ درود جو قصد کرنیوالا زیارت کا حضرت نبوت پر پونہچاتا ہے تو وہی طائفہ زیارت
شریف پر حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ فلان بن فلان واسطے زیارت شریف کے حاضر ہوتا ہے اور یہہ تحفہ پیش پونہچاتا ہے اور یہی حدیث مین
ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرنیوالا قریب مدینہ منورہ کے پونہچتا ہے تو فرشتے ساتھ تحفہ رحمت کے اوسکے استقبال کو
آتے ہین اور طرح طرح کی خوشی شامل حال اوسکے کرتے ہین اور شرح فارسی مین روضۃ العلماء سے نقل کیا ہے کہ ابوہریرہ رض نے روایت کی ہے
کہ اللہ تعالی نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے کہ جبکہ بندہ مومن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بہیجتا ہے تو پونہچاتا ہے اوسکے درود کو طرف نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنی طرفۃ العین مین اور کہتا ہے ای نبی اللہ کے فلان بن فلان نے تمہاری امت مین سے درود بہیجی ہے اوپر تمہارے
یہہ درود پس فرماتے ہین صلی اللہ علیہ وسلم کمال خوشی سے سو لیجا تو میری طرف سے اوسپر دس رحمتین اور کہہ تو اوس سے جو ہوتی ایک
رحمت ہی ان دس مین سے تو داخل ہو تو جنت مین ساتھ میرے اسطرح اور ملایا سبابہ اور وسطی کو پس کیا حال ہے جبکہ ہون دس کامل
رحمتین تجہپر پہر جاتا ہے وہ فرشتہ آپکی جناب سے طرف جناب باری کے اور عرض کرتا ہے ای اللہ تو عالم ہے ظاہر اور باطن کا تحقیق فلانے
شخص نے تیرے بندون مین سے تیرے نبی پر اس کیفیت سے ایک مرتبہ درود بہیجی ہے پس فرماتا ہے اللہ تعالی لیجا تو اوسپر میری طرف سے بہی
دس درودین اور کہہ تو اوس سے جو نہین ہوتی ان دس مین سے مگر ایک تو نہین چہوتی اوسکو آگ پس کیا حال ہے جبکہ ہون تجہپر دس
کامل درودین پہر اللہ تعالی فرماتا ہے کہ تعظیم کرو میرے بندے کی درود کی جو میرے نبی پر اوسنے بہیجی ہے پس رکہی جاتی ہے وہ اور ذخیرہ
عالی ہے علیین مین اور پیدا کرتا ہے اللہ تعالی ساتھ گنتی ہر حرف کے اوس سے ایک فرشتہ کہ اوسکا [illegible]

ہر سر مین ایک منہ ہوتا ہے اور ہر منہ مین ایک زبان ہوتی ہے اور ہر زبان مین ایک لغت ہوتا ہے کہ دوسرے سے مشابہ نہین ہوتا
اور ثنا کرتا ہے واسطے اللہ تعالی کے اور ہوتا ہے ثواب اوسکا اوسی قائل کو قیامت کے دن تک انتہی واللہ اعلم بصحۃ ہذہ الروایۃ اور
شرح علی قاری مین ہے کہ یہ اوس شخص کے حق مین ہے کہ حضرت کی قبر شریف سے دور ہو لیکن کیونکہ اوس شخص کا درود و سلام پہنچو
پہنچیگا کہ اپنا گھر بار چھوڑکر اور جنگل اور بیابان طے کرتا ہوا شوق اور محبت سے زیارت شریف کو آوے اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہے ولو انہم اذ ظلموا
انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اور مروی ہے کہ جس شخص نے وضو کیا اور آیا روضہ مبارک کو اور درود
بھیجی اور آیا قبر شریف پر اور کہا اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی لیقضی اللہم فشفعہ
فی پھر بیان کرے اپنی حاجت تو اوسکی بر آوے گی اوسی دن انتہی سے وغیرہ ذلک فیہ انشاء اور زیارت کرے قبر شریف اور حجرہ شریف آنحضرت علیہ
الصلوۃ والسلام کے موافق اوسکے طریق اور آداب کے کیونکہ زیارت حضرت سید المرسلین کی ساتھ اجماع علماء دین کے افضل مستحبوں اور بہت قریب
مستحبات مین سے ہے اور بعض علماء مالکیہ اوسکے وجوب کیطرف گئے ہین اور اکثر علما اسپر ہین کہ سنت سے زیارت کرنا جد اور اگر فرض حج کی
اور حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے کہ بہتر بات حاجیوں کے لیے یہ ہے کہ ابتدا کرین ساتھ مکہ معظمہ کے یعنے پہلے مکہ معظمہ مین
ہوکر مناسک حج کی بجا لاوین بعد ازاں مدینہ منورہ مین آکر زیارت کرین اور زیارت آنحضرت کے نزدیک امام ابوحنیفہ کی افضل مندوبات اور بہت بڑے
مستحبات سے ہے قریب واجب کے تقی الدین سبکی نے فضیلت اور قربت زیارت آنحضرت کی تشریح کی چاروں دلیلوں سے بیان کی ہے
لیکن آیت کریمہ زیارت کے باب مین یہ قول اللہ تعالی کا ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ
توابا رحیما۔ اور حالت حیوۃ اور موت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے اور تمام علما نے اسی آیت سے آپکی زندگی اور مردگی کی برابری
سمجھکر زیارت کے ثواب مین حکم کیا ہے کہ یہ آیت پڑھے اور استغفار کرے اور حکایت اوس آدمی کی کہ بعد رحلت آنحضرت کے زیارت کے لیے آیا
اور یہ آیت کریمہ پڑہی مشہور ہے اور جمیع ارباب مذاہب نے کہ مناسک تصنیف کی ہین اس حکایت کو بھی ذکر کرکے استحسان کیا ہے اور بہت بزرگ
اماموں نے اپنی اپنی اسنادوں سے ذکر کئے ہین روایت کی ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ بعد دفن
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اعرابی تین روز کے بعد آیا اور اپنی تئین آپکی قبر پر ڈال دیا اور اوسکی خاک پاک کو اپنے سر پر ڈالا اور چلایا
کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کہ آپنے خدا تعالی سے ساتھ آپکے سنا اور اون سب مین سے کہ ہمپر اوترا یہ آیت بھی ہے
ولو انہم اذ ظلموا انفسہم الخ مین نے اپنی اوپر ظلم کیا ہی اور آپکی پاس حاضر ہوا ہون تا کہ آپ میرے لیے استغفار کرین حضرت علی کہتے ہین کہ قبر سے ندا آئی قد
غفر لک انتہی شرح الشیخ خیر الدین مجمع العلم مین طریقہ زیارت کا احیاء سے یون نقل کیا ہے کہ آپکے چہرہ مبارک کے سامنے کھڑا ہو اس طور سے کہ
قبلہ کے جانب تو پشت کرے اور منہ کرے قبر کے دیوار کی طرف چار گز کے فاصلے سے اوس ستون سے جو دیوار قبر کی زاویہ مین ہے اور قندیل
سر پر رکھے اور دہنی سے سنت نہین ہے دیوار کا چھونا اور بوسہ دینا انتہی و قبور الشہداء واہل البقیع اور زیارت کرے صحابہ کرام کی مقابر
شیخین کی اور اہل بیت علیہم السلام کی مجمع العلم علامہ احیاء سے نقل کیا ہے کہ مستحب ہے کہ ہر روز جنت البقیع کیطرف نکلے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر سلام بھیجکر اور زیارت کرے عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر کی اور حسن بن علی کے قبر کی اور حسین علی بن حسین اور محمد بن علی اور جعفر بن

محمد رضی اللہ عنہم ہین اور نماز پڑہی حضرت فاطمہ کی مسجد مین اور زیارت کری ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر کی اور صفیہ آپکی پہوپہی کے قبر کی
اور یہہ سب بقیع مین ہین انتہی اور زیارت کری حضرت فاطمہ زہرا کے مزار مبارک کی اور حضرت عائشہ صدیقہ اور تمام ازواج مطہرات امہات المؤمنین
اور صفیہ حضرت کی پہوپہی اور آپکی عمین شریفین حضرت حمزہ اور حضرت عباس کے اور تمام اہل بقیع کے رضی اللہ عنہم اجمعین وسائر مشاہد ہا
اور زیارت کری تمام مکانونکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس جگہہ حاضر ہوئے ہین اور اوسکو سعادت اندوز کیا ہے علمار سیر و تواریخ نے
مشاہد نبوی کو کہ آنحضرت سفر یا جہاد مین اوس جگہہ تشریف فرما ہوئے ہین جمع کیا ہے اور بہت جگہین اون جگہون مین سے اس زمانے مین
مبہم اور مجہول ہوگئے ہین اور اونکی علامتین اور پتی بالکل مندرس ہوگئی اور بہت موجود ہین کہ آدمی اونکی زیارت سے مشرف ہوتے ہین
یا مراد مشاہد سے مدینہ منورہ کی قبرستان ہین کہ ملائکہ اور ابدال اور اوتاد اوس جگہہ حاضر ہوتے ہین وتعبیلی فی مساجدہا اور نماز پڑہے بیچ
مسجدون مدینہ منورہ کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس جگہہ حاضر ہوئے ہین اور نماز ادا کی ہے مانند مسجد قبا اور مسجد جمعہ اور مسجد الفضیخ اور
مسجد بنی ابی عبیدہ اور مسجد مشربہ ام ابراہیم اور مسجد الاجابہ اور مسجد البقیع اور بزرگ ترین سب کی مسجد نبوی ہے ساتہہ معیت اسباتکی کہ اوسمین روضہ
شریف اور منبر منیف اور استوانہ ہین حدیث مین وارد ہے مَا بَیْنَ قَبْرِی وَمِنْبَرِی رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ وَمِنْبَرِی عَلٰی حَوْضِی روایت کیا ہے
اسکو بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رض اور عبد اللہ بن زید رض کی حدیث سے پہر مسجد قبا اور مسجد جمعہ اور ذی القبلتین وغیرہ ہین تحقیق وارد ہوا ہے
کہ آنحضرت مسجد قبا مین ہر ہفتہ کو پیدل یا سوار تشریف لیجایا کرتے تہے اور فرمایا جو شخص کہ نکلا اپنے گہر سے یہانتک کہ آیا مسجد قبا مین اور نماز
پڑہی اوسمین تو ہوگا برابر عمرہ کے روایت کیا ہے اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے سہل بن حنیف کی حدیث سے ساتہہ اسناد صحیح کے ویتبرک بآبارہا
اور تبرک حاصل کرے ساتہہ کنوؤن مدینہ منورہ کے کہ جنسے آپنے وضو کیا ہے اور غسل فرمایا ہے اور پانی نوش کیا ہے اور وہ سات کنوین مشہور
ہین بیر اریس اور بیر حاء اور بیر رومہ اور بیر غرس اور بیر بضاعہ اور بیر البصہ اور بیر القیا یا بیر العہن یا بیر جمل اور جگہین انکی اہل مدینہ کے
نزدیک خوب مشہور معروف ہین حدیث بیر اریس بالفتح کی یہہ ہے کہ روایت کیا ہے اوسکو ابی موسی اشعری سے اوس قصہ مین کہ یہہ ہے یہانتک
کہ داخل ہوئے بیر اریس بالفتح مین کہ ایک باغ تہا مین اوسکے دروازے پر اور وہ دروازہ جریدہ کا تہا یہانتک کہ فارغ ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم حاجت ضروری سے اور وضو کیا اوس سے اور حدیث بیر حاء کی شیخین نے انس رض کی حدیث سے روایت کی ہے قال ابو طلحۃ اکثر انصاری
بالمدینۃ نخلا اور تہا محبوب ترین اونکے مالونکا طرف اونکے بیر حاء اور تہے سامنے اوسکے مسجد اور تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ داخل ہوتی
تہے اور نوش فرماتے تہے اوسکا پانی آخر حدیث تک اور حدیث بیر رومہ ساتہہ ضمہ راکے روایت کی ہے اوسکو ترمذی اور نسائی نے حدیث
عثمان سے اَنَّہٗ قَالَ اَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ وَالْاِسْلَامِ ہَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ وَلَیْسَ بِہَا مَاءٌ یُسْتَعْذَبُ غَیْرَ بِئْرِ رُوْمَۃَ
فَقَالَ مَنْ یَّشْتَرِیْ بِئْرَ رُوْمَۃَ فَیَجْعَلُ دَلْوَہٗ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ الحدیث کہا ترمذی نے یہہ حدیث حسن ہے وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَنْ یَّشْتَرِیْہَا شَرِبَ رَوَاءً
فِی الْجَنَّۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمَا اَہَلَّ یَعْلَمُوْنَ اَنَّ رُوْمَۃَ لَمْ یَکُنْ یَشْرَبُ مِنْہَا اَحَدٌ اِلَّا بِثَمَنٍ فَابْتَعْتُہَا فَجَعَلْتُہَا لِلْغَنِیِّ وَالْفَقِیْرِ وَابْنِ السَّبِیْلِ الحدیث اور کہا حسن
صحیح ہے اور روایت کی ہے بغوی اور طبرانی نے حدیث بشیر اسلمی سے قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُہَاجِرُوْنَ الْمَدِیْنَۃَ اسْتَنْکَرُوا الْمَاءَ وَکَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِیْ
غِفَارٍ عَیْنٌ یُقَالُ لَہَا رُوْمَۃُ وَکَانَ یَبِیْعُ مِنْہَا الْقِرْبَۃَ بِمُدٍّ الحدیث قِیْلَ اِنَّہٗ اشْتَرٰی لَہَا بِمِائَۃِ بَکْرَۃٍ ثُمَّ تَعَطَّلَتْ مَنَافِعُ النِّصْفِ الثَّانِیْ عَلٰی صَاحِبِہَا فَبَاعَہٗ

ايضاً من عثمان بن بسير لانه كان يتبع آثارًا فاشتكى الناس فوقف عثمان وبنى قد بتة قبل منها شرب تبع وفد ذوت بعيد بشياية وخمسين
اور حدیث بیر غرس کے ساتھ ضمہ معجمہ کے روایت کیا ہے اسکو ابن حبان نے ثقات مین حدیث انس رض سے کہ کہا لاؤ میری لیے پانی بیر غرس سے
پس تحقیق مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ پیتے تھے اوس سے اور وضو کرتے تھے اور ابن ماجہ نے ساتھ اسناد جید کے حضرت
علی رض کی حدیث سے مرفوعاً روایت کی ہے اذا انا مت فاغسلوني بسبع قرب من بئري بئر غرس اور ابن النجار نے تاریخ مدینے مین روایت
کی ہے انہ علیہ السلام توضأ منها وبزق فيها وغسل فيها يوم توفى اور ایک روایت مین ہے کہ پانی پیا اوسکا اور وضو کیا اور ڈال دیا
پانی جو ڈول مین تھا اور بیر مین بھیجا گیا تھا آپکے لیے شہد پس ڈال دیا آپنے اوسکو اوسی مین اور فرمایا انی رأيت الليلة انی اصبحت على بئر من الجنة
فاصبح عليها وقال يا علي اذا انا مت فاغسلني من بئري بئر غرس بسبع قرب لم تحلل اوكيتهن ففعل كذلك بجدوت سنته خمس وخمسين وسكوانه
اور حدیث بیر بضاعہ کے ساتھ ضمہ موحدہ کی روایت کیا ہے اوسکو اصحاب سنن نے حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ یا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم آیا وضو کرین ہم بیر بضاعہ سے اور ایک روایت مین ہے آیا پلاوین ہم آپکو بیر بضاعہ سے پس فرمایا پیدا کیا ہے اللہ
تعالی نے پانی کو پاک نہین نجس کرتی ہے اوسکو کوئی چیز مگر وہ کہ متغیر کردے مزا اوسکا یا رنگ اوسکا یا بو اوسکی آخر حدیث تک مترجم
کہتا ہے کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ یہہ حکم اوسوقت ہے کہ پانی قلتین کے قدر ہو کہا یحیی بن معین نے کہ اسناد اسکی جید ہے اور کہا ترمذی نے
یہہ حدیث حسن ہے واسطے طبرانی کے حدیث ابی اسید سے بصق النبي صلى الله عليه وسلم في بئر بضاعة اور ایک روایت مین ہے شرب منها وتوضأ
فيها وبرك ودعا لها وكان اذا مرض المريض يقول اغسلوه بماء بضاعة فكانما نشط من عقال اور حدیث بیر بصہ ساتھ ضمہ موحدہ اور تشدید صاد کے روایت
کیا ہے اوسکو ابن عدی نے ابی سعید خدری کی حدیث سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوس پاس ایک روز تشریف لائے پس فرمایا
هل عندكم من سدر اغسل به رأسي فان اليوم الجمعة قال نعم فاخرج له سدرا وخرج معه الى البصة فغسل رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه وصب غسالة
رأسه ومراقة شعره في البصة اور حدیث بیر السقیا کی روایت کی ہے بزار نے اپنی مسند مین اور احمد نے حضرت علی کی حدیث سے کہ نکلے ہم رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہانتک کہ جب ہم ہوئے قریب سقیا کے جو سعد بن وقاص کا تھا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لاؤ تم واسطے
میرے پانی وضو کا پس جبکہ وضو کر چکے کہڑے ہوئے آخر حدیث تک اور بیر جمل پس صحیحین مین ابی جہم کی حدیث سے آیا ہے کہ آئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بیر جمل کیطرف سے آخر حدیث تک معلول بیان کیا ہے اوسکو بخاری نے اور تعلیق کیا ہے مسلم نے کہا گیا ہے کہ وہ بیر العہن ہے
بیچ عالیہ کے وروى ان اسمها اليسيرة وسماها عليه السلام بعد ان كان اسمها العسيرة توضأ منها وبصق فيها وبرك ودعا لها اور روایت کیا گیا ہے
کہ تحقیق وہ بیر ہے جسکو مسمی کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس نام کے اور پہلے نام اوسکا عسیر ساتھ عین مہملہ کے تھا وضو
کیا ہے اوس سے حضرت نے اور تھوکا اوسمین اور دعا بالبرکت کے واسطے اوسکے والمشهور ان آبار المدينة سبعة وقيل عشرون وقد روى
رزين حديث عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال في مرضه صبوا علي من سبع قرب من آبار شتى الحديث انتهى من شرح على القاري
اور صدقہ دینے سے اوپر فقیروں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے کہ صدقہ دینا اوس جگہہ بڑی فضیلت رکھتا ہے حضرت حسن بصری سے مروی ہے
کہ انہون نے کہا کہ ایک درہم مکہ معظمہ اور مدینے مین صدقہ دینا برابر ہزار درہم کے ہے جو اور جگہہ خرچ کیے جاوینگے ويستحب الاقامة بمكة

حقوق کا اور دوست رکھے اور محبوب جانے مکہ معظمہ میں ٹہرنیکو درحالیکہ رعایت کرنیوالا ہو اوسکے حقوق کا جیسے کہ ہمیشہ جماعت پر قائم ہونا
اور ملازمت کرنا طواف کی اور مداومت اوسکی تعظیم کی اور نہ رنجیدہ اور آزردہ ہونا اور بچنا اکل حرام اور مشتبہ سے اور روکنا النفس کو تمام قسم
کی فسق فجور سے اور جو یہ حقوق ادا نکرسکے تو ٹہرنا مکہ میں حرام ہے یا مکروہ مروی ہے ابن عباس سے کہا البتہ ستر گناہ کرنا میرے نزدیک
زیادہ محبوب ہے مکہ میں ایک گناہ کرنے سے فوریہ اسلیے کہ وارد ہوا ہے بیچ حدیث ابن حبان اور بیہقی کے ساتھ اسناد حسن کے کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے تَنزِلُ عَلٰی ہٰذَا البَیتِ فِی کُلِّ یَومٍ مِائَۃٌ وَعِشرُونَ رَحمَۃً یعنی اُترتے ہیں اس گہر مبارک پر ہر روز میں ایکسو بیس رحمتیں اللہ
تعالی کی خاص رحمتوں میں سے سِتُّونَ لِلطَّائِفِینَ وَاَربَعُونَ لِلمُصَلِّینَ وَعِشرُونَ لِلنَّاظِرِینَ اونمیں سے ساٹھ رحمتیں تو واسطے طواف کرنیوالوں
اس گہر کے ہیں بسبب زیادہ ہونے اونکے طواف کے نماز پڑہنے والوں اور دیکہنے والوں پر اور چالیس رحمتیں واسطے نماز پڑہنے والوں کے ہیں
بسبب زیادہ ہونے اونکے طواف کے نماز پڑہنے والوں اور دیکہنے والوں پر اور چالیس رحمتیں واسطے نماز پڑہنے والونکے ہیں بسبب شامل
ہونے اونکی نماز کے ناظرین کے حال پر اور بیس رحمتیں واسطے دیکہنے والوں اس گہر کے ہیں جو صرف دیکہنے پر کفایت کرتے ہیں فرمایا اللہ تعالی
نے اَن طَہِّرَا بَیتِیَ لِلطَّائِفِینَ وَالعَاکِفِینَ وَالرُّکَّعِ السُّجُودِ پس بیچ مقدم کرنے طائفین کے ایما ہے اوسکی طرف جو مقدم ہو چکا اور اشعار ہے
اسطرف کہ طواف مسجد الحرام کا تحیہ ہے انتہی اور بھی وارد ہے حدیث میں کہ حضرت نے مکہ کو خطاب کرکے فرمایا وَاِنَّکِ یَا مَکَّۃُ لَخَیرُ اَرضِ اللّٰہِ
وَاَحَبُّ بِلَادِ اللّٰہِ اِلَیَّ وَلَولَا اَنِّی اُخرِجتُ مِنکِ لَمَا خَرَجتُ اور تحقیق تو کعبہ البتہ بہترین زمین اللہ کا ہے اور محبوب زیادہ شہروں اوسکے کا بہی طرف
میرے اور جو نہیں نکالا جاتا میں تجہسے تو نہیں نکلتا میں یہ حضرت نے مکہ سے نکلتے وقت فرمایا عمرۃ القضا میں کیونکہ قریش نے کہا تہا کہ بعد تین
روز کے نکل آوین اور اس سے زیادہ نہ ٹہریں کیونکہ نکلنا مکہ سے شقاوت ہے اور داخل ہونا اوسمیں سعادت ہے کیونکہ اوسمیں عبادتکا
تجدد ہوتا ہے اور نفس و شہوت ضعیف ہو جاتی ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ہے ترمذی اور نسائی نے کبری میں اور ابن ماجہ نے
حدیث عبد اللہ بن عدی بن حمرا سے ان لفظوں کے ساتھ اِنَّکِ لَخَیرُ اَرضِ اللّٰہِ وَاَحَبُّ بِلَادِ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ وَلَولَا اَنِّی اُخرِجتُ مِنکِ لَمَا خَرَجتُ
اور تحقیق وارد ہوئی ہے نص کہ جس شخص نے صبر کیا مکہ کی گرمی پر ایک ساعت بہر تو دور ہوگا نار جہنم سے دو سو برس نکالا ہے اسکو عقیلی نے
ضعفا میں ابن عباس سے انتہی من شرح علی القاری وَبِالمَدِینَۃِ اور محبوب جانے ٹہرنے کو مدینہ منورہ میں ساتہ ادب اور خضوع و خشوع
اور رعایت اوسکی حقوق کی فَیَفُوزَ فِی القَبرِ عَلٰی لَاوَائِہَا وَفِی المَوتِ بِہَا بِشَفَاعَتِہٖ عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَشَہَادَتِہٖ یَومَ القِیٰمَۃِ اسلیے کہ وارد ہوا ہے
بیچ فضیلت مرنیکے اوس جگہہ شفاعت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے گناہوں کے اور گواہی دینا اونکا اوپر صلاح اور خیر اوسکی کے قیامت
کے دن الفاظ حدیث جیسے کہ مسلم نے سعد سے روایت کی ہیں لَا یَثبُتُ اَحَدٌ عَلٰی لَاوَائِہَا وَجَہدِہَا اِلَّا کُنتُ لَہٗ شَفِیعًا اَو شَہِیدًا یَومَ القِیَامَۃِ یعنی
نہیں ثابت رہیگا کوئی اور نہ صبر کریگا اوپر سختی اور بہوک اور محنت مشقت مدینے منورہ کے مگر یہ کہ ہونگا میں شفاعت کرنیوالا اوسکا یا گواہ اوسکے
بہلائی کا قیامت کے دن شرح میں ہے کہ کلمہ او راوی کے قول او شہید میں واسطے شک راوی کی ہے یعنی شفیعا فرمایا او یا شہیدا اور بعضوں نے
کہا ہے واسطے تنویع کے ہے یعنی شفیع تو عاصیوں کا ہونگا اور گواہ واسطے متقیوں کے اور دوسری حدیث کو روایت کیا ہے احمد اور ترمذی نے
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنِ استَطَاعَ اَن یَمُوتَ بِالمَدِینَۃِ فَلیَمُت بِہَا فَاِنِّی اَشفَعُ لِمَن یَمُوتُ بِہَا یعنی

جو شخص کہ طاقت رکھے کہ مری مدینہ مین پس چاہیئے کہ مری اوسمین پس تحقیق مین شفاعت کرونگا اوس شخص کی کہ مری اوسمین اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہہ دعا کیا کرتی تہی اللہم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک پس قبول کی گئی یہہ دعا اونکی اور
ہم بھی یہی دعا کرتے ہین اللہم ارزقنا شہادۃ فی سبیلک واجعل موتنا فی بلد رسولک آمین یا رب العالمین انتہی من نجم العلم وما نقل
من ارجاع عمر رضی اللہ عنہ الحج بعد الفراغ من الحج الی المساکن یہہ جواب ہے سوال مقدر کا تقدیر اوسکی یہہ ہی کہ حدیث سی تو یون
مفہوم ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ مین مہرنی اور اوسمین مرجانیکو غنیمت سمجھنا بہتر ہے باوجودیکہ حضرت عمر اپنی خلافت کے وقت مین حاجیون
کو اونکی وطن کیطرف پہیر دیا کرتے تہی تو مصنف نے اسکا جواب دیا کہ وجہ یہہ کہ منقول ہے پہیر دینی حضرت عمر کی سی اپنی خلافت
کی ایام مین حاجیونکو بعد فارغ ہونے حج کے مکہ معظمہ سے طرف وطن اصلی اونکیکی اور نہ چہوڑنا اونکو مکہ معظمہ مین چنانچہ کہتی تہے
حاجیون کو یا اہل الیمن یمنکم ویا اہل الشام شامکم ویا اہل العراق عراقکم یعنی ای اہل یمن جاؤ تم طرف یمن اپنی کی اور ای اہل شام کی جاؤ
تم طرف شام اپنی کی اور ای اہل عراق جاؤ تم طرف عراق اپنی کی پس یہہ تاکید حضرت عمر کی اور نکالنا حاجیون کو مکہ معظمہ سی تہا مبادا کہ
السامۃ وارتکاب الذنب بسبب تنگی اور احتراز کرنی کے تہا ملول اور آزردہ ہونی اور مرتکب ہونے گناہ سے کہ مبادا میادا ملالی تا
سے ملول ہون یا بمقتضائے بشریت کے میہان کی رہنی کی آداب اور حقوق نہ ادا ہو سکین اور گناہ سرزد ہو جاوی فالاثم فیہ تضاعف
کیونکہ گناہ اسمین ای حرم مکہ مین دوچند ہوتا ہے یعنی عقاب مین از روی کیفیت کے نہ کمیت کے کہ نہ متناقض ہو اطلاق قول اللہ تعالی
کی ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلہا تضاعف الثواب مانند زیادہ ہونی ثواب حسنات کے کیفیت اور کمیت دونون مین پس
یہہ مماثلت جو آیت مین ہی از روی کمیت کے ہی اور تضاعف جو متن مین مذکور ہے از روی کیفیت کے ہی نہ کمیت کے پس رفع
ہو گیا تناقض جو آیت کریمہ اور متن کی عبارت مین تہا اور یہہ بہی ہو سکتا ہی کہ آیت مخصوص ہو ساتہہ ماسوا ای مکہ کی حیث علق
العذاب بمجرد القصد فیہا و یردف اور زیادتی عقوبت گناہ کی مکہ مین بسبب اسکی ہے کہ معلق کیا گیا ہے عذاب اس جگہ مین بمجرد
قصد گناہ کی بیچ اوس چیز کی کہ وارد ہی قرآن شریف مین ومن یرد فیہ بالحاد الآیہ بظلم نذقہ من عذاب الیم یعنی جو کوئی کہ ارادہ کرے
حرم مکہ مین میل کرنیکا حق سے طرف باطل کے چکہا اوسکو عذاب دردناک پس معلوم ہوا کہ ارادہ گناہ کا مکہ مین بی اسکے کہ لاوے
فعل مین لاوی موجب استحقاق عذاب کا ہے اور غیر حرم مین بدون صادر ہونے گناہ کی استحقاق عذاب کا نہین ہی اسی جہت
سے حضرت عمر تاکید فرماتی تہی کہ ہر فرد بشر اس سے بچ نہین سکتا نجم العلم مین ہی کہ من یرد کا مفعول ذکر نہین کیا تا کہ متناول ہو ہر
متناول کو اور بالحاد فاعل ضمیر مستتر سے حال ہی جو یرد مین ہی اور بظلم بہی اوس سے حال ہے اور مراد اوس سے وہ امر ہی کہ خلاف حق
کے ہو اسیکی طرف بیضاوی نے اشارہ کیا ہے جو کہا کہ یہہ دونون حال مترادف ہین پہر کہا یا دوسرا بدل ہی ثانی نہی ساتہہ اعادہ جار
کی یا اوسکا صلہ ہے یعنی ملحد ہو بسبب ظلم کے مانند اشراک اور ارتکاب گناہونکی اور نذقہ من کا جواب ہے انتہی حتی قیل منہ
الاحتکار ربما تمسک کہ کہا گیا ہے جملہ الحاد مین سی ہی روکنا غلہ کا اوس جگہ واسطے گرانی کے ابو داود نے یعلی بن امیہ سے روایت
کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روکنا طعام کا حرم مین الحاد ہی اور کشاف مین ہے کہ یہہ قول ابی سعید بن جبیر کا ہے

انتہی من نجم العلم اور ینبوع الحکم میں ہے کہ روایت کی ہے مسلم نے من احتکر فہو خاطی ایک جماعت اسطرف گئی ہے کہ یہ حدیث اپنے
اطلاق پر محمول ہے پس شامل ہوگی تمام کہانیکی چیزون اور اوسکی غیر کو بہی ایسے کہ اوسکا روکنا آدمیونکو ضرر پہونچاوے یا نہین جبکہ
خریدی جاوے اونکی بازارمین اور یہی قول ابن حبیب کا ہے اور جمہور اسطرف گئے ہین کہ وہ مخصوص ہے اسکے ساتہہ کہ آدمیونکو
ضرر پہونچاوے اوسکا جمع کرنا کہانیکی چیزونمین سے جبکہ خریدی جاوے اونکی بازارمین اور یہی مشہور ہے چارون اماموںکا مذہب
کیونکہ علت نہی کی گران ہونا نرخ کا ہے اور وہ سوا اسکے نہین کہ اون چیزونمین ہوتا ہے کہ اونکی حاجت ضروری ہوتی ہے
اور وہ قوت ہے یعنی غلہ کی قسم اور جو کچہہ کہ اونکی بازارمین خرید کیا غلے کی قسم سے اور دوسری جگہہ لیگیا تو جائز ہے اوسکا
روکنا بسبب منتفی ہونے دوسری شرط کے پس نہین حاصل ہوگی گرانی کذا فی مطالع الاسرار خارج کیا ہے اصبہانی نے
تحقیق کچہہ طعام مسجد کے دروازہ پر ڈالا گیا پس نکلا عمر بن الخطاب رض اور وہ اوس زمانہ مین امیر المومنین تہے پس فرمایا
کہ یہ کیسا طعام ہے پس کہا لوگون نے کہ بہیجا گیا ہے طرف ہمارے یا اوپر ہمارے پس کہا اونکے بعض ہمراہیون نے کہ بیشک احتکار کیا
گیا اس نے احتکار کیا ہے اسکو کہا روکا ہی اسکو فروخ اور فلان مولی عمر بن الخطاب نے پس بہیجا حضرت عمر نے کسیکو سو حاضر کیا اونکو
کہا کس چیز نے تمکو برانگیختہ کیا ہے مسلمانون کے طعام سے احتکار کرنے پر کہا دونون نے یا امیر المومنین ہم خریدتے ہین اور فروخت
کردیتے ہین پس فرمایا حضرت عمر رض نے کہ سنا ہے مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تہے جو شخص روکے
مسلمانون پر طعام اونکا تو ماریگا اوسکو اللہ تعالی ساتہہ جذام اور افلاس کے سو فروخ نے اوسیوقت عرض کیا یا
امیر المومنین مین عہد کرتا ہون اللہ سے اور تمسے اس بات پر کہ مین کبہی طعام کو نہین روکونگا پس پہر گیا طرف مصر کی
اور مولی عمر نے کہا یا مولینا ہم تو خریدینگے اور فروخت کرینگے پس گمان کیا ابو یحیی نے کہ اوسکے ایک راویونمین سے
ہین کہ اوسنے دیکہا مولی عمر رض کو مجذوم اور مشلوع کذا فی الزواجر للشیخ ابن حجر رضی اللہ عنہ انتہی وقیل الکذب ایضا اور
بعضون نے کہا ہے کہ جہوٹ بہی الحاد مین سے ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اوسمین خادم کو گالی دینا بہی الحاد ہے
حاصل یہ ہے کہ جو امر کہ سوائے حرم کے صغیرہ ہے وہ مسجد حرام مین کبیرہ ہے اور بعض امر کہ سوائے مسجد حرام مین
گناہ نہین لکہا جاتا وہ مسجد حرام مین گناہ لکہا جاتا ہے چنانچہ ہجر و قصد الحاد پس حضرت عمر رض بملاحظہ اسی وجہ کے کہ مبادا
وہانکی سکونت اور استقرار سے کوئی گناہ سرزد ہو کہ موجب زیادت عقوبت کا ہو آدمیون کو وہان نہین ٹہرنے دیتے
تہے نجم العلم مین ہے کہ احتکار کو الحاد مین سے شمار کرینگے تو وجہ ہے اسواسطے کہ وہ دل کے قصد سے
متعلق ہے لیکن کذب کو الحاد مین شمار کرنا پس وہ ایسی نہین ہے اسیواسطے تمریض کی صیغہ سے اوسکو بیان
کیا اور احتکار کو جو صیغہ تمریض سے بیان کیا ہے تو یہ شاید کہ اشارہ ہو اسطرف کہ وہ خبر واحد ہے انتہی وتجدید الاشتیاق یہ قول معطوف ہے
اوپر قول اوسکے کی جو تحامیا ہے یعنی بہیج دینا حضرت عمر کا آدمیونکو بسبب تازگی اور تجدید اشتیاق کی تہا واسطے زیارت حرم کے تاکہ مفارقت کی جہت سے
دونی شوق حاصل ہووے اسواسطے بعضون نے کہا ہے کہ تو کسی شہر مین ہو اور دل تیرا مکہ کا مشتاق ہو بہتر ہے تیرے لیئے اس سے
کہ مکہ مین ہو اور تیرا دل دوسری شہر مین ہو والاولی الاستقامة من الغالب اولی سالکی تہین کہ سرور دو جہان نے اقامت اور رجوع کی قوت طلب کرنا اپنی دل سے و محل کرنا دلکو

شہادت کے موافق ہو التوطن فی موضع اقرب من الخمولۃ وسلامۃ الدین وفراغ القلب ویسر العبادۃ اور اختیار کرے وطن کو ساتھ قرار
دل کی یا اوس جگہ مین کہ نزدیک زیادہ ہو گمنامی کی اور اوسمین سلامتی دین کی ہو اور فارغ ہونا دل کا شغلون سے اور آسانی بیچ عبادت
کی فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا عبادی الذین آمنوا ان ارضی واسعۃ فایای فاعبدون سو اگر مکہ معظمہ مین یہ باتین میسر ہون تو نور علی نور اور
نہین تو اور جگہ چلا جاوے جہان کہین یہ امور میسر ہو سکین تو رفع اصلی کہ وارد ہی بیچ حدیث عبد اللہ بن الزبیر کی کہ احمد اور طبرانی
نے روایت کی ہے البلاد بلاد اللہ تعالیٰ والخلق عباد اللہ تعالیٰ فحیثما اصبت خیرا فاقم واحمد اللہ تعالیٰ سے تمام شہر مکہ معظمہ اور سوا
اوسکے سب شہر خدا تعالیٰ کے ہین اور مخلوق بندے اللہ تعالیٰ کے ہین پس جس جگہ کہ جانے تو کہ اوس جگہ مصلحت اور آسانی عبادت
اور معیشت کی ہے پس ٹھہر تو اوس جگہ کہ مقصود اصلی یہی ہی اور شکر کر اللہ تعالیٰ کا اوپر آسانی اسباب حصول مقصود کی ومن الجہاد
ان ینوی نصرۃ الدین اور حق دین کی دشمنون سے لڑنے کا اور آداب اوسکے یہ ہین کہ نیت کرے ساتھ اوسکے مدد دین متین کی
اور اعانت ابرار کی فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم صحیحین مین ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال جاء
رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الرجل یقاتل للمغنم والرجل یقاتل للذکر والرجل یقاتل لیری مکانہ فمن فی سبیل اللہ قال من قاتل
لتکون کلمۃ اللہ ہی العلیا فہو فی سبیل اللہ تعالیٰ ویبذل النفس فی رضاہ تعالیٰ اور نیت کرے مار دینی اپنی جان کے بیچ خوشنودی
اللہ تعالیٰ کی فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ تو رفع اصلی کہ وارد ہوا ہی حدیث مین
افضل الجہاد ان یعقر جوادک ویہراق دمک یعنی بہترین جہاد کا یہ ہے کہ کونچین کاٹی جاوین تیرے گھوڑے کی اور بہایا جاوے خون
تیرا یعنی ایسی جنگ ہو کہ آپ بھی مارا جاوے اور گھوڑا بھی کام آوے اور یہ نہایت شدۃ قتال اور اوسمین ثابت رہنے سے ہوتا ہے
طبرانی اور احمد اور جماعت نے جابر سے اور طبرانی نے ابی امامہ سے روایت کی ہے افضل الشہداء من سفک دمہ وعقر جوادہ اور جہاد
فرض عین ہے اگر ہجوم کرین کفار پس نکلین عورتین اور غلام بلا اذن کی اور فرض کفایہ ہی ابتدا مین انتہی من شرح علی القاری یعقر بکسر القاف
مین ہے کہ عقر ساتھ فتح عین مہملہ اور فتح قاف کی جانور کی کونچین کاٹنے کو کہتی ہین اور یہ باب ضرب یضرب سے ہے اور جواد بفتح الجیم معنی
منہ کے نیک رو شدن یقال فرس جواد کما مختصر طیبی مین کہ عقر الجواد کنایہ ہی نہایت شجاعت اور سختی سے بیچ بلند کرنے دین کے
مین کہتا ہون کہ ظاہر یہ ہے کہ مصنف جو حدیث لایا ہے یہ حاصل ہے اوس حدیث کا کہ روایت کیا ہے اوسکو ابوداؤد اور نسائی
نے قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای القتل افضل قال من اہریق دمہ وعقر جوادہ اور روایت کی ہے احمد نے ان لفظون سے
ای الجہاد افضل قال من عقر جوادہ واہریق دمہ انتہی ویخرج لہ یوم الخمیس اور رفع جہاد کا یہ ہے کہ نکلے جہاد کو پنجشنبہ کی دن احمد
اور بخاری نے کعب بن مالک سے روایت کی ہے کہ آن حضرت علیہ السلام دوست رکھتے تھے یہ کہ نکلین جہاد کو پنجشنبہ کی دن اور
اسلیے کہ یہ مبارک دن ہے بندون کے اعمال اسی روز مین اللہ تعالیٰ کی طرف اوٹھائی جاتی ہین اور اسلیے کہ یہ زیادہ ترین اور
دنون کا ہے از روی عدد کے اور اسلیے کہ نیک فال لی جاتی ہے ساتھ لفظ خمیس کے کہ لشکر کو کہتے ہین اور یہ دلالت کرتا ہے تقسیم
غنیمت پر لا نغنم بالعیب اور غمگین نہووی ساتھ اوس چیز کے کہ پہونچی جہاد مین تقدیرون سے مال تلف ہونا یا جان کا نقصان ہوتا

یا بدن مین کچھ نقصان پہونچنا یا سوا اسکی جو کچھ ہو فی الکل اجر عظیم اسلئی کہ کل مصیبت مین کہ جہاد کرنی والے کو پہونچے اجر عظیم ہے فرمایا
اللہ تعالی نے ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال الآیہ اور وارد ہی اذا رجف قلب المؤمن فی سبیل اللہ
تحاتت خطایاہ کما تحاتت عذق النخلۃ روایت کی ہے اسکو طبرانی اور ابو نعیم نی حلیہ مین سلمان سے اور وارد ہے من راح
روحۃ فی سبیل اللہ کان لہ بمثل ما اصابہ من الغبار مسکا یوم القیامۃ روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ نے اور بھی انس سے مروی ہے
ومامن مجروح یجرح فی سبیل اللہ واللہ اعلم بمن یجرح فی سبیلہ الا جاء یوم القیامۃ وجرحہ کہیئتہ یوم جرح اللون لون دم
والریح ریح مسک روایت کیا ہے ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رض سے انتہی من شرح علی القاری اور نجم العلم مین ہی کہ روایت کی ہے ابو
داؤد نے ابی مالک اشعری رض سے کہا سنا ہے مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ فرماتے تہے من خرج فی سبیل اللہ فمات او قتل
او وقصتہ فرسہ او بعیرہ او لدغتہ ہامۃ او مات علی فراشہ بای حتف شاء اللہ فانہ شہید وان لہ جنۃ انتہی حتی یکون علفہ وابیتہ و
روثہا وبولہا ولوثہ ولقطتہ فی میزان حسناتہ یہانتک کہ ہوتی ہے گہانس اور دانہ سواری کی جانور اوسکا اور سرگین اور پیشاب
اوسکا اور سونا اس شخص کا اور جاگنا اوسکا بیچ پلہ نیکیون اوسکی یعنی یہہ تمام چیزین اسکی نامہ اعمال مین لکہتی ہین اور اجر اور
ثواب قیامت کے روز اس پر مرتب ہوگا امام احمد کی مسند اور صحیح بخاری اور سنن نسائی مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی جو کوئی کہ نگاہ رکہی گہوڑے کو خدا کے راستے مین یعنی جہاد کے لئے بسبب فرمان برداری امر
الٰہی اور سچ جاننے وعدہ اوسکیکے پس سیری اور سیرابی اوسکی اور سرگین اوسکا اور بول اوسکا بیچ ترازو اعمال اوسکی ہے واسطے
اجر اور ثواب کے اور ابن ماجہ اور ابن حبان کی ایک روایت مین تمیم الداری سے مروی ہی من ارتبط فرسا فی سبیل اللہ ثم عالج
علفہ بیدہ کان لہ بکل حبۃ حسنۃ اور مالک اور ابو داؤد اور نسائی نی معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ جہاد دو جہاد ہین پس جس کسی نے ڈہونڈہی رضامندی اللہ تعالی کی اور اطاعت کی اور خرچ کیا اچہا مال
برا اور ایسار کیا شریک سے ساتہہ یعنی نرمی کے ساتہہ رفیق کی اور بچا فساد سے پس تحقیق سونا اوسکا اور جاگنا اوسکا اجر ہے
کل اوسکا آخر حدیث تک و یجتنب فرسا یخالف احد قوائمہ الثلثۃ اور پرہیز کرے پالنی اوس گہوڑی کی سی کہ مخالف ہووی رنگ
ایک پاؤن اوسکا اور تینون پاؤن سے مثلا ایک پاؤن سفید ہووی اور باقی سیاہ یا سرخ یا بالعکس کیونکہ آنحضرت
اس قسم کے گہوڑے کو مکروہ جانتی تہے چنانچہ احمد اور مسلم اور چارون نی ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت علیہ السلام مکروہ جانتے تہی اشکل
کو کہا ابو داؤد اور ترمذی نی یعنی محجل ہو داہنا ہاتہہ یا اولٹا پاؤن اور کہا نسائی نے محجل ہو تین پاؤن اوسکے اور مطلق ہو ایک
پاؤن اوسکا یا بالعکس اور شکال نہین ہوتا مگر پاؤن مین موید ہی اسکی وہ حدیث کہ روایت کی ہے طبرانی اور حاکم اور بیہقی
نی عقبہ بن عامر سے جبکہ ارادہ کرے تو اوسکا کہ جہاد کرے پس خرید کر گہوڑا غیر محجل کہ مطلق ہو داہنا ہاتہہ اوسکا پس تحقیق تو
سلامت رہیگا اور غنیمت پائیگی اور بیچ روایت احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ کی ابی قتادہ سے مروی ہی خیر الخیل الادہم الاقرح الارثم
المحجل ثلاث مطلق الیمین فان لم یکن ادہم فکمیت علی ہذہ الشیۃ نہایہ مین ہی کہ ادہم سیاہ ہے اور اقرح ساتہہ قاف کی وہ ہی

کہ اوسکی پیشانی میں تھوڑی سی سفیدی ہو کچھ غرہ سے اور رثم وہ ہے کہ ناک اوسکی سپید ہو وشفتہ العلیا اور بعض نے اوسکا اوپر کا
اور محجل وہ ہے کہ بلند ہو سفیدی اوسکے پاؤن کی موضع قیدمین اور تجاوز کر جاوے پونچی سے اور نہ تجاوز کرے گھٹنوں سے
کیونکہ وہ جگہ اجمال کی ہے وہی الخلاخیل والقیود اور یہ پازیبین اور بیڑیان ہین اور کمیت ساتھ ضمہ کاف کے وہ ہے
کہ رنگ اوسکا درمیان سیاہی اور سپیدی کے ہووے برابر ہے اسمین مذکر اور مونث انتہی من شرح علی القاری اور وجہ
کراہیت اشکال کے شارع کے علم پر مفوض ہے یا یہ کہ تجربہ سے معلوم ہوا ہو کہ یہ قسم نجیب نہین ہوتی اور کہا ہو کہ باوجود اگر
ہیئت انمین سفیدی ہووے تو کراہیت جاتی رہتی ہے ولا تمنوا اور نہ آرزو کرے جہاد اور قتال کی دشمنونکے ساتھ
کہ ضرر واقع ہووے کیونکہ یہ طلب کرنا بلا کا ہے اور بلا کا طلب کرنا منہی عنہ ہے اور اسمین ایک قسم کا عجب اور تکبر ہے اور
مشکل پڑ جاتا ہے نفس پر اور اعتماد کرنا ہے اوپر طاقت اور قوت اپنی کی اور اللہ تعالی اسکو نہین قبول کرتا تو لیکن اللہ تعالی سے
الثبات عنده اور سوال کرے اللہ تعالی سے ثابت اور قائم رہنا وقت لڑائی کے اگر واقع ہو تو روح اسلیئے کہ وارد ہوا ہے
شیخین کی حدیث مین عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ بعض غزوون اپنی کے کہ ملاقات کی دشمن سے
انتظار کیا یہانتک کہ ڈہل گیا آفتاب اور ظہر کا وقت ہوا بعد اسکے آپنے خطبہ پڑھا آدمیونمین پھر فرمایا اے آدمیو لا تمنوا
لقاء العدو آرزو نکرو اور نہ چاہو اللہ تعالی سے ملاقات دشمن کی کہ دشمنون کے ساتھ جنگ واقع ہو اور ایک روایت مین
یہ زیادہ ہے واسئلوا اللہ العافیة اور دوسری روایت مین ہے فانکم لا تدرون ما تبتلون بہ اور فرمایا اللہ تعالی نے مقام
توبیخ ولقد کنتم تمنون الموت من قبل ان تلقوه فقد رأيتموه وانتم تنظرون فاذا لقیتموہ فاثبتوا پھر اگر ملاقی ہو تم دشمنون کے
اور لڑائی واقع ہووے پس ثابت رہو اونکی لڑائی مین اور نہ منہ پھیرو اور داد شجاعت کی دو واذكروا اللہ ذکرہ تعالی
اور زیادہ کرے ذکر اوس تعالی کا یعنے قتال کیوقت تکبیر بہت کہے اور دل وجان سے باری تعالی کے جانب
متوجہ ہووے فرمایا اللہ تعالی نے یا ایها الذین آمنوا اذا لقيتم فئة فاثبتوا واذكروا الله كثيرا لعلكم تفلحون اے گروہ
مومنون کے جو ملاقات کرو تم کسی گروہ سے کفار سے کہ قصد لڑائیکا کرین ساتھ تمھارے پس ثابت رہو تم اوپر جگہ اپنی
کے اور اونکے مقابلے سے منہ مت پھیرو اور یاد کرو تم اللہ تعالی کو بہت تا کہ تم بسبب ثبات قدمی اور ذکر باری عز اسمہ کے
فلاح اور ظفر پاؤ ؎ تو بہر حالی کہ باشی روز وشب ٭ یکنفس غافل مباش از ذکر رب ٭ در خوشی ذکر تو شکر نعمت است ٭ در
بلاہا التجا بحضرت است ٭ اور حدیث قدسی مین ہے ان عبدي كل عبدي الذي يذكرني اور ایک روایت مین ہے
اذا لقیتموهم فقولوا اللهم انت ربنا وربهم ونواصينا ونواصيهم بيدك وانما تقتلهم انت ثم الزموا الارض جلوسا فاذا غشوكم فانهضوا وكبروا وليكف عن ذكر النساء والاولاد
والاهل والموطن فمواطنہو اور یاد کرو اپنے تئین اسوقت مین یاد کرنے اہل اور اولاد اور مالون اور وطنون سے اسواسطے کہ یاد کرنا ان چیزون کا
سست کرتا ہے اسکی ہمت کو اور باز رکھتا ہے جدال وقتال سے اور ڈرتا ہے کہ مبادا لڑائی سے بھاگے اور اہل وعیال کی محبت اسپر غالب ہو جاوے اور وارد ہوا ہے الجنة تحت ظلال السيوف ونعم الشهادة
فی سبیل اللہ اور غنیمت جانے مرجانے اور شہید ہونیکو اللہ تعالی کے رستے میں کہ ... فضیلت ... شہدا کی فضیلت مین ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل

اللہ امواتًا الآیہ اور یہہ گمرمت کان کرو اون لوگون کو کہ مارے گئے ساتھ صدق اور اخلاص کے بیچ راستہ خدا تعالی کی کہ وہ مردہ ہین
اور اوسکی نعمتون سے بہرہ یاب نہین ہین آخر آیت تک یعنی بل احیاء عند ربہم یرزقون بلکہ وہ زندہ ہین نزدیک پروردگار اپنی کی
روزی دی جاتی ہین بہشت کی میوون اور تحفون اوس عالم سے فرحین بما آتٰہم اللہ من فضلہ درحالیکہ خوش اور شادمان ہین ساتھ
اوس چیز کے کہ دی ہے اونکو حق سبحانہ تعالی نے فضل اور رحمت اپنی سے کہ وہ رزق ہے ساتھ ثواب جہاد اور شرف شہادت کے یا پونہچے
حیوۃ ابدی کو یا دوست خوشنودی حق تعالی کی اور پر اوسکے اور اعلی اوس سے کوئی دولت متصور نہین ہے ویستبشرون بالذین
لم یلحقوا بہم من خلفہم اور خوش ہوتی ہین ساتھ اون لوگون کے مومنون سے کہ شہید نہین ہین اور نلاحق ہوئی اونکی ساتھ پیچھے اونکی سے
یہہ کہ نہین خوف ہی اوپیر اور نہ وہ غمگین ہونگے آور وارد ہے حدیث مین ان ارواح الشہداء فی حواصل طیر خضر تحقیق روحین شہیدون
کی اندر پوٹون پرندون سبز کی ہین تسرح من الجنۃ حیث تشاء ثم تاوی الی قنادیل معلقۃ من العرش کہ چلتی ہین وہی پرندے
اور سیر کرتے ہین جنت سے جس جگہ کہ چاہتے ہین اور پناہ پکڑتے ہین طرف قندیلون کی لٹکی ہوئی ہین عرش سے باوجود اسکے بدن سے
بہی تعلق رہتا ہے جو قبرون مین ہین اور امور آخرت کی سب مبنی ہین خرق عادۃ پر پس نہین لائق ہے غریب جاننی اسکو اہل ارادہ اور
اعتقاد کا اور اس حدیث کو روایت کیا ہے مسلم اور ترمذی نے ابن مسعود سے ساتھ اس زیادتی کے کہ پہر ظاہر ہوتا ہے اون پر رب اونکا
ظاہر ہونا کہ ساتھ عنایت خاص اور تجلی مخصوص کے پہر فرماتا ہے آیا خواہش رکہتے ہو تم کسی چیز کی اور کچہہ آرزو رکہتے ہو عرض کرتی ہین
کیا آرزو کرین اور کونسی چیز چاہین باوجودیکہ ہم پہرتے ہین بہشت مین جس جگہ کہ چاہتے ہین پہر پوچہتا ہی پروردگار اونسے تین مرتبہ پس
جب جانتے ہین کہ مراد پروردگار کی یہہ ہے کہ ضرور کوئی چیز چاہین تو عرض کرتے ہین کہ ای پروردگار ہم چاہتی ہین کہ پہر لوٹا دی تو ہماری
روحون کو ہمارے بدنون مین تاکہ ماری جاوین ہم اور شہید ہون تیرے راستے مین دوسرے بار کہ مثمر ان تمام نعمتون جاودانی کا
ہے پس جبکہ جانا پروردگار تعالی نے کہ نہین ہے اونکی کوئی آرزو تو چہوڑے جاتی ہین یہی معنی اس قول مصنف کے ہین گویا کہ حدیث
کو بالمعنی نقل کیا ہے ویودون الرجوع الی الدنیا للاستشہاد اور دوست رکہتے ہین اور آرزو کرتے ہین پہر لوٹنے کی طرف دنیا کی
دوسرے مرتبہ بسبب شہید ہونے کی خدا کی راستے مین آور ابو داؤد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے یارون سے فرمایا جبکہ مصیبت زدہ ہوئی احد کی روز جو تمہاری بہائی شہادت کے درجہ کو پہونچے حق سبحانہ تعالی نے اونکی جانونکو
پرندون سبز یا زردون کی اندر جگہ دی کہ میدان بہشت مین طواف کرتے ہین اور اوپر شاخون طوبی کی آشیانہ بناتی ہین اور نہرون
فردوس سے پانی پیتے ہین اور جو ساتھ خوشی کے طالب آرام و راحت کی کرتی ہین تو خوابگاہ اونکی زرین قندیلون مین ہوتی ہے
جو عرش کے سایہ مین لٹکی ہوئی ہین اور عرض کرتے ہین کہ ای پروردگار آگاہ کردی ہمارے دوستون اور بہائیون کو اس دولت سے
کہ ہمنے پائی اور اس مرتبہ سے کہ ہمکو حاصل ہوا کاشکی اہل اسلام کو اس رفعت مقام اور اس انعام سے خبر ہوتی تاکہ رغبت اونکی طرف
جہاد کی زیادہ ہوتی حق سبحانہ تعالے نے واسطے تعریف حال اونکی آیت ولا تحسبن الذین قتلوا آخر تک نازل فرمائی کہ باقی ماندون
کو تنبیہ ہو وے تاکہ جان لیوین کہ جو شہید کہ خدا کے راستے مین مری ہین اونہون نے چشمہ تیغ سی زندگی کا پانی پیا ہی تحمد العـ

مین ہے کہ حضرت یحیی بن زکریا ... سے ... کے اندر ہونا محمول ہی اپنی حقیقت پر یا تمثیل ہے ساتھ امر مفروض تقدیر
کی تو ہم تناسخ کا باطل ہے انتہی مین کہتا ہون کہ بطلان تناسخ کا ثانی تقدیر پر تو ظاہر ہے اور اول تقدیر پر پس شاید کہ حیات اون بھائیون
کی اونکی اپنی روحون سے ہوگی نہ ساتھ ارواح شہداء کے اور سوا اسکی نہین وہ واسطے ارواح شہداء کے مانند مساکن اور صورت
کی ہین انتہی ینبوع الاحکام مین ہی کہ اختلاف کیا گیا ہے مسکن روح مین بعد قبض ہونے کے پس بعضون نے کہا ہی کہ مسکن اونکا
صور ہی اور وہ ایک نرسنگا ہی کہ اوسکو منہ مین رکھا ہے اسرافیل نے اور اوسمین سوراخ ہین بقدر گنتی تمام جانورون کی کہ پیدا
ہوئی ہین اور قیامت تک پیدا ہونگے پھر اگر نعمت کی گئی ہوتی ہین وہ بھی اوسی مین ہوتی ہین اور جو معذب ہوتی ہین وہ بھی اوسی
مین ہوتی ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ ارواح مؤمنون کی سبز پرندون کی پوٹی مین ہوتی ہین کہ وہ یا تو جنت مین ہونگی یا علیین مین اور
ارواح کافرون کی سجین مین ہین یا سیاہ پرندون کی پوٹون مین جو آگ مین ہونگی کذا فی عجائب الملکوت للامام الکسائی رحمہ اللہ
انتہی وتمنیا فہو سبب نیل منزلتہم وان مات علی الفراش اور آرزو اور تمنا کری شہادت کی اللہ تعالی سے کہ درجہ شہادت کا پاوے
اسلیے کہ آرزو شہادت کی سبب پہنچنے مرتبہ شہیدون کا ہے اگرچہ مرجاوے آرزو کرنے والا شہادت کا اوپر فرش اپنی کی بسبب صدق
نیت کی کیونکہ نیت مومن کی اوسکی عمل سے بہتر ہوتی ہی باقی کلام اس مین ہے کہ عین شہادت کا ثواب پاتا ہے یا اوسکی مثل
ظاہر عبارت حدیث کی کہ نقل کیجاتی ہے ثانی پر دلالت کرتی ہے مسلم نے سہل بن حنیف سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی سوال کرے اللہ تعالے سے شہادت کا ساتھ راستی اور صدق نیت کے پہنچاتا ہی اوسکو اللہ تعالے
اوپر مرتبون شہداء کی اگرچہ مرجاوے اوپر بچھونے اپنی کے والمخرج المشتغل بتعہد الاہل وخدمۃ الابوین فہو مقدم اور نکلنے والا جہاد
نفل کی لئی جو شخص کہ مشغول ہو خبر گیری اور ذمہ داری اہل وعیال اور خدمت ماں باپ اپنی مین اسلیے کہ خبر گیری اہل وعیال
کے اور اپنی ماں باپ کی خدمت کرنا مقدم ہے نفل جہاد پر شیخین نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی پاس ایک مرد آیا پس اذن چاہا حضرت سے جہاد کا فرمایا حضرت نے آیا زندہ ہین تیری ماں باپ کہا ہان زندہ ہین پس
فرمایا کہ پھر جا طرف ماں باپ اپنی کے اور اچھی طرح اونکی خدمت کر اور حق خدمت کا ادا کر خدمت اونکی حکم جہاد کا رکھتی ہے اور
طبرانی نے حسین بن حاطب سے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے جبکہ محروم ہووی ایک تمہارا زوجہ اور ولد سے پس اوسپر جہاد
ہے یعنی جو کوئی کہ اہل وعیال سے بے خوف ہو وہ جہاد کرے اور بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لوٹے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے پس قریب ہوئی مدینہ کی پھر فرمایا تحقیق مدینہ مین بہت تو مین ہین کہ نہین چلے تم کوئی چلنا
اور نہ قطع کیا تمنی کوئی وادی مگر کہ تھی وہ ساتھ تمہارے اجر مین عرض کیا اصحاب نے یا رسول اللہ وہ مدینہ مین ہین فرمایا وہ
مدینہ مین ہین کہ روکا تھا اونکو عذر نے اور ابن المبارک سے مروی ہے کہ وہ اپنی بھائی برادرون کے ساتھ جہاد مین تھی کہا جانتے
ہو اوس عمل کو کہ بہتر ہو اوس سے کہ ہم اوس مین ہین کہا اونکی بھائیون نے کہ ہم اس قسم کے عمل کو نہین جانتے ہین کہ جہاد سے
بہتر ہو کہا مین جانتا ہون کہ جس آدمی نے روکا اپنے تئین سوال سے اور صاحب اہل وعیال کا ہو اور تہی رات کو نماز کی لئی دیکھا

اپنی لڑکون کو کہ سوتی ہون اور کپڑے اونکے جدا ہوگئی اور ننگی پڑی ہون پس ڈہانپ دی اونکو اور کپڑی اون کی اون پر ڈالے
پس عمل اہل آدمی کا معتبر ہے اوس چیز سے کہ ہم اوسمین ہین یعنی جہاد اور کہا ہے کہ کسب کرنیوالا کہ خرچ کری اپنی اہل وعیال پر مجاہد فی
سبیل اللہ ہی اور حدیث مین ہے کہ نہین جہاد ہے اوس شخص کے لیے کہ جسکے والدین ہین روایت کیا ہے اسکو شیخین نی یعنی
اوسکے جہاد کی فضیلت نہین ہے اور فرمایا علیہ الصلوة والسلام الجنة تحت اقدام الامہات اور فرمایا اللہ تعالی نی وبالوالدین
احسانا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اذا کان الجہاد علی باب احدکم لا یخرج الا باذن ابویہ مگر یہ سب امور جب ہین کہ نفیر
عام نہوا ہو اور جہاد فرض نہوا ہو اور جبکہ جہاد فرض ہو تو اوس وقت والدین کی اجازت کی نکلنا ضرور ہے ویخدم الغزاة ولو کلہم اور خدمت کری
غازیون کی ساتھ کہانا پکانی اور اونکی کپڑے دہونڈ نی اور اونکی چارپایون کی خدمت کرنی کی اگرچہ اونکا کتا ہی کیون نہو اور یہ صادق
اوس پر ہے کہ اونکی خدمت کرے اور اونکے ساتھ بھی ہو جیسا کہ وارد ہی سید القوم خادمہم روایت کی ہے اسکو ابن ماجہ نی ابی قتادہ سے
اور خطیب نے ابن عباس سے اور روایت کی ہے حاکم نی اپنی تاریخ مین اور بیہقی نے سہل بن سعد سے لفظا اوسکی یہ ہین سردار
قوم کا سفر مین خادم اونکا ہی پس جس شخص نے سبقت کی اون پر ساتھ خدمت کے تو نہین سبقت کرین گی وہ اوسپر ساتھ کسی عمل
کے مگر ساتھ شہادت کی اور طبرانی کی روایت مین ابوہریرہ سے ہی کہ افضل غازیون فی سبیل اللہ کا وہ ہے کہ خدمت کری اونکی ساتھ
خبر لانی کے اور خاصتر ین اونکا اللہ کی نزدیک از روی مرتبہ کی روزہ دار ہے اور یہ صادق ہے اوسپر بھی کہ اونکی پیچھی رہی اور اونکی اہل
وعیال کی خدمت کرے صحیح مسلم اور ابوداؤد مین ابی سعیدؓ سے مروی ہی کہ جو لوگ تمہارا پیچھی رہا جہاد کی نکلنی والی سے اوسکی اہل اور مال
مین تو ہوگا اوسکی لیٔی اجر بمثل نصف اجر جہاد کی نکلنی والی کی انتہی من شرح علی القاری ویجہزہم اور طیاری کری غازیون کی سفر کی اسباب
سے اور اونکی مدد کرے تاکہ اوسکی قوت سے غزا کرین ابو داؤد نی عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
کہ غازیون کو اجر غزا کا ہی اور جو کوئی کہ مال دیوی اور اعانت کرے غازیون کی تاکہ غزا کرین تو اوسکی لیٔی دو اجر ہین ایک اجر تو مال کو خرچ
کرنیکا خدا کی راستہ مین دوسری اجر کا غازیون کی غزا کی سبب ہونیکا اور صحیحین مین زید بن خالد سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نی جس نے کہ غازیون فی سبیل اللہ کا سامان کردیا پس تحقیق اوسنے جہاد کیا اور جو شخص کہ پیچھی غازیون کی اون کے اہل
مین رہا یعنی خبرداری کے لیٔی پس بیشک اوسنے جہاد کیا اور ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہی جس نے سامان تیار کردیا غازی
کا حتی کہ مستعد ہوا وہ تو ہوگا اوسکی لیٔی بمثل اجر اوسکے یہانتک مرجاوے یا لوٹی ولیعظم افراسہم اور تعظیم کرے اور عزت سے نگاہ رکھے
غازیون کی گہوڑون کو کہ اونکی بہتر جہاد کی ہتیار ہین ولیعدہا لیوم اللقاء اور تیار کرے اونکو اور مستعد اور آمادہ رکہی واسطی لڑائی کے
دن کی فرمایا اللہ تعالی نی واعدوا لہم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخیل ترہبون بہ عدو اللہ وعدوکم الایہ یعنی طیار کرو ای مومنو کافرون کی لیٔی
جو کچہ کہ کرسکو تم سامان جہاد کا یا تیر اندازی یا پالنا جانورون کا اور اونکی خبرگیری تاکہ ڈراؤ تم بسبب اوسکی اللہ کے دشمن اور اپنے
دشمنون کو آخر آیت تک اور روایت کی ہی مسلم نی ابی مسعود انصاری سے کہ لایا ایک شخص ایک اونٹنی مہاروالی پس عرض کیا یہ فی سبیل
اللہ ہے فرمایا حضرت نی واسطے تیرے ہی لیٔی اوسکی قیامت کے روز ساتھ سو اونٹنی ہون گی سب مہاردار رضی الاکل فضائل کیسے تعبیر ہیا

کہ بیان کی گئی فضیلتیں وارد ہین چنانچہ اپنی اپنی مقام ومحل مین گذرچکین وتعلم الفروسیۃ والسابقۃ لامتحان الکرم اور حق جہاد کا یہ ہے کہ سیکہی سواری اور دوڑانا گھوڑ دوڑ کا پس یہن بسبب آزمایش اور امتحان لبیعت کے مجاہدہ کرنے مین وارد ہی حدیثا مین کہ بہترین لوگوں کا طرف اللہ تعالی کے چلانا گھوڑ دوڑ کا ہی اور تیر اندازی روایت کیا ہے اسکو ابن عدی نے ابن عمر سی اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد کرم سے جو متن مین واقع ہے کرم فرس کا ہی یعنی نجابت اور اصالت گھوڑی کا امتحان کرنے کے لئی گھوڑے دوڑایا کرے طبرانی نی اوسط مین ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے سواری کر اور تیر اندازی اور بیشک تیر اندازی میری نزدیک زیادہ محبوب ہے آخر حدیث تک اور احمد نی ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نی نہین سبقت اور بیشد ستی ہی مگر خف یا حافر یا نصل مین پس مراد خف سے اونٹ ہین اور حافر سے گھوڑے اور خچر اور گدہے اور نصل سے تیر اندازی اور ایک روایت مین ہے کہ نہی سابقت اور بیشدستی صحابہ مین ساتھ گھوڑون اور اونٹون اور پیدل چلنے کے انتہی من شرح علی القاری ما لرمی فہو سنۃ اور سیکہی تیر اندازی پس وہ سنت ہے مسلم نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ اسنا ہے مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حال یہ کہ آپ منبر پر تھے اور فرماتی تھے واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی اور مروی ہے کعب بن مرہ سی کہ اللہ تعالی داخل فرماتا ہے بسبب ایک تیر کی تین آدمیون کو جنت مین ولا یترک اور نہ چھوڑی تیر اندازی کو اور استعمال اوسکا ہاتھ سے نہ جانی دی بعد سیکھ لینے کے فوردہ اسلی کرار دی ہے حدیث عقبہ بن عامر کی کہ ابو داؤد اور دارمی اور طبرانی نی روایت کی ہی من ترک الرمی بعد ما علمہ فانما ہی نعمۃ کفرہا یعنی جس نے ترک کیا اور چھوڑ دیا تیر اندازی کو بعد جاننے اور سیکہنی اوسکے پس سوا اسکی نہین کہ وہ ایک نعمت ہے کہ کفران کیا اوسکا اور ابن ماجہ کی روایت مین ہے فقد عصانی یعنی جسنے تیر اندازی سیکہکر اوسکو ترک کر دیا پس اوسنی میری نافرمانی کی اور مسلم کی روایت مین ہے فلیس منا یعنی جسنے کہ تیر اندازی سیکہی پہر اسکو چھوڑ دیا پس نہین ہے وہ شخص ہم مین سے اور ہماری طریقہ پر اور یہ نہایت تغلیظ اور تشدید ہی تیر اندازی چھوڑنے پر اور کہا اوسی ترمذی اور بیہقی کی روایت مین اونہی سے ہی فقد کفر الذی علمہ اور ابن النجار نی ابو ہریرہ سی روایت کی ہی من تعلم الرمی ثم نسیہ فہی نعمۃ جحدہا ثم العلم مین ہی کہ بعض شارحین اس حدیث نی کہا ہی کہ تعبیر کرنا رمی سی ساتھ علم کی پہر ذکر کرنا وعید کا اوسکے ترک پر دلالت کرتا ہی اس امر پر کہ تیر اندازی حقیقۃ علم ہی نہین ہی اور اسمین بیانہ ہی اوسکی فضیلت اور زیادہ تر مقصود ہونیمین دین مین اور مشابہ ہونی پر اوسکی ساتھ نسیان قرآن کی بعد سیکہنی اوسکی کے انتہی

الباب الخامس فی التزوج والتخلی

باب پانچوان بیچ بیان نکاح کرنی اور فارغ اور مجرد رہنی کی جاننا چاہئی کہ علما کا اختلاف ہی اسمین کہ نکاح افضل ہی یا مجرد رہنا بعضون نے ساتھ مبالغہ کے کہا کہ نکاح افضل ہے جیسا کہ مذہب حنفیہ کا ہی کیونکہ نکاح جملہ امور دین سے ہے مثل کمانا کمانی کی اور جب کہ طریق دین کو طرف حیوۃ اور بقائی شخص انسانی کے حاجت ہے اور حیات بے کمانے پینے کی ممکن نہین ہے ایسی طرف باقی رہنی جنس آدمی اور نسل اوسکی کی حاجت ہے اور یہ بے نکاح ممکن نہین ہے اور جسقدر بندی زیادہ ہونگے اوسیقدر امت مصطفوی زیادہ ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے نکاح کرو تاکہ بہت ہو تم کہ مین قیامت مین فخر کرونگا بسبب تمہارے اور پیغمبرون کے امت پر اور بعضون نے کہا ہی

کہ اگر نفس کو طوفان اور غلبہ شہوت کا اسقدر ہو کہ دلکو تشویش اور پریشان کرے اور سبب زنا کا نہ ہو تو بہتر مجرد رہنا ہی اور بعضون
کے نزدیک مختار یہہ ہے کہ افضل ہمارے زمانہ مین مجرد رہنا ہے اور افضلیت نکاح کے پہلی زمانہ مین تھی کہ رزق حلال میسر تھا اور
عادتین عورتون کی اچھی ہوتی تہین اور بعضون نے کہا ہے کہ نکاح جہاد سے افضل ہے اسلئی کہ جہاد سبب ہے معدوم کرنی کافرون کا
اور نکاح کرنا سبب ایجاد کرنی مومنون کا ہی اور حق یہہ ہی کہ نکاح کرنا افضل ہی اوسکی حق مین کہ بچارہی اوسکی ختیون اور مصیبتون سی اور ترک اوسکا افضل
ہی اوسکی حق مین کہ اون سی سالم نرہ سکی کہا ہمارے علمانی کہ نکاح ہمارے نزدیک سنت ہے اور وقت توقان کی واجب ہی اگر پاوی مون اور
مکروہ ہی وقت ہونی توقان کی اور مومن کی انتہی کذا فی الشرح بسم اللہ الرحمن الرحیم فی النکاح فوائد نکاح بنکاح کرنی مین بہت فائدی ہین حفظ النفس من
الشیطان کہ اول اونکا نگاہ رکہنا اپنی ذات کا ہے آفتون شیطان سے اور اوسکے وسوسون سے اگرچہ کہی لگامین تقوی کی توسن
نفس کے منہ مین ہون تاکہ تقوی فعل جوارح اور آفت نظر سے مانع ہو لیکن حفاظت دل کی خطرون سے دشوار ہے اور اکثر اوقات
خطرون کے دروازے کہلی ہوتی ہین اگرچہ نماز ہی مین کیون نہو اور قول مصنف کا جو فی النکاح ہے لفظ فوائد کی خبر ہے اور قول اوسکا
حفظ النفس مع اپنی معطوفات کے یا تو مبتدا محذوف کی خبر ہے یعنی لفظ ہے کی یا بدل یا عطف بیان ہے فوائد سی فورد ح اسلئی
کروارد ہوا ہے بیچ حدیث انس کے کہ ابن جوزی نے اوسکو روایت کیا ہی علل مین ساتھ سند ضعیف کے من تزوج فقد احرز شطر دینہ
یعنی جس نے عورت کی پس تحقیق نگاہ رکہا اوسنے نصف دین اپنا اور تتمہ حدیث کا یہہ ہے فلیتق اللہ فی الشطر الثانی اور ایک روایت
مین ہے شطر الاخر اور طبرانی کی نزدیک لفظ اوسکے یہہ ہین استکمل نصف الایمان اور مستدرک مین اسناد صحیح سے یہہ لفظ ہین من
رزقہ اللہ امرأۃ صالحۃ فقد اعانہ علی شطر دینہ اور یہہ اسلئی ہے کہ حفاظت اصل دین کی غالباً متعلق ہے ساتھ اداکرنے شہوۃ بطن اور
شہوۃ فرج کے کہا ابن عباس نے کہ نہین پوری اور تمام ہوتی عبادت عابد کی کہ یہانتک کہ نکاح کرے اور ابن مسعود فرماتی تہے
جو نہ باقی رہین میری عمر سے مگر دس روز تو البتہ دوست رکہتا ہون مین یہہ کہ نکاح کرون تاکہ نہ ملاقی ہون مین اللہ تعالی سے مجرد
یعنی بے عورت کے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دو عورتین طاعون مین مرگئین اور وہ بہی مرض طاعون مین گرفتار تہی پس کہا
نکاح کرادو میرا پس تحقیق مین برا جانتا ہون یہہ کہ ملاقی ہون اللہ تعالی سے مجرد اور ابو ہریرۃ سے مرفوعاً روایت ہے کہ بدتر تمہارا
مجرد شخص ہے اور دو رکعتین اہل والی کی بہتر ہین غیر اہل والی کی ستر رکعتون سے روایت کیا ہے اسکو ابن عدی نے اور روایت کی ہے
احمد نی کہ بدتر تمہارا بی عورت والا ہی اور ذلیل مردون تمہارا بی عورت والا ہی اور بیشک نکاح کیا تہا حضرت یحیی نے اور مجامعت
نہین کی بعضون نی کہا ہے کہ وہ اسواسطے کیا تاکہ سنت قایم کرنیکی فضیلت حاصل ہو اور بعضون نی کہا ہے کہ نگاہ روکنی اور فتنہ
کی خوف سے کیا تہا مصحح ترجمہ کہتا ہے کہ یہہ جو لکہا ہے کہ اوس سے صحبت نہ کی شاید وہ عورت بڑہیا ہوگی کہ بڑہیا کو ایسی امور کی حاجت
نہین ہوتی یا اوسکی توجہ الی اللہ ہی اسقدر کثرت سے ہوگی کہ ایسی باتونکی طرف اوسکا خیال نہوگا پہر اوسنے اپنا حق معاف
ہی کردیا ہوگا یا اور اسی قسم کی عوارض ہونگے ورنہ بعد نکاح ہمارے دین مین یہہ جائز نہین کہ عورت سے مدتون خبر نہو اور اوسکو
نکاح کرکے معلق رکہے اور اوسکا حق ادا نکرے اور اسی پر عیسی علیہ السلام پس قریب ہین کہ وہ نکاح کرینگے جبکہ اوترینگے طرف

زمین کے اور اولاد پیدا ہوگی اور یہی لذاتی الاحیاء حاصل ہیں کہ غلبہ شہوت کا عام ہے ہر ایک آدمی سے کہ کہا ہی تفاسیر دلیلی بیچ تفسیر
اس قول اللہ تعالی کی ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به کہا ہی کہ وہ غلبہ شہوت کا ہی اور ذکر کیا اور مجاہد نے بیچ تفسیر اس قول اللہ تعالی کے
کے وخلق الانسان ضعیفا کہا ہی کہ آدمی نہیں صبر کر سکتا ہے عورتوں سے اور تفسیر میں اس قول اللہ تعالی کی وان تصبروا خیر
لکم کہا ہے کہ صبر کرنا عورتوں سے آسان زیادہ ہے صبر کرنے سے اوپر اونکے اور صبر کرنا اوپر اونکے آسان زیادہ ہے صبر کرنے سے
آگ پر کہا ابن جریج رحمہ اللہ نے جبکہ منتشر ہوتا ہے عضو تناسل آدمی کا تو جاتی رہتی ہے دو تہائی عقل اوسکی اور بعضوں نے
کہا ہے کہ جاتا رہتا ہے ثلث دین اوسکا اور نوادر التفسیر میں ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہی ومن شر غاسق
اذا وقب کہ وہ انتشار آلت کا ہی اور آنحضرت صلعم کی دعا میں ہے اللہم انی اعوذ بک من شر سمعی ومن شر بصری ومن شر قلبی ومن شر منیی روایت
کیا ہے اسکو ابو داود اور نسائی اور ترمذی نے اور حسن کہا ہی اور روایت کیا ہی حاکم نے اور صحیح کہا ہے شکل بن حمید کی
حدیث سے اور فرمایا حضرت نے اسئلک ان تطہر قلبی وتحفظ فرجی روایت کیا ہی اسکو بیہقی نے دعوات میں ام سلمہ کی حدیث
سے اور تحقیق حکم کیا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ اوسکی نگاہ کسی عورت پر جا پڑے پس شوق کرے اوسکا
دل طرف اوسکی پس چاہیی کہ یہ شخص اپنی اہل سے جماع کرے اسلیے کہ یہ دفع کرتا ہے وسوسوں کو روایت کیا ہی اسکو احمد نے
حدیث ابی کبشة الانصاری سے جبکہ گذرے اوپر ایک عورت کے پس پیدا ہوئی اونکے دل میں خواہش عورتوں کی پھر داخل
ہوئے گھر میں اور ملے بعض ازواج اپنی سے اور کہا ایسے ہی کیا کرو تم اسلیے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ افضل اعمال تمہاری میں سے
آنا طرف حلال کی اور اسناد اسکے جید ہے اور روایت کی ہی جابر نے کہ آنحضرت علیہ السلام نے ایک عورت کو دیکھا پس داخل
ہوئے حضرت زینب کے گھر میں اور پوری کی حاجت اپنی اور نکلے اور فرمایا کہ تحقیق عورت جبکہ سامنے آتی ہے تو سامنے آتی ہی شیطان
کی صورت میں اور جبکہ پشت پھیرتی ہے تو پشت پھیرتی ہے شیطان کی صورت میں پس جبکہ دیکھے ایک تمہارا کسی عورت کو اور
وہ اسکو پسند آوے پس چاہیی کہ آوے اپنی بی بی کے پاس پس تحقیق ساتھ اوسکے وہ چیز ہے کہ ساتھ اوسکے تھی روایت کیا ہی اسکو
مسلم نے اور ترمذی نے اور حسن اور صحیح کہا ہے اور لفظ یہی اوسکی ہیں وروی انہ انصرف الناس لیلا عن مجلس ابن عباس وبقی شاب
لم یبرح فقال ہل لک من حاجة قال نعم اردت ان اسأل عن مسئلة فاستحییت من الناس وانا الآن اہابک واجلک فقال ابن عباس
ان العالم بمنزلة الاب فما افضیت به الی ابیک فافضه الی فقال انی شاب لا زوجة لی وربما خشیت العنت علی نفسی فربما استمنیت
بیدی فہل فی ذلک معصیة فاعرض عنه ابن عباس ثم قال اف وتف نکاح الامة خیر منه وہو خیر من الزنی انتہی من شرح علی القاری
وتزید الی الاربع ان لم تعصم لواحدة اور زیادہ کرے چار عورتوں تک اگر محفوظ ہوو نے فتنہ میں واقع ہونے یعنی ساتھ ایک کے
یعنی اگر ایک بی بی سے شہوت کا علاج نہیں ہو سکتی ہے تو چار تک کرنا درست ہی شرح علی قاری میں ہے کہ اولی یوں تھا کہ مصنف
کہتا ان لم تعصم بالاولی یعنی پہلی بی بی سے اگر محفوظ اور مامون نہیں رہ سکتا ہے تو چار تک زیادہ کرے اور یہ بسبب فرمانے اللہ
تعالی کی ہے فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث ورباع اور یہاں پیشاور معنی اور کی ہیں یعنی دو دو یا تین تین یا چار چار اور ابن عباس

سے مروی ہے کہ بہترین اس امت کا زیادہ تریں اوسکا ہے عورتون کا مرادر کہنے ہی ساتہہ اسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روایت کیا
اسکو بخاری نے اور کہا سفیان بن عیینہ نے کہ کثرت عورتون کی دنیا سے نہین ہے اسلیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ زاہد ترین صحابہ
مین سے تہی اور اونکی چار عورتین تہین اور سترہ چہوکریان اور نکاح کیا تہا حضرت فاطمہ کی وفات کے ساتہہ روز کی بعد اور ابن عمر سی
حکایت کی گئی ہے کہ وہ زہاد صحابہ اور اونکی علماؤن مین سے تہی کہ وہ افطار کرتے تہے روزہ کو جماع سے پہلی کہانا کہانیکی اور لبا اوقات
جماع کرتے تہے پہلی نماز مغرب کی پہر غسل کرتی اور نماز پڑہتی اور مروی ہے کہ اونہون نی جماع کیا تین مرتبہ اپنی چہوکریون سی رمضان
مین پہلی عشا اخیر کی انتہی ویبدل باحری ان ستقر الطبع اور بدل دیوی ایک عورت کو دوسری عورت سے یعنی ایک کو طلاق دیدے
اور اوسکی عوض دوسری عورت سے نکاح کرلے اگر نفرت کرے طبیعت اوس سے اور الفت اور محبت اوس سے حاصل نہ ہووی
مروی ہی کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کثیر النکاح تہی یہانتک کہ اونہون نے دوسو عورتون سے زیادہ نکاح کی ہون گی اور
اکثر چار چار عورتون کو ایک عقد سے نکاح مین لیتے تہے اور کبہی چار چار عورتون کو ایک ہی دفعہ مین طلاق دیدیتے تہے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی شان مین ارشاد کیا ہے الحسن منی والحسین من علی چنانچہ لکہا ہے کہ نکاح کی کثرت بہی ایک وجہ ہے وجوہ
مشابہت سے ساتہہ اخلاق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مصحح ترجمہ کہتا ہے کہ چونکہ کثرت نکاح مستلزم کثرت طلاق کا ہی اور کثرت
بلکہ وجود طلاق کا ابغض مباحات سے ہے کہ واسطی اشد ضرورت کی مباح کیا گیا ہی اور ابغض مباحات ہونا اوسکا روایت ابو داود سی
ثابت ہی اور بعض عارفین بہی کہتے ہین شعر تا توانی پا منہ اندر فراق ٭ ابغض الاشیاء عندی الطلاق ٭ تو کثرت نکاح امام کو مشابہ
ساتہہ کثرت نکاح آنحضرت کی کہنا قیاس مع الفارق ہی کیونکہ حضرت جو نکاح کثرت سے کرتی تہی تو طلاق تو کثرت سے نہین دیتی تہی اور
بعض روایات مین آیا ہی کہ حضرت علی مرتضی اونکی اس فعل سی راضی نہ تہی بلکہ لوگونکو منع کرتے تہی کہ اپنی بیٹیان انکو نہ دو پس ایسی ایسی
روایات بیان کرنا گویا مؤمنین اور مومنات کی فیمابین رشتہ موانست کو توڑنا اور اتہام نہا نہ داریکو کہونا ہے درصورت صحت روایت
یہہ کہا جاوے کہ یہہ عادت امام کی اگرچہ ظاہر قانون مروت سے باہر ہی شاید کسی ضرورت یا کسی حکمت کی وجہ سے ہوگی اور راس مروت
ن قابل استدلال کے نہین ہے اور مغیرہ بن شعبہ نے اسی عورتون سے نکاح کیا تہا اور بہت صحابہ رضی اللہ عنہم تین تین اور چار چار
عورتین عقد نکاح مین رکہتی تہی اور دو عورتون والی تو بہی گنتی تہی کذا فی الاحیاء وزیادۃ الرغبۃ فی لذات الجنۃ اور دوسرا فائدہ نکاح
زیادتی رغبت اور خواہش کی ہے بیچ لذتون جنت کی بسبب نکاح کی فان لذۃ الدنیا انموذج اسلیے کہ لذت دنیا سے نمونہ بہشت
لذتون کا ہی پس جو شخص اوس لذت دنیوی سے کہ عورتون سے حاصل ہوتی ہے بہرہ یاب ہوگا رغبت اوسکی طرف لذت حورون بہشت
کہ اصل لذتون کی ہی زیادہ ہوگی اور یہہ لذت ناقصہ کہ جلد تمام ہو جاتی ہی اوس لذت کامل کی کہ ہمیشہ رہنی والی ہی یاد دلانیوالی ہے پس برانگیختہ
کرنا ہے بندے کو اوپر عبادت کے جو موصل ہے طرف لذت دائمی کے پاکی ہے اوس ذات کو کہ اوسکا کوئی فعل حکمت سے خالی نہین
ایسے ایک شہوۃ کے نیچے دو زندگیون کو چہپا رکہا ہے ایک تو حیوۃ ظاہری اور ایک حیوۃ باطنی حیوۃ ظاہری تو باقی رہنا آدمی
[ج]ان اور نسل کا ہے اور حیوۃ باطنی آخرت کی زندگی ہے کذا فی نجم العلم

انموذج ساتہہ ضمہ ہمزہ اور میم کے معرب ہے نمونہ کا قطع

الملالة الى صلة من دوام العبادة اور تیسرا فائدہ دور کرنا ہے دل ملال کا ہی ساتھ نکاح کی کہ حاصل ہوتا ہے مداومت عبادت سے
یعنی چونکہ عبادت خلاف طبیعت نفس کی ہی اور اوس پر مداومت کرنا سبب ملالت کا ہے پس چاہئی کہ نکاح کرے اور مجالست
اور موانست سی ملال کو دفع کرے اسیواسطے کہا ہی لیکن الیہا فالنفس اذا کلفت المداومة بالاکراہ علی المخالفة جمحت وثابت واذا
روحت باللذات فی بعض الاوقات قویت ونشطت پس نفس جسوقت کہ تکلیف دیا جاتا ہی مداومت کی ساتھ اکراہ کی اوپر مخالفت
کی سرکش ہوجاتا ہی اور جسوقت راحت دیا جاتا ہے ساتھ لذتون کے بیچ بعض وقتون کی تو قوی ہوجاتا ہے اور خوش ہوتا ہی اور عبادت
خوب ادا ہوتی ہے اور اسی وجہ سے ہی کہ فرمایا حضرت نے عائشہ صدیقہؓ سے کلمینی یا حمیرا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ
راحت دو دلکو ذکر سی پس تحقیق وہ جبکہ اکراہ کیا جاویگا تو اندھا ہوجاویگا پس عورتون سے انس حاصل کرنے سے زائل ہوتی ہے
سستی اور رنج اور خوش ہوتا ہے دل اور نشاط پیدا ہوتا ہے رب کے ذکر کیلئی پس لائق ہی کہ ہووی واسطے نفسوں ارباب عبادت
کے استراحت طرف مباحات کی اور حدیث مین ہے کہ واجب ہے عاقل پر کہ اسکے لئی تین ساعتین ہون ایک ساعت مین تو
اپنے رب سے مناجات کرے اور ایک ساعت مین حساب کرے اپنے نفس سے اور ایک ساعت کو خالی رکھی واسطے کہانے
پینی کی یعنی اون امورات کی کہ نفس اونکو چاہی اس کو روایت کیا ہی ابن حبان نی ابو ذرؓ کی حدیث سے طویل حدیث مین کہ یہ مضمون
بیچ صحف ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوة والسلام کی تھا اور دوسری لفظون سے یون ہی الا یکون العاقل ظاعنا الا فی ثلث تزود لمعاد
او مرمة لمعاش او لذة فی غیر محرم روایت کیا ہی اسکو ابن حبان نی ابی ذرؓ کی حدیث مین جو طویل ہی کان ذلک فی صحف ابراہیم کہ یہ
تھا بیچ صحیفون ابراہیم علیہ السلام کی انتہی من شرح علی القاری تو ہر داسلی کہ وارد ہوا ہی حدیث مین لکل شرة فترة فمن کان فترتہ
الی سنتی فقد اہتدی یعنی ہر حرص اور تیزی کی لئی ملال اور سستی ہے کیونکہ حرص کسی چیز پر اگرچہ عبادت ہووے آخر کو سبب لذت نہ
اور ملالت کا ہوجاتی ہی پس جو شخص کہ ہووی ملالت اور فترت اوسکی طرف سنت میری کی کہ نکاح ہی یعنی میری سنت کی مباشرت
سے ملالت اور کسل کو دفع کرے اور از سر نو تازگی عبادت مین بہم پہنچاوی پس تحقیق راہ پائی اوسنی روایت کیا ہی اس حدیث کو احمد اور
طبرانی نی عبد اللہ بن عمر سے اور روایت کیا ہے اسکو بیہقی نی اور زیادہ کیا ہی ومن کانت الی غیر ذلک فقد ہلک اور ترمذی نی اسیکے
مانند روایت کیا ہے ابی ہریرہؓ کی حدیث سی اور کہا حسن صحیح ہی اور لفظ اوسکی یہ ہین ان لکل عامل شرة ولکل شرة فترة الحدیث اور ترمذی
نی ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہی ان لکل شیء شرة ولکل شرة فترة فان صاحبہا سدد وقارب فارجوہ وان اشیر الیہ بالاصابع فلا تعدوہ
حاصل یہ کہ ہر نشاط کہ ابتدا کسی عبادت اور طاعت مین حاصل ہوتا ہے تو آخر مین اوس سے کسل اور ملالت ہوجاتی ہے
پس سالک کو چاہیی کہ اوس سے اعراض کرے اور شہوة مباح یا دوسری کسی عبادت مین کہ نفس اوس سے راحت پاوی مشغول
ہووی مع ہولا یعم لانقطاعہ عن البعض بالنظر والبستان اور یہ فائدہ نکاح کا کہ دور کرنا ملالت اور کسل کا ہے عام نہین ہی تمام اشخاص
کو یعنی ہر شخص کے حق مین دور کرنا ملالت کا نکاح مین منحصر نہین ہے بسبب منقطع ہونی ملالت کے بعض کے تئین ساتھ نظر کرنے
پانی جاری اور سبزہ اور باغ کی پس محتاج نہین ہوتا ہے یہ شخص نفس کی راحت رسانی مین طرف مصاحبت عورتون اور اونسی

انبساط کرنیکی سو مختلف ہوئی یہ معنی اسباب اختلاف احوال اور اشخاص کے ابن عمر رض سے مرفوعا مروی ہے تین چیزیں روشن کرتی ہیں
بینائی کو نظر کرنا طرف سبزی کی اور طرف پانی جاری کی اور خوب صورت چہرے کی طرف نکالا ہی اسکو دیلمی نی اور حضرت علی رض سے بھی اسیکے
ہم معنی مروی ہے اور ابن عباس رض سی مروی ہی کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام پسند کرتی تھی نظر کرنا طرف سبزی اور جاری پانی کی روایت
کیا ہی اسکو ابو نعیم اور ابن سنی نی اور ابتیہ دونوں کی روایتیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سی مروی ہی کہ پسند آتا تھا اونکو نظر کرنا طرف
اترج کی اور طرف سرخ کبوتر کی اور ترمذی نی معاذ سے روایت کی ہی کہ آن حضرت علیہ السلام دوست رکھتے تھی نماز پڑھنی کو بیچ باغوں
کے جو اشارہ کرنی والی ہیں طرف جنتوں کی انتہی من شرح علی القاری وفراغ القلب من تدابیر البیت للعبادة اور رفاہ چوتھا فارغ
ہونا دل کا ہی واسطے عبادت کی گھر کی تدبیروں اور طیاری اسباب معیشت سی کیونکہ اگر خود بذاتہ گھر کے تمام امورات کا متکفل ہوگا
جیسی کھانا پکانا آٹا چھاننا اور کپڑے دھونا اور سوا اسکے تو اکثر اوقات اوسکی تشویش اور پریشانی میں صرف ہو جاوینگی اور علم و
عمل کی لیے فارغ نہیں ہوگا حدیث میں ہی نعمتان مغبون فیہما کثیر من الناس الصحة والفراغ اور تفسیر کیا گیا ہے یہ قول اللہ تعالی
کا ربنا آتنا فی الدنیا حسنة ساتھ عورت صالحہ کی اور وفی الاخرة حسنة ساتھ حور عین کی اور وقنا عذاب النار ساتھ عورت بدخصلت
اور زبان دراز کے اور فلنحیینہ حیوۃ طیبة کے تفسیر میں کہا گیا ہے کہ مراد اوس سے زوجہ صالحہ ہے اور آنحضرت سے مروی ہے چاہیئی
کہ حاصل کرے ہر ایک تمہارا دل شکر کرنی والا اور زبان ذکر کرنے والی اور بی بی مومنہ صالحہ کہ اعانت کرے اسکو آخرت پر روایت
کیا ہے اسکو ترمذی نے اور حسن کہا ہے اور روایت کیا ابن ماجہ نی ثوبان سے فور درج اسیلی کہ وارد ہیچ حدیث ابن عمر کی جو خطیب
نے تاریخ میں روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ازواجی اعوانی علی الطاعة بی بیاں میری مددگار ہیں اوپر
عبادت کی اصل حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ فرمایا حضرت نی فضیلت میری اوپر آدم ع کی دو خصلتوں کی سبب سی ہی ایک تو اونکی
بی بی باعث ہوئی اوپر معصیت کے اور بی بیاں میری مددگار ہیں اوپر عبادت کی دوسری شیطان اونکا کافر تھا اور شیطان میرا
مسلمان ہے نہیں حکم کرتا ہے مگر ساتھ بھلائی کے اور ابو سلیمان دارانی نی فرمایا کہ نیک عورت جملہ دنیا سی نہیں ہی کیونکہ سبب فارغ
ہونی تیرے دل کی ہی ساتھ کام آخرت کی اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نی فرمایا کہ بعد ایمان کی کوئی چیز بہتر زوجہ صالحہ سے
نہیں ہے وھو شخص یمن لا یدبر فیہ دلالته شمه حقوق الزوجیہ اور یہ فائدہ یعنی فارغ ہونا دل کا ساتھ نکاح کے بھی خاص ہی ساتھ اوس
آدمی کی کہ نہیں تدبیر کر سکے گھر میں اصلا اور تمام گھر کے امور اہل و عیال پہ چھوڑ دی اور نہ پریشان کرے اوسکو اور اکثر نا حق زوجیہ کا
مثل حسن معاشرت اور رعایت حسن خلق اور توسیع نفقہ اور امثال اسکی کی اور جو باوجود اسکے آپ ہی گھر کی تدبیر کر سکے اور یہ امور
سبب تشویش اوسکی ہوں پس نکاح اوسکی حق میں مضر ہے اور سبب فارغ ہونے کا آخرت کی کام میں نہوگا وکثرة العشیرة
لیدفع بہم الشر فیسلم اور پانچواں فائدہ نکاح کا زیادتی خویش اور قرابتوں کی اور حاصل ہونا اونکی مدد کا ہی تا کہ دفع کرے
اونکی مدد سے آدمیوں کی برائی کو کہ باعث تشویش اور خلل وقت کے ہوتی ہے پس سلامت رہی آدمیوں کی آفتوں سی اور
جمعیت اور فراغت میسر ہو اسیواسطے کہا گیا ہے ذلیل ہوا وہ شخص کہ اوسکا کوئی ناصر اور مددگار نہیں ہے اور جسنے پایا اون

اور گردن کو کہ دور کرین برائی اور شر کو پس سالم ہے حال اوسکا اور فارغ ہے دل اوسکا واسطے عبادت کے کیونکہ ذلت پریشان کرنی
والی ہے واسطے دل کی اور عزت بسبب کثرت اسباب کے دفع کرنیوالی ہے ذلت کو انتہی والریاضۃ بالقیام بحقوقہن اور چھاننا فائدہ رام
کرنا نفس کا اور مجاہدہ اوسکا ہے بسبب قایم ہونے اوسکی کی ساتھ حقوق اہل وعیال کے مانند کسب حلال اور تیاری اسباب سے ساتھ
اور سعی کرنیکے بیچ تعلیم اور تادیب اونکی کی دین کی راستہ پر اور کیونکر برابر ہو سکتا ہے وہ شخص کہ مشغول ہو اپنے نفس کے اصلاح مین
فقط اور وہ شخص کہ باوجود اصلاح اپنے نفس کے اہل وعیال کی خدمت کبری کر مخلوق آلہی ہی آثار مین آیا ہی کہ رنج اور سختی کھینچنا
اہل وعیال کے بمنزلہ جہاد کے ہی اور جہاد کی فضیلت معلوم ہے اور اسی سبب سے حق سبحانہ تعالی نے نہین یاد کیا انبیاء کو قرآن
مجید مین اہل وعیال والون کو الا یہی کہ یحیی علیہ السلام نی نکاح کیا لیکن جماع نہین کیا واسطے پانی ثواب اور فضیلت نکاح کی
اور تھی عیسی علیہ السلام انبیاء مرسل مین سی مجرد مگر کہتی ہین کہ وہ بھی جب کہ نزول فرماوین گے تو نکاح کرینگے اور بشر بن حارث
نی کہا کہ فضیلت محمد بن حنبل کی مجہپر تین وجہ سے ہے اون مین ایک وجہ یہ ہے کہ وہ کسب کرتی ہین حلال کو واسطی اپنی اور
اہل اپنی کے اور مین تنہا اپنی واسطے کرتا ہون احیاء العلوم مین ہے کہ بعض عبادنی کسی عالم سے کہا کہ حق تعالی نی ہر عمل صالح
میری نصیب کیا ہے اور یاد کیا حج اور جہاد وغیرہ کو کہا کہان ہی عمل تیرا عمل ابدال کا یا کہا وہ کیا ہے کہا کسب حلال واسطے
نفقہ عیال کی اور کہا ہے کہ عبادت اہل دار کی بہتر ہے ستر درجہ عبادت مجرد سے کسی آدمی نی ابراہیم بن ادہم سی کہا کہ خوشی ہو
تیرے لیی کہ فارغ کر دیا تو نے اپنے تئین واسطے عبادت کی فرمایا کہ ایک غم تیرا بسبب عیال کی بہتر ہے تمام اون عبادتون سے کہ
مین رکھتا ہون خرائطی مکارم اخلاق مین ابن عباس سی لایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص کہ اوسکی تین بیٹیان
ہون پس انفاق کیری اون پر اور احسان کرے اونکے ساتھ یہانتک بے نیاز کر دی اونکو یعنی شادی کر دی اونکی تو واجب
کرتا ہے اللہ تعالی اوسپر بہشت اور ابن عباس جب یہ حدیث بیان کرتے تھی تو فرماتی کہ واللہ یہ غرایب حدیثون مین سے ہے
اور طبرانی اور ابو نعیم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض گناہون مین سی وہ گناہ
ہین کہ نہین تکفیر کرتا اونکی مگر غم طلب کرنی معیشت کا انتہی و احتمال جفائهن اور ریاضت نفس کے ہی ساتھ اوٹھانی ایذا عورتون
کی اور صبر کرنا اوپر کج خلقی اونکی اور ایذا پر صبر کرنی مین بڑا ثواب اور فضیلت عظیم ہے اور صبر کا مرتبہ بلند ہے اور صبر اولو العزم
کی اخلاق مین سی ہے اور نکاح مین کوشش کرنا ہوتا ہے عورتون کی اصلاح مین اور رہنمائی اونکی ہوتی ہے طرف راستہ دین
کی اور اولاد کی تربیت اور اونکا بچانا ہوتا ہے فساد سی اور ان سب امور مین بڑی فضیلتین ہین اور گویا کہ تمام اہل وعیال
اسکی ولایت اور رعایت مین ہین صحیحین مین عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ ہر ایک تمہارا راعی اور نگاہبان ہی اور ہر ایک
تمہارا سوال کیا جاویگا اپنی رعیت سے اور طبرانی اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے ایک روز والی عادل کا افضل ہوتا
ہے ستر برس کی عبادت سے فردوس مین اجتماعنا کان ہی فی الجنۃ پس وارد ہوا ہے حدیث مین بیچ شان اوس آدمی
کے کہ اہل وعیال کی محنت و مشقت پر صبر کیری اور اونکی حقوق کما حقہ ادا کرے کہ وہ ہوگا میرے ساتھ جنت مین یعنی رتبہ اونکا

اعلی ہوگا ابو یعلی نے ابو سعید خدری سے روایت کی جو شخص کہ نیک ہو نماز اوسکی اور بہت ہون عیال اوسکے اور کم ہو مال اوسکا اور غیبت
نکرے مسلمانون کی تو ہوگا یہ شخص بہشت مین ساتھ میرے شرح علی قاری مین ہے کہ متن کی حدیث کا مخرج مین نے نہین دیکھا اور
بعض حواشی مین ہے کہ جس نے تحمل کیا اپنی اہل کی ایذا کا پس اوسکے لئی ثواب ستر شہیدون کا ہی اور ایک روایت مین ہے کہ جس نے
تحمل کیا اپنی عورت سے ایک کلمہ کا تو عطا کریگا اوسکو اللہ تعالی ہزار شہیدون کا ثواب اور دور کریگا اوس سے اندھیرا اور تنگی اوسکی
قبر کی اور احیا مین مذکور ہے کہ انبیا کی اخبار مین آیا ہے کہ ایک قوم داخل ہوئی یونس علیہ السلام پر پس مہمانی کی حضرت یونس عم نے
اونکی سو دیکھا اون لوگون نے کہ ہر مرتبہ کہ گھر مین آتی جاتی اونکی بی بی اونکو تکلیف دیتی تھی اور حضرت یونس صبر کرتی تھی اور اوسکی ایذا
پر ساکت تھی پس تعجب کیا اون لوگون نے اس حال سے سو حضرت یونس نے کہا تم تعجب مت کرو مین نے خدا تعالے سے چاہا تھا
کہ جو بلا اور عذاب کہ مجھپر آخرت مین چاہتا ہے یہین کرلے پس حکم ہوا کہ فلان شخص کی بیٹی سے تو نکاح کرلے پس اوس سے مین نے
نکاح کیا اب اوسکی ایذا اور جفا پر مین صابر ہون جو تم دیکھتی ہو انتہی وہو مخصوص بالمبتدی اور یہ فائدہ نکاح کا خاص ہے ساتھ
مبتدی کے کہ سالک ہو طریق مجاہدہ کا اور حسن اخلاق سے موصوف نہو لاحتیاجہ الی الریاضۃ بسبب محتاج ہونے اوسکی طرف
ریاضت اور تہذیب النفس کی اخلاق مذمومہ سے بخلاف مہذب الاخلاق کی کہ اوسکی عادتین مہذب ہون یا تو اصل خلقت سے
یا مجاہدہ سابقہ کی جہت سے پس نہین لائق ہے اوسکو کہ نکاح کرے اس فائدہ کے لئی والظاہر العمل یہ قول معطوف ہے قول اوسکے
پر جو بالمبتدی ہی اور خاص ہے ساتھ اہل عمل ظاہر کی مانند نماز حج زکوۃ وغیرہ کی کہ انکو سوا اعمال ظاہری کی مشغول باطن کی نہین ہے
فالانفاق اولی لہ لانہ متعد اسلیئے کہ انفاق کرنا اوسکا اہل و عیال پر بہتر ہے اوسکی لئی عبادت لازمہ بدنی سے کیونکہ یہ عبادت متعدی
ہے کہ نفع اوسکا غیر کو پہنچتا ہے اور فضیلت عبادت متعدی کی عبادت لازمہ پر کہ بھلائی اوسکی غیر کو نہ پہنچی بے شمار ہے اسیواسطے
فرمایا نبی علیہ السلام نے جو کچھ کہ خرچ کیا آدمی نے اپنی اہل و عیال پر پس وہ صدقہ ہے روایت کیا ہی اسکو بخاری اور مسلم نے ابن مسعود
سے اور وارد ہے کہ تحقیق آدمی البتہ اجر دیا جاتا ہے بیچ دینے ایک لقمہ کے طرف عورت اپنی کی اسکو ہی شیخین نے سعد بن ابی وقاص
سے روایت کیا ہے بخلاف صاحب الباطن لعدم الشرف بخلاف اوس شخص کے کہ حاصل ہے اوسکے تئین سیر باطن کی اور فکر اور حضور
ساتھ رب کے پس اوسکو یہ فائدہ نہوگا اسلیئے کہ عمل اوسکا شریف تر اعمال کا ہے کہ فائدہ اوسکا عام اور شامل ہی تمام مخلوق
کے تئین اور اعیال کے لیئے نفقہ کسب کرنے سے بہتر ہے ریاضت اور فکر کرنا اسکا علوم مین لیکن ایسا شخص بہت نادر اور کم یاب
ہے اسیواسطے اکثر احادیث اعمال کی مدح مین وارد ہین اونہین مین سے یہ قول آنحضرت علیہ السلام کا ہی کہ تحقیق اللہ تعالی دوست
رکھتا ہے فقیر نسوال کرنیوالی کو کہ فقیر ہو بسبب عیال کی روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے عمران بن حصین کی حدیث سے
اور یہ قول آپکا جبکہ زیادہ ہوجاتی ہین گناہ بندے کی تو مبتلا کرتا ہے اوسکو اللہ تعالی ساتھ خوف کی تاکہ مٹا دیوی اونکو روایت
کیا ہے اسکو احمد نے حضرت عائشہ سے والولد وہو المقصود الاصلی اور ساتواں فائدہ نکاح کا حاصل ہونا ولد کا ہی کہ معنی مین
باپ کا دوسرا وجود ہے اور یہ مقصود اصلی ہے وضع نکاح سے تاکہ جہان جنس انسان سے خالی نرہے اور یہ موافق مقتضائی حکمت

سکے ہی ترتیب مسببات کی اسباب پر اور منضبط ہوں اپنی بنا پر کی قدرت ازلی کچھ قاصر نہیں ہے پیدا کرنی اشخاص کی بغیر ازدواج اور
حراثت کی لیکن ہمیشہ تعالی ایسی نتیجہ حاصل کرنی ولیکی ساتھ نکاح کی پیدا فرمائی ہیں اور محبت اور تعالی شانہ کی ہے تحصیل حکمت ساتھ
حاصل کرنے حکمت اور یکیتی کی یہی لبناء جنس الانس کہ وہ باقی رہتا جنس آدمی کا ہے اور سکی بادشاہت میں چنانچہ فرمایا فاحببت ان اعرف
فخلقت الخلق والتحرز عن تعطیل الاعضاء عن المقاصد اور احتراز کرنا اور بچنا ہے مہمل چھوڑنے اعضاء توالد اور تناسل سے اونکی مقاصد تک
کہ جنکے لیے وہ پیدا کیے گئے ہیں سو ہر عضو آدمی کا صلاحیت رکھتا ہی واسطے ایک عبادت کے سو زبان تو واسطے ذکر کے ہی اور دل واسطے
فکر کے اور کان واسطے سننے کی اور آنکھ واسطے دیکھنے کے اور ہاتھ واسطے پکڑنے کے اور پاؤں چلنے کی لیے اور اعضا یہ ہیں ہی کہ یہ دقیق تر از
تمام وجوہ کی ہی اور بعد اونکی انعام جیاہیر سی اور اقوی اونکی نزدیک صاحب بصیرت نافذہ کی عجائب صنع الہی ہیں اور بیان اسکا
یہ ہے کہ سید نے جبکہ اپنی غلام کی سپرد تخم اور آلات زراعت کے کر دیے اور مقرر کر دی زمین کھیتی کرنے کی قابل اور غلام زراعت
کرنے پر قادر بھی ہے اور اوسپر ایک تقاضا کرنیوالا بھی مقرر کر دیا پھر اگر غلام سستی کرے اور آلات زراعت کو بیکار رکھے اور
تخم کو خراب کر دی اور تقاضا کرنے والی کو اپنے اوپر سے کسی حیلہ سی دفع کر دے تو غلام مستحق ہوگا عذاب اور عقاب کا اپنی سید کے
جانب سے پس اللہ سبحانہ وتعالی نی پیدا کیا ہی میان بی بی کو اور پیدا کیا ہی نطفہ کو پشت میں اور مہیا کر دیں ہیں اونکے بیچ میں
رگیں اور بنایا رحم کو نطفہ کی قرارگاہ اور مسلط کر دیا ہی اون دونوں پر شہوت کا تقاضا پس یہ افعال اور آلات اپنی لسان حال سے
شاہد ہیں خالق کی مراد پر اور پکارتے ہیں صاحبوں عقل کو ساتھ جتانی اوس چیز کی کہ طیار کی گئی ہیں یہ اسباب اوسکے لئے اور یہی مراد ظاہر
ہوتی ہے اگر نہ بھی تصریح کرتا خالق اپنی رسول علیہ السلام کی زبان پر پس کیونکر نہ معلوم ہو اور تحقیق تصریح کر دی ہے ساتھ امر کی پس
ہر باز رہنے والا نکاح سی اعراض کرنیوالا ہے زراعت کرنے سے اور ضائع کرنیوالا ہی تخم کا اور بیکار رکھنی والا ہی اون چیزوں کو کہ پیدا
کی ہیں اللہ تعالی نے آلات اوسکی اور ظالم ہی اوپر مقصود فطرت اور حکمت کی جو مفہوم شواہد خلقت سی اور مکتوب ہے ان اعضا
پر ساتھ خط الہی کے نہ ساتھ رقم حروف اور صورت کے اور پڑھ لیتا ہی اوسکو ہر شخص کہ اوسکو بصیرت ربانیہ حاصل ہے اور ادراک
دقائق حکمت ازلیہ میں نافذ ہے اور مخفی نہیں ہے جو کچھ کہ امر شارع یا وارد ہی اس امر میں فرمایا فانکحوا الایامی منکم والصالحین
من عبادکم وامائکم اور وارد ہی من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء
روایت کیا ہے اسکو بخاری اور مسلم نی ابن مسعودؓ کی حدیث سے اور ابن ماجہ نی حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے جو شخص کہ صاحب
فراخی کا ہو پس چاہیے کہ نکاح کرے اور وارد ہے کہ جس نے چھوڑا نکاح کرنیکو بسبب خوف عیال داری کے پس نہیں ہی وہ ہم میں
سے یہ روایت کیا ہے اسکو دیلمی نی ابی سعیدؓ کی حدیث سے اور دارمی نے اپنی مسند میں اور بغوی نی اپنی معجم میں اور شاید کہ یہ مقتبس ہے
اس قول اللہ تعالی سے ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم اور بیشک وارد ہوا ہے کہ ڈھونڈو تم رزق کو ساتھ نکاح کے
روایت کیا ہی اسکو دیلمی وغیرہ نی ابن عباسؓ سی مرفوعاً اور ثعلبی نے ابن عجلان سی روایت کی ہی ایک آدمی پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی آیا پس شکایت کی آپ سے اپنی محتاجی اور فقر کی آپنی اوسکو فرمایا لازم کر تو اپنی اوپر نکاح اور اللہ تعالی اپنی کتاب مجید میں فرماتا ہے

ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ اور ردہ جو عوام الناس کے زبان پر دائر ہے کہ نکاح کرو تم درحالیکہ فقیر ہو تو غنی کر دیگا تمکو اللہ تعالے
پس سوا اسکے نہین کہ وہ اسکے معنی ہین اور روایت کی ہی دیلمی اور بزار اور دارقطنی علل مین اور حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سی کہ نکاح کرو تم عورتون سی پس وہ اونکی ساتھ مال کے اور حسین بن علی رض سے مروی ہے کہ دیکھا مین نے غنی کو نکاح
اور طلاق مین پس نکاح بسبب فرمانے اللہ سبحانہ تعالی کی ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ اور طلاق پس بسبب اس قول
اللہ تعالے کے وان یتفرقا یغن اللہ کلا من سعتہ مصحح ترجمہ کہتا ہے یہ اوس صورت مین ہے کہ طلاق بوقت اشد ضرورت واقع ہو جو معبر
ہے ساتھ اس قول اللہ تعالی کی وان خفتم ان لا یقیما حدود اللہ اور تحقیق کہا گیا بیچ حق بشیر کے کہ وہ تارک السنۃ ہی پس کہا
کہ مین مشغول ہون ساتھ فرض کی سنت سی سو عتاب کیا گیا ایک مرتبہ پھر کہا کہ نہین منع کرتا ہے مجکو نکاح کرنی سی مگر یہ قول
اللہ تعالی کا وہن مثل الذی علیہن بالمعروف انتہی من شرح علی القاری و محبتہ علیہ الصلوۃ والسلام بالاستنان اور دوسرا
فائدہ طلب کرنا محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حاصل کرنا آپکی مراد کا ہے ساتھ عمل کرنیکے سنت پر فرورح اسلئے
کہ وارد ہے حدیث مین النکاح من سنتی تتمۃ اسکا یہ ہے فمن احب فطرتی فلیستن بسنتی روایت کیا ہی اسکو ابو یعلی نے ابن عباس
سے ساتھ سند حسن کے یعنی نکاح میرے طریقہ مین سے ہی پس جو شخص کہ دوست رکھی میری دین کو پس چاہئی کہ چلے میری طریقہ پر
اور شیخین کی روایت مین انس رض سے مروی ہے فمن رغب عن سنتی فلیس منی یعنی جو شخص کہ اعراض کرے میری سنت سے پس
نہین ہے وہ مجھسے اور میرے طریقہ سے اور وارد ہی جس شخص نے کہ دوست رکھا میری سنت کو پس تحقیق دوست رکھا اوسنے مجکو
اور جس شخص نے دوست رکھا مجکو تو ہوگا جنت مین میرے ساتھ و تکثیر الامۃ اور طلب کرنا محبت رسول اللہ کا ہی ساتھ کثرت امت
کے کہ اوسکی ساتھ فخر کرینگے فورح پس وارد ہوا ہے حدیث مین تناکحوا تکثروا فانی اباہی بکم الامم یوم القیمۃ ولو بالسقط نکاح کرو
اور بہت اولاد بہم پہنچاؤ پس تحقیق فخر کرونگا مین ساتھ تمہارے اور امتون پر قیامت کے دن اگرچہ ناتمام خلقت ہو روایت کیا ہے
اس حدیث کو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین ابن عمر رض سے اور عبد الرزاق نے اپنی جامع مین سعید بن ابی بلال سی مرسلا اور بیچ روایت
ابو داؤد اور نسائی اور بیہقی وغیرہم کی معقل بن یسار سے مرفوعا مروی ہے تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم اور احمد اور بیہقی
وغیرہ کی روایت مین ہے اور تصحیح کی ہے اوسکی ابن حبان اور حاکم نے انس رض سے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامر بالباءۃ
وینہی عن التبتل نہیا شدیدا ویقول تزوجوا الولود الودود فانی مکاثر بکم الامم یوم القیمۃ ولو بالسقط اور سقط اوس بچی کو کہتے ہین کہ اوسکی
بعض اعضا پیدا ہوئے ہون اور ذکر کیا ہے اس روایت کو بیہقی نے معرفۃ مین شافعی رح سی بطور ابلاغ کی و برکتہ الدعاء ان بقی
اور فائدہ تیسرا حاصل ہونا برکت دعا ولد کا ہے اگر باقی رہے بعد مرنے باپ کے فعدہ علیہ الصلوۃ والسلام من العمل الباقی بعد الموت
پس شمار کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرزند کو جملہ ان عملون باپ کیسی کہ باقی رہین بعد موت کے اور ثواب اوسکا منقطع
نہو چنانچہ مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جب مرتا ہے آدمی تو منقطع ہوجاتا ہے اوس سے ثواب اعمال اوسکیا مگر تین
عملو نسی ایک اونمین سے فرزند نیک اور صالح ہے کہ دعا کرے باپ کے لیے بعد سفر کرنے اوسکیکی اس عالم سے اور حدیث مین آیا ہے

کہ دعائین پہنچتی رہتی ہین مردون پر لڑکون کی بلیاتون مین اور دعاؤن کی ماں باپ کیلئے مفید ہی نیک کام ہو باپکا پس وہ ثواب دیا جاتا
اوپر دعا اور نیکیون اوسکی کیونکہ یہ اوسکی کسب مین سے ہی اور اوسکی برائیون پر اس سے مواخذہ نہین ہے ملا یزر وازرۃ وزر اخری
اور فرمایا اللہ تعالی نے الحقنا بہم ذریاتہم وما التناہم من عملہم من شیئ یعنی ملایا ہمنے اون سے اولاد اونکی کو اور نہین کم کیا ہمنے اونکے
عمل مین سے کچہہ اور کر دیا اون کی اولاد کو زیادتی اونکی حسنات مین والشفاعۃ ان مات قبلہا اور جو تہا نا لگہ وہ حاصل ہوتا فرزند کی شفاعت
کا ہے ماں باپکے حق مین اگر مر جاوے تغیر النفس باپ سے پہلے کہا گیا ہے نعم الولد ان عاش نفع وان مات شفع پہر روح اصلی کی
وارد ہوا ہے صحیح حدیث حضرت علی کی ان الطفل یجر ابویہ الی الجنۃ تحقیق بچہ کہنچیگا اپنی ماں باپ کو طرف بہشت کے یعنی قیامت کیدن
روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور طفل کے بدلے سقط کہا ہے اور اوسی سے معاذ نے روایت کیا ہے ان الطفل یجر ابواہ
بسرتہ الی الجنۃ یعنی بچہ کہینچیگا ماں باپ اپنی کو یعنی ساتہ ناف اپنی کی طرف بہشت کی اور صحیح مسلم مین ابو ہریرہ کی حدیث سے مرفوعا
ہے کہ بچہ پکڑیگا کپڑا اوسکا جیسا کہ پکڑتا ہے اسوقت کپڑا تیرا اور وارد ہوا ہے کہ بچہ سے قیامت کیدن کہا جاویگا کہ جنت مین داخل ہو
پس وہ بہشت کی دروازہ پر کہڑا رہیگا غصہ مین بہرا ہوا اور کہیگا مین بہشت مین نہین داخل ہوتا مگر میرے ماں باپ بہی میرے
ساتہ ہون پس حکم ہوگا کہ اوسکے ماں باپ کو بہی اوسکے ساتہ جنت مین داخل کرو روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن حبان نے تصغار
مین روایت بہز بن حکیم سے اونسے اپنی باپ سے اونسے اپنی دادا سے اور نسائی نے ابی ہریرہ سے روایت کی ہے کہ کہا جاویگا بچونکا
سے کہ جنت مین داخل ہو پس عرض کرینگے وہ کہ نہین داخل ہونگے ہم یہانتک کہ داخل ہون باپ ہمارے پس حکم ہوگا کہ داخل
ہو جنت مین تم اور تمہارے باپ اسناد اوسکی جید ہے اور صحیح تفسیر اس قول اللہ تعالے کے کہا گیا ہے نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم
انی شئتم وقدموا لانفسکم کہ مقدم کرنا بچونکا ہے واسطے آخرت کی نہی اور مجمع العلم مین ہے کہ روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ سے قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لنسوۃ من الانصار لا یموت لاحدکن ثلثۃ من الولد فیحتسبہ الا دخلت الجنۃ فقالت امراۃ منہن او اثنان یا رسول
اللہ قال او اثنان اور خلاصۃ احیا کا یہ ہی کہ بعض صالحین مین سے ایک شخص انکار کرتا تہا بیاہ کرنی سی پہر ایک روز میرے پاس
آیا نیند سے اوٹہکر اور کہا کہ مجکو بیاہ کرادو پس اسکا سبب اوس سے پوچہا گیا کہا شاید کہ اللہ تعالی کوئی بچہ مجکو روزی کرے کہ وہ
آخرت کا مقدمہ ہو پہر کہا کہ مین نے خواب مین دیکہا ہے کہ مین قیامت کے دن مین ہون اور پیاس کی شدت اور زیادتی ہی ایسی تہی
اور مخلوق کا حال ہی اور چہوٹی چہوٹی بچے کہ اون پر نور کی سندلین پڑی ہین اور اون کے ہاتہون مین چاندی کی صراحیان ہین اور
سونیکی گلاس اور ایک ایک کو مرۃ بعد اخری پلاتے ہین سو مین نے اپنا ہاتہ ایک کے طرف پہیلایا اور کہا مجکو بہی پلاو کہا تیرا کوئی
بچہ ہم مین نہین ہی اور ہمتو اپنی باپون کو پلاتی ہین انتہی اور جبکہ مصنف نکاح کی فائدون کی بیان سے فارغ ہوچکا تو شروع کیا اوسکی
آفتون اور خرابیون کا بیان تاکہ جو کوئی کہ اوس سے غافل ہے خطر مین نہ واقع ہوجاوے پس کہا وآفات یہ قول اوسکا معطوف ہے
قول اوسکے پر جو فوائد ہی یعنی جبکہ نکاح مین بہت فائدے ہین کہ اونکی سبب سے فضیلت رکہتا ہے السبب اوسمین بہت
آفتین بہی ہین کہ اونکے خیال سے بہر درشا افضل ہے مصنف نے اونمین سے تین آفتوں کا ذکر کیا ہے وہی کسب الحرام اور وہ یعنی

آفتوں نکاح مین سے ایک آفت کسب کرنا حرام کا ہے واسطے اہل وعیال کے بسبب عاجز ہونیکے کسب حلال سی کہ نہایت دشواری
سے میسر ہوتا ہے خاص کر اس زمانہ مین کہ حدود شرعی کی محافظت اور ملاحظہ ورع کی احکام مفقود ہی فالمعیل لغیر الیہ للتوسع لیس عیال
دار مضطر اور پریشان ہوتا ہے طرف کسب حرام کی اور محتاج ہوتا ہے اوسکی طرف ضرورۃً واسطے فراخی نفقہ کے اپنی اہل وعیال پر
اور اسمین اوسکی اور اوسکی اہل کی ہلاکت ہے کیونکہ حرام کھانا کبائر مین سے ہے اور فروخت کرنا آخرت کا ہے بدلی دنیا کی اور پیشینہ
مجرد اس آفت سے بے خوف ہی وورد فیسح اور وارد ہوا ہے اوسکے حق مین کہ حرام کا کسب گیری عیال سے کی انہ ہو الذی اکل عیالہ
حسناتہ تحقیق یہ مردود ہی کہ کہا گئی عیال اوسکے نیکیین اوسکی یہ ٹکڑا اوس حدیث کا ہے کہ احیاء مین ہے کہ بندہ کھڑا کیا جاویگا میزان کی
پاس اور اوسکی نیکیین پہاڑ کی مانند ہونگی پس سوال کیا جاویگا عیال کی اعانت کرنی اور اوسکی حقوق کے ادا کرنی سے اور سوال کیا جاویگا مال
سی کہ کہانسی حاصل کیا اور کہان خرچ کیا یہان تک کہ ان مطالبون ہی تمام اعمال اوسکی پوری ہوجاوینگی اور سب ہی فارغ ہوجاویگا پس نہین باقی
رہیگی اوسکی لئی کوئی نیکی پس پکارینگی فرشتے یہ وہ شخص ہی کہ اسکی عیال اسکی تمام نیکیون کو کہا گئی دنیا مین کہا عرفی کہ مین اسی روایت کی اصل نہین جانتا اور بعض
سلف کی کہا ہے جبکہ ارادہ کرتا ہی کسی بندہ کیلئی برائی کا تو مسلط کرتا ہے اوس پر نیچی کہ اوسکو گہیرتی ہین یعنی عیال اور حدیث
مین ہے کہ اول جو چیز قیامت کے روز آدمی کی سامنی آویگی اوسکی اہل اور اولاد ہوگی کہ اوسکو خداوند پاک کے روبرو کھڑا کرینگی اور
کہینگی ای پروردگار ہمارا حق اس سے لی کہ ہمکو دین کی حکم نہین سکہائی اور ہمکو حرام کہلایا اور ہم نہین جانتے تہی پس یہ ایک عظیم الشان
آفت ہی کہ بہت کم اس ہی خلاصی ہوتی ہے مگر جو شخص کہ مال ارث کا رکہتا ہو یا کسب حلال سے حاصل کیا ہو اور اوسی پر قانع ہو
یا کوئی پیشہ کرتا ہو کہ سلطان اور ظالمون سے تعلق نرکہے کہتی ہین کہ سفیان ثوری کو کسینی بادشاہ کے دروازے پر بیٹہا دیکہا کہا یہ
کیا جگہ ہے بیٹہنی کی فرمایا کہ کبہی کسینے عیال مین ہی فلاحیت پائی ہے اسی آفت کی سبب سے کہا ہی کہ ہمارے زمانہ مین مجرد
رہنا بہتر ہے وفوات الحقوق اور جملہ آفات نکاح سے فوت ہونا حقوق زوجہ اور اہل وعیال کا ہی بسبب قصور کرنیکی اونکی
خبر گیری مین اور نہ صبر کرنیکی اونکی اخلاق ردیہ پر کیونکہ آدمی عاجز ہے اپنے نفس کے حق ادا کرنے سے چہ جائی کہ غیر کے حق ادا کرسکی اسی
عذر کے جہت سے بعض مشایخ نی نکاح کو ترک کر دیا تہا اور مجرد رہنا اختیار کر لیا مثل ابراہیم ادہم اور بشر بن حارث کی اور یہ
آفت بہی اگرچہ عام ہے اور ضرر عظیم رکہتی ہے لیکن پہلی آفت کی نسبت کم ہے کیونکہ عورتون اور اولاد کے حق کا ادا کرنا اور
اچہی گذران ممکن ہے عاقل آدمی اور خوش اخلاق کرسکتا ہے لیکن طلب حلال تمام احوال مین نہایت دشوار ہے نہ ہر آدمی
کرسکیگا کہ اسکی عیال مین ہین روایت کیا ہے اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نی ابن عمر رضہ سے ساتہ لفظ من یقوت کی اور مسلم
کی نزدیک اور لفظ یوں ہے اور مروی ہے کہ بہاگنی والا اپنی عیال سی بمنزلہ غلام بہاگنی والی کی ہی نہین قبول کرتا ہے اللہ تعالے
نماز اور نہ روزہ یہانتک کہ لوٹی اونکی طرف اور جو کوئی کہ قصور کرے عیال کے حقوق ادا کرنے مین اگرچہ حاضر ہو پس وہ بہاگنی
والا ہی اون سی اور تحقیق فرمایا ہے اللہ تعالے نی قوا انفسکم واہلیکم نارا یعنی ہمکو حکم ہے کہ اپنی عیال کو آگ سے بچاوین جیسا کہ اپنی

جانون کو بچاتی مین ار آدمی نہی اپنے جسان کے حق مین ادا کرنے سی عاجز ہوتا ہی اور جبکہ شادی کرلی ہو تو ناحق اوسکے نئی ہو جاویگا اور دو مرکی
ایک جان اور اوسکی ساتھ لاحق ہو جاوینگے اور نفس اماره بالسوء ہی جبکہ زیاده ہو جاوینگے تو سوء اور برائی بہی اکثر زیاده ہو جاویگی اسی
جہت سی بعض اسلاف نی نکاح کرنی سی عذر کیا ہی اور کہا کہ مین مبتلا ہون اپنی نفس مین پس کیسی دوسرا نفس اوسکے طرف بلاؤن کما تسمع
القاره فی الحجر علقت الکلس نے برا ہی نہیں سماتا جو اپنے سوراخ کے جبکہ لٹکائی جاوی جہاڑو پیچ اوسکی کی اور سفیان ثوری کہا کرتے تھے یا
جنذا العزبة والمفتاح وسکن تخرقه الریاح لاصخب فیه ولا صیاح انتہی من شرح علی القاری والشغل عنه تعالی بتدبیر المعیشة اور جملہ آفتون نکاح
سی مشغول ہونا بندیکا اور باز رہنا اوس کا ہی یاد اوس تعالی شانہ سے بسبب اہل و عیال کی کہ جاذب ہین طرف تدبیر معیشت اور گذران کی
اور اسی مین سے ہیہ قول اللہ تعالی کا ہی شغلتنا اموالنا واہلونا فاستغفر لنا وجمع المال والادخار اور جمع کرنی مال کی حال مین اور ذخیره کرنی اوسکی کی
استقبال مین واسطے اہل و عیال کے والتفاخر والاستغراق بالتمتع والموانسة اور فخر کرنیکی ساتھہ مال اور منال کی اور مستغرق ہونیکی ساتھہ انتفاع
عورتون کی اور انس پکڑنی کی ساتھہ صحبت اونکی کی اور جو چیز کہ مشغول کری حق سے اور اوسکی یاد سی باز رکھی وہی آفت ہی اور ہلاکت کا سبب ہی
فرمایا اللہ تعالی نی لا تلہکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ہم الخاسرون اور سراد اس آفت سی یہہ ہی کہ زیادتی تمتعات اور لذات کی
مباح اور مشروع ہی یہہ بہی مانع ہی دوام ذکر اور فراغ قلب کی واسطی کہ اکثر شواغل اور موانع کہ بسبب قصور دین اور اعمال آخرت کی ہین پیدا
ہوتی ہین اہل اور اولاد سی پس ضایع ہوتا ہی وقت بیکاری مین اور آخرت کی تدبیر کی لیے فرصت نہین ملتی اور ندامت اور پشیمانی ہوتی ہی اسی
سبب سی بعض فضلا نی کہا ہی کہ منع کرنی والا علم کا عورتون کی رانون مین ہی اور ابراہیم ادہم نی فرمایا کہ جو کوئی کہ عادت کری عورتون کے
رانون مین سونیکی اوس سی ہرگز کوئی کام نہین آویگا یعنی مقامات اولیا مین سی اور ابو سلیمان دارانی نی کہا جس کسینی کہ بی بی کی میل کیا او سنی
طرف دنیا کی اور بعض مشایخ نی کہا ہی کہ مین نی کسیکو اپنی اصحاب مین سی نہین دیکہا کہ عورت کی ہوا اور اپنی حال پر باقی رہا ہو مروی ہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ آخر زمانہ مین ایسا ایک زمانہ آویگا کہ آدمی کی ہلاکت بی بی اور اولاد کی ہاتھہ پر ہوگی ملامت کرینگی اوسکو ساتھہ فقر کی
اور تکلیف دینگی ایسی چیز کی کہ اوسکو طاقت نہوگی پس آویگا اوس جگہہ مین کہ جاتا رہیگا اوس کا دین اور ہلاک ہوگا نعوذ باللہ منہا اور احتمال ہی کہ
اوسکا والاستغراق والتمتع معطوف ہو قول اوسکی پر جو کسب الحرام ہی پس یہہ بہی نکاح کے آفتون مین سی ہونگی سو اس صورت مین کتاب مین پانچ آفتین
مذکور ہوئین فان تحققت الفائدة وانتفت الآفة تعین النکاح پہر اگر متحقق اور ثابت ہو کسی شخص کی حق مین فائده نکاح کا اور منتفی ہو آفت اوسکی تو متعین
ہوتا ہی نکاح یعنی سالک فکر کری اپنی ذات کی حال مین اگر تمام فائدی نکاح کی اپنی مین جمع پاوی اس طور سی کہ مال حلال بہی اوسکی پاس ہو
یا کسب شرعی سی اور اچہی اخلاق اور کوشش بہی دین مین رکہتا ہو اور نکاح کرنا اور اہل و عیال کی محبت اوسکو ذکر الہی سی بہی باز نہین رکہتی
باوجود اسکی جوان اور محتاج ہو طرف تسکین نائره شہوة کی اور اکیلا ہو کہ حاجت ہوتی ہو گہر کی کاروبار اور معیشت کی طرف سو ایسی آدمی کی لیے
رہنی سی نکاح کرنا افضل ہی وان انعکس تعین التجرد اور جو منعکس ہو حال کسیکا یعنی فائدی نکاح کی تو منتفی ہون اور آفتین اوسکی متحقق پس متعین
اوسکو نکاح کا ترک کرنا اور مجرد رہنا افضل ہی وان تقابلا یاخذ بالراجح اور جو فائدی اور آفتیں دونو متقابل اور باہم متعارض ہون کہ اکثر آدمیوں مین
ایسا ہی ہوتا ہی تو اختیار کری غالب کو ان دونون مین سی یعنی فائدون اور آفتون کو میزان عدل مین تولی اور خوب جانچی کہ اوسکی فائدی کسقدر

دین کی زیادتی حاصل ہوتی ہی اور اوسکی آفت سی کسقدر دین کا نقصان ہوتا ہی جس کیسکی ترجیح ظن غالب مین ہوا اور فائدہ دین کا زیادہ ہوا وسکو اختیار کری مثلا ایک شخص کو شہوۃ کا غلبہ نہین ہی تو حاصل ہی اوسکو نکاح کا فائدہ ساتھہ حاصل کرنی ولد کی اور آفت نکاح کیطرف کسب کرنے حرام کے یا اعراض ذکر الہی سی پس راجح اور غالب اوسکی لئی مجرد رہنا ہی پس تفصیل مذکور سی ظاہر ہوا کہ ایک شخص پر علی الاطلاق حکم دینا کہ اوسکی لئی نکاح کرنا افضل ہی تجرد سی یا مجرد رہنا افضل ہی نکاح سی نہین صحیح ہی بلکہ سالک صادق کو چاہئی کہ فائدون اور آفتون مین تامل کری تاکہ حصہ اپنا امور آخرت سی اوٹھاوی پس ارادہ کیا مصنف نی کہ ترجیح کی وجہ بیان کری پس کہا فبفوات التشغل بہ تعالی وطیب اللقمۃ اخس من فوات الولد وکسرۃ نا واسطی تفسیر وجہ ترجیح کی ہی اور طیب اللقمۃ معطوف ہی التشغل پر پس تاکید ہی جاننا اور موقوف ہونا شغل کا ساتھہ اوس تعالی شانہ کی اور رہنا لقمہ حلال کا ناسزا اور بدتر ہی نہ حاصل ہونی ولد سی مثلا کوئی شخص اگر نکاح کری تو اوسکو اللہ تعالی کیطرف مشغول ہونا اوس سی فوت ہوتا ہی اور واسطی اہل وعیال کی کسب حرام مین پڑتا ہی لیکن احتمال حاصل ہونی اولاد کا رکھتا ہی کہ آخرت مین کام آوی پس اس صورت مین راجح اور غالب مجرد رہنا ہی تاکہ شغل الی اللہ اور اکل حلال نہ فوت ہو پہر استدلال لایا مصنف اوپر مذکور مین کہا لانہ لا جبر لہا اسلیئی کہ وہ یعنی وجود ولد کا جبر نقصان ان دو اوآفتونکا نہین کر سکتا ولانہ موہوم وہما ناجبران اور اسلیئی کہ حاصل ہونا ولد کا ایک امر موہوم اور غیر محقق ہی شاید کہ ہوا اور شاید نہوا اور وہ دونون آفتین اور نقصان دین کا بالفعل واقع اور موجود ہی پس حافظت دین کی اور نگاہ رکھنا اوسکی نہین ہلاکت سی سو بہتر ہی ولد کی سعی سی کیونکہ حاصل ہونا ولد کا منفعت ہی اور دین راس المال ہی اور دین کے فاسد ہونی مین حیوۃ اخروی کا باطل کرنا ہی اور نقصان راس المال کا پس برابر نہوگا یہہ فائدہ دونون آفتون مذکورہ کی وکذا الزنا من کسب الحرام اور ایسیہی زنا کرنا ناسزا وار اور بدتر ہی کسب حرام کرنی سی مثلا کسی شخص کو توقان اور غلبہ شہوۃ کا ہی اگر نکاح نہین کرتا ہی تو زنا مین مبتلا ہوویگا اور نہین تو کسب حرام مین گرفتار ہو جاویگا پس اس صورت مین راجح نکاح کرنا ہی اگرچہ مقتضی کسب حرام کا ہوا اور چاہئی کہ اپنی تئین زنا سی باز رکہی کیونکہ زنا اشد ہی از روی برائی کی کسب حرام سی اس پر مصنف دو وجہونسی استدلال لایا اول تو یہہ لانہ قتل حکمی تسبیل ولد لیس لہ من یقوم بحقہ اسلیئی کہ زنا بیچ حکم قتل کرنی آدمی کی ہی بسبب حاصل ہونی ایسی بچہ کی کہ نہین ہی اوسکو کوئی ایسا شخص کہ قائم ہو ساتھہ حق اوسکی کی کہ پرورش اور تربیت اوسکی کری کیونکہ تربیت اوسکی زانی پر واجب نہین ہی بسبب نہ ثابت ہونی نسب کی اوس سی اور نہ عورت پر اوسکی پرورش لازم ہی کیونکہ یہہ کسب سی عاجز ہی اور دوسری اوسکو مکروہ جانتی ہین کہ اوسکی حسب ونسب کا اعتبار نہین پس ولد ہلاک ہوتا ہی غالبا پس زنا قتل حکمی ہی اس سبب سی اور قتل نفس کا اگرچہ حکمی ہو بہت برا ہی اسی واسطی نہین جائز ہی اقدام کرنا زنا پر ساتھہ اکراہ کی اگرچہ ساتھہ قتل کی ہو جیسا کہ نہین جائز ہی اقدام قتل پر ساتھہ زنا کی کذا فی التوضیح والتلویح دوسری دلیل یہہ ہی ولانہ حرام لعینہ والکسب لغیرہ اور اسلیئی کہ زنا حرام ہی بنظر ذات اپنی کی بدون ملاحظہ کیسی دوسری امر کی اور کسب حرام بذاتہ حرام نہین ہی بلکہ حرمت اوسکی غیر کی باعث سی ہی کہ دوسری کا حق اوس مین لگا ہوا ہی پس کسب کرنا حرام کا بہ نسبت زنا کی سہل ہی کہ اس مین حرام لغیرہ کا ارتکاب ہی بخلاف زنا کی کہ اوسمین حرام بعینہ کا مرتکب ہونا ہوتا ہی ینبوع الحکم مین امام غزالی کی تفسیر سی نقل کیا ہی کہ زنا مین دس آفتین ہین نقصان دین کا اور نقصان عقل کا اور نقصان علم کا اور

نقصان ہوگا اور نقصان رزق کا اور عفت رحمن کا پیدا کرتا ہے بیچ ان کو اور لیتا ہے رونق اور تازگے چہرے کے اور پیدا کرتا ہی نسیان کو اور واقع ہوتا ہی
بغض اس زنا کرنے والے کا نیکون کے دلوں میں اور دعا اوسکی مردود ہے اور عبادت اوسکی غیر مقبول ہے زنا کرتا ہی اور اللہ کے نزدیک لکھا جاتا ہے
زانی کی پہلو پر یہہ بندہ دور ہے آدمیوں سے اور بعید ہی جنت سے انتہی بخلاف نظر بد کے متعلق ساتھہ اوس قول مصنف کے الاجماع ہے والاہم
یہہ معطوف ہی علی النظر پر اے جمع بخلاف نظر کرنے کے طرف اجنبیہ کے اور قصد زنا کے کہ افحش اور بدتر کسب حرام سے نہیں ہے بلکہ کسب حرام دونو سے
بدتر ہے صورت اوسکی یہہ ہی کہ ایک شخص اپنی نفس پر خوب اعتماد رکھتا ہی کہ زنا میں نہیں واقع ہوگا لیکن نظر کرنے سے طرف حرام کے اور قصد
معصیت سی امن میں نہیں ہے اور بسبب نکاح کے حرام کسب کرنے میں پڑجاویگا سو اگرچہ نظر بد اور قصد زنا بھی حرام لذاتہ ہی لیکن اس صورت
مین راجح اور غالب چھوڑنا نکاح کا ہی کیونکہ نظر بد و قصد گناہ افحش کسب حرام سے نہیں ہے بلکہ کسب حرام ان دونو سے برا ہی اما دوام الکسب
بسبب دوام اور ہمیشگی کسب کی کیونکہ کسب ہمیشہ ہوتا ہی پس نہیں منقطع ہوگا گناہ اوسکا اور نظر بد اور قصد گناہ کبھے کبھے واقع ہوتے ہیں پس
منقطع ہوگا اونکا گناہ اور اسلیے کہ کسب حرام گناہ کبیرہ ہے اور نظر بد اور قصد معصیت دونو صغیرہ ہیں وسرایتہ شرہ الی الغیر یہہ معطوف ہے
دوام الکسب پر اور بسبب سرایت کرنی برائے کسب کے طرف غیر کے جو اہل و عیال ہیں پس یہہ سبب ہوا اوسکے گناہ اور اوسکے اہل کی گناہ کا
بخلاف بدی نظر بد کے کہ اسے پر خاص ہے اور متعدی نہیں ہے اور یہہ شق کہ آدمی نظر کے محافظت تو کرسکتا ہی لیکن خطرات شاملہ کے
دفع کرنے پر قادر نہیں ہے سو اس صورت میں بھی ترک نکاح اولی ہے کیونکہ شغل قلب کا جو خطرات شاغلہ میں دو شغلوں کی طرف قریب ہی اور ہوا
رسکے نہیں کہ قصد نکاح کرنی سے فارغ کرنا اپنی ذات کا ہی واسطے عبادت کی ساتھہ کسب حرام اور اکل حرام کے بی فائدہ ہی والجمع الامن بالارد
الجمع بینہ وبین العبادۃ اور وقت بخوف ہونیکے نکاح کے آفتوں سے پس بہتر جمع کرنا ہی درمیان نکاح اور میان عبادت کاملہ مجموعہ یعنے کی
یعنے عبادت ظاہرہ اور عبادت باطنہ کی حدیث میں ہی کہ سوال کیا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل رجال سے پس فرمایا جو شخص کہ جمع کرتا درمیان
دونو چیزونکے پھر پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں فرمایا دنیا او آخرت پھر کہا گیا کہ جمع کرنا اون دونو کا کیا ہی پس فرمایا کہ طلب کرے ظاہر کو ساتھہ اہل او عیال کے
ساتھہ اللہ تعالی کے یعنی نکاح کرے ظاہر حال میں اور مشغول کرے باطن کو ساتھہ اللہ تعالی کے وہو عند تکمیل القوۃ کما کان لرسولنا علیہ
الصلوۃ والسلام اور وہ یعنی جمع کرنا درمیان نکاح اور عبادت کی میسر ہوتا ہی وقت کمال قوت کی دین میں مانند قوۃ نبوت اور ولایت کے
پس جسکی ہمت اور شوکت غالب ہوگی سو نہیں مشغول کریگی اوسکو کوئے چیز عبادت آلہی سے چنانچہ تھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کہ باوجود نو بیبیونکی عبادت کی لیے خالی تھی پس تہا پورا کرنا حاجت کا ساتھہ نکاح کی آپکی حق میں غیر مانع مقصود اصلی سی جیسا کہ نہیں ہوتا
عوام الناس کو جو دنیا کی تدبیر و تکمین مشغول رہتی ہیں پورا کرنا حاجتونکا مقصود اصلی سی مانع یہانتک کہ ظاہر میں عوام الناس اپنی حاجتونمیں
مشغول ہوتی ہیں اور دل اونکی مستغرق ہوتی ہیں اونکی مقصود میں اور آنحضرت علیہ السلام کو بسبب علو درجہ اور برتری ہمت کی نہیں منع کرتے تھی
مباشرت کسی امر کے اس جہان سے حضور قلب سی ساتھہ پروردگار تعالی شانہ کی یہانتک کہ نازل ہوتی تھی آپ پر وحی اور آپ ازواج
مطہرات کی بستر میں ہوتی تھی ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء پس نہیں قیاس کیا جاوی گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غیر ونکو دان لم
یقدر فالنکاح لطالب الظاہر اور جو نہ قادر ہو پس نکاح کرنا بہتر ہی واسطی صاحب ظاہر کی یعنے اگر نکاح اور عبادت پروردگار میں جمع کرنے پر قادر نہو

اور یہ وجہ کمال کے بلکہ نکاح اور کسب کرنا اوسکا واسطے عیال کے عبادت سے مانع ہو پس نکاح کرنا بہتر ہے صاحب ظاہر کے لیے کہ عبادت اوسکی منحصر ظاہری
عملوں میں ہو کیونکہ کسب حلال اور قیام ساتھ حقوق عیال کے اور سعی تحصیل ولد میں کہ توقع دعا اور اوسکی شفاعت کی رکھے اور صبر کرنا اوپر رنج خانگی چیزوں کا
یہ سب عبادتیں ہیں اور عبادت نافلہ سے کم نہیں ہیں بلکہ اگر نیت بخیر ہو تو تمام عبادتوں سے افضل ہیں والعزوبۃ لصاحب الباطن کالمسیح علیہ السلام اور
مجرد رہنا بہتر ہے واسطے صاحب باطن کے مانند حضرت عیسیٰ کے کہ نازل ہو ہمارے نبی اور اوپر اون پر سلام ہو یعنی جو شخص کہ صاحب باطن ہے اور اوسکو باطن کے
سبب حاصل ہے اور یہ مراقبہ اور مشاہدہ میں مشغول رہتا ہے پس اوسکو ریاضت اور فکر اور مجاہدہ باطن کی عبادتوں میں کافی ہے اور توجہ کرنا طرف
کسب کی سبب تشویش اوسکی کا ہے چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام نے مجرد رہنا اختیار کیا اور رہا کہ اگر کسب حلال میں اشتغال کرونگا اور اہل وعیال کی
ساتھ مشغلہ ہوگا تو عبادت الٰہی میں فتور واقع ہو جاویگا اور جمع کرنا درمیان نکاح اور عبادت الٰہی کی علی وجہ الکمال نہیں ہو سکیگا پس عمل کیا
اوس چیز پر کہ افضل تھی اور مصنف کی کلام سے اوسکا جواب بھی نکل سکتا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ نکاح اگر افضل تھا تو کس لیے حضرت عیسیٰ علی نبینا
علیہ السلام نے اوسکو ترک کیا اور جو مجرد رہنا افضل تھا تو کس لیے آنحضرت علیہ السلام نے بہت بی بیاں کیں عزوبت ساتھ ضمہ عین مہملہ
درزای معجمہ کے نہ ہونا عورت کا اسی تجرد کذا فی الصراح ثم الاصل ترک الشاغل عنہ تعالی پھر اصل چھوڑنا اوس چیز کا ہے کہ باز رکھے اوس تعالیٰ شانہ سے یعنی
قاعدہ کلیہ کہ اوسپر تمام مطالب ملتی ہیں خاص کر نکاح کرنا اور مجرد رہنا چھوڑنا اون چیزوں کا ہے کہ مشغول کریں خدا تعالیٰ سے پس جو چیز کہ اللہ تعالیٰ سے مشغول کرے
وہی ساتھ ترک کے لائق ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا ایہا الذین آمنوا لا تلہکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ہم الخاسرون فینظر ویختار بحسب
الباطن وصلاح القلب پھر نظر کرے اور اختیار کرے باعتبار اندازہ باطن اور صلاح دل کے یعنی تامل اور غور کرے کہ دونوں میں سے کون سی چیز باز رکھتی ہے
اوس تعالیٰ شانہ سے اور کونسی چیز سبب شغل اوس جناب کی ہے پس اختیار کرے بعد تامل کے ایک کو ان دونوں میں کہ بہتر ہو بسبب باطن اور صلاح قلب سے
سوا اختیار کرنا بعضی سلف کا نکاح کو اور بعضی کا مجرد رہنے کو اسی سبب سے تھا واللہ سبحانہ اعلم ویجتہد والتخلی فی ترک اغذیۃ تحرک الشہوۃ اور کوشش کرے گوشہ
گزینی والا واسطے عبادت کی اور ترک کرنے والا نکاح کا بیچ چھوڑنے اون غذاؤں کی کہ ہلاتی ہیں شہوت کو اور قوی کرتی ہیں اوسکو تاکہ عاجز ہو اسکے
فعلی سے پس واقع ہو ورطہ ہلاکت میں کیونکہ شہوت جبکہ غالب ہوگی اور نہ منع کریگی اوسکو قوت تقویٰ کی تو جاری ہوگی طرف فواحش کے وقطعہا بالصوم
الدائم یہ معطوف ہے اوپر قول اوسکی کی جو ترک اغذیہ ہے اور بیچ قطع کرنے اوسکی کی ساتھ ہمیشہ روزہ رکھنے کی یعنی کوشش کرے بیچ قطع کرنے شہوت اور اوسکے
بیچ کرنے کی ساتھ صوم دائم کی کہ اوسکو صوم الدہر کہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے فمن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ وجاء لہ یعنی کہ وجاء یہ ہے
ملنا بیضوں خصیہ کی سخت ملنا کہ لیجاوے شہوت جماع کی اور صراح میں ہے وجاء بالکسرۃ والمد نوعی از خصی پس معنی یہ ہیں کہ روزہ کی لیے خصی کا
حکم ہے یا شہوت کی قطع کرنے میں والاقتصاد عند الافطار اور میانہ روی کرنے کی وقت افطار کی یعنی بہت سیر ہوکر نہ کھاوے بلکہ اشتہا باقی ہو کہ کھانا ایسے
طور کہیے تاکہ قوت شہوت کی شکستہ ہو وغض البصر اور چھپانی آنکھ کی یہ بھی معطوف ہے اوپر قول اوسکی کی جو قطعہا ہے یعنی کوشش کرے بیچ
چھپانے اور نیچی کرنے آنکھ کی نظر کرنے سے طرف نامحرم کی عورت ہو یا امرد کیونکہ نظر فتنہ اور مقدمہ زنا کا ہے اور آنکھیں بند کرنے سے منقطع ہوتا ہے فتنہ
اور محافظت ہے زنا سے اور زنا آنکھ کا بزرگ ترین گناہوں کا ہے صغیرہ میں سے کہ قریب کبیرہ وفاحشہ کی کر دیتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
فرمایا کہ دور رکھو اپنی کو حرام کے طرف نظر کرنے سے اس لیے کہ حرام اوگاتا ہے دل میں شہوت کو سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ فتنہ داؤد علیہ السلام کا بسبب نظر کا تھا

ذخیرۃ الملوک میں لکھا ہی کہ تینوں زیادہ فاصلہ ہی شیطان کا انسان کے وجود میں آنکھ ہی کیونکہ دوسری حواس اپنی اپنی مقام پر ٹہرتا ہوئی غرض جب تک کہ
چیز کہ اونکی پاس نہیں پہنچتی دسکی درک میں مشغول نہیں ہوتی لیکن آنکھ کے نزدیک اور دور سے فتنہ کے گناہ کو صید کرتی ہی سے این ہمہ آفت کہ بجان
از نظر تو بینکس میرسد دیدہ فروپوش چو در در صدف تا شوی تربیلہ زیب تو بو بالاعتزال اور وہ حاصل ہوتا ہی ساتھ ایک گوشہ نشینی ہے
اور جو نعمت نظر کے وجہ کمال پر حاصل ہوتی ہے دور رہنی اور گوشہ گیری کرنی ساتھ میسر ہو لیسی اور محافظت صورت میں آنکھ کی محافظت متعذر ہی
یہہ ہی کہ جب کسی عورت یا لڑکی کو دیکھی اور شیطان تقاضا کری کہ اوسکی طرف دیکھہ تو چاہی کہ شیطان سے جھگڑا کری کہ دیکھنی میں کیا فائدہ ہی اگر
بد ہو تو ناحق گناہگار ہوگا اور جو خوبصورت ہوا تو علاوہ گناہ کے حسرت اور افسوس رہیگا اور جو اسکے پیچھے جاؤنگا تو عزت برباد ہوگی داؤد علیہ السلام اپنی بیٹے
نصیحت کرتی تہی جانا ہی کہ تو شیر اور اژدہی کے پیچھے جاوی اور ہرگز عورت کے پیچھے نہ جاوے اور روح اور دوا رد ہوا ہی قرآن مجید میں قل للمومنین
یغضوا من ابصارہم کہہ دو ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو نیچا رکھین اپنی آنکھوں کو نامحرم کے دیکھنی سے اور حفاظت اور نگہبانی کرین اپنی شرم گاہونکی کہ نظر ریزہ
نفحات الانس میں ہی کہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے غضوا من ابصارہم سی پوچھی گئے کہا چھپاؤ تم سر کی آنکھوں کو محرمات سی اور دل کے آنکھوں کو ماسوی اللہ
تو لیسہ نظر کے روکنی میں ہی واقع ہوا سے غیر موقع پر یہہ ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی حرام کی ہیں اللہ تعالی نے تین آنکھین دوزخ کی
کہ روئی اللہ کی ڈر سی اور دوسری وہ کہ جاگی اللہ تعالی کے راستی میں تیسری وہ کہ چھپائی جاوی حرام چیزوں سی انتہی وجعل علیہ الصلوۃ والسلام
اور گردانا ہی آنحضرت علیہ السلام نے ہر عضو کی لئی یعنی عضو بنی آدم کے لئی زنا قرار دیا چنانچہ بیہقی نی ابوہریرہ سی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نی فرمایا کہ ہر عضو بنی آدم کے لئی حصہ ہی زنا سی پس دونو آنکھین زنا کرتی ہیں اور زنا اونکا نظر کرنا ہی اور دونو ہاتھہ زنا کرتی ہیں اور زنا اونکا
پکڑنا چنگال اجنبی عورت کا ہی اور دونوں پاؤن زنا کرتی ہیں زنا اونکا چلنا ہی طرف عورتوں کی اور منہ زنا کرتا ہی اور زنا اوسکا بوسہ لینا ہی اور دل زنا کرتا ہی
اور زنا اوسکا قصد اور آرزو ہی اور تصدیق کرتی ہی ان سب کی فرج اور تکذیب یعنی اگر فرج نی زنا کیا تو پورا ہوا زنا اور جو محفوظ رہی پس اور اعضا کا زنا
اور شیخین نی ابن عباس سے اسکی مانند روایت کیا ہی اور طبرانی نی ابن مسعود سی حدیث کیا ہی دونو آنکھین اور دونو ہاتھہ زنا کرتی ہیں اور دونو پاؤن زنا کرتی
اور فرج زنا کرتی ہی سپس بہہ ملا کر ان دونو دلیلوں کو جو تصریح کی گئی ہیں کتاب اور سنت میں اور عمل کران پر اشارہ کیا طرف دلیل عقلی کے واسطے منع
قول اپنی کی والنظر یہیج الوساوس اور نظر برانگیختہ کرتی ہی وسوسوں کو یعنی امر ساتھ چھپانی آنکھ کی اس سبب سی ہی کہ نظر کرنا خطرہ اور وسوسی پیدا کرتا ہی
اور اس سی دشوار ہی کہ تمام ہوجاین اوس سی پیدا ہوتی ہین پس بہتر ہی کہ ابتدا انکار کر نظر ہی اوسکو نگاہ رکھی اور محافظت اوسکی مقصود ہو جاتی فان
الوسوسۃ حدیث النفس والشیطان بما لا نفع فیہ ولا خیر اور کہا ملا علی قاری نی کہ خطری اگر بلا دین طرف بری خصلتوں کی پس وہ وسوسی ہی اور جو طرف
بلا دین پس وہ الہام ہی اور افصح یہہ ہی کہ یہہ حجت نہیں ہی واسطے غیر معصوم سی کیونکہ وہ نہیں اعتماد رکھتا ہی اپنی خطروں پر انتہی من نجم العلم فرمایا نبی صلی اللہ
وسلم نی نظر ایک تیر ہی ابلیس کی تیروں سی پس جسنی چھوڑا اوسکو اللہ تعالی کی خوف سی دیتا ہی اوسکو اللہ تعالی ایمان کہ اوسکی حلاوت اپنی دل میں
پاتا ہی اور جسنے چھوڑا زنا کو اللہ تعالی کے خوف سی باوجود قدرت اور ارتفاع موانع اور میسر ہونی اسباب کی خاص کر وقت صدق شہوت کی تو پہنچتا ہی
طرف درجہ صدیقوں کی فرمایا اللہ تعالی نی واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان الجنۃ ہی الماوی دوم یہ کہ متعلق القلب وتقید بالحصول
ہوتا ہی کہ تعلق پکڑتا ہی دل ساتھہ کسی شخص کی اور دشوار ہوتا ہی اوس سی ملنا فیفضی الی التعب الشدید بالشوق فی القلب سو پہنچاتا ہی یہہ تعلق طرف محنت

نچ کی ساتھ اوس چیز کے کہ پکڑ لیوی تمام ذلکو اور پروردگار کے ذکر سی بالکلیہ باز رکہتا ہی یہان تک کہ نہین تامل کرتا ہی اون نعمتون مین کہ پیش آتی ہین اور
دیکھنا آل کار کی فکر ہوتی ہی والیضاً کل عضو یصلح لنعمۃ اخرویۃ اور بہی ہر عضو بندیکا صلاحیت رکہتا ہی واسطے ایک نعمت کی کہ حاصل ہوا آخرت مین اور یہی مقصود
میوہ دنیوی سی سو پاؤن صلاحیت رکہتا ہی جنت کی باغون اور محلون مین چلنی کے اور ہاتہ واسطے کاسون شراب طہور اور لینی میوون جنت کی فالعین للقائہ
تعالی فیفوت ان نقصان پس آنکھ صلاحیت رکہتی ہی دیدار اللہ تعالی کے آخرت مین سو سزاوار ہی کہ محافظت کیجاوی اوسکی واسطے اس کام کے اور نگاہ رکہی جاوے
اس عالم مین اور بچیہ رہے کہ بخلاف مرضی حق تعالی کے ہون تا کہ محروم نہووی لقاء محبوب سی کہ مقصود بالذات ہی سے کو رشو کو رد گر روی کر اچہہ ایدیدہ
ثم الصواب فی الکف ان قدر یعنی صواب اور بہتری نظر کے روکنی مین ہی نامحرم سی اگر قدرت رکہتا ہو اوس پر بعد ابتلا اوسکی اور بعض نسخون مین الثواب ساتہ
ثاء مثلثہ کی ہی یعنی خیر او بدلا اخروی نظر کے روکنی مین نامحرم سی اگر قادر ہووی فالنجاۃ اور جو قادر نہو اور باز رکہتی نظر کی محارم سی پس نجات اور رستگاری
آنکہ کی چہپانی مین ہی محارم سی ساتہ گوشہ گزینی کی یا طلب کری نجات اور خلاصی کو اللہ تعالی سی اور گریہ و زاری کری خلوتون مین تا کہ توفیق ترک کی پاوی اس فعل
مین فالنجات کی خبر محذوف ہوگی اور بعض نسخون مین فالنجار ساتہ ہمزہ کی ہی یعنی اگر قادر نہو نظر کی روکنی پر پس بہتری بیچ بہاگنی کی ہی اوس جگہ سی کہ ڈرتا ہے
واقع ہونی نظر سی اور بعض نسخون مین فالنکاح ساتہ حاء کی کیا ہی یعنی بہتری نکاح کرنی مین ہی انتہی ولا اثم ان فقد القصد اور نہین گناہ ہی اگر نہووی ارادہ یعنی اگر بی ارادہ
اور قصد کی بی اختیار کسی نامحرم پر نظر پڑ جاوی تو اسمین گناہ نہین ہی لیکن دوسری مرتبہ نظر کرنا کہ قصد سی ہو وہ حرام ہی اسیطرح نظر کو ٹہرانا ہی گناہ ہی
فورتح اسلیے کہ وارد ہوا ہی بیچ حدیث بریدہ کی کہ احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت علی بن ابی طالب کو فرمایا
ای علی لا تتبع النظرۃ النظرۃ فان لک الاولی وعلیک الثانیۃ واسطے تیری پہلی نظر اور تیری ہی دوسری یعنی پہلی نظر کہ بی قصد کی پڑی اور اختیار کو
اوسمین دخل نہووہ تو مباح ہی اور دوسری نظر کہ قصد سی کری تو اوسکا ضرر اور گناہ تجہپر ہی والضرر فی الامرد اشد اور ضرر نظر کا امرد مین زیادہ ہی یعنی نابالغ
قریب البلوغ خوبصورت آدمی کیطرف نظر کرنی مین ضرر اور نقصان زیادہ ہی عورت کیطرف نظر کرنی سے کیونکہ ناظر کا دل اگر عورت کیطرف میل کریگا تو اسکو ممکن
الوصول ہی نکاح یا شرا اوسی اگر جاریہ ہو بخلاف امرد کی کہ اگر اوسکی طرف طبیعت مائل ہوئی تو سوا حسرت اور پشیمانی کی کچہ فائدہ نہین ہی چنانچہ مصنف
بیان کرتا ہی لامتناع الوصول فی التشرع بسبب ممتنع ہونی وصول کی شرع مین کہ کسی حیلی سی امرد کی ساتہ قضاء شہوۃ ممکن نہین ہی اور جبتک کہ اوسکا
وصال نہوگا طبیعت کا اضطرار اور بیقراری نجاویگی پس واقع ہوگا ہلاک ابدی مین الامام حمد ربی شرح فارسی مین کفایۃ الشعبی سی نقل کیا ہی کہ مروی ہی
ایک روز عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی دروازہ پر بیٹہی تہی سو دیکہا ایک لڑکی خوبصورت کو کہ آتا تہا پس عبد اللہ بن عمر بہاگ گئی اور اپنی گہر مین جاکر
دروازہ کو بند کر لیا ایک ساعت کی بعد کہا آیا چلا گیا وہ فتنہ راستی سی لوگون نے عرض کیا کہ چلا گیا پہر گہر سی باہر نکلی لوگون نی پوچہا یا ابا عبد اللہ
یہ بات تمنی اپنی جانب سی کی یا کچہ اس بات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی فرمایا نہین بلکہ میں نی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی
فرماتی تہی کہ نظر کرنا اونکی طرف حرام ہی اور کلام کرنا اونسی حرام ہی اور ہمنشینی اونکی ساتہ حرام ہی انتہی مولانا شیخ فخر الدین کی شرح مین ہی کہ مشائخون
مین سی ایک مریدی کہتا تہا کہ شیر خشمگین سی کہ پیچہی میری پڑی نہین ڈرتا ہون جیسا کہ امرد سی ڈرتا ہون پس بہتر یہ ہی کہ سالک اپنی تئین ابتدا کار سے
نظر سی باز رکہی اور یہ تو بہت نادر اور کم ہی کہ بعد ابتلا اور غلبی کی اپنی کو ایسی ناشائستہ کام سی نگاہ رکہی اور جسقدر کہ شہوۃ زیادہ ہوگی اوسکی مخالفت مین
ثواب بہی اوسیقدر زیادہ ہوگا بکر بن عبد اللہ مزنی کہتی ہین کہ ایک قصاب اپنی ہمسائی کی کنیزک پر عاشق ہوا ایک روز کنیزک کو اوسکی مالک نی کسی کہیں

کہ اوسنی کہا کہ مین نی ایک عورت سی نکاح کا پیغام کیا پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ آیا تونے دیکہا ایسا ہے مین نی عرض کیا نہین کہا دیکہہ لی اوسکو اسلیے کہ یہہ زیادہ
ساتہہ واقع ہونی الفت اور اتفاق کی درمیان تمہاری اور صحیح مسلم مین ابی ہریرہ سی مروی ہی کہ صحیح یہہ بات ہی کہ انصار کی آنکہون مین کچہہ ہی پس جبکہ ارادہ کری
ایک تمہارا یہہ کہ نکاح کری اونمین سی پس چاہیی کہ دیکہہ لی اونکی طرف بعضون نی کہا ہی کہ اونکی آنکہون مین عمش یعنی ضعف بصر اور چندہا پن معہ سیلان آب کی اور بعضون نے
کہا ہی زردی یا چہوٹاپن تہا اور یہہی پرہیزگارون مین سی نہین نکاح کرتی تہی کسی عورت کو مگر بعد دیکہنی کی بسبب بچنی کی غرور سی اور عمل کرنیکی ساتہہ کار خیر کی اور عمش نے
کہا ہی جو نکاح کہ بدون نظر کے واقع ہو بنیادین اوسکی غم اور اندوہ ہی شاید وجہ اکتفا کرنیکی ساتہہ نظر کی یہہ ہو کہ غالب جمع ہونا حسن خلق اور خُلق کا ہی یعنی جسکے
صورت اچہی ہوتی ہی اوسکی سیرت بہی غالبا اچہی ہوتی ہی کیونکہ ظاہر عنوان باطن کا ہی نسائی نی ابی ہریرہ سی ساتہہ سند صحیح کی روایت کی ہی کہ بہتر عورتون
تمہاری کی وہ ہی جبکہ نظر کری طرف اوسکی زوج اوسکا تو خوش کری اوسکو اور جبکہ حکم کری اسکو تو فرمانبرداری کری اوسکی اور جبکہ غائب ہو اوس سی تو حفاظت
کری اوسکی نفس اور مال مین اور ایک روایت مین ہی کہ نہ مخالفت کری اوسکی اپنی نفس اور مال مین اور نظر عام ہی حسب و نسب مین تامل کرنا ہو یا جمال دیکہنا چنانچہ
ابوداود نی جابر رضی اللہ عنہ سی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو چاہی ایک تم مین سی خواستگاری کسی عورت کی پس اگر نظر کر سکتا ہے
اوس چیز کی طرف کہ باعث ہووی اوسکی نکاح کیطرف پس چاہیی کہ نظر کری اوس پر انتہی مجمع العلم مین ہی کہ ظاہر احادیث سی تو مخطوبہ کیطرف نظر کرنا مستحب معلوم ہوتا ہی اور وہ
جائز ہی ہماری نزدیک اور شافعی اور احمد اور اکثر علما کی اور مالک نی عورت کی اجازت سی جائز رکہا ہی اور ایک روایت مین مطلق منع بہی مروی ہی انتہی صحیح ترجمہ کہتا ہی
کہ اس زمانی مین شرفا نی بسبب خوف فتنہ کی یہہ تجویز کیا ہی کہ کسی عورت کو بہیج کر دکہوا لی اگرچہ وہ عورت ایسی ہو کہ گویا اوسکا دیکہنا اوسی کا دیکہنا ہو تاکہ مقصود بہی حاصل ہو
اور فتنی سی بہی امن رہین وَيُعْقَدُ فِي الْمَسْجِدِ اور باندہی نکاح کو مسجد مین کہ اوسمین برکت اور اعلان زیادہ ہی قوله ح اسلیے کہ وارد ہوا ہی بیچ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ آشکارا کرو نکاح کو وَاجْعَلُوهُ فِي الْمَسَاجِدِ اور کرو تم نکاح مسجد مین اور مارو اوس پر دف کو یعنی دف بجاو روایت کیا ہی اس
حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی نی اور کہا ترمذی نی یہہ حدیث غریب ہی اور عیسی ابن میمون انصاری حدیث مین ضعیف ہی اور ابن حبان نی عمرو بن امیہ الضمیری سے
ان لفظون کی ساتہہ روایت کی ہی اَعْلِنُوا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوهُ فِي الْمَسْجِدِ وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالدُّفِّ وَفِي الشَّوَّالِ یہہ معطوف ہی فی المسجد پر اور باندہی نکاح کو ماہ شوال مین
نفیہ کان نکاح عائشہ رضی اللہ عنہا و زفافها اسلیے کہ ماہ شوال مین ہوا تہا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور زفاف بالکسر عروس بخانہ شوہر فرستادن کما حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ
نکاح مین لیا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی بیچ ماہ شوال کی اور زفاف کیا مجکو شوال مین یعنی داخل کیا مجکو گہر مین شوال کی مہینی مین پس کونسی بی بی پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے بہرہ مند زیادہ تہی آپ کی نزدیک مجہسی شرح فارسی مین ہی کہ جسنے نکاح کیا شوال مین تو پیدا ہوتی ہی دونو مین محبت اور نکاح کرنا شوال مین
مبارک ہی ساتہہ اتفاق علما کی اور انکار کرنا نکاح کرنی سی شوال مین اعتزال ہی کیونکہ رافضی انکار کرتی ہین اوسمین نکاح کرنی سی اور کہتی ہین کہ شوال مین
نکاح کرنا شوم ہی اور زعم کرتی ہین اوسکی لیی یہہ فاسد دلیل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت عائشہ سی اوسمین نکاح کیا تہا پس اولاد نہین ہوئی
حضرت عائشہ سی اور یہہ نہین دیکہتی کہ اللہ تعالی نی نبی علیہ السلام کی لیی اولاد نہین مقدر کی تہی سوای حضرت خدیجۃ الکبری اور حضرت عائشہ سی اولاد
نہین ہوئی کہ اللہ تعالی نی آپکو خبر دی تہی کہ مین نی عائشہ کو حور کی صفت پر پیدا کیا ہی ہمیشہ حور کی مانند باکرہ رہین گے اسیواسطے حضرت
نی کہ نکاح نکیا ازواج مطہرات مین مخیر تہا کذا فی شرح الآثار اور خلاصہ مین ہی کہ نکاح کرنا دونو عیدونکی درمیان مین جائز ہی اور مکروہ جانا ہی بعضون نے
کہ تحقیق کی مروی ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی کہ کہا نکاح مین لیا مجکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی شوال مین

اور مختار یہی ہی کہ نہیں مکروہ ہی کذا فی خزانۃ الروایۃ انتہی اور ملا علی قاری نی شرح الشفا مین نقل کیا ہی ... حدیث کی فرمایا حضرت نی الاکل مین
العیدین جمعہ مین کہ ایک مرتبہ عید کی نماز اتفاقاً جمعہ کی روز سردی کی موسم مین واقع ہوئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑہ کر ...
جمعہ کی نماز قایم کرین اس اثنا مین ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ یہان نکاح ہی آپنی فرمایا النکاح بین العیدین یعنی درمیان نماز عید اور جمعہ کے
بسبب تنگی وقت کی سردی کی ایام مین نکاح کی فرصت نہین اتفق تقدیم الخطبۃ والحمد والصلوۃ فی کل من الایجاب والقبول اور مقدم کری نکاح پڑہنے والا
پر مقدم کری حمد اور صلوۃ کو اوپر ہر ایک کی ایجاب اور قبول سی یعنی پہلی حمد اور صلوۃ پڑہی پہر ایجاب کری ایسی ہی قبول کرنیوالا اول حمد و صلوۃ پڑہی پہر قبول کر
پس نکاح کرانی والا حمد بیان کرتا ہون مین اللہ تعالی کی اور درود بہیجتا ہون اوسکی رسول پر مین نی اپنی فلانی نام کی لڑکی تیری نکاح مین دی اس قدر مہر پر اور
نکاح کرنیوالا کہی سب تعریف ثابت ہی اللہ کو اور رحمت کاملہ نازل ہو اوسکی رسول پر مین نی اوسکا نکاح اپنی نفس کی لیی اس مہر پر قبول کیا اور خطبہ نکاح یہ
ہی الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ واشہد ان لا
الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء
واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع
اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون روایت کیا ہی اس کو چارون نی اور حاکم اور ...
ابن مسعود سی انتہی بانی شرح علی القاری ولا یتزوج لعزہا ومالہا وجمالہا ... اور نہ نکاح کری کسی عورت کو بسبب عزت اور جاہ اوسکی کی اور نہ بسبب
مال اوسکی کی اور نہ بسبب خوبصورتی اوسکی کی کیونکہ اسمین وعید آئی ہی یعنی کوئی عورت اگر اشراف اور صاحب نسب کی ہو اس جہت سی اوس سی
نکاح کری یا مالدار ہو کہ اپنی مال کو شوہر پر صرف کریگی یا خوبصورت عورت ہی اس کو نکاح مین لیا تا کہ حظ نفس اوٹہاوی ان ارادون سی نکاح کرینگا
وعید آئی ہی اور وہ یہ ہی کہ جسنے نکاح کیا عورت سی بسبب مال اور جمال اوسکی کی تو محروم رہیگا اوسکی مال اور جمال سی اور جسنے نکاح کیا بسبب دین کی
روزی کریگا اوسکو اللہ تعالی مال اوسکا اور جمال اوسکا کذا فی الاحیاء اور طبرانی نی اوسط مین انس سی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو کوئی نکاح کری
کسی عورت سی بسبب مال اور جمال اوسکی کی تو نہ مال رہیگا اوسکا اور نہ جمال اور جو کوئی کہ نکاح کری بسبب دین کی اوسکی مال سی بہی دیگا اور بہی جمال سی
ابن حبان نی انس سی روایت کی ہی کہ جو کوئی نکاح کری کسی عورت سی بسبب عزت اوسکی کی تا کہ اوسکی سبب سی آپ عزیز ہووی تو زیادہ نہین کریگا
اللہ تعالی مگر ذلت اور جو کوئی کہ نکاح کری اوس سی بسبب مال کی تا کہ اوسکی مال سی تونگر ہو تو زیادہ نکریگا اللہ تعالی مگر فقر و فاقہ اور جو کوئی کہ نکاح کری اوس سی
بزرگی اور شرافت قبیلہ اوسکی کی تا کہ فرزندونکی نسب مین شرف پیدا کری تو زیادہ نہین کریگا اللہ تعالی مگر ... اور نہ کسی اور کوئی نکاح کری کسی عورت سی
اوس کی سبب سی چشم پوشی کا نامحرم سی اور نگاہ رکہنا شرمگاہ کا حرام سی تو برکت دیویگا اللہ تعالی اوسکو بیچ اوس عورت کی اور عورت کو بیچ اوس مرد کی
کہ طریقہ نکاح مین منظور رکہی نہ ہوا و ہوس کو صحیح ترجمہ کہتا ہی کہ لایق ہی کہ صرف مال یا جمال یا حسب و نسب ہی ملحوظ نرکہی بلکہ غالب نظر اوسکی عورت کی
اوسکی طبع مین اگر یہ امر ملحوظ ہوں تو مضایقہ نہین کہ انہین چیزونکو مقصود اصلی سمجہی اور اوسکی دینداری ہونی نہ ہو ... نکری اور جو فقہا ...
اور امانت دین اور دینداری اوسکی ملحوظ ہو تو در صورت حالی ہی جیسا کہ آگی آتا ہی در مختار المدینۃ ... اور اختیار کری نکاح مین دین دار
اوسکی دین کو اسلیے کہ عورت کا دین مین ضعیف ہونا مرد کی سیاہ روئی اور تشویش قلب کا سبب ہی ...

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کی جاتی ہے عورت بسبب چار خصلتوں کی مالداری اور حسب و نسب اور خوبصورتی اور دینداری فعلیک بذات
الدین پس لازم پکڑ تو اپنی اوپر دیندار عورت کو یعنی ان تمام عورتوں میں سے جو صاحب دین و صلاح اور عصمت اور عفت ہو اوسکو اختیار کر تاکہ تقوی اور
طاعت پر مدد اور معاون ہووے اور جو عورت کہ دینداری اور تقوی میں ضعیف ہوگی وہ اپنی شوہر کو رسوا اور خوار کریگی اوسکی گذران اور معیشت منغص
ہوگی سو اگر حمیت اور غیرت کا طریقہ مسلوک رکھے گا تو ہمیشہ بلا اور محنت میں رہیگا او جو تساہل کریگا تو بے غیرتی کی جانب منسوب ہوگا و حسنة الخلق
یعنی اختیار کرے عورت نیک عادت اور نیک سرشت کو تاکہ حاصل ہووے فراغت دل کی کہ یہ اصل ہے دین اور دنیا میں بحسب الظاہر
اور باطن کی یعنی خلیق اور جفاکش ہو کہ گھر کی کاروبار کی مشقت کو اوٹھا سکی اور تھوڑی سی چیز میں راضی ہو جائی کیونکہ خلق منجملہ خدا تعالی کی [illegible]
ہی اور ضرر اوسکا اوسکی نفع سی زیادہ ہی ع زنہار از قرین بد زنہار * وقنا ربنا عذاب النار * اور صبر کرنا عورت کی بدخلقی پر اوس قسم میں سے ہے
کہ اولیاؤں کی دلونکا امتحان اوس سے لیا جاتا ہے احیاء العلوم میں بعض عرب سے نقل کیا ہے کہ نہ نکاح کرو تم عورتوں میں سے چھ عورتونکو انانہ اور منانہ
اور حنانہ اور حداقہ اور براقہ اور شداقہ انانہ وہ ہے کہ ہمیشہ گریہ وزاری اور فریاد میں رہی اور ہمیشہ سر پر پٹی باندھی رہی اور منانہ وہ ہے کہ احسان
رکھنی والی ہو شوہر پر ساتھ حسن اور مال کی اور کہی کہ تجھ سے آدمی کو میں یوں کرتی ہوں اور حنانہ وہ ہے کہ دوسری شوہر پر جس سے چھوٹ گئی ہے
یا اپنی اولاد پر جو دوسری خاوند سے ہو شوہر موجودہ کا مال صرف کیا کری اور اونسے محبت رکھی اور حداقہ وہ ہے کہ ہر چیز پر نظر ڈالی پسند کری اور مرد کو اوسکے حاصل کرنی کی تکلیف دیوے
اور براقہ ہمیشہ اور ہر وقت زینت اور صفائی میں رہی تاکہ ہر وقت چہرا اوسکا صاف اور خوش رنگ رہی اور شداقہ وہ ہے کہ زبان دراز اور زیادہ گو ہو [illegible]
کسی سیاح کی حضرت الیاس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نی اوسکو نکاح کرنیکا حکم کیا اور منع کیا چار قسم کی عورتوں سے نکاح کرنیکا اول تو
مختلعہ یعنی جو شوہر سے خلعت اور لباس نیا بدلی اور فاخرہ یعنی جو کہ ہر وقت دنیا کی اسباب پر فخر کری اور عاہرہ یعنی جو کہ فاسق اور بدکار ہو اور ناشزہ
یعنی ناموافق اور ناسازگار کہ مرد پر غالب ہو اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کتنی خصلتیں مردوں میں مذموم اور بری ہیں اور عورتوں میں
بہتر میں بخل اور تکبر اور زہد اور نامردی انتہی من نجم العلم مصحح ترجمہ کہتا ہے کہ مراد تکبر سی یہہ ہوگی کہ آپکو بڑا جانکر ہر ایک اجنبی مرد اور عورتوں سے نرم نرم
باتیں نکرے تاکہ اوسکی دلمیں اسکی طرف میل نہ پیدا ہو جیسا کہ قرآن مجید میں نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم کیا گیا ہے اور مراد زہد سی بی رغبتی
جماع سی مردوں میں رغبت نساء اور قادر ہونا کثرت جماع پر محمود ہے جو دلالت کرتا ہے اوپر قوت رجولیت کی اور بخل سی یہہ کہ بہت صرف
امور خانہ داری اچھی اسلوب پر انجام پاوین والجميلة فالقصيابة فيه اكثر اور اختیار کری عورت خوبصورت کو کہ حاصل ہونا حفاظت کا بیچ نکاح
خوبصورت کی زیادہ ہے اور باعث ہوتی ہے اوپر الفت اور انتظام معاش کی حالانکہ حسن صورت سے حسن سیرت غالبا جدا نہیں ہوتا حکیم ترمذی نے
اصول میں روایت کی ہے کہ زکریا علیہ السلام نے جوان عورت صاحب جمال سے کہ اوسکا حسن اسقدر تھا کہ اوس سے گھر روشن ہو جاتا تھا آپ سے
جواب دیا کہ اوسکی نکاح کرنیسے اپنی آنکھونکو نامحرم سے بچاتا ہوں اور اوسکی سبب سے اپنی شرمگاہ کو بچاتا ہوں اور چونکہ مصنف کے
قول پر کہ اختیار کری خوبصورت عورتکو سوال وارد ہوتا تھا کہ کیسی خوبصورت عورتکو اختیار کرے باوجودیکہ اوسمیں وعید آئی ہے جیسا کہ مذکور ہو چکی
مصنف نے اوسکو دفع کیا ساتھ اس قول اپنی کی والممنوع هو الاكتفاء بالجمال اور ممنوع وہ کفایت کرنا ہے ساتھ جمال ہی کی یعنی وہ جو حدیث میں
ہے کہ نکاح نکیجاوی عورت بسبب جمال اوسکی کی تو اوسکی یہہ معنی نہیں ہیں کہ رعایت کرنا حسن اور جمال کی مطلقا منع ہے بلکہ صرف حسن اور خوبصورتی کی

رعایت اور صلاح دین کی اور خوش خلقی کی طرف توجہ نکرنا بہہ صحیح ہی اور نہین تو اسمین شک نہین ہی کہ صاحب جمال اور خوش خلقی اور دین دار عورت دنیا کی چیز ہی
اور اعوان دین مین سی ہی اور سبب الفت اور محبت مین سی ہی اور جو چیز کہ الفت کی اسباب مین سی ہو اوسکی رعایت کرنا مستحب ہی تا الفت پیدا ہو
یہہ استثنا ہی اس قول سی کہ اختیار کری جمیلہ کو یعنی ختیار کیا جاتا بصورت عورت کو مگر یہہ کہ سالک زہد کرنی والا ہو دنیا کی لذتون سی اور رغبت کرنیوالا ہو آخرت کی امور مین
کہ ارادہ اوسکا نکاح سی صرف حاصل ہونا اولاد کا اور قایم کرنا سنت اور تدبیر مکان کا ہو تو بخوف فتنہ کیس اور لڑکی خوبصورت عورت کی نکاح سی الاپس [illegible]
اسلیی کہ وہ دنیا کی امور مین سی ہی اور اسلیی کہ غیر جمیلہ کی مونہ مشقت کم ہوگی مالک بن دینار کہتی تہی کیون ترک کرتا ہی ایک تمہارا یکا اس کو کہ نکاح کری یتیمہ
فقیرہ کو پس اجر پاوی اسمین اگر اوسکو کہانا کہلاوی اور کپڑا پہناوی اور ہووی کم مشقت والی راضی ہو وی تہوڑی چیز پر اور کیون نکاح کرتا ہی فلانی اور فلانی
بیٹی سی یعنی دنیا داروں کی بیٹیوں سی پس کرگی اوس طرح طرح کی خواہشین اور کہیگی فلانا کپڑا پہنا اور فلانا کہانا کہلا ابو سلیمان درانی نی کہا ہی کہ زہد ہر چیز
مین ہی یہان تک کہ عورت مین بہی زہد ہوتا ہی نکاح کری آدمی بڑہیا عورت سی واسطے اختیار کرنی زہد کی دنیا مین اور اسطے امام احمد بن حنبل نی عورت کانی
اور بدصورت کو اوسکی بہن پر اختیار کیا کہ وہ صاحب جمال تہی اسوقت کہ پوچہا اور تہونکا حال کہ زیادہ عقلمند وہ کون ہی کون ہی جواب دیا گیا کہ کانی
زیادہ عقلمند ہے کہا زوجہ نے ایا میلئے نکاح کرو مجکو اس سے پس مستفید اور معتبر نکاح کرنیوالے کے
نزدیک دین داری اور عقلمندی ہی نہ جمال صرف وقالیلۃ المہر یعنی معلوف ہی اوپر قول ماتن حوا جمیلہ کی ہی اور اختیار کری اوس عورتکو کہ کم مہر والی ہو
فور زوجہ اسلیی کہ وارد ہوا ہی حدیث مین خیر النساء احسنہن وجوہا وارخصہن مہورا بہتر عورتونکی ارزان ترین اونکی ہی از روی مہر کی روایت کیا ہی اس حدیث کو
ابن حبان نی ابن عباس سی لفظ اوسکی یہہ ہی خیرہن ایسرہن صداقا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا چار سو درہم مہر باندہا
حالانکہ وہ تمام جہان کی عورتونسی افضل اور بہتر تہین اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نی حضرت عائشہ کا مہر پانسو درہم کا آنحضرت سی باندہا تہا
اور دوسری حدیث مین وارد ہی یمن المرأۃ خفۃ مہرہا وتیسیر نکاحہا وحسن خلقہا یعنی برکت عورت کی ہلکا ہونا اوسکی مہر کا ہی اور آسانی اوسکی نکاح کی
اور نیکی اوسکی خصلت کی روایت کیا ہی اسکو ابن حبان نی حضرت عائشہ سی ساتہہ ان لفظونکی یمن المرأۃ تسہیل امرہا وقلۃ صداقہا کہی مہرہا شیخ
علی قاری نی کہا کہ لفظ حسن خلقہا مین احتمال ہی کہ ساتہہ ضمہ لام کی ہو اور ساتہہ فتح اوسکی کی اور یہی اظہر ہی یعنی فتحہ لام کا بسبب اوسکی کہ روایت کی ہی ابو عمر
المغوانی نی کہ اعظم اور بزرگ ترین النساء کی بہتر اونکی ہی از روی چہرہ کی اور کمترین اونکی از روی مہر کی اور لفظ احیاء کی یہہ ہین اعظمہن برکۃ ایسرہن مؤنۃ
اور احمد اور بیہقی نی روایت کی ہی کہ بزرگ ترین عورتونکی از روی برکت کی آسان ترین اونکی ہی از روی مہر کی اور اسناد اوسکی جید ہی اور ایک
روایت مین ہی کہ دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی مروی ہی من یمن المرأۃ ان تتیسر خطبتہا وان یتیسر صداقہا وان یتیسر رحمہا کہا عروہ نی
یعنی ولادۃ اوسکی اور اسناد اوسکی جید ہی اور وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی نکاح کیا ہی بعض ازواج سی دس درہم اور گہر کی سامان پر کہ ایک
چکی اور تہلیا اور تکیہ چمڑیکا جو اوسکی بہراؤ لیف کی تہی کذا فی الاحیاء اور کہا عراقی نی روایت کیا ہی اسکو ابو داؤد اور طیالسی اور بزار نی انس رضی اللہ عنہ سی
کہ نکاح کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی ام سلمہ سی اوپر اسباب کی کہ اوسکی قیمت دس درہم تہی کہا بزار نی کہ مین نی اور جگہہ دیکہا ہی کہ نکاح کیا ہی اپنی
اوپر تہلیی سی گہرکی اسباب کی جسکی قیمت اوسکی چالیس درہم تہی اور روایت کیا ہی اوسکو طبرانی نی اوسط مین اور احمد نی حضرت علی سی روایت کی ہی کہ جسوقت
نکاح کیا حضرت فاطمہ کا تو اونکی ہمراہ بہیجا چادر اور تکیہ چمڑیکا جسکی بہراؤ لیف خرما کی تہی اور دو پاٹ چکی کی اور پانی کا ظرف دو تہلیلین اور روایت کیا ہی

اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے اور صحیح کہا ہے اوسکی اسناد کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منع کرتے تھے مہر کی گرانی اور زیادتی سے اور کہتے تھے کہ خود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے نکاح کیا ہے اور نہ اپنی صاحبزادیوں کا نکاح کیا بارہ اوقیہ سے زیادہ پر روایت کیا ہے اسکو اصحاب سنن اربعہ نے اور تصحیح کی ہے اوسکی ترمذی نے اور نکاح کیا تھا
عبد الرحمن بن عوف نے خرمے کی گٹھلی کے برابر سونے پر کہ قیمت اوسکی پانچ درہم تھی اور اصل حدیث متفق علیہ ہے جابر رضی اللہ عنہ سے اور سعید بن المسیب نے اپنی بیٹی کا نکاح عبد اللہ
بن وداعہ سے دو درہم پر کیا تھا ثم حملها هو اليه ليلا فادخلها من الباب ثم انصرف فجاء بعد سبعة ايام لتسليم عليها پھر لیگئے اوسکو وہ خود طرف اوس عبد اللہ بن وداعہ کی پس داخل کیا
اوسکو دروازے سے پھر پھر آئے پس آئے اوس لڑکی کے پاس بعد سات دنکے تاکہ سلام کریں اوسپر اور ملاقات کریں اوس سے انتہی اور نجم العلم میں ہے کہ روایت کی ہے احمد اور
ترمذی نے عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا خبردار ہو کہ نہ زیادتی کرو تم عورتونکی مہر میں پس تحقیق گرانی اور زیادتی مہر کی اگر سبب بزرگی کا ہوتی دنیا میں اور سبب تقوی کا
ہوتی نزدیک اللہ تعالی کی ہر آئینہ سزاوار زیادہ تمہاری ساتھ زیادتی مہر کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے نہیں جانتا ہوں میں آنحضرت کو کہ نکاح کیا ہو کسی ازواج مطہرات سے
یا نکاح کرایا ہو کسی اپنی صاحبزادی کا زیادہ بارہ اوقیہ سے کہ قریب پانسو درہم کی ہوتی ہیں انتہی تزوجوا الودود الولود اور اختیار کرے نکاح کرنے والا عورت بہت جننے والی کو سوا
پہچان اوس عورت میں کہ خاوند کے پاس رہی ہو تو ظاہر ہے اور دوشیزہ عورتمیں صحت بدن اور سلامتی بیماری سے اور جوانی کی رعایت کرنی چاہیے کہ غالبا ان دونو
صفتونکی عورت زیادہ جننے والی ہوتی ہے یا اوسکی خویش و اقربا کی عورتونکی حال سے دریافت کرے کیونکہ غالبا خویش اقربا کی طبیعت ایکدوسری میں سرایت کرتی ہے
اور عادت اور خو میں شریک ہوتی ہیں لان الولد هو المقصود اور اختیار کرنا بہت جننے والی عورتونکا اس سبب سے ہے کہ حاصل ہونا اولاد کا مقصود اعظم ہے نکاح سے نہ نفس کا
لذت اوٹھانا دوروح (?) اور وارد ہوا ہے حدیث میں علیکم بالولود یعنی لازم ہے تمپر نکاح عورت بہت جننے والی کا ابو داؤد اور نسائی نے معقل بن یسار سے روایت کی ہے
تزوجوا الولود اوسکی اسناد صحیح ہے اور بیہقی نے ساتھ اسناد صحیح کے سعید بن یسار سے مرسلا روایت کی ہے خیر نسائکم الولود الودود اور ابن حبان نے بہز بن حکیم سے
روایت کی ہے کہ عورت سیاہ فام کہ جننے والی ہو بہتر ہے اوس عورت خوبصورت سے کہ نہ جنے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ بوریا گھر کے
کونے میں رکھا ہوا بہتر ہے عورت نہ جننے والی سے انتہی والبکر اور اختیار کرے عورت دوشیزہ کو کہ سبب محبت اور الفت کی ہے مگر جو کچھ ضرورت یا مصلحت ہو
تو غیر دوشیزہ کو ترجیح ہو سکتی ہے فروح (?) اسلئے کہ وارد ہوا ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ شیخین نے روایت کی ہے کہ اونسے عرض کی کہ یا رسول میں نے نکاح کیا خدا
نے فرمایا دوشیزہ عورت کی ہے یا بیوہ عرض کیا کہ بیوہ عورت فرمایا هلا بکرا تلاعبها وتلاعبک کسلیے نکاح کیا تو نے بکر عورت سے کہ بازی کرتا تو ساتھ اوسکی اور وہ
کرتی وہ ساتھ تیرے ولان فیها شدة المحبة والالفة اور دوشیزہ عورت میں زیادتی محبت اور الفت کی ہوتی ہے اور بی تکلف ہوتی ہے صحبت اور مخالطت میں ابن ماجہ
نے مرفوعا روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الازم بکر تم اپنی اوپر بکر عورتونکی نکاح کو اسلیے کہ بکر عورتیں شیریں زیادہ ہیں منہ اونکی کہ شیریں باتیں کرتی ہیں
اور فحش اور بدگوئی اونمیں نہیں ہوتی اور حمل لانی والی زیادہ ہیں رحم اونکی اور خوش ہونے والی ہوتی ہیں ساتھ کم چیز کے روٹی کپڑے سے بدا (?) یاد کر اوسکو جو ذکر ہو چکا والثیب
تحن (?) بتعلات تخالف ما الفتہا اور بیوہ ناخوش رکھتی ہے ان صفتوں کو کہ مخالف ہوتی ہیں اوسکی مالوفات سے یعنی بیوہ عورت کہ الفت اور عادت پکڑی ہوئی ہوتی ہے
پہلی شوہر سے تو ناخوش جانتی ہے دوسری شوہر سے ایسی خصلتوں کو کہ اوسکے مالوفات سے مخالف ہوں کیونکہ طبیعتیں پیدا کی گئی ہیں ساتھ انس اور موافقت کی اور بعضے
پہلی انسی الفت پکڑی ہو پس بیزار ہوگی دوسری شوہر سے اور تکلف کریگی اوسکی صحبت اور مخالطت میں وتمیل قلبها الی الاول اور میل کریگی طبیعت اسکی
طرف زوج اول کے جیسا کہ کہا گیا ہے ما الحب الا للحبيب الاول اسیواسطے کہا گیا ہے کہ جس عورت نے متعدد مردونکی ساتھ نکاح کیا ہے وہ جنت میں اول کی
ساتھ ہوگی اور بعضون نے کہا ہے کہ دوسری کی ساتھ ہوگی اور بعضون نے کہا ہے اوسکی ساتھ ہوگی جو سب سے عادتوں میں بہتر ہوگا اور یہی ظاہر ہے

وتنفر الزوج الثانی لو ذکرتہ او بیزار ہو گا دوسرا شوہر اگر اچھا ہا اوسکی روبرو اول شوہر کا ذکر کریگی خوبیونکی ساتھہ اور یہہ باعث تنفر اور خلل کا ہی والنسیبۃ من اهل الدین
والصلاح یعنی اور بیاہیگی عورت صاحب نسب کو اہل دین اور صلاح سی مانند علما اور صلحا اور شرفا کی شہرونکی متقالون اور امیرون اور تاجرون کی یعنی کیونکہ یہ اصل ہو نا فاسق و فاجر
لاجد بہتر ہا سپین بنوی یسری الصلاح الی الولد تاکہ سرایت کری صلاح اوسکی قبیلے کے طرف لڑکے کی کیونکہ نطفہ کو سرایت ہی اولاد مین اسیواسطے
فرمایا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی تخیروا لنطفکم فان العرق نزاع اور نہ یردی الولد سرایتہ تو رگ اسیلیے کہ وارد ہوا ہی حدیث مین ایاکم وخضراء الدمن یعنی بچو تم گہوریکی
رکہوری جاونکو کہوریکی سبزی لیسی پوری حدیث کہ دار قطنی نی ابوسعید خدری سی روایت کی ہی یون ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی ایاکم وخضراء الدمن
فقیل ما خضراء الدمن قال المرأۃ الحسناء فی المنبت السوء یعنی بچو تم گہوریکی سبزی سی لوگون نی عرض کیا کہ کیا چیز ہی گہوریکی سبزی فرمایا عورت خوبصورت کہ بد
قبیلہ مین کہ ظاہر اوسکا بہتر معلوم ہوتا ہی اور باطن خراب اور فاسد ہی پس یہہ قول مصنف کا حرطلبوا تعبیر کی ہی الحسناء فی المنبت السوء اصل حدیث
یہ تفسیر خضراء الدمن کی اپنی طرف سی اور صاحب تحفۃ الفردوس نی ذکر کیا ہی اپنی جگہ اسی حر موقوفا اور لفظ اوسکی یہہ ہین ایاکم وخضراء الدمن فانها تلد من سلیط و ملکم
نبات الاعراق فانها تلد مثل ابیها وعمها واخیها اور دمن جمع دمنہ کی ہی ساتھہ کسرہ مہملہ کی اونٹ کی بیٹھنے کو کہتی ہین مراد اوس سی گہوریکی تشبیہ دی گئی عورت
خوبصورت بری قبیلے کے ساتھہ گہوریکی سبزی کی اسلیے کہ ظاہر اوسکا اچھا معلوم ہوتا ہی اور باطن خراب اور فاسد ہوتا ہی اور اعراق جمع عرق کی ہی اور مراد
اوس سی اصل ہی وارد ہوا ہی تخیروا لنطفکم روایت کیا ہی اسکو ابن ماجہ نی حضرت عائشہ سی مختصرا اور دیلمی نے مسند الفردوس مین انس سی روایت کی ہے
تزوجوا فی الحجر الصالح فان العرق دساس انتہی من شرح علی القاری وغیر الغرابۃ القریبۃ یہہ معطوف ہی اوپر ذات کی والنسیبۃ یہ یعنی اختیار کری
ایسی عورت کو کہ اوس سی رشتہ قریب نرکھتی ہو یعنی مقتضی الشہوۃ اسلیے کہ وہ کم کرتی ہی شہوتکو اور حکمت اسمین یہہ ہی کہ برانگیختہ ہونا شہوت کا قوت احساس کی
ہوتا ہی ساتھہ نظر اور لمس کی اور قوت احساس کی امر غریب و جدید مین زیادہ ہوتی ہی چنانچہ کہا ہی لکل جدید لذۃ اور جو امر کہ ہمیشہ نظر پڑتا ہی
اوسکی ادراک سی پس نہ برانگیختہ ہوگی شہوت اور نہ قوی رہیگا نطفہ پس ضعف شہوت کا اثر کریگا اولاد کی ضعف مین اور مستلزم ہوگا اولاد کی لاغری کو اسیواسطے
جو لڑکا کہ بطن مین پیدا ہوتا ہی ضعیف ہوتا ہی وہی عنہ معللا بان الولد یخلق ضاویا اور نہی کی گئی ہی حدیث مین نکاح کرنے عورت قریب رشتہ کی سی
درحالیکہ معلل ہی اوسکی نہی ساتھہ اسکی کہ لڑکا پیدا ہوتا ہی لاغر اور نحیف حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سی مروی ہی قال آل السائب قد اضویتم
فانکحوا فی النزائع روایت کیا ہی اسکو ابراہیم حربی نی غریب حدیث مین اور کہا کہ معنی اسکی یہہ ہین کہ نکاح کرو نادر اور غرائب سی ویقال اغتربوا لا تضووا
اور طبرانی نی طلحہ بن عبید اللہ سی روایت کی ہی الناکح فی قومہ کالمعشب فی دارہ اور اسکی اسناد مین سلیمان بن ایوب بن سلیمان طلحی ہی کہا
ابن عدی نی کہ عام حدیثین اوس سلیمان بن ایوب کی ایسی ہین کہ نہین متابعت کرتا ہی اوسکی اونپر کوئی اور روایت کیا ہی اسکو یعقوب بن
شیبہ نی اپنی مسند مین اور کہا حدیثین اوسکی میری نزدیک صحاح ہین اور ترجیح دی ہی اسکو ضیاء مقدسی نی مختارہ مین انتہی من شرح علی القاری
وجاء الاجتناب عن الطویلۃ المهزولۃ اور آیا ہی آثار اور اخبار مین پرہیز کرنا عورت دراز قد سے کہ لاغر ہو یعنی جو عورت کہ دراز قد اور لاغر ہو اوس سی نکاح
کرنیسی پرہیز کرنا آیا ہی والقصیرۃ الدمیمۃ دمیمہ ساتھہ دال مہملہ کی اور عورت کوتاہ قد سی کہ زشت اور بدشکل ہو اور ساتھہ ذال معجمہ کے بھی ہو سکتا ہی یعنی
عورت کوتاہ قد سی جو مذموم ہو والمسنۃ او المکثارۃ اور عورت بہت عمر والی اور زیادہ کلام کرنی والی سی اسلیے کہ بہت باتین کرنا اس سی خالی نہین ہوتا
کہ بعض ان باتون مین سی ممنوع ہوتی ہین اور بعض جائز وذات ولد اور عورت صاحب ولد سی کہ دوسرا شوہر سی رکھتی ہو اسلیے کہ وہ تیرا مال کہا ویگا ذکر کیا

تیرے روبرو جو کچھ منظور ہوگا تیری دلیں۔ مسند امام ابو حنیفہ میں حماد سے مروی ہے اوس نے ابراہیم سے روایت کی ہی کہا خبر دی مجکو بعضے
اہل مدینہ نی زید بن حارثہ کی حال سے کہ وہ آئی پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پس فرمایا آنحضرت نی آیا نکاح کیا ہی تو نی ای زید کہا نہیں فرمایا
نکاح کر تاکہ محفوظ رہی تو اور عفت زیادہ ہو اور نہ نکاح کر پانچ قسم کے عورتوں سے زید بن ثابت نی پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ کونسے عورتیں ہیں
فرمایا نہ نکاح کر شہبرہ کو اور نہ نہبرہ کو اور نہ ہندرہ کو اور نہ لہبرہ کو اور نہ لغوتا کو زید نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو انمیں سے ایک کو بھی
نہیں جانتا فرمایا اچھا ای پر شہبرہ وہ کہ ازرق چشم ہو کہ شوم ہوتی ہے اور نہبرہ وہ ہے کہ دراز قد اور لاغر ہو اور ہندرہ وہ ہی کہ کوتاہ قد اور بدشکل ہو
اور لہبرہ وہ ہی کہ بڑہیا اور مدبرہ ہو اور لغوت وہ ہی کہ ولد رکہتی ہو پہلی شوہر سے کہا شیبانی نی کہ نہیں سنے ابو حنیفہ اس حدیث سی دیر تک
میں کہتا ہوں کہ روایت کیا ہی اس حدیث کو دیلمی نے ابوہریرہ سی انتہی من شرح عین العلم لملا علی القاری و صحح ترجمہ بقول واللہ عالم
بصحة ہذا الحدیث وفی الفردوس للدیلمی کثیر من الضعاف ثم رعایة تلک الاوصاف فی الزوج اولی پہر رعایت کرنا اوصاف مذکورہ کا زوج میں
اولی اور انسب ہی یعنی عورت کی ولی پر لازم ہے کہ جسکے ساتھ اوسکا نکاح کرتا ہی اوسمیں صلاح دین اور حسن خلق اور شرافت
نسب کی اور تمام نیک خصلتیں وجوداً اور عدماً لحاظ کری کیونکہ نکاح کرنا گویا غلام بنا دینا ہوتا ہی اور خلاصی اوس سے بدون طلاق یا موت
شوہر کے نہیں ہوتی پس واجب ہی کہ اوسکے حال کو ملاحظہ کرلے پہر وجود سے امور تو یہہ ہیں کہ دین دار نیک صالح ہو عادتیں اوسکے
اچھی ہوں خوبصورت ہو مہر کی ادا کرنیکی قدرت رکھتا ہو بسبب القرابت ہو اور صاحب نسب ہو اہل دین سے اور عدمی یہہ ہیں کہ طویل
قامت لاغر بدن اور کوتاہ قد بدصورت اور صاحب اولاد کا غیر سے اور ظالم فاسق مبتدع شراب خوار بے نماز کج خلق قوم کا رذیل نہو
مگر بعض کے رعایت ان صفات مذکورہ سے ضرور رہی اور بعض کے اولی پہر جبکہ جمع ہوجاوینگی شوہر اور زوجہ میں تمام اوصاف وجودی سے
اور عدمی پس ہمیشہ دونوں میں محبت اور الفت رہیگی اور جو اوصاف مذکورہ مفقود ہونگی تو غالب ہی کہ نشوز اور خلاف پیدا ہوگا ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کی دونوں بیٹیوں حضرت عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہم سے مروی ہی کہ نکاح کرنا غلام بنا دینا ہی پس چاہیے کہ دیکہہ لے ہر ایک
تمہارا کس جگہہ ضایع کرتا ہی نیک عورتکو کہا بیہقی نے روایت کی گئی ہی یہہ حدیث مرفوعاً اور موقوف اور صحیح تر ہی اور وارد ہوا ہی جسنے نکاح کر دیا
اپنے بزرگ عورت کا کسی فاسق سی پس بیشک قطع رحمی کی روایت کیا ہی اسکو ابن حبان نی ضعفا میں انس کی حدیث سی اور روایت کیا ہے
اسکو ثقات نی شعبی کی قول سے ساتھہ اسناد صحیح کی اور مروی ہی کہ حضرت بلال اور صہیب دونوں نی کسی عرب کی خاندان میں نکاح کا پیغام
بہیجا سو اونسی پوچھا گیا کون ہو تم دونوں کہا بلال نی میں بلال ہوں اور یہہ میرا بہائی صہیب ہی ہم پہلی [illegible] راہ تہی ہدایت کی ہمکو اللہ تعالی نے
اور غلام تہی پہر ہمکو آزاد کیا اللہ تعالی نی اور ہم تنگ دست اور مفلس تہی پس غنی اور مال دار کر دیا ہمکو اللہ تعالی نی سو اگر تم ہمسے نکاح
کرتی ہو پس حمد ہی اللہ تعالی کو اور جو پہیرتی ہو ہمکو پس پاکی ہی اللہ کو پس کہا اونہوں نی بلکہ نکاح کیجاوی گی تم اور حمد ہی اللہ کو پس کہا صہیب نے
[illegible] جو ذکر کرتا تو جائز ہوتا ہمارا ساتھہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بہتر ہوتا کہا بلال نی چپ رہ پس تحقیق سچ بولا میں پس نکاح
[illegible] اصدق نی اور جیسا کہ مکروہ ہی گرانی کرنا مہر میں عورت کی جانب سی ایسی ہی مکروہ ہی سوال کرنا مرد کو بہی عورت کی مال سے
[illegible] نی جبکہ نکاح کیا کسی مرد نی اور کہا کونسی چیز ہی واسطے عورت کی پس جان تو کہ وہ جور ہی اور کہا ایک مرد نی حسن سی کہ میری [illegible]

بعضون نے نکاح کا پیغام ایک جماعت نے بھیجا ہے پس کس سے نکاح کرین اوسنکا کہا جو شخص کہ دیندار ہو اوسسے پس تحقیق جو اگر دوست رکھیگا
اوسکو تو اکرام کریگا اور اگر مبغوض جانیگا تو نہین ظلم کریگا اوسپر اور حضرت علی سے مروی ہے کہ بدترین خصلتین مردونکی بہترین خصلتین ہین عورتونکی
اور وہ بخل اور زہد اور نامردی ہے اور جبکہ زاہدہ ہوگی تو شمار اور بدشرم کریگی اس سے کہ کلام کرے کسے سے نرم کہ شک مین ڈالنے والا ہو بیچ حق سکے
اور جبکہ عورت خوفناک اور ڈرتی ہوگی ہر شئ سے پس نہین نکلیگی اپنے گھر سے اور کہا گیا ہے جبکہ ہو عورت خوبصورت اور خوش اخلاق سیاہ چشم
بڑی بال والی سفید رنگ شوہر سے محبت رکھنے والی اور اپنی نظر کو روکنے والی شوہر پر پس وہ حور عین کی مانند اور مشابہ ہے اسلیے کہ اللہ پاک نے توصیف
جنت کی حورونکی انہین صفتونکی ساتھہ فرمائی ہے بیچ اس قول اپنے کی خیرات حسان ارادہ کیا خیرات سے حسن اخلاق کا اور بیچ اس قول اپنے کی
قاصرات الطرف اور بیچ اس قول اپنے کی عربا اترابا پس عروب وہ ہے کہ محبت اور عشق رکھتی ہو اپنے زوج سے اور خواہش رکھتی ہو جماع کے
اور اسکی ساتھہ تمام ہوتی ہے لذت اور حور جمع ہے حوراء کی اور وہ عورت سفید رنگ اور سیاہ اور بڑی آنکھون والی ہے اور حدیث مین ہے نکاح
کرو تم بچہ جنے والی اور بانجھ عورت سے پس تحقیق کہ مین فخر کرونگا بسبب تمہارے اور امتون پر روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے اور حاکم نے عیاض بن غنم سے
اور شیرازی سے روایت ہے علیکم بالشواب النساء فانہن اطیب افواہا وانتق بطونا ای ارحاما واسخن اقبالا انتہی من شرح علی القاری ایضا
اور بہتر یہی ہے ہر ایک زوج اور زوجہ کیلیے نکاح کی کہ سبب زیادتی الفت اور محبت کا ہے اور مرد اس فعل مین اولی ہے کہ ابتدا کرے عورت
اسلیے کہ وارد ہوا ہے حدیث مین تہادوا تحابوا یعنی ہدیہ اور تحفہ بھیجو آپس مین تاکہ دوستی ہو تمہارے درمیان مین اور محبت روایت کیا ہے اسکو
بخاری نے کتاب المفرد مین اور بیہقی نے ابوہریرہ کی حدیث سے ساتھہ سند جید کی اور جبکہ کوئی چیز ہدیہ بھیجے جائز ہے پس نہین لائق ہے
کہ منتظر رہے اونکی طرف مقابلہ کے اوس سے زیادہ دینے اور ایسی ہی جبکہ ہدیہ بھیجا اوسکی طرف پس نیت زیادہ طلب کرنیکی فاسد ہے جیساکہ
اشارہ کرتا ہے اوسکی طرف یہہ قول اللہ تعالی کا ولا تمنن تستکثر یعنی مت دے تاکہ طلب کرے تو زیادہ اوس سے انتہی وقولہ اور ولیمہ کرے شوہر
جبکہ دولہن کو گھر مین لاوے یعنی کھانا پکاوے اور اپنے دوست آشناؤنکو کھلاوے اور یہہ موافق شوہر کے حال کے ہے جس چیز کے پکانیکی توفیق
رکہتا ہے وہی پکاوے نہایہ مین ہے ولیمہ اوس کھانیکو کہتے ہین کہ دولہن کے لانے کے وقت پکایا جاتا ہے اور مشتق ہے ولم سے اور کہا تہذیب مین
کہ ولیمہ طعام دولہن کا ہے باہر کہنا تاکہ پکاوے واسطے دعوت وغیرہ کی اور ولیمہ مین بہت اختلاف ہے اکثر تو اسطرف ہین کہ ولیمہ سنت ہے اور
بعضون نے کہا ہے کہ مستحب ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ واجب ہے اور وقت اوسکا بعد دخول کے ہے یا وقت عقد کے یا دونو وقتونکے قریب
بنا بر اختلاف اقوال کے اور اوسکی تکرار مین بھی اختلاف ہے پس مکروہ جانا ہے تکرر کرنیکو ایک فرقہ نے اور مستحب ہے امام مالک کی نزدیک
ہر ہفتہ بہر اور مجمع البحار مین ہے کہ ضیافت آٹھہ قسم کی ہے ایک ولیمہ دولہن لانیکی وقت اور خرس ادا دینا ہونیکی وقت اور اعذار ختنہ کرنیکی
وقت اور وکیرہ مکان بنانے کی وقت اور نقیعہ مسافر کے آنیکی لیے اور وہ مشتق نقع سے ہے کہ غبار کو کہتے ہین یہہ پکانا ہے مسافر یا اوس کے
بسنے لیے پکایا جاتا ہے اور وضیمہ مصیبت کی وقت اور عقیقہ اولاد کی نام رکھنے کی وقت اور مادبہ ہر کھانیکو کہتے ہین کہ ضیافت کی واسطے
پکایا جاوے بغیر سبب کی اور کل انکی مستحب ہین مگر ولیمہ کہ واجب ہے ایک قوم کے نزدیک کہا بغوی نے کہ مستحب ہے آدمی کو یہہ کہ
ظاہر کرے اللہ کی شکر کو جبکہ اوسکی نعمت کی حدیث کرے کہ المحیط میں ہے ان ضیافتونکی سنت نہین ہین مگر ولیمہ پس وہ سنت مؤکدہ ہے

اور اس مین مظاہر الثواب بی ذکر کیا ہی حسن بن زیاد نی جو گہر مین لاوی مرد عورت کو تو چاہیی کہ بہتر ولیمہ کری اور وہ یہہ ہی کہ بلاوی ہمسایون اور اقرباون اور دوستونکو اور پکاوی اونکی واسطے کہانا اور ذبح کری اونکی لیی انتہی لنجم العلم فہو مروی عنہ علیہ الصلوۃ والسلام قولا و فعلا یعنی وہ یعنی ولیمہ مروی ہی آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سی از روی قول اور فعل کے اہی پر قول پس جیسا کہ مروی ہی صحیحین مین انس رضی اللہ عنہ سی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکہا عبد الرحمن بن عوف کی کپڑی یا بدن پر اثر زردی کا پس کہا آپ نی کیسی زردی ہے یہہ ابن عوف نی کہا نکاح کیا ہی مین نی ایک عورت سی خرمہ کی گٹہلی برابر سونی پر آپنی فرمایا برکت دیوی خدا تعالی تیری تئین ولیمہ کر اور کہانا کہ خدا کی کا پکا اگرچہ ساتہہ بکری کی ہو اور فعل آنحضرت کا پس وہ ہی شیخین نی انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اوسنے کہا کہ ولیمہ نہین کیا آنحضرت علیہ السلام نی کسی ازواج مطہرات اپنی پر جیسا کہ زینب بنت جحش پر ولیمہ کیا ساتہہ بکری کی اور انہین سی مروی ہی کہ ولیمہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ زفاف کیا ساتہہ زینب بنت جحش کے پس پیٹ بہر کر کہلایا آدمیونکو گوشت روٹی اور بخاری مین حضرت عائشہ سی مروی ہی کہ ولیمہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ازواج پر ساتہہ دو مدون کی جو سے کہ ایک مد نصف صاع کا ہوتا ہے اور سنن اربعہ مین انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سی مروی ہے کہ ولیمہ کیا حضرت نی صفیہ کا ساتہہ ستو اور خرمہ کی اور مسلم مین ہے فجعل الرجل یجیئ بفضل التمر و فضل السویق اور صحیحین مین ہے و التمر و الاقط و السمن انتہی و یعجل لانہ فی الیوم الاول سنۃ و فی الثانی متعارف و فی الثالث ریاء اور جلدی کری ساتہہ ولیمہ کی کیونکہ تاخیر مین سنت فوت ہو جاویگی اسلیے کہ وہ پہلی روز مین سنت ہی اور دوسری دنمین متعارف مسلمانون کا ہے اور تیسری دن مین ریا ہی یہہ حدیث مصنف نے بالمعنے نقل کے ہی اور اصل حدیث یہہ ہی کہ روایت کی ہی ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہانا پہلی روز کا حق ہی اور کہانا دوسری دنکا سنت ہی اور کہانا تیسری روز کا سنانی کی واسطے تا کہ لوگ اسکی تعریف کرین اور سنی کہین اختلاف کیا ہی علمانی حق کی معنے مین جو حدیث مین آیا ہی پس بعضون نے کہا ہے کہ بمعنی واجب کی ہے اور مصنف نی اسے قول کو اختیار کیا ہے اور اس قول کے معنی کہ کہانا دوسری روز کا سنت ہی یہہ ہین کہ خبر کرین اوس نقصان کا کہ اول روز مین واقع ہوا ہے اور تکمیل اوسکے کری اور یہی لوگونمین متعارف ہی اور تیسرے روز مین دکہانا ہی اور سنانا ہی اپنی کہانیکو پس اجابت کرنا اول روز مین واجب ہی جیسا کہ مختصر طیبی مین ہے یا سنت موکد ہی جیسا کہ اوسکی غیر مین ہی اور دوسری روز کے اجابت مستحب ہی بنا بر اختلاف کی علما مین اور تیسری روز حرام یا مکروہ ہی اگر ریا معلوم ہو جاوے اور کہانا کہانا پس وہ واجب نہین ہی اگرچہ روزہ دار نہو پہر مستحب ہی تہنیت کہنا اس طور سے کہ کہی بارک اللہ لک و بارک علیک و جمع بینکما فی خیر جیسا کہ روایت کیا ہی ابو داؤد اور ترمذی نی صحیح کہا ہی اسکو اور روایت کیا ہی ابن ماجہ نی ابو ہریرہ سی انتہی من شرح علی القاری ولا یخطب علی خطبۃ اخیہ فہو ایذاء اور نہ پیغام بہیجے نکاح کا اوپر پیغام بہائی مسلمان اپنی کے اسلیے کہ یہہ سبب ایذا کا ہے اسلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی فرمائی ہی جیسا کہ صحیحین مین ابو ہریرہ سی مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی نہ پیغام بہیجے آدمی اوپر پیغام بہائی اپنی کی یہان تک کہ چہوڑ دیوے

یا نکاح کرلی سو اگر نکاح کرلیا تو پیغام بھیجنا متصور نہین ہوتا اور جو چھوڑ دیا تو جائز ہی پیغام بھیجنا ملا علی قاری کی شرح مین ہی کہ ایذا
دینا مسلمانون کو حرام ہی فرمایا اللہ تعالے نی والذین یوذون المومنین والمومنات الآیۃ اور وارد ہے جس نی ایذا دی مسلمان کو
پس تحقیق ایذا دی مجکو اور جس نی ایذا دے مجکو پس تحقیق ایذا دی اللہ تعالی کو روایت کیا ہی اسکو طبرانی نی انس سے مصحح ترجمہ
کہتا ہی کہ پہر جسقدر ایذا ہوگے اوسیقدر حرمت اور کراہیت اوسکے ساتہہ متعلق ہوگے انتہی اور یہ یعنی نہ پیغام بھیجنا جب ہے
کہ وہ دونو راضی ہون مہر معلوم پر اور سوا عقد کی کچھہ باقی نرہا ہو اور جو یہہ حال نہین ہے تو جائز ہی پیغام بھیجنا پہر جو اپنی
بہائی مسلمان کے پیغام پر بعد الرکون پیغام بہیجا تو ہوگا عاصی اور صحیح ہوگا نکاح اوسکا اور نہین فسخ ہوگا نکاح اور
بعض مالکیہ نی کہا ہی کہ فسخ ہوجاویگا کذا فی شرح المصابیح انتہی ولیعلن اور حق نکاح کا یہہ ہی کہ اعلان کری ساتہہ نکاح
اور آشکارا کری اوسکو تا فرق ہوجاوے درمیان اوسکے اور درمیان زنا کی فور دح اسلیے کہ وارد ہوا ہی حدیث بین
اعلنوا النکاح تمہ اسکا ہیجہ واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدف روایت کیا ہے اسکو ترمذی نی حضرت عائشہ سے
اور حسن کہا ہے یعنی آشکارا کرو تم نکاح کو اور کرو اوس کو مسجد مین کہ سبب خیر اور برکت کا ہی اور مارو اوسپر دف
یعنی دف بجاؤ اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ اعلان کرو ساتہہ نکاح کے اگرچہ ساتہہ دف بجانی کے ہو اور روایت
. اور ابن ماجہ اور نسائی نی محمد بن حاطب سی روایت کی ہی کہ فرق درمیان حلال اور حرام کے دف اور صوت ہی یعنی فرق
دونون مین بحسب ظاہر کے عام کے نزدیک اسلیے کہ عقد سامنے گواہو کے اکثر پوشیدہ ہوتا ہی خاص لوگونمی
اور ینبوع الحکم مین ہے کہ سنت عدم قوم مین کہ نکاح کے وقت حاضر ہونا اون کا ضرور ہے وہ ہی کہ وارد ہوا ہے
حدیث مین ہر نکاح کہ نہ حاضر ہون اوس مین چار شخص پس وہ زنا ہے ایک تو خاطب دوسرا ولی عورت کا او
عدل کذا فی شرعۃ الاسلام انتہی اور دف بجانا نکاح مین پس مختصر حلبیہ مین کہا ہے کہ مستحب ہی اور بعضونی کہا ہے
کہ حرام ہی مطلقا اور بعضون نے کہا ہی کہ مباح ہے مطلقا اور کہا دہلوی نی کہ صحیح یہہ ہی کہ بعض وقتون مین تو مباح ہے
مانند عید اور قدوم اور نکاح کے اور حرام ہے سوا انکی اور جگہون مین اور بعضون کہا ہی کہ نکاح مین دف بجانا مستحب ہے
بخاری نے ربیع بنت معوذ سے روایت کی ہے کہ آئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک میری اوس وقت کہ
سونپے گئی مین بیچ گہر شوہر کے پس بیٹھی اوپر فرش میرے کی پس شروع کیا ہمارے چہوکریون نے دف بجانا
اور گانا کہ ناگاہ اون مین سے ایک نی کہا کہ ہمارے درمیان مین نبی ہین کہ جانتی ہین جو کچھہ کل کو ہوگا پس کہا اوسکو
کہ چپ رہو اور چھوڑ دے اوس کو اور جو کچھہ کہ پہلی کہتی تہی وہی کہو اور بخاری نے نی حضرت عائشہ صدیقہ سے
روایت کی ہے کہ وہ کہتی ہین کہ میری پاس ایک لڑکی تہی اوس کا نکاح کر دیا مین نے ایک شخص سی قبیلہ انصار
مین سے جبکہ عروس کو اوسکے شوہر کے گہر مین بہیجا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کو کیون نہ بہیجا
اتنا کم اتنا کم یہ ہنا یعنے تغنی کرتا اسلیئے کہ انصار دوست رکہتی ہین اسکے بیان سے اباحت سرود کی عیدون اور زفاف میں

معلوم ہوتی ہے زیادہ برین یہہ آنحضرت نی جاننا انصار کا مقرر اور مسلم رکہا اور وہ جو مروی ہے حضرت علی بن ابیطالب سے کہا کہ منع
کیا ہے ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دف بجانے اور کہیلنے جہانج اور صوت مزامیر سے معلوم ہوتا ہے کہ دف بجانا جائز نہین
اور یہہ حدیث کہ اعلنوا النکاح ولو بالدف حدیث مشہور ہے پس دلیل ہوسگے اوپر رخصت کی دف بجانے پر کار خیر مین سو جواب اسکا یہہ ہے
[illegible] نے کہ کہا ابو مہاجر نے کہ خبر دی ہمکو ابان بن ابی عیاش نے مغیرہ بن شعبہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی نے
مکروہ کی ہمارے لئے شراب اور جوئے اور مزامیر اور آلات لہو اور کوبہ اور دف پر سوال کیا مینے ابو مہاجر سے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی مین کیسے دف بجاتے تہے کہا ہوتی تہی ایک عورت جبکہ کسی کا عروسی ہوتی تو ایک غربال لیتے
اور ایک چوب بجانے کی پس کوٹہے پر چڑہتے تہے اور مارتے تہے چوب کو غربال پر تاکہ آدمی سنین کہ یہہ عروسی ہے
انتہی وینثر الشکر واللوز علی راسہما وینتہب القوم فہو سنۃ اور بکہیرے جاوی شکر اور بادام اوپر سر اون دونون کے
اور لوٹ لیوے اوسکو جماعت حاضرون کی کیونکہ وہ سنت ہی ابو جعفر طحاوی نی اپنی سند سی اور بیہقی نی معاذ بن جبل سی روایت کی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائی ایک مرد انصار کی شادی عروسی مین پس آئین لڑکیین کہ اونکی ساتہہ شکر اور بادام
طباق تہی پس کہینچی آدمیون نی اپنی ہاتہہ سو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کیون نہین لوٹتے ہو تم سب نی عرض کیا
کہ آپ نی لوٹ غارت سی تو منع فرمایا ہی پس فرمایا وہ لوٹ لشکرون کی ہی اور رامی پر عروسون مین نی نہین منع کیا ہی معاذ
بن جبل کہتے ہین پس دیکہا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کہینچتے تہی شکر اور بادامون کو اون سے اور وہ آنحضرت سے
کہینچتے تہی اور بہی ابن حبان نی انس رضی اللہ عنہ سی روایت کی ہی بیچ حدیث تزویج حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ہمراہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کی کہ بعد نکاح کے ایک طباق خرمونکا لائی فرمایا تاکہ ہر ایک کو اوسکا حصہ پہنچی یہانتک کہ لوگون نی اوس کو
ہاتون ہاتہہ لیلیا اور حجت پکڑی ہی اول حدیث سی طحاوی نی اس امر پر کہ بکہیرنا شکر وغیرہ کا اور نثار کرنا مکروہ نہین ہی جیسا کہ
لکہا ہین طرف اوس کے ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور خاص کیا ہی ساتہہ اوسکی احادیث نہی کو کہا کہ وہ درباب نہبہ اسی لوٹ کی ہین
انتہی من شرح علی القاری وشرح الشیخ فخر الدین رحمہما اللہ اور نجم العلوم مین ہی کہ شرعۃ الاسلام مین ہی کہ سنت مین سی ہی کہ بکہیر
جاوی شکر اور بادام دولہ کے سر پر اور لوٹنا قوم کا اوس کو تبرکا ثابت ہوا ہے آثار اور اخبار سی مین کہتا ہون کہ ہونا اوسکا سنت
اسکی لیئے کوئی حجت صحیحہ نہین ہی بلکہ جو حدیث کہ مروی ہی اس باب مین اوس کو موضوع ہونیکیطرف منسوب کیا ہے
جا تذکرۃ الموضوعات شیخ محمد طاہر مین کہ نکاح کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک عورت سی اپنی ازواج مطہرات مین سی پس
بکہیری صحابہ نی آپکی سر مبارک پر کہجور یہہ حدیث باطل ہے اور حدیث بکہیرنی شکر کے اوپر سر عروس کی اور لوٹنے اوسکی کے
اور دف بجانی کے اور یہہ حدیث کہ نہین منع کیا ہی مین نے تمکو لوٹنی ولائم سی پس اسمین ایک شخص بشر ہین کہ روایت کرتا
موضوعات کو اور کہا بیہقی نی اسناد اسکی مجہول ہی اور سراجیہ مین ہی کہ کچہہ باک نہین ہے شکر اور درہم بکہیرنی مین
ضیافت اور عقد نکاح کی انتہی ویغسل الزوج رجلیہا ویرمی الماء فی زوایا البیت لیدخلہ البرکۃ اور دہووی شوہر دونون

پانون عورت کے اوڈ الے پانی کو گہر کے کونون مین تاکہ داخل ہو اوس مین برکت کہ سبب حفظ دین کی ہے شرح علی قاری مین
کہ مین نے اسکے اصل نہین پائی اور سوا اسکے نہین کہ لائے ہین امام احمد مناقب مین ابی یزید مدنی سے پس کہا بھیجا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف علی کرم اللہ وجہہ کے یعنی بعد عقد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کہ مت قریب ہونا یہان تک کہ مین
تیرے پاس آؤن پس آئی سب نے صلی اللہ علیہ وسلم پہر منگایا پانی فقال ما شاء اللہ ان یقول کہا جو کچہہ کہ اللہ چاہی یہہ کہ ہو دین
یعنے کچہہ پڑہا پہر چہڑکا اوس مین سے اوپر چہرہ اون کے آگے پہر طلب کیا حضرت فاطمہ کو پس کہڑی ہوئین یعنے نے تو بہا اور مانا ال
فی مرطہا من الحیاء پس چہڑکا اون پر بہی آئی اور صحیح روایت ابن حبان کی ہی کہ روایت کی ہے انس بن مالک نے کہ جبکہ
نکاح کیا حضرت نبی فاطمہ زہرا کا حضرت علی کے ساتھہ تو ام سلیم سے کہا کہ ہماری لڑکی کو علی کے گہر مین لیجا اور اونکی سپرد کر
اور اون سے کہدی جلدی مت کرے جب تک کہ مین نہ جاؤن اور اونکو دیکہہ نہ لون جبکہ نماز عشا کے اداکر چکے اونکی گہر مین آئے
پس فرمایا حضرت فاطمہ سے کہ تہوڑا سا پانی لاؤ سو اوٹہین حضرت فاطمہ اور ایک پیالی مین پانی لائین سو حضرت نبی اوسمین اپنا
آب دہن ڈالا اور حضرت فاطمہ سے کہا کہ آگی آؤ اور منہ اپنا میری طرف کر لیں آگی ہوئین حضرت فاطمہ پس چہڑکا آپ نی اوس
پانی مین سے اوپر سینہ اور سر حضرت فاطمہ کے پس یہہ دعا پڑہی اللہم انی اعیذہا بک و ذریتہا من الشیطان الرجیم پہر حضرت
فاطمہ سے کہا کہ میری طرف پشت پہیر لو سو پہیر لے حضرت فاطمہ نے پس چہڑکا آپ نی پانی درمیان دونون شانون اونکی
اور دعا مذکور پڑہی پہر حضرت علی سے فرمایا کہ پانی لاؤ حضرت علی کہتی ہین کہ مین نے جان لیا کہ میرے ساتھہ بہی ایسیہی کرینگی
سو اوٹہا مین اور ایک پیالہ پانی کا آپ کی پاس بہر کر لایا اور میری سینہ پر آپ نی اوسکو چہڑکا اور دعا ئی مذکور پڑہی اور کہا
پشت پہیر پہیر مین نے پشت پہیری پہر میری دونون شانونکی درمیان مین پانی چہڑکا اور دعا ئی مذکور پڑہی پہر فرمایا داخل ہو ساتہہ
اہل اپنی کے ساتہہ نام اللہ تعالے کی انتہی ویسمی عند المباشرۃ اور نیت کرے مباشرت مین یعنی بوقت ارادہ کرنے
جماع کے تحصین الفرج وتفریغ القلب نگاہ رکہنی شرمگاہ کے حرام چیزون سے اور فارغ کرنے دل کے اون چیزون سے
کہ مشغول کرتے ہین رب کی ذکر سے فرمایا اللہ تعالے نی قل للمومنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم اور لذت نفس اور اداء
شہوۃ کی نیت نکرے کہا ہی کہ خوش ہوت آدمی اپنی نفس کو دیوے تو یہہ دل کے قساوت کی سبب ہوتی ہی مگر جماع کہ وہ
واجب کرتا ہی دل کے صفائی کو وسیمی فی ابتداء الوقاع اور بسم اللہ کہی پہلی جماع سے اور خداوند کریم کو یاد رکہی کہ یہہ محل
غفلت کا ہی اور یاد الہی موجب خیر و برکت کی اور اس وقت مین یہہ بسم اللہ منقول ہے بسم اللہ العلی العظیم ولیقرء الاخلاص
اور پڑہے سورۂ اخلاص کو حضور دل سے شرح علی قاری مین ہی کہ مین نے اسکو نہین پایا ہی مگر احیا مین بغیر بیان اسناد کی
ویسال اللہ تعالے الذریۃ الطیبۃ اور سوال کرے اوس تعالے سی اولاد صالح واسطے اقتدا کرنے زکریا علیہ السلام کے اسلیے
کہ اونہون نے کہا تہا رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء اور یہہ دعا پڑہے اللہم اجعلنا ذریۃ طیبۃ ان کنت
قدرت ان تخرج من صلبی ولا تجعلہا شریکا للشیطان ومجانبۃ الشیطان فہو مامور بہ اور سوال کری اوس تعالی شانہ سی

اور کہنا اور ایک سو چھوڑنا شیطان کا اپنی سے اسلیے کہ یہہ یعنی مجانبت شیطان کی حاکم گئی ہی حدیث مین چنانچہ صحاح ستہ مین ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آدمی کوئی تم مین سے اپنی بی بی کی پاس تو کہے
اللہم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان فی ما رزقتنا پس تحقیق جو دی اللہ سبحانہ ان دونو مرد و عورت کو کوئی اولاد تو ہرگز نہین ضرر پہونچاوے گا
اسکو شیطان اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے موقوفا روایت کی ہے جبکہ انزال ہو تو کہے اللہم لا تجعل للشیطان فی ما
رزقتنا نصیبا شرح فارسی سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسوقت ایسی دعائین دل سے کہے اور ہونٹ نہ ہلاوے اور آداب جماع
مین سے یہہ ہی کہ منحرف اور پلیٹ جاوین مرد و عورت دونو قبلہ کے طرف سی بسبب تعظیم اوسکے کے اور برہنہ ہو جوین اور
اندام نہانی کے طرف نگاہ نکرین اور اپنے بدن اور اپنے اہل پر کپڑا ڈال لیوی کہ سنت یہی ہی حدیث مین آیا ہی کہ جو چاہے
ایک تمہارے مین سے کہ جماع کرے ساتھہ اہل اپنی کے تو برہنہ نہوی مانند گدہون کے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے
علیہ بن عبید کے حدیث سے ساتھہ سند ضعیف کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ اونہون نے کبھی عضو مخصوص
آنحضرت کا نہین دیکھا اور نہ کبھی اندام نہانی اونکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور طبیعت بھی اس امر کو مکروہ
جانتی ہی لیکن ماسوا اوسکے اور بدن کا دیکھنا مکروہ نہین ہے قدیم سے مشہور ہین اور بعض صحابہ سے منقول بھی ہی اور آداب
جماع مین سے یہہ ہی کہ پہلی بات چیت اور ملاعبت کرے پھر جماع مین مشغول ہو کہ اس سے محبت اور لذت زیادہ
حاصل ہوتی ہے دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہیے کہ نہ گرپڑے
ایک تم مین سے اوپر بی بی اپنی کے مثل حیوانات کی ولیکن چاہیے کہ اول قاصد بھیجین عرض کیا قاصد کون ہی فرمایا بوسہ
اور کلام انتہی و یکرہ الجماع فی ثلث لیال اول من الشہر والاخر والوسط اور پرہیز کرے جماع کرنے سے تین رات مین مہینے کے پہلی
رات اور آخری رات اور درمیان کے رات مین جو مذکور ہوین سے یہی اوقات حضور الشیطان اسلیے کہ یہہ تینون راتین وقت
حاضر ہونے شیطان کے ہین کہا گیا ہے کہ شیطان ان راتون مین حاضر ہوتے ہین جماع مین اور وہ ان راتون مین جماع
کرتے ہین اور کراہیت ان اوقات کی حضرت علی اور معاویہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہی کذا فی الاحیاء و اول
اللیلۃ لیکون النوم علی الطہارۃ اور اجتناب کرے اول ہر رات مین جماع کرنے سے تا کہ ہووے سونا اوسکا اوپر
طہارت کی کیونکہ سونا جنابت کی حال مین مکروہ ہی اور جماع کے بعد سونا چاہیے یا کہانا کہانا تو وضو کر لے کہ سنت یون ہی ہے
حضرت عمر کے حدیث مین ہے کہ کہا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا سووی ایک ہمارا اور وہ جنب ہو فرمایا
ہان جبکہ وضو کرے روایت کیا ہی اسکو شیخین نے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ تھے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کہ سوتے تھے جنب کہ نہین چہوتے تھے پانی کو روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد و ترمذی اور ابن ماجہ نے اور جنابت کی
حالت مین چاہیے کہ خون نہ نکلواوے اور نہ ناخن اور نہ بال کتراوے کہ قیامت کی روز چاہی گا کہ طرف اوسکے رد کری شرح
فارسی مین بستان فقیہ ابو اللیث سی نقل کیا ہے کہ جماع آخر رات مین بہتر ہے اول رات کی جماع سی کہ معدہ اول رات

پھر سوتا ہی اور اس حالت مین جماع کرنا ضرر کرتا ہی اسلیے جو جماع اول رات مین واقع ہو جاوی تو مستحب یون ہے کہ غسل کری یا تیمم
پھر سووی انتہی مصحح ترجمہ کہتا ہے اور یہہ جو مذکور ہوا کہ کبھی حضرت بعد جماع کے سو جاتی اور پانی کو مس بھی نہین کرتی اسکی تاویل
بعضون نے یہہ کی ہی کہ غسل کے واسطے مس نہین کرتے تھی اور بعضون نے کہا ہی کہ یہہ فعل شارع کا واسطے بیان جواز کے تھا
سو جائز تو اب بھی ہی مگر ادب وہی ہی جو متن مین مذکور ہی ویلبث بعد الفراغ لتفرغ اور ٹھہرا رہے بعد فارغ ہونی اپنی کے تاکہ
فارغ ہو جاوے عورت یعنی اگر مرد عورت سی پہلی فارغ ہو گیا اور اوسکے منی کا انزال ہو گیا تو عورت کی شکم پر ٹھہرا رہی تاکہ عورت بھی فارغ
ہو جاوی کیونکہ انزال عورتون کو دیر کر ہوتا ہی اگر مرد پہلی عورت سی جدا ہو جاویگا تو وہ مشوش ہوگی اور اوسکو ایذا ہوگی فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فلا ینزعنہ والدیک اور دوسرے حدیث مین ہی پس تحقیق تو جبکہ فارغ ہو چکی قبل اسکی
کہ فارغ ہووے عورت تو تمام دن سست رہتی ہی وہ انتہی ویباشر کل اربع لیال اور جماع کری عورت سی بعد ہر چہار شب کی
ایک مرتبہ فہو الاعتدال اسلیے کہ یہہ درجہ اعتدال کا ہی درمیان افراط اور تفریط کے اور ان دونو سے بدن ضعیف ہوتا ہی حکما نے
کہا ہی نہ قریب ہو جماع کے بہت کیونکہ یہہ زندگی کے نور کو چھین لیتا ہی استدلالا باباحۃ الاربعۃ بسبب استدلال کری کی
ساتھہ اباحت چار عورتون کے یعنی اگر چار عورتین ہووینگے تو چوتھی روز نوبت آویگی اس جہت سی تاخیر اس حد تک
جائز ہے مروی ہی کہ ایک عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپکی پاس کعب بن سور حاضر تھے
پس کہا اوس عورت نی یا امیر المومنین میرا شوہر دن کو روزہ رکھتا ہی اور رات کو قیام کرتا ہے اور مین برا جانتی ہون کہ اوسکا
شکوہ کرون پس فرمایا حضرت عمر نے اچھا آدمی ہے تیرا شوہر پھر اوس عورت نی وہی اپنا کلام مکرر عرض کیا حضرت عمر نے
وہی جواب دیا اور کچھ زیادہ نہین کہا پھر کعب نی عرض کیا کہ یا امیر المومنین وہ اپنی شوہر سے شکایت کرتی ہی بیچ ترک
کرنے فراش اوسکی کے حضرت عمر نے فرمایا جیسا کہ تونے اوسکا اشارہ سمجھا ہے پس حکم کر اون دونون کی درمیان
پس بھیجا اوسکے شوہر کے پاس کسیکو تاکہ بلا لاوی پس آیا وہ پس کعب نی اوس عورت سی کہا تو کیا کہتی ہی کہا ای قاضی
حکیم ؎ یا ایہا القاضی الحکیم رشدہ ٭ الہی خلیلی عن فراشی مسجدہ ٭ زہدہ فی مضجعی تعبدہ ٭ نہارہ ولیلہ ما یرقدہ ٭ ولست
فی امر النساء احمدہ ٭ پھر اوسکے شوہر سے کہا کہ تو کیا کہتا ہے ؎ فقال زہدت فی فراشہا فی الحجل ٭ انی امرؤ اذہلنی ما قد نزلا ٭
فی سورۃ النحل وفی السبع الطول ٭ فقال کعب ان لہا علیک حقا یا رجل ٭ نصیبہا فی اربع لمن عقل ٭ فاعطہا ذاک ودع
عنک العلل ٭ پس حضرت عمر نے کعب سی کہا یہہ بات کہان سے جانی تونے ای کعب کہا اس سے کہ اللہ تعالی نے
احرار کے لیے چار عورتین حلال کی ہین پس ہر ایک کی لیے ایک روز ایک رات ہوتی ہے پس پسند کیا اسکو حضرت عمر نے
اور اون کو بصرے کا قاضی کر دیا کذا فی الشمنی شرح النقایۃ مختصر الوقایہ انتہی من شرح علی القاری ویزید لحاجتہا اور زیادتی کری جماع مین
بسبب حاجت عورت کی یعنے اگر عورت کو خواہش زیادہ ہے اور جماع کے زیادہ رغبت کرتی ہی اگرچہ یہہ ہے نہین تو
تو اعتدال کے رعایت رکھی زیادہ جماع کرے فتحصینہا واجب کیونکہ نگاہ رکھنا فرج گاہ عورت کا واجب ہی مرد پر

جس مین خوشنودی اور محافظت اوسکی ہووی دو کری اسیطرح اگر اوسکے حاجت کم ہی تو جماع مین بہی کمی کری و تتخذ کل منہما خرقۃ لازالۃ الاذی اور لیوی ہر ایک مرد عورت مین سے ایک پارچہ واسطے دور کرنے پلیدی منی کے کہ ہماری نزدیک نجس ہی اور امام شافعی قول کے موافق اگرچہ منی پاک ہی تو طبیعت کی کراہیت سی تو خالی نہین ہے باوجودیکہ نکلنا خلاف سی مستحب ہی ساتہہ جماع اہل شریعت کی مسوغ الحکم مین شرعۃ الاسلام سے نقل کیا ہے کہ مرد و عورت ایک پارچہ سے اندام نہانی کو صاف نکرین کہ اس مین تفرقہ اور جدائی ہوجانی کا اندیشہ ہی انتہی و یضاجع الحائض و یواکلہا و یشاربہا اور اپنی ساتہہ سلاوی حائضہ عورت کو اور اپنی ساتہہ کہانا کہلاوی اوسکو اور اپنی ساتہہ پانی پلاوی یعنی اگر عورت حائضہ ہو تو اوسکے ساتہہ کہانا پینا اور ہم خوابگی کری سوا جماع کے اور اوسکے ساتہہ ان امور مین کراہیت نکری بسبب فرمانے آنحضرت علیہ السلام کے اعتزال کے معنے مین جو آیت مین وارد ہی فاعتزلوا النساء فی المحیض کہ کرو تم ہر شے مگر نکاح یعنے جماع نکرو پس ماسوای جماع کے سب امور معانقہ مصافحہ کہانا پینا سب جائز ہین اور وطی کرنا حائضہ سی فرج مین حرام ہی بالاتفاق کہا ابن ہمام نی نہ قریب ہو اوس سے زوج اوسکا اور جو آیا اوسکو درحالیکہ حلال جاننی والا اوسکا ہو تو کافر ہوجاویگا اور اوس حال مین کہ عالم ہو ساتہہ حرمت کی جو کبیرہ گناہ ہی تو واجب ہوگے توبہ اور صدقہ کری ایک دینار یا نصف اوسکا از روی استحباب کی کہا علی قاری نی کہ کہا ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی نے جدید قول مین جو راجح ہی اونکی مذہب مین اور احمد نے ایک روایت مین کہ مغفرت طلب کری اللہ تعالی سے اور کچہہ واجب نہین اس پر لیکن شافعی کی نزدیک مستحب ہی کہ ایک دینار تصدق کری اگر اقبال دم مین وطی کی اور نصف دینار تصدق کری اگر ادبار دم مین وطی کے مخالفۃ للمجوس بسبب مخالفت مجوس کے یعنی اپنی بی بی کے ساتہہ تمام امور جائز ہین سوای جماع کی حالت حیض مین بسبب مخالفت مجوس کے کہ وہ حائضہ عورت کو نجس نجاست جانتی ہین اور اوس سے نہایت پرہیز کرتے ہین یہانتک کہ گہر سے نکال دیتے ہین اور اسیطرح یہود بہی آنحضرت علیہ السلام سے حدیث آئی کہ صنعوا ابن ہیت تم امر کیا گیا ہی ہو کہ یکجا ہو تم عورتونکی مجامعت سی جبکہ حائضہ ہون اور نہین حکم کیا ہی تمکو کہ نکال دو تم اونکو گہرون سے جیسے کہ عجمی کرتے ہین اور حکم اقتصاد اور میانہ روی ہی درمیان افراط کے جو یہود کرتے ہین اور تفریط کی جو نصارا کرتے ہین کہ حیض کے حالت مین جماع کرنی مین اور کچہہ باک نہین کرتے انتہی من نجم العلم و لا یاتیہا جانب الدبر فہو لواطۃ الصغرٰی اور نہ آدمی عورت کو دبر کی جانب سی کہ وہ لواطت صغرا ہے یعنی نہین لائق ہے کہ عورت سے جماع کری فرج مین دبر کے جانب سی اگرچہ یہہ جائز ہی جیسا کہ دلالت کرتا ہی اوس پر یہہ قول اللہ تعالی کا فاتوا حرثکم انی شئتم کیونکہ دبر کے جانب سی آنا لواطت صغریٰ ہی کیونکہ جماع کرنا اس صورت سی ملامست بالدبر سے خالی نہین ہے پس بسا اوقات واقع ہوجاویگا اوس مین اسلیے کہ جو شخص گرداگرد پہری چاہ کی پس بہی نکیہی تو اوس مین گریگا انتہی نجم العلم اور شرح علی قاری مین ہے کہ اگر متن مین سے جانب کا لفظ یک سو کردیا جاتا مصنف اگر جانب کا لفظ نلکہتا تو بہتر ہوتا تعیین مراتب مین اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالی نے نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم یعنی آگی سے اور پیچہی سے اور حیت لٹا کر اور ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ تحقیق عمر رضی اللہ عنہ آئے طرف

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس عرض کیا یا رسول اللہ ہلاک ہوا مین فرمایا کس چیز نے ہلاک کیا تجکو قال حولت رحلی البارحۃ پہر
نہین جواب دیا آپنے کچھ پس وحی بہیجی اللہ تعالی نے نساؤکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم پس فرمانی نہی آگے سی آؤ اور پیچہے سی آؤ
بچے دبر کے اور حالت حیض سی کذا فی المعالم اور صحیحین مین ہے کہ یہہ قول اللہ تعالے کا نساؤکم حرث لکم آخر آیت تک نازل ہوا ہی یہودیوں کی رد مین
کہ کہتی ہتے جو شخص کہ جماع کری عورت کی قبل مین دبر کے جانب سی تو اولاد اوسکی بہینگی پیدا ہوگی پہر مراد حرث سی موضع زراعت
اور منبت ولد ہی یعنی جہان سے اولاد پیدا ہوتے ہین اور دبر تو محل گندگی کا ہی اور مصنف نی اوسکو لواطت صغری
اسواسطے کہا ہے کہ لواطت کبری مردون کے ساتھہ بدفعل کرنیکو کہتی ہین اور کچھہ خلاف نہین ہے درمیان سلف اور خلف کے
کہ وطی کرنے والا بی بی یا جہوکری سے اوسکی دبر مین ملعون ہی اور تصریح کے مالک نی اوسکے رحم کرنے پر پس جو کچھہ کہ اون سے
نقل کرتے ہین افترا ہی کہ اوسمین کچھہ شک نہین ہے اور کیسے یہہ فعل حرام نہو حالانکہ جماع حیض مین حرام ہی بسبب گندگی کی
اور گندگی دبر کے اوس سے بہت زیادہ ہی اور تحقیق روایت کی ہے احمد نے اپنی مسند مین اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے
مرفوعا کہ ملعون ہی جو شخص کہ وطی کری اپنی بی بی کی دبر مین اور ایک روایت مین احمد کے اور اصحاب سنن اربعہ کے
اونہین سے مروی ہی کہ جو شخص آیا کاہن کے پاس پس جانا اوس امر کو کہ وہ کہتا ہی یا جماع کیا اپنی بی بی سے حیض کے
حالت مین یا جماع کیا عورت کی دبر مین پس تحقیق بیزار ہوا اوس چیز سے کہ نازل ہوئی ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہی ما فی شرح
علی القاری شرح قاری مین ہی کہ لواطت صغری اس کو اسواسطے کہا کہ مردون کے ساتھہ شہوت سی آنا لواطت کبری ہی کیونکہ
مرد کسی وجہ سے تقاضا شہوت کی لیے موضوع نہین ہین بخلاف عورتون کے فرمایا علیہ الصلوۃ والسلام نے جس نے اوطی کیا
اپنی بی بی یا اپنی لونڈی یا اپنی غلام سے تو نہین پاویگا خوشبو جنت کی انتہی صحیح ترجمہ آتا ہی کہ اوس سے علت سی معلوم
ہوتا ہی کہ مراد مصنف کی قول اوسکی سے جو ہی جانب الدبر ہی دبر مین جماع کرنا ہی گو لفظ جانب بظاہر اسکو نہین چاہتا کیونکہ در
رعایت ظاہر لفظ کے یہہ قول مخالف احادیث صحیحہ کے ہوتا ہی و حاشا اللہ ان یقول بہ ولا یداوم علی ترک الوطی فہو یضعف قوتہ
اور مداومت اور ہمیشگی نکری وطی کی چہوڑنے پر مطلقا کہ وہ سستی کرتی ہی قوت جماع کو کیونکہ سبب قوت کا منی ہی اور جبکہ
ٹہر جاویگی تو تاثیر اوسکی جاتی رہیگی چنانچہ طبیبون نے کہا ہے کہ جو منی کا پانی نکلتا ہی تو اور تازہ منی پیدا ہوتی ہی مانند
کنوین کی کہ جسقدر اوس کا پانی نکالا جاوی اوسیقدر اور پانی صاف آتا ہی اور جبکہ چہوڑ دیا جاوی تو فاسد ہو جاتا ہی اور شاید کہ یہہ نسبت
بہت شہوت والی کے ہی کہ اوسکو جماع کے ترک کرنے سے امراض ردیہ پیدا ہو جاتے ہین مثل دوران اور ظلمت بصر اور ثقل
بدن اور ورم خصیون کے اور وطی مع الانزال پر ایسی مداومت بہی نکری کہ ظرف اوسکا خالی ہو جاوی مانند چاہ کے ولا یبا
شر بعد مباشرۃ واحتلام الا ان یغسل نفسہ او یبول اور نہ جماع کری بعد جماع کے اور احتلام کے مگر یہہ کہ دہو لیوی اپنی ذکر کو یا پیشاب
کر لیوے یعنی اگر چاہی کہ جماع کے بعد پہر جماع کرے یا احتلام کے بعد جماع کا ارادہ ہو تو اپنی عضو تناسل کو دہو لیوی یا پیشاب
کر لیوے تا کہ نکل جاوی بقیہ منی کا کہ وہ سبب بیماری کا ہی اور جو کچھہ کہ بعد دہونے یا پیشاب کرنیکی نکلی وہ مذی ہوتی ہی مسلم نے

ابو سعید خدری سی روایت کیا ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ آوے ایک تمہارا اپنی اہل کو یعنے جماع کرے پھر ارادہ کرے
لوٹنے کا یعنے پھر جماع کرنا چاہے پس چاہیے کہ وضو کر لیوے درمیان دونون جماع کے کہا علی قاری نے جلیے سی نقل کر کے
کہ مراد وضو سے دہونا عضو تناسل کا ہے بسبب اس روایت کی کہ اگر پھر ارادہ کرے عود کرنے کا پس چاہیے کہ دہووے اپنی ذکر کو کہا گیا ہے
کہ اسے یہ جمہور بہی امین کہا ابن الملک نی کہ یہہ اطیب اور اکثر ہی واسطے نشاط اور تلذذ کے اور کہا ابن مقنیع نے جس نے جماع کیا اپنے
بی بی سے اور نہین دہویا اپنی ذکر کو تو پیدا ہوتی ہین اوس سی حصبات پس نہ ملامت کرے مگر اپنی نفس کو شرح فارسی مین ہی کہ امام
مونف کے کلام سے ایسا مفہوم ہوتا ہی کہ الا ان یغسل لا یباشر بعد المباشرۃ کے ساتھہ متعلق ہے اور او ہوا متعلق ہی احتلام سے
یعنے اگر جماع کرنے کے بعد ارادہ جماع کا کرے تو اپنی ذکر کو دہو لیوے اور جو احتلام کے بعد جماع کا ارادہ کرے تو پہلے ثیاب کر لیوی انتہی ولا
یعزل اور نہ عزل کرے منی کے پانے کو عورت کی فرج سی بعد ایلاج کے عزل ساتہہ فتح عین مہملہ اور سکون زاء معجمہ کے دور کرنا نطفہ کا
رحم مین نہ پڑنے لے نجم العلم مین ہے کہ کتب حنفیہ مین مذکور ہے کہ عزل مکروہ نہین ہے اپنی بی بی کے رضامندی لیسے اگرچہ ہو بارضا منعدی
اوسکی مولا سی اگر کسی کے ملک مین ہو اور جو امہ مملوکہ ہے تو بے رضامندی اوس کے بہی مکروہ نہین ہی کہا احیا مین ہے
کہ تحقیق اختلاف کیا ہی علماء نے عزل کے مباح اور مکروہ ہونے مین اور چار مذہبون کے بعضون نے تو ہر حال مین مباح کیا ہے
اور بعض حرام جانتے ہین اور بعضون نے کہا کہ حلال ہے بی بی کے رضامندی لیسے اور بے رضامندی اوسکے کے حرام ہی اور بعضون نے
کہا ہے کہ مباح ہے مملوکہ مین نہ حرہ مین اور صحیح ہماری نزدیک یعنے شافعیہ کے یہہ ہے کہ وہ مباح ہے اور کراہیت بمعنے ترک فضیلت
کے ہے نہ ساتہہ معنے تحریم اور تنزیہہ کے انتہی اور اوسکے طرف مشعر ہے کلام مصنف کا کہ کہا فہو کالجلوس فی المسجد بلا عبادۃ
والاقامۃ بمکۃ بلا حج اسلیئے کہ جماع ساتہہ عزل کے مانند بیٹھنے کے ہے مسجد مین بدون عبادت کی اور مانند اقامت کرنے کے ہی کہ مکہ معظمہ مین
بدون ارادہ حج کی یعنی ہر برس مین اور ایسے ہی بغیر طواف کی ہر دن رات مین یعنے جیسے مسجد مین بے عبادت کی بیٹھنے اور مکہ
معظمہ مین بغیر حج ٹہرنے سی کچہہ حاصل نہین ہی ایسے ہی جماع مین ساتہہ عزل کے کچہہ ثمرہ نہین ہے کیونکہ مقصود اصلی جماع سے
حاصل ہونا اولاد کا ہی اور وہ عزل مین حاصل نہین نجم العلم مین ہے کہ پہر احیا مین کہا کہ سوا اسکے نہین کہ کہا ہمنے کہ نہین
کراہیت ہی عزل مین بمعنے تحریم اور تنزیہہ کے کیونکہ ثابت کرنا نہی کا سوا اسکے نہین کہ ہوتا ہے ساتہہ نص یا قیاس کے منصوص پر
اور اس مین کوئے نص تو ہے نہین نہ کوئے اصل ہے کہ قیاس کیا جاوے اوس پر بلکہ اس جگہہ کہ اوس پر قیاس کیا گیا ہے
یہہ ہے کہ وہ چہوڑنا نکاح کا ہے مطلقا یا چہوڑنا جماع کا ہی بعد نکاح کے یا چہوڑنا انزال کا ہے بعد ایلاج کے پس ان سب بے
ترک فضیلت ہی اور نہین ہے ارتکاب نہی کا منتہی جانا چاہیے کہ عزل جو مذکور ہی متن مین علی الاطلاق مذہب حنفیہ کے
موافق نہین ہے کیونکہ عزل حرہ سے بغیر اوسکے رضامندی کی اور امہ غیر مملوکہ سے بغیر رضامندی اوسکے مولا کے حرام ہے انتہی
ما فی النجم اور شرح علی قاری مین ہی کہ اختلاف کیا گیا ہی عزل مین اور معتمد یہہ ہی کہ حرہ سے اجازت لیوی نہ امہ سی اور مکروہ
جانا ہی ایک جماعت نی عزل کو مطلقا بسبب اسکے کہ وارد ہوا ہی قول علیہ السلام سے کہ وہ وأد خفی یعنی زندہ درگور کرنا ہے جیسا کہ

مسلم مین ہی حدیث جدامہ بنت وہب سی کہ وہ قتل حکمی ہی پس مراد کراہت سی چھوڑنا اولی اور افضلیت کا ہی اور عزل اور واد خفی مین منافات
کیونکہ واد خفی مین جو آیا ہی وہ جو داد مشہور ہی اسیواسطے حضرت علی رضی اللہ عنہ نی فرمایا کہ موؤد نہیں ہوتا مگر بعد ساتھ اطوار کے اور
وہ آیت جو وارد ہے اطوار خلقت مین اور وہ یہہ قول اللہ تعالی کا ہی ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین ثم جعلنا النطفة فی
قرار مکین اس قول تک ثم انشاناہ خلقا آخر یعنی یہہ ہونگی ہمنی او سمین روح انتہی ولایاثم بہ ای بنوی استبقاء الملک فی الجاریة اور نہین
گنہگار ہوتا ہی ابتدہ ساتھ عزل کی اگر نیت کری باقی رکھنی ملک نام کی جاریہ مین اسلیے کہ حمل سے ام ولد ہوجاتی ہی اور ام ولد مین ملک
ناقص ہے کہ مالک کو سوا خدمت کی خلا ملا مین اور کچھ تصرف مثل بیع اور ہبہ اور اجارہ اور ارث کی جائز اور روا نہیں ہی اور بعد
موت مولی کی علی الاطلاق آزاد ہوجاتی ہی مانند مدبر کے والحسن والسمانیة للتمتع اور نہین گنہگار ہوتا ہی ساتھ عزل کے اگر نیت کری
باقی رکھنی جمال اور ترو تازگی اوسکی کی واسطے دوام رہنی تمتع اور لذت کی کیونکہ حمل اور ولادت کی سبب سی عورت کی خوبصورتی اور
ترو تازگی مین نقصان آجاتا ہی والحیوة بالتحرز عن المخاض یہہ قول معطوف ہی اور مراد اوسکی حیات الحسن ہے اور جو نیت کری باقی رکھنی
حیات کی بسبب خوف درد زہ کی بسا اوقات اوسمین ہلاکت ہوتی ہی اسیواسطے حمل کو بعضی مرض موت مین شمار کرتے ہین اولخوف
من الافضاء الی کسب الحرام یہہ قول معطوف ہی قول اوسکے پر جو استبقاء الملک ہی یعنی گنہگار نہین ہوتا ہی ساتھ عزل کے
اگر نیت کری ڈر پہنچانی اوسکی کے سے طرف کسب حرام کی یعنی اگر دل مین ڈرتا ہی کہ اگر عزل نکرونگا تو اولاد کثیر ہوگی اور
اوسکی کثرت کی جہت سی کسب حرام کرنا پڑیگا اور اسمین خوف اصلی مقصود کا ہی پس اس خوف کی جہت سی گنہگار نہوگا لیکن
توکل کی فضیلت اسمین ترک ہوجاویگی فکانوا یعزلون وما نہوا عنہ پس تہی صحابہ کہ عزل کرتے تہی منتظر عواقب امور کے حالانکہ
نہین کی گئی تہی اوس سی صحیحین مین جابر رضی اللہ عنہ سی مروی ہی کہ ہم عزل کرتے تہی بیچ زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اور قرآن اوترتا تہا اور زیادہ کیا ہی مسلم نے پس پہنچی یہہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پس نہین منع فرمایا ہمکو اور مسلم سے
ایک روایت مین ہی ابی سعید کے حدیث سی کہ لوگون نے سوال کیا آنحضرت سی عزل کی پس کہا کچھہ باک نہین ہی تمپر اگر
نکرو اسکو اور روایت کیا ہی اسکو نسائی نے ابی صرمة کے حدیث سی اور صحیح مسلم مین جابر سے مروی ہی کہ ایک شخص آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ میری ایک جاریہ ہی اور وہ ہماری خدمت کرنیوالی ہی وسانیتنا فی النخل اور
پانی دینی والی ہماری چہوارونکے باغ کو اور وطی کرتا ہون اوس سے اور مکروہ جانتا ہون کہ وہ حاملہ ہوجاوی پس آپ نی
فرمایا عزل کر اوس سے اگر چاہے تحقیق وہ قریب ہی کہ آویگا اوسکے درمیان جو کچھہ مقدر کیا گیا ہی اوسکی لیے پس چند روز وہ شخص
ٹہرا رہا پہر آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جاریہ تو حاملہ ہوگئی آپنی فرمایا کہ مین نے خبر دی تہی کہ وہ قریب ہی
آویگا کہ اوسکی پیٹ مین جو کچھہ کہ مقدر کیا گیا ہے واسطے اوسکی اور صحیحین مین ابی سعید کے حدیث سی مروی ہی ما من نسمة قدر
کونہا الا وہی کائنة انتہی ما فی شرح القاری وان کان فیہ ترک الفضیلة وہو التوکل اور اگرچہ اسمین ترک کرنا فضیلت کا
اور وہ توکل ہی یعنی گنہگار نہین ہوتا ساتھ عزل کے بسبب خوف کسب حرام کے کہ متفرع ہے کثرت اولاد پر اگرچہ اسمین

ترک فضیلت اور ساقط ہونا درجہ کمال ہے کہ وہ مفقود ہونا توکل اور وثوق کا ہی ساتھہ ضمان الہی کی بندون کی رزق وینی پر
چنانچہ فرمایا وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا پس عزل کرنا بسبب خوف کسب حرام کی گناہ نہین رکہتا لیکن اوسمین ترک فضیلت
توکل ہی تجم العلم مین ہی کہ نیت مذکور جو باعث ہو عزل پر موجود ہی باندیون مین بہی ہماری نزدیک پس حرہ مین بغیر رضامندی اوسکی سے
اور اسہ مملوکہ مین بغیر رضامندی مولی کی نہین دفع کرتے وہ نیت گناہ کو ہماری نزدیک پس مصنف نی ان سب مین امام غزالی کی تبعیت
کی ہی اور شاید لایا مصنف اسپر کہ عزل مین بسبب خوف کسب حرام کی ترک کرنا فضیلت توکل ہی ساتھہ اس قول اپنی کی فوردح لیس
وارد ہوا ہی ابی سعید کی حدیث مین کہ دیلمی نی اوسکو روایت کیا ہی من ترک النکاح مخافۃ العیلۃ فلیس منا یعنی جو کوئی کہ ترک کری نکاح
بسبب خوف فقر اور درویشے کی پس نہین ہی ہم مین سی یہہ تفسیر کے مصنف نی منا کی ساتھہ اس قول اپنی کی ای من اخلاقنا یعنی
اخلاق ہماری سی چہوڑنا نکاح کا بسبب خوف درویشے کی اخلاق اور سنت ہماری مین سی نہین ہی اور عزل مانند ترک نکاح کی ہی
ساتھہ خوف اولاد کی عیلہ ساتھہ فتح عین مہملہ اور سکون یاء تحتانیہ اور لام مفتوحہ درویشے اور فقر کو کہتی ہین کہا نہایہ مین ہی عال
یعیل عیلۃ اذا افتقر ویاثم ان خاف ولادۃ البنت اور گنہگار ہوتا ہی اگر خوف کری پیدا ہونی لڑکی کا یعنی اس خوف سی عزل کرتا ہی
کہ اگر عزل نکرونگا تو لڑکی پیدا ہوگی فہو عادۃ الجاہلیۃ اسلیے کہ خوف کرنا پیدا ہونی لڑکے سی عادت اہل جاہلیت کی ہی کہ لڑکی کی
پیدا ہونے سی غمگین ہوتے تہی اور اونکو زندہ درگور کرتے تہی بسبب اعتقاد فاسد اپنے کے کہ اونکی شادی کرنے مین
عار ہی چنانچہ خدا ونکریم اہل جاہلیت کے حال سی خبر دیتا ہی کہ لڑکی پیدا ہونیسے نہایت ناخوش ہوتی ہین واذا بشر احدہم بالانثی
ظل وجہہ مسودا وہو کظیم یتواری من القوم من سوء ما بشر بہ ایمسکہ علی ہون ام یدسہ فی التراب پس یہہ نیت فاسد ہی پہر اس سبب سے
اگر اصل نکاح ترک کیا یا جماع کو ترک کیا تو گنہگار ہوگا او ان اراد المبالغۃ فی النظافۃ اور گنہگار ہوتا ہی ساتھہ عزل کی اگر ارادہ کرے
ساتھہ اوسکے مبالغہ کو عورت کی پاکی مین یعنی اگر عزل کرنا بسبب بچانی عورت کی ہو لوث نفاس اور رضاع اور درد زہ سے
مین گنہگار ہوگا ساتھہ عزل کے فہو بدعۃ پس وہ یعنی عزل ساتھہ اس قصد کی بدعت ہی کہ سلف کی زمانی مین تہا اور خوارج کے
عورتون کی عادت مین سی ہی بسبب مبالغہ اونکی کی پانی کے استعمال مین یہانتک کہ قضا کرتے ہین حیض کی ایام کے نمازین
اور نہین داخل ہوتی ہین بیت الخلا مین مگر برہنہ تن پس یہہ بدعت ہی مخالف سنت کی مروی ہی کہ خوارج کی ایک عورت نی حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سی اذن چاہا آنیکا جبکہ داخل ہوئین بصرہ مین پس نہین اذن دیا آپنی والفرح بالمولود اور خوش ہو وے ساتھہ
اولاد کی کہ پیدا ہو لڑکا یا لڑکی کہ مواہب الہی مین سی ہی جیسا کہ اشارہ کرنے والا ہی اطرف اوسکے یہہ قول اللہ تعالی کا یہب
لمن یشاء اناثا ویہب لمن یشاء الذکور فوردح اسلئے کہ وارد ہوا ہی حدیث مین انہ نور فی الدنیا وسرور فی الآخرۃ یعنی تحقیق کہ لڑکا
نور اور روشنی آنکہہ کی ہی دنیا مین اور خوش دلی ہی آخرت مین کہ والدین کی شفاعت کریگا اور بہشت مین لیجاویگا شیخ
علی قاری نی کہا ہی کہ مین نی اسکے اصل نہین پائی اور بیشک کہا گیا ہی کہ ولد جبکہ زندہ رہا تو نفع کریگا اور جبکہ مرجاویگا
تو شفاعت کریگا اور تحقیق وارد ہوا ہی کہ الولد ثمرۃ القلب کا ہی وانہ مجبنۃ ومبخلۃ ومحزنۃ روایت کیا ہی اسکو ابو یعلی موصلی نی ابی سعید

اور یہ روایت حکیم کی ہے ترمذی سے اوسنی روایت کی ہے خولہ بنت الحکیم سے کہ ولد خوشبو جنت کی ہے ہوا نہی دلالیتم بالبنت اذ یہ غمگین الولد لہ
ساتھہ پیدا ہونی دختر کے خوشی کی ایسی ہے زیادہ خوشی بہی ہو ساتھہ پیدا ہونی لڑکے کی لان الصلاح مستور اسلیے کہ صلاح حال اون کی کہ بہت سے
اور مخفی ہے نہیں معلوم کہ کس مین ان دونون سے بہتری اور صلاح زیادہ ہے بہت بیٹی والی آرزو کرتے ہین کہ کاشکے یہ پیدا نہ ہوتا یا اوسکی جگہ
لڑکے پیدا ہوتی اور بہت لڑکیین ایسی صالحہ ہوتی ہین کہ لڑکے اونکے عشر عشیر بہی نہین ہوتے اور کبہی اسکی بالعکس بہی ہوتا ہے یا مراد صلاح سے نفع
اور برکات ہے اور وہ بہی مبہم اور بے معلوم ہے جیسا کہ اشارہ کرتا ہے اسکی طرف یہ قول اللہ تعالی کا آباؤکم ونساؤکم لاتدرون ایہم اقرب لکم نفعا
انتہی من شرح علی القاری ویزداد فرحا مخالفۃ للجاہلیۃ بلکہ لڑکی پیدا ہونی سے زیادہ خوشی کرے واسطے مخالفت اہل جاہلیت کی کہ لڑکی کے پیدا
ہونے سے غمگین ہوتے تھے چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے واذا بشر احدہم بما ضرب للرحمن مثلا ظل وجہہ مسودا آور وارد ہوا ہے حدیث مین جو کوئی کہ جاوے
طرف کسی بازار کی مسلمانون کے بازارون مین سے پہر خریدے کوئی چیز پہر اوٹہا لاوے طرف گہر اپنی کے پہر خاص کیا ساتھہ اوسکی لڑکیون کو نہ لڑکون کو
تو نظر کرتا ہے طرف اوسکی اللہ تعالی اور جو شخص کہ نظر کرے طرف اوسکی اللہ تعالی تو نہین عذاب کریگا اوسکو روایت کیا ہے اسکو خرائطی نے ساتھہ
سند ضعیف کی اور اوسکی ایک روایت مین ہے پس شروع کرے ساتھہ اناث کی قبل ذکور کے انتہی من شرح علی القاری وفی شرح اور وارد ہوا
واثلہ کے حدیث مین کہ برکۃ المرأۃ تبکیرہا بالبنات برکت اور نیکی عورت کی جلد لانا اوسکا ہے دخترون کو یعنی میمنت اور برکت عورت کے
اسمین ہے اول اولاد اوسکی دختر ہووے روایت کیا ہے اس حدیث کو دیلمی نے حضرت عائشہ اور واثلہ سے دونون نے مرفوعا ان لفظون
سے من برکۃ المرأۃ تبکیرہا بالاناث اور حکایت کیا ہے اوسکو ابن عطیہ نے ثعلبی سے موقوف اوپر واثلہ کے ان لفظون سے من یمن المرأۃ تبکیرہا
بالانثی قبل الذکر لان اللہ تعالی بدأ بالاناث یعنی اسواسطے کہ شروع کیا اللہ تعالی نے اپنی کلام کو ساتھہ لڑکی کے کہ جگہ فرمایا یہب لمن یشاء
اناثا ویہب لمن یشاء الذکور اور بہی ابن عباس نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے بددعا کی اپنی بیٹیون پر ساتھہ موت کی پس فرمایا نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے مت بددعا کر اسلیے کہ برکت لڑکیون مین ہے ذکر کیا ہے اسکو سخاوی نے انتہی من شرح علی القاری اور مروی ہے حدیث
مین من ابتلی منہن بشیء فاحسن الیہن کن لہ سترا من النار جو کوئی کہ مبتلا کیا جاوے اونمین سے ساتھہ کسی چیز کے یعنی کم ہون یا زیادہ
پس احسان اور نیکی کرے طرف اونکی تو ہوتی ہین واسطے اوسکے لڑکیین اوسکی لیے پناہ دوزخ کے آگ سے روایت کیا ہے اسکو احمد اور شیخین اور ترمذی
نے حضرت عائشہ سے ساتھہ لفظ من ابتلی من ہذہ البنات کی احادیث اور ابن عباس سے مروی ہے نہین ہے کوئی شخص کہ پاوے اوسکو
دو بیٹیین پس احسان کرے اونکی ساتھہ جبتک کہ اسکی ساتھہ رہین تو داخل کرینگی یہہ دونو اوسکو جنت مین روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ
اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح الاسناد ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو شخص کہ اوسکی دو بیٹیین ہون یا دو بہنین پس نیکی کرے
اون دونو کے ساتھہ جب تک کہ اوسکی ساتھہ رہین تو ہونگا مین اور وہ جنت مین مانند ان دونون کے روایت کی ہے اسکو خرائطی نے مکارم
اخلاق مین ساتھہ سند ضعیف کی اور روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے ساتھہ لفظ من عال جاریتان کے اور کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے اور ابن
مسعود سے مروی ہے جو شخص کہ ہو اوسکی ایک بیٹی پس آداب سکہادے اوسکو پہر اچہی طرح آداب سکہادے اوسکو اور غذا
دیوے اوسکو پہر اچہی طرح غذا دیوے اور بخشے اوپر وہ نعمتین کہ بخشی ہین اللہ تعالی نے اوسپر کانت لہ میمنۃ ومیسرۃ من النار الی الجنۃ

روایت کیا ہی اسکو طبرانی نی کبیر مین اور خرائطی نی مکارم الاخلاق مین اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی مروی ہی جو شخص کہ اوسکی تین بیٹیان ہون یا تین بہنین پس
صبر کری اوس پر سختیون اور ضررون اونکی کی تو داخل کریگا اوسکو اللہ تعالی جنت مین بسبب بزرگی رحمت اوسکی کی اونپر پس ایک آدمی نی عرض کیا یا دو ہون یا رسول اللہ کہا دو ہون پہر ایک
شخص نی عرض کیا یا ایک ہو فرمایا ایک ہو روایت کیا ہی اسکو خرائطی نی اور لفظ اوسی کی ہین اور روایت کی ہی حاکم نی اور نہین کہا یا دو بہنین ہون اور
کہا صحیح الاسناد ہی انتہی ویؤذن فی اذنہ الیمنی اور اذان کہی بچہ کی داہنی کان مین پیدا ہونیکی وقت تاکہ ذکر اللہ عز وجل پہلی اوسکی کان مین پہنچی اور بلانا
بلانی والی کا طرف طاعت اور عبادت اوسکی کی ویقیم فی الیسری اور اقامت کہی بائین کان مین تاکہ ہو وہی سبب اوسکی حاضر ہونیکا مسجد مین اور ادا کری نماز
ساتہہ جماعت کی ابی رافع سی مروی ہی کہا دیکہا مین نی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اذان کہی حسین رضی اللہ عنہ کی کان مین جبکہ جنا اونکو
حضرت فاطمہ نی روایت کیا ہی اسکو احمد نی اور لفظ اونہین کی ہین اور روایت کیا ابوداود اور ترمذی نی اور صحیح کہا ہی اسکو مگر اون دونون نی حسین
کی جگہہ الحسن کہا ہی فروح اسلیے کہ وارد ہوا ہی اس باب مین حدیث امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ عنہم سی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کہ پیدا ہوا اوسکی یہان بچہ پس اذان کہی اوسکی داہنی کان مین اور اقامت بائین کان مین رفعت عنہ ام الصبیان تو اوٹہا لی جاتی ہی اوس سے
ام الصبیان کہ مشہور بیماری ہی اور نہایہ مین کہا ہی کہ وہ ایک ہوا ہی کہ لڑکونکو عارض ہوتی ہی پس اکثر اونکو غشی طاری ہوجاتی ہی انتہی
اور بعضون نی کہا ہی کہ وہ شیطان کی جنس سی ہی اور اوسکی پستان عورت کی پستان کی مانند ہوتی ہی اور اذان سی بہاگتے ہی تحم العلم مین ہی
اذان کہنا بچہ پیدا ہونیکی وقت سنت ہی تاکہ اول اوسکی آتی ہی دنیا مین کلمۃ اللہ اور دین اسلام اوسکی کانمین داخل ہووی بعضون نے
کہا ہی کہ خاص کرنا اوسکا ساتہہ اذان کی اسلیے ہی کہ شیطان بہاگتا ہی اذان سنی کی وقت مین مین کہتا ہون وہ حدیث کہ روایت کیا ہی
اوسکو جزری نے حصن حصین مین اور وہ یہہ ہی کہ اگر پیدا ہو بچہ تو اذان دیجاوی اوسکی کانمین وقت پیدا ہونی اوسکی کی اور نسبت کیا ہی
اسکو طرف ابی داود اور ترمذی کی نہین ہی اوسمین ذکر اقامت اور یمنی کا اور ایسی ہی اوس حدیث مین کہ روایت کیا ہی اوسکو
صاحب مشکوۃ نی ابی رافع سے کہا دیکہا مین نی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اذان کہی حسین بن علی کی کانمین جبکہ جنا اونکو حضرت
فاطمہ رضی اللہ عنہا نی اور کہا روایت کیا ہی اسکو ترمذی اور ابوداود نی لیکن بعض سلف سی منقول ہی کہ اذان دینا داہنی کانمین ہی اور
اقامت بائین کانمین مختصر طیبی مین کہا ہی کہ عمر بن عبد العزیز داہنی کانمین تو اذان دیا کرتی تہی اور بائین مین اقامت اور وہ جو احیا مین
وارد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ آپنی فرمایا جو شخص کہ پیدا ہوا اوسکی یہان بچہ پس اذان دی اوسکی داہنی کانمین اور اقامت
کہی اوسکی بائین کانمین تو دور کیجاتی ہی اوس سی ام الصبیان تو اللہ تعالی خوب جاننی والا ہی حقیقت حال اس حدیث کی یعنی مین اوسکے
صحت سی خوب واقف نہین اور محیط مین ہی کہ جو شخص کہ اذان دیتا ہی بچہ کی کانمین تو لائق ہی کہ پہر لیوی اوسکی منہہ کو داہنی
اور بائین جانب وقت کہنی حی علی الصلوۃ والفلاح کی ویقطع سرتہ اور کاٹی اوسکی ناف وقت ولادت کی نہایہ مین ہی سرہ وہی
ہی باقی رہی بعد قطع کے اوسمین سی کہ دائی اوسکو قطع کرتی ہی اور سرر وہ ہی کہ قطع کرتے ہی دایہ اور سرر بالضم بہی وہی ہی انتہی اور کہا
صحاح مین سرر بضم اور سرر بفتحتین اور بکسرہ اول کی یہہ وہ چیز ہی کہ لڑکی کی ناف سی کاٹی جاتی ہی کہاجاتا ہی عرفت ذلک قبل
ان یقطع سرک اور نہین کہاجاتا ہی سرتک اسلیے کہ سرہ نہین قطع کیجاتی ہی اور وہ وہ جگہہ ہی کہ اوس سی قطع کیجاتی ہی سرر انتہی

پس مصنف کی عبارت مین مجاز ہی انتہی من تحنم للغلام ویمیطا الاذی اور دور گرنی اوس سی پلیدی یعنی پیدا ہونیکی وقت جو لگا ہوا ہو جو کچھ خون وغیرہ کن
الودہ ہوتا ہی اوسکو پانی سی دہوو ہی روایت کی ہی بخاری نی سلیمان بن عامر الضبی رضی اللہ عنہ سے کہا سنا مینی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی
کہ فرماتی تہی مع الغلام عقیقۃ فاہریقوا عنہ دما وامیطوا عنہ الاذی و تسرضع الام اور دودہ پلاوی اوسکو مان اگرچہ ایک مرتبہ ہو تاکہ صادق ہو اوسکی
مان پر یہہ قول اللہ تعالی کا حملتہ امہ کرہا ووضعتہ کرہا وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا اور تاکہ نا سر عہدہ اوس قول اللہ تعالی سے نکلجاوی والوالدات یرضعن
اولادہن الآیۃ یہو سنت اسلئے کہ وہ بغیر دودہ پلانا سنت ہی شرح علی قاری مین کہا ہی کہ یہ اوسکی اصل نہین پائی انتہی شارح نجم الدین نے کہا کہ شرعۃ
الاسلام مین ذکر کیا ہی کہ حدیث مین ہی نہین ہی لڑکی کے لیے بہتر اوسکی مان کے دودہ سے لیکن نہین منسوب کیا اوسکو کسے اصول کی کتاب کی طرف جیسا
اوسکی عادت ہی اور جب اوسکی مان دودہ نہ پلاوی تو چاہیے کہ دودہ پلانی والی نیک صالح عورت اور نجیب الاصل ہو اور علت اوسکی شرح مین یہہ بیان کے
ہی کہ دودہ احمق عورت کا متعدی ہوتا ہی یعنی اوسکی حمق کا اثر دودہ پینے والے پر ظاہر ہوتا ہی اور ذکر کیا ہے اوس مین کہ نہ وطی کیجاوی وہ عورت کہ دودہ
پلاتی ہے لڑکی کو یعنی اوسکا شوہر اوس سے وطی نکری کیونکہ بسا اوقات یہہ لڑکی کو مضر ہوتا ہی انتہی اور بعض متاخرین ارباب سیر اور تواریخ نے کہا ہی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات روز اپنی والدہ آمنہ کا دودہ پیا بعد اوسکے چند روز ثویبہ ابولہب کی جاریہ نی آپکو دودہ پلایا بعد اوسکی
حلیمہ سعدیہ مقرر ہوئین انتہی و لا الیسام بکاءہ یہو ذکر او زنگین ہوساتھ روتی اوسکی کے کیونکہ وہ ذکر الہی ہی بعض نسخون مین لتسام ساتھ ہمزہ
مونث کے ہے ابن عمر سے مرفوعا مروی ہی کہ رونا لڑکے کا دو ماہ تک پڑھنا اشہد ان لا الہ الا اللہ کا ہے اور چار ماہ تک ثقۃ باللہ ہے اور آٹھ ماہ تک درود
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اور دو برس تک استغفار ہے اوسکے ماں باپ کی لیئے نکالا ہی اس حدیث کو دیلمی نے ساتھ سند ضعیف کے
اور دوسری لفظونسے یون مروی ہی کہ رونا لڑکے کا ہند ولی مین چار مہینے توحید ہی اور چار مہینے درود ہے تمہاری نبی پر اور چار مہینے استغفار ہے
اوسکے ماں باپ کی لیئے ذکر کیا ہی اسکو سخاوی نے قول البدیع مین انتہی من شرح علی القاری اور شرح فارسی مین ہے کہ لڑکا چار مہینے تک لا الہ الا اللہ
کہتا ہی اور چار مہینے محمد رسول اللہ اور چار مہینے اللہم اغفر لوالدی اور کافر کا بچہ چار مہینے لا الہ الا اللہ کہتا ہی اور چار مہینے محمد رسول اللہ اور چار مہینے لعنۃ اللہ علی
والدی صحیح ترجمہ کہتا ہی واللہ اعلم بصحۃ ہذا الروایۃ فرمایا نبی علیہ السلام نے نہ مارو تم اونکی رونے پر پس رونا چھوٹی لڑکے کا چار مہینے شہادت لا الہ
الا اللہ کی ہی اور چار مہینے درود ہی پیغمبر اور چار مہینے عاہی والدین کے لئے اسیواسطے لڑکے کے پیدا ہونیکی بعد ایک سال کامل تک رونے مین آنسو نہین نکلتے
ہالی ہین کہ حکمت اسمین کہ مان کی شفقت اولاد پر باپ سی زیادہ ہوتی ہے یہہ ہی کہ مانکا پانی دل کے قریب سی آتا ہی اور لڑکی جانب سی اور باپ کا
پانی پس پشت سی انتہی وجاء الختان فی الیوم السابع اور آیا ہی ختنہ کرنا لڑکے کا ساتوین روز ولادت سی اگر اوسکی طاقت رکہتا ہو کیونکہ جسقدر لڑکا
چہوٹا ہوتا ہی اوسیقدر تکلیف بہی کم ہوتی ہے اور ساتوین روز ختنہ کرنیمین بدن پر گوشت جلدی چڑہتا ہی طبرانی صغیر مین جابر کی حدیث سی ساتھ
سند ضعیف کی لائی ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کیا امام حسن اور امام حسین کا اور ختنہ کیا اون دونونکا ساتوین روز اور روایت
کیا ہی اسکو حاکم نے اور تصحیح کی ہے اسکی اسناد کی اور روایت کیا ہی اسکو بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شرح فارسی مین مراد مستقیم
نقل کیا ہی کہ نحول کہتی ہین کہ ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحق کا ختنہ ساتوین روز کیا تہا اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کا تیرہوین
سال مین اور دیلمی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ختنہ کرو اپنے اولاد کا

سنت تو ین روز تحقیق ساتوین روز ختنہ پاک کرنی والا زیادہ ہی بچہ کو اور راوگانی والا گوشت کا ہی اور راحت دینی والا ہی دلکو اور یہہ جب
کہ ہوا ختنہ کیا ہوا پیدا نہو اور جبکہ مختون پیدا ہوا اور حجاموں نی بہی اقرار کیا ہو کہ یہہ مختون ہی تو چہوڑا جاوی ختنہ ختان ساتہہ کسرہ خاء معجمہ کے
اوس جگہہ کو کہتی ہین کہ قطع کیجاتی ہے ذکر مرد او فرج عورت سی اور مراد اس جگہہ مصدر ہی یعنی اختتان اور ختنہ کرنی مین تین قول ہین بعضوں نے
کہا ہی کہ واجب ہی اور بعضوں نے کہا ہی کہ فرض ہی اور صحیح یہہ ہی کہ وہ سنت ہی نزدیک امام ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور بعض شافعیہ کے
اور شعائر اسلام مین سے ہی یہان تک کہ اگر کسی شہر والی اجماع کرین اوسکی ترک کرنے پر تو بادشاہ کو چاہیئی کہ اونسی محاربہ کری مانند اذان و عید کے
اور اون لوگونکی دلیل کہ سنت کہتی ہین یہہ حدیث ہی کہ امام احمد نی اپنی مسند مین اور بیہقی نے ابی ملیح سی اونہون نی اسامہ سی اونہون نی
اپنی باپ سی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الختان سنۃ للرجال وللنساء مکرمۃ انتہی وقیل لو اخر عنہ مخالفۃ للیہود اور
بعضون نے کہا ہی کہ تاخیر کری ساتوین دن سے بسبب مخالفت کرنے یہود کے کہ وہ اس امر مین بہت جلدی اور شتابی کرتے ہین و تحامیا
عن الخطر اور بسبب پرہیز کرنے کی خطر ہلاک سی اسلیئے کہ خطر کم عمری مین زیادہ ہوتا ہی ووقتہ سبع سنین اور وقت اوس کا یعنی ختنہ کے
نہایت تاخیر کا سات برس مین یا دس برس یا جبکہ مولود کو اسکی سبب سی خطر ہلاکت کا نہو حاصل یہہ کہ ختنہ کی وقت مین علماء کا اختلاف ہے اور
امام ابو حنیفہ سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا لا اعلم بذلک یعنی مجکو علم نہین ہی ختنہ کی وقت کا اور کوئی دلیل قاطع اس پر نہین ہی اور روایت حسن بن زیاد کی
بہی اس باب مین کچہہ مروی نہین ہی اور بعضے کہتی ہین کہ ساتوین دن ہی اور بعضے بعد ساتہہ برس کے کہتی ہین اور یہی دو قول مصنف نی نقل کئے اور
اور حدیثین جو ساتوین دنمین وارد ہین وہ مذکور ہو چکین اور صحیح بخاری مین ابن عباس رضی سے روایت کی ہے کہ صحابہ رضی بعد بلوغ فرزندون کے
اونکی ختنہ کرتے تہی پس ظاہر یہہ ہی کہ مراد بلوغ سے لغوی معنی ہین یعنی بعد پہنچنے کے درجہ قوت اور سن تمیز کو والا کشف عورت بالغ کا حرام ہی خلاصہ یہہ
کہ اوسوقت ختنہ کری کہ لڑکا اوسکے درد کی برداشت کرسکے اور خوف ہلاکت کا نہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ آٹہوین سال
ہوا تہا اسلیئے کہ یہہ اسی وقت مامور ہوئی تہی اور یہہ اول ہین اون کی کہ ختنہ کئی گئی اور بعضون سی یون مروی ہی کہ تمام انبیا علیہم الصلوۃ
والسلام ختنہ کئی ہوئے پیدا ہوئی ہین بسبب بزرگی اونکی کے تاکہ کوئی اونکی ستر عورت کو نہ دیکہی مگر ابراہیم علیہ السلام پس
آپ نی خود اپنا ختنہ کیا تاکہ آپ کی طریقہ کے موافق سنت جاری ہو ویختتن الانثی اور ختنہ کیا جاوی لڑکیون کا بہی فوردح اسلئی کہ وارد
ہوا ہی حدیث مین انہ مکرمۃ تحقیق وہ یعنی ختنہ عورتون کا سبب کرامت اور بزرگی اونکی کا ہی نزدیک شوہرون اونکی کی کیونکہ جماع
مختونہ کا زیادہ لذیذ ہوتا ہی اصل حدیث اوپر عنقریب گذر چکی کہ فرمایا آپنی الختان سنۃ للرجال وللنساء مکرمۃ مکرمۃ ساتہہ ضمہ راء کے
بزرگی کی معنی ہین اور بعضون نی کہا ہی کہ عورتون کا ختنہ کرنا بہی سنت ہی جیسا کہ نقل کیا ہی زیلعی نی اور مصنف نی مکرمت کی وجہ کی طرف
ساتہہ اس قول اپنی کے اشارہ کیا وہو یصفر الوجہ اور وہ یعنی ختنہ کرنا عورتون کا تر و تازہ کرتا ہی چہرہ کو اور رونق زیادہ کرتا ہی اوسکی ویقطع
شہوۃ اور سست کرتا ہی شہوت جماع کو ویلذ الوقاع اور لذیذ اور خوش مزہ کر دیتا ہی جماع کو ویحبب الی الزوج اور دوست اور محبوب
کر دیتا ہی عورت کو طرف زوج کے ولا یبالغ فیہ اور نہ مبالغہ کرے عورتون اور مردون کے ختنہ کرنیمین کیونکہ مبالغہ کرنا سبب ضرر اور
ہلاکت کا ہی بعضون نی کہا ہی کہ حشفہ جبکہ قلفہ مین چہپا رہتا ہی تو نرم ہوتا ہی اور لذت جماع کے قوی ہوتی ہی اور جبکہ قلفہ قطع کیا جاوی

حشفہ سخت ہو جاتا ہی پس ضعیف ہو جاتی ہی جماع کے لذت حاصل یہہ کہ چہوٹنا سطح مستور کا اتم اور اکمل ہی بسطح مکشوف سی جیسا کہ
پایا جاتا ہی زبان اور ہونٹونکی حال سی اور مناسب ہماری شریعت سی وسط اور اعتدال ہی افراط اور تفریط کی درمیان مین اور وہ اعتدال
حاصل ہوتا ہی ساتہہ ختنہ کرنی کی اسیطرح نقل کیا ہی دہلوی نی امام فخر الدین رازی سی شرح صراط المستقیم مین کہا تبیین مین جو ختنہ کیا گیا اور ختنہ کی
تمام جلد تو دیکہا جاوی اگر نصف سی زیادہ کٹی ہے تو ختنہ ہو جاویگا اسلیے کہ اکثر لیے کل کا حکم ہی اور جو اکثر سے کم جلد کٹی ہی تو نہ ختنہ ہی
نہ تو حقیقۃ اور نہ حکما اور اختلاف کیا ہی علمانی ختنہ کی حکم مین پس گئے ہین امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور احمد اور اکثر علما اور بعض شافعیہ پس
کہ وہ سنت ہی اور احیا سی مفہوم ہوتا ہی کہ وہ مستحب ہی اور حجت اون انکی جو ذکر کے ہمنی وہ ہی حدیث ہی جو ابہی مذکور ہو چکی لیکن
یہہ شعار اسلام مین سی ہی یہان تک کہ اگر جمع ہو لی کسے شہر والی یا کسے قریہ کے آدمی اوسکی ترک پر تو اونسے امام محاربہ کری مانند اذان کی
پس نہ ترک کیا جاوی مگر بسبب ضرورت اور عذر کے جیسیکہ بہت بڈا ضعیف آدمی کہ اوسکی طاقت نہین رکہتا ہو اسیطرح مفہوم ہوتا ہی
محیط اور زیلعی سی اور گئی ہین شافعی اور بعض مالکیہ اور ایک جماعت علما کی اسطرف کہ وہ واجب ہی اور ایسی ہی اختلاف کیا ہی علمانی اوسکے
وقت مین ابو حنیفہ سی منقول ہی کہ آپنی کہا لا علم لی بذلک ولا دلیل قطعی عالیہ یعنی مجکو علم اوسکا نہین ہی اور اوس پر کوئی دلیل قطعی نہین ہے
اور نہ صاحبین سے اس باب مین کچہہ مروی ہی اور بعضون نی کہا ہی کہ وقت اوسکا ساتوان دن ہی جیسا کہ اول مصنف نی ذکر کیا ہی اور
بعضون نی کہا ہی کہ ساتوان سال جیسا کہ دوسری مرتبہ مصنف نی ذکر کیا ہی اور بعضون نی نوان برس کہا ہی اور بعضون نی دسوان سال
اور بعضون نی کہا جب چاہی کری بعد اوسکی کہ لڑکا اوسکی درد کا تحمل اور برداشت کر سکے اور بلوغ کی وقت تک تاخیر کی جاوی کیونکہ کشف عورت بالغ کا
حرام ہی تاتارخانیہ مین کہا ہی کہ بعضون نی کہا ہی کہ نہ ختنہ کیا جاوی جب تک بالغ ہو اسلیے کہ ختنہ کرنا تو واسطے طہارت کی ہی اور اوس پر طہارت
واجب نہین ہی پہلی بلوغ کی پس خود مین ڈالنا پہلی وسکی بی حاجت کی اور بعضون نی کہا ہی کہ انتہا مدۃ اوسکی دس برس ہین اور بعضون سے
نزدیک نو برس اور بعضون نی کہا ہی کہ وقت اوسکا دسوان برس ہی کیونکہ وہ حکم کیا جاتا ہی ساتہہ نماز کی جبکہ پہنچی دسوین سال کو واسطے
عادت ڈالنے کی پس حاجت ہوگے ختنہ کی واسطے طہارت کی اور صراط مستقیم مین مکحول سی نقل کیا ہی کہ ابراہیم علیہ السلام نی اپنی بیٹے
اسحاق علیہ السلام کا ختنہ ساتوین روز کیا تہا اور حضرت اسمٰعیل کا تیرہوین برس پس باقی رہی وہی سنت انکی اولاد مین انتہی من مجمع البحار
کما ذکر من شرح القاری ایضا وتحسین الاسم اور اچہا نام رکہی بچہ کا کہ منجملہ حقوق فرزندون مین سی ہی اوسکی باپ پر ساتوین دن نہ پہلی اوسکے
تصریح کی ہی ساتہہ اسکی شرح مصابیح مین اور اسم یہان عام ہی کہ شامل ہی نام اور کنیت اور لقب سبکو کیونکہ وہ پکارا جاوی گا قیامت کی
روز ساتہہ نام اوسکی اور نام باپ اوسکی کے نور وحی اسلیے کہ وارد ہوا ہی حدیث مین حسنوا اسماء اولادکم یعنی اچہی رکہو نام اولاد اپنی کی روایت
کیا ہی اسکو ابو داؤد نی ابی الدرداء کی حدیث سی اور کہا نووی نی اسناد اسکی جید ہی اور کہا بیہقی نی کہ وہ مرسل ہے اور لفظ اوسکے یہہ ہین کہ
تم پکاری جاؤگے قیامت کی دن ساتہہ نامون اپنی کے اور نامون باپون اپنی کی پس اچہی رکہو نام اپنی اور وارد ہوا ہی حق اولاد کا
اوسکے والد پر یہہ کہ اچہا رکہی نام اوسکا اور شادی کر دی اوسکی جبکہ بالغ ہو جاوی اور سکہا دی اوسکو قرآن مجید روایت کیا ہی اسکو
ابو نعیم اور دیلمی نی ابو ہریرہ سے اور ایک روایت مین زیادہ ہی رماحۃ والسباحۃ کی وما التعبید احب اور مضاف کرنا بندگی نام کی طرف نامون

پروردگار کی محبوب زیادہ ہی بسبب اشعار اوسکی کے کہ بندگی صفت خاص حقیقت آدمی کی ہی ساتھہ ذات مقدس اوس تعالی کے
اور روح اسلی کہ وارد ہوا ہی حدیث مین اذا سمیتم فاعبدوا یعنی جسوقت ارادہ کرو تم اپنی اولاد کی نام رکھنی کا پس مضاف کرو تم ساتھہ بندگی خدا تعالی کے
روایت کیا ہی اسکو طبرانی نی عبد الملک بن ابی الزبیر سی اوس نی اپنی باپ سی اور وارد ہی حدیث مین احب الاسماء الی اللہ عبد اللہ و
عبد الرحمن یعنی بہتر نامونکی طرف اللہ تعالی کی عبد اللہ اور عبد الرحمن ہین روایت کیا ہی اس حدیث کو مسلم نی ابن عمر سی اور محبوب ہونیکی وجہ
یہہ ہی کہ ایک ان دونونکا مضاف ہی طرف اعظم ترین نامون اللہ کے کہ خاص ہی ساتھہ اوسکی توحید اور دوسرا ایسے نام کی طرف جو دال ہی
اوپر عموم رحمت اور شمول رأفت کی ولا یجمع بین اسمہ علیہ الصلوۃ والسلام وکنیتہ اور نہ جمع کرے درمیان نام آنحضرت کی جو محمد ہی نازل ہو جسپر
اون پر درود اور سلام اور کنیت آپکی کی جو ابو القاسم ہی یعنی اولاد کا نام ابو القاسم محمد نہ رکھی کنیت ساتھہ ضمہ اور کسرہ کے واحد ہی کنی کا
مختصر طیبی مین ہے کہ کنیت کبھی ساتھہ اوصاف کی ہوتی ہی جیسیکہ ابو الفضائل اور ابو المعالی اور ابو الحکم اور ابو الخیر اور
کبھی ساتھہ نسبت کرنے کی طرف اولاد اوسکی کے اور کبھی طرف ملابس اوسکی کے مانند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ آنحضرت نی دیکھا
اونکو اور ہمراہ اونکی ہرہ یعنی بلی تھی پس اپنی کنیت اونکی ابو ہریرہ رکھدی اور کبھی طرف علمیہ کے جیسیکہ ابی عمر اور مانند کنیت آنحضرت کے
ابو القاسم فہو منہی عنہ پس وہ منہی عنہ ہی یعنے جمع کرنا درمیان نام مبارک اور کنیت آپکی کے ممنوع ہی چنانچہ شیخین نی جابر سی روایت
کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ نام رکہو ساتھہ نام میری کی اور کنیت نکرو ساتھہ کنیت میری کی اور بسبب اسکی کہ روایت کی
احمد اور ابن حبان نی ابو ہریرہ کی حدیث سی اور ابو داود اور ترمذی نی اور حسن نی کہا ہی اور ابن حبان نی حدیث جابر سی کہ جس نے نام رکہا
ساتھہ نام میری کی پس چاہیے کہ کنیت نکری ساتھہ کنیت میری کی اور جو کوئی کہ کنیت کری ساتھہ کنیت میری کی پس نام نرکھی ساتھہ
نام میری کے یعنی جمع نکری درمیان نام اور کنیت میری کی وقیل کان ذلک فی عہدہ علیہ الصلوۃ والسلام اور بعضون نی کہا ہی کہ تہا وہ
یعنی ممانعت جمع کی بیچ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بعد اونکی درست ہی اور منسوخ ہوگیا وہ حکم اور منقول ہی یہہ قول امام
مالک رحمہ اللہ سی مختصر طیبی مین قاضی عیاض سے نقل کیا کہ اوس نی کہا یہی قول ہی جمہور سلف اور فقہاء امصار کا اور استدلال
اون کا یہہ حدیث ابو داود کی ہی کہ مروی ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سی کہ التماس کیا آپ سی کہ یا رسول اللہ اگر آپکی بعد میری فرزند
پیدا ہووی تو اوس کا نام اور کنیت آپکی رکھون آپ نی فرمایا اچھا اور محمد بن الحنفیہ بعد آنحضرت کی پیدا ہوئی حضرت علی نی اون کا نام اور کنیت
ابو القاسم محمد رکھی اور روایت کی ہی ابو داود نی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی کہ ایک عورت نی عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نی جنا ہی ایک
لڑکا کیا نام اوسکا محمد رکھون اور کنیت اوسکی ابو القاسم کردون کیا آپ مکروہ جانتی ہین اسکو پس فرمایا آپنی کونسی چیز ہے وہ کہ حلال کری
اوس نی نام میرا اور حرام کردی کنیت میری یا کونسی چیز ہی کہ حرام کیا اوس نی کنیت میری کو اور حلال کردیا میری نام کو یہہ شک راوی
کا ہی اور معنے ایک ہین اور اس باب مین دو قول اور ہین کہ مصنف نی اونکو ترک کیا اول تو یہہ جائز ہی کہ نام رکھنا ساتھہ نام آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے اور نہین جائز ہی آپ کی کنیت کرنا برابر ہی کہ نام اوس کا محمد ہووے یا نہ ہووے جمع کرے درمیان نام اور کنیت کے یا
یا محمد نام نہو بلکہ صرف کنیت اکیلی ہو کہا مختصر طیبی مین یہی مذہب شافعی اور اہل ظاہر کا ہی قاضی بیضاوی نی کہا یہہ جسبب ہی کہ

کیے جاوین مین قسمت وحی کی اور قسمت غنایم کی کہ اوسمین کوئی شریک نہین ہے اور جو کسی نے کنیت ابوالقاسم رکھی اس باعث سے کہ اوسکے
بیٹے کا نام قاسم رکھا ہو یا صرف علمیت کی جہت سے تو جائز ہے دوسری یہ کہ کنیت رکھنا ساتھہ ابوالقاسم کے ممنوع تھا آپ کی حیات مین اور
بعد وفات کے پس جائز ہے اسلیے کہ سبب ممانعت کا تو التباس تھا کہ لوگ ندا کرتے تھے یا اباالقاسم اور اسمین اشتباہ واقع ہو جاتا تھا
اور اب یعنی بعد وفات کی کچھہ اشتباہ نہین ہے اور قول صواب یہہ ہے کہ نام رکھنا ساتھہ نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جائز کہ
مستحسن ہے بسبب ظاہر صیغہ امر کے کہ فرمایا سموا باسمی اور بسبب وارد ہونے ترغیب کی اکثر اخبار اور روایات مین کہ جسکا نام محمد ہوگا
آنحضرت اوسکی شفاعت کرینگے اور بہشت مین لیجاوینگے جیسا کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے ان لی ذمۃ لمن یسمی محمدا وہو اوفی الخلق بالذمم
اور آپ کی کنیت رکھنا ممنوع تھی آپ کی زمانی مین بھے اور بعد آپکی زمانی کے بھے اور ممانعت آپکی زمانہ مین اقوی اور اشد تھی اور حدیث حضرت
علی رضی اللہ عنہ کی کہ جواز پر دلالت رکھتی ہے بعد وفات کی وہ علی العموم دلیل جواز کی نہین ہو سکتی اسلیے کہ اونکی حدیث مین یہ ہے کہ یہہ رخصت ہی
مجکو اور خاص ہے ساتھہ میری چنانچہ سیوطی جوامع مین ابن عساکر سے لائی ہین کہ واقع ہوا درمیان طلحہ اور علی کے کلام اور گفتگو اس امر مین کہ نام
اپنے بیٹے کی کنیت اور نام ساتھہ نام و کنیت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حالانکہ نہی فرمائی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کرنے سے درمیان
اونکی حضرت علی نے فرمایا کہ گستاخ وہ شخص ہے کہ جرأت کری خدا اور اوسکی رسول پر پھر بلایا ایک جماعت قریش کو کہ حاضر ہوئی اور گواہی دی کہ آنحضرت
نے رخصت دی ہے اور اجازت حضرت علی کو کہ جمع کرین درمیان نام اور کنیت آپ کی کے اور حرام کیا ہی اوپر تمام امت کی سوا اونکی اور حضرت
عائشہ کی حدیث سے جواب یہہ ہے کہ وہ حدیث ضعیف ہی اہل حدیث نے اوسکو ضعیف کہا ہے صحیح حدیث سے معارض نہین ہو سکتی واللہ اعلم
بالصواب انتہی اور شرح ینبوع الحکم مین ہے کہ برکت کا نام نبیون کی ناموں مین سے رکھے اور جسکا نام اوسکا ساتھہ نام انبیا یا ملائکہ
کے ہو نہین جائز ہے کہ لعنت کری اور اوسکو گالی دیوے یا تصغیر کری اوسکی مگر یہہ کہ سامنے روبرو موجود ہو تو یون کہے انت کذا او
تعظیم کرے اور عزت دی اوسکی کہ جسکا نام محمد ہو انتہی و یبدل الاسم السئی اور بدل دیوے برے نام کو اور یہہ عام ہے اس سے کہ وہ نام قبیح لذاتہ
مانند عاص کے کہ وہ عصیان سے مشتق ہے اور وہ قبیح ہے یا اور کسی اعتبار سے قبیح ہو مانند تزکیہ نفس کے یا بسبب مستلزم ہونے اوسکی
تزکیہ سے کہ بغیر اسکے کہ قبیح ہونے نفسہ مانند لفظ برہ کی پس منطبق ہو جاویگا یہہ قول مصنف کا وبرۃ بزینب ساتھہ قول اوسکی کے و یبدل الاسم
السئی فبدل علیہ السلام اسم العاص بعبد اللہ پس تبدیل فرمایا آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے نام عاص کا کہ مخفف عاصی کا ہے ساتھہ
عبد اللہ کے کیونکہ عاص دلالت کرتا ہے اوپر عصیان اور عدم طاعت اور انقیاد کی اور شعار مومن کا اطاعت اور انقیاد ہے و برہ
بزینب وقال تزکی نفسہا اور تبدیل کیا نام برہ ساتھہ زینب کے اور فرمایا کہ پاک بناتی ہے اور تعریف کرتی ہے تو اپنی ذات کو اور
برہ ابی سلمہ کی بیٹی تہین اور ربیبہ تہین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کہ اپنی مان ام سلمہ کے ساتھہ آئی تہین جو حضرت کی ازواج مطہرات
مین سے ہین اور تربیت پاتی تھے اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نام اونکا برہ تہا پس بدل دیا حضرت نے ساتھہ زینب کے اور
فرمایا تزکی نفسہا بطور استفہام کے اور عرب کا محاورہ ہے جب کوئی اپنی تعریف کرتا ہے تو کہتے ہین زکی الرجل نفسہ تزکیہ اور پوری
حدیث یہہ ہے کہ روایت کی ہے مسلم نے زینب سے کہ نام رکھی گئی تھی مین اول برہ پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مت تزکیہ کرو

تم اپنے نفسون کی اللہ تعالی خوب جانتے والا ہے نیکوکارونکو تم مین سے یعنی برہ نام رکہنے مین اپنے نفس کے تعریف ہے پس نام رکہو اوسکا زینب
اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نام رکہنا بہی نہ چاہیے کہ متضمن اپنی تعریف اور توصیف کا ہو دوسری برہ بنت الحارث کہ ازواج
مطہرات مین سے ہین اون کا نام بہی حضرت نے بدل دیا اور جویریہ رکہا ہے کہ جاریہ کی تصغیر ہے اور یہ بدل دینا اس سبب سے
تہا کہ جو آمد ورفت آنحضرت کی ازواج مطہرات کے پاس متعارف تہی تو مکروہ جانا اس امر کو کہ کہا جاوے کہ باہر آئے حضرت برہ کے پاس
سے کہ معنی اوسکی نیکوکاری کے ہین کیونکہ باہر آنا نیک کاری سے نیک کام نہین ہے چنانچہ مسلم نے ابن عباس سے روایت کی کہ جویریہ کا نام
پہلے برہ تہا سو بدل دیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نام اون کا جویریہ اور مکروہ جانتے تہے یہہ کہ کہا جاوے کہ نکلے آپ برہ
کے پاس سے اگرچہ جو وجہ اشکراہ نام برہ کے کہ پہلی حدیث مین مذکور ہوئی یہان بہی ہو سکتی ہے ایسی ہے اصرم کو کہ صرم سے مشتق
ہے بمعنی قطع کے زرعہ نام رکہا کہ مشتق ہے زراعت سے بمعنے خیر و برکت کے اور حزن کو جو بمعنی سخت زمین کے ہو اور سعید بن المسیب کی دادا
کا نام تہا سہل کے ساتہہ بدل دیا کہ بمعنی نرم زمین کے ہے اوسنے کہا کہ نہین ہون مین تغیر دینے والا اوس نام کو کہ میرے باپ نے رکہا ہے
سعید بن المسیب کہتے ہین کہ ہمیشہ سے حزونت اور سختی ہم مین اب تک اور حرب کا نام کہ بمعنی جنگ کی ہے سلم رکہا کہ اوسکی ضد ہے
پس ظاہر ہوا کہ سبب تبدیل کا جیسے کہ تزکیہ ہے ایسی ہے خوف بدفالی کا بہی ہے اور عادت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نیک فال لینے
کی تہی اشارے کے ساتہہ جیسا کہ منقول ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے سفر ہجرت مین جو مکے سے مدینے کی طرف تہی بریدہ اسلمی کو
دیکہا مع ایک جماعت سوارون کی کہ اون کو قریش نے آپکی لانے کے واسطے بہیجا تہا پس آن لیا بریدہ نے حضرت کو پہر فرمایا حضرت نے بریدہ سے
کہ کیا نام ہے تیرا کہا بریدہ فرمایا نبی علیہ السلام نے برد امرنا یعنے سرد ہوا ہمارا امر پہر فرمایا کیا ہے نسب تیرا کہا اسلمی فرمایا حاصل ہوئے سلامت
ہمکو پہر فرمایا کون سے اسلم مین سے کہا بنی سہم مین سے فرمایا اصبت سہمک پس اسلام لائے بریدہ اور آئے آن حضرت علیہ السلام
کے ساتہہ طرف مدینے کی انتہی کذا فی نجم العلوم شرح الشیخ فخرالدین ونہی عن افلح ونافع وبرکۃ اور منع فرمایا ہے آن حضرت
علیہ الصلوۃ والسلام نے ساتہہ نام رکہنے سے افلح اور نافع اور برکت اور ایسی ہے ساتہہ یسار اور رباح اور نجیح وغیرہ کی تحامیاعما
قیل لیس فی الدار برکۃ بسبب احتراز کرنے کی اوس سے کہ کہا جاوے کہ نہین ہے گہر مین برکت یہہ اجمال ہے اوس حدیث کا کہ مسلم نے
سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ نام رکہو لڑکو نکا ساتہہ یسار اور رباح اور نجیح اور
افلح اور برکت کی اسلئے کہ اگر پوچہین کہ افلح اور رباح یا فلاح گہر مین ہے اور جو اوس جگہہ نہو تو کہینگے نہین ہے برکت یا افلح وغیرہ
انتہی اور یہہ کلام مکروہ ہے ساتہہ نظر کرنے کی اصل معنے الفاظ مین اگرچہ مراد اوس سے ذات معین ہے ولیکن معنے اصلی بہی اعلام
مین فی الجملہ ملحوظ اور منظور ہوتی ہین ویسمی السقط اور نام رکہی بچہ ناتمام خلقت کا کہ مان کی پیٹ سے گر پڑے اور آثار زندگی کے
اوس مین پائے جائین نہایہ مین ہے کہ سقط ساتہہ کسرہ اور فتح اور ضمہ کے اور کسرہ اکثر ہے اوس بچے کو کہتے ہین کہ مان کی پیٹ سے
قبل تمام ہونے کے گر پڑے انتہی وان جہل معنۃ اگرچہ معلوم نہو حال اوسکا کہ لڑکا ہے یا لڑکی کتب حنفیہ مین مذکور ہے کہ نام
رکہنا بہی واجب ہے کہ آواز دے اور جبکہ آواز نہ دی تو اوسکے نام رکہنے مین اختلاف ہے پس ذکر کیا ہے کرخی نے امام محمد سے کہ اوس کا

نام نرکہا جادی اور ذکر کیا ہے طحاوی نے امام ابو یوسف سے کہ اوسکا نام رکہا جاوے اور مجمع ابن الملک مین کہا کہ قول ابو یوسف کا صحیح ہے
فما یصلح للذکر والانثی کحمزۃ وطلحۃ پس ایسا نام رکھے کہ صلاحیت رکہتا ہو واسطے مرد اور عورت دونون کے یعنی اوسکے آخر میں تا ہو وے
مانند حمزۃ اور طلحۃ کے کہ عورت اور مرد دونون کا نام ہوسکتا ہے عبد الرحمن بن یزید بن معاویہ سے مروی ہے کہا پہنچا ہے مجکو کہ سقط قیامت کے
دن اپنے مان باپ کے پیچھے ہوگا اور کہیگا تو نے مجکو ضائع کیا اور تو نے مجہکو بغیر نام کے رکہا پس کہا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ
نے کیسے اوسکا نام رکہا جاوی حالانکہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی پس عبد الرحمن نے کہا اون نامون مین سے اوسکا نام
رکہا جاوی کہ جامع ہون دونون کو مانند حمزہ اور عمارہ اور طلحہ اور عتبہ اور عنبسہ کے انتہی من شرح علی القاری رحمہ اور سقط کے نام
مین جو اختلاف ہے سو پہلی گذر چکا ولا یکنی بابی عیسی اذ لااب لہ اور کنیت نرکھے ولد کی ساتھہ ابا عیسی کے اسلیے کہ اون کی باپ نہین تہا اور
عوام الناس اسکے خلاف سمجھین گے ونہی عنہ اور نہی کے گئی ہے اس سے یعنی ابا عیسی کنیت رکھنی سے احیاء مین کہا ہے کہ ایک آدمی کا نام
ابا عیسی رکھا گیا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک عیسی کا باپ نہین ہے پس مکروہ جانا حضرت نے اسکو انتہی ومقتضی
ہے اس امر کا کہ ابی آدم بہی ایسیکا نام نرکھا جادی اور ایسے ہے ابی الشمس اور ابی النجم اور ابی القمر لیکن اس حدیث کی صحت مین تردد ہے
ان مین نے سنن ابی داؤد مین ایک حدیث دیکھی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ایک بیٹی اپنے کو مارا کہ کنیت کرتا تہا کسی سے ابو عیسی
اور تحقیق مغیرہ بن شعبہ کے کنیت ابا عیسی تہی پس حضرت عمر نے اون سے کہا آیا نہین کافی ہے تجکو یہ کہ اپنے کنیت ابی عبد اللہ رکھی
پس شعبہ نے آپ سے کہا کہ میری کنیت تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی ہے پس عمر نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہین اور ہم اب اپنی ہمنشینون اور بہائیون مین ہین نہین معلوم کہ ہمارے ساتھہ کیا معاملہ ہوگا پہر ہمیشہ
شعبہ کے کنیت ابی عبد اللہ رہی یہانتک کہ انتقال کیا اسے طرح روایت کی ہے اسکو جامع الاصول مین انتہی ما فی المنجم ویعق عن الابن
شاتین وعن البنت شاۃ فی الیوم السابع اور ذبح کیے اور عقیقہ کرے لڑکے سے ساتھہ دو بکریون کے اور لڑکی سے
ساتھہ ایک بکری کے ساتوین روز ولادت سے عقیقہ بکری ذبح کی ہوئی کو کہتے ہین بچے کے پیدا ہونے پر مشتق ہے عق سے
کہ منڈی ہوئی بالون کو کہتے ہین بچے کے سر سے پیدا ہونے کے وقت پہر نام رکھی گئی بکری ساتھہ اوسکے مجازا بسبب ذبح ہونی اوسکی
کے وقت منڈنے اون بالون کے ساتوین روز مشتق ہے عق سے کہ قطع کرنے اور شق کرنے کو کہتے ہین اور بال اور بکری ذبح
کی گئے ساتھہ اوسکی نام رکھی گئے بسبب قطع ہونے اون بالون اور کٹنے حلق بکری کے اسے طرح ہے حاشیہ سید
مین جو مشکوۃ پر ہے اور طیبی مین ہے کہ جبکہ مرگیا بچہ اور اوسکا عقیقہ نہین کیا تو اپنی ماں باپ کی شفاعت نہین کریگا اور مروی ہے قتادہ سے کہ محروم رہتا
ہے شفاعت اون کی فہو مرہون پس وہ جو ذکر ہوا مرہونہ سے یعنی حکم کیا ہے ساتھہ اوسکی ابو داؤد اور نسائی مین عمرو بن شعیب سے اوسنی باپ سے
اوسنی اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ سوال کیے گئے رسول خدا صلعم عقیقے سے فرمایا اللہ تعالی نہین دوست رکھتا ہے عقوق کو گویا کہ مکروہ
جانا آپنے اس نام کو پہر فرمایا جسکے یہان پیدا ہو بچہ اور دوست رکھتا ہے کہ ذبح کرے پس چاہیے کہ دو بکرین لڑکے کی جانب سے ذبح کرے اور
لڑکی کی طرف سے ایک بکری کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ عقیقہ کرنا سنت نہین ہے اسی حدیث کی سبب سے اسی لفظ من شاء سے استحباب ثابت ہوتا ہے

سنت موکدہ ہونا اور اور اماموں نی کہا ہی کہ سنت ہی اور تاویل معانی حدیث کی یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی نہیں محبوب جانا
یہہ کہ نام رکہا جاوی حقیقے کا عقیقہ تاکہ نہ گمان کیا جاوی کہ مشتق ہی عقوق سی کہ عصیان کو کہتی ہین بلکہ محبوب جانا اس امر کو کہ نام رکہا جاوی
اوس کا نسیکہ یا ذبیحہ اور یہہ صواب نہیں ہی پس محمد موجہہ یہہ ہی کہ کہا جاری کہ احتمال ہی کہ سائل نی یہہ گمان کیا ہو کہ اشتراک لفظ عقیقے کا
ساتہہ عقوق کی اشتقاق مین اوس قسم مین سے ہی کہ ہو مین اثر اوسی سست اور ضعیف کرتا ہی اسم او سکے کو پس بتادیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے وہ امر کہ مکروہ اور ناپسند ہی اللہ تعالی کے اس باب سی نہیں وہ عقوق سے ہی نہ عقیقہ سے یا عقیقہ اس جگہہ متعارف ہی والد کیلئی ساتہہ ترک
کرنے عقیقے کے یعنی نہیں دوست رکہتا ہی اللہ تعالی کہ ترک کرتی والد بکری ذبح کرنی کو بچے کی انتہی من المفاتیح اور بخاری اور مسلم اور
ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی ساتہہ اسناد صحیح کے سمرہ بن جندب سی لائی ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر لڑکا گرو ہی
بدلی مین ساتہہ عقیقے اپنے کے کہ ذبح کیا جاوی لڑکی کے جانب سی ساتوین روز ولادت سی اور نام رکہا جاوی اور مونڈی جاوین اوسکے
سر کی بال اور ہی ابوداؤد اور ترمذی نی ام کرز سی روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت نی کہ عقیقہ لڑکے سی دو بکریین ہین اور لڑکی سی ایک بکری
اور نہیں ضرر کرتا ہی تمکو یہہ کہ ہوویں وہ بکریین نر یا مادہ اور بیہقی کی روایت مین مرفوعًا ابوہریرہ سی آیا ہی کہ یہود عقیقہ کرتے ہین لڑکے سے
دو بکرین اور نہیں عقیقہ کرتے ہین واسطے لڑکی کے پس عقیقہ کرو تم لڑکے سی دو بکرین اور لڑکی سی ایک بکری کذا فی الشرح الفارسی
وعق عن الحسن رضی اللہ تعالی عنہ بشاۃ اور عقیقہ کیا گیا حسن بن علی سے کہ راضی ہوا اللہ تعالی اون سی ساتہہ ایک بکری کی روایت کیا ہی
اس حدیث کو ترمذی نی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حدیث سی اور کہا کہ اسناد اسکی متصل نہیں ہی اگرچہ گئی ہین اس کی طرف بعض اہل علم
اور متصل بیان کیا ہی اس کے اسناد کو حاکم نی اور تصحیح کیا ہی اور روایت کیا ہی اس کو ابوداؤد نی ابن عباس رضی اللہ عنہما سی کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے عقیقہ کیا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سی ایک ایک کبش یعنی مینڈہا اور مصنف نی اس حدیث کی لانی سی قصد کیا کہ اول
سنت ہی اور ثانی رخصت ہی جیسا کہ تصریح کی ہی ساتہہ اسکے امام غزالی نے اور کہا صراط المستقیم مین کہ اول حدیث یعنی عن الغلام شاتان
الحدیث قوی تر اور صحیح ہی اور ذکر کین اوس کے بہت وجہین اونہیں مین سی یہہ ہی کہ ایک جماعت نی اکابر صحابہ سی اسکو روایت کیا ہی
کہا ترمذی نی کہ اس باب مین حدیثین ہین حضرت علی اور عائشہ اور ام کرز اور بریدہ اور سمرہ اور ابوہریرہ اور عبد اللہ بن عمر اور انس اور سلمان
ابن عامر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے آئی ہین اور کہا کہ اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہی اور روایت کی گئی ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سی ساتہہ وجوہ متعددہ کی کہ عقیقہ کرو تم لڑکے سے ساتہہ دو بکریون کی اور لڑکی سی ساتہہ ایک بکری کی اور قول آنحضرت کا فعل سے
زیادہ قوی ہی کیونکہ فعل احتمال خصوصیت کا رکہتا ہی بخلاف قول کے کہ بعد ان تصریح کے ساتہہ کسی کی خصوصیت نہیں رکہتا اور فعل آنحضرت
دلالت کرتا ہی جواز پر اور قول استحباب پر اور ایک وجہ عقلی یہہ بہی ذکر کی ہی کہ اللہ سبحانہ تعالی نی مذکر کو مونث پر فضیلت دی ہی جیسا میراث
اور شہادت اور امامت صغرا اور کبری مین اور یہہ بہی صراط المستقیم مین ہی کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مین آیا ہی کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ذبح کی ایک بکری اپنی ذات کی طرف سی بعد نبوت کی جبکہ نہیں معلوم ہوا کہ عقیقہ کیا گیا ہی آپ کی طرف سی ولادت کی وقت یا نہین
لیکن اس حدیث کی اسناد مین ضعف ہی اور کہا گیا ہی کہ نہیں صحیح ہے عقیقہ بہت دنون کی بعد انتہی من نجم العلم جاننا چاہیے کہ عقیقہ اصل مین بال مولود

نام ہے کہ پہلی چیلے بچی کے سر پر اوگتی ہین بعد ازان اطلاق کیا گیا بکری مذبوحہ پر ساتوین روز بطریق تسمیہ سبب کے ساتھہ اسم سبب کے
جیسا کہ عنقریب مذکور ہو چکا اور عقیقہ سنت ہے نزدیک امام مالک اور شافعی اور احمد کی اور ایک روایت مین احمد کی نزدیک واجب ہے اور اکثر
احادیث سنت ہونے پر دلالت کرتے ہین اور جو شرطین اور احکام قربانی مین معتبر ہین وہ بھی عقیقہ مین بھی معتبر ہین اور غالب حکم مدنظر
سے عقیقہ کے لیے ساتوان روز ہے چنانچہ مذکور ہوا اور شافعی اور احمد کے نزدیک اگر میسر نہو تو چودہوین روز کرے اور نہین تو اکیسوین ورنہ
نہین تو اٹھائیسوین روز اور نہین تو پینتیسوین روز اور اسی قیاس پر اور شافعی کے نزدیک عقیقے کی ہڈیان نہین توڑی جاوین بلکہ جوڑ جوڑ سے
جدا کر لین اور تقسیم کر دی جاوین اور اسکی کھال بھی بیچی جاوے سوائے فقیر کو یا پکا لیے جاوین عضو عضو پھر تصدق کیے جاوین اور یہی اولی ہے اور شاید حکمت
اسکی یہہ ہو کہ اسمین نیک فالی ہے واسطے صحت اعضا کی اور کتب شافعیہ مین یہہ بھی ہے کہ اگر اوس مین سے تھوڑا اسا گوشت میٹھا پکایا جاوے
تو یہہ بھی اولی ہے واسطے نیک فالی کے ساتھہ حلاوت اخلاق مولود کی اور امام مالک کی نزدیک ہڈیون توڑنے مین کچھہ باک نہین اور امام ابو
حنیفہ کے نزدیک عقیقہ سنت نہین ہے بلکہ مستحب ہے امام محمد اپنی مؤطا مین کہتے ہین کہ ہمکو ایسی ہے پہنچا ہے کہ عقیقہ رسوم جاہلیت
سے ہے اور اول اسلام مین بھی معمول تھا پھر بعد اوسکی منسوخ کر دیا اضحیہ نے ہر ذبح کو کہ پہلی اوس سے تھا اور منسوخ کر دیا ماہ رمضان کی روزون
نے ہر روزی کو کہ پہلے اوس سے تھا اور منسوخ کر دیا غسل جنابت نے ہر غسل کو کہ پہلی اوس سے تھا اور منسوخ کر دیا زکوۃ نے ہر صدقہ کو کہ پہلے
اوس سے تھا ایسی ہے ہمکو پہنچا ہے انتہی اور عقیقہ کی ذبح کرنے کی وقت یہہ دعا پڑھے اللہم ہذہ عقیقۃ فلان دمہا بدمہ ولحمہا بلحمہ
وعظمہا بعظمہ وجلدہا بجلدہ وشعرہا بشعرہ اللہم اجعلہا فداء لابنی من النار اور دایہ کو اوس مین سے ایک ران دیوی ملا علی قاری نے
احیاء العلوم سے نقل کیا ہے کہ کہا قتادہ نے جبکہ ذبح کیا جاوی عقیقہ تو لیے جاوین کسی قدر بال اوسکی اور پھر جاوین اوسکی خون
مین اور رکھی جاوین بچی کے تالون پر یہان تک کہ جاری ہو اوس مین سے مانند تاگی کے پھر دھویا جاوے اوسکا سر پھر اوسکی بال مونڈی جاوین انتہی
ویحلق راسہ ویتصدق علی وزن شعرہ ذہبا او فضۃ اور مونڈے بچی کا سر اور تصدق کری بوزن بالون اوسکی کے سونا یا چاندی فامرت بہ فاطمۃ رضی اللہ
تعالی عنہا فی الحسین رضی اللہ تعالی عنہ فی الیوم السابع اسلیے کہ حکم کیا گیا ساتھہ اسکی یعنی سر مونڈانی اور اوسکی بالون کے قدر چاندی تصدق کرنے
کا حضرت فاطمہ زہرا کو راضی ہوا اللہ تعالے اون سے بیچ عقیقہ امام حسین کے راضی ہو اللہ تعالی اون سے ساتوین روز
چنانچہ روایت کی ہے ترمذی نے محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے کہا عقیقہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن سے
ساتھہ ایک بکری کے اور فرمایا اے فاطمہ مونڈ سر اوسکا اور تصدق کر بوزن بالون اوس کے کی چاندی پس وزن کیا اوسکو حضرت
فاطمہ نے پس ہوا وزن اوس کا درہم یا بعض درہم اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسناد اسکی متصل نہین ہے
اسلیے کہ محمد بن علی بن حسین نے نہین پایا ہے علی بن ابی طالب کو انتہی من نجم العلم واضح ہو کہ تمام نسخون موجود عین العلم اور
احیاء العلوم مین فی الحسین ہے لیکن ترمذی کی حدیث مین تو امر حضرت کا فاطمہ زہرا کو امام حسن کے عقیقے مین ہے اور احیاء العلوم اور جمیع نسخون
عین العلم مین حسن کے جگہہ امام حسین ہے پس ماخذ احیاء العلوم کا اسباب مین ماخذ مصنف کا ہے کتب حدیث مین لفظ سے نہین گذرا اگر مؤطا مین
امام محمد باقر سے لایا ہے کہ فاطمہ زہرا نے وزن کیے بال حسن اور حسین اور زینب اور ام کلثوم کے راضی ہو اللہ تعالی اون سے اور تصدق کیا

ودلی گئی بال حسن اور حسین اور زینب اور کلثوم کے راضی ہو اللہ تعالے اونسے اور تصدق کی اونکی وزن کے برابر چاندی انتہے اور
اس مین بہی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امر حضرت فاطمہ کو دی نہین باوجود اسکے نہین ظاہر ہوئی وجہ تخصیص ذکر حسنین کی اجبا العلوم
مین واللہ سبحانہ اعلم و علمہ احکم اسیطرح ذکر کیا ہے شیخ فخر الدین نے اپنی شرح مین اور شارح جلیل ملا علی قاری نے کہا ہے کہ کہا عراقی نے حدیث ام
فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ساتوین روز حسین کی عقیقہ مین کہ مونڈی بال اوسکی اور تصدق کرے اوسکی وزن کی برابر چاندی
سو روایت کیا اسکو حاکم نے اور تصحیح کی ہے اسکی حدیث علی رضی اللہ عنہ سے اور وہ نزدیک ترمذی کے منقطع ہی ساتھہ لفظ حسن کے
اور روایت کیا ہے اسکو احمد نے حدیث ابی رافع سے انتہی ولیطلی السکر او التمر الممضوغ فی لہاتہ اور ملی شکر یا خرما چبایا ہوا بچہ کے
تالو مین کہ سنت ہے اور اس کو عربی مین تحنیک کہتی ہین اور فارسی مین اسکی تفسیر یون کی جاتی ہے کام کودک مالیدن بخرما و جز آن
اور سکر ساتھہ ضمہ سین مہملہ اور تشدید کاف کے معرب شکر کا ہے کذا فی الصراح اور لہات ساتھہ فتح لام کے تالو کو کہتے ہین جمع لہی کی ہے
فعل علیہ الصلوٰۃ والسلام لعبد اللہ بن زبیر حین جاءت بہ امہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہا ایسا ہی کیا ہے یہہ فعل آنحضرت کی
نازل ہوا اون پر درود اور سلام ساتھہ عبد اللہ بن زبیر کے اوسوقت کہ لائین اونکو اونکی والدہ اسماء بیٹی ابی بکر صدیق کی راضی ہوا اللہ
تعالی اونسے صحیحین مین اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ تہی زبیر بن العوام کی تہین اور اسلام لائین مکہ مین ابتدا بعد
سترہ آدمیون کے اور اونکو ذات النطاقین کہتے ہین روایت کرتے ہین کہ کہا اونہون نے حاملہ ہوئی مین ساتھہ عبد اللہ بن زبیر کے مکہ
مین پس جنا مینے اوسکو قبا مین کہ پہلا آنا آنحضرت کا بعد ہجرت کی تہا اوس جگہہ پہر لائی مین اوس کو پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پس رکہا اوس کو مینے آپکی گود مین پہر طلب کیا آپنے خرما اور چبایا اوس کو پہر ڈالا آپ نے آب دہن مبارک اپنا اوسکے
منہ مین پہر ملا اوسکے تالو کو ساتھہ خرمے کے پس اول شئے کہ داخل ہوئی اوسکے پیٹ مین آب دہن مبارک آپکا تہا پہر دعا کی اوسکے
لیے ساتھہ برکت کی اور تہی عبد اللہ بن زبیر پہلی اون لوگون کے کہ پیدا ہوئی اسلام مین مہاجرین کے گہر و نمین بیچ مدینہ کے پس بہت خوش ہوئے
مہاجرین اونکے سبب سے کیونکہ اونسے کہا گیا تہا کہ یہود نے تمپر سحر کر دیا ہے پس تمہارے اولاد نہین ہوگی اور تہی آنحضرت علیہ السلام
جب لایا جاتا کوئی بچہ اہل اسلام کا تو فرماتی اللہم اجعلہ برا و انبتہ فی الاسلام نباتا حسنا مجمع البحار مین کہا ہے کہ اتفاق کیا ہے علما نے بچہ کی
تحنیک پر وقت پیدا ہونے اوسکے کے ساتھہ خرمے کی پہر اگر متعذر ہو تو اور کوئی چیز شیرین سے تحنیک کرے پس چباوے اوسکو یہانتک کہ مائع ہو جاوے اور رقیق ہو جاوے پس رکہے اوسکو
بیچ منہ مین تالو پر تاکہ پہونچے کچہہ اوسکی پیٹ مین اور مستحب ہے کہ تحنیک کرنیوالا اصلحاء مین سے ہو اور دعا کرے بچے کے لیے ساتھہ برکت کے وقت تحنیک کے

الباب السادس فی الکسب والورع

باب چہٹا بیچ بیان کسب کرنے اور پرہیزگاری کرنے کی قاموس مین ہے کسب یکسب کسبا و کسبا ساتھہ کسر کے اور تکسب و اکتسب رزق طلب کرنیکو کہتے ہین اور
صراح مین ہے کہ کسب طلب اور سعی کرنیکو کہتے ہین طلب رزق اور معیشت مین اور ورع لغت مین بچنے کو کہتی ہین محارم سے پہر استعارہ کیا گیا ہے واسطے بچ
جانے کے حلال اور مباح اور حرام سے انتہی کہا قاموس مین ورع ساتھہ حرکات کے تقوی کو کہتے ہین بعض بزرگون کا قول ہے کہ تمام
دین اور دنیا کا علم اور کسب ہے پس جسنے چہوڑا ان دونون کو اور کہا کہ تلاش کرتا ہون مین زہد کو نہ علم کو اور توکل کو نہ کسب کو پس واقع ہوا جہل

اور طبع مین کذا فی ربیع الابرار للزمخشری بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع کرتا ہون مین ساتھہ نام خدا کے کہ رحمن اور رحیم ہے واضح ہو کہ فضیلت
کسب مین بہت آیتین اور حدیثین وارد ہین فرمایا اللہ تعالے نے وجعلنا النہار معاشا اور وابتغوا من فضل اللہ طلب کرو فضل اللہ
سے یعنی رزق اور انفقوا من طیبات ما کسبتم الآیۃ مگر مصنف نے صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا اور کہا وہ یہ اور وارد ہوا ہے حدیث مین کہ
طلب الدنیا حلالا جو کوئی کہ طلب کرے دنیا اور اوسکی اسباب کو ساتھہ وجہ حلال کے دنیا بروزن فعلے کے مشتق ہے دونون سے اور دنا
اس زندگی کا بسبب بعید ہونے آخرت کے اس سے جیسا کہ نہایہ مین ہے اور مراد اوس سے مال اور متاع ہے تعففا عن المسألۃ بسبب
پارسائی اور باز رکھنے کے نفس کو حرام اور آدمیون سے سوال کرنے سے وتعطفا علی جارہ اور بواسطے مہربانی کرنے کے اپنی ہمسائی پر لقی اللہ
ووجہہ کالقمر لیلۃ البدر تو سامنی آویگا اللہ تعالی کے اور حال یہہ کہ منہ اوسکا مانند چودھوین رات کی چاند کے ہوگا ومن طلب الدنیا
مفاخرا مکاثرا اور جو کوئی کہ طلب کری دنیا کو او پر وجہ حلال کے درحالیکہ فخر کرنے والا ہو اور زیادتی طلب کرنے والا مال مین لقی اللہ وہو علیہ
غضبان تو ملاقات کریگا خدا تعالی سے اوس حال مین کہ خدا تعالی اوس پر خشمناک ہوگا غضب جوش اور تنور ان نفس کو کہتے ہین واسطے
ارادہ کرنے انتقام کے پس جب کہ اسناد کیا جاتا ہے طرف اللہ تعالی کے تو ارادہ کیا جاتا ہے ساتھہ اوس کے منتہے اور غایت اسی طرح
تمام اسما مین اوسکے وہ غایتین مراد ہوتے ہین کہ وہ افعال ہین نہ اونکے مبادی کہ ہوتے ہین انفعالات الیسا ہے ثابت کیا گیا ہے
اپنے موضع مین کذا فی نجم العالم اور حدیث کو جو متن مین مذکور ہے روایت کیا ہی ابو شیخ نے کتاب الثواب مین اور ابو نعیم نے حلیہ
اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور ابو ہریرۃ کی حدیث سے اور طبرانی نے اوسط مین ابو نعیم نے حلیہ مین روایت کیا ہے بعض
گناہ ایسے ہین وہ گناہ ہین کہ نہین تکفیر کرتا اونکی مگر غم اوٹھانا طلب معیشت مین اور حدیث مین ہے کہ اللہ تعالے دوست رکھتا ہے
مومن پیشہ کرنے والے کو اور ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یارون مین تشریف رکھتے تھے پس دیکھا اصحاب نے
ایک جوان صاحب جلد اور قوت کی طرف کہ فجر کے تڑکے سے جاتا تھا پس کہا سب نے افسوس ہے کاش کے اس کی جوانی
اور قوت خدا کی راستے مین صرف ہوتی پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ مت کہو اسلیئے کہ تحقیق اگر وہ کوشش
کرتا ہے اپنے نفس کے لیے تاکہ بچا دے اوس کے سوال کرنے سے اور غنی کر دے اوس کو آدمیون سے پس وہ سبیل اللہ ہے
اور جو کوشش اور سعی کرتا ہے مان باپ کے لیے جو ضعیف ہون یا اولاد کے لیے جو ضعفا ہون تاکہ غنی کر دے اونکو اور بچا دے پس
وہ فی سبیل اللہ ہے اور جو کوشش کرتا ہے واسطے فخر اور زیادتے مال کے پس وہ فی سبیل الشیطان ہے اور اقوال علما مین
کسب کی فضیلت مین بہت ہین اور انہین مین سے یہہ ہے کہ لقمان حکیم نے اپنی بیٹے سے کہا کہ اے بیٹے بے پرواہ ہو
ساتھہ کسب کے فقیر سے پس تحقیق شان یہہ ہے کہ نہین محتاج ہوتا کوئی کبھی مگر اوس کو تین خصلتین پہنچتے ہین رقت
اوسکے دین مین اور ضعف اوسکی عقل مین اور جاتا رہنا اوس کی مروت کا اور بزرگ ترین ان تینون کی حقیقت جاننا
آدمیو نکا ہے اوس کو اور انہین مین یہہ ہے کہ کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ ہرگز نہ بیٹھے کوئی تمہارا رزق کے طلب
کرنے سے اور کہے اللہم ارزقنی پس بیشک جان لیا ہے تمنے کہ آسمان نہین برساتا ہے سونا اور نہ چاندی اور اونہین سے

کہ مروی ہی حضرت علی سے ؎ لنقل الصخر من قلل الجبال ؛ احب الی من منن الرجال ؛ یقول الناس لی فی الکسب عار ؛ فقلت العار
فی ذل السوال ؛ یعنی بیشک اوٹہالانا میرا پتہرونکو پہاڑون کی چوٹیون پرسے محبوب زیادہ ہی نزدیک میرے آدمیونکی احسان سے
کہتی ہین آدمی مجکوکہ کسب مین عار ہی اور مین کہتا ہون کہ عار سوال کی ذلت مین ہے کذا فی مجمع العلم اور اونہین مین سے یہہ ہی کہ ربیع
بن سلمہ اپنی زمین مین درخت لگاتے تہی فقال لہ عمر اصبت استغن عن الناس لتکون اصون لدینک واکرم بوجہک پس کہا اون کو عمر نے
ثواب کو پہنچا تو بچنے ہوجا آدمیون سے تاکہ ہو تو نگاہ رکہنی والا زیادہ واسطے دین اپنے کی اور کریم کرنے والا منہ اپنے کو وکیف
قال صاحبکم احیحہ ؎ فلن ازال علی الزوراء اعمرہا ؛ ان الکریم علی الاخوان ذو المال ؛ اور اونہین مین سے یہہ ہی کہ ایک مرتبہ سخت ہوا دریا
آئے پس کہا کشتی والون نے ابراہیم ادہم سے کیا نہین دیکہتا ہے تو اس سختی کو کہا یہہ کیا سختی ہی سوا اس کے نہین کہ سختی آدمیونکی
طرف محتاج ہونا ہے اور امام احمد بن حنبل سے پوچہا کہ کیا کہتی ہو تم اوس شخص کے حق مین کہ مسجد مین واسطے عبادت کی بیٹہی اور کہے
کہ خدا تعالی روزی دیگا کہا یہہ مرد جاہل ہے اور شرع نہین جانتا کذا فی شرح القاری اور اوزاعی نے ابراہیم ادہم کو دیکہا کہ ایک لکڑی کا
بشارہ گردن پر رکہی ہوئے لیے جاتے ہین کہا کب تک یہہ کسب کروگے کہا چپ رہو حدیث مین ہے جو کوئی ذلت کی جگہہ مین کہڑا ہو طلب
حلال مین تو اوسکی لیے بہشت واجب ہوتی ہے انتہی من شرح شیخ فخر الدین فالکسب سنۃ الانبیاء اس لیے کہ کسب حلال طریقہ
انبیاء مرسلین کا ہے جیساکہ روایت کیا ہے بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ داؤد علیہ السلام نہین کہاتے تہی مگر اپنی ہاتہہ کے
عمل سے عینی نے اسکی شرح مین کہا ہے کہ اقتصار حضرت داؤد کا کہانے مین ہاتہہ کے کسب پر بسبب محتاج ہونی کے نہین تہا اسلیے کہ وہ
خلیفہ اور بادشاہ تہے زمین مین جیساکہ ذکر فرمایا ہے اللہ تعالے نے قرآن مین بلکہ قصد کیا تہا داؤد علیہ السلام نے افضل طریقہ سے
کہانے کا انتہی اور عمل آپکا زرہ بنانا تہا لوہے سے چنانچہ فرمایا اللہ تعالے نے وعلمناہ صنعۃ لبوس لکم اور اول
آدم علیہ السلام ہین اور اول اونکے کہ نجاری کی حضرت نوح علیہ السلام ہین اور اول اون لوگونکے کہ خیاطی کی حضرت ادریس علیہ السلام
ہین شرعۃ الاسلام مین کہا ہے کہ ادریس علیہ السلام خیاط تہے کہ کپڑے سیا کرتے تہی اور خلیل علیہ السلام تجارت کرتے تہی خشکی مین
اور زراعت بہی کرتے تہی اور اول کپڑا بننے والونکے حضرت آدم ہین اور عیسے علیہ السلام کفش پا سیا کرتے تہی اور اونہین پیوند بہی لگاتے تہے
اور نوح علیہ السلام نجار تہے اور صالح علیہ السلام کپڑے بنتے تہی اور ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام مکہ مین چراتے تہی اہل مکہ
چند قیراطون پر قبل وحی کے انتہی اور سلیمان علیہ السلام بہی زنبیل بافی کرتے تہی خرمہ کے پتو نسے اور اسے ذریعے سے قوت بہم
پونہچاتے تہی اور حکایت کی گئی ہے کہ ہر پیغمبر اپنے کسب سے کہایا کرتا تہا والاولیاء اور کسب کرنا قوت حلال کا طریقہ اولیا متوکلین کا ہے
چنانچہ حضرت ابراہیم ادہم وغیرہ کا حال مذکور ہوچکا وفیہ ستر الحال اور کسب مین پوشیدگی حال کی ہے ظاہر ہونے فقر سے
اور یہہ دلیل ہے کسب کی فضیلت پر وہو اولے لظاہر العمل من الاخذ بالسوال وبغیرہ اور وہ یعنی کسب کرنا بہتر اور افضل ہے اوس کسی کے
کہ ظاہر عمل مین مشغول ہو یعنی قوت کیسے ساتہہ سوال یا غیر سوال کے یعنی جو شخص کہ ظاہر اعمال مین مشغول ہو مانند صوم اور صلوۃ اور
تلاوت کی اوس کو کسب کرنا بہتر ہے اس سے کہ قوت حاصل کرے سوال کرکے یا بدون سوال کے فالفارغ سائل بلسان الحال لیس

فارغ کسب حلال سے حقیقت مین سوال کرنے والا ہی ساتھ زبان حال سکے گرچہ زبان مقال سے سائل نہو اور اکثر اوقات لسان حال کی بلوا
ظاہر کرنے والی ہوتی ہے دل کی مراد کو اسی جگہہ سے وارد ہی کہ اللہ تعالے دوست رکھتا ہے کہ دیکھے اپنی بندے کو مشقت مین بیچ طلب
حلال کے روایت کیا ہے اسکو دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ابن عدی کی روایت مین ہے ابن عمر سے کہ اللہ تعالے دوست
رکھتا ہے مومن پیشہ کرنے والے کو اور وارد ہے جس شخص نے کھولا اپنی نفس پر دروازہ سوال کرنے کا تو کھولتا ہے اللہ تعالے اوس پر
ستر دروازے فقر کے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے ابی کبشۃ الانماری سے اور کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن مسعود سے مروی ہے
کہ مین البتہ مکروہ جانتا ہون یہہ کہ دیکھون کسی شخص کو فارغ ہو نہ تو ہو اپنے دین کے امر مین اور نہو اپنی دنیا کے امر مین اور امام احمد بن
حنبل سے کہا گیا کہ کیا کہتے ہو تم اس کے حق مین کہ بیٹھے اپنے گھر مین یا مسجد مین اور کہے کہ مین کچہہ نہین عمل کرتا یہان تک کہ آوے
رزق میرا کہا احمد نے کہ یہہ ایک شخص ہے کہ بھول گیا علم کو آیا یہہ نہین سنا ہی اس نے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے تحقیق اللہ تعالی نے
میرا رزق میری نیزی کے سائے کے نیچے کیا ہی اور مسند امام احمد مین ہے ابن عمر کی حدیث سے کہ اللہ تعالی نے میرا رزق میری نیزے کے سائے کے
نیچے گردانا ہے اور کیا نہین سنا اوس نے یہہ قول نبی علیہ السلام کا جبکہ ذکر کیا پرندون کا پس فرمایا تغدو خماصا وتروح بطانا پس ذکر کیا
کہ وہ فجر کرتے مین طلب رزق مین اور تھی اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ تجارتین کرتے تھے خشکی اور تری مین اور کاروبار کرتے تھے
اپنی باغون مین پھر کہا احمد نے والقدوۃ بہم اور دوسری حدیث کو روایت کیا ہے ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عمر کی حدیث سے
اور کہا ترمذی نے حسن صحیح انتہی من شرح علی القاری واما صاحب الباطن والعالم النافع للناس والمشتغل بمصالحہم کالقاضی ونحوہ
صاحب باطن کا اور عالم نفع پونہچانے والا آدمیون کا اور اشتغال رکھنے والا ساتھ مصلحتون اونکے کے مانند قاضی کے فان اعطوا
الکفایۃ من بیت المال پھر اگر یہی جماعت مذکور دیے جاتے ہین بقدر کفایت خرچ کے بیت المال سے پس نہ مشغول ہون کسب مین
جواب شرط کا متن مین محذوف ہی ساتھ قرینہ مقام کے یعنی نہ مشغول ہون کسب مین حاصل یہہ کہ صاحب باطن کہ مکاشفات اور ذکر
معلومات مین اشتغال رکھتا ہے اور اپنی مولا کے فیض مین مراقب رہتا ہی اور ماسوا اللہ سے اعراض کرنے والا ہی اور عالم
جو آدمیونکو نفع پونہچاتا ہے مانند محدث اور مفسر اور مفتے اور مدرس کے اور جو کہ مسلمانون کے کامونکا متکفل اور ذمہ دار ہو مانند
قاضی اور سلطان اور محتسب اور امام اور موذن کے پس یہہ لوگ اگر بیت المال سے اسقدر قوت دیے جاتے ہین کہ انکی حاجت ضروریہ
کفایت کرتا ہے تو یہہ کسب مین مشغول نہو بلکہ جو امور کہ اونسے متعلق ہین انہین مین انکو اشتغال کرنا بہتر ہے اسے واسطے رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی گئی فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین اور یہہ وحی آپ کی طرف نہین بھیجی گئے
وکن من التاجرین اسلیے کہ آپ جامع تھے ان اوصاف مذکور کے ساتھ اوس زیادتی کے کہ نہین احاطہ کر سکتا ہے اوسکا
وصف اسی واسطے اشارہ کیا تھا صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ ترک کرنے تجارت کی جبکہ
آپ خلافت کے متولی ہوتے اور تجارت آپ کو مسلمانون کے کاروبار سے مشغول رکھتے تھے پس آپ بقدر کفایت
بیت المال سے لیتے تھے اور اس کو بہتر تصور کیا تھا مگر جبکہ آپکے وفات کا وقت قریب ہوا تو وصیت کی

جو کچھ کہ عینی نی بیت المال سی لیا ہی اوس کو واپس کر دینا بیت المال مین عینی نی بخاری کی شرح مین کہا ہی جو شخص کہ مسلمانون کی کامون مین
مشغول ہو تو اوس کو اس قدر دیا جاوی کہ نہ راضی ہو اپنی کاروبار کرنے پر پس ضائع کریگا مسلمانون کے حال اسی سبب سی ہماری اصحاب نی
لیا ہی کہ کچھہ باک نہین ہی ساتھہ رزق دینے قاضی کے اور تھی شریح کہ اخذ کیا کرتے تھی اجرت قضا پر ذکر کیا ہی اس کو بخاری نی بیچ باب
رزق الحکام والعاملین علیہا کی پہر قاضی جبکہ فقیر ہو تو افضل بلکہ واجب ہی لینا اوس کو بقدر کفایت کی بیت المال سی اور جو غنی ہی تو افضل
نہ لینا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ لینا بہتر ہی اور یہی اصح ہی والا یقابل فضائل الکسب بما فیہ ممعنا اور نہین تو مقابلہ کری فضائل کسب کا ساتھہ
اوس چیز کے کہ یہہ اوس مین ہی درحالیکہ امعان اور غور اور تامل کرنے والا ہو اوس مین ولیعمل بحسب الصلاح اور عمل کری موافق صلاح حال کے
یعنے اگر یہہ جماعت مذکورہ بیت المال سی بقدر انکی کفایت کی نہین دی جاتی تو ہر ایک ان مین سی مقابلہ کری کسب کی فضیلتون کا کہ آیات
اور اخبار مین آئی ہین ساتھہ اوس چیز کے کہ یہہ اوس مین مشغول ہی مکاشفہ اور علم اور حکومت سی درحالیکہ خوب تامل کرنے والا ہو اور
موافق صلاح حال کے بعد غور کی عمل کری کہ رزق کی امر مین اللہ تعالی پر توکل ہی ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ اس لئی کہ جو شخص کہ کسب کی فضیلتون کا
مقابلہ کریگا اوس کے ساتھہ کہ یہہ اوس مین مشغول ہی تو ظاہر ہو جاویگا جو کچھہ افضل ہوگا بہ نسبت حال اور وقت اس کی کی بہت شخص ہین
کہ اون سی مخلوق کا فائدہ زیادہ ہی بسبب اشتغال اون کی علم اور عمل مین اور آسان ہی اون پر حاصل کرنا قدر کفایت کا ساتھہ اون کی تعریض سوال
اور نہین امر بالعکس ہوتا ہی اور بسا اوقات مطلوب اور محذور دونون برابر ہوتی ہین پس اختیار کری جو کچھہ دل فتوی دی اور اس جماعت
مذکورہ کی لئی ایک اور حالت ہی کہ احیا مین مذکور ہی اور مصنف نی اوس سی تعرض نہین کیا وہ یہہ ہی کہ بوقت ترک کرنی کسب کی جو کچھہ لوگ ان کو دین
زکوۃ اور صدقہ وغیرہ سے بغیر حاجت سوال کے پس ترک کرنا کسب کا اور مشغول ہونا اون امورون مین کہ یہہ اون مین مشغول ہی بہتر ہے
اس لئی کہ اس مین آدمیون کی اعانت ہی نیکیون پر اور قبول کرنا اون سے اوس چیز کا کہ اون پر حق ہی افضل ہی اونکی لئی انتہی
بحر العلوم وثمرات منہو التعفف والتعطف اور حق کسب کی اور آداب اوس کی تین ہین اول یہہ کہ نیت کری کسب مین پارسائی اور باز رکہنی
نفس کے تئین حرام اور آدمیون سی سوال کرنے کی طمع سے اور نیت کری خبر گیری کے اپنی عیال اور ہمسایون پر ساتھہ زیادتی نفقہ سے کہ
نہ یہہ کہ کسب واسطے فخر اور زیادتی مال کی کری مروی ہی کہ عیسے علیہ السلام نی ایک شخص کو دیکھا اور اوس سے استفسار فرمایا کہ تو کیا کام
کرتا ہی عرض کیا کہ معبود حقیقی کی عبادت کرتا ہون فرمایا کہ تیری تیمارداری کون کرتا ہی یعنی تجھہ کو رزق کسکے وسیلہ سے پہنچتا ہی اور تیری
معیشت کی وجہ کیا ہی کہا میرا بہائی مجھکو کہانی کو دیتا ہی آپ نی فرمایا کہ وہ تجھسے زیادہ عبادت کرتا ہی واقامۃ فرض الکفایۃ فی صناعات
یتوقف علیہ العیش اور نیت کری کسب مین قیام کرنے کی ساتھہ کسی فرض کے فروض کفایہ مین سی اون پیشون مین سی کہ اون پر
زندگی موقوف ہی کیونکہ اگر پیشی اور تجارتین ترک کی جائین تو باطل ہو جاوی زندگی آدمیون کی اور ہلاک ہو جاوین مخلوق پس انتظام
سب کی کامون کا کل کے اعانت اور مددگاری سی ہی اور جو متوجہ ہو جاوین سب ایک ہی پیشہ کی طرف تو البتہ معطل ہو جاوین
باقی اور ہلاک ہو جاوین سب اور اسی پر محمول کیا ہی بعض آدمیون نی یہہ قول آنحضرت علیہ السلام کا اختلاف امتی رحمۃ یعنی اختلاف
ہمتون اونکی کا پیشون مین رحمت ہی پس نیت کری کہ جیسیکہ تمام اہل حرفہ اپنی اپنی پیشون مین مشغول ہین اور اوس کی لئی کام کرتی ہین

کہ اس کو سب کی حاجت ہی یہہ بہی معروف رہے اور جہہ لائق نہین ہے کہ اور تو او سکے کام مین ہون اور اوس کو سب سے منفعت حاصل
اور کسی کو اوس سے نفع نہو بس چاہیے کہ خیال کرے کہ مین بہی ایک شغل مین مشغول ہون کہ مسلمانون کو اوس سے راحت ہو ۔ ۔ ابہہ ہم
اوس کہایہ مین سے تمام کرون جاننا چاہیے کہ مصنف نے جو حقوق ذکر کیے ہین اونسے نکلتی ہی وجہ توفیق اور جمع کیے درمیان اون احادیث کے
جو وارد ہین کسب کی فضیلتون میں اور درمیان اوسکے کہ وارد ہوا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں وحی کی گئی
طرف میری یہہ کہ جمع کرون مال اور ہوون تاجرین سے لیکن وحی بہیجی گئی ہے طرف میرے یہہ کہ سبح بحمد ربک وکن من الساجدین واعبد ربک
حتے یاتیک الیقین اور کہا گیا واسطے سلمان فارسی کے کہ وصیت کرو ہمکو پس کہا جو شخص کہ چلے تم مین سے یہہ کہ مری حاجی یا غازی
یا عمرہ کرنے والا واسطے مسجد رب اپنے کے پس چاہیے کہ مرے اور نہ مرو تم تجارت کرنے والے اور نہ خیانت کرنے والے اسلیے کہ جس نے
رعایت کی کسب کی حقوق کی پس کسب اوسکا ممدوح ہے اور نہیں تو مذموم ہے پہر اگر کہا جاوے کہ کسب اور تجارت منافی ہین توکل کے تو جواب
اس کا یہہ ہے کہ اس طور سے نہین ہے اسلیے کہ ثابت کیا گیا ہے کہ حقیقت توکل کی عالم ہونا ہے ساتھ ضمان اللہ سبحانہ تعالی کے
رزق کا اور اعتماد کرنا اوس پر اور ترک کرنا اسباب کا توکل نہین ہے بلکہ بسا اوقات واقع ہوتا ہے تسبب ساتھ اوسکے واسطے
اور امتثال واسطے امر حقیقی کے جو بیچ ضمن خلق اسباب کے ہے فصول امادیہ مین کہا ہے کہ مسبب الاسباب جلت قدرتہ نے
جاری کیا ہے طریقہ ساتھ ربط دینے مسببات کی اسباب کی ساتھ واسطے ظاہر کرنے حکمت کی پس نہین مفر ہے استعمال کے
اوسکا ساتھ نظر کرنے کے طرف مسبب اوسکے کے انتہی محیط برہانی مین کہا ہے کہ مروی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ گذر کیا آپنے ایک
قوم کو کہ قرآن پڑہتے تہے پس کہا یہہ کون لوگ ہین پس کہا گیا کہ یہہ لوگ توکل کرنے والے ہین کہ آدمیون کے مال سوال اور ریا کے
کہاتے ہین پہر فرمایا کہ توکل کرنے والا وہ ہے کہ دانہ ڈالے اپنی زمین مین اور توکل کرے اپنے رب پر اور انتظار کرے اوسکے اوگنے کا
انتہے و بیاکر او رتق کسب کا یہہ ہے کہ فجر سے اوٹہے واسطے کسب کرنے کی اور کوشش کرے اس مین ابتداء روز مین مراد یہہ ہے کہ بعد
اوراد اور وظائف کی متصل کسب مین مشغول ہو اور کسی کام مین مشغول نہو بکو فجر کے وقت اوٹہانا اور بامداد کرنا اور بابدا د کو جانا بکرت
وابکرت وبکرت وابتکرت سب کی ایک معنے ہین کذا فی الصراح نوروح اسلیے کہ وارد ہوا ہے حدیث مین ان فی الغدو برکۃ ونجاحا تحقیق
اول روز مین برکت اور فیروزی ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو طبرانی نے اوسط مین اور ابن عدی نے حضرت عائشہ سے روایت
کے ہی فجر کو فجر او ٹہو بیچ طلب رزق اور حاجتونکے اسلیے کہ فجر کے وقت مین برکت اور فیروزی ہے اور تحقیق وارد ہوا ہے اللہم بارک
لامتی فی بکورہا تعلیم العلم مین ہے کہ یہہ جو مصنف نے ذکر کیا ہے احیاء العلوم کے مخالف ہے اسلیے کہ اوس مین کہا ہے کہ سلف صالحین
اول اور آخر دن کو آخرت کے واسطے کرتے تہے اور بیچ کے دن کو واسطے تجارت کے رکہتے تہے پس نہین بیچتے تہے فجر کو سری پاے
مگر لڑکے اور اہل ذمہ کیونکہ ہنوز یہہ مسجد ہے مین ہوتے تہے اور حدیث مین ہے کہ فرشتے جبکہ چڑہتے ہین ساتھ نامہ اعمال بندہ کے
جسمین استغفار ہو اول دن مین اور آخر دن مین تو مٹا دیتا ہے اللہ تعالی اوس سے جو کچہہ کہ اوس کے درمیان برے ہوتے ہین
بری عمل انتہے ہان شرعۃ الاسلام مین مصنف کیطرح ذکر کیا ہے کہا کہ علی الصباح رزق کی طلب مین مشغول ہونا سنت ہے

بسبب فرمانے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے باکروا فی طلب الرزق فان للغدو برکۃ ونجاحا انتہیٰ جمع درمیان ماذکر اور اوسکے جواحیاء مین آئے
مشکل ہی ای بارہند یا مگر یہہ کہ کہا جاوی کہ مراد اس سے کہ مبارکت سنت ہی وہ شخص ہے کہ اوس کو دنیا کے کاروبار ہون پس اوس پر ضرور ہے
کہ طلب رزق کو مقدم کرے اوس کے غیر پر نہ مطلقا پہر جاننا چاہیے کہ کسب چار قسم ہے ایک تو فرض اور کسب کرنا ہے بقدر
کفایت کی واسطے اپنے نفس اور عیال اور ادا کرنے فرض کے دوسرے مستحب اور وہ کسب کرنا زیادتی کا ادنی قدر کفایت پر تا کہ مواسات
کرے ساتہہ اوس کے فقیر یا قریب کی ہمسایہ کے اور یہہ افضل ہے خالی رہنی سے بسبب ہونے عبادت نافلہ کے اس لیے کہ فرمایا
نبی علیہ السلام نے خیر الناس من ینفع الناس تیسرے مباح اور وہ کسب کرنا زیادتی کا ہے واسطے تجمل اور زینت اور خوش حالی کے
اور یہہ بہی صحیح ہے واسطے فرمانے اللہ تعالے کے قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ اور بعضے اس طرف گئی ہین کہ یہہ مکروہ ہی چوتہے
مکروہ اور یہہ وہ کسب ہی کہ واسطے جمع کرنے مال کے ہو واسطے تفاخر اور تکاثر اور تکبر کے اگرچہ حلال وجہ سے ہو اس لیے کہ وہ سبب ہے
قایم کرنے اوس چیز کا کہ وہ مکروہ ہے پس ہوا وہ مکروہ اسے واسطے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شیطان کہتا ہے کہ نہین نجات
پاتا مجہسے صاحب مال کا تین خصلتون مین سے ایک خصلت سے یا تو مین تو اوسکو اوس کی آنکہون مین مزین کر دیتا ہون پس روکتا ہے حق
اوس کا یا آسان کر دیتا ہون اوس پر طریقہ اوس کا پس ضائع کر دیتا ہے اوسکو غیر حق مین یا محبوب کر دیتا ہون مین اوس کے
دل مین پس جمع کرتا ہے غیر حلت سے اوس کو یہہ خلاصہ ہے شیطا برمانیکا انتہی ویجتنب ما یضر الناس اور حق کسب کا یہہ ہے کہ پرہیز کرے
کسب کرنے مین اوس چیز سے کہ ضرر کرتی ہے آدمیون کو اور آفت اوس کی عام ہو اگرچہ از روی فتوے کے مباح ہو اور یہہ عدل ہے
معاملات مین کالاحتکار مانند غلہ روکنے کے ساتہہ امید گرانی نرخ کے کہ یہہ ظلم عام ہے اور صاحب اسکا مذموم ہے شرح اور عرف
دونون مین احتکار باب افتعال سے مجرد اوس کا حکر ہے لغوی معنے اوسکے ظلم اور بد معاشی کے ہین اور شرح مین احتکار غلہ روکنی کو
کہتے ہین واسطے انتظار گرانی کے باین طور کہ گرانی کے وقت مین غلہ خریدے اور جمع کرے تا کہ اور زیادہ گران ہو جاوے اور جو کسے
دوسری جگہہ سے غلہ خرید کر کے لایا یا ارزانے کے وقت مین خرید کیا اور جمع کر رکہا اور وقت گرانی کے فروخت کیا پس یہہ احتکار حرام
نہین ہے اسیطرح جبکہ اقوات مین نہو یعنے غلے مین تبیین مین کہا ہے کہ خاص کرنا احتکار کا ساتہہ کہانے کے چیزونکے قول ابوحنیفہ اور
محمد کا ہے اور ابو یوسف نے کہا ہے ہر وہ چیز کہ ضرر پہونچاوے عام لوگونکو وہ احتکار ہے اگرچہ کپڑا یا درہم یا مانند اوسکے ہو لیتے اور
احتکار کی مذمت مین بہت حدیثین وارد ہین ابو منصور دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور خطیب نے تاریخ مین انس کی حدیث سے
روایت کی ہی کہ جس شخص نے روکا طعام کو چالیس روز پہر صدقہ کر دیا اوس کو تو نہین ہوگا صدقہ اوسکا کفارہ واسطے احتکار اوسکے کے اور احمد
اور حاکم نے ساتہہ سند جید کے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ جس نے روکا طعام کو چالیس دن پس تحقیق بیزار ہوا اللہ سے اور بیزار ہوا اوس سے
اللہ تعالے اور حضرت علی سے مروی ہے کہ آپنے آگ مین جلا دیا تہا طعام محتکر کا اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے الجالب مرزوق والمحتکر ملعون
بعضون نے کہا ہے کہ مدت اوسکی چالیس دن ہین بسبب اسکے کہ روایت کیا ہے اس کو ابن عساکر نے معاذ سے کہ جسنے روکا طعام کو اوپر
مدت چالیس دن اور تصدق کر دیا اوس کو تو نہین قبول ہوگا اوس سے اور بیچ روایت احمد اور ابن ماجہ کے ابن عمر سے وارد ہے کہ جس نے

اونکا مسلمانون پر طعام اونکا تو ماریگا اوس کو اللہ تعالے ساتھ جذام اور افلاس کے اور ایک روایت ابن ماجہ اور حاکم کے سے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جسنے کہ احتکار کیا احتکار کرنا اور ارادہ کیا ساتھ اوسکے گرانی کا مسلمانون پر پس وہ خاطی اور بیشک
بری ہے اوس سے ذمہ اللہ کا اور ایک روایت مین ہے کہ وہ ملعون ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اوسکے مالک نے بسبب عموم
حدیث کے اس امر پر کہ احتکار حرام ہے کہانے کی چیزون اور غیر کہانے کی چیزون مین اور یہی ایک روایت ہے ابو یوسف رحمہ اللہ سے
اور جمہور اس پر ہین کہ احتکار خاص ہے ساتھ کہانے کی چیزون کے اور حمل کیا ہے حدیثون کو اوس پر واللہ اعلم کہا احیاء کی حاصل
کلام کا یہہ ہے کہ تجارت کہانے کی چیزون مین اور قسم مین سے ہر گز مستحب نہین ہے اسلئے کہ وہ طلب کرنا نفع کا ہے اور اقوات اصل مین
پیدا کیے گئے ہین واسطے قوام کے اور نفع زائد چیزون مین سے ہی پس لائق ہی کہ طلب کیا جاوے نفع اون چیزون مین کہ زائد چیزونسے ہون اور مخلوق کو
اون کی طرف کچہہ حاجت نہو اسی واسطے بعض تابعین نے ایک شخص کو وصیت کی اور کہا نہ سپرد کر اپنی بیٹے کو دو بیعین امہ دو پیشے بیع طعام اور بیع کفنون کی
پس تحقیق وہ آرزو کریگا گرانی کی اور آدمیونکی مرنے کی اور دو پیشے یہہ ہین کہ ہووے قصاب اور یہہ ایسا پیشہ ہے کہ سیاہ
کردیتا ہے دل کو یا سنار ہو کہ وہ حقیقت مین زینت دیتا ہے دنیا کو ساتھ ذہب اور فضہ کے انتہے اور ابن مردویہ نے ابن مسعود کی
حدیث سے روایت کی ہے ما من جالب یجلب طعاما الے بلد من بلدان المسلمین فیبیعہ بسعر یومہ الا کانت منزلتہ عند اللہ منزلتہ
الشہید وملوث الباطن یہہ قول معطوف ہے قول اوس کے پر یہہ بیزہ ہے یعنے پرہیز کرے اوس پیشے سے کہ آلودہ کرے باطن کو
اگرچہ ظاہر کو آلودہ نکرے کالجزر فہو یقسے القلب مانند قصابی کے کہ مباشرت اوس کی دل کو سیاہ کرتی ہے جزر ساتھ زا معجمہ
بعد جیم کے قصابی کو کہتے ہین یعنے ذبح کرنا جانورون کا اور اونکا پوست نکالنا اور یہہ باوجود مکروہ ہونے اوسکی کے وہ شئے ہے کہ جانا ہی
اس کو بعض محققین نے اولی شعر او رمانند اوس کے ہے بنا بر اس کے کہ روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص نے اہل ادب مین سے قصابی
شروع کی پس اوسنے کہا گیا کہ ترک کیا تونے شعر کو اور ہوگیا تو جزار کہا ان کنت ارجو الکلاب والآن ارجونہ الکلاب انتہے
من شرح علے القاری اور مجمع العلم مین ہے کہ اس کی اجازت دی ہے صلی اللہ علیہ وسلم نے اور قبول فرماتی ہے دعوت قصاب کی
دال پر بنا بر اوس کے کہ روایت کیا ہے اس کو بخاری نے ابو مسعود سے کہا آیا ایک شخص انصار مین سے کہ کنیت اوس کی
ابا شعیب تہی فقال لغلام لہ قصاب اجعل لی طعاما یکفی خمسۃ فانی ادعو النبی صلی اللہ علیہ وسلم خامس خمسۃ فانی قد عرفت فی وجہہ
الجوع فجاء ہم رجل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ہذا قد تبعنا فان شئت ان تاذن لہ فاذن لہ وان شئت ان یرجع رجع فقال لا بل
قد اذنت لہ کہا عینے نے اس کی شرح مین کہ اس مین دلیل ہے جائز ہونے کسب قصابی پر اور اس مین کچہہ باک نہین ہے انتہے والصیاغۃ
یہہ معطوف ہی قول اوس کے پر جو الجزر ہے پس یہہ بہی اوسی جنس ثیات مین سے ہے کہ آلودہ کرے باطن کو فہو تزیین الدنیا
اور مانند زرگری کے کہ وہ حقیقت مین زینت دیتی ہے دنیا کو کہ ہر گناہ کی اصل ہے اور مبغوض آلہی ہے مجمع العلم مین ہے
کہ حدیثین صحیح بخاری کی دلالت کرتی ہین اس پیشے کی اجازت پر اور کہا عینے نے بیچ شرح قول بخاری کے باب ما قیل فی الصواغ یعنے کچہہ بیان
زرگری مین ساتھ اس ترجمے کے اور لوہ ترجمون کے کہ بعد اوس کے ہین اصحاب صنائع سے مانند خیاط اور نساج اور حجام کے

تنبیہ ہی اس امر پر کہ یہہ پیشے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانی مین تھی اور آپ نی ثابت رکہا اونکو باوجود عالم ہونے کی ساتھہ اونکی ہین تو بیا
کہ تصریح کے اونکی جائز ہونے پر اور وہ چیز کہ نہین ذکر کیا اوس کو تو عمل کیا جاوی اوس مین ساتھہ قیاس کے انتہی اور مکروہ ہی صحیح درہم اور دینا
دینار کو توڑنا مگر وقت شک ہونی کے اوس کی کہری پن مین یا وقت ضرورت اوس کی کے پس تحقیق کہا ہی احمد بن حنبل نے کہ وارد ہوئی ہی
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کی اصحاب سی زرگری مین دور مین مکروہ جانتا ہون دیناروں کی توڑنے کو اور کہا کہ خیر عدلی دیناروں
درہم پہر خریدی درہم لیسے سونا و مصوغہ ای خروجا عن الربوا در بناوی اوس کا جو چاہی اور یہہ بدلنا واسطے خارج ہونی کی ہی ربوا سے
اور حدیث ہی کہ جو توڑنی دینار اور درہم مین وارد ہے روایت کیا ہی اوس کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم نے علقمہ بن عبد اللہ
روایت سی اوس نی اپنی باپ سی کہا نہی فرمائی ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سی کہ توڑا جاوی سکہ مسلمانوں کا جو اون مین جاری ہو
مگر خوف کی سبب سی اور زیادہ کیا ہی حاکم نے ان یکسر الدراہم فیجعل فضۃ ویکسر الدنانیر فیجعل ذہبا اور ضعیف کہا ہی اس کو ابن حبان نے
انتہی من شرح علی القاری والظاہر یہہ معطوف ہی اوپر قول اوس کی کے جو باطن ہی کالحجامۃ والدباغۃ یعنی پرہیز کری اوس چیز سے کہ آلودہ
کری ظاہر کو اگرچہ باطن کو آلودہ نکری مانند حجامی اور خونآ کشی اور چمڑی پکانے کی اسکی معنی مین ہی خاک روبی اور جاروب کشی کیونکہ
آلودہ کے ظاہر کے لیو ہجاتی ہی نظرف باطن کے آلودگی کی اور یہی اون مین دلیل ہی کم ہمتی پر نقل کی ہی عینی نی بخاری کی شرح مین وہ حدیث
کہ روایت کیا ہی اوس کو مالک اور ترمذی اور ابوداؤد نے محیصہ بن مسعود الانصاری سے کہ اوس نی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حجامی
یعنے خون کشی کی کسب سی یعنی مزدوری حجامی کی حلال ہی یا نہین پس نہی کی آپ نی اور منع فرمایا اوس کی مزدوری کہانی سے پہر اعادہ کیا
محیصہ نی پہر آپ نی منع فرمایا پہر اعادہ کیا پہر آپ نی نہی فرمائی پس ہمیشہ اذن چاہتا رہا محیصہ یہان تک کہ فرمایا اوس کو رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مزدوری حجامت سی اپنی چارپایون کی گہانس کرلے اور اپنی غلام کو اوس سے طعام دے پہر کہا عینی نے مین کہتا ہون
کہ آپ کی مباح فرمایا یعنی مین حجامت کی مزدوری کو واسطے طعام غلام اور چارپایون کے دلیل ہی اس امر پر کہ وہ حرام نہین ہے کیا تو نے
نہین دیکہا کہ جو مال حرام کہ اس کو حلال نہین ہے تو نہین درست ہی کہ کہلاوی اوس کو اپنی غلام یا چارپایون کو کیونکہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی غلام کے حق مین کہ کہلاؤ تم اونکو اوس چیز سے کہ کہاتی ہو تم پس جبکہ دو اباحتین ثابت ہوئین ایک تو
چارپایون کو گہانس دینا دوسری اپنی غلام کو طعام دینا حجامت کی مزدوری سے تو دلالت کی اس نے منسوخ ہونے نہی پر جو پہلے
ثابت تہی اور ثابت ہوئی حل اوسکی لیکن اور اوس کی غیر نے بہی کہا ہی یہہ طحاوی نے پہر کہا کہ یہہ قول ابوحنیفہ اور ابو یوسف اور محمد
رحمہم اللہ کا ہی انتہی اور روایت کیا ہی بخاری نے ابن عباس سی کہا پچہنے لگائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مزدوری دی
اوس کو کہ جسنے پچہنی لگائی تہی آپ کی اور جو یہہ حرام ہوتا تو کیون آپ اُس کو مزدوری دیتی کہا عینی نی اس کے شرح مین کہ یہہ قول اوس کا
کہ جو ہوتے یعنی وہ چیز کہ دیا اوس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام تو نہین دیتی اوس کو تصریح ہی بیچ اباحت اجرت حجامت کی انتہی پہر اگر
کہا جاوی کہ کہا گیا عینے مین خبیث کی جو مسلم کے حدیث مین ہی کہ روایت کیا ہی اوس کو رافع بن خدیج سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے قیمت کلب کی خبیث ہی اور مہر بغی کے یعنی اجرت زانیہ کی خبیث ہی اور مزدوری حجام کی خبیث ہی تو جواب اوس کا یہہ ہی

کہ علمانے کہا ہے کہ خبیث اطلاق کیا گیا ہے اس جگہہ تین معنون پر پس بیع قیمت کلب کی نزدیک ابو حنیفہ اور محمد رحمہما اللہ کے محمول ہی اوپر کراہت تنزیہی
کے اسلیے کہ اون دونون نے جائز رکہی ہے بیع کتے اور چیتے اور درندون تعلیم کیے ہوتے اور غیر تعلیم کیے ہوونکی اور نزدیک ابو یوسف رحمہ اللہ
محمول ہے حرام پر کیونکہ وہ نہیں جائز کہتے ہین بیع کلب عقور کے اور مہر لینے زانیہ کی اجرت مین محمول ہے اوپر حرمت کے لیتیا اور حجام کے
مزدوری مین یا تو کراہت تنزیہی پر محمول ہے یا اس پر کہ وہ منسوخ ہی اور ظاہر کراہت سے جو غزالے کے کلام مین واقع ہی جہان کہا کہ بیع طعام کی
اور بیع کفنون کی مکروہ ہے اسلیے کہ وہ واجب کرتی ہے اونکی حاجت کو طرف گرانی نرخون اور انتظار آدمیون کے موت کی اور یا یہہ کہ ہو
حجامت کرنے والا یا خاک روب کہ اس مین مخالطت نجاست کی ہے ایسے ہی دباغ اور جو اوس کے معنی مین ہو پس محمول کیجاوی کراہت اوپر تنزیہی کے
پس اجتناب جو واقع ہے مصنف کے کلام مین ماسوا احتکار کے واسطے کراہت تنزیہی کے ہی انتہی من نجم العلم وما لیعسر فیہ رعایۃ الاحتیاط یہہ معطوف ہی اوپر قول
اوسکے کے جو ما لیغر الناس ہے یعنی اجتناب کری اوس چیز سے کہ دشوار ہو اوس مین رعایت احتیاط کی کالصرف مانند بیع صرف کی کہ فروخت کرنا ثمن کا
ساتہہ ثمن کے اسلیے کہ احتراز کرنا اس مین دقائق ربوا سے دشوار ہے اور وارد ہوا ہے حدیث مین جو تجارت کرتے اہل جنت تو البتہ تجارت کرتے
بزازی مین اور جو تجارت کرتے اہل نار تو البتہ تجارت کرتے بیع صرف مین روایت کیا ہے اس کو دیلمی نے حدیث ابو سعید اور ابو یعیلی نے
نصف اول کو روایت کیا ہے حدیث ابو بکر سے کذا فی شرح القاری والدلالۃ مانند دلالی کے لفظ دلالۃ ساتہہ فتح کے اور کبہی ساتہہ کسری کے
مستعمل ہوتا ہے مکروہ جانتا ہے ابن سیرین نے دلالی کو اور مکروہ جانتا ہے قتادہ نے دلال کے اجرت کو اور شاید کہ سبب اوس مین کم اجتناب
کرنا اوسکا ہے کذب سے پس تحقیق کہا گیا ہے راس المال دلال کا یعنے پونجی اوس کی کذب اور افراط کرنا ہے بیع تعریف اسباب کی واسطے رواج
دینی اوسکے کے اور اسلیے کہ عمل نہین اندازہ ہوتا ہے پس کبہی قلیل ہوتا ہے اور کبہی کثیر اور نہین نظر کرتا ہے بیچ مقدار اجرت کی طرف عمل کے
بلکہ طرف قیمت قدر ثوب کی اور یہی عادت ہی اور وہ ظلم ہے بلکہ لائق ہے یہہ کہ نظر کرے طرف قدر مشقت کے اسلیے کہ اجرت موافق اندازہ مشقت کی
ہوتی ہے کذا فی الاحیاء وما یکرہ فیہ قضاؤ اللہ تعالی یہہ معطوف ہی اوپر قول اوسکے کے جو ما لیعسر ہے یعنی اجتناب کرے اوس چیز سے کہ مکروہ اور
ناخوش جانے اوس مین قضاء الہی جل شانہ تعالی کو کشراء الحیوان مانند خریدنے کسے جاندار کی تجارت کی لیے مانند غلام لونڈی جانور وغیرہ کے
اسلیے کہ خریدار مکروہ جانتا ہے قضاء الہی کو اون مین کہ وہ موت ہی وسلامۃ الناس اور اجتناب کری کسب مین اوس چیز سے کہ مکروہ جانے سبب
اوسکے آدمیونکی سلامتی کو کبیع الکفن مانند بیچنے کفن کے اور اسے کے مانند ہے گورکنی اور غسل دینا مردونکو اور اوٹہانا جنازونکا اور پانا اجرت شہادت
اوسکی وما یحرم استعمالہ اور اجتناب کری کسب مین اوس چیز سے کہ حرام ہو استعمال اوسکا شرع مین کقباء الابریشم مانند قبا ابریشم کے کہ وہ
کثیر اعور تو پکانا ہے نہ مردونکا اور حدیث ہی کہ جسنے پہنا حریر کو دنیا مین تو نہین پہنیگا اوسکو آخرت مین روایت کیا ہے شیخین وغیرہما نے
انس سے اور ایک روایت مین احمد کی جویریہ سے مروی ہے کہ جسنے پہنا حریر کو دنیا مین تو پہناویگا اوسکو اللہ تعالے قیامت کے
دن آگ کے کپڑی اور ریشمی کپڑے مردون کی لیے سینے سے بہی پرہیز کرے اسلیے کہ اس مین گناہ کے اوپر معاونت ہی اور اس سے بہی منع ہے قولہ تعالی
ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان وانیۃ الذہب والفضۃ اور بنانے ظروف سونے اور چاندی کے کہ انکا استعمال مطلقا حرام ہے سب کی لیے مرد ہو یا عورت
حدیث مین ہے جو شخص کہ کہاتا ہے اور پیتا ہے چاندی سونے کے ظروف مین سوا اسکے نہین کہ بیچ جرجر نے بطنہ نار جہنم روایت کیا ہی اسکو مسلم نے

ام سلمہ سی اور زیادہ کیا ہی طبرانی نی مگر سہیہ کہ توبہ کر ہی انتہی والمزمار اور مزمار کہ حرام ہی چار دن کی اتفاق سی مانند تمام اوتار کی اور جیحا الفتح
رافع نی شافعیہ مین سی قصب یعنی بانسلی مین الیسے ہی بنانا تمام آلات لہو کا کہ حرام ہو استعمال اونکا کہا احیا مین کہ اجتناب اوس سی قبیل
ترک ظلم سے ہی لائق ہین کہ ایک خیاط نے کسی مشایخ سے پوچھا کہ مین بادشاہ کی پوشاک سیتا ہون آیا جملہ اعوان ظالمین سی ہون یا نہین
فرمایا کہ ظالمون کی مددگار وہ ہین وہ ہی کہ جس نے سوئی ڈورا تیری ہاتہہ فروخت کیا اور تو آپ عین ظالم ہی انتہی ورفع البناء اور بلند کرنا
عمارت کا فوق حاجت سی زیادہ پر لیس تحقیق کہا جاتا ہی اوس سے کہا تک بلند کریگا تو ای افسق الفاسقین اور یہہ اس لیے ہی کہ یہہ عمل
شداد کا ہی بیچ بنانی قصر ارم سکے کے اور فعل فرعون کا ہی بیچ تیار کرنے صرح اوس کی کے وتشبیہہ بالجنس اور زینت دینی اوس کے کی ساتھہ
گچ اور چونہ اور مٹی کے اس لئی کہ یہہ دو نوں مکروہ ہین یا حرام ہین بسبب اصراف مال اور ضائع کرنے حال کے دار قطنی نے ابی الدرداء سی روایت
کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیے گئی مسجد کو کھگل کرنے سی ساتھہ چونے وغیرہ کے پس فرمایا الا عرش کعرش موسی یحجم العلم مین ہی
کہ حیلہ برہانی مین کہا ہی امام محمد سے نقل کیا ہی کہ کچہہ باک نہین ہی اس مین کہ بناوی مکان لیس منقش کری اوس کو ساتھہ گچ کے اور سونے
پانی کے اور غیر اوس سے محبوب تہا ہی میری نزدیک بسبب فرمانی نبی صلی اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے تحقیق ایمان والا البتہ اجر دیا جاتا ہی
بیچ اوس چیز مین کہ خرچ کری مگر بیچ خرچ کرنے عمارت کی ویعامل یہہ معطوف ہی تجنب پر مشارنا الالیستر حالہ اعانتہ علی البر اور حق کسب کا
یہہ ہی کہ معاملہ کری کاسب دین دار کے ساتھہ کہ اوس کا حال پوشیدہ اور مخفی نہو دین دار ہی نہین بلکہ اس کی ساتھہ مشہور رہو تاکہ ہو وہی
یہہ معاملہ اوس کے لیے اعانت اوپر نیکی کے لا فاسقا لئلا یعین علی الاثم اور نہ معاملہ کری بے دین سے کہ بتبع ہو تا کہ نہ مدد کرے اوس کے
گناہ پر فرمایا اللہ تعالی نے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان مروی ہی کہ سفیان ثوری مہدی کی پاس آئی اور
اونکی ہاتہہ مین سفید کاغذ تہا پس کہا مہدی نے کہ ای سفیان مجکو دوات دو کہ کچہہ لکہون کہا مجکو بتاؤ کہ کیا لکہوگے اگر حق بات ہوگے
تو دوات دیدونگا انتہی ولا یبالغ فی مدح المبیع وذم المشتری وان صدق اور نہ مبالغہ کرے بیچ تعریف اوس چیز کے کہ فروخت کرتا ہی اور
نہ اوس چیز کے مذمت مین کہ اوس کو خرید کرتا ہی اگرچہ سچا ہو یعنی حق کسب کا یہہ ہی کہ بائع اوس چیز کے تعریف مین کہ جسکو بیچتا ہی حد سے
زیادہ مبالغہ نکری اور جو شخص کہ کسی چیز کو خرید کرتا ہی تو جس کو لیتا ہی اوسکے برائی اور مذمت مین مبالغہ نکری اگرچہ دونون باتون مین
سچا ہو کیونکہ اگر معاملہ کرنے والا اوس کے اوصاف جانتا ہی تو تعریف اور مذمت مبالغہ کے ساتھہ ہذیان اور بیہودہ گوئے اور کلام
مالا یعنی ہے اور یہہ محاسبہ کیا جاویگا ہر کلمہ پر کہ اس کے زبان سی نکلتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب
عتید اور دوسری جگہہ فرمایا والذین ہم عن اللغو معرضون اور روایت کی ہی حسن نے کہ آدمی کے اسلام کے بہلائی چہوڑنا کلام مالا یعنی کا ہے
اور جو اوس متاع کے اوصاف کو نہ جانے مگر اوس کے بیان سی تو کچہہ مضائقہ نہین ہے قدر موجود کی بیان کرنے مین بغیر مبالغہ
اور اطناب کلام کے اور قصد اس کا بیان اوصاف سی یہہ ہو کہ پہچانے اوس کو مسلمان بہائی پس رغبت کری اوس مین اور پوری کری
بسبب اوس کے حاجت اپنی یہان تک کہ ثواب دیا جاوی ساتہہ اوس کے پس جبکہ مبالغہ صدق کے حالت مین مذموم ہے
تو کذب مین تو بطریق اولی مذموم ہوگا کیونکہ تعریف اسباب کی ساتہہ اوس صفت کی اوس مین نہو کذب ہی پہر اگر قبول کرلیا

اوس کو معاملہ کرنے والے کی تو ہوگا ظلم اور فریب دینا اور جو نہ قبول کیا تو وہ کذب اور اسقاط مروت ہی انتہی ولاتجعلوا اور حق
کسب کا یہ ہی کہ قسم نہ کہاوی کسب کرنے والا ساتھہ خدا تعالی کے اگرچہ سچا ہووی قسم مین بغیر ضرورت کسی امر دینی کے تو جعل تعالے
عرضة لایمانکم لترویج الدنیا الخسیسة اس لئی کہ وہ یعنی قسم کہانا ساتھہ اللہ تعالے کی کرتا ہی اوس تعالی کو دست آویز اور نشانہ واسطے
قسمون کی واسطے رواج دینی دنیا کمینہ کے فرمایا اللہ تعالی نے لاتجعلوا اللہ عرضة لایمانکم ان تبروا وتتقوا وتصلحوا بین الناس عرضہ اوس
پارچہ کو کہتی ہین کہ قصاب خون وغیرہ صاف کری اور کہتا ہی اور نشانی کے معنی بہی ہین کہ جیسے ہم یار بار تیر اندازی کرتا ہین یعنی اسباب کے
رواج دینی پر قسم کہانا ساتھہ نام پاک اللہ تعالی کے کہ نہایت کریم اور شریف ہی بناتا ہی اوسی نام پاک کو پارچہ کہنہ یا نشانہ واسطے رواج
دینی دنیا کمینہ کی اور معنی آیت کے یہہ ہین کہ مگر دانو تم قسم کہانے کو ساتھہ اللہ تعالی کے سبب منع کرنے والا اپنی لئی نیکی اور تقوی اور اصلاح
بین الناس سے کہ کہو نہین کرونگا مین وہ کام خیر بلکہ چاہیی کہ جو قسم کہائی تمنی کسی نیک کام کے نکرنے پر تو کرو تم اوس نیک کام کو اور قسم کا کفارہ
ادا کرو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ السلام نے ابن سمرہ کو اذا حلفت علی یمین فرایت غیرہا خیرا منہا فات الذی ہو خیر وکفر عن یمینک کہا قبطلے نے
اور نکرادا نو تم اللہ تعالی کو ساتھہ قسم کے منع کرنے والا اظہار اس سے کہ نیکی کرو تم اور اتقا کرو تم ولیکن جبکہ قسم کہا او تم اس امر پر کہ نہ صلہ رحمی
کرو تم اور نہ صدقہ دو تم اور نہ اصلاح کرو تم پس کفارہ دو تم قسم کا پس مراد ایمان سے امور محلوف علیہا ہین اور ان تبروا وتتقوا وتصلحوا بین
الناس اوس کا بیان ہی اور روایت کی ہی عکرمہ نے ابن عباس سے کہ کہتی تہی نہ قسم کہا و تم اسپر کہ نہ نیکی کرو تم اور نہ دو تم اور نہ اصلاح
کرو تم درمیان آدمیون کے پس جس شخص نے قسم کہائی اوس مین سی کسی امر پر پس واجب ہی اوس پر یہہ کہ کری اوس کو اور کفارہ دی اپنی
قسم کا لائی ہین کہ آیہ کریمہ ولاتجعلوا اللہ الآیة نازل ہوئی ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین کہ آپ نی قسم کہائی تہی کہ نہ نفقہ
کرینگے مسطح پر بسبب افترا اوس کے کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر یا بیچ شان عبد اللہ بن رواحہ کے کہ قسم کہائی تہی کہ کلام نکرینگے
اور بات نکہینگے ساتھہ زوج بہن اپنی کے جو بشیر بن النعمان تہی اور اصلاح نہین کرینگے درمیان بشیر اور زوجہ اونکی کے کذا فی
المظہر للفارسی ناقلا عن انوار التنزیل وورود ہوا ہی حدیث مین لاینظر اللہ الی منفق سلعتہ بیمینہ نہین نظر کرتا ہی اللہ تعالے
نظر رحمت کی طرف رواج دینی والی متاع اپنی کے ساتھہ قسم کے منفق ساتھہ تشدید کے اسم فاعل ہی تنفیق سے کہ رواج دینی کو کہتی ہین
اور سلعہ بالکسر متاع کو کہتی ہین اور مراد یمین سے یمین کاذب ہی اس لئی کہ تصریح کی گئی ہی ساتھہ اوس کی دوسری حدیث مین کہ روایت
کیا ہی اوس کو مسلم نے ابی ذر سے اوس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تین شخص ہین کہ نہین کلام کریگا ساتھہ اونکی اللہ تعالے
قیامت کی دن اور نہ نظر رحمت کریگا طرف اونکی اور نہ پاک کری گا اونکو اور اونکی لئی عذاب دردناک ہی عرض کیا ابوذر نے نقصان
اور ٹوٹی مین ہوئی وہ کون ہین وہ یا رسول اللہ فرمایا منان یعنی احسان کرنے والا دی ہوئی چیز پر اور رواج دینی والا اپنی
اسباب کو ساتھہ جہوٹی قسم کے اور یہہ جو مصنف نی ذکر کیا ہی ایک ٹکڑا ہی اوس حدیث کا کہ روایت کیا ہی اوس کو ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا آپ نی تین شخص ہین کہ نہین نظر کری گا اللہ تعالی طرف اونکی قیامت کی دن عامل متکبر اور منان ساتہہ
عطیہ اپنی کے اور رواج دینی والا متاع اپنی کو ساتہہ قسم اپنی کے اور ہو سکتا ہی کہ مراد قسم سے مطلق یمین ہو خواہ کاذبہ ہو صادقہ

اسلیے کہ اگر کاذب ہی تو آیا ساتھ یمین غموس کے کہ اون کبیرہ گناہون مین سے ہی کہ چھوڑتے ہین شہرون کو بلاقع اور جو ان اور جو سچی ہے
تو بیشک برا کام کیا کیونکہ دنیا خسیس تر ہے اوس سے کہ قصد کیا جاوے رواج دنیا اوس کا ساتھہ ذکر نام اللہ تعالے کے بلا ضرورت اور حدیث میں
آیا ہے خوار ہی ہے اوس تاجر کے لیے کہ کہا اوس نے واللہ و لا واللہ اور ویل ہے واسطے صانع کے من بعد و غدٍ سے اور حدیث مین سے
الیمین الکاذبۃ منفقۃ للسلعۃ ممحقۃ للکسب متفق علیہ انتہے من شرح القاری اور مکروہ ہے درود بہیجنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اسباب کی
پیش کرنے مین یعنے اس طور سے کہ کہی صلی اللہ علی محمد کیا عمدہ چیز ہے یہہ کذا فی البستان و نظہر عیب المبیع اور حق کسب کا یہہ ہے
کہ ظاہر کر دیوے خریدار پر عیب اور نقصان اوس اسباب کا کہ اوس کو فروخت کرتا ہے برابر ہے کہ ظاہری عیب ہو یا باطنے اور
نہ چھپاوی کچہہ بہی اور جو چھپاویگا تو ظلم کریگا لینے والے پر ابن ماجہ نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کہا سنا مینے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تہے کہ جسنے بیچا کسی چیز کو اور نہین آگاہ کیا اوس عیب پر کہ اوس مین ہے تو ہمیشہ اللہ کے
غضب مین رہیگا یا ہمیشہ لعنت کرینگے اوس کو فرشتے وقدرہ اور ظاہر کر دیوے خریدار پر مقدار اور اندازہ مبیعہ کا اگر جس قدر
واقع مین ہو یعنے ترازو سے پورا تول دے یا گز سے پورا ناپ دے یا پیمانہ پورا بہر دے وسعر الوقت سعر بالکسر نرخ اور ظاہر کرے
نرخ حال کا اور نہ چھپاوے کچہہ پس تحقیق نہی فرمائی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقی قافلون کی سے متفق علیہ حدیث ابن
عباس اور ابو ہریرہ سے اور ایک روایت مین ہے عن تلقے الجلب جیسا کہ ترمذی اور ابن ماجہ مین ہے ابن مسعود سے اور مسلم کی
روایت مین ہے ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ملو تم جالب سے پس جو شخص کہ ملا اوس سے پس
خریدا اوس سے پس جبکہ آیا صاحب اوسکا بازار مین پس وہ ساتھہ خیار کے ہی اور ابن ماجہ کی روایت مین ابن عمر سے
نہی عن تلقے الجلب جلب بالتحریک اوس غلی کا نام ہے کہ ایک شہر سے دوسری شہر مین لاتی ہین اور تلقے جلب اس کو کہتے ہین کہ شہر والون مین سے
کوئی شہر سے باہر نکلکر غلہ لانے والو نسے ملی اور اونسے ارزان خریدے شہر کے نرخ کے موجب جہوٹ بول کر کہ شہر مین یہہ نرخ ہے
وارد ہوا ہے لا تلقے الرکبان فصاحب السلعۃ بالخیار بعد ان یقدم السوق ہزار جبہ، نے کہا ہے کہ خیار جب ہے کہ فروخت کرے
شہر کے نرخ سے ارزان اور نہین تو نہین اور بعضون نے کہا مطلقا خیار ہے بسبب اطلاق حدیث کی مروی ہے کہ ایک سوداگر بصری مین تہا
اوسکے غلام نے شہر سوس سے نامہ لکہا کہ امسال شکر کو آفت پہونچی ہے پہلے اس سے کہ آدمیون کو خبر ہو وی شکر خرید لیوین
تو اوس سوداگر نے بہت شکر خریدی اور وقت بیچنے کے تیس ہزار روپیہ نفع ہوئے پہر اپنے دل مین کہا کہ مینے مسلمانو ن سے
فریب کیا اور شکر کی آفت اونسے پوشیدہ رکہی تہہ تو روا نہین ہے تیس ہزار درہم اوٹھائے اور بائع کے سامنے جا کر
تمام حقیقت حال بیان کی اوسنے نہین قبول کی اور جواب دیا کہ اب مین نے تجکو بخش دئے وما سومح بہ فی الصفقۃ الاولے اور
ظاہر کرے بائع اوس چیز کو کہ مسامحہ کیا گیا ہے ساتھہ اوسکے پہلی عقد مین یعنے بائع نے خریدنے کے وقت بسبب دوستی تاجر کے
گران خریدا ہو یا کچہہ قیمت زیادہ دی ہو یا قیمت ادا کرنے مین کچہہ دیر کی ہو یا ناقص قیمت ادا کی ہو یہہ سب خریدار سے بیان
کر دے اور حقیقت نہ چھپاوے فالاخفاء خیانۃ اسلیے کہ پوشیدہ رکہنا مبیعہ کا عیب اور اندازہ اور نرخ اور مسامحہ اوس کا

خیانت ہے جیسا کہ ظاہر کرتا ہے اوسکا دیانت ہی اور واثلہ سے مروی ہے کہ نہین حلال ہے کسیکو یہ کہ فروخت کرے کوئی چیز فروخت کرتا مگر بیان کردی جو کچہ کہ اوس مین ہو
اور نہین حلال ہے اوس شخص کو کہ جانتا ہے اوس کو مگر بیان کردے اوس کو روایت کیا ہے اس کو بیہقی اور حاکم نے اور کہا صحیح الاسناد ہے اور فرمایا آنحضرت
علیہ السلام نے جو خیانت کسی معاملے مین راہ پا دے تو اوسکے برکت کو لیجاتی ہے اور برکت اور زیادتی امانت مین ہوتی ہے اس لیے کہ جو کوئی
امانتداری مین مشہور ہوگا سب لوگ اوس کے معاملے مین رغبت کرینگے اور نفع اوس کو زیادہ ہوگا اور جو کہ خیانت مین مشہور ہوا تو تمام
اوس سے پرہیز کرینگے وہ وورد ح اور وارد ہوا ہے حدیث مین من غشنا فلیس منا یعنے جس نے خیانت کی ہم سے یعنے مسلمانون سے پس ہم مین سے
نہین ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے ابی ہریرہ سے ساتہہ سند صحیح کے اور زیادہ کیا ہے طبرانی نے اور ابو نعیم نے حلیہ مین ابن مسعود سے
والمکر والخدیع فی النار ومن المکر والخدیعۃ عرض الثیاب فی موضع الظلمۃ اور صحیح مسلم مین ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام ایک مرد پر
گذرے کہ وہ گیہون فروخت کرتا تہا پس خوش معلوم ہوا آپ کو پہر آپ نے اپنا ہاتہ اوس مین ڈالا تو کچہ تری معلوم ہوئی پہر فرمایا کہ یہہ کیا ہے عرض کیا
کہ اسکو پانی پہونچا ہے فرمایا کیون اوپر نہین ڈالا اس کو تاکہ اوس کو آدمی دیکہتے جس نے فریب دیا ہمکو پس نہین ہے ہم مین سے اور مروی ہے
کہ ایک شخص نے اپنا اونٹ تین سو درہم کو فروخت کیا اوسکے پاؤن مین کچہ عیب تہا واثلہ بن الاسقع وہان کہڑے تہے خریدار کے پاس گئے اور کہا
کہ اسکا پاؤن عیب دار ہے اوس نے سو درہم بائع سے واپس لے لیے بائع نے واثلہ سے کہا یہہ بیع مجہپر کس لیے تباہ کی تو نے کہا مینے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تہے حلال نہین ہے کہ کوئی چیز فروخت کرے اور عیب اوسکا پوشیدہ رکہے اور حلال نہین ہے دوسرے کو
کہ عیب اوس کا جانے اور نہ کہے اور مسلمان کے ضرر پر راضی ہووے اور یہی وارد ہے قرآن مجید مین ویل للمطففین الآیۃ خرابی اور افسوس ہے کم دینے والو
کیل اور وزن مین آخر آیت تک اور پوری آیت یون ہے الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوہم او وزنوہم یخسرون الا یظن اولئک انہم مبعوثون ل
یوم عظیم یوم یقوم الناس لرب العالمین اس مین وعید ہے نہایت تہدید کے ساتہ اور بعضے سلف کہتے تہے کہ ہم نہین خریدتے ہین ویل اور خرابی کو
اللہ تعالی سے بدلے ایک دانہ کے پس جبکہ لیتے تہے تو کم کردیتے تہے بقدر نصف حبہ کے اور جبکہ دیتے تہے تو زیادہ کردیتے تہے ایک دا
اور کہتے تہے کہ خرابی ہے اوس شخص کو کہ بیچے ایک حبہ کے بدلے جنت کو کہ فراخی اوسکی بقدر آسمانون اور زمینون کے ہے اور اسی کے موید ہے یہہ قول
نبی علیہ السلام کا کہ جب کوئی چیز خرید فرماتے تو وزن کرنے والے کو کہتے بوقت وزن کرنے ثمن کے کہ وزن کر اور راجح وزن کر اور بیشک کہا گیا ہے
ہر مکلف صاحب موازین کا ہے اپنی افعال اور اقوال اور خطرات احوال مین پس خرابی ہے اوس کو اگر عدول کیا عدل اور برابر لینے
و میل کیا استقامت سے بیچ مقام فعل کے انتہی من شرح القاری ولایروج الزیف اور نہ رواج دے اور جاری کرے درہم غیر جید کو اور
ناقص کو درہم زیف اور زائف درہم ردی کو کہتے ہین اور ردہ وہ ہے کہ اوس مین مطلق چاندی نہو بلکہ اوس پر ملمع کیا ہوا ہو اور
دینارون مین سے وہ ہے کہ اوس مین ملا سونا نہو اور جس مین چاندی ہو پہر اگر اوس مین تانبا ملا ہو اور شہر مین اوس کا چلن ہو
تو علما نے اختلاف کیا ہے اوس پر معاملہ کرنے مین کہا غزالی نے تحقیق ہم اوس مین رخصت اور اجازت جانتے ہین جبکہ نقد بلد اور
رائج ہو اوس مین برابر ہے کہ مقدار چاندی کا معلوم ہو یا نہین اور جو نقد بلد نہین ہے تو نہین جائز ہے اوس پر معاملہ کرنا مگر جب کہ
معلوم ہو مقدار چاندی کی اور جو اوسکے مال مین کوئی ایسا درہم ہے کہ چاندی اوس کی سکہ رائج سے کم ہے تو واجب ہی اس پر

کہ خبر کردی اوس کے معاملہ کرنے والے کو اور نہ معاملہ کرے ساتھہ اوسکے مگر اوس شخص کے ساتھہ کہ نہین حلال جانتا ہی اوسکے رواج دینی کو طریق تلبیس کا اور جو شخص کہ حلال جانتا ہے پس یہہ درہم اوس کو دینا گویا اس کو فساد پر مسلط کرنا اور اس کی اعانت کرنا ہی جیسے کہ انگور فروخت کرنا اوس شخص کے ہاتھہ کہ جانتا ہے کہ شراب بناویگا اور یہہ ممنوع ہے اور اوس مین اعانت ہی برائی پر بل یلقیہ فی البیر بلکہ ڈال دے اوسکو کنوین مین یعنے ناقص اور ردی درہم کو کنوین مین ڈال دے تاکہ نہ فریب دی ساتھہ اوسکے کسیکو بعضون نے کہا ہی کہ خرچ کرنا ایک درہم ناقص کا سخت زیادہ ہے سو درہم کے چرانے سے کیونکہ چوری تو ایک معصیت ہی اور پوری ہو چکی اور منقطع ہو گئی اور چلانا ناقص درہم کو ایک بدعت ہی کہ ظاہر کیا ہے اوسکو دین مین اور ایک برا طریقہ کہ عمل کیا جاویگا اوس پر بعد اوسکے پس ہوگا اوس پر گناہ اوسکا بعد مرنے کے ایکسو دو برس تک جب تک کہ باقی رہیگا وہ درہم اور ہوگا اوس پر گناہ اوسکا جو نقصان ہوا آدمیونکی مال کا بسبب اوسکے پس خوشی ہی اوسکے لیے کہ جبکہ مرا وہ اور مرگئی ساتھہ اوس کے گناہ اوس کے اور خواری ہے اوس کو بڑی خواری کہ مر گیا وہ اور باقی رہین گناہ اوسکے صحیح مسلم مین جریر بن عبد اللہ سے مرفوعًا مروی ہے جس نے کہ نکالا برا طریقہ پس عمل کیا گیا اوس پر بعد اوس کے پس ہوگا اوس پر گناہ اوس کا اور مثل گناہ اون شخصون کے کہ عمل کرین اوس پر نہین کم ہوگا اونکے گناہون مین سے کچھہ حاصل یہہ کہ تجارت آدمیونکی کسوٹی ہے کہ اوسکے سبب سے ظاہر ہوتا ہے تفاوت احوال کا دین مین اور بعضون نے کہا ہی ع لا یغرنک من المرء قمیص رقعہ او ازار فوق کعب الساق منہ رفعہ او جبین لاح فیہ اثر قد قلعہ ولدی الدرہم انظر غیہ او ورعہ انتہی شرح علی قاری ولا یخلط التراب بالطعام اور حق کسب کا یہہ ہی کہ نہ ملاوے خاک کو غلہ مین اور مانند اوس کے تنکی وغیرہ یعنے خاک وغیرہ عادت سے زیادہ غلہ مین مخلوط نکری کہ منجملہ منہیات کے شرح الصدور مین ہے کہ حضرت عباس عم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین ایک شخص مرا اوسکے واسطے قبر کہودی تو اوس مین تمام سانپ اور بچہو نکلے دوسری جگہہ اور قبر کہودی اوس مین بہی سانپ بچہو نکلے اسیطرح تین سو قبرین کہودین سب مین سانپ بچہو نکلے حضرت عباس رض کی خدمت مین حاضر ہوکر تمام ماجرا عرض کیا آپنی فرمایا کہ تحقیق یہہ شخص کیا پیشہ کرتا تہا جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ غلہ مین خاک دہول ملا کر فروخت کرتا تہا پس اوسیطرح سانپ بچہو مین دفن کر دیا ولا یفسد باللحم اور نہ ملاوے اوس چیز کو کہ عادت نہین ہے گوشت مین یعنی جن چیزون کی عادت گوشت مین ملانے کی نہین ہے مانند خون اور غدود اور تلی جہلی کہ گوشت پر ہوتی ہے اور اسیطرح بہیڑ کا گوشت بکری کے گوشت مین اور بیمار گوشت کو دبلے مین نہ ملاوے فہو وامثالہ حرام لیس وہ یعنے جو کہ مذکور ہوا اور مانند اوس کے حرام ہے جیسے کہ دودہ مین پانی ملانا اور تیل گہی مین اور رس کو شہد مین اور جو کا آٹا گیہون کے آٹے مین پس یہہ سب حرام ہین کہ انمین مسلمانون کا ضرر ہے ولا یقدم علی شئے لا یرید بالوق ثمنہ ترغیبا للمشتری اور حق کسب کا یہہ ہے کہ نہ اقدام اور پیش روی کرے او پر خریدنے اوس چیز کے کہ خرید اوسکا نہین چاہتا ہے ساتھہ زیادہ قیمت اوس کے کے واسطے رغبت دلانے مشتری کے یعنی کسی چیز کا خریدنا قصد نہ ہو اور خریدار کے فریب اور دہوکا دینے کو یہہ اوسکی قیمت زیادہ لگاتا ہے یہہ بہی ممنوع ہے کہ اس مین بہی مسلمانونکا ضرر ہے اور اوس کو نجش کہتے ہین اس مین نہی وارد ہے شیخین کی حدیث مین ابن عمر سے والاصل ان لا یرید لغیرہ ما لا یرید لنفسہ اور اصل اور قاعدہ کلیہ اس باب مین یہہ ہے کہ نہ ارادہ کرے غیر کی لیے وہ چیز کہ نہین ارادہ کرتا ہے واسطے نفس اپنے کی جیسا کہ وارد ہوا ہے شیخین وغیرہما کی حدیث مین کہ نہین کامل

ایمان والا ہوتا ہے ایک تمہارا یہانتک کہ پسند کرے اپنے بھائی مومن کے لیے جو کچھ کہ پسند کرتا ہے اپنے نفس کے لیے اور ایک روایت مین ہے یہانتک
کہ برا جانے اپنے بھائی کے لیے جو کچھ کہ برا جانتا ہے واسطے نفس اپنے کے بعضون نے کہا ہے کہ جسنے بیچی اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی چیز ایک درہم کی اور نہین پسند کرتا ہے
اوسکو خریدنا اپنے لیے مگر دو درہم سے کم مین پس تحقیق ترک کردی اوسنے خیرخواہی اور نصیحت جو امور ہے معاملہ مین اور نہین پسند کیا اپنے بھائی کے لیے جو کچھ کہ پسند
کیا اپنے لیے اور چونکہ فائدہ اس قاعدہ کلیہ کا نہین حاصل ہوتا ہے اعتقاد سے کہ فضائل مین سے ہے بلکہ موقوف ہے دو امور کی اعتقاد پر پس کہا مصنف نے وہو بان
ان الخیانة لاتزید فی الرزق والدیانة لاتنقص اور وہ یعنی حاصل ہونا اس مقام کا آسان نہین ہوتا ہے مگر ساتھ اعتقاد اس امر کے کہ خیانت نہین زیادہ
کرتی ہے روزی مقدر مین اور دیانت اور احتیاط کرنا نہین کم کرتا ہے اوس کو بلکہ برکت اور زیادہ ہوتی ہے اوس مین اور خیانت اوسکو دور کردیتی ہے
پس اسوقت نہین زیادہ ہوتا ہے مال خیانت اور فریب سے جیسا کہ نہین کم ہوتا ہے صدقے سے جو صادر ہو امانت اور دیانت سے اور جو شخص
کہ زیادتی اور نقصان کو نہین جانتا ہے مگر ساتھ میزان کے پس وہ نہین تصدیق کریگا اس حدیث کو اور وہ نہایت نقصان اور ٹوٹی مین ہے اوسنے جانا
کہ ایک روپیہ مین کبھی برکت ہوجاتی ہے یہانتک کہ آدمی کے لیے دونو جہان کی سعادت کا سبب ہوتا ہے اور ہزار ہا روپیہ جمع کیے ہوؤن سے کبھی برکت
دور کردیجاتی ہے یہانتک کہ ہوتے ہین سبب اوسکی خرابی اور ہلاکت کے دین اور دنیا مین توضیح جانیگا ہمارے اس قول کو کہ خیانت نہین زیادہ کرتی ہے
مال کو اور صدقہ نہین کم کرتا ہے اوس سے جو کچھ فرمایا اللہ تعالی نے یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات اور وارد ہوا ہے حدیث مین امانت کھینچتی ہے رزق کو اور خیانت
کھینچتی ہے فقر کو روایت کیا اسکو قضاعی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص کے یہان ایک گائے تھی کہ اوسکے دودھ مین پانی ملاکر بیچا کرتا تھا ایک مرتبہ
سیل آیا اور گائے کو بہا لے گیا اوسکے اولاد مین سے کسی نے کہا کہ وہ پانی متفرق کہ ہم دودھ مین ملایا کرتے تھے ایک مرتبہ جمع ہوکر آیا اور گائے کو بہا لیگیا
اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو بائع اور مشتری دونون سچ کہین برکت دیجاتی ہے اونکی بیع مین اور جھوٹ بولین اور خیانت کرین
تو برکت درمیان مین سے جاتی رہتی ہے اور برکت کے معنی یہ ہین کہ مال تھوڑا ہووے تو نفع اوس سے زیادہ ہووے اور بہت لوگون کو اوس سے راحت پہونچے
اور کبھی مال بہت ہوتا ہے اور سبب ہلاکی کا ہوتا ہے دنیا اور آخرت مین اور کچھ نفع اوس سے نہین ہوتا ہے انتہی من شرح القاری وان الآخرة اولی من الدنیا
اور حاصل ہونا اوس مقام کا آسان نہین ہوتا ہے مگر ساتھ اعتقاد اس امر کے کہ آخرت بہتر ہے دنیا سے یعنی حاصل کرنا امور آخرت کا بہتر ہے حاصل کرنے امور
دنیا سے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے والآخرة خیر وابقی اسلیے کہ فائدہ دنیا کے مالونکی منقطع ہوتے ہین ساتھ گذرنے عمر کے اور مظالم اور گناہ خیانتونکے باقی رہینگے
ہمیشہ تک پس کیونکر عاقل روا رکھیگا کہ چند روز کے فائدونکے لیے ہمیشہ نقصان مین رہے وتستبدلون الذی ہو ادنی بالذی ہو خیر اور خیر اور بھلائی بجمیع الوجوہ ہے
سلامتی دین اور محافظت امور اخروی کی ہے احمد اور بیہقی نے ابی موسے اشعری سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے جو شخص کہ دوست رکھتا ہے دنیا کو نقصان پہونچاتا ہے آخرت کو اور جو کوئی دوست رکھتا ہے آخرت کو تو نقصان پہونچاتا ہے اپنی دنیا کو
اور چونکہ دوستی دنیا اور آخرت کی ایک دوسرے کے ساتھ جمع نہین ہوتی تو اختیار کرے بندہ اوس چیز کو کہ باقی اور بے زوال ہے یعنی آخرت اوس
چیز پر کہ فانی ہے یعنی دنیا پر ترجیح اسلیے کہ وارد ہوا ہے حدیث مین لایزال لا الہ الا اللہ یدفع عن الخلق سخط اللہ ما لم یؤثروا صفقة دنیاہم علی
آخرتہم ہمیشہ ہے کلمہ توحید کہ دور کرتا ہے مخلوق الہی سے غضب اللہ تعالے کا جب تک اختیار نکرین دنیا کی سودی کو آخرت کی سودی پر چنانچہ
کہ فرمایا ان الذین اشتروا الحیوة الدنیا بالآخرة فلا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینصرون اوس سے خبر دیتا ہے اور تتمہ حدیث کا یہ ہے کہ جبکہ کیا او

یعنی اختیار دنیا علی الآخرۃ اور کہا اونہون نی لا الہ الا اللہ فرماتا ہی اللہ تعالی جہوٹی ہو تم نہین ہو تم ساتہہ اوس کی سچی روایت کیا ہی اس حدیث کو
ابو یعلی اور بیہقی نی شعب الایمان مین انس رضی اللہ عنہ سی اور بیچ روایت حکیم ترمذی کی ہی حتی نزلوا بالمنزل الذی لا یبالون ما نقص من دینہم اذا سلمت
لہم دنیاہم اور طبرانی نے اسیکے مانند اوسط مین حضرت عائشہ سی روایت کی ہی اگرچہ سب ضعیف ہین لیکن بعض بعض کو قوی کر دیتی ہی اور موید ہی
اس کی یہہ حدیث من قال لا الہ الا اللہ مخلصا دخل الجنۃ کہا گیا ہی اخلاص اوس کا کہا روکی تو اوس کو محارم الہی سی. روایت کیا ہی اس کو طبرانی نے
زید بن ارقم کے حدیث سی ساتہہ اسناد حسن کی اور دوسری حدیث مین ہی نہین ایمان لایا ساتہہ قرآن کی جس نی حلال جانا اللہ کی حرام چیزون کو
نہین جس نی جانا کہ وہ امور نقصان پونہچانی والی ہین اوس کی ایمان مین اور بیشک ایمان اوس کا راس المال ہی آخرت کی تجارت مین تو نہین
ضائع کریگا راس المال اپنے کو جو تیار کیا ہی اوس عمر کی لئی کہ اوسکے انتہا نہین ہی بسبب فایدہ اور نفع چند روزہ کی اور چونکہ حاصل ہونا
دونو امر کا اکثر مخلوق پر مشکل ہی تو اختیار کی بعض سلف نی تخلی واسطے عبادت کی اور گوشہ نشینی آدمیونسے کیونکہ قیام ساتہہ حقوق اللہ تعالی کی
باوجود مخالطت اور معاملہ کے ایک ایسا مجاہدہ ہی کہ نہین قیام کر سکتا ہی اوس پر مگر صدیق انتہی مسوی شرح القاری و نجم العلم و تحسین اور حق کسب کا
یہہ ہی کہ احسان کرے بایع معاملات مین یعنی وہ کام کرے کہ اوس سے معاملہ کرنے والی کو فایدہ ہو اور یہہ واجب نہین ہی لیکن اس مین فضیلت ہے
اسلئی کہ اللہ تعالی نی جیسا کہ بندونکو عدل کا حکم فرمایا ہی ایسے ہی احسان کی واسطے بہی ارشاد کیا ہی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان اور عدل
سبب ہی واسطے یانی ور چونکی فرمایا اللہ تعالی نی احسن کما احسن اللہ الیک اور فرمایا ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین یہی قول مصنف کا یجتنب ما یضر
الناس سی یہان تک بیان عدل کا تہا معاملات مین کہ بندی پر واجب ہی اب یہانسے معاملات مین احسان کرنے کا بیان شروع کیا اور درجہ
احسان کا چہہ وجہونسی حاصل ہوتا ہی بان لا یغبن غیر معتاد اول یہہ کہ غبن اور نقصان نہ دیوی مشتری کو وہ نقصان کہ غیر معتاد ہو برابر ہی
کہ غبن فاحش ہو یا نہو غبن ساتہہ فتح غین معجمہ اور موحدہ ساکنہ کی بیع مین نقصان لانیکو کہتی ہین وان احتاط المشتری لرغبتہ او حاجتہ اگرچہ
دیوی خریدار بسبب رغبت اپنی کے یا بسبب کسی حاجت کی کہ اوس کو ہو یعنی نقصان غیر معتاد خریدار کو نہ دیوی اس طورسی کہ کسی چیز کو بہت
گران فروخت کری اگرچہ مشتری اس قیمت بیشی کو راضی ہو بسبب زیادہ رغبت کی یا بسبب کسی حاجت کی کہ اس کو ہو اور غبن معتاد مین
کچہہ مضائقہ نہین ہی کیونکہ سودا واسطے نفع کے ہوتا ہی اور نفع ایک قسم کی غبن سی خالی نہین ہی اور احیاء مین ہی کہ بعض علما اس طرف گئی ہین
کہ غبن تیسری حصہ سی زیادہ واجب کرتا ہی خیار کو اور ہم حنفیہ نہین تجویز کرتی ہین اس کو ولیکن احسان سے تہا یہہ کہ ضبط کرے اس زائد کی
اوس قدر نقصان سے اور حدیث مین ہی کہ غبن مسترسل حرام ہی روایت کیا ہی اس کو طبرانی نی ابی امامہ کی حدیث سی ساتہہ سند
ضعیف کی اور بیہقی نی جابر سی ساتہہ سند جید کے وقال ربوا بدل حرام اور کہا زبیر بن عدی نی کہ پایا ہی مین نی اٹہارہ شخصون کو صحابہ مین سے
ما منہم من احد یحسن یشتری لحما بدرہم فغبن ہولاء المسترسلین حرام و عدوان اعلم ان من غبن فہو من ترک الاحسان حاصل یہہ
کہ اگر خریدار بہی غبن پر راضی ہو تو اوسکے قبول کرنے مین انکار کرے کہ احسان معاملات مین یہی ہی سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ تجارت کرتی تہی
اور اپنی اوپر یہہ لازم کر رکہا تہا کہ بیسوین حصہ اصلی مال سی زیادہ نفع نلین یعنی نصف عشر زیادہ سی نفع لینا اپنی اوپر جائز نہین رکہا تہا
ایک مرتبہ ساٹہہ دینار کے بادام خریدی پہر بادام کا نرخ گران ہو گیا دلال نی آپ سی بادام طلب کئی آپنی فرمایا کہ بیچ اوپر ساٹہہ دینار کو فروخت کرو

دلال نے کہا اونکا نرخ اب گران ہی اس نرخ سی نوی دینار کے ہوتی ہین کہا مینے دل مین عہد کیا ہی کہ بیسوین حصہ سی زیادہ نفع نلون دلال
کہا مین بہی نہین روا رکہتا کہ آپکا مال کم قیمت مین بیچون پس نہ تو مصری نے اوسکے لئی اجازت دی اور نہ دلال نے اونکو فروخت کیا غور کرنیکی جگہہ ہے
کہ بزرگون کا حال احسان کرنے مین کیسا تہا اور احیا مین نقل کیا ہی کہ یونس بن عبید اللہ ایک دکان دار تہی اور گران قیمت حلہ فروخت کیا کرتے تہی کوئی
دو سو درہم کا اور کوئی چار سو درہم کا ایک مسجد کو نماز کے واسطے گئی اور اپنی برادر زادہ کو دکان پر چہوڑ گئی ایک اعرابی دکان پر آیا اور چار سو روپیہ کا حلہ
طلب کیا انکی بہتیجے نی دو سو کے لئی حلے پیش کئی اوسنے ایک اون مین سے خوشی کے ساتہہ قبول کر لیا اور چار سو درہم اوس کو دیدئی اور حلہ یا اور
حلہ کو کاندہی پر ڈال لیا راہ مین یونس نے حلہ کو پہچانا تو اعرابی سے پوچہا کس قیمت کو خریدا کہا چار سو درہم کو یونس نے کہا یہہ تو دو سو سے زیادہ کا
نہین ہے آو تجکو دو سو درہم واپس دلا دون اعرابی نے کہا ہمارے شہر مین تو یہہ حلہ پانسو درہم کا ہی اور مین اس پر راضی ہون یونس نے کہا لوٹ آو
کہ مین جو چیز کہ اپنی لئے پسند نہین کرتا ہون وہ دوسری کی لئی بہی نہین پسند کرتا پہر اوس کو دکان پر لیگئے اور دو سو درہم واپس کر دئی احیا مین
نقل کیا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سی کہ کوفہ کے بازار مین درہ لئی پہرتے اور فرماتے ای گروہ تاجرو نکی لو حق اور دو حق پس سلامت ہو جاؤ
اور نہ دو ایس کہ وہ تم کم نفع کو پس محروم ہو جاؤ گی کثیر اوس کے سی من تجم العلم وحمله من ضعيف او فقير دوسری احسان معاملات مین یہہ ہے
کہ قبول کری غبن اور نقصان کو ناتوان اور درویش سے یعنی معاملہ مین اگر بایع یا مشتری درویش یا پیر یا ضعیف یا عاجز اور ناتوان
کسب سی ہو تو نقصان اپنا قبول کرے اور جو کچہہ کہ اونکو نفع پونہچا وہی اوس کو غنیمت جانی کہ یہہ مساہلہ اور آسانی صدقہ سی بہی بہتر ہے
اور وہ جو وارد ہی کہ کمال مین سے یہہ ہی کہ نہ تو غبن دی کسی کو اور نہ کسی سی غبن قبول کرے پس وہ محمول ہی غیر محل احتمال پر اور یہی معنی ہین
اوس کے جو بعضون نے حضرت عمر کا وصف کیا ہی بانہ کان اکرم من ان یخدع واعقل من ان یخدع اور ایاس بن معاویہ بصرہ کے قاضی تہی اور
عقلاء تابعین مین سے تہی کہتی تہی لست بخب والخب لا یخدعنی ولا یخدع ابن سیرین ولکن یخدع الحسن ویخدع ابی یعنی معاویۃ بن قرۃ قلت وعامۃ
الحسن ایضا حسن لقوله علیه السلام المؤمن غر کریم والفاجر خب لئیم روایت کیا ہی اس کو ترمذی اور حاکم نے ابو ہریرہ سے اور حسنین اور غیر اونکی
اور صحابہ نہایت کوشش کرتے تہی اسباب کی خریدنے مین کہ ارزان خرید ہن کسی نی اونسے کہا کہ روز آپ زر کثیر تقسیم فرماتے ہین اور کسی چیز کی
خریدنے مین اسقدر آپ کوشش کرتے ہین کہ ارزان ملی کہا جو کچہہ کہ ہم دیتی ہین خدا کے واسطے دیتی ہین اور جو مین سخت دنیا ہی کہ لیکن نقصان اوتہانا ہیچ
نقصان عقل اور مال کا ہی انتہی من شرح علی القاری نور وح اسلیئے کہ وارد ہوا ہے بخاری کے حدیث مین جابر سے مرفوعا رحم اللہ امرا سہلا
البیع وسهل الشراء رحمت کری اللہ تعالی اوس آدمی پر کہ آسانی کرنے والا ہو بیچنے مین اور آسانی کرنے والا ہو خریدنے مین یعنے آسانی کرے اور
اور سختگیری نکرے اور یہہ حدیث دلیل ہے دونو وجہ ونکو جو مذکور ہوئے کہ نہ نقصان پونہچاوی اور احتمال کری نقصال کا تتمہ اس حدیث کا
یہہ ہی سہل القضاء وسهل الاقتضاء لا اس معنی اور نہ قبول کرے غبن کو تو نگر اور مالدار سے اگرچہ ضعیف اور پیر ہو لانہ تضیع اذا
اجر بلا حمد اس لئی کہ یہہ ضایع کرنا مال کا ہی کیونکہ اس مین نہ تو ثواب ہی خدا تعالی کی طرف سی اور نہ کچہہ تعریف اور سپاس ہے آدمیون سے
بلکہ تفتیش کرنا اور ارزان خریدنا اولی ہی ویسامح فی قبض الثمن والدین تیسرے احسان معاملہ مین یہہ ہی کہ مسامحہ اور مساہلہ کری اسباب کی
قیمت لینی اور قرض وصول کرنے مین جو کسی کی ذمہ ہو بنقص بعض وترک طلب نقدا حسن ساتہہ کم کرنے بعض قیمت کی اور طلب نکرنے نقد کے

بہتر اور حمید کی وامہال وقبول حوالہ اور ساتھہ مہلت دینی اور قبول کرنے حوالہ کے یعنی اگر دوسری پر اسباب کی قیمت یا قرض حوالہ
کردی تو قبول کرلی اگرچہ سریع الوصول نہو کہ یہہ سب امور جملہ مسامحہ اور مساہلہ اور احسان سی ہین معاملات مین اور کوئی احسان
بہتر درویشین کی مہلت دینی سی نہین ہی خوروج کہ اس لیئے کہ وارد ہوا ہی حدیث مین رحم اللہ امرأ سہل القضاء وسہل الاقتضاء یعنی رحمت
کری اللہ تعالی اوس مرد کو کہ آسانی کرنے والا ہو بیچ ادا کرنے قرض کیسکے اور آسانی کرنے والا ہو بیچ وقت طلب کرنے حق اپنی کی اور یہہ حدیث
پہلی حدیث کا تتمہ ہی پس غنیمت جانی آنحضرت علیہ السلام کی دعا کو اور وارد ہوا ہی اس مقام مین آسانی کر آسانی کیجاویگی تیری لئی روایت
کیا ہی اس کو طبرانی نی ابن عباس کی حدیث سی اور رجال اس کی ثقات ہین اور روایت کی ہی بخاری نی جابر سے کہا فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی رحم کری اللہ تعالی اوس شخص پر کہ آسانی کری جبکہ کوئی چیز فروخت کری یا خریدی یا تقاضا کری اور وارد ہی
دوسری حدیث مین من انظر معسرا او ترک لہ حاسبہ اللہ حسابا یسیرا جو کوئی کہ مہلت دی تنگدست اور محتاج کو یا چھوڑ دی اوس کو تو حساب
کریگا اوس سی اللہ تعالی حساب آسان یعنی جو کوئی کہ محتاج کو مہلت دی اپنا حق طلب کرنے مین یا بخش دی اوس کو تو قیامت کی روز
اللہ تعالی اوس سے حساب آسان کریگا اور دوسری لفظ مین ہی کہ سایہ کر دیگا اوس کو اللہ تعالی نیچی سایہ رحمت اپنی کی اوس دن کہ نہ سایہ
ہوگا مگر سایہ اوس کا روایت کیا ہی اس کو احمد اور مسلم نے ساتھہ لفظ ثانی کے حدیث ابی الیسر سے اور وہ کعب بن عمرو ہے اور طبرانی کی روایت
مین ابن عباس سی ہی کہ ڈھیل دیتا ہی اللہ تعالی ساتھہ گناہ اوسکی کے توبہ تک اور ایک روایت ہین احمد اور ابن ماجہ اور حاکم کے ہی اور کہا
صحیح ہی شیخین کی شرط پر بریدہ سی کہ جسنے مہلت دی محتاج کو پس واسطے اوس کی بدلی ہر روز کے صدقہ ہی مثل اوسکے قبل اس کی کہ پوری
ہووی مدت دین کی اور جبکہ پوری ہو چکی دین کی مدت پہر ڈھیل دی اوس کو پس اوس کی لیی بدلی ہر روز کی دو مثل اوس کی ہین صدقہ سے
اور اصل اس کی یہہ قول اللہ تعالی کا ہی وان کان ذو عسرة فنظرة الی میسرة وان تصدقوا ای بکلہ او ببعضہ خیراً لکم ان کنتم تعلمون اور صدقہ کرنا
جو سنت ہی بظاہر یہان سے افضل ہی مہلت دینی سے اور وہ فرض ہی کہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا ایک مرد کا کہ اپنے
جان پر ظلم کیا تہا اوس کو قیامت کی دن لاوینگے وہ اپنی نامہ اعمال مین کوئی نیکی نپاویگا اوس کو کہین گے کہ کیا کبہی کچھہ نیکی کی ہی تو وہ
وہ کہیگا کہ نہین کی مگر آدمیون کو قرض دیتا تہا اور اپنی غلامون سے کہتا تہا کہ مسامحہ کرو تونگرون سی اور مہلت دو تنگدستون اور محتاجون کو
اور ایک روایت مین ہی کہ درگذر کرو محتاج اور درماندون سے پس فرمائیگا اللہ تعالی کہ مین لائق زیادہ ہون ساتھہ تیری کہ مسامحہ کرون
پس درگذرتا ہی اللہ تعالی اوس سے اور عفو کر دیتا ہی اوس کی گناہ روایت کیا ہی اس کو مسلم نے ابی مسعود انصاری سے اور اوسکی مانند
متفق علیہ ہی حدیث حذیفہ سے ویبادر فی اعطاء الاجرة چوتھی احسان معاملات مین یہہ ہی کہ شتابی کرے بیچ دینی مزدوری مزدور کے
پہلی خشک ہونی اوس کی پسینے کی ابن ماجہ نی ابن عمر سے روایت کی ہی کہ فرمایا آپ نی دو تم اجیر کو اجرت اوس کی پہلی اس سے کہ خشک ہو
پسینا اوس کا وقضاء الدین قبل الاجل باحسن ما شرط اور بیچ ادا کرنے قرض کے پہلی مدت معین سے ساتھہ بہتر اوس چیز کے کہ شرط ہوئی
اول عقد مین یعنی جنس عمدہ ادا کری مزدوری کی بدلی مین کہ قرار پائی ہو اور صاحب حق کے یہان خود پہنچا دی کہ اوس کو حاجت تقاضی کی
نہو حدیث مین ہی کہ جو شخص کہ قرض کری کچھہ اور وہ نیت رکہتا ہی اوس کی ادا کرنیکی تو مقرر کیے جاتی ہین فرشتے اوس کی لیی کہ حفاظت کرتی رہتی

اوس کے اور دعا کرتے ہین اوس کے لیے یہان تک کہ ادا کرے اوس کو اور شیخین کی حدیث مین ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ بہترین تم مین وہ ہے
کہ اچھی طرح ادا کرے قرض کو وخیر العقد ذلک ان تجز اور نیت کرے قرض ادا کرنے کی ایسے ہی اگرچہ عاجز ہووے ادا کرنے سے یعنے اگر بالفعل استطاعت
ادا کرنے کی نہین رکہتا ہے تو دل مین قصد کرے کہ احسن وجوہ سے ادا کرونگا بہتر اوس سے کہ شرط کی گئی ہے خورو صا اسلئے کہ وارد ہوا ہے
حدیث مین ان الملائکۃ یدعون لہ حتے یقضیہ تحقیق فرشتے دعا کرتے ہین کہ اللہ تعالی اوس کو یعنے جسکے دل مین ارادہ ہو کہ اگر اللہ تعالی اوس کو
قرض ادا کرنے پر قادر کر دے تو ادا کرونگا تو اوس کے لیے فرشتے دعا کرتے ہین کہ اللہ تعالے اوسکو دین ادا کرنے کی قدرت دیوے یہان تک
کہ ادا کرے اوسکو اور یہہ حدیث احیا مین ان لفظون کے ساتھہ مروی ہے جسکا یہہ ترجمہ ہے کہ جسنے قرض لیا قرض لیا حالانکہ وہ ارادہ ادا کا
رکہتا ہو تو مقرر کیئے جاتے ہین اوس پر فرشتے کہ حفاظت کرتے ہین اوسکی اور دعا کرتے ہین اوسکے لیے یہان تک کہ ادا کرے اوس کو اور روایت کیا ہے
اس کو احمد نے حضرت عائشہ سے کہ نہین ہے کوئی بندہ کہ ہو اوس کی نیت قرض ادا کرنے کی مگر یہہ کہ ہوتی ہے ہمراہ اوسکے اللہ تعالی کی جانب سے
مدد اور حافظ اور ایک روایت مین ہے کہ ہمیشہ رہتا ہے ساتھہ اوسکے اللہ کی جانب سے نگہبان اور طبرانی کی روایت مین بیچ اوسط کے ہے مگر یہہ
کہ ہوتی ہے ساتھہ اوسکے مدد اللہ تعالے کی جانب سے یہان تک کہ ادا کرے اوس کو احیا مین ہے کہ ایک جماعت سلف کی قرض لیتے تہے اسی
حدیث کے سبب سے بغیر حاجت کی شارح جلیل ملا علی قاری نے کہا کہ مین کہتا ہون کہ اس کا جواز خالی نظر سے نہین ہے کیونکہ اس مین ایک قسم کا
تذلل اپنی غریب ہو اور ایکطرح کا خطرہ ہے اسی بار خدایا مگر یہہ کہ حمل کیا جاوے اوس پر خریدنے کسی چیز کی مدت مقررہ تک قدر اپنی وسعت کے
فی ضعف قوۃ فی سبیل اللہ تعالی اور قرض لیوے وقت ضعیف ہونے قوت اوس کی کے راہ خدا مین مثل جہاد اور حج کے لیے سواری اگر تلف ہو جاوے
یا زاد راہ تمام ہو سکے تو قرض لیوے اور اوس کام کو پورا کرے استدانۃ فی تجہیز میت مقل اور قرض لیوے بیچ کفن دفن
مرد فقیر کے اپنے مویا قریب قاموس مین ہے رجل مقل ای فقیر اور بعض نسخون مین تکفین میت ہے او نکاح متعفف اور نکاح مین کہ
محفوظ رہے بسبب اوسکے حرام مین واقع ہونے سے علیہ تعالی فہو یقضیہا بعد جار و مجرور متعلق ہے قرض کے ساتھہ اور وہ حال ہے لیستدین کی
ضمیر سے یعنی قرض لیوے درحالیکہ توکل کرنے والا ہو اللہ تعالے پر اور نیک گمان کرنے والا ہو اوس پر پس وہ تعالے شانہ ادا کرا دیگا
اوس کو یعنی کہول دیگا اوس پر دروازہ کشادگی کا کہ ادا کرے یا بخشاویگا تینون فرقون کو یا تو دنیا مین یا راضی کر دیگا صاحب دین کو عقبے مین مگر
سود اور ربا کے ساتھہ قرض نہ لیوے کہ اوس مین لینے اور دینے والون کے لیے وعید شدید وارد ہے ویقیل ان ندم البائع اور پانچوین
احسان معاملات مین یہہ ہے کہ اقالہ کرے بیع کا اور رد کر دے اسباب کو اگر نادم اور شرمندہ ہو مشتری یقیل مضارع کا صیغہ ہے اقالہ سے کہ مجرد
اوسکا قیل ہے اور اقالہ شرع مین بیع فسخ کرنے کو کہتے ہین یعنے اگر بائع اسباب فروخت کر کے پشیمان اور نادم ہو تو بیع کو فسخ کرے اور اسباب
اوسکا پہیر دیوے اور یہی حکم مشتری وغیرہ کا ہے یعنی اگر نادم ہو مشتری تو بائع مبیعہ کو رد کر دے کہ یہہ احسان معاملات مین اور اسمین
بڑا ثواب ہے اور جو مصنف بجائے بائع کے لفظ صاحبہ کا لاتا تو شامل ہوتا بائع کے اقالہ کو بہی مگر شاید کہ نص وارد ہوئی ہو مشتری کے
اقالہ مین اسلیے مصنف نے خاص کیا ذکر اوسکا اور عبارت عمدہ جامع احیا کی ہے کہ کہا اور فسخ کرے بیع کو اوس شخص سے کہ طلب کرتا ہے
اقالہ کی اسلیے کہ نہین طلب کرتا ہے اقالہ کی مگر نادم اور پشیمان ہونے والا کہ نقصان اوٹہاتا ہے بسبب بیع وغیرہ کے پس نہین لائق ہے

کہ راضی ہوا اپنی نفس کی لیے کہ پسند کری نقصان غیر کا انتہی فوعدہ علیہ ہی اقالہ اللہ تعالی یوم القیمۃ عثرتہ اس لیے کہ وعدہ کیا گیا ہی اس پر درگذر
اللہ تعالی کا قیامت کی روز لغزش اقالہ کرنے والی کا شرح جلیل علی قاری نے کہا کہ بہتر یہہ تہا کہ مصنف یون کہتا جس نے اقالہ کیا در حالیکہ
ندامت اوٹہانی والا تہا عقد اپنی سے تو اقالہ کریگا اللہ تعالی گناہون اوسکی کا دن قیامت کی اور اس حدیث کو روایت کیا ہی ابو داؤد اور
حاکم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور کہا حاکم نے کہ صحیح ہی مسلم کے شرط پر انتہی ویعامل الفقیر نسیئۃ اور جیتی احسان معاملات مین سی یہہ ہی کہ معاملہ کرے درویش
ساتہہ مہلت کی یعنی وعدہ قیمت ادا کرنے کا کر لی علی عزم الترک ان لم یظہر غناہ او پر قصد اور ارادہ چہوڑنے مطالبہ کی اگر نہ ظاہر ہو تونگری اوس کی یعنی
درویش محتاج سی ساتہہ نسیہ کی سودا کرے اور دل مین ٹہرا لی کہ اگر اس کو میسر ہوگا تو قیمت ادا کریگا اور جو قیمت بہم نہ پہنچی تو مطالبہ اور تقاضا نکریگا
کیونکہ اگر فقیر سے معاملہ کیا اور اوس کی آسودگی معلوم نہوئی تو نہین لائق ہی تاجر کو کہ مشغول کرے اوس کی معاش کو زیادہ اور وہ کسی پیش ہوگے
تمر اوس کی ضایع اور عقد اوس کا نقصان دینی والا کیونکہ جو کچہہ اوس کا فایدہ عقبی کا فوت ہوتا ہی تو دنیا کا نفع جو اوس کو ملتا ہی اوس کی
برابری نہین کر سکتا [illegible] سے کہ ضرر یہی زندگانی دنیا کی ساتہہ آخرت کی بلکہ عاقل کو لائق ہی کہ خوف کرے اپنی نفس اور
غیر کے نفس پر ساتہہ حفاظت راس المال اور صلاح شان اوس کی کے یعنی راس المال اوس کا حفاظت اوس کی دین کی ہی اور تجارت اوس سے
صدق یقین اوسکا ہی بعض سوداگر سلف مین سی ایسے سوداگر تہی کہ حساب کی دو دفتر رکہتے تہی ایک مین مجہول نام درویشون کا ہوتا تہا کہ اگر بیمار
مرجاوے تو کوئی اوس سے کچہہ مطالبہ نکرے اور جو درویش خود بخود کچہہ ادا کرے تو لی لیتے تہی ورنہ اوس سے منقطع رکہتے تہی فرمایا اللہ تعالی نے ولا تنس
نصیبک من الدنیا یعنی نہ فراموش کر حصہ اپنا دنیا سی جو عقبی کی لیے ہی کیونکہ دنیا آخرت کی کہیتی ہی اور آخرت خزانہ فاخرہ اوس کا ہی انتہی ما فی شرح
علی القاری ویکیل الطعام اخذا واعطاء رفیضۃ البرکۃ اور حق کسب کا یہہ ہی کہ ناپ لی غلے کو وقت لینی اور دینی کی اس لیے کہ اس فعل مین برکت ہی
احمد اور بخاری نے ابن مقدام بن معدی سی روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپو طعام اپنی کو تاکہ برکت دیجاوے تمہارے تئین
اور مین شیخ نی اسکی شرح مین کہا ہی کہ احتمال ہی کہ برکت حاصل ہو بسبب سلامتی کی بدظنی سی ساتہہ خادم کے اور بیچ روایت ابن النجار کے
حضرت علی سے مروی ہے کیلوا طعامکم فان البرکۃ فی الطعام المکیل اور روایت کی ہے بزار نے ابی ہریرہ سے کہ آن حضرت
علیہ السلام نے نہی فرمائی ہی بیع طعام سے یہان تک کہ جاری ہوویں اوس مین دو صاع ایک صاع تو مشتری کا اور ایک صاع بایع کا پس ہوگے
واسطے صاحب اوس کے کی زیادتی اور واسطے اوسی پر ہے نقصان اوس کا انتہی ویختار حرف السلف اور حق کسب کا یہہ ہی کہ اختیار کرے پیشہ کاری
و پیشہ گری مین سلف صالحین کے جو مشروع ہون کالحرث مانند کہیتی کرنی کی کہ پیشہ حضرت آدم علیہ السلام کا تہا کہ حضرت جبریل نی آپکو سکہایا تہا
اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے التمسوا الرزق فی خبایا الارض اور مراد اس سے زراعت کرنا ہی والتشد واتبع خبایا الارض وزرع ملیکما
سنگ یوپان تجاب [illegible] تہا اور تشبیہ دی اسی معنی کی طرف یہہ قول اللہ تعالی کا جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی مناکبہا وکلوا من رزقہ والیہ النشور
اور معنی بعید ہی کہ مراد آنا اور حدیث سی معنے اعم ہون کہ شامل ہون تجارت اور زراعت دونون کو والحمل اور مانند بوجہہ اوٹہانی کے
ایک جگہ سے دوسری جگہہ تک ساتہہ اجرت معینہ کی والنجر اور مانند نجاری اور چوب تراشی کے کہ پیشہ حضرت زکریا علیہ السلام کا تہا
احمد نے مسند مین اور مسلم نے صحیح مین اور ابن ماجہ نی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کی ہی کہ تہے زکریا علیہ السلام نجار یعنی نجار ساتہہ فتح نون

اور جیم ساکنہ اور راء مہملہ کے چوب تراشی کو کہتے ہین والخیاطۃ اور مانند جامہ دوزی کے بعضون نے کہا ہے کہ یہہ پیشہ حضرت
ادریس علیہ السلام کا تہا والقصر اور مانند گازری کرنے کے کہ بہت سلف یہہ پیشہ کرتے تہی والخصف اور مانند کفش دوزی کرنے کے
کہ یہہ بہی سلف کے پیشون مین سے ہے خصف ساتہہ خاء معجمہ اور صاد مہملہ اور فاء کے کفش دوزی کو کہتی ہین اور شرح علی قاری مین ہے
کہ خصف نعل دوزی اور مشک دوزی کو کہتے ہین اور بحث کو پہونچا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام اپنے ہاتہہ سے پاپوش مبارک سیا کرتے تہی انتہی والرعی
اور مانند شبانی کرنے کے چارپایون کے کہ یہہ پیشہ انبیا علیہم السلام کا ہے اور اکثر اولیا اللہ یہہ پیشہ کیا کرتے تہی والکتابۃ اور مانند کتابت کرنے کے
کہ یہہ پیشہ دانیال علیہ السلام کا ہے اور اختیار کیا ہے اس پیشے کو علما اور اولیا اور مشائخ اور اصفیا نے خاص کر قران مجید کی کتابت اور حدیث
شریف کی کہ اس مین بقا دین اور علم قویم کا ہی اور ثابت رہنا شرع اور نہج مستقیم کا عبد الوہاب وراق نے کہا کہ جیسے احمد بن حنبل نے کہا کہ کیا
پیشہ ہے تیرا میں نے کہا وراقہ کہا یہہ طیب پیشہ ہے اگر مین اپنے ہاتہہ سے پیشہ کرتا تو اختیار کرتا پیشہ تیرا اور وراقۃ احتمال رکہتا ہے کہ معنے اوس کے
ہون صنعت کتابت کی یا صنعت کاغذ کے کہ موقوف علیہ صنعت کتابت کا ہے مانند شغل مداد یعنے روشنائی کے کہ وہ آلہ کتابت کا ہی اور تحقیق وارد ہوا
کہ وزن کیا جاویگے روشنائی عالمون کی ساتہہ خون شہیدون کے پس مرجح ہوگی سیاہی علما کی تو مرجح اسلیے کہ وارد ہوا ہے حدیث
خیر تجارتکم البز کہ بہترین سوداگریون تمہاری کی جامہ فروشی ہے کیونکہ اس مین نجاست کی آلودگی سے نہایت حفاظت ہے وخیر
صناعتکم الخرز اور بہترین پیشون تمہاریکا موزہ اور مشک دوزی ہے اور روایت کیا ہے اس حدیث کو دیلمی نے اپنی تعلیقات مین
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بز ساتہہ باء موحدہ اور زاء معجمہ مشددہ کے جامہ و متاع فروختنی خرز ساتہہ خاء معجمہ اور راء مہملہ اور زاء معجمہ کے سوئی کا
اور موزہ اور مشک وغیرہ سینا اور یہی دیلمی نے ابی سعید کی حدیث سے روایت کی ہے کہ اگر بہشت مین سوداگری ہوتی تو بزازی ہوتی
اور دوزخ مین سوداگری ہوتی تو صرافی ہوتی در احیا مین اسلام کے پیشو لکہتے عمل حدید اور عمل مغازل اور صناعۃ صید البر والبحر کو بہی شمار
کیا ہے عینی نے ماوردی سے نقل کیا ہے کہ اصل سب کسبون کی زراعت اور تجارت اور صنعت ہے اور کون انمین سے اطیب ہے اس مین
تین مذہب ہیں اشبہ اوسکا مذہب شافعی کا ہے کہ تجارت اطیب ہی اور اشبہ میری نزدیک یہہ ہے کہ زراعت اطیب ہے کیونکہ وہ قریب تر ہے طرف
توکل کے اور کہا نووی نے کہ حدیث بخاری کی صریح ہے بیچ ترجیح زراعت اور صنعت کے بسبب ہونے اوسکے کے عمل ہاتہہ اوس کے کا لیکن
زراعت افضل ہے بسبب شامل ہونے اوسکے کے واسطے نفع آدمیون وغیرہ کے اور عام حاجت پڑنے کی طرف اوس کے انتہی کلام نووی
اور خوار پیشے سلف کے نزدیک رکیک ہین اور موسوم ہین ساتہہ ضعف رای کے جولاہگی اور پنبہ فروشی اور دوک تراشی اور معلمی اور شتابا
سبب اسکا یہہ ہو کہ اکثر معاملہ اس قوم کا لڑکون اور عورتون کے ساتہہ ہوتا ہے اور اختلاط ساتہہ ضعیف عقلون کے ضعیف کرتا ہے
عقل کو جیسا کہ اختلاط اور مجالست ساتہہ عقلا کے زیادہ کرتی ہے عقل کو کیونکہ صحبت کے لیے اثر تام ہوتا ہے اور وارد ہوا ہے حدیث
المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل اور مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت مریم حضرت عیسے علیہ السلام کی تلاش مین جولاہون پر گذرین اور
راستہ دریافت کیا جولاہون نے دوسرا راستہ بتلا دیا پس بددعا کی حضرت مریم نے اون پر کہ الہی اللہ جہین لے انکے برکت اور بنا
انکو محتاج اور حقیر کر انکو لوگون کی آنکہون مین پس قبول ہوئی دعا اونکی صحیح ترجمہ کہتا ہے کہ اس حدیث کی صحت مین کلام ہی اور مکرو

سلف نے اجرت لینا اوس عمل پر کہ قبیل عبادتوں کے ہو مثل فرض کفایہ میں سے ہے مانند غسل دینے مردوں اور قبر اور دفن کرنے اونکی کے ایسے ہی اذان دینی اور امامت کرنی اور تعلیم قرآن اور فقہ پر اگرچہ حکم دیا ہے متاخرین نے اس کے جواز پر اس لیے کہ نہیں دیکھا ہے اوس شخص کو کہ قیام کرے ساتھہ ان امور کے ازروے احتساب کے اور سمجھ کر واسطے اوس کے اور بجہہ کراہیت کی یہہ لکھے ہے کہ ان اعمال کا حق یہہ ہے کہ انکی ساتھہ آخرت کے تجارت کیجاوی پس اجرت لینا اوپر ان کے بدل لینا دنیا کو ہے بدلے آخرت کے ومن یلزم ما رزق فیہ اور حق کسب کا یہہ ہے کہ لازم پکڑی اوس چیز کو کہ رزق دیا گیا ہی اوس میں اور نفع پایا ہے یعنے انواع صناعات اور اصناف تجارات میں سے اوس چیز کو اختیار کرے کہ اوس میں نفع اور فائدہ حاصل ہوا ہو اور اوس میں مہارت پیدا کی ہو بعد اوس کے کہ شروع ہوا اور انتقال ایک پیشہ سے دوسری پیشے کی طرف نکری بہت اور پیشوں میں مہارت نہ پیدا کرے کہ یہہ امر عبادت سے مشغول کرنے والا ہے بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص رزق دیا گیا کسی چیز میں پس لازم پکڑی اوس کو اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ کی حدیث سے کہ جو شخص کہ برکت دی گئے اوس کو کسی چیز میں پس لازم پکڑے اوس کو ومن یترک ما اتجر فیہ ثلثا فلم یرزق اور حق کسب کا یہہ ہے کہ ترک کری اوس چیز کو کہ تجارت کی ہو اوس میں تین مرتبہ پس نہ رزق دیا گیا اوس میں اور نہ فائدہ حاصل ہوا ہی کہ یہہ علامت شومی اوس کے کی ہے اور انتقال کرے اوس سے دوسرے پیشہ کی طرف دیلمی نے ایک شخص سے روایت کی ہے یسر الامور یمن والعسر شوم اور مروی ہے کہ تجارت میں نو حصہ رزق کے ہیں اور روایت کی ہے احمد نے اور ابن ماجہ نے نافع سے کہا کنت اجہز الی الشام والی مصر فجہزت الی العراق فاتیت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فقلت یا ام المومنین کنت اجہز الی الشام فجہزت الی العراق فقالت ام المومنین لا تفعل ما لک ولمتجرک فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا سبب اللہ لاحدکم رزقا من وجہ فلا یدعہ حتی یتغیر لہ او یتنکر لہ طیبی نے کہا ہے کہ مراد تغیر سے نہ فائدہ ہونا ہے اور تنکر سے نقصان ہونا مال کا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد تغیر سے یہہ ہے کہ نہ آسان ہو اوس میں ادا کرنا حقوق کا اور بند ہو جاوے دروازہ توفیق کا وتخذ الغنم والدجاج اور اختیار کرے واسطے تجارت کے بکریاں اور مرغیاں دیلمی نے مسند فردوس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بکریاں اموال انبیا علیہ السلام کی ہیں اور خطیب کی روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ غنم جنت میں ہیں الغنم برکۃ ونحوہا اللیلۃ واللافل اور مانند اوس کے واسطے دودھ پینے اور نسل زیادہ ہونے کے یعنی اختیار کرے تجارت کی لیے بکریاں اور مرغیاں اور مانند اون کے مثل گائی اور بہینس اور اونٹنیاں واسطے دودھ پینے کی بکریوں وغیرہ میں اور واسطے نسل بڑھنے کی بکریاں اور مرغیاں اور کبوتر وغیرہ میں دجاج اور کبوتر اور بط وغیرہ کے فتح دال اور کسرہ اوس کے کے ماکیاں اور دجاجہ ایک مرغی اور ذرہ ساتھہ فتح دال اور تشدید راء کے لیں فیہا عشر الرزق پس ان حیوانات میں دسواں حصہ رزق کا ہے اور نو حصہ اور تجارتوں اور پیشوں میں ہیں ابن ماجہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا غنیوں کو ساتھہ اختیار کرنے بکریوں کے اور فقیروں کو ساتھہ اختیار کرنے مرغیوں کے وقال عند اتخاذ الاغنیاء الدجاج یاذن اللہ بہلاک القری انتہی من شرح القاری وکان لہ علیہ الصلوۃ والسلام لعشرون غنم من لبنہا قوت اہلہ لیس تھے واسطے آنحضرت کے نازل ہو آپ پر درود اور سلام اونٹ اور بکریاں کہ اونکے دودھ سے آپ کی اہل کا قوت ہوتا تھا مواہب لدنیہ میں ہے کہ آپ کے پاس بیس اونٹنیاں تھیں کہ سعد بن عبادہ نے آپ کے واسطے بھیجی تھیں اور سو بکریاں آپ کی یہاں تھیں اور سات بکریاں کہ چراتے تھی اونکو ام ایمن اور روایت کی ہے

ابو داؤد اور ابن ماجہ اور حاکم نی معاذ سے ذکر کیا اپنی لی تو دانی کو دانی سی اور بکری کو بکری سے اور اونٹ کو اونٹ سی اور گائی کو گائی سی
اور حدیث میں ہی کہ بہتر چارپایوں آدمی کا اونٹ ہی اس لیے کہ وہ نہیں تکلیف دیتا ہی گھاس کو اور اکثر کہتا ہی پتون درختوں پر
اور رہتا ہے بہت بہار ہی بوجہہ اور نفع لیا جاتا ہی اوس کی دودہ اور گوشت سی اور پوست اوس کا بہت دستیاب ہوتا ہی پس وہ
فضیلت رکہتا ہی اور حیوانات پر از روی طاقت اور منفعت کی سوا سواری کی سفروں اور لڑائیوں میں اور حدیث میں ہی الشاۃ برکۃ
والشاتان برکتان ولنہا تابع دلحمہا معتدل انتہی من الترح الفارسی ناقلا عن الی ستۃ وکیما صنفا فیہ السواد والبیاض اور اختیار کری
بکریوں میں سی اوس قسم کو کہ اوس میں سیاہی اور سفیدی دو نوں ہو یعنی ابلق رنگ ہوں کہ مسنون اور موجب برکت کی ہیں اور موسی علیہ
السلام کی بکریں کہ حضرت شعیب نی آپ کو عنایت کی تہیں ایسے رنگ کی تہیں ولا تحرص اور حق کسب کا کہ نہ حرص کری اور کسب مزدوری
اور نہ مستغرق ہو اوس میں اور اپنی تمام اوقات کو اوس میں صرف نکری تو بہ درجہ اس لیے کہ وارد ہوا ہی حدیث میں شر البقاع السوق وشر اہلہا
اولہم دخولا وآخرہم خروجا بد ترین جگہوں کا بازار ہی اور بدترین اہل بازار کا وہ شخص ہی کہ سب سی پہلی اوس میں داخل ہو اور سب کی پیچہ اوس سی
نکلی یعنی بدترین تمام جگہوں کا بازار ہی اور مذمت نفس بازار کی نہیں ہی بلکہ اس جہت سی ہی کہ اہل اوس کی اکثر مشغول ہو تی ہیں ساتہ مکر
اور جہوٹ کی اور جو نفس بازار مذموم ہوتا تو کیوں داخل ہوتی اوس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب آپکی اور احادیث صحیحہ سے
آپکا بازار میں داخل ہونا ثابت ہوا ہی کیونکہ وہ محل غفلت اور نسیان ہیگا اگرچہ ہو ساتہ خیال اور نسیان کے اور جگہہ جہنڈوں شیطان کی
اور لشکر اوس کا دشمن ہی انسان کا اور بدترین اہل اوس کے کا وہ شخص ہی کہ اول سب سی داخل ہو اور بعد سب کی نکلی اس لیے کہ یہہ کمال حرص پر
دلالت کرتا ہی اور روایت کیا ہی اس حدیث کو ابو نعیم نے ابن عباس کی حدیث سی ان لفظوں سی ابغض البقاع الی اللہ تعالی الاسواق وابغض
اہلہا الی اللہ تعالی اولہم دخولا وآخرہم خروجا اور پہلی گزر چکا ہی کہ بدترین تمام جگہوں کی بازار ہیں اور بہترین اونکی مسجدیں ایسی لائق ہی کہ
منع کری اوس کو بازار دنیا کا آخرت کی بازار سے اور آخرت کی بازار مسجدیں اور مدرسے اور عبادت خانی اور مشاہدیں اور حضرت عمر رضی اللہ
عنہ تجاروں کو کہا کرتے تہی کہ کرو اول تم اول دن پیار واسطے آخرت اپنی کے اور ما بعد اوس کا واسطے دنیا اپنی کے اور حدیث میں ہی کہ فرشتی جبکہ جاتی ہیں
ساتہ نامہ اعمال بندہ کی اور اول اور آخر میں ذکر اور بہلائی ہوتی ہے تو مٹاتا ہی اللہ تعالی جو کچہہ ان دونوں کے درمیان میں ہوتا ہے
بری اعمال سے روایت کیا ہی اس کو ابو یعلی نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سی ساتہ سند ضعیف کی اور تقویت کرتا ہی اس کے یہہ قول تعالی
وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار اور مروی ہی اوسکے یہہ حدیث کہ ملاقات کرتے ہیں رات کی فرشتے اور دن کی فرشتے وقت طلوع ہونی فجر کے اور عصر کے
نماز کے وقت پس ہر فرقہ اپنی بار ہی میں جاتا ہی طرف اللہ تعالی کے پس فرماتا ہی اللہ تعالی حالانکہ وہ سب سی زیادہ جاننی والا ہی کہ کیسے چہوڑ
تمنے میری بندوں کو عرض کرتے ہیں کہ چہوڑا ہمنے اون کو اور وہ نماز پڑہتی تہی اور آئی ہم اور وہ نماز پڑہتی تہی پس فرماتا ہی اللہ تعالی گواہ رہو تم
تحقیق مغفرت کی میں نی اونکی متفق علیہ حدیث ابو ہریرہ سے اور اس ایت کریمہ کی تفسیر میں آیا ہی رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ
کہ یہہ لوگ لوہار اور مشک فروش تہی پس ہر ایک اونکا جبکہ اوٹہاتا تہا ہتوڑی کو یا جہوتا تہا ستالی کو اور سنتا اذان کو تو نہیں نکالتا ستالی کو اور
سر کراتا تہا ہتوڑی کو اور اوس کو پہینک کر نماز کو چلا جاتا تہا لائی ہیں کہ بازار کی زمین جگہہ غفلت اور عصیان کی ہی اسیواسطے کہتی ہیں کہ بازار میں

جل جلالہ کو یاد کرتا رہی اور تسبیح اور تہلیل مین مشغول رہی کیونکہ ذکر کرنا خداوند کریم کا بازارمین بڑی فضیلت رکہتا ہی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یاد کرنے والا اللہ کا غافلون مین مانند مقابلہ کرنے والی کے ہے غازیون مین اور مانند زندی کے ہی مردون مین اور فرمایا رسول خدا نے جو شخص کہ داخل ہوا بازارمین پس کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شئ قدیر تو لکہتا ہی اللہ عز وجل اوسکی لیے ایک لاکہ نیکیان اور ابن عمر اور سالم بن عبد اللہ بازارمین داخل ہوتے تہی واسطے حاصل کرنے اسے فضیلت ذکر کی اور کہا حسن نے کہ یاد کرنے والا اللہ کا بازارمین آویگا قیامت کے دن کہ اوسکے لیے روشنی ہوگی مانند روشنی چاند کے اور برہان ہوگی مانند برہان شمس کے اور جو شخص کہ استغفار چاہیگا بازارمین تو مغفرت کریگا واسطے اوسکے اللہ تعالے بقدر گنتی اہل اوسکی کے اور حضرت ابن عمر جبکہ بازارمین داخل ہوتے تہی تو یہہ دعا پڑہتے اللہم انی اعوذ بک من الکفر والفسوق ومن شر ما احاطت بہ السوق اللہم انی اعوذ بک من یمین فاجرۃ وصفقۃ خاسرۃ انتہی من شرح الفارسی ناقلا عن الاحیاء معاذ بن جبل کہتے ہین کہ ابلیس کا ایک بیٹا ہی اوس کا نام زلنبور ہے نائب اوسکا بازار مین رہتا ہے اوس کو کہتا ہے کہ بازارمین جا اور جہوٹی قسم اور مکر و خیانت اون کے دل مین آراستہ کر اور جو شخص کہ اول بازارمین داخل اور آخر اوس سے نکلی اوسکی ہمراہ رہ انتہی من الشیخ فخر الدین ولا یرکب لہ البحر اور حق سفر کا یہہ ہے کہ نہ سوار ہو واسطے اوسکے دریامین کہ محل خوف و خطر کا ہی اور یہہ دلیل ہے نہایت حرص پر فوز درج اسلیے کہ وارد ہوا ہے حدیث مین لا یرکب البحر الا لحج او عمرۃ او غزوۃ نہ سواری کیجاوی دریا کی مگر واسطے حج یا عمرہ یا جہاد کے کہ دین کے امور مین روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمر کی حدیث سی شارح جلیل علی قاری نے کہا کہ حق اوسکا یہہ تہا کہ یون کہتا کہ وارد ہوا ہے کہ جو شخص سوار ہو دریامین واسطے تجارت کی پس تحقیق وہ نہایت کو پہونچا زیادتی رزق کی طلب کرنے مین یعنی یہہ دلالت کرتا ہے اوسکے کمال حرص اور بے صبری پر اسلیے کہ بعض سلف کو ایک دانق کا فائدہ ہو جاتا تہا تو پہر آتے تہے بازار سے بسبب قناعت کی اور بعض ایسے تہی کہ بعد ظہر کے لوٹ آتی تہی اور بعض بعد عصر کے اور بعض ایسے تہی کہ نہین کام کرتے تہی ہفتہ بہر مین مگر ایک روز یا دو روز انتہی و بتورع اور حق کسب کا یہہ ہے کہ پرہیزگاری کری معاملات مین نافرمانی حق تعالی کے سے اور احتیاط کری کہ شبہات مین نہ واقع ہو جاوی اور نہ کفایت کری محرمات سے بچنے پر مروی ہے کہ آپ کی خدمت مین دودہ حاضر کیا گیا پس فرمایا آپ نے کہانسے یہ یہہ واسطے تمہاری عرض کیا گیا کہ اس بکرے سے پہر فرمایا کہ یہہ بکری تمہارے واسطے کہانسے عرض کیا گیا کہ فلانی جگہہ سے یہہ پیا انہی اوس مین سے پہر فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کی حکم کیے گئے ہین یہہ کہ نکہاوین مگر پاک اور نہ عمل کرین ہم مگر نیک روایت کیا ہے اس حدیث کو طبرانی نے ام عبد اللہ کی حدیث سے جو شداد بن اوس کے بہن ہین ساتہہ سند ضعیف کے اور تقویت کرتا ہے اس کی یہہ قول اللہ تعالے کا یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا اور تائید کرتا ہی اوس کی یہہ قول نبی علیہ السلام کا کہ تحقیق حکم کیا ہی اللہ تعالی نے مومنونکو ساتہہ اوس چیز کے کہ حکم کیا ہے ساتہہ اوسکی مرسلین کو پہر فرمایا یا ایہا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچہہ کہانا لایا جاتا تہا سو آپ کے اہل کے پاس سے تو سوال کرتے تہی اوس سے آخر حدیث تک روایت کیا ہی اس حدیث کو احمد نے ابو ہریرہ کی حدیث سی ساتہہ اسناد جید کے اور واسطے اوسی کے ہی جابرؓ کی حدیث سی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی اصحابؓ گذری ایک عورت پر پس ذبح کی اوسنے اونکی لیے ایک بکری آخر حدیث تک اور اوس مین ہے کہ لیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

اوس مین سے ایک لقمہ سونگہ سکے اوسکو پس فرمایا کہ یہہ بکری ہی کہ ذبح کی گئی بغیر اذن اہل اوسکی کے آخر تک اور اسناد اوسکی جید ہی حاصل
یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین سوال کرتے تہی اوس چیز سے کہ آپکی پاس لائی جاتی تہی مگر جبکہ ظاہر پڑتا تہا آپکو کوئی امر کہ دلالت کرتا سو اوس
چیز کے مشکوک ہونی پر اور بخاری مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سی مروی ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق کا ایک غلام تہا کہ نکالا کرتا تہا
آپکی لیی خراج اور حضرت ابوبکر اوسکی خراج سے کہایا کرتے تہی پس ایک روز وہ غلام کوئی چیز لایا پس کہایا اوس سے حضرت ابوبکر نے پہر غلام نے کہا
کیا جانتی ہین آپ کہ یہہ کیا ہی کہا کیا ہی یہہ کہا جاہلیت مین مین نے ایک آدمی کے یہان کہانت کی تہی سو اونہونے مجہکو یہہ دی ہی پس ڈالی
حضرت ابوبکر نے اپنی اونگلی حلق مین اور قی کرنا شروع کیا اور بعض حدیثون مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جبکہ اسکی خبر دیگئی تو فرمایا
کہ کیا نہین جانتی ہو تم کہ ابوبکر نہین داخل کرتا ہی اپنی پیٹ مین مگر پاک چیز انتہی حاصل یہہ کہ جبکہ سلف صالحین کا ورع مین یہہ حال تہا تو ہمکو
تابعین کو بہی نہایت ضرور ہی کہ خلاف اونکی طریق کے کوئی امر نکرین پس کسب کرنے مین ایسے شخص سے معاملہ نکرے کہ ظلم اور خیانت اور چوری
اور ربوا کی ساتہہ منسوب ہو فوردح اسلیے کہ وارد ہوا ہی حدیث قدسی مین کہ روایت کیا ہی اوسکو دیلمی نے انا الورعون فانی استحیی ان احاسبہم
لیکن اہل ورع پس تحقیق ہی شرم رکہتا ہون انسی کہ حساب کرون اونسی یعنی اہل ورع کا اونہون نی اپنی کو امور نا مشروعی باز رکہا ہی اور اپنی تمام
کاروبار مین ورع کو ہاتہہ سے نہین دیا پس تحقیق مین شرم رکہتا ہون کہ اونسے حساب کرون کیونکہ اونہونے خود اپنا حساب کرلیا ہی پہلی اس سے کہ حساب
کیا جاوے تمام علی قاری جلیل نے کہا کہ مین اس حدیث کو نہین جانتا انتہی مگر صحیح حدیث مین ہی کہ اصل دین کی ورع ہی اور یہہ چیز کہ ہی اور سبب اسکا دنیا و دین کی
علم کہ باعث ہوتا ہی برائی پر اور تقوی ہو اور چونکہ تقریب ورع کا اتفاق واقع ہوا اس جہت سے مصنف نے شروع کیا مطلق ورع کی درجات کا بیان پس کہا اور فی رتبتہ الاخری
ورع کا بعض رکہتا ہی اپنی شئین حرام یقینے سی قولا اور فعلا اور انکا مانند کذب اور غیبت اور زنا اور لواطت اور خنزیر کا گوشت کہانا سو اسکے اور جو محرمات ہین
وہ ہوا لورع اور وہی ورع ہی یعنی حرام چیز ولسے بچنے کو اس قوم کے یعنی اہل شرع کی اصطلاح مین ورع کہتی ہین اور اس سے بچنی مین بہت آثار
اور حدیثین آئی ہین چنانچہ کچہہ تو اونمین سے عنقریب گذر چکین اور کسیقدر یہان بیان کیجاتی ہین مروی ہی کہ سعد نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ تعالی سے سوال کرین کہ مجہکو مجاب الدعوات کردی پس آپنی فرمایا پاک کر طعام اپنی کو تو قبول ہوگی دعا تیری اور
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گوشت کہ اوگی حرام سے پس آگ اولی ہی ساتہہ اوسکی اور حضرت ابن عباس نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ اللہ تعالی نے ایک فرشتہ بیت المقدس پر مقرر کر رکہا ہی کہ ہر رات کو منادی کرتا ہی کہ جسنے کہایا حرام تو نہین قبول
کیا جاتا ہی اوس سے صرف اور نہ عدل پس کہا گیا ہی کہ صرف صدقہ نافلہ ہی اور عدل صدقہ فرضیہ اور فرمایا نبی علیہ السلام نے جس نے خریدا کوئی
کپڑا اوس درہم کو اور ہو اوسکی قیمت مین ایک درہم بہی حرام ہوگا تو نہین قبول ہوگی اوس سے نماز اوسکی جبتک کہ وہ کپڑا اوس پر ہوگا اور ابن عمر
رضی اللہ عنہ کہتی ہین اسقدر نماز پڑہو تم کہ تمہاری پشتین خم ہوجاوین اور اسقدر روزی رکہو تم کہ بال کی مانند باریک ہوجاؤ تو کچہہ نفع
نہ دینگے تمکو یہانتک کہ بچو تم حرام سے اور یہہ ورع عام ہے تمام مسلمانون کو پس جس چیز کو فتوی ظاہر حرام رکہی اوس سے دور رہی اور احیاء مین
اس ورع کا نام ورع عدول رکہا ہی تم علی الکتب پہر دوسرا درجہ اوس سے بڑہکر پرہیز کرنا شبہہ ناپاک چیز سے ہی یعنی وہ چیز کہ مفتی بمقتضاء
ظاہر شرع کے اوسکو حرام نکہی اور اوسکی کہانی مین اجازت دیوی لیکن حرمت کا احتمال اوس مین ہووی اوس سے بہی دست بردار رہی الا

کو جیسے کہا یا شب کی چیز کو چالیس روز تو سیاہ ہو جاتا ہے اوس کا دل عینی نے کہا ہے کہ شبہہ وہ امر ہے کہ اوس میں شبہہ دونون طرفون
کا اندیشہ ہو پس مشابہ کبھی ہو اس کے ساتھہ اور کبھی اوس کے ساتھہ اور خطابی سے منقول ہے کہ اونسے کہا ہے ہر چیز
کہ مشابہت رکھے حلال سے من وجہ اور حرام سے من وجہ پس وہ شبہہ ہے اور حلال یقینی وہ ہے کہ معلوم ہو ملک اوسکی
اپنی نفس کے لیے یقینًا اور حرام یقینی وہ ہے کہ وہ معلوم ہو ملک اوسکی غیر کے لیے یقینًا اور شبہہ وہ ہے کہ نہ معلوم ہو کہ وہ اوس کی ملک سے
یا غیر کی اور ورع کے تین قسمین ہین ایک تو واجب اور وہ پرہیز کرنا ہے حرام سے دوسری مستحب اور وہ پرہیز کرنا ہے اوس شبہہ سے کہ حرام کے
مرتبہ تک نہ پہنچا ہو اور جو کہ حرام کے مرتبہ کو پہونچا ہو پس وہ داخل ہے حرام مین اور پرہیز کرنا اوس شخص کے معاملات سے کہ اکثر مال اوس کا حرام ہو تیسری
مکروہ مانند اجتناب کرنے کے اون چیزون سے کہ اللہ تعالے نے اونمین رخصت دی ہے اور مانند بلا یا کے وہو التقوی اور وہ تقوی ہے یعنے شبہہ کے
چیزون سے احتراز کرنے کو اس قوم کی اصطلاح مین تقوی کہتے ہین کہ آیات اور احادیث مین اوس کی فضیلت واقع ہوئی ہے فور دع پس
اور یہہ حدیث مین دع ما یریبک الی ما لا یریبک چہوڑ دے اوس چیز کو کہ شک مین ڈالے تجکو اور جا طرف اوس چیز کے کہ نہ شک مین ڈالے تجکو یعنے جبکہ پاوے
تو اپنے نفس کو کہ شک کرتا ہے کسی چیز مین پس ترک کر دے اوس کو اور انتقال کر اوس چیز کی طرف کہ نہ شک مین ڈالے تجکو کیونکہ نفس مومن کا
مطمئن ہوتا ہے صدق سے اور شک مین واقع ہوتا ہے کذب سے پس شک کرنا تیرا کسی چیز مین مبنی ہے اوسکی باطل ہونے پر
یا گمان باطل پر پس احتراز کر اوس سے اور اطمینان تیرا طرف چیز کے مشعر ہے طرف اسکے کہ وہ حق ہے پس استمساک کر ساتھہ اوس کے
پس یہہ قاعدہ ہے حسن اور قبیح کی پہچاننے کا اور حلال اور حرام ہونے کا لیکن یہہ متحقق ہوتا ہے نفوس زکیہ مین جو طاہر اور متصف ہوں ساتھہ
تقوی اور عدالت کے وہو کما اختلف فیہ اور وہ یعنے مشکوک وہ چیز ہے کہ اختلاف کیا ہو علما نے اوس مین اور ایک نسخہ مین ہے کما اختلف فیہ
یعنے مشکوک ہر وہ چیز ہے کہ اختلاف کیا ہو اوس مین علما نے ساتھہ حل اور حرمت اور کراہیت کی بعضے کہین کہ حلال ہے اور بعضے کہین کہ حرام
اور بعضے کہین کہ مکروہ ہے اور بعضے کہین کہ مکروہ بھی نہین ہے جیسے جنین اوس بچہ کا کہانا کہ حیوان ذبح کیے ہوئے کے شکم سے مردہ نکلی اور کہانا ناگوہ کا کہ
یہہ دونون نزدیک ابو حنیفہ کے حرام ہین اور شافعی کے نزدیک حلال پس ورع یہہ ہے کہ اجتناب کرے اوس سے جبتک کہ ظاہر ہو عالم متقی
اوس پر کہنے والے اور حکم کرنے والے کو ترجیح ایک کی اون دونون مین سے پس سجہنا خلاف کی جگہون سے ضرور ہے مفتی کے حق مین اور مقلد کی
اگرچہ مقلد کو جائز ہے اختیار کرنا اوس امر کا کہ فتوی دیا ہو ساتہہ اوس کی مقلد نے کہ اوس کو شہر کے لوگ افضل علما بلد جانتی ہون
اور یہہ باہم سننے سے معلوم ہوتا ہے الکن النزالی عد التورع عن اکل الجنین الذکاتہ ذکوۃ امہ فی صحتہ لا یتطرق احتمال الی متنہ والا ضعف الی سندہ
وکذلک صح انہ اکل الضب علی مائدۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد نقل ذلک فی الصحیحین فالظن بابی حنیفہ رحمہ اللہ انہ لم تبلغہ ہذہ الاحادیث ولو بلغتہ
لقال بہا ان انصف وان لم ینصف منصف فیہ کان خلافہ غلطا لا یعتد بہ ولا یورث شبہۃ انتہی من نجم العلم ناقلا عن الغزالی رحمہ اللہ جواب
دیا ہے علماء حنفیہ نے اس طور سے کہ اللہ تعالے نے حرام کیا ہے میتہ کو اور وہ اوس جانور کا نام ہے کہ مرگیا ہو بغیر ذکاۃ کے اور حرام کیا ہے
منخنقہ کو اور جنین مرگیا ہے گلا گہٹ کر پس حرام ہوگا ساتھہ کتاب کی اور وہ حدیث کہ روایت کی ہے نہین معارض ہو سکتے ہین قطع دلیل
ساتھہ اور مراد بیچ حدیث اگر صحیح ہو تشبیہ ہے یعنی ذکوۃ جنین کے مانند ذکوۃ مان اوسکی کی ہے اور تشبیہ اس طریق پر شایع ہے فرمایا اللہ تعالی نے

جنت عرضہا السموات والارض اور کہا جاتا ہی زید اسد لیس نہین دلالت کرتی ہی حدیث اوپر کفایت ہونی زکوۃ ام کی اور دلیل اوسکی حمل کرنی تشبیہ
پہہ ہی کہ مروی ہی زکوۃ امہ ساتہ نصب کی بنا بر مصدریت کی ای مثل زکوۃ امہ اور بیان کرتے ہی کہ مراد رفع سے تشبیہ ہی اور جو پہہ رفع ہو
تو فاسد ہو جاوینگی معنی کیونکہ پہہ مودی ہی طرف اس امر کے کہ زکوۃ جنین کی وہی زکوۃ مالی ہو یعنی اسپر کفایت کیجاتی ہی اور استغنا بسبب اسکی
مالی زکوۃ سے اسلیے کہ قول آنکا زکوۃ الجنین مبتدا ہی اور زکوۃ امہ خبر ہے پس فاسد ہونگی معنے کیونکہ کوئی قایل نہین ہی اسکا زکوۃ جنین کی ماکی زکوۃ
کفایت کری اور یہہ اسلیے ہی کہ مبتدا اور خبر جب دونوں معرفہ ہوتے تو واجب ہی کہ مقدم تو مبتدا ہو اور متاخر خبر ہو اور مذہب اپنی گو پس اسلیے کہ وہ خبایث
مین سے ہی بیشک عرب اوس کو خبیث جانتے ہین اور تحقیق فرمایا ہی اللہ تعالی نے ویحرم علیہم الخبائث اور وہ جو مروی ہی کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام
نے مباح فرمایا ہی اوسکی کہانی کو پس یہہ محمول ہی قبل تحریم پر پہر حرام ہوئی ہین خبائث یہہ خلاصہ ہی تبیین کا اور کلام کو مین نے بسط کیا ہی بسبب طعن
غزالی کی ابی حنیفہ کی حق مین ساتہ اس قول اوسکی کے وان لم یصنف مصنف فیہ کان خلافہ الخ اور نہین ہی طعن غزالی کا مگر شاید بسبب قلت تدبر اوسکے و عدم
وقوف کی اوپر معنے حدیث جنین کی اور عدم علم کے ساتہ تحریم خبائث کی اور بسبب ظنی کی ساتہ ایسے عالم کے کہ تمام فقیہ اوسکی عیال ہین اس طور سے
کہ حدیث نہین پہونچی ہے اوسکو اور بیشک بعض ظن اثم ہی ولیس للمستفتی ان یتقید من المذہب اسہلہا علیہ وا سعہا بل علیہ ان یجتہد حتی
یغلب علی ظنہ الافضل ثم یتبعہ فلا یخالف اصلا نعم ان افتی لہ امامہ بشیء ولامامہ فیہ خلاف فالفرار من الخلاف الی الاجماع من الورع المؤکد انتہی
من نجم العلم والاخذ ممن علم ان فی مالہ حراما اور لینا اوس کسے سی کہ جانتا ہی کہ بیشک اوسکی مال مین حرام ہی کسیقدر لیکن یہہ نہین جانتا ہی
کہ اوسنے جو کچہہ لیا ہی حرام ہی یا حلال ہی پس ورع امین ہی کہ اس سے اجتناب کری اگرچہ ظاہر شرع اوسکو فتوی دیوی واسطے اخذ کا رخص اور حیص
دونو جائز ہے اگر معلوف ہوا شبہہ پر تو جو کہنا یا ہی یعنی پہر ورع اجتناب کرنا ہی لینی اوس کسے سے آخر تک اور ورع کے وجہ یہہ ہی کہ معلوف ہو
جلا یا اختلف فیہ پر لیسے جو شخص کہ جانتا ہی کہ اوس کے مال مین حرام ہی قدری قلیل ملا ہوا ہی پس اس سے پرہیز کرنا ورع ہی اور بچنا اوس سے
اولی ہے اور جو اکثر مال اوس کا حرام ہے تو نہین جائز ہے اوس کی ضیافت کہانا اور نہ اوس کا ہدیہ قبول کرنا مگر بعد تفتیش کی پہر اگر
معلوم ہوا کہ ماخوذ جو لیا گیا وجہ حلال سے ہی تو بہتر ہی لیلی اور نہین ترک کر دی اور علیہ علامۃ عدم المبالات یا لینا اوس شخص سے کہ اوس کو
علامت بیباکی کی ہو کہ حلال اور حرام کے لینے مین کچہہ باک نہین رکہتا پس جو شخص کہ منسوب ہو طرف ظلم کے یا خیانت اور چوری اور ربوا کے
پس اوسکے ساتہ معاملہ نکری اسیطرح جو ظالم اور جابر امیر وزیر ہوں وہ اور اونکی یار دوستوں سے بہی معاملہ نکری کہ اعانت ہی ظلم پر حدیث
مین ہی جو شخص کہ نہین باک کرتا ہی کہ کس جگہہ سے کسب کیا مال کو تو نہین باک کریگا اللہ تعالی اس مین کہ کسطرح دوزخ مین ڈالی اوسکو روایت
کیا ہی اسکو دیلمی نے انس سے وصلۃ السلطان ان اشتبہ بیت المال یہہ معطوف ہی قول اوسکے پر جو الاخذ ہی یعنی بچنا عطیہ سلطان
سے اگر ملگیا ہو بیت المال اور جمع ہوا اوس مین مال حلال اور حرام دونو پس ورع اوس مین ہی کہ اوس سے بچی پہر اگر غالب حرام ہی تو اوسکا
لینا بہی حرام ہی اور جو دونو طرفین برابر ہین تو احتراز کرنا اوس سے ورع ہی اور جو حلال غالب ہی تو کچہہ بعید نہین ہے کہ اسکے جواز پر فتوی
دیا جاوی جبتک کہ نہ معلوم ہو کہ یہہ حرام ہی بسبب اعتماد کرنے کے غلبی پر لیکن ورع اوس سے بچنا ہی کہا ہے کہ ورع کے چار درجی ہین بادشاہوں کی
باب مین پہلی تو یہہ کہ لوگونکی مال مین سے کچہہ بہی نہ لیا جاوی کبہی جیسا کہ سلف صالحین جو متورعین تہی اسکے لینی سے مطلقا انکار کرتے تہے

نہین ہسن یا ولیکہ اوسلئے غصب ہی اگر سوال کریگا اوس سے اور یہہ ایذا ہی مگر اوس جلسہ میں کہ سوال کرنا واجب ہی تو نہ باک کری اوسکی غضب
کیونکہ وہ واجب ہی اور یہہ اوس شخص کی حق مین ہی کہ اکثر مال اوسکا حرام ہو اور ایذا دینا ایسے ظالم کا اس سے زیادہ واجب ہی جیسا کہ احیا مین
لیکن جبکہ ہو صاحب طعام یعنی مال کا وکیل یا اوسکا غلام یا اوسکا شاگرد یا اونہین اقربا مین سے کہ اوسکی رعایت کی تحت مین ہین لیس جائز
ہے سوال کرے جبقدر کہ شک ہو کیونکہ یہہ نہین غصہ ہونگی اسکے سوال سے جیسا کہ سوال کیا تہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی غلام سے اور یہ روا
نہیں ہے اوسوقت ہی کہ متہم کری سوال کرنیوالا صاحب مال کو اور نہ متہم کری تو اوس سے سوال کرنے مین کچہہ خوف نہین ہے جیسا کہ سوال
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدیہ اور صدقہ سے کیونکہ یہہ ایذا نہیں دیتا او جبکہ سوال کیا غیر سے اور وہ ایک شخص عادل ہی تو قبول
کری اوسکا قول اور جو فاسق ہے اور قرینہ سے یہہ جانتا ہی کہ وہ جہوٹ نہین کہیگا تو جائز ہے اوسکے قول کا قبول کرنا کیونکہ مطلوب اعتماد
نفس کا ہی اور کبہی فاسق کے قول سے ایسا اعتماد حاصل ہوتا ہی کہ عادل کے قول سے نہین حاصل ہوتا بعض احوال مین اور ہر فاسق جہوٹ
نہین بولتا ہی اور نہ ہر عادل ساتہہ عدالت ظاہرہ کے ہمیشہ سچ کہتا ہی اور شہادت جو ساتہہ عدالت ظاہرہ کے مطلوب ہی بسبب ضرورۃ
حکم کے کیونکہ بواطن کے حال پر اطلاع نہیں ہو سکتی اسیطرح بچہ کی ساتہہ اوسکی کہنے سے کچہہ تمیز دارنے کہ اوسکا سبب معلوم ہو بس حاصل
ہوتا ہی اعتماد اوسکے قول سے ہذا خلاصۃ ما فی الاحیاء انتہی والتنزل کیلا تیادی یہہ قول معطوف ہی اوپر قول اوسکے حوالسوال ہی اوکہ
تیادی علت ہی دونوں امر کے لیے جو سوال ہے غیر سے اور تنزل ہے یعنی بہتر بالت امتناع اور عدم قبول مین بہانہ کرنا اور عذر لانا ہی تاکہ
ایذا نپاوی صاحب اوسکا امتناع اور سوال سے مثلاً سلطان کے صلے مین کہی کہ مجکو حاجت نہین ہے کیونکہ اپنا قوت مین نے
پیدا کر لیا ہی اور بیت المال اہل استحقاق کی لیے ہین اور مین اوسکا مستحق نہیں ہون نا سرار المومن اہم من الورع اسلیئے کہ خوشوقت کرنا مسلما
مطلوبہ زیادہ ہے اس قسم کے ورع سے اور ناخوشے اور دل توڑنا بہت برا ہی اسلیئے کہ ابن بخار نے ابن عمر سے روایت کی ہی کہ نہین تہا
کوئی چیز دوست رکہی گئی زیادہ نزدیک اللہ تعالیٰ کے داخل کرنے خوشی سے بہائی مسلمانونکی دلمین اور منہج العلم مین اسرار کا ترجمہ اخفا
کیا ہی یعنے پوشیدہ رکہنا حال مومن کا اور اوسکا ہتک ستر کرنا بہتر ہے اس ورع سے کیونکہ مسلمانکی پردہ دری کرنا اور اوس کو ایذا دینا ہے
اسیواسطے نہین جائز ہے کہ اوسکے غیر سے اسطرح سوال کری کہ وہ اس پر خبردار ہوجاوی اسلیئے کہ ایذا اس مین زیادہ ہی احیا مین کہا ہی کہ جو
کیا اس طور سے کہ اوس کو خبر نہو تو اوس مین بدگمانی اور پردہ دری ہے اور تجسس اور تسبب ہر ساتہہ غیبت کی اگرچہ صراحتہ نہو اور یہہ سب امر
سب ممنوع ہین آیات اور احادیث مین فرمایا اللہ تعالیٰ نے اجتنبوا کثیرا من الظن اور بہت زاہد جاہل متوحش کرتے ہین دلونکو ساتہہ تفتیش
اور ایسے کلام سخت کرتے ہین کہ جنسے ایذا ہوتی ہے اور شیطان اس امر کو بہتر دکہاتا ہی بسبب مطلوب ہونے شہرت کے اکل حلال کے سا
اور جو اسکا باعث محض دینداری ہوتے تو مسلمان کے دل پر ایذا پہونچنے کا خوف پیٹ کی خوف سی زیادہ ہوتا حالانکہ اس پر مواخذہ
ایسے چیز کے کہانے سے نہین ہے کہ جسکے نقصان سے نہیں واقف پس جان تو کہ طریق ورع کا ترک کرنا ایذا کا ہے نہ تجسس کرنا
جبکہ کہانیکی ضرورت ہو پس ورع کہانا ہے اوسکا اور حسن ظن کرنا اور یہی مالوف ہی صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور جو زیادتی کری ان
ورع مین وہ ضال اور مبتدع ہی اور نہین تابع ہے انکا انتہی اس کلام مین بڑا فائدہ ہی اوس شخص کے لیے کہ ارادہ کری صلاح کا دنیا

انہی اور درمیان اللہ تعالی کی اور یہی ہو نیت اوسکی انتہی من نجم العلم جبکہ فارغ ہو چکا مصنف ورع کی بیان سے پس ارادہ کیا اوس امر کے بیان کا کہ وہم ہوتا ہے
کہ یہہ بہی ورع میں داخل ہی اور حالانکہ وہ ورع میں نہیں ہی پس کہا اما الوہم الغیر الناشئ عن دلیل کالاحتراز عن الصید لاحتمال کونہ ملکا للغیر ولا اثر علیہ فوسوسۃ
لیکن وہ وہم کہ نہ پیدا ہونے والا ہو دلیل سے جیسا کہ پرہیز کرنا شکار اور اوسکے کہانی سے بسبب احتمال اس امر کے کہ شاید غیر کی ملک ہو حالانکہ اوسپر
کوئی علامت نہیں ہی پس یہہ وسوسہ ہی ورع نہیں ہی اور اسکو شبہ الشبہ کہتی ہیں یعنی شکار پر کچہہ غیر کے علامت نہو کہ اوسکی ملک پر دلالت کرتی ہی
ولادہ وغیرہ کی پس یہہ وسوسہ ہی اور اجتناب کرنا اس سے مکروہ ہی وہم بالفتح اور سکون دل کے خطروں کو کہتی ہیں یا امر مرجوح کہ دونوں طرفوں میں متردد
اور یہاں دونوں معنی کا احتمال ہی اور وسوسہ اوسکو کہتی ہیں کہ شیطان دل میں ڈالی ومبنی فیہ علی ظاہر الحال اور بنا کیا جاوی امر ورع کا وہم میں اوپر
ظاہر حال کے بسبب اوسکی کہ وارد ہوا ہی نحن نحکم بالظاہر واللہ یتولی السرائر وہو اعلم بالضمائر تحسینا للظن بسبب نیک گمانی کرنے کی مسلمان بہائی پر
کیونکہ بدظنی بدون علامت اور دلیل کے منع ورع ہی خود دق پس وارد ہوا ہی قرآن مجید میں ان بعض الظن اثم تحقیق بعض گمانونکی گناہ ہیں کہ حقیقت
اون پر لازم ہی اور وہ گمان بد یکا ہی بغیر علامت اور دلیل کے اور وہ جو وارد ہی کہ احتیاط بدظنی میں ہی پس محمول ہی اوس پر کہ اوس میں کوئی علامت
پائی جاوی اور آیت میں بہی اسی مفہوم کی طرف اشارہ ہی سلمانؓ سی مروی ہی کہ جبکہ تیرا کوئی دوست معاملہ کرنے والا ہو یا تاجر ربوا کی معاملہ
مشہور ہو پس اگر دعوت کری تیری طرف طعام وغیرہ کی یا تجکو کچہہ دی پس اوسکو قبول کر کیونکہ ہضم ہونا تو واسطی تیری ہی اور اوس پر گناہ ہی اسکو
پس جبکہ ثابت ہوا یہہ ربوا لینی والی میں پس ظالم ہی اسیکی معنی میں ہی کذا فی شرح القاری نجم العلم میں ہی کہ ظن کی کئی قسمیں ہیں ایک تو وہ کہ واجب
تبعیت اوسکی کا ظن حیث لا قاطع فیہ من العملیات وحسن الظن باللہ ایک وہ کہ حرام ہی تبعیت اوسکی جیسیکہ گمان کرنا الہیات اور ثواب اس میں
جہاں کہیں کہ مخالف ہو ساتہہ قطعی دلیل کے اور بدگمانی کرنا مومنین پر ایک وہ کہ مباح ہی جیسا کہ ظن کرنا امور معاشیہ میں اسیواسطے فرمایا اللہ سبحانہ
وتعالی فی ان بعض الظن اثم اور اثم وہ گناہ ہی کہ واجب ہو اوس پر عقوبت نجم ع الا باس بہ مخافۃ ما بہ باس یہہ تیسرا درجہ ورع کا وہ ہی کہ اوس ہی بالاتر ہی
احتراز کرنا اوس چیز سے کہ نہ تہا اوس میں کچہہ باک نہیں ہی بسبب خوف واقع ہونیکی اوس چیز میں کہ اوس میں باک ہی یعنی جس چیز کہ حرام اور مشکوک نہو
بلکہ حلال مطلق ہو لیکن اسمیں وہم ہو کہ اس سے شبہ میں واقع ہو جاویگا پس اس سے اجتناب کری سنن ابن ماجہ میں عطیہ بن عامر سے مروی ہی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں پہونچتا ہی بندہ متقیونکی درجی کو یہانتک کہ نہ ترک کری اوس چیز کو کہ اوسمیں کچہہ باک نہیں ہی بسبب خوف
اوس چیز کے کہ اوس میں باک ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لائی ہیں کہ کہا ہم نو حصہ حلال کے ترک کرتے تہی حرام میں واقع ہونے کی خوف سی اور
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہی جو اورع اور اتقی اصحاب کی تہی کہ فرمایا ہم ستر دروازہ مباح کی ترک کرتے تہی بسبب خوف حرام میں
واقع ہونیکے اور احتیاط ان بزرگوں سے بسبب نہایت ورع کی تہا اور بسبب عمل کرنیکے اس حدیث پر ان لکل ملک حمی وحمی اللہ محارمہ ومن حا
حول الحمی یوشک ان یقع فیہ یعنی تحقیق ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہی کہ مورثی صدقہ کی لیی نگاہ رکہی ہی اور آدمیونکو اوسکے چرانی سے منع کیا ہی
اور چراگاہ خدا تعالی کی وہ چیزیں ہیں کہ حرام کیا ہی اونکو اپنی بندوں پر اور منع فرمایا ہی اونمیں داخل ہونے سے پس جو کوئی کہ گرد چراگاہ کی
پہری اور اوسکے نزدیک آوی تو قریب ہی کہ گر پڑی اوس میں پس لازم ہے کہ اوس سے دور دور رہے تاکہ اوس سے بےخوف ہو جاوے
انتہی وہو الصدق فی التقوی اور اسی درجی کو صدق فی التقوی کہتی ہیں اسی قسم میں سے یہہ کہ انہ علیہ السلام ارق لیلۃ فقال لہ بعض نسائہ ارقت

یارسول اللہ فقال اعمل وجدت تمرة فاکلتها فخشیت ان یکون من الصدقة روایت کیا ہے اسکو احمد نے عمرو بن شعیب کی روایت سے اونہی
اپنے باپ سے اونسے اپنی دادا سے ساتھ اسناد حسن کے کثیرک الترب الشق والعطر عزب ساتھ عین مہملہ اور زاء معجمہ منسوب عیقین ایدار
سو ہدہ کے مردی زن کو کہتے ہیں اور عزبہ زن بی شوہر عزاب بالضم دونوں کی جمع شبع بالفتح سیری اور سیر ہونا طعام سے اور مسلہ رجوع کی
عطر بالکسر خوشبو لتحرکہما الشہوة مانند چھوڑے مجرد آدمی کے سیری اور خوشبو کو بسبب حرکت دینے ان دونوں کی شہوت فرج کو کہ لسیم
حرف ہی باوجودیکہ پیٹ بہر کر کہانا اور خوشبو کا استعمال کرنا شروع میں مباح ہی علی بن معبد سے مروی ہے کہا کہ میں کرایہ کے گہر میں
رہتا تہا سو میں نے ایک خط لکھا اور چاہا کہ دیوار کی مٹی سے خط کو بستر بر کروں اور خشک کروں پہر میں نے کہا کہ دیوار تو میری نہیں پہر
میرے نفس نے کہا کہ کیا قدر ہے ذرا سی مٹی کی پہر میں نے دیوار میں سے بقدر حاجت کے مٹی لے لی پہر جبکہ سویا میں تو دیکھا کہ
ناگاہ ایک شخص کہڑا کہتا ہے ای علی قریب ہی کہ تو جانیگا قیامت کے روز تو اسکو جس نے کہا ہے کہ کیا قدر ہے ذرا سی مٹی کی یعنی کسطرح
کم ہوگا مرتبہ اوسکا کیونکہ تقوی کا ایک برا مرتبہ ہے کہ فوت ہوتا ہے ساتھ فوت ہونے درجہ متقیوں کے اور یہ مراد نہیں ہے کہ مستحق عقوبت
کا ہوگا قیامت کے روز اس مثل پر اسیطرح نظر کرنا طرف دور تونگروں اور اونکی تجمل کی کہ فی نفسہ مباح ہے لیکن برانگیختہ کرتا ہے حرص کو
اور بلاتا ہی طرف طلب کرنے اوسکی مثل کے اور لازم ہوتا ہے اوس سے ارتکاب اوس چیز کا کہ نہیں حلال ہے حاصل کرنا اوسکا
انتہی من نجم العلم ۴ ما لیس لہ تعالی پہر چوتہا درجہ تورع کا کہ سب مرتبوں سے اولی اور بہتر ہے احتراز کرنا ہے اوس چیز سے کہ خالص
خدا تعالی کے واسطے نہیں ہے اگرچہ مباح یا مندوب ہو یعنے جو کچھ کہ حق تعالی کے واسطے نہو کہانا پینا سونا کہنا سب اپنی اوپر
حرام جانے اور اوس سے اجتناب کریں اور یہ درجہ اون لوگوں کے واسطے ہی کہ جو چیز کہ خدا تعالی کے واسطے نہو
اوسکو اپنے اوپر حرام جانتے ہیں بسبب فرمانبرداری کے قل اللہ ثم ذرہم اور یہ گروہ وہ ہیں کہ متجرد ہیں حظوظ نفسانی سے اور
مطلق جدا ہیں اوس سے بغیر نیت دین کی کوئی حرکت نہیں کرتے کہانا اوسقدر کہاتے ہیں کہ عقل اور حیوة بھی رہے واسطے قوت
عبادت کے اور جو باتیں کرتے ہیں تو اوسقدر کہتے ہیں کہ دین کا زاد راہ ہو اور جو کچھ کہ سوا اسکے ہو اوسکو اپنے اوپر حرام
جانتے ہیں وہو الصدق المطلق اور اس درجہ کو صدق مطلق کہتے ہیں اور یہ مرتبہ انبیا اور اولیاء عظام کو ہے لیکن حضور دل
لقمة لیس فیہا نیة عبادة جیسا کہ چھوڑنا ایک قدم یا ایک لقمہ کا کہ ہو اوس میں نیت عبادت اور تقرب الی اللہ کے ایسیکے حکم میں ہے جیسے
ایک نظر یا ایک خطرہ یا ایک حرکت اور ایک سکون کا قسم کا توا یقتصرون علی القیمات لیقوین علی العبادة پس وہ یعنے اہل اس مقام کی تہی
کو اقتصار کرتے تھے چند چہوٹے لقموں پر کہ قوت دین عبادت پر اور سوا اسکے اپنے اوپر حرام جانتے تھے کیونکہ ہمت اونکی
تمامہ مصروف ہوتی تھی اوس چیز کے طرف کہ وہ خاص خدا کے واسطے ہو چنانچہ مروی ہے کہ حضرت عمر سات
یا نو لقمے تناول فرمایا کرتے تھے چنانچہ مصنف نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ قول اسکے
لقیمات کے کہ صیغہ جمع قلت کا ہے جو دس سے کم پر دلالت کرتا ہے اور اسمین بیان
کمیت کا ہے اور مصغر لانے میں اشارہ ہے کیفیت کے تقلیل پر جیسے ہی سے

چنانچہ مروی ہی کہ حضرت عمر سات یا نو لقمہ تناول فرمایا کرتی تھی چنانچہ مصنف نی اسکے طرف اشارہ کیا ہی ساتھہ قول آتی
لقیمات کی کہ صیغہ جمع قلت کا ہی جو دس سی کم پر دلالت کرتا ہے اور اس مین بیان کمیت کا ہی اور مصغر لانی مین اشارہ ہی
کیفیت کی تقلیل پر یحیی بن یحیی سی مروی ہی کہ اونسی ایک روز دوا کہائی اونکی بی بی نے کہا کہ چند قدم مکان کی صحن مین چلو تاکہ
دوا اچھی طرح اثر کری کہا مین ان چند قدمون کی وجہ نہین جانتا ہون کیونکہ مجکو تیس برس کا حساب یاد ہی کہ کوئی حرکت مین نی نہین
کی ہی کہ امور دین سی نہو انتہی اور جبکہ مصنف ورع کے درجات کی بیانسے فارغ ہوا پس شروع کیا بطریق اجمال کی پس کہا و التحقیق
انہ کلما یشدد فی الاحتیاط یکون سببا للتخفیف اور تحقیق امر ورع مین یہہ ہی کہ جسقدر سختی کریگا احتیاط مین اور مشکوک اور غیر مشکوک
سی احتراز کریگا تو ہوگی یہہ سختی سبب واسطے تخفیف حساب کی اور تقلیل عذاب کی اور سبب سبکباریکا ہوگی دنیا اور آخرت مین
بسبب اس حدیث کی کہ گذر چکی کہ پرہیزگار ونسے مین شرم رکہتا ہون کہ اونسے حساب کرون کیونکہ وہ ہمیشہ اپنی محاسبے مین تھے
والاصل الاستفتاء من القلب اور اصل تقوی مین فتوی طلب کرنا ہی دل سے اوس چیز مین کہ مفتی نی مباح کیا ہی اور استخارہ
کرنا ہی پروردگار سی پس وارد ہوا ہی حدیث مین فتوی لو جبکہ اپنی دل سی اگرچہ فتوی دین تجہکو فتوی دینی والی اور نہین نقصان اوٹہایا جس نی استخارہ کیا
اور جس چیز کو مفتی نی حرام کیا ہی اوس سی اجتناب کرنا واجب ہی اور بعض نسخون مین بجای والاصل کے ولا یستقبل الاستفتاء ہی
یعنے اگر تشدید احتیاط مین نکرے اور اسقدر قوت اور قدرت نرکہتا ہو کہ عزیمت کی ساتھہ کام کری پس توجہ کری دل کی فتوی کے
طرف تاکہ جو کچھہ صاف دل اوس پر تصمیم کری اوس پر عمل کری اور بدون دل کی فتوی کی اوسکی مباشرت نکری کیونکہ وقت متعارض
اور متناقض ہونی اقوال علما کی سبیل یہہ ہی کہ رجوع کری قلب سلیم کی تحری اور اوسکی فتوی کیطرف انتہی پہر جاننا چاہیی کہ غالب
مال بادشاہونکی اس زمانی مین حرام ہین اور حلال اونسے معدوم یا نادر ہی پس تحقیق اختلاف کیا ہی آدمیون نی اسمین سو ایک قوم نے
کہا ہی کہ جب تک نہ یقین ہو کہ یہہ حرام ہی پس جائز ہی اسکو لینا اوسکا اور ایک جماعت نی کہا ہی کہ نہین حلال ہی اوسکا لینا جب تک یقین
اوسکی حلال ہونیکا نہو پس نہین حلال ہی شتہ اصلا اور درمیانکا قول یہہ ہی کہ حکم اغلب کی لئے ہی پس اگر حلال ہی اور فتوی اوسکے
حلت پر دیا گیا ہی تو لیلے اور حکم ورع کا اوسکا ترک کرنا ہی اسلئے کہ اس زمانی مین دست یاب نہین ہوتی مگر مشتبہات بسبب مفقود ہونی خالص
حلال طیب کی اور جس قوم نے جائز رکہا ہی بادشاہونکا مال لینا جبکہ اوسمین حلال اور حرام دونون ہون جب تک کہ نہ ثابت ہو کہ ایسا ہوئی
حرام ہی سو حجت اور دلیل اس قوم کی وہ ہی کہ ایک جماعت سی مروی ہی کہ اونہونے ظالم بادشاہونکا زمانہ پایا اور اونسے مال لیا ہی جیسیکہ ابو ہریرہ اور ابی
سعید خدری اور زید بن ثابت اور ابی ایوب انصاری اور جریر بن عبد اللہ اور جابر اور انس اور مسور بن مخرمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
لیا ہی ابو سعید اور ابو ہریرہ نی مروان اور یزید بن عبد الملک سے اور لیا ہی ابن عمر اور ابن عباس نی حجاج سے اور بہت تابعیون نی اوس
لیا ہی جیسیکہ شعبی اور ابراہیم اور حسن اور ابن لیلے اور امام شافعے نے ایک مرتبہ ہارون رشید سے ہزار دینار لیے ہین
اور مالک نے خلفا سے بہت مال لیا ہے اور فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جو کچھہ کہ دے تجکو بادشاہ لے
اسکے نہین دیتا ہے تجکو حلال سے اور جن لوگون نے ترک کیا ہے اور بادشاہون سے کچھہ نہین لیا

اور جنہون نے ایسی عطائین لیں بسبب ورع اور تقوی کے ہے کیا نہین نہ کیا تو اونکی طرف قول ابی ذر کے جو احنف بن قیس کو کہا تھا کہ لے تو عطیہ کو جبتک حلال جانے تو پس جبکہ ہو تمہاری دین مین گناہ پس ترک کر و تم اوسکو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے جبکہ ہم دیے جاتے تھے تو قبول کر لیتے تھے اور جبکہ رد کے جاتے تھے تو نہین سوال کرتے تھے ہم اور سعید بن المسیب نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جبکہ حضرت معاویہ اونکو کچھ دیتے تھی تو ساکت رہتی تھی اور جو نہین دیتے تھی تو قناعت کرتی تھی اور روایت کی ہی نافع نی ابن عمر سے کہ مختار بھیجا کرتا تھا اونکی طرف مال پس قبول کر لیتے تھے اوسکو اور کہتے تھی کہ نہین سوال کرتا ہون مین کسے سے اور نہین رد کرتا ہون وہ کہ رزق دیا مجکو اللہ تعالی نے اور مروی ہے نافع سے کہ ابن عمر کے پاس ستر درہم بہیجے گئی پس تقسیم کر دیا اون کو آدمیون پر پہر آپ کی پاس ایک سائل آیا پس قرض لیا اوس مین سے جو کچہ کہ دیا تہا اور دیا سائل کو اور جبکہ امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ کے پاس آئے پس کہا کہ مین آپ کو ہم قدر عطیہ دونگا کہ نہ تو کسے نے قبائل عرب مین سے پہلے اس کے دیا ہوگا اور نہ بعد اس کے پہر دیے آپ کو چار ہزار دینار پس حضرت امام حسن نے لے لیے اور جعفر نے اپنی باپ سے روایت کی ہے کہ امام حسن اور حسین رضوان اللہ تعالی علیہما قبول کر لیتے تھے عطایا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اور حکیم بن جبیر نے کہا ہے کہ گذرے ہم اوپر سعید بن جبیر کے اور وہ قراءت کی نیچے عاشر بنائے گئے تھے پس بھیجا اور عاشرون کے پاس کہ ہکو طعام دو جو کچہ کہ تمہاری پاس ہو پس بھیجا اونہون نے طعام سو کہا یا سعید نے اوس سے اور کہایا ہم نے اوس کے ساتہہ اور زعم کیا ہے اس گروہ نے کہ وہ جو منقول ہے ایک جماعت سی سلف کے کہ وہ بادشاہون کے عطایا کو رد کر دیتے تھے تو یہہ نہین دلالت کرتا ہے اوس کے تحریم پر بلکہ دلالت کرتا ہے ورع پر جیسے کہ خلفای راشدین اور ابی ذر وغیرہم جو زاہدون سے تھے پس ان لوگون نے امتناع کیا ہے اندر دکا ہے اپنی جان کو حلال مطلق سے بسبب زہد کی اور اوس علت سے کہ اس مین خوف ہو اور کسی ممنوع چیز کی طرف پہنچنے کا بسبب ورع کی اور وہ جو سعید بن المسیب سے منقول ہے کہ اونہون نے اپنے عطایا کو بیت المال مین چہوڑا یہان تک کہ کچہ اوپر تیس ہزار کے قریب جمع ہو گئے تھے اور وہ جو منقول ہے حسن رضے اللہ تعالی عنہ سے کہ آپ نے کہا نہین وضو کرونگا مین میزاب کے پانی سے اگرچہ تنگ ہو جاوے نماز کا وقت اسلیے کہ نہین جانتا ہون مین اصل اوسکے مالکی پس یہہ سب ورع ہے اس قسم مین سو یہہ ہی کہ حساب کیا ابو بکر صدیق نے تمام اوس مال کا کہ بیت المال سے لیا تہا پس چہہ ہزار کے قریب پہنچا پس متفرق دیا اوس کو بیت المال مین اور یہہ کہ حضرت عمر ایک روز بیت المال کا مال تقسیم کرتے تھے پس آپکی بیٹی خردسال آئی اور ایک درہم اوس مین سے لے لیا پس اوٹھے حضرت عمر اوسکی طلب مین یہانتک کہ چادر ہے آپ کی کاندہے سے گر پڑے اور لڑکی گہر مین گہس گئی اور روتی تہی اور درہم کو اپنے منہ مین لے لیا پہر حضرت عمر نے اپنی اونگلی اوسکے منہ مین ڈالکر اوس درہم کو نکالا اور خراج مین ڈال دیا اور کہا اے لوگون نہین پہنچتا عمر کو اور نہ عمر کی اولاد کو مگر وہ جو واسطے مسلمانون قریب اور بعید کی ہے اور یہہ کہ ابو موسے اشعری نے بیت المال مین سے ایک درہم پایا پس حضرت عمر کا ننہا اونہر گذرا پس ابو موسی نے وہ درہم اوسکو دیدیا پس حضرت عمر نے اوسکی ہاتہہ مین دیکہکر کہا کہ یہہ کہان سے ملا کہا ابو موسی رضے اللہ عنہ نے دیا ہے پس ابو موسی سے کہا ای ابو موسی نہین تہا کوئی گہر اہل مدینہ مین ہلکا تجہپر عمر کے اولاد سے ارادہ کیا تو نے کہ نہ باقی رہی امت محمد

صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی مگر یہہ مطالبہ کرے ہمسے ساتھہ مظلمہ کے اور پھیر دیا درہم کو طرف بیت المال کے اور کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
نہین پاتا ہون مین اپنے نفس کو بیت المال کے حق مین مگر مانند والی مال یتیم کے اگر غنی ہوتا ہون مین تو بچتا ہون بیت المال سے اور جو محتاج
ہوتا ہون تو کہاتا ہون ساتھہ معروف کی اور ابن عمر سے مروی ہے کہ کہا آپ لنے حج کی ایام مین نہین پیٹ بہرا مین نے طعام سے جب سے
کہ قتل کیا گیا امیر المومنین عثمان اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آپکی ستو ایک برتن مین تہی اور اوسکا منہ بند تہا اور اوپر سے مہر لگی تہی پس
کہا گیا آپ سے کیا سبب ہے یہہ کام کرتے ہین آپ عراق مین باوجود کثرت طعام کی لیئے اسقدر بخل ہے کہ ستو کی برتن پر مہر لگا رکہی ہے پس آپ لنے فرمایا جو اسمین
ہے بخل کے سبب سے اسپر مہر نہین لگاتا ہون لیکن مکروہ جانتا ہون یہہ کہ ملائی جائی اوسمین وہ چیز کہ اوسکی قسم سے نہو اور مکروہ جانتا ہون یہہ کہ داخل
ہو میری پیٹ مین غیر طیب اور ابن المبارک سے مروی ہے کہ وہ لوگ جو بادشاہونکی عطیہ اس زمانی مین لیتے ہین اور حجت لاتی ہین ساتھہ ابن عمر اور
حضرت عائشہ کی تو نہین اقتدا کرتے ہین اونکی اسلیئے کہ ہر ایک ان دونون مین سے تقسیم کر دیتے تہی جو کچہہ کہ لیتے تہی ایسی ہے جابر بن زید لنے قبول کیا
ہے اوسکو اور تصدق کر دیا اور کہتی تہی کہ لینا میرا اوسکی اور تصدق کر دینا محبوب ہی میری نزدیک اس سے کہ چہوڑ دون اوسکو اونکی ہاتہون مین اسیطرح
کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے کہ جو کچہہ ہارون رشید سے لیا پس تقسیم کر دیا اوسکو جلدی یہانتک اپنی نفس کے لیے ایک حبہ بہی نہین رکہا پہر جاننا چاہیے کہ صرف
کرنا بیت المال کا اوس امر مین جو کچہہ مصلحت نہو پس نہین جائز ہے اور یہی صحیح ہے اگرچہ علما نے اسمین اختلاف کیا ہے اور حضرت عمر کی کلام مین
اشارہ کیا ہی اسطرف کہ ہر مسلمان کا حق بیت المال مین بسبب ہونی اوسکی کے مسلمان زیادہ کرنے والا مسلمانونکی جماعت کا لیکن حضرت عمر باوجود اسکی
نہین تقسیم کرتے تہی مال کو تمام مسلمانون پر بلکہ جو خاص تہے بعض صفات کی اونکو دیتی تہے پس جبکہ یہہ ثابت ہوا پس جو شخص کہ متولی ہو کسی امر کا اور قیام
کرے ساتھہ اوسکی حالانکہ اوسمین ایسی مصلحت ہے کہ متعدی ہو مسلمانون کے طرف اور جو مشغول ہو یہی شخص ساتھہ ایسے کسب کی تو معطل
ہو جاوی وہ امر کہ یہہ اوسمین مشغول ہے پس اسکی لیے بیت المال مین حق ہے بقدر کفایت کی اور داخل ہین اسمین تمام علما کہ اونکی علم کی ساتھہ دین کی مصلحتون
کا تعلق ہو مثل فقیہ اور محدث اور مفسر اور قرا کے یہانتک کہ داخل ہین اسمین وہ کام کرنے والی کہ اونکی کام کی جہت سے دنیا کی مصلحتین منتظم ہین
اور وہ اہل لشکر اور پہرہ چوکی کے آدمی ہین کہ حراست کرتے ہین مملکت کی ساتھہ تلوارون اور تیرونکی اسلام کی دشمنون سے اور داخل ہین اسمین حساب کتاب کی کرنیوالے
اور کامدار حلال مال کے اور طالب العلم اور اذان دینے والی اور نہین شرط ہے اسمین حاجت بلکہ جائز ہے کہ دیی جاوین باوجود غنی اور تونگری کے اسلیے کہ خلفای راشدین
دیتی تہے مہاجرین اور انصار کو اور نہین تلاش کرتے تہی اونکی حاجت اور انتظار کو اور نہ مقدر کیجاوی کوئی مقدار بلکہ مفوض ہے اسکا اختیار امام کی اجتہاد پر پس اوسکو
جائز ہے کہ وسعت کری ساتھہ عنایت کی اور اقتصار کری بقدر کفایت پر موافق اقتضای حال اور وسعت مال کے پس تہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ دیتی تہے ایک جماعت کو اون
مین سے ہر ایک کو بارہ بارہ ہزار گنتی مین ایک سال مین اور ثابت کیا تہا واسطی حضرت عائشہ اور ایک جماعت کی اسی جریدی مین ہر ایک کی لیے دس دس ہزار اور ایک
جماعت کی لیے چہہ چہہ ہزار اسی طرح اور اونکو بہی اور دوسری جریدہ مین حضرت عائشہ کو بارہ ہزار دیی تہے اور زینب کو دس ہزار اور جویریہ کو چہہ ہزار اسی
قدر صفیہ کو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے مین برابری کی تہی پس آئے آپ کی پاس حضرت عمر اور کہا کہ سوا اس کے
نہین کہ فضیلت اون کے نزدیک اللہ کے ہے اور سوا اس کے نہین کہ دنیا بلاغ اسے پہنچاتا ہے اور بادشاہ جب کہ ہر مستحق
کو اوس کا حق نہ دے جیسا کہ ہمارے زمانے مین حال ہے پس کیا جائز ہے کسی کو اوس سے کچہہ لینا

پس اختلاف کیا ہے علما نے آسمین چار قول پر بعضون نے کہا ہے کہ جو کچھ لیتا ہے آسمین تمام مسلمان شریک ہیں اور نہیں معلوم کہ اسکا حصہ آسمین سے ایک درہم ہے یا ایک دانق ہوگا یا ایک حبہ پس چاہیے سبکو ترک کردے اور بعضون نے کہا ہے کہ فقط ایک دن کی قوت لیوے اسلیے کہ اسی قدر کا استحقاق رکھتا ہے بسبب حاجت اپنی کے مسلمانون پر اور بعضون نے کہا ہے کہ جائز ایک برس کی قوت لینا کیونکہ ہر روز کا قوت لینا دشوار ہے اور یہ صاحب حق کا ہے اس مال مین پس کیونکر چھوڑے اسکو اور بعضون نے کہا ہے کہ لیوے جو کچھ کہ دیا جاوے اور مظلوم مین وہ باقی لوگ ہین اور یہی قیاس چاہتا ہے کیونکہ مال تو مشترک مسلمانون مین ہی آسمین نہ جیسے کہ غنیمت لانے والون مین غنیمت مشترک ہے اور نہ جیسے کہ میراث اقرباؤن مین مشترک ہے اسلیے کہ یہ آنکی ملک نہین ہے اسلیے جو اتفاق قسمت کا نہوا یہانتک کہ سب مرگئے تو نہین واجب ہے تقسیم کرنا آنکے وارثون پر موافق حکم میراث کے بلکہ آسمین حق غیر متعین ہے اور سوا اسکے کہ تعین ہوتا ہے ساتھہ قبض کے بلکہ وہ صدقات کے مانند ہے کہ جسوقت بعض فقرا کو انکا حصہ صدقات سے جاتا ہے تو واقع ہوتا ہے وہ اور انکی ملک ہین اور نہین بیچ کی جاتی ہے بسبب ظلم مالک کے باقی قسمون پر بسبب ہو گئے اور انکے ایسا [illegible]
ضروری ہے ذوی الالباب کے لیے معرفت خطا اور صواب مین انتہی من شرح علی القاری الباب السابع فی الاتباع فی المعیشۃ
ساتوان بیچ پیروی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ طریق زندگانی کرنے اور تمام احوال آنکے کے کہانے پینے سونے جاگنے اور بیٹھنے وغیرہ سے کہ آدمیون کو آنکی حاجت ہوتی ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع کرتا ہون ساتھہ نام خدا تعالے کے جو بخشنے والا اور مہربان ہے وَرَدَتْ وارد ہوا ہے قرآن مجید مین قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی کہدو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم قریش سے کہ اگر ہو تم دعوی کرتے اللہ کی محبت کا پس پیروی کرو میری بیچ امر مین کہ مقدر کیا ہے اور جاری کیا ہے اور امر کیا ہے اسکا اور منع کی ہے اس سے کہ اطاعت میری کہ انہے تمہاری محبت کی اور تتمہ اسکا یہ ہے یحببکم اللہ کہ دوست رکھیگا تمکو اللہ تعالے بیچ لوٹ دیگا تمکو اور بخشیگا تمہارے گناہ واللہ غفور رحیم اما حسن نے اس آیت کے معنی مین کہا ہے کہ جو کوئی کہ دوست رکھتا ہے اللہ تعالی کو تو خبر دی ہے کہ نہایت خوف مین ہو ان چیزون سے کہ واجب کرتے ہین آسکے غصہ کو پس جب قائم ہوئی دلیل قطعی اوپر نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تو واجب ہوئی متابعت آنکی سو اگر نہین حاصل ہوئی یہ متابعت تو دلالت کیا اسنے کہ وہ محبت نہین حاصل ہوئی انتہی اور حسن سے مروی ہے کہ گمان کیا تھا ایک قوم نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کہ وہ اللہ سے محبت رکھتے ہین پس ارادہ کیا کہ کرے آنکے قول کے لیے کوئی تصدیق عمل مین سے پس جسنے دعوی کیا اسکی محبت کا اور مخالفت کی آسکے رسول کی سنت سے سو وہ کذاب ہے اور کتاب اللہ آسکی تکذیب کرتی ہے کذا فی النجم کیونکہ محبت بندہ کی اللہ تعالی سے عبارت ہے اختیار کرنے آنکی طاعت سے ساتھہ پیروی اوامر اور نواہی کے جو نازل ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور پیروی نبی علیہ السلام کی نہین حاصل ہوتی مگر اعراض کرنے دنیا دون اور اقبال کرنے سے طرف آخرت کے اور وارد ہے قرآن شریف مین وما اتیکم الرسول فخذوہ یعنے جو کچھ کہ امر کرے تمکو ساتھہ آسکے رسول پس اخذ کرو تم اسکو اور جس چیز سے منع کرے پس باز رہو تم اس سے اسلیے کہ امت آپکی وہ ہے کہ پیروی کی آپکی اور نہین پیروی کے مگر اس شخص سے کہ اعراض کیا دنیا سے اسلیے کہ آنحضرت علیہ السلام نے نہین

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور خبر دی ہیے اوسکی جو توریت مین پڑہا تہا پس فرمایا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برکۃ الطعام
الوضوء قبلہ والوضوء بعدہ انتہی من شرح القاری نجم العلم مین محیط سے نقل کیا ہی کہ آداب ہاتہہ دہونے کے قبل طعام کے یہہ ہین کہ
شروع کرے جوانون سے پہر بوڑہون سے اور بعد طعام کے شروع کرے بوڑہون سے اور نہ خشک کرے ہاتون کو رومال سے
قبل طعام کے تاکہ اثر غسل کا کہانیکے وقت تک باقی رہے اور بعد کہانیکے رومال سے ہاتہہ خشک کرے واسطے نہ ازالہ کرنے اوسکے
بالکلیہ معمر بصری سے حکایت کی گئی ہی کہا آیا مین پاس انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پس سلام کیا مینے اون پر پس منگایا ہمارے لیے
کہانا پہر بیٹہے ہم نزدیک اوسکے پہر کہا اے لڑکے رومال لا پس لائی ایک مندیل میلا سا پہر کہا اے لڑکی تنور گرم کر پس گرم کیا اوسکو
پہر کہا کہ مندیل کو اوسمین ڈال دے پس ڈال دیا اوسکو تنور مین پس نکلا سپید دودہ کی مانند کہ نہین جلا اوسمین سے ہے پس کہا مینے
اے ابا حمزہ یہہ کیا ہی کہا یہہ رومال ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوس سے اپنا بدن صاف کیا کرتے تہے پس جبکہ میلا ہو
جاتا تہا تو ہم اوسکو اسیطرح سے صاف کیا کرتے تہے کیونکہ آگ نہین کہاتے ہی اوس چیز کو کہ لگی ہو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن
پر اور بعضون نے کہا کہ مستحب ہی جبکہ کہانے کے پہلے ہاتہہ دہووے تو ہاتون کی تری کو اپنی آنکہون پر پہیر لے ویفتتح بالملح ویختتم
بہ فانہ مغفرۃ الذنوب ودفع سبعین بلاء اور ابتدا کرے کہانیکی ساتہہ نمک سے اور ختم کرے ساتہہ اوسکے پس آیا ہی حضرت علی رضی
اللہ عنہ سے کہ اوسمین مغفرت گناہون کی ہی اور دور ہونا ستر بلاؤنکا یعنی کہانے سے پہلی نمک چکہنا اور بعد بہی اوسمین صغیرہ گناہون کی
مغفرت ہی اور دور ہونا ستر بلاؤنکا ہی کہا انہی مین سے جنون ہی اور جذام اور برص اور پیٹ کا درد اور شاید کہ نمک کے ساتہہ
شروع کرنیکا سبب یہہ ہو کہ لذت نعمت کے بعد چکہنی تلخ چیز کے زیادہ داعی ہوتی ہی طرف شکر کرنے کی اور اوسمین تعلیم ناشکری کی
اور بعد کہانیکے اسلیے کہ وہ پیدا کرتا ہی ہاضمہ کو اور دور کرتا ہی چکناپن کو اور صاف کرتا ہی حلقوم کو شرح علی قاری مین ہی کہ اس
حدیث کی کچہہ اصل نہین پائی کہ اول بعد کہانیکے نمک سے شروع کرتے ہین گناہ بخشے جاتے اور ستر بلائین دور ہوتی ہین کہا گیا
کہ نمک کو مسبحہ اور ابہام کے ساتہہ اوٹہا دے ولا یاکل علی السفرۃ المرفوعۃ علی الارض سفرہ ساتہہ فتحہ سین مہملہ اور سکون فا کے
اوس کہانیکو کہتے ہین کہ مسافر اکثر اوسکو مستدیر چمڑے مین اوٹہاتا ہی پہر نقل کیا گیا نام طعام کا طرف اوس چمڑی کی کہ اوسمین وہ باندہا
جاتا ہی سبیل التسمیۃ الشی باسم محلہ اور یہان بہی مراد ہی یعنی آداب کہانا کہانے مین سے یہہ ہی کہ کہاوے کہانا اوپر اوس دسترخوان
کے جو کہ بچہا ہو زمین پر کہ اقرب ہی ساتہہ ادب اور تواضع کے اور نزدیک لانا ہی سفرہ اور کوشہ آخرت کا اور سنت ہی ساتہہ عادت شریف انحضرت علیہ
السلام کے پس وارد ہوا ہے حدیث مین کان اذا اتی الطعام وضعہ علی الارض یعنی جبکہ لایا جاتا آپکے پاس کہانا تو رکہتے تہے آپ اوسکو اوپر
زمین کے روایت کیا ہی اس حدیث کو احمد نے کتاب الزہد مین مرسلا حسن سے اور بزار نے حدیث ابوہریرہ سے اسی کے مانند روایت کی ہی
اور بخاری نے قتادہ سے اونہے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی قال ما اکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی خوان ولا فی سکرجۃ
ولا خبز لہ مرقق قیل لقتادۃ علی ما تاکلون قال علی السفر اور آداب کہانیمین سے یہہ ہی کہ جبکہ کوئی لقمہ گر پڑے تو اوسکو اوٹہا کر کہا لے
انس بن مالک نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ جبکہ گر پڑے کوئی لقمہ تم مین سے کسیکا پس چاہیے کہ دور کرے اوس سے

مثلی ذخیرہ اور کہانے اور شیطان کے واسطے اوسکو چھوڑے اور چاہیے اپنی انگلیون کو کذا فی العوارف فالخوان والمنخل والاشنان
والشبع من البدع خوان ساتھ کسرہ خاء معجمہ اور ضمہ اوسکے کے مانند کتاب اور غراب کے اوس چیز کا نام ہی کہ اوسپر کہانا کہایا جاوے معرب
ہی خوان کا اور منخل ساتھ کسرہ میم کے چھلنے کو کہتے ہین اور ساتھ ضمہ میم اور سکون نون اور ضمہ خاء معجمہ اور فتح اوسکے کے افصح ہی
اور اشنان ساتھ ضمہ کے اور کسرہ آئین معروف ہی ایک گہاس ہی خوشبودار کہ اوس سے ہاتھ دہوتے ہین پس استعمال
کرنا خوان اور چھلنے اور اشنان کا اور پیٹ بہر کر اسقدر کہانا کہ ایک لقمہ کے بہی جگہ نرہے بدعت ہی کیونکہ زمانہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی یہہ چیزین نہین تہین بعد آپکے زمانے کی پیدا ہوئی ہین خوان کا استعمال بدعت ہونا انس کی حدیث
سے معلوم ہوتا ہی کہ ابہی گذر چکی ایسی ہی کاسون [illegible] کا استعمال کہ عجمی مین اوسکو سکرجہ ساتھ ضمہ سین مہملہ اور کاف کے اور راء
مہملہ اور تشدید راء اوسکے کے کہتے ہین اور بعضون نے راء کا فتحہ صواب کہا ہی حاصل یہہ کہ خوان کا استعمال اور چھوٹے پیالون
کا بدعت ہی کہ انس کی حدیث سے معلوم ہوچکا اور چھلنے کی استعمال کا بدعت ہونا اس حدیث سے ثابت ہی کہ روایت کی
ہی بخاری نے سہل بن سعد سے کہا نہین دیکہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چھلنے کو جب سے مبعوث کیا آپکو اللہ تعالے
نے یہانتک کہ قبض کیا آپکی روح مبارک کو اللہ تعالے نے [illegible] اگرچہ یہہ بہی چار دن بدعتین
مذموم شرعی سوا پیٹ بہرکے کہانا کہ یہہ شرع اور عرف دونون مین مذموم ہی اور بہت حدیثین اسکی مذمت مین آئی ہین بعض
حکمانے کہا ہی کہ تین شخصون کو آدمی برا جانتے ہین ایک تو بخیل دوسرے لئیم تیسرے بہت کہانیوالیکو ابو سلیمان دارانی
نے کہا ہی کہ جس نے پیٹ بہر کر کہایا اوس پر چہہ آفتین اوترین جاتا رہا عبادت کی حلاوت کا اور ثبت و ہونا حفظ حکمت
مین اور بے نصیب رہنا مخلوق پر شفقت کرنی سے کیونکہ جب سیر ہوگا تو گمان کریگا کہ تمام مخلوق سیر ہی اور کم کریگا تحمل
اور سیار ہوگا دل اور پہرتے ہین مومن لوگ مساجد اور پیٹ بہرے پاخانون کے گرد اگرد اور یہہ پاخانون کے گرد پہرینگے اور
کہا گیا ہے کہ کم کہانیوالیکو بہت منافع ہین اونہین مین سے یہہ ہے کہ صحیح ہوتا ہی
ازروئے جسم کے اور بہتر ہوتا ہی ازروئے حفظ کے اور ذکی ہوتا ہی ازروئے فہم کے اور کم سوتا ازروئے نیند کے اور پاک ہوتا
ازروئے نفس کے اور ہلکا رہتا ہی ازروئے بدن کے اور لطیف ہوتا ہی ازروئے حسن کے اور زیادہ کہانیوالیکو بہت نقصان
ہین اور وہ ان منافع کی ضدین ہین جو مذکور ہوئین اور پیدا ہوتی ہین اوس سے بہت طرح کی بیماریان اور کہا ہی کہ جبکہ بیماری
کم کہانے سے ہو تو اصلاح قبول کرتی ہی تہوڑی محنت سے اور جو زیادتی اکل سے ہوتی ہی تو حاجت ہوتی ہی بہت مشقت کی اوسکے دفع
کرنے مین پر نہین ہی ہر وہ چیز کہ نکالی گئی ہی بعد آنحضرت کی منہی عنہ بلکہ منہی نکالنا ایسی بدعت کا ہی کہ مخالف ہو سنت کی حجۃ الاسلام نے
کہا ہی کہ نہین ہی خوانین مگر اوٹہانا کہانیکا زمین سے تا کہ آسان ہو کہانا اور مثل اسکی اوس قسم مین سے ہی کہ نہین کراہیت ہی اوسمین مگر
بعضون کہ کراہیت [illegible] یہہ ہی کہ نہین مخالفت ہی سنت کے اور شعار اہل نعمت کا ہی اور طریقہ اہل کبر اور رعونت کا پس جاننا چاہیے
چیزین کہ جنکے ذکر کئے یہہ بدعت ہین وہ برابر نہین ہین بلکہ اشنان تو بہتر ہی کیونکہ اوسمین نظافت ہی پس غسل مستحب ہے اور اشنان تمام [illegible]

ہین اور بسبیل لغت اور نقل کی پس جائز ہی تکیہ لگا کر اور لیٹ کر یعنی ترمیوے مثل انگور اور آثار کہ نقل کی طور کہاتا ہی تو لیٹ کر اور تکیہ
لگا کر بہی کہانا درست ہی اور جو بسبیل تغذی کی کہاتا ہی تو آیون بہی اگرچہ ترمیوے ہون آداب اکل کی رعایت ضرور ہی اور یہہ
نہایت مشکل ہی پس اولی تمسک کرنا اوسکا ہی جامع الاصول مین ابو عبیدہ سے نقل کیا ہی کہ دستے کہا جاتا ہی یعنی دانہ وغیرہ کہانا
مین تکیہ لگا کر و تجلیہ سے الاجل الیسیر و تعقیب الیحی فہو مستثنی اور آداب طعام سے یہہ ہی کہ بیٹہے بائین پاؤن پر اور کہڑا کرے داہنے پاؤن
کو وقت کہانیکے اسلیے کہ یہہ نشست مسنون ہی بحث الطعام مین ہی کہ بیشک یہہ نشست کہانے وقت مروی اسطرح ہی اور نشستین ہین
لیکن مصنف نے جو اس درجہ کو اختیار کیا اسکا باعث معلوم نہین انتہی ابو الحسن بتغیر سے شمائل ابن انس کے حدیث سے روایت
کی ہی کہ آنحضرت علیہ السلام جبکہ کہانے پر بیٹہتے تہے تو قرار نکرتے تہے اوپر زانو چپ کے اور کہڑا کرتے تہے سیدہے زانو کو پہر
فرماتے کہ مین بندہ ہون کہاتا ہون جسطرح بندے کہاتے ہین اور کام کرتا ہون جیسے بندے کرتے ہین اور ابن تیمیہ ہی اسپر کہ کہانا اوس طور
پر مکروہ ہی اور بسا اوقات بیٹہے کہانیکے لیے دونون گہٹنون پر اور بیٹہے دونون قدمون کی پشت پر تحقیق روایت کی ہی ابو داود
نے عبد اللہ بن بسر کے حدیث سے بیچ اثنا حدیث اتیناک القصعة فالتفوا علیها فلما کثروا جثا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث
اور روایت کی ہی ابو داود اور نسائی نے انس کے حدیث سے روایت اول کی تائید یاکل تمر مقعی من الجوع اور مروی ہی حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے اتقالیل کا قتل محرمین و ہو منطلح علی بطنہ اور عرب اسکو کہتے ہین جبکہ وہان کوئی مانع نہو اور وجہ کراہت
ہونیکی ہی آنحضرت علیہ السلام سے اسطور پر کہانا ایسے کہ آدمی پیٹ کے بل پڑا ہو اور کہاوے جیسا کہ روایت کیا ہی اوسکو ابو داود اور ابن
ماجہ اور حاکم نے پس یہہ ممنوع ہی اور یہہ نہی تنزیہی ہی کذا فی شرح القاری رحمہ اللہ اور آداب طعام سے یہہ ہی کہ کفش پا جدا کرکے کہانا کہانا
جیسا کہ حدیث کے بیچ دارمی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ رکہا جاوے
کہانا پس نکالو واسطے پوشون اپنی کو اسلیے کہ وہ راحت دینے والا ہی قدمون تمہاری کو بعض شارحین نے کہا ہی کہ اسمین ہی تمام
کی ہی کذا فی الخمیس مسیح مترجمہ کہتا ہی مگر اسمین تامل ہی واسطے کہ پاپوش پہن کر نماز درست ہی اگر نکالنا واسطے تعظیم کے ہوتا تو
نماز ساتھہ اسکے تعظیم کے اولی تہی پس ظاہر یہی ہی کہ پاپوش نکالا کہانا مین راحت زائد ہی محیط برہانی مین ہی کہ کہانا کہانیکی
تین مرتبے ہین ایک فرض اور یہہ ہی دو قسم پر ہی یا تو یہہ کہ دفع کرے ہلاکت کو یا یہہ کہ زیادہ ہو اوسپر تاکہ طاقت رکہے اوسکو
نماز کے لیے کہڑے ہوتے اور روزہ رکہنے کے اور ان دونون مین اجر ہی دوسرا مرتبہ مباح کا ہی کہ اوسمین نہ ثواب اور نہ گناہ
اور وہ یہہ ہی کہ زیادہ کہاوے پر شکم سیری تک واسطے زیادتی قوت بدن کی و اسکا وساکیا جاویگا حساب یسیر اگر حلال جگہہ سے کہایا
تیسرا حرام اور وہ کہانا ہی کہ پیٹ بہرنے سے زیادہ ہو مگر دو جگہہ مین ایک تو بروز آیندہ کے روزہ رکہنے کی اگر نیت ہو دوسرے
مہمان کی خاطر سے اگر یہہ ہاتہہ روک لیگا تو مہمان شرمندہ ہوگا انتہی و تحت یہ القوة علی الطاعة اور نیت کرے
ساتھہ کہانا کہانیکی قوت حاصل ہونیکی عبادت پر اور فرمان برداری حکم الہی کے اسلیے کہ فرمایا ہی کلوا من طیبات
ما رزقناکم اور اصلاح نفس اپنے کی کیونکہ مشایخ محققین نے کہا ہی کہ آدمی کو اللہ تعالے نے مرکب کیا ہی

انتفاع جوہر جسمانیہ اور روحانیہ سے اور تا لیب حرکت القلب ہے اور دواہم تا قلب کا اور رعایت ہی راح اوسکی ساتھہ طعام سکے اور ساتھہ جماع
کرے لئے اللہ تعالی کے طاعت کی اور سیر ذوق اللذیذ نیت کرے لذت اور تماشے اور شہوت کی کیونکہ یہ باطل کرتے ہین اجر کو پس ساتھہ
اچین کچہہ گناہ نہین ہی سلف صالحین بعد کہانیکے یہہ دعا پڑہا کرتے تہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ عَوْنًا عَلٰی طَاعَتِکَ وَلَا تَجْعَلْہُ عَوْنًا عَلٰی مَعْصِیَتِکَ اور
ضرورت اس نیت سے یہہ ہی کہ کم کرے کہانیکو اور نہ قصد کرے کہانیکا مگر ساتھہ بہوک صادق کے اور جسنے یہہ کام کیا وہ طبیب
سے مستغنی ہی ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے مقدام ابن معدیکرب سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہرا
نہین آدمی نے کسی ظرف کو بدتر زیادہ شکم اپنے سے کافی ہین اوسکو چند چہوٹے چہوٹے لقمے کہ کہڑی کرین آدمی کی پیٹہہ کو واسطے
عبادت کے پس جو ایسا نکرسکے تو تین حصہ کرے ایک حصہ واسطے کہانیکے اور ایک حصہ واسطے پانی کے اور ایک حصہ واسطے
سانس آنیکے کہا ترمذی نے کہ یہہ حدیث حسن ہی انتہی من شرح القاری ابراہیم بن شیبان کہتے ہین کہ مین نے اسی ۸۰ برس
سے کوئی چیز اپنی خواہش سے نہین کہائی پس جبکہ کہانا کہائے واسطے قوت عبادت کے تو پرہیز کرے شکم سے سیری کہ وہ
منع کرتی ہی عبادت سے لِتَقَدُّمِہٖ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حق طعام کا یہہ ہی کہ مقدم کرے اوسکو نماز پر اور مانند نماز کے اور عبادتون
پر اگر وہ دونو جمع ہوون اِنْ اٰمِنَ فَوْتَھَا اگر امن ہین فوت ہونے نماز کے سے ساتھہ نکلنے وقت کے لِئَلَّا یَبْرُدَ وَلَا یَلْتَفِتَ الْقَلْبُ اِلَیْہِ
تاکہ سرد ہووے کہانا اور نہ متوجہ ہووے دل طرف اوسکے پس جاتا رہے حضور اور قلب نہین خالی ہوتا ہی التفات سے
وقت حاضر ہونے طعام کے اگرچہ بہوک غالب نہو لیکن اگر کہانا حاضر ہو اور نماز کا وقت بہی وسیع ہی برابر ہی کہ دل کا شوق
کہانیکی طرف ہو یا نہو تو اول کہانا کہاوے تاکہ سرد نہوجاوے اور فراغ خاطر سے نماز ادا کرے کیونکہ اکل مخلوط ساتھہ نماز
کے بہتر ہی اوس نماز سے کہ مخلوط ہو ساتھہ اکل کے وَقَدْ وَرَدَ اور وارد ہوا ہی حدیث مین اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ ساتھہ فتح عین اور
مد کی طعام شب کو کہتے ہین وَالْعِشَاءُ ساتھہ کسرہ عین کی نماز وقت عشا کی کو کہتے ہین فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ یعنی جبکہ حاضر ہو رات
کا کہانا اور نماز رات کی پس شروع کرو تم ساتھہ کہانیکے اور نماز بعد رفع ہونے خطرون طعام کی پڑہو یہی حکم ہی اگر اتفاق
ہو عصر کے وقت یا مغرب کیوقت اور یہی حکم ہی فجر کے کہانیکا اور ظہر کی نماز کیوقت کہانیکا بسبب نظر کرنیکی طرف علت
شاغلہ کی اور یہہ حدیث بعینہ احیا کی ہی عراقی نے ترمذی کی شرح مین کہا ہی کہ اس حدیث کی کچہہ اصل نہین ہی ان لفظون سے
کتب حدیث مین اور اصل حدیث متفق علیہ ان لفظون سے ہی اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ یعنی جبکہ
رکہا جاوے کہانا رات کا اور اقامت کہی جاوے واسطے نماز کی پس شروع کرو ساتھہ طعام کے جمہور اس طرف گئی ہین کہ
یہہ امر واسطے ندب کے ہی پس بعضون نے کہا ہی کہ یہہ مقید ہی واسطے اوس شخص کے کہ محتاج ہو کہانیکا اور یہی مشہور ہی اور بعضون
نے کہا ہی کہ حدیث اپنی اطلاق پر ہی اسیطرح ابن عمر نے بہی کیا ہی بسا اوقات امام کی قرارت کی آواز سنا کرتے تہے اور نہین
اوٹہتے تہے رات کے کہانیسے اور بعضون نے کہا ہی کہ اس سے مراد مغرب کی نماز ہی بسبب اس روایت کی فَابْدَؤُا بِہٖ قَبْلَ اَنْ تُصَلُّوا الْمَغْرِبَ اور
بسبب اس روایت کے اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَاَحَدُکُمْ صَائِمٌ اور بعضون نے کہا ہی کہ اظہر حمل کرنا اسکا عموم پر بسبب نظر کرنیکی طرف علت کی کہ وہ شوق

پیدا ہوتا ہی جو مقتضی ہو ترک خشوع کیطرف اور ذکر مغرب کا نہین مقتضی ہو حصر کو اوسمین اسلیے کہ ہو کا غیر صائم کبہی کہانیکا ایسا مشتاق
ہوتا ہی کہ روزہ دار ہی اسقدر مشتاق نہو گا پہر حمل کرنا عموم پر سوا اسکے نہین کہ بسبب نظر کرنیکی ہو طرف معنی کی از روے الحاق کر
جائع کے ساتہہ صائم کے نہ ساتہہ نظر کرنے طرف الفاظ وارد کے کذا فی فتح الباری شرح صحیح البخاری انتہی من شرح علی القاری
وتکثیر الایدی اور حق طعام کا یہہ ہی کہ زیادہ کرے ہاتون کو اوپر کہانیکے یعنی ساتہہ اہل و عیال اور مہمان کے ایک جگہہ کہاے
اور جدا جدا نکہاوین تو ترمذی اسلیے کہ وارد ہوا ہی حدیث مین اجتمعوا علی طعامکم یبارک لکم یعنی جمع ہو اوپر کہانے اپنے کے اور
ایک جگہہ کہاؤ تاکہ برکت دیجاوے تمہارے لیے اوس کہانے مین بسبب کثرت ہاتونکی روایت کیا ہی اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن
ماجہ نے وحشی بن حرب کی حدیث سے ساتہہ اسناد حسن کے اور روایت کیا ہی ابن ماجہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاؤ تم جمع ہو کر اور نہ جدا جدا کہاؤ تم کیونکہ برکت ساتہہ جماعت کے ہی کہا گیا ہی کہ کہانا
ساتہہ عیال کے افضل ہی اکیلے کہانیسے اور کہانا ساتہہ غیر کے افضل ہی عیال کے ساتہہ کہانیسے درصورتیکہ عیال کو کسی طرح کی
کمی نہو و کان علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یاکل وحدہ اور تہی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نہین کہاتے تہے تنہا روایت کیا
ہی اسکو خرائطی نے مکارم اخلاق مین پہر ارادہ کیا مصنف نے کہ جماعت کے ساتہہ کہانیکے فائدے بیان کرے سوائے
برکت کے جو مروی ہی پس کہا وفیہ تقلیل الاکل اور اوسمین یعنی تکثیر الایدی مین کم کہانا ہی غالبا اور یہہ محبوب ہی اور رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کہانیکو شوم سے شمار کیا ہی والاتفاق اور خرچ کرنا طعام کا ہی اوپر غیر کے کہ یہہ بالاتفاق محمود ہی
والجمع فی القصعۃ الواحدۃ احب الی اللہ تعالی اور جمع کرنا ہاتونکا ایک پیالہ مین زیادہ محبوب ہی اللہ تعالی کے نزدیک اور
افضل ہی از روے ثواب کے اور اجلب ہی الفت کو آنحضرت علیہ السلام سے مروی ہی بہتر طعام کا وہ ہی کہ زیادہ ہوئے
اوسپر ہاتہہ اسیطرح احیا مین ہی اور اس حدیث کے تخریج سے سکوت کیا ہی قصعہ ساتہہ فتح قاف اور سکون صاد کی بڑے پیالے
کو کہتے ہین طیبی نے کہا ہی کہ قصعہ وہ ہی کہ سیر کر دے دس آدمی کو اور صحفہ اوس سے کم کہ پانچ کو سیر کر دے وتجتنب القصعۃ
الصغیرۃ فلا برکۃ فیہا اور اجتناب کرے چہوٹے پیالے سے اسلیے کہ اسمین برکت نہین ہی بسبب نہ گنجایش ہاتونکی اوسمین
اور اسلیے کہ مشعر ہی تکبر پر اور متفرق کر دیتا ہی دلونکو وتجنبوا الصغیرۃ والنحاس اور اجتناب کرے مانند ظروف پیتل اور مس کے
جن پر قلعی نہو اسلیے کہ یہہ برتن مجوس کے استعمال کے ہین ایسی ہی چینی کے برتن کہ اونمین نہایت ترفہ ہی پس نہین استعمال
کرتے تہے اونکو سلف اور مکروہ جانتے تہے کہ گہر کی برتن سوا مٹی کی ہون اور کہا گیا ہی کہ ان برتنون پر جبا نہین ہی کذا فی التنویر الظلمین ہی کہ عقیق اور
بلور اور شیشہ وغیرہ سے برتن بنانا ہمارے نزدیک مباح ہی اور شافعی کے نزدیک مکروہ مگر شاید کہ غرض مصنف کی اجتناب سے جیسا احتیاط کا ہی نہ کراہت
اور استعمال چاندی سونیکے برتن کا اور حرام ہونا اوسکی متفق علیہ ہی فالمسنون الخشب والخزف پس سنت استعمال کرنا برتنون لکڑی اور سفال کا ہی کہ
تواضع سے اقرب ہی مین محیط سرا لی مین ہی کہ برتن رکہنا سفال کی افضل ہی بسبب فرمانے نبی علیہ السلام کے جو شخص کہ بنا کہ گہر کی خرف سے تو زیارت کرینگے فرشتے اسکی
گہر کے خزف ساتہہ خادار وزار ہمتین محرکتین کی اور آخرین اوسکی فا ہی کو کہتے ہین والتسمیۃ فی الابتداء اور آداب طعام سے یہہ ہی کہ بسم اللہ کہے

اول طعام مین کہ سنت موکدہ ہی اور جو اول مین بہول جاوے تو جسوقت یاد آوے یون کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ کہاوے ایک تمہارا کہانا پس چاہیے کہ ذکر کرے اللہ تعالیٰ کا اوس پر پہر اگر بہول گیا خدا کا نام
اول مین پس چاہیے کہ کہے آخر مین جسجگہ کہ یاد آوے بسم اللہ اولہ وآخرہ تلافی کرے اوس تقصیر کی اور چونکہ اسکی معنی ہو النشار استعانت ہی تنبیہ اسمین کذب نہین لازم آتا صاحب
سفر السعادۃ نے لکہا ہی کہ محققین اہل حدیث کے نزدیک بسم اللہ اول طعام مین واجب ہی اسلیے کہ حدیثین امر کی صریح اور صحیح اور سالم ہین معارض سے اور ظاہر امر کا وجوب
ہی جبتک کہ اوسکا کوئی معارض نہو اور اکثر فقہا کے نزدیک امر اس جگہہ واسطے استحباب کے ہی انتہی من شرح الشیخ فخر الدین وان احببت فی کل لقمۃ اور بہتر یہہ ہی
کہ ہر لقمہ مین بسم اللہ کہے اور آخر مین الحمد للہ جیسا کہ احیاء مین ہی کہ پہلے لقمہ کے ساتہہ بسم اللہ کہے اور دوسرے کے ساتہہ بسم اللہ الرحمن اور تیسرے کے ساتہہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
پس اسکی موافق پہلے کے ساتہہ الحمد للہ کہے اور دوسرے مین الحمد للہ رب العالمین اور تیسرے مین الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم ویجہر تذکیر الغیر اور جہر کرے ساتہہ
بسم اللہ کی واسطے یاد دلانے دوسرے کی کہ وہ بہی بسم اللہ کہے اور واسطے حرص دلانے کی نیکی پر ولا یعیب ماکولا فہو اما اکلہ او ترکہ اور نہ عیب کرے کسی کہانے
چیز کا بلکہ اگر پسند آوے تو کہالے ورنہ ترک کردے کہ یہی ماثور ہی بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت علیہ السلام نہین عیب
کرتے تہے کسی کہانے کی چیز کا اگر پسند آتی تہی تو کہا لیتے تہے اور نہین تو ترک فرما دیتے تہے اسلیے کہ عیب بیان کرنا اوسکی حقارت ہی اور حقارت نعمت کی منہی عنہ ہی پس
قیاس کی جاوے طعام پر ہر کہانے کی چیز سو واسطے مصنف نے لفظ ماکول اختیار کیا ہی بعض علما اس طرف گئے ہین کہ اگر عیب اوس کی جہت سے ہو تو
اوسکا بیان کرنا مکروہ ہی اور جو صنعت کی جہت سے ہو تو مکروہ نہین ہی کہا عسقلانی نے کہ وہ جو میرے نزدیک ظاہر ہوا ہی وہ تعمیم ہی اسلیے
کہ اسمین صانع کا دل توڑنا ہی مین کہتا ہون کہ کبہی اوس سے تنبیہ اور تعلیم مراد ہوتی ہی اور آداب اکل مین سے دہنے ہاتہہ سے کہانا ہی جیسا
فی شرح علی القاری ولا یتجاوز مما یلیہ اور آداب اکل مین سے یہہ ہی کہ نہ تجاوز کرے کہانے مین اوس چیز سے کہ اسکی آگے ہی اسلیے کہ اسمین بہائی
مسلمان کی ایذا ہی اور دلالت کرتا ہی حرص پر مگر جبکہ اوسکی رضامندی معلوم ہو تو حرج نہین اسلیے کہ وارد ہی حدیث مین کل مما یلیک کہا اوس
جگہہ سی کہ تیرے آگے اور تجہسے متصل ہی روایت کیا ہی اسکو بخاری اور مسلم نے عمرو بن ابی سلمہ سے کہ آنحضرت علیہ السلام کے سبب
تہے اپنے اونکو فرمایا قریب ہو اور نام لی اللہ تعالیٰ کا اور کہا داہنے ہاتہہ سے اوس جگہہ سے کہ قریب تیرے ہی الا فی الثمار فہو مخیر فیہا لانہا
لیست نوعا واحدا انگور میوہ ہی مین کہ جسطرف سے چاہیے کہاوے درحالیکہ تعلیل کی گئی ہی اوسکے ساتہہ اسکی کہ میوہ نوع واحد نہین ہی
کیونکہ کچا پکا گدر اچہا برا سب طرح کا اوسمین ہوتا ہی اگر اپنے سامنے سے کہاوے تو شاید کہ اسمین ایک ہی قسم کا اسکے
ہاتہہ آوے اور اوسکا ہر نوع مین حق ہی پس سب طرفون سے کہانا مکروہ نہوگا چنانچہ ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے
عکراش بن ذویب سے روایت کی ہی کہ کہانا لایا گیا ہمارے نزدیک ایک بڑا پیالہ کہ اوسمین بہت سا ثرید تہا پس مین نے
اپنے ہاتہہ کو بہیا ہر جانب مین ڈالا اور کہایا اوس مین سے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آگے سے
کہایا پہر پکڑا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائین ہاتہہ سے میرا داہنا ہاتہہ اور فرمایا اے عکراش
ایک جگہہ سے کہا اپنے سامنے سے ہر طرف ہاتہہ مت مار کیونکہ یہہ ایک کہانا ہی یعنی ہر طرف ایک سا ہی ہر طرف ہاتہہ
ماسوا حرص کے نہین ہی مگر اس ہاتہہ مین کہ پہر لایا گیا ہمارے نزدیک ایک طباق کہ اوسمین طرح طرح کی خرمے تہے پس کہانا شروع کیا مینے اوسمین سے

ہے بسبب اوسکے کہ کہانا نہین سنا تہا اپنے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک کو جولان دیتے تہے اوس طباق ہر طرف سے تناول فرماتے تہے یہہ
فرمایا ہی مکرر ہی کہا جس جانب سے کہ چاہے تو کیونکہ یہہ ایک قسم ہی کہانا نہین ہے یا معلوم ہوتا ہی کہ اگر طرح طرح کے کہانے ہون تو ہر طرف سے کہانا مکروہ نہین ہے اور
جو میوہ ایک قسم کا ہو تو اوسمین بہی اپنے پاس سے کہاوے اور شارحین نے میوہ کا کہانا ہر طرف سے جائز رکہا ہی جس جگہہ سے کہ شریکون مین بیزاری نہو
اور وہ راضی بہی ہون کذا فی مجمع العلم ولا یاکل من ذروۃ القصعۃ اور آداب طعام مین سے یہہ ہی کہ کہاوے پیالی کی چوٹی پر سے اوس تقدیر پر
کہ مرتفع اور بلند ہو بلکہ اطراف کاسی سے کہاوے ولا من وسطہا اور نہ وسط کاسی سے اوس تقدیر پر کہ مرتفع نہو اسلیئے کہ روایت کی ہی ابو داؤد نے
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ کہاوے کوئی تم سے کہانا پس نہ کہاوے اعلی صحفہ سے یعنے پیالی کی چوٹی پر سے ولیکن کہاوے
اوسکے نیچے سے اسلیئے کہ برکت اوترتی ہی اوسکی اعلی جانب سے ابن عباس اور ترمذی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی اونہون نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ لایا گیا پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پیالہ ثرید کا پس فرمایا حضرت نے کہ کہاؤ اطراف اور جوانب
کاسے سے اور نہ کہاؤ اوسکے درمیان مین اسلیئے کہ برکت نازل ہوتی ہی اوسکے درمیان مین اور ابو داؤد اور ابن ماجہ کی ایک روایت مین
ہی عبد اللہ بن بسر سے کہ کہاؤ گرداگرد اوسکے اور چہوڑ دو چوٹی اوسکی برکت کیجاویگی اوسمین اور ابن ماجہ کی ایک روایت مین
ہی واثلہ سے کہاؤ ساتہ نام اللہ کے گرداگرد اوسکے سے کیونکہ برکت اوسمین داخل ہوتی ہی اوپر کی جانب سے وجہ اسکی یہہ ہی کہ وسط چیز
کا افضل اور اولی ہوتا ہی بسبب حدیث خیر الامور اوسطہا کی پس وہی لائق اور سزاوار ہی واسطے نازل ہونے برکت کی پس لائق
ہی باقی رکہنا اوسکا آخر طعام تک واسطے باقی رکہنے برکت طعام کے سو اگر جوانب اور اطراف سے کہاویگا تو اوپر سے برکت
اور زیادتی آتی رہیگی اور جو محل برکت منقطع کردیا پس منقطع ہوجاویگی زیادتی ہی ذروہ ساتہ ضمہ اور کسر کی اعلی شئی کو کہتے ہین
کذا فی القاموس اور بعض نے حمل کیا ہی برکت کو جو وارد ہے حدیث مین اوپر نعمت باطنہ کے اور تائید کی ہی اوسکے ساتہ قول بعض مشائخ
کی کہ ایک جگہون نزول رحمت سے اس طائفہ پر طعام ہی ولا وسط الخبز اور نہ کہاوے روٹی کی درمیان سے یعنے روٹی کہانے مین بہی
ابتدا درمیانہ نان سے نکرے بلکہ اوسکے کنارون سے شروع کرے موافق قیاس کاسہ کے کہ محل برکت کا وسط ہی اور رسم اہل تکبر بہی ہے
اور کنارون کی حقارت ہی مگر جسوقت کہ کم ہون روٹیان پس توڑ کر ٹکڑے کرے ولا باصبعین فانہ کبر اور دو انگلیون کے ساتہ بہی نہ کہاوے
کہ یہہ تکبر ہی احتمال ہی کہ تکبر ہونا راجع ہو چارون چیز کی طرف یعنے کاسہ کی چوٹی سے کہانا اور اوسکے درمیان سے کہانا اور روٹی
کے درمیان سے کہانا اور دو انگلیون کے ساتہ کہانا یہ سب تکبر ہی لیکن ظاہر یہہ ہی کہ قریب کے ساتہ متعلق ہی یعنی دو انگلیون کی
کہانے اور یہہ تکبر کا اسپر کہ پیٹ معدہ بہی نہین حاصل ہوتا اور نہ طلب ہضم کی جاتی ہی ساتہ اوسکے بسبب ضعف اوس چیز کی کہ لیجاتی ہی
اسکو اوس سے ہر مرتبہ پس یہہ اوس شخص کے مانند ہی کہ لیوے ایک ایک دانہ اپنے حق مین سے کذا فی شرح
القاری ولا باربع فہو شرہ اور نہ چار انگلیون کے ساتہ کہاوے بلا ضرورت کے اور نہ زیادہ چاہئے
کہ یہہ حرص ہی مگر جبکہ ضرورت ہو تو مضائقہ نہین ہی مانند ثرید وغیرہ کی کہا گیا ہی کہ آنحضرت علیہ السلام
کبہی استعانت چاہتی تہی کہانے مین چارون انگلیون سے اور نہین تناول فرماتے تہے دو انگلیون سے

اور فرماتے تھے کہ شیطان دو انگلیون سے کہاتا ہی والسنۃ بثلث اور سنت تین انگلیون سے کہانا ہی یعنے طریقہ معروف اور عادت
مالوف آپکی تین انگلیون سے کہانیکی ہنکو لیہا اور مسبحہ اور وسطے سے اسمین اشارہ ہی کہ اولی یہہ ہی کہ کہاوے ہاتھہ سے نہ ساتھہ ملعقہ
اور چمچہ وغیرہ کے واسطے رعایت کرنے سنت کے شمائل ترمذی مین کعب بن مالک سے مروی ہی کہ آن حضرت علیہ السلام کہانا
تناول فرمایا کرتے تھے تین انگلیون سے علمانی کہا ہی کہ سنت ہی تین انگلیون سے کہانا اور نہ ملاوے چوتھی اور پانچوین مگر بسبب
ضرورت کی اور ورود حدیث جو نکالی ہی سعید بن منصور نے مرسل ابن شہاب سے آنحضرت علیہ السلام جبکہ کہانا کہاتی تھے تو پانچون
انگلیون سے کہاتے تھے پس محمول ہی قلیل نادر پر واسطے بیان جواز کی یا پتلی چیز پر باقی دونون انگلیونکا حال کہ اونکو کہلا رکہے یا
بند کرے پس ظاہر یہہ ہی کہ اسمین کہانی والیکو اختیار ہی چاہے کہلا رکہے اور چاہے بند کر لے ولا بالشمال فان الشیطان یاکل بہا اور
بائین ہاتھہ سے بہی نکہاوے کیونکہ شیطان اوس سے کہاتا ہی پس چاہیئے کہ اوس سے مخالفت کرے روایت کی ہی مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نکہاوے
کوئی تم مین سے ساتھہ بائین ہاتھہ اپنے کے اور نہ پانی پیوے اوس سے اسلیئے کہ شیطان کہاتا ہی بائین ہاتھہ سے اور پانی پیتا ہی اوس سے
اور ابن ماجہ کی روایت مین جابر سے ہی کہ نہ کہاؤ تم بائین ہاتھہ سے اسلیئے کہ شیطان اوس سے کہاتا ہی مگر ضرورت کے وقت بائین
ہاتھہ سے کہانا بہی جائز ہی کیونکہ ضرورت کے وقت محظورات بہی جائز ہو جاتی ہین ولا یقطع الخبز واللحم بالسکین فہو منہی عنہ للتشبیہ بالعجم
اور آداب طعام مین سے یہہ ہی کہ نہ کاٹے روٹی اور نہ گوشت کو ساتھہ چہرے کی اسلیئے کہ منع ہی بسبب مشابہت کے ساتھہ
عجمیون کی تنعم اور تکبر مین نہی روٹی قطع کرنیکی ساتھہ چہری کی پس روایت کیا ہی اسکو ابن حبان نے ضعفا مین ابوہریرہ کی حدیث سے
اور ابن حبان نے حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت نے نہی فرمائی ہی روٹی کو قطع کرنیسے چہرے کے ساتھہ اور یہہ منافی
ہی اوسکے تعظیم تکریم کی چنانچہ قریب اسکا بیان آویگا اور نہی گوشت کو چہریسے کاٹنے کی پس روایت کیا ہی اسکو ابوداؤد اور بیہقی نے شعب
الایمان مین حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا روایت کی ہی کہ فرمایا آپنے نہ کاٹو تم اپنے لیئے کہ گوشت چہرے سے کاٹنا اوسکا کہانا اسطریق
سے عجمیون کے فعل سے ہی اور کہاؤ دانتون سے کیونکہ یہہ گوارا زیادہ ہی اور لذیذ زیادہ اور سبکتر ہی ذائقہ اپنا انتہی اور شارح جلیل ملا علی
قاری نے کہا کہ اسمین اشارہ ہی طرف جواز قطع اور استحباب نہس یعنے دانتون سے نوچ کر کہانیکی اور شمائل ترمذی مین ہی کہ مغیرہ ابن شعبہ
نے کہا ضیافت کیا گیا مین ایک رات ساتھہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس لایا گیا ایک شانہ بہنا ہوا پس لی آپنے چہرے مدلیپر
کاٹا میرے لیئے اوسمین سے اور صحیحین مین عمرو بن امیہ کے حدیث سے روایت کی ہی کہا دیکہا مینے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ
کاٹتے تھے بکری کے بازو سے پہر بلائے گئے نماز کیطرف پس ڈال دیا اوسکو اور اوس چہرے کو کہ اوس سے کاٹتے تھے پہر نماز پڑہی
اور نہین وضو کیا اور بیہقی مین ہی کہ نہی قطع لحم سے ساتھہ چہرے کی اوس گوشت مین ہی کہ اچہی طرح گلا ہوا انتہی ما فی شرح علی القاری و
یحضر البقل فہو یحضر الملائکۃ ویطرد الشیطان اور آداب طعام سے یہہ ہی کہ حاضر کرے دسترخوان پر سبز چیز کو اسلیئے کہ یہہ حاضر
کرتا ہی فرشتون کو اور نکالتا ہی شیطان کو یعنے دسترخوان پر کچہہ سبز ترکاری مثل میتی مولی کی اور پودینہ
وغیرہ کی ضرور رکہا کرے کہ اس سے فرشتے حاضر ہوتے ہین اور شیطان بہاگتا ہی کیونکہ فرشتون کے

ساتہہ شیطان جمع نہین ہوتا مجمع البحار مین ہی کہ مینے کسی کتاب مین کہ اوسکی حدیثون پر اعتماد ہو یہہ حدیث نہین دیکہی کہ حاضر کرنا بخیر
دسترخوان پر سبزی پس یہہ شیطان کو بہگاتا ہی اور شرح علی قاری مین ہی کہ مین اس حدیث کی اصل نہین جانتا اور احیا مین
ہی کہ فرشتے حاضر ہوتے ہین دسترخوان پر جبکہ اون پر ہری ترکاری ہو اور آپ مجمع سے مروی ہی کہ دسترخوان بغیر ہری
ترکاری کے مانند شیخ بلا عقل کی ہی اور جعفر صادق نے کہا ہی کہ جو شخص چاہے کہ اوسکا مال اور اولاد زیادہ ہو پس چاہیے
کہ مداومت کرے اوپر ہری ترکاریون کی حدیث مین ہی کہ خوان جو بنے اسرائیل پر اوترا کرتا تہا اوسپر تمام ہری ترکاریان
ہوتے تہین مگر پیاز اور اوسپر ایک مچہلی ہوتی تہی کہ اوسکے سر کے پاس سرکہ رکہا ہوتا تہا اور دم کے پاس نمک ہوتا تہا اور سات روٹیان
ہوتی تہین ہر روٹی پر زیتون اور انار کے دانے ہوتے تہے انتہی مافی شرح القاری و اکل ہو ینفی الفقر اور حاضر کرنا سرکہ دسترخوان
پر سرکہ کو اسلیے کہ یہہ دور کرتا ہی فقر کو چنانچہ ترمذی نے ام ہانی سے روایت کی ہی کہا داخل ہوے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے
مکانمین پس فرمایا کیا تیرے پاس کچہہ ہی مین نے کہا کہ نہین مگر خشک روٹی اور سرکہ پس فرمایا کہ لے آ نہین محتاج ہوتا ہی گہر ابن
آدم کا کہ اوسمین سرکہ ہو ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث غریب ہی اور طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالی نہین ہی سالن سے وہ گہر کہ اوسمین سرکہ ہی و یطفی الحارحتی یبرد فانہ اعظم
و ہو السنۃ اور حق طعام کا یہہ ہی کہ چہپا دے گرم کہانیکو یہانتک کہ سرد ہو جاوے پس وہ بہت ہی از روے برکت
کی اور یہی سنت ہی یعنے اگر کہانا گرم ہو تو اوسکو ڈہانک دے یہانتک کہ سرد ہو جاوے کیونکہ کہانیکو سرد کرکے کہانا
بہت برکت ہی چنانچہ دارمی نے اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی روایت کی کہ اسما کی عادت تہی جبکہ لایا جاتا
اشتاب اوکے پاس تو فرماتی تہین کہ ڈہانپ دو اوسکو پس ڈہانپ دیتے تہے اوسکو یہان تک کہ جاتا رہتا تہا جوش
اوسکے بہاپ کا اور کہتی تہین کہ مینے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تہے کہ ٹہرا رکہنا کہانیکا جب تک کہ
گرمی اور جوش اوسکا جاتا رہے اور اوسکو سرد کرکے کہانا موجب بہت برکت کا ہی اور روایت کی ہی حاکم نے کہ سرد کرو
کہانیکو وقت کہانیکی اور گرم گرم مت کہاؤ کہ اوسمین برکت نہین ہی اور قول مصنف کا برکۃ احتمال ہی کہ منصوب ہو بنا بر
تمیز کی مگر ظاہر یہی ہی کہ مجرور ہو بسبب مضاف ہونے کلمہ اعظم کے طرف اوسکے جیسیکہ بروایت حدیث مین ہی ہو
اعظم البرکۃ اور اعظم کے معنے عظیم کے ہین بنابر اسکے کہ یہہ صفت مشبہ ہی نہ افعل التفضیل کیونکہ یہہ یہان مضاف ہی فاعل
کیطرف اور افعل التفضیل نہین عمل کرتا ہی فاعل ظاہر مین مگر کحل کے مسئلہ مین سو یہان اوسکا فاعل نہین ہی کہ اوسکی طرف مضاف
ہو کما فی مجمع العلم اور گرم کہانیکو پہونک کر سرد نکرے چنانچہ بعض نسخون مین لا ینفخ بہی نظر سے گذرا ہی اور یہہ اسلیے کہ منع
ہی اور اوسمین برکت جاتی ہی اور حرص پر دلالت کرتا ہی بلکہ اسقدر صبر کرے کہ سرد ہو جاوے اور کہانا اور پینا
اور گرم کہانیکو پہونک کر سرد کرنے مین جو نہی وارد ہوئی ہی اوسکو روایت کیا ہی احمد نے ابن عباس سے اور ابو داؤد
اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بہی مگر ان منعون نے کہا ہی فی الاناء اور روایت کی ہی ترمذی نے ابی سعید سے اور صحیح کہا ہی کہ نہی فرمائی ہی رسول

خدا صلی اللہ وسلم نبی کی خیر میں برکت سے یعنی اسلئے کہ اوسمین کچہہ تہوک وغیرہ نجاپڑے بس طبیعت اوس سے نفرت کرے انتہی مین شرح علی القاری بوکرم خبز تو
تعظیم کرے روٹی کی نور دیکہ اسطے کہ وارد ہوا ہی حدیث مین اکرموا الخبز فان اللہ انزل من برکات السماء اکرام او تعظیم کر تم روٹی کی یہ تحقیق اللہ تعالی نے اوتارا ہی اوسکو آسمان
کی برکتونسے نکالا ہی اس حدیث کو بغوی نے اپنی معجم مین عبداللہ بن زید کی حدیث سے مرفوعا اور طبرانی اور ابی شیبہ کی حدیث سے اور ایک روایت مین اسقدر زیادتی ہی اور جو
مین برکات الارض کیمنہ روایت کیا ہی اسکو حکیم نے کذا فی شرح القاری اور حاکم نے مستدرک مین حضرت عائشہ سے روایت کی ہی اکرموا الخبز اور
ایک روایت مین فان اللہ اکرمہ ومن اکرم الخبز فقد اکرم اللہ کہا گیا ہی کہ ہر لقمہ جو آدمی کہاتا ہی روٹی سے اوسمین تین سو ساٹہہ صانع عمل کرتے
ہین اول اونکے میکائیل ہین اور آخر اونکا روٹی پکانیوالا اور آگاہ کہ اکرام خبز کا حدیث سے ثابت ہوا پس مصنف نے اوسپر تفریع کی اولکی
اوسمین اوسکا اکرام ہی پس کہا فلا یمسح بہ الید یعنے اکرام خبز کا یہہ ہی کہ اوس سے ہاتہہ نہ پونچھے اور نہ چہرے وغیرہ کو پونچھے
کہ اسمین اہانت ہی ولا یضع علیہ القصعۃ اور نہ رکہے اوسپر پیالہ وغیرہ اور نہ نمک کہ اسمین قلب موضوع ہی مگر وقتیکہ
اوسکو سالن بنایا ہی اسمین کچہہ مضایقہ نہین ہی ولا ینتظر الادام اور نہ انتظار کرے بعد حاضر ہونے روٹی کے سالن کا کیونکہ عیش
ساتہہ اوسکے تمام ہی پس طلب کرنا زیادتی کا حرص ہی اور رسول مقبول ہرگز نہین انتظار فرماتے تہے سالن کا اور یہہ
جب ہی کہ اپنے گہر کا کہانا ہو اور جو گہر کا کہانا نہین ہی اور کسی کے یہان دعوت ہی پس انتظار کرے اوسکی اذن کا صراحۃ
ہو یا دلالۃ ولا یکسر بالیدین اور توڑے روٹی کو دونون ہاتہونسے کیونکہ ایک ہاتہہ سے توڑنا متکبرون کی عادت
ہی ویقدم المکسور علی الصحیح اور مقدم کرے ٹوٹی ہوئی روٹی کو ثابت روٹی پر یعنے ٹوٹی روٹی کہاوے پہر توڑے
اور منجملہ اکرام خبز کے یہہ ہی کہ جو کچہہ کہ چورہ وغیرہ اوسمین سے جہڑ گیا ہو اوسکو بہی اوٹہاکر کہاوے اگرچہ تہوڑا سا ہو
کہ اوسمین اللہ تعالے کی نعمت کی تعظیم ہی ولا یلتفت یمینا وشمالا یعنے آداب طعام مین سے یہہ ہی کہ نہ التفات کرے
دائین بائین یعنے کہانا کہاتے وقت اِدہر اُدہر نظر نہ ڈالے کہ ادب سے بعید ہی اور تاکہ رفیق شرمندہ نہو بڑا لقمہ
لینے کے وقت بلکہ نظر کہانیکی چیز پر رکہے ویصغر اللقمۃ اور چہوٹا کرے لقمہ کو اور کم کم کہاوے کہ حرص سے بعید ہی اور مبنی
ہی اوپر قناعت کی تہوڑی پر جیسا کہ مشیر ہی اسکی طرف یہہ حدیث یکفی ابن ادم لقیمات ساتہہ صیغہ تصغیر کی اور بڑا لقمہ لینا منافی
ملافت ہی اور آدمیون کے نزدیک عیب ہی اور چلنی مین مشکل سے آتا ہی ویجید المضغ اور خوب چباوے لقمہ کو کہ اسمین اعانت
وسرعت ہضم ہی اور جب تک کہ اوسکو نگل نہ لیوے دوسرے لقمہ کیطرف ہاتہہ دراز نہ کرے واسطے اشعار کرنے بی حرصی اور
عدم طول امل کی اور حدیث امر کی ساتہہ تصغیر لقمہ اور خوب باریک چبانے کی سو نووی نے کہا ہی کہ صحیح نہین ہی اور زرکشی
نے کہا ہی ایسی ہی یہہ حدیث کہ صغروا الخبز واکثروا عدده یبارک لکم فیہ ضعیف ہی اگرچہ روایت کیا ہی اسکو دیلمی نے اپنی سند سے مرفوعا حضرت
عائشہ سے ولا یستعین بالیسری عند الحاجۃ اور مدد طلب کرے بائین ہاتہہ سے وقت حاجت کے توڑنے وغیرہ
مین طبرانی نے عبد اللہ بن جعفر سے روایت کی ہی کہا دیکہا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے ہاتہہ مین کہیرا اور
بائین ہاتہہ مین کہجور اور آپ کبہی اوس سے تناول فرماتے تہے اور کبہی اوس سے ولا یجمع بین الادامین اور نہ جمع کرے درمیان

ودسالن کے بیچ مین اسراف اور حرص ہی اور اقسام ترفہ سے ہی شارح جلیل ملا علی قاری نے کہا ہی کہ یہی شرح کیسی وہ جو فقہ کی بعض کتابون
ہی کہ جمع کرنا درمیان دو کہانونکے حرام ہی یعنے منع ہی نزدیک سلف کرام اور نہین تو فرمایا اللہ تعالے نے قل من حرم زینة اللہ
التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق اور بیشک وارد ہوا ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا ہی درمیان کہجور اور ککڑی
کے چنانچہ روایت کیا ہی اسکو نسائی نے اور نکالا ہی ابو داؤد و ابن ماجہ نے کہ آئی پہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس لائے ہم آپکے [illegible]
لیے مسکہ اور کہجور اور آپ محبوب رکہتے تہے مسکہ اور کہجور کو انتہی ما قال ملا تو پس سب چیزین جو مذکور ہوئین مردی ہین اور اہل
کے نزدیک مشہور ہین اور عمل کرنے والا ان پر ماجور ہی ویلعق الاصابع فلا یدری فی ای جزء منہ البرکۃ اور آداب طعام سے یہہ ہی کہ چاٹے
انگلیون کو اسلیے کہ نہین جانتا ہی آدمی کہ کونسی جز مین برکت ہی اور چاٹنا اول وسطے سے شروع کرے پہر مسبحہ بعد اوسکی انگوٹہے
مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امر فرمایا ہی ساتہہ چاٹنے انگلیون اور پیالہ کی
اور فرمایا کہ تم نہین جانتے ہو کون سی جز مین اجزاء طعام سے برکت ہی اور مسلم کی دوسری حدیث مین جابر سے ہی کہ آپنے فرمایا نہ پونچہے
اپنے ہاتہہ کو رومال سے یہانتک کہ چاٹے انگلیون اپنی کو اسلیے کہ وہ نہین جانتا ہی کہ کون سے کہانے مین برکت ہی والقصعۃ
یہہ معطوف ہی اصابع پر تعلق رکہتا ہی یعنے چاہیے کہ پیالی کو اور جو کچہہ کہ اوسمین کہانے سے باقی رہا ہو اوسکو صاف کرلے اسلیے کہ
یہہ مانند آزاد کرنے غلام کے ہی احیاء مین کہا ہی کہ جو کوئی کہ پیالی کو چاٹے اور پی لے اوسکے پانی کو تو اوسکے لیے غلام آزاد
کرنیکا ثواب ہی اور عراقی نے اس حدیث کو اخراج نہین کیا ہی لیکن احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی کہانا کہا دے اور پیالی کو بعد
کہانیکے چاٹے تو پیالہ اپنی زبان حال سے کہتا ہی یا اوس زبان سے کہ حقیقت مین اوسکے لیے ثابت ہی آزاد کرے تجکو
اللہ تعالے دوزخ کی آگ سے جیساکہ آزاد کیا تو نے مجکو شیطان سے یعنے اگر تو مجکو صاف نہ کرتا تو شیطان مجکو چاٹتا اور
طبرانی نے عرباض سے روایت کی ہی کہ جسنے چاٹا پیالہ اور چاٹا انگلیون کو تو سیر کریگا اوسکو اللہ تعالے دنیا اور آخرت مین
کہا ہی کہ چونکہ پیالہ صاف کرنیمین تواضع اور برائت ہی کبر سے پس ہوا یہہ سبب واسطے بچانے اسکے کے آگ سے پس نسبت
کیا طرف پیالہ کے بسبب ہونے اوسکے کے مانند سبب کے ویاکل السواقط اور آداب طعام سے یہہ ہی کہ کہالیوے
گری ہوئے چیزون کو یعنے اگر کہاتے وقت کوئی لقمہ ہاتہہ مین سے گر پڑے تو اوسکو صاف کرکے کہالے یا جو کچہہ ریزہ
کہانیکی دسترخوان پر باقی رہجاوین تو اونکو بہی کہالیوے تہوڑا ہو یا بہت اسلیے کہ اوٹہانا ریزون کا یا لقمہ گرے ہوئیکا مروی ہی چنانچہ
مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق شیطان حاضر ہوتا ہی
تم مین سے ہر ایک کے پاس نزدیک ہر چیز کے یہانتک کہ حاضر ہوتا ہی نزدیک کہانے اوسکے کے پہر جو تمہارے کسی کے
ہاتہہ مین سے کوئی لقمہ گر پڑے چاہیے کہ اوسکے اوٹہانے اور منہہ مین رکہنے سے کچہہ کراہیت
نکرے ساتہہ حکم نفس اور طبیعت کی بلکہ اوسکو اوٹہالیوے اور دور کرے اوس لقمہ سے جو کچہہ [illegible]

لگا ہو پہر کہا لیوے اوسکو اور نہ چہوڑے اوسکو واسطے شیطان کے اور طبرانی نے روایت کی ہی کہ اکرام کرو روٹی کا اسلیے کہ
وہ برکات سماء اور ارض سے ہی اور جسنے کہایا اوس کو کہ گرپڑا دسترخوان مین ریزہ وغیرہ سے تو مغفرت کیجاتی ہی واسطے اوسکے
وو بردیح اور وارد ہوا ہی دوسری حدیث مین فہو امان من الفقر وسبب سعۃ العیش والعافیۃ فی الولد لیس وہ یعنے گرے ہوے
لقمہ کا اوٹہا کر کہانا مہر ہی بہشت کی حورون کے اور سبب فراخی رزق کا ہی دنیا مین اور سبب سلامتی کا ہی اولاد مین
آفات اور بلیات سے احیا مین ہی کہ ریزہ لکا اوٹہانا حور عین کا مہر ہی اور اوسیمین ہی کہ جسنے کہایا اوس کو جو گرپڑے دسترخوان
سے تو زندگی کریگا وسعت سے اور عافیت دیجاویگی اوسکی اولاد مین کہا روایت کیا ہی اس حدیث کو ابو الشیخ نے کتاب الثواب
مین جابر کی حدیث سے ساتہہ اون لفظون کے کہ ترجمہ اونکا یہہ ہی امن مین رہیگا محتاجگی اور برص اور جذام سے اور پہیرا
جاویگا اوسکی اولاد سے حمق اور ایک روایت مین ہی کہ وسعت دیاجاویگا رزق مین اور بچایا جاویگا حمق اوسکی اولاد اور
اوسکے اولاد کی اولاد سے انتہی من شرح علی القاری وتخلیل الاسنان اور آداب طعام مین سے یہہ ہی کہ خلال کرے دانتون
مین وتخریج الباقی منہ اور نکالے منہ سے خلال کے ساتہہ جو کچہہ کہ دانتون مین باقی رہا ہو کہانیکی جنس سے اور اوسکو نگل جاوے
مگر جو زبان سے دانتون کی جڑ مین سے کچہہ نکلا ہی اوسکی نگلنے مین کچہہ باک نہین ہی ویتمضمض اور کلی کرے بعد خلال کے مین
واسطے طہارت اور پاکی منہ کے اور احیا مین کہا ہی کہ اسمین اہل بیت سے اثر وارد ہی لیکن مضمضہ کرنا واجب نہین ہی کیونکہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہانا تناول فرماتے تہے اور بغیر کلی کیے نماز پر کہڑے ہوجاتے تہے فالکل ماثور پس سب
چیزین جو مذکور ہوئین وارد ہین احادیث اور آثار مین چنانچہ اپنی اپنی جگہہ پر گذرچگی ویحمد اللہ تعالے ان عری عن الشبہۃ اور آداب طعام
سے یہہ ہی کہ بعد فارغ ہونے کے تعریف بیان کرے اللہ تعالے کی اگر کہانا شبہہ سے خالی ہو فرمایا اللہ تعالے
نے یا ایہا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون اور بعد کہانا کہانیکے الفاظ حمد کے بہت
وارد ہین بخاری کی روایت مین ابی امامہ سے آیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ دسترخوان اوٹہایا جاتا تہا تو یون فرماتی تہے
الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی عنہ ربنا اور یہہ الفاظ بہی حدیث مین آئے ہین حمدا للہ حمدا
کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما تحب وترضی اور یہہ الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین اور یہہ الحمد للہ الذی اطعمنی ہذا
الطعام ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ حاصل یہہ کہ شکر کا بڑا مرتبہ ہی جس لفظ کے ساتہہ ہو یہانتک کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہانے والا شاکر مانند صائم صابر کے ہی روایت کیا ہی
اسکو ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور شرعۃ الاسلام مین ذکر کیا ہی کہ بعد کہانیکے
دو رکعت نماز پڑہے واسطے شکر الٰہی کے اوسکے نعمت پر انتہی اور یہہ کہا گیا کہ حمد الٰہی کہانیکے بعد
پکار نہ کہے مگر جبکہ اوسکے ہمنشین بہی کہانے سے فارغ ہوچکے ہون اور سنت ہی کہ جبکہ شیر کہاوے تو
یون کہے اللہم بارک لنا فیما رزقنا وزدنا منہ اور جو شیر کے سوا اور کچہہ کہاوے تو کہے اللہم بارک لنا

ثنا رزقتنا وارزقنا خیرا منہ انتہی و لا یستغفر ولیتم دہیلی اور نہین تو یلیے اگر کہانا شبہ سے خالی اور حاصل حلال نہیں تو توبہ استغفار
کرے بعد کہانیکے اور غمگین ہو اوسکے کہانے پر اور گریہ وزاری کرے اس حرام کہانے پر کہ اسکے روزی ہوا کیونکہ
اسنے ارتکاب کیا ہی گناہ کا پس ضرور ہی کہ یہ چیزین کرے تاکہ اوسکے کفارہ ہوون اور جو شخص کہ کہاوے حرام
اور روو ی اوسپر تو نہین ہی مانند اوسکے کہ کہاوے اور سہو کرے بیہقی شعب الایمان مین کعب بن عجرہ سے روایت
کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گوشت کہ پیدا ہو بدن پر حرام سے پس آگ دوزخ کی اولی
ہی ساتہہ اوسکے احیا مین ہی کہ اگر مشتبہ چیز کہانے ہی تو اوسکے بعد یون کہے الحمد للہ علی کل حال
اللہم لا تجعلہ قوۃ لنا علی معصیتک ویقرا الاخلاص والقریش اور آداب طعام سے یہہ ہی کہ بعد کہانیکے
سورۂ اخلاص پڑہے اور سورۂ لایلاف قریش کیونکہ سورہ اخلاص مشتمل ہی توحید ذات اور تفرید پر کیونکہ
کر وصف صمد کہ معنے نہ شکم کی ہی اور خاص ہی ساتہہ ذات کامل الصفات اوس کی کے اور سورۂ لایلاف
واسطے آگاہ کرنے ذکر سبحانہ تعالے کے ساتہہ وصف احسان اور امتنان کے اسیلئے کہ فرمایا فلیعبدوا
رب ہذا البیت الذی اطعمہم من جوع وآمنہم من خوف شارح جلیل ملا علی قاری نے کہا کہ کہانے کے بعد سورۂ
فاتحہ جو پڑہنا مشتمل ہی اوپر حمد اور دعا کے جیسا کہ متعارف ہی عام آدمیون مین بہتر ہی انتہی ولا یقوم قبل الرفع
اور آداب طعام سے یہہ ہی کہ نہ اوٹہے دسترخوان سے پہلے اوٹہانے اوسکے کہ عادت متکبرون
کی ہی بلکہ چاہیے کہ اول دسترخوان اوٹہاوے بعد اوسکے آپ اوٹہے ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہی کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ رکہا جاوے دسترخوان پس نہ کہڑا ہووے
کوئے آدمی یہانتک کہ اوٹہایا جاوے دسترخوان شرعۃ الاسلام مین ذکر کیا ہی نہ کہڑا ہووے کوئی واسطے کسیکے دسترخوان سے
اور نہ کہڑا ہووے کہانے سے طرف کسی امر کے یہانتک کہ پوری کرے حاجت اپنی اوس سے اور نہ سونگہے کہانیکو اور نہ مکروہ جانے
اوس سے کسی چیز کو مگر وہ چیز کہ ضرر پہنچاوے اسکو جیسے بو اوسکے بگڑ گئی ہو یا رنگ یا جلا ہوا ہو اور بستان ابی اللیث
مین ذکر کیا ہی کہ زیادہ نفع دینے والا آدمی کو فجر کے کہانیکے بعد لیٹنا ہی اور رات کے کہانیکے بعد چلنا اور حرکت کرنا کہا گیا
ہی تغد تمدد تعش تمش انتہی ظاہر یہہ ہی کہ یہ باعتبار طب کی ہی اور ثابت ہونا فعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس صورت
پر نہایت مشکل ہی شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالے نے شرح شمائل مین کہا ہی کہ طبیبون نے کہا ہی جو کوئی کہ ارادہ کرے حفظ صحت
کا پس چاہیے کہ مشی کرے بعد شام کے کہانیکے اگرچہ سو قدم ہو اور بعد اوسکے سو نجاوے کہ وہ نہایت مضر
داران چیزون مین سے کہ آسان کرے ہضم کو نماز پڑہنا ہی بعد کہانیکے انتہی من مجمع العلم جبکہ مصنف آداب
طعام منفرد سے فارغ ہو چکا تو بیان آداب طعام ضیافت مہمان اور میزبان کا شروع کیا پس کہا
ویدعو لصاحبہ ان اکل طعام الغیر اور دعا کرے واسطے صاحب طعام کے اگر کہایا ہی کہانا دوسرے کا یعنی غیر کا کہانا

کہایا ہی تو اوسکے واسطے دعا کرے برکت اور مغفرت اور قناعت کی اور اس جگہہ دعائے ماثور یہہ ہی اللہم بارک لہ فیما
رزقتہ ویسر لہ ان یفعل منہ خیرا وقنعہ بما اعطیتہ واجعلنا وایاہ من الشاکرین اور یہہ دعا بہی آئی ہی اللہم بارک لہ فیما رزقتہ و
ارحمہ سوا اسکے کہانیوالیکو اختیار ہی کہ جو چاہیے دعا کرے اور جو کسی کے پاس روزہ افطار کیا ہی تو یہہ دعا پڑہے افطر عندکم
الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملئکۃ ونزلت علیکم السکینۃ والوقار ویقدم الافضل فی الغسل والاکل والتقریب اور
پیش کرے اور مقدم رکہے مجلس مین افضل کو ہاتہہ دہونے اور کہانے اور پینے مین یعنی جو شخص کہ مستحق تقدیم کا ہو تا
سن اور سید اور عالم اور دیندار کے اوسکو ہاتہہ دہلانے اور کہانا کہلانے اور پانی پلانے مین مقدم کرے بسبب
فرمانے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اذا وضع الطعام فلیبدا امیر القوم او صاحب الطعام او خیر القوم یعنی جبکہ رکہا جاوے کہانا
پس چاہیے کہ شروع کرے سردار قوم یا مالک طعام یا وہ جو بہتر ہو قوم کا روایت کیا ہی اسکو ابن عساکر نے ابی ادریس خولانی
سے مرسلا گزرتا و می ظہیریہ مین ہی کہ ادب ہاتہہ دہلانیمین قبل کہانیکے یہہ ہی کہ شروع کرے ساتہہ جوانون کے پہر ساتہہ
بوڑہے ہونکے اور بعد طعام کے اسکے برعکس کرے اسلیے کہ بوڑہے ہونسے جبکہ شروع کیا اول تو منتظر ہونگے دوسرے
جوانون کے اور انتظار جوانون کا بوڑہے ہونکے لیے اولے ہی انتہی من شرح علی القاری وینبوع الحکم ویقبل الاکرام کتقدیم
الطست از آداب طعام سے یہہ ہی کہ قبول کرے مہمان تعظیم میزبان کی اگر اوسکی حق مین کرے مانند آگے رکہنے طست یا اسیطرح
دینے کی فرش ممتاز پر یعنی اگر مہمان کی تعظیم کرے جیسیکہ اوسکے سامنے طاش رکہے یا عمدہ فرش پر بٹہاوے یا اور کسی قسم
کی تعظیم کرے تو مہمان کو چاہیے کہ اوسکو قبول کرے اور اوسکے رد کرنیمین مبالغہ نکرے ینبوع الحکم مین شرح الشمار سے
نقل کیا ہی کہ جبکہ مہمان کے روبرو کیا گیا طاس اور یہہ اشارہ کرے غیر کی طرف پس بیشک اسنے رد کیا اکرام کو جیسے
ہی اگر سامنے کیا گیا اسکے کہانا یا اور کوئی برتن پس اشارہ کیا طرف دوسرے کے یہہ منع ہی انتہی طست ساتہہ طائے مہملہ
وسین ساکنہ کے اوس برتن کو کہتے ہین کہ جسمین ہاتہہ دہلائے جاتے ہین قاموس مین ہی کہ اصل اسکی طس ہی ایک سین کو تے
سے بدل لیا اور ساتہہ شین معجمہ کے بہی آیا ہی مگر مشہور تائے فوقانیہ سے ہی فالکرامۃ لاترد اسلیے کہ کرامت نہین رد کیجاتی یعنی
رد کرنا اوسکا خالی تکلیف سے نہین ہی لائے ہین کہ انس بن مالک اور اونکے شاگرد ثابت بنانی جو تابعی ہین ایک مجلس
مین جمع ہوئے پس انس نے طاس کو ثابت کے سامنے بڑہایا پس منع کیا ثابت نے پس کہا انس نے جبکہ اکرام کرے تیرا بہائی
تیرا پس قبول کر اکرام اوسکا اور نہ رد کر اوسکو پس سوا اسکے نہین کہ یہہ اکرام حق سبحانہ تعالے کیطرف سے ہی اور مروی ہی کہ
ہارون رشید نے ابو معاویہ ضریر کی دعوت کی پس ہارون رشید نے ابو معاویہ کے ہاتہہ پر پانی ڈالا طست مین جبکہ کہانیسے فارغ ہوگئے
تو ہارون رشید نے کہا اے ابا معاویہ کیا جانتا ہی تو کس نے پانی ڈالا تیرے ہاتہون پر کہا مین نہین جانتا کہا امیر المومنین نے پانی
ڈالا ہی کہا اے امیر المومنین تو نے علم کا اکرام اور تعظیم کی ہی پس بزرگ کرے تجہکو اللہ تعالے جیسا کہ بزرگ جانا تو نے علم اور
اوسکے اہل کو انتہی من شرح علی القاری والایطیل انتظار المجمع اور آداب طعام مین سے یہہ ہی کہ دراز نکرے انتظار آدمیونکی جماعت

کا یعنے اگر خود مقتدا اور متورع ہی اور تمام جماعت حاضر ہی پس چاہیئے کہ تاخیر دیر نکرے تاکہ آدمی اوسکا انتظار نکرین اور یہہ معنی بہی صحیح
ہین کہ میزبان ایک دو آدمی کیواسطے انتظار نکرے اور جماعت کو حرج مین نہ ڈالے بلکہ جو کچہہ کہ حاضر ہون اونکے سامنے کہانا لادے
کہ اکرام مہمان کا یہی ہی اور جبکہ زیادہ لوگ حاضر ہوں اور ایک دو کی دیر کی ہی یعنی وقت موعود سے پس حق حاضرین کا جلدی
کرنیمین اولے ہی اونکے حق سے تاخیر کرنیمین یعنے حاضرین کے لیئے جلدی کرنا اولے ہی دیر کرنیوالونکے لیے دیر کرنیسے لیکن دیر کرنیوالا
اگر فقیر ہی اور اوسکا دل ٹوٹ جاوے اگر یہہ جلدی کریگا تو دیر کرنیمین کچہہ مضائقہ نہین ہی کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہی ع جبر
فی الناس اسم لیس بمادح و رجح الجماعۃ لانتظار الواحد فرزدق پس وارد ہوا ہی قرآن مجید مین بیچ شان ابراہیم علیہ السلام کے
فما لبث ان جاء بعجل حنیذ پس درنگ نکی ابراہیم علیہ السلام نے جبکہ آئے فرشتے اونکے مکانمین مہمانونکی صورت پر یہانتک کہ لائے
اونکے لیئے گوسالہ بہنا ہوا پہر پر شارح جلیل ملا علی قاری نے کہا ہی کہ اس آیت سے استدلال لانے مین نظر ہی کیونکہ وہان کوئی شخص ایسا
نہین تہا کہ انتظار کرتا انتہی کاتب الحروف کہتا ہی کہ اگر مصنف کی مراد اپنے قول لا یطیل انتظار الجمع سے یہہ ہو کہ میزبان کو چاہیئے
کہ اگر مہمانونکی جماعت حاضر ہو تو جو کچہہ موجود ہو اونکی تواضع کرے اور اونکے انتظار کو نبڑہاوے پس اس صورتمین اس
آیت کریمہ سے استدلال بخوبی ہوسکتا ہی کیونکہ فرشتے مہمانونکی صورتمین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مکانپر حاضر ہوئے
تہے آپنے اونکو مہمان تصور کرکے نہایت سرعت سے گوسالہ بریان اونکے سامنے موجود کردیا اور جو مصنف کی مراد یہہ ہو کہ
اگر کوئی شخص مقتدا ہی اور تمام جماعت حاضر ہی تو اس مقتدا کو چاہیئے کہ جلد حاضر ہو اور جماعت کا انتظار نبڑہاوے
البتہ اس صورت مین آیت کریمہ سے استدلال لانا مدعا کے ساتہہ منطبق نہین ہوتا شاید شارح جلیل نے جو آیتمین نظر بیان
کیا ہی اسے متعنے کرکے کہا ہی اور جو یہہ کہا جاوے کہ وہ تو فرشتے تہے اونسے انتظار بعید ہی تو اسکا جواب یہہ ہوسکتا ہی کہ فی
الواقع وہ فرشتے تہے مگر چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہان بصورت مہمان آئے تہے اور آپنے بہی اونکو مہمان خیال
کرکے سامان ضیافت کیا بعدہ آپکو معلوم ہوا کہ فرشتے ہین مہمان نہین ولا یسکت نہو سیرۃ العجم او آداب طعام سے یہہ ہی کہ چپ
نرہے کہانیکے وقت کہ عجمیونکی عادت ہی مجوس وغیرہ سے اور زیادہ بکواس ہی نکرے کہ اس سے غم پیدا ہوتا ہی بلکہ کلام
بالمعروف کرے اور صالحین کی حکایتین جو موافق حال اور مناسب مقام کی ہون وہ بیان کرے کسی نے کہا ہی کہ
خاموش رہنا کہانیکے وقت جہلاء لیام کی عادتون مین سے ہی یہہ اب علماء کرام سے ویرافق الرفیق اور مہربانی اور احسان
کرے اپنے رفیق پر کہ اسکے ہمراہ ہو بایں طور کہ اختیار کرے اوسکے لیئے اچہا کہانا اور خود زیادہ کہانیکا قصد نکرے
اگر کہانا دونونمین مشترک ہو کیونکہ یہہ حرام ہی اگر موافق مرضی رفیق کے نہو ویتعہدہ بغیر الح اور آداب طعام سے
یہہ ہی کہ کوشش کرے نگہداشت خاطر رفیق کی اور ترغیب دلاوے اوسکو کہانا کہانیمین اگر کم کہایا ہی درحالیکہ الحاح
و مبالغہ نکرنے والا ہو کیونکہ الحاح خالی تکلف اور تصنع سے نہین ہی لائے ہین کہ ابن مبارک جو خرمہ مہمان کے سامنے
لاتے تو کہتے جو کوئی زیادہ کہاویگا اوسکے لیئے برابر خرمے کے درہم ہین اور آخرمین ہی ایسی ہی کہتے واسطے ترغیب کے

اور جعفر بن محمد کہتے تھے کہ محبوب تر میرے یارونکا وہ ہی کہ زیادہ کہاوے اور بڑے بڑے لقمہ اور گران تر میرے یارونکا وہ ہی کہ کسی کا محتاج ہو غرض اس سے بے تکلف ہونیکی طرف اشارہ ہی سو اسے ذوق تکلف مین نہین ہی اسکا سر آرام مین رہنے مین وہ کہ تکلیف نہین کرتے ہو فلا یزید علی ثلث فہو مردی پس زیادہ نکرے تکرار کو اوپر تین بار کے کہ ادب سے بعید ہی اور یہی مروی ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے امام احمد رح نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھہ اسناد حسن کی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خطاب کیئے جاتے تھے کسی چیز مین تو نہین رجوع کرتے تھے بعد تین مرتبہ کے اور بخاری مین انس کی حدیث سے ہی کہ اعادہ کرتے تھے کلمے کو تین مرتبہ ولا یحلف علیہ اور قسم نہ دیوے کہانے پر کہ ممنوع ہی فیجارح الطعام اہون من ان یحلف علیہ پس آیا ہی بیچ حدیث امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے آپنے فرمایا کہ کہانا ہلکا ہی اس سے کہ قسم دیجاوے اوس پر کیونکہ قسم کی امر مہم اور صعب پر ہوتے ہین اور زیادہ کہانا کہانا کچہہ امر مہم نہین ولا یحوجہ الی التعہد او رادآب طعام سے یہہ ہی کہ مہمان نہ محتاج کرے میزبان یا رفیق کو طرف تعہد اور انتظار مبالغہ کی نکرے کہ اسمین بہی تکلف ہی بلکہ جو کچہہ عادت ہو اوسیکے موافق کہاوے اور اشتہا سے کم نہ کہاوے بسبب دیکہنے غیر کے لیکن جو واسطے ایثار غیر کے کم کہاوے تو اسمین مضائقہ نہین ہی بلکہ مستحب ہی بعض ادیبون نے کہا ہی کہ بہتر کہانیوالونکا ساتہہ رفیقونکے وہ شخص ہی کہ نہ محتاج کرے صاحب اپنے کو طرف تفقد اکل اوسیکے اور اوٹہاوے ساتہہ فعل اپنے کے اپنے بہائی سے تکلف قول اوسکی کے ویجمع الماء للکل فی طشت ما امکن اور آداب طعام سے یہہ ہی کہ جمع کرے پانی سب کا ایک طشت مین جہانتک کہ اوسمین سماوے یعنے ایک ہی طشت مین سب کے ہاتہہ دہلاوے اور پانی اوسمین جمع کرے اور یہہ نکرے کہ ہر ایک کے ہاتہہ کا دہوون پہینک کر پہر دوسرے کے ہاتہہ دہلاوے کہ یہہ عجمیون کی عادت ہی فورد رح اسلیئے کہ وارد ہوا ہی حدیث مین اجمعوا وضوئکم جمع اللہ شملکم جمع کرو پانی وضو اپنے کا تاکہ جمع کرے اللہ تعالے تفرقہ اور پریشانی تمہاری وضو ساتہہ فتح واو کے وضو کے پانیکو کہتے ہین برابر ہی کہ وضو شرعی ہو یا لغوی شمل ساتہہ فتح شین معجمہ اور سکون میم کے افتراق اور اجتماع دونو معنون کے لیئے آتا ہی لغت اضداد مین سے ہی کہا جاتا ہی جمع اللہ شملہ یعنے جو کچہہ تفرقہ ہو اوسکے کام مین وفرق اللہ شملہ یعنے جو کچہہ کہ مجتمع ہی اوسکے امر مین سے روایت کیا ہی اس حدیث کو قضاعی نے ابی ہریرہ کی حدیث سے ساتہہ ایسی اسناد کہ لاباس بہ ہی اور حق مصنف کا یہہ تہا کہ اس جملے کو قریب ما سبق کے ذکر کرتا تاکہ متعلق ہوتا۔ غسل ید سے حاصل یہہ کہ سب کے ہاتہہ دہلانا ایک بڑی ناس مین لاباس بہ ہی جبکہ ایک حالت مین ہو بلکہ قریب ہی طرف تواضع اور انکسار کے اور بعید ہی طول انتظار سے پہر اگر سب ایک طاش مین نہ دہووین سو نہین چاہیئے کہ ہر ایک کے ہاتہہ کا پانی پہینکا جاوے جیسے بعض متکبر عجمی کرتے ہین ابن مسعود کہتے ہین کہ جمع ہو تم ہاتہہ دہونے مین بیچ ایک طشت کے اور نہ اختیار کرو تم طریقہ عجمیون کا اور عمر بن عبد العزیز نے اپنی خلافت کے زمانے مین تمام شہرون مین لکہہ بہیجا تہا کہ نہ اوٹہایا جاوے طشت قوم کے سامنے سے مگر پانی سے بہرا ہوا اور نہ مشابہت پیدا کرو تم ساتہہ عجمیون کے

اور موید ہی اسکی یہہ حدیث کہ نکالی ہی بیہقی اور خطیب اور دیلمی نے ابن عمر سے مرفوعاً ترفعوا الطساس حتی تطف ونحالفوا المجوس یعنے برکت اور مخالفت کرو مجوس سے اور خادم پانی ڈالنے والا تو پس بعضوں کے نزدیک بہتر یہی ہی کہ بیٹھا ہوا ہو کہ یہہ اقرب ہی تواضع سے اور مختار یہہ ہی کہ کہڑا ہو کہ آسان ہی اور طشت مین بہت ادب ہین اول تو یہہ کہ اوسمین آب دہن نہ ڈالا جاوے اور یہہ کہ مقدم کیا جاوے اوسمین متبوع اور یہہ کہ قبول کیا جاوے اکرام ساتہہ تقدیم کے اور یہہ کہ پہیرا جاوے داہنی طرف اور یہہ کہ اوسمین ایک جماعت کا پانی جمع کیا جاوے اور یہہ کہ خادم جہکا ہوا کہڑا ہو اور یہہ کہ ڈالا جاوے پانی اوسمین اور بہاوے اوسکو دہیرے سے تاکہ فرش اور اوسکے ہمنشینون پر نہ پڑے اور یہہ کہ صاحب خانہ اپنے ہاتہ سے مہمان کے ہاتون پر پانی ڈالے جیساکہ امام مالک نے امام شافعی کے ساتہہ کیا تہا اول ملاقات مین اور کہا کہ جدا کیے تجہکو مجہسے وہ فعل کہ تو مجہسے دیکہتا ہی اسلیئے کہ خدمت ضیف کے فرض ہی شاید کہ یہہ ماخوذ ہو اس قول اللہ تعالے سے ہل اتیک حدیث ضیف ابرہیم المکرمین اور اس قول علیہ السلام سے من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ اور اس قول علیہ الصلوۃ والسلام سے اذا جاءکم الزائر فاکرموہ روایت کیا ہی اسکو خرائطی نے مکارم الاخلاق مین انس کی حدیث سے کذا فی شرح القاری

وتجنب ما یکرہ الرفیق قولا وفعلا اور آداب طعام مین سے یہہ ہی کہ پرہیز کرے اوس چیز سے کہ مکروہ جانے اوسکو اسکا رفیق یعنے کہانا کہاتے وقت ایسی بات نکہے اور نہ ایسا فعل کرے کہ مناسب وقت نہو اور آدمیونکو پسند نہ اوے اور سبب اونکے دل کی کدورت کا ہو کا سخ جیساکہ پہونکنا کہانے مین تاکہ سرد ہو جاوے ایسی ہی اونکو کہی ہی نہین کہ بہر جاوے تو کہانا کام ہی اور مراد بہتر یہی ہی نکہاوے کہ ممنوع ہی اور کہڑے ہوئے اور راہ چلتے کہ آئین کمینون ہی اگر عادت کرے مگر سفر مین اور کبہی کبہی جائز ہی ونظرا لے اکلہ اور جیسیکہ دیکہنا طرف رفیق کے کہانے کے سو وہ شرمندہ ہوگا بلکہ کہانیکے وقت اپنے کام مین مشغول رہے اور اپنے رفقا کیطرف ندیکہے اور لقمہ شماری نکرے ونفض الید وتقریب الرأس اور جیسیکہ کہانے کا بہرا ہوا ہاتہ جہاڑنا پیالہ مین اور قریب کرنا سر کو لقمہ لیتے وقت یا قریب کرنا پیالہ کو سر سے واخراج شئی من الفم متوجہا واخذہ بالیمین اور جیسیکہ نکالنا کسی چیز کا منہ سے درحالیکہ متوجہ ہو طرف کہانے اور رفیق کے اور لینا اوسکا داہنی ہاتہ مین کہ یہہ بہی مذموم ہی پس اگر چاہے کہ کوئی چیز منہ سے نکالی تو کہانے اور رفیق سے موہنہ پہیرے اور بائین ہاتہ مین لیکر ڈال دے اور سیدہے ہاتہ کو کہانے کے لیئے رہنے دے وجعل اللقمۃ المقضوعۃ فی القصعۃ اور جیسیکہ ڈالنا چبی ہوئے لقمہ کا پیالہ مین والادہن فی الخل وبالعکس اور ڈالنا چبے لقمہ کو سرکہ مین اور عکس اسکا یعنے سرکہ کو چربی طعام مین ڈالنا ایسے ہی جس لقمہ کو دانتون سے کترلیا ہی اوسکو بہی شوربہ اور سرکہ مین نڈالے ایسی ہی اپنے موہنہ کو بہت زیادہ نکہولے اور نہ اپنا بدن اور کپڑا بہیگو وے اور جبکہ کہانسی یا چہینک آوے تو موہنہ کہانے سے پہیر لیوے والتکلم بالقاذورات والاہوال اور جیسیکہ کلام کرنا ساتہہ گندگیون کے کہ طبیعت کو اونسے نفرت ہو جیسیکہ پاخانا اور پیشاب اور رینٹہ کا ذکر کرنا اور ہولناک چیز کا کہ موجب

وحشت کی ہون اور کہانیسے باز رکہین جبکہ ذکر کرنا موتکا یا مرد ولنکا والاستیذان فی التقدیم اور جبکہ اذن چاہنا کہانا لانیکا
اوسکے سامنے یعنے مہمان سے یون کہے اگر کہاوتو کہانا لاؤن بلکہ بدون خبر کے لے آوے جیسا کہ ہمیشہ ہی اوسکی طرف یہہ
قول اللہ تعالے کا فراغ الی اہلہ فجاء بعجل سمین فراغ یعنے گئے اونکی طرف جلد اور بعضون نے کہا ہی کہ پوشیدہ گئے سفیان
ثوری نے کہا ہی جبکہ زیارت کرے تیرا بہائی پس مت کہہ اوسکو یہہ کہ کہانا کہاتے ہو یا کہانا لاؤن بلکہ جو کچہہ موجود ہو سامنے
لے آ اگر کہایا تو بہتر ہی اور نہین تو اوٹہالے اور جو جو زائر کہ کہانا نہین کہلایا چاہتا پس نہین لائق ہی کہ ظاہر کرے اوسکو
اوسپر یا وصف بیان کرے اوسکا بعض صوفیہ نے کہا ہی جبکہ داخل ہون تمپر فقراء پس سامنے کرو اونکے کہانا اور جبکہ داخل
ہون تمپر فقہا پس پوچہو اونسے کوئی مسئلہ اور جبکہ داخل ہون تمپر قاری لوگ پس قریب کرو اونکو او پر محراب کے
والامتناع قبل امتناعہ اور جبکہ ہاتہہ کہنچنا کہانیسے پہلے فارغ ہونے کی یعنے جب تک مہمان یا رفیق کہانا کہاوے
تب تک یہہ بہی اوسکے ساتہہ کہاوے اور اونسے پہلے ہاتہہ نہ کہینچے اگر وہ اسکے بعد کہانیسے حیا کرین بلکہ اپنا ہاتہہ بڑہاتا رہے
اور تہوڑا تہوڑا کہاوے اگر سیر ہو گیا ہی اور جو کم خوراک ہی تو اول ہی سے کم کم کہاوے کہ اونکی آخر تک ساتہہ ہو جاوے
اسیطرح اکثر صحاب کیا کرتے تہے اور جو کچہہ عذر ہو تو اونسے ظاہر کر دے کہ وہ شرمندہ نہون والرفع قبل استیفائہ
اور جبکہ اوٹہانا دستر خوان کا پہلے پورا کرنے مہمان کی اپنی حاجت کو کہانیسے بلکہ فارغ ہونیکے بہی جلد نہ اوٹہاوے
شاید کہ میانہ میں کوئی شخص ایسا ہو کہ ابہی اوسکے حاجت باقی ہو اور شرم کی جہت سے اوسکا اظہار نکرے بلکہ جو
قریب فراغ کے پہونچے خوشنودی اور اپنا ہاتہہ کہانیمین کرکے کہے بسم اللہ میری مدد کرو کہانیمین یعنے کہانیکی رغبت
دلاوے کہ یہہ طریقہ مستحسن سلف کا ہی بلکہ درازی مجلس کو ساتہہ صحاب کرام اور احباب افخام کے غنیمت جانے
مروی ہی کہ جعفر بن محمد نے کہا ہی کہ جو بیٹہو تم اپنے بہائیونکے ساتہہ دستر خوانون پر تو دراز کرو مجلسونکو کیونکہ یہہ مجلس
عمر مین سے یہہ ایسی ساعتین ہین کہ انسے حساب نہین پوچہا جاویگا اور حسن نے کہا ہی ہر نفقہ کہ خرچ کرے اوسکو آدمی
اپنے نفس اور مان باپ اور سوا انکے اورون پر حساب کیا جاویگا بندہ اوسپر مگر نفقہ آدمی کا اپنے بہائیون
پر کہانے مین پس تحقیق اللہ تعالے حیا کرتا ہی کہ سوال کرے اوس سے اور مؤید ہی اسکی یہہ حدیث جابر کی جو مروی
ہی انہی سے ضعفاء مین کہ تین شخص ہین کہ نہین سوال کئے جاوینگے نعمتونسے روزہ دار اور سحری کہانیوالا
اور وہ آدمی کہ کہاتا ہی اپنے مہمان کے ساتہہ اور روایت کیا ہی دیلمی نے اسیکے مانند ابی ہریرہ کی حدیث سے
اور طبرانی نے اوسط مین حضرت عائشہ سے روایت کی ہی کہ ہمیشہ فرشتے رحمت طلب کرتے ہین ہر ایک تمہارے
پر جب تک کہ دستر خوان اوسکا رکہا ہوتا ہی اوسکے سامنے یہانتک کہ اوٹہا یا جاوے اور احیاء العلوم مین ہی کہ
بعض علماء خراسان سے مروی ہی کہ وہ اپنے بہائیونکے سامنے اسقدر زیادہ کہانا لاتے تہے کہ وہ اوسکے
کہانیکی قدرت نہین رکہتے اور یون کہتے کہ ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا ہی کہ آپنے فرمایا کہ بہائیون نے

جبکہ اوسنے اپنا ہاتھہ کہانیسے تو نہین حساب کیا جاویگا اوس شخص سے کہ کہا وے بچا ہوا کہانا پس ہم محبوب جانتے ہین کہ نہ
کہانا تمہارے واسطے لاوین اور جو کچہہ کہ اوسمین سے بچے اوسکو لے لیوین عراقی نے کہا ہی کہ مین اس حدیث کی اصل پر واقف
نہین ہون اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی کہ جمع کرنا میرا میرے بہائیونکو ایک صاع کہانے پر بہتر ہی میرے نزدیک
ایک غلام آزاد کرنیسے اور بعضون نے کہا ہی کہ جمع ہونا بہائیونکا اوپر کیفیت انس اور الفت کے نہین ہی دنیا مین سے اور
ترمذی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہی کہ جنت مین ایک بالاخانہ ہی کہ دیکہتا ہی باطن اوسکا ظاہر اوسکے سے اور ظاہر اوسکا
باطن اوسکے سے اور وہ اوس شخص کے لیے ہی کہ نرم کلام کرے اور کہانا کہلاوے آدمیونکو اور نماز پڑہے رات مین
اور آدمی سوتے ہون اور طبرانی نے ابن عمر کے حدیث سے روایت کی ہی کہ فرمایا آپنے جسنے کہانا کہلایا اپنے بہائی کو
یہانتک کہ پیٹ بہر دے اوسکا اور پانی پلایا اوسکو یہانتک کہ سیراب کر دیا اوسکو تو دور کریگا اوسکو اللہ تعالے دوزخ
کی آگ سے بقدر سات خندقوں کے کہ ہر ایک خندق کے درمیان مین پانسو برس کی مسافت ہوگی انتہی من شرح
علی القاری و التکلف اور احتراز کرے تکلف کرنے سے ضیافت مین امام بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی
ہی کہ منع کیے گئے ہین ہم تکلف سے اور بیہقی نے سلمان سے مرفوعاً روایت کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
تکلف نکرے کوئی ساتہہ مہمان اپنے کے اوسقدر کہ نہ طاقت رکہتا ہو اوسپر بلکہ جو کچہہ کہ حاضر ہو سامنے لا دے سو اگر کچہہ حاضر
نہین ہی اور کسی چیز کا مالک بہی نہین ہی پس نہ قرض لے اوسکے لیے اور نہ مشقت ڈالے اپنے نفس پر بعض سلف
سے تکلف کی تفسیر یون مروی ہی کہ تیار کرے مہمان کے لیے وہ کہانا کہ آپ نہین کہاتا بلکہ اوس سے بہتر تیار کرے
اور اپنی عادت کے سوا زیادہ کرے کا لاستقراض اور تکلف ضیافت مین مانند قرض لینے کے ہی کہ حاضر کچہہ نہ رکہتا
ہو اور نقدی بہی اسکے پاس نہو کہ بازار سے ضیافت کا سامان خرید کرے پس ضیافت کے لیے قرض لے اور ضیافت
مین خرچ کرے مگر ضیافت مین قرض لینا اوسوقت منع ہی کہ اسپر دشوار ہو نہین تو آنحضرت علیہ السلام نے واسطے
ضیافت کے قرض لیا ہی چنانچہ مروی ہی رافع مولے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ایک بار آپکے پاس مہمان
آگئے اور مکان مین کچہہ حاضر نہ تہا آپنے مجہسے فرمایا کہ فلان یہودی کے پاس جاؤ اور کہو کہ آج کی رات ہمارے یہان
مہمان آگئے مین تہوڑا آٹا قرض دے یہودی نے کہا قسم خدا کی نہین دونگا مگر رہن رکہکر دونگا سو مین نے آپسے
اکر عرض کر دیا آپنے فرمایا قسم خدا کی مین امانت دار ہون آسمان مین اور زمین مین اگر وہ مجکو دیدیتا تو مین ادا کر دیتا
میری زرہ لیجا آپنے اپنی زرہ بہیجکر اوسکے یہان گرو رکہا اور مہمانون کی مہمان داری کی یہانتک کہ آپکی وفات
تک وہ زرہ اوس یہودی کے یہان رہی چنانچہ سیر کی کتابون مین مذکور ہی و تقدیم شی یحتاج الیہ العیال اور پیش
کرنا اوس چیز کا کہ محتاج ہون اوسکے طرف اسکے عیال یعنے دعوت مین تکلف کرنا مانند سامنے لانے اوس چیز کے
ہی کہ محتاج الیہ اسکے عیال کے ہو اور اپنے عیال کے لیے رکہا ہو اسلیے کہ اسمین اونکی دلشکنی ہی مروی ہی

کہ ایک شخص نے امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دعوت کی آپنے فرمایا کہ تین شرطونسے آتا ہون تیرے پاس بازار
نجاوے تو اور جو کچھہ کہ موجود ہو سامنے لاوے اور اپنے عیال کے واسطے جو کچھہ رکہا ہی اوسمین سے نلاوے اوسکا
مسامحہ نفس ہی اور جبتیکہ سامنے لانا اوس چیز کا کہ مسامحہ نکرے ساتہہ اوسکے نفس اپنے دعوت مین تکلف کرنا مانند
سامنے لانے اوس چیز کے ہی کہ نفس اوسکو آسان نجانے اور خود اوسکا محتاج ہو تو یورث الانقطاع ہیں وہ پیدا
کرتا ہی انقطاع کو یعنے دعوت مین تکلف کرنا کہنچتا ہی طرف منقطع ہونے صحبت اور الفت کے میزبان کی جانب سے
ہی کہ آخر کو تکلف کرنا یہانتک پہنچتا ہی کہ ضیافت سے باز رہتا ہی اور مہمان کی جانب سے ہی کہ خجالت اوٹہاتا ہی
اور پہر نہین آتا ابوبکر بن لال نے مکارم اخلاق مین سلمان کی حدیث سے روایت کی ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تکلف نکرو مہمان کے لیے پس دشمن رکہو گے اوسکو تحقیق جو کوئی کہ دشمن رکہے مہمان کو پس دشمن
رکہا اوسنے اللہ تعالے کو اور دشمن رکہیگا اللہ تعالے اوسکو اور فضیل کہتے تہے کہ سوا اسکی نہین کہ آدمی آپس
محبت قطع کرتے ہین ساتہہ تکلف کے بلاتا ہی ایک تمہارا اپنے بہائی کو پس تکلف کرتا ہی اوسکے لیے پس قطع
کرتا ہی اوسکو پہر آنے سے اور بعضون نے کہا ہی کہ نہین باک کہ تا ہون مین کسی بہائی کے آنیسے کیونکہ مین تکلف
نہین کرتا ہون اور جو کچھہ کہ میرے پاس ہوتا ہی اوسکو سامنے لاتا ہون اور جو تکلف کرون مین اوسکے لیے تو البتہ
مکروہ جانون مین صحبت اوسکی اور ملول کرون مین اوسکو اور بعضون نے کہا ہی کہ مین اپنے کسی بہائی کے پاس گیا تہا
سو اوسنے میرے لیے تکلف کیا پس مینے اوس سے کہا کہ بیشک تو اکیلا یہ نہین کہاتا اور نہ مین تنہا یہ کہاتا ہون پس
کیا حال ہی کہ جبکہ ہم دونون جمع ہوں اور اوسکو کہاوین پس یا تو تکلف قطع کیا جاوے یا قطع ہو جاویگا آنا پس دور
کیا گیا تکلف اور ہمیشہ رہا اجتماع اون دونونکا اسکے سبب سے اور سفیان ثوری نے کہا ہی جبکہ ارادہ کرے
تو کہ جو کچھہ کہ تو کہاتا ہی اپنے عیال کو نکہلاوے پس نہ ذکر کر اوسکا اونسے اور نہ دکہاوے وہ اوسکو اور بعض تابعین سے
مروی ہی کہا آئے ہم نزدیک جابر بن عبد اللہ کے پس سامنے لائے ہمارے روٹی اور سرکہ اور کہا کہ کہاؤ پس بیشک
مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ بہتر سالن سرکہ ہی اور ایک روایت مین ہی کہ اگر نہ منع کیے گئے
ہوتے ہم تکلف سے تو البتہ تکلف کرتا مین تمہارے واسطے روایت کیا ہی اسکو احمد نے اور اخبار مین آیا ہی کہ
یونس علیہ السلام کے بہائی آپکے پاس مہمان آئے پس سامنے لائے اونکے روٹی کا ٹکڑا اور تہوڑی ترکاری
کہ اوسکے زراعت کرتے تہے اور کہا کہ کہاؤ اگر خدائے تعالے لعنت نہین کرتا تکلف کرنیوالون پر تو بیشک
مین تکلف کرتا و تقدیم ما یشتہی اور آداب طعام سے یہ ہی کہ سامنے لاوے مہمان کے وہ چیز کہ خود اوسکی خواہش
رکہتا ہی اور اوسکے مرغوب طبع ہی بسبب فرمانے اللہ تعالے کے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یا وہ چیز
کہ مہمان اوسکی خواہش کرے اور اوسکے مرغوب طبع ہو جبکہ اوسکے حال سے معلوم ہو شمائل ترمذی مین ہی کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت کی بعض اصحاب اپنے کے پس ذبح کی آپکے لیئے بکری پس فرمایا اعلموا انا نحب اللحم
تاکہ میزبان کو چاہیئے کہ خود مہمان سے دریافت کرے کہ کس چیز کی خواہش ہی اور جو ہوسکے تو طیار کرادے کہ اسمین بڑا
اجر ہی فور درح اسلیئے کہ وارد ہوا ہی طبرانی کی حدیث مین من صادف من اخیہ شہوۃ نقضاہا غفر لہ جو کوئی کہ پاوے
اپنے بہائی سے خواہش اور آرزو کہانیمین پس ادا کرے اوسکو تو بخشے جاتے ہین اوسکے گناہ اور اون چیزون سے کے
لائق ہین زائر کو یہہ ہی کہ کسی چیز معین کی خواہش نکرے کیونکہ بسا اوقات مزور پر اوسکا طیار کرنا دشوار ہوتا ہی ابی شفیق نے
ابی وائل سے روایت کی ہی کہا گذرا مین ساتہہ ایک دوست اپنے کے تاکہ زیارت کرین سلمان کی پس سامنے لائے
ہمارے جو کی روٹی اور پہنا ہوا گوشت سو میرے دوست نے کہا کہ اگر نمک ہوتا تو بہت خوب ہوتا پس نکلے سلمان
اور اپنا وضو کا لوٹا گرو رکہکر نمک لائے پس جبکہ کہا چکے ہم تو میرے دوست نے کہا الحمد للہ الذی قنعنا بما رزقنا
پس سلمان نے کہا جو قناعت کرتا اوس چیز پر کہ رزق دیا گیا تہا تو میرا لوٹا گرو نہ ہوتا اور جو مختار کرے اسکو میزبان
دو کہانون میں پس چاہیئے کہ اون دونون سے جو ہلکا ہو اوسکو اختیار کرے پس حدیث مین ہی نہین اختیار دیئے
گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم درمیان دو چیزون کے مگر کہ اختیار کیا آپنے ایسر اون دونوکا روایت کیا ہی
اوسکو بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے پہر جبکہ جان لے مہمان خوشی مہماندار کے ساتہہ تحکم
کرنے اوسکے اوپر پس کچھہ باک نہین ہی ساتہہ اسکے بلکہ اس سبب سے زیادہ خوشی کرے جیسے کہ امام شافعی رح
نے زعفرانی کے ساتہہ کیا تہا جبکہ اونکے پاس آئے بغداد مین اور زعفرانی کا قاعدہ تہا کہ ہر روز ایک رقعہ
اپنے لونڈی کو لکہہ دیتے تہے اوس رنگ سے جس رنگ کا کہانا پکوانا منظور ہوتا تہا پس شافعی نے اون دونون
ایک روز وہ رقعہ لیکر دوسرے رنگ سے اوس پر لکہدیا اپنے خط سے پس جبکہ زعفرانی نے وہ رنگ دیکہا تو
برا معلوم ہوا اونکو کہا کس نے حکم کیا تہا اس کہانیکا پس سامنے کردیا لونڈی نے وہ رقعہ جس مین شافعی رح کا خط
تہا پس جبکہ اونکی آنکہہ شافعی کے خط پر پڑے خوش ہوئے اوس سے اور آزاد کردیا لونڈی کو بسبب خوش
ہونیکے ساتہہ خواہش کرنے شافعی کے وذلک لانہ یدل علی صداقتہ کما یشیر الیہ قولہ تعالے او صدیقکم وقد قصد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر وعمر رضی اللہ تعالے عنہما منزل ابی الہیثم بن التیہان فی الشمائل للترمذی وقال حسن صحیح ومنزل ابی
ایوب الانصاری کما رواہ الطبرانی فی المعجم الصغیر عن ابن عباس بسند ضعیف لاجل طعام یاکلوہ وکانوا جیاعا وادالدخول علی تلک
الحالۃ اعانۃ لذلک المسلم علی حیازۃ الثواب وہی عادۃ السلف وکان عون بن عبد اللہ المسعودی لہ ثلثمائۃ وستون صدیقا
یدور علیہم فی السنۃ ولاخر سبعۃ یدور علیہم فی الجمعۃ پہر اگر داخل ہوا کسی دوست کے مکانمین اور اوسکو وہان نہین
پایا اور اوسکی دوستی پر خوب اعتماد رکہتا ہی اور جانتا ہی کہ اگر وہ کہانا کہالیویگا تو خوش ہوگا پس اسکو جائز ہی
کہ اوسکے بے اذن کے کچہہ کہالیوے کیونکہ مراد اذن کا رضا ہی خاص کر کہانون مین کیونکہ امر اسکا اوپر وسعت کی ہی کیونکہ بہت

آدمی تصریح کرتے ہین ساتھہ اذن کے اور قسمین دلاتے ہین حالانکہ وہ لوگ راضی نہین ہوتے سو انکا کہانا کروہ ہی اور بہت
غائب آدمی اذن نہین دیتے اور اونکا کہانا محبوب ہوتا ہی تحقیق داخل ہوئے تہے آنحضرت علیہ السلام بریرہ کے مکانمین اور
کہانا اونکا کہانا اور وہ غائب تہے اور کہانا صدقہ کی قسم سے تہا پس فرمایا پونہچا صدقہ اپنی جگہہ کو جو بریرہ دے گئی تہے اور
تہے محمد بن واسع اور اونکے دوست کہ داخل ہوتے تہے حسن کے مکانمین پس کہا لیتے تہے جو کچہہ کہ پاتے تہے بلے اذن اونکے
اور حسن مکان مین آتے اور یہ حال دیکہکر نہایت خوش ہوتے اور کہتے کہ ایسے ہی ہم کرتے تہے اور ایکبار قوم سفیان ثوری کے
مکان پر آئے سو سفیان کو مکانمین نہین پایا پس کہولا دروازہ اور بچہایا دسترخوان اور کہانا کہانا شروع کیا پس اسی حالت
مین سفیان ثوری داخل ہوئے کہا تمنے مجکو اخلاق سلف کے یاد دلائے ایسی ہی زیارت کی ایک قوم نے بعض تابعیون کے
اور اوسکے یہان کچہہ موجود نہ تہا کہ اونکے سامنے لاوے پس گیا بعض دوستونکے مکان پر اور اوسکو وہان نہین پایا پس
داخل ہوا گہرمین پس دیکہا کہ ایک دیگ پکی ہوئی تیار ہی اور روٹیان بہی موجود ہین سو سب اوٹہا کر اپنے دوستونکے سامنے
رکہدین اور کہا کہ کہاؤ اتنے مین گہر کا مالک آیا اور کہانا نہین دیکہا کسی نے کہا فلان شخص لیگیا کہا بیشک اچہا کیا اوسنے پس جبکہ دونون کی
ملاقات ہوئی کہا ای بہائی اگر پہر مہمان تیرے مکان پر آوین تو اسیطرح کرنا اور بری خصلتون مین سے یہہ ہی کہ کہانیکے وقت
کا منتظر رہے اور پکنے کہ تیار ہو تو بلے بلائے دفعتًہ حاضر ہو جاوے فرمایا اللہ تعالی نے یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت
النبی الا ان یؤذن لکم الی طعام غیر ناظرین اناہ ای غیر منتظرین نضجہ و منتظرین نضجہ اور بیہقی نے حضرت عائشہ رض کی حدیث
سے نقل کیا ہی کہ جو شخص کہ چلا اوس کہانیکی طرف کہ نہین بلایا گیا ہی طرف اوسکے تو چلا درحالیکہ فاسق ہی اور کہایا حرام
اور ابو داؤد نے ابن عمر کی حدیث سے روایت کی ہی کہ جو شخص کہ داخل ہوا بغیر دعوت کے تو داخل ہوا چور اور نکلا غارتگر
انتہی من شرح علی القاری رحمہ اللہ دلیضیف اور آداب طعام سے یہہ ہی کہ ضیافت کرے مہمان کی کہ جمہور کے نزدیک
رعایت حق ضیافت کے مکارم اخلاق اور مستحبات سے ہی اور بعضون کے نزدیک ایک روز تو واجب ہی اور بعد اوسکے
مستحب ہی ضیافت مہمانی کرنا ضیف مہمان جمع اسکی اضیاف وضیوف وضیفان مضیف میزبان [illegible]
وارد ہوا ہی حدیث مین لا خیر فیمن لا یضیف نیکی نہین ہی اوس شخص مین کہ طریقہ ضیافت اور مہمانی کا نہ کہا ہو [illegible]
قدرت کی روایت کیا ہی اس حدیث کو احمد نے عقبہ بن عامر کی حدیث سے اور اوسمین ظاہری تہدید ہی کیونکہ [illegible]
نفی داخل ہوتی ہی تو فائدہ دیتا ہی استغراق کا پس بنا بر اسکے معنی حدیث کی نفی جمیع افراد خیر کی ہوگی اوس شخص سے کہ
مہمانی نکرے انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہی جو گہر کہ نہ آتے ہون اوسمین مہمان تو نہین داخل ہوتے ہین اوسمین فرشتے اور ایک مرتبہ آنحضرت
علیہ السلام ایک مرد پر گذری کہ اوسکے یہان بہت اونٹ اور گائین تہین پس نہین مہمانی کی آپکی اوسنے بعد اوسکے ایک
عورت پر گذری کہ چند بکریان رکہتے تہے پس ایک بکری آپکے واسطے ذبح کی پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کرو اس
مرد اور عورت کے حالمین بیشک یہہ اخلاق خدا کے ہاتہہ مین ہین جسکو چاہے نیک خصلت دیتا ہی اور جسکو چاہتا نہین دیتا روایت کیا ہی

اسکو خرائطی نے مکارم اخلاق مین ابی المنہال کی روایت سے مرسلاً اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی عادت تہی کہ بغیر مہمان کے کہانا
تناول نہین فرماتے تہے اور جب چاہتے کہ کہانا کہاوین تو دو تین میل تک مہمان کی تلاش مین جاتے اسی سبب سے آپکی کنیت ابو الضیفان
ہوگئے تہے اور آپکی صدق نیت اور حسن مقصد کے سبب سے آج کے دن تک آپکے شہر مین آپکے مشہد پر ضیافت کی رسم قائم
ہی کوئی رات نہین گذرتی ہی کہ آپکے پاس ایک جماعت تین سے دس اور سو تک کہانا نہین کہاتے تہے اور رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم ایمان سے سوال کیے گئے پس فرمایا کہانا کہلانا اور خرچ کرنا سلام کا و یقصد بہ الاتقیاء اور قصد کرے ساتھہ دعوت
کے نیک کارون کا اور ضیافت کو انہین کے ساتھہ مخصوص کرے اعانۃ علی البر واسطے اعانت کرنیکے اوپر نیکی کے کیونکہ اونکی
کی ضیافت مین نیکی پر اعانت ہی اور اس اعانت مین حکم الہی کی اطاعت ہی فرمایا تعاونوا علی البر والتقوی اور روایت کی ہے
بیہقی نے شعب الایمان مین سعید رضی اللہ عنہ سے کہ کہلاؤ کہانا اپنا پرہیزگارون کو اور آپکی دعامین وارد ہوا ہی کل طعامک
الابرار اور ایک قول مین ہی لایاکل طعامکم الا التقی دون الاغنیاء اور دعوت نکرے غنیونکی فاسق اور ظالم اور رنڈیباز سے میل
اور خاص نکرے اونکو ساتھہ دعوت کے فورح اسلیے کہ وارد ہوا ہی صحیحین کی حدیث مین ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے انہ شر الطعام تحقیق وہ بدترین کہانیکا ہی لفظ حدیث کی یہہ ہین شر الطعام طعام الولیمۃ یدعی الیہ الاغنیاء
ویترک الفقراء یعنے بدترین کہانونکا کہانا ولیمہ کا ہی کہ بلائے جاوین واسطے اوسکے غنی لوگ اور چہوڑے
جاوین درویش ولایہمل الاقارب والاخوان اور آداب طعام سے یہہ ہی کہ نچہوڑے ضیافت مین قرابتیون اور بہائیون
کو بلکہ اونکے جانب داری کو مقدم رکہے بسبب فرمانے اللہ تعالے کے الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین
ولایخص بعضہم تحامیا عن الوحشۃ وقطع الرحم اور خاص نکرے اونمین سے بعض کو بسبب احتراز کرنیکے انکی وحشت اور قطع رحم
سے یعنی اگر بعض اقارب کی دعوت کریگا تو جن کی دعوت نہین کی ہی اونسے قطع رحمی ہوگی خاص جبکہ کسی دور کے
رشتہ والے کو بلایا اور قریب کو ترک کیا پس نہ دعوت کرے ایک گہر مین سے باپ کے تہیٹی کی اور بہائے کے
اگر بڑے ہون کہ یہہ بنا سے ونیوی بہ استمالۃ القلوب اور نیت کرے ساتھہ اسکے الفت دلونکی ایک دوسرے
کے ساتھہ یعنی نیت کرے متوجہ کرنے اونکے دلونکیطرف اپنے ساتھہ محبت کی جو دلالت کرتی ہی اللہ تعالے کی محبت پر
اسکے نزدیک ایسی نیت کرے تعظیم مومن بہائی کے واسطے پیروی اس قول علیہ السلام کے جسنے اکرام
کیا اپنے بہائی مومن کا پس گویا کہ اکرام کیا اللہ تعالے کا ایسے ہی نیت کرے خوشی داخل کرنیکے اوسکے دل
مین واسطے فرمان برداری اس قول علیہ السلام کے جسنے خوش کیا مومن کو پس تحقیق خوش کیا اللہ تعالے
کو روایت کیا ہی اسکو ابن حبان نے اور عقیلے نے ضعفا مین ابو بکر صدیق کے حدیث سے واقامۃ
السنۃ دون المباہات اور نیت کرے قائم کرتے سنت نبوی علیہ السلام کے نہ فخر کرنے
کے ساتہہ کثرت نعمت کے اور نہ قصد کرے ریا اور سمعت کا اور نہ ارادہ کرے عوض اور ثنا کا

حسانکا تاکر ثواب سے محروم نرہے د لاید عومن مستقل المحضور اور آداب طعام مین سے یہ ہے کہ نہ دعوت کرے اوس آدمی کی کہ دعوت کرے اوس آدمی کہ گران جانتے مجلس مین آنیکو بسبب بیماری وغیرہ کے لامن یتاذی بہ الحاضرون اور نہ دعوت کرے اوس شخص کی کہ ایذا پاوین بسبب آنے اوسکے کے حاضرین مجلس اوسکی بدخلقی کے سبب سے یا اور کسی سبب سے جیسیکہ مبرص اور جذامی ہو یا جو شخص کہ بہت ہنستا ہو یا بہت کلام کرتا ہو یا علماء کرام کے ساتہ جہگڑا کرتا ہو اور نہ چاہئے کہ اوس شخص کی دعوت کرے کہ وہ اوسکو قبول کرلیوے سفیان ثوری نے کہا ہی کہ جس نے دعوت کی کسیکی طرف کھانیکی اور وہ مکروہ جانتا ہی اوسکی اجابت کو پس اسپر ایک خطا ہی پھر اگر مدعو نے اجابت کرلے تو اوسپر دو خطائین ہین کیونکہ اسنے اوٹھایا اوسکو اوپر کھانے مع الکراہت کے کذا فی نجم العلوم ولا الفاسق فانہ اعانۃ علی الاثم اور نہ دعوت کرے فاسق آدمی کی اسلیے کہ اسمین اعانت ہی اوپر فسق اوسکی کے جیساکہ متقی کو کہلانیمین اعانت ہی عبادت اور احسان پر اور اللہ تعالے نے فرمایا ہی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ویجیب ناویا اکرام المومن اور آداب طعام سے یہ ہے کہ اجابت کرے دعوت کی اگر قادر ہو ساتھہ قصد اکرام اور تعظیم مسلمان بہائی کے نہ کہ اجابت سے قضاء شہوۃ شکم کی نیت کرے فورح کیونکہ وارد ہوا ہے حدیث مین من اکرم اخاہ المومن فانما یکرم اللہ جو کوئی کہ اکرام کرے مسلمان بہائی کا پس تحقیق اکرام کیا اوسنے اللہ کا اسلیے کہ اکرام بندیکا اکرام اوسکی سردار کا ہے روایت کیا ہی اس حدیث کو اصفہانی نے ترغیب الترہیب مین جابر رض کی حدیث سے اور عقیلی نے ابوبکر رض کی حدیث سے واسرارہ اور اجابت کرے بقصد خوش کرنے مسلمان بہائی کے کہ اوسمین ثواب بیشمار ہے فورح پس وارد ہوا ہی حدیث مذکور مین من سر مومنا فقد سر اللہ جس نے کہ خوش کیا مسلمان بہائی کو پس تحقیق خوش کیا اوسنے اللہ کو والحذر عن المعصیۃ اور اجابت کرے ساتھہ قصد احتراز کرنے کے گناہ سے بسبب عدم اجابت کے حاصل ہوتا ہی فورح پس وارد ہوا ہی بیچ حدیث صحیحین کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے من لم یجب الداعی فقد عصی اللہ ورسولہ جو کوئی نہ اجابت کرے دعوت کرنیوالیکی پس تحقیق نافرمانی کی اوسنے خدا اور رسول کی بعضون نے اس حدیث کے ظاہر سے تمسک کیا ہے کہ اجابت دعوت کی واجب ہے اور جمہور کے نزدیک محمول ہے اوپر تاکید استحباب کے واقامۃ السنۃ فہی موکدۃ اور اجابت کرے ساتھہ قصد قائم کرنے سنت کے کیونکہ یہہ سنت موکدہ ہے قریب وجوب کے اور اجابت کرے بقصد زیارت کرنے مسلمان بہائیونکے تاکہ متحابین فی اللہ مین سے ہووے اور بقصد بچانے اپنے نفس کے آدمیونکی بدگمانیسے کہ یہہ متکبر ہے مسلمانونکو حقیر جانتا ہے یا بدخلق ہے یا سوا اسکے اور کچھہ بدگمانی کرین اور دعوت کی اجابت مین غنی اور فقیر برابر ہین یہہ نہین کہ غنی جاہے اجابت کرے اور جا ہے نہین بلکہ غنی بہی ضرور اگر قادر ہو تو اجابت کرے ورنہ متکبر ہوگا جو ممنوع ہے اور بعضون نے اصل اجابت سے امتناع کیا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ انتظار کرنا شوربے کا ذلت ہے اور کہا جبکہ رکھتا ہون اپنا ہاتھ غیر کے پیالی مین پس تحقیق ذلیل کرتا ہون اپنی گردن کو اوسکے لیے پس کہا گیا کہ یہ فعل خلاف سنت کے ہے مگر توجیہ کیا گیا ہے یہہ قول باین طور کہ یہہ جب ہے کہ داعی اجابت سے خوش نہوتا ہو اور نہ ادس

پر احسان رکھتا ہو اسیواسطے بعض صوفیہ نے کہا ہے نہ اجابت کر مگر اوس شخص کی دعوت کی کہ یون جانے کہ
بیشک تونے اپنا رزق کھایا اور اوسنے سپرد کردی تیری ودیعت اور دیکھے تیرے قبول کرنے مین فضل اور
منت اور سری سقطی رحمہ اللہ نے کہا ہے افسوس ہے اوس لقمہ پر کہ نہ ہو اوسمین اوپر اللہ تعالے کے تبعیت
اور نہ واسطے مخلوق کے اوسمین منت وتعلل لاستثقال الداعی الاطعام اور عذر کرے اور بہانہ بناوے مدعو
بسبب گران جاننے داعی کے کھانا کھلانے کو یعنی اگر داعی کم ہمت ہے اور برضا رغبت کے ساتھ ضیافت نہین کرتا
بلکہ کراہیت اور شرم سے کھلاتا ہے تو مدعو کو چاہیے کہ سچا حیلہ بہانہ کرے اور اوسکے یہان نجاوے او قصدہ المباہاۃ
بالسبب قصد اوسکی کے مباہات اور مفاخرت کو پس اس صورتمین بھی حیلہ کرے تاکہ اوسکا دل بہی شکستہ نہو اور یہ مجلس
مین نہ حاضر ہو کیونکہ یہ اجابت سنت نہین ہے ابوداود نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
علیہ السلام نے نہی فرمائی ہے طعام متبارئین سے یعنی متباہین سے جیسا کہ عقیلی کی روایت مین ہے ابوموسی مدنی نے
کہا ہے کہ متباریان اونکو کہتے ہین جو آپسمین جھگڑا کرین کھانا کھلانے مین واسطے فخر اور ریا کے انتہی من شرح القاری
والتحامی عن ارتکاب معصیۃ اور عذر کرے اور حیلہ بناوے واسطے احتراز کرنے کے ارتکاب معصیت سے کہ بسبب حاضر
ہونے دعوت کے پایا جاتا ہے لکون الشبہۃ فی الطعام مثل شبہہ ہونے کے کھانیمین کہ حلال مال سے نہو والتکر فی المجلس
مثل ہونے منکر اور نامشروع امر کے مجلس ہین جیسیکہ فرش ریشمی ہو یا ظروف چاندی سونے کے ہون یا جاندار کی تصویر
ہو چھت یا دیوار پر یا لوگ شعر مزامیر مین سے کچھہ ہو یا کچھہ لہو ولعب کا مشغلہ ہو پس یہ سب منع کرتے ہین اجابت سے اور اوس
کے استحباب سے بلکہ واجب کرتے ہین اوسکی حرمت کو ایسی ہی جبکہ دعوت کرنیوالا ظالم یا مبتدع یا فاسق یا شریر
یا بخیل یا تکلف کرنیوالا ہو واسطے فخر کے یا ریا کاری یا سمعہ کے ہو بسبب اسکی کہ روایت کی ہے بیہقی نے عمران
بن حصین رضی اللہ عنہما سے کہا نہی فرمائی ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فاسقون کے کھانیکی اجابت سے
زیلعی نے کہا ہے کہ جو شخص بلایا گیا واسطے کھانیکے سو اگر کھانیکی مجلس مین کہ وہان حاضر ہوا ہے اسکے ممنوعات امور ہین تو یہ اوس مجلس مین نجاوے کیونکہ اوسکو نہین لازم
اجابت دعوت کی جبکہ وہان کوئی امر ممنوع شرعی ہو ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مینے کھانا
پکایا پھر دعوت کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سو آپ تشریف لائے پھر گھر مین تصویرین دیکھین پس لوٹ گئے
اور جو ممنوع امر بعد حاضر ہونیکے پیدا ہوا ہو اور مدعو مقتدا ہو لیکن اوسکی منع پر قادر نہین ہے تو چلا آوے اور اوس
مجلس مین نہ بیٹھے اسلیے کہ اسمین شین اسے عیب دین کا ہے اور مسلمانو نپر دروازہ معصیت کا کھولنا ہے اور جو مقتدا نہو
تو بیٹھا رہے کیونکہ اجابت سنت ہے بسبب مقترن ہونے بدعت کے نہ ترک کی جاوے جیسیکہ نماز جنازہ کی نہین ترک کیجاتی ہے بسبب
نیاحہ کے پھر اگر منع کرنے پر قادر ہے تو منع کرے ورنہ صبر کرے انتہی ما فی الزیلعی فالنیۃ اثاثر فی المباح اسلیے کہ نیت سوا
اسکی نہین کہ اثر کرتی ہے امر مباح مین یہ تفریع ہے دخل مقدر کا تقریر اوسکی یہ ہے کہ مثلا اگر مدعو نے نیت کی اکرام مومن یا

اوسکی خوشش کرنیکی پس ماجور ہوا اگرچہ داعی فاسق ہو مجلس مین کوئی امر ممنوع ہو لیس دفع کیا مصنف نے اسکو کہ نیت سوا اسکی نہین
کہ اثر کرتی ہو امر مباح مین کہ اوسکو عادت سے نکالکر عبادت کردیتی ہے بخلاف معصیت کے کہ تصحیح نیت سے مباح نہین ہوتی لیس باوجود
مناہی اور ملاہی کے مجلس مین بیشک گناہ ہو داخل ہونا اور رفیق اصحاب ملاہی کا بننا مثلاً ساتھہ نیت اکرام مومن کے صحیح نہین ہے مثلاً کوئی
شخص نیت کرے کسی مسلمان کے خوش کرنیکی اوسکو شراب پلانی یا لادینی یا اپنے پیسے سے تو نہین نفع دیگی اوسکو یہ نیت اور نہین
جائز ہے کہ کہا جاوے انما الاعمال بالنیات جیسا کہ جہال کا مقولہ ہے اور عزالدین بن عبد السلام نے تصریح کی اپنے قواعد مین کہ غرض
نیتون سے تمیز دینا عبادتون کا ہے عادتون سے یا تمیز دینا بعض مراتب عبادات کا پھر ان دونون تمیزونکی بہت مثالین ذکر کین ہین
کہ یہ جگہہ اونکی وسعت نہین رکھتی یہان صرف دونون تمیزونکی ایک ایک مثال ذکر کیجاتی ہے تاکہ طالب کا دل مطمئن ہو اول کی مثال کہ جاتا
غسل کے ہے کہ بعض افراد اوسکی واسطے قربت اللہ تعالے کی کئے جاتے ہین جیسکہ غسل کرنا احداث سے اور بعض افراد اوسکے بندونکے
غرضون سے کئے جاتے ہین جیسکہ دوا یا ٹھنڈک یا نظافت کے لئے لیس ظاہر ہے اس جگہہ دو تمیزین ایک تو وہ کہ اللہ تعالی کے لئے کیا جاوے
دوسرے اون اغراض کے لئے اور یہہ سوا اسکی نہین کہ نیت سے حاصل ہوتا ہے اور مثال ثانی کے لیس جیسکہ مالی عبادتین لیس تحقیق صدقہ
واجبہ متمیز ہوتا ہے نافلہ سے ساتھہ نیت کے انتہی من مجمع العلوم لا لنقصان الجاہ ولا الفقر الداعی اور نہ عذر کرے اجابت دعوت سے بسبب
نقصان جاہ اپنے اور نہ بسبب فقیر ہونے داعی کے فہو التکبر سلئے کہ وہ یعنی اجابت نکرنا بسبب نقصان جاہ اور فقیر ہونے دعوت کرنیوالے
کے تکبر ہے وکان علیہ الصلوۃ والسلام یجیب دعوۃ العبد والفقیر اور تھی پیغمبر خدا نازل ہوا اون پر درود اور سلام کہ اجابت کرتے تھے
دعوت غلام اور فقیر کے یعنی رسول مقبول باوجود کمال عزت اور کمال جاہ کے غلام اور فقیر کی دعوت قبول فرماتی تھے اور احیاء مین
فقیر کی جگہہ مسکین ہے اور اصل حدیث مین دونون لفظ تا مسکین ہین کہ جسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہی اور ضعیف کہا ہے
اسکو ترمذی نے اور تصحیح کی ہے اوسکی حاکم نے اور حدیث کے ذکر مین فقیر مسکین سے استغنا ہے اور خیاط کی دعوت بھی قبول فرمائی
ہے جیسا کہ شمائل ترمذی مین ہے اور حضرت امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ عنہما ایک روز مسکینونکی قوم پر گذرے کہ قارعہ طریق
پر بیٹھے تھے اور روٹیونکے ٹکڑے زمین پر بچھا کر کھا رہی تھے اور آپ خچری پر سوار تھی لیس سلام کیا آپنے اون پر مسکینون نے عرض کیا کہ کھانا
حاضر ہے آپنے فرمایا اچھا اللہ تعالے نہین دوست رکھتا ہے متکبرون کو اور سواری سے اوترکر اونکی ساتھہ زمین پر بیٹھکر کچھہ کھایا
اور سلام کرکے سوار ہوے اور فرمایا کہ مینی تمہاری دعوت قبول کی تم میری دعوت قبول کرو لیس ایک روز اونکو بلایا اور عمدہ
کھانے لذیذ اونکی سامنے لائے اور خود اونکی ساتھہ بیٹھکر بھی کھانا کھایا یہ کمال تواضع ہے ؎ تواضع ز گردن فرازان نکوست * گدا اگر تواضع
کند خوے اوست * ولا لبعد المسافۃ ان اعتادہ اور نہ عذر کرے اجابت سے بسبب دور ہونے مسافت کے اگر معتاد ہو یعنی اگر اسقدر
مسافت کی آمد و رفت کی عادت ہے یا اسقدر مسافت دعوت کی اجابت کی عادت ہے تو حیلہ بہانہ نکرے فوراً اسلئے کہ بخاری کی
حدیث مین وارد ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی لو دعیت الی کراع الغنم لاجبت اگر دعوت کیا جاون مین طرف کراع غنم کے تو البتہ
قبول کرونگا مین اور تتمہ اسکا یہ ہے ولو اہدی الی ذراع لقبلت اور ظاہر یہ ہے کہ مراد کراع سے کراع شاۃ ہے یعنی

پارچہ بکری کے گوشت کا مگر مصنف نے اوسکو مقید کیا ساتھ کراع غمیم کے بسبب تبعیت صاحب احیاء کی اور غمیم ساتھ فتح غین
معجمہ اور کسرہ میم کے ایک وادی ہے درمیان حرمین کے بقدر ایک منزل کے مکہ سے اور بعضون نے کہا ہی کہ ایک جگہ کا نام ہے قریب
مدینہ کے اور اوسکی مسافت اسقدر ہی کہ وہان دعوت کی اجابت کے لیے جانا موافق عادت کے ہے یا مصنف نے اسکے ذکر سے ارادہ کیا ہے
نہایت مبالغی کا مگر عراقی نے کہا ہی کہ ذکر غمیم کا معروف نہین ہے اور رد کری اس زیادتی کو وہ حدیث کہ روایت کیا ہی اوسکو ترمذی
نے انس کی حدیث سے لو اہدی الی کراع لقبلت انتہی من شرح القاری ولا الصوم فیفطر ان الح اور نہ عذر کرے بسبب روزے کے
پس افطار کرے اگر الحاح اور منت کرے داعی یعنی اگر روزہ نفل ہے اور اپنے نفس پر اعتماد رکھتا ہے کہ اسکی قضا کر لیگا تو قبل
زوال کے اجابت داعی کے لیے افطار کر لے ساتھ نیت خوشی داخل کرنے کے مسلمان کے دل مین اور حصول اجر اور ثواب کے اگرچہ وہ
الحاح کرے وارد ہوا ہی جسنے افطار کیا واسطے حق بھائی اپنے کے تو لکھا جاتا ہے اوسکے لیے ثواب ہزار دن کے روزونکا اور جبکہ پوری کی
حاجت اوسکی تو لکھا جاتا ہے اوسکے لیے ثواب دو ہزار روزونکا کذا فی الواقعات فاسرار المومن یعدل الصوم پس خوش وقت کرنا مومن
کے دل کا برابر صوم کے ہی بلکہ اسمین زیادہ ثواب ہی بخلاف دل شکنی اوس شخص کے کہ اوس سے وفا کرنا چاہیے کہ یہ جفا ہی وحسن
الخلق اور اسمین نیک سیرتی ہی یعنی کسیکی خاطر سے افطار کرنے مین نیک سیرتی اور خوش خلقی ہی فمدرج اور وارد ہوا ہی حدیث
مین تکلف لک اخوک وتقول انی صائم یعنی تکلف کیا واسطے تیرے تیرے بھائی نے ساتھ کھانا پکانے کے اور تو کہتا ہی کہ مین روزہ
دار ہون یہ بات بدخلقی کی ہی اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہی ابی سعید خدری کی حدیث سے کہا بنی تیار کیا کھانا واسطے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس تشریف لائے حضرت اور اصحاب آپکے اور جبکہ کھانا رکھا گیا ایک مرد نے قوم مین سے کہا کہ
مین روزہ دار ہون پس آپنے فرمایا دعاکم اخوکم وتکلف لکم آخر تک اور دارقطنی نے بھی اسی کے مانند روایت کی ہی جابر رضی کی حدیث
سے اور یہ فرمانا آپکا بطور توبیخ اور انکار کے تھا افطار کے ترک کرنے پر وقت الحاح کرنے میزبان کے والاتضیافۃ بالعطر والطیب
الکلام والاکتحال والادہان ونحوہا اور جو افطار نکرے پس ضیافت اوسکی ساتھ خوشبو اور خوشگوئی اور سرمہ لگانے اور تیل ملنے
اور مانند اوسکی کے ہی کہ افطار کرنیوالے صوم کے نہون اور سبب اوسکی اکرام کے ہون یعنی اگر روزہ نذر یا قضا وغیرہ کا ہو تو
نہ افطار کرے اور اوسکی ضیافت اشیاء مذکورہ کے ساتھ ہے حاصل یہ کہ خوش کرنا مومن کا کسی وجہ سے ہو جب تک کہ مفضی طرف
بدعت کے نہو اور سے اور لائق ہے نہ مجلس حیث یجلس فہو التواضع اور آداب طعام سے یہ ہی کہ بیٹھے مہمان اوس جگہ کہ بٹھایا جاوے
کیونکہ یہ امر جملہ تواضع مین سے ہے یعنی جس جگہ کہ صاحب بٹھاوے اوس جگہ بیٹھے اور قصد بالانشینی کا نکرے شاید کہ وہ جگہ اور
کسی کے واسطے رکھی ہو لیکن یہ وہان بیٹھیگا تو اوسکو تشویش ہوگی خرائطی نے مکارم الاخلاق مین طلحہ بن عبید اللہ سے ساتھ سند کے
کی روایت کی ہی کہ بیشک راضی ہونا مہمان کا مجلس کی انتہا مین بیٹھنے پر جملہ تواضع مین سے ہے آدم رجار دہے کہ مہمان مانند اونٹ
کے ہے بیٹھے جہان بٹھایا جاوے پھر جو لوگ کہ اسکے قریب ہین اونکے ساتھ سلام کلام کرے فقیہ نے کہا ہے واجب ہے مہمان پر
چار باتین ایک تو یہ کہ جہان بٹھایا جاوے وہان بیٹھے اور راضی ہو اوس چیز سے کہ سامنے لائے جاوے اور نہ کھڑا ہو مگر میزبان

سے اذن سے اور دعا کرے اوسکے لیے جبکہ نکلے من شرح القاری ولا ینظر الی جانب یاتی منہ الطعام فہو شرہ اور آداب طعام سے یہ ہے کہ
انتظار نکرے مہمان اوس طرف کہ اوس سے کھانا آتا ہے کہ یہ حرص ہے یعنی حرص پر دلالت کرتا ہے اور دائین بائین بھی نظر رکھے اور چاہیے کہ عورتون
کے حجرہ کے پاس بھی نہ بیٹھے ولا یطیل انتظار الضیف اور نہ دراز کرے مہمان انتظار میزبان کا یعنی آنے مین دیر اکرے کہ سبب انتظار کا ہے اور کہا
گیا ہے کہ انتظار سخت ہے موت سے خاصکر دقت توہم فوت کے ولا یعجل قبل الاستعداد اور شتابی بھی نکرے آنے مین پہلے کھانا تیار ہونے کے
یعنی جیسا کہ آنے مین دیر نکرے ویسی ہی جلدی بھی نکرے کہ قبل تیاری کہانے کے آن موجود ہو کہ اسمین تکلیف ہے لیکن اگر میزبان سے کچھ
خصوصیت ہے تو مضایقہ نہین کہ شریک خدمت ہو و تغییر منکرا رای ان قدر والا متغیر کرے اور دور کرے ہاتہ سے نامشروع امر کو کہ مجلس
مین دیکھے اگر قدرت رکھتا ہو اوسکی تغییر پر یا بسبب قوت اور غلبہ اپنے کے یا اس سبب سے کہ گھر والا اس کا کہنا مانتا ہے اور تنبیہ
سبب فتنہ کا بھی نہو والا انکر باللسان و یرجع اور جو قدرت تغییر دینے کی نہین رکھتا ہے تو منع کرے ساتہ زبان کے اور لوٹ آوے
وہان سے اپنے مکان کیطرف اور دل کے برا جاننے پر کفایت نکرے کہ وہ ضعف ایمان مین سے ہے یہانتک کہ احمد بن حنبل رح نے لکھا ہے
جبکہ دیکھے مسری کی سلائی کہ اوسکے سر پر چاندی لگی ہے تو لائق ہے کہ وہان سے باہر نکل آوے اسیطرح جبکہ دیکھے گھر کی دیوار دن
پر پردہ دیبا کا جیسا کعبۃ اللہ پر ہے و یتبدی المضیف بالغسل قبل الاکل لانہ داع اور آداب طعام مین سے یہ ہے کہ ابتدا کرے میزبان
ساتہ ہاتہ دھونیکے قبل کھانیکے اسلیئے کہ وہ داعی ہے یعنی میزبان کو چاہیئے کہ سب سے پہلے اپنے ہاتہ دہووے کیونکہ وہ بلاتا ہے
آدمیونکو طرف کھانیکے پس وہ مستحق ہی ساتہ تقدیم کے جیسکہ موذن قبل اذان کے وضو کرتا ہے مروی ہے کہ امام مالک رح نے اپنی
ہاتہ پہلے کھانے اور پہلی قوم کے دھوئے تھے اور کہا کہ پہلے طعام کے ہاتہ دہونا صاحب کے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ بلاتا ہے آدمیونکو طرف
کرامت اپنی کے انتہی پوشیدہ نرہے کہ یہ امر ہمارے زمانے مین عیب ہے اگر مجلس مین ہو پس اولی یہ ہے کہ دھووے قبل منعقد ہونے مجلس
کے یا مجلس کے اخیر مین واسطے تواضع اہل مجلس کی انتہی من شرح القاری و یتاخر بعدہ انتظار اللداخل و تعظیما للضیف اور تاخیر کرے
ہاتہ دہونے مین قوم سے بعد کھانیکے بسبب انتظار کرنے شخص آنے والے کے کہ شاید کوئی آوے اور اوسکے ساتہ شریک ہو اور واسطے تعظیم
مہمان کے اور یہ امر کیا گیا ہے ساتہ اسکے من قول علیہ السلام مین علیکم ضیفہ اسیواسطے لائق ہے کہ ہووے آخر اونکا کھانے مین بعض
بزرگوار ونکا یہ طریقہ تھا کہ جبکہ قوم قریب کھا چکنے کے ہوتی تھے تو خود گھٹنونکے بل بیٹھکر اپنا ہاتہ کھانیکی طرف دراز کرتی تھی اور یون
کہتی بسم اللہ ساعدو فی بارک اللہ علیکم اور سلف اسکو اچھا جانتی تھی ینبوع الحکم مین مطالب المومنین سے نقل کیا ہی کہ کہا ہشام
نے مینے سوال کیا محمدؒ سے کہ بعد کھانیکے آٹے یا ستو سے ہاتہ دھونا کیسا ہی پس خبر دی مجھکو کہ ابو حنیفہ اور ابو یوسف اسمین کچھ باک
نہین جانتے تھے اور یہی میرا قول ہے بسبب توارث آدمیونکی بے انکار کے کذا فی الذخیرہ انتہی و یقدم بالکفی اور آداب طعام مین سے
یہ ہی کہ سامنے کرے مہمان کے اسقدر کھانا کہ اوسکو کفایت کرے یعنی اوسکا پیٹ بھر جاوے اور کم زیادہ نہو کہ دونون مذموم
ہین فالنقص ترک المروۃ پس کم کرنیمین ترک مروت ہے یعنی مقدار حاجت کی کم کھانا مہمان کے سامنے بھیجنا ترک کرنا مروت کا ہے
اور انصاف سے بعید ہے والزیادۃ ریاء اور زیادتی ریا ہے یعنی مقدار حاجت سے زیادہ کھانا لانیمین ریا ہے اور ظاہر کرنا

مباہات کا ہے حاصل اوس وقت کہ نفس اوسپر مسامحہ اور جوانمردی نکرے کہ تمام کھایا جاوے سوا اس صورت مین زیادہ ولا احرام
نیے الا ان یخبر الارباب یہ مگر یہ کہ اجازت دیوے مہمان باقی کھانے کے لیجانیکا لیکن مقدار حاجت سے زیادہ کھانا مہمان کے سامنے
لانیمین رہا ہی لیکن اگر اجازت دیوے مہمان کو تو کچھہ بچے اوسکو لیجاوے تو اسمین کچھہ مضایقہ نہین ہی بلکہ بہتر ہے یا نیت کرے جو کچھ
بچیگا اوس سے برکت حاصل کریگا یا وہ جو حدیثمین وارد ہوا ہے اوسکی نیت کرے کہ مہمان کے بچے کھانے پر نہین حساب
کیا جاویگا مروی ہی کہ ابراہیم بن ادہم نے بہت کھانا دسترخوان پر حاضر کیا پس کہا اون سے سفیان نے اے ابو اسحاق آیا تو نہین خوف
کرتا کہ یہ اسراف ہو پس کہا ابراہیم نے نہین ہے کھانیمین اسراف اور جو نیت صحیح نہین ہے پس زیادہ لانیمین تکلف اور تصنع ہی ابن مسعود نے
کہا ہی کہ منع کئے گئے ہین ہم اس سے کہ قبول کرین دعوت اوس شخص کی کہ مباہات کرے ساتھ کھانا لینے کے اور مکروہ جانا ہی صحابہ کی ایک
جماعت نے مباہات کا کھانا کھانا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کبھی بچا ہوا کھانا نہین اوٹھایا جاتا تھا کیونکہ وہ نہین
سامنے لاتے تھے مگر بقدر حاجت کے اور نہین کھاتے تھے خوب شکم سیر ہوکر بلکہ بقدر کفایت اور قناعت کے کھاتے تھے ویمیز اولا نصیب
العیال تحاشیا عن اہتمامہم اور جدا کرے اول کھانیسے حصہ اہل وعیال اپنی کا بسبب احتراز کرنیکے ہمواری اونکی سے اور نہین تو ترش
ہوگا میزبان کا دل اور گھروالونکی آنکھین لگی رہین گی کہ اہل مجلس سے کچھہ بچے اور جو نہ بچیگا تو دلتنگ ہونگے اور مہمان کے حق مین
ورار کرینگے پس گویا کہ ایسا کھانا کھلایا مہمانونکو کہ اوسکے پیچھے ایک قوم کے دل آزردگی اور مکروہ جانتا ہے اور یہ اونکے حق مین خیانت ہے
ولا یرفعہ الضیف اور نہ اوٹھاوے بچے ہوئے کھانیکو مہمان کہ اوسکو عرف مین زلہ کہتے ہین اگرچہ قلیل ہو اسلئے کہ اوٹھانا اوسکا ذلت ہے
الا ان یعلم بسرورہ مگر یہ کہ جان لیوے مہمان خوشی اور رضامندی میزبان کی اوسکے اوٹھانے پر برابر ہے کہ صراحۃً اوس نے دل
کی خوشی سے اذن دیا ہو یا قرینہ سے اوسکی رضامندی جانتا ہے اور جو اوسکی رضامندی کا گمان ہی تب بھی نہ اوٹھاوے اور بقدر
اوسکی رضامندی کے طریقہ اعتدال کا مرعی رکھے اور رعایت کرے رفیقونکے حال کی بھی کہ اوسکے ساتھ شریک ہون پس نہ اوٹھاوے
مگر صرف اپنا حصہ یا راضی ہو رفیق تو اوسکا حصہ بھی ہے وان یاتی یریہ القبلۃ والمتوضی ونحوہ اور جو دن گذارے مہمان میزبان کے
گھر مین تو دکھاوے اوسکو جہت قبلہ کی اور مکان استنجے وغیرہ کا مانند جاے ضرور کے اسیطرح امام مالک نے شافعی کے ساتھ
کیا تھا اسمین اشارہ ہی طرف قیام لیل کے واسطے تہجد کے ویکرماد اکرام کرے مہمان کا جس قسم کا اکرام ہو سکے تو رخ پس مارد
ہوا ہے حدیث مین صحیحین کی ابی شریح سے من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ جو شخص کہ ایمان لاوے ساتھ اللہ تعالی اور
دن آخرت کے پس چاہیئے کہ اکرام کرے اپنے مہمان کا ساتھ رعایت حقوق اوسکی کے کیونکہ امانت اوسکی واجب کرتی ہی تقدیم تو بیچ خود نفس
کے اکرام کے اقسام بیان کئے ساتھ اس قول اپنے کے وہو باظہار الانبساط والسرور اور وہ یعنی اکرام مہمان کا ساتھ ظاہر کرنے
کشادہ روئی اور خوشی کی ہی وقت داخل ہونے اور وقت رخصت کے اور دسترخوان پر اور تمام اوقات صحبت مین
اور اوزاعی سے کسینے پوچھا کہ مہمان کا اکرام کیا ہے کہا کشادہ پیشانی اور خوش کلامی اور یزید بن ابی زیاد نے کہا ہے کہ نہین
داخل ہوئے ہم اوپر عبد الرحمن بن ابی لیلی کے مگر یہ کہ باتین کین ہمسے اچھی باتین اور کھانا کھلایا ہمکو اچھا کھانا اور جلد

ہمارے بیچ کھانا کھلانا جاتا ہی اسلام قبل الطعام والطعام قبل الکلام اور وہ ایک دو حصو مین سے ہی جو اس قول اللہ تعالیٰ
مین ہین ہل اتاک حدیث ضیف ابراہیم المکرمین یعنی اکرام کیے گئے وہ ساتھ جلد کھانا لانے کے طرف اونکے اور دلالت کرتا ہے اسپر یہ قول
اللہ تعالے کا فما لبث ان جاء بعجل حنیذ یعنی بہنا ہوا اور یہ قول اللہ تعالے کا فراغ الی اہلہ فجاء بعجل سمین یعنی گئی جلدی یا پوشیدہ
اور لائے ایک ران گوشت کی اور اوسکا نام عجل اسواسطے ہوا کہ آپنے جلدی اور عجلت کی تھے اوسکے لانیمین کذا فی الاحیاء اور اظہر یہ ہے
کہ عجل اپنی حقیقت پر ہے اور عجلت اس سے ماخوذ ہے بطریق اشارہ کے اور بیشک وارد ہوا ہی حدیث مین کہ درنگ کرنا اللہ تعالے
کیطرف سے ہی اور عجلت شیطان کی جانب سے جیسا کہ روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے سہل بن سعد کی حدیث سے مگر ابوداؤد
نے سعد بن وقاص کی حدیث سے روایت کی ہے التؤدة فی کل شیء الا فی عمل الآخرة قال الاعمش لا اعلم الا انہ رفعہ وصب
الماء علی الید اور ساتھ پانی بہوتے کے اوسکے ہاتھ پر یہ ایک معنی ہین پہلی آیت کے دونون معنون مین سے ابو قتادہ نے کہا ہی کہ آئے
ایلچی نجاشی کے پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پس کھڑے ہوئے آپ کہ خدمت کرتے تھے اونکی بذاتہ پس عرض کیا آپسی اصحاب نے
ہم کفایت کرسکتے ہین آپکی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپنی فرمایا کہ وہ میرے صحابہ کا اکرام کرتے تھے مین دوست رکھتا ہون
کہ مکافات کرون اوسکی والتشییع الی الباب اور ساتھ پیروی کرنے اوسکی کے دروازہ تک یعنی گہر کے دروازے تک کہ یہ بھی اکرام مین سے
ہی فرمایا نبی علیہ السلام نے تحقیق سنن ضیف مین سے یہ ہے کہ مشایعت کرے گہر کے دروازے تک کذا فی الاحیاء اور ساکت ہوا ہے
اسکے مخرج سے کہا حسن بصری نے جس نے پیروی کی اپنے بھائی کی اللہ کی راستی مین تو بھیجیگا اللہ تعالے اپنی فرشتونکو قیامت
کے دن کہ مشایعت کرینگے اوسکی جنت تک واخذ الرکاب للمرکوب اور ساتھ پکڑنے رکاب کے واسطے سوار کرنیکے اگر سواری رکھتا ہو اور یہ
مروی ہے فعل ابن عباس سے کہ زید بن ثابت کے ساتھ کیا تھا انا لکل ماثور پس یہ سب چیزین اکرام مہمان مین مروی اور ماثور ہین
ویرجع فرحا وان قصر فی حقہ اور لوٹے خوش اگرچہ قصور کیا ہو میزبان نے اوسکے ادائے حق مین یعنی مہمان کو بھی چاہیے کہ وہ خوش
وخرم لوٹے اگرچہ میزبان نے اوسکے ادائے حق مین قصور کیا ہو برضاء المضیف فہو حسن الخلق ساتھ رضامندی میزبان کے پس
وہ یعنی پھرنا مہمان کا ساتھ کشادہ روئی اور رضامندی میزبان کے نیک سیرتی ہے کہ وارد ہوئی ہے حدیث حسن ساتھ اوسنا حسن کے
حسن سے اوسنے روایت کی ہے ابی الحسن سے اوسنے جد الحسن سے ان احسن الحسن الخلق الحسن ولا یکون اکثر من ثلثة
ایام تحرزا عن السامة اور نہ ٹھہرے مہمان میزبان کے یہان زیادہ تین دن سے واسطے احتراز کرنیکے ملالت طبع اوسکی سے
کہ مبادا دل تنگ ہو اور اسکا ٹھہرنا اوس پر دشوار گذرے فورد فی پس وارد ہوا ہی صحیحین کی حدیث مین ابی شریح سے کہ
فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے الضیافة ثلثة ایام وما زاد فصدقة یعنی ضیافت تین روز ہے اور جو کچھ کہ زیادہ ہو پس
وہ صدقہ ہے یعنی مہمان کے سامنے کھانا لانا سنت موکدہ ہے اول دن اور رات مین اور دوسرے تیسرے دن جو کچھ
حاضر ہو وہ سامنے لاوے بغیر زیادتی کے عادت پر اور جو کچھ کہ زیادہ ہو تین دن سے پس صدقہ اور بھلائی ہے اگر چاہے
کرے اور چاہے نہین الا ان یلح مگر یہ کہ مبالغہ اور الحاح کرے میزبان یعنی اگر میزبان تین روز سے زیادہ رکھنے مین مبالغہ

کرتاہے اور مہمان جانتاہے کہ وہ اسکے رہنے پر راضی ہے اور صدق دل سے اوسکو ٹہراتا ہے تو اس صورت مین اگر تین
روز سے زیادہ رہے تو کچھہ مضائقہ نہین ہے ولیعد فراش الضیف اور جدا اور آمادہ کرے میزبان بستر مہمانکا تاکہ ادسکے
ساتھ قیلولہ اور شب خوابی کی یہ سنت ہے مسلم نے جابر سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
تین فرش آدمی کو کافی ہین ایک واسطے مرد کے دوسرا واسطے عورت کے تیسرا واسطے مہمان کے اور چوتہا شیطان کے لئے ہے
ولیتاذن کل صاحبہ فی الصوم النفل فہوا ماثورا ور اذن چاہے ہر ایک مہمان اور میزبان سے صاحب اپنے سے نفل روزہ مین کہ
یہ ماثور ہے حضرت سے یعنی مہمان بے اجازت میزبان کے اور میزبان بے رضامندی مہمان کے نفل روزہ نرکہے ترمذی نے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ وارد ہو نزدیک کسی قوم کے
پس نفل روزہ نرکہے مگر ساتھ اذن اونکی کے اور جو فرض روزہ ہے برابر ہے ادا ہو یا قضا یا نذر معین کا تو عذر کرے
ویرسل الطعام لاصحاب المصائب اور رکہانا بہیجے واسطے صاحبون مصیبت کے یعنی مستحب ہے اقارب اور ہمسایون پر کہ اہل میت کے
واسطے کہانا بہیجین اسقدر کہ دن رات دونون وقت اونکو کفایت کرے کیونکہ اکثر غم جو مشغول کرتا ہے کہانے سے ایک روز سے زیادہ
نہین رہتا اور بعضون نے کہا ہے کہ تین روز تک کہانا بہیجے کہ ایام تعزیت کے بہی اسیقدر ہین پہر جب کہ کہانا بہیجا تو اہل مصیبت سے
الحاح کرے اور منت کرے کہ اونکو کہلاوے تاکہ وہ ضعیف نہون بسبب ترک اوسکی کے شرم کی جہت سے یا زیادتی گریہ وزاری کی
سے فامر علیہ الصلوٰۃ والسلام بلال حمزۃ وجعفر رضی اللہ تعالے عنہما اسلئے کہ حکم فرمایا ہے آنحضرت م نے نازل ہو آپ پر درود
وسلام ساتھ بہیجنے کہانے کے واسطے آل حمزہ اور جعفر رضی اللہ تعالے عنہما کے یعنی حمزہ رض بن عبدالمطلب کہ آپکے چچا تہے اور غزوہ احد
مین شہید ہوئے اور جعفر رض بن ابی طالب کہ حضرت علی رض کے حقیقی بہائی اور آپکے چچازاد بہائی تہے اور غزوہ موتہ مین شہید ہوے
تو آپ نے حکم دیا کہ آل حمزہ اور آل جعفر رض کے واسطے کہانا بہیجو شارح جلیل ملا علی قاری نے کہا ہے کہ حدیث آل جعفر رض کے
یہان کہانا بہیجنے کی تو معروف ہے چنانچہ ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن جعفر رض سے روایت کی ہے ساتھ سند حسن
کے کہ جبکہ حضرت جعفر رض کے موت کی خبر آئی تو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آل جعفر رض مشغول ہین بسبب میت
اپنی کے اپنے کہانے سے پس اوٹھاؤ تم اونکے لئے جو کچھہ کہ وہ کہاتے ہین اور حدیث اہل حمزہ کے یہان کہانا بہیجنے کی نظر سے
نہین گذری شارحین نے لکہا ہے کہ اہل جعفر کے واسطے کہانا بہیجنے کا امر واسطے اہل بیت نبوت تہا اور اس کہانیکو اب ماتم
مین رفعہ ساتھ ضمہ را کے کہتے ہین اور بعد دفن کے جب گہر مین داخل ہوتے ہین اوس وقت بہیجتے ہین الا ان یکون منکر ازوم
عن الاعانتہ علی الاثم مگر یہ کہ ہو وہان کوئی امر نامشروع واسطے منع کرنے کے مدد کرنیسے گناہ پر کہ حرام ہے یعنی اگر میت کے اہل کے یہان نامشروع
باتین ہوتی ہین مثل نوحہ اور منہ پیٹنے اور کپڑے پہاڑنے اور کشف عورت کی پس اس صورت مین کہانا نہ بہیجے کہ اسمین گناہ پر مدد
دیتا ہے اور فرمایا اللہ تعالے نے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان تاتار خانیہ مین ہے کہ کہانا بہیجنا اہل میت کو اور کہانا اونکے
ساتھ پہلے دن جائز ہے بسبب مشغول ہونے اونکے کے میت کی تجہیز تکفین مین اور بعد اوسکے مکروہ ہے انتہی اور میت کے پیچھے

جو کھانا او... نی جیسے پاس نجاست ہین وہ ہمارا... صاف دانون اور جبر حق دست واوکا حق ہی اور جو زیادہ ہو تو نہ خراب لیا جاتے
بلکہ کھایا جاوے احیا مین غزالی نے کہا ہے کہ اگر اہل مصیبت پر کھانا بھیجا اور وہان امور ناشروعہ ہین تو اونکے ساتھ کھانا نہ کھاوے
اور علی قاری نے کہا ہی کہ اہل میت نکے لئے کھانا پکانا واسطے جمع ہونے آدمیون کے اوسپر بدعت مکروہ ہے بلکہ جریر رضی اللہ عنہ سے
صحت کو پہنچا ہے کہ ہم اسکو نیاحت مین سے شمار کرتے تھے پس یہ ظاہر ہے اوسکی تحریم مین وتجنب طعام السلطان اور پرہیز کرے
بادشاہ کے کھانا کھانیسے یعنی بادشاہ کے کھانا کھانیسے پرہیز کرے کیونکہ شبہ تو اسمین ضرور ہی اور غالبا اس زمانہ مین اوسمین حرمت ہی لقبل
لو اکرہ اور قبول کرے اگر اکراہ اور زبردستی کرے بادشاہ اسکی قبول یا اکل پر اسلئے کہ روایت کی ہی ابن ماجہ اور حاکم نے اور صحیح کیا ہے
ابن عباس سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اوٹھا لئے گئے میری امت سے خطا اور نسیان اور وہ چیز کہ زبردستی کی گئی
اوسپر اور یہ اکراہ عام ہی کہ ضرب کی ساتھ ہو یا قید سے اور بعضون نے کہا ہی کہ مجرد حکم سلطان کا اکراہ ہی نقل ہی کہ ذو النون مصری ایک مرتبہ
قید ہو گئے تھے پس جتنے دن تک قید مین رہے کھانا نہین کھایا سو اونکی ایک بہن تھین خدا کے راستہ مین اور رکھیہ سوت کاتا کرتی تھین
اوسکی اجرت مین سے کھانا پکاکر زندان بان کے ہاتھہ ذو النون مصری کے پاس بھیجا ذو النون نے یہ بھی نہ کھایا جب اونکو خبر ہوئی
تو خفا ہوئین اور کہلا بھیجا کہ یہ تو حلال تھا اسکو کیون نہین کھایا کہا بیشک حلال تھا مگر ظالم کے طباق مین آیا تھا اسواسطے نہین کھایا
اور اشارہ کیا طرف ہاتھہ زندان بان کے اور یہ نہایت ورع ہے اور بعض نسخون مین لقبل کی جگہ لقیل ہے اقلال سے یعنی اگر اکراہ کرے بادشاہ
تو کم کھاوے ولا یقصد الاجود اور نہ قصد کرے بہتر اور لذیذ کھانیکا یعنی بادشاہ کا کھانا اگر کھاتا ہی تو بہتر کھانیکا قصد نکرے واسطے
مخالفت ہوا اور اوسکی متابعت کی خاصکر جبکہ کھانیمین شبہ ہو بعض مذکین نے رد کردی تھی گواہی اوس شخص کی کہ بادشاہ کے
کھانے پر حاضر ہوا تھا اوسنے کہا کہ مین تو مکرہ تھا یعنی زبردستی کی گئی مجھپر کہا مین نے تجھکو دیکھا تھا کہ بہتر کھانیکا ارادہ کرتا تھا اور بڑے
بڑے لقمے لیتا تھا اسپر تو تجھکو زبردستی نہین کی تھی اور بادشاہ نے اس مذکی پر ایک مرتبہ جبر اور اکراہ کیا کھانا کھانے پر پس کھایا
تو تمہارا کھانا کھا کر تذکیہ ترک کرو لگا یا کھانا نہ کھاونگا اور مذکی بنا رہونگا پس نہین پائی خلاصی مذکیہ سے مجھپر چھوڑ دیا اونکو ونحو الثوم
والبصل والکراث یہ معطوف ہے طعام السلطان پر یعنی اجتناب کرے مانند لہسن اور پیاز اور گندنے کے سوا اور ہر ترکاری سے کہ اوسکی
بدبو ہو خاصکر جبکہ مسجد مین داخل ہونیکا ارادہ کرے مجلس داخل ہونے اوسکی بدبو کے ثوم ساتھ ضمہ مثلثہ اور سکون واو کی ہے یعنے لہسن
البصل بفتحتین پیاز اور کراث ساتھ ضمہ اور فتحہ اور تشدید راء کی گندنا لاسیما یوم الجمعۃ فہو منہی عنہ خاصکر جمعہ کے دن کہ اوس مین آدمی
جمع ہوتے ہین پس وہ منہی عنہ ہی لتنفر الملائکۃ والناس عن ریحہ بسبب نفرت کرنے فرشتون اور آدمیون کے اوسکی بدبو سے صحیحین مین
جابر رضی عنہ سے مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کھایا اوس درخت بدبودار سے پس نہ قریب ہو ہماری مسجد کے
اسلئے کہ فرشتے ایذا پاتے ہین اوس چیز سے کہ ایذا پاتے ہین اوس سے آدمی اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کھایا لہسن
اور پیاز اور گندنا پس نہ قریب ہو ہماری مسجد کے اور معاویہ بن قرہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہی کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہی فرمائی ہی ان دونون درختون سے پیاز اور لہسن سے علمانے کہا ہی کہ یہ نہی اپنے اطلاق پر نہین ہی بلکہ جبکہ ارادہ کرے

کھانے والا مسجد مین داخل ہونیکا باوجود باقی رہنے اوسکی بو کے اور رکھانا ان چیزوں کا بدون اس نیت کے پس نہی کے تحت مین داخل نہین اور نہی
نہی مشروط ہو ساتھ اسکی کچی ہونے اور اگر یہ چیزین پکی ہوئی ہون اور بو جاتی رہے پس نہین ممانعت ہو شرعۃ الاسلام مین لکھا ہو رخصت دیگئی ہو پیاز
کھانیکی اوس شخص کے لیئے کہ داخل ہو کسی زمین مین پس کھاوے اوسکی پیاز تاکہ دور ہووے اوس سے اوسکی وبا اور بعضون نے کہا ہو کہ جو شخص پیاز
کھاوے پس چاہیے کہ اوسکے اوپر کرفس کھالے کہ وہ اوسکی بدبو کو دور کرتا ہو اور سنت مولی کھانے مین یہ ہو کہ اول لقمہ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ
کا نام لیوے تاکہ اوسکی بو معدوم ہووے انتہی مافی شرعۃ الاسلام شیخ عبد الحق دہلوی نے صراط المستقیم کی شرح مین کہا ہو کہ بعض احادیث غیر ثابتہ
ان اشیاء مذکورہ کی مدح مین بین مقاصد مین کہا ہو کہ مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی جبکہ مول لو تو پس نہ بھول پیاز کو
پھر کہا کہ یہ جھوٹ محض اور اسکی مانند ہو وہ جو روایت کی ہو دیلمی نے لازم پکڑو تم پیاز کو پس وہ پاک کرتی ہو نطفہ کو اور صحیح کرتی ہو اور مسند الفردوس
مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہو کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ کھاؤ تم مولی اور ارادہ کرو تم کہ اوسکی بدبو جاتی رہے پس چاہیے
کہ میرا ذکر کرو تم اور ایک روایت مین ہو پس چاہیے کہ درود بھیجو مجھپر اور کہا کہ حدیث منقطع ہے اسکے اسناد مین مجاہل ہین اور صاحب
قول البدیع نے کہا ہو کہ یہ حدیث صحیح نہین ہو انتہی من نجم العلم والاکل فی السوق فہو دناءۃ اور احتراز کرے بازار مین کھانے سے کہ وہ دون ہمتی اور رذالت
اور ردائت ہو ابراہیم نخعی سے حکایت کی گئی ہو کہ کہا اونھون نے کہ بازار مین کھانا دناءۃ ہو اور احیاء مین کہ نسبت کیا گیا ہو وہ طرف رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ غریب ہو روایت کیا ہو اسکو طبرانی نے ابی امامہ کی حدیث سے اور وہ ضعیف ہو اور روایت کیا ہو اسکو ابن عدی نے
کامل مین اوسکی حدیث سے اور ابو ہریرہ کی حدیث سے انتہی شارح جلیل علی قاری نے کہا ہو کہ تعدد اوسکی طرق کو قوت پہونچاتا ہو اوسکے حسن تک
جیسا کہ پوشیدہ نہین ہو اور یہ قول صاحب احیاء کا کہ منقول ہو ابن عمر سے کہ اونھون نے کہا تھے ہم کھاتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین
اور ہم چلتے تھے اور پانی پیتے تھے حالانکہ ہم کھڑے ہوتے تھے روایت کیا ہو اسکو ترمذی نے اور صحیح کہا ہو پس نہین ظاہر ہو وجہ تضاد کی احتمال
کہ ممکن ہے چلنا اور کھڑا ہونا اور پینا بازار مین اور یہ قول اللہ تعالیٰ کا ما لہٰذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق پس انکار ہو ہر واحد
ہر ایک کے دونو مین سے نہ دونو کے جمع ہونیکا پس معنی اوسکے اس قول کے یاکل الطعام یہ ہو کہ وہ فرشتون مین سے نہین ہے اور یمشی فی الاسواق
کے یہ معنی کہ پھرتے ہین بازار مین خرید و فروخت کیلیئے انتہی الا انہ التواضع وہضم النفس مگر ساتھ نیت تواضع اور کسر نفسی کے یعنی اگر بازار مین
کسر نفسی اور تواضع کی نیت سے کھاوے تو اسمین کچھ مضائقہ نہین لطائف مین سے یہ ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب کو
دیکھا کہ کھجور کھاتے تھے اور ایک آنکھ اونکی دکھتی تھی آپنے فرمایا کہ کھجور کھاتا ہو اور تیری آنکھ دکھتی ہو عرض کیا یا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم مین دوسری جانب سے چباتا ہون یعنی جس طرف کی آنکھ نہین دکھتی پس ہنسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جبکہ مصنف فارغ ہوا کھانے
پینے کے باتون سے پس شروع کیا لباس کا بیان سطلانی نے شرح بخاری مین ابو ہریرہ رض کی حدیث کے تحت مین کہا ہو کہ ابی نعیم اصبہانی کے نزدیک اول
اول لوگون کے کہ پاجامہ پہنا ہو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام ہین اور اسمین استحباب ہو پاجامہ پہننے کا اور ترمذی نے ابن مسعود
رض سے مرفوعاً روایت کی ہو کہ جس روز حضرت موسی علیہ السلام سے پروردگار تعالیٰ شانہ نے کلام کیا تھا اوس دن حضرت کی بدن
پر ایک چادر تھی صوف کی اور ایک جبہ صوف کا تھا اور پاجامہ صوف کا تھا اور نعلین مردہ گدھے کی پوست کی تھی اور سر پر ایک چھوٹی ٹوپی تھی [illegible]

نیچے ہوئے پانجامہ کے یا ٹخنوں کی نیچے تک اسلئے کہ اسمین وعید آئی ہی ساتھہ آگ دوزخ کے یعنی ازار یا پانجامہ ٹخنوں سی نیچا نہ پہنے کہ اسمین دوزخ کی آگ کی وعید آئی ہی بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھہ نیچے ٹخنوں کے ہو ازار سے پس وہ دوزخ کی آگ مین ہی مراد اس سے یہ ہی کہ صاحب اوسکا دوزخ مین ہی یہان پر بیان مین سبب کو قایم مقام مسبب کے کیا ہی پھر اگر ٹخنون سی نیچے لٹکانا بطریق تکبر ہی تو حرام ہی اور کبیرہ اور جو بطریق تکبر کے نہین ہی تو مکروہ ہی اور صغیرہ بسبب متروک ہونے طریقہ مسنون کے اور اسلئے اسمین اسراف ہی اور ٹخنی سی اونچا اور نصف ساق سے نیچا ہو تو یہ مباح ہی پس یرفعہ الی نصف الساق اونچا کرے اوسکو نصف ساق تک یعنی ازار وغیرہ نصف ساق تک کی کہ یہ عزیمت ہی اور بالاتفاق افضل ہی اور انحضرت علیہ السلام کی ازار بھی ایسی ہی تھی ابو داود نے روایت کی ہی کہ کہا ابو سعید خدری نے کہ سنا ہی مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ فرماتے تھے کہ ازار مومن کی نصف ساق تک اور جو نصف ساق اور کعبین کے درمیان مین ہو اوسمین کچھہ گناہ نہین ہی یعنی یہ رخصت ہی اور احمد کی روایت مین انس سے ہی کہ ازار نصف ساق تک ہی یا کعبین تک اور نہین بھلائی ہی اس سی نیچے مین جاننا چاہئے کہ اسبال اور جر اکثر ازار مین ہوتا ہی اور اسمین وعید شدید آئی ہی یہانتک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرسل ازار کو کہ نماز پڑھتا تھا ساتھہ اعادہ کرنے نماز اور وضو کے اور دوسری حدیثون مین آیا ہی کہ نصف شعبان مین تمام بخشی جاتے ہین مگر نیچے ازار پہننے والا اور تحقیق یہ ہی کہ اسبال تمام کپڑون مین ہی جو کچھہ کہ قدر حاجت سی زیادہ لٹکتا ہو وہی اسبال ہی چنانچہ ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سی روایت کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسبال تنہا ازار مین نہین ہی بلکہ پیراہن اور عمامہ مین بھی ہوتا ہی جس نے کھینچا ان مین سی کسیکو بطور تکبر کے تو نہین نظر کریگا اللہ تعالی طرف اوسکی قیامت کے دن اور باعث تخصیص ازار کا کثرت وقوع ہی کیونکہ لباس اکثر آدمیون کا عہد نبوت مین چادر اور ازار ہی تھا سوا اس سے قمیص کے دامن اور قبا اور آستین سب کا حکم جانا گیا اور سنت آستین مین یہ ہی کہ بند دست تک ہو اور جو انگلیون کے سرون تک ہو سردی کے دفع کے لئے تو وہ مباح ہی اور جو اس سے زائد ہو وہ حرام ہی شیخ عبد الحق دہلوی نے کہا ہی یہ جو تطویل اور توسیع جو بعض دیار عرب اور مصر مین رائج ہی مخالف سنت کے ہی اور اسراف ہی موجب اضاعت مال کا پس جو کچھہ اسمین سی بطریق تکبر کے ہی وہ تو حرام ہی اور جو بطریق عرف اور عادت کے ہی اور شعار قوم ہوگیا ہی حرام تو نہین ہی مگر افراط اوسکی خالی کراہت سی نہین ہی انتہی اور عورتون کا حکم بنابر اسکی جو مفہوم ہوتا ہی اوس حدیث سی جو مروی ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سی کہ عرض کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی جبکہ ذکر کیا ازار کا کہ عورت یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرے آپنے فرمایا کہ ایک بالشت چھوڑ دے پھر عرض کیا کہ اگر اوس سی بدن کھلے آپنے فرمایا کہ ایک ذراع تک چھوڑ دے اوس سی زیادہ نہین ابن حجر نے کہا ہی کہ مستحب ہی عورت کے لئے اوسقدر کہ چھپاوے بدنکو اور جایز ہی اوسکی تطویل ایک ذراع تک انتہی ما فی نجم العلم وسید البس القمیص اور ابتدا کرے ساتھہ پہننے پیراہن کے ہر کپڑے سی پہلے کہ اسمین کشف عورت نہین ہوتا اور اسلئے کہ تھا قمیص احب ثیاب کا طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ترمذی نے شمایل مین ام سلمہ سے روایت کی ہی کہ محبوب ترین تمام کپڑون کا طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص تھا اور اسمین یہ بھی ہی کہ آستینین آپکے قمیص کی پہونچے تک تہین ابن حجر نے کہا ہی کہ وہ جو منقول ہی صحابہ سے فراخ ہونا آستینونکا سو وہ مبنی ہی اوس وہم پر کہ لفظ کمام کا جو واقع ہی اوس حدیث مین کہ روایت کیا ہی اوسکو ترمذی نے کبشہ رضی اللہ عنہ سی قال کان کمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطحا جمع کم کی ہی حالانکہ اسطرح نہین ہی بلکہ وہ جمع کمتہ کی ہی کہ اوسکو سپر یعنی ٹوپی کہتے ہین مانند قلنسوہ کے سو گویا کہ اسکی قایل نے نہین سنا ہی یہ قول ایمہ کا کہ بدعتون مذمومہ سی ہی فراخ کرنا آستینونکا مگر ای بار خدا حمل کیا جاوے اور تطبیق

الجامع درمیان قول ائمہ کے اور درمیان اس حدیث کے در صورت تسلیم معانی موہوم قوم کے یا نیستور کہ مراد ائمہ کی وسعت آستین بابت دست

ہی اور وہ جو منقول ہی صحابہ سی خلاف اسکا ہو وہی ظاہر اور متعین ہو انتہی سیوطی نے کہا کہ گریبان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص کا سینہ پر تھا جیسے کہ

ابا اعتقاد ہے پس گمان اوس شخص کا کہ اوسکو علم نہین ہی کہ یہ بدعت ہی نہین ہی جیسا کہ گمان کیا اوسنے انتہی آور کہا عسقلانی نے کہ قول راوی کا کہ وہ مطلق

یہ سی الخ مقتضی ہو اس کو کہ گریبان آپکی قمیص کا سینہ پر تھا بسبب اسکے کہ صدر حدیث مین ہی کہ دیکھا اوسنے آپکو مطلق القمیص یعنی گھنڈی کھلا ہوا تھا انتہی اور تحقیق

کیا اس حدیث کو ابو داود نے معاویہ بن قرہ سے اوسنے اپنے باپ سے کہا آیا مین پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ ایک گروہ کے مزینہ سے پس بیعت کی ہمنے

آپسے اور آپ تکمہ کھولے ہوئے بیٹھے تھے پس ڈالا مینے اپنا ہاتھ کرتی قمیص کے گریبان مین پھیر ہاتھ لگایا مہر نبوت کو علمانے کہا ہے کہ یہ دلالت کرتا ہے

اس امر پر کہ گریبان آپکا سینہ پر تھا کیا ہو کہ بر تقدیر ہونے تکمون کے کنٹھی مبارک پر جیسا کہ بعض فقہا اسی طرف گئے ہین اور ہونے اونکے کھلے ہوئے کی

احتیاج نہین تھی طرف ڈالنے ہاتھ کے واسطے ہاتھ لگانے مہر نبوت کے بلکہ ظاہر یہ ہی کہ مہر نبوت اس تقدیر پر ظاہر اور کھلی ہوئی ہوگی اور اوسکا چھونا

بدون ہاتھ ڈالے آسان ہوگا اور شیخ عبد الحق دہلوی نے کہا ہی کہ گریبان آپکی قمیص کا سینہ پر تھا جیسا کہ دلالت کرتے ہین اوسپر حدیثین اور

ثابت کیا ہی اسکو علماء حدیث نے اور یہی متعارف ہی بلاد عرب مین انتہائے مغرب تک اور گمان کیا ہی بعض جاہلون نے سلف سے اور چونکہ بعض

عجم کے شہرون مین سینہ پر گریبان رکھنا عورتون کی عادت ہی تو حکم کیا ہی بعض فقہا نے اوسکی کراہیت پر بسبب تشبیہ عورتون کے اور تشبیہ یہ

عادت محدثہ اور نئی نکالی ہوئی ہی اور معتبر وہ اصل ہی اور رجوع مردون کی عادت ہی عجم مین یعنی مونڈھے پر گریبان رکھنا سنت حقیقۃ مین عادت ہو گئی

ہی انتہی من مجمع العلم وملبس الخشن اور پہننی لباس درشت اور گندہ چادر ہو یا قبا ہو یا قمیص وغیرہ اور یہی مسنون ہی اگرچہ عمدہ اور نفیس پوشاک پہننے کی

قدرت رکھتا ہو ترمذی اور حاکم نے معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ جس نے ترک کیا اچھا لباس پہننا واسطے تواضع کے اللہ تعالی کے حالانکہ وہ اوسکی پہننے کی

یہ قدرت رکھتا ہی تو بلا دیگا اوسکو اللہ تعالی قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے یہانتک کہ اختیار دیگا اوسکو جنت کے جوڑون مین جونسا چاہے پہنے

اور روح البیان مین ہی بعض سلف سے من رق ثوبہ رق دینہ یعنی جو شخص کہ رقیق اور باریک ہوا لباس اوسکا تو ضعیف ہوا ایمان اوسکا کیونکہ باریک لباس باعث

تکبر کا ہی یعنی گویا کہ یہ دونون آپس مین تلازم رکھتی ہین جیسا کہ اشعار ہی طرف اوسکی یہ حدیث کہ جو شخص کہ محبوب رکھیگا آخرت اپنی کو تو موخر کریگا اپنی

دنیا کو اور جو شخص کہ اپنی دنیا کو محبوب رکھیگا تو موخر کریگا اپنی آخرت کو اور احمد اور ابو داود اور ابن ماجہ نے ساتھ سند حسن کے ابن عمر سے مرفوعا روایت

کی ہی کہ جس نے شہرت کا لباس پہنا تو پہناویگا اوسکو اللہ تعالی لباس ذلت کا اور بیہقی کی روایت مین ابو ہریرہ اور زید بن ثابت سے آیا ہی کہ نہی فرمائی

آنحضرت علیہ السلام نے دو شہرتون سے ایک تحت ثیاب در غلظ اوسکی سے اور نرمی اور درشتی اوسکی سے اور درازی اور کمی اوسکی سے ولکن سداد

وبین ذلک واقتصاد ولیکن راہ راست ہی درمیان مین اسکی اور میانہ روی اور وہی بہتر ہی کذا فی شرح القاری مجمع العلم مین ہی کہ مراد رقت دین سے

جو متن کی حدیث مین ہی ضعف دین مراد ہی لیکن مطلقا نہین بلکہ جسوقت اوسپر دینہ تکبر اور فخر کے ہو بسبب اسکے کہ روایت کی ہی بخاری نے ابن عباس سے

کہا کھا جو چیز کہ چاہی تو اور پہن جو کچھ کہ چاہے تو مادام خطا کہ اخطاتک اثنتان سرف ومخیلۃ جبتک کہ دور ہین تجھسے دو خصلتین اسراف اور تکبر زیلعی نے کہا ہے کہ

مستحب ہی آدمی کے لیے اچھی پوشاک پہننا اور مباح فرمائی ہی اللہ تعالی نے زینت ساتھ اس قول اپنے کے قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج

لعبادہ اور فرمایا ہی علیہ السلام نے تحقیق اللہ تعالی جبکہ انعام فرماتا ہی کسی بندے پر تو محبوب جانتا ہی کہ دیکھے آثار نعمت کے اوسپر اور نکلا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ چادر اوڑھی ہوئے کہ قیمت اوسکی چار ہزار درہم تھے ولا ینزع حتی یرقعہ فہو السنۃ اور نکالے کپڑے
کو اور نہ دور کرے اوسکو یہانتک کہ پیوند لگاوے اوسمین پس یہی سنت ہے یعنی جبکہ کپڑا پرانا ہو جاوے تو اوسکو بدون پیوند لگا کر نہ دور
کرے کیونکہ طریقہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑے کے استعمال مین یہی تھا صحیحین مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہا باہر لائین
حضرت عائشہ صدیقہ طرف ہمارے ایک چادر پیوند دار اور ایک ازار درشت پھر کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک انہین دونون
کپڑون مین قبض کی گئی ہی اور ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت کی ہی کہا حضرت عائشہ نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تخلقی
ثوبا حتی ترقعیہ تخلاق الثوب عدہ خلقا اخلاق الثوب کہتے ہین کپڑے کو پرانا جانکر لے مت پرانا جانکر چھوڑ کپڑے کو یہانتک کہ اوسمین پیوند لگاوے
اور ابن عساکر نے ابی ایوب سے روایت کی ہی کہ آنحضرت علیہ السلام سوار ہوتے تھے حمار پر اور سیتے تھے پاے پوش اپنی اور پیوند لگاتے تھے
قمیص مین اور پہنتے تھے صوف اور فرماتے تھے من رغب عن سنتی فلیس منی اور بہی ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونسے فرمایا کہ اے عائشہ اگر میرا اتصال اور پیوستگی چاہتی ہی یعنی دنیا اور آخرت مین پس چاہیے کہ کافی ہو تجھکو دنیا سے
مثل اوس توشہ سوار کے کہ جلد منزل پر پہنچے اور دور رکھ اپنی کو تونگرون کی ہمنشینی سے اور مت دور کر کپڑے کو بسبب پرانا ہونیکے یہانتک
کہ پیوند اوسمین لگاوے کذا فی شرح شیخ فخر الدین تو لکھا ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیراہن مین بارہ پیوند تھے چنانچہ بعض اونمین سے
چمڑے کے تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنی خلافت مین تین درہم مین کپڑا خرید کرتے اور قطع کرتے اور وہ آستینون مین سے جو کہ ہاتھ سے زیادہ
ہوتا تھا وہ قطع کر ڈالتے تھے کذا فی الشرح الفارسی اور ابن الکرسی جنید بغدادی کے اوستاد جبکہ مرے تو اونپر ایک مرقعہ تھا کہا گیا ہی کہ
اوسکی ہر ایک آستین کا وزن مع دخاریش اوسکی کے تیرہ رطل تھا اور مرقع صلاحیت رکھتا ہی تمام فقرا کے لیے ساتھ نیت تقلیل کے گناہ سے
اور تھے ابو حفص حداد کہ عمدہ پوشاک پہنتے تھے شاید کہ نیت اونکی چھپانے حال کے تھی یا خوف نہ قائم ہونے کا اوس چیز پر کہ واجب ہوتی ہی
اہل طریقت کے نزدیک مرقع پہننے سے اور بعض صوفیہ مین سے ایسے تھے کہ نہ تو عمدہ لباس پہننے کا قصد کرتے تھے اور نہ درشت کا او نتیجہ
کا بلکہ پہنتے تھے جو کچھ کہ داخل کرتا تھا اونپر حق پس پہن لیتا ساتھہ حکم وقت کے اور البتہ یہ بہتر ہی اور اونکو اونکی کامو مین طرح طرح کی نیتین ہین
اور حسن نیت کے لیے وجوہ متعدد ہین کہ شرح اونکی طویل ہی واللہ اعلم بالصواب کذا فی شرح الحکم ویکسو المنزوع فقیرا اور پہنادے اوتارے
ہوئے کپڑے کو فقیر کو یعنی پرانا کپڑا جب اوترے تو فقیر کو دیدے اور فروخت نکرے لیکون فی حرزہ لگائے تاکہ ہووے بیچ حفظ اور رحمت
اللہ تعالے کے احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی
کہ پہنے نیا کپڑا اور پڑھے یہ دعا الحمد للہ الذی کسانی ما اواری بہ عورتی واتجمل بہ فی حیاتی پھر قصد کرے پرانے کپڑے کی طرف جسکو اوتارا ہے
پس تصدق کر دے اوسکو تو ہوتا ہی وہ آدمی بیچ ذمہ اللہ تعالے کے اور اوسکو پناہ اور حمایت اور حفاظت اور نگاہبانی اور پردہ عفو
اور مغفرت مین حالت زندگی اور حالت موت مین سبب شکرگزاری نعمت کے ولا یتخذ ثوبین اور نہ آمادہ کرے دو کپڑے ایک جنس کے
یعنی دو قمیص یا دو ازار یا دو چادر کہ اسمین اہل دنیا کے ساتھہ مشابہت ہی ویتصدق باحدہما ان اجتمعا اور تصدق کرے ایک کو دونون
مین سے اگر اتفاقا بلا قصد جمع ہو جاوین تاکہ اہل دنیا کی تشبہ سے بچے اور ثواب انفاق کا حاصل ہو کنز العمال مین ہی کہ دو کپڑون مین سے ایک تصدق کرے

کرنا عزیمت ہے اور نہین تو ایک قسم کے چند کپڑے طیار کر نہین حلال مال سے کچھ گناہ نہین ہو اگرچہ بہت ہون انتہی اور
علی قاری نے کہا ہے کہ وہ جو حدیث مشہور ہی کہ صاحب دو قمیصون کا ایمان کی حلاوت نہین پاویگا سو اسکی کچھ اصل نہین
انتہی و تعمم اور سر پر عمامہ باندھنی تعمیم بر سر عمامہ بستن عمامہ بالکسر دستار السر کذا فی الصراح فالعمائم تیجان العرب اسکو کہ
عرب کے تاج ہین دیلمی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہی یعنی عمامے بمنزلہ تاجون عرب کے ہین یعنی چونکہ عرب لوگ اکثر جنگلو نمین رہتے
اسلیے ٹوپی تک میسر نہین ہوتی ننگی سر پھرتے اور عمامہ نہایت کم ہوتا ہی اسوجہ سے وہ بمنزلہ تاج کے ہین و فیہ الوقار اور
بزرگی اور وقار صاحب عمامہ کا ہی جاننا چاہیئے کہ عمامہ باندھنا سنت ہی اور حدیثین اسکی فضیلت مین بہت وارد ہوئی ہین
آپنے کہ پہنو عمامہ کو تا زیادہ ہووے عقل اور بزرگی ملا علی قاری نے کہا ہے کہ بعض ضعیف حدیث مین آیا ہی کہ ایک
کے ساتھ بہتر ہے ستر نماز سے جو بغیر عمامہ کے ہون اور فردوس دیلمی مین ابن عباس سے مروی ہی کہ عمامے تاج عرب
پس جبکہ رکھتی ہین وہ عمامونکو تو رکھتی ہین عزتین اپنی اور ماوردی کی روایت مین ہی کہ ان سے کہ عمامہ ٹوپی پر فرق ہی ہمارے
کے درمیان مین اور دیا جاویگا قیامت کے دن بدلے ہر پیچ کے کہ پھیرتا ہے اوسکو اپنی سر پر ایک نور اور ایک حدیث مین ہے
لازم پکڑو تم عمامونکو کہ علامت فرشتونکی ہین و یرسل الذیل بین الکتفین اور چھوڑے گوشہ دستار کو درمیان دونو شانو
اور بعض نسخون مین ذیل کی جگہ ذنب ساتھ ذال معجمہ کے آیا ہی کہ آخر شی کو کہتی ہین مگر مراد دونونسے ایک ہی ہی یعنی کنارہ عمامہ کا
دونون شانون کے درمیان مین چھوڑے اور اسکو عربی مین عذبہ کہتی ہین اور ہماری زبان مین شملہ اور چھوڑنا اسکا مستحب ہی اور نہایہ مین ہی کہ
اوسکے ترک مین کچھ گناہ نہین ہی اگرچہ اوسکے فعل مین ثواب ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوڑنا عذبہ کا ثابت ہوا ہی چنانچہ
ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تھے تو سدل کرتے تھے
اپنے عمامہ کو یعنی چھوڑتے تھے اوسکے کنارہ کو درمیان دونو شانون کے اور آپکا امر بھی شملہ چھوڑنے پر ثابت ہوا ہے جیسا
روایت کی ہے بیہقی نے لازم پکڑو تم اپنے اوپر عمامے باندھنا کہ وہ علامت فرشتونکی ہین اور چھوڑو تم اونکو پیچھے پشتون اپنی کے
لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسکو ہمیشہ نہین کرتے تھے یعنی شملہ ہمیشہ نہین چھوڑتے تھے سیوطی نے کہا ہی کہ یہ قول شیخ
نجم الدین کا کہ نہین جدا کیا عذبہ کو کبھی نہین واقف ہوا مین اسپر بلکہ صاحب ہدی نے ذکر کیا ہی کہ آنحضرت علیہ السلام کبھی عمامہ عذبہ کے
ساتھ باندھتے تھے اور کبھی بغیر عذبہ کے انتہی اور نووی نے شرح مہذب مین کہا ہی کہ جایز ہی عمامہ باندھنا ساتھ چھوڑنے شملہ کے اور
بغیر شملہ کے اور کچھ کراہیت نہین ہے ہر ایک مین اور نہین صحیح ہوئی ہے کوئی چیز بیچ نہی نہ چھوڑنے شملہ کے کہا علی قاری نے
سیوطی سے نقل کرکے کہ یہ حدیث خالفوا الیہود اور یہ حدیث اعوذ باللہ من عمامۃ صماء سو کچھ اصل نہین ہے ان
دونون کے انتہی علما نے کہا ہے کہ ارسال شملہ کا دونو شانونکے درمیان مین اکثر اوقات تھا اور کبھی داہنے جانب بھی شملہ
چھوڑتے تھے اور بعض اوقات دو شملہ دونو شانونکے درمیان مین چھوڑتے تھے اور داہنے جانب شملہ چھوڑنا علما کے
بدعت ہے کہا ابن حجر نے کہ افضل یہ ہے کہ دونو شانون کے درمیان مین ہو کیونکہ یہی فعل رسول خدا صلی

اللہ علیہ وسلم سے صحت کو پہنچا ہے اور ابن قیم نے اپنے شیخ ابن تیمیہ سے نقل کیا ہے کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ دیکھا اپنے پروردگار کو بالقصد رکھنے والا درمیان دونون شانونکے تو قطع
کی اوس جگہ کی یعنے ساتھ چھوڑنے شملہ کے اوس جگہ کہا عراقی نے کہ ہم اسکی کچھ اصل سنت سے نہین پا
تے ہین بلکہ یہ اون دونون کی رائے سے ہے انتہی سیوطی نے کہا ہے کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ کہا عمامہ بندھوایا مجھکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پر چھوڑا شملی کو درمیان دونون
شانون میرے کے اور پیچھے میرے سے روایت کیا ہے اسکو ابوداؤد نے اور ایک روایت مین ہے کہ چھوڑا پیچھے اوسکے
بقدر چار اونگل کے یا مانند اوسکے پھر کہا حضرت نے اسیطرح عمامہ باندھا کر فانہ اعرب واحسن روایت کیا
اسکو طبرانی نے اوسط مین اور اسناد اسکے حسن ہے اور ایک روایت مین ہے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کہ پھیرتے تھے پیچ عمامی کا سر پر اور شملہ چھوڑتے تھے پیچھے درمیان دونون شانون کے اور ایک
روایت مین ہے کہ نہین حاکم کرتے تھے حضرت کسیکو یہانتک کہ باندھتے تھے اوسکے اور شملہ چھوڑتے تھے اوسکے
سیدھی جانب کانکی طرف کان لا یولی والیا حتی یعممہ ویرخی لہا من جانبہ الایمن نحو الاذن روایت کیا ہے اسکو طبرانی
نے کبیر مین انتہی اسیطرح ذکر کیا ہے ملے قاری نے اور تصریح کی ہے علمانے کہ جس شخص نے جانا کہ وہ سنت
اور ترک کیا اوسکو اوس کے کرنیکے وجہہ سے تو وہ گنہگار ہے اور جو ویسی ہی بدون عار کے ترک کیا تو گنہگار نہین
اور شیخ دہلوی نے کہا ہے کہ تخصیص شملہ کی چھوڑنے کے ساتھ حالت نماز کے لیس بشئی ہے اور نہین موافق ہے
سنت کے ساتھ اور کنز مین کہا ہے کہ مستحب ہے سیاہ کپڑے پہننا اور شملہ چھوڑنا دونون شانون کے درمیان مین پشت
کے درمیان تک اور ایسی ہی محیط برہانی مین ہے اور کہا زیلعی نے کنز کی شرح مین کہ مستحب ہے شملہ چھوڑنا دونون شانون
کے درمیان مین انتہی سو ثابت ہوا کلام علماء حنفیہ اور شافعیہ سے کہ وہ سنت موکدہ نہین ہے اور تعبیر کرنا ساتھ
لفظ سنت کے جیساکہ طیبی وغیرہ کے کلام مین واقع ہوا ہے پس وہ اوپر سبیل مجاز کے ہے انتہی من منح العلم
فارغ ہو چکا مصنف عذبہ کے بیان سے تو ارادہ کیا اوسکی مقدار کے بیان کا پس کہا الے قدر الشبر
یہ جار مجرور متعلق ہے ساتھ محذوف کے جو حال ہے یرسل کے فاعل سے اور تقدیر عبارت کے یوں
ہے ویرسل الذنب بین الکتفین حال کونہ منتہیا الے مقدار شبر یعنے چھوڑے شملی کو درمیان
دونون شانون کے درحالیکہ پہنچنے والا ہو بقدر ایک بالشت کے اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اقل
مراتب عذبہ کا بقدر بالشت کے ہے او موضع القعود یا جگہ بیٹھنے کی یعنے نصف بدن تک او
نصف الظہر وہو وسط مرضی یا نصف پشت کے اور یہی درجہ متوسط اور پسندیدہ ہے کیونکہ بہتر
سب کامون کا وسط اوسکا ہے ملا علی قاری نے کہا ہے نصف پشت تک شملہ چھوڑنے

جو مصنف نے پسندیدہ کہا ہے یہہ مصنف ہی کے نزدیک پسندیدہ ہے اور نہین تو اقل یا شبہ اور اکثر بمقدار
الفتاوی مین ہے کہ مستحب ہے شملہ چھوڑنا دونون شانون کے درمیان مین وسط ظہر تک انتہی و الغرض
اور تمام درجے کہ مذکور ہوئے مروی ہوا ہے بالور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نجم العلم مین کہا ہے کہ
اشعار ہے اسطرف کہ اگر نصف ظہر سے شملہ زیادہ ہو تو موافق ہے سنت کے اور بدعت نہین ہے
اکثر شملہ کا موضع قعدہ تک ہے اور یہہ مطابق ہے اوسکے جو تصریح کی ہے تبیین مین اور محیط
ہے کہ علماء نے اختلاف کیا ہے شملہ کی مقدار مین سو بعضون نے کہا ہے کہ بقدر ایک بالشت کے
بعضون نے کہا کہ نصف پشت تک اور بعضون نے کہا ہے کہ بیٹھنے کی جگہ تک پس ظاہر یہہ ہے
چار انگل کی طرف کوئی نہین گیا ہے پس وہ جو دہلوی نے کہا ہے کہ اقل اوسکا بقدر چار انگل کے ہے
اکثر اوسکا بقدر ذراع کے اور دراز کرنا اوسکا یہانتک کہ نصف ظہر سے متجاوز ہو بدعت اور
اسبال ہے پس اگر تکبر کی وجہ سے ہو تو حرام ہے اور نہین تو مکروہ ہے اور مخالف ہے سنت
کے انتہی پس نہین ہے اسکے لیے سند صحیح اور وہ جو واقع ہوا ہے عبد الرحمن بن عوف
کی حدیث مین چنانچہ نقل کیا ہے اوسکو سیوطی نے کہ چھوڑا بقدر چار انگل کے یا مانند اوسکے
تردید سے باوجودیکہ روایتین اوسمین مختلف آئین جیسا کہ سیوطی کے کلام مین گذر چکا پس یہہ مفید مدعا
ہے اور محیط برہانی مین کہا ہے کہ جو شخص عمامہ اتارنے کا ارادہ کرے پس نہین لائق ہے اوسکو
دفعۃً اتار کر زمین پر ڈالدیوے بلکہ ایک ایک پیچ اوسکا کہولے جیسے باندہا ہے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف کے عمامہ کے ساتھ کیا ہے اور اسلیے کہ دفعۃً ڈالنے مین عمامہ کی اہانت
ہے اسیطرح تصریح کی ہے زیلعی وغیرہ نے شرعۃ الاسلام مین کہا ہے کہ جبکہ کپڑا اتارے تو اسکو
لپیٹ کر رکھے تاکہ شیطان اسکو نہ پہنے اور لباس کی زبان حال سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ کہتا ہے
زینت دے تو مجھکو راتین زینت دونگا مین تجھکو دنین مراد یہہ ہے کہ رات کو سنبہال کے طے کر کے رکہیگا
اور جب دن کو پہنیگا تو اچھا معلوم ہوگا انتہی من نجم العلم و یستحب لیلۃ الجمعۃ او یومہا او رنئے کپڑے پہننے جمعہ
کی رات یا دن مین اور سنت بہی یہا ہے اور دہلے کپڑون کو پہننا بہی حکم ہے ابن حبان نے انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کی کہ تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ نئی پوشاک تیار فرماتے تہے تو پہنتے بدن پر
جمعہ کے دن اور اسلیے کہ جمعہ کی رات اور اوسکا دن تمام اور راتون اور دنون سے افضل ہی پس
اس رات یا دن مین کپڑے بدلے تاکہ اوس کپڑے مین برکت حاصل ہو بسبب فضیلت اوسکی کی و یلبس ما اباح
اور پہنے لباس سے جو کچہہ کہ میسر ہو یعنے جس قسم کا لباس ملے تکلف اور بلا مشقت دستیاب ہو خواہ

یا غیر اُسکے جو ہو خوشی سے پہنے اور کسی خاص قسم کے لباس کی عادت نہ ڈالے اور جس قسم کے لباس
مین نہی وارد ہوئی ہے مانند حریر یا سرخ رنگ اور اور رنگ کے لباس کی یا شہرت کا لباس تو ایسے اجتناب
کرے شیخین کی حدیث مین آیا ہے کہ جس شخص نے پہنا حریر دنیا مین تو نہین پہنیگا اُسکو آخرت مین اور
احمد کی ایک روایت مین ہے حریر سے کہ پہنا دیگا اُسکو آخرت مین اللہ تعالے لباس آگ کا اور عبد الرزاق
کی حدیث مین ہے حسن سے مرسلاً کہ سرخی شیطان کی زینت سے ہے اور ابن ماجہ کی روایت مین ہے
ابی ذر رض سے کہ جس نے پہنا لباس شہرت کا تو اعراض کریگا اُس سے اللہ تعالے یہانتک
کہ رکھے اُسکو جہان اور ایک روایت مین ابو داؤد اور ابن ماجہ کے ہے ساتھ سند حسن کی ابن عمر سے
کہ جسنے پہنا لباس شہرت کا پہنا دیگا اُسکو اللہ تعالے قیامت کے دن اسی کے مانند لباس پھر شعلہ زنی
اُسمین آگ اور نہی فرمائی ہے نبی علیہ السلام نے دو لباسون سے ایک تو وہ جو زیادہ مشہور ہوا ہے حسن
مین اور جو زیادہ مشہور ہو برائی مین روایت کیا ہے اُسکو طبرانی نے ابن عمر رض سے جاننا چاہیے
کہ فضیلت زہد اور ترک لباس تنعم مین جیسے حدیث مین ثابت ہوئی ہین اسی طرح شان تجمل اور تزئین لباس
مین بہت حدیثین وارد ہوئی ہین لیکن بشرط عدم تکبر اور خیلا کے چنانچہ دونون قسم کے حدیثین
کسی قدر اوپر گذر چکی ہین اور کسی قدر یہان بھی مذکور ہوتے ہین اول ابو داؤد کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے تاکید سے فرمایا آیا نہین سنتے ہو تم کہ بذاذت ایمان سے ہے اور بھی آیا ہے کہ جو
کوئی ترک کرے لباس زینت کا باوجود قدرت کے اوپر ساتھ قصد تواضع کے تو پہنا دیگا اُسکو
اللہ تعالے حلہ کرامت کا اور دوسری قسم کی حدیثین یعنی عمدہ پوشاک پہننے سو
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے دوست رکھتا ہے کہ دیکھا جاوے اثر نعمت
اوسکی کا بندے پر جبکہ اللہ تعالے اپنے بندے کو نعمت دنیوی عطا فرماتا ہے تو دوست رکھتا ہے
کہ اثر اوس نعمت کا ظاہر اور آشکار ہو اور بلا مبالغہ بقدر امکان کے عمدہ لباس پہننے سے واسطے
اظہار نعمت کے اور ابو الاحوص اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ کہا ہے آیا مین آگے رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم کے اور میرے بدن پر میلے کچیلے کپڑے تھے آپ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ مال ہے
عرض کیا ہان یا رسول اللہ میرے پاس مال ہے پس فرمایا کہ جو خدا تعالے نے تجھکو مال دیا ہے پس
چاہیے کہ دیکھا جاوے اثر نعمت اور کرامت اوسکے کا تجھپر اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک آدمی سے فرمایا کہ نہایت برا اسکے کپڑے پہنے ہوئے تھا شاید کہ اور
کپڑے نہین رکھتا اوس نے عرض کیا کہ میرے دو نئے کپڑے گھر مین ہین پس آپنے فرمایا کہ جا اور

انکو پہنے تو اور حق تعالے کی نعمت کا اظہار کرے آ ۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بھی تجمل
اور تزئین ہیئت اور تحسین ہمت کو دوست رکہتے تھے اور خود بہ نفس نفیس جبکہ وفد آتے کہین
سے ایلچی اوترتے تھے تو عمدہ لوشاک ملبوس زیب بدن فرماتے تھے اور اصحاب کو اسی
کا حکم فرماتے تھے غرض کہ ہمارا اس باب مین قصد اور زینت ہے سو تجمل کا ترک
کرنا اور پہرا لباس پہننا اگر بسبب بخل اور خست طبع یا واسطے اظہار فقر اور
ریا کے ہے تو مذموم ہے اور ساتھ قصد زہد اور تواضع اور ایثار کے محمود ہے
اور عمدہ پوشاک پہننا اور زینت کرنا اگر بقصد تفاخر اور تکبر اور اسراف
کی ہے تو نہایت قبیح ہے اور جو بسبب اظہار نعمت حق اور ادا سے شکر اور اعزاز
دین اور تعفف اور ستر حال کے ہے تو مستحب اور مستحسن ہے مدار نیت پر ہے چنانچہ
حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جو کوئی کہ اسکے دل مین بقدر رائی کے دانہ کے کبر ہوگا وہ بہشت مین
نہین جاویگا ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین دوست رکہتا ہون کہ کپڑے میرے
عمدہ ہون اور پاے پوشش بھی عمدہ ہو آیا یہ بھی کبر مین سے ہے آپ نے فرمایا
ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر غمص الناس و بطر الحق یعنے یہ مقدار کبر مین محسوب
نہین ہے بلکہ کبر مذموم وہ ہے کہ حق کو باطل کرے یعنے جو کچہ اوسپر واجب ہو توحید حق
تعالے اور اوسکے عبادت اوس کا انکار کرے اور بندگان خدا کو حقیر اور ذلیل تصور
کرے حاصل یہ ہے کہ سلامتے قدر ضرورت پر اکتفا کرتے ہین اور اوسپر زیادتی اگر
تکبر اور خیلا اوسمین راہ نپاوے تو مباح ہے اور توسط اور میانہ روی سب مین
بہتر ہے اور وہ جو چیز کہ کسی قوم کے عادت اور متعارف ہوا اور باعث تعریف اور تمیز
اور باہم جدائی اونکی کا لباس مین ہوا ہو اسکی سبب سے رخصت ہے واللہ اعلم کذا فی شرح
الشیخ فخر الدین رحمہ اللہ و ینفض الخف قبل اللبس اور جھاڑے موزے کو پہلے پہننے کے تاکہ اگر
احیاناً اسمین کوئی چیز ایذا دینے والے مثل بچہو وغیرہ کے ہو تو دور ہو جاوے
ولیقعد فی لبسہ و نزعہ اور بیٹھ جاوے وقت پہننے اور نکالنے موزی کے کیونکہ
اسمین مشقت ہوتی ہے کبہی آدمی زمین پر گر پڑتا ہے اسی طرح پاپوش کا پہننا بہی
جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کیا ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ نہی فرمائی رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم نے کہ کہڑے کہڑے آدمی پاپوش پہنے شارحین نے کہا ہے کہ یہ ممانعت جب ہے کہ کہڑے کہڑے پہننے مین ہاتہ کے

اعانت کی ضرورت ہو اور مشقت سے اسکو بچا دے جیسے عرب کے موزہ اور پاے پوشین کہ انہین شراک باندہنے کی حاجت ہوتی ہے تو اسکو بیٹھکر پہننا
آسان ہوتا ہے اور جبکہ کھڑے کھڑے پہننے مین کچھ مشقت نہو اور بے اعانت ہاتھ کے اُتر بہی سکتا ہے تو انہین بیٹھنا کچھ ضرورت نہین ہے جیسے عجم کی پاے پوش
و کفش احیانا تواضعا اور برہنہ پا چلے کبھی کبھی بسبب تواضع اور انکسار اور ریاضت کے اور واسطے قدرت پانے کے اسپر وقت اضطرار کے بسبب
فرمانے اللہ تعالی کے واللہ جعل لکم الارض بساطا لتسلکوا اور بسبب اوس قول تعالی کے الم نجعل الارض مهادا انہو ماثورا اسلیے کہ ماثور ہے یعنے
یعنے گاہ بگاہ برہنہ پا پھرنا ماثور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اور سلف صالحین سے ابو داود نے فضالہ بن عبید سے
روایت کی ہے کہ کہا تہی آنحضرت علیہ السلام فرماتے تہی ہمکو یہ کہ برہنہ پا پھرین ہم کبھی کبھی لکہا ہے کہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ برہنہ پا پہرا کرتے تہے
اور انکی کرامت کا اونکی مدت حیات مین جانورون نے بغداد کے راستون مین گندگی کرنا ترک کر دیا تہا ایکمرتبہ راستہ مین گوبر پڑا تہا اس کو لوگون
جانا کہ بشر حافی کا انتقال ہوگیا ویلبس النعل الاصفر فهو یوجب السرور اور پہنے پاپوش زرد کہ بالخاصیت موجب خوشوقتی کی ہے اور نعل اوس چیز کو
کہتے ہین کہ بچاوے قدم کو زمین سے جمع اوسکی نعال ہے ملا علی قاری نے کہا ہے کہ زرد پاپوش پہننے سے خوشی حاصل ہونا چاہیے کہ متن مین ہے
شاید کہ ماخوذ ہے اس قول اللہ تعالی کے سے صفراء فاقع لونها تسر الناظرین اور صاحب کشاف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے کہ جس نے زرد پاپوش پہنی تو کم ہوگا اسکا غم اور ابن عباس رضہ سے مرفوعا ان لفظون سے مروی ہے کہ ہمیشہ رہیگا خوشی مین جب
تک کہ اوسکو پہنے رہیگا انتہی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پاپوش پہنتے تہے اور اسکے دو تسمے ہوتے تہے کہ جمع کرتے تہے آپ آخر
پہیرا سے تسمہ کے جو پشت قدم پر ہوتا ہے اور اوسکو شراک کہتے ہین بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی پاپوش کے دو قبال یعنے دو تسمے ہوتے تہے قبال ساتہہ کسر قاف کے اوس تسمے کو کہتے ہین کہ انگلیون کے درمیان مین
ہوتا ہے شارحین ثابت کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک تسمہ کو درمیان انگشت کے اور اوس انگلی کے رکہتے تہے کہ قریب
اوسکے ہے اور دوسرے کو درمیان کی انگلی اور ایکے درمیان مین جو اسکے قریب ہے اور کہا گیا ہے کہ سیاہ موزہ پہننا سنت ہے جیسا کہ ابن بریدہ نے
اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ نجاشی نے ہدیہ بہیجی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دو موزے سیاہ سادے پس پہنا آپ نے انکو اور کہا گیا ہے کہ
سرخ موزہ پہننا حضرت کے مگر سفید موزہ پہننا بدعت ہے ویستطیب اور حق اتباع رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ خوشبو لگاوے
اور اسکا استعمال کرے کہ یہ مستحب ہے اور افضل اوسکا مشک اور گلاب عود ہے کذا فی شرح القاری صحیحین مین ہے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کہا تہی مین کہ خوشبو ملتی تہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ خوشبوترین اوس چیز کے کہ پاتی تہی مین خوشبو
یہان تک کہ پاتی تہی مین اثر خوشبو کا کذا فی شرح الشیخ فخر الدین ولا یرد الطیب فهو المروی اور نہ رد کرے خوشبو کو اور اسکے لینے سے
انکار کرے اسلیے کہ وہ لینا استعمال کرنا خوشبو کا اور نہ رد کرنا اوسکا مروی ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے احمد اور بخاری اور ترمذی
نے روایت کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت نے لا یرد الطیب ابن حجر نے اسکی شرح مین کہا ہے کہ یہ قول آپکا لا یرد ساتہہ
مد دال کے خبر ہے ساتہہ معنی نہی کے اور بعضون نے کہا ہے کہ فتحہ بہی جائز ہے پس ہوگی نہی صریح اور نہ رد کرنا خوشبو کا اسلیے منع
ہے تا کہ پیش کرنے والا آزردہ نہو باوجود قلت منت کے اوسمین اور ملحق ہے اسی کے ساتہہ ہر وہ چیز کہ اسمین منت قلیل ہو یا عرف

مین اسپر کچھ منت نہو اور مسلم اور ابو داود نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جس کسی پر پیش کیجاوی خوشبو پس چاہیے کہ قبول کرے اور نہ پھیرے
اوسکو اسلیے کہ خوشبو کا بوجھ ہلکا ہے یعنی اوسکی منت کم ہے اور خوش ہے بو اوسکی اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزین نہ رد کیجاوین تکیہ اور تیل اور خوشبو اور ابن سعد نے ابراہیم سے مرسلا روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام جب
جاتے تھے ساتھ خوشبو کے پہچانے جاتے تھے یعنی برابر ہے کہ خوشبو کا استعمال کرتے یا نہین کرتے جیسا کہ اپنی جگہ پر ثابت کیا گیا ہے اور استعمال
اسکا اسواسطے کرتے تھے کہ آپکو خوشبو سے زیادہ محبت تھی جیسا کہ حدیث دلالت کرتی ہے حبب الی من دنیاکم الطیب والنساء اور الا احب للرجل ما
خفی لونہ وظہر ریحہ والمرأۃ بالعکس اور محبوب ترین خوشبو کی واسطے مرد کے وہ چیز ہے کہ پوشیدہ ہو رنگ اوسکا اور ظاہر ہو خوشبو اوسکی اور عورت
کے لیے وہ چیز کہ عکس اوسکے ہو یعنے جسکا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو پوشیدہ ہو مانند زعفران اور صندل کے ترمذی اور ابو داود اور نسائی نے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی اور ضیاء مقدسی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی ہے طیب الرجال ما ظہر ریحہ وخفی لونہ وطیب النساء ما
ظہر لونہ وخفی ریحہ یعنے خوشبو مردون کی وہ چیز ہے کہ ظاہر ہو بو اوسکی اور پوشیدہ ہو رنگ اوسکا اور خوشبو عورتون کی وہ ہے کہ ظاہر ہو
رنگ اوسکا اور پوشیدہ ہو بو اوسکی بعضون نے کہا ہے کہ یہ جب ہے کہ گھر سے باہر نکلنے کا ارادہ کرے اور جو عورت گھر مین ہون تو کچھ حرج نہین ہے
ان پر جیسی خوشی ہو استعمال کرین اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ مراد لون سے اس قول مین خفی لونہ وہ لون ہے کہ اوسمین زینت اور جمال ہو مانند سرخی
زردی کے اور جس مین زینت نہین ہے مانند مشک اور عنبر کے سو وہ جائز ہے جیسا کہ طیبی مین ہے شیخ دہلوی نے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ مثل
صندل کے بھی اسی قسم سے ہے اور رامک جو کہ وہ متعارف ہے ہمارے شہرون مین اور وہ سیاہ ہوتی ہے اگر اوسمین زینت اور جمال نہ تا
ہو تو وہ بھی نہین جائز ہے وہو محل النظر یعنے وہ محل نظر ہے انتہی من مجمع العلم ناقلا عن الدہلوی شارح نجم الدین نے کہا ہے کہ اگر ارادہ کیا ہے
وہو کے مرجع سے عدم جواز او پر تقدیر ثابت ہونے زینت کے جو دیتا مین تو کچھ نظر نہین ہے کیونکہ زینت مردون کو حرام ہے اور جو وہو
کے مرجع سے مضمون مقدم ارادہ کیا ہے اور وہ ثابت ہونا زینت کا ہے اوسمین یعنے صورت مین زینت ثابت ہونے مین نظر ہے تبادر الی الذہن
نہین کیونکہ استعمال اوسکا دونون وجہون پر احتمال ہے کہ اوسمین زینت ہے یا استعمال ہے کہ اوسمین ضد زینت کی ہے پس تامل کر ابن حجر نے
شمائل کی شرح مین کہا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے صاحب خوشبو کے ہمیشہ اگرچہ خوشبو کا استعمال نہین فرماتے انہی سبب سے
حضرت انس نے کہا ہے نہین سونگھی مین نے کوئی خوشبو کبھی اور نہ مشک اور نہ اور کوئی چیز کہ زیادہ خوشبو دار ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی خوشبو سے روایت کیا ہے اسکو احمد نے اور ام سلیم سے مروی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام ایک مرتبہ اونکے پاس آرام فرمایا سو آپکو پسینا آیا
یہانتک کہ بدن مبارک سے بہنے لگا ام سلیم نے آپ کے عرق مبارک کو شیشہ مین لے لیا پس جاگے حضرت اور فرمایا کیا کرتی ہے ام سلیم
عرض کیا کہ آپ کا پسینا لیتی ہون مین واسطے خوشبو اپنی کے کہ وہ سب خوشبوون سے زیادہ خوشبو دار ہے اور وہ حدیث جو مسند الفردوس وغیرہ
مین مروی ہے کہ سفید گلاب کو اللہ تعالے نے آپ کے پسینے سے پیدا کیا ہے اور سرخ گلاب کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پسینے سے اور زرد کو براق کے
پسینے سے پس نووی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین ہے اور اوروں نے کہا ہے کہ وہ موضوع ہے انتہی کلام ابن حجر وہو منتہی قول الشیخ نجم الدین
رحمہ اللہ ویجتنب الحناء اور پرہیز کرے مرد استعمال حنا سے ہاتھ پاؤن مین حنا ساتھ کسرہ حاء مہملہ اور نون مشددہ کے مشہور چیز ہے ہندی کو مہندی کہتے

اور علماے حنفیہ کے نزدیک خوشبو کی قسم سے ہے بخلاف شافعیہ کے کیونکہ اونکے نزدیک مقرر ہے کہ وہ خوشبو سے نہین ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے اوسکو ابن حجر
نے پس مصنف نے بسبب رعایت اپنے مذہب کے اوسکو خوشبو کے بیان کے نزدیک ذکر کیا ہے فہو تشبہ بالنساء لانہ یختضبن پس وہ یعنے استعمال
حنا کا شابہت ہے ساتھہ عورتون کے کیونکہ وہ طریقہ انکا ہے پس اجتناب اس سے واجب ہے کیونکہ مشابہت ساتھہ عورتون کے حرام ہے احمد
اور بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رح سے روایت کی ہے لعنت کی اللہ تعالی نے اون عورتون پر کہ مشابہت کرین
ساتھہ مردون کے اور اون پر کہ مشابہت کرین ساتھہ عورتون کے اور مشابہت عام ہو کہ ہیئت مین ہو یا افعال مین یا لباس مین یا یہ کہ استعمال حنا کا
سنت ہے عورتون کے حق مین بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام مکروہ جانتے تھے یہ کہ
دیکھین عورت کو کہ ہوا وسکے ہاتھہ مین مہندی یا خضاب کا والنمص والانتماص اور اجتناب کرے غیر کے چہرے سے اور پیشانی کے بال اکھیڑنے
سے اور اپنے چہرے کے بال دور کرنے سے فنہی عنہ اسلیئے کہ نہی کی گئی ہے اون دونون فعلون سے نمص ساتھہ نون اور میم اور صاد کے بال
اکھیڑنا غیر کے چہرے سے واسطے زینت کے اور انتماص اپنے چہرے سے بال اکھیڑنے کو کہتے ہین یا طلب کرنا اوسکا غیر سے نہایہ مین ہے کہ نامصہ
وہ عورت ہے کہ اپنی پیشانی سے بال اکھیڑے اور متنمصہ وہ کہ حکم کرے کسی کو کہ یہ فعل اونکے ساتھہ کرے انتہی حاصل یہ ہے کہ پرہیز کرے
مرد کہ اپنے چہرے سے بال اکھیڑے یا غیر سے اکھڑواوے یا خود غیر کے چہرے سے واسطے خوبصورتی کے اکھیڑے اسلیئے کہ نہی وارد
ہوئی ہے عورتون کو اس فعل سے پس مردون کو بطریق اولی ممنوع ہے احمد اور اصحاب صحاح ستہ نے ابن مسعود رض سے روایت
کی ہے لعن اللہ الواشمات والمتوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ ولایبنی اکثر من سبعۃ اذرع اور حق اتباع رسول علیہ
السلام کا امر مسکن مین یہ ہے کہ بلند نہ کرے مکان کو سات گز شرعی سے کیونکہ مکان رہنے اور گرمی سردی کے دفع کرنے کو ہے
اور ان فائدون کے لیے اسی قدر کافی ہے اور اس سے زیادہ اسراف مین داخل ہے لکھا ہے کہ سنت تعمیر مکان مین یہ ہے کہ بقدر
کفایت کے ہو اور وہ چہہ گز ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ سات گز اور جو کہ اوس سے کم ہو اور جو بلا ضرورت اس سے زیادہ
بلند بناویگا تو اخبار مین آیا ہے کہ قیامت کے دن اوسکے اٹھانے کی تکلیف دی جاویگی بیہقی نے کہا ہے شعب الایمان مین اور ابونعیم
نے حلیہ مین ابن مسعود رض سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جس نے بنایا مکان زیادہ اسقدر سے کہ کفایت کرے اوسکو تکلیف دیا جاویگا
قیامت کے دن کہ اوٹھاوے اوسکو اپنے کندہے پر زمین کے ساتون طبقون سے اور ابوداؤد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے کہ رسول علیہ السلام ایک دن ہمراہ اصحاب کی جماعت کے باہر تشریف لائے پس دیکھا آپ نے ایک بلند قبہ پس دریافت کیا
آپ نے بطریق انکار اور تحقیق کے کہ کیا چیز ہے یہ قبہ اور کس کی ملک ہے صحابہ نے عرض کیا کہ فلان انصاری کا ہے سو خاموش
رہے آپ اور کچھہ نہ فرمایا یہانتک کہ آیا صاحب قبہ کا اور سلام کیا آنحضرت پر پس منہہ پھیر لیا آپ نے اوس سے چند مرتبہ اوس نے
اسی طرح کیا کہ سلام کرتا تھا مگر جواب نہ پاتا تھا یہان تک کہ جان لیا اس شخص نے آپ کے غصہ کو پس شکایت کی اصحاب کے سامنے
کہ قسم خدا کی ناآشنا پاتا ہون مین اپنے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سبب اسکا کیا ہے اصحاب نے کہا کہ ایک روز آپ باہر تشریف
لے گئے تھے تیرا قبہ دیکھ کر مکروہ جانا پس پھرا وہ شخص طرف اپنے مکان کے اور گرایا قبہ کو اور زمین کے برابر کر دیا پھر دوسرے

دن رسول خدا باہر تشریف لائے اور اوس قبہ کو دیکھا پوچھا کہ کیا ہوا اوس قبہ کو صحابہ نے حقیقت حال عرض کی پس گرا دیا آنحضرت نے اوسکو اور ہوگیا برابر
اور صاحب اوسکے سبب عذاب کا ہے آخرت میں گرد و پیش گرانباری اور ضرر کی ہو اور ترمذی نے حبان سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جو کچھ خرچ کرتا ہے مومن حق سے البتہ اوسمیں اجر اور ثواب ہے مگر خرچ کرنا اوسکا تراب اور خاک مین اوسکی شرح میں
کہا ہے کہ کچھ اوسمین نہیں ہے اوس شخص کو کہ صرف کرتا ہے اپنے مال کو مکانوں اور محلون کے بنانے مین بغیر حاجت کے از روی فخر اور بلندی کے
نہ یہہ کہ اوسمیں حاجت ہو اور بقاع خیر مثل مساجد اور رباط اور مدرسون کے انتہی پس معلوم ہوا کہ مکان بنانے مین خرچ کرنا کہ اوسمین کچھ اجر ہو
واسطے دفع کرنے کسی حاجت کے یا نہ ہو واسطے حاصل کرنے کسی غرض دنیوی کے اور ظاہر یہ ہے کہ ایسا مکان بنانا کہ قدر حاجت سے زائد
ہو حرام ہے بسبب اسراف اور تبذیر کے لیکن محیط برہان مین امام محمد سے نقل کی ہے کہ کچھ باک نہین ہے اسمین کہ مکان بناوے بہ آرایش گچ
کرے اوسمین چونہ اور سنہری پانی وغیرہ سے لیکن بہتر اوسکا ترک ہے بسبب فرمانے نبی علیہ السلام کے کہ مقرر مومن اجر دیا جاویگا ہر چیز میں کہ خرچ
کرے مگر خرچ کرنا اوسکا مکان بنانے مین انتہی سو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ مباح ہے لیکن اسمین ترک اولی ہے مگر یہ خلاف اوسکا ہے جو [illegible]
اور قدر حاجت سے زیادہ کے حرمت پر دلالت کرتا ہے یہ قول مصنف کا کہ ذکر کیا ہے کذا فی المظاہر اور صحیح یہی ہے اور مروی ہے حدیث
بیچ مذمت ما کے کہ زائد ہو قدر حاجت سے کہ وحی الی این یا فاسق کہ ندا کیجاتی ہے آسمان سے صاحب بنا کو کہ اونچا بلند کریگا اسے فاسق
پس کہ زیادہ قدر حاجت پر وبال ہے اور ایک روایت میں یا افسق الفاسقین آیا ہے پس نام رکھا اوسکا فاسق مگر جب اوسکو [illegible]
نام فاسق اور افسق الفاسقین کیونکہ وہ نہین ہوتا مگر کبیرہ ہو واسطے تشدید اور توبیخ کے اس صورت مین گو شاید اوس مستحق کو [illegible] ابوداود کی روایت میں
ہے مرفوعا کہ جس شخص نے مکان زیادہ دس گز سے تو آواز دیتا ہے آسمان سے آواز دینے والا کہ اے اللہ کے دشمن کہانتک
ارادہ کرتا ہے اور حسن سے مروی ہے کہ میں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان مین داخل ہوتا تھا تو چہوتا تھا اپنے ہاتھ
سے چہت کو اور بیہقی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے اتقوا الحرام فی البنیان فانہ اساس الخراب یعنی بچو
کرو تم اوسکا حرام سے مکانون مین کہ زیادہ قدر حاجت پر بناؤ اسلیے کہ بنا بنیاد خرابی کی ہے کہ آخر کو خراب ہوگی اور یہہ دوسری حدیث مین
آیا ہے لدوا للموت وابنوا للخراب اور کہا ہے کہ قدر حاجت سے زیادہ مکانات اور محلونکا بنانا علامت ہوا ہے [illegible]
سے سو مسلمان کو ضرور ہے کہ ان کفار بدنہاد کی پیروی سے اجتناب کرے وینوی فیہ التعبد اور نیت کرے تعمیر مکان مین [illegible]
کی عبادت کی لیے اس نیت سے مکان بناوے کہ اسمین اللہ تعالی کی عبادت کرونگا اور غیروں سے گوشہ نشینی حاصل ہوگی اور [illegible]
کا مقتضا ہے کہ بندہ اپنے نفس کو بہول جاوے اور اپنے مالک کی فرمانبرداری کا خیال ہر وقت رکھے اور دفع الحر والبرد کی نیت کرے
دفع کرے گرمی اور سردی کی حدیث مین ہے کہ تین چیزین ہین کہ بندہ سے اونکا حساب نہین لیا جاویگا ظل یستظل بہ ... [illegible]
تو ستر واری بہا عورۃ ایک تو سایہ کہ اوسمین پناہ پکڑے سردی اور گرمی سے دوسرا ٹکڑا روٹی کا کہ اوس سے بدن کا قوام ہو تیسرے
[illegible] روایت کیا ہے اسکو احمد نے [illegible] اور بیہقی نے حسن سے [illegible] اور تشدد کرنے عمارت سے اس چیز کا کہ بہت ضروری ہے [illegible]
[illegible] امام احمد نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بہیجا تو فرمایا کہ [illegible]

جان کو عیش و آرام سے کیونکہ انکے بنانے عیش و آرام کرنے والے نہیں ہو سکتے ولا یبالغ فیہ اور نہ مبالغہ کرے بیچ استحکام عمارت کے
ساتھ چونہ اور گچ وغیرہ کے کیونکہ اول ان لوگون کے کہ مکان بنایا ساتھ اینٹون کے فرعون اور ہامان ہین فرمایا اللہ تعالے نے اینما تکونوا
یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ برج شیدہ مشید اسے محکم اور مرتفع اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے راستہ مین ایک محل دیکھا کہ گچ اور اینٹ
سے بنا ہوا تھا پس تکبیر کہی اور فرمایا کہ نہین گمان کرتا تھا مین کہ ہونگے اس امت مین ایسے آدمی کہ بنا دین گے ہامان کے سے مکان جو فرعون
کے لیے بنائے تھے اور مراد لی اس سے یہ قول فرعون کا فاوقدلی یا ہامان علی الطین کہ ارادہ کیا ساتھ اوسکے پکی اینٹون کا فلم یضع علیہ الصلوۃ
والسلام لبنۃ علے لبنۃ ولا قصبۃ علے قصبۃ پس نہین رکھی آنحضرت نے نازل ہوا اون پر درود اور سلام اینٹ اوپر اینٹ کے اور نہ بانس اوپر بانس
کے واسطے چھت کے لبنہ ساتھ کسرہ لام اور سکون موحدہ اور فتح نون کے خشت کو کہتے ہین یعنے اس قسم کی بنا مستحکم حضرت سے
نہین ثابت ہوئی اور ظاہر ہے کہ ایسی مضبوط عمارت یا تو واسطے تفاخر کے ہوگی سو وہ تو بندہ کی شان سے خارج ہے اور یا واسطے
استحکام اور مضبوطی کے پس یہ لائق نہین ہے ساتھ حال فانی کے حسن سے مروی ہے کہ انہون نے ایک محل کیطرف نہایت تعجب سے
نظر کی اور کہا افسوس بلند کرنا مٹی کا اور پست کرنا دین کا جاننا چاہیئے کہ ارباب سیر اور تواریخ نے کہا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے
اینٹون کا استعمال مسجد کی بنا اور ازواج مطہرات کے مکانون کے بنانے مین کیا ہے سو معلوم نہین کہ مراد مصنف کی اس کلام سے کیا ہے
کہ آپ نے کبھی اینٹ پر اینٹ نہین رکھی مگر یہ ہو سکتا ہے کہ مراد مصنف کی اس نفی سے یہ ہے کہ قدر حاجت پر زیادہ ہو واللہ اعلم بالصواب کذا فی
شرح بخاری و شرح الشیخ فخر الدین مصحح ترجمہ کہتا ہے اگر مراد مصنف کی لبنہ سے آجر یعنے پکی اینٹ ہو تو یہ قول خوب بن سکے انتہی ویبدأ
یوم الاحد اور شروع کرے عمارت کو یکشنبہ کے دن کیونکہ اوسی دن مین حق سبحانہ تعالی نے زمین و آسمان کی پیدائش شروع کی ہے جیسا
اس آیہ کریمہ کی تفسیر مین ثابت کیا گیا ہے ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام و شیئا فشیئا اور بنا وے ایک ایک ردہ اور سب
دفعۃ نہ بناوے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ بیت اللہ شریف کو ہر روز ایک ردہ چڑھاتے تھے انتہی از
شرعۃ الاسلام مین ہے کہ وصیت کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہ اے علی جب ارادہ کرے تو مکان
بنانے کا پس بنا ڈال یکشنبہ کے دن اسلیئے کہ اللہ تعالے نے آسمانون اور زمینون کی بنا یکشنبہ کے روز ڈالی ہے ویتخذ موضعا
للوضوء والغسل اور جدا بناوے ایک جگہ واسطے وضو اور غسل کے وموضعا للبول والخلاء اور ایک جگہ واسطے پیشاب اور پیخانے
کے کہ یہ امور حوائج اصلیہ مین سے ہین اور مکان اوسی کے واسطے ہوتا ہے وموضعا للضیافۃ اور ایک جگہ واسطے مہمانداری آدمیون اور
ضیافت لوگون کے کہ آدمی کو یہ بھی ضرور ہے فورمرح اسلیے کہ وارد ہوا ہے حدیث مین انہ زکوۃ البیت کہ بنانا گھر مہمان داری کے
زکوۃ گھر کی ہے اور سبب برکت اوسکی کا اور زکوۃ اصل مین بمعنی طہارت اور نمو اور برکت اور مدح کے ہین اور یہ حدیث ان الفاظ سے منقول
ہے ان لکل شئی زکوۃ وزکوۃ الدار بیت الضیافۃ ولا یتوطن فی دار الحرب اور نہ وطن اختیار کرے دار حرب مین یعنے کفار اور
اہل بدعت کے بلاد مین رہنا اور بسنا نہ اختیار کرے کیونکہ اسمین ذمہ اسلام کا اس سے ساقط ہو جاتا ہے اور اسمین کفر کی تقویت اور اعانت
ہے اپنے نفس کی قتل پر بلکہ اتقیا اور صلحا کے محلون مین مسکن بناوے فورمرح اسلیے کہ وارد ہوا ہے بیچ حدیث ابو داؤد اور ترمذی کے

جریر بن عبداللہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کو اوپر قبیلہ خثعم کے بھیجا پس ایک جماعت نے ان میں سے جو لشکر کو دیکھا سجدے
میں گر پڑے ساتھ قصد اظہار علامات اسلام کے کہ مسلمان تھے سوال لشکر اعتبار انکے سجدے کا نہ کر کے انکو قتل کر ڈالا یہ خبر حضرت کو پہنچی آپ نے
ان پر نصف دیت کا حکم کیا اور فرمایا انا بری من کل مسلم یقیم بین اظہر المشرکین تراءی ناراہما یعنے مین بری الذمہ اور بیزار ہوں ہر ایسے مسلمان سے
کہ اقامت کرے درمیان کافرون اور شہرون انکے کے اس طور پر کہ ہر ایک انکی آتشون کو دیکھے نہایہ مین ہے کہ جبکہ کہا جاتا ہے قوم مین
ظہرانی قوم تو مراد اس سے یہ ہوتی ہے کہ وہ ٹھہرا ہے درمیان انکے اوپر سبیل استظہار اور استناد کے اور زیادہ کیا گیا الف اور نون مفتوح
اوسمیں واسطے تاکید کے اور معنی اوسکے یہ ہین کہ ایک ظہر اومین سے سامنے اوسکے ہے اور ایک ظہر پیچھے اوسکے پس یہ چھپا ہوا ہے اپنے
دو جانب سے اور جبکہ کہا جاتا ہے بین اظہرہم پس وہ چھپا ہوتا ہے تمام جانب اپنے سے پھر کثرت استعمال اسکے سبب سے مطلق قوم کے درمیان
میں اقامت کرے پر مستعمل ہے انتہی پس ہوگا لفظ ظہرانی اور اظہر انہما استعمال کے زائد اور ظاہر یہ ہے کہ مراد حدیث مین بھی ہے اور دلالت کرتی ہے
اس پر یہ دوسری روایت انا بری من کل مسلم مع مشرک قیل لم یا رسول اللہ قال لا تراءی ناراہما نہایہ میں ہے ترائی تفاعل ہے رویت سے
کہا جاتا ہے تراءی القوم جبکہ دیکھتا ہے بعض انکا بعض کو اور اسناد ترائی کی طرف نار کی مجاز ہے مانند انکے اس قول سے داری تنظر الی دار فلان
یعنے مقابل ہے اوسکے حاصل حدیث کا یہ ہے کہ واجب ہے مسلمان پر کہ مکان دور بناوے مشرکین کے مکانات سے اور ایسی جگہ میں [illegible]
کہ جب انھوں آگ روشن کیجاوے تو ظاہر اور لائح ہو آگ مشرکین کی جبکہ روشن کریں اوسکو یعنے چاہیے کہ مکانات انکے ایک دوسرے سے
دور ہوں کہ اگر اسمیں آگ جلائی جاوے تو نظاہر ہو آگ ایک کی دوسرے پر کہ سلامتی اسمین ہے اور اس حدیث مین اشارہ ہے اوپر قطع عذر اوس
شخص کے کہ سکونت کرے دار الحرب مین بسبب بعد اس مسافت کے جو درمیان انکے ہے اور بسبب نہ قدرت اوسکی کے اوپر انتقال کے ساتھ
انکے کے طرف اصحاب کے کذا فی نسخہ شرح القاری لائے ہین کہ قیس بن فاکہ اور قیس بن ولید وغیرہ نے باوجود قدرت کے ہجرت نہ کی
طرف مدینہ اور حبشہ کی ہجرت کی اور بلاد کفار سے جدا نہوئے پس حق سبحانہ تعالی نے انکی شان مین یہ آیت نازل فرمائی ان الذین توفیہم الملئکۃ
ظالمی انفسہم قالوا فیما کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا فاولئک ماواہم جہنم وساءت مصیرا اور رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص بھاگا ایک زمین سے طرف دوسری زمین کی بسبب دین اپنے کے اگرچہ ایک بالشت
زمین ہے تو واجب کی جاتی ہے اوسکے لیے جنت اور ہوگا رفیق میرے باپ ابراہیم کا اور اپنے نبی کا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور یہ
جو حدیث مین آیا ہے کہ نہین ہجرت ہے بعد فتح کے پس معنی اوسکے یہ ہین کہ نہین واجب ہے ہجرت مکہ وغیرہ سے طرف مدینہ کے بعد
فتح مکہ اور استقرار اسلام کے کذا فی شرح القاری و النجم و نظف الفناء اور پاکیزہ رکھے گھر کے صحن کو کوڑے کرکٹ اور گندگی اور فسق
فجور سے ترمذی نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر اللہ تبارک و تعالے
پاک ہے دوست رکھتا ہے پاک کو نظیف ہے دوست رکھتا ہے نظافت کو کریم ہے دوست رکھتا ہے کریم کو جواد ہے دوست
رکھتا ہے جواد کو پس چاہیے کہ پاکیزہ اور ستھرے رکھو گھر کے صحنوں کو اور کوڑا کرکٹ گھرون مین مت چھوڑو اور ایک روایت
مین آیا ہے کہ جمع نہ کرو خاشاک اور سرگین کو اپنے گھرون کے دروازون پر اور دیلمی نے انس رض سے روایت کی ہے کہ کہا اٹھانا

جاتی ہے برکت گھر سے جبکہ اس جگہ قاذورات اور گندگی ہوتی ہے اور گھر کے صحن کو نہ صاف رکھنے میں یہود کے ساتھ مشابہت ہے کہ وہ
اپنے گھروں کے صحن کو چرکین وغیرہ سے ناپاک رکھتے ہیں مگر کپڑے سے جھاڑو دینا منع ہے کہ اس سے محتاجی آتی ہے فرمایا نبی علیہ السلام
نے جس نے جھاڑو دی اپنے گھر میں کپڑے سے پس یہ پیدا کرتا ہے فقر کو اور جس نے منع کیا حجرہ سے پس پیدا کرتا ہے فقر کو اور جس نے
اپنا گھر مکڑی کے جالوں سے نہیں صاف کیا پس وہ پیدا کرتا ہے فقر کو اور جو اصطبل کو مکڑی کے جالوں سے نہ صاف کرے تو یہ لاغر کرتا ہے چارپایوں
کو اسی طرح ہے فقیہ ابو اللیث کے بستان میں اور امام غزالی کی تعلیم المتعلم میں ہے کہ رات کو گھر میں جھاڑو دینا محتاجی لاتا ہے ولا یکسو اور نہ
پہناوے گھر کی دیواروں سے دیوار گیری وغیرہ کہ متکبروں کی عادت ہے اور اسمیں بیت الحرام کے ساتھ مشابہت ہے کہ وہ منہی عنہ ہے شیخین نے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام کسی غزوہ کے لیے نکلے سو بعد تشریف لیجانے حضرت کے میں نے نمط
لیا کہ ایک قسم کا بساط لطیف ہوتا ہے اور اوسکی پردے بھی بناتے ہیں سو اس سے دروازہ کو میں نے چھپا رکھا تھا پس جبکہ حضرت تشریف لائے تو مکروہ
جانا اوسکو اور زور سے اوس نمط کو کھینچا یہانتک کہ پھٹ گیا اور فرمایا کہ ہمکو اللہ تعالی نے حکم کیا ہے کہ مٹی اور پتھر کو کپڑا پہنا دیں مگر یہ کراہت تنزیہی
ہے کیونکہ عدم امر الٰہی حرمت پر دلالت نہیں کرتا ہے لیکن مومن متقی کو چاہیے کہ ایسی باتوں سے پرہیز کرے ولا یزخرف اور آرائش نہ کرے
گھر کی ساتھ گچ اور نقش و نگار وغیرہ اور فرش فروش اور امثال اوسکی کے کہ یہ امور فانیہ ہیں اور مشغول کرنے والے ہیں احوال باقیہ سے اور
فرمایا اللہ تعالی نے ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتہم سقفا من فضۃ ومعارج علیہا یظہرون ولبیوتہم ابوابا وسررا علیہا
یتکئون وزخرفا وان کل ذلک لما متاع الحیوۃ الدنیا والآخرۃ عند ربک للمتقین سو اس آیت میں اشارہ ہے کہ دنیا کی حق تعالی کے نزدیک کچھ قدر نہیں
ترمذی وغیرہ نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے لو کان الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقی کافرا منہا شربۃ ماء ولیقرا عند الدخول آیۃ
الکرسی والاخلاص فانہ یورث الغنا اور پڑھے گھر میں داخل ہونے کے وقت آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص اسلیے کہ وہ یعنے پڑھنا اونکا
بالخاصیت تونگری لاتا ہے سوال سے بسبب شامل ہونے ان دونوں کے توحید ذات اور تفرید صفات اوس تعالی شانہ کے مگر فاتحہ کا پڑھنا
مناسب زیادہ ہے ساتھ ان دونوں کے کیونکہ اسمیں رائحہ ابتدا کا بھی ہے اور حمد اور شکر اور ثنا زائد ہے اوسپر مجمع العلوم میں ہے کہ اسی
طرح شرعۃ الاسلام میں ہے کہ پڑھنا آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص کا گھر میں داخل ہونے کے وقت تونگری لاتا ہے لیکن اسمیں کوئی حدیث صحیح
میں نے نہیں پائی ہاں یہ تو صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جبکہ داخل ہو گھر میں تو سلام کرے اپنے اہل پر اور جو مکان میں کوئی نہو تو یوں
کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین پس فرشتے سلام کا جواب دیں گے انتہی ویغلق الباب لیلۃ مسمیا مبادیرخی الستر ویطفی النار
اور بند کرے دروازے کو رات کے وقت درانحالیکہ بسم اللہ کہنے والا ہو اور درحالیکہ ابتدا کرنے والا ہو سید ھے تختے کو اڑ سے
اور ڈال دیوے شب رات کی وقت اگر کواڑ نہو اور بجھا وے آگ کو اور چراغ کو سونے کے وقت کہ اسمیں احتیاط زیادہ ہے صحیحین
میں جابر رضہ سے مرفوعا مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ ہو اول رات پس روکو تم اپنے بچوں کو گلی کوچوں کے
پھرنے سے کہ اس وقت ابلیس کا لشکر پراگندہ ہوتا ہے اور جبکہ ایک ساعت رات جاوے تو چھوڑ دو تم اونکو اور بند کرو اپنے گھروں کے
دروازے اور یاد کرو اللہ کا نام اسلیے کہ شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا ہے اور اپنے مشکیزوں کے منہ باندھو اور یاد کرو

یاد کرو نام اللہ کا جب رکھو تم اُس پر کوئی چیز لکڑی وغیرہ سے اور بجھاؤ چراغوں اپنے کو اور طبرانی اور حاکم کی روایت میں ہے کہ جبکہ خواب کرو تو
پس چراغوں کو بجھا دو کیونکہ شاید چوہا بتی لیجاوے پس جل جاوین گھر والے اور صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ گھر
میں آگ مت چھوڑو سونے کے وقت اور کہا نجم الامم نے صحیحین میں ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مکان مدینہ میں رات کو جل گیا پس
اُسکی شان میں حضرت نے فرمایا کہ مقرر یہ آگ تمہاری دشمن ہے سو جبکہ سوؤ تم پس بجھاؤ اُسکو انتہی اب یہان سے مصنف نے نیند
کے آداب کا بیان شروع کیا ہے پس کہا وتیمنا النوم لیکون رویا صادقۃ اور حق پیروی رسول علیہ السلام کا سونے کے باب میں یہ
کہ وضو کر کے واسطے سونے کے تاکہ جو کچھ خواب میں دیکھے راست ہو اصحاب صحاح ستہ نے براء بن عازب رضی سے روایت کی ہے
کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے جبکہ آوے اپنے بستر پر تو پس چاہیے کہ وضو کرے مانند وضو نماز کے اور دو شجری نے کہا ہے کہ جو شخص باوضو
سویا تو اُسکے ساتھ اُسکا فرشتہ رہتا ہے اور شیطان اُسپر راہ نہیں پاتا قاموس میں ہے کہ رؤیا وہ ہے کہ دیکھے تو خواب میں اور یہ
مقصور ہے اور کبھی ہمزہ واو سے بدل جاتا ہے جیسے کہا ہے کہ موافق مذہب حق کے حقیقۃ رؤیا کی یہ ہے کہ پیدا کرے اللہ بیچ
سوتے آدمی کے دل میں علوم اور ادراکات مانند جاگنے کے اور وہ سبحانہ تعالیٰ اُسپر قادر ہے نہ تو بیداری اُسکی واجب کرنے
والی ہے اور نہ نیند اُسکی مانع ہے اور پیدا کرنا ان ادراکات کا سوتے ہوئے میں علامت اور دلیل ہے اُن امور پر کہ عارض ہوتے
ہیں اُسکو آیندہ زمانے میں کہ جنکو تعبیر دیا کرتے ہیں انتہی اور رؤیا صادقہ مبشرات ہیں ہے روایت کی ہے بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں باقی ہیں نبوت میں سے مگر مبشرات صحابہ نے عرض کیا کہ مبشرات کیا ہیں فرمایا کہ
رؤیا صالحہ یعنی صادقہ ولیستاک اور مسواک کرے سونے کے وقت کہ یکمال طہارت میں سے ہے اور اسلیے کہ نیند مثل موت ہے
اور مختصر کے لیے مسواک کرنا سنت ہے چنانچہ رسول علیہ السلام نے کی تھی ویعد الطہور والسواک وینوی القیام اور
تیار رکھے سرہانے پانی وضو کا اور مسواک اور نیت کرے نماز تہجد کے لیے اُٹھنے کی تاکہ جس وقت اُٹھے بلا تصدیع وضو کا پانی
اور مسواک مہیا پاوے اگر اتفاقاً نہ اُٹھا تو تب بھی نیت کے ثواب سے محروم نہ ہوگا احیاء میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص کہ آیا اپنے فرش پر حالانکہ اُسکی نیت میں ہے کہ رات کو اُٹھے گا اور تہجد کی نماز پڑھے گا پس غلبہ کیا اُسپر اُسکی
آنکھوں نے یہان تک کہ صبح کی تو لکھا جاوے گا اُسکے لیے جو کچھ کہ نیت کیا اور ہوگی نیند اُسکی صدقہ طہور ساتھ ضمہ کے تطہیر
کو کہتے ہیں اور ساتھ فتحہ کے اُس پانی کو کہتے ہیں کہ اُس سے پاکی حاصل کیجاتی ہے اور یہان دوسرے معنے مراد ہیں فقط
اسی باتکے لیے کہ ہر مرد کو حاصل ہے ثواب اُس چیز کا کہ نیت کرے بلکہ مروی ہے کہ نیت مومن
کی اوسکے عمل سے بہتر ہے کیونکہ عمل میں ریا اور سمعہ کا بھی دخل ہو سکتا ہے اور نیت ان
سے محفوظ ہے ولیستاک کلما استیقظ اور مسواک کرے جس وقت کہ نیند سے جاگے
جیسا کہ روایت کی ہے احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نہیں سوتے تھے رات میں نہ دن میں پس جاگتے تھے مگر یہ

مسواک کرتی تھے قبل اس کے کہ وضو کرین فکانہ افضلیۃ اسکی یہ تھی سانت سا تحین کہ مسواک کرتی تھے جبکہ نیند سے جاگتی تھے

کیونکہ اسی طرح مروی ہے رسول علیہ السلام سے وینبغی ان یکون تحت الراس کتابا عن ہجوم الموت دونہا اور رکہی وصیت نامہ

لکہا ہوا نزدیک سرکی یعنی اپنے پاس واسطی بچنی کے پہونچنی موت سے بدون وصیت کے یعنی سوتی وقت چاہیی کہ وصیت نامہ اپنا جو کہ

اون معاملات اور امورات کا قابل وصیت ہین لکہکر ہر رات اپنی پاس رکہی کہ مستحب ہی مبادا کہ دفعۃً موت آجاوی اور فرصت وصیت

کی نہ ملی شیخین نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا لائق اور سزاوار نہین ہی اوس مسلمان کو کہ

معاملات آدمیون کی لائق وصیت کے رکہتا ہی اور گذاری دو راتین مگر یہہ کہ وصیت اوس کی لکہی ہوئی اوس کی پاس ہو وی مقصود

اس سے تاکید اور رغبت ہے استحباب اور رعایت وصیت مین اور مروی ہے کہ جسنی وصیت نہ کی تو نہین اذن دیا جاویگا اوس کو

کلام کرنیکا عالم برزخ مین مردون کی ساتہہ قیامت کی دن تک اور مروی ہے کہ چہوڑنا وصیت کا نار ہی دنیا مین اور نار ہی اور اسمان

ہے عقبی مین اور طریقہ وصیت نامہ کا یہہ ہے کہ بعد حمد اور صلوۃ کی یہہ وہ چیز ہے کہ وصیت کی ہے ساتہہ اوس کے فلان شخص نے

اور وہ گواہی دیتا ہے کہ نہین ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ تعالی اور مقرر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکی بندی اور رسول ہین اور بیشک

قیامت آنی والی ہے اسمین کچہہ شک وشبہہ نہین ہے اور تحقیق اللہ تعالی اوٹہاویگا اون لوگون کو جو قبرون مین ہین اور وصیت کرتا ہی

وہ اونکو جو بعد اوسکی رہین کہ رجوع کرین طرف اللہ تعالی کے اور صلح رکہین اپنی درمیان مین اور اطاعت کری اللہ تعالی اور

اوس کی رسول پاک کی اگر ہین مومنین اور وصیت کرتا ہون مین ساتہہ اوس چیز کے کہ وصیت کی ساتہہ اوسکی ابراہیم علیہ السلام

نی اپنے اولاد کو اور یعقوب علیہ السلام نے کہ ای بیٹو مقرر اللہ نی برگزیدہ کیا ہے تمہاری واسطے دین پس ہرگز نہ مرنا تم مگر یہہ کہ

مسلمان ہو تم اور وصیت کرتا ہون مین اپنی اقربا اور مسلمان بہائیون کو کہ اگر حادثہ ہو ساتہہ اس کے حادثہ موت کا تو بعد اسکی یون

کری بعد اس کے جو کچہہ معاملات لین دین سے کے ہون وہ کاہی ویتوب من الذنوب اور توبہ کری گناہون سے سوتی وقت اور

رجوع کری طرف اللہ تعالی کے شاید یہی وقت آخری ہو اور موت آجاوی تو یہہ مشغول الذمہ رہجاویگا اور ترمذی نی ابو

سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے کہا جس وقت کہ اپنی بستر پر ٹہرتا ہی

یعنی سوتی وقت استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ تین مرتبہ تو بخشی جاتی ہین اوس کے گناہ اگرچہ

دریا کی جہاگون کے مانند ہون آخر حدیث تک ویوی الخیر للمسلمین لیغفر لہ اور نیت کری سو نیسی نیکی پونہچانیکی واسطے مسلمانون کی

کی تا کہ مغفرت کیجاوی اوسکی بسبب اس نیت کی یعنی سوتی ہی پہلی سے نیکی پونہچانیکی نیت کری تا کہ مسلمان اسکی ایذا اور غیبت

اور سخن چینی سے کہ اگر یہہ کرتا تہا راحت پاوین یا سوتی ہین یہہ نیت کری کہ اگر تندرست رہا تو تعلیم دین دوں یا مشغول رہونگا

اور افعال اور اعمال وغیرہ سی کار ثواب مین ہونگی کہ اس قسم کی نیند عبادت ہے اسی واسطی کہا گیا ہے کہ سونا ظالم کا عبادت ہے

وار دستی کہ سونا عالم کا عبادت ہی ویدا لجسط الفراش المنعم اور نہ بچہاوی سوتی کے لیے فرش نرم اور نازک کہ یہہ سستی

پیدا کری تا کہ غلبہ خواب اور تن آسانی سے بچی اور رسول علیہ السلام کے طریقہ کے موافق عمل حاصل ہو

ہے کہ عائشہ صدیقہ سے سوال کیا گیا رسول کے بچہونے کو کیا تہا فرش رسول کا آپ کی گہر مین کہا فرش آپ کا ادہوڑی کا تہا کہ اوس کے
درمیان مین نہایت خرما بہری ہوئی تہی شیخ ابن حجر نے اس کی شرح مین کہا ہے کہ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ سونا ایسے بستر
پر کہ اوسمین کچہہ بہرا ہو زہد کی منافی نہین ہے برابر ہے کہ چمڑیکا فرش ہو یا اور کسی چیز کا کیونکہ عین چمڑا اور لیف مقصود نہین ہے
بہ ... فرش کی ہے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پوچہی گئین کہ بستر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی گہر کیا تہا کہا ایک
ٹاٹ تہا کہ مین اوسکو دوہرا کر دیتی تہی سو حضرت اوسپر خواب فرماتے تہے ایک روز میری دل مین آیا کہ اگر اس ٹاٹ
کو چوتہ کرون تو شاید کچہہ نرم ہو جاوی پس چار تہ کر دیا مین نی اوس ٹاٹ کو پس جبکہ صبح کی تو فرمایا آپ نی کہ آج کا ہیکا فرش کیا
تہا تمنی حضرت حفصہ نی عرض کیا کہ وہی آپ کا پلاس کا بستر تہا جسپر ہمیشہ خواب فرماتے تہے مگر آج کی رات مینے اوسکو چار تہ کر دیا
تہا کہ کسیقدر نرم ہو جاوی فرمایا کہ اوسکو اپنی اصلی حالت پر دوتہ کر دو کہ اوسکی نرمی نی مجہکو رات کی نماز سے باز رکہا اولا ...
علیہ اور دہ مواظبت کری اوسپر اپنی بستر پر سونے کی مداومت اور ہمیشگی نکری بلکہ کبہی خالی چارپائی پر سوئی اور کبہی بوریئے پر
جیسا کہ وارد ہی حدیث مین اور کبہی زمین پر جیسا کہ ابوتراب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے نعوا المرذی اسلیئے کہ یہی مروی ...
یعنی عدم مداومت فرش کی اور بوریہ وغیرہ پر سونا آن حضرت علیہ السلام سے چنانچہ مواہب لدنیہ مین لکہا ہی کہ آن حضرت
ایک مرتبہ چارپائی پر آرام فرماتی تہے اور کچہہ فرش آپ کی نیچے نہ تہا اور آپ کی پہلو مبارک مین چارپائی کی بان دون نی اثر
کیا تہا اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ خواب فرمائی رسول علیہ السلام نے
بوریہ پر اور جبتک تاثیر کی تہے اور نقش بن گیا تہا بوریہ کا آپ کی بدن مبارک مین پس ابن مسعود نی عرض کیا کہ یا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر آپ فرماتی تو ہم آپ کی لیی بستر نرم بچہا دیتے آپ نی فرمایا کہ مجہکو دنیا سے کیا کام ہی
نہین ہو مین دنیا مین مگر مانند اوس سوار کے کہ سایہ ڈہونڈہا درخت کی نیچے اور تہوڑی دیر وہان رہا اور چہوڑ کر چلا
گیا سو اس مین اشارہ ہے طرف بعد مقصد اور اہتمام اوسکیے ساتہہ قطع مسافت کی اور عدم التفات کی طرف دوسری
چیز کے کہ اوسکو مانع ہو مقصد سے زیلعی مین کہا ہے کہ آرام اور نفع اوٹہانا ریشم کی تکیی اور فرش سے مثل نفع اوٹہانی
اوس کے پہننے سے اور وہ لباس متکبرونکا ہے اور اون کی ساتہہ مشابہت حرام ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نی
کہا ہے کہ بچاؤ تم اپنی تئین عجمیون کی ساتہہ لباس سے انتہی لیکن یہہ صاحبین کے نزدیک ہے اور امام ابوحنیفہ
کے نزدیک تہوڑی حریر کا استعمال مباح ہے ونفیضہ قبل الاتیان اور جہاڑی فرش کو پہلی اوسپر آنیکی یعنے
ہوتی وقت جب بستر پر آدمی تو اوسکو خوب طرح جہاڑ کر صاف کری اگر اوسپر کوئی موذی جانور یا کچہہ کوڑا کرکٹ
پڑا ہو تو دور ہو جاوی اور اسکو کچہہ نقصان نہ پہونچی چنانچہ شیخین نی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا
فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نی کہ جبکہ آوی کوئی تمہارا طرف فراش اپنی کے پس چاہی کہ جہاڑی فرش
اپنی کو ساتہہ دخل ازار اپنی کے اور ایک روایت مین ہے لینفضہ ثوبہ تین مرتبہ کیونکہ یہہ نہین جانتا ہے کہ اسکی پیچہی کیا ہوا ہی

ویستقبل القبلة بوجهه واحصاه الیها اور استقبال کری قبلہ کا اس حیثیت سے کہ منہ اس کا اور دونون پاؤن اس کی قبلے کیطرف
ہون یعنے منہ کی بل اوندہا نہ سووی بلکہ چت سووی کہا گیا ہے کہ یہ انبیا کی نیند ہے اور بعضون نی کہاہے کہ یہی صورت
سونی کی لیے مروی ہے اور نہین مضر ہے چت لیٹنا آرام کی لیے بدون سونی کے اور منہ کی بل اوندہا سونا منع ہے سنن
ابن ماجہ مین یا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذری ایک شخص پر مسجد مین کہ اوندھا اپنی منہ کی بل سوتا تہا پس آپ نی
اوسکے ایک لات ماری اور فرمایا کہ کہڑا ہو یا بیٹھ اس لیے کہ یہہ نیند جہنمی ہے ینبوع الحکم مین ہے کہ مکروہ ہے پاؤن پہیلا
قبلے کے جانب قصدا برابر ہی کہ سونی مین ہو یا جاگتی مین اسیطرح قرآن مجید اور فقہ کی کتابون کے طرف جیساکہ عالمگیری
مندا دلہ مین ہے پس شاید کہ روجو متن مین محمول ہے نیت استقبال پر یعنی اگر نیت استقبال سے کہ اوٹھنی کی وقت منہ
قبلے کے جانب پاؤن پہیلا کر سووی تو اسمین کچہہ باک نہین اور روہ جو کتب معتبرات مین ہے وہ محمول ہے اوس صورت
پر کہ یہہ نیت نہو انتہی ملا علی قاری نے کہا کہ سونی کی حالت جو کتب حدیث مین معروف ہے یہہ ہے کہ مصنف نی اپنے اس
قول کے ساتہہ ذکر کی اور یکون کالملحود یا سونی کے وقت ہووی مانند لحد مین لائی گئے کے یعنی اوپر ہیئت محتضر کی موت کی وقت
اور وہ یہہ ہے کہ داہنا ہاتہہ اپنی رخسارے کی نیچی رکہے اور لیٹی داہنی کروٹ پر جیساکہ مسلم وغیرہ مین ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے مروی ہی کہ چاہیی کہ سوئی داہنی کروٹ پر اور پڑہے یہہ دعا باسمک ربی وضعت جنبی وبک ارفعہ اللہم ان امسکت
نفسی فارحمها وان ارسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادک الصالحین روایت کیا ہی اسکو صحاب صحاح ستہ نی انتہا کہ مسنون داہنی کروٹ پر سونا ہی یہہ ہے کہ دل بائین جانب معلق ہے پس جبکہ سیدہی
کروٹ پر سوتا ہی تو اپنی آرامگاہ طلب کرنی کے لیے بائین جانب سے قلق اور اضطراب مین ہوتا ہے اور زیادہ استراحت حاصل نہین
ہوتی اور نیند غلبہ نہین کرتی اور رات کی نماز کی واسطے جاگنا آسان ہوتا ہے اور بائین جانب پر سونی مین دل قرار پاتا ہے
اور راحت اور آسائش غلبہ کرتی ہے اور خواب اچھی طرح آتی ہے اسیواسطی اطبا جانب چپ پر سونا اختیار کرتی ہین واسطے
طلب کرنی کمال راحت کے اور اہل شرع داہنی جانب پر سونا بسبب آسانی کی قیام شب پر انتہی کذا فی شرح الغرر
ویقرأ آیۃ الکرسی اور پڑہے سوتی وقت آیۃ الکرسی کہ اوسمین تنزیہ اوس تعالی کے ہے نوم اور سنۃ سے صحیح بخاری
مین ہے کہ آیۃ الکرسی سے حفاظت ہے شیاطین جن اور انس سے اور طبرانی نے ابن مسعود سی روایت کی ہے کہ جو کوئی پڑہین
دس آیتین چار تو اول سے سورۂ بقر کے اور آیۃ الکرسی اور دو آیتین اوس کے بعد کی اور خواتیم اوس سورت کی تو
نہین داخل ہوگا اوس گھر مین شیطان یہانتک کہ صبح کری و آیتین من آخر البقرۃ اور دو آیتین آخر سورت بقر کی
آمن الرسول سے آخر تک ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نی اور ابن مسعود انصاری سے مرفوعا روایت
کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی کہ پڑہے رات کو دو آیتین آخر سورۂ بقر کے تو کفایت کرینگی
اوس کے تئین یعنی قیام لیل یا ضرر مکروہ سی نووی نے کہا ہے کہ روایت کی ہے امام حافظ ابوبکر بن ابی داود نے
ساتہہ اسناد اپنے کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا نہین جانتا ہون مین کسیکو کہ ارادہ کری سونے کا پہلی اس سے

لہ پڑھے تین آیتیں آخر سورۂ بقر کی للہ ما فی السموات وما فی الارض سے وشہد اللہ الی الاسلام اور پڑھے شہد اللہ
الی الاسلام تک یعنی شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الہ الا ہو العزیز الحکیم ان الدین عند اللہ الاسلام
والہکم الہ واحد الی یعقلون اور پڑھے والہکم لقوم یعقلون تک یعنی والہکم الہ واحد لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم ان فی خلق السموات
والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض
بعد موتہا وبث فیہا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیات لقوم یعقلون وان
ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض الآیۃ اور پڑھے یہہ آیت ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض وما بینہما فی
ستۃ ایام ثم استوی علے العرش یغشی اللیل النہار یطلبہ حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ الا لہ الخلق و
الامر تبارک اللہ رب العالمین ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا وادعوہ
خوفا وطمعا ان رحمت اللہ قریب من المحسنین وقل اللہم مالک الملک اور پڑھے قل اللہم مالک الملک من تشاء
وتنزع الملک ممن تشاء بیدک الخیر انک علے کل شئ قدیر تولج اللیل فی النہار وتولج النہار فی اللیل وتخرج
الحی من المیت وتخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغیر حساب وقل ادعوا اللہ الآیۃ اور پڑھے یہہ آیت
آخر تک قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنی ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذلک
سبیلا وقل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا وعشرا
من اول الکہف اور پڑھے دس آیتیں اول سورۂ کہف کے کہ یہہ ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی
انزل علے عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا قیما لینذر باسا شدیدا من لدنہ ویبشر المومنین الذین یعملون الصالحات
ان لہم اجرا حسنا ماکثین فیہ ابدا وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا ما لہم بہ من علم ولا لآبائہم کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم
ان یقولون الا کذبا فلعلک باخع نفسک علے آثارہم ان لم یومنوا بہذا الحدیث اسفا انا جعلنا ما علے الارض زینۃ لہا لنبلوہم
ایہم احسن عملا وانا لجاعلون ما علیہا صعیدا جرزا وعشرا من آخرہا اور پڑھے دس آیتیں آخر سورۂ کہف کی کہ یہہ ہیں
افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء انا اعتدنا جہنم للکافرین نزلا قل ہل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل
سعیہم فی الحیوۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا اولئک الذین کفروا بآیات ربہم ولقائہ فحبطت اعمالہم فلا نقیم لہم
یوم القیمۃ وزنا ذلک جزاؤہم جہنم بما کفروا واتخذوا آیاتی ورسلی ہزوا ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات کانت لہم جنات
الفردوس نزلا خالدین فیہا لا یبغون عنہا حولا قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ
مددا قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الہکم الہ واحد فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا والمعوذتین
پھر آئیں معوذتین ساتھ کسرہ واو مشددہ کی اور فتحہ بھی آیا ہے یعنی یہ سورت قل اعوذ برب الفلق اور سورۂ ناس بھی پڑھے ان
دونوں کو یعنی اول جیسا کہ ایک روایت میں ہے بعد اس کے کہ جمع کرے دونوں کف دست کو اور ماوی واپنی ہتھیلی

بائین ہتھیلی کے ساتھ جیساکہ صحیح ہے حدیث مین روایت کی ہے بخاری اور اصحاب کتب اربعہ نی ابوھریرہ سے کہ جمع
کرے دونون ہتھیلیون کو پہر پہونکے اون مین پہر پڑہے قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الناس فینفث علے الیدین
ویمسح الوجہ والیدین پس دم کری دونون ہاتھون پر اور ملے اون کو اپنی منہ اور بدن پر نفث ساتھ ضمہ فا اور کسرہ او س
کے نفخ لطیف کو کہتے ہین کہ تفل سے کم ہو کیونکہ تفل مین کسیقدر تہوک بہی ہوتا ہے اور خاص کیا مصنف نی قرارت معوذتین
کو ساتھ ذکر کے باوجودیکہ صحیح حدیث مین جو شیخین نے روایت کی ہے اون کی ساتھ قل ہو اللہ کا ذکر بہی ہے اور ظاہر کلام
مصنف مین اشارہ ہی طرف تقدیم قرارت کے نفث پر لیکن ظاہر حدیث کا دلالت کرتا ہے اوپر تقدیم نفث کی جیساکہ مشکوۃ مین ہے
کہ روایت کی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ آتی تہے طرف بستر اپنی کی ہر رات کو توجمع کرتی
تہے دونون ہتھیلیون کو پہر پہونکتے تہے اوس مین پہر پڑہتے تہی قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب
الناس پہر پہیرتی تہے اون دونون کو اپنی بدن مبارک پر جہان تک کہ ہوسکتا تہا شروع کرتے تہے ساتھ اون کی
سر اور چہرہ مبارک اور جو بدن کہ سامنی ہے کرتی تہی یہہ تین مرتبہ روایت کیا ہے اسکو بخاری اور مسلم نے اگرچہ جزری
نے اس قول کے جو حدیث مین ہے اسی نفث یہہ تاویل کی ہے کہ ارادہ نفث کا کرتے تہے اور جو اپنی ظاہر پر محمول ہو تو
شاید تقدیم نفث مین یہہ سر ہو کہ اسمین مخالفت ہی سحرہ باطلہ کی اور مصنف نی ثلثۃ مرات کا ذکر بہی ترک کردیا ہے باوجودیکہ
حدیث مین اسپر تصریح ہے انتہی فی الکل فضائل پس ان تمام امور مین جو مذکور ہوئی فضیلتین ہین چنانچہ اپنی اپنی
محل پر گذر چکین شرعۃ الاسلام مین بعض کبرا سے نقل کیا ہے کہ جس کسیکو نہایت ضروری حاجت ہو پس وضو کرے
سوتی وقت اور بیٹہے فرش پر پہر پڑہے سورہ والشمس اور واللیل اور ہر سورت کو بسم اللہ سی شروع کری سو
سات رات تک اس کو کری اللہ تعالے اوس کے حاجت روا کر دیگا یا اسکو نیند مین اوس کے تدبیر معلوم ہو جاویگی اول
یا تیسری یا پانچوین شب مین ویذکر الموت والنشور اور یاد کرے موت کو سونے کے وقت اور اوٹہنے
کو قیامت کے دن قبرون سے کیونکہ نیند موت کا بہائی ہے اور نیند سے جاگنا مثل قبرون کے اوٹہنی کے ہے اشارہ کرتا ہی
اسیکی طرف قول نبی علیہ السلام کا وقت سونی کے اللھم باسمک اموت واحیی اور وقت اوٹہنی کے الحمد للہ الذی احیانا
بعد ما اماتنا والیہ البعث والنشور اور طبرانی مین ہے کہ پڑہ قل یا ایہا الکافرون پہر سو اوس کے خاتمے پر اور احمد وغیرہ
کی روایت مین ہے کہ جبکہ پکڑا تو نی اپنے خواب گہ کو رات سے تو پڑہ قل یا ایہا الکافرون پہر سو اوس کی خاتمے پر اس
لیے کہ وہ برارت ہے شرک سے اور بزار کی روایت مین انس سے کہ جب کہ پہلو اپنا بستر پر رکہا تو نی اور پڑہا تو نی فاتحۃ
الکتاب اور قل ہو اللہ احد تو امن مین ہوا تو ہر چیز سے سوای موت کے یعنی سوا موت کی اور تمام مکروہات سے امن
ہوا اور احمد کی روایت مین شداد ابن اوس سے مروی ہے کہ نہین ہے کوئی آدمی کہ آدمی طرف بستر اپنی کے
پہر پڑہے کوئی سورت کتاب اللہ سے مگر یہہ کہ بہیجا جاتا ہے طرف اوس کی ایک فرشتہ کہ نگاہبانی کرتا ہے اوس کے

مرجیت ہے کہ ابناد ی) اوسکو ویبام علی حبہ تعالی وذکرہ اور سووے اوپر دوستی اللہ تعالے اور ذکر اوسکے کیونکہ سویا ہوا آدمی
اوس حال میں کہ جیسے سویا تھا اٹھے اوس میں اشارہ ہے طرف اسکے کہ لائق ہے سالک کو کہ تعلیب سوجنان اور انسان سے
ساتھ ذکر رب منان کی اور تدبر اور تفکر کرے آیات اور ادعیہ ماثورہ میں ساتھ اخلاص کے وکما انما یستیقظ ویبام فہو
علامۃ حبہ تعالے اوسیطرح کرے جس وقت کہ بیدا ہووے اور سووے کیونکہ یہہ نشانی اللہ تعالی کی محبت کی ہے کیونکہ جو
شخص کہ دوست رکھتا کسیکو تو زیادہ کریگا ذکر اوسکا پس یہہ قول مصنف کا حبہ تعالی یہہ احتمال ہے کہ اضافت مصدر کی ہو طرف
فاعل کیکے یا مفعول کے باوجودیکہ دونو متلازم ہیں جیسا کہ ہے حدیث طرف اسکے یہہ قول اللہ تعالی کا یحبہم ویحبونہ پس باعتبار غایت اسکا
کا ہو جو مرتب ہے اوسپر روایت لاحقہ وخیر العاقبۃ یہہ معطوف ہے حبہ تعالی پر یعنی یہہ علامت ہو حسن عاقبت کی کیونکہ بندہ مانند موت
حالت کاملہ میں اوی جس حالت کو موت شامل ہے اوسکو فی الجملہ نوم بہی شامل ہے اور مروی ہے کہ جیسی عمل کرتا ہے
آدمی کوئی عمل مگر یہہ کہ نجات دی جاتی ہے اوسکو عذاب الہی سے ولا ینام وحدہ اور نہ سووے تنہا خالی مکان میں کیونکہ رسول
علیہ السلام اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ سویا کرتے تھے اور تنہا سوتے ہیں کہ اوسکے ساتھ کوئی اوس مکان میں نہو نہی وارد ہے اور
اپنی سند میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے نہی فرمائی ہے اس سے کہ آدمی تنہا مکان میں سووے اور اوسکے
ساتھ کوئی اور نہو الا لتقوی الحضور فی القیام مگر یہہ کہ نیت کرے قوت حضور نماز شب میں لیکن تنہا سونا مکان میں ممنوع ہے
لیکن اگر تنہا خوابی سے یہہ نیت ہو کہ رات کی نماز کی حضور میں تقویت ہوگی تو کچہہ باک نہیں ہے کیونکہ حضور کامل تنہا ہوے اور
خلوت سے میں ہوتا ہے ولا علی سطح غیر محوط اور نہ سووے ایسی چہت پر کہ احاطہ نرکہتی ہو مبادا غلبہ خواب میں اوس
اور نادانستہ گر پڑے اور نقصان اوٹھاوے ابو داؤد نے علی بن شیبان سے سند حسن کی ساتھ روایت کی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سووے گہر کی چہت پر کہ اوسپر کوئی حجاب نہو کہ گرنے سے مانع آوے پس تحقیق بری ہوا
اوس سے ذمہ حق تعالی کا یعنی حق تعالے نے جو عہد اور ذمہ اوسکی حفاظت اور نگہبانی کے واسطے باندہا ہے اوس سے بری
کیونکہ پروردگار نے اپنے کرم اور عنایت سے بندونکی حفاظت کے واسطے عہد باندہا ہے اور ملائکہ
اور دیگر اسباب اس کام کے لیے پیدا کیے ہیں جبکہ اس شخص نے اپنے نفس کو خود ہلاکت میں ڈالا اور
ایسی جگہ سویا کہ جاوتا دہان ہلاکت ہے تو وہ عہد اور محافظت اوس سے ساقط اور منقطع ہوئی ہے
اور ترمذی کی روایت میں ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ نہی فرمائی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
سے کہ سووے آدمی ایسی چہت پر کہ اوسپر کچہہ احاطہ نہو ولا فیما لا باب لہ اور نہ سووے ایسے مکان میں
کہ اوسکا دروازہ نہو شاید کہ مرجاوے تو اوس سے نکالنا دشوار ہوگا شرعۃ الاسلام میں بعد ذکر ان ممنوعات
کے کہا ہے کہ جس شخص نے ان ممنوعات سے اگر کوئی فعل کیا اور اوسکو کوئی بلا یا مصیبت پہنچے تو نہ ملامت
کرے مگر اپنے نفس کو ولا بعد الفجر اور نہ سووے بعد طلوع صبح صادق کے کہ وقت شریف اور برکت ہے

فالارض تشتکی منہ اسلیے کہ زمین شکایت کرتی ہے ساتھ زبان حال یا قال سے اسوقت کے سونیوالے سے جناب باری عزاسمہ مین لسبب غفلت اور تضیع وقت اوسکے کہ ایسی وقت شریف کو غیر عبادت مین صرف کیا منافی طبیعت اور عادت کے اور بیہقی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے نوم الصبحۃ یمنع الرزق یعنے فجر کیوقت کا سونا باز رکھتا ہے رزق معنوی کو ایسی ہی رزق حسی کو بھی کیونکہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ برکت ودیگئی ہے میری امت کو اوسکے بکور مین شرعۃ الاسلام مین ہے کہ سونا اول نہار مین حمق ہے اور وسط مین خلق اور آخر نہار مین جہل ولا بعد العصر اور عصر کی نماز کے بعد بھی نہ سووے کہ یہہ وقت بھی شریف ہے چنانچہ اشارہ کرنے والا ہے اسکی طرف یہہ قول اللہ تعالی کا یا ایہا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرًا کثیرًا وسبحوہ بکرۃ واصیلا اور ابو یعلی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کہ سووے بعد نماز عصر کے سو چھین لیجاتی ہے اوسکی عقل پس چاہیے کہ ملامت نہ کرے مگر اپنے نفس کو کہ کیون اسوقت سویا وکان علیہ الصلوۃ والسلام اذا طال القیام ینام نومۃ خفیفۃ قبل الصبح اور تھے آنحضرت نازل ہوا اون پر درود وسلام جبکہ دراز قیام فرماتے تھے یعنے رات کو نماز بہت ادا کرتے تھے تو سوتے تھے تھوڑا پہلے صبح کے سونا خفیف اور بعد فجر کے سنت ادا کرنیکے بھی ایک ساعت خفیف لیٹتے تھے جیسا کہ صحیحین مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ پڑھتے تھے دو رکعتین فجر کے تو لیٹتے تھے داہنی کروٹ پر سوا اس سو نیمین بہت حدیثین وارد ہین بعض سلف نے کہا ہے کہ یہہ لیٹنا سنت ہے اور سبب ہے واسطے مکاشفہ غیوب اور مشاہدہ قلوب کے اور وہ جو مصنف نے ذکر کیا وہ بعض روایات مین آیا ہے نووی نے کہا ہے کہ مستحب ہے لیٹنا بعد ادا کرنے دونو رکعتون فجر کے اور تحقیق یہہ ہے کہ یہہ لیٹنا واسطے استراحت اور حاصل کرنے نشاط کے ہے نہ واسطے فرق کے درمیان فرض اور سنت کے جیسا کہ بعضون نے کہا ہے وفیہ تجدد الشوق الی اداء الفرض وذہاب اثر القیام عن الوجہ اور اس سونے مین تازگی شوق کی ہے طرف ادا کرنے نماز فرض کے اور جانا رہنا اثر رات کی نماز کا بھی چہرہ سے یعنی زردی جو بیداری کی جہت سے حادث ہوئی ہے اور سبب ریا اور سمعہ کے ہوتی ہے اس نیند سے زائل ہو جاتی ہے علما کی اس سونیمین اختلاف ہے فرضیت سے کراہیت تک اور مختار یہہ ہے کہ مستحب ہے اور مروی ہے رسول علیہ السلام سے وبقیل نہار مین کیا ہے کہ قیل اور قیلولہ وہ پہر کیوقت کی استراحت کو کہتے ہین اگرچہ اوسکے ساتھ سونا نہو کہا جاتا ہے قال یقیل قیلولۃ فہو قائل فہی سنۃ معینۃ علی القیام کالسحور علی الصوم اور قیلولہ کرنی پس وہ سنت ہے مروی ہے قول اور فعل آنحضرت علیہ السلام سے کہ اعانت کرنیوالا ہے اوپر نماز شب کے جیسا کہ سحری کا کھانا اعانت کرنیوالا ہے اوپر روزہ کی ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے اعانت طلب کرو ساتھ طعام سحر کے روزہ پر اور ساتھ قیلولہ کے قیام شب پر اور ابو نعیم نے انس سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے قیلولہ کرو کیونکہ شیطان قیلولہ نہین کرتا

چیز کو کہتی ہین کہ سحری کی وقت کہائی جاوی کہانا ہو یا پینا اور سحور بالضم سحری کی کہانیکو کہتی ہین سحری کی وقت اور وہ چیکہ مد
آخرات کا ہی متضمنة للسلامة یہہ معروف ہی صفہ ہر یعنی قیلولہ متضمن ہے سلامتی بدن کو یعنی اعضا کو کسل اور آفات سے
بچاتا ہے کیونکہ بی خوابی کی سبب سے آنکہون مین فتور ہوجاتا ہے اور دماغ مین نقصان پیدا ہوتا ہے اور دل مین ضعف
آجاتا ہے یا قیلولہ متضمن ہے سلامتی کو مخالطت اہل علاقہ اور اون کی ساتہہ بیہودہ امور مین گفتگو کرنی سے سفیان ثوری
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سلف دوست رکہتی تہی بعد فارغ ہونی کی عبادت سے سونی کی واسطے طلب کرنی سلامتی
بدن کی اور اسواسطی کہا گیا ہے النوم خیر من النمیمة ولیکن النوم ثلث اللیل والیوم اور جاہیے کہ ہو دی سونا سالک کا بقدر
تیسری حصے کی رات اور دن کی یعنی رات اور دن کا تیسرا حصہ کہ آٹہہ ساعتین ہین سونے مین صرف کری اور باقی ورد سیداری عبادت الٰہی اور تعہد
اور اہل و عیال اور انجاح حاجات مسلمین مین صرف کرے تاکہ نجات پاوی دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سی
ولا تقص الرؤیا الا علی عالم ناصح اور نہ بیان کری خواب کو مگر ایسی شخص سے کہ عالم ہو تعبیر خواب کا اور خیر خواہ
اس کا نہایہ مین یہہ کہا جاتا ہے قصصت الرؤیا علی فلان جب کہ خبر دی تو اوسکو ساتہہ خواب کی انتہی اور عالم
اگر محمول ہو صاحب عقل اور دانش پر تو موافق ہے اوس کی جو ترمذی کے حدیث مین ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نی لا تحدث الا حبیبا او لبیبا یعنی نہ بیان کر خواب کو مگر دوست یا صاحب دانش پر اور جو محمول ہو اوس عالم پر کہ خواب کی
حال اور اون کی تعبیرات خوب جانتا ہے تو اوس کی لیے بہی ایک وجہ ہے اور ناصح بغیر حرف عطف کی مصنف کی
تمام نسخون مین ہی اور شرعة الاسلام مین ساتہہ واو عاطفہ کی ہے اور یہی اولی ہے کیونکہ عالم اپنی بہائی کی برائی
نہین چاہیگا سو اوسکو نصح کی ساتہہ موصوف کرنی کی کچہہ حاجت نہین ہے اور اس لیی کہ اگر عطف کی ساتہہ
نہو تو کلام مصنف کا خالی رہیگا اس سی کہ صرف ناصح پر خواب بیان کری باوجودیکہ یہہ بہی جائز ہے کیونکہ ناصح نہین
ہوتا ہے مگر حبیب اس لیی کہ معنی نصیحت کی موافق تفسیر صاحب نہایہ کی یہہ ہین کہ ارادہ کری بہلائی کا واسطی منصوح
لہ کی حاصل یہہ ہے کہ اگر خواب اچہی دیکہی ہے تو ایسی شخص سے بیان کری کہ اس کا خیر خواہ اور تعبیر خواب سے خبردار
ہو تاکہ نیکی پر محمول کری اور اچہی تعبیر دی بخلاف بدخواہ کی کہ عداوت اور حسد اوس کا باعث ہوگا بری تعبیر دینے
پر اور جو خواب کی تعبیر سے نادان ہی خواب کی تعبیر ناخوش کریگا اور جونکہ کہ اول تعبیر ہوتی ہے اوسکی موافق وقوع
ہوتا ہے کیونکہ حدیث مین ہے کہ خواب نہین مستقر ہوتی ہے جب تک کہ تعبیر اوس کی نہین دی جاتی ہے اور جب کہ
اوسکی تعبیر دی جاتی ہے تو قرار پکڑ لیتی ہے لیس جو تعبیر کرنی والا خیر خواہ اور عالم نہوگا تو تعبیر ساتہہ مکروہ امر کی کریگا
اور اس کو اس سے غم والم ہوگا مروی ہے کہ ایک عورت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئی
اور عرض کیا کہ مینی خواب مین دیکہا ہے کہ گویا میری گہر کا آستانہ ٹوٹ گیا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا غائب سفر سے آویگا
پس اوس کا شوہر سفر سی آیا بعد ازان پہر سفر کو گیا اور اس عورت نی وہی خواب پہر دیکہا اور رسول خدا علیہ الصلوٰة والسلام

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۴۸۰

قولہ الرؤیا خواب شارح نے اسمقام پر قدر ضرورت پر اختصار فرمایا لیکن خواب ایک ایسا مضمون ہے جسکی کیفیت اور عجائبات کے قلوب مشتاق ہین لہذا مختصر اسمقام پر تشریح کیجاتی ہے واضح ہو کہ خواب ایک حصہ ہے نبوتکا چھیالیس حصونسے روایت کیا اسکو ابو یعلی نے ابو ہریرہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤیا المسلم جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ اور فرمایا دانیال پیغمبر علیہ السلام نے کہ روحین بلند کیجاتی ہین آسمان ہفتم کیطرف اور کہڑی ہوتی ہین اپنے رب کے سامنے اور اجازت ملتی ہے سجدہ کی پس سجدہ کرتی ہے عرش کے تلے جو طاہر ہوتی ہے اور دور سجدہ کرتی ہے جو غیر طاہر ہو تو اسکے اور اسکی وجہ سے مستحب ہے باوضو سونا اور کہا کہ جو فرشتہ موکل خواب پر ہے نام اوسکا صدیقون ہے اوسکی مثال آفتاب کی سی ہے جسکے روشنی مین ہر شی نظر آتی ہے تو وہی فرشتہ مثالین آدمیونکو دکہاتا ہے اللہ کے حجاب غیب سے اور لوح محفوظ سے جو حق تعالی کے نور مین ہے۔ اور کہا حکیم افلاطون نے کہ روح جسم سے نکل جاتی ہے اور زمینون اور عالم ملکوت مین سیر کرتی ہے جہانتک خدا چاہے پہر دیکہتی ہے وہ چیزین جو بیداری مین نہ دیکہ سکتی تہے۔ اور کہا ارسطاطالیس نے کہ روحانی حس اشرف ہے جسمانی حس سے اسلیے کہ حس جسمانی نہین مدرک ہے مگر حاضر اور حس روحی مدرک ہے غائب کو بہی اور اسمین کچہہ شبہ نہین کہ خواب ایک نعمت و ہدایت ہے اور طریقہ توصل اور مقام تقرب ہے جسمین سب بندے حق تعالی کے شریک ہین مثل رزق وحیات و ایجاب دعا کے اسی لیے کفار اور فساق بہی سچے خواب دیکہہ سکتے ہین۔ اور خواب کے سچے اور لطیف اور نورانی ہونیکے اسباب جیسا کہ مستفاد ہوتا ہے ارشاد نبوی اور اقوال صالحین سے یہ ہین کہ آدمی صادق القول طاہر النفس کثیر الفکر والذکر متقی ہو پس جسقدر تعلقات جسمانی اور عوارض دنیاوی مضمحل اور منقطع ہوتی جاتی ہین اتصال روحی اور صفائی قلب اور تشرفات عالم علوی زیادہ ہوتی ہین اور حجاب اوٹہتی جاتی ہین یہانتک کہ اوسپر اسرار غیبیہ اور انوار الہیہ کا نزول ہونے لگتا ہے اور معاملات گزشتہ اور حوادثات آئندہ اوسپر منکشف ہونے لگتی ہین اور کبہی اس پردہ مین اوس پر طرح طرح کے عجائبات قدرت ظاہر کیے جاتی ہین اور قسم قسم کے علوم کہولی جاتی ہین اور کبہی بعض منہیات سے جو موجب عصیان الہی یا باعث بعد وحرمان ہون اور بعض اوامر سے جو وسیلہ نجات و رضاے حق ہین متنبہ ہوتا ہے اور کبہی اسکی عظمت بدو سرور ظاہر کیجاتی ہے اور ازدیاد الفت کو ہیجان عشق الہی و بشارت فی الدنیا ملحوظ ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا آنحضرت نے کہ لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا سے مراد حقتعالی کی رؤیا صالحہ ہین اور یہی خواب رفتہ رفتہ مشاہدہ و کشف سے متصف ہوجاتے ہین اور پہر ترقی کرتے کرتے بیداری مین بچشم سر بہی اولیاء اللہ کو یہ دولت میسر ہوتی ہے مگر اوسے خواب نہین کہتے اور طرف اسیکی رہبری کرتی ہین ابتدائی حالات آنحضرت کی کہ اوائل مین آپ رؤیاء صالحہ اور انوار و اسرار عالم علوی معاینہ فرمانے لگے پہر یہی خواب اگر آدمی کثیف النفس خبیث الباطن فاسق کافر ہو تو تخریف الشیطان یا مما یحدث الرجل نفسہ سے تعبیر کیے جاتے ہین اور فہم مراد اور تعیین معنے خواب ایک بڑا علم ہے جسکا احسان حقتعالی نے حضرت یوسف علیہ السلام پر بیان فرمایا اور علماء امت محمدیہ کو بہی بہت بڑا حصہ اوسکا مرحمت ہوا ہے تفصیل اسکی مطالعہ رسائل خصوصا رسالہ امام المعبرین ابن سیرین سے معلوم ہوسکتی ہے مگر کبہی یہہ خواب اپنی صریح الفاظ پر محمول ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے من رآنی فی المنام فقد رآنی اور خواب اوس بندیکا جسنے دیکہا تہا کہ مین شراب نچوڑتا ہون اور حضرت یوسف نے اوسکی تعبیر یہی دی اور کبہی مناسبات اور محاورات اور استعارات و مناسبات اوصاف سے اسکی تعبیر کیجاتی ہے جیسا کہ آنحضرت نے دودہ سے علم اور قمیص سے دین وغیرہ مراد لی ہے مگر چاہیے کہ تعبیر دینے والا بحسب اصول علم تعبیر خواب دیکہنے والی اور اوس کے لائق حالات اور اوصاف پر نظر کرکے اچہی تاویل کرے اور مبارک تعبیر دے اس لیے کہ خواب کا فہم تاویل و استعارے پر منحصر ہے اور یہہ ایک قسم اجتہاد کی ہے اور حقتعالی اپنے بندونکی نیت کی ساتہہ ہے تو حق تعالی سے امید بد رکہنا اور فال بد لینا اچہا نہین واللہ اعلم بالصواب ۱۲

کی جناب مین حاضر ہوئی آپ کو وہان نہ پایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے اون سے خواب بیان کی حضرت صدیق نے فرمایا
کہ تیرا شوہر مر جاویگا پہر یہہ خواب حضرت کی جناب مین گذارش کی آپ نے فرمایا کہ آیا یہہ خواب اور کسی سے بہی کہا ہے
عرض کیا ہان آپ نے فرمایا ویسا ہی ہوگا جیسا کہ اوسنے تعبیر دی ہی یہہ حدیث اور دوسرہ جو متن مین ہے ترمذی کی روایت ہی
ابوہریرہ سے اور صحیحین مین ہی کہ جبکہ دیکہی خواب مین ایسی چیز کہ محبوب جانتا ہی پس چاہیے کہ حمد بیان کرے اللہ تعالی کی اور
اور بیان کری اوس خواب کو اور نہ بیان کری مگر اوس شخص سے کہ اوسکو دوست رکہتا ہے اور حاکم کی روایت مین ہے انس
سے ان الرویا تقع علی ما تعبر و مثل ذلک مثل رجل رفع رجلہ فہو ینتظر متی یضعہا فاذا رای احدکم رؤیا فلا یحدث بہا الا ناصحا او عالما معنی
یہ ہے کہ یہان علما نے ایک اشکال ذکر کیا ہے اور وہ یہہ ہی کہ تمام چیزین قضائے الہی اور قدر اوس کی سے ہوتی ہین پس کیا ہی
کہ اگر خواب کو پوشیدہ کہی اور کسی سے نہ بیان کری تو وہ ساقط ہو جاتی ہے اور جو بیان کیا اور اوس کی تعبیر دی گئی تو واقع
ہو جاتے ہے جیسا کہ ابوداود کی روایت مین ہے "ان الرویا علی رجل طائر ما لم تعبر فاذا عبرت وقعت" سو جواب اسکا یہہ ہی
کہ یہہ بہی موافق قضاء الہی اور اوس کی قدر کی ہے پس جو حکم دعا اور صدقہ اور تمام اسباب کا ہی وہی اسکا حکم ہے اور یہہ
بہی ذکر کیا ہے کہ جب کہ ایک خواب بہت تعبیرون کا احتمال رکہتی ہو پس جب کہ بیان کیا اوسکو کسیکی سامنی اور تعبیر
اوسکی موافق ایک احتمال کے پہر دوسری کی سامنی ذکر کیا اوس نے دوسری احتمال کی موافق تعبیر دی پس معتبر اول تعبیر ہے
اور وہی واقع ہوگے چنانچہ ترمذی کی حدیث سے معلوم ہو چکا آپ نے فرمایا کہ وہی ہوگا جو اوسنے تعبیر دی ہی ولا یحدث بما یکرہ
اور نہ حکایت کری وہ ہرگز ۔ ۔ کہ دیکہی ہے بلکہ چاہیے کہ نہ بیان کری دانا اور خیرخواہ سے ابتدا اپنی خواب کو کسی سے
نہ کہی کیونکہ وہ خواب شیطانی ہے اور اوسکا کچہ اعتبار نہین ہے کہنا اور بیان کرنا اوسکا عبث اور لایعنی مین داخل ہے اور
جو بیان کر دیا اور سنی والے نے اوس کی تعبیر بری کہی تو وسواس مین پڑیگا اور تعبیر کو بہی وقوع مین خاصیت ہے صحیحین مین ابو قتادہ سے
مروی ہے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب نیک اللہ تعالی کی جانب سے ہے اور حلم یعنی بری خواب شیطان کی جانب
سے ہین پس جبکہ دیکہی یا ایک تمہارا وہ چیز کہ محبوب جانتا ہے اوسکو پس نہ بیان کری اوسکو مگر اوس شخص سے کہ محبوب رکہتا ہے
اوسکو اور جبکہ دیکہا اوس چیز کو کہ مکروہ جانتا ہے پس چاہیے کہ پناہ مانگے اللہ تعالی سے اوس کی شر اور شیطان کی شر سے
اور چاہیے کہ تہوکی تین مرتبہ بائین طرف اور نہ بیان کرے کسی سے سو تحقیق وہ خواب نہین ضرر دیگا اسکو فان رای مکروہا
ینزق عن یسارہ پہر اگر دیکہے خواب مین کوئی چیز مکروہ تو بائین طرف اپنی تہوکی اور بعض نسخون مین یبصق ساتہ صاد کی ہے
موافق روایت حدیث کے بصاق بساق اور بزاق غراب کی وزن پر منہ کی پانی کو کہتے ہین جبکہ باہر نکلی اوس سے اور جب تک
کہ منہ مین رہے تو اوسکو ریق کہتے ہین اور تینون کلمہ باب نصر ینصر سے ہین جندی نے حصن حصین کی حاشیے مین لکہا
ہے کہ یبصق ساتہ صاد مہملہ کے حدیث کی روایت اس کی موافق ہے اور اصل اسمین زا ہی اور سین بہی جائز ہے
اور زا اور صاد سے بدل گئے بسبب مجاورت تاء کی انتہی پس کلام مصنف کا دال کرتا ہے معنی حدیث کی لیکن مصنف

اگر بزق کی جگہہ بصق کہتا تو بہتر ہوتا بسبب موافقت کی لفظ حدیث سے اور تہوکنا بائین جانب موافق حدیث کی ہے جیسکہ
قریب ذکر کی جاویگی اور تخصیص بائین جانب کی بسبب علاقۂ دنارت اور خساست کی ہے طرف اور نسبت اسکی طرف شرکی زیادہ
مناسب ہے ساتہہ شیطان کی حاصل یہہ کہ اگر خواب مین ایسی چیز کو دیکہی کہ اوسکو ناخوش اور مکروہ جانی اور اوسمین اندیشہ
ضرر کا بہی ہوتا ہے تو تہوکی اور کسیقدر آب دہن بائین طرف ڈالے ساتہہ ارادہ طرد شیطان کی کہ یہہ خواب شیطانی ہے
ویتعوذ من شرہا اور پناہ پکڑے طرف خدای تعالی کے شیطان رجیم سے اور برائی اوس خواب کی سے تین مرتبہ او نہ ذکر
کرے کسے سے پس وہ نہین ضرر دیگا اوسکو جیساکہ صحیحین وغیرہ مین ہے یعنی اگر مکروہ خواب دیکہے تو یہہ دعا پڑہے
اللہم انی اعوذ بک من عمل الشیطان وسیئات الاحلام یا یہہ دعا پڑہی اعوذ باللہ من الشیطان ومن شر ہذہ الرویا جیساکہ روایت
کی ہے اصحاب صحاح ستہ نی ابی قتادہ سے اوس نی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سی کہ جب کہ دیکہی خواب مین وہ چیز کہ ناخوش معلوم
ہو اسکو پس چاہیے کہ بائین جانب مین تین مرتبہ تہوکی اور پناہ طلب کری اللہ تعالی سے شیطان کی شر اور خواب کی برائی سے
ویتحول عن جنبہ اور پہر جاوی اوس پہلو سی کہ جس پر یہہ خواب دیکہے ہے واسطی تفاول اور تغییر حال مکروہ کی سو اگر داہنی کروٹ
پر ہے تو بائین کروٹ پر ہو جاوی اور تہوکی تین مرتبہ اور جو بائین کروٹ ہے تو تہوکی تین مرتبہ پہر داہنی کروٹ پر پہر جاوی مسلم
نے جابر سے روایت کی ہے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نی جبکہ دیکہی کوئی تمہارا ایسا خواب کہ مکروہ جانی اوسکو پس
چاہیے کہ اپنی بائین جانب تین مرتبہ تہوکی اور پناہ پکڑے ساتہہ اللہ تعالی کے شیطان سے تین مرتبہ اور چاہیئے کہ پہر جاوی
اوس کروٹ سے ولیقم ولیصل رکعتین اور اوٹہی سوتی سے اور ادا کری دو رکعت نماز تاکہ برکت اور نورانیت نماز سی توہم ضرر کا کہ
پیدا ہوا ہے بر طرف ہو دی اور جو کدورت اور وحشت کہ حاصل ہوئی ہے زائل ہو جاوی ترمذی اور بخاری نی روایت کی ہی ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سی کہ چاہیے اوٹہی اور نماز پڑہے سو اگرچہ حدیث مین دو رکعتون کے تصریح نہین ہی لیکن اقل اوس
چیز کا کہ اوس پر نماز کا اطلاق ہو دو رکعتین ہین اور بخاری کی روایت جو حصن حصین مین ہے اوس سے یہہ مفہوم ہوتا ہے
کہ ان یتحول او لیقم ساتہہ لفظ او کی ہے نہ ساتہہ واو کی حتی کہ جمع کیا جاوی دونون مین شاید مصنف کی نزدیک واو کی
ساتہہ یہ ثابت ہوا ویتصدق بشئی اور صدقہ دیوی کہ صدقہ رد کرتا ہے بلا کو اور بجہاتا ہے غضب الہی کو تخم العلم مین ہے
کہ اس امر مین بہی کوئی حدیث نہین دیکہی کہ اگر مکروہ خواب دیکہی تو صدقہ دیوی لیکن شاید مصنف کو کوئی روایت مل گئی ہو
ویرد المعبر الی احسن تاویل اور رد کری تعبیر دینے والا خواب کو طرف نیکترین تاویل کے یعنی تعبیر دینے والی کو چاہیے کہ اچہی
تعبیر دی کیونکہ خواب واقع ہوتا ہے موافق قول اول تعبیر دینے والے کے جبکہ خبردار ہو خواب کی حال سے اور بسا اوقات خواب
چند تعبیرونکا احتمال رکہتی ہے اور کچہہ بعید نہین ہے کہ معنی اوسکی یہہ ہون کہ تعبیر دینے والا اچہی تعبیر دی اور انواع عبارت
سے چنانچہ لکہا ہے کہ ایک بادشاہ کی یہان دو تعبیر دینے والے ملازم تہے ایک کا وظیفہ ہزار کا تہا دوسرے کا اس سے
نصف باوجودیکہ دونون فضائل اور تحسین شمائل مین برابر تہے کسی نے بادشاہ سے پوچہا کہ کیا وجہ ہے کہ ایک کا وظیفہ

دوسری سے زیادہ ہے بادشاہ نے کہا کہ ایک مرتبہ مینے خواب دیکہا تہا کہ سامنے کے دانت میری گر گئے پس ان دو
سامنے یہہ خواب مین نے بیان کی سو ہزار دانے نے کہا کہ خوش ہو کہ تیری عمر تیری اقربا کی عمر سے زیادہ ہے اور دوسری نے
کہا کہ تیری اقربا سب تیرے روبرو مر جائینگی پس خیال کرنا چاہیے کہ مطلب دونون کے کلام کا ایک ہے مگر حسن تعبیر مین اختلاف ہی
اور تعبیر دینے والی کو چاہیے کہ جب کوئی اوس کے روبرو اپنے خواب بیان کرنا چاہے تو یون کہے خیر لنا وشر لاعدائنا ولا تقتنی کلبا
فالملائکۃ تنفر عنہا اور حق متابعت رسول علیہ السلام کا یہہ ہے کہ نہ نگاہ رکہے کتے کو یعنی کتا نہ پالے کیونکہ فرشتے نفرت کرتے ہین
اوس گہر مین آنے سے جیسے کہ کتا ہو صحیحین مین ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین داخل ہوتے ہین فرشتے
اوس گہر مین کہ جس مین کتا یا تصویرین ہون شارحین نے لکہا ہے کہ مراد ملائکہ سے رحمت کی فرشتے ہین سو کراما کاتبین اور حفاظت والے
فرشتون کے کیونکہ یہہ آدمی سے کسی وقت جدا نہین ہوتے لیکن ایذا پانے مین ان کی بابت کچہہ شک نہین ہے اور کتے کے پالنے
مین جو منع وارد ہین اوسکے دو وجہین اور ہین ایک تو یہہ ہے کہ یہہ برتنون کو چاٹتا ہے اور نجس کرتا ہے دوسری یہہ کہ اپنے
آواز سے آدمیونکو ایذا دیتا ہے الا الماشیۃ نہایہ مین ہے کہ یہہ ایک نام ہے کہ واقع ہوتا ہے اونٹ گائی بیل بکری پر اور زیادہ استعمال
اس کا بکریون مین ہے جمع اسکی مواشی ہے او صید او زرع مگر واسطے نگاہ بانی مواشی یا شکار یا زراعت کے ہو
یعنے اگر کتا مواشی کے حفاظت کے واسطے پالا ہے یا معلم کتا شکار کے واسطے یا زراعت کی نگاہبانی کے واسطے دواب وغیرہ سے
پالا ہے تو اس مین کچہہ باک نہین صحیحین مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
کہ جس نے پالا کتا مگر کتا واسطے حفاظت مواشی کے یا کتا شکاری معلم یا زراعت کے واسطے تو کم ہوتا ہے اوس کے اجر
مین سے ہر روز قیراط ایک قیراط کے اور ابن عمر کی روایت مین ہے کہ جس نے پالا کتا مگر کتا ماشیہ یا ضاری یعنے کتا معلم تو
کم ہوتے ہین اوس کے عمل مین ہر روز دو قیراط سو مراد کلب ماشی سے وہ ہے کہ حفاظت کے لیے ہو برابر ہے کہ حفاظت جانورون
کی ہو یا زراعت کے اور اجماع کیا ہے علما نے کلب عقور ای کٹکہنا اور اوس کتے کی قتل کرنے پر کہ اوس مین ضرر ہو فقط
لا یستقبل الشمس فہو داء او یستدبرہا فہو دواء اور آفتاب کی جانب منہ کر کے نہ بیٹہے سردی ہو یا گرمی کیونکہ یہہ بیماری ہے اور اوس
کے جانب پشت کر کے بیٹہے پس وہ دوا ہے یعنی آفتاب کی سامنے منہ کر کے بیٹہنا بیماری کا سبب ہے شرعۃ الاسلام مین ہے کہ
فرمایا نبی علیہ السلام نے حضرت علی کو ای علی نہ منہ کر طرف آفتاب کی اور پشت اوسکی طرف کیونکہ اوس کے جانب منہ کرنے مین
بیماری ہی اور اوسکی جانب پشت کرنے مین شفا ہے اور سایہ اور دہوپ کے درمیان مین بیٹہنا بہی ممنوع ہی حاکم نے ابوہریرہ
سے اور ابن ماجہ نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ نہی فرمائی ہے رسول خدا نے اس سے کہ بیٹہے آدمی سایہ اور دہوپ مین
دیکہو مسمیا شوذا اور حق اتباع نبی علیہ السلام کا گہر سے نکلنے اور راہ چلنے مین یہہ ہے کہ نکلے گہر سے در حالیکہ
بسم اللہ کہنے والا اور پناہ ڈہونڈہنے والا ہو طرف اللہ تعالے کے آفتون اور حوادثات سے ترمذی نے ابوداؤد
اور نسائی اور ابن ماجہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکان سے طرف

مسجد وغیرہ سے تشریف لاتی تھے ...
ان ازل او اُذل او اضل او اُضل او اجہل او یُجہل علی قاریا آیۃ الکرسی نکلنی گھر سے درحالیکہ پڑھے ہوئے آیۃ الکرسی کو کہ سبب حفظ کی ہے شیاطین
جن اور انس سے اسی طرح جب لوٹ کر آوی تو آیۃ الکرسی پڑھے ویسرع فی المشی الی البیت اور شتابی کری چلنی مین طرف گھر کے بعد
قضای حاجت کی بعد جلد گھر کی طرف پھری کیونکہ گھر مین رہنا اسکی لیے بہتر ہے پس عود کرنا طرف اوس کی محمود ہی اسلیے کہ زمانہ لزوم
سکوت اور بیوت کا ہے ولا یمشی بین المرأتین اور راستہ نہ چلی درمیان دو عورتون کے کہ اسمین گمان فتنہ اور رعصیان کا ہے اور
بعضون نے کہا ہے کہ پیدا کرتا ہے فقر اور نسیان کو سنن ابی داؤد اور مستدرک حاکم مین ہے ابن عمر سی کہ آن حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نی نہی فرمائی ہے اس سے کہ چلی آدمی درمیان عورتون کے آور اوسمین سے بیہقی نے مرفوعا روایت کی ہے
جب کہ سامنی آوی تیری دو عورتین پس نہ گذر اون کے درمیان مین سے اختیار کر داہنے جانب کو یا بائین جانب کو یہی
معنے ہین مصنف کی اس قول کے ویترک الطریق للنساء اور چھوڑ دی راستی کو واسطے عورتون کی کہ بی حیائی سے اس کے
سامنے آئین ورنہ اونہین کو لائق تہا کہ مردون کے لیے راستہ چھوڑ دیتین اور دیوار سے لگ کر اپنا حال چھپاتین ویمیط الاذی
اور دور کری راستی سے ایذا دینی والی کو مانند کانٹی پتھر پلیدی وغیرہ کی اور مراد مطلق ترک ایذا ہے برابر ہے کہ اپنی ذات
سے کسیکو تکلیف ہو یا اور کسی چیز سے ایذا پونہچی حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ نی ابرار کی تفسیر مین کہا ہے کہ ابرار وہ ہین کہ نہ ایذا
دلوین کسے ذری کو اور نہ راضی ہون گے کے نقصان فیہ اجر جزیل اس لیے کہ اسمین ثواب عظیم ہے مسلم وغیرہ نی ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایمان کے کچھ اوپر ستر شاخین ہین کہ افضل اون کا کہنا لا الہ الا اللہ کا ہے اور ادنی اون کا
دور کرنا ایذا اکی چیز کو ہے راستی ہی اور بخاری نی اپنی تاریخ مین معقل بن یسار سے روایت کی ہے مرفوعا کہ جسنی دور کیا
ایذا کی چیز کو مسلمانون کے راستی سی تو لکہی جاتی ہے اوسکی لیے بڑی نیکی اور جس سے ایک نیکی قبول کیجاوی تو داخل
ہوتا ہے بہشت مین ولا یختال اور نخرہ اور تکبر نکری چلنے مین جیسے متکبرین اکڑ کر چلتے ہین علما نی کہا ہے کہ تکبر مذموم وہ ہے
کہ ظاہر کری اون فضیلتون کو کہ اسمین ہوون اور ان کی سبب سے آدمیون پر تفوق اور علو ڈہونڈھے ہے اور جو اسمین اسطرح
کے فضیلتین نفس الامر مین ہے کہ اون کی سبب سی مستحق تقدم کا ہے تو یہہ مذموم نہین ہے اور صفتہ یہہ ہے کہ اپنی
مقام اور درجی سے نزول کری اور جن باتون کا مستحق یہہ ہے اون کو ترک کردی اور تواضع طریقہ متوسط اور معتدل ہے
کذا فی تحجیم العلم پھر استدلال کیا مصنف نی انتقال کے نہی پر ساتہہ آیت کی پہر ساتہہ حدیث کی پس کہا فورق اس لیے
کہ وارد ہوا ہی قرآن شریف مین ولا تمش فی الارض مرحا اور نہ چل زمین مین اترا تا اسے چلنا تکبر والون کا سا پوری آیت
یون ہے انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا بیشک تو ہرگز نہین چیر سکتا ہی زمین کو اور نہ پونہچیگا پہاڑون کو ازروی
درازی کے کل ذلک کان سیئہ عند ربک مکروہا سب یہہ نزدیک رب تیری سے برائی ہے مکروہ یعنی جو کوئی کہ زمین نہ چیر سکی اور
پہاڑون کی برابری اوس سے نہو سکی اوسکو تکبر اور بڑائی بیجا ہے ۵ زخاک آفریدت خداوند پاک پس ای بندہ افتادگی کن چو خاک

اور دوسری جگہ ارشاد ہی واقصد فی مشیک یعنی درمیانی طریقے اختیار کر اپنی چال مین اور ایک جگہ فرمایا ہی عباد الرحمن
الذین یمشون علی الارض ہونا یعنی بندے رحمن کے وہ لوگ ہین کہ چلتے ہین زمین پر تواضع اور تخاشع کرنے والی اور زمین آ
ہین مثل اکڑنے متکبرین کے اور احمد کی حدیث مین ابن عمر سے مروی ہے من تعظم فی نفسہ واختال فی مشیۃ لقی اللہ وہو علیہ
غضبان جو کوئی کہ بزرگ جانی اپنے کو اپنی نفس مین اور تکبر کی چال چلے اپنی مشے مین تو ملاقات کریگا اللہ تعالی سے درحالیکہ
وہ تعالے شانہ اوسپر غضبناک ہوگا گویا کہ یہہ مقتبس ہے اس آیت کریمہ سے ان اللہ لایحب من کان مختالا فخورا یعنی جو
نے اپنی بزرگی مین تکلف کیا اپنی نفس کے نزدیک کیونکہ بندہ تو ذلیل ہے اگرچہ اوسمین فضیلتین ہون سو بزرگی نہین ہے پس
اوسمین مگر تکلف کی ساتھ اور تکبر کی چال چلے کہ یہہ علامت باطنی تکبر کی ہے تو یہہ ملیگا اللہ تعالی سے درحالیکہ خداوند کریم اس پر
غضبناک ہوگا کیونکہ اس نے منازعہ کیا اوس سبحانہ تعالی سے چنانچہ دوسری حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ فرماتا ہے اللہ تعالی الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی واحدا منہما ادخلتہ النار یعنی بڑائی میری چادر ہے
اور بزرگی میری ازار ہے پس جس شخص نے منازعہ کیا میری ساتھ ایک دونون مین سے کسی ایک مین تو داخل کرونگا مین
اوسکو آگ دوزخ مین روایت کیا ہے اسکو مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور صحیحین مین ہے کہ آیا جبر دون تمکو ساتھ اہل نار
کے ہر ظالم تکبر کی چال چلنے والا اور تکبر کرنی والا و یاخذ العصا فی الکبر وہو سنۃ اور لیوی عصا کو بڑھاپے مین پس وہ سنت ہے یعنی
بڑہاپی مین عصا ہاتھہ مین رکھا کری کہ سنت ہے اور ابتدا بڑہاپی کی چالیس برس سے ہوتی ہے حسن بصری نے کہا ہے کہ عصا مین ستہ
خصلتین ہین سنت انبیا کی اور زینت صلحا کی اور سلاح اعدا کا اور مدد ضعفا کی اور رغم منافقین کا اور زیادتی نیکیون مین اور
کفارہ واسطے گناہون کے اور کہا گیا ہے کہ جب مومن عصا کی ساتھ ہوتا ہے تو بھاگتا ہے اوس سے شیطان اور ڈرتا ہے
اوس سے منافق اور فاجر اور سوا اس کی بہت منافع ہین چنانچہ فرمایا حضرت موسی علے نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے ولی
فیہا مآرب اخری کذا فی البستان اور وہ جو مخلوق کی زبان پر مشہور ہے کہ جو شخص پہنچا چالیس برس کی عمر کو اور چھوڑا اوس نے
عصا تو اوس نے عصیان اور نافرمانی کے سوا اسکی کچھ اصل نہین ہے انتہی من شیخ علی قاری ویبعد فی قضاء الحاجۃ عن
الاعین فی الصحراء اور حق اتباع کا قضاے حاجت انسانی مین یہہ ہے کہ دور جاوی وقت پوری کرنی حاجت انسانی کی آدمیون کی
آنکھون سے جنگل مین یہانتک کہ نہ دیکھے اسکو کوئی اور جو وہان کچھ درخت وغیرہ ہو کہ اوسکا پردہ ہو سکتا ہے تو اوسکے
اوٹ مین حاجت ادا کری کہ یہہ حیا سے بہت قریب ہے ابوداود نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تھی پیغمبر
خدا صلے اللہ علیہ وسلم جبکہ چاہتے تھے قضاء حاجت انسانی تو دور تشریف لیجاتی تھے کہ کوئی آپکو نہین دیکھتا تھا اور
جو دامن یا کجاوی کے اوٹ مین حاجت ادا کری تو جائز ہے جیسا کہ بعض روایت مین ہے اور شہر مین غالب یہہ ہے کہ چھپا
ہوا ہو بیت الخلا مین ولا یکشف العورۃ قبل الانتہاء الی موضعہ اور نہ کھولے شرمگاہ کو قضاء حاجت کی وقت پہلی پہنچنے کی طرف
جگہ اوسکیکے یعنی جب کہ قضاء حاجت کی جگہ پر پہنچے اوس وقت شرمگاہ کو کھولی اور پہلی ہی نہ کھولی کیونکہ کشف عورت

نہین مناسب ہے بدون ضرورت کے برابر ہے کہ جنگل مین ہو یا آبادی مین ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے حضرت انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ آن حضرت علیہ السلام جب کہ چاہتے تھے قضاء حاجت تو نہین اوٹھاتے تھے کپڑے کو یہان تک کہ نزدیک
ہوتے تھے زمین سے بیٹھنے مین ولا یستقبل النیرین اور نہ منہ کرے وقت قضاء حاجت کی آفتاب اور ماہتاب کی جانب بسبب تعظیم
اون فرشتون کی کہ اون پر مقرر ہین اور کھینچتے ہین اون اس لیے کہ یہہ دونون بڑے آیتین ہین اللہ تعالی کے نشانیون مین سے
سو ایسا فعل نہ کیا جاوے کہ اون کی تعظیم کے منافی ہو زیلعی نے کہا ہے کہ صفت استنجی کے یہہ ہے کہ بیٹھے درحالیکہ زور دینے
والا ہو بائین جانب اور لیٹا ہوا ہو قبلے کے رخ اور ہوا اور سورج اور چاند کی رخ سے ولا القبلۃ ولا یستدبرہا اور نہ منہ کرے قبلے کے جانب
اور نہ پشت کرے اوسکو یعنی قضاء حاجت کی وقت نہ تو قبلے کے طرف منہ کری اور نہ پشت کیونکہ اسمین اوسکی حقارت
ہے برابر ہے کہ جنگل مین ہو یا آبادی مین احمد وغیرہ کی روایت مین ہے کہ آن حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے منع فرمائی ہے
اس سے کہ منہ کرے آدمی قبلے کے جانب پیشاب کرتے یا قضاء حاجت مین اور شیخین نے ابوایوب انصاری سے روایت
کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کہ آوے تم قضاء حاجت کو پس منہ نکرو قبلے کی جانب اور نہ پشت کرو اوسکی
جانب ولیکن مشرق کی جانب منہ کردیا مغرب کی طرف مگر یہہ امر واسطے اہل مدینہ کی ہے اور اون لوگون کے لیے جن کا قبلہ
اوسکی سمت پر ہے شمال اور جنوب کی باشندون سے اور جن کا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہے سو اون کو نہین جائز ہے
مشرق یا مغرب کی جانب منہ کرنا حسن ہدی مین ہے کہ جس نے ترک کیا استقبال قبلہ کا یا استدبار اوس کا تو لکھا جاتا ہے
اوس کی لیے ایک نیکی اور مٹائی جاتی ہے اوس سے ایک برائی جاننا چاہیے کہ اس مسئلے مین علما کا اختلاف ہے امام
ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قبلے کے جانب منہ کرنا یا پشت کرنا وقت قضاء حاجت یا وقت پیشاب کے حرام ہی برابر ہے
ہ جنگل مین ہو یا آبادی مین بسبب اطلاق احادیث صحیحہ کے اور بسبب استوار علت کے دونون جگہون مین کہ احترام
قبلہ کا ہے اور امام شافعی کے نزدیک جنگل مین تو حرام ہے اور آبادی مین نہین اور دونون طرف گئے ہین ایک جماعت
صحابہ اور تابعین اور من بعد اون کی سے اور روایت کی ہے مشنی نے عدم کراہت استدبار کی امام ابوحنیفہ سے انتہی واللہ اعلم
بالصواب ملا علی قاری نے کہا ہے کہ استقبال یا استدبار قبلے کا استنجی کے واسطے مکروہ تنزیہی ہے یعنی طہارت کرتا قبلہ
رو یا قبلہ کی طرف پشت کرکے مکروہ ہے ساتھ کراہیت تنزیہی کے ولا یبول فی الماء الراکد اور نہ پیشاب کری ٹھہری ہوی پانی مین
جاری نہو اگرچہ کثیر ہو اور نجس نہووی شاید کہ اسکو دیکھکر اور آدمی بہی اوسمین پیشاب کرین اور عادت ہو جاوے اور جاری
پانی مین بہی پیشاب کرنا اچھا نہین ہوتا ہے اور مصنف نے جو راکد پر اقتصار کیا ہے باوجود وارد ہونے نہی کے پیشاب کرنی سے جاری
پانی مین بہی سو یہہ شاید کہ بسبب قلت پانی جاری کے ہے حرمین مین اوس وقت شیخین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے چاہیے کہ پیشاب نکرے ایک تمہارا ٹہہری ہوی پانی مین کہ جاری نہو پہر غسل کری
اوس پانی مین اور یہہ گویا کہ نہی کے علت ہے یعنی عاقل سے دور ہے کہ پیشاب کری پانی مین حالانکہ غسل کرتا ہے اوسمین

اور مسلم وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ پیشاب کیا جاوے
ٹھہرے ہوے پانی مین اور طبرانی نے اوسط مین ساتھ سند ضعیف کی روایت کی ہے کہ حضرت نے جاری پانی مین پیشاب
کرنے سے بھی منع فرمایا ہے آیا مین ہے کہ ابن المبارک نے کہا ہے کہ اگر پانی جاری ہو تو اوسمین پیشاب کرنے
مین کچھ ڈر نہین ہے اور کبھی یون کہا جاتا ہے کہ ٹھہرا ہوا پانی اگر دہ در دہ ہو تو اوسمین کچھ اندیشہ نہین لیکن ظاہر نہی علی العموم
سے اور کہا ہے کہ تفصیل جاری اور غیر جاری کے دن مین ہے اور رات مین قضاء حاجت پانی مین مطلقا ممنوع ہے بسبب خوف
ایذا رسانی جنات سے کہ رات کو جہان پانی ہوتا ہے وہین جن رہتے ہین ولا تحت الشجر المثمرة اور نہ نیچے درخت میوہ دار کے
ایسے ہی سایہ دار درخت کے نیچے بھی اور قضاء حاجات کا بھی یہی حکم ہے کہ اسمین ایذا مسلمانون کی ہے ابن عدی نے
ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ان حضرت علیہ السلام نے منع فرمایا ہے اس سے کہ قضاء حاجت کرے آدمی میوہ دار درخت کے نیچے
اور منع فرمایا ہے نہر جاری کے کنارے پر قضاء حاجت کرنے سے اسی طرح نیچے درخت سایہ دار کے بھی جو مسلمان اوسکے
نیچے بیٹھتے ہین کیونکہ مدار نہی کا مسلمانون کی ایذا پر ہے اسیواسطے نہی وارد ہوئی ہے اس سے کہ پیشاب کیا جاوے سامنے
مسجدون اور راہون کے دروازون کے قریب روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد نے اپنی مراسیل حدیثون مین اور ابو داؤد نے معاذ سے
روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بچو تم ملاعن ثلثہ سے جو پاخانہ مین پیشاب کرتا ہے آدمیون کی اوترنے
کے جگہون اور راستون کے بیچ مین اور سایہ کے جگہہ ملاعن کی تفسیر کی ہے ساتھ لعنت کی جگہون کے کیونکہ بسبب ان
کی لعنت کرتے ہین گذرنے والے بسبب خلل قبیح اون کے کے ولا فی الجحر حجر ساتھ ضمہ جیم اور سکون حاء مہملہ کے اوس
سوراخ کو کہتے ہین کہ حشرات الارض اور سباع وغیرہ اپنی واسطے کھود لیتے ہین یعنی اور نہ پیشاب کرے سوراخ مین کہ شاید
کوئی گزندہ اوسمین ہو اور ضرر پہنچاوے ابو داؤد و حاکم نے اپنی مستدرک مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ حضرت نے منع فرمائی ہے سوراخ مین پیشاب کرنے سے اور کہتے ہین کہ سوراخون مین جنات بھی رہتے ہین سو اون پر
پیشاب نکرین شاید کہ جن ایذا پہنچادین قتادہ سے کسی نے پوچھا کہ سوراخون مین پیشاب کرنے سے کیا ہوتا ہے کہا وہ جنون
کے گھر مین لکھا ہے کہ سعد بن عبادہ نے کہ صحابہ کبار انصار سے ہین ایک سوراخ مین پیشاب کیا تو جنون نے انکو قتل کر ڈالا
اور یہ شعر پڑھا نحن قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ ورمیناہ بسہمین فلم نخط فؤادہ یعنی قتل کرڈالا ہم نے قوم خزرج کی سردار
سعد بن عبادہ کو اور مارا ہم نے اون کو دو تیرون سے کہ نہین خطا کی اوس کے دل سے ولا فی الموضع الصلب اور نہ پیشاب کرے
سخت جگہہ مین تاکہ اوسکی چھینٹین اسپر نپڑین ابو داؤد اور بیہقی نے ابی موسی اشعری سے روایت کی ہے کہ تھا
مین ساتھ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پس چاہا آپ نے کہ پیشاب کرین پس آئے آپ ہموار اور نرم زمین پر ایک دیوار
کے جڑ مین پھر پیشاب کیا اور فرمایا جو چاہے ایک تمہارا کہ پیشاب کرے پس چاہیے کہ طلب کرے پیشاب کرنے کو نرم
اور ہموار زمین ملا علی قاری نے کہا ہے کہ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن کثرت طرق کے سبب سے قوی ہو گئے ولا مھب

الریح اور نہ پیشاب کرے ہوا چلنے کے جگہہ اور اوس مقابل مین کہ اوسمین بھی رشاشت بول کا اندیشہ ہے ابو یعلی نے ساتھہ
سند اپنی کی مرفوعا روایت کی ہے کہ جبکہ پیشاب کرے ایک تم مین سے چاہیے کہ مقابل ہو ہوا کی پیشاب کرنے مین پس پھیر دیگی ہوا
اسپر پیشاب کو ولا المغتسل اور نہ پیشاب کرے غسل کے جگہ یا وضو کی جگہ مین یعنے اگر کسے جگہہ غسل یا وضو کرنیکا ارادہ رکھتا ہے تو اول
وہان پیشاب کرنا پھر اوس جگہ وضو یا غسل کرنا نچاہیے ابوداؤد اور ترمذی نے عبد اللہ بن مغفل سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت
نے چاہیے کہ پیشاب نکرے کوئی تمہارا غسل خانہ اپنی مین پھر غسل کرے اوسی جگہہ یا وضو کرے کیونکہ اکثر وسوسے اس جگہہ سے پیدا
ہوتے ہین کیونکہ وہ جگہہ نجس ہو جاتی ہے اور اوس جگہہ سے نظری پانی کے اسپر پڑتے ہین اور اسکو وسوسہ مین ڈالتی ہین اور ابن
المبارک نے کہا ہے کہ اجازت دی گئی ہے غسل کے جگہہ مین پیشاب کرنے کی اگر جاری پانی مین ہو ولا قائما اور نہ پیشاب کرے کھڑی
ہوکر کہ تمام ائمہ اتفاق رکھتے ہین اوسکی کراہیت پر تحریمی ہو یا تنزیہی بسبب لازم آنی کشف عورت کی اور نجاست پہونچنے کے بدن
اور کپڑون اور ترک ہونی مروت کی ترمذی اور ابن ماجہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہون نے کہا دیکھا مجکو پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے اور مین پیشاب کرتا تھا کھڑا ہوا پس فرمایا حضرت نے اے عمر کھڑے ہوکر مت پیشاب کر حضرت عمر کہتے ہین
کہ بعد اوسکی کبھی کھڑے ہوکر پیشاب مین نے نہین کیا اور امام محی السنۃ کہتے ہین کہ صحت کو پہنچا ہے حذیفہ بن الیمان رض سے
کہ کہا آئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی گھوری پر پس کھڑے ہوکر پیشاب کیا سو علما نے اس حدیث کی توجیہ مین کہا ہے
کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا بسبب عذر کی تہا کہ یا تو آپ نے بیٹھنے کی جگہہ نپائی ہو یا آپ کی پائی مبارک مین کوئی مانع ہوگا
بیٹھنے سے اور بعضون نے کہا ہے کہ فعل آنحضرت علیہ السلام کا واسطے بیان جواز کی تہا اور تعلیم امت اور آسانی اون کی
کے کہ پہلے اس سے نہی فرمائی کہ ظاہر اوس سے تحریم تہی پھر چاہا کہ بیان فرماوین کہ نہی تنزیہی ہے سو ایک مرتبہ خود کھڑے
ہوکر پیشاب کیا اور احمد اور نسائی نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ کہا جو کوئی خبر دیوے تمکو کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تہے سو اوسکو سچا نجانو نہین تہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیشاب کرتے
تہے مگر بیٹھ کر اور تطبیق اس حدیث کی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حدیث کیساتھہ یون ہے کہ حضرت عائشہ اپنی علم کی خبر دیتے
ہین کہ گھر مین مشاہدہ کرتے تہین اور وہان کھڑے ہوکر کبھی حضرت نے پیشاب نہین کیا تہا اور وہ جو حضرت حذیفہ نے دیکھا
تہا مکان سے باہر تہا اور نادر فعل عذر پر مبنی ہوتا ہے اور جو کہ عذر پر مبنی ہو دائرہ اعتبار سے خارج ہے واللہ اعلم بالصواب وتکئی علے الرجل الیسری
اور تکیہ کرے قضائے حاجت کی لیے بیٹھنے مین بائین پانون پر اور داہنی پانون کی ایڑی اوٹھائی رکھے کہ اس دفع پر بیٹھنا
جلد دفع کرتا ہے فضلے کو دیقدمہا داخلا ویؤخرہا خارجا اور مقدم کرے بائین پانون کو وقت داخل ہونے بیت الخلا کے اور
موخر کرے اوسکو وقت باہر آنے کے بیت الخلاسے کیونکہ یہہ محل نجاست ہے داہنے پانون کی تکریم اسمین ہے کہ اوس
کو داخل ہونے مین مقدم نکرے اور نکلتے وقت اوسکو مقدم کرے کیونکہ محل نجاست سے نکلتا ہے پس تکریم اوسکی اسی
مین ہے بخلاف داخل ہونی مسجد کی کہ اسکی عکس پر ہے ولا یستصحب شیئا علیہ اسمہ تعالی او اسمہ علیہ الصلوۃ والسلام

اندنہ ہمراہ لی بیت الخلا مین کسے چیز کو کہ اوسپر اللہ تعالی کا نام یا آن حضرت کا نام نازل ہوا پر درود اور سلام یعنی انگشتری
یا تعویذ وغیرہ کہ اوسپر نام پاک اللہ تعالی یا حضرت کا ہو تو اوسکو ہمراہ بیت الخلا مین نہ لیجاوے اور یہہ شامل ہے تمام انبیا علیہم السلام
کی ناموں کو اور قرآن مجید کی یہہ آیت کا بھی یہی حکم ہے ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے کہ تھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب کہ داخل ہوتے تھے بیت الخلا کو تو نکال لیتے تھے اپنی انگشتری کو ابن حجر نے کہا ہے کہ اس حدیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ مستحب ہی اوس شخص کو کہ قضائے حاجت کا ارادہ کرے یہہ کہ جدا کرے اوس چیز کو کہ اوس پر نام پاک اللہ
تعالی کا یا نبی علیہ السلام یا کسے فرشتی کا ہو سو اگر مخالفت کی اوسنے تو مکروہ ہے انتہی اور ملا علی قاری نے کہا ہے یہی موافق ہے
ہماری مذہب کی ساتھہ اور طیبی نے کہا ہے کہ اسمین دلیل ہے اوپر اس امر کے کہ واجب ہی استنجا کرنے والے پر جدا کرنا اللہ تعالی
کا نام یا رسول اللہ کا نام اور قرآن شریف انتہی اور یہہ بھی اپنے محل پر ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت کی خاتم مبارک کا نقش محمد الرسول
اللہ تھا انتہی سو اوسکو بیت الخلا کی جانے کی وقت ہاتھہ سے نکال ڈالتے تھے ولا یدخل حاسر الراس اور نہ داخل ہو متوضا
مین ننگے سر کہ اوسمے وہ ہی سو ڈھانک لے اوسکو رومال وغیرہ سے بسبب حیا کی اللہ تعالی اور اوسکے فرشتون سے
اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ایسا ہی کرتے تھے اور ایسی جگہون مین جن اور شیاطین بہت ہوتے ہین پس چھپانا بدن کا لازم ہے
اور بعضون نے کہا کہ جب آدمی ننگے سر بیت الخلا مین جاتا ہے تو شیطان اوسکی سر پر پیشاب کرتا ہے ویتعوذ قبل
الدخول اور پناہ پکڑے ساتھہ خدای تعالی کے قبل داخل ہونے بیت الخلا کی اور طریق اسکا حدیث مین صحیح ہی شیخین نے انس رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے کہ تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جبکہ داخل ہوتے تھے بیت الخلا مین تو کہتے تھے اللہم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث
خبث ساتھہ ضمہ خاء معجمہ اور سکون موحدہ کی جمع ہے خبیث کی اور خبائث خبیثہ کی جمع ہی اور مراد اس سے شیاطین ہین مذکر اور مونث
دونون ملا علی قاری نے شرح ابہری سے نقل کیا ہے کہ جو شخص مکروہ جانتا ہے ذکر الہی کو اس حالت مین تو اوسکے نزدیک تفصیل
کہ جو مواضع اسی کام کی واسطے تیار کیے ہوی ہین تو وہان قبل دخول کے کہی اور جو غیر اسکی ہین تو اون مین شروع کرنے کے وقت کہی
جیسے کپڑا اوٹھانا مثلا اور یہی مذہب جمہور کا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص تعوذ بھول گیا پس وہ استعمال کرے اپنی دل مین نہ ساتھہ
زبان کے اور جن کے نزدیک مطلقا ذکر الہی ان جگہون مین جائز ہے جیسے امام مالک سے منقول ہے تو اون کی نزدیک کچھہ حاجت تفصیل کے
نہین ہے انتہی اور بیت الخلا مین تعوذ اس لیے ہے کہ ان جگہون مین شیاطین ہوتی ہین کیونکہ ذکر الہی تو وہان ہوتا ہی نہین اور قضای
حاجت کی وقت زبان سے ذکر الہی نکرے اور نہ مجامعت کی وقت بلکہ دل مین ذکر کرے اور بیت الخلا مین چھینک آوے تو الحمد للہ اپنی دل مین
کہی اور قضاء حاجت کی وقت باتین کرنا بھی مکروہ ہے بحر الرائق مین ہے کہ نہ کلام کرے بیت الخلا مین کیونکہ اللہ غضبناک ہوتا ہے اور تسمیہ
اور تسمیہ کا ذکر وقت داخل ہونے کے مصنف نے ترک کر دیا باوجودیکہ اسمین حدیث آئی ہے جیسا کہ روایت کی ہی ترمذی نے حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ پردہ درمیان آنکھون جنات اور اندام نہانی بنی آدم کے جبکہ داخل
ہوا ایک اونکا بیت الخلا مین یہہ ہے کہ کہے بسم اللہ شارحین نے اس کے تعمیم کی ہے کہ تعوذ پر مقدم کہے یا موخر اور وجود دونون

مین سے ایک پر بھی اکتفا کیا تو حاصل ہوتی ہے سنت مگر جمع کرنا دونون کا افضل ہے اور بیت الخلا مین داخل ہونے کی وقت دہنا
پانون زمین پر مارے تا کہ اگر کوئی موذی جانور ہو تو بھاگ جاوے اور اپنی کپڑون کو خوب احتیاط سے اوٹھاوے اور جو کچھہ کہ خارج ہوا اوس کی
طرف نہ نظر کرے اور نہ اندام نہانی کو دیکھے اور نہ اوسپر تھوکے اور جلدی سے نہ اوٹھ کھڑا ہو بلکہ تھوڑی دیر ٹھہرا رہے یہان تک کہ خوب
فارغ ہو جاوے اور زیادہ دیر تک نہ بیٹھے کہ اس سے بواسیر کی بیماری پیدا ہوتی ہے اور دماغ خراب ہوتا ہے اور جو جلدی فراغت حاصل
نہو تو کئی بار جاوے مگر ایک ہی بار بہت دیر تک بیٹھا نہ رہے و تحمیدہ الی الخروج اور حمد الٰہی بیان کرے بعد نکلنے کے اوس جگہہ سے ابن ماجہ
نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا تھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم جبکہ نکلتے تھے بیت الخلا سے تو کہتے تھے الحمد للہ الذی اذہب
عنی الاذے دعا فانی اور بعض روایتون مین آیا ہے کہ الحمد للہ الذی اذہب عنی ما یوذینے وابقی علے ما ینفعنی اور مصنف نے استغفار
کا ذکر بعد نکلنے کے ترک کر دیا باوجودیکہ اوسمین وارد ہے حدیث کہ روایت کیا ہے اوسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی
اللہ عنہا سے کہا تھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم جبکہ نکلتے تھے بیت الخلا سے تو کہتے تھے غفرانک سو بعضون نے کہا ہے کہ تقدیر اسکی یہہ ہے
اغفر غفرانک اور بعضون کے نزدیک اسکا غفرانک اور بعد نکلنے کے آپ جو استغفار کرتے تھے تو اسکے دو وجہین ہین ایک
تو یہہ کہ آپ نے استغفار کی اوس حالت مین کہ خالی تھی ذکر الٰہی سے کیونکہ رسول علیہ السلام تمام احوالون مین ذکر الٰہی فرماتے تھے مگر وقت
قضاء حاجت کے دوسری یہہ کہ قوت بشری قاصر ہے ادای شکر نعمتون الٰہی سے کہ اپنی بندون کو عطا کین ہین کہانے پینے کی وسعت اور
ترتیب غذا کی وجہ مناسب پر موافق مصلحت بدن کی وقت خروج تک پس التجا کی طرف استغفار کی ازروی اعتراف کرنے کے ساتھہ قصور
کی پہنچنے حق اون نعمتون سے اور علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ افضل یہہ ہے کہ حمد الٰہی بیان کرے بعد استغفار کی یعنی یون کہے
غفرانک الحمد للہ الذی اذہب عنی ما یوذینی وابقی علے ما ینفعنی انتہی و بعد النبل قبل الجلوس اور آمادہ کرے ڈہیلونکو استنجے کی لیے پہلے بیٹھنے کے
اوس جگہہ مین تا کہ محل نجاست مین بعد فارغ ہونے کے زیادہ ٹھہرنا نہ پڑے قاموس مین ہے کہ نبل مانند صرد کے ہے اون پتھرون کو
کہتے ہین کہ اون سے استنجا کیا جاتا ہے اور نہایہ مین کہا ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ آمادہ کرو نبلات یعنی چھوٹے پتھر کو کہ اون سے استنجا
لیا جاتا ہے واحد اوسکا نبلہ ہے احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آن حضرت علیہ السلام
نے فرمایا ہے جبکہ جاوے ایک تمہارا طرف اوس گھر کی پس چاہیے کہ اپنی ساتھہ تین پتھر کہ استنجا کرے اور پاک کرے اون سے نجاست
تو کیونکہ تین پتھر کفایت کرتے ہین اوسکو پانی کی استعمال سے یعنی جبکہ تین ڈھیلون سے نجاست کو پاک کیا اور ازالہ عین نجاست
کا ہو گیا تو اصل طہارت اور جواز صلوۃ مین احتیاج پانی کے نہین ہے اور پانی سے بھی اگرچہ پہر استنجا کرے تو مستحب اور اولی ہے
اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک استنجا کرنے مین عدد معین نہین ہین بلکہ ازالہ نجاست چاہیے بسبب فرمانے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی
جو شخص کہ ڈہیلے لیوی پس چاہیے کہ طاق لیوی پس جسنے یہہ کام کیا تو بیشک اچھا کام کیا اور جسنے نہین کیا تو اوسپر کچھہ حرج نہین
ہے سو یہہ امر استحباب کی لیے ہے اور وہ جو دوسری حدیث مین نہی وارد ہے کہ تین پتھرون سے کم سے استنجا نکرے سو وہ محمول
ہے نہی تنزیہی پر اور امام شافعی اسطرف گئی ہین کہ استنجا کرنا تین پتھرون سے واجب ہے اگرچہ ازالہ نجاست کا کم سے ہو گیا ہے

والاستنجی نہایہ مین کہا ہے کہ استنجا نجاست نکالنی کو کہتی ہین شکم سے اور بعضون نے کہا ہے کہ ازالہ اوسکا ہے دو نون ہاتھون
سے ساتھہ غسل اور مسح کے اور بعضون نے کہا کہ وہ مشتق ہے اس محاورہ سے نجوت الشجرۃ و انجیتہا اذا قطعتہا کانہ قطع الاذی عن نفسہ
انتہی اور یہی معنے اوپر بیان مناسب مقام کی ہین اور ملا علی قاری نے بھی اوپر معنے قاموس سے نقل کیے ہین بالماء فی موضعہ
تا استنجا کرے پانی سے بیچ جگہ بول و غائط کی کہ احتمال آلودہ ہونی بدن اور کپڑونکا ہے اور اس سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید
بدن پر یا کپڑون پر اوس کے چھینٹین پڑی ہون ملا علی قاری نے کہا ہے کہ حدیثون سے یون مفہوم ہوتا ہے کہ رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم کبھی تو صرف پانی پر اقتصار کرتے تھے اور کبھی پتھرون پر اور بسا اوقات جمع کرتے تھے دونون مین انتہے اور یہی افضل ہے اور بحر الرائق
مین زیادہ کیا ہے کہ مستحب یہہ ہے کہ داخل ہو اون کپڑون مین جو نمازی کپڑون سے غیر ہون اگر اوسکے پاس نماز کی کپڑون سے زائد اور بھی ہون
اور نہین تو ہمت کوشش کرے کپڑے بچانی مین نجاست سے اور مستعمل پانی سے مصحح ترجمہ کہتا ہے کہ صرف پانی پر اکتفا کرنا در صورت خروج
خشک ای کپڑے نجاست کی ہوگا ورنہ طبع مبارک آپ کی انفس تھے اس سے کہ گیلی اور تر نجاست کو بدون کلوخ سے تقلیل کیے ہوی
ہاتھ لگادین کہ یہہ مکروہ طبع ہے اور اول اسمین ہاتھ کا زیادہ نجاست مین آلودہ کرنا لازم آتا ہے اور یہ سب واسطے تعلیم امت کے ہے
ورنہ آپ کی بول و براز کی نجس ہونی مین کلام ہے فالکل باقور پس یہہ تمام چیزین کہ مذکور ہوئین سب مروی ہین اور لائق ہے کہ استبرا کرے ساتھ
تنحنح کے اور نثر کی تین مرتبہ اور اسفل قضیب پر ہاتھ پھیرنی کے اور چند قدم چلنی کے پھر استنجا کرے بعد اسکی اگر کچھ تری پاوے تو فرض کرے کہ یہہ
بقیہ پانی سے ہے پھر اگر ایذا دی اسکو وہ تو چھڑکے اوسپر پانی تا کہ قوی ہو جائے اوسکی دل مین یہہ کہ پانی ہوگا اور نہ وسوسہ ڈالے
شیطان ساتھہ اوسکے اور حدیث مین ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اسکو یعنی پانی چھڑکا ہے جیسا کہ احیا مین ہے
اور کہا کہ مخرج اسکا حدیث رش الماء کی ہے بعد وضو کی روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور تہا خفیف ترین
اونکا ازروی استبرا کی فقیہ ترین اونکا پس دلالت کرتا ہے اوسمین وسوسہ کرنا قلت فقہ پر و یزیل وسخ الشعر و دودہ بالادہان تسریح
اور حق اتباع کا بیچ تزئین ظاہر بدن اور ازالہ اوساخ کے یہہ ہی کہ دور کرے میل بالونکا اور کیڑے اوسکے ای جون وغیرہ ساتھہ تیل ملنے کے
سر مین اور کنگھی کرنے کے داڑھی اور سر مین تسریح بالون کی کھولنے اور اونکے چھوڑنے کو کہتی ہین کہا گیا ہے کہ غالب استعمال التسریح
کا لحیہ مین ہے اور ترجل کا سر مین اور مراد مصنف کی عام ہے پھر استشہاد لایا مصنف اوہان پر ساتھہ اس قول اپنے کے تو ردع
ادہنوا غبا پس وارد ہوا ہے حدیث مین کہ تیل لگاؤ اپنے سر مین ایک روز درمیان کہ چھوڑ دین بیچ اس کے دفع ہوتی ہین اور تکلف تزئین
ہے لازم نہین آتا غب ساتھہ کسرہ غین معجمہ اور موحدہ مشددہ کے اسکو کہتی ہین کہ ایک وقت کرے اور دوسری وقت ترک کرے
ایسی سے یہ حدیث ہے زر غبا تزدد حبا روایت کیا ہے اسکو جماعت نے اور کہا گیا ہے کہ غب تیل کے استعمال مین یہی کہ ایک ہفتے مین ایک
مرتبہ ہو اور حدیث مین کی مذکور ہے احیا مین ابن صلاح نے کہا ہے کہ مین نے اسکے کچھ اصل نہین پائی اور نووی نے کہا ہے کہ غیر معروف
ہے ذکر کیا ہے اسکو عراقی نے اور بھی وارد ہوا ہے حدیث مین من کان لہ شعرۃ فلیکرمہا یعنی جو شخص کہ اوسکی ایک بال بھی ہووے
پس اکرام کرے اوسکا اور پاک صاف رکھے اوسکو مراد اکرام سے اون کا درست کرنا اور تیل لگانا دہنین اور کنگھی کرنا ہے ملا علی قاری

نے کہا ہے کہ اسی طرح ہے تمام نسخون مین سو ا اسکی تبعیت احیاء العلوم کی یعنے شعرة تا ر وحدت کی ساتھہ متن کے تمام نسخون مین ہے لسبب تبعیت احیاء
العلوم کے اور اس وحدت کی کچھہ معنے نہین ہین جیسا کہ ظاہر ہے پس صواب یہ ہے من کان له شعر فلیکرمه اور یہے روایت ہے ابو داؤد کے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ایک حدیث مین ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا بال پراگندہ اور پریشان ریش آپ نے
فرمایا آیا یہہ مرد روغن نہین پاتا ہے کہ اوس سے اپنے بالونکو تسکین کرے پھر فرمایا کہ داخل ہوتا ہے ایک تمہارا نزدیک میری گویا وہ شیطان
ہے یعنی بد رو اور بد منظر ہے حاصل یہہ کہ بالونکو خوب صاف رکھے اور کنگھی کیا کری اور تیل کا استعمال رکھے مگر اسپر مداومت نکری اور ہر روز
بہنین کے سنوارنی مین نہ مصروف رہے بلکہ کبھی کرے اور کبھی نہین جیسا کہ روایت کی ہے ترمذی اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن مغفل سے کہا
منع فرمائی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کنگھی کرنے سے مگر گاہ بگاہ شیخ ولی الدین عراقی نے بیچ شرح اس حدیث ابو داؤد کے کہا
ہے منع فرمائی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ کنگھی کری ایک ہمارا ہر روز یہہ کہ کچھہ فرق نہین ہے درمیان سر اور داڑہی
کے اس مین پھر اگر کہے تو کہ آن حضرت علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ ریش مبارک مین ہر روز دو مرتبہ شانہ کرتے تھے تو جواب اسکا
یہہ ہے کہ مین نہین واقف ہوا اس حدیث کی اسناد پر اور نہین دیکھا ہے مینے کسی کو کہ ذکر کیا ہو اسکا مگر غزالی نے احیا مین اور
ظاہر ہے کہ اس مین اس قسم کی حدیثین ہین کہ اون کی کچھہ اصل نہین ہے انتہی کلام العراقی اور شیخ دہلوی نے عراقی سے نقل کیا ہے کہ یہہ نہی
ہر روز کنگھی کرنے کی نہی تنزیہی ہے نہ تحریمی اور مجمع البحار مین کہا ہے کہ ظاہر یہہ ہے کہ نہی کنگھی کرنے سی ہر دن مین خاص ہے مردون کو
نہ عورتون کو کیونکہ تجمل اور تزئین اون کی حق مین مکروہ نہین ہے اور بعض علما نے کہا ہے کہ نہی شامل ہے سب کو مگر کراہیت عورتون کی
حق مین خفیف ہے انتہی اور وہ جو مروی ہے انہ علیہ الصلوة والسلام کان یکثر الدہن ویسرح لحیته ویکثر القناع کانہ ثوب زیات پس
یہہ حدیث منکر ہے اہل حدیث کی نزدیک جیسا کہ تصریح کی ہے ساتھہ اسکی جزری نے تصحیح المصابیح مین اور یون بہی جواب دیا گیا ہے کہ اکثار
شے کا نہین مستلزم ہے اسکو کہ ہر روز ہو کیونکہ اکثار صادق ہے ہر اوس شے پر کہ زیادہ ہو موافق عادت کی وما فی الالف اور دور کری اوس چیز کو
کہ ناک مین ہو بال اور رطوبت منجمدہ سے ساتھہ استنشاق اور استنثار کی والاذن لکلا لصیم اور جو کچھہ کہ کانون مین ہو میل کچیل تاکہ بہرا نہو جاوی
کیونکہ جمع ہونا میل کا کانون مین شنوائی کو ضرر دیتا ہے وتحت الاظفار اور دور کری اوس چیز کو کہ ناخن کے نیچے ہو میل وغیرہ طبرانی مین ہی والبصہ
ابن معبد سے کہا سوال کیا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہر چیز سے یہان تک کہ اوس میل کچیل سے جو ناخن کے نیچے ہوتا ہے پس فرمایا
آپ نے چہوڑ اوس چیز کو کہ شک مین ڈالے تجھکو طرف اوس چیز کی کہ شک مین نہ ڈالی تجھکو اور بیشک حکم کیا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
انگلیون کی پشتونکو دہونیکا اور پورون سے صاف کرنی کا حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین عبد اللہ بن بشر کے حدیث سی روایت
کی ہے کہ فرمایا آپ نے صاف کرو تم اپنے انگلیون کے پشتونکو اور مسلم مین حضرت عائشہ کی حدیث سی ہے کہ دس چیزین ہین اسلام مین سے
اور نہین مین ہین دہونا انگلیونکی پشتونکا اور احمد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آپ سی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ دیر کی آپ سی
حضرت جبرئیل نے آپ نے فرمایا کہ کیون نہین دیر کرے مجھسے حالانکہ تم نہین استنجا کرتے ہو اور نہ اپنی ناخن ترشواتی ہو اور نہ
اپنے لبین لواتے ہو اور نہ اپنی انگلیون کی پورونکو صاف کرتے ہو اور بعضون نے کہا ہے کہ اف ناخن کے میل کو کہتے ہین اور

اور تف کان کے میل کو سو معنی اس آیت کریمہ کے ولا تقل لہما اف ولا تنہرہما یہ ہین کہ شفقت مین ڈال اونکو سامنے اوس میل کے کہ ناخن کے نیچے
ہو اور نہ ایذا پہونچا اون کو اوسقدر بھی کہ ایذا پاتی ہین ناخن کے میل سے انتہی من شرح علی القاری وید خل الحمام ای یدخل مرد حمام مین اور
دور کرے میل کو جو بدن پر ہو ضم خطوہ پس اصحاب کرام اور تابعین داخل ہوئی ہین شام کی حماموں مین اور یہہ نقل دلالت کرتا ہے جمعیت پر
اور اس حدیث سے بہی مفہوم ہوتا ہے کہ حمام مین داخل ہونا جائز ہے روایت کی ہے ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمر سے کہ فرمایا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ جلد ہوگا کہ فتح کی جاویگی تمہاری لیے زمین عجم کے اور جلد ہوگا کہ آویگی اوس زمین مین مکانات کہ اونکو حمام کہتی ہین
پس چاہیے کہ نہ آوین اون گہر وںمین مرد مگر ساتھ تہبند کے اور منع فرمایا عورتوں کو حمام مین داخل ہونے سے خواہ تہبند کی ساتھ ہون یا بغیر
تہبند کے کیونکہ عورتین سر سے پانوں تک عورت ہین لیکن اگر عورتین بیمار ہون اور علاج کے لیے حمام مین آوین یا کچھہ اولاد پیدا ہوئی
ہو اور جنابت کی وجہ سے آوین تو اس مین کچھہ مضائقہ نہین ہے اور ترمذی اور ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے منع فرمائی تہے مردوں اور عورتوں کو حماموں مین داخل ہونے سے پہر رخصت فرمائی مردونکو کہ داخل ہوتے
تہبندون کے ساتھہ اور طبرانی اور بیہقی اور حاکم نے روایت کی ابن عباس سے کہ بچو تم ان گہروں سے کہ اونکو حمام کہتے ہین پس جو شخص کہ داخل ہو
اوسمین پس چاہیے کہ پردہ کرے یعنی ستر عورت لیکن قاضی خان نے اپنے فتاوا مین ذکر کیا ہے کہ داخل ہونا حمام مین مشروع ہی مردون
اور عورتون سب کو لیکن جبکہ وہان کوئی مرد اور کشف عورت نہو اور قوۃ القلوب مین ہے کہ بعض علمائی کہا ہے کہ برا گہر حمام کا ہے
کہ ظاہر کرتا ہے اندام نہانی کو اور لیجاتا ہے حیا کو اور یہہ قول مروی ہے ابن عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ
اچہا مکان حمام ہے کہ لیجاتا ہے میل کو اور یاد دلاتا ہے دوزخ کو اور یہہ مروی ہے ابی الدردا اور ابی ایوب انصاری سے سو پہلے قول مین اوسکے
فوائد کا اظہار ہے اور اول قول مین اوسکی آفتوں کا بیان ہے بس کچھہ باک نہین ہے اوسکے فوائد طلب کرنے مین وقت بچنے کی آفتون
اوسکی سے بعض حکمائی کہا ہے کہ چار چیزین جسم کو قوی کرتی ہین اچہا باریک کپڑا پہننا اور معتدل حمام مین داخل ہونا اور میٹھی چیز کہانا کہ چکنی
ہو اور خوشبو سونگھنا جاننا چاہیے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا حمام مین داخل ہونا بعض فقہ کی کتابون مین آیا ہے لیکن اہل حدیث کی
نزدیک صحیح نہین ہے اور یہہ حدیث کہ آن حضرت علیہ الصلوۃ والسلام جحفہ کی حمام مین داخل ہوئی ہین بالاتفاق موضوع ہے اور صحیح یہہ ہے
کہ آن حضرت علیہ السلام ہرگز حمام مین نہین آئے ہین اور نہ آپنے حمام کو دیکہا ہے لیکن ذکر حمام کا حدیثون مین بہت واقع ہوا ہے اور مکہ
معظمہ مین حمام نبی جو مشہور ہے سو اوس جگہہ حضرت نے غسل فرمایا ہے پس تبرکا وہان حمام بنالیا اور یہہ لائی ہین کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ نے ابو موسی اشعری کو لکہا کہ مجھکو خبر پہونچی ہے کہ اہل شہر نے حمام پیدا کیے ہین سو چاہیے کہ نہ داخل ہو اون مین کوئی مگر ساتھہ تہبند کی اور ذکر
الہی نکرے اوسمین کوئی جب تک کہ باہر نہ آوے اور غسل نکرین دو آدمی ایک برتن سے اور نہ داخل ہوں عورتین حمام مین مگر یہہ کہ بیمار ہون یا کسی
اور ضرورت کے واسطے جب کہ مرد کا وجود اوسمین نہو واللہ اعلم اب بیان ہے مصنف حمام مین داخل ہونے کے آداب بیان
کرتا ہے دلیصون عورتہ عن نظر الغیر اور بچاوے عورت اپنی کو غیر کے نظر سے یعنی حمام مین داخل ہونے والیکو چاہیے کہ اپنا ستر ناف سے زانو تک
سب غیر کے دیکھنے سے بچاوے ولنظرہ عورۃ الغیر اور بچاوے اپنے نظر کو غیر کی ستر کے دیکھنے سے تاکہ نہ مرتکب ہو حرام کا اسیواسطے رسول علیہ السلام

نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ ایمان لایا ہی اللہ تعالی اور قیامت کی دن پر پس ہرگز نہ داخل ہو حمام مین بدون تہبند کی پس ظاہر اسکا دلالت کرتا ہی
کہ داخل ہونا بغیر ازار کی برابر ہے کہ اوسمین خلوت ہو یا نہین ممنوع ہے اور بر تقدیر عدم خلوت کے تو ظاہر ہے اور اوپر تقدیر خلوت کے پس سبب
حیائی اللہ سبحانہ و تعالی سے کیونکہ بیشتر حمام بڑا مکان ہوتا ہے اور بڑی مکان مین ننگا ہونا محدثون کے نزدیک جائز نہین و لاکن مہنا اور ننگھو لے
اپنی ستر گاہ دکہا اگرچہ حمام مین اور کوئی نہو مگر بسبب ضرورت تنظیف اور تطہیر دس گے کے دیوار سے ملکر خلوت مین نجم العلم مین ہے ظاہر یہہ ہے کہ مراد
کشف سے مطلق کشف ہے تاکہ اسکی ذکر مین فائدہ ہو قبیل ذکر عام سے بعد خاص کے اور ہو سکتا ہے کہ محمول ہو کشف خلوت پر ساتھہ قرینہ مقابلہ کے
سو اسصورت مین اسکا ذکر مفید ہوگا لیکن یہہ خلاف ظاہر ہے انتہی اور منجملہ کشف عورت کے باریک ہونا تہبند کا ہے خاصکر اوسکی تر ہونی اور بدن کی
بیٹہنی کے وقت اور یہہ امر دو غیرہ مین بہت شائع ہے اور اسیطرح بچا دی اپنی ستر گاہ کو غیر کی ہاتہہ لگانی سو اور نہ حکم دی اوسکو میل دور کرنے کا بلکہ
اپنی ہاتہہ سے بدن کو ملے پہر واجبات مین سے ہے منع کرنا کشف عورت سے کیونکہ نہی منکر سے واجب ہے اور وجوب اسکا نہین ساقط ہوتا
مگر بسبب خوف ضرب یا دشنام کے اور یہہ کہنا اسکا کہ مین جانتا ہون کہ غیر کہنا اوسکو فائدہ نہین کریگا عذر مفید نہین ہے اسلیے کہ کوئی فرد بشر نہین
خالی ہے اس سے کہ انکار کی سننی سے اوسکی دل مین کچہہ اثر نہو اور ینوی التنظیف للصلوۃ اور نیت کرے حمام مین آنی سے طہارت کرنیکے واسطے
نماز کی تاکہ جملہ امور دینی سے ہو اور ثواب اوسپر مرتب ہو نہ فقط اور لذات نفس کے کہ امور دنیا سے ہین و یعطی الاجرۃ قبلہ اسرار اللحامی
اور دیوی اجرت پہلے حمام مین داخل ہونیکی واسطے خوش کرنے حمام والی کے کہ خوش کرنا مسلمانون کا بہی عبادت ہے ظاہر یہہ ہے کہ یہہ
حکم مستناد ہے اوس حدیث سے کہ روایت کی ہے ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
دو تم مزدوری مزدور کی پہلے اس سے کہ خشک ہو اوسکا پسینا شارحین نے کہا ہے کہ یہ کنایہ ہے سرعت اعطا سے اور قبل فعل مین سرعت
تامہ ہے و اعلاما بالعوض اور واسطے خبردار کرنے حمامی کے ساتہہ عوض کے تاکہ جہالت احد العوضین کے مرتفع ہو جاوی کیونکہ یہ جو
کچہہ اوسکو دیگا وہ تو مجہول ہے اور بیشک وارد ہوا ہے حدیث مین کہ جبکہ مزدور پکڑے کوئی تمہارا کسے مزدور کو پس چاہیے کہ اول
اوسکو اوسکی مزدوری سے آگاہ کر دے روایت کیا ہے اسکو دارقطنی نے افراد مین ابن مسعود سے اور جبکہ حمامی اپنی مزدوری معلوم کریگی
خوش ہوگا تو اچہی طرح بدن کو مالش کریگا اور اوسمین کچہہ سستی نکریگا و یتعوذ اور تعوذ پڑہے وقت داخل ہونے حمام کے
کیونکہ حمام اور منزل شیاطین کے حاضر ہونیکے محل ہین پس چاہیے کہ اللہ تعالے سے پناہ مانگے اور تعوذ ماثور اس وقت مین
یہہ ہے بسم اللہ اعوذ باللہ من الخبث الرجس النجس الخبیث المخبث من الشیطان الرجیم اور داخل ہونیکے وقت بایان پانون آگے
بڑہا دے اور پناہ مانگے اللہ تعالے سی بعد داخل ہونیکے دوزخ کی گرمی سے ولا یسلم اور نہ سلام کرے کسی کو وقت داخل
ہونے حمام کے کیونکہ سلام اسم الہی ہے سو حمام مین اوسکو زبان پر لانا کہ پلیدی دور کرنی کی جگہہ ہے بے ادبی ہے اور
فتاوی خلاصہ مین ہے کہ اگر وہان آدمی ستر کیے ہوئی ہون اور ننگی نہ ہون تو سلام کرے بالاتفاق اگر ننگے ہون تو نہ سلام کرے
اور جو کسینی اسکو سلام کیا تو نہ جواب دے ساتہہ لفظ سلام کی بلکہ چپ رہی اگر اور کسینی جواب دیا تو فبہا و یدعو بالمعافات لمن سلم
اور دعا کرے ساتہہ عافیت کے اوس شخص کے لیے کہ سلام کرنے اسکو یعنی اگر کوئی اسکو سلام کرے اور کسینی اوسکا جواب بہی نہین

دیا ہو تو یہہ اوسکی جواب مین لک العافیۃ کہی کذا فی مختصر العلم تہا اسکی مین قول القاری رحمہ اللہ یقول سانا کی اندلالی لغطا کلماتہ منیہ سو جو...
متنبروا اسنہ فی ہذا المقام ولا باس بالبداءۃ بہ اور کچہہ باک نہین ہے ساتھہ ابتدا کرنے کے ساتھہ عافیت کی یعنی اگر ابتدا سے
العافیۃ کہا تو اس مین بہی کچہہ اندیشہ نہین ہے مگر لفظ لا باس کا موافق عرف فقہا کے دلالت کرتا ہے کہ ترک اسکا اولی ہے ولا با...
اور کچہہ باک نہین ہے مصافحہ کرنے مین حمام کے اندر ولا یکثر الکلام اور نہ زیادہ کرے حمام مین گرچہ کچہہ ضروری ہو بلکہ خود کلام نہ...
کرے تا کہ اوس مین زیادہ گفتگو نہو ولا یقرأ القرآن الا فی النفس اور نہ قرآن مجید پڑہے حمام مین مگر آہستہ آہستہ...
اپنے دل مین بسبب تعظیم قرآن شریف کے ولا باس باظہار التعوذ اور کچہہ باک نہین ہے ساتھہ ظاہر کرنے تعوذ کے حمام مین یعنی...
حمام مین اگر بلند آواز سے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑہے تو کچہہ باک نہین ہے کیونکہ تعوذ ...
مین ممنوع نہین ہے ویتجنبہ وقت الغروب وبین العشائین فہو وقت انتشار الشیاطین اور اجتناب کرے حمام مین داخل...
ہونے سے وقت غروب ہونے آفتاب کے اور اوس وقت کہ درمیان مغرب اور عشا کی ہے کیونکہ یہہ وقت پریشان...
شیاطین جن اور انس کا ہے خصوصا حمام مین کہ جگہہ حاضر ہونے اونکی ہے اور فجر کی وقت یہہ ہے حمام مین نہ داخل ہو ک...
مین اظہار ہے اوس چیز کا کہ واجب ہے پوشیدہ رکہنا اوس کا اور جماعت کے نماز مین بہی خلل آتا ہے وعلی الریق فہو یو...
الموت اور اجتناب کرے حمام مین داخل ہونے سے نہار منہ بغیر کچہہ کہانے کے یہہ پیدا کرنے والا موت کا ہے امام شافعی سے...
ہے کہا مین تعجب رکہتا ہون اوس آدمی سے کہ حمام مین داخل ہو بغیر کچہہ کہائے پہر دیر کرے کہانا کہانے مین بعد نکلنے...
کے کہ کیسی نہین مرتا ہے ایسی ہی جبکہ پیٹ بہرا ہوتب بہی حمام مین نہ آوے جیسا کہ بعض حکما نے کہا ہے کہ چار چیزین سست کرتی ہین بد...
کو جماع کرنا شکم سیر رہنے پر اور داخل ہونا حمام مین شکم سیری پر اور کہانا خشک گوشت کا اور جماع کرنا عمر رسیدہ عورت سے
اور حمام کے بیچ کے درجہ مین جلد نہ چلا جاوے جب تک کہ اول کے درجے مین خوب عرق نہ آلے ولا یسرف فی الماء اور نہ اسراف کرے
پانی ڈہونڈنے مین اگرچہ حمام جاری پانی کیون نہو بلکہ قدر حاجت پر اکتفا کرے کہ اسی قدر پر قرینہ حال سے اجازت صاحب حما...
ہے پس زیادتی عادت پر اگر حامی جانے گا تو ناراض ہوگا خاصکر گرم پانی مین کہ اسمین محنت مشقت زیادہ ہوتی ہے ولا
باس بالدلک اور کچہہ باک نہین ہے بدن کی مالش کرنے مین دوسرے شخص سے لیکن دلاک کو ستر کی چہونے سے منع کرے کیونکہ ...
کو دیکہنا نہ چاہیے اوس سے ہاتہہ لگانا بہی جائز نہین ہے مگر گہٹنون پر نہو مردی اسلئے کہ یہہ یعنی بدن کا مالش کرانا مردی ہے رسو...
خدا سے چنانچہ طبرانی نے اوسط مین سند ضعیف کی ساتہہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بیشک رسول خدا صلے اللہ
اللہ علیہ وسلم اوترے ایک منزل مین اپنے بعض سفرون مین پس خواب کی شکم مبارک کی بل اور ایک غلام سیاہ فام آپ کی پشت...
تہا تہا نے عرض کیا کہ یہہ کیا ہے ای رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا کہ میری اونٹنی نے مجہکو گرا دیا ہے اور پشت مین کچہ...
جہٹکا لگ گیا ہے اسواسطے مالش کراتا ہون اور منقول ہے کہ یوسف بن اسباط نے وصیت کی کہ غسل دے اونکو ایک شخص
کہ اونکی دوستون مین نہ تہا اور کہا کہ اوسنے مجہکو حمام مین ایک مرتبہ مالش کی تہے پس ارادہ کیا مین نے کہ بدلا کرون مین

اور اسکا ایسی جہیز ہے کہ وہ خوش ہوا اور ملبیات غسل دینے سے خوش ہوگا دیکھو کر ظلمۃ اللحد و حرارۃ جہنم اور یاد کری تاریکی حمام سے تاریکی
قبر کی اور گرمی اوسکی سے گرمی دوزخ کی کہ سب گرمیون سے زیادہ ہی کیونکہ اہل دانش ہر شے سے عبرت اور عظمت حاصل کرتے
ہین سو اس قدر قلیل حمام کی گرمے سے دوزخ کی گرمی اور اوسمین محبوس رہنا اور قبر مین مدت دراز تک پڑا رہنا یاد کرے کہ وہان
کیا حال ہوگا اگر حمام مین ایک ساعت سے زیادہ ٹھہری تو دم گھٹتا ہے اور روح پرواز کرنے پر مستعد ہوتی ہے اور قیامت کی دن
سوا نیزے پر آفتاب ہوگا اوس روز کی سے گرمی اور بعد جہنم کو یاد کرنے کے اللہ تعالی سے پناہ مانگے کہ عذاب دوزخ سے اپنے امان مین
رکھے و یحمد اللہ بعد الخروج اور حمد الٰہی بیان کری بعد حمام سے نکلنے کے کہ یہہ بھی نعمات الٰہی مین سے ہے فالماء الحار من النعیم
من النعیم یسال عنہ اس لیے کہ گرم پانی سردی کے موسم مین منجملہ اون نعمتون کے ہے کہ سوال کیا جاویگا اون سے قیامت کی
دن جیسا کہ ارشاد ہی لتسألن یومئذ عن النعیم مفسرین نے نعیم کی تفسیر گرم پانے کے ساتھہ کی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے
کہا ہے کہ حمام اون نعمتون سے ہے کہ پیدا کیا ہے اونکو اسیطرح گرمیکے موسم مین سرد پانی سے سوال کیا جاویگا طبیبون نے کہا ہے کہ
حمام مین داخل ہونا بعد استعمال نورہ کی امان ہے جذام سے اور بعض طبیبون نے اہل عرب سے امر کیا ہے ساتھہ نورہ کے ہمراہ
مہین اور زردی ہے کہ وہ بجھاتا ہے صفرا کو اور صاف کرتا ہے رنگ کو اور زیادتی کرتا ہے جماع کے قوت مین اور بعضون نے
کہا ہے کہ حمام کی اندر سردی کی ایام مین کھڑے ہو کر پیشاب کرنا دوا پینے سے زیادہ نافع ہے اگرچہ شرع مین مکروہ ہے اور
بعضون نے کہا ہے کہ گرمے کے موسم مین حمام کی داخل ہونے کے بعد سوجانا دوا پینے کے برابر ہے اور گرمی کی دنون مین بعد
سونے کے سرد پانی سے غسل کرنے کو یا حمام سے نکلکر سرد پانی سے پاؤن دہونے کو بہتر جانتے ہین مگر سرد پانی پینا بعد نکلنے حمام کے
یا حمام کے پانی ڈالنے کے بعد سرد پانی سر پر ڈالنا اچھا نہین ہے ولا یدخل المرأۃ اور نہ داخل کری حمام مین عورت کو تورد کیونکہ
وارد ہوا ہے حدیث مین لا یحل للرجل ان یدخل حلیلتہ الحمام نہین حلال ہے مرد کو یہہ کہ داخل کرے اپنی زوجہ کو حمام مین خواہ
ازار کے ساتھہ ہو خواہ بی ازار کی کیونکہ عورتین سر سے پاؤن تک ستر ہین صرف ازار پہنا کافی نہین ہے مگر یہہ سبب ہے کہ وہان
کوئی اور بھی ہو روایت کی ہے ترمذی نے اور حسن کہا ہے اوسکو نسائی اور حاکم نے اور صحیح کیا ہے اوسکو حدیث جابر سے کہ جو
شخص ایمان لاوے اللہ تعالی اور قیامت کی دن پر پس ہرگز نہ داخل ہو حمام مین مگر ساتھہ تہبند کے اور جو شخص کہ ایمان
لایا ساتھہ اللہ تعالی اور قیامت کی دن کی پس نہ داخل کرے اپنے زوجہ کو حمام مین اور حاکم نے حضرت عائشہ کے حدیث سے روایت
کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حمام حرام ہے میری امت کی عورتون پر اور کہا کہ یہہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور
ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمر کی حدیث سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے قریب ہے کہ فتح کی جاویگی تمہاری لیے
زمین عجم کی اور قریب ہے کہ اوسمین تم مکانات پاؤگی کہ اونکو حمام کہتے ہین پس ہرگز نہ داخل ہون اون مین مرد مگر ساتھہ
تہبندون کے اور منع کرو تم عورتون کو حمام کی داخل ہونے سے مگر بیمار ہون یا نفسا ہو شارحین نے کہا ہے کہ یہہ حدیث دلالت کرتی ہے
اسپر کہ حمام رسول خدا صلی اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی زمانے مین عرب کے زمین مین نہین تھی اور اسپر کہ داخل ہونا عورتونکا حمام

مین عذر کی سبب جائز ہے لیکن وہ جو قاضی خان سے مذکور ہوا کہ داخل ہونا مردون اور عورتونکو مطلقاً جائز ہے اسکے مخالف ہے جاننا چاہیے
کہ داخل ہونا حمام مین مردونکو ازار کی ساتھ مشروع ہے اور عورتونکی بابت مین مسئلہ اختلافی ہے اور کچھ خلاف نہین ہے اون عام حماموں میں
کہ عورتونکی لیے خاص نہین ہین پس حرام ہوا دخول اون حماموں مین بغیر ضرورت کے اتفاقی ہے اور نہ گھر کے حمام مین اختلاف ہے کہ اوسکے
سوا مباح ہے اوسکے کہ کسیکو سبیل نہو پس جواز دخول کا اسمین مطلقاً قطعی ہے بلکہ خلاف اون حماموں مین ہے کہ خاص عورتون کے
واسطے ہون اور اسمین دخول حمام کا بلا عذر جائز ہے یا نہین پس بعضون نے کہا ہے کہ یہہ مباح نہین ہے کیونکہ مکان سے نکلنے کے
فتنہ کا خوف ہے حالانکہ اسمین کچھ ضرورت نہین ہے اسیطرف میل کیا ہے شیخ الاسلام نے جو معروف ہے ساتھ خواہر زادہ کی اور بعض
نے کہا ہو کہ مباح ہے بشرط اذن کے زوج سے اور حنفیہ اور انکی اسیکی طرف میل کیا ہے شمس الائمہ سرخسی نے فتاوی والجیہ مین لکھا ہو کہ
اگر داخل ہون حمام مین تو اسمین باک نہین ہے اگر حمام خاص اونہین کے لیے ہو اور شرعة الاسلام کے باب النکاح مین ہے کہ
عورتین طرف حمام کے اگرچہ اذن دیا گیا ہو پس شاید کہ حدیث محمول ہے عام حمام پر کہ عورتون کے لیے خاص نہو اور بر مذہب اوسکے
کہ نہین جائز رکھتا ہے بلا عذر کی اگرچہ حمام عورتون کے لیے خاص ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدترین گھر حمام
کہ اوس اہل سے حیا سلب ہوتی ہے وحلق الرأس ان اراد التنظیف والاحتیاط فی الغسل اور حق متابعت کا یہہ ہے کہ سر منڈوا دینی جائے
سے اگرچہ ہے زیادتی نظافت اور پاکی کو اور احتیاط کو غسل مین کیونکہ بعد بال منڈوانے کے یہہ تہمہ باقی نہین رہتا کہ بالون سے
جڑ و ن مین پانی نہین پہونچا اسیواسطے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ بہت غسل کرنے والے تھے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم سے سنا تھا کہ نیچے ہر بال کے جنابت ہے اپنے سر مبارک کے بال حلق کرایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسی سبب
سے مین نے اپنے سر سے عداوت کرلی ہے اور عداوت اسلیے ہوئی کہ باقی رکھنا بالون کا سر پر نفع ہے
کرا اور فائدہ دیتا ہے سردی اور گرمی مین اسی واسطے اختیار کیا تھا اسکو رسول علیہ السلام اور آپ کے اصحاب نے
نہین حلق کرتے تھے مگر بعد حج یا عمرے کے اور چونکہ حضرت نے علی بن ابی طالب کے فعل کو بھی ثابت رکھا تو وہ بھی سنت
باوجود یکہ آپنے فرمایا ہے علیکم بسنتی وسنة خلفاء الراشدین من بعدی اور ایک روایت مین سبب صراحۃً آیا ہے او
کلہ او اترکوا کلہ پس مستحب ہے چھوڑنا بالون کا اوس شخص کو کہ اکرام کرے اون کا ساتھ تیل لگانی کے اور کنگھی کے
اور نہین ہے جائز ہے بعض کا ترک کرنا اور بعض کا منڈوانا جیسا کہ طریقہ اہل شطارہ کا ہے کہ اسمین سنت وارد ہوئی ہے بخلاف
تیرہ قون سب کو اور کچھ اعتبار نہین ہے اوس شخص کے قول کا کہ کہتا ہے حلق کرنا اوس کا درد سر پیدا کرتا ہے بلکہ یہ
قسم کا گناہ ہے اور دھوکا ہے شیطان کا طرف نہی کی ولا یرسل شعرہ بحیث یتشبہ بالشریف اور نہ چھوڑے سر کی بالون کو
طرح کہ مشابہ ہو ساتھ شریف کے جو عادی ہین اور طریقہ اونکا گیسو چھوڑنیکا ہے کیونکہ اسمین ایک قسم کے تلبیس ہے
شریف نہین ہے اور اپنے کو شریف اظہار کرتا ہے ولعقص الشارب اور کوتاہ کرے اور کتروا دی مونچھون کو ہر جمعہ مین
اون بالونکو کہتی ہین کہ اوپر کے لب پر اوگتی ہین قاموس مین کہا ہے قص الشعر والظفر قطع کرنا اون کا ہے ساتھ

کی نووی نے لکہا ہے کہ مختار قص شارب مین یہہ ہے کہ اسقدر کترواوے کہ کنارہ لب کا ظاہر ہوجاوے نہ اسقدر مثل حلق کے ہوجاوے جیسی کہ
احفا کرتے ہین نووی نے لیس وارد ہوا ہے حدیث مین قصوا الشوارب کہ کوتاہ کراؤ تم مونچہون کو کہ طریقہ انبیا کا ہے روایت کیا اس حدیث کو احمد نے ابوہریرہ
سے اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے جزوا ای اقطعوا اور صحیحین مین ابن عمر سے مروی ہے احفوا الشوارب واعفوا اللحی اور ایک
روایت مین اونہین کے ہے انہکوا الشوارب سو مراد احفا سے اور انہاک سے مبالغہ کرنا ہے قص شارب مین کہ قریب ہو حلق کے اور یہہ سنت
قدیمہ ہے کہ اختیار کیا ہے اسکو انبیاء علیہم السلام نے اور متفق ہین اسپر تمام شریعتین اور منقول بہی ہے صحابہ سے مروی ہے
کہ بعض تابعین نے ایک شخص کو دیکہا کہ اوس نے احفا کیا تہا شوارب کو پس کہا کہ یاد دلا دیا تو نے مجہکو اصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو سو اس مین اشارہ ہے کہ مختار تابعیون کا عدم احفا تہا اور مؤید ہے اسکے روایت طبرانی کی حکیم بن
عمر سے مرفوعا قصوا الشارب مع الشفاہ یعنے کترواؤ شارب کو برابر لبون کے اور حلق کرانا موچہون کا پس وہ مروی نہین ہے
بلکہ مکروہ جانا ہے اوسکو بعض علما نے اور گمان کیا ہے اسکو بدعت فیروزابادی نے صراط المستقیم مین کہا ہے کہ مذہب
ابوحنیفہ اور زفر اور ابویوسف اور محمد رحمہم اللہ کا احفا کرنا شوارب کا ہے یعنی مقراض سے اس قدر کتروانا کہ حلق کے
مانند ہوجاوے اور منقول ہے طحاوی سے کہ ابوحسن نے کہا کہ استحباب لبین کتروانے کا مجمع علیہ ہے اور حلق افضل ہے موافق
سنت کی پہر اعتراض کیا ہے اوسپر فیروزابادی نے کہ احفاء شارب مین قباحت ظاہری ہے اور یہہ مثلہ ہے لیکن رد کیا
گیا ہے فیروزآبادی کا قول باین طور کہ ظاہر کتب حنفیہ سے سنیت قص شارب کی ہے اور گردانا اون کا مانند ابرو کے
اور کہا ہے اون لوگون نے کہ ہم اسی کو اخذ کرتے ہین اور اسی پر فتوی ہے فتاوی سراجیہ مین ہے کہ لائق ہے
آدمی کو اپنی لبین کتروانا یہانتک کہ مانند ابرو کے ہوجاوین اور منڈوانا لبون کا بدعت ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ
سنت ہے پس قول اوسکا کہ مذہب ابوحنیفہ وغیرہ کا یہہ ہے کچہہ ٹہیک نہین ہے کیونکہ حنفیہ کے کتابون سے یون مفہوم ہوتا ہے کہ افضل کتروانا لبون
کا ہے نہ حلق کرانا اوسکا پس کیونکر ہوگا مذہب اون کا اور شاید کہ طحاوی نے ترجیح دی ہے حلق کو اپنی رائی سے نہ یہہ کہ مذہب
ابوحنیفہ کا یہہ ہے علاوہ یہہ کہ مذہب کی کتابون سے اختلاف علما کا ظاہر ہوتا ہے افضلیت مین اور یہہ نہین ظاہر
ہوتا کہ مذہب کیا ہے اور حدیث مین آیا ہے جو روایت کی مالک نے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اول اون آدمیون
کے ہین کہ مہمانی کی مہمانون کی اور اول اون آدمیون کے ہین کہ ختنہ کیا اور اول اون آدمیون کے ہین
کہ کتروایا لبون کو اور اول اون کے کہ بڑہاپے کو دیکہا پس عرض کیا کہ کیا ہے یہہ اے رب ارشاد ہوا کہ اے ابراہیم
یہہ وقار اور عزت ہے عرض کیا اے رب زیادہ کر مجہکو وقار نووی نے کہا ہے کہ لبین کتروانے مین مستحب یہہ ہے کہ شروع
کرے داہنے جانب سے اور جو غیر کو متولی کیا اپنی مقصد سے تو جائز ہے بغیر ہتک مروت کے بخلاف بغل اور زیرناف
کے بال لینے کے کہ اسمین غیر کو متولی کرنا بغیر ضرورت کے جائز نہین ہے ولا باس بابقاء السبال اور باک نہین ہے
باقی رکہنے دنبالے مین یعنی اگر لبین کترواوے اور اون کے اطراف بالون کو جنکو سبال اور دنبالہ کہتے ہین باقی رکہے

تو اسمین کچہ باک نہین ہی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بعضی صحابہ سے باقی رکھنا دونون بالونکا منقول ہے اور اس لیے کہ یہہ منہ کو نہین چہپاتی ہے اور کچہہ غذا
باقی رہتا ہی اس مین غرض طعام کا البتہ پہونچتی ہے کان پر لیکن ظاہر یہہ منافی ہے اوس حدیث سے کہ روایت کی ہے اصحاب الی الاحمد کی حدیث سی کہ کہا نبی نے یا
رسول اللہ اہل کتاب اپنی داڑہیان کتروا تے ہین اور مونچہ باقی رکہتے ہین اپنے سبال کو پس فرمایا آپ نے کترواؤ تم سبال کو اور بڑہاؤ داڑہیون کو اور
مخالفت کرو اہل کتاب کی اور صحیح ابن حبان مین ہے ابن عمر کی حدیث سی مجوسیون کے حق مین کہ وہ بڑہاتے ہین سبال اپنی کو اور منڈاتے ہین
داڑہیون کو پس فرمایا مخالفت کرو تم اون کی تو وجہ توفیق کی اس مین یہہ ہے کہ مراد سبال سے شوارب ہین مجازا اسواسطے قرینہ مقابلہ داڑہیون
کے اور وارد ہوا ہے حدیث مین کہ کترواؤ تم شوارب کو اور بڑہاؤ داڑہی کو اور اکہاڑ ڈالو ان بالون کو کہ ناک کے اندر ہین روایت
کیا ہے اسکو ابن عدی اور بیہقی نے عمرو بن شعیب سے اور ناک کے اندر کے بال کتروانا بہی بمنزلہ اوکہاڑنے کے ہے ولا یؤخر حلق العانۃ و
نتف الابط و تقلیم الاظفار اکثر من اربعین یوما فہو المأثور اور نہ تاخیر کرے مرد زیرناف کی بال مونڈنے اور بغل کے بال اوکہاڑنے اور ناخن ترشوانے
مین زیادہ چالیس دن سے اس لیے کہ یہی اثر مروی ہے مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت مقرر
کیا ہی ہمارے لیے لبین کاٹنے اور ناخن ترشوانے اور بغل کے بال اوکہاڑنے اور زیرناف کے بال مونڈنے مین یہہ کہ نہ چہوڑین ہم زیادہ چالیس دن سے
یعنی چاہیے کہ زیادہ چالیس روز سے نگذرین ان کامون کے درمیان مین حلق عانہ وغیرہ کرین اس سے اور جو کم مدت مین کرین تو افضل ہے لیکن چالیس سے
تجاوز نکرے مظہر نے کہا ہے کہ ان اشیا کی ترتیب مین اور حدیثین بہی آئی ہین کہ مصابیح مین صحیحین مین ابن عمر اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کتروا تے تہی لبونکو اور ترشواتے تہے ناخن کو ہر جمعہ مین قبل اسکے کہ نکلتے نماز جمعہ کے لیے اور دیلمی نے حضرت علی
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ طریقہ ہوا ہی ناخن ترشوانا اور بغل کے بال اوکہیڑنا اور زیرناف کے بال مونڈنا پنجشنبہ کے دن اور غسل کرنا اور خوشبو لگانا اور
لباس بدلنا جمعہ کے دن قنیہ مین ہے کہ افضل یہہ ہی کہ ناخن ترشوادے اور لبین کتروادے اور زیرناف کے بال مونڈے اور بدن صاف کرے غسل
کے ساتہہ ہر ہفتہ مین ایک مرتبہ اور جو ہفتہ مین نکرے تو پندرہ روز مین کرے اور کچہہ عذر نہین اوسکو چالیس روز سی زیادہ ترک کرنا مین
پس ہفتہ مین لینا تو افضل ہے اور پندرہ روز متوسط مرتبہ ہے اور چالیس دن کا انتہا مرتبہ ہے اس سے ماورا مین وعید کا مستحق ہوگا انتہی اور بعضون
نے کہا ہی کہ زیرناف کی بال مونڈنا اور بغل کے بال اوکہیڑنا ہر ہفتہ مین جائز ہے اور یہہ اعدل القول ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ حلق عانہ تو بیس روز مین کرے
اور بغل کے بال اوکہیڑنا چالیس روز مین اور حلق عانہ سنت انبیا کی ہے اور بغل دبر کے گرداگرد کے بال مونڈنا بہی مستحب ہی اور نتف اور نورہ لگانا
حلق کے حکم مین ہے لیکن عورتون کو نتف بہتر ہی اور بغل کے بال اوکہیڑنا بہی انبیا کی سنت ہی مگر حلق کرنا اور نورہ لگانا بہی جائز ہے نووی نے کہا ہے
کہ نتف افضل ہے اوس شخص کے لیے کہ اوس پر قدرت رکہتا ہو بسبب اسکی کہ حکایت کی گئی ہے شافعی سے کہ بغل کے بال مونڈاتے تہے پس کہا
کہ مین جانتا ہون کہ سنت تو نتف ہی لیکن اسمین مشقت اور درد زیادہ ہوتا ہی اور وجہ تخصیص بغل کی نتف کی ساتہہ یہہ ہے کہ وہ محل کریہہ ہے بسبب
جمع ہونے پسینے وغیرہ کی مسامات کی نزدیک اور نتف جڑونکو ضعیف کرتا ہے اور مفتح بخارات ہی بخلاف حلق کے کہ وہ مقوی اصول ہے اور ناخن
ترشوانا بہی سنت ہی انبیا کی اور کہا ہے کہ جمعہ کے دن ناخن لینا مستحب ہی اور اسمین ایک فضیلت بہی نقل کی ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن ناخن لیوے
تو بعد دوسری جمعہ تک ہر بلا سے امن مین رہیگا اور کسی مسجد کی سیدہی ناخنونکو دفن کرنا بعضون نے مستحب جانا ہے اور جو ویسی ہی ڈال دے تو اسمین بہی کچہہ

کچھ باک نہین ہے لیکن وضو و غسل کے جگہہ مین ڈالنا مکروہ اور مورث بلا ہے ملا علی قاری نے لکہا کہ ناخن لینیکو تاخیر مین مخالفت سنت کو علت لانا بہتر ہے اس سے کہ
اوسکے علت یون بیان کی جائے کہ اوس سے رزق کی تنگی ہوتی ہے کیونکہ یہ بات اگر صحیح بہی ہووے تو متفرع ہی اوس سے مخالفت پر نہ یہ کہ یہی اصل ہے تعلیل مین
انتہی ویجوز الاطلاء بنورۃ او ازالۃ العانۃ بالطلاء ان اعتاد لحصول المقصود والتحامی عن الایلام اور حلق کرے بغل کے بال اور دور کرے زیر ناف کی بال ساتہہ طلا کرنے نورہ
کے اگر عادت اسکے رکہتا ہو لسبب حاصل ہونے مقصود کے اور پرہیز کرنیکی درد کہینچنے سے یعنی مستحب تو زیر ناف کی بال مونڈنا اور بغل کے بال اوکہیڑنا ہے
لیکن جو بغل کے بال اوکہیڑنے کے عادت نہو بلکہ حلق کرتا ہے اور زیر ناف کی بال نورہ سے دور کرتا ہی تو اس مین بہی کچہہ باک نہین ہی لسبب حاصل ہونے مقصود کی کہ ازالہ
او سلخ اور راذی کا ہی اور یہہ دونون مین حاصل ہے اور بال اوکہیڑنے مین جو ایذا ہوتی ہے وہ بہی نہوگی شیخ ابن حجر مکی نے شرح شمائل مین کہا ہی کہ ساتہہ
سند ضعیف کی وارد ہوا ہے کہ آن حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نورہ کا استعمال نہین کرتے تہے اور جبکہ آپکی زیر ناف کی بال زائد ہوتی تہے تو حلق کرتے تہے
لکن صح انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اطلا بدا بعانتہ فطلاہا بالنورۃ واعلی بالارسال انتہی اور مجمع العلم مین بہا یہ عبارت یون ہے وقال علی القاری و صح
ولکن اعلی بالارسال انہ اذا اطلا بالاعانہ فطلاہا وسائر جسدہ ویبتدی بتقلیم مسبحۃ الیمنی و خنصر الیسری و خنصر الرجلین بلا مسبحۃ فیہما اور طریق ناخن لینے کا یہ
ہے کہ ابتدا کرے ساتہہ ترا شنے ناخن مسبحہ دست راست کی اور ابتدا کرے ساتہہ خنصر دست چپ کا اور ابتدا کرے ساتہہ خنصر کی دونون پانون مین کیونکہ
مسبحہ دونون پانو مین نہین ہے اسکے ابتدا کیجاوے اوس سے لسبب شرافت اوس کے یعنی طریقہ ناخن تراشنی کا یہہ ہی کہ داہنی ہاتہہ کے سبابہ سی شروع
کرے اور ترتیب کی ساتہہ اسکی خنصر تک پہونچے پہر انگشت پر تمام کرے سو تقدیم ہاتہون کی پانون پر تو اس لیے ہے کہ ہاتہہ اشرف ہین پانون سے پس
شروع کرے اون سے اور داہنی کو مقدم کرنا بائین پر اسلیے ہے کہ وہ بائین سے اشرف ہی اور مسبحہ سی ابتدا اس لیے ہی کہ یہہ تمام اونگلیون مین اشرف ہی کیونکہ شہادت
کے دونو کلمون مین اسی کی ساتہہ اشارہ کیا جاتا ہے پس اوس سے شروع کرے اور یہانتک کہ تمام کرے خنصر پر پہر انگشت کا ناخن تراشنی پہر دست چپ کی
خنصر سے شروع کرے اور انگشت پر تمام کرے اور پانو مین داہنی پانو کی خنصر سے شروع کرے اور ابہام پر تمام کرے لیکن بائین پانون کے خنصر سے
شروع کرے اور ابہام پر تمام کرے یہی مراد ہی مصنف کی اس قول سے کہ یختم بالابہام فی الکل فہو المروی اور ختم کرے ناخن تراشنی کو انگشت پر
سے مین کہ یہی مروی ہے تشریح مین تاریخا ہے کہ عراقی نے کہا ہے مین نے اسکے کچہہ اصل نہین پائی اور انکار کیا ہے اوسکا ابو عبد اللہ مازنی نے
غزالی کے رد مین اور تشنیع کی ہے اوسپر ساتہہ اسکے لیکن مین کہتا ہون کہ غزالی پر تشنیع کرنے کی کچہہ وجہ نہین ہے کیونکہ اوسنی کہا ہے کہ مین نے نہین
دیکہی ہے کتابون مین کوئی حدیث کہ مروی ہے تقلیم اظفار مین لیکن یون سنا ہے کہ رسول علیہ السلام نے داہنے ہاتہہ کے مسبحہ سی شروع کیا اور
اور اوسکی انگشت پر تمام کیا اور بائین ہاتہہ مین خنصر سی شروع کیا انگشت تک پہر توجیہ کی ہے اس ترتیب کی کہ مجکو الہام الہی اسیطرح واقع ہوا ہے
انتہی اور نووی نے ہاتہونکی ناخن تراشنی کی ترتیب تو اسیکی موافق لکہی ہے لیکن پانون مین اسکی خلاف ہے چنانچہ کہا کہ اولی ترتیب ناخن تراشنی
کی یہہ ہے کہ داہنی ہاتہہ کی مسبحہ سے شروع کرے پہر وسطے پہر بنصر پہر خنصر سے پہر تمام کرے ابہام پر پہر داہنی ہاتہہ کی خنصر سے شروع کرے پہر اوسکی بنصر اور
وسطے اور ابہام سی اور پانون مین داہنی ہاتہہ کے خنصر سے شروع کرے اور بائین ہاتہہ کے خنصر پر تمام کرے اور احیا مین بہی اسیطرح مفہوم ہوتا ہے
ہے جیسا کہ کہا کہ اولی میری نزدیک ہے اگر کسی مین ثابت ہوا ہے اس مین کوئی نقل یہہ ہے کہ شروع کرے داہنے پانون کے خنصر سے اور تمام کرے بائین پانون
کے خنصر پر جیسا کہ خلال کرتے ہین لیکن یہہ مخالفت اوسکی کیفیت مذکورہ مضر نہین ہے کیونکہ تقلیم اظفار کی سنت حاصل ہوجاتی ہی جس کیفیت سے ہو اسلیے کہ ملا علی قاری نے

کر دار ہم ہاتھ پر رکھکر سر پر لگانا منع ہوا ہے اسیطرح کہ اسمیں تشبہ ہے یہود کا اور دالا ہی یا اوپر کو اور دو رکھ نیچا ہوا ہے انگلی کی گنڈگی کیا اور منع ہوا کہ سیاہ الا ہی بہنا لگے
احمد کی روایت میں ہے کہ سر مہندی لگا رہا بہتر ہے جو کہ خضاب سیاہ ہو اور کیا ہوا ہو سیاہ تو مشکل ہے کہ بدن پلید ہو التنزیہ والاکتحال وترًا اور بان اور
بہت زینت بنانا نکر سے منع ہے کہ سر مہندی لگانا اور تیل لگانا کہ مبالغہ جمال میں منع ہے اور طریقہ متکبروں کا ہے ابو داود نے عبداللہ بن بریدہ سے
روایت کی ہے کہ ایک مرد نے فضالہ بن عبید سے بطریق تعجب و انکار کے کہا کیا سبب ہے کہ میں تجھکو پراگندہ سر دیکھتا ہوں آیا تو نے شانہ نہیں
کیا ہے اور تیل نہیں ملا ہے فضالہ نے کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمائی ہے ہمکو زیادتی ارفاہ سے اور آسودگی سے پھر کہا کیا
سبب ہے کہ میں تجھکو برہنہ پا دیکھتا ہوں فضالہ نے کہا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ گاہ گاہ برہنہ پا پھرو واسطے تواضع اور کسر نفس کی حاصل یہ ہے کہ
آرایش میں افراط اور مبالغہ میں ہر ہیچ منع ہے اور ترفہ کی اور انہماک تدہین اور تزئین میں اور ترجیل جیسا کہ عجمیوں کی عادت ہے اسواسطے ابن حجر نے
کہا ہے رعایت توسط اور اقتصاد کر نہ ترک کرنا الطہارت اور نظافت اور تحسین صورت کا بالکلیہ کیونکہ نظافت اور پاکیزگی دین اسلام میں ہے
اور محبوب الٰہی ہے اور حدیث میں آیا ہے ان اللہ تعالی نظیف یحب النظافۃ انتہی ویقطع اللحیۃ الطویلۃ اور کوتاہ کرے ریش دراز کو کہ ایک مشت سے
زیادہ ہو اور حد اعتدال سے گذر جاوے فالفرق بیری سمیا یعنی صاحب ریش دراز کا دکھائی دیتا ہے بظاہر حال قبیح اور زشت خلقت ساتھ
فتح سین مہملہ اور کسرہ میم اور سکون اوسکی کی قبیح کو کہتے ہیں ویفتح باب الغیبۃ اور کھولتی ہے یہ افراط ریش کی دروازہ غیبت کا کہ آدمی اوسکے
غیبت میں واقع ہوتے ہیں پس اس غیبت سے زیادتی ریش سے بچنا اور جو زیادہ حد اعتدال سے ہو اوسکو قطع کرنا لا باس ہے ویبقی قدر القبضۃ
اور باقی رکھے بقدر ایک مشت کی چنانچہ ابن عمر رض اور تابعین کی ایک جماعت نے کیا ہے اور بہتر جانا ہے اسکو شعبی اور ابن سیرین نے اور نخعی نے
کہا ہے کہ تعجب ہے کہ مرد عاقل ریش دراز سے کیوں اپنی ڈاڑھی کو تاہ نہیں کرتا اور نہیں گردانتا اوسکو درمیان دونوں لحیوں کے یعنی درمیان
قصیر اور طویل کے کہ متوسط درجہ ہے اور وہی ہے حال بین بین اور بعضوں نے کہا ہے کہ نہیں دراز ہوتی ڈاڑھی مگر یہ کہ کم ہوتی ہے عقل فہو الوسط
المسنون یعنی پس یہی ہے درجہ متوسط اور مسنون آنحضرت علیہ السلام سے ہے ترمذی نے عمرو بن شعیب سے اونسے اپنے باپ سے اوسنے اپنے دادا سے
روایت کی ہے کہ تھے آنحضرت علیہ السلام کہ لیتے تھے اپنی لحیہ مبارک کے عرض اور طول میں سے نہایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ ڈاڑھی کا طول ہمارے نزدیک
بقدر قبضہ کی ہے اور جو اس سے زائد ہو اوسکا کوتاہ کرنا واجب ہے انتہی سے ظاہر یہ ہے کہ مراد وجوب سے وجوب اصطلاحی ہے یا قریب با وجوب کے
کیونکہ یہ سنت مؤکدہ ہے والا وجوب شرعی کا تو کوئی قائل نہیں اور ابن مالک نے کہا ہے کہ برابر کرنا ڈاڑھی کی بالونکا سنت ہے اور وہ یہ ہے
کہ قطع کرے بالونکو کہ اور ونسے بڑھ گئے ہوں تاکہ سب برابر ہو جاویں شرعۃ الاسلام میں کہا ہے کہ قطع ریش مخنثوں یا عجمیوں کا فعل ہے اور بدعت
دراز کا ستر عبور طیبی نے کہا ہے کہ وہ مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اپنی لحیہ مبارک کی طول اور عرض میں سے لیتے تھے وہ نہیں منافی ہے اس حدیث
سے کہ فرمایا آپ نے چھوڑو داڑھیونکو اسلئے کہ منہی عنہ قطع کرنا اوسکا ہے مانند فعل اعاجم کے یا گیر دانتا اوسکو مانند کبوتر کی دم کے اور مراد اعفا سے
جو حدیث میں ہے توفیر اوسکی ہے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے اور اطراف سے تھوڑا تھوڑا کوتاہ کرنا قص میں کتروانا نہیں ہے انتہی ملا علی
قاری نے کہا ہے کہ اسی پر ہیں تمام شروح مصابیح کی زین العرب وغیرہ سے اور داڑھی کتروانا تو اس زمانہ میں اکثر مشرکین کا شعار ہے
مانند انصاری کی اور ہنود کے اور اون لوگونکا کہ دین سے کچھ بہرہ نہیں رکھتے طائفہ قلندریہ سے انتہی وقیل تشبہ بہ سجا لہا اور بعضوں نے کہا ہے

حدیث احیا ارکی روایت کیا ہے اوسکو طبرانی اور حاکم نے ساتھ لفظ الفراء کے ابن عمرؓ کی حدیث سے انتہی و یکرہ التسوید یا اور
مکروہ ہے سیاہ کرنا بالونکا ساتھ خضاب کے جہاد مین ہو یا غیر جہاد مین اور بعضون نے کہا ہے کہ حرام ہے نور درح اسپلی کہ وارد
ہوا ہے حدیث مین کہ خضاب اہل النار و یعنی سیاہ کرنا بالونکا اہل نار کا خضاب ہے اور ایک روایت مین ہے خضاب الکفار
اور تعبیر سیاہ خضاب کے ساتھ خضاب اہل نار کے یا تو مبالغہ ہے یا زجر اور تہدید مین اور سیر یا حقیقت مین ایسے ہی ہو صحیح ترجمہ
کہتا ہے کہ یہ جو آیا ہے کہ خضاب اہل نار کا ہی شاید مراد اس سے یہ ہے کہ جو لوگ نار مین جاوینگے مثل کافر منافق مشرک فاسق کے
اونکا خضاب ہے اس دنیا مین وہی لوگ اکثر سیاہ خضاب کیا کرتے ہین نہ کہ اہل نار کو نار مین سیاہ خضاب کرنے کی کوئی ضرورت دیگا اور
نہ یہ کہ صرف خضاب ہی نار کے جانے کا باعث ہی مگر ہان جبکہ شیوہ اہل نار کا ہوا تو مسلمان کو اوس سے بجہت تشبیہ کے بچنا چاہیے لکھا
ہین مخرج حدیث کا یون بیان کیا ہے کہ روایت کیا ہے اسکو طبرانی اور حاکم نے ابن عمر کی حدیث سے ساتھ لفظ الکافر کے سواس حدیث
سے معلوم ہوتا ہے کہ خضاب سیاہی سے حرام اور مکروہ ہے لیکن مطالب المومنین مین کہا ہے کہ بعضے علمانے کہا ہے کہ خضاب
سیاہی سے جو کوئی غازیون مین سے واسطے ہیبت کے یا دشمنان دین کے آنکھون مین کرے تو درست ہے اور جو کوئی کہ واسطے
زینت نفس اور دوست داری عورتونکا کرے تو نزدیک اکثر مشایخ کی مکروہ ہے اور بعضون نے بلا کراہیت کی تجویز کیا ہے جیسا
المحیط مین ہے اور امام ابو یوسف سے ایک روایت مین لا باس بہ ہے مگر مختار یہ ہے کہ مکروہ ہے کیونکہ پیری نور الٰہی ہے اسکا
متغیر کرنا ساتھ سیاہی کے مکروہ ہے اور سخت وعید سیاہ خضاب کے باب مین آئی ہے چنانچہ خود مصنف نے بیان کیا اور
ابو داؤد اور نسائی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ مین ایک قوم پیدا ہوگی کہ خضاب
رنگینگے وہ ساتھ سیاہی کے اور نہ پاوینگی وہ بو جنت کی سو اسمین نہایت زجر اور تہدید ہے سیاہی سے خضاب کرنے پر اور طبرانی نے
ابی الدرداء سے روایت کی ہے کہ جسنے خضاب کیا ساتھ سیاہی کی تو سیاہ کریگا اللہ تعالیٰ اوسکا منہ قیامت کے دن اور کہا گیا ہے کہ
اول اون لوگونکا کہ سیاہ خضاب کیا فرعون ذی الاوتاد ہے اور مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ بہتر جوانون تمہارا وہ شخص ہے
مشابہت کرے تمہاری بوڑھے ہونیسے اور بدتر بوڑھون تمہارا وہ ہی کہ مشابہت کرے جوانون تمہاری سے سو مراد بوڑھے ہونیسے مشابہت
ہے مشابہت وقار مین ہے نہ بال سفید کرنےمین اور مسلم نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ لائی گئی ابو قحافہ آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی یعنی والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فتح مکہ کے دن اور سر اور ریش اونکی مثل ثغامہ کی تہی کہ ایک گہانس کا نام
ہے سفید پہول والی پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تغیر دو اس سفیدی کو ساتھ ایسے چیز کی کہ دور رہو سیاہ خضاب کرنے سی
یعنی سیاہی سے تو مت تغیر دو اور کسی چیز سے تغیر دو حاصل یہ کہ خضاب حنا اور صفرت سے تو بالاتفاق جائز ہے اگر غرض فاسد نہو
در مختار سیاہی کے خضاب مین حرمت اور کراہیت ہے واللہ اعلم و تبییضہا اظہار الکبر ترفعا اور مکروہ ہے سفید کرنا داڑہی کا ساتھ
سندک وغیرہ کے واسطے ظاہر کرنے بڑہاپے اور بزرگی اپنی کی تا کہ آدمی اسکو کلان سال گمان کرین اور زیادہ عزت اور توقیر اسکی
بجا لاوین اور اوسکے قول کی تصدیق کرین اس گمان سے کہ زیادتی عمر سے علم اور فضل حاصل ہوتا ہے مخلوق مین حالانکہ یہ نہین

جانتا اسی سبب سے کہ اوسنی بہین زیادہ کرتی جاہل کو مگر جہل اور حمق اور دوستی آدمی کی علم اور عقل کی جہت سے ہے کہ پیرسنی کو اسمین کچھ دخل نہین
بزرگان دین بوا انکو جو پیرایہ علم سے آراستہ تھی اپنے اوپر مقدم کرتی تھی چنانچہ حضرت عمر ابن عباس کو مقدم کرتی تھی اور بعض اکابر
صحابہ پر تمام امور مین اور اونسی فتوی طلب کرتے تھی حالانکہ ابن عباس بہت کم سن تھی ونتفہا عبثا وتشبہا بالمرد اور مکروہ ہے اوکھیڑنا ڈاڑھی
کے بالون کا بلا فائدہ اور واسطے مشابہت پیدا کرنیکے امردون کے ساتھ نہو مکروہ واسطے کہ یہ مکروہ اور بدعت قبیحہ ہے یعنی ڈاڑھی کے بال
بلا فائدہ اوکھیڑنا جیسی بعضونکی عادت ہوتی ہے کہ ہاتھ سے ڈاڑھی کے بال اوکھیڑا کرتے ہین یا امردون کے ساتھ مشابہت پیدا
کرنیکو ڈاڑھی اوکھیڑنی جیسے ابتدا مین ڈاڑھی نکلنے انکی عادت ہوجاتی ہے سو یہ حرکت غیر مشروع اور بدعت قبیحہ ہے اسلیے کہ ڈاڑھی
مردونکی زینت ہے جیسیکہ عورتون کے زینت سر کے بال ہین اور حدیث مین ہے کہ تحقیق اللہ تعالی کیلیے فرشتے ہین کہ تسبیح انکی
یہ ہے کہ پاک ہے وہ ذات کہ عزت دی مردونکو ساتھ ڈاڑھیونکی اور عورتون کو ساتھ گیسوونکی آرائش دی اور اسلیے کہ ڈاڑھی مردونکا
خلقت کا تتمہ ہے اسیکی جہت سے مردونکو عورتون سے تمیز ہوتی ہے لکھا ہے کہ احنف بن قیس خفیف اللحیہ تھی اونکی دوستون نے کہا ہم دوست
رکھتی ہین کہ خرید کرین احنف کیلیے ڈاڑھی اگرچہ بیس ہزار درہم کو آوی اسیطرح ڈاڑھی سے سفید بال اوکھیڑنا غیر مستحسن ہے بسبب ناگوار
ہونے بڑہاپی کے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نہی فرمائی ہے چنانچہ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت
کی ہے عمرو بن شعیب سے اونسی اپنی باپ سے اونسی اپنے دادا سے کہ نہ اوکھیڑو سفید بال اسلیے کہ بڑھاپا سبب نور اور زینت مسلمان
کا ہی یعنی حسن صورت اور جمال ہیئت اور صفائی باطن اور صلاح سیرت بڈہونکو حاصل ہوتی ہے وتزینہا للناس بالتشدید والتبرج
اور مکروہ ہی آراستہ کرنا ڈاڑھیکا آدمیون کے دکھانیکے لیے ساتھ گول کرنیکے اور ساتھ شانہ کرنیکے یعنی آدمیونکی دکھانیکے لیے ڈاڑھی
کو مدور کرنا مانند گلدستہ اور کبوتر کے دم کی تاکہ عورتونکی نظر مین خوبصورت معلوم ہو اور اسکی جانب رغبت کرین یا خوب کنگھی سے
آراستہ پیراستہ کرنا آدمیونکی لیے نہ واسطے ادای سنت کے مکروہ ہے کعب احبار سے منقول ہے کہ آخر زمانے مین ایک قوم ہوگی
کہ آراستہ کرینگے اپنی ڈاڑھیونکو مانند کبوترون کی دم کی یہ وہ لوگ ہین کہ انکو آخرت مین کچھ بہرہ نہین ہے اور سری سقطی نے کہا
ہے کہ ڈاڑھی مین دو شرک ہین ایک کنگھا کرنا اوسمین واسطے آدمیون کے اور ترک شانہ کا واسطے اظہار زہد کے والزیادۃ فی العذارین
بارسال الصدغ التجاوز عن عظمہا اور مکروہ ہے زیادہ کرنا رخسارونکی بالون مین ساتھ چھوڑنے زلفون بال کی کہ تجاوز کرنیوالی
ہون رخسارہ کے استخوان سے یعنی زلفونکے بال زیادہ چھوڑنا کہ رخسارہ کی ہڈی سے تجاوز کرین تاکہ اسکے سبب سے ڈاڑھی مین زیادتی
حاصل ہو چنانچہ بعض عجمی لوگ کرتی ہین مکروہ ہے اور مخالف ہے اہل صلاح اور صاحب فلاح کے وضع سے صدغ ساتھ ضمہ صاد
مہملہ اور سکون دال مہملہ اور غین معجمہ کے اوس جگہہ کو کہتے ہیں کہ آنکھ اور کان کے درمیان مین ہے اور اون بالونکو جو اس جگہ مین
نکلتے ہین جاننا چاہیے کہ رسول علیہ السلام کث اللحیہ تھی یعنی ڈاڑھی مبارک گھنی تھی اسیطرح تھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی
اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ طویل اللحیہ تھی ساتھ باریکی اوسکے یعنی آپکی ڈاڑھی طویل اور باریک تھی اور حضرت علی رضی اللہ
عنہ عریض اللحیہ تھی یعنی آپکی ڈاڑھی عریض تھی کہ دونوں کندہون کے درمیان مین بھری ہوئے تھی کذا فی قرۃ القلوب ولایاکل الجنب

اور حق اتباع نبی علیہ السلام کا یہہ ہے کہ نہ کہانا کہاوے صاحب جنابت ولا ینام دون وضوء اور نہ خواب کرے بدون وضوء کے یعنی صاحب جنابت اگر کہانا کہانیکا ارادہ کرے یا سونیکا تو اولی چاہئے کہ وضو کر لے یا تیمم مگر مراد وضوء سے عام ہے شرعی ہو یا صرف منہ دہونا اور کلی کرنا لیکن اول بہتر ہے بسبب اسکے کہ روایت کی ہے شیخین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تہی رسول علیہ السلام جب جنابت رکہتے اور چاہتے کہ کہانا تناول فرماویں یا سو رہیں پس وضو کرتے تہے مانند وضو آپکے واسطے نماز کے اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت عمر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا سو جاوے ایک ہمارا حالانکہ وہ جنب ہو آپنے فرمایا ہان جبکہ وضو کر لے اسیطرح اگر پانی پینے کا ارادہ کرے تب بہی وضو کر لے اور حکمت وضو میں یہہ ہے کہ اس سے تخفیف حدث اور تنظیف حاصل ہو جاتی ہے مگر یہہ اولویت کا بیان ہے والا نہیں تو کچہ باک نہیں ہے اسمین کیونکہ رسول علیہ السلام سوتے تہے جنابت کی حالت میں اور نہیں چہوتے تہے پانیکو جیساکہ روایت کی ہے احمد وغیرہ نے حضرت عائشہ رض سے مگر یہہ واسطے بیان جواز کے تہا فضل از امت پر رحمت کیلئے شرح فارسی مین بستان ابو اللیث سے نقل کیا ہے کہ ارواح مومنوں کے سونیکی حالت مین آسمان پر عروج کرتے ہین سو جو کہ اونمین سے طاہر اور پاک ہوتی ہین اونکو سجدہ کی اجازت دی جاتی ہے اور جو پاک نہین ہوتے ہین اونکو اذن نہین ہوتا انتہی ولا یقلّم من البدن شعرا ولا ظفرا ولا دما اور نہ کم کرے صاحب جنابت اپنی بدن سے بالونکو اور نہ ناخن کو اور نہ خون کو فان اجزاء البدن تعاد فی الآخرۃ اسلئے کہ اجزا بدن کی اعادہ کیجاوینگی آخرت مین جیسیکہ دنیا مین تہی جیساکہ فرمایا اللہ تعالی نے کما بدأکم تعودون اور دوسری جگہ ارشاد کیا ولقد جئتمونا فرادی کما خلقناکم اول مرۃ ای عراۃ حفاۃ غرلا والخزال یکون کذلک اور وہ جو حالت جنابت مین بدن سے جدا ہوئی ہین اونکا اعادہ اوسی جنابت کی حالت پر ہوگا اور یہہ سبب نقصان مرتبہ کا ہے اور اس جگہ اگرچہ مومنوں سے جن چیزونکی حاجت نہین ہے زائل ہو جاوینگے جبکہ غسل کرینگے حوضوں اور نہروں سے جو جنت کے دروازہ پر ہین پہلے اوس مین داخل ہونیکی طبرانی نے وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام حکم کرتے تہے ساتہہ دفن کرنے بالون اور ناخنونکی اور حکیم کی روایت مین ہے حضرت عائشہ رض سے کہ آنحضرت نے حکم فرمایا تہا ساتہہ دفن کرنے سات چیزون کے آدمی کے جسم سے بال اور ناخن اور خون اور حیض کا لتہ اور دانت اور خون بستہ اور وہ جہلی جسمین بچہ لپٹا ہوا پیدا ہوتا ہے اور مطلوب الطالبین مین کفایۃ الشعبی سے نقل کیا ہے کہ مکروہ جانا ہے ابو حنیفہ رح نے یہہ کہ وقت مقرر کرے آدمی واسطے ناخن تراشنے اور بال مونڈنے کے جنابت کے حالت مین اسلئے کہ مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جسنے حلق کیا اپنے بالونکا حالانکہ وہ جنب تہا تو آوینگی وہی بال قیامت کیدن اور اوسکے لئے حجت ہونگے مانند مجہہ جمیر کے اور کہینگے کہ ای رب سوال کر اس سے کہ کیون جدا کیا مجکو اور مین جنب تہا انتہی ملخص ترجمہ کہتا ہے واللہ اعلم بصحۃ ہذا الروایۃ وقد نقل فی آداب الصالحین خلاف ذلک من انہ یجوز للجنب اخذ الظفر وغیرہ ولا یکنس المسجد اور حق اتباع نبی علیہ السلام کا امور متعلقہ مساجد مین یہہ ہے کہ جہاڑو دے مسجد مین اور پاک رکہے اوسکو خس وخاشاک سے کہ یہہ افضل ہے ازالہ الاذی لانہ الاذی کا ہے اور فرمایا اللہ تعالے نے ان طہرا بیتی للطائفین اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ کہا حکم کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنانیکا محلون اور قبیلون مین اور حکم کیا کہ پاکیزہ رکہے جاوین

مسجد مین اور خوشبودار کرے جاوین ابن حجر نے کہاہی کہ اس سے معلوم ہوتاہے کہ مستحب ہی خوشبودار کرنا مسجد کا ساتھ بخور وغیرہ کے
اور طبرانی وغیرہ نی روایت کی ہے کہ بناؤ مسجدین اور نکالو خس وخاشاک اوس سے پس جسنے بنایا اللہ کیلیے گھر تو بناتا ہی اللہ تعالی اوسکیلیے
مکان جنت مین اور خس وخاشاک اوس سے نکالنا حور عین کا مہر ہی اور مستحب جانا ہی بعض سلف نے خوشبودار کرنا مسجد کا ساتھ زعفران اور خوشبو کی اور
مروی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے یہ کیاہے شعبی نے کہاہی کہ یہ سنت ہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہی ابن زبیر سی کہ جبکہ کعبہ اللہ کو بنایا
تو اوسکی دیوارون کو مشک ملا دینو رد اور روشن کرے مسجد کو ساتھ چراغ اور قندیلون کے تاکہ آدمی اطمینان سے اوس مین نماز پڑھین انس
بن مالک رض سے مروی ہے کہ جو کوئی مسجد مین چراغ روشن کرے تو ہمیشہ فرشتے اور حاملان عرش اوسکیلیے استغفار کرتے ہین جب تک
کہ اوس مین اوس چراغ کی روشنی رہیگی روایت کیاہے اسکو حارث بن اسامہ نے اپنی مسند وغیرہ مین مرفوعا اور سند اسکی
ضعیف ہے لیکن ضعیف حدیث پر بھی فضائل اعمال مین عمل کیاجاوے [illegible] اور فرش کرے مسجد کا بوریہ وغیرہ سے
تقسیما فضائل پس ان اعمال مذکورہ مین بہت فضیلتین ہین اور داخل ہین سب آئین مسجد مین چنانچہ زمخشری نے اس
آیہ کریمہ کے تفسیر مین کہاہے انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر کہ منجملہ عمارت اوسکی صاف رکھنا اوسکا ہی خس وخاشاک
سے اور روشن کرنا اوسکا ساتھ چراغ کے اور تعظیم اوسکی واسطے عبادت کے ابن ماجہ اور دارمی نے ابی سعید خدری رض سے روایت
کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ دیکھو تم کسی آدمی کو کہ تعہد کرتاہے مسجد کا یعنی خبرگیری کرتاہے اوسکے ساتھ تعمیر
کرنے اور جاروب کشی کرنے اور چراغ روشن کرنے اور نماز ادا کرنے اور عبادت مین مشغول ہونیکے پس گواہی دو اور
حکم کرو یقینا کہ وہ مومن ہے اسلیے کہ حق تعالی فرماتاہے انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر مسئلہ نہ خرچ کرے اور نہ آراستہ کرے
اوسکو ساتھ آب زر وغیرہ کی اور مبالغہ اوسکی تزئین مین نکرے ولا تعتنیہ ولا تصورہ اور نہ نقش ونگار بناوے مسجد مین اور نہ آدمی
تصویرین جانورون اور درختون کی بناوے خاص کر قبلہ کی جانب کہ اس سے حضور مصلی کا جاتاہے نہی من البدع اسلیے
کہ سبب لیے آراستہ کرنا مسجد کا ساتھ نقش ونگار کے اور ساتھ تصویرون کے بدعتون مین سے ہے کہ بعد زمان برکت نشان
آنحضرت علیہ السلام کے حادث ہوا ہے ابوداؤد نی ابن عباس رض سے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ نہین حکم کیاگیا ہون مین
اللہ تعالے کے جانب سے ساتھ آراستہ کرنی اور خوب بلند بنانی اور نقش ونگار کرنے مسجد کے پہر ابن عباس رض نی کہا بلا شبہ
خبر دینیکے آدمیون کی نقل سے بعد آنحضرت کے البتہ آراستہ کروگی تم مسجدون کو ساتھ آب زر وغیرہ کے جیساکہ آراستہ کیاہے
یہود اور نصارا نی اپنی کنیسون کو اور شرط الساعت کے بیان مین حضرت نے فرمایاہے کہ آراستہ کیجاوینگی مسجدین اور بلند بنائی
جاوینگی مناری جیساکہ کفایہ مین ہے اور حسن نی کہاہے کہ رسول علیہ السلام نی جبکہ مدینے کے مسجد بنانیکا ارادہ کیا تو آپکی خدمت
مین جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بناؤ اس کو سات گز بلند اور آراستہ پیراستہ نقش ونگار کے ساتھ نکرو چنانچہ
مسجد نبوی کی عہد مین کچی اینٹونکی تہی اور چھت اوسکی جرید کے تہی اور ستون کہجور کے لکڑی سے لیکن یہ ممانعت زینت مسجد کو
با نقش ونگار سے بیان احتیاط کاہے اور مناسب ہے ورع کے اور متاخرین نے اس زینت وغیرہ کو تجویز کیاہے اور سکتے

ہین کہ آدمی اپنے مکانات کو مطلا مذہب اور خوب آراستہ پیراستہ کرتے ہین اگر مسجد ونکو سادہ اینٹ گارے سے بناوین تو شاید کہ اونکی
نظرون مین حقیر معلوم ہوون اور عمر بن عبد العزیز نے کہ خلفاء دیندار سے تہی مسجد نبوی کو خوب نقش ونگار سے آراستہ کیا تہا اور اوسکی
تعمیر مین اور تزئین مین خوب مبالغہ بجا لائی تہے سلف صالحین مین سے کسی نے اونپر انکار نہین کیا مصحح ترجمہ کہتا ہے کہ البتہ بعض لوگون
نے اونکی اس بنا مین بعض باتونپر انکار کیا تہا تب اونہون نے فرمایا کہ مجکو خلیفہ کا ایسا ہی حکم ہی کذا یفہم من جذب القلوب وغیرہ
من کتب السیر البتہ کثرت مساجد کو ایک محلہ مین مکروہ جانتے تہے حضرت انس نے کہا ہی کہ زیادتی مسجدون کی اور تفاخر نمازیون
کی بدعت ہے ویتعہد النعل عند بابہ اور تفحص و تلاش کرے حال پاپوش اپنی کا مسجد کی دروازے کی پاس کہ اوسمین کچہ نجاست تو نہین
بہری ہی تا کہ مسجد آلودہ نہو ویمسح بابہ من الاذی اور ملی اوس چیز کو کہ ساتہہ پاپوش کے آلودہ ہی پلیدی سی ینبوع الحکم مین ہی نماز اوسی
کی پاپوش پہنے ہوئے افضل ہے برہنہ پا نماز پڑہنے سے دو چند اور اسمین یہود اور نصاری کے مخالفت ہی اور معارف ابن قتیبہ مین ہی
اول اون لوگون کا کہ نکالا پاؤن اپنے پاپوش کو واسطے داخل ہونے کعبے کے پہر نکالین آدمیون نے اپنی پاپوشین اسلام مین ولید بن مغیرہ
ہے اور یہہ بہی کہا گیا ہے کہ داخل ہونا مسجد مین پاپوش پہنے ہوئی بی ادبی ہے لیکن سنتے ابراہیم نخعی کہ مکروہ جانتے تہے پاپوش
نکالنا اوسمین آخر مروی ہے کہ نماز ادا کرنا ساتہہ اوسکے افضل ہے علما نے کہا ہے کہ نماز پڑہنا ساتہہ موزون اور پاپوشون کے
جبکہ پاک ہوون زیادہ قریب ہے طرف حسن ادب کے کذا فی مطلوب الطالبین ناقلا عن التجنیس انتہی ویقدم الرجل الیمنی داخلا
اور مقدم کرے داہنے پاؤنکو وقت داخل ہونے مسجد کے اور کہے بسم اللہ اعوذ باللہ العظیم وبوجہہ الکریم وسلطانہ القدیم من
الشیطان الرجیم اور سلام بہیجے نبی علیہ السلام پر اور کہے اللہم اغفرلی ذنوبی وافتح ابواب رحمتک روایت کیا ہے اسکو ابو داود
رجلہ الیسری خارجا اور مقدم کرے بائین پاؤن کو وقت نکلنے کی تا کہ حاصل ہو فضیلت داہنے پاؤن کو دونو حالون مین
اور کہی اللہم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک روایت کیا ہے اسکو ترمذی وغیرہ نے اور بیٹہے اوسمین یہانتک کہ ادا کرے دو رکعتین
چنانچہ صحیحین مین ہے اور تحیہ مسجد الحرام کا طواف کرنا ہے اگر قادر ہو اوسپر اور نہین تو نماز ادا کرنا اگر مکروہ وقت نہو اور نہین تو
کہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر واسطے عمل کرنیکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قول پر جبکہ گذرو تم جنت کے باغون
پر کہ مسجدین ہین پس چرو اوسمین یعنی ذکر الہی کرو ویجہر بالدعاء علی من یتجر فیہ او ینشد ضالتہ اور بلند آواز سے بد دعا کرے اوس شخص پر
کہ تجارت کرتا ہے اوسمین یا ڈہونڈتا ہے گمی ہوئی چیز یعنی جو کوئی کہ مسجد مین خرید و فروخت کرے یا گمی ہوئی چیز کو بلند آواز سے تلاش
کرے کہ نمازیونکی نماز مین خلل اور تشویش آتی ہے تو اوسپر بلند آواز سے بد دعا کرے تا کہ اس فعل سے باز رہے اور یہہ کام مسجد مین
نکرے لیکن چاہئی کہ یہہ بد دعا ظاہر زبان سے واسطے جہر کے ہو نہ یہہ کہ دلسے یہہ بد دعا کرے اور واقعی چاہیئے کہ مسلمان اپنی گمی ہوئی چیز ملنیکو
ترمذی اور حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکہو تم کسیکو کہ خرید و فروخت کرتا ہے
مسجد مین پس کہو لا اربح اللہ تجارتک یعنی سود مند نکرے اللہ تعالی تیری سوداگری کو اور جو دیکہو تم کسی شخص کو کہ ڈہونڈتا ہے
اپنی گمی ہوئی چیز کو بلند آواز سے پس کہو لا ردہ اللہ علیک یعنی نہ پہیری اللہ تعالے تیری گمی ہوئی چیز کو تجہپر اور مسلم کے روایت مین

اسعدہا اور زیادہ ہے قال ان المساجد للہ یعنی تحقیق مسجدین نہین بنائی گئی ہین ان کامونکے لیے بلکہ ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کے وا
سطے بنائی گئی ہین یہانتک کہ امام مالک نے بحث علمی بھی اوسمین مکروہ جانی ہے اور جائز رکھا ہے اسکو ابو حنیفہ وغیرہ نے کیونکہ یہ علم
ایسے آدمیون کی ہے اور مسجد جامع جمع اونکی ہے اسیطرح نقل کیا ہے ملا علی قاری نے ابن الملک سے اور ابن حجر نے کہا ہی کہ
عقد نکاح مستثنیٰ اسسے کیونکہ یہ مسجد مین سنت ہی انتہی لیکن آواز بلند کرنا مسجد مین ساتھ علم وغیرہ کے سوا اسمین اختلاف ہے
ملا علی قاری نے کہا ہے کہ مذہب امام ابوحنیفہ کا یہ ہے کہ رفع الصوت مسجد مین مکروہ ہے اگرچہ ساتھ ذکر کے ہو لیکن جائز رکھا ہے
تدریس اور بحث کو مسجد مین اس صورت سے کہ نمازیونکو تشویش نہو یا اوس جگہ نمازی نہون انتہی اور نووی نے کہا ہے کہ مکروہ ہے مسجد مین
بلند آواز کرنا ساتھ علم وغیرہ کے اور ابن حجر نے کہا ہے کہ سوال کیے گئے مالک رفع الصوت سے مسجد مین ساتھ علم کے پس کہا ہے
کہ کچھ بھلائی نہین ہے اسمین ساتھ علم اور نہ ساتھ غیر علم کی اور بیشک مین نے مدت آدمیونکو پایا ہے کہ عیب پکڑتے ہین اوس شخص کا کہ
جانتا ہے اسکو اور بیشک مین اسکو مکروہ جانتا ہون اور نہین معلوم ہے مجکو اس مین کچھ بھلائی انتہی ونیطلعہ عن القمامۃ والبزاق اور پاک
کرے مسجد کو آب سینے اور آب دہن سے یعنی اگر مسجد یا اوسکے صحن یا اوسکی دیوار پر آب سینے یا آب دہن پڑا ہو تو اوسکو پاک کرے
بخاری اور مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ آب دہن مسجد مین ڈالنا گناہ ہے اور کفارہ اوس گناہ کا دفن کرنا اوسکا ہے
ابن حجر نے کہا ہی کہ مراد کفارہ ہونے سے یہ ہے کہ قطع کرتا ہے تحریم کو جو واقع ہوئی تھی اوسکے سبب سے نہ مطلق رفع اوسکا انتہی اور احمد اور
طبرانی کی روایت مین ہے کہ آب دہن مسجد مین ڈالنا گناہ ہے اور دفن کرنا اوسکا نیکی ہے کہا گیا ہی کہ متبادر دفن سے دفن کرنا اوسکا
ہے مسجد کے مٹی یا ریت مین اور بعضون نے کہا کہ مراد دفن سے نکالنا اوسکا ہی مسجد سے اور مسجد کی مٹی وغیرہ مین دفن کرنا کافی نہین بخاری
نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہا دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آب دہن قبلے کی جانب یہانتک کہ شاق گذرا آپ
پر یہ اور اثر اسکا آپکی چہرۂ مبارک پر معلوم ہوا پس دور کیا آپ نے اوسکو اپنی دست مبارک سے پھر فرمایا مقرر ایک تمہارا جبکہ
کھڑا ہوتا نماز مین پس سوا اسکے نہین کہ وہ مناجات کرتا ہے اپنے رب سے اور بیشک رب اوسکا درمیان اوسکے اور درمیان قبلے کے ہے
پس نہ آب دہن ڈالے ایک تمہارا جانب قبلے کے ولیکن بائین جانب یا نیچے قدم اپنی کے پھر اپنی چادر مبارک کا ایک کنارہ
لیا اور اوسمین آب دہن ڈالا پھر پلٹا بعض اوسکیکو اوپر بعض کے پھر فرمایا اسیطرح کیا جاوے آخر حدیث تک نووی نے کہا ہے
کہ امر ساتھ آب دہن ڈالنے کے بائین جانب یا نیچے قدم کے اوس صورت مین ہے کہ مسجد مین نہو اور مسجد مین تو کپڑے مین آب دہن
ڈالے اور ملا علی قاری نے کہا ہے کہ آب دہن قبلے کی جانب ڈالنا ہمیشہ مکروہ ہے کیونکہ وہ اشرف الجہات ہے پس تقیید حدیث
مین واسطے افادہ زیادتی قباحت کی ہی کہ کچھ خلاف نہین ہے بیچ کفر اوس شخص کے کہ بطور اہانت کے اوسمین آب دہن ڈالے
اور خلاصہ مین کہا ہے کہ آب دہن مسجد مین نہ تو بوریے کے اوپر ڈالا جاوے اور نہ اوسکے نیچے اور جو مضطر ہووے تو بوریے کے او
پر ڈالنا بہتر ہے اوسکے نیچے ڈالنے سے انتہی ولا یتخذہ بیتا اور نہ بناوے مسجد کو گھر کہ سکونت کرے اوسمین اور کھانا سونا وہین قرار دے
لیکن جو مسافر ہو اور دوسری جگہ ٹھکانا نہ ملے تو کچھ مضائقہ نہین ہے ولا معبرا اور نہ مسجد کو گذرگاہ بناوے کہ آمد و رفت اوسمین

کیا کرے کیونکہ مرور مسجد مین بغیر ضرورت کے بلا خلاف مکروہ ہے طبرانی نی ابن عمر رض سے روایت کی ہے کہ نہ پکڑو مسجد کو راستہ مگر واسطے
ذکر اور نماز ادا کرنیکے خلاصہ مین ہے کہ مسجد مین گذرنا اور اوسکو راستہ بنانا اگر بغیر عذر کے ہے تو جائز نہین اور جو بسبب عذر کے ہے
تو جائز ہے اور کلام مباح مسجد مین مکروہ ہے ابن ہمام نی ہدایہ کی شرح مین کہی کہ کلام مباح مسجد مین مکروہ ہی کہاتا ہی نیکیونکو اور زیادہ کیا ہی کہ کہاتا
ہین کہ جسطرح جانور گہانس کو کہاتی ہین ناکل مروی پس یہ تمام امور جو مذکور ہوئی مروی ہین آثار و اخبار مین چنانچہ تفصیل کی ساتھہ گذر چکی ملا علی قاری نی کہا کہ مندوب
ہی یہ کہ کہا جاوی اوس شخص کو کہ بری شعر مسجد مین پڑہتا ہے کہ توڑ دالی اللہ تیرا منہ . اسیکے ساتھہ حکم کیا گیا ہے روایت کیا ہی اسکو ابن سنی نے
اور بیہقی کہا ہے کہ اگر مسجد مین عبادت کے لیے بیٹھی مانند اعتکاف اور انتظار نماز اور ذکر کے تو مستحب ہے اور نہین تو مباح ہی اور لوگون
نے کہا ہی کہ مکروہ ہے انتہی یہ اخیر قول ظاہر ہی کیونکہ مسجدین ذکر کیلئی بنائے گئی ہین جاننا چاہیئے کہ مسجد کے سونیمین اختلاف ہے ایک
جماعت سلف کے اسطرف گئی ہی کہ مکروہ ہے مطلقا یعنی مقیم اور مسافر دونو کو اور ابن حجر نی کہا کہ سونا مسجد مین بلا کراہیت جائز ہی کیونکہ
اہل صفا مسجد مین سویا کرتے تھے اور بعضون نے کہا ہی کہ مقیم کو مکروہ ہی نہ مسافر کو یہی قریب ہے مالک اور احمد کے مذہب کے اور سراجیہ مین
کہا ہی کہ مکروہ ہی سونا اور کہانا مسجد مین غیر معتکف کیلیے اور جبکہ ارادہ کرے انکا تو چاہیے کہ نیت کرے اعتکاف کے پہر داخل ہو اوس مین
اور ذکر الٰہی کرے بعد نیت کے یا نماز پڑہے پہر جو چاہے سو کرے اور بیوضو کو کچھ باک نہین ہے مسجد کے داخل ہونیمین بیچ صحیح تر مین
قولین کے اور ملا علی قاری نی ابن مہلب سے نقل کیا ہی کہ بلا وضو ہونا مسجد مین گناہ ہے کہ محروم ہوتا ہے اسکے باعث سی محدث فرشتونکی
دعا اور استغفار سے کہ جسکی برکت کی امید کی گئی ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ ریح کا اخراج دبر سے حرام نہین ہے لیکن اولی اس سے
اجتناب کرنا ہی کیونکہ فرشتے ایذا پاتے ہین اوس چیز سے کہ بنی آدم ایذا پاتی ہین اور جاننا چاہیی کہ حدث اصغر اگرچہ منع کرتا ہی فرشتون کی
دعا کو لیکن نہین منع کرتا مسجد مین بیٹھنی کے جواز کو اور اسی پر دلالت کرتی ہے وہ روایت جو مروی ہے کہ جبکہ نماز پڑہی تو ہمیشہ نماز پڑہتے
ہین فرشتے جب تک کہ نماز کی جگہ مین ہی اوس وقت تک کہ نہ ایذا دے کسیکو اور نہ حدث کرے اوسمین اور حسن نے دعوی کیا ہے
اجماع کا جواز جلوس پر مسجد مین محدث کے پس یہ باطل کرتا ہے اوسکے قول کو وہ جو منقول ہے ابن المسیب اور حسن سے کہ وہ مانند
جنب کے ہے گذرے اوسمین اور جلوس نہ کرے اسیطرح ثابت کیا ہے علی قاری نے مشکوۃ کی شرح مین وان غلب النعاس فیہ تحول
من موضعہ اور غلبہ کرے خواب مسجد مین تو پہری اوس جگہہ سے کہ وہان بیٹہتا ہے تا کہ خواب کا اثر دفع ہو ترمذی اور ابو داؤد نی ابن عمر رض
سے روایت کی ہی کہ جبکہ نیند آنی لگی ایک تمہاری کو حالانکہ وہ مسجد مین ہو پس چاہیی کہ پہر جاوے اوس جگہہ سے دوسری جگہہ ولیضرب
باطراف اصابعہ جانب راسہ الایمن ثلثا ثم یجلس اور مارے ساتہہ سرا ونگلیون اپنی کے جانب راست سر اپنی کو تین مرتبہ پہر بیٹھی
دوسری جگہہ تا کہ نیند کا غلبہ دفع ہو ینبوع الحکم مین شرعۃ الاسلام سے نقل کیا ہے کہ یہ جب ہے کہ اوسپر نیند کا غلبہ ہوا اور یہ نماز کے
انتظار مین ہو اور جو اول نماز ادا کر چکا ہے تو اوسپر ضروری ہی کہ مسجد سے باہر چلا جاوے اور بعض شارحین نی کہا ہی کہ ثم یجلس منصوب
ہے بنابر عطف کے اس قول پر مصنف کے ولیقدم الرجل الیمنی ای بعد داخل ہونے مسجد کے بیٹھے یہان تک تو مسجد کے آداب تمام ہوگئے
اب شروع کیا اون آداب کو کہ عام ہین مسجد اور غیر مسجد دونوں سے پس کہا ویستقبل القبلۃ فی الجلوس اور منہ کرے قبلہ کی جانب بیٹھی

لیکن یہ علی الاطلاق نہین ہی بلکہ جبکہ درس وتدریس کے لیے بیٹھی تو یون مستحب ہے کہ طالب علمونکی جانب منہ کرے اور روبقبلہ وہم
بیٹھین نہ عبادۃ پس وہ یعنی قبلہ رو ہوکر بیٹھنا فی حد ذاتہ عبادۃ مستقلہ ہو قطع نظر اس سے کہ کسی کے ضمن مین ہو یا اور جگہ بیشک وارد
ہوا ہے حدیث مین کہ بزرگترین مجلسون کی وہی کہ قبلہ رو ہوکر بیٹھا جاوے اوسمین نکالا ہے اس حدیث کو ابو یعلی اور ابن عدی اور
طبرانی نے اوسط مین اور لایا ہے اسکو حاکم اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابن حبان نے کہا ہی کہ یہ حدیث موضوع ہے کیونکہ رسول
علیہ السلام کا حال بوقت وعظ ناس مین یہ تہا کہ خطبہ پڑہتے تھے آپ حالانکہ قبلے کی جانب پشت ہوتی تھی لیکن جواب اسکا یون لکہا ہے
کہ یہ بسبب مصلحت جماع الناس کے تہا اور برعکس اسکا واسطے اظہار کثیر کے نہین کیا گیا پس وہی دلیل ہے ہماری مدعی پر وفیہ قوۃ البصر اور اسمین
قوۃ بینائی کی ہے چنانچہ مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ لازم پکڑے قبلہ رو بیٹھنا تو زیادہ ہوتی ہی بینائی اسکی
اور بعض حکمائے کہا ہے کہ چار چیزین قوی کرتی ہین بینائی کو قبلہ رو ہوکر بیٹھنا اور سرمہ لگانا سونیکے وقت اور نظر کرنا سبزی کیطرف
اور پاک کرنا بیٹھنے کی جگہ کو اور قبلے کی جانب پشت کرکے بیٹھنا سست کرتا ہے بینائیکو ویجلس بوضعا اقرب الی التواضع اور
بیٹھے اوس جگہ کہ نزدیک ہو طرف تواضع کے اور تکبر اور ترفع سے دور ہو کہ یہ بھی عبادت مستقلہ ہی یعنی مجلس مین بالانشینی کا قصد
نکرے بلکہ جو جگہ کہ تواضع سے قریب ہو وہین بیٹھ جاوے ابو داؤد نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ کہا کہ ہم جبکہ نزدیک آتے نبی
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بیٹھتا تہا ہر ایک ہم مین سے اوس جگہ کہ پہنچتی تہی مجلس اور ختم ہوتی تہی یعنی بالانشینی کا قصد نہین کرتا تہا بلکہ
انتہائی مجلس مین بیٹھ جاتا تہا لا بین الظل والشمس فہو مقعد الشیطان اور نہ بیٹھی درمیان سائے اور آفتاب کے کہ بعض بدن تو
سایہ مین ہو اور بعض دہوپ مین کیونکہ وہ جگہ شیطان کے بیٹھنی کی ہے اور شیطان اوسکو پسند رکہتا ہے اور چاہتا ہی کہ آدمی اوس جگہ
بیٹھی اور اس جگہ بیٹھنے مین بیماری بھی پیدا ہوتی ہے بعضون نے کہا ہے کہ برص بھی اسی سے ہوتا ہے ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ ہو ایک تمہارا درمیان سائے کے پہر کم ہوجاوے اوس سے سایہ حتے کہ بعض
اوسکا شمس مین ہے اور بعض سائے مین پس چاہئی کہ کہڑا ہوجاوے اوس جگہ سے اور ایک روایت مین ہی کہ وہ جگہ بیٹھنی شیطان کی ہے
اور حاکم نے مستدرک مین ابو ہریرہ سے اور ابن ماجہ نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی فرمائے سائے اور
دہوپ کے درمیان مین بیٹھنی سے اور احمد کی روایت مین ہے کہ نہی فرمائی ہے حضرت نے سایہ اور دہوپ مین بیٹھنے سے اور فرمایا کہ وہ
شیطان کے بیٹھک کی جگہ ہی بعض شارحین نے کہا ہی یہ امر ان اسرار مین سے ہی کہ نہین منکشف ہوتی مگر ساتہ نور نبوت کے
اور نہین ہے کچہ چارہ ہمکو مگر تسلیم کرنا ولا یفرق بین اثنین اور نہ تفریق کرے درمیان دو شخصون کے یعنے اگر دو شخص علاقہ قرابت یا
محبت سے ملے ہوئے بیٹھے ہون جیسے باپ بیٹے یا دو بہائی یا دو دوست تو یہ اونکی درمیان مین آنکر نہ بیٹھی اور اونکی درمیان مین
جدائی نہ ڈالے کہ اسمین اونکو ایذا ہوگی ترمذی اور ابو داؤد اور بیہقی نے ابن عمر رضی سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے روا نہین ہے کسیکو کہ تفریق اور جدائی ڈالے درمیان دو شخص کے مگر اونکی رضامندی اور اذن سے تاکہ شاق نگذرے اونپر
یہ تفریق ولا یقیم احدا اور نہ اوٹہاوے کسیکو اوسکی نشست گاہ سے تاکہ خود وہان بیٹھی کہ مروت سے بعید ہے اور اسمین ایذا ہوتی ہے

مسلمان بہائیکو بخاری اور مسلم نی ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے چاہیے کہ نہ اوٹھاوے کوئی دوسرے شخص کو
اوسکی نشست گاہ سے پہر بیٹھے آپ اوسکی جگہ مین ولیکن سرکے تفسحوا و توسعوا یعنی فراخ کرو جگہ کو اور جگہ دو اس شخص کو کہ آوے تاکہ حاجت
کہنیکے اوٹھانیکی نہ پڑے واِن قام لا یجلس ثم او رجو خود بخود کوئی اپنی جگہ سے شرماکر اوٹھ جاوے بغیر کہنیکے اوٹھانیکی تو اوس جگہ بھی نہ بیٹھو
بسبب تواضع اور مروت کے اور یہہ معنی بھی ہو سکتے ہین کہ اگر کوئی اپنی جگہ سے کسی حاجت کے لئے پہر آنیکے ارادہ سے اوٹھی تو دوسرے
کو سزاوار نہین ہے کہ اوسکی جگہ مین بیٹھی کیونکہ وہ مستحق اور سزاوار زیادہ ہے اوس اپنی جگہ مین بیٹھنے کا چنانچہ مسلم نی ابو ہریرہ رضؓ سے
روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے جو کوئی اوٹھی اور پہر آوے طرف جگہ اپنی کے پس وہ مستحق اور سزاوار زیادہ ہے کہ اپنی جگہ مین
بیٹھی کا اور یہہ بھی لکھا ہے کہ جو کوئی اسکی جگہ مین بیٹھ گیا ہو تو اوسکو اوٹھا دینا درست ہے ویجلس حیث انتہی اور بیٹھی مجلس
مین جہان پونہچی اور جگہ پاوے صف مین اور گنجائش دیکھے اسیطرح رسول علیہ السلام کا طریقہ تہا مجلس مین جیسکہ شمایل نبوی
مین ہے اور روایت کی ہے بغوی اور بیہقی اور طبرانی نی شیبہ بن عثمان سے مرفوعاً کہ فرمایا حضرت نے جبکہ پونہچی ایک تمہارا مجلس
مین اگر گنجائش ہو اوس جگہ تو بیٹھ جاوے وہین اور قصد بالانشینی کا نکرے اور جو گنجائش نہو تو جہان جگہ فراخ دیکھے پس بیٹھے وہین
جگہ وخلف الصف ان لم یجد مکانا فیہ اور بیٹھے پیچھے صف کی اگر خالی جگہ صف مین نپاوے ولا یعود اور عود نکرے یعنی اگر اول صف
مین جگہ نملے تو عقب نشینی کے ننگ سے گہر کو نہ لوٹے کہ یہ تکبر سے پیدا ہونی والی چیز ہے شرح علی قاری مین ہے کہ گویا کہ یہ ماخوذ ہے
اوس حدیث سے کہ ایک صحابی نے اقتدا کی رسول علیہ السلام کی قبل اسکی کہ صف تک پونہچی پس فرمایا علیہ السلام نے زادک اللہ
حرصا ولا تعد یعنی زیادہ کرے اللہ تعالی تیری حرص کار خیر پر مگر اس فعل کا اعادہ پہر نکرنا اگر عود سے مشتق ہو کہ وہ مکروہ ہے بلکہ
آگی بڑہ صف تک اور صف مین شامل ہو کر نماز پڑہ اور لا تعد اعادہ سے بہی مشتق ہو سکتا ہے یعنی اپنی نماز کا اعادہ نکر کہ وہ صحیح ہے
واقع ہوئی ہے مسجد مین کیونکہ صحت اقتدا کی شرط یہہ ہے کہ مقتدی اور مقتدا ایک جگہ مین ہون اور بعض مقتدی امام کے ساتہ ایک
مکان مین ہون اور بعض دوسرے مین تو جائز ہے اور امام احمدؒ نے کہا ہے کہ باطل ہوتی ہے نماز منفرد کی پیچھی صف کے اگر امام
کی اقتدا کی ہے اور وہ جو طبرانی نی وابصہ سے روایت کی ہے کہ ای اکیلی نماز پڑہنے والے کیون صف تک نہ پونہچا تو پس داخل ہوتا
اونکے ساتہ یا کسی آدمی کو کہینچتا اگر جگہ تنگ تہی اور اوسکے ساتہ کہڑا ہوتا اعادہ کر اپنی نماز کا پس بیشک نہین نماز ہی تیری پس یہ
حدیث محمول ہے نفی کمال پر نزدیک جمہور کے اور نفی جواز پر نزدیک امام احمدؒ کے انتہی ولا یتجاوز من سبق اور نہ تجاوز کرے اور
پامال نہ کرے اوس شخص کو کہ بیٹھی کی ہے اسپر یعنی جو آدمی کہ اس سے پہلی آن کر بیٹھے ہین اونکو پامال نکرے اور بالانشینی کے قصد
سے آگی نجاوے کہ تخطی رقاب حرام ہے اسمین وعید شدید وارد ہوئی ہے کہ جو کوئی تخطے رقاب کرے تو قیامت کے دن پل بنایا
جاویگا کہ آدمی اوسکو پل پر کرینگے لیکن جو آگی فرجہ دیکہی تو اوسوقت مین تخطی رقاب جائز ہی اور نماز پڑہے اوسی فرجہ مین
کیونکہ اورون نی قصور کیا کہ صف کے درمیان مین فرجہ چہوڑا اسکے باعث سے وہ مستحق ہوئی کہ اونپر تقدم کیا جاوے ویحیی بین
بالقرب اور سلام کرے اوس شخص کو کہ نزدیک ہو اسکے اگرچہ بالتعمیم اول اہل مجلس کو سلام کر چکا ہو ولا یمد الرجل اور نہ دراز کرے پانو

مجلس مین کہ ادب سے بعید ہے وکان اکثر جلوسہ علیہ الصلوۃ والسلام ان ینصب الساقین ویجعل الیدین علیہما اور تھا اکثر بیٹھنا
حضرت کا نازل ہوا اون پر درود اور سلام یہہ کہ کھڑا کری دونون ساقون کو اور گردا گرد دونو زانونکو اونپر بطور حلقہ کے اور اسی ہیئت کی
نشست کو احتبا کہتی ہین اور احتبا کبھی کپڑے سے بھی ہوتا ہے جیسے چادر یا رومال کے سرون کو پیچھے سے ڈال کر اعلی بدن کو پانو
کے ساتھ باندہ دی اور یہہ وضع اہل عرب مین متعارف ہے رزین نی ابی سعید خدری سے روایت کی ہے کہ تھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
جبکہ بیٹھتے تھے مسجد مین تو احتبا کرتے تھے اپنی دونو ہاتہ مبارک سے لیکن یہہ ہیئت غیر صبح کی نماز کی بعد کے جلسہ کی ہے کیونکہ صحت کو پہنچا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ صبح کی نماز ادا کر چکتے تھے تو چار زانو بیٹھتے تھے اپنی نشست گاہ مین یہانتک کہ نکلتا تھا آفتاب سفید او
صاف اسیطرح ہی شیخ ابن حجر کی شرح شمائل مین آور وہ جو شرح منظومہ مین ہے کہ چار زانو بیٹھنا خارج نماز کی مکروہ ہی تو نماز مین تو
بطریق اولی مکروہ ہوا پس شاید کہ محمول ہے اوپر ہونے اوسکی کے بقصد تجبر کے آور اختیار کرنا رسول علیہ السلام کا اس جلسہ احتبا کو اسواسطے
تھا کہ اسمین دلالت ہے اوپر اہتمام جالس کے اشتغال کے لیے اور اسلیے کہ یہہ جلسہ تفکر کرنے والونکا ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت
تفکر کرنے والے تھی امور با آخرت مین شرح علی قاری مین ہے کہ رسول علیہ السلام کبھی کبھی چار زانو بیٹھتے تھے اور اکثر دو زانو بیٹھتے تھے
جیسے تشہد مین بیٹھتی ہین اور کبھی داہنی پانون کو کھڑا کرتے تھے نہ بائین کو ویلازم الوقار والتواضع اور لازم پکڑے بیٹھنے مین بردباری
بدون تکبر کے اور تواضع بدون ذلت کی کہ میانہ روی تمام حال مین بہتر ہے اور افراط تفریط دونو مذموم ہین اور محافظت کرے امانت
کی اور اوس چیز کی کہ مجلس مین جاری ہو کیونکہ وارد ہوا ہے حدیث مین سوا اسکے نہین کہ بیٹھتے ہین دو بیٹھنے والے ساتھ امانت اللہ تعالی
کے پس نہ چاہئے کہ کھولی اون دونون مین سے وہ امر کہ مکروہ جانتا ہے اوسکو ویجتنب الجلوس علی القدمین والرکبۃ اور اجتناب کرے
بیٹھنے سے اوپر دونو قدمون اور دونو گھٹنونکے اسطور سے کہ کف پا کو کھڑا کرے اور سرین کو پاشنون پر رکھے اور یہہ نشست مکروہ ہے
کیونکہ خلاف ادب اور وقار کے ہی آور ملا علی قاری نے اس نشست کو اقعا لکہا ہے چنانچہ کہا کہ یہی ہیئت اقعا کی ہے اور اسکو جلسہ
الکلب بھی کہتی ہین لیکن کراہیت اسکی مقید ہے ساتھ نماز کے حاکم نے مستدرک مین اور بیہقی نی روایت کی ہے سمرۃ سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی فرمائی ہے اقعا سے نماز مین اور نہایہ مین اقعا کی صورت یہہ لکہی ہے کہ ملا دی آدمی سرین کو زمین سے اور کھڑا
کرے دونو ساق اور رانون کو اور ہاتہ ٹیکے زمین پر کہی انتہی والاکثار النظر الی الکاہل والعقب اور اجتناب کرے زیادہ دیکھنے سے طرف
کندہے اور پس پشت ہی کے کہ موجب خود بینی اسکی کا ہے والالتفات اور اجتناب کری داہن بائین دیکھنے سے واللعب مع اللحیۃ
والاصابع اور اجتناب کرے کھیل کرنے سے ساتھ داڑھی اور انگلیون کے کہ یہہ حرکتین لغو ہین اور ارباب خضوع اور خشوع کی حال سے
خلاف ہین مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز مین اپنی داڑہی سے کھیل کرتا تھا فرمایا جو خشوع رکھتا اسکا
دل خشوع رکھتی اسکے جوارح وتخلیل الاسنان وادخال الاصبع فی الانف واخراج البزاق والنخامۃ اور اجتناب کرے دانتون کے خلال
کرنے سے مجلس مین اور ناک مین انگلیان ڈالنے سے اور لب دہن اور آب بینی نکالنے سے قصد کے ساتھ بغیر ضرورت والتثاؤب علی الوجوہ
اور جمائی لینے سے آدمیون کے سامنے اور تثاوب ساتھ ہمزہ کے بعد الف کے مصدر ہے تثائب کا اور اسم ثوباء ہی مادہ یا اسکے خیانۃ اور

ثاءہ ہی اور ساتھ واو کی بعد الف کے غلط ہے کہتی ہین کہ جمہائی لینا ہرحال مین مکروہ ہے کہ ناشے ہے امتلاء معدہ اور ثقل نفس اور کدورت
حواس سے اور مورث ہے غفلت اور کسالت کی اور مانع ہے نشاط سے عبادت مین بخاری نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا تعالی مکروہ رکہتا ہے ثاءہ یعنی جماہی کو اور ثاءہ شیطان سے ہے پس جو تم مین سے کسیکو ثاءہ
آوے پس چاہیے کہ پھیرے اوسکو جہانتک کہ ہوسکے یا یہ کہ بائین ہاتہ کے پشت مونہ پر رکہے یا نیچے کا لب دانتون مین پکڑے سو تحقیق جب
ثاءہ لیتا ہے ایک تم مین سے اور کہولتا ہے منہ تو خندہ کرتا ہے اس فعل سے شیطان اور سبب اسکا دنیاہی نفس کو اوسکی خواہشونکا اور
شیطان داعی ہے طرف اسکے پس مقصود اجتناب کرنا ہے اون چیزونسے کہ یہ پیدا ہوتی ہے اونسے شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح مشارق
سے نقل کیا ہے کہ رسول علیہ السلام نے کبہی جمہائی نہین لی والجشاء اور اجتناب کرے ڈکار لینے سے مجلس مین کہ یہ امتلاء معدے سے ناشی ہے
اور اسکی آواز طبیعت کو مکروہ معلوم ہوتی ہے پہر اگر غلبہ کرے مجلس مین تو اوسکے روکنے مین مبالغہ کرے اسیطرح اگر نماز مین آوے
ترمذی نے ابن عمر رض سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ ایک شخص ڈکار لیتا ہے ساتھ مبالغے کے آپنے فرمایا باز آ ای
ڈکار لینے والے اسلیے کہ زیادہ بہوکا قیامت کے دن وہ ہوگا کہ دنیا مین خوب سیر ہوکر کہایا کرے پس مقصود سیر ہوکر کہانے سے نہی ہے جشاء
ساتھ ضمہ جیم اور شین معجمہ ممدودہ کی ڈکار کو کہتے ہین اور بعضون نے ساتھ فتح جیم اور سین مہملہ کے لکہا ہے والاشارۃ بالید والعین اور اجتناب
کرے ہاتہ سے اور آنکہ سے اشارہ کرنیسے کہ یہ فعل متکبرونکا ہے لائق حال ارباب تواضع کے نہین ہے اور قریب بیٹہنے والیکو وہم مین
ڈالتا ہے فرمایا اللہ تعالے نے یعلم خائنۃ الاعین ونحوہا مما یکرہ الناس اور اجتناب کرے امثال انہین امور مذکورہ سے جو کچہہ کہ مکروہ معلوم
ہون آدمیون کو ولیستغفرہ تعالی عند القیام اور آمرزش طلب کرے اللہ تعالے سے وقت اوٹہنی کی مجلس سے اون گناہونسے کہ مجلس مین
گذری ترمذی اور بیہقی نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ بیٹہا کسی جگہ اور بہت باتین لا طائل
اوس مجلس مین کین پس کہی پہلی اوٹہنی کی سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک مگر یہ کہ ہوتا ہے یہ پڑہنا
کفارہ اوسکیلیے اون گناہون اور غیبتون سے کہ مجلس مین گذرین اور معالم التنزیل مین اس آیہ کریمہ کے تفسیر مین کہا ہے وسبح
بحمد ربک حین تقوم کہ سعید بن جبیر اور عطا نے کہا ہے کہ جسوقت کہ اپنی مجلس سے اوٹہے سبحانک اللہم وبحمدک پہر اگر مجلس خیر ہے تو زیادہ
کیا تو نے بہلائیکو اور جو اسکے سوا ہے تو ہوگا یہ کفارہ اوسکیلیے اور روایت کی ہے بغوی نے ساتہ اسناد اپنی کے ابوہریرہ سے مرفوعا کہ جو شخص
بیٹہا کسی مجلس مین پس زیادہ ہوئین اوسمین باتین اسکے پہر کہا پہلے کہڑے ہونیکے سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک
واتوب الیک مگر یہ کہ ہوتا ہے یہ کہنا کفارہ اوسکا جو مجلس مین گذرا اور ابو داود اور ابن حبان کی روایت مین ہے ابوہریرہ رض سے
کہ کفارہ مجلس کا یہ کہنا ہے سبحانک اللہم وبحمدک لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک تین مرتبہ اور زیادہ کیا ہے عملت سوء وظلمت
نفسی فاغفرلی انہ لا یغفر الذنوب الا انت ولا یقعد فی السوق بلا ضرورۃ اور نہ بیٹہے بازار مین بدون حاجت ضروری کے کہ بدترین
بلاد کا ہے نزدیک اللہ کے اور محبوب ترین اونکا طرف شیطان کے مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ دشمن ترین جگہونکی نزدیک
اللہ تعالے کے بازار ہین کہ اوس جگہ دنیا کی کامون مین مشغول ہوتے ہین اور خدا کے یاد سے غافل ویلاقی الطریق ویودی الحقوق ان جلس

اور نہ سرِ راہ پر بیٹھیں اور ادا کرے حق بیٹھنے کا اگر کسی ضرورت کیلیے بیٹھہ بہی جاوے بار بار یا راستے مین شیخین نے ابی سعید خدری رض سے
روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پرہیز کرو راستون مین بیٹھنے سے صحابہ نے عرض کیا کہ چارہ نہین ہے ہمکو یا
رسول اللہ راستون مین بیٹھنے سے کیونکہ مکانات ہمارے بر سرِ راہ ہین حضرت نے فرمایا اگر باز نہین آتے راستونکے بیٹھنے سے اور
ضرور راستے پر بیٹھتے ہو پس دو راستے کو حق اوسکا عرض کیا کہ کیا چیز ہے حق راستے کا یا رسول اللہ فرمایا حق راستے کا آنکہ چہپانا ہے
نامحرم سے اور دور کرنا اوس چیز کا کہ رنج پہنچاوے گذرنے والونکو جیسے کانٹا پلیدی وغیرہ اور سلام کا جواب دینا اور امر بالمعروف کرنا
اور باز رکہنا برائی سے اور ابوداود کی روایت مین ابوہریرہ سے راہ بتلانا بہولے ہوئے کا بہی آیا ہے اور ایک روایت مین حضرت عمر
رضی اللہ عنہ سے اس قصہ مین فریاد رسی کرنا مظلوم کی بہی مذکور ہے اور طبرانی نے وحشی سے روایت کی ہے بیشک تم قریب ہے کہ فتح کروگے
میرے بعد بڑے بڑے شہر اور بناوگے اونکی بازارون مین مجلسین پس جبکہ ایسا ہو پس جواب دو سلام کا اور چہپاؤ آنکہونکو نامحرم سے
اور راستہ بتاؤ اندہون کو اور اعانت کرو مظلوم کی اور بعضون نے اچہی باتین کرنا اور فقیر کے حاجت پوری کرنا اور چہینک کا جواب
دینا اور ذکر الٰہی کرنا بہی حقوق راستہ سے شمار کیا ہے ویفتح الکلام بالتسمیہ والتحمید والاستعاذہ والصلوٰۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حق سنت
کا گفتگو کی مین یہ ہے کہ ابتدا کرے کلام کو ساتہ بسم اللہ اور الحمد للہ اور استعاذہ کی جس لفظ کی ساتہ کہ ہو اور درود بہیجے آنحضرت پر
کہ نازل ہو اون پر درود اور سلام پس وارد ہوا ہے حدیث مین جو امر کہ بزرگ ہو اور شروع نکیا جاوے اوسمین ساتہ بسم اللہ الرحمن
الرحیم کے پس وہ بے برکت ہی روایت کیا ہے اسکو عبدالقادر رہاوی نے اربعین مین ابی ہریرہ رض سے اور انہین کی ایک روایت مین ہی جو امر
صاحب بزرگی کا کہ نہین ابتدا کیا جاوے اوسمین ساتہ الحمد للہ اور مجہپر درود بہیجنے کی پس وہ مقطوع البرکت ہے ویختار العربیۃ اور انتخاب
کرے بول چال مین اوس زبان کو کہ منسوب ہے طرف عرب کے کہ وہ افضل اللغات ہے اور وارد ہوا ہے حدیث مین کہ دوست رکہو
عرب کو بسبب تین خصلتون کے ایک یہ کہ مین عرب ہون دوسری یہ کہ قرآن مجید عرب کے زبان مین ہے تیسری یہ کہ بہشتیون کی
باتین عربی زبان مین ہونگی روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عباس رض سے اور بعضون نے کہا ہے کہ عربی زبان لغت
ہے علوم نقلیہ کے بستان مین ہی کہ جو کوئی غیر عرب کے زبان مین تکلم کرے تو جائز ہے اوسکو اور اسپر کچہہ گناہ نہین ہے نجم العلم مین آیا
کہ احیا مین کہا ہی کہ اہل جنت جنت مین ساتہ لغت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی کلام کرینگے فیروزآبادی نے کہا ہے کہ نہین ثابت ہوئی
ہے کچہہ باب کراہیت کلام کرنیکے ساتہ کلام فارسی کی کوئی چیز اور یہ حدیث کہ ایک کلمہ فارسی کا اوس شخص سے کہ عربی خوب جانتا ہے
خطا ہے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے اپنی شرح مین تنزیہ الشریعۃ سے چند حدیثین نقل کی ہین فارسی کے مذمت مین اونہین مین
سے یہ ہے کہ روایت کیا ہے اوسکو حاکم نے ابن عباس رض سے کہ جو شخص تم مین سے اچہی طرح کلام کرسکتا ہے ساتہ عربی کے پس کلام
کیا اوسنے ساتہ فارسی کے سو یہ نفاق پیدا کرتا ہے اونہین مین سے وہ ہے جو روایت کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نہ سیکہو تم بولی
عجمیون کی پہر دہلوی نے کہا ہے کہ ایک بہی ان حدیثون مین سے صحیح نہین ہے اور کہا کہ وہ جو صاحب تنزیہ الشریعۃ نے فارسی کی بدی
مین روایت کی ہین کل اونکی موضوع ہین اونہین مین سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جبکہ غضبناک ہوتا ہی تو نازل فرماتا ہی وحی کو

عربی زبان مین اور جبکہ راضی اور خوشنود ہوتا ہے تو وحی بھیجتا ہے فارسی مین محمد طاہر غنی نے تذکرۂ موضوعات مین کہا ہے کہ یہ حدیث باطل
ہے اسکی کچھ اصل نہین ہے اور بہی مقاصد سے نقل کیا ہے کہ دوست رکھو عرب کو بسبب تین خصلتون کے اسلیئے کہ مین عرب ہون اور
قرآن عربی ہے اور کلام اہل جنت کا عربی ہی اسمین ضعف ہی اور مروی ہے کہ فرمایا آپنے مین عربی ہون اور قرآن عربی ہے اور کلام
اہل جنت کا عربی ہی سو یہ حدیث باوجود ضعف کے اول سے زیادہ صحیح ہے لیکن حُبّ عرب مین بہت حدیثین وارد ہین انتہی اور
فیروزآبادی نے بیچ باب تکلم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فارسی کے کہا ہے کہ مثل الغنب دودا اور یا سلمان شکمت درد سو یہ
کچھ ثابت نہین ہوا ہے اور عینی نے صغانی سے نقل کیا ہے کہ کلمات فارسی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہین مثل شکم درد اور
العنب دودو التحذ بلکیک جو مشہور ہین عجمیون مین اسکی کچھ اصل نہین ہے مصحح ترجمہ کہتا ہے کہ لفظ اشکنب در صحاح ستہ کی بعض
کتابونمین موجود ہی وتخفیض الصوت اور پست کرے آواز کو کیونکہ بدترین آوازون کی بلند آواز ہی فرمایا اللہ تعالی نے واغضض من
صوتک ان انکر الاصوات لصوت الحمیر یعنی پست کر اپنی آواز کو بیشک بدترین آوازون کی البتہ آواز گدہی کی ہے یعنی آواز بلند
کرنمین کچھ بہلائی نہین ہے کیونکہ گدہے کی آواز باوجود بلند ہونیکے مکروہ طبایع اور باعث وحشت کے ہے ولا یکثر اور زیادہ گوئی نکرے
اور قدر حاجت سے زیادہ باتین نہ کہے کہ سبب ملال حاضرون اور سننے والون کی ہے اور متکلم زیادہ گوئی سے سبک ہوتا ہے دوسرے
یہ کہ زیادہ بکنے مین اگر کوئی کلمہ موجب زبان سے نکل گیا تو اوسمین نقصان عاقبت کا اندیشہ ہے چنانچہ ترمذی نے حضرت انس رضی
اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک صحابی نے وفات پائی ایک شخص نے کہا خوشخبری دیتا ہون مین ساتھ جنت کے رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیا یہ بات کہتا ہے اور نہین جانتا شاید اوسنے کچھ کلام لایعنی کیا ہو ویہذب اللفظ اور پاکیزہ اور آراستہ الفاظ
بولی یعنی فصاحت اور بلاغت کو ہاتھ سے نہ دے اور الفاظ اور حروف غیر مناسب سے احتراز کرے ویبین الکلام اور واضح بیان کرے کلام
کو اور حرف جدا جدا ادا کرے کہ مخاطب کے خوب فہم مین آوے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ نہتی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کہ پیدرپی کلام کرتی جیسی تم کلام کرتے ہو لیکن کلام کرتے تہے ساتھ ایسے کلام کے کہ جدا جدا ہوتے تہے اوسکے کلمات
کو یاد کر لیتا تہا اونکو جو شخص کہ اونکے ساتھ بیٹھتا تہا ویتفکر فی الحجۃ اور تفکر اور تامل کرے اول حجت اور دلیل مین بعد اوسکے اگر قابل
احتجاج کے ہو تو اوسکی ساتھ تمسک کرے یعنی اگر کوئی چاہے کہ خصم پر حجت لاوے تو اول حجت مین تفکر اور تامل کرے پہر اوسکے ساتھ
کلام کرے اسیواسطے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے زبان عقلمند کے پیچہی دل کی ہے اور دل احمق کا پیچہے زبان کے ہے
ویسکت عند الغضب اور چپ رہے وقت پیدا ہونے غصہ کے بسبب فرمانے اللہ تعالے کے ولما سکت عن موسے الغضب
اخذ الالواح اسی سکن جیسا کہ قراءۃ شاذہ مین ہے غضب بالتحریک ضد ہے رضی کی کہا ہے کہ غضب ایک حالت ہی کہ عارض ہوتی ہے نفس کو اور واجب کرتی
ہے نفس کے حرکت کو طرف خارج کے اور سبب اسکا ارادہ انتقام کا ہوتا ہے کیونکہ روح حیوانی میل کرتی ہے غضب مین طرف
مغضوب علیہ کے تاکہ انتقام لے اوس سے اسیواسطے چہرہ سرخ ہوجاتا ہے اور رگین پہول جاتی ہین اور یہ مذموم ہے اگر واسطے
حق اور شرع کے ہو اور جبکہ اوسکیلئے ہو تو وہ محمود ہے اور صفات کمال مین سے ہے اور لزوم سکوت غضب مذموم بسبب اس

حدیث کی ہی کہ روایت کی بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس قول اللہ تعالی کی تفسیر مین ادفع بالتی ہی احسن کہا وہ صبر کرنا
وقت غضب کے اور غصہ کی وقت چپ ہونیکے خوبی مین اور بہت وجوہ ہین ایک اونمین سے یہ ہے کہ جبکہ زیادہ غصہ آتا ہے
اور غضب کی شدت ہوتی ہے تو قریب ہوتا ہے کہ نکلجاوے روح حیوانی بالکلیہ اور منقطع ہو رابطہ جو بدن کی ساتھ تھا پس ساکت
ہونا بجھاتا ہے اوسکی حرارت کو اور دوسری یہ کہ غصہ کے وقت کلام کرنمین غیر مشروع اور فاحش کلمات کے نکلنے کا خوف ہے
اسیواسطے قاضی کو منع ہے کہ غصہ کے وقت حکم کرے کیونکہ وہ اوسوقت نہین فرق کریگا درمیان حق اور باطل اور طاعت اور عصیان
کی ویذکرہ تعالی عند النسیان اور یاد کرے خدا تعالی کو وقت بھولنے کسی کام کے بسبب فرمانے اللہ تعالی کے واذکر ربک اذا نسیت
اور درود بھیجی رسول علیہ السلام پر اور کلمۂ توحید اور استغفار زیادہ پڑہی سو بسا اوقات یاد ہوجاتا ہی جو کچہ کہ بہولا ہے یا یہ غرض
ہوتا ہے بہولے ہوئے چیز کا اور کہی الحمد للہ الذکر بخیر ولیستثنی اور انشاء اللہ تعالے کہی ہر امر مین کہ وعدہ کرے اوسکا یا ارادہ کرے اوسکی
کرنیکا زمانہ آئندہ مین فرمایا اللہ تعالی نی ولا تقولن لشیئ انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ یعنی ہرگز نکہہ کسی چیز کو کہ مین اسکو کرونگا
کل کے دن مگر یہ کہ کہی تو ساتہ اسکے انشاء اللہ تعالے بیضاوی نے کہا ہی کہ یہ نہی تادیب کی ہی ولا یحلف علیہ تعالی اور قسم نکہاوے
خدا تعالی پر فعل اجتراء پس وہ کمال دلاوری اور جرات ہے اوس تعالی پر یعنی جو کام کہ مشیت ایزدی پر متعلق ہو اور منجملہ کی فعل کو اوسکو
دخل نہو تو قسم نکہاوے کہ اللہ تعالی اسیطرح کریگا کیونکہ یہ تحکم اور دلیری ہی مسلم نی جندب بجلی سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص نے کہا کہ قسم خدا کی خدا تعالی فلان شخص کو نہین بخشیگا پس فرمایا اللہ تعالی نی حدیث قدسی مین کون
شخص ہے کہ تحکم کرتا ہے مجہپر کہ فلان شخص کو نہین بخشونگا پس تحقیق بخش دیا مین نی اوسکو اور حبط کی عمل اوسکی اور بعضون نی ولا یحلف علیہ
تعالی کی یہ معنی لکہے ہین کہ اپنے کلام کی تاکید کے واسطے خدا تعالی کی قسم نکہاوے تو یہ معنی اس عبارت سے نہین مفہوم ہوتی البتہ اگر
عبارت اسطور سے ہوتی ولا یحلف علیہ تعالی تو معانی مذکور اس سے بخوبی مفہوم ہوتی انتہی ویحترز عن التقصص اور احتراز کرے
قصہ گوئی سے یعنی اس قسم کی قصہ کہ اونکی ثبوت پر اعتماد نہو یا بدعت اور کذب کے ساتہ کہی ہوئی ہون تو اونکے بیان کرنے سے اجتناب
کرے اگرچہ انبیاء یا اولیاء کے کیون نہون کیونکہ اسمین واقع ہونا کذب مین ہے اور یہ بدعت سیئہ ہی کہ زمانہ فتنہ مین پیدا ہوئی
ہے والحلف بالکل اور اجتناب کرے قسم کہانیسے جہانتک کہ ممکن ہو اگرچہ سچا ہو کیونکہ اسمین خوف ہے حانث ہونی اور وجوب
کفارہ اور شبہہ تہمت کا اور سبب ہے تنگی رزق کا اور اس سے دل مرجاتا ہے اور عظمت الہی اسکے دلسے جاتی رہتی ہے وان
حلف ورای غیرہا خیرا منہا یات بہ ولیکفر اور جو قسم کہانے کسی چیز پر اور دیکہا اوسکے غیر کو بہتر اوس سے کہ قسم کہائی ہی اوسپر پس
چاہیے کہ لاوے اوسکو اور کفارہ دی اپنی یمین سے حاصل یہ کہ اگر قسم کہائی کہ فلان کام نہین کرونگا مثلا فقیر کو کچہ نہین دونگا
اسپر قسم کہائی حالانکہ کرنا اسکا بہتر اور پسندیدہ ہے اللہ تعالی کے نزدیک تو حانث ہوجاوے اور وہی کام کو کرے اور قسم کا
کفارہ دیوے صحیحین مین ابو موسے رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی مقرر مین قسم اللہ کی
اگر چاہا اللہ تعالے نے البتہ قسم کہاتا ہون اوپر کسی کام کے پہر دیکہتا ہون اوسکی غیر کو بہتر اوس سے مگر یہ کہ کفارہ دیتا ہون اپنی

قسم سے اور کرتا ہون اوس کام کو کہ وہ بہتر ہے شارحین نے کہا بیان انشاء اللہ کا ذکر واسطے ترک اور اظہار رغبت کے ہے اور
مسلم وغیرہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے قسم کھائی اوپر کسی یمین کے یعنی
اوس چیز پر کہ یمین کیجاتی ہے اوس پر پھر دیکھا اوسکے غیر کو بہتر اوس سے پس چاہیے کہ لاوے اوس کام کو کہ بہتر ہے اور کفارہ دیوے
اپنی قسم سے جاننا چاہیے کہ ائمہ ثلاثہ سواے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے گئی ہین طرف اسکے کہ کفارہ دینا قبل حنث کے جائز ہے
اور شافعی نے اسکو خاص کیا ہے ساتھ کفارۂ مال کے یعنی مالی کفارہ قبل حنث کی جائز ہے اور دلایل سب کے کتب اصول مین مذکور ہین
مراعی الادب اور رعایت کرے ادب کے ساتھ اصحاب اور احباب کے کہ ساتھ مرتبہ اور مناسب حال ہر صغیر اور کبیر کے
مناسبت کے اور حفظ ادب کو ہاتھ سے نہ دے صراح مین کہا ہے ادب بفتحتین فرہنگ اور نگاہداشت حد ہر چیز کے اور سیوطی نے
کہا ہے کہ ادب استعمال کرنا اوس چیز کا ہے کہ محمود ہو از روی قول اور فعل کی اور بعضون نے کہا ہے کہ ادب تعظیم کرنا ہے اوس
شخص کے کہ تجھسے فوق ہو اور نرمی اوس سے کہ تجھسے کم ہو انتہی ومتکلما بالقصیر الجامع اور کلام کرے ساتھ الفاظ مختصر کے کہ جامع
معنی کثیرہ کے ہون ابو یعلی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے دیا گیا ہون مین جوامع الکلم یعنی اس قسم
کے کلمات کہ الفاظ اونکے کم ہون اور معانی بہت اور مروی ہے خیر الکلام ما قل ودل ویوقف بین کلامین لیحفظ السامع اور توقف
کرے درمیان دو جملون کے تاکہ خوب یاد کر لے سننے والا یعنی مفصل مفصل کلام کرے اور اسقدر جلد نہ بولی کہ سامع مطلب
دریافت کر سکے صحیحین مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسطرح باتین کرتے
تھے اگر شمار کرتا اونکو شمار کرنیوالا تو البتہ شمار کر لیتا ولا یبحث قبل تمام الکلام اور نہ بحث کرے خصم کے ساتھ قبل تمام ہونے کلام
کے شاید کہ وہ اثنائی کلام مین ایسے کوئی بات کہے کہ جس سے رفع شک ہوجاوے بلکہ اول خصم کا تمام وکمال کلام سن لے
بعد اگرچہ شک ہو تو اوسپر حرف گیری کرے ویستاذن للسوال اور اذن طلب کرے پہلے واسطے سوال کے یعنی اگر ارادہ سوال
رکھتا ہے ارباب فضائل اور کمال سے تو بدون اذن کی استفسار نکرے تاکہ امتحان پر محمول نہو فالکل ماثورۃ یہ سب امور مذکور
مروی ہین اور ماثور ہین چنانچہ اپنے اپنے مقام پر گذر چکے ویکثر البکاء اور حق شایعت کا یہ ہے کہ زیادہ کرے رونیکو بسبب
خوف آخرت اور بی پروائی اوس ذات والا صفات کے اور ہمیشہ اندوہگین اور بالتضرع یہی کہ تضرع اور زاری کو درگاہ باری
مین بڑی عزت ہے ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
نہین ہے کوئی بندہ مومن کہ نکلتی ہین اوسکے آنکھون سے آنسو اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہون خوف الٰہی سے پھر پہنچتا ہی کچھ اوسکی چہرے
پر مگر یہ کہ حرام کرتا ہے اوسکو اللہ تعالے اوپر آگ کے اور مولانا روم فرماتی ہین ؎ بالتضرع باش تا شادان شوی ٭ گریہ کن
تا بی دہان خندان شوی ٭ کین تضرع را بر حق قدر ہاست ٭ آن بہا کانجاست زاری را کجاست ٭ ای خوشا چشمی کہ آن گریان اوست
ای ہمایون دل کہ آن بریان اوست ٭ آخر ہر گریہ آخر خندہ الیست ٭ مرد آخر بین مبارک بندہ الیست ٭ فور دح لیس وارد ہوا
ہے حدیث مین حرمت النار علی ثلث اعین حرام کی گئی ہی آگ دوزخ کی تین آنکھون پر عین سہرت فی سبیل اللہ ایک اون تین مین سے

[illegible]

یا کتابت علم مین دعین غضت عن محارم اللہ دوسری وہ آنکہ کہ چھپائی گئی ہے اون چیزون سے کہ حرام کین ہین اللہ تعالی نے خاص اسکو رضامندی اللہ تعالی کے دعین بکت من خشیۃ اللہ تیسری وہ آنکہ ہے کہ روئی ہو خوف آلہی سے روایت کیا ہے اس حدیث کو طبرانی اور حاکم نی ابی ریحانہ سے بان لفظون کے ساتھ حرمت النار علی عین بکت من خشیۃ اللہ وحرمت النار علی عین سہرت فی سبیل اللہ وحرمت النار علی عین غضت عن محارم اللہ اور حاکم کی ایک روایت مین ابو ہریرہؓ سے یون مروی ہے تین آنکھین ہین کہ نہ مس کریگی اونکو آگ دوزخ کی ایک تو وہ کہ کھلی رہے ہو خدا کے راستے مین دوسری وہ آنکہ کہ روئی ہو خوف آلہی سے تیسرے وہ آنکہ کہ چھپائی گئی ہو اون چیزون سے کہ حرام کین ہین اللہ تعالی نی دون الضحک یہ متعلق ہے لفظ یکثر کے ساتھ یعنی خندہ بہت نکرے بلکہ کم ہنسا کری کیونکہ وہ بدون عجب کے جنون ہی خوف سی مروی ہے کہا تہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہین ضحک فرماتی سہتے مگر تبسم اسطرح سے کہ کبہی کہل جاتی تہی آپکے دندان مبارک اور آواز نہین سنی جاتی تہی صراح مین کہا ہے کہ ضحک مین چار لغت ہین کسرہ ضاد اور حا کا کسرہ اول اور سکون ثانی اور فتح اول اور کسرہ اور سکون ثانی کا فانہ یمیت القلب یس وہ یعنی زیادہ ہنسا مردہ کرتا ہے دلکو بسبب طاری ہونی ظلمت غفلت اور قساوت کی اور منطفی ہونی نور معرفت اور علم کی کہ جس سے دلکی زندگی ہے ویذہب النور اور لیجاتا ہے سینہ کی نور کو یا منہ کے رونق کو کیونکہ جب دل مرگیا تو خواہ مخواہ چہرہ سیاہ ہوجاویگا اور اسکی رونق اور تروتازگی جاتی رہیگی بیہقی نی شعب الایمان مین اس حدیث کو ساتھ ان الفاظ کی روایت کیا ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاک وکثرۃ الضحک فانہ یمیت القلب ویذہب بنور الوجہ اور احمد نے جابر بن سمرۃؓ سی روایت کی ہی کہ تہی رسول علیہ السلام طویل الصمت اور قلیل الضحک اور وہ جو مروی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام زیادہ ہنسنی والی آدمیون کے تہی سو مراد اوس سے مسکرانا ہے جو مستلزم ہے سرور کو و ورود ق اور وارد ہوا ہے قرآن مجید مین فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا پس چاہیی کہ خندہ کرین کم اور روئین زیادہ اور یہ امر ہے بمعنی خبر کی یعنی ہنستی ہین دنیا مین کم ہنسنا یا کم زمانہ تک اور یہ جب ہے کہ مراد اوس سے خبر دنیا ہو اہل کفر سے دنیا مین اور جبکہ مراد خبر دنیا ہو اونکی حال سے عقبی مین پس مراد قلت سے عدم ہی حاصل یہ کہ جو دنیا مین کم ہنسیگا تو آخرت مین بہت روویگا پس کیا حال ہوگا اوس شخص کا کہ دنیا مین بہت ہنسے بیشک اوسکا امر عسیر ہے حضرت عیسی علیہ السلام نی فرمایا اے گروہ حواریون کی خبردار ہو کہ تم مین دو خصلتین ہین جہل سے ہنسنا بے عجب کے اور صبح کرنا بدون جاگنے کے علمانی کہا کہ ضحک وہ ہی کہ سنائی دی اسکو نہ اسکی ہمنشینونکو اور قہقہہ وہ ہے کہ یہ بہی سنے اور اسکی ہمنشین بہی سنین اور تبسم وہ ہے کہ اوسمین آواز نہو شیخ الاسلام نے کہا ہی کہ عمدۃ الاسلام مین ذکر کیا ہے کہ قہقہہ خارج نماز کی حرام ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ کبیرہ گناہ ہے لیکن ہمارے زمانہ کے قاضی نی ہدایہ کے اول جلد کے پشت پر امام ابی یسر کے جامع صغیر سے نقل کر کے لکہا ہے کہ قہقہہ خارج نماز مین مباح ہے لیکن محظورات نماز سے ہی اور امام عماد الدین عبد العزیز ابہری سے منقول ہی کہ اوسنے جامع صغیر مین اسیطرح پایا ہے کہ قہقہہ خارج نماز کی حلال ہے خلاف واسطے بعض کے کہ اوسکے نزدیک کبیرہ ہے اور تبسم مکروہ ہے

ن جامع صغیر نی کسیکی طرف اسکو منسوب نہین کیا انتہی من نجم العلم وتخفیف صوت العطاس اور پست کرے آواز چھینک کا اگر چھینک
رنہ کرے اب اور تعجب کہ یہ شیطان کا نام ہے اور غنیمت جانے اوسکو وقت باتین کرنیکے وارد ہوا ہے حدیث مین العطسۃ عند
دیث شاہد عدل یعنی چھینک لینا وقت بات کرنیکے گواہ عادل ہے نالتصریح بہ حمق اسلئے کہ ظاہر کرنا چھینک کے آواز کو حماقت اور
ماب عقلی ہے ابن سنی نی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ سخت جمہائی لینا اور سخت چھینکنا شیطان سے ہے ولیتر بثوبہ
یدہ اور چھپاوی مونہہ کو وقت چھینک لینے کے اپنی کپڑے یا اپنے ہاتھ سی تاکہ لعاب دہن یا بینی کسی پر نہ پڑے کہ کبھی چھینک لینی کیوقت
رطوبات ناک یا منہ سے جدا ہوتی ہین روایت کی ہے ترمذی نے ابوہریرہؓ سے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوداود
ے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ چھینک لیتی تھے تو چھپاتی تھے اپنی دہن مبارک کو اپنی ہاتھ یا کپڑے سے اور پست کرتی تھی آواز کو اور
لم نی اور بیہقی نی ابوہریرہؓ سے بروایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نی جبکہ چھینک لے ایک تمہارا پس چاہی کہ رکھی ہتھیلی کو منہ پر اور
پست کرے اپنی آواز کو ولیستر الفم بالید فی التثاوب اور چھپاوی منہ کو جمہائی لینے مین اپنے ہاتھ یا کپڑے سے تاکہ بدنما نہ معلوم ہو زیادہ
ملنی کے وقت اور شیطان منہ مین نہ داخل ہو مسلم نی ابی سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ
جمہائی ایک تمہارا پس چاہی کہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھے کیونکہ شیطان داخل ہوتا ہے منہ مین جو کھلا رکھے اوسے اور جمہائی لینے
کے وقت آہ آہ یا ہاؤ نکلی جیسے بعض جمہائی کی عادت ہوتی ہے صحیحین مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا جمہائی لینا شیطان
کی طرف سے ہے پس جبکہ جمہائی لی ایک تمہارا پس چاہی کہ رد کرے اوسکو جہانتک کہ ہو سکے پس مقرر ایک تمہارا جبکہ کہتا ہے آہ تو
ہنستا ہے اوس سے شیطان اور مسلم کی روایت مین ہے کہ ایک تمہارا جبکہ کہتا ہے ہاؤ تو ہنستا ہے اوس سے شیطان اور
ترمذی کی روایت مین ہے کہ چھینک لینا تو اللہ تعالے کی جانب سے ہے اور جمہائی لینا شیطان کیطرف سے ہے پس جبکہ جمہائی لی
ے ایک تمہارا پس چاہی کہ رکھی اپنی ہاتھ کو اپنے منہ پر اور جبکہ کہتا ہے آہ آہ تو شیطان ہنستا ہے اوسکے جوف سے اور بیشک اللہ
تعالے محبوب رکھتا ہے چھینک لینے کو اور مکروہ جانتا ہے جمہائی کو سو شاید وجہ اسکی یہ ہے کہ چھینک لینا دور کرتا ہے نیند اور
سستی کو اور جمہائی لینا واجب کرتا ہے سستی کو اور وہ جو وارد ہے کہ چھینک لینا اور اونگھنا اور جمہائی لینا نماز مین شیطان کیطرف
سے ہی سو وجہ اوسکی یہ ہے کہ ہر ایک اون مین سے مانع ہے قراءت وغیرہ سے اس لئے شیطان سے ہوا ولیتقی البزاق فی الیسار اور ڈالی
آب دہن بائین جانب یعنی اگر آب دہن کی نکلنی پڑتا در ہو تو بائین جانب اوسکو ڈالی اگر اوسطرف کوئی نہو عبد الرزاق وغیرہ نے
ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مکروہ ہے داہنے جانب آب دہن ڈالنا اور حضرت معاذ سے مروی ہی کہ کبھی داہنی
جانب مین ای آب دہن نہین ڈالا جب سے اسلام لایا ہون او تحت قدمہ یا بائین قدم کے نیچے ڈالی اگر مسجد کے زمین نہو
چنانچہ تصریح کی گئی ہے ساتھ اسکے ابی سعید کی روایت مین دون القبلۃ نہ قبلہ کی جانب یعنی مطلقاً قبلہ کی جانب آب دہن نہ ڈالے
بسبب تعظیم بیت اللہ الحرام کی صحیحین مین ہے کہ ایک تمہارا جبکہ نماز پڑہتا ہے پس نہ آب دہن ڈالے قبلہ کی جانب والیمین اور
نہ داہنے جانب ڈالے برابر ہے کہ اوسطرف کوئی ہو یا نہین بسبب تعظیم اوس فرشتے کے کہ لکھتا ہے اون حسنات کو وہ علامت رحمت

کی ہین اور وہ فرشتہ بزرگ اور شریف ہے مدار وہوا ہے کہ وہ سردار ہے بائین جانب کے فرشتے پر منع کرتا ہے اوسکو برائی
کے لکھنے سے تین ساعت تک کہ شاید رجوع کرے طرف طاعت کے لکھا ہے کہ ابو یزید قدس سرہ نے ایک روز اپنی یارون سے
کہا کہ ایک شخص یہان زہد اور دیانت مین نہایت مشہور ہے چلو اوسکو دیکھین کہ کیا حال رکہتا ہے پس چلے سب کے سب او
داخل ہوئے اوسی زاہد کے پاس پس جبکہ نکلا اپنے مکان سے اور داخل ہوا مسجد مین تو ڈالا آب دہن قبلہ کی جانب پس پہیری ابو یز
اور سلام کیا اوسپر اور کہا کہ یہہ غیر مامون ہی ایک آدب پر ادب رسول علیہ السلام سے سو کیونکر مامون ہوگا اون آداب پر جو
کرتا ہے اونکا ساتہہ رب کی وتیفال بکلمۃ صالحۃ اور حق اتباع کا نیک فالی اور بد شگونی مین یہہ ہے کہ نیک فال لیوے ساتہہ
نیک کلمہ کے غیر سے مانند کلمہ صلاح اور فلاح اور منصور اور مظفر کی اور اسکو نیک فال جانے اوپر رشد اور فلاح اپنی کی طر
کے ہے اوسکی رسول علیہ السلام نے ساتہہ اسی قسم کے کلمات کی جبکہ عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ فال کیا چیز ہی آپنی فر
کہ وہ نیک کلمہ ہی کہ سنے اوسکو اپنے بہائی سے جیسے کوئی شخص کوئی چیز ڈہونڈتا ہو اور کسی سے سنے واجد یا نجیح یا ارادہ
کار کرتا ہو پس سنے راشد اخانحا ابن ماجہ نی ابی ہریرہ کی اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول علیہ
السلام دوست رکہتی تہی نیک فالی کو اور مکروہ جانتی تہی بد شگونی کو اور اچہی صورت دیکہنی یا خوش آواز سننے سے بہی نیک فالی
در ستہ تہی شرح السنۃ اور مسند امام احمد مین ابن عباس رض سے مروی ہے کہ تہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ نیک فال لیتے تہے ساتہہ
نامون آدمیوں کی اور نامون مکانات وغیرہ کی لیکن بد شگونی نہین کرتے تہے فالکل ماثور یہہ تمام امور ماثور اور مروی ہین آنحضر
صلی اللہ علیہ وسلم سی ولا تیطیر فہو منہی عنہ اور نہ بد شگونی لیوے کہ وہ منع کیا ہوا ہے مصدر اسکا طیرہ ہے ساتہہ کسرہ طا اور فتحہ یا اور
اور کبہی یا ساکن بہی ہوتی ہے اور معنی اسکے بد شگونی لینی کے ہین کسی چیز سے جیسے کوئی شخص کہین جاتا ہے اور کوئی پرندہ او
آیا شکار بائین جانب آیا یا اور کوئی امر اس قسم کا معلوم ہوا کہ جس سے حصول مقصود نہ معلوم ہو سو اسکو مکروہ جانا اور اس
اعتقاد اور اعتبار کرنا اہل جاہلیت کی عادتون مین سے ہے اور اسکو کچہہ دخل اور تاثیر نہین ہے جلب منفعت اور دفع مضرت مین
اور شارع نے اس سے نہی فرمائی ہے یہان تک کہ رسول علیہ السلام نے اسکو شرک مین شمار کیا ہے جیسا کہ روایت کی ہے ابو
داؤد نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت نے بد شگونی لینا شرک ہے کہا اسکو تین مرتبہ اور فرمایا وما منا
ولکن اللہ یذہبہ بالتوکل نہین کہا ہی کہ بد شگونی کو شرک مین سے اسواسطے گردانا کہ مشرکین عرب اعتقاد رکہتے تہے کہ بد شگون
سے اونکو نفع حاصل ہوتا ہے اور نقصان دفع ہوتا ہے جبکہ عمل کرین موافق اوسکے حکم کے پس گویا کہ انہون نے شریک
کیا اوسکو ساتہہ اللہ تعالے کے اور مستثنی کو اس قول مین وما منا الا ولکن اللہ یذہبہ بالتوکل واسطے اختصار اور اعتماد کی سا
کی فہم پر نہین ذکر کیا معنی اسکی یہہ ہین اور نہین ہے ہم مین سے کوئی مگر یہہ کہ کبہی طاری ہوتی ہے اوسپر بد شگونی اور سبقت
کرتی ہے اوسکے دل کی طرف کراہیت پس جس وقت کہ یہہ خطرہ اوسکو پیدا ہوا اور توکل کرے اللہ تعالے پر اور سونپ
دے اپنے کام کو طرف اوسکے اور نہین عمل کرے اوس خطرہ پر تو مغفرت کرتا ہے اللہ تعالے اوسکو اور نہین مواخذ

کرتا اوسکا اور دوسرے حدیث مین آیا ہے کہ تین باتین ہین کہ اونسے کوئی نہین بچتا ایک تو بدشگونی لینا اور حسد کرنا اور بدگمانی کرنا کسینے عرض کیا پس کیا کرے آدمی فرمایا جبکہ بدشگونی کی تونے تو گذر او سپر اور نہ باز رہ اوس بدشگونی کی سبب سے اوس کام سے کہ ارادہ اوسکا کیا ہے اور جبکہ حسد کیا تونے پس نہ پیروی کر اوسکی اور جبکہ بدگمانی کی تونے سو ہرگز صحیح نجان اوسکو اور روایت کی ہے احمد نے عبد اللہ بن عمر سے مرفوعًا کہ بدشگونی نے پھیرا وسے پھر اگر کی کسی تو کفارہ اوسکا یہ ہے کہ کہے اللهم لا خیر الا خیرک ولا طیر الا طیرک ولا اله غیرک اور طبرانی نے اسکو ان لفظونکے ساتھہ روایت کیا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ جسکو پھیرا بدشگونی نے اوسکی حاجت سے پس مقرر شرک کیا اوسنے اور کفارہ اوسکا یہ کہنا ہے اللهم لا خیر آخر تک اور روایت کی ہے ابو داود نے ان لفظون کے ساتھہ جبکہ دیکھو تم بدشگونی سے کوئی چیز کہ مکروہ جانو اوسکو پس کہو اللهم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السیات الا انت ولا حول ولا قوة الا بک اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین الا باللہ ہے اگر کہا جاوے کہ فرمایا حضرت نے لا طیرة یعنی بدشگونی نہین ہے سو مقتضا اس قول کا عموم ہے کیونکہ نکرہ تحت نفی کے فائدہ دیتا ہے استغراق کا اور صحیحین مین آیا ہے کہ شومی تین چیز مین ہے گھوڑا اور عورت اور گھر تو وجہ توفیق کی ان دونون حدیثون مین یہ ہے کہ تاثیر بالذات منفی ہے اور اعتقاد اوسکا امور جاہلیت سے ہے اور موثر تمام چیزون مین اللہ تعالی ہے اور تمام چیزین اوسکی مخلوق اور مقدور ہین اور اثبات اوسکا ان چیزون مین ساتھہ جاری ہونی عادت الہی کے ہے ساتھہ پیدا کرنیکے اونمین اور گردانا ہے اونکو اللہ تعالی نے اسباب عادیہ پس نفی راجع ہے طرف تاثیر بالذات کے اور اثبات اوسکا موافق عادت کے ہے اور حکمت خاص کرنے ان اشیا مین یعنی ... شارع کیطرف آور بعضون نے یون جواب دیا ہے کہ نہین ہے بدشگونی کسی چیز مین اور جو فرض کیا جاوے ثبوت اوسکا پس یہ چیزین محل اوسکے ہین اور انمین اوسکا گمان ہے اور مناسب ہین کہ اسمین پائی جاوے موافق طریقہ اس قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جو سبقت کرتی کوئی چیز قدر پر تو سبقت کرتی اوسپر عین یعنی چشم بد اور موید ہے اسی معنی کی وہ حدیث کہ وارد ہے اوسمین شرط صریح جیسا کہ روایت کی ہے ابو داود نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بدشگونی نہین ہے اور جو بدشگونی کسی چیز مین ہوتی تو البتہ گھر اور گھوڑے اور عورت مین ہوتی کہا گیا ہے کہ شومی عورت مین یہ ہے کہ بدخو اور نافرمان ہو زوج کی لئی اور نکوہ اور ستقیح ہو اوسکے نزدیک اور گھر مین اوسکی تنگی اور ہمسایہ کا بد ہونا اور آب وہوا کا خراب ہونا ہے اور گھوڑے مین اوسکے سرکشی اور گران قیمت ہونا اور عدم موافقت واسطے مصلحت کے اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد شومی سے ان چیزون مین کراہیت ہے باعتبار مخالفت شرع کے یا طبع کے اور یہی مراد ہے اوس سے جو شرح السنہ مین مذکور ہے کہ اگر تم مین سے کسیکا گھر ہو اور اوسکا رہنا مکروہ جانتا ہے یا عورت ہے کہ اوسکی صحبت کو برا جانتا ہے یا گھوڑا ہے اور اوسکے مرضی کے موافق نہین ہے پس چاہیے کہ جدا کر دے انکو یا بیطور کہ انتقال کرے مکان سے اور طلاق دیوے عورت کو اور فروخت کر دے گھوڑے کو تاکہ دور ہو جاوے اوسکے کراہیت اور شومی ویفتح الکتاب بالتحمید والصلوة اور حق اتباع

کا خط لکھنے مین یہ ہے کہ شروع کرے اوسکو ساتھ حمد اور صلوٰۃ کی اور بسم اللہ کا ذکر مصنف نے بسبب اعتماد کرنیکے شہرت پر ترک کر دیا اور سبب یہ کہ پہلی خط مین بسم اللہ لکھنا مسنون ہے ویذکر اولاً ثم المکتوب الیہ فہو سنۃ اور ذکر کرے اول بعد حمد اور صلوٰۃ کے اپنے نفس کو پھر ذکر کرے اوس شخص کا کہ اوسکو خط لکھتا ہے کیونکہ سنت یہی ہے یعنی اگر کسیکو خط لکھنا چاہے تو اول بسم اللہ لکھکر حمد و صلوٰۃ لکھی بعد اوسکے اپنا نام اوسمین اور جس کو خط لکھتا ہے اوسکا نام لکھے اور ملا علی قاری نے کہا ہے کہ معروف موافق طریقہ سنت کے یہ ہے کہ اول اپنا نام لکھے پھر اوس شخص کا جس کے طرف خط لکھتا ہے پھر حمد بیان کرے اللہ تعالے کی اس صورت سے من عبد اللہ فلان الی فلان عبد اللہ السلام علیک فانی احمد اللہ الیک اور وہ مقتبس ہے اس قول اللہ تعالے سے انہ من سلیمان ای الی بلقیس وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کے بیٹے کی تعزیت مین نامہ مبارک لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی معاذ سلام علیک فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ہو اما بعد فاعظم اللہ لک الاجر والہمک الصبر ورزقنا وایاک الشکر آخر حدیث تک روایت کیا ہے اسکو ابن مردویہ اور حاکم نے معاذ سے اور ہرقل رومی کی جانب بھی حضرت نے اسیطرح نامہ لکھا تھا چنانچہ بخاری نے روایت کی ہے اور آداب خط کتابت سے یہ ہے کہ بعد نام کاتب اور مکتوب الیہ کے لکھے السلام علیک اگر وہ مسلمانون سے ہو اور جو مشرکین سے ہے تو لکھے السلام علی من اتبع الہدی اور ختم کرے خط کو ساتھ سلام کے اور شروع کرے مقصود کو ساتھ لفظ اما بعد کے اور زیادتی نکرے تعریف اور تعظیم مین اور نہ استعمال کرے بلاغت اور اختصار کا و یترّبہ فہو سبب النجاح اور خاک ڈالے خط پر یا خط کو زمین پر ڈالدے کیونکہ وہ یعنی مترب کرنا خط کا سبب فیروزی حاجت کا ہی ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ لکھے کوئی تمہارا خط پس چاہیے کہ مترب کرے اوسکو کیونکہ وہ یعنی مترب کرنا زیادہ بر لانے والا ہے حاجت کو کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث منکر ہے اور ابو زید نے جابر سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ لکھو تم خط پس مترب کرلو اوسکو کیونکہ وہ بہت بہتر ہے واسطے حاجت کے اور زیادہ پورا کرنے والا ہے طلب کو مخفی نرہے کہ مراد تتریب سے یا تو خاک بر کانا ہے خط پر جیسے کہ قاموس وغیرہ مین ہے اثر بہ وترّبہ خاک بھونی اوسپر اور نہایہ مین ہے اترابہ خاک ڈالنا خط پر سو انجاح اور پیروزی اوسکے ساتھ مطلب کے باخاصیت ہے کہ سوا علم شارع کے اوسپر کوئی محیط نہین ہو سکتا اور سوا نور نبوت کے اوسکے اسرار پر آگاہی نہین ہو سکتی اور ایک معنی یہ بھی ہین کہ وہ انجح ہے واسطے حاجت کے یعنی جلد سو کھہ جاویگا اور نسو کھنے کی وجہ سے روانہ کرنے مین درنگ نہوگی یا تتریب سے خط کو خاک پر ڈالنا مراد ہے پس تراسمین اعتماد کرنا ہے حق سبحانہ تعالیٰ پر اوسکے پہنچانے مین طرف مقصود کی و یتعفف عن طلب الحاجۃ بالملق اور باز رکھے اپنے تئین طلب حاجت سے جہانتک کہ ممکن ہو یعنی جسقدر رہ سکے سوال سے بچے اور جب تک کہ ضرورت اوسکو مضطر نکرے ارتکاب سوال کا نکرے کیونکہ یہ ایک بلائے عظیم اور فتنہ جسیم ہے حدیث مین ہے کہ جسنے باز رکھا اپنے تئین سوال سے تو بچا دیگا اوسکو اللہ تعالے اور جسنے بے پروائی کی تو بے پروا کریگا اوسکو اللہ تعالے اور وصیت کی تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ثوبان رضی اللہ عنہ کو کہ اپنی حاجت کا سوال کسی سے نکرین

ہوتا تہا تو ہان پر اور کسی سے ادنی چیز بہی نہین طلب کرتے تہے اور امام احمد کے حدیث مین ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
و سلم نے کہ تمام امت اگر جمع ہو جاوے اس امر پر کہ کچہ نفع پہنچاوے تجکو تو ہرگز نہین نفع دیگی ذرا بہی مگر اوسقدر کہ اللہ تعالے
تیرے لیے لکہا ہے اور جو جمع ہون تمام آدمی کہ کچہ نقصان پہنچاوین تجکو تو ہرگز کچہ ضرر نہین پہنچا سکین گے مگر وہ جو اللہ تعالے
نے لکہ دیا ہے اور اوٹہائی گئی قلم اور خشک ہو گئی صحیفے اور امام احمد کی دعا مین آیا ہے اللہم کما صنت وجہی عن سجود غیرک فصن لسانی
سوال غیرک یعنے جیسے میرے پیشانی کو غیر کی سجدہ کرنے سے تو نے بچایا ہے اسیطرح میری زبان کو بہی غیر کے سوال سے
اور بعضون نے کہا ہے جس شخص نے غنی طلب کے ساتہ اللہ تعالے کی مخلوق سے تو محتاج کریگا اللہ تعالے مخلوق کو طرف
اوسکے اور جبکہ مضطرب ہو طرف حاجت کے تو ادا کرے حقوق اوسکے چنانچہ مصنف نے خود اوسکے حقوق کا بیان کیا پس کہا
ان یتوضأ و یصلی رکعتین و یرفعہا الیہ تعالی اور حق طلب حاجت کا وقت اضطرار کے یہہ ہے کہ اول وضو کرے اور دو رکعت
پڑہے اور اوٹہاوے اور پیش کرے حاجت کو طرف اللہ تعالے کے یعنی مخلوق کے سامنے اپنی حاجت بیان کرنیسے خداوند
کے درگاہ مین عرض یا سوال کرنا ہے بہتر کیونکہ وہ ارحم الراحمین اور اکرم الاکرمین اور غیاث المستغیثین ہے ترمذی وغیرہ مین مروی
ہے فرمایا حضرت نے چاہیئے کہ سوال کرے ایک تمہارا اپنی رب سے اپنی حاجت کو یہانتک کہ سوال کرے اوس سے نمک کا
یہانتک کہ سوال کرے کفش یا کی تسمہ کا اور وارد ہوا ہے حدیث مین کہ جس شخص کو حاجت ہو طرف اللہ تعالی یا کسی بنی آدم
سے چاہیئے کہ وضو کرے اور اچہا وضو کرے پہر چاہیئے کہ ادا کرے دو رکعتین پہر اللہ تعالے کی ثنا بیان کرے اور درود بہیجے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر اور چاہیئے کہ کہے لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین اسألک موجبات
رحمتک وعزائم مغفرتک والعصمۃ من کل ذنب والغنیمۃ من کل بر والسلامۃ من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ہما الا فرجتہ ولا حاجۃ
ہی لک رضا الا قضیتہا یا ارحم الراحمین روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے ابی اوفی سے اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور حاکم نے عثمان
بن حنیف سے روایت کی ہے کہ جس کسیکو حاجت ضروری ہو پس چاہیئے کہ خوب طرح وضو کرے ساتہ اکمال فرائض اور آداب کے
دو رکعت نماز پڑہے پہر دعا کرے ان کلمات کے ساتہ اللہم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک
الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقضی لی اللہم فشفعہ فی ویخرج بکرۃ الخمیس اور نکلی طلب حاجت کے لیے پنجشنبہ کی فجر کو کہ یہہ دن خاص کر اسکے فجر کا
وقت افضل اوقات ہے کیونکہ بارک اللہ لامتی فی بکورہا وفی خمیسہا دونون آئی ہین پس پنجشنبہ کی فجر کا وقت جامع ہی دو برکتون
کا اور کسی دن نکلی مگر فجر کے وقت کیونکہ یا برکت اسی وقت مین ہوتی ہے جیسے اوپر گذر چکا اور ابو داود اور ترمذی کی حدیث میں
سے آیا ہے کہ تہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ روانہ فرماتی تہے لشکر کو تو روانہ کرتے تہے اوسکو اول روز مین بعد التحمید والصلوٰۃ
حمد الہی کی اور درود بہیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وقراءۃ الفاتحۃ اور پڑہے سورہ فاتحہ کے کہ اوسمین طلب ہدایت صراط مستقیم
ہو شبو قضاء حاجت کے ہے وآیۃ الکرسی اور آیۃ الکرسی کے کہ وہ دلالت کرتی ہے اوپر عظمت اور محافظت کے وآخر آل عمران
آخر سورہ آل عمران کا اس قول سے ان فی خلق السموات والارض آخر سورہ تک یا اس قول سے لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی

البلاد یا اس قول سے یا ایہا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون والقدیر اور پڑھنے سورۃ قدر کے واسطے
ہونیکے اس امر پر کہ تمام چیزین ساتھ قضا اور قدر کے ہین کہ کچھ اوسمین تغییر تبدیل نہین ہوتی والقصد الا تقی اور قصد کرے طلب
مرادین اور عرض کرے اپنی حاجت کو اوس شخص پر کہ زیادہ پرہیزگار ہو از روی شرع اور طبع کے کہ عطا اور بخشش اوسکی
مال حلال سے ہوگی والاکرم اور قصد کرے بزرگتر کا از روی حسب اور نسب کے کہ سخاوت اوسکی جاتی نرہے والاسمح اور وجہ الفرد
ترکا والاحسن اور خوبصورت ترکا از روی صورت اور سیرت کے کہ وارد ہوا ہے حدیث مین اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ یعنی
طلب کرو خیر اور بھلائی کو نزدیک خوبصورتون کے روایت کیا ہے اسکو بخاری نے اپنی تاریخ مین حضرت عائشہ رضی سے اور
جماعت نے غیر انکے سے اور ابن عدی اور بیہقی کی روایت مین عبداللہ بن جراد سے ساتھ ان لفظون کے مروی ہے جبکا یہ ترجمہ
ہے جبکہ ڈھونڈو تم خیرات پس طلب کرو نزدیک خوبصورتون کی اور یہ اسلیے ہے کہ ظاہر باطن کا عنوان ہے اور اکثر خوبصورتی تم
ہوتی ہے نیک سیرتی کے ساتھ اور لوازم حسن خلق سے کرم کرنا ہے ساتھ خلق کے والارحم اور مہربان زیادہ از روی دل کی اور
الطیب از روی نفس کے روایت کی ہے عقیلی اور طبرانی نی اوسط مین ابی سعید خدری رضی سے کہ فرمایا حضرت نے طلب کرو حاجتون کو
اون تخصون سے کہ صاحب رحمت کے ہون میری امت مین سے تاکہ رزق دیئے جاؤ تم اور عطا پاؤ پس خدا تعالے نے فرمایا ہے رحمت
میری بیچ رحیم ترین بندون میری کے ہے اور طلب نکرو حاجتون کو سیاہ دلون سے پس نہین رزق دیئے جاؤ اور نہ پوری ہو حاجت تمہاری
پس مقرر اللہ تعالے فرماتا ہے بیشک غضب میرا اونین مین ہے ولا ترتکب معصیتہ فیہ اور نہ ارتکاب کرے گناہ کا طلب حاجت
مین اسلئے کہ عصیان پیدا کرتا ہے حرمان کو مثلاً ظاہر کرے وہ حاجت کہ اسکو نہو جیسیکہ کہے کہ میرا مردہ پڑا ہے اوسکے کفن دفن کا ارادہ
کرتا ہون یا اتنی روز سے مین نے نہین کھایا یا میرے ساتھ عیال کثیر ہین یا طلب کرے زائد حاجت پر پس ہوگا سوال حرام روایت
کی مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے سوال کیا آدمیون سے مال اونکا واسطے زیادتی کے
مانا یسال جمرا فلیستقل او لیستکثر ولا تلح اور نہ الحاح اور مبالغہ کرے حاجت طلب کرنے مین کہ وہ منہی عنہ ہی فرمایا اللہ تعالی لا یسألون
الناس الحافا ای الحاحا اور مسلم نی معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے نہ مبالغہ کرو تم سوال کرنے مین اور
بیہقی نی ابوہریرہ سے روایت کی ہے ان اللہ یبغض السائل الملحف ویحب الحی الحلیم المتعفف ولیشاور العاقل اور حق اتباع رسول
علیہ السلام کا کسی کام شروع کرنے مین یہ ہے کہ اول مشورہ کرے تجربہ کار صاحب عقل سے کیونکہ عقل ہر شے کی اصل ہے پس اسمین
احتراز ہے احمق سے کہ اوس سے مشورہ لینے مین کچھ منفعت نہین ہے بلکہ ضرر ہوتا ہے سفیان ثوری نے کہا ہے کہ نظر کرنا احمق کے
منہ کے طرف گناہ ہے والعالم اور عالم سے کہ کامونکو خوب جانتا ہو کیونکہ فعل حکیم کا نہین خالی ہوتا حکمت سے سوا مراد ربانی اور
بدون کسی مصلحت کے نہین ہوتا پس اسمین احتراز ہے جاہل سے مشورہ کرنے مین الصالح اور نیکوکار سے اسمین احتراز ہے فاسق
سے بسبب فرمانے اللہ تعالے کے فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا اللائم فی ترک الامر اور اوس شخص سے کہ منع کرتا
ہو اوس کام سے کہ جو اسکو پیش آیا ہے کالسنی فی الال بانندسنی کے اون امور اتیمن کہ متعلق ہون ساتھ صرف مال کے کہ وہ مال کے

حال سے خوب واقفیت رکھتا ہے والشجاع فی الحرب اور مرد دلیر سے مقدمہ لڑائی مین کہ وہ اسمین اہل کمال سے ہے اور متعلقات
حرب مین اسکو خوب مہارت ہوگی علی ہذا القیاس ہر کام مین ایسے شخص سے مشورہ کرے کہ وہ خوب کار آزمودہ اور تجربہ کار ہو فورد
پس آیا ہے قران مجید مین وشاورہم فی الامر اور مشورہ کر ساتھ اصحاب اپنے کے اے رسول بر حق اوس کام مین کہ حق تعالے
سے حکم جزم اوسمین ہوا ہو اور دوسری جگہ فرمایا وامرہم شوریٰ بینہم کما فی العلم مین ہے کہ اس آیہ مین دلالت ظاہری اوپر ہونے
مشاورت کے مامور بہ اور ہونا مستشار کا موصوف ساتھ اوصاف مذکورہ کے پس ممکن ہے کہ استنباط کیا جاوے ضمیرہم سے
کہ راجع ہے طرف صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور وہ سب موصوف تھے ساتھ اون صفات کے بیضاوی نے بیچ حکمت مامور ہونے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشاورت کی بہت وجہین ذکر کی ہین اول تو پشت پناہی حاصل کرنا ہے اونکی رائے سے اور خوش
کرنا اونکے نفسوں کا اور تمہید ہے واسطے سنت مشاورت کی امت کے لیے اور کشاف مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ
نہین مشورہ کیا کسی قوم نے کبھی مگر یہ کہ راہ تبلائی گئی وہ طرف ارشد امر اونکی کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نہین دیکھا
مین نے کسیکو زیادہ مشورہ کرنیوالا اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی جسقدر صحابہ رض کرتے تھے اونسے زیادہ مشورہ
کرنیوالا کسیکو نہین دیکھا ثم امراتہ پھر اگر کسیکو اون صفات مذکورہ کے ساتھ موصوف نپاوے جیسیکہ ایک نسخہ مین ہے تو مشورہ
کرے اپنی بی بی سے وخالف اور مخالفت کرے اوس چیز سے کہ وہ مشورہ دے فورد پس وارد ہوا ہے حدیث مین فیہ البرکۃ
کہ خلاف عورتون مین برکت ہے بسبب قلت عقل اور نقصان دین اونکی کے خارج کیا ہے عسکری نے امثال مین حضرت عمر رض سے
کہ مخالفت عورتون کی اسلیئے ہے کہ اونکے خلاف مین برکت ہے اور حضرت انس سے مرفوعاً مروی ہے کہ ہرگز نکرے کوئی تمہارا
کسی کام کو یہانتک کہ مشورہ لے پھر اگر مشورہ لینی والا نپاوے پس چاہیے کہ مشورہ لے اپنی عورت سے پھر مخالفت کرے اوسکی اسلیئے کہ
اوسکی مخالفت مین برکت ہے روایت کیا ہے اسکو ابن لال نے اور روایت کی ہے دیلمی اور عسکری اور قضاعی نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً کہ عورتونکی فرمان برداری مین ندامت ہی اور امام احمد کے مسند مین ہے کہ ہلاک ہوا آدمی جبکہ اطاعت کی اوسنے
عورتون کی اور روایت کیا ہی اسکو طبرانی اور حاکم نے اور صحیح کہا ہی حدیث ابی بکرہ سے مرفوعاً اور نکالا ہے ابن عدی نے حدیث ام سعد بنت
زید بن ثابت سے اوسنے اپنی باپ سے مرفوعاً کہ طاعت عورت کی ندامت ہی اور وہ جو مشہور ہی زبانون پر کہ مشورہ کرو اونسے اور
خلاف کرو اونکے یہ باطل ہے کچھ اصل اسکی الفاظ کی نہین ہے لیکن معنی اسکے صحیح ہین کہ ابھی گذر چکے مصحح ترجمہ کہتا ہی کہ یہ کچھ کلیہ نہین ہے
کہ سب جگہ عورتونکا خلاف ہی کیا جاوے بلکہ یہ امر اکثریہ ہی کہ اکثر عورتین ناقص عقل ہوتی ہین اونکا مشورہ بھی نقصان کے ساتھ ہوگا ورنہ
دیکھو آپنے اپنی بعض بی بیو نسے مشورہ کیا ہے اور موافق مشورہ اونکے کام کیا ہے چنانچہ جب صلح حدیبیہ مین آپ محصر ہوئے اور صحابہ کو حکم کیا
کہ تم لوگ یہین حلق کراؤ اور اپنی قربانیو نکو ذبح کرو تو صحابہ ساکت رہے اور نہایت غمگین ہوئے کہ ہم تو عمرہ کی واسطے آئی تہی اب کفار مانع
ہوئی اور حضرت صلح کر ہی لیتی ہین اس افسوس اور غم مین تھے اور حلق اور ذبح مین درنگ کرتی تہی پس آپ غمگین ہو کر خیمہ مین آئی اور بی بی ام سلمہ سے بیان
کیا کہ مین ہر چند کہتا ہون کہ یہین پر حلق کرو آدمی درنگ کرتی ہین تب اونہون نے عرض کیا کہ آپ کچھ نہ کہین بلکہ باہر جا کی اسکی سامنی اپنا سر مبارک منڈائیے

اور فرمایا ہے ایسا ہی کیا جب کہا ہے دیکھا کہ حضرت نے کو ذبح نہیں کیا پر نقل کیا ہے بعضوں نے اپنا سر منڈایا اور قربانی
ذبح کیا وتقدم الاستخارۃ اور مقدم کرے استخارہ کو یعنی جب کہ کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو پہلے استخارہ کرے پھر
مشورہ لیکر اوس میں شروع کرے اور مراد استخارہ سے اوسکی دعا ہے مجملا اس طور سے اللہم خیر لی واختر لی ولا تکلنی الی اختیاری
یا اوسکی نماز اور دعا مراد ہے جو حصن حصین وغیرہ میں مذکور ہے اور پہلے اوسکا بیان تفصیل سے گذر چکا ہے طبرانی نے اوسط میں
حضرت انس سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے نہیں نقصان اوٹھایا جسنے مشورہ لیا اور نہیں پشیمان ہوا جسنے استخارہ کیا
اور نہیں تکبر کیا جس نے میانہ روی کی وتختار ایسر الامرین اور اختیار کرے آسان ترین امر کو دو امر و نہیں سے یعنے اگر شرع کی
جانب سے دو امر و نہیں اسکو اختیار ہو تو چاہیے کہ اون دونوں میں سے جو زیادہ آسان ہو وہ اختیار کرے تاکہ اوسکی ادا کرنے سے
عاجز نہو اور رغبت اور نشاط سے بجا لاوے جیسے کہ فتوی اور تدریس میں اگر مختار ہو تو تدریس کو اختیار کرے یہ آسان ہے
فتوی سے اور فتوی آسان ہے قضا سے اور قضا آسان ہے خلافت سے واتیسرھما اور سہل ترین اون دونوں امر و
شیخین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نہیں اختیار دیے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درمیان دو کاموں کے
مگر یہ کہ اختیار کرتے تھے آپ آسان ترین کو اور بعض سلف سے مروی ہے کہ صبر کرنا عوتوں و سہل ہے انکی مصیبت پر صبر کرنے اور صبر کرنا اونکی مصیبتوں پر سہل ہے
آگ پر صبر کرنے سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ فرق درمیان اہون اور ایسر کے یہ ہے کہ اہون تو باعتبار نفع اور ضرر کے ہوتا ہے اور ایسر
باعتبار آسانی کے نفس پر اور دور ہونے خطرے سے پس سوال کرتا ہے اللہ تعالی سے خیر و عافیت اور صلاح دین و دنیا اور حسن عاقبت کا
ولاتحبب المال الذ من العرض اور نہ دوست رکھے مال کو زیادہ آبرو سے بلکہ آبرو کو مال پر مقدم رکھے یعنی خرچ کرے مال کو واسطے
حفظ آبرو کے کیونکہ مال حفظ آبرو کے لیئے مطلوب ہے ولا یبذل الدین بالدنیا اور نہ بدل کرے دین کو اور نہ رائگان دیوے اوسکو
ساتھ دنیا کے اور بعض نسخوں میں یبدل ساتھ دال مہملہ کے ہے یعنے بدلے دین کو ساتھ دنیا کے اور واسطے حاصل کرنے دنیا کے دین کو ہاتھ سے
نہ دے کہ دین سب سے عزیز زیادہ ہے کہ اس صورت میں نہ دین ملیگا اور نہ دنیا رہیگی فرمایا اللہ تعالی نے اولئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا
بالآخرۃ فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین ولا ترکب بقرۃ اور حق اتباع کا امر سواری میں یہ ہے کہ سوار ہو گائے پر کہ سواری کے لیئے
نہیں پیدا ہوئی بلکہ اگر بوجھ لادے اوس پر تو جائز ہے ولا تحرث علی حمار اور نہ زراعت کرے او پر حمار کے کہ وہ زراعت کے لیئے
مخلوق نہیں ہے بلکہ اوسکی پیدایش واسطے سواری اور بار برداری کے ہے فکل خلق لما لہ اسلیئے کہ ہر ایک مخلوق ہے واسطے کام
خاص اپنی کے پس نہ تغیر دے امر الہی اور اوسکی خلق کو جو موافق ہے واسطے عادت کے اور وارد ہے حدیث میں
کل میسر لما خلق لہ وترکب علی ما اصاب اور حق متابعت کا یہ ہے کہ سوار ہو اوپر اوس چیز کے کہ پاوے گھوڑے اور گدہے اور خچر اور ہاتھی اور کشتی پر
اونٹ پر اور سوا اسکے جو کچھ کہ سواری کے لیئے پیدا ہے اور تقید کسی خاص سواری کی نکرے کہ جملہ تکبر اور عادتوں اعاجم سے ہے فرمایا اللہ تعالی
والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ اور فرمایا ویخلق مالا تعلمون یعنے خیل اگرچہ خاص عرب کی لیئے ہو اور دیگر پر بھی فرمایا اللہ تعالی نے
ولکم فیھا جمال حین تریحون وحین تسرحون وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس ان ربکم لرءوف رحیم اور فرمایا

وجعل لکم من الفلک والانعام ما ترکبون لتستووا علی ظهوره ثم تذکروا نعمة ربکم اذا استویتم علیه وتقولوا سبحان الذی سخر لنا ہذا وما کنا له
مقرنین اور دوسری جگہہ فرمایا اولم یروا انا خلقنا لهم مما عملت ایدینا انعاما فهم لها مالکون وذللناها لهم فمنها رکوبهم ومنها یاکلون ولهم فیها
منافع ومشارب افلا یشکرون اور فرمایا وآیة لهم انا حملنا ذریتهم فی الفلک المشحون وخلقنا لهم من مثله ما یرکبون پس گویا کہ شتر کشتی ہے
خشکی کی جیسیکہ فلک کشتی ہے دریا کی انتهی ما فی نسخة من شرح علی القاری رحمة الله ویردف الخادم اور پس پشت سوار کرے خادم
وغیرہ کو کہ قریب بتواضع ہے برابر ہے کہ سواری اونٹ کی ہو یا گھوڑی یا گدہے کی چنانچہ حجة الوداع کی حدیثوں میں آیا ہے کہ حضرت نے
اپنے پیچھے اسامہ بن زید کو سوار کیا تھا اپنی اونٹنی پر کہ قصوی اوسکا نام تھا جبکہ عرفات سے لوٹے تھے اور ابو ہریرہ کو اپنی حمار پر
پیچھے سوار کیا تھا قبا کی راستے میں فالکل ماثور پس یہ تمام خبریں جو مذکور ہوئیں ماثور اور مروی ہیں چنانچہ منقول ہو چکیں وکان
علیه الصلوة والسلام لا یدخل البیت حتی یتصدق بالفاضل النفقة اور تھے آنحضرت نازل ہوا و پر درود اور سلام کہ نہیں داخل ہوتے
گھر میں یہانتک کہ تصدق کر دیتے تھے فقرا پر نفقہ زائد کہ اخراجات سفر سے باقی رہجاتا تھا اور کچھہ اوسمیں سے گھر میں نہ
لاتے تھے یا یہہ مراد ہو کہ جو نفقہ کہ فاضل اور حاجت اصلی سے زائد ہوتا تھا اوسکو فقرا پر تصدق فرما دیتے تھے لیکن یہہ
بعض اوقات میں ہوگا کیونکہ ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے ازواج مطہرات کے لیئے سال بہر کا نفقہ جمع کیا تھا
لیکن اپنی ذات مبارک کی لیئے کچھہ بھی ذخیرہ نہیں فرماتے تھے روایت کی ہے ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا تھے رسول علیہ السلام
کہ نہیں ذخیرہ کرتے تھے کچھ کل کے لیئے آخر حدیث تک اور کیسے ذخیرہ فرماتے حالانکہ آپ قدوة المتوکلین اور امام الصابرین تھے ویسعی فی
الحاجات اور سعی فرماتے تھے بنفس نفیس اپنے گھر کی حاجتوں اور دوسروں کی حاجتوں میں وتخصیف النعل وتخییط الثوب اور پارہ دوزی کرتے
تھے اپنی پاپوش کی اور سیتے تھے کپڑے اپنے ہوں یا پرائے ابن عساکر نے ابی ایوب سے روایت کی ہے کہ تھے آنحضرت علیہ السلام
کہ پارہ دوزی کرتے تھے کفش پائی اور پیوند لگاتے تھے قمیص میں اور پہنتے تھے صوف اور فرماتے تھے کہ جس نے منہ پھیرا میرے طریقہ
سے پس وہ مجھہ سے نہیں ہے یعنی تکبر سے میرے راستے کو چھوڑا اور میری سنت پر نہیں ہے ویقطع اللحم اور قطع کرتے تھے
گوشت کو جیسے پہلے گذر چکا اور شمائل میں جابر بن طارق سے مروی ہے قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرایت عنده دباء یقطع
فقلت ما ہذا قال نکثر به طعامنا ویشغل بامور البیت مع امہات المومنین اور اشتغال فرماتے تھے ساتھہ کاموں گہر کے امہات مومنین
کے ساتھہ کہ آپکی ازواج مطہرات تھیں مثل گھر میں جہاڑو دینے اور آگ جلانے وغیرہ سے احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کی ہے کہ تھے آپ کہ اپنے کپڑے سیتے تھے اور پارہ دوزی کرتے تھے اپنی کفش پائی اور عمل کرتے تھے جو کچھہ کہ آدمی
اپنے گھروں میں کیا کرتے ہیں اور ابن سعد نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ تھی حضرت کہ کام کرتے تھے گھر کے اکثر کام جو
کرتے تھے وہ کپڑے سینا تھا اور ابو یعلی کی روایت میں ہے اونہا سے کہ جو میں دیکہتی تھی کرتے ہیں اور دودہ دوہتے تھے اپنی بکری کا
اور خدمت کرتے تھے اپنی ذات کی اور ترمذی نے اونہا سے روایت کی ہے کہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا پارہ دوزی کرتے تھے
اپنی کفش پائی اور کپڑی سیتے تھی اپنے اور کام کرتے تھے گھر میں جیسیکہ ایک تمہارا اپنی گہر میں کام کرتا ہے اور تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ایک آدمی آدمیوں سے کہ جوتیں ڈھونڈھتے تھے اپنی کپڑوں میں اور دودھ دوہتے تھے اپنی بکری کا اور خدمت کرتے تھے اپنی ذات شریف
کی اور دوسرے کو کم فرماتے تھے اسمیں کمال تواضع اور ارشاد و سب خلق کو ساتھ آداب کریمہ اور اخلاق حمیدہ کی جاننا چاہیئے کہ رسول
علیہ السلام کی پارچہ مبارک میں کبھی جوتیں نہیں پڑتیں اور نہ آپکی بدن مبارک سے میل کپڑوں پر پہنچتا تھا اور نہ کبھی مکھی آپکے
بدن پر بیٹھتی اور نہ مچھر نے آپکو ایذا دی جیسے امام رازی سے منقول ہے سو وہ جو حضرت عائشہ کی حدیث میں آیا ہے کہ آپ کپڑوں میں
جوتیں دیکھتے تھے مراد اوس سے یہ ہے کہ اگر کسے اور کی کپڑوں میں سے جو بسبب مجالست کے جوتیں آپکے کپڑوں میں چڑھ جاتی
تھیں اونکو آپ ڈھونڈھتے تھے والله اعلم بالصواب ولا تکلف اور نہ تکلف کرتے تھے آپ کسی کام میں کھانے پینے کپڑے
پہننے اور ضیافت اور ولیمہ وغیرہ سے ولا تحبہ اور نہ دوست رکھتے تھے تکلف کو اپنی غیر سے بلکہ اگر تکلف کسی سے معائنہ
کرتے تھے تو برا جانتے تھے اوسکو دارقطنی نے سند ضعیف کی ساتھ خارج کیا ہے کہ فرمایا آپنے میں اور پرہیزگار میرے
امت کے بیزار ہیں تکلف سے اور مسند الفردوس میں زبیر بن العوام سے حدیث سے ہے کہ خبردار ہو تحقیق میں بیزار ہوں تکلف
سے اور صالحین امت میری کے اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اونہیں سے ان لفظوں کے ساتھ روایت کی ہے اے اللہ میں
اور صالحین میری امت کے بیزار ہیں ہر تکلف سے اور نکالا ہے اوسکو زبیر بن ابی ہالہ اور ابن خدیجہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان
لفظوں کے ساتھ جیسا بیہ منجبہ ہے میں اور میری امت بیزار ہے تکلف سے ولا یصید ولا یجتبر اور شکار نہیں کرتے تھے حضرت ساتھ نفس نفیس
اپنی کے ولیکن دوست رکھتے تھے اوسکو اپنی غیرت کے کوئی دوسرا شکار کرے اور آپ اوسمیں سے تناول فرمائیں کہ قریب تھے ہی عرف
حلال ہے اور ثابت نہیں ہوا ہے کہ آنحضرت نے ایک مرتبہ بھی خود ساتھ نفس نفیس اپنی کے شکار کیا ہو تقبل الهدية و یجازی علیها
اور قبول فرماتے تھے ہدیہ کو مسلمانوں اور کافروں سے اور مکافات اور بدلہ کرتے تھے اوسکا اوسکے مانند یا زائد اوس سے
بسبب شبہہ ماننے اللہ تعالی کے قول واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها یعنی مثل اوسکے بنا بر ایک قول کے اور بخاری وغیرہ میں
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ تھے رسول علیہ السلام کہ قبول کرتے تھے ہدیہ اور بدلہ دیتے تھے اوسکا اور حکم بھی
فرمایا ہے رسول علیہ السلام نے ہدیہ کی مکافات کا چنانچہ آیا ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا جو شخص کہ دیا گیا بخشش میں یعنی
کوئی چیز واسطے مکافات کے پس چاہیے کہ مکافات کرے ساتھ اوسکے اور جسنے نہیں پائی کوئی چیز پس چاہیے کہ ثنا اور نعمت
بیان کرے اسلیئے کہ جسنے تعریف کی پس بیشک شکر کیا اوسنے اور جسنے چھپایا پس کفران نعمت کیا اوسنے روایت کیا ہے
اسکو ترمذی نے ویرد المعروف بالمنة وان قلت اور رد کر دیتے تھے اور نہیں قبول فرماتے اوس ہدیہ کو کہ ملا ہوا ہوتا ساتھ
احسان رکھنے کے اگرچہ کم ہوتا وہ ہدیہ بامنت ویغتنم العبد ایام الرق اور غنیمت جانتے غلام اسیطرح کنیز بھی زمانہ رقیت کو
ساتھ قیام کرنے حقوق ربوبیت مرحمت لعبدین کیونکہ خدا ایک نیک عمل غلام کے برابر بیس چند کی ہے یعنی اجر اوسکا دو مرتبہ
جیسا کہ حدیث میں ہے برابر اجر ایک نیکی میں دہ چند ہوتا ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها سو جبکہ غلام
ماجر ہوئے تو ایک نیکی کی جزا بیست چند ہوگی لیکن یہ جب ہو کہ خداوند کریم اور اپنے مولا کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے جیسا کہ شیخین کی [illegible]

ین سے ہے وعبید مملوک ادی حق اللہ وحق سیدہ فلہ اجران وتلازم المرأۃ قعر البیت اور حق اتباع کا کہ لازم ساتھ حال شوہر کے
سے ہے یہ ہے کہ لازم پکڑے عورت درون خانہ کو اور بغیر ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلے فلا تقعد علیہ پس نہ بیٹھے مکان میں
بیت ہو یا بالاخانہ ہو خاص کر جسکے اوس میں جھروکے اور جالیاں لگی ہوں ولا تنظر الی الخارج اور نہ نظر کرے طرف باہر کے
نظرہن الی الرجال فتنۃ اسلیے کہ نظر کرنا عورتوں کا طرف مردوں کے پیدا کرتا ہے الا فتنۃ عظیم کا ہے کیونکہ اگر مکان میں عورت
پر ہے اور غیر محرم کو دیکھا عمدًا پس بیشک گنہگار ہوئی اور قریب ہے کہ نظر کرنا غیر کیطرف اوسکی محبت دل میں ڈالدے اور بلا کی طرف جاوے
یا اور جو مکان پر چڑھے اور کسیکے جانب نظر کیا اور اسکی زوج کا اسکا حال معلوم ہوا تو بدگمان ہوگا اور اوسکی محبت میں فتنہ واقع
ہوگا فرمایا اللہ تعالی نے قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارہن ویحفظن فروجہن وامرت
ام سلمۃ رضی اللہ تعالی عنہا بالاحتجاب عن الاعمی اور حکم کی گئیں ام سلمہ راضی ہو اللہ تعالی او نسے ساتھ پردہ کرنیکے نابینا سے
ابن ام مکتوم تھے باوجودیکہ ازواج مطہرات میں سے تھیں اسلیے کہ نابینا اگرچہ نہیں دیکھتا لیکن عورت کی نظر اوسپر پڑتی ہے
اور جیسکہ نظر مرد کی عورت پر حرام ہے اسیطرح عورت کی نظر بھی مرد پر حرام ہے بسبب پیدا کرنے فتنہ کے احمد اور ترمذی
نے ام سلمہ رض سے روایت کی ہے کہ حضرت ام سلمہ اور میمونہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں
پس داخل ہوئے حضرت کی پاس ابن ام مکتوم پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ کرو اوس سے پس کہا میں نے
یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آیا نہیں ہے وہ نابینا کہ نہیں دیکھتا ہے ہمکو پس فرمایا حضرت نے افعمیاوان انتما الستما تبصرانہ حدیث
پس اگر کہا جاوے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ نامحرم کیطرف نظر کرنا مطلقًا جائز نہیں ہے اور وہ حدیث کہ جسمیں مذکور ہے
حضرت عائشہ دیکھتی تھیں حبشہ کی کھیل کیطرف اسکی خلاف پر دلالت کرتی ہے سو توفیق ان دونوں کیسی ہوگی سو جواب
اسکا یہ ہے کہ ام سلمہ کے حدیث کو بعضوں نے ورع پر حمل کیا ہے اور حبشہ کی حدیث کو رخصت پر اور بعضوں نے یوں کہا ہے
اسوقت حضرت عائشہ بالغہ نہیں تھیں مصحح مترجم کہتا ہے کہ یہ جواب منقوض ہے ساتھ اسکی کہ ادنکی بنا ہوگئی تھی اور حضرت نابالغہ سے
صحبت نہ کرتے کہ وجہ حمل کا اوس سے متعذر ہے اور تحقیق اس مسئلہ کی موافق کتب حنفیہ کے یہ ہے کہ جائز ہے عورت کو نظر کرنا
مرد کے جانب سوا عورت کی کہ ناف سے گھٹنوں تک ہے اگر امن ہو شہوۃ اور فتنہ سے اور جو اوسکے دل میں شہوۃ ہو یا شک ہو
شہوۃ کا تو مستحب ہے اوسکو آنکھیں بند کرنا اسیطرح ہے زیلعی میں پس یہ قول مصنف کا کہ نہ نظر کرے عورت باہر کیطرف علی الاطلاق
مبنی ہے اوپر احتیاط کے ولا بأس بالخروج فی المہم فی اسوأ ہیئۃ واخفی طریق متنکرۃ لمن یعرفہا اور کچھ باک نہیں ہے عورت کے نکلنے میں وقت
حاجت ضروری کی بدترین صورت یعنی برے لباس میں اور خالی راستے میں آدمیوں کی گذرگاہ سے درحالیکہ انجان بنی والی ہو اوس شخص سے
اسکو پہچانتا ہے تاکہ اوسکی ملاقات سے خجل نہ ہو اور عزت آبرو کی محافظت رہے غیر مسمعۃ صوتہا اور درحالیکہ نہ سنانے والی ہو
محرم کو آواز اپنی مگر بضرورت کیونکہ عورت کی آواز بھی بعضوں کے نزدیک عورت ہے وتتصدق بالبقی من طعام یستحیل ازالہ کل
وحق اتباع کا یہ تھا کہ بہاشت طعام کی یہ ہے کہ تصدق کردیوے وہ باقی رہا ہوا کھانا کہ متغیر اور خراب ہو جاویگا اگر چھوڑا جاوے کیونکہ

جب پکا ہوا گوشت یا دال یا روٹی وغیرہ کیونکہ اس قسم کے کھانے رکھنے میں مال کی تضییع اور کھانے کی کمی ہے اور جو اس قسم کا کھانا نہو اور
بقدر حاجت کے نگاہ رکھے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ ضرورت اگر زیادہ ہو تو اوسکے گھر سے کچھ بھیجدیوے تو کچھ باک نہیں ہے اگر صدقہ
غیر مفسد ہو تفہیم الصحیح بطول السلامۃ اور غمگین ہو تندرست آدمی ساتھ درازی عافیت اور سلامتی کی بلا سے بغیر کسیکو اگر کبھی بخار یا عارضہ نہو اور
صحیح المزاج اور تندرست ہو تو خوش وقت نہو بلکہ اندوہگین ہووے کہ یہ علامت استدراج کی ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے واملی لہم ان کیدی متین اسلیے
فرعون نے باوجودیکہ چار سو برس کی عمر پائی کبھی اوسکا سر نہ دکھا اور نہ کبھی تپ آئی اور دعوی الوہیت کا بہی اسی جہت سے تھا فرمایا اللہ تعالی نے
ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی اور اسلیے کہ کوئی فرد بشر گناہ سے تو خالی نہیں ہے پس جبکہ نہ حاصل ہوا اوسکو اوسکا کفارہ ہو خطر عظیم ہے
پس ضرور ہے کہ غمگین ہو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ ارادہ کرتا ہے اللہ تعالی بھلائی کسی بندے کے
بھلائی کا تو جلد دیتا ہے اوسکو عذاب دنیا میں اور جبکہ ارادہ کرتا ہے اپنے بندے کی برائی کا تو روکتا ہے اوس سے اوسکے گناہ کی عقوبت یہانتک کہ پوری جزا دیگا اوسکو
روز قیامت کے روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے شارحین نے کہا ہے کہ مراد عقوبت معجلہ سے مبتلا کرنا ہے سختیوں کے اندر دنیا میں اور یہ بھلائی ہے
اوسکی کیونکہ عذاب آخرت کا سخت تر ہے تو روح کیجیئں اور ہوا ہے حدیث میں لا یخلو المومن من علۃ و ذلۃ و قلۃ یعنی خالی نہیں ہے مسلمان بیماری اور خواری
اور فقیری سے یعنی ان تینوں چیزوں سے مسلمان خالی نہیں ہوتا یا تو بیمار رہیگا یا ذلیل کہ کوئی ظالم اوس پر مسلط ہوگا یا فقیر او محتاج کہ نان لقمہ سے محتاج ہو اور جو
تینوں چیزیں جمع ہوں تو مسلمان کامل ہو ہر شخص ہر ایک ان میں سے سعادت کی علامت ہے لیکن مطلقا نہیں بلکہ جب تک جمع ہوں ساتھ صبر اور شکر اور
رجا کی فلابد ان تقترن بالصبر والشکر والرجاء یعنی ضرور ہے کہ مبتلا کیا جاوے بندہ مسلمان کو اس سے کہ مبتلا کیا جاوے جس بلا میں ہو ساتھ کسی چیز کے ان
چیزوں مذکورہ سے تو حاصل کرنا چاہیے کہ مصیبتیں اور بلائیں جو آتی ہیں یا دین کا ضرر ہیں کہ نہیں دیتا ہے اونکو اللہ تعالی اپنے دشمنوں کو بلکہ اپنے انبیا اور
اور اولیا اونکو مرحمت کرتا ہے ویستحب فی المصیبۃ الاسترجاع یعنی مستحب ہے مصیبت زدہ کو یہ کہ استرجاع کرے یعنی مصیبت اور حادثہ میں کہ اوسکو پہونچی ہے
یہ آیت کریمہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے پس پڑھنا اوس آیت کریمہ کا اوس وقت میں مرضی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ممدوح ہے فی القرآن
اور تعریف کیا گیا ہے قرآن مجید میں ساتھ اس قول الہی کے وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی اور خوشخبری
دے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اون صبر کرنیوالوں کو کہ جب پہنچے انکو کوئی حادثہ مکروہ یہ کہیں یہ کلمات استرجاع کی کہ بیشک وجود ہمارا اور مال اور
اولاد اور تمام احوال ہمارے سب ملک خدا کی ہیں اور طرف خدا اور رسول اور حساب کی عقاب اور ثواب اوسکے ہم پہرنیوالے ہیں اولئک علیہم صلوت
من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون یہ وہ گروہ ہیں کہ اونپر ہیں مہربانی انکے رب کی اور رحمت اور یہی گروہ راہ پانیوالے ہیں ساتھ رضا اور تسلیم کے
بیضاوی نے کہا ہے کہ یہ صبر ساتھ استرجاع کی زبان کے ساتھ نہیں بلکہ دل کے ساتھ ہے یہ بطور کہ تصور کرے اون چیزونکا کہ اسکی پیدا کی ہوئی ہیں اور یہ رجوع کرنیوالا ہے
طرف پروردگار اپنے کے اور یاد کرے اللہ تعالی کی نعمتیں تاکہ جانیں اون چیزوں کو کہ باقی ہیں اس پر چندا اون سے کہ رد کر لیے ہے اس سے
پس آسان معلوم ہوگا اوسکے نفس کو اور نہیں غمگین ہوگا اوسکے جاتے رہنے سے اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے
کہ ازواج مطہرات میں سے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے کوئی مسلمان کہ پہنچے اوسکو کوئی مصیبت
سے یعنے سختی اور اندوہ پس کہے وہ چیز کہ خداوند کریم نے اوسکے کہنے کا حکم کیا ہے وقت مصیبت کے کہ یہ ہے انا للہ وانا

الیہ راجعون اللہم اجرنی فی مصیبتی ہذہ واخلف لی خیرا منہا نہیں کہتا ہے اسکو کوئی مسلمان مصیبت میں مگر یہ کہ بدلہ دیتا ہے
اوسکو خدا تعالی بہتر اوس سے کہ فوت ہوا ام سلمہ کہتی ہیں کہ سنی میں نے یہ حدیث آنحضرت علیہ السلام سے سنی تھی جب
ابو سلمہ کہ میرا زوج تھا مر گیا تو آیت استرجاع کی پڑہی اور اپنے دل میں یہ سوچا کہ کونسا مسلمان ابو سلمہ سے بہتر ہو
کہ اللہ تعالی اوسکے بدل اچھا دیگا پس بدل دیا اللہ تعالی نے ابو سلمہ سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آکے نکاح
میں آئے اور ازواج مطہرات میں داخل ہوئے اور ابن سنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ چاہیے
استرجاع کرے ایک تمہارا ہر چیز میں یہانتک کہ کفش پا کے تسمی میں بھی کہ وہ بھی مصیبتوں میں سے ہے وتحریم
الشق والضرب والحلق والنوح اور حرام ہے کرے مصیبت زدہ گریبان چیرنے اور منہ اور سینے کو پیٹنے اور سر اور داڑہی
مونڈنے اور نوحہ کرنے سے کہ میت کی تعریف کرنیکو کہتے ہیں بلند آواز سے ساتھ اوصاف محال کے فہی منہی عنہا
اذہی رسوم الجاہلیۃ پس یہ چیزیں منع کی گئی ہیں اسلیے کہ یہ عادات جاہلیت اور رسوم کفار ونکو نسار سے ہیں شیخین
نے عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہم میں سے یعنی ہمارے
طریقے پر وہ شخص کہ پیٹے رخسارونکو اور چاک کرے گریبان اور پکارے میت کو مانند پکارنے اہل جاہلیت کے جیسے
نوحہ گر پکارتی ہیں اور اونہیں سے ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بری اور بیزار ہوں اوس
شخص سے کہ سر اور داڑہی منڈاوے اور آواز بلند کرے مصیبت کے وقت اور گریبان چاک کرے اور ابو داؤد ونسائی
کی روایت میں ابی موسی رض سے ہے کہ نہیں ہے ہم میں سے جو شخص کہ آواز بلند کرے مصیبت کیوقت اور سر اور ریش
منڈاوے اور گریبان چاک کرے انتہی مصحح مترجم کہتا ہے اور مروی ہے آواز سے رونیمیں کہ بعض حدیثوں میں اس سے منع
کیا گیا ہے اور عمر فاروق رض اسپر درہ مارنے پر مستعد ہوئے ہیں ہاں بدون آواز آنسوؤں سے رونا جائز ہے
مگر شرح شیخ مجد الدین میں ہے کہ لیکن رونا مردہ پر اور آواز بلند کرنا بدون نوحہ اور ندبہ کے لاباس ہے جیسا کہ محیط میں ہے کہ مکروہ ہے
ندبہ اور نوحہ اور تعریف کرنا میت کا زیادتی کے ساتھ جیسیکہ اہل جاہلیت کی عادت ہے لیکن اصل بکا اور ذکر محاسن میت اوسپہ
وجہ ندبہ کے مکروہ نہیں ہے اخبار اور آثار میں بہت واقع ہوا ہے ویان کی المریض انینا تخفیف بعض مابہ ذاکرا لا اشتکا ویا اوجرہ
اتباع کا بیمار کے لیے یہ ہے کہ روئے بیمار البیار و نالہ کرے بسبب اوسکی بعض اوس چیز کو کہ ساتھ اوسکے ہے درحالیکہ یاد کرنیوالا
ہو خداوند کریم کو نہ آہ آہ کہنیوالا یعنی بیمار کا رونا اگر واسطے تخفیف الم کے ہو تو لاباس بہ ہے کیونکہ اسمین اظہار عجز کا ہے
کہ عبودیت کے حال سے مناسب ہے لیکن اس رونیمیں یاد کرنیوالا ہو اللہ تعالی کو چنانچہ اللہ اللہ کہے یا یہ کہ یاد کرنیوالا
ہو اوسکے نعمتوں اور احسانونکو اور اعانت طلب کرنیوالا ہو اوس سے اوس امر میں کہ مبتلا کیا ہے اوسکو محنتوں اور الم سے
اور فریاد کرنیوالا ہو اوس سے ایام محن میں نہ آہ آہ کرنیوالا بطریق جزع اور فزع کی کثرت غم وہم سے اور نہیں تو صرف آہ آہ
کرنا کچھ برا نہیں ہے اللہ تعالی نے سید ابراہیم خلیل اللہ کی مدح فرمائی ہے ان ابراہیم لاواہ حلیم اور وارد ہوا ہے حدیث

حیرت کہ ہونا بیمار کا تسبیح ہے اور آواز بلند کرنا اوسکا تکبیر ہے اور سانس لینا اوسکا صدقہ ہے اور سونا اوسکا عبادت اور ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر کروٹ بدلنا جہاد فی
سبیل اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو فرماتا ہے کہ لکھو میرے بندے کیلئے بہتر اوس سے کہ عمل کرتا تھا صحت میں اور جبکہ کھڑا ہوتا ہے اور چلتا ہے
تو ہوتا ہے مانند اوس شخص کی کہ گناہ نہ کیا ہو جیسا کہ پیدا کیا ہو اسکو طبرانی نے روایت کیا ابو ہریرہ سے اور کہا ذہبی نے کہ رجال اسکے معروف ہیں ساتھ ثقہ
ہونیکے مگر حسین بن احمد بلخی کہ وہ مجہول ہے و تعصب الرأس اور پٹی باندھنی اوپر سر کے واسطے متابعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ مرض
الموت میں آپ نے بھی سر مبارک پر باندھی تھی واسطے ظاہر کرنے عجز اور تخفیف کرنے درد سر کے کہ پٹی باندھنی سے سر کے درد میں تخفیف
ہو جاتی ہے و تیامم علی الفراش استعانۃ علی الصبر اور سونا بستر پر اگرچہ حالت صحت میں بستر پر سونیکی عادت نہو واسطے مدد چاہنے کے صبر پر
کہ یہ چیزیں آسان کرتی ہیں شدت مرض کو و لو تحیا عن الشدۃ للبلاء اور رو واسطے بچانی اور نگاہ رکھنی کی اپنی تئیں طلب شدت اور اظہار
قوت سے واسطے نزول کرنے بلا کے منافی ہے بندگی کے حال سے بلکہ چاہیے کہ عجز اور انکساری ظاہر کرے کہ شایان عبودیت کے ہے
و استشفی بالذکر اور شفا طلب کرے بیمار ساتھ ذکر الٰہی جل شانہ کی خواہ ذکر جلی ہو یا خفی والدعاء اور ساتھ دعا کے جیسا کہ آئیگا
کہ دعا ساتھ قول مخبر صادق کے رد کرنیوالی ہے بلا کو اور آسان کرنیوالی ہے قضا کو صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے
کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ شکایت کرتا تھا ہم میں سے کوئی آدمی تو وہ ہاتھ لگاتے اوسکو اور فرماتے اذہب الباس
رب الناس و اشف انت الشافی لا شفاء الا شفاؤک شفاء لا یغادر سقما اور دعا و رقیہ ماثورہ شفا امراض کیلئے سبب ہیں اکثر تو حصن حصین میں
مذکور ہیں اور حصین میں دعا یہی ہے اللہم عافنی واعف عنی واشفنی و اسئلک العفو والعافیۃ فی الدنیا والاٰخرۃ والصلوٰۃ اور ساتھ نماز ادا کرنیکے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا ایہا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ یا ساتھ درود بھیجنے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ اوس میں راحت ہے دشواریوں سے والقرآن
اور ساتھ آیات قرآنی کی کیونکہ وہ شفا ہے اہل ایمان کیلئے اور دوا ہے واسطے اصحاب ایقان کی اور شفا ہے اہل طغیان کو اور خسران ہے اہل عدوان
کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا یعنی بھیجتے ہیں ہم قرآن سے اوس چیز کو کہ شفا ہے
امراض صوری اور معنوی اور قلبی اور قالبی اور روحانی اور جسمانی سے کیونکہ امراض روحانی اعتقادات فاسدہ اور اخلاق ذمیمہ اور اعمال قبیحہ
ہیں اور قرآن مجید مشتمل ہے اوپر بیان معالجات اور ارشاد کے ساتھ طریق ازالہ اونکے اوپر وجہ اتم اور اکمل کے اور شفا امراض جسمانی سے
اسلئے ہے کہ قراۃ اوسکی نافع ہے بسبب امراض اور بلاؤں کو چنانچہ حدیث میں آیا ہے من لم یستشف بالقرآن فلا شفاہ اللہ تعالیٰ یعنی جو شخص
شفا نہ طلب کرے ساتھ قرآن کے نہیں شفا دے اوسکو اللہ تعالیٰ اور بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی
ہے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو تم دو شفاؤں کو جو شہد اور قرآن مجید ہے لاسیما الفاتحہ خاص کر سورۂ فاتحہ
سے کہ کھولنی والی ہے تنگی کی اور دفع کرنیوالی ہے بیماری کی ہے اسیواسطے اوسکا نام شافیہ ہے کہ تحقیق بسکہ وارد ہوا ہے حدیث میں انہ شفاء من کل داء یعنی
سورۂ فاتحہ شفا ہے ہر بیماری سے روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن جابر کی حدیث سے اور روایت کی ہے دارمی نے عبدالملک بن
عمیر سے مرسلاً کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتحۃ الکتاب میں شفا ہے ہر بیماری سے کما صح ہے ترمذی میں ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ
عنہما سے کہ بیمار ہوئے حسن یا حسین پس اوترے جبرئیل علیہ السلام اور حکم کیا انکو یہ کہ پڑھیں سورۂ فاتحہ اور سر پر تن پانی کے ...

مین اوسکو پس فرمایا حضرت نے حضرت علی کو کہ اس کو کہا نہیں سے کہا کہ تجکو نافع ہی سو جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پرہیز کرایا جیسے ایام نقاہت
مین منع فرمایا تو معلوم ہوا کہ پرہیز کرنا مضر کرنے والی چیزون سی ضرور ہی اور ظاہر خلاف ہی حدیث عائشہ رض سی مرفوعا کہ پرہیز کرنا دوا ہی
اور معدہ گھر ہی بیماری کا اور ابن ابی الدنیا نے تخریج کیا ہے وہب بن منبہ سی کہا جمع ہوئی ہین تمام طبیب اس امر پر کہ اصل طب کی پرہیز کرنا
ہے اور یہہ جو مشہور ہی کہ پرہیز کرنا اصل ہی تمام دوائون کی اور معدہ ہر بیماری کا گھر ہے اوسکی کچہ اصل نہین ہی اور احتمال ہی کہ لفظ اوسکا
ساتھ صیغہ معروف کی ہو یعنی حکما نے حکم کیا ہی ساتھ پرہیز کرنے بیماری اور جن اتباع کا یہہ ہے کہ دوا کرے بیمار کیونکہ مباشرت
دوا کی منافی توکل کی نہین ہی جیسے دفع کرنا بھوک پیاس کا اور ایک حدیث مین تداووا عباد اللہ فان اللہ لم یضع داءً الا وله دواءً الا السام دوا کرو ای
خدا کی بندو کیونکہ کوئی بیماری نہین ہی مگر یہہ کہ اوسکیلیے دوا ہی مگر موت کہ کچہ علاج اوسکا نہین رکہتی مسند احمد اور سنن اربعہ اور
صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم مین ہی اسامہ بن شریک سی مرفوعا کہ دوا کرو ای اللہ کے بندو کیونکہ اللہ تعالی نے نہین رکہی ہے
کوئی بیماری مگر یہہ کہ رکہی ہی اوسکے لیے دوا سوا ایک بیماری کے کہ وہ بڑہاپا ہے اور مسلم کی حدیث مین جابر سی آیا ہی کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر درد کی دوا ہی پس جبکہ دوا اوسکو پہنچی ہی تو اچہا ہوتا ہے اذن الٰہی سی یعنی دوا علت شفا کی نہین ہی اللہ تعالی
کے حکم سی شفا حاصل ہوتی ہی لیکن یہ اسباب عادی اوسکا بنایا ہی غرض کہ اس باب مین بہت حدیثین وارد ہین اور فصول عمادیہ سے
یون مفہوم ہوتا ہے کہ امر دوا کرنیکا اباحت کیلئے ہے کیونکہ امام محمد رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ کہا انہون نے کچہ باک نہین ہی دوا
کرنے مین اور بعض آدمی مکروہ جانتی ہین دوا کرنیکو اور روایت کرتے ہین چند آثار کہ دلالت کرتے ہین اوسکی کراہیت پر اور ہم
استدلال پکڑتے ہین اوس حدیث سی جو مروی ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ فرمایا آپنے دوا کرو ای اللہ کے بندو کیونکہ اللہ تعالی
نے نہین پیدا کی ہی کوئی بیماری مگر یہہ کہ پیدا کی ہی اوسکیلیے دوا سوا موت اور بڑہاپی کی اور مروی ہی آنحضرت علیہ السلام سی کہ آپنے داغ
دیا تہا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اور اسیطرح سعد بن زرارہ کو داغ دیا تہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی مروی ہی کہ زیادہ ہوئین
بیماریان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل وفات آپکے پانچ برس یا چہ برس اور ہم بلاتی تہی طبیبونکو دوا کرنیکے لیے سو یہہ تمام حدیثین
دلالت کرتی ہین جواز تداوی پر اور وہ آثار کہ کراہیت پر دلالت کرتے ہین سو وہ محمول ہین اوس پر کہ جبکہ اعتقاد کرے شفا کو دوا
سے اور جانے کہ جو نہین معالجہ کریگا تو نہین سالم ہوگا مرض سی اور ہم کہتے ہین ایسا نہین جائز ہے دوا کرنا اسطرح یہہ خلاصہ ہی اوس کا
جو فصول عمادیہ مین ہی اور طیبی نے اوس حدیث کی شرح مین کہا ہی جو روایت کیا ہی اوسکو مشکوۃ مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین اوتاری اللہ تعالی نے کوئی بیماری مگر یہہ کہ اوتاری ہی اوسکی ساتہ شفا روایت
کیا ہی اسکو بخاری نے یہہ کہ اس حدیث مین اشارہ ہی طرف استحباب دوا کی اور یہی مذہب ہی جمہور سلف اور عامہ خلف کا اتفاق
سے اعتراض کیا گیا ہی اوسپر بایں طور کہ یہی مذہب ہو نہین محل خفا ہی بلکہ دلالت کرتی ہے عبارت اونکی اوسکی خلاف پر جیسا کہ
فصول عمادیہ سی معلوم ہوچکا اور جواب یہہ ہو کہ حدیث کی اشارہ طرف استحباب کی تقریر ظاہر ہی یہان اگر دوا کی نیت اوپر قصد اتباع اور موافقت
فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو ثواب دیا جاویگا اوسپر جیسا کہ تمام مباحات مین جو موافق ہین فعل رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن ہونا نفس تداوی کا بغیر نظر کرنیکی طرف اوسکے مستحب پس محل نظر ہی میں کہتا ہون وہ حدیث کہ طیبی نے
اوسکی شرح مین کہا ہی کہ اسمین اشارہ ہی طرف استحباب کی پس نفی اشارہ کی اوس سے مسلم ہی لیکن وہ حدیثین کہ جنمین امر کا صیغہ ہو
واقع ہے ساتھہ فعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی موید ہین استحباب کو اور ترجیح اون توکل کرنیوالونکی جنہون نے دوا دارو کرتے تھے
اور نہ جہاڑ پہونک نفی کرتی ہی وجوب کے نہ استحباب کی نہ کہا جاوے کہ جن لوگون نے دوا کرنا ترک کیا ہے وہ بہت ہین
مانند ابوبکر صدیق اور ربیع بن خیثم اور احمد بن حنبل وغیرہم کے پس لازم آتا ہی کہ یہہ داخل ہو نقصان مین کیونکہ اگر ترک تداوی
کمال سے ہوتا تو کیون دوست رکہتی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دوا کرنیکو اسلیئے کہ نہین ہی آپکے غیر کا حال اکمل توکل مین آپکی حال سے
اسلیئے کہ ہم کہتے ہین کہ ثابت ہی احیاء مین کہ نہین واضح ہوتی ہی وجہ جمع کے درمیان فعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور افعال
اونلوگونکے مگر یہہ کہ حصر کیجاوین صوارف اور موانع تداوی کی پس کہتی ہین ہم کہ دوا کی ترک کرنیکی سبب اسباب ہین اول تو یہہ
کہ کشف ہو جاوے مریض کو کہ دوا کرنا اوسکو نہین نفع دیگا ساتھہ رویاء صادق یا فکر سلیم یا کشف محقق کی اور مشابہ بالحق یہی ہے
کہ حضرت ابوبکر صدیق نے دوا کو اسی سبب سے ترک کیا تہا کیونکہ آپ مکاشفین مین سے تہی نہ یہہ کہ دوا کرنا منافی ہی توکل کے دوسرے
یہہ کہ شغل مریض اور عاقبت کا خوف اور اطلاع اللہ تعالی کی اوسپر اس حد تک پہنچا ہو کہ درد مرض کا بہلا دیا ہوا اوس سے سو نہ فارغ
ہوگا دل اوسکا واسطے دوا کرنیکے جیسی کسی تقصیر دار کو کسی بادشاہ کی روبرو لیجاوین قتل کیلیو اور اوس سے کہا جاوے کہ تو کہانا کیون
نہین کہاتا حالانکہ تجکو بہوک ہی سو وہ جواب دیگا کہ مین مشغول ہون بہوک کے رنج سے اور طرف اور جانکا فکر ہو رہا ہے نہ یہہ کہ
انکار کرے کہانیکے نفع کا تیسرے یہہ کہ دوا جو مامور بہا ہے مرض کیوقت موہوم النفع ہو پس ترک کی جاوے واسطے توکل کے چوتہی یہہ
کہ قصد کیا جاوے ترک تداوی سے پانا ثواب مرض کا بسبب حسن صبر کی اوپر اوس بلا کی اور بہت وارد ہین ثواب مرض مین بہت آثار اوسکی
طرف اشارہ کیا ہے اللہ تعالی نے ساتھہ اس قول اپنے کے عسی ان تکرہوا شیئا وہو خیر لکم اور کہا سہل نے کہ بیماریان اجسام کی رحمت ہین
اور بیماریان دلونکے عذاب ہین پانچوین یہہ کہ خوف کرے بیمار اپنے پہلے گناہونسے اور وہ عاجز ہو اونکی تکفیر سے پس ترک کرے دوا
کرنیکو مرض باقی رکہنے کیلیئے واسطے تکفیر گناہونکے اور حدیث مین ہی کہ بخار ایک دنکا برس روز کی گناہونکا کفارہ ہے کیونکہ وہ
ایک برس کی قوت کو گرا دیتا ہے اور آدمی اور بعضے اہل بصیرت ہین جنہونی یہہ کہ جانا بیمار اپنے نفس سے تکبر اور غلبہ ہوا اور کثرت شہوت
اور طغیان مدت صحت مین پس ترک کرے دوا کرنیکو بسبب خوف کرنے کہ عود کرینگے اوسکو یہہ امراض جو پہلے تہے وقت زائل ہونی مرض کی کیونکہ
اسباب اونکی ضعیف ہوتے ہین وقت بیمار ہونیکے اور قوی ہوتے ہین صحت کی حالت مین اور مروی ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ فقر
قید خانہ میرا ہے اور بیماری میری رسی ہے کہ قید کرتا ہون اوسکی اوس شخص کو کہ دوست رکہتا ہون اوسکو پس معلوم ہوا اس
مذکور سے کہ دوا کا ترک کرنا باعث کسی سبب کی تہا اونلوگون سے یا نہ تہا وہ مین سے نہ یہہ کہ وہ اوسکو نقصان جانتے ہین اور کیسی نقصان کا
احتمال ہو سکے حالانکہ محبوب جانتے تہی اوسکو افضل المتوکلین امام الصابرین صلی اللہ علیہ وسلم دیکہتے جب عمر امراتہ فرمایا کہ اور طلب
کرے بیمار اپنی زوجہ کے مہر سے اور کہاوے اوسکو یعنی بیمار کو چاہیے کہ اپنی زوجہ کے مہر مین سے کچہہ

طلب کرے اور خرید کرے اوس سے کہانیکی چیز اور گود دانے اوسکو قند کہ بے شبہ حلال ہے اور سبب ہے شفا اور استقام کیلیے لیب بیان
اللہ تعالی کے فان طبن لکم عن شئی منہ نفسا فکلوہ ھنیئا مریئا سے کہا اکہ اوسکو خوشگوار خیر ہضم کرنے والا اور نہ نقصان ہے اوسمین
دنیا کی اندر اور نہ کچھ تاوان ہے اوسمین آخرت مین صحیح ترجمہ کہتا ہے کہ اس آیۂ کریمہ سے تو صرف اسیقدر ظاہر ہے کہ اگر عورت
تمکو خوشی سے دے تو کہاؤ کہ وہ کہانا تمکو ضرر نہ کریگا سوال کرنا اس سے کہان نکلتا ہے ہان یون کہا جاوے کہ طلبن سے ابہ
سوال دنیا مراد ہے اور بہر شفا اوس سے ہونا کہانسی استنباط کیا گیا مگر کہا جاوے کہ اشارۃ ثابت ہوا کیونکہ جب اسی طرح
ہضم ہوگا تو غالب ہے کہ بسبب حصول قوت طبع کی شفا سب حاصل ہوگی اور در صورت صحت روایت استوجہ کی دوستونسی طلب
بہی ثابت ہوا استوجہ کہ علی رضی اللہ تعالی عنہ امراتہ اور طالب بخشش کی کی تہی حضرت علی سے راضی ہو اوسی التماس لی الی ہو
درسہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہ تہین یعنی اونکی مہر سے او استقرض فی العاریۃ من مہرہا یا قرض لیا تہا یا عاریۃ اوسکی مہر سے یہ
شک ہوا راوی کا فاشتری بہ العسل ثم مزجہ بماء السماء ثم شربہ فصار سبب الشفاء پس بدلیا ساتھ اوسکے شہد اور ملایا اوسکو
آسمان کے پانیمین اور پیا اوسکو پس ہوا سبب شفا کا بسبب جمع ہونے اسباب دوا کی کہ شہد ہی فرمایا اللہ تعالی نے فیہ شفاء
للناس اور پانی باران کا نسبت الی اللہ تعالی کے وانزلنا من السماء ماء طہورا اور وجہ قرض کی تعادی کی لئی یہ ہے کہ ای شبہ حلال
ہے اور وہ سبب شفا کا ہے اور شیخ نجم الدین نے کہا ہے کہ ظاہر کلام مصنف کا دلالت کرتا ہے اسپر کہ مراد مہر ضرب ہے کہ ہبہ ہو
بخلاف اوسکے جو احیاء مین ہے کہ کہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جبکہ شکایت کرے ایک تمہارا اپنے شکم سے پس چاہیے کہ سوال
کرے اپنی بی بی سے اوسکے مہر مین سے کچہ پیسے خریدے ساتھ اوسکے شہد اور پیوے اوسکو ساتھ پانی آسمان کے پس جمع
ہوگی اوسکیلیے برکت اور شفا اور خوشگواری انتہی لیکن ثبوت اس حدیث کا کہ مصنف کے کلام مین ہے اور ثبوت حدیث احیاء کا
خالی تردد سے نہین ہے تہا اپنے یاد کرنا اسکو کہ یعنی کہا اور چونکہ بیان کمان ایک سوال کا تہا کہ دوا کرنا توکل کی منافی ہے مانند
کہ بعض جاہلون نے انکار کیا ہے اون لوگون پر کہ مباشر ہوتے ہین دوا کی پس جواب دیا مصنف نے اسکا وازالۃ السکنجبین
الصفراء لا ینافی ازالۃ الماء اور دور کرنا سکنجبین کا صفرا کو نہین فرق رکہتا ہے سیراب کرنے پانی سے یعنی جیسے پانی سبب ہے
تشنگی کے دور ہونیکا اسیطرح سکنجبین بہی صفرا کو دور کرتی ہے اور اثر پیدا کرنے والا اون دونون مین اللہ تعالی ہے سو
اگر استعمال کرنا دوا کا مثل سکنجبین کی اگر منافی ہے توکل کے تو چاہیے کہ استعمال کرنا پانی کا واسطے رفع تشنگی کے لیے اور کہانا
کہانیکا واسطے رفع بہوک کی بہی منافی ہو توکل کا باوجودیکہ کوئی متوکلین مین سے اسکا قائل نہین ہے اور نظر متوکل کے تمام
چیزون مین طرف مسبب الاسباب کی ہوتی ہے سو نہین ضرر کرتا ہے توکل کو استعمال اسباب کا اوسکے محل مین ساتھ نظر کرنیکے
طرف مسبب اوسکے الا بالتعلق بالنظر والتوقف علی اللہ وحدہ یہ استثنا ہے لا ینافی سے یعنی کچہ فرق نہین ہے درمیان اون
دونو کی کسی وجہ سے مگر بسبب تعلق سکنجبین کے دفع صفرا مین ساتھ نظر اور تامل کے اور بسبب موقوف ہونی سکنجبین کی تاثیر مین اور بسبب ظہور ان
کے کہ طبیبونکو نزدیک معتبر ہین اور عوام الناس کو اون پر وقوف متعذر ہے بخلاف پانیکے کہ استعمال اوسکا ازالہ عطش مین متعلق کچہ نہین ہے

اور یہ موقوف ہی شرطوں پر بلکہ بدیہی امر ہے کہ لڑکی اور احمق لوگ بھی اسکو جانتے ہیں اور اوسکے ساتھ معالجہ کرتے ہیں اور دفع کرنا
سکنجبین کا صفرا کو نظر پر موقوف ہی بدون مہارت علم طب کے حاصل نہیں ہوتا اگر کوئی مزاج بیماری اور اوسکی دوا جانتا ہے تو
اوسکے نزدیک درمیان ازالہ صفرا کی سکنجبین سے اور درمیان دفع تشنگی کی پانی سے کچھ فرق نہیں ہے بخلاف اوس شخص کے
کہ بیماری اور اوسکی دوا نجانے سوا اوسکے نزدیک اگر تفاوت ہوا تو دوا کی تاثیر میں کچھ فرق نہیں ہے پس کچھ فرق نہیں ہے
دونوں میں مگر ساتھ خفا اور جلا کے پس حاصل ہوتا ساتھ تنافی ایک اون دونوں کی توکل کے ساتھ بدون دوسری کے تحکم ظاہر
اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہہ قول مصنف کا وازالۃ السکنجبین آخر تک جواب ہے سوال مقدر کا جو وارد ہوتا ہی اس حدیث پر
کامن داء آخر حدیث تک یا بیطور کہ مثلا سکنجبین بسا اوقات نہیں موافق ہوتی ہے دفع صفرا کو اور پہنچاتی ہی طرف تشنگی
مفرط کے پس جواب دیا مصنف نے کہ استعمال اوسکا موقوف ہی اوپر تامل اور فکر کرنے کے بیماریمیں اور موقوف ہی اوپر
چند شرطوں کی جو اطبا کے نزدیک معتبر ہیں حاصل یہہ کہ دوا سبب ہے بیماری کی دفع کی لیے سو جبکہ حاصل ہوگا مسبب تو متصل اوسکی
سبب کی شرطوں حاصل ہوگا اغلب اوقات میں جیسے معالجہ کرنا بھوک کا ساتھ طعام کے اور پیاس کا سرد شیریں پانی
سے اور بخلاف سکنجبین میں اس سبب سے ہوتا ہی کہ استعمال اسکا موقوف ہی اوپر ایسی باریک شرطوں کی کہ سوا طبیبوں اور حکیموں کے
اور کوئی اونکو نہیں جانتا سو کچھ ضرر نہیں کرتا متوکل کو استعمال کرنا دوا کا ساتھ نظر کرنے کے طرف مسبب کی نہ طبیب اور دوا کی لیکن اسمیں
نظر ہی اسلیے کہ اسقدر میں کچھ حاجت نہیں ہی طرف اس قول مصنف کی لا انفارق بلکہ اسقدر کہنا کافی ہے وازالۃ السکنجبین الصفراء
تتعلق بالنظر و موقوف علی الشروط اور ممکن ہی کہ تقریر سوال کی یوں ہے کہ سکنجبین مثلا کبھی زائل کرتی ہی مرض کو اور کبھی نہیں
بخلاف پانی کی کہ وہ دفع کرتا ہی تشنگی کو مگر کبھی شاذ نادر باوجودیکہ دونوں میں تاثیر برابر ہے پس کیا فرق ہے دونوں میں پس جواب دیا
کہ تاثیر سکنجبین میں ضرور ہی نظر کرنا بواطن امور میں اور رعایت کرنا اوسکی شرطوں کا سو اگر تامل کیا گیا بیماریمیں اور رعایت کی گئی
شرطوں کی تو ضرور تاثیر پیدا ہوگی اور نہیں تو نہیں بخلاف پانی کے کہ وہ موقوف نہیں ہی کسی امر پر انتہی کذا فی الشروح وتحجم اور حق
اتباع کا یہہ ہی کہ حجامت کرے اور خون نکلوا وے بدن سے قاموس میں ہی الحجم المص یعنی حجم چوسنے کو کہتے ہیں اور محجم اور محجمہ ساتھ کسرہ
میم کے اوس آلہ کو کہتے ہیں کہ جس سے حجامت کیجاوے اور حجام اسکی پیشہ کرنیوالے کو کہتے ہیں اور حجامت اسی پیشہ کا نام ہے اور مراد حجام
طالب حجامت کو کہتے ہیں اور حجامت کرنا جب ہے کہ مرض دموی ہو یا مطلق جو مرض ہو کیونکہ وہ نافع ہی ہر بیماری کو بسبب اسکی کہ روایت
کی ہے دیلمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حجامت کرنا نفع دیتا ہی ہر بیماری سے خبردار ہو اور حجامت کرو مصحح ترجمہ کہتا ہی کہ ہر بیماری سے
وہ امراض مراد ہیں جنکو خون کا نکالنا مفید ہی اور یہہ حکم بہ نسبت اسی بلاد کی ہی جنمیں اکثر بیماریاں کثرت خون سے پیدا ہوتی ہیں تحررو حج
پس وارد ہوا ہی حدیث میں ما مررت بملا من الملائکۃ الا قالوا مر امتک بالحجامۃ نہیں گذرا میں شب اسری کو کسی جماعت پر
فرشتوں میں سے مگر یہہ کہا اوس جماعت نے یعنی حکم الہی پہنچایا کہ بشارت اور خوشخبری دی اپنی امت کو ساتھ عافیت اور سلامتی کی بسبب
حجامت کی اور روایت کی ہی ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ساتھ ان لفظوں کے کہ ذکر کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

سنے اوس رات کو کہ سیر کرائی گئی تھی آپکو کہ نہین گذرے آپ اوپر کسی گروہ کے فرشتون سے مگر یہہ کہ حکم کیا اوسی گروہ نے کہ حکم کرو آپ اپنی
اُمت کو ساتھ حجامت کے کہا ترمذی نے کہ یہہ حدیث حسن ہے اور مصنف نے جو حدیث ذکر کی ہے وہ بعینہ احیا مین مذکور ہے طیبی نے
کہا ہے کہ حجامت پر مبالغہ فرشتون کے امر حجامت مین سوا بدنی فوائد کے جو مشہور ہین یہہ ہے کہ خون اصل ہے قوی حیوانیہ کا سو جبکہ
کم ہوگا خون تو ضعیف ہوگی قوت نفسانی جو مانع ہے سالک کو مکاشفات غیبی سے انتہی سو بعضون نے کہا ہے کہ یہہ زیادہ تر حاصل
ہوتا ہے مطلق خون نکالنے سے برابر ہے کہ حجامت کے ساتھ ہو یا فصد کے بخلاف بعضون کے کہ اونکے نزدیک حجامت مقابل ہے فصد کے
اور کہا کہ سبب فضیلت حجامت کا یہہ ہے کہ نکالتی ہے اوس خون کو جو جلد کے اطراف مین ہے اور طبیبون نے اجماع کیا ہے اسپر
اسپر کہ حجامت گرم شہرون مین افضل ہے کیونکہ اونکے خون رقیق اور خوب نضیج پائے ہوئے ہوتے ہین اور سیر کرتے ہین سطح بدن مین
اور نکلتے ہین حجامت سے نہ فصد سے اور فصد نافع ہے اعماق بدن کو اور مناسب ہے گرم شہرون کی والاحب فی سبع عشرۃ وتسع
عشرۃ واحدی وعشرین لیکن فهو مأثور اور محبوب ہے حجامت سترہوین تاریخ مہینے کی اور انیسوین اور اکیسوین کو کیونکہ وہ
یعنی ان تاریخون مین خون نکلوانا ماثور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشکوۃ مین کہا ہے کہ مروی ہے ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ دوست رکھتے تھے حجامت کو سترہوین تاریخ اور انیسوین اور اکیسوین کو روایت کیا ہے اسکو
شرح السنۃ مین اور ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے جس نے حجامت کی سترہوین اور انیسوین اور اکیسوین کو تو شفا
ہوگی اوسکی ہر بیماری سے روایت کیا ہے اسکو ابوداود نے شارحین نے بیچ شرح اس قول کے کہ ہوگی شفا ہر بیماری سے کہا ہے کہ یہہ
تغلیب اور تاکید ہے اور احتمال ہے کہ مراد وہ بیماری ہو کہ اوسکی مناسب ہے اخراج دم اور یہہ بھی کہا ہے کہ حکمت اسمین یہہ ہے کہ خون
جوش اور غلبے مین ہوتا ہے اول ماہ مین جبکہ نکلتا ہے تو زیادہ نکلتا ہے اور آخر ماہ مین بیچ نکلنے اوسکے کمی ہوتی ہے سو نکلنے مین کمی کرتا ہے
پس وسط ماہ کا ارفق اور اصلح ہوتا ہے اور ملا علی قاری نے کہا ہے کہ روایت کی ہے ابن حبیب نے طب نبوی مین عبد الکریم خضری سے کہ حجامت
مکروہ ہے اول چاند مین اور نہین امید ہے اوسکی نفع کی یہانتک کہ کم ہو چاند انتہی اور محمد طاہر پٹنی نے تذکرہ موضوعات مین بعینہ
نقل کیا ہے بدون نسبت کرنے کے طرف کسیکی کہ جان تو حجامت کرنا نہار منہ افضل ہے جیساکہ روایت کی ہے ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ
عنہ سے کہا سنا مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ حجامت کرنا نہار منہ امثل ہے اور زیادہ کرتا ہے عقل کو اور یہہ بھی کہا ہے
کہ یہہ حدیث کہ حضرت ہر رات کو سرمہ لگاتے تھے اور ہر مہینے مین پچھنے لگاتے تھے اور دوا پیتے تھے حدیث منکر ہے اور لآلی مین ہے کہ یہہ حدیث نہین صحیح
ہے اور اسمین سیف ابن محمد سفیان ثوری کا کذاب ہے انتہی لا سیما یوم الثلثا لسبع عشرۃ خاص کر سہ شنبے کے دن کہ سترہوین تاریخ کو اتفاق سے
واقع ہو وجہ اسکی وارد ہوا ہے حدیث مین ہو دواء من داء السنۃ یعنی خون نکالنا اوس دن مین دوا ہے تمام سال کی بیماری سے روایت
کیا ہے اس حدیث کو ابن سعد اور طبرانی اور ابن عدی نے معقل بن یسار سے ان لفظون کے ساتھ الحجامۃ یوم الثلثا لسبع عشرۃ من الشہر
دواء لداء سنۃ اور صاحب مشکوۃ لائے ہین اس حدیث کو معقل بن یسار سے روایت کی ہے رزین نے اور روایت کیا ہے اسکو حرب بن اسمعیل کرمانی نے
جو مصاحب ہین احمد کے اور رزین نے بھی روایت کی ہے اسکو مانند ابو ہریرہ کے اور محمد طاہر پٹنی نے کہا ہے کہ خون نکلوانا سہ شنبہ کے دن جو سترہوین
تاریخ کو مہینے کی واقع ہو دوا ہے برس روز کی بیماری کی مروی ہے یہہ معقل بن یسار سے اور اسکی سند مین دو کذاب ہین

وفی الاثنین محمود ٭ والاجتناب عن الثلثاء مشکوک ٭ وعن سواہ من الایام مشدود ٭ فی الاحتجام سبع عشر من الشهر ٭ وتسع عشر الشداد
مسعود ٭ و مثله عشرون وقد روی وکذا ٭ احدی وعشرون من شرکت قرونها فی الحاجمین وکاهل قد احتجم نبینا صلی علیه معبود ٭ وفی
النقاء یورث النسیان منقول ٭ عن الاطباء والحدیث منقود ٭ والاحتجام لاهل الملال خلا ٭ یرجی لمرضی نفعهم مردود ٭ وذا علی رتبة یزید
منفعة ٭ فکلها عند اهل العلم معدود ٭ فلا تکن فی مرتبة والمنسی علی ما فاتک محاسبة وانت مسعود ٭ ویجتنب الکی فقیه بخوف السرایة
اور پرہیز کرے داغ کرنے سے کیونکہ اسمیں خوف سرایت کرنے الم کی یا مرض کا ہے طرف سبب جسد کے یا طرف روح انسانی کے کہ منفی
ہوتی ہے وہ سرایت طرف موت کے والرقیة اور پرہیز کرے افسون اور منتر کرنے سے ونہی عنہما اور حالانکہ نہی کی گئی ہے داغ دینے
اور منتر کرنے سے جاننا چاہیئے کہ حدیثیں جو وارد ہیں ان دونوں میں بعض اوسکے معارض ہیں بعض سے سو بعض تو اونمیں سے دلالت
کرتے ہیں اوپر رخصت کے داغ دینے میں جیسے کہ حدیث مسلم کی کہ روایت کیا ہے اوسکو جابر رضی اللہ عنہ سے کہا تیر لگا میرے باپ کے
احزاب کے دن اکحل پر پس داغ دیا اوسکو اسیطرح دوسری حدیث مسلم کی جابر رضی اللہ عنہ سے کہا تیر ماری گئی سعد بن معاذ کے
اکحل میں اسپر مسح کیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے ساتھ مشقص کے پھر ورم ہو گیا اوسپر پھر داغ دیا دوسری
مرتبہ اور بعض اونمیں سے وہ ہیں کہ دلالت کرتے ہیں منع پر جیسا کہ روایت کی ہے بخاری نے طویل حدیث میں ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے کہ میں منع کرتا ہوں اپنی امت کو داغ دینے سے اور روایت کی ہے احمد اور ترمذی نے کہ جسنے داغ دیا یا افسون کیا پس
تحقیق بری ہوا توکل سے اور روایت کی ہے مسلم نے عمران بن حصین سے کہ اوسنے کہا کہ ہمیں فرشتونکا سلام سنا کرتا تھا پس
جبکہ داغ دیا میں نے تو رک گیا مجھسے اور بند ہو گیا سلام پس جب توبہ کی میں نے پس رجوع ہوا جیسا کہ تھا اور دوسری حدیث میں آیا ہے
کہ میں نہیں دوست رکھتا ہوں داغ دینے کو اور وہ حدیثیں جو دلالت کرتی ہیں اوپر رخصت افسون کرنیکے پس بعض اونمیں سے یہ حدیث
ہے کہ مروی ہے صحیحین میں ام سلمہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اونکے گھر میں ایک جاریہ کو کہ اوسکے منہ پر کچھ زردی تھی پس
فرمایا اسکی کہ افسون کرواؤ اوسکا کیونکہ مقرر اوسپر نظر کا اثر ہے کہا شارحین نے یعنے نظر لگائی ہے اور بعضون نے کہا جاتا ہے
کہ آنکھیں اونکی زیادہ تیز ہیں برچھیونکے بھال سے اور روایت کی ہے ترمذی نے ابی سعید سے کہ رسول علیہ السلام افسون کرتے تھے
لدیغ کا ساتھ فاتحہ کے سات مرتبہ اور روایت کی ہے ابو داود اور نسائی نے کہ رسول علیہ السلام افسون کرتے تھے معوذہ کو ساتھ فاتحہ کے
تین دن شام صبح اور جبکہ ختم کرتے تھے اوسکو تو جمع کرتے تھے آب دہن اپنا پھر ڈالتے تھے اور روایت کی ہے مسلم وغیرہ میں ابی سعید سے بسم اللہ
ارقیک من کل شیٔ یوذیک من شر کل نفس وحاسد اللہ یشفیک بسم اللہ ارقیک اور روایت کی ہے ابن ماجہ نے ابی ہریرہ سے
خبردار ہو کہ افسون بتاؤں تجھکو وہ افسون کہ جبریل نے مجھکو بتایا ہے بسم اللہ ارقیک واللہ یشفیک من کل داء یاتیک من شر النفاثات فی
العقد ومن شر حاسد اذا حسد اور افسون کرتے تھے ساتھ اسکے تین مرتبہ اور وہ جو دلالت کرتے ہیں اوپر نہی کی پس یہ ہے جو روایت کیا ہے
اوسکو ابو داود نے طویل حدیث میں کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہ سنا میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ افسون اور تمائم اور تولہ شرک ہیں آخر
حدیث تک تمائم جمع ہے تمیمہ کے کہ تعویذ یا قلادہ کو کہتے ہیں گلو میں اوسکو ڈالتے ہیں جاہلیت میں واسطے دفع آفات کے کیا کرتے تھے اور تولہ ساتھ کسرہ فوقانیہ اور فتحہ

اوسکے ساتھ فتح دائو اور لام کی ایک چیز ہے کہ سحر کی قسم سے کہ عورتیں واسطے جلب محبت مردونکے کرتی ہیں پس کوشش کی ہے علمائے
بیچ توفیق ان احادیث کی اور تحقیق حق کی پس کہا بعضوں نے کہ نہی جو وارد ہی داغ کرنے میں محمول ہے اوپر حالت اختیار کی بغیر داعیہ مرض کی
یا کچھہ حاجت نہو طرف داغ کی دفع مرض میں بسبب امکان علاج کی دوسری دوائے اور بعضوں نے کہا ہے کہ نہی داغ سے موضع متعدد
اور خفا میں ہے جہان کہ خوف ہو سرایت اور ہلاک کا اور قطعی یقین نہو نفع سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ نہی اوس سے واسطے بچنے
کی ہے واقع ہونے سے شرک خفی میں اور نہی تنزیہی ہے اور جو داغ کیا اور امید رکھی شفا کی اللہ تعالی سے تو جائز ہے اور بعضوں نے
کہا ہے کہ حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض اصحاب اپنی کو ساتھہ داغ کے بسبب ناسور زخم اور قطع عضو کی تھا اور اسمیں صحت
ساتھ یقین کی ہے اور نہی اوس سے اس سبب سے ہے کہ اسمیں الم شدید اور خطر عظیم ہے اسواسطے عرب کی زبان پر شایع ہے آخر الدواء
الکی حاصل یہ کہ افضل تو ترک کرنا داغ کا ہے مگر جبکہ منحصر ہو علاج اوسمیں ساتھہ قول طبیب حاذق کے تو کچھہ مضائقہ نہیں
ہے اور توفیق درمیان احادیث رقیہ اور افسون کی یہ ہے کہ بعض تو اونمیں سے مکروہ ہیں جو سوا زبان عربی اور سوا اسما الہی
اور صفات اور کلام اوسکے ہوں اور جو کتب منزلہ میں ہیں اور اعتقاد کرے کہ افسون نافع ہے بلا شک پس اعتماد اور بھروسا
کرے اوس پر اور یہی مراد ہے اس حدیث سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں توکل کیا اوس شخص نے کہ افسون کیا اور بعض اونمیں
سے غیر مکروہ ہیں جو خلاف مذکور کی ہوں جیسے تعویذ ساتھہ اسماء الہی اور افسون مروی ہیں اسیواسطے کہا گیا ہے جسنے افسون
کیا ساتھہ قرآن کی اور لیا اوس پر اجر تو اخذ کیا ساتھہ رقیہ حق کی صحیح مسلم میں عوف بن مالک سے آیا ہے کہ رقیہ کرتے تھے ہم زمان جاہلیت
میں پس عرض کیا ہمنے یا رسول اللہ کیا فرماتے ہو اس باب میں آپنے فرمایا کہ پیش کرو اپنے افسون میرے سامنے اگر اونمیں شرک نہو
تو کچھہ باک نہیں ہے اور بیچ صحیح مسلم میں جابر کی حدیث سے آیا ہے کہ نہی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افسون کرنے سے پس بعض اصحاب
حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک افسون تھا کہ بچھو کی لہو کرتے تھے اور اوسکو آپکے سامنے عرض کیا آپنے فرمایا کہ کچھہ مضائقہ
نہیں ہے کرو اور اپنے بھائیونکو نفع پہنچاؤ اور جو افسون کہ سوا زبان عربی کی ہو اور اوسکا ترجمہ نہ معلوم ہوا اور نہ ممکن ہوا اوس پر وثوق
ہوا اوسکا استعمال کرنا نہیں جائز ہے اور یہ قول حضرت کا کہ نہیں رقیہ ہے مگر نظر بد اور بچھو سے پس معنی اوسکے یہ ہیں کہ نہیں ہے کوئی رقیہ
اولی اور انفع اس سے جیسے کہا جاتا ہے لا فتی الا علی رضی اللہ عنہ اور حکم فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد صحابہ کو ساتھہ رقیہ
کے اور سنا ایک جماعت سے کہ رقیہ کرتے تھے پس نہیں انکار کیا اونپر اور وہ جو بزار کی حدیث میں ہے کہ ستر ہزار آدمی میری امت
میں سے بغیر حساب کی جنت میں داخل ہونگے اور وہ وہ ہیں کہ نہ داغ کرتے ہیں اور نہ خزانہ جمع کرتے ہیں اور نہ اسراف کرتے ہیں
اور ایک روایت میں ہے کہ نہ افسون کرتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں پس یہ اون اولیاؤں کی صفت ہے کہ دنیا کی اسباب
سے اعراض کرتے ہیں اور کچھہ التفات نہیں کرتے اوسکے علائق کی طرف اور یہ ایسا درجہ ہے کہ نہیں پہنچتی اوسکو مگر خواص اور
عوام الناس پس رخصت ہے انکو تداوی اور معالجات میں بسبب عدم صبر اونکے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
جبکہ تمام مال اپنا تصدق کر دیا تو نہیں انکار کیا اونپر بسبب علم کی اونکی یقین اور صبر پر اور جبکہ انکی پاس ایک شخص کبوتر کی بیضہ برابر سونا لا

لایا اور عرض کیا کہ میرے پاس اس سے زیادہ نہیں ہے اور نہیں آپ ہم میں سوا آپکے تو اوسکو ایسی ضرب ماری کہ اگر اوسکو پہنچتی تو
ٹھنڈی ہو جاتا اور کہا جو کچھ کہ کاتب ہے اور کہا گیا ہے کہ نہیں ہو سوا امر کہ نسبت سو الہامات الٰہی کی نہیں اثر کرتا اور نہ نفع دیتا بلکہ بسا اوقات
ظہور اشیاء اونمیں بہت سریع ہوتا ہے اور یہی اقدام تراشین کرنیکی جگہ ہے پس سبب منع کا اونسے بسبب گمان کرنے یا وو
شرک اور کفر اور ثابت کرنے قدم توحید کے ہے اور کہا ہے کہ چونکہ جنونکو آدمیونسے عداوت طبعی ہے تو دوست رکھتے ہیں شیاطین
اسی خلائق کی سبب سے کیونکہ دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے سو جبکہ وہ منتیں اور افسوں پڑہے جاتے ہیں کہ جنمیں شیاطین کے نام
ہیں تو دوست رکھتے ہیں اونکو جن اور نکل جاتے ہیں اپنی جگہوں سے اسیطرح سانپ کا کاٹا ہوا کہ جن کا اثر ہوتا ہے بسبب
متشکل ہونے اوسکے ساتھ صورت سانپ کی اور جبکہ افسوں کیا جاتا ہے ساتھ نام شیاطین کی تو نکالا جاتا ہے زہر اوسکا انسان کے
بدن سے پس افسون کرنا سوا قرآن اور کلمات اللہ کی اور سوا ان افسونوں کی کہ جائز رکھا ہے اونکو حضرت نے بالاتفاق حرام ہے
انتہی کذا فی نجم العلوم و یوصی بثلث المال اور حق اتباع کا اوس شخص کو کہ قریب اپنی موت کو جانتا ہو یہ ہے کہ وصیت کرے ساتھ تیسرے
حصہ مال کے العباد لکہ میں کسی چیز کی طلب کرنیکو کہتی ہیں اپنی غیر سے تاکہ کرے اوسکو اسکی نیابت میں برابر ہے کہ اسکی زندگی کی
حالت میں ہو یا بعد وفات کے اور شرع میں تملیک ہے ایسی تملیک کہ مضاف ہو طرف مابعد موت کی بطریق تبرع کی برابر ہے
کہ عین ہو یا منفعت اور وصیت مستحب ہے جبکہ اسپر حقوق اللہ نہوں مانند زکوۃ اور روزہ کی یا حق عبد کا مانند قرض اور ودیعت کے
اور ہوں تو پس وہ واجب ہے اور نہیں جائز تلث مال سے زیادہ کی وصیت کرنا اگرچہ افضل اس سے بھی کم ہے شیخین نے سعد بن
ابی وقاص رضی سے روایت کی ہے کہ اونہے کہا بیمار ہوا میں فتح کی سال میں ایسا بیمار کہ مشرف ہوا میں اوپر موت کی پس حضرت نبی خدا صلی
اللہ علیہ وسلم واسطے عیادت کی تشریف لائے سو عرض کیا میں نے یا رسول اللہ میرا مال بہت ہے اور ایک بیٹی کے سوا کوئی وارث نہیں رکھتا
پس وصیت کروں میں ساتھ تمام مال اپنی کے آپنے فرمایا نہیں میں نے کہا کہ ساتھ دو تلث کی آپنے فرمایا نہیں پھر میں نے عرض کیا کہ ساتھ
نصف کی آپنے فرمایا نہیں پھر عرض کیا کہ ساتھ تہائی مال کی آپنے فرمایا ہاں ایک تلث کی وصیت کر اور تلث بہت ہے وصیت کی ہے بیشک
اگر تو مرے اور چھوڑے وارثوں کو تونگر تو بہتر ہے اس سے کہ چھوڑے انکو محتاج کہ طلب روٹی کرتے پھریں اور سوال کرتے پھریں اور
علی نے کہا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا حضرت نے حیف کرنا وصیت میں اکبر الکبائر میں سے ہے اور تفسیر کی ہے حیف کی تہائی مال سے زیادہ
کی وصیت کرنا اور وصیت کرنا وارث کیلئے انتہی کذا فی نجم العلوم وارضاء الخصوم اور وصیت کرے ساتھ راضی کرنے خصموں کی کہ جنکا حق
اسکے ذمے پر ہو خواہ مالی ہو کہ خواہ ساتھ بخشوانے انکی وقضاء الدین اور وصیت کرے ساتھ ادا کرنے قرض کی کہ اسکے ذمے پر ہو وفدیۃ الصلوٰۃ
والصوم اور وصیت کرے ساتھ فدیہ دینے نماز اور روزہ کے کہ اس سے فوت ہوئے ہوں اور وہ ہر نماز فرض اور وتر کیلئے نصف صاع ہے اور ہر روزہ
کیلئے بھی فمن مات ولم یوص لم یؤذن له بالتکلم فی القبر الی یوم القیامة پس جو کوئی کہ مرے بدون وصیت کرنیکے تو نہیں اذن دیا جاویگا
اوسکو کلام کرنیکا قبر میں قیامت کی دن تک روایت کیا ہے اس حدیث کو ابو الشیخ نے وصایا میں قیس سے اور لفظ اوسکی یہ ہیں جسنے نہیں
وصیت کی تو نہیں اذن دیا جاویگا اوسکو کلام کرنیکا مردوں سے اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے جو شخص کہ مرا اوپر وصیت کی تو مرا اوپر سبیل

دوستی کی اور مراد پرہیزگاری اور شہادت اونکا اور مراد حالیکہ مغفرت کیگئی اوسکے لیے اور شیخ نجم الدین نے کہا ہے کہ بعد صحت اس حدیث کے
کے بارے تو محمول ہوگی اوپر شدید کی یا اس امر پر کہ اگر تبرک کیا بطور ضعیفا جانے اور راحت کی تحفۃ المؤمن الموت اور غنیمت جانے موت کو یعنی اوسکی
نزدیکی اور حصول کی علامتونکو کیونکہ وہ سبب ہے اللہ تعالی کی ملاقات کا اور وارد ہوا ہے حدیث میں کہ موت ایک پل ہے کہ پہنچاتی
ہے دوست کو طرف دوست کی اور طبرانی نے ساتھ اسناد جید کے ابن عمر رض سے مرفوعا روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے تحفہ مرد مسلمان کا
موت ہے کہ وسیلہ ملاقات حبیب کا ہے اور صحیحین میں ابی موسی رض سے مرفوعا مروی ہے کہ جو شخص کہ دوست رکھے ملاقات اللہ تعالی کی
تو اللہ تعالی دوست رکھتا ہے اوسکی ملاقات کو اور جو شخص کہ مکروہ جانے ملاقات اللہ تعالی کی تو مکروہ جانتا ہے اللہ تعالی اوسکی
ملاقات کو ولا یشتغل عنہ بغیرہ تعالی ظاہرا و باطنا اور نہ مشغول ہو محتضر وقت موت کی ساتھ کسی چیز کے سوا ذات پاک اوس تعالی
کی ظاہر اور باطن میں کہ ذکر الہی زبان پر بھی جاری ہو اور باطن میں بھی توجہ دلکی اوسیکی طرف رکھے بسبب فرمانے اللہ تعالی کی
ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یا یہ کہ نہ مشغول ہو کوئی حاضرین میں سے نزدیک محتضر کے ساتھ غیر اللہ تعالی کی ظاہر میں یعنی باعتبار
جوارح کی اور باطن میں یعنی ساتھ دل کی اسلیے کہ یہ وقت فرشتونکی حاضر ہونیکا ہے مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ حاضر ہو تم مریض یا میت کی پاس تو کہو خیر اسلیے کہ مقرر فرشتے آمین کہتے ہیں اوسپر کہ تم کہتے ہو و یقرا
یس اور شاید کہ محتضر سورہ یسین اگر نزع میں کی قدرت رکھتا ہو اور نہیں تو دوسرا کوئی پڑھے اور یہ سنتی احمد اور ابو داود اور ابن
ماجہ نے معقل بن یسار سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے پڑھو سورہ یس کو اپنے مردوں پر امام نے تفسیر کبیر میں کہا ہے کہ امر ساتھ
قراءت سورہ یس کی اوس شخص پر کہ قریب موت کی ہو باوجود وارد ہونے قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ہر چیز کیلیے دل ہے اور دل
قرآن کا یس ہے اسلیے ہے کہ زبان تو اوسوقت میں ضعیف القوۃ ہوتی ہے اور دل متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالی کی جانب بالکلیہ پس پڑھے اوسپر
وہ چیز کہ زیادہ کرے قوت اوسکی اور دائم رکھے اوسکی تصدیق کو اور طیبی نے کہا ہے کہ سر اسمیں واللہ اعلم یہ ہے کہ سورہ کریمہ خاتمہ
اوسکا مشحون اور پر ہے ساتھ تقریر امہات علم اصول اور جمیع مسائل معتبرہ کی جنکو علما اپنی مصنفات میں لائے ہیں نبوت اور کیفیت
دعوت اور احوال الامم اور اثبات قدرت اور یہ کہ افعال بندون کی مستند ہیں طرف اللہ تعالی کی اور اثبات توحید اور نفی ضد و ندا
ور امارات ساعت سے اور بیان اعادہ اور حشر اور حاصل ہونا عرصات اور حسنات اور جزا اور مرجع اور مآب کا پس حق اوسکا یہ ہے
کہ پڑہی جاوے اوس ساعت میں انتہی اور بعضونے الی وجہ قراءت اس سورت کی وقت موت کی یہ لکھی ہے کہ اس سے موت کی سختیان آسان
ہوتی ہین اور دلالت کرتی ہے اسپر وہ حدیث کہ خارج کی ہے ابن ابی الدنیا اور دیلمی نے ابی الدرداء سے اونہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
نہیں ہے کوئی میت کہ پڑہی جاوے اوسکے سر کے پاس یہ سورہ مگر یہ کہ آسانی کیجاتی ہے اوسپر اور ملا علی قاری نے بعض محققین
سے نقل کیا ہے کہ اوسنے کہا ہے کہ پڑہی جاوے یہ سورہ بعد موت کی واسطے استدلال کرنیکے ساتھ ظاہر حدیث کی انتہی اور موتاکم سے
مراد وہ ہے کہ اوسکی روح نکلگئی ہو نہ وہ شخص کہ قریب ہو روح نکلنی کی اور تحقیق یہی ہے اور بعض اسطرف گئے ہیں کہ پڑہی جاوے اوسکی قبر کی
پاس موید ہے اسکو وہ حدیث کہ روایت کی ہے اوسکو ابن عدی وغیرہ نے کہ جو شخص زیارت کرے اپنی ماں باپ کی قبر کی یا ایک کی اون دونون

کلمۂ توحید کی اسوقت ساتہہ اعتقاد کے کہ اعتبار خاتمہ کا ہی تو توضیح پس وارد ہوا ہی حدیث مسلم میں عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت نے
من مات وهو يعلم ان لا اله الا الله دخل الجنة جو شخص کہ مرے اور حال یہہ کہ جانتا ہی اور اعتقاد رکھتا ہی کہ نہیں ہی کوئی معبود حقیقی سوا
ذات پاک اس تعالی کے اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے بھیجے ہوئے ہیں طرف مخلوق کے واسطے تبلیغ احکام کے تو داخل ہوگا
بہشت میں یعنے مستحق ہے اوسکے داخل ہونیکا اور صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ جو شخص مرا در حالیکہ نہیں شریک
کرتا تہا ساتہہ اللہ تعالی کے کسیکو تو داخل ہوگا جنت میں اور امام احمد کی مسند وغیرہ میں معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی جو شخص کہ
ہو آخر کلام اوسکا لا الہ الا اللہ تو داخل ہوگا جنت میں پس جبکہ کہتا رہکر ایک مرتبہ تو کافی ہے اوسکو جبتک کہ نہ کلام کرے بعد اوسکے
حسن الظن یہہ معطوف ہی قول اوسکے پر جو کلمۃ التوحید ہی یعنی کوشش کرے محتضر بیچ نیک گمان کرنیکے ساتہہ اللہ تعالی کے اور امید
رکھے اوسکی مغفرت کی اور اعتماد کرے اوپر وعدہ کریم اوسکے کہ گناہوں سے تجاوز فرماویگا کہا ہے کہ نشانی سعادت کی یہہ ہی کہ بیچ مدت
حیات کی خوف غالب ہو اور جبکہ مرنیکا وقت آوے تو امید کو غالب کرے خوف پر اور حقیقت امید کی یہہ ہی کہ عمل کرے اور خدمت
بجالاوے اور امید قبول کی رکہے نہ یہہ کہ کچہہ عمل نکرے اور نافرمانی اور سرکشی اختیار کرے اور امید نیکی کی رکہے کہ یہہ صرف آرزو محض
ہے اور سرد آہن کوٹنا جیسا کہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نے فرمایا ہیں بیت ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت ❊ دماغ بیہدہ
پخت و خیال باطل بست ❊ اور بعضوں نے کہا ہی کہ مراد نیک گمان رکہنے سے نیک اعمال کرنا ہے یعنی نیک کرے اعمال اپنی زندگی میں تا کہ نیک
گمان ہو وقت موت کے حسن بصری نے کہا ہی کہ کہتا ہی ایک تمہارا کہ نیک گمان رکہتا ہوں میں اپنے پروردگار پر جہوٹ بولتا ہے کیونکہ
جو نیک گمان رکہتا اپنے رب پر تو نیک اعمال کرتا اور ترک کرتا برے کاموں کو تو توضیح پس وارد ہوا ہی بیچ حدیث قدسی کے کہ شیخین نے
ابی ہریرہ رض سے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ پروردگار فرماتا ہی انا عند ظن عبدی بی یعنی میں نزدیک گمان اپنے بندے کے ہوں کہ جب بندہ
اگر میری مغفرت کا گمان رکہتا ہی تو میں اوسکی مغفرت کرونگا اور جو بسبب عذاب پر جرم یا ظن غالب کہتا ہی تو عذاب کرونگا صحیح ترجمہ
کہتا ہی کہ یہہ حدیث صرف باب رجا میں ہی یعنی جیسی رجا جسپے غالب ہوگی اوتنی ہی میری رحمت اوسپر ہوگی اور یہہ مراد نہیں ہی کہ اگر
عذاب کا ظن ہی ہوگا تو میں ضرور عذاب کرونگا کیونکہ ظن اور خوف عذاب کا اوسکو لگا ہے کذا فی بعض الحواشی اور اوپر قول حسن بصری
رحمۃ اللہ علیہ حسن ظن مع الاعمال الصالحہ مراد ہی فلیظن بی ما شاء پس چاہیے کہ گمان کرے میرے جو کچہہ کہ چاہیے ملا علی قاری نے لکہا ہی کہ اس حدیث کو حاکم اور طبرانی
واثلہ سے روایت کیا ہی اور صحیح مسلم وغیرہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تین دن پہلے
انکی موت کے کہ فرمایا آپنے ہرگز نہ مرے ایک تمہارا مگر یہہ کہ وہ نیک گمان کرنیوالا ہو ساتہہ اللہ تعالی کے یعنے چاہیے کہ موت کے وقت
آدمی کی رجا غالب ہو خوف پر اور رجا یہی کہ گمان کرے کہ اللہ تعالی مغفرت کریگا اوسکی گناہوں کی اگرچہ بہت ہوں شارحین
نے کہا ہی کہ نہیں ظاہر میں اگرچہ موت سے نہی ہی اور یہہ تو بندہ کی وسعت میں نہیں ہی لیکن حقیقت میں اوس حالت سے ہے
کہ منقطع ہوتی ہی امید وقتیں جو اسباب ہیں عملوں کی تا کہ نہ پاوے اوسکو موت اوس حالت میں اور حدیث میں سے ہے
کہ دوستی اعمال صالحہ کی جو مقتضی ہیں واسطے حسن ظن کی اللہ تعالی نیک گمان کرتا ہے سو اسمیں بھی تنبیہ ہے اوپر اسپ

عفو اور تحقیق رجا کے اللہ تعالے کی جانب میں اور احیاء میں لکھا ہے کہ نیک گمان کرنا اسوقت میں اللہ تعالے پر بہت
اچھا ہے جسکی وارد ہوئے ہیں حدیثیں بہت سی فضیلت حسن ظن کے اوپر ہیں ان میں سے یہی ہے کہ واثلہ بن الاسقع رحمۃ اللہ
علیہ ایک بیمار پر گیا اور کہا کہ خبر دے مجھکو کہ تیرا گمان اللہ تعالی پر کیا ہے کہا ڈبو دیا ہے مجھے گناہوں نے اور قریب ہوا ہلاکت کے لیکن
میں امید رکھتا ہوں اللہ تعالی کی رحمت سے پس تکبیر کہی واثلہ نے اور تکبیر کہی گھر والوں نے اونکی تکبیر کے ساتھ اور کہا اللہ اکبر سنا ہے میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے انا عند ظن عبدی بی آخر حدیث تک اور بعضی سلف کہ مستحب جانتے ہیں ذکر
عبد کی نیک عملوں کا اوسکی موت کے وقت لیکن ساتھ نیک گمان کے رکھنے کے اپنے رب پر انتہی تم الخوف والرجاء اور احتمال کہ
جمع کرنے خوف اور امید کی صورت ہے پس مرد اور یہی ہے حدیث میں لا یجتمعان فی قلب عبد الا اعطاہ اللہ الذی یرجوہ وامنہ
اللہ مما یخاف منہ نہیں جمع ہوتی ہیں خوف اور رجا بیچ دل کسی بندے کے مگر یہ کہ دیتا ہے اللہ تعالی اوسکو وہ چیز کہ امید رکھتا ہے اوس کے
فضل اور کرم سے اور امن میں رکھتا ہے اوسکو اوس چیز سے کہ ڈرتا ہے یعنی اوسکی مغفرت اور عذاب سے جیسے قال تعالی [illegible]
بشارت ہو وے گا یعنی یہ کلمات اوسوقت فرمائے کہ کہا ایک شخص نے حالت موت میں کہ امید رکھتا ہوں اللہ تعالی سے اور ڈرتا ہوں اپنے
گناہوں سے ظاہر یہ ہے کہ مصنف نے یہ حدیث بالمعنی نقل کی ہے اور اصل حدیث مشکوۃ میں اسطرح ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہا داخل ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان پر اور وہ موت کی حالت میں تھا پس فرمایا آپ نے اوس جوان کو کہ کس طرح
پاتا ہے تو اپنے تئیں کہا امید رکھتا ہوں میں اللہ تعالی سے اے رسول اللہ کے اور خوف کرتا ہوں اپنے گناہوں سے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہیں جمع ہوتی ہیں خوف اور رجا بیچ دل کسی بندے کے مگر یہ کہ دیتا ہے اوسکو وہ چیز کہ امید رکھتا ہے وہ اوسکی اور امن میں
رکھتا ہے اوس چیز سے کہ ڈرتا ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے
اور احیاء میں ہے کہ ثابت بنانی رحمہ اللہ کسی جوان پر گذرے کہ بدعمل تھا اور اوسکی ماں اوسکو کہا کرتی تھی اے بیٹے تیرے واسطے
ایک روز ہے تو اوس روز کو یاد کر یعنی موت کا روز پس جبکہ آیا وہ دن تو گر پڑی اوسکی ماں بیٹے پر جسکو ڈرایا کرتی تھی اسدن سے
کہا اے ماں میری لیے پروردگار ہے بہت مغفرت والا اور میں امید رکھتا ہوں کہ آج کے دن مجکو نہیں محروم کریگا بعض سے پس وفات پائی تو کہا
ثابت نے پس رحم کیا اوسکو اللہ تعالی نے ساتھ نیک گمان اوسکے کے ساتھ رب اپنے کے انتہی ویکرہ موت الفجاءۃ اور مکروہ جانی گئی واسطے
مخلوق کیا ہے اوسکو نیک عمل کو بد اعمال کے ساتھ مرگ ناگہانی کو کہ دفعۃً آجاتی ہے اور فرصت توبہ اور استغفار کی نہیں رہتی اور توفیق نیک عمل کرنے کی پانے
سبب غضب اللہ تعالی کے [illegible] اور روایت کی ہے بیہقی نے شعب الایمان میں عبید اللہ بن خالد سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ موت ناگہانی افسوس کی پکڑ ہے اور کہا ہے کہ موت ناگہانی ایک اثر ہے آثار غضب الہی سے میں جہت اوس کے کہ مستعد ہو واسطے توبہ کے اور تیاری
آخرت کا نا دلا اور نہیں بیمار کرتی ہے تاکہ ہو کفارہ اوسکے گناہوں کا اور روح احمد کی روایت میں ہے حضرت عائشہ سے مرفوعا کہ
ناگہانی راحت ہے واسطے مومن کے اور پکڑ افسوس کی ہے واسطے کافر کے پس وہ محمول ہے اوپر مومن صالح کے اسلئے
فاجر بھی کافر کے حکم میں ہے اگرچہ بعض وجوہ سے ہو دون الطاعون اور مکروہ جانی وبائی مرگ ناگہانی

کیونکہ صحیحین میں انس رض سے مروی ہے کہ دیا شہادت ہے ہر مسلمان کیلیے طاعون اور یہی وارد ہوا ہے حدیث میں من صبر فی ارض طاعون کان لہ
مثل اجر شہید جسنے صبر کیا بیچ زمین وبا کی تو ہوگا اوسکو اجر مانند اجر شہید کی احمد اور بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کی ہے کہ وبا ایک عذاب تھا کہ بھیجتا تھا اوسکو اللہ تعالی جسپر کہ چاہتا تھا اور بیشک اللہ تعالی نے کردیا ہے اوسکو رحمت واسطے مومنین
کے پس نہیں ہے کوئی ایک کہ واقع ہووے وبا پھر رہ نگ کرے اوس شہر میں درحالیکہ صبر کرنے والا اور ثواب کی امید رکھنے والا ہو
اور جانتا ہو کہ نہیں پہنچتی ہے اوسکو مگر وہ چیز کہ لکھ دی ہے اللہ تعالی نے مگر یہ کہ ہوتا ہے اوسکو اجر مثل اجر شہید کی اور احمد کی روایت میں
و نیز ان سے مروی ہے کہ طاعون ایک غدہ ہے مانند غدہ ابل کی ٹھہرنے والا طاعون کے شہر میں مانند شہید کی ہے اور بھاگنے والا اوس سے مانند جہاد
سے بھاگنے والے کی ہے اور طبرانی کی روایت میں ہے اوسط میں انہیں سے کہ طاعون شہادت ہے واسطے امت میری کے جو کہ مرا اوسمیں مرا شہید اور جس
نے صبر کیا اوسمیں تو ہوا مانند مرابط کے سبیل اللہ میں اور جو کہ بھاگا تو ہوا مانند بھاگنے والی کی جہاد سے **الباب الثامن فی الصحبۃ والمولفۃ**
باب آٹھواں بیچ بیان آداب صحبت اور مخالطت کی انعام مخلوق کی ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم جاننا چاہیے کہ آدمی زیادہ تنہا زندگانی نہیں
کرسکتا ہے اور قیام کرسکتا ساتھ کاموں اپنی کی بدون یاوری اور مدد غیر کی ممکن نہیں ہے واسطے ناگزیر ہوئی اوسکو صحبت سب سے اور
صحبت کو تاثیر عظیم ہے بیچ منفعت اور مضرت کی اگرچہ وہ شخص مستقیم الاحوال ہو فرمایا اللہ تعالی نے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین
اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے کیا حال ہے اوس قوم کا کہ نماز پڑھتے ہیں ہمارے ساتھ اور اچھی طرح نہیں کرتے
وضو پس بیشک وہ چیز کہ مشتبہ کردی اوپر ہمارے قرآن یہی لوگ ہیں اور بیچ روایت احمد اور مسلم کی ہے ابی سعید رض سے کہ فرمایا حضرت نے
اے آدمیوں دیکھا میں نے لیلۃ القدر کو اور نکلا میں طرف تمہارے تاکہ خبر دوں تمکو ساتھ اوسکی پس آئی دو آدمی آپس میں جھگڑتے ہوئے
اور ساتھ اونکی شیطان تھا سو بھول گیا میں اوسکو پس تلاش کرو اوسکو نویں رات اور ساتویں اور پانچویں میں جو باقی رہیں اور بیچ روایت
احمد اور بیہقی کی ہے ابن عباس سے کہ کہا گیا یارسول اللہ دیر کی آپسے جبریل نے پس فرمایا حضرت نے کیوں نہیں دیر کرے اور تم میرے
گرد اگرد ہو لاتستنون ولا تقلمون اظفارکم ولا تقصون شواربکم ولا تنقون رواجبکم پس جبکہ اثر صحبت کا ثابت ہوا تو سالک کو لازم ہے
کہ بلا خطر نفع نقصان دینی اور دنیوی کا ہاتھ نہ دیوے اور بد اخلاق آدمیوں کی صحبت سے پرہیز کرے بلکہ ایسے آدمی سے مطلق صحبت نہ رکھے
کہ قول فعل اوسکا سود مند نہو اور بحر العلم میں کہا ہے کہ صحبت اور مخالطت ثمرہ حسن خلق کا ہے اور تفرقہ اور جدائی ثمرہ بد خلقی کا پس الفت
واجب کرتی ہے دوستی اور الفت کو اور تاثیر تباغض اور تحاسد کو اور مخفی نہیں کہ حسن خلق ایک فضیلت ہے ثابت دین میں ساتھ
آیات اور احادیث کثیرہ کی اور نہیں شک ہے کہ ثمرہ فاضل کا فاضل ہے پس بہت ستائی ہے اللہ تعالی نے اوپر نعمت الفت کے فرمایا
اللہ تعالی نے لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم کیونکہ ظاہر کیا احسان کو اوپر مخلوق کے ساتھ نعمت
الفت کے اور اسمیں بہت حدیثیں ہیں چنانچہ خود مصنف نے ایک حدیث اونمیں سے ذکر کی ہے ساتھ اس قول اپنی کے
و صحیح وارد ہوا ہے حدیث میں ان المتحابین فی اللہ علی منابر من نور حول العرش بیشک محبت رکھنے والے آپس میں واسطے
خدا تعالی کے اوپر منبروں نور کی ہونگے گرد عرش کے قیامت کے دن اور محبت فی اللہ یہ ہے کہ اوسمیں کوئی غرض اغراض نفسانی سے

اور کچہ ریا اور سا یہ خواہش نفسانی کا نہو اور کلمہ یُغْبِطُہُمْ کا اس جگہ مانند اس کلمہ کی ہی جو واقع ہی کلام باری مین والذین جاہدوا فینا اور
یہین نہایت مبالغہ ہی کہ محبت کو مظروف ذات اللہ کا کیا لباسہم نور و وجوہہم نور لباس اونکے نور سے ہوینگے اور منہ
اونکے سورج ہونگے مانند آفتاب کی یغبطہم النبیون والشہداء کہ رشک و آرزو کرینگے اونکے مرتبے کی انبیا اور شہدا اگرچہ مرتبہ اونکا اعلی
اور ارفع ہوگا روایت کیا ہے اس حدیث کو طبرانی نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ آپس مین دوستی کرنیوالے واسطے اللہ کے بیچ سایہ
عرش کی ہونگے اور بیچ روایت ابو ایوب کی ہے کہ آپس مین دوستی رکہنیوالے واسطے اللہ کے اوپر یاقوت کی کرسیوں کی ہونگے گرد عرش
کے اور کہا ادریس خولانی نے واسطے معاذ کی کہ مین دوست رکہتا ہون تجکو واسطے اللہ کے پس کہا اونہوں نے خوش ہو پہر خوش
ہو اسلیے کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تہی قائم کی جاوینگے واسطے ایک گروہ آدمیون کی کرسیان گرد عرش کے
قیامت کیدن کہ چہرے اونکے مانند چودہوین رات کی چاند کی ہونگی گہبراوینگے آدمی اور وہ نہین گہبراوینگے اور خوف کرینگے آدمی
اور وہ نہین خوف کرینگے اور وہ دوست اللہ کے ہین کہ نہین خوف ہی اون پر اور نہ وہ غمگین ہونگے پہر سوال کیا صحابہ نے
کہ کون لوگ ہین وہ فرمایا وہ آپس مین محبت اور دوستی کرنیوالے ہین واسطے اللہ کے اسیطرح احیا مین ہی اور کہا روایت کیا ہی
اسکو احمد اور حاکم نے طویل حدیث مین کہ ابا ادریس نے کہا واللہ مین دوست رکہتا ہون تجکو واسطے اللہ کے کہا اس نے تحقیق
مینے سنا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تہی کہ دوستی رکہنیوالے بسبب جلال اللہ تعالی کی اوسکے عرش کی سایہ مین ہونگے
اوسدن کہ نہین سایہ ہوگا مگر سایہ اوسکا کہا حاکم نے صحیح ہی اوپر شرط شیخین کے اور واسطے احمد کے ہی اور وہ فرد ایک نمبر ہی
کے روایت ہی ابو مسلم خولانی سے اونہون نے روایت کی ہی معاذ سے ساتہ اس لفظ کے کہ آپس مین دوستی رکہنیوالے بیچ جلال میرے کے
کہ اونکے لیے منبر ہونگے نور سے کہ آرزو کرینگے اونکی مرتبے کی انبیا اور شہدا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اور احمد نے حدیث ابی مالک
اشعری سے روایت کی ہی کہ اللہ تعالی کیلیے ایسے بندے ہین کہ نہ تو وہ انبیا ہین اور نہ شہدا آرزو کرینگے انبیا اور شہدا اونکے مرتبے اور قرب اونکے ساتہ اللہ تعالی
کے آخر حدیث تک اور وہ ایسے ہین کہ دوستی کرتے ہین واسطے اللہ کے رکہیگا اللہ تعالی اونکے لیے قیامت کیدن منبر نور سے پس گردانیگا
چہرے اونکے منور اور لباس اونکی نور سے گہبراوینگے آدمی قیامت کیدن اور وہ نہین گہبراوینگے اور وہ دوست اللہ کے ہین ایسے کہ
نہ خوف ہی اون پر اور نہ غمگین ہونگے اور روایت کی ہی نسائی نے سنن کبری مین اور ابن حبان نے اوسکی ثقات مین ابی ہریرہ کی حدیث سے
کہ گرد عرش کی منبر ہونگے نور کے اوپر اونکے ایک گروہ ہوگی کہ لباس اونکی نور کے ہونگے اور چہرے اونکے نور سے نہ تو وہ انبیا ہین اور نہ شہدا
آرزو کرینگے اونکے مرتبہ کی انبیا اور شہدا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بیان فرمائیے اونکی صفت کہ وہ کون ہی آپنے فرمایا آپس مین
دوستی رکہنیوالے واسطے اللہ کے اور آپس مین مجلس کرنے والے واسطے اللہ کے اور آپس مین زیارت کرنیوالے واسطے اللہ کے
جاننا چاہیے کہ علما نے بیچ توجیہ غبطہ کی بہت وجہین بیان کی ہین اول توجیہ کہ بسا اوقات آرزو کرتا وہ شخص کہ بلند مرتبہ والا اور
ساتہ صفات کمال کی ہوتا ہی اوس چیز کی کہ نہین حاصل ہوئی ہی اوسکو اور متصف ہوتا ہے ساتہ اسکے
وہ شخص کہ اس سے ادنے مرتبہ ہے بسبب غلبہ شوق اور احراز تمام فضائل اور حسنات الہی کے

بغیر قصد کرنے کے طرف تفنا رستمر کے کیونکہ جمال سے لذت حاصل ہوتی ہے آنکھوں میں جیسے کہ لذت حاصل ہوتی ہے ساتھ نظر کرنے کے طرف
سبزون اور شگوفون اور پانی اور سبزی کے سوا کسی اور غرض کی ذات اوسکی سے اس قسم کی محبت حب فی اللہ میں داخل نہیں ہے بلکہ
یہ محبت بالطبع ہے پھر اگر ملجاوے اوسکے ساتھ کوئی غرض مذموم تو ہو جاویگی مذموم جیسے کہ دوست رکھنا صورت جمیلہ کو واسطے قضاء
شہوت کی اور نہیں تو پس وہ مباح ہے نہ تو کچھ مدح کیجاتی ہے اوسپر اور نہ مذمت دوسری قسم یہہ ہے کہ دوست رکھے کسی شی کو تاکہ
وسیلہ کرے اوسکو طرف محبوب کی جیسے کہ دوست رکھنا سونے چاندی کو تاکہ پہنچے بسبب اوسکے طرف محبوبات کی کیونکہ بذاتہ
اونسے تو کچھ نفع نہین حاصل کیا جاتا ہے اسیطرح حال ہے آدمیونکی دوستی کا ہے غیر کو جاہ اور علم اور مال سے پھر جو کہ وسیلہ کرنا اوسکا
نہین ہے مگر واسطے دنیا کی تو نہین ہے جملہ حب اللہ سے اور جو فائدہ اوسکا دنیا مین منحصر نہین ہے پھر اگر توسل کیا جاتا ہے ساتھ اوسکے
طرف دنیا کی جیسے کہ محبوب رکھنا اوس شخص کو کہ حاصل کرتا ہے علم بسبب جاہ اور مال کی اپنی اوستاد کی پس وہ بھی حب اللہ سے
خارج ہے کیونکہ محبوب اوسکا سوا اوسکی نہین کہ وہ جاہ اور مال ہے اور یہہ بھی مذموم ہے جیسا کہ قصد کیا جاوے ساتھ اوسکے قرب اخوان
ور ظلم رعایا کا ساتھ ولایت قضا کی اور مباح ہے جیسا کہ قصد کیا جاوے ساتھ اوسکی وہ امر جو مباح ہے تیسرے یہہ کہ دوست رکھے
کسی چیز کو واسطے حظوظ آخرت کی مانند اوس شخص کی کہ دوست رکھتا ہے اپنی اوستاد یا پیر کو تاکہ اونکی وسیلے سے علم حاصل کرے
اور نیک عمل کی توفیق ہو اور مراد دوان دونون امر ولنسی فوز فی الآخرۃ ہے اسی قسم کیطرف اشارہ کیا ہے مصنف نے اور واسطے
لیے مثال لایا ہے پس کہا فاحب نبیہ تعالی الحب عالم یستفاد من قولہ وحالہ یسر بسستی واسطے خدا کی مانند دوستی عالم کی ہے کہ فائدہ
حاصل کیا جاوے اوسکی قول اور حال سے یعنی اوس سے کہ علم سیکھے اور ساتھ ملاحظہ احوال اوسکی تہذیب اخلاق حاصل کرے لیکن مقصود
علم اور تہذیب اخلاق سے آخرت ہو وے نہ جاہ و مال دنیوی و متبالحی متبرک بہ اور مانند دوستی کسی مرد صالح کی کہ تبرک حاصل کیا جاوے اوسکی
دعا اور اتباع سے کہ سبب حاصل ہونے مقاصد اور مطالب کا ہے کیونکہ عالم کی علم اور عمل سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے اور صالح کی عمل اور حلم سے مستفید
ہوتا ہے دنیا مین اور امید کیجاتی ہے اون دونون کی شفاعت کی عقبی مین بعض سلف نے کہا ہے زیادہ و ملیک دوستونکو کیونکہ ہر مومن کیلیے شفاعت
سو شاید کہ تم داخل ہووے بیچ شفاعت اپنے بھائیکی اور مروی ہے بیچ غریب تفسیر اس آیت کریمہ کی ویستجیب الذین آمنوا وعملوا الصالحات ویزیدہم
من فضلہ یعنی شفیع کریگا اونکو اونکی بھائیونکی حق مین پس داخل کریگا اونکو جنت مین ساتھ اونکی اسیواسطے تحریص کی ہے جماعت سلف نے
اوپر صحبت اور الفت اور مخالطت کی اور مکروہ جانا ہے عزلت اور گوشہ نشینی عبد الرحمن سلمی نے حضرت علیکی حدیث سے مرفوعا روایت
کی ہے آدمی کی نیک بختی مین سے یہہ ہے کہ بھائی اوسکی صالح ہون پس بھائی صالح یہہ ہے کہ اگر بھولی دمکو کوئی امر دینی تو یاد دلادیوی اوسکو اور جو یاد
دلادی اوسکو تو اعانت کرے اوسکی اسیکی طرف اشارہ کرنیوالا ہے یہہ قول اللہ تعالی کا جو حکایت ہے حضرت موسی علیہ السلام
سے واجعل لی وزیرًا من اہلی ہارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرًا ونذکرک کثیرًا اور بیچ روایت ابو
داؤد کے ہے حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ جبکہ ارادہ کرتا ہے اللہ تعالی کسی امیر کے
ساتھ بھلائیکا تو کر دیتا ہے اوسکے لیے وزیر صالح کہ اگر بھول جاوے کوئی امر خیر تو یاد دلاوے

اوسکو اور جو یاد دلاوی تو اعانت کری اوسکی اور نقل کیا ہی ابو داؤد نی بیچ معنی اس حدیث کی اور تعبیر کی ہے اوسکی ساتھ اس قول اپنی کی کہ
جو شخص کہ ارادہ کری اللہ تعالی ساتھ اوسکی بھلائی کا تو کرتا ہی اوسکو بھلائی والے آخر حدیث تک اور راغب صالح شامل ہی عالم اور متعلم
اور نیکو کار کو اگرچہ نہ ہووے عالم نحو وامرأۃ تفرغ للعبادۃ بتدبیر امر البیت اور مانند دوستی اوس عورت کی کہ فارغ رکھی زوج کو واسطے عبادت
مولی کی ساتھ تدبیر کرنی امور خانگی کی کھانا پکانا وغیرہ سی کہ سبب فتور اوقات اور قصور عبادات کی ہین اسیواسطی بہت احادیث مین
وارد ہوا ہی اجر کثیر اور ثواب عظیم اوپر اتفاق کرنی اپنی عیال پر یہانتک کہ ایک لقمہ اگر مرد اپنی زوجہ کے منہ مین رکھے اوسکیلئی
بھی بڑا ثواب ہے چنانچہ اوپر گذر چکا پس جو عورت کہ خود متکفل گھر کی امور کی ہو کر سبب فراغ خاطر مرد کی ہووی اوسکی دوستی بھی
حب اللہ مین سے ہی اسیطرح اگر حبیب خادم سی ارادہ کری خدمت لینی کا اپنی حاجتون مین تاکہ فارغ ہووی واسطے عبادت
کی یعنی لیطلب بالالصون الوقت عن الضیاع فی الطلب اور مانند دوستی اوس غنی اور تونگر کی کہ دیوی مال بقدر حاجت کے تاکہ نگاہ
رکھی وہ مال وقت ضائع ہونیسے طلب روزی مین اور تشویش دل کی برطرف کری پس محبت تیری منعم مجازی سی کہ کفاف تیرا اوس
سی متعلق ہووی اور تجکو سوال اور تضییع وقت سی باز رکھی اور متقوی اور مدد ہووی اوپر فراغت دل کی ہی جملہ حب اللہ سی ہی اور
تھی ایک جماعت سلف سی کہ کفیل ہوتی تھی اونکی کفایت کی ایک گروہ اہل ثروت سی وتعبد لہ تعالی اور مانند دوستی عبادت کرنیوالے
کی واسطے اللہ تعالی کی یعنی جو شخص کہ تکلف کرتا ہی عبادت مین پس محبت اوس سی بسبب عبادت کی ہی حب فی اللہ مین سی ہے
اور مراد صالح سی جو اوپر ہو چکا عابد بلا تکلف ہے پس نہ ہوئی اسکی ذکر مین تکرار اور جملہ حب فی اللہ مین ہی حب تلمیذ کی ہی کیونکہ سبب
اسکی درجہ تعلیم کو پہنچتا ہی کہ اللہ کی نزدیک عظیم ہی چنانچہ مروی ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام نی فرمایا جس نے علم سیکھا اور
اوسپر عمل کیا اور سکھایا اوسکو اور ونکو پس پکارا جاویگا عظمت کی ساتھ عالم بالا مین اور اوسے مین سی ہی دوستی اوس شخص
کے کہ جمع ہوا اوسمین وہ چیز کہ وسیلہ کیا جاوی ساتھ اوسکی طرف اللہ تعالی کی اور وہ چیز کہ وسیلہ کیا جاوی ساتھ اوسکے طرف دنیا
کے جیسا استاد تعلیم کری دین کی امورات اور پوری کری مہمات دنیا اور دوستی اوسکی واسطی صلاح دونون امرون کی ہو کیونکہ
حب اللہ کی شرط مین سی یہ نہین ہی کہ دوست رکھی دنیا کو اور یہ کیسی ہو سکتا ہی حالانکہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی ربنا آتنا فی الدنیا
حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ اور بیشک دعا فرمائی ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اللہم انی اسئلک رحمۃ انال بہا شرف کرامتک فی الدنیا
والآخرۃ لیکن احتراز کری دنیا کی اون حظوظ سی کہ مانع ہون آخرت کی حظوظ سی اور مخالف اونکی ہون اور وہ وہ ہین کہ اجتناب
کیا ہی اونسی انبیا اور اولیا نی اور حکم کیا ہی اونسی بچنی کا اور قسم رابع یہ ہے کہ محبت رکھی اللہ تعالی سی نہ اسلیئی کہ وسیلہ کرے
اوسکو طرف کسی اور امر کی سوا ذات اوسکیکے اور یہ اعلی اور اغمض تمام درجات کا ہی اور ممکن ہے اسلیئی کہ آثار غلبہ حب سے
یہ ہی کہ متعدی ہو محبوب سے طرف ہر اوس امر کی کہ متعلق ہو ساتھ محبوب اور مناسب اوسکی ہو چنانچہ مصنف نے اسکی طرف
اشارہ کیا ہی ساتھ اس قول اپنی کی فالمحب للشیء محب اہلہ ومحبوبہ پس دوست رکھنی والا کسی چیز کا دوست رکھنی والا ہی دوست
دار اوسکیکو اور دوست رکھی ہوئی اوسکیکو جیسیکہ محبوب رکھی کوئی شخص کسی انسان کو محبت شدید تو دوست رکھیگا دوست

دکھنی والی آدمی انسان کو اور یاد اوسکی محبوب کو اور اوسکی خادم اور مکان اور محلہ اور ہمسایہ وغیرہ سب کو جیسکہ مجنون نی یہ امر ای کہا ہی
شعر امر علی جدار دیار لیلی ✤ اقبل ذا الجدار وذا الجدار ✤ وما حب الدیار شغفن قلبی ✤ ولکن حب من سکن الدیار ✤ اسیطرح محبت الٰہی جبکہ
قوی اور غالب ہوتی ہی اور گھیر لیتی ہی دلکو تو دوست رکھتا ہی ہر موجود کو کہ اثر ہی آثار قدرت اوسکی سی اسی جگہ سی کہا گیا ہی کہ دوست
رکھتا ہون مین تمام عالم کو کیونکہ پیدا کیا ہی اوسکو اللہ تعالی نی اور اچھا پیدا کیا ہی اور ابو مدین المغربی نی کہا ہی کہ شکر وہ جانا جاوے
امر باطل جیچ ظاہر ہوے اوسکی کیونکہ یہ بھی بعض ظہورات اوسکی سے ہے اور کہا گیا ہی کہ بندہ جبکہ دوست رکھتا ہی مومن کو تو دوست
رکھیگا اوسکے کتے کو بھی اسیواسطے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس جبکہ لایا جاتا تھا آپکی پاس پہلا پہل تو آنکھون سے لگاتی تھی اور تعظیم کرتے
اوسکی اور فرماتی کہ یہ قریب العہد ہی ہماری رب سے روایت کیا ہی اسکو طبرانی نے صغیر مین ابن عباس کی حدیث سی اور ایک
قوم کو محبت الٰہی اس درجہ کو پہنچی تھی کہ کہا نہین فرق کرتے ہین ہم درمیان بلا اور نعمت کی کیونکہ سب اللہ تعالی کی جانب ہی ہی
نہین خوش ہوتی ہین ہم مگر اوس چیز سے کہ اوس مین رضامندی اوسکی ہی یہانتک کہ بعضون نی کہا ہی کہ نہین ارادہ کرتا ہون مین اللہ
تعالی کی مغفرت کا ساتھ نافرمانی اور عصیان اوسکی کی اور سمنون نی کہا ہی کہ نہین ہی مجکو ماسوا تیری مین حظ اور خوشی سو جسطرح
چاہی آزمائی مجکو لیکن یہ ساتھ ذکر نکی طرف توحید صرف اور حقیقت کی ہی اور مقام شریعت اور طریقت مین پس ضرور ہی دعا دینا بہر
تو ہی حق کو حق اور اسکا لیس دعا مانگا کرے اسطرح الٰہی ارنا الاشیاء کما ہی اور اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا
وارزقنا اجتنابہ اور اسیکی ساتھ پورا ہوتا ہی ایمان پس تحقیق وارد ہوا ہی کہ مضبوط کر دونون کناری ایمان کی ہی حب فی اللہ اور بغض
فی اللہ ہے روایت کیا ہی اسکو احمد نی براء بن عازب سی اور یہ بھی وارد ہوا ہی جس نی دوستی کی واسطی اللہ کی اور بغض کیا واسطے
اللہ کی اور بخشش کی واسطی اللہ کی اور منع کیا واسطے اللہ کی پس بیشک پورا اور کامل کیا ایمان کو روایت کیا ہی اسکو ابو داؤد
نے ابی امامہ سے اور احتمال ہی کہ یہ قول مصنف کا فالمحب الخ دلیل ہو اوپر اس بات کی کہ محبت اشخاص مذکورین کی بجا حب فی اللہ
سے ہی اسلئی کہ جو شخص قیام کریگا ساتھ حق عبادت الٰہی کی علم یا عمل مین اور ہر وہ شخص کہ اوسمین صفت پسندیدہ ہو حسن خلق سے
اور مودب ہو ساتھ آداب شرع کی پس وہ دوست رکھی   لا اللہ تعالی کا اور محبوب اوسکا ہی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے یحبہم ویحبونہ
جو شخص کہ دوست رکھیگا اللہ تعالے کو تو اللہ تعالے بھی اوسکو البتہ محبوب رکھیگا لیکن محبت اوسکی ساتھ اونکی ضعیف اور
قوی ہوگی بقدر ضعف اور قوت محبت اللہ تعالی کی وکذا البغض اور اسیطرح ہی البغض للہ یعنی جیسے حب فی اللہ ہوتی ہی اسیطرح
بغض فی اللہ بھی ہوتا ہی کیونکہ جب دوست رکھا تونی ایک شخص کو کہ مطیع اور فرمانبردار اور محبوب ہی نزدیک اللہ تعالی کی
تو مبغوض جانیگا اوس شخص کو کہ نافرمان اور معتوب ہی نزدیک اللہ کی ویزدادان بقوة الطاعة والمعصیة اور زیادہ ہوتی ہین یہ
دونون یعنی حب فی اللہ اور بغض فی اللہ ساتھ قوت طاعت اور معصیت کی یا جسقدر کہ طاعت اور بندگی زیادہ اور قوی ہوگی اوسیقدر
حب اللہ بھی زیادہ ہوگی اور جسقدر کہ معصیت اور نافرمانی شدید ہوگی اوسیقدر بغض اللہ بھی اشد ہوگا وینقصان لضعفہما
اور نقصان پذیر اور کم ہوگی دوستی اور دشمنی خدا تعالی کی ساتھ ضعف طاعت اور معصیت کی کیونکہ وہ دونون مرتب ہین اوپر وجود

طاعت اور معصیت کی اور وجدان دونو کا ہوتا ہے بقدر ظاہر ہونے اونکیکی لیکن یہ جب ہے کہ مختلط ہون طاعات اور معاصی اور ہو ایک ون دونو نکا قوی دوسرے سی اور جبکہ مختلط نہون جیسا کہ نہ ظاہر ہو کسی شخص سی مگر طاعات پس نہین ہی بغض کیلئی اوسمین سبیل اور جیسیکہ نہ ظاہر ہو کسی شخص سے مگر معصیتین پس نہین سبیل ہے واسطی محبت کی اوسمین اور جبکہ مختلط ہون دونون اور مساوی ہون پس دیا جاویگا ہر صفت کو حصہ اوسکا بغض اور محبت سی پس مبغوض جانی تو اوسکو ایک وجہ سی اور محبوب جانی ایک وجہ سے جیسکہ مسلمان گناہ گار کہ دوست رکہی تو اوسکو بسبب اسلام اوسکیکی اور مبغوض جانی تو اوسکو بقدر معصیت اوسکیکی فالادسے الاخوۃ پس ادنی درجہ حب للہ کا اخوت ہی یعنی اخوت اسلام اور مودت کہ پیدا ہو بسبب اسلام کے حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہی کہ نہین پیدا کرتا ہے بندہ کوئی بہائی خالص واسطے اللہ کے مگر یہہ کہ پیدا کرتا ہی اللہ تعالے اوسکیلئی ایک درجہ جنت مین روایت کیا ہی اسکو ابن ابی الدنیا نی کتاب الاخوان مین ثم المحبۃ پہر درجہ متوسط محبت ہی جو واجب کرتی ہی زیادتی صحبت کو اخوت سی وہی ما یمکن فی حبۃ القلب اور وہ وہ چیز ہی کہ متمکن اور جاگیر ہو بیچ دانہ دل کی یعنی دلکی خاص جزا مین وہ ٹہرنیوالی ہو حضرت انس سی مروی ہی کہ نہین محبت کرتی ہین دو شخص مگر واسطے اللہ تعالی کی یہہ کہ ہوتا ہی محبوب ترین اونکا طرف اللہ تعالے کی وہ شخص کہ اشد تر اونکا ہو از روی حب کی واسطے صاحب اپنی کی روایت کیا ہی اسکو ابن حبان اور حاکم نی اور کہا صحیح الاسناد ہی ثم اناتہ پہر درجہ اعلی خلت ہی یعنی صداقت خالصہ اور محبت صادقہ وہی ما تخلل فی سرہ اور وہ وہ ہی کہ آنی والی ہو باطن قلب مین اس صورت سی کہ اوسمین غیر کی وسعت نہو یعنی خلت اوس محبت کا نام ہی کہ محب کی باطن قلب مین اس حیثیت سے داخل ہو کہ اوسمین غیر کو گنجایش نرہی اور داعی ہو طرف اطلاع محبوب کے اسرار محب پر یہی معنی اس قول مصنف کی ہین ولا تشرکتہ نہا اور نہین ہی مشارکت خلت مین کسیکو بلکہ مخصوص ہی ذات باری کی ساتہہ اور یہہ خلت کی تعریف مین نہین داخل ہی بلکہ اوسکا حکم ہی یعنی گنجایش نہین ہے اوسمین غیر کو محبت دنیا اور آخرت سی نہایہ مین کہا ہی کہ یہہ ایک حالت بزرگ ہی کہ نہین پہنچتا ہے اوسکو کوئی ساتہہ کسب اور اجتہاد کی کیونکہ طبیعتین غالب ہین اور سوا اسکی نہین کہ خاص کرتا ہی اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے اپنے بندونسے مثل سید المرسلین کی انتہی اور امام غزالی نی کہا ہی کہ خلت اکمل ہے محبت سی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع تہی درمیان خلت اور محبت کی انتہی اب مصنف استدلال لایا اس امر پر کہ خلت مین شراکت نہین ہے ساتہہ اس قول اپنی کی فورد ح پس وارد ہوا ہی حدیث صحیح مین کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابا بکر خلیلا اگر ہوتا مین خالص دوست بکرنیوالا یعنی اگر روا ہوتا مجکو کہ دوست پکڑون مخلوق سی اس صفت کی ساتہہ کہ محبت اوسکی میرے دل مین آوے اور احاطہ کرلی تمام اجزاء دل کو ظاہر اور باطن مین سوا پروردگار اپنی کی تو البتہ پکڑتا مین ابو بکر کو ایسا دوست کہ قابل اور لایق اس صفت کی ہی ولکن صاحبکم خلیل الرحمن ولیکن صاحب تمہارا کہ کنایہ اپنی ذات شریف سی کیا خلیل رحمن کا ہی اور سوا رحمن کی کوئی خلیل حقیقی نہین ہے پس نہین جائز ہے مجکو کہ داخل کرون خلت غیر کو اپنی دل مین اور محبت مخلوق کی اوپر ظاہر دل کی ہی اور نہین مطلع ہے اوپر سر میری کی مگر اللہ تعالی سبحانہ روایت کیا ہی اس حدیث کو احمد نی ابن زبیر سے

اور بخاری نے ابن عباس سے ساتھ اس لفظ کی کہ اگر ہوتا مین اپنی است سے کسی کو خلیل تو البتہ پکڑتا مین ابو بکر کو خلیل لیکن وہ
بہائی میرا اور صاحب میرا ہی اور زجاج سے مروی ہی کہ خلیل وہ ہی کہ اوسکی محبت مین کچہ خلل نہو اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ دوست
کہ محبت کیجاوی بسبب اوسکی اور عداوت کیجاوی بسبب اوسکی یعنی اگر کسیلیے محبت یا عداوت کیجاوی تو اوسکی باعث سے کیجاوے
اور بعضون نے کہا ہی کہ خلیل محب مخلص ہے واسطی کسی شے کی نہ ساتھ غیر اوسکی کی اسیواسطے فرمایا حضرت نے انی ابرأ الی کل خلیل
من خلۃ ولو کنت متخذا خلیلا الحدیث پس یہ بیان آنحضرت علیہ السلام کا قطع کرنا خلت کا ہی درمیان آپکی اور درمیان غیر آپکے
مخلوق سے اور اشکال کیا گیا ہی ساتھ اس قول ابو ہریرہ اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی خلیلی علیہ السلام سے جواب دیا گیا ہی بانیطور
کہ نہی اس سے ہی کہ حضرت کسیکو خلیل بناوین اور اس کی نفی نہین کی کہ کوئی غیر آپکو خلیل بناوی اور احتمال ہی کہ صاحبکم خلیل الرحمن
سے دوست پکڑنا اللہ تعالی کا آپکی تعین مراد ہو چنانچہ عبد اللہ بن مسعود کی حدیث مین آیا ہے کہ تحقیق اللہ تعالی نے صاحب تمہارے کو
خلیل اور یہ بہی صحیح ہے کیونکہ جو کوئی کہ محبت مین صادق ہوتا ہی تو مرتبہ محبوبیت کو پہونچتا ہی جیسے یہ مضمون اسی عبارت سے ہم
اور عشق صادق آمدہ ہست ٭ بر سرش معشوق عاشق آمدہ ہست ٭ بخلاف ماسوا نا بخلاف ماسوا خلت کی اخوت اور محبت دونو
شرکت قبول کرتی ہین فورد ح پس وارد ہوا ہے حدیث مین علی منی بمنزلۃ ہارون من موسی علیہما السلام علی مجہسے بیچ اخوت
اور محبت کی بجائی ہارون کی ہی بہ نسبت موسی کی کہ بہائی اور خلیفہ اونکی تہی نازل ہوا ان دونون پر سلام یہ حدیث مروی ہی صحیحین
مین سعد بن وقاص رضی اللہ عنہما سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطی علی رضی اللہ عنہ کی تو مجہسے بمنزلہ ہارون
کی ہی موسی سے مگر یہ کہ نہین نبی ہی بعد میری دہلوی نے کہا ہی کہ کلام کیا ہی آمدی نے اس حدیث کی صحت مین لیکن یہ حدیث نے کہا ہے
کہ یہ صحیح ہے اور اعتماد اوسیر کے قول پر ہی اور کیونکر ہو حالانکہ وہ صحیحین مین ہے لیکن وہ قسم احادیث سے ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ بعض
طرق مین یہ قول نہین ہے الا انہ لانبی بعدی انتہی اہل سیر نے کہا ہی کہ صادر ہوا ہے یہ قول حضرت سے غزوہ تبوک مین جبکہ خلیفہ
کیا آپنے حضرت علی کو مدینی پر سو عرض کیا حضرت علی نے کہ آیا خلیفہ کرتی ہین آپ مجکو عورتون اور لڑکون پر گویا کہ نقصان جانا
اپنے رہنی کو پیچھی آپکے پس فرمایا آپنے آیا نہین راضی ہوتا ہے تو اس امر پر کہ ہووی مجہسے بمنزلہ ہارون کی موسی علیہما السلام
سے یعنی جبکہ خلیفہ کیا تہا حضرت ہارون کو وقت متوجہ ہونی اپنی کی طرف طور کی جبکہ کہا اون سے اخلفنی فی قومی واصلح اور
حجت تہا شیعہ کی اس حدیث سے خلافت حضرت علی پر باطل ہی کیونکہ یہ خبر احاد ہی پس نہین مقابل ہو گی اجماع کی صحیح ترجمہ
لتا ہے اور دوسرے یہ کہ خلافت حضرت ہارون کی حضرت موسی کی مراجعت تکر تہی اسیطرح خلافت حضرت علی کرم اللہ
وجہ کی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراجعت تک تہی یہ خلافت خاص ہی علی الاطلاق دائمی خلافت اس سے نہین ثابت ہو سکتی
دیکہو دیکہا ہی ابن ام مکتوم اور ابوہریرہ جو مدینہ منورہ پر خلیفہ کیے گئی ہین پہر کیا اونکے واسطے خلافت دائمی ثابت ہو گئی اور
جبکہ فارغ ہوا مصنف بیان فضیلت حب اللہ اور اوسکی مراتب سے اور محبت صحبت سے پیدا ہوتی ہی تو شروع کیا اون
صفات کا بیان کہ وہ شرائط ہین اختیار کرنی صحبت کے کیونکہ ہر آدمی صحبت کی صلاحیت نہین رکہتا فرمایا نبی علیہ السلام نے

آدمی اوپر دین اپنے خلیل کے ہے پس چاہیے کہ دیکھے ایک تمہارا اوس شخص کو کہ خلیل بناتا ہے پس ضرور ہو کہ رعایت کرے
اوس شخص میں کہ اوسکی صحبت اختیار کرتا ہے چار خصلتیں عقل اور حسن خلق اور قناعت اور صلاح پس کہا فیعما صاحب العاقل پس صحبت
رکھی صاحب عقل سے کہ عالم عامل کو کہتے ہیں غزالی نے کہا ہے کہ عاقل وہ ہے کہ سمجھے امور کو اوپر اوسوجہ کے کہ پیدا امور
اوسی وجہ پر ہیں یا تو بنفسہ یا جبکہ سمجھایا جاوے اور تعلیم کیا جاوے اور عقل راس المال اور اصل ہر شئی کی ہے سو کچھ بھلائی
نہیں ہے احمق کی صحبت میں اور مآل اوسکا طرف قطعیت اور وحشت کی ہوتا ہے اگرچہ مدت دراز تک صحبت رہی حضرت علی
رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ؎ لا تصحب اخا الجہل فایاک وایاہ ٭ فکم من جاہل اردی حلیما حین واخاہ ٭ یقاس المرء بالمرء اذا ما ہو ماشاہ ٭
وللشئ علی الشئ مقاییس واشباہ ٭ وللقلب علی القلب دلیل حین یلقاہ ٭ اور کسی شاعر نے کہا ہے ؎ انی لآمن من عدو عاقل ٭ واخاف
خلا یعتریہ جنون ٭ فالعقل فن واحد وطریقہ ٭ ادری فارصد والجنون فنون ٭ سفیان ثوری کہتے ہیں کہ نظر کرنا اوپر منہ احمق کے گناہ
بزرگ ہے کہ نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ نظر کرنا احمق کی طرف ملتا ہے ساتھ اللہ تعالی کے اور امیر المومنین حضرت
عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا مرد کے لیے کوئی چیز بہتر عقل سے نہیں ہے کہ ہدایت کرے ساتھ اوسکی مصاحب اپنے کو
طرف راہ راست کے اور باز رکھے اوسکو گمراہی سے تحقیق کامل نہیں ہوتا ایمان آدمی کا اور مستقیم نہیں ہوتا دین اوسکا مگر ساتھ
کمال عقل کے والحسن الخلق اور صحبت رکھے نیک خصلت سے مروی ہے صحیحین میں کہ فرمایا حضرت نے بیشک بہتر تمہارا نیک تمہارا ہے
از روئے خلق کے اور فرمایا حضرت نے اے ابا ہریرہ لازم کر تو اپنی جان پر حسن خلق ابوہریرہ نے عرض کیا کہ حسن خلق کیا چیز ہے
یا رسول اللہ فرمایا مل اوس شخص سے کہ قطع کرے تجھسے اور معاف کر اوس شخص کو کہ ظلم کیا تجھپر اور بخشش کر اوس شخص کو کہ محروم
کرا تجکو روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں حسن کی حدیث سے مرسلاً اور سنے ابوہریرہ سے کیونکہ اسنے نہیں سماعت کی
ہے اوس سے اور اسلیے کہ بہت صاحب عقل کی کہ عقل کی راہ نمائی سے اکثر امورات جیسے ہیں جان لیتے ہیں لیکن بسبب کج خلقی
اور بدسیرتی کی متابعت ہوا کرتے ہیں اور مقتضی عقل سے خلاف عمل میں لاتے ہیں پس ثمرہ حسن خلق کی پوری کرنے والے
عقل کے شرط لگی ہے جنید بغدادی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بیشک صحبت رکھنا فاسق خوش خلق سے محبوب زیادہ ہے میرے
نزدیک صالح بدخلق کی صحبت سے کیونکہ وہ عمل کریگا غیر کے ساتھ موافق اوسکے کہ غالب ہو اوسپر غضب یا شہوت یا بخل یا جبن وغیرہ
پس ضرر دیگا ساتھ اوسکے غیر اوسکا اسلیے کہ جبکہ غالب ہوگا اوسپر غضب تو ضرر پہنچاویگا تجکو یا شہوت کو اختیار کریگا اپنی نفس کو
تجپر یا بخل تو قطع کریگا تجسے وہ چیز کہ تو اوسکا زیادہ محتاج ہے یا جبن تو ہرگز نہیں مدد کریگا وہ تیرے فاشتر الہما ما تورکسیں
شترالکر یا عقل اور حسن خلق کا مصاحب میں ماثور ہے سلف سے چنانچہ نقل کیا گیا کیونکہ مدار الفت اونہیں دونوں سے ہے والقانع فصحبۃ الحریص
سم قاتل و صحبت صاحب قناعت کرنیوالے سے اسلیے کہ صحبت حریص دنیا کی زہر قاتل کرنیوالا ہے کہ مصاحب میں تاثیر کرکے اوسکو ہلاک کرتا ہے
کیونکہ طبیعتیں مخلوق ہیں تشبیہ پر بسبب صحبت کے پس مجالست حریص کے حرکت دیتی ہے حرص کو اور مجالست اہد کی یاد دلاتی ہے زہد کو امام احمد
بن حنبل نے کہا ہے کہ نہیں واقع کیا مجکو کسی بلا میں مگر صحبت حشمت والوں نے اور اسی تاثیر صحبت کی صحبت سے مکروہ جانا ہے دنیا کی طالبوں کی صحبت

اور بہتر جانا ہے صحبت راغبین فی الآخرۃ کو والسالی فالفاسق یستحق المقت اور صحبت رکھے مرد صالح سے کہ اللہ تعالی اور اوسکے رسول کی
اطاعت کرتا ہو فرائض اور واجبات اور سنن موکدات مین اور ساتھ اسکے جدا ہوا صالح نیک خلق سے اور جو نیک خلق سے نہو
مراد ہوتی صالح کے ذکر کی کچھ حاجت نہین ہے اسلیے کہ فاسق مستحق غضب الٰہی کا ہو سے نہین حاصل ہوتی ہے اوسکی صحبت سے مگر وہ چیز
کہ سبب غضب اوسکیکے ہو فرمایا اللہ تعالی نے ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ہواہ اور مروی ہے صحیحین مین ابو موسی رضی
اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مثال ہمنشین صالح اور بد کے مانند مصاحبت اوٹھانے والے مشک اور پہونکنے
والے بھٹی کی ہے پس مشک والا یا تو تجکو دیدیگا یا تو اوس سے خرید لیگا مشک کو یا اوس سے اچھی خوشبو تجکو آویگی اور بھٹی پھونکنے
والا یا تو تیرے کپڑے جلا دیگا یا تو اوس سے بدبو پاویگا اور اسلیے کہ جو شخص مخالفت کرتا ہے اللہ تعالی کی خواہش نفسانی کی پیروی
تو نہین اعتماد کیا جاوے اوسکی دوستی پر کہ متغیر ہوگی ساتھ متغیر ہونے اغراض کے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ نہ
صحبت رکھو پانچ شخصون سے ایک تو کذاب سے بیشک تو اوس سے اوپر غرور کے ہے اور وہ مانند سراب کے ہے نزدیک دور اوسکے احمق
پس تحقیق وہ ارادہ کریگا تیرے نفع کا اور حقیقت مین وہ تیرا ضرر ہوگا تیسرے بخیل سے وہ قطع کریگا تجھسے وہ چیز کہ زیادہ احتیاج ہے
تیری طرف اوسکی چوتھے نامرد کہ بھاگیگا تجھسے سختی کے پانچوین فاسق کہ وہ بیچ ڈالیگا تجکو ایک لقمہ یا کمتر پر کہا گیا کہ کمتر اوس سے
کیا ہے کہا طمع کرنا اوسکی اور نہ ملنا وہ اوسکو اور حسن رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ قطع محبت کرنا فاسق کو قربت اور نزدیکی ہے طرف
اللہ تعالی کے پھر اجتناب کرنا فاسق مبتدع سے ضرور ہے کیونکہ اسکی صحبت مین اثر بدعت کا سرایت کرتا ہے طرف ہمنشین اپنی کے مروی ہے
حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ السلام سے کہ محبت کرو تم طرف اللہ تعالی کے ساتھ بغض اہل معاصی کے اور نزدیکی طلب کرو طرف اللہ تعالی کی
ساتھ دور ہونے اہل معاصی سے اور ڈھونڈھو رضامندی اللہ تعالی کی ساتھ غصہ اونکے عرض کیا لوگون نے یا روح اللہ کس کے ساتھ
بیٹھا کرین ہم فرمایا بیٹھو اوس شخص کے ساتھ کہ اوسکا دیکھنا یاد دلاوے اللہ تعالی کو اور زیادہ کرے اوسکا کلام تمہارے
عمل کو اور زیادہ کرے ساتھ رغبت دیوے تمکو اوسکا عمل طرف آخرت کے اور بعض علما نے کہا ہے کہ نہ بیٹھو مگر دو شخصون کے ساتھ ایک وہ
کہ سکھو تم اوس سے کوئی شی امر دین اپنی سے دوسرے وہ کہ سکھاؤ تم اوسکو کوئی چیز امور دین اور اسکے پس قبول کرے وہ تم سے
اور تیسرا کوئی نہین ہے پس مراد اوس سے صحبت ہر ایک منفعت دین کی یعنے جسکی صحبت مین دین کا فائدہ ہو اوسکے ساتھ صحبت رکھو
اور جسکی صحبت مین دین کا فائدہ نہو اوس سے بہتا گوشہ پکڑ رہنا ہو حدیث مین مثال دو بھائیون کے وقت ملاقات کے مانند دو ہاتھون
کے ہے کہ دہوتا ہے ہر ایک انمین کا دوسرے کو اور نہین ملاقات کرتے ہین دو مومن مگر یہ کہ فائدہ دیتا ہے اللہ تعالی صاحب ایک
سے بہتری کا روایت کیا ہے اسکو دیلمی نے آداب صحبت مین اور وارد ہے حدیث مین کہ مومن آئینہ ہے مومن کے اپنے بیچ دیکھتا ہے اوسکے عیب
وہ چیز کہ نہین دیکھتا ہے اپنے نفس سے پس فائدہ اوٹھاتا ہے اپنے بھائی سے اپنے عیبون کی معرفت کا اور جو منفرد ہوتا تو نہین حاصل کرتا یہ فائدہ
جیسا کہ آئینے سے ظاہر صورت اپنی کے عیب معلوم کرتا ہے یہ اگر کسی ہمنشین سے کوئی امر خلاف ہوا ہو تو پوشیدہ سہولت کی ساتھ اوسپر مطلع کرو اور
علی الاعلان نکہو کہ جسمین اوسکی رسوائی ہو امام شافعی نے کہا کہ جسنے نصیحت کی اپنے بھائی کو پوشیدہ تو اوسنے خیرخواہی کی اوسکی اور زینت دی

اوسکو اور جسنے علانیہ نصیحت کی تو بیشک رسوا اور فضیحت کیا اوسکو اور بیشک اللہ سبحانہ و تعالی عتاب کریگا مومن پر قیامت کے دن
نیچے پردہ اپنی کے اور مطلع کریگا اوسکو اوسکے گناہوں پر پوشیدہ اور صاحب مقت الٰہی کے پس نکلے رستے جاوینگے سامنے گواہوں کے
اور الوہینگے اونکے اعضا ساتھ فضیحت اونکیکے درمیان بندہ کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ بہائی تین قسم ہیں ایک مانند نمکین سے ہے مانند غذا کے
ہے کہ نہیں استغنا کیجاتی ہے اوس سے کسی وقت میں دوسرا مانند دوا کے ہے کہ احتیاج ہوتی ہے اوسکی کبھی کبھی تیسرا مانند بیماری کے ہے کہ نہیں
حاجت ہوتی ہے طرف اوسکے کبھی لیکن بندہ کبھی مبتلا ہوتا ہے ساتھ اوسکے اور وہ وہ ہے کہ اوسمین نہ تو الفت ہو اور نہ کچھ فائدہ اور بہائی
علقمہ نے بیچ وصیت اپنی بیٹے کے اے بیٹے اگر پیش آوے تجکو کوئی حاجت طرف صحبت رجال کے پس مصاحبت کر اوس شخص سے کہ اگر خدمت
کی تو اوس سے تو نگاہ رکھے تجکو اور جو صحبت کرے تو اوسکے ساتھ تو مزین کرے تجکو اور جو روکی تو اوسے کچھ بوجہ تو اوٹھاوے اوسکو اور صحبت
رکہ اوس شخص سے کہ ساتھ جب دراز کرے تو ہاتھ اپنا طرف بہلائی کے تو وہ بہی دراز کرے اور جو دیکھی تجہسے کوئی نیکی تو شمار کرے اوسکو اور جو کچھ برائی دیکھی
تو روکے تجکو اوس سے اور صحبت کر اوس سے کہ اگر سوال کرے تو اوس سے تو دیوے تجکو اور جو ساکت ہے تو تو ابتدا کریگا وہ اور جو پہنچے کوئی مصیبت
تو سے تو غمخواری کرے تیرے اور صحبت رکہ تو اوسکی ساتھ کہ جب گفتگو کرے تو تو تصدیق کرے تیری بات کی اور جب قصد کرے تو کسی
امر کا تو بجالاوے اوسکو اور جو نزاع کرے تو اوسکی ساتھ تو مختار کرے تجکو اپنی نفس پر اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ نہ غرور میں ڈالے تجکو قول اوس شخص کا کہ کہے آدمی ساتھ محبوب اپنی کے ہوتا ہے کیونکہ تو نہیں ملیگا ابرار کے ساتھ مگر ساتھ اعمال اونکے
کے اسلیے کہ یہود اور نصاری دوست رکھتی ہیں اپنی انبیا کو اور نہیں ہونگے اونکے ساتھ اور کبھی جواب دیا جاتا ہے باینطور کہ کفر نے رد کر دیا
ہے یہود اور نصاری کو معیت انبیا سے لیکن ایمان پس امید ہے اوسکے سبب سے جمعیت کی پس وارد ہے حاکم کی حدیثین جو شخص کہ محبوب
رکہے کسی قوم کو تو حشر کیا جاویگا ساتھ اوسکے اور کبھی اسطرح جواب دیا گیا ہے کہ محبت یہود و نصاری کی اپنی انبیا کے ساتھ
خالص واسطے اللہ کے نہیں تھی بلکہ اس سبب سے محبت رکھتی تھی کہ وہ اونکی قوم میں سے تھے اسلیے وارد ہوا ہے کہ جو شخص پسند رکھے یہ امر کہ
مزہ ایمان کا پاوے پس چاہیے کہ محبت رکھے آدمی سے خاص واسطے اللہ کے روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور جبکہ مصنف فضائل
صحبت کی شرائط سے فارغ ہو اب شروع کیا کہ بیان کرے حقوق اخوت اور صحبت کے اور وہ مال اور نفس اور زبان اور دلمیں ہوتے ہیں ساتھ
عفو اور دعا اور اخلاص اور وفا اور تخفیف اور ترک تکلف کے سو حقوق مال اور نفس میں تین مرتبہ ہیں علیا اور وسطی اور دنیٰ
پس بیان کیا مصنف نے مرتبہ علیا کو ساتھ اس قول اپنی کے ولیقدم حاجتہ فی المال والنفس اور مقدم کرے حاجت بہائی مسلمان
کی اپنی حاجت پر مال اور نفس اپنی میں یعنی اگر دونوں کو مال کی حاجت ہوتی ہو تو حق صحبت کا یہی ہے کہ اپنی حاجت پر اپنے
بہائی مسلمان کی حاجت کو مقدم کرے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا جبکہ صحابہ لشکر اسلام کی تیاری کی لیے نصف
مال اپنا لائے اور نصف اہل و عیال کیواسطے چھوڑا اور حضرت ابو بکر صدیق تمام اپنا مال لائے پس فرمایا حضرت نے کیا اپنے اہل و عیال کیواسطے
بہی کچھ چھوڑا ہے یا نہیں عرض کیا کہ اللہ تعالے اور اوسکا رسول کفایت کرتے ہیں اونکو پس فرمایا حضرت نے صحابہ سے کہ فرق درمیان
تمہارے اور ابو بکر کے اوس قدر ہے کہ درمیان تمہاری نعل اور ابو بکر کی نعل کی ہے اور جیسا کہ مروی ہے کہ ایک شخص ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس

آیا اور کہا کہ میں ارادہ کرتا ہوں یہہ کہ مواخات اور بہائی چارہ کروں تیرے ساتھ اللہ کے واسطے پس کہا ابوہریرہ نے آیا تو جانتا کہ حق
مواخات کا کیا ہے کہا مجکو بتلا دے کہا حق اوسکا یہہ ہے کہ نہ ہوا کوئی مستحق زیادہ ساتھ دینار اور درہم تیرے کے مجہسے کہا میں
ابہی اس مرتبے کو نہیں پہنچا ہوں کہا پس چلا جا میرے پاس سے اور تہی بعض انصار اون میں سے کہ بہائی چارہ کر دیا تہا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے درمیان اوسکے اور درمیان ایک کے مہاجرین سے پس تقسیم کر دیا اوسکو دو گہروں اپنو کا اور زیادہ تہی دو عورتیں باعزت کا اور
خوبصورت زیادہ دو نو عورتوں کی طلاق دیکر اوسکے رضا سے تاکہ وہ نکاح کر لیں اور ابن عمر سے کہا ہے کہ ہدیہ بہیجا گیا ایک صحابی کے
پاس بکری کا سر پس کہا اوسنے کہ میرا فلانا بہائی زیادہ محتاج ہے طرف اسکے پس بہیجا اوسکو اوسی شخص کے پاس سو جب اسکے پاس وہ بہی آیا
بہی اسیطرح اور کسی کے پاس بہیجا اسیطرح جسکے پاس وہ جاتا تہا وہ دوسرے کے پاس بہیجدیتا تہا یہانتک کہ سات گہروں پر پہرتی ہوئی پہر
اول شخص کے پاس آیا اور ابو سلیمان دارانی نے کہا ہے کہ جو تمام دنیا میرے پاس ہوئے اور میں اوسکو اپنے کسی بہائی کے منہ میں
رکہدیتا تو البتہ قلیل جانتا میں اوسکو انتہی یہہ بیان تقدیم اپنے بہائیکا تہا اپنے نفس پر مال میں اور تقدیم اپنے نفس پر جیسیکہ مروی
ہے کہ کسی خلیفہ نے حکم دیا تہا صوفیہ کی جماعت کے قتل کا اور ان میں شیخ ابو الحسن نوری قدس سرہ بہی تہے جبکہ جلاد نے چاہا کہ قتل کرے
جلاد سے شیخ آگے آئے اور کہا کہ اول مجکو مار کہ میں دوست رکہتا ہوں کہ اختیار کروں اپنے بہائیکو ساتھ زندگی کے کیونکہ ہم فقیروں کے
حالات میں ہر لحظہ ترقی ہے اور ہر آن سلوک طریقت میں قدم آگے بڑہتا ہے پس جو دم میرے دوست اس ترقی سے مشرف رہیں
غنیمت ہے جب یہہ خبر خلیفہ کو پہنچی سبکو رہا کر دیا اور قتل سے نجات دی اور کہا جو یہہ لوگ بے دین ہیں تو دیندار کون ہوگا کذا فی
الرشحات و ہو الاولیٰ اور دو مرتبہ بہتر ہے اور دونوں مرتبوں سے پہلے اختیار کرنا اپنے صاحب پر بہائی مسلمان کی حاجت مال اور
نفس میں اولیٰ اور افضل ہے اور صدیقوں کا مرتبہ ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ ثم التسویۃ یہہ
درمیانی مرتبہ برابری کرنا ہے یعنی اپنے بہائیکو اپنا شریک کرے اور مانند اپنی جان کے اوسکو بنا دے اور مال وغیرہ کو نصفا نصف
کرے بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سعد بن الربیع نے نصف مال اور ایک زوجہ اپنی عبدالرحمن بن عوف کو دینی
یعنی ارادہ کیا کہ ایک زوجہ کو طلاق دیں اور بعد اوسکی عدت پوری ہونیکے بعد اوسکے رضا سے اونکے ساتھ نکاح کر دیں پس کہا
عبدالرحمن نے بارک اللہ لک فی مالک واہلک ثم الاخیر یہہ مرتبہ اخیر درجہ تاخیر کا ہے یعنی حاجت مسلمان بہائیکی اپنی حاجت سے پیچہے
رکہو اور زائد مال سے کہ قدر حاجت اصلی سے فاضل ہو اوسکی اعانت کرے اور یہہ مرتبہ کمترین مراتب اخوت کا ہے چاہیے کہ اوس کے تئین
منتظر سوال کا نہ کرے کہ یہہ نہایت تقصیر ہے وان عدم ہذا فلا اخاء اور جو یہہ سوم بہی مرتبہ اور زائد مال سے بہی اوسکی مواسات
نہ کرے اور وہ محتاج ہو طرف سوال کے پس کچہہ مواخات نہیں ہے درمیان میں حاصل یہہ کہ اگر نہیں پاوے تو اپنے نفس کو ان
تینوں میں سے کسی مرتبہ میں اپنے بہائی کے ساتھ پس جان کہ عقد مواخات کا ہنوز باطن میں نہیں منعقد ہوا ہے اور سواے اسکے نہیں
کہ جاری ہے تمہارے درمیان میں مخالطت رسمیہ کہ اوسکا کچہہ اعتبار نہیں ہے عقل اور دین میں کہا ہے کہ جو کوئی اپنے یار سے کہے کہ کوئی چیز
مجکو دے اور پیسا اوس سے ... کسیقدر چاہتا ہے تو وہ دوستی کی قابل نہیں ہے کہ سلف میں سے ایک شخص اپنے یار کے پاس آیا اور کہا کہ چار ہزار

بداہت حق کسی وای مین بیشک کہ شورہ کرتی تہی اور اتباع کرتی تہی اوسپر اور یہ زیادہ تدبیر اور تقیظ ازنکیسی تہا تمام امور مین پس
شاید لانا آیت کریمہ کو مذکور پر بعید ہی اور یہی تفسیر قاضی کی بہتار ہی عبارت سی اور مصنف کو لائق تہا کہ آیت کو حدیث پر مقدم کرتا
بسبب مقدم ہونی اوسکیکی اتر زدی وجود اور شرف کے ولیظہر البشاشۃ فیہ اور ظاہر کری البشاشت اور خوشوقتی کو اس کام مین اور
شوق سی اوسپر نگاہ کری پس وارد ہوا ہی حدیث مین النظر مؤمن کیطرف مؤمن کی عبادۃ ہی اور مسکرانا آدمی کا سامنی بہائی مسلمان
کی شاناہی گناہون کو مانسہ ور اور ظاہر کری سرور کو بسبب اوسکی ابن عمرنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سی روایت کی ہی کہ حدیث کی
ہی مجسی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اور کہا کہ حدیث کی ہی مجسی جبرئیل نی اور سنی اللہ تعالی سی کہ فرمایا نہین ہی کوئی کام نیک
کامون مین بعد فرائض کی افضل خوشی داخل کرنیسی مسلمان کی دلین لائی ہین کہ فتح موصلی بیچ منزل اپنی ایک دوست کی آئی اور
اوسکو وہان نہ پایا پس اوسکی کنیز سی اوسکا صندوقچہ طلب کیا اور جو کچہ کہ حاجت تہی اوسکی موافق اوسمین سے اوٹہایا جبکہ صاحب خانہ
آیا یہ واقعہ کنیز نی اوس سے بیان کیا کہا اگر تو سچ کہتی ہی تو مین نی تجکو آزاد کیا اور یہ بسبب خوش ہونیکی تہا اوسکی فعل سی کیونکہ یہ دلالت
کرتاہی اوسکی صداقت پر جیسا کہ اشارہ ہی اسیکیطرف اس قول مین اللہ تعالی کی او صدیقکم اور فرمایا اللہ تعالی نی او ما ملکتم مفاتحہ جبکہ
دیتا تہا ایک بہائی اپنی گہر کے کنجی دوسری بہائیکو اور سونپ دیتا تہا تصرف کرنیکا اوسمین اور تہا دوسرا بہائی کہ حرج جانتا تہا کہانیسی
بسبب تقوی کی یہانتک کہ اوتاری اللہ تعالی نی یہ آیت اور اذن دیا اوسکو بیچ کشادگی طعام بہائیون اور دوستون کی ولیقبل کرامتہ
اور قبول کری احسان کو اور احسانمند ہو بسبب قبول کرنی صاحب کی اوسکی احسان کو بلکہ قائم ہووی اوسکی حاجت برآری مین
باینطور کہ گویا کہ نہین جانتاہی کہ اوسکی حاجت پر قیام کیاہی اور نہ جانی اپنی نفس کا کچہ حق بسبب قائم ہونی اوسکی ساتہ حاجت
اپنی بہائیکی بلکہ احسان مند ہو بسبب قبول کرنی بہائی مسلمان کے اسکی سعی کو اپنی حق مین مروی ہی کہ ابن شبرمہ نی اپنی کسی بہائی
کی ایک بڑی حاجت پوری کی پہر وہ بہائی اوسکی پاس ہدیہ لایا ابن شبرمہ نی پوچہا یہ کیاہی کہا وہ چیز ہی کہ احسان کیاہی تونے
میری ساتہ ابن شبرمہ نی کہا لی مال اپنا عافیت دی تجکو اللہ تعالی جبکہ سوال کیا تونی اپنی حاجت کا اپنی بہائی سی اور نہین کوشش
کی اوسنی حاجت برآری مین پس وضو کر نماز کیلیی اور اوسپر چار تکبیرین کہہ اور شمار کر اوسکو مردون سی ولایحوج الی السوال نہو
تقصیر اور نہ محتاج کرے دینی بہائیکو طرف سوال کی کہ یہ نہایت تقصیر ہی بیچ اداکرنی حق اخوت کی ابوسلیمان دارانی نی کہاہی کہ میرا
ایک بہائی عراق مین تہا سو مین مصیبتون مین اوسکی پاس آیا کرتا اور کہتا کہ کچہ مجکو اپنی مال مین سی دی پس اپنی جیب مین سے
جو کچہ مجکو حاجت ہوتی نکالکر دیتا تہا یہانتک کہ ایک روز مین اوسکی پاس آیا اور مین نی کہا کہ مجکو کسیقدر حاجت ہی کہا کسقدر
چاہیی یہ سنتی ہی حلاوت اخوت کی میری دل سی نکلگی اور بعضون نے کہا ہی کہ جبکہ تو نی اپنی بہائی کی حاجت روائی کا سوال کیا
اور اوس نی تیری حاجت پوری نہین کی تو پہر اوسکو دوبارہ یاد دلا شاید کہ بہولگیا ہو پہر بہی اگر اوسنے پوری نہین کی پس وضو کر
نماز کیلیی اور چار تکبیرین کہہ اوسپر اور پڑہ یہ آیت والموتی یبعثہم اللہ الآیہ اور علی بن الحسین رضی اللہ عنہما نی ایک شخص سے کہا
کہ کیا داخل کرسکتاہی ایک تمہارا اپنا ہاتہ اپنی بہائی کی کیسے مین اور لیوی اوس مین سی جو کچہ چاہی بدون اذن اوسکیکے کہا نہین کہا

تم اخوان نہین ہو اور ایک آدمی حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی پاس آیا اور وہ بیت المقدس کا ارادہ رکہتی تہی کہا مین بہی ارادہ
کرتا ہون کہ آپکی مرافقت کرون ابراہیم نی کہا کہ اس شرط پر کہ مین تیری کسی چیز کا مالک ہون کہا نہین کہا تعجب ہی مجکو تیری دوستی اور
صداقت سی اور بعض سلف سی ایسی لوگ تہی کہ خبر گیری کرتی تہی اپنی دوستون کی اولاد کی چالیس برس تک بعد موت اوسکی کی اور
قائم ہوتی تہی اوسکی حاجت پر اور آمد رفت رکہتی تہی ہر روز اونکی یہان اور مئونت اور شفقت اوٹہاتی تہی اونکی لئی اپنی مال سی پس
تہی وہ اہل وعیال کہ نہین گم کرتی اپنی باپ کو مگر ذات اوسکی یعنی صرف اپنی باپ کی ذات تو اونسی گم ہوتی تہی اور تمام کاروبار اپنی
والد کی دوستون کی سبب سرانجام ہوتی تہی اور بعض سلف ایسی تہی کہ ہر روز اپنی دوستون کی مکان پر آکر دریافت کرتی تہی
کہ آیا زیت ہی نمک ہی تمہاری یہان یا کوئی حاجت تمہاری ہی پس پوری کرتی تہی اونکی حاجتین اسطرح کہ اونکی دوستون کو مطلق خبر
نہین ہوتی تہی اور میمون بن مہران نی کہا ہی جو شخص کہ اوسکی دوستی سی کچہہ نفع نہ اوٹہایا جاوے اوسکی دشمنی سے بہی کچہہ ضرر
نہو گا اور حسن کہتی تہی کہ بہائی ہمارے زیادہ محبوب ہین ہماری نزدیک ہماری اہل وعیال سے کیونکہ ہماری اہل تو یاد دلاتی ہین
دنیا کو اور بہائی ہماری یاد دلاتی ہین عقبی کو انتہی اور حقوق زبان کی پس بیان کیا مصنف اونکو ساتہہ اس قول اپنی کی وبتودد
باللسان اور دوستی کرے اپنی بہائی سے ساتہہ زبان کی یعنی اوسکی عیبون سی چپ رہے اور اوسکی حضور اور غیبت مین بر الکہی
اور اوسکی ساتہہ جہگڑا اور مناقشہ نکری اور اوسکی اسرار افشا نکرے اور اوسکی دوستون اور اہل و اولاد سی جو امر کہ جسمین اوسکی اذیت
ہو وہ نکرے پس تحقیق وارد ہوا ہی اصل عقل کی بعد ایمان کی دوستی کرنا ہی آدمیون سی اور نیکی کرنا ہر نیک وبد کی ساتہہ روایت
کیا ہی اسکو طبرانی نی اوسط مین علی بن الحسین سی اونہون نی اپنی باپ سی اونہون نی اپنی دادا سے اور آنحضرت صلعم نی کہا ہی کہ تہی نبی صلی اللہ
وسلم کہ نہین روبرو ہوتی تہی کسیکی اس صورت سے کہ نا پسند معلوم ہو اوسکو روایت کیا ہی اسکو ترمذی وغیرہ نی لیکن مدار صحبت
اور اخوت کا اوپر نصیحت کی ہی بلکہ وارد ہوا ہی کہ دین نصیحت ہے پس جو شخص کہ قناعت کری ساتہہ سکوت کی تو صحبت رکہی اہل قبور
کی ساتہہ اور یہ بہی جاننا چاہئی کہ صحبت کی لئی ایسا شخص طلب کرے کہ تمام عیبون سی پاک ہو تو تمام مخلوق سے گوشہ نشینی اختیار
کرے اور ساعت بہر کی لئی بہی ایسا شخص نہین میسر ہو گا کہ اوسکی ساتہہ صحبت رکہی پس جسکی عبادت اوسکی گناہون سی زیادہ
ہو وہ قابل ہی صحبت کی اور باطن کا حال دریافت کرنا نچاہئی اور نہ کچہہ بدگمانی کری صحیحین مین وارد ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نی نہ دریافت کرو امور باطنی اور نہ چہپی نگاہون سی کسی کا حال تلاش کرو اور نہ قطع کرو دوستی اور صلہ رحم کو اور نہ پیٹہ
پہیرو ایک دوسرے سی اور ہو جاؤ اللہ کی بندے درحالیکہ بہائی ہو وتیفقد الاحوال اور احوال پرسی کرے اپنی دوست کی اور دریافت
کری ایسی امور کہ اونکا جاننا ضرور ہی جیسیکہ سوال کرنا کسی عارضہ سی کہ اوسکو عارض ہوا ہو اور یہ پوچہنا کہ تیرا حال میری بعد کیسا
رہا اور کیا تجکو کچہہ حاجت ہی یا نہین ولیظہر المشارکۃ فی السراء والضراء اور ظاہر کرے شرکت اپنی خوشی اور غمی مین پس وارد ہوا
ہے صحیحین مین نہین کامل مومن ہوتا ہے ایک تمہارا یہانتک کہ دوست رکہی اپنے بہائی کیلئی وہ چیز کہ دوست رکہتا ہی واسطے
نفس اپنی کی اور دیکہا ابو الدرداء نی دو بیلون کیطرف کہ ایک ہل مین جتی ہوئی تہی پس ٹہرا ایک اون دونون کا اپنا بدن

کھجاتنکے لیے پس ٹہرا دوسرا بھی پس رو نے ابوالدرداء کہا یہی حال ہوتا ہے اخوان فی الدین کا جو عمل کرتے ہین اللہ تعالی کے
لیے پس جبکہ ٹہرتا ہے ایک ادن دو نونکا تو موافق ہوتا ہے اوسکا دوسرا بھی اور روایت احمد اور مسلم نے نعمان بن بشیر سے روایت
کی ہے کہ تمام مومن مانند ایک آدمی کے ہین جبکہ سر مین درد ہو تو تمام بدن مین درد ہووے اور جبکہ آنکھین دکھین تو تمام بدن
اوسکا دکھے حاصل یہہ کہ اگر اپنے کسی بھائیکا ایسا حال دیکھے کہ وہ اوسکو مکروہ جانتا ہے تو لائق ہے کہ یہہ بھی اپنی زبان اور افعال سے
اوسکی کراہیت ظاہر کرے اور جبکہ ایسا حال دیکھے کہ وہ خوش ہوتا ہے اوس سے تو لائق ہے اپنی زبان اور افعال سے خوشی ظاہر کرے
اور اوسکی شادی اور غمی مین شریک ہے کہ اس سے محبت زیادہ ہوتی ہے فرمایا حضرت نے جبکہ دوست رکھے ایک تمہارا اپنے بھائیکو پس چاہئے
کہ خبر کرے اوسکو ویدعوہ باحب الاسماء اور بلاوے دوست کو اوسکو ساتہہ بہترین ناموںکا امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے فرمایا ہے کہ تین چیزین سبب زیادہ کرنے محبتکی ہین اول سلام کرنا جبکہ ملاقات ہو اور مجلس مین جگہ دینا اور ساتہہ بہترین ناموںکے
بلانا اور روح اور روایت ہے حدیث اذا احب احدکم احدا فلیسئلہ عن اسمہ واسم ابیہ وممن ہو یعنی جو دوست رکھے تو کسی شخص کے تئین پس
پوچھے اوس سے نام اوسکا اور نام باپ اوسکا اور جگہہ اوسکی سکونت کی کہ یہہ سبب زیادتی محبت کا ہے روایت کیا ہے اسکو بیہقی
نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور ترجمہ لفظ اوسکا یہہ ہے جبکہ مواخات اور بھائی چارہ کرے تو کسی آدمی سے پس پوچھے تو اوس سے نام اوسکا
اور اوسکے باپ کا پھر اگر غائب ہو تو یاد رکھے تو اوسکو اور جو مریض ہو تو عیادت کرے تو اوسکے اور جو مر جاوے تو گواہی دے تو اوسکی
اور یہہ روایت ابن سعید اور بخاری کے اوسکی تاریخ مین اور ترمذی کی یزید بن نعامہ الضبی سے انہین لفظونکے ساتھہ روایت ہے
کہ جنکا ترجمہ یہہ ہے جبکہ مواخات کرے آدمی پس چاہئے کہ پوچھے اوسکا نام اور نام اوسکے باپکا اور اوس قوم کا کہ وہ
اوس مین سے ہے کہ یہہ زیادہ مضبوط کرتا ہے محبت کو وکان علیہ الصلوۃ والسلام یدعوہم بالکنی اور تھی آنحضرت نازل ہو جیسے آپ پر
درود اور سلام کہ پکارتے تھے صحابہ کرام کو ساتھہ کنیتون اونکی کے کہ اوسکے ساتھہ مشہور تھے مثل ابوبکر اور ابوتراب اور ابو ہریرہ وغیرہ
کی یہانتک کہ فرمایا ابا عمیر یا فعل النغیر یعنی علیہ اور تعریف بیان کرے اوسکی یعنی اپنے بھائیکے فعل اور عقل اور خلق اور خلق کی تمام
صفت کرے وعلی اہلہ واولادہ اور اہل اوسکے بھی اور اوسکی آل اولاد اور آباء اجداد کی تعریف و توصیف کرے اور اوسکی صنعت اور ہیئت کی
اور ہر اوس چیز کی کہ خوش ہووے وہ ساتھہ اوسکے صادقا مقتصدا درحالیکہ راست گو اور میانہ رو ہو یعنی اوسکی تعریف مین پہنچ
مت کھینچیا اور مبالغہ اور کذب کا شور اور افراط تفریط وصف مین نکرے بلکہ جو امر کہ قابل تحسین و آفرین کی ہو اوسکی تعریف کرے بحیث
یبلغ الیہ مجبوب کہ الیہ تعریف کرے اوس حیثیت سے کہ پہنچے کیونکہ یہہ مضبوط کرتا ہے محبت کو اور اسباب ازدیاد محبت مین سے ہے اور تعریف
کرے اوسکی نیک نیتی کی اگرچہ عمل اوسکا مساعد نہو حضرت علی نے فرمایا ہے کہ جو شخص نہ یاد دے اپنے بھائیکو اوسکی حسن نیت کے تئین تعریف
کرے اوسکے اور حسن عمل اوسکے وینبہ علی العیوب متلطفا فی الخلا اور خبردار کرے اپنے دوست کو اوسکے عیبون پر درحالیکہ مہربانی
کرنیوالا ہو اور پیہ کیونکہ اسمین زیادہ تاثیر ہے اسیواسطے فرمایا اللہ تعالی نے فقولا لہ قولا لینا اور نصیحت کرے خلوت مین کیونکہ شفقت اوسکی طرف
یہی ہے ابن منیع نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے مومن آئینہ مومن کا ہے یعنی دیکھتا ہے اوسمین عیوب جیسے کہ نہین

دیکھتا ہے اپنے نفس سے پس معلوم کرتا ہے سبب اوسکے اپنی ذات کی عیب اور جو منفرد ہوتا اوسکو نہیں معلوم کرتا ہے جیسکہ آئینے میں
ظاہر صورت کے عیب جانتا ہے اور کہا کیا مسئلہ سو کہ آیا دوست رکھتا ہے تو اوس شخص کو کہ خبردار کرے تجکو تیرے عیبون پر کہا ہاں
اگر نصیحت کرے مجکو اوس حالمین کہ مین اور وہ ہون اور جو برملا مجمع کے ہی تو نہین دوست رکھتا ہون اور حضرت عمر سے مروی ہے کہ رحم
کرے اللہ تعالی اوس شخص کو کہ بتلاوے مجکو میرے نفس کے عیب اور حضرت عمر نے سلمان سے کہا اور وہ آپکی پاس آئے تہے کہ کونسی خبر
میری تجکو پہنچی ہے کہ تو اوسکو مکروہ جانتا ہے پہر الحاح کیا اوسپر پس کہا کہ مجکو پہنچا ہے کہ تمہارے پاس دو لباس ہین کہ ایک کو دن مین پہنتے ہو اور دوسرا
راتمین اور مجکو پہنچا ہے کہ تو نے جمع کیا ہے درمیان دو نان خورش کے دسترخوان پر پس کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے پہر یہ دو نو چیزین
پس تحقیق کفایت کیا گیا ہو نہین ساتہ ایک کے پس کیا سوا اسکے اور کوئی امر بھی پہنچا ہے کہا نہیں اور حذیفہ مرعشی نے یوسف بن اسباط کیطرف
لکہا کہ مجکو یہ خبر پہنچی ہے کہ تو نے اپنے دین کو دو دفعہ پر فروخت کیا ہے کہ کہڑا ہوا تو دودہ والے کے دوکان پر پس کہا تو نے کتنی کو ہے یہ اوسنے
کہا کہ [illegible] کو پس کہا اوسنے مثل اوسکے پس کہا اوسنے وہ تیرے لیئے ہے اور وہ تجکو پہچانتا تہا اسے تجکو نہ رکھ جانکر ویسے ہی دیدیا پس تو نے
گویا دینداری کی حلاوت مین لیا پہر اگر کہا جاوے کہ عیب بتلانا نہین ایحاش اہی وحشت مین ڈالنا لوگونکا ہے اور وہ اخوۃ کی حق کی منافی ہے
تو جواب اسکا یہ ہے کہ کلام ہمارا اون عیبون مین ہے کہ نہین جانتا ہوا اوسکو بہائی اور عقلمندون کو اوس سے وحشت نہین ہوتی بلکہ وہ عین
شفقت ہے اونکے نزدیک اور حمقا پس وہ ساقط ہین درجہ اعتبار سے کیونکہ گناہون پر آگاہ کرنا مانند بتلانے اوس سانپ بچہو کے ہے
کہ دامن کے نیچے ہو اور اوسکے کاٹنے کا ارادہ رکہتا ہو پس نہین وحشت کریگا اوس سے مگر احمق فی الملاء افضاح اسلیئے کہ نصیحت کرنا مجلس
مین اور اوسکے عیبون کو آدمیون کے سامنی بیان کرنا فضیحت اور رسوا کرنا ہے یہ وعید وعدہ لعقابہ تعالی یوم القیامۃ اور اسمین یعنی رسوا کرنے مین
وعدہ کیا گیا ہے فضیحت کرنیوالیکو ساتہ عذاب اوس تعالی کے قیامت کیدن فرمایا اللہ تعالی نے ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی
الذین آمنوا لہم عذاب الیم فی الدنیا والآخرۃ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون یعنی تحقیق وہ لوگ کہ دوست رکہتے ہین یہ کہ فاش ہووے برائی
اون لوگون کی بیچ اون کے کہ ایمان لائے ہین اور چاہتے ہین کہ آدمی اوسکو زبان پر لاوین تو اونکے لیئے عذاب دردناک ہے دنیا مین ساتہ
حد قذف اور بازیابیکہ (?) اور آخرت مین ساتہ عقوبت کے اور اللہ تعالی جانتا ہے اور تم نہین جانتے اور یہ سب اون عیبون مین ہے کہ صاحب
عیب کا اوس سے غافل ہو کیونکہ اس صورت مین امید نفع کی ہے و لیکن ان علم علمہ او رجب آئے اور سکوت کرے نصیحت سے اگر
جانتا ہے کہ وہ خود اپنی عیبون پر واقف ہے اور دیدہ و دانستہ عیب کرتا ہے اور چہپاتا ہے غیروں سے اور جو علی الاعلان کرتا ہے
پس ضرور تیری ہے نصیحت کرنا ساتہ تعریض کے ایک مرتبہ و تصریح سے دوسری بار اوس حد تک کہ نہ مودی ہو طرف ایحاش کے او عدم
انتفاع النصح یا جانتا ہے نہ نفع دینا نصیحت کا تب بہی چپ رہے بلکہ چپ رہنا اسوقت مین اولی ہے یا دلالی سے لکونہ مالوفا بالطبع بسبب ہونے
اوسکیلئے اسیر طبیعت کا کہ یہ عیب اوسکا طبعی ہو گیا ہے اور نفس اسپر غالب ہے نصیحت فائدہ نہ دیگی والقطع حینئذ اسلم اور قطع
کرنا مصاحبت کا اوسوقت مین سالم تر ہے یعنی جبکہ یقین ہو کہ نصیحت اوسکو فائدہ نہین کریگی اور وہ گناہ پر مصر اور اسیر نفس کا ہے تو مصاحبت
اور دوستی کا قطع کرنا اسوقت سالم تر ہے و اسطرح حال اہنر کے بسبب خوف سرایت معصیت کے کیونکہ اگر سکوت کریگا تو وہ حق اخوت میں خیانت ہے اور جو کلام کریگا

تو اوسمین کچھ اثر نہیں ہوگا بلکہ وحشت پیدا کریگا اور یہ مذہب ابو ذر غفاری اور صحابہ کی ایک جماعت کا ہے اسلیئے کہ وہ جب زمانہ آتی ہے تب اون
اوسکے ساتھ دشمنی کرنا چاہیے آخر ابو الدرداء اور ایک جماعت صحابہ کے نزدیک والابقا اقرب الی الرجا تاثیر الصحبۃ فیہا اور باقی رکھنا صحبت
اور اخوت کا قریب زیادہ ہے ساتھ مقصود کے بسبب امید اثر کرنے صحبت اس شخص کے اوس میں یعنے اگرچہ بالفعل منتفع نہیں ہوتا
لیکن امید ہے کہ ساتھ صحبت مسلمان کے زندہ رہنے تک منتفع ہو فوروح بس وارد ہوا ہے حدیث میں مثل الجلیس الصالح مثل صاحب المسک
مثال ہمنشین نیک کی مثال صاحب مشک کی ہے کہ البتہ فائدہ سے خالی نہیں ہے مشک اگر بعید ہوگا تو خوشبو تیرے دماغ کو پہنچیگی اور
حال ہمنشین بد کا مانند حال آہنگر کے ہے کہ ہر وجہ سے نقصان دیتا ہے یا تو کپڑے جلا دیگا یا بدبو دماغ میں آویگی روایت کیا ہے
اس حدیث کو بخاری نے ابی موسی سے ان لفظوں کے ساتھ مثل الجلیس الصالح والجلیس السوء کمثل صاحب المسک وکیر الحداد لا
یعدمک من صاحب المسک اما تشتریہ او تجد ریحہ وکیر الحداد یحرق بیتک او ثوبک او تجد منہ ریحا خبیثۃ اور اخبار میں آیا ہے کہ دینی دو بھائی
سے بزرگوں سے ایک اون کا ہوائے دل سے کسی مخلوق میں سے مبتلا ہوگیا اور اوس دوسرے سے کہا کہ میرا دل بیمار
ہوگیا ہے اگر چاہے تو عقد برادری قطع کر اوسنے کہا معاذ اللہ کہ میں ایک گناہ کے سبب سے تجھے چھوڑوں اور دوستی قطع کروں اور مجکو
میری برادری اور دوستی کی حاجت ہے کہ تیری دستگیری کروں پھر عہد کیا کہ جب تک کہ اوس بھائی کو اللہ تعالی اس بلا سے عافیت
دے کچھ کھانا پینا نہیں کریگا یہانتک کہ چالیس روز تک کچھ نہیں کھایا پھر اوس دوست سے پوچھا کہ کیا حال ہے کہا وہی حال ہے جو پہلے تھا
پھر صبر کیا اور بھوک پیاس میں گھلتا رہا یہانتک کہ اوسکا بھائی اوسکے پاس آیا اور کہا کہ سیر کیا اللہ تعالی نے میرا دل عشق سے
پس کھایا اوسنے کذا فی الاحیاء اور دوسری دلیل واسطے باقی رکھنے صحبت کے یہ ہے کہ بیان کی مصنف نے ولان القطع منہی
عنہا اور اسلیئے کہ تحقیق قطع کرنا دوستی کا مسلمان سے منع کیا گیا ہے احادیث میں جیسا کہ مروی ہے صحیحین میں ابی ایوب انصاری رضی
اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں حلال ہے آدمی کو یہ کہ چھوڑے اپنے بھائی کو تین روز سے زیادہ بایں طور کہ دونوں ملیں پس
اعراض کرے یہ اوس سے اور اعراض کرے وہ اس سے اور بہتر اون دونوں کا وہ ہے کہ ابتدا کرے ساتھ سلام کے علماء نے کہا ہے کہ مدت
چھوڑنے ایک دوسرے کی تین روز ہے کہ باعث اوسکا واقع ہونا تقصیر کا ہے حقوق صحبت اور اخوت اور آداب معاشرت میں مانند
غیبت کرنے اور اپنے دوست کی خیر خواہی چھوڑنے کی اسلیئے جبکہ یہ چھوڑنے میں مصلحت اور بھائی دوستی کی اور احتراز ہو
اور چھوڑنا ایک دوسرے کا بسبب دین اور مذہب کے ہو مانند چھوڑنے اہل بدع اور ہوا کے تو واجب ہے جب تک کہ توبہ اور رجوع
حق کی طرف نہ ظاہر ہو اور جو شخص کہ خوف کرتا ہے کسی کلام کرنے سے واقع ہونے فساد کا دین میں یا فساد دنیا میں کچھ
ضرر ہوتا ہے تو اوس سے کنارہ کشی اور دور رہنا جائز ہے بخلاف الابتداء اور ترک مامور بہ بخلاف ابتدا کے اسلیئے کہ ترک ابتدا
اوسکی صحبت کا مامور بہ ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا یعنے ابتدا ایسے شخص سے
دوستی کرنا چاہیے اسلیئے کہ فاسق فاجر کی صحبت سے احتراز کرنا لازم ہے تاکہ بلا میں نہ واقع ہو فرمایا حضرت نے نہ مصاحبت کر مگر مسلمان
کامل سے روایت کیا ہے اسکو احمد نے اپنی مسند میں اور یہ سب اون امور میں ہے کہ متعلق ہوں ساتھ مصالح دین یا دنیا کی اور جو امید کہ

متعلق ہوں ساتھ تقصیر دوست کے تیرے حق میں اس طریقہ اوسکا تغافل اور تحمل اور عفو اور تجاہل ہے چنانچہ خود مصنف نے بیان کیا
تجاہل عن تقصیرہ اور نادانی اور انجانی کرے تقصیر مصاحب سے کہ اسکی حق میں ہوئی ہو اور ناوانستہ جانے اور اوسے ظاہر نکرے اور
عذر سے یا حمل کرے اوپر برے فعل اور ترک محبت اپنی کے یا اوپر گناہ کے کہ حادث ہوا ہے اس سے نہ اوپر سببے عداوت …
مصنف نے کہا ہے کہ حق دوست کا یہ ہے کہ تحمل کرے تراوس سے تین ظلم غضب کا اور ظلم منزلت کا اور ظلم معصیت کا الا اذا …
لا استمرار الی القطع مگر جبکہ ہووے ہمیشہ استمرار اوسکی تقصیر کا طرف قطع مصاحبت کے پس اس وقت تجاہل نہ کرنا اور اوسکو …
تقصیر پر جائز ہے لیکن عزیمت عفو میں ہے تمام احوال میں چنانچہ خود مصنف کہتا ہے فالاولی الاحتمال لیس بجہ اعلیٰ … و یکیف اللہ
… کا اپنے مصاحب سے کہ مختار اہل کمال کا یہ ہے کہ تحمل اور برداشت کرے اوسکی تقصیر کی اور کبھی ہوسکے تو نیکیا ساتھ احسان کرے
بغیر اسکے کہ زبان پر لاوے ابو سلیمان دارانی نے اپنی مرید سے کہا کہ جو کسی دوست سے جفا دیکھی تو اوسپر عتاب نکر شاید کہ عتاب میں
کوئی ایسی بات سنے کہ اوس جفا سے بھی زیادہ ہو مرید نے کہا کہ جب آزمایا میں نے اپنے مرشد کا فرمانا تو ایسا ہی پایا ثم العتاب فی السر بالکنایۃ والکتابۃ
پھر درجہ دوسرا عتاب کرنا ہے پوشیدہ ساتھ رمز و کنایہ اور لکھنے کے یعنی عتاب کرنا اسکا پہ بہتر ہے ثم التصریح پھر تیسرا درجہ صریح کرنا ہے
ایسی تقصیر کو اوسکی یعنی اگر کنایہ اور کتابت سے بھی اثر نہو تو صریح کہے کہ تونے یہ تقصیر کی لیکن اس درجہ میں بہتر یہ ہے کہ بالمشافہ نکہے بلکہ کسی
دوست کی وساطت سے پیغام کرے اور سبب … بہتر ہے تاکہ اوسپر گراں نہو … حضرت عمر کی حدیث میں ہے کہ آپکا ایک دوست
تھا کہ شام کے جانب چلا گیا تھا پس حال دریافت کیا اوسکا آپنے کسی مرد سے اور کہا کہ کیا کیا ہے میرے بھائی نے اوسنے جواب دیا کہ
وہ تو شیطان کا بھائی ہے آپنے فرمایا کہ جب وہ یہ بات مت کہہ کہ وہ تو داخل ہو گیا ہے کبائر میں یہانتک کہ واقع ہوا ہے خمر میں آپنے
فرمایا کہ جب تو جانیکا ارادہ کرے تو مجکو خبر کرنا پس حضرت عمر نے اوسکی جانے کے وقت ایک خط لکھا اس طرح سے بسم اللہ الرحمن الرحیم
تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الہ الا ہو الیہ المصیر پھر اسکے بعد اوسکو عتاب
کیا اور ملامت کی پس جب یہ خط اوسکو پہنچا اور پڑھا تو رو دیا اور کہا کہ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور خیر خواہی کی میری عمر نے پس توبہ کی اور
رجوع کیا اوس سے ثم المشافہۃ پھر اگر ساتھ کنایہ اور کتابت کی بھی آگاہ نہو تو روبرو نصیحت کرے اور اوسکو خبردار کرے کہ یہ
تقصیر تجھسے صادر ہوا ہے یہ علت بیان کی مصنف نے اولویت تحمل کی ساتھ اس قول اپنی کی اذ المقصود اصلاح النفس برعایۃ الحق و تحمل
الاذی لسلبہ کہ مقصود دوستی اور برادری سے اصلاح کرنا اپنے نفس کا ہے ساتھ رعایت کرنے حق برادری اور تحمل ایذا کی اوسکو اوپر سببے
مراجعت کے اور اسی سے آدمی کا جوہر معلوم ہوتا ہے مروی ہے کہ ابو بکر کتانی نے کہا کہ مصاحبت کی مجھسے ایک بھائی نے اور تھا
وہ میرے دل پر ثقیل پس دینی اوسکو کچھ ہدیہ تاکہ شاید اس سے ثقل زائل ہو وہ جو میرے دل میں ہے پس نہیں زائل ہوا وہ پس ایک دن اوسکا
ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لیگیا اور کہا کہ اپنا پاؤں میرے منہ پر رکھ اوسنے انکار کیا میں نے کہا یہ تو ضرور کرنا ہوگا پس ایسا ہی کیا سو جاتی رہی …
دل سے وہ ثقالت اور یہ طریق ہے سلامتی کی اور اونکی ایذا سے کہ وہ محال ہے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے درگاہ الٰہی میں
عرض کیا کہ الٰہی پروردگار میں سوال کرتا ہوں تجھسے کہ میرے حق میں وہ بات نکہی جاوے کہ مجھمیں نہو پس وحی بھیجی اللہ تعالیٰ نے طرف موسیٰ کے کہ یہ امر …

اپنے نفس کے لیے بھی نہیں کیا تیرے سے لیے کیسے کروں اور ابو الدرداء سے کہا گیا کہ تو نہیں مبغوض جانتا اپنے بھائی کو اور حالانکہ اوس نے بد کام کیا ہے
کہا میں اوسکے اس کام کو برا جانتا ہوں اور شاید یہ مقتبس ہے اس قول اللہ تعالیٰ سے فقل انی بریء مما تعملون اسلیے کہ وہ نہیں کہا انی بریء منکم
واسطے رعایت حق قرابت کے اور آخرت دین کے زیادہ مضبوط ہے اخوت قرابت سے اسی واسطے ایک حکیم سے پوچھا گیا کہ آیا تو اپنے
بھائی کو زیادہ محبوب رکھتا ہے یا اپنے دوست کو کہا اپنے بھائی کو زیادہ محبوب جانتا ہوں جبکہ دوست بھی ہو اور تھے حسن کہ
فرماتے تھے کہ بہت بھائی ہیں کہ نہیں جنا ہے اونکو تیری ماں نے اسی واسطے کہا گیا ہے کہ قرابت محتاج ہے طرف دوستی کے اور دوستی
نہیں محتاج ہے طرف قرابت کے ویقبل المعذرۃ اور بعد عتاب کے اگر مصاحب اوسکا کچھ عذر معذرت بیان کرے تو عذر اوسکا
قبول کرے اگرچہ جانتا ہے کہ جھوٹ کہتا ہے فعلی من لم یقبلہا مثل اثم صاحب مکس پس نہیں اور جو شخص پھر کہ مسلمان بھائی کا عذر قبول
نکرے مانند گناہ اوس شخص کے ہے کہ مسلمانوں کا مال ظلم سے لیوے صاحب مکس اوس شخص کو کہتے ہیں کہ ظلم سے تاجروں کا مال لیوے اور منہ
ماشیہ کے صحاح جوہری میں ہے کہ مکس ساتھ فتح میم اور سکون کاف کے جملہ اور عشر کو کہتے ہیں اور بیہقی نے کہا ہے کہ مکاس عاشر ہے اور
مکس نقصان اور صحیح بخاری والے نے نقل کیا ہے کہ مکس نقصان ہے اور صاحب مکس کا وہ شخص ہے کہ کم کرے حقوق مساکین کے اور تمام وکمال اونکو
نہ دیجاوے بیہقی نے شعب الایمان میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ عذر خواہی کرے
اپنے بھائی سے پس نہ معذور رکھے وہ اوسکو یا عذر کی تصدیق نکرے اور نہ قبول کرے عذر اوسکا تو ہوتا ہے اوس بھائی پر گناہ
مثل گناہ صاحب مکس کے اور روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں جوذان کی حدیث سے اور اختلاف
کیا گیا ہے اوسکی صحت میں اور باقی رجال اوسکے ثقہ ہیں اور روایت کیا ہے اوسکو طبرانی نے اوسط میں حدیث جابر سے ساتھ سند
ضعیف کے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نہیں داخل ہوگا جنت میں صاحب مکس کا اور یہ بسبب کثرت مطالبات آدمیوں اور ظالم
اونکو ہے اور بسبب صرف کرنے اون مطالب کے غیر مصرف اونکے میں اور کہا گیا ہے کہ استنباط کرو اسواسطے ذلت بھائی اپنے کے پس تیرا عذر
پھر اگر نہ قبول کرے اوسکو دل تیرا پس رد کر ملامت کو اپنے نفس پر اور کہہ اوسکو کس چیز نے سخت کر دیا ہے تجھکو کہ عذر رکھتا ہے طرف
تیرے تیرا بھائی عذر اور نہیں قبول کرتا ہے تو اوسکو سو تو بے عیب ہے نہ تیرا بھائی جاننا چاہیے کہ نہیں ممانعت ہے شارع کے جانب
سے اصل غضب سے کیونکہ آدمی مخلوق ہے ساتھ سرشت دیگر مکروہ کے بلکہ منع کیا گیا ہے عمل کرنا موافق مقتضاء اوسکے اسواسطے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے والکاظمین الغیظ اور نہیں فرمایا والفاقدین الغیظ اور یہ عمل ہے اور داخل ہے اوسکی قدرت کے تحت میں پھر اگر عمل کیا موافق
مقتضاء اوسکے اور نہیں قبول کیا اپنے بھائی کا عذر اور نہیں راضی ہوا اوس سے تو ہوگا گنہگار اور جو قبول کر لیا تو ماجور ہوگا امام شافعی
رحمہ اللہ نے کہا ہے جو شخص کہ غصہ دلایا گیا اور غضبناک نہوا پس وہ حمار ہے اور جو شخص کہ خوش کیا گیا یعنی لوگ اوسکو راضی اور
خوش کرتے ہیں اور نہیں راضی ہوا پس وہ شیطان ہے پس نہ ہو تو حمار اور نہ شیطان اور خوش رکھ اپنے دل کو اور بچ اوس سے کہ شیطان ہو
اگر تو قبول کرے اوسکا عذر ویدعو لہ اور دعا کرے اپنے بھائی کے لیے اوسکی زندگی میں اور بعد موت کے جو کچھ کہ محبوب
رکھتا ہے اپنے نفس اور اپنے اہل کے لیے فیستجاب فیہ ما استجاب لنفسہ پس قبول کیجاتی ہے دعا اوسکی بھائی کے حق میں

ایسی کہ نہیں قبول کیجاتی ہے اسکی ذات کے حق میں ابوداؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شتاب ترین دعا کے از روئے اجابت کے دعا غائب کی ہے واسطے غائب کے
بسبب پائی جانے صدق اور اخلاص اور محبت کے بدون آمیزش ریا اور تکلف کے اور مسلم نے ابی الدرداء سے
روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ دعا بھائی کیواسطے بھائی کی مستجاب ہے ولہ مثل ذلک اور دعا کرنیوالے کے لیے مثل اس دعا
کے ہے یعنی جو مسلمان کہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے حقیقت میں وہ اسکی طرف راجع ہے کہ اوسکے لیے فرشتہ بھی دعا کرتا ہے
چنانچہ مسلم نے ابی الدرداء سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مرد مسلمان کیواسطے بھائی اپنی کی پیٹھ پیچھے
مستجاب ہے اوسکے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہے جبکہ دعا کرتا ہے اپنے بھائی کے لیے ساتھ نیکی کے تو وہ فرشتہ مقرر کیا ہوا
کہتا ہے آمین اور تیرے لیے ہے اسکے مانند ہووے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو کوئی دعا کرے اپنی بھائی کے لیے غائبانہ تو اللہ
تعالی فرماتا ہے کہ اول میں تجھسے ابتدا کرتا ہوں اور ابوالدرداء کہتے ہیں کہ میں اپنے ستر بھائیوں کے لیے نام بنام اپنے سجدے
میں دعا کرتا ہوں اسیطرح اپنے بھائی کے لیے بعد اوسکے موت کی بھی دعا لازم رکھے بعض سلف نے کہا ہے کہ دعا مردوں کے لیے
بمنزلۂ تحفہ اور ہدیہ کے ہے زندوں کے لیے اور جو کوئی کہ دعا کرے مردوں کے لیے تو فرشتے نور کے طبقوں میں رکھکر آگے
مردے کے لیجاتے ہیں اور اون پر نور کے رومال پڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہدیہ تیرا ہے تیرے فلان بھائی اور
فلان قریب کی جانب سے پس خوش ہوتا ہے مردہ اوس سے جیسے کہ خوش ہوتے ہیں زندے ہدیہ سے و حفظ الوفا اور محافظت
کرے پورے کرنے عہد کے فرمایا اللہ تعالی نے واوفوا بالعہود اذا عاہدتم بالثبات علی المحبۃ معہ ومع اہلہ ساتھ ثابت رہنے کے محبت پر
ساتھ اوسکے اوسکی زندگی تک اور بعد اوسکے موت کے ساتھ اہل وعیال اور بھائیوں اور متعلقوں اوسکے کہ اونکے ساتھ نیکی اور
احسان کرے اور جسقدر کہ دوستی محبت اوسکے ساتھ رکھتا تھا اوس سے زیادہ ان پر شفقت کرے اور متوفی کو دعا خیر کے ساتھ
یاد کرے کیونکہ محبت واسطے آخرت کے ہے سو اگر موت کے سبب سے منقطع ہو جاوے تو بیفائدہ ہے چنانچہ بعض لوگوں نے
کہا ہے کہ تھوڑی وفا بعد وفات کے بہتر ہے بہت وفا سے کہ زندگی میں ہو وہر فکانوا یبالغون فیہ پس سلف صالحین مبالغہ کرتے تھے بیچ محافظت وفا
ساتھ دوستوں اپنے کے زندگی میں اور بعد وفات کے مراعات کرتے تھے اوسکے خویش و اقربا و متعلقوں اوسکے سے [illegible] کان الحبیب
یہانتک کہ دوست رکھتے تھے اپنے حبیب کے کتے کو چنانچہ مجنون سے منقول ہے اور کسی شاعر نے اوسکو نظم کیا ہے ؎ رای المجنون فی البیداء کلبا ٭ فجر لہ
من الاحسان ذیلا ٭ فعاتبوہ علی ما کان منہ ٭ فقالوا لم منحت الکلب نیلا ٭ فقال دعوا الملامۃ ان عینی ٭ رأتہ مرۃ فی حی لیلا ٭ [illegible] اور روایت ہے
حدیثوں کہ فرمایا حضرت نے انہا کانت تاتینا ایام خدیجۃ تحقیق یہ ہے کہ آیا کرتی تھی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ میں وان کرم العہد
من الایمان اور تحقیق نیکی عہد کی کمال ایمان سے ہے یعنی حسن اور حفظ اور بقا اوسکا کمال ایمان میں سے ہے [illegible] علیہ الصلوۃ والسلام [illegible]
کلام کو اوسوقت کہ مہربانی فرمائی حضرت نے نازل ہوا آپ پر [illegible] اور ایک پیرزال کہ آپکے پاس حاضر ہوئی [illegible] شفقت اور عنایت
اوسکے متعلقین یا رسول اللہ کس سبب سے ہے [illegible] الظاہر والباطن [illegible]

اور وہ اکثر ہمسر برابر ہوتا ہے ساتھ دوست اپنے ظاہر اور باطن اور غائبانہ اور روبرو اور خلوت اور مجلس مین سوا اختلاف اور آزار
اپنے سے کسی مین ناقص ہے سودت کی ایسا سلوک کیا گیا ہے کہ حق صحبت کا بہت بھاری بوجھ ہے کہ نہین اوٹھا سکتا ہے اوسکو کوئی
بیشک اجر اور بدلا اوسکا جزیل ہے کہ نہین پوچھنا اوسکو مگر توفیق پایا ہوا اور جو شخص کہ نہ قدرت رکھے اس برابری پر سوا اوسکو تعظیم
اور عزلت اولی ہے بعضون نے کہا ہے کہ نہین ذکر کیا مینے اپنے بہائیکو پس پشت مگر یہ کہ لحاظ کیا مینے اوسکی صورت کا کہ میرے پاس
بیٹھا ہے پس کہا مینے اوسکے حق مین وہ امر کہ محبوب جانتا اگر سنتا وہ اذا تغیر الحال عند ارتفاع القدر او متغیر ہو حال کو وقت بلند
ہونے مرتبے اپنے کے فہو من اللوم کیونکہ ترفع اخوان پر اور متغیر کرنا حال کا اس وقت مین نہایت دنارت اور خساست سے ہے پس
اگر کچہ جاہ اور حشمت اور ولایت میسر ہو تو اپنے دوست احباب کے ساتھ جس مہربانی اور لطف سے اول نگاہ کرتا تھا اوس مین
تفاوت نکرے اور تکبر اور غرور سے پیش نہ آوے کہ رشید و کرام کا نہین ہے اگرچہ یہ نہایت مشکل ہے بعض حکما نے کہا ہے کہ جبکہ تیرے بہائی
نے ولایت اور مرتبہ پایا اگر لصف محبت بہی باقی رہی تو پوری ہے اور بعض سلف نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تہی کہ اے بیٹے مصاحبت
مت کر آدمیونسے مگر اوس شخص سے کہ جب تو محتاج اوسکا ہووے تو نزدیکی کرے تجھسے اور جب تو تونگر ہو جاوے تو اوس سے تو طمع نہ کرے
تجھ مین اور جب مرتبہ اوسکا بلند ہو جاوے تو ترفع اور تکبر نہ اختیار کرے اور مما قطعت ودا سے ہے خط لکہنا ہارون رشید کا بعد خلافت
کے سفیان ثوری کیطرف کہ اونکے ساتھ عقد مواخات رکہتا تھا اور رد کرنا سفیان ثوری کا اوس خط کو چونکہ یہ خط اور اوسکا جواب
دونون فوائد جلیلہ پر مشتمل تہی تو تمامہ بیان نقل کیے گئے اگرچہ یہ امر اطالت سے خالی نہین ہے لیکن شاید کہ بعض اصحاب کو ذوق بخشے لائق ہین کہ
ہارون رشید جو متعلق ہوئے امر خلافت کے ہمنشین زاہد اور عباد کا تہا اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عقد مواخات کا
رکہتا تہا جبکہ ہارون رشید خلیفہ ہوا اور امر خلافت نے اوسپر تفویض پائی تو علما اور صلحا کہ اوسکے ہمنشین تہے سب تہنیت کے لیے
اوسکے سامنے آئے اور ہارون نے خزانے کے دروازے کہولکر ہر ایک کو عطا لائق اور بخشش موافق مرتبت کے سفیان ثوری نے
جو یہ خبر سنی تو بہاگے اور صورت ہارون کی ندیکہی ہارون رشید اونکی ملاقات کا مشتاق ہوا چاہا کہ اپنے سامنے طلب کرے کا نصد
کوئی نصیحت سنے پس ایک خط لکہا کہ مضمون اوسکا یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط ہے خدا کی بندے ہارون رشید
کیطرف سے طرف برادر دینی سفیان ثوری کی اما بعد اے بہائی تو جانتا ہے کہ حق تعالی نے مومنون کی مواخات مین ایک دوسرے
کے ساتھ کیا فضیلت رکہی ہے جان کہ مجہکو جیسا علاقہ اخوت کا تیرے ساتھ تہا مضبوط اور محکم ہے اور جو ارادت کہ آپکی خدمت
مین رکہتا تہا ویسی ہی باقی ہے اگر یہ بہاری بوجہ سلطنت کا کہ حق تعالی نے میری گردن پر رکہا ہے نہوتا تو آپکی ملازمت مین حاضر
ہوتا اور جان کہ کوئی دوست میرا نہین ہے کہ میرے دیکہنے کے لیے نہ آیا ہو اور مبارکباد نہ کہی ہو اور مینے بہی خزانون
کے دروازے کہولے اور ہر ایک کو عطا جسیم کثیر دی آپ نہین آئے اشتیاق ملاقات کا بہت ہے اس خط کو کمال شوق سے
مینے لکہا ہے اور تو جانتا ہے کہ مومن کی زیارت اور اوسکی مواصلت مین کیا کچھ وارد ہے امید کہ اس تحریر کے دیکہتے ہی جلد آؤ
اور بعد اسکے توقف نکرنا والسلام جبکہ خط تمام ہوا تو آدمی کو بلایا کہ یہ خط لیجاوے کسی نے بسبب شدت اور خشونت سفیان

ثوری کی کہ ارباب دنیا سے الفت رکھتی تھی جرأت نہ کی کہ اونکی پاس لیجاوے ایک شخص عباد نام تھا ہارون نے وہ خط اوسکو دیا اور
کہا کہ کوفی میں جا اور بنی ثور کا قبیلہ دریافت کر کے وہان سفیان ثوری کو یہ خط دینا اور جو کچھ کہ اوس سے سنے کم و بیش سب
یاد کر کے مجھسے بیان کرنا عباد کہتا ہی کہ مین بنی ثور کے قبیلے مین گیا اور سفیان ثوری کو دریافت کیا لوگون نے کہا کہ مسجد مین بیٹھے ہین
مین مسجد کو گیا دیکھا کہ سفیان اوسمین بیٹھے ہین اور ایک جماعت نے اونکے گرد اسی ہیئت سے حلقہ باندہ رکہا ہی کہ گویا سب چور ہین کہ اونکو
ظالم بادشاہ کی سامنے لائی ہین اور اوسنے اونکی قتل کا حکم کیا ہی اوس نہایت ہیبت اون پر طاری تھی جو سفیان کی نظر مجھپر پڑی تو
اضطراب سے اوٹھے اور کہا اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم و اعوذ بک اللہم من طارق الا طارق یطرق بخیر اس کلمہ نے
مجھپر تاثیر عظیم کی مین مسجد سے باہر آیا سفیان نے جب دیکھا کہ مین مسجد سے باہر چلا گیا نماز مین مشغول ہوئی مین گھوڑا مسجد کے دروازے پر
باندہ کر پھر اندر آیا کسیکی اونکی ہمنشینون مین سے میریطرف نہ دیکھا اور نہ بیٹھنے کا اشارہ کیا بمجبوری مین خود بیٹھ گیا تمام صحابہ ہیبت سے
سر نہ اوٹھاسکے مجکو بھی ہیبت سے جبہی نگاہ سے دیکھکر بیٹھے اون سے پوچھا کہ سفیان ثوری یہی ہین جو نماز مین مشغول ہین کہا یہی ہین اوسکا
خط کو بیٹھنے اونکیطرف ڈالدیا خط کے گرنے سے کود کر ایسی بہاگے کہ گویا کہ مسجد کی محراب مین سے سانپ نکلا اور ہاتھ پر کپڑا لپیٹ
کر اوس خط کو لیا اور ایک شخص اونکی پس پشت بیٹھا تھا اوسکیطرف ڈالا اور کہا کہ تم سے ایک تمہارا اس خط کو کہ مین خدا سے پناہ مانگتا
ہون اوس چیز کے چھونے سے کہ ظالم کے ہاتھ نے اوسکو چھوا ہو پس ایک شخص نے اونمین سے اوس خط کو لیا اور کہولا اور پڑہا سفیان
ثوری سنتی تھی اور تبسم کرتے تھے تبسم تعجب کا جبکہ وہ شخص خط کے سنانے سے فارغ ہوا کہا اسکی پشت پر جواب لکہہ ظالم کیطرف
لوگون نے کہا یا ابا عبد اللہ وہ خلیفہ ہی اگر دوسرے کاغذ پر لکہین تو بہتر ہی فرمایا اسی کاغذ کی پشت پر لکہو اگر یہ کاغذ حلال وجہ سے
کسب کیا ہی تو خدا کے سامنے جزا خیر پاویگا اور جو حرام کی وجہ سے ہی تو عقاب کیا جاویگا تا کہ وہ چیز کہ ظالم نے اوسکا مساس کیا ہے
ہماری پاس نہ رہی کہ ہمارے دین کو فاسد کر دیگی کہا کیا لکہین فرمایا لکہو بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط بندہ کا مردود سفیان بن سعید ثوری
کے جانب سے بطرف بندہ مغرور با مال ہارون رشید کے کہ سلب کی گئی ہی اوس سے حلاوت ایمان کی اما بعد مین تجکو لکہتا ہون اور
خبردار کرتا ہون کہ مینے قطع کیا پیوند تیرا اور بیزار ہوا تیری دوستی سے کیونکہ تو نے گواہ کیا مجکو اور حاضرین مجلس کو اوپر اپنی اوسکے
کہ لکہا تو نے کہ کہولدیا ہی مینے دروازہ بیت المال مسلمانونکا اور نفقہ کیا غیر حق مین اور صرف کیا بے مصرف پس کیا جو کچھ کہ کیا
تو نے خطا سے اور مجکو گواہ بنایا تو نے اوس پر جان کہین اور میرے یار گواہی دینگے خدا وند ذو الجلال کے روبرو اوپر اوسکے تو نے کیا
اے ہارون مسلمانونکا مال تو نے بے مرضی اونکے صرف کیا آیا راضی تھی تیرے اس فعل پر فقرا اور مساکین اور مؤلفۃ القلوب اور
مجاہدین فی سبیل اللہ اور ابن السبیل آیا راضی تھی حملۂ قرآن اور اہل علم اور بیاہی اے ہارون سمیٹ اور باندہ دامن اپنا اور مستعد ہو اوس سوال
کے جواب کیلئے اور تدبیر کر اوس بلا کی کہ نازل ہوگی تجہپر اوسوقت کہ کہڑا کریگی تجکو سامنے حاکم عادل جل جلالہ کے اے ہارون سلب کی گئی ہی
تجہسے حلاوت علم کی اور لذت قرآن اور مجالست علما کی اور راضی ہوا تو اسپر کہ ظالم ہووے تو اور ظالمونکا امام بنی اے ہارون
تو تخت پر بیٹھا اور چادر کہر پاینکی تو نے یعنی اور اپنے دروازہ پر پردہ عرش کا ڈالا اور شبیہ رب العالمین کے ساتھ کی تو نے اور اونکو

یہہ شعر ابن عیینہ کی کہا ہے اور کہا کہ ایک زمانے تک مین انہی دوستون مین شامل رہا پہر جب کہ مین اون سے جدا ہوا
تو تین برس تک کبہی مجہے خیال نہین گذرا کہ حسرت اون کے میری دل سے گئی ہو ولیاعدہ الامیہ مخالف الحق اور موافقت اور
مدد کرے اوس کے تمام امور مین مگر اون امور مین کہ مخالف حق کے ہون احمد اور حاکم نے عمران سے روایت کی ہے نہین
اطاعت ہے مخلوق کے لیے بیچ نافرمانی خالق کے اور صحیحین مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمانبرداری نہین ہے کسی کے لیے بیچ معصیت الہی کے اور سوا اس کے نہین کہ اطاعت مشروع
امر مین ہے اور احمد کی روایت مین حضرت انس سے ہے کہ نہین فرمانبرداری ہے اوس شخص کے لیے کہ نہین اطاعت
کری اللہ تعالی کے فالوفاء فیہ الخلاف پس وفا اوسمین خلاف کرنا اوسکا ہے یعنی مخالفت اوسکی کرنا اور اوسکو اوس کام
سے باز رکہنا عین وفا اور خیرخواہی اوسکی ہے چنانچہ مروی ہے کہ امام شافعی نے امر حلقہ نشینی کا ابو یعقوب بویطی کو سپرد کیا بسبب زہد اور ورع
اونکی کے باوجودیکہ درمیان شافعی و محمد بن حکم کے اخوت کاملہ اور محبت تامہ تہی اور تہی محمد انتصیا کرتی والی اونکی تمام مذہب کا اور چاہتی تہے کہ امر حلقہ نشینی
بالعبد شافعی کے میری لیے ہو پس نصیحت کی شافعی نے واسطے اللہ تعالی کے اور مسلمانونکی اور جہد کردی مداہنت اور نہین اختیار کی رضامندی مخلوق کی اوپر
رضی اللہ تعالی کے وشاورہ اور مشورہ کری اوس سے تمام امور مین اور اوسکی صواب دید سے کام کری فرمایا اللہ تعالی نے وامرہم شوری بینہم ولا یحفظ السر عند
اور پوشیدہ رکہی اپنا بہید اوس سے جبتک کہ اوس سے کچہہ رنج پیدا ہو کہ یہہ صفائی کی سی ترتیب زیادہ ہے لا تصحب عدوہ ولا تبلغ شریکا فی العداوۃ اور نہ دوست
رکہے دشمن اور بدخواہ دوست کو تا کہ اوسکی عداوت مین شریک ہووی بلکہ اوسکی دشمن کو اپنا دشمن جانے اور اوسکی دوست کو اپنا دوست امام شافعی
نے کہا ہے جبکہ اطاعت کی تیری دوست نے تیری دشمن کی پس تحقیق شریک ہوئے دونون عداوت مین وتخفیف ترک التکلف والتکلیف فی اداء الحقوق و
سرما اور رسا اور ہلکا کری بوجہ صحبت کا ساتہہ ترک کرنے تکلف کے اپنی ذات مین اور تکلیف کی مصاحب مین بیچ ادا کرنے حقوق مصاحبت اور سوا
اوسکی کے حقوق عامہ مسلمین سے کہ عرف اور عادت مین ایک دوسری کی ساتہہ لازم ہون نہ یہہ کہ ترک حقوق شرعی کا کرے اور تکلف یہہ ہے کہ مقید
رہے ساتہہ تواضع کے اور انتظار تعلیم کا اپنے دوست سی رکہی اور اوس سے شرم کری اوس چیز مین کہ اوسکو خوش آتی ہے کہانی پینے اور نشست و
برخاست وغیرہ سے کہ یہہ اتحاد سے دور ہی اور تکلیف یہہ ہے کہ کوئی چیز اوسپر رکہی کہ اوسکو گران معلوم ہو پس یہہ دونون امر سبب انقطاع محبت کا ہین
اور تکلف کرنے والون سے ہمیشگی محبت مین نہین ہوتے بعض حکیمون نے کہا ہے کہ تمام تخفیف بیچ اوٹہانی بساط تکلف کی ہے یہانتک کہ شرم نرکہی اپنے دوست
سے اوس چیز مین کہ شرم نہین رکہتا ہے اپنی نفس سے اسی جگہہ سے کہا گیا ہے کہ جبکہ ثابت ہوئی محبت تو ساقط ہوتا ہے ادب ظاہری اور دلی تکلف پیدا ہوتی ہے اور حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے بدترین دوستونکا وہ ہے کہ تکلف کرے تیری لیے اور محتاج کرے تجہکو طرف مداراۃ کی بسبب خوف آزردگی کے اور
مضطر کری تجہکو طرف اعتذار کے اور فضیل نے کہا ہے کہ سوا اسکی نہین کہ دوستی قطع کرتے ہین آدمی ساتہہ تکلف کی زیارت کرتا ہے ایک دن دونکا
اپنی بہائی کی پس تکلف کرتا ہے وہ اوسکی لیے سو قطع کرتا ہے وہ آمد و رفت اور بعض سلف سے پوچہا گیا کہ کس کے ساتہہ ہم دوستی اور ہمنشینی
کرین کہا اوس شخص سے کہ اوٹہا دے تجہسے بار تکلف کا اور گرا دیوی تیری اور اپنی درمیان میں سے مشقت تحفظ کے اور جعفر بن محمد سے مروی
ہے گرانترین بہائیونکا مجہپر وہ ہے کہ تکلف کرے میری لیے اور سبکتر ہین اونکا میری دل پر وہ ہے کہ ہوہین ساتہہ اوسکی جیسا کہ تنہا ہوتا ہون اور کچہہ تکلف درمیان

پس جبکہ تقصیر کی اونمین سے کسی بنظور کہ اصل شرط مطلق ہو انہیں کی پس نہیں مواخذہ کرے اوسکا کیونکہ تکلف متروک ہی نقل ہین
اور جبکہ ادا کیا اعمال فعل اور ترک کر دیا تکلیف یا بنظر کہ کہانا زیادہ کم وار پکایا یا کہانا نہین کم نمک ڈالا تب نہ مواخذہ کرے اوسکا کیونکہ
تکلف متروک ہی اسکی تئیں پس لائق ہی تمام حقوق صحبت مین رعایت اس مشکل قاعدہ کی رکہی اور رحم کرے اللہ تعالی مصنف پر
کہ ایسی مختصر عبارت کثیر معانی والا لایا ہو پس شاہد لایا مصنف ترک تکلف پر ساتھ اس قول اپنے کے فورود فیہ وارد ہوا ہی حدیث مین
کہ فرمایا حضرت نے انا واتقیاء امتی برآء من التکلف یعنی مین اور پرہیزگار میری امت کی بیزار ہین تکلف سے روایت کیا ہی اس حدیث کو
دارقطنی نے زبیر بن العوام کی حدیث سے اور لفظ اوسکی وہ ہین جنکا یہ ترجمہ ہے خبردار ہو بیشک مین بیزار ہون تکلف سے اور صالحین
میری امت کی اور اسناد اوسکی ضعیف ہی لیکن تقویت کرتا ہے اسکو یہ قول اللہ تعالی کا قل لا اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین یعنی کہہ
تو اسے محمد نہین سوال کرتا ہون مین تمسے اوپر تبلیغ احکام کے کچھ بدلا اور نہین ہون مین تکلف کرنیوالونمین اور انہین اپنے نفس
سے یعنی پس جو شخص کہ کہے اپنے نفس کو جانب سے کہ پس بیشک تکلف کیا اوسنے اپنے امر مین اور یہی حکم ہے اوسکے فعل کا اور بعض
اصحاب نے لکہا ہی کہ اللہ تعالی کی نعمتونکی ہی تکلف کرنا والون پر اور اہل تکلف ہمیشہ ریا کار ہوتی ہین اور کہا ہی کہ ظاہر کرنا زہد اور
تورع کا سامنے دوستونکے ریا نہین ہی کیونکہ سبب اتحاد صرف ظاہر اور نہین تمام ہوتی تخفیف اور ترک تکلف مگر ساتھ اسکے کہ اپنی
مرشد کو تمام دوستونکے مرتبہ سے نیچا اور کم دیکہی اور اونکی حق مین نیک گمان کرے اور اپنی جانکو بدوں مین سے شمار کرے وبرفع الآداب
عند تمام الاتحاد اور اوٹہا دے آداب ظاہری کو وقت پوری ہونے اتحاد اور یگانگی کی یعنی آداب ظاہری مثل قیام اور اعتذار
وغیرہ کی دوستون کے ساتھ موقوف کرے جبکہ دوستی کامل ہو جاوے فالمقصود صفاء القلب والادب عنوانہ اسلئے کہ مقصود صحبت
سے صفائی دل کی ہے اپنے دوستونکے ساتھ اور ادب ظاہری بمنزلہ اوسکی سرنامہ اور دیباچہ کی ہے سو جبکہ مقصود حاصل ہوا تو
احتیاج سرنامہ اور دیباچہ کی نہین رہی ابن المبارک رحمہ اللہ سے کسینی پوچہا کہ ادب دوستون کے ساتھ کیا ہی کہا ترک کرنا ادب
کا اور بعض دینیوں نے کہا ہے کہ چہوڑنا ادب کا ساتھ اہل اپنے کے ادب مین سے ہی وبزر غبا اور زیارت کرے اپنے سائی کی کبہی کبہی ایک
روز درمیان دیکر ہو یا زیادہ اس سے کیونکہ ملاقات ہر روز کے سبب ملال کا ہوتی ہی غبا ساتھ کسرہ غین معجمہ اور باء موحدہ مشددہ
کے قاموس مین لکہا ہی کہ وہ پانی پینا اونٹونکو کہتی ہین ایک روز اور پیاسے رہنا دوسرے دن اور غب زیارت مین ہر ہفتہ کو ہی اور نہایہ
مین لکہا ہی غب دلالا وابل مین سے ہی کہ پانی پئے ایک روز وارد ہوں اور ترک کرین اوسکو دوسرے روز پہر نقل کیا گیا طرف زیارت
کے اگرچہ چند روز کے بعد آیا کہا جاتا ہی غب الرجل جبکہ اوسکی زیارت کیجاوے بعد چند روز کے اور حسن نے کہا ہی کہ ہر ہفتہ مین کذا فی [illegible]
فورود اسلئے کہ طبرانی کی حدیث مین وارد ہوا ہے زر غبا تزدد حبا زیارت کر اپنے دوست کی کبہی کبہی کہ زیادہ کرے محبت
کو معلوم ہو شیخ نے صغانی سے نقل کیا ہی کہ یہ حدیث موضوع ہے اور مقاصد سے نقل کیا ہی کہ اسکے اسناد مین طلحہ غیر قوی ہے سبب
اور حریری نے اسی حدیث کی معنے کو نظم کیا ہی شعر لا تزرمن تحب فی کل شہر غیر یوم ولا تزد علیہ فاجتلاء الہلال فی الشہر یوم
ثم تنظر العیون الیہ الا انکا یامن من الملال مگر یہ کہ تو خوف اور مامون ہووے ملال سے اوسکے یقین اگرچہ ہر روز ملاقات

کرتی تو مضایقہ نہین ہے کسی شاعر نے کہا ہے ۔ اذا حققت من رجل ودادا فزره ولا تخف منه ملالا وکن کالشمس تطلع کل یوم ولا تک فی زیارته هلالا ۔ و نبوی فیہ الاستیناس باللقا اور نیت کرے زیارت احباب مین السنت پر عمل کرنے کے ساتھ ملاقات اونکی کے کہا گیا ہے ملاقات خلیل کے شفا ہے علیل کے والاستعانة علے الدین اور استعانت کرنیکے امور دین پر جیسا کہ تعلیم و تعلم اور تلقین ذکر اور امثال اوسکی والتقرب الیہ تعالی باقامة الحق اور نیت کرے نزدیکی ڈہونڈھنے کی ساتھ اوس تعالی کے ساتھ قائم کرنے حقوق اخوت اور صحبت کی کہ حقوق اسلام سے ہے وتحمل المؤنة اور اوٹھانا بار محبت کی کیونکہ مقصود محبت سے یہی ہے کہ بوجہ محبوب کا اوٹھا دے اور اوسکی جفا پر صبر کرے امام احمد کی مسند میں ہے ابن عمر سے وہ مومن کہ مخالطت کرے آدمیون سے اور صبر کرے اونکی ایذا پر افضل ہے اوس مومن سے کہ مخالطت کرے آدمیون کی ساتھ اور نہ صبر کرے اون کی ایذا پر اور دار قطنی کے روایت مین ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ مومن الفت کرتا ہے اور الفت کیا جاتا ہے اور نہین بھلائی بیچ اوس شخص مین کہ نہ الفت کرے اور نہ الفت کیا جاوے اور بہتر آدمیونکا زیادہ نفع رسان آدمیونکا ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے واعتصموا بحبل اللہ ولا تفرقوا اور حدیث مین آیا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے واجب ہے میری محبت اون لوگون پر کہ زیارت کرتے ہین ایک دوسرے کی میری لیے اور واجب ہے محبت میری اون لوگون کے لیے کہ آپس مین دوستی کرتے ہین میری سبب روایت کیا ہے اسکو احمد نے حدیث عمرو بن عبسہ اور عبادہ بن صامت سے اور روایت کی ہے حاکم نے اور تصحیح کے ہے اس کے اور حضرت انس سے مروی ہے کہ نہین زیارت کرتا ہے کوئی آدمی اللہ تعالی کے واسطے مگر یہہ کہ پکارتا ہے فرشتہ اوسکی پیچھے سے طبت وطابت لک الجنة روایت کیا ہے اسکو ابن عدی نے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ جس نے عیادت کی مریض کی یا زیارت کی کسی بہائی کی اللہ تعالی کے واسطی تو پکارتا ہے اوسکو فرشتہ آسمان سے طبت وطاب ممشاک وتبوأت من الجنة منزلا اور مسلم کی حدیث مین ہے کہ ایک شخص نے زیارت کی اپنے بہائی کی اللہ کی واسطی پس بہیجا اللہ تعالی نے اوسکی پاس ایک فرشتہ اور اوس سے اوسکو پوچھا کہ کہان جاتا ہے کہا فلانی اپنے بہائی کی زیارت کا ارادہ رکہتا ہون پہر کہا کیا کچہ حاجت ہے تیری اوسکی پاس کہا نہین کہا کچہ قرابت ہے تیری اور اوسکی درمیان مین کہا نہین کہا کچہ نعمت اوسکی تیری پاس ہے کہا نہین کہا پہر کیون جاتا ہے کہا مین اوسکو دوست رکہتا ہون اللہ تعالی کی واسطی کہا پس تحقیق بہیجا ہے تجکو اللہ تعالی نے کہ خبر دون مین تجکو کہ اللہ تعالی دوست رکہتا ہے تجکو موافق دوستی تیری کی اوسکی لیے اور بیشک واجب کی تیری لیے جنت و تسلیم علی المسلم اور حقوق اسلام سے یہہ ہے کہ سلام کرے مسلمان پر یعنی السلام علیکم کہے اور دوسری مسلمان سے آشنا ہو یا بیگانہ چہوٹا ہو یا بڑا انقیر ہو یا غنی چنانچہ صحیحین مین عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا رسول اللہ صلعم سے کہ کونسی خصلت اسلام کی بہتر ہے فرمایا آپنے کہانا کہلا دی تو اور پڑہی سلام اوس شخص پر کہ آشنا ہو اور اوس شخص پر کہ نا آشنا ہو اور ترمذی نے ابو ہریرہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ افشا کرو سلام اور کہلاؤ کہانا اور حاکم کی روایت مین ہے ابو موسی سے کہ افشا کرو سلام درمیان اپنے تاکہ محبت کرو تم اور بیہقی کے روایت مین ہے ہانی بن یزید سے کہ موجبات مغفرت مین سے بذل کرنا سلام کا ہے اور اچہی باتین کرنا اور سلام اسم ہے تسلیم سے بمعنے سلامت اور برات کی نقائص اور عیوب سے اور ایک اسم ہے اسمای الہی سے اور بعضون نے کہا ہے کہ تسلیم ہو تم پر اسم

اور معنی السلام علیکم کی یہ ہین کہ اللہ تعالی مطلع ہے تیری حال پر پس غافل مت ہو یا نام خدا تعالی کا تجھپر ہے یعنی بیچ حفاظت
اور نگہبانی اوسکیکی ہے اور اکثر اسپر ہین کہ معنی یہ ہین کہ تو بیچ سلامتی کی ہو مجسے اور مجکو سلامت رکہ دینی ہی یا مشتق سلم سے
یعنی مصالحہ کے ہی وان لقیہ مرارا او عالت شجرۃ او جدار اگرچہ ملاقات کرے اوس سے چند مرتبہ یا حائل ہووے درخت یا دیوار
ابو داود نی ابو ہریرہ سی روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی جبکہ پیش آوی ایک تمہارا اپنی بہائی کی چاہئی کہ سلام
کری اوسپر پہر اگر حائل ہو درمیان اون دو آدمیون کے بعد اوسکی کہ ایک دوسرے نے سلام کیا ہی کوئی درخت یا کوئی دیوار کی
پتہر پہر آگی آوسے ایک اون دونون مین سے پس چاہئی کہ سلام کرے اوسپر اوس ملاقات مین ہی یعنی اس قدر مفارقت
اور مفاصلہ مین ہی سلام کرنا مستحب ہے اور اسمین کمال مبالغہ اور تحریض ہی اوپر استحباب سلام پہرنا و یا تجدید عہد الاسلام اور سلام
کرے در حالیکہ نہینت کرنے والا ہو تازہ کرنی عہد اسلام کی یعنی وہ امن کہ حاصل ہی اسلام کی سبب سے ان لا یوذی فی عرضہ و مالہ
یہ جملہ بدل ہی عہد الاسلام سے یعنی نیت کرنیوالا تازہ کرنے عہد اسلام کی کہ نہ ایذا دیا ہی بیچ آبرو اور مال اوسکیکی. قبل الکلام یہہ
متعلق ہے لفظ لیسلم سی یعنی سلام کرے پہلی کلام کرنیسے کہ یہہ تحیہ اہل اسلام کا ہی یہانتک کہ دار السلام مین ہی ہوگا اور وہ پس
وارد ہوا ہی حدیث مین من بدا بالکلام قبل السلام فلا تجیبوہ یعنی جو کوئی کہ ابتدا کری ساتہ کلام کی پہلے سلام کرنیسے
پس نہ جواب دو تم اوسکو یہانتک کہ شروع کرے ساتہ سلام کے روایت کیا ہے اس حدیث کو طبرانی نی اوسط مین اور ابو نعیم نی حلیہ
مین ابن عمر سی اور لفظ اوسکی دو ہین جنکا ترجمہ یہہ ہے جبی پہلے ابتدا کی ساتہ کلام کی پس نہ جواب دو تم اوسکو اور روایت کی ہی ترمذی
نی جابر رضی اللہ عنہ سی کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی سلام کرنا پہلی کلام کرنیکی ہی اور کہا ترمذی نی کہ یہہ حدیث منکر ہے
و عند الدخول فی بیتہ یہہ معطوف ہی اوسکی قول پر جو قبل الکلام ہی اور متعلق ہی لفظ لیسلم سی یعنی سلام کری اوپر اہل خانہ اپنی کی
وقت داخل ہونیکی اپنی گہر مین کہ سبب برکت کا ہی ترمذی نی حضرت انس رضی اللہ عنہ سی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نی انس سی فرمایا ای بیٹی میری جبکہ داخل ہووے تو اوپر اہل و عیال اپنی کے پس سلام کر اونپر کہ یہہ سبب برکت کا ہی تیرے لیے
اور تیری اہل و عیال کی لیے بیت غیرہ اور سلام کری اہل بیت پر وقت داخل ہونے کی مکان غیر مین یعنی جبکہ کسی اور کی مکان
مین آوی تو اوسکی اہل خانہ پر سلام کری لئلا یدخل الشیطان معہ تاکہ نہ داخل ہو اوسکی ساتہ شیطان یہہ علت ہی سلام کرنیکی اپنی
اہل بیت یا اور غیر کی اہل بیت پر اور شیطان کا نہ داخل ہونا سلام کرنیکی برکتون مین سی ہے دیلمی نے قتادہ سی روایت کی ہی کہ فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی جبکہ گہر مین داخل ہو تم پس سلام کہو اہل خانہ پر تحقیق شیطان جبکہ سلام کہتا ہی ایک تمہارا اپنے
داخل ہوتا ہی اوس گہر مین وہی یا بعد ہر اور وہ یعنی سلام کرنا وقت داخل ہونی مکان کی حکم کیا گیا ہی ساتہ اوسکی کلام مجید مین فرمایا
اللہ تعالی نی اذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم یعنی جبکہ داخل ہو تم کسی مکان مین پس سلام کرو اوپر نفسون اپنی کی یعنی اپنی جنس پر مسلمانون
سی اور دوسری جگہہ فرمایا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا و تسلموا علی اہلہا ذلکم خیر لکم یعنی نہ داخل ہو تم کسی مکانمین سوا مکانون اپنی
کی یہانتک کہ اذن چاہو تم اور سلام کرو اوپر اہل اوسکیکی کہ یہہ بہتر ہی تمہاری لئی و ان مکان خالیا فلیقل السلام علینا و علی عباد اللہ

الصالحین اور جو مکان خالی ہو اور اوسمین کوئی نہو وہی پس سلام اوسکا ان لفظون کی ساتھ ہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین
فان الملائکۃ ترد اسلیے کہ فرشتے جواب سلام کا دیتے ہین یعنی اگر مکان خالی ہو برابر ہی کہ اپنا مکان ہو یا غیر کا پس جب داخل ہو تو اسطرح سلام
کرے جیسے گذر چکا اور نیت فرشتون کی کرے کہ وہ عباد اللہ مین سے ہین پس وہ اسکا جواب دینگے وحال الدخول فی قوم والخروج عنہم لیکون
ستار کا لہم فی کل خیر اور سلام کرے وقت داخل ہونے اپنے کی کسی قوم مین اور وقت نکلنے کی اوس قوم سے تاکہ شریک ہووے اس قوم کا ہر نیکی
مین کہ ابتدا اور انتہا مین کی ہے اور اسلیے کہ سلام اول تو واسطے ملاقات کی ہے اور دوسرا واسطے رخصت کی اور شاید کہ یہی وجہ تکرار کی
ہو اس قول اللہ تعالی مین لا یسمعون فیہا لغوا ولا تاثیما الا قیلا سلاما سلاما اور ترمذی اور ابو داؤد نے ابی ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ پہونچے ایک تم مین سے بیچ مجلس کے پس چاہئے کہ سلام کرے پھر اگر قرار پکڑے اسکی راے بیٹھنے مین تو بیٹھ جاوے
پھر جبکہ اوٹھے اور جانیکا ارادہ کرے تو چاہئے کہ سلام کرے سو نہین ہے سلام اول زیادہ لائق دوسرے سلام سے یعنی آنے جانے کی وقت
دونو حالین سلام کرنا یکسان سنت ہے ویبدء بہ قبل الردی اور ابتدا کرے ساتھ سلام کے اگر دو آدمی آپس مین ملاقات کرین اسلیے کہ
یہی مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چنانچہ شمائل مین ہے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ ابتدا کرتے تھے ساتھ سلام کی اور
احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے ابی امامہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک قریب ترین تمام آدمیون کا
اور مخصوص زیادہ جناب باری مین وہ شخص ہے کہ ابتدا کرے ساتھ سلام کی ملائی کہا ہے کہ مراد آدمیون سے یعنی ملاقات کرنے والے ہین کیونکہ
یہ دونون برابر ہین سلام کی حق مین اور جبکہ ایک وارد ہو اور دوسرا قاعد تو سلام کرنا حق وارد کا ہے سو اگر ابتدا کی اسنے ساتھ سلام
کی تو اولی نہین ہوگا چنانچہ عنقریب مصنف کے کلام مین آویگا اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ ایسی سنت ہے یعنی سبقت کرنا سلام مین وقت
ملاقات کی ثواب اسکا زیادہ ہے جواب سلام سے باوجودیکہ وہ فرض یا واجب ہے اور یہ اسلیے کہ ابتدا کرنے مین تواضع ہے اور اسلیے کہ
یہ سبب ہے بیچ ادا کرنے واجب کی جو جواب سلام کا ہے اور وارد ہے حدیث مین جبکہ گذرا آدمی ایک قوم پر پھر سلام کیا انکو پس
جواب دیا اس قوم نے اوسپر تو ہوگی اسکیلیے زیادتی ایک درجے کی اون پر کیونکہ اسنے انکو سلام یاد دلایا اور جو انہون نے اسکا جواب
ندیا تو جواب دیتے ہین اوسکو ایک گروہ بہتر اونسے روایت کی ہے اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین ابن مسعودؓ سے مرفوعا یا موقوفا اور
بزار نے انہین سے مرفوعا روایت کی ہے کہ سلام ایک نام ہے اسماء الہی سے اور صفت اللہ تعالی کی ہے زمین مین پس افشا کرو
تم اوسکو اپنے درمیان مین کیونکہ آدمی مسلمان جبکہ گذرے ایک قوم پر پس سلام کرے اون پر آخر حدیث تک ولا یسلم علی جمع النساء
اور سلام نکرے آدمی اوپر جماعت بیگانہ عورتون کی کہ مکروہ ہے بسبب خوف واقع ہونے فتنہ کی اور عکس اسکا بھی مکروہ ہے یعنی عورتین
سلام کرین بیگانہ مردون کی جماعت کو مگر یہ کہ عورت بڑھیا ہو اور مظنہ فتنہ کا نہو تو سلام کرنا اوسپر مکروہ نہین اور وہ جو احمد نے جریر
ابن عبد اللہ سے روایت کی تھی کہ گذرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کی جماعت پر پس سلام کیا آپنے اونپر سو یہ مخصوص
تہا حضرت کی ساتھ بسبب امن مین ہونیکی وقوع فتنہ سے وردہ علیہن اور جواب انکی سلام کا دیوے اگر یہ سلام کرین اوسپر کیونکہ
جواب سلام کا فرض ہے ساتھ توہم خوف فتنہ کی اوسکا ترک جائز نہین ہے پس کہے وعلیکن السلام محیط برہانی مین کہا ہے جو سلام

کیاکسی مردنی عورت کو تو واجب ہی اوسپر جواب دینا اوسکا کیونکہ وہ قائم کرنی فرض جواب مین مانند مرد کی ہی اور بعضون نے کہا ہے
کہ نہین واجب ہے کیونکہ سلام کرنا مرد کا عورت پر خطا ہی اسلئی کہ سلام کرنیوالی نے طلب کیا اوس سی جواب اور یہ خطا ہی کیونکہ
آواز اوسکی عورت ہی اور خانیہ مین ہی کہ جبکہ سلام کیا عورت اجنبیہ نی مرد پر سو اگر وہ بڑہیا ہی تو اوسکا جواب دی ایسی آواز سے کہ وہ
سنی اور جو جوان ہی تو اپنی دل مین اوسکا جواب دیوی اور سراجیہ مین ہی کہ مکروہ ہی جواب اور سلام دو نوجوان عورت
پر اور نہین واجب ہے رد کرنا سوال سائل کا کیونکہ یہ تحیہ نہین ہی بلکہ شعار سوال کا ہی اور مکروہ ہے سلام کرنا اہل ذمہ پر کیونکہ
اسمین اونکی تعظیم ہی اور کچہ باک نہین ہے اونکی سلام کی جواب دینی مین کیونکہ نہ جواب دینا اونکو ایذا دینا ہی اور جواب دینا احسان ہی اور ایذا دینا
اونکا مکروہ ہے اور احسان کرنا اونکی ساتہہ مندوب ہے اور نہ زیادہ کری جواب مین علیکم سے کیونکہ وہ السام علیکم بدون لام کی
کہتی ہین پس جواب دیے جاوین ساتہہ علیکم کے اسیطرح آنحضرت علیہ السلام سے بہی منقول ہی انتہی ولا عند تلاوۃ القرآن اور نہ سلام
کرے وقت تلاوت کرنے قرآن شریف کے یعنی جو کوئی کہ تلاوت کرتا ہو اوسپر سلام نکرے تاکہ اوسکی تلاوت مین خلل نہ واقع ہو
اور جو سلام کیا تلاوت کرنی والی پر تو بعضون نی کہا ہے کہ واجب ہوتا ہی جواب سلام کا اور بعضون نے کہا ہے کہ جواب اوسکا
ہاتہہ سے یا دلمین دیوے اور بعضون نے کہا ہی کہ زبان اور دل دونون تلاوت مین یا مشغول رکہی اور اوسکے سلام کیطرف کچہ التفات
نکرے اور جو قاری نی سلام کا جواب دیا تو از سر نو استعاذہ کرکے تلاوت شروع کرے لیکن محیط مین کہا ہی کہ اصح یہ ہے کہ واجب
ہوتا ہے تلاوت کرنیوالی پر جواب دینا اوسکا کیونکہ وہ فرض ہی اور قرأت قرآن کی فرض نہین ہی پس نہ ترک کری واجب کو بسبب
اشتغال اپنی کے نفل مین بخلاف اسکی جو حضرت کا نام مبارک سنے تو نہین واجب ہی درود بہیجنا کیونکہ قرآن شریف کی قرأت اوسکے
نظم کی موافق درود بہیجنی سے افضل ہے انتہی والاذان اور سلام نکری وقت اذان دینی کی یعنی موذن اور اوس شخص پر کہ اذان کی
اجابت کرتا ہی اور مکروہ ہی موذن پر سلام کا جواب دینا حالت اذان مین لیکن موافق اوسکے جو محیط مین مذکور ہی کہ جواب سلام کا فرض
ہی سنت کی اشتغال کی سبب سے نہ ترک کیا جاوی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہان بہی جواب دینا جائز ہے کیونکہ اذان حقیقت
مین سنت ہی زیلعی نی ثوری سی نقل کیا ہی کہ جواب دیوی سلام کا موذن اسلئی کہ یہ واجب ہے اور اذان سنت ہی پہر جواب دیا ہی اوسکا
کہ سلام کا جواب دینا بعد فارغ ہونی کی اذان سے ممکن ہی اور تاخیر بسبب عذر اذان کی ہی وقضاء الحاجۃ ونحوہا اور نہ سلام کرے
وقت قضاء حاجت انسانی کی بول وغائط سی اور مانند اسکے جماع وغیرہ کی حالت اور حمام مین یعنی جو شخص کہ قضاء حاجت انسانی
کرتا ہی یا جماع مین مشغول ہی یا حمام مین ہے یا کشف عورت کر رکہا ہی اوسپر سلام نکرے اور اسوقت کی سلام کی جواب مین اختلاف
ہی بعضون نے کہا ہی کہ واجب ہی جواب دینا لیکن تاخیر کرے جبتک کہ حاجت سی فارغ ہووے اور سند اسکی یہ حدیث لائی
ہین کہ روایت کی ہی ابی جہیم نی ساتہہ تصغیر کی کہ گذرا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ پیشاب کرتی تہے پس سلام کیا مین نے
آپ پر سو نہین جواب دیا یہانتک کہ کہڑے ہوئی آپ اور تیمم کیا پہر سلام کا جواب دیا اور ملا علی قاری نے کہا ہی کہ پیشاب کا
وقت اون مواضع مین سے ہے کہ سلام کرنے والا نہین مستحق ہوتا جواب کا پس ہوا جواب دینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکارم

اخلاق انگریستہ ولا تکلم فیہا اسیلی کہ نہین مشروع ہی کلام کرنا ان اوقات مین مطلقاً پس سلام کرنا اور جواب اوسکا تو بدرجہ اولی نہین جائز
ہوگا ولا اللعب بالشطرنج ونحوہ اور سلام کری وقت کیلنی شطرنج اور مانند اوسکی نرد اور گنجیفہ اور طنبور وغیرہ کی کہ شرع مین حرام
ہوا ساتہ سبب اہانتہ اور زجر اور توبیخ لاعبین کی شطرنج ساتہ کسر کے شین معجمہ کی کہا قاموس مین نہ فتح دیا جاوے اول اوسکا
ایک لعب مشہور ہی اور سین مہملہ کی ساتہ بہی ایک لغت ہی مشتق ہی شطارۃ یا شیطرس یا معرب ہے کذا فی مجمع العلم بیہقی نی
شعب الایمان مین ابن شہاب سے روایت کی ہی کہ ابا موسی اشعری رضی اللہ عنہ نی کہا ہے کہ نہین لعب کرتا ساتہ شطرنج کی مگر
عاصی اور ہدایہ مین کہا ہی کہ نہ قبول کیجاوی شہادۃ اوس شخص کی کہ قمار کرتا ہے ساتہ نرد اور شطرنج کی یا فوت ہوجاتی ہی اوس
سے نماز بسبب اون دونون کی لیکن مجرد کہیل شطرنج کا فسق نہین ہی کیونکہ اسمین اجتہاد کو دخل ہی اور شرح وقایہ والی نے
کہا ہے کہ اس سے مفہوم ہوا کہ نرد مین مقامرت . شرط نہین ہی یا نماز کا فوت ہونا پس قید مقامرت کی نرد مین اتفاقاً واقع ہوئی
ہے اور شیخ دہلوی نی ذخیرہ سی نقل کیا ہی کہ جو شخص کہ کہیلتا ہے نرد کی ساتہ سو وہ مردود الشہادۃ ہی تمام حال مین اور مطالب المومنین
مین کہا ہی کہ اختلاف کیا ہی علمائی شطرنج کی کہیلنی مین سو اجازۃ دی ہی بعضون نی تین شرطون کی ساتہ ایک تو یہ کہ اوسمین قمار نہو دوسری
نماز کو اوسکی وقت سے موخر نکری تیسری زبان کو فحش بکنی سی بچاوی سوا انہین سی اگر ایک بہی کریگا تو وہ مردود الشہادۃ ہی اور احیاء مین
کہا کہ شطرنج کہیلنا مباح ہی لیکن مواظبت اوسپر سخت مکروہ ہی ابن عساکر نی حضرت علی رضی اللہ عنہ سی روایت کی ہی کہ آپ نی
فرمایا کہ نہ سلام کرو تم اوپر اصحاب نردشیر اور شطرنج کی اور یہ بہی آیا ہی کہ ملعون ہی جو شخص شطرنج کہیلی اور اوسکا دیکہنی والا مانند
خنزیر کی گوشت کہانی والی کی ہی انتہی من مجمع العلم ولا یرد فیہا اور سلام کا جواب بہی نہ دیوی وقت مشغول ہونی کی ان امور مین ونزید فی
الجواب اور زیادہ کری جواب مین سلام کی لفظ رحمۃ اللہ وبرکاتہ کا یعنی اگر سلام کرنیوالا السلام علیکم کہی تو اوسکی جواب مین وعلیکم
السلام ورحمۃ اللہ کہی اور جو سلام کرنیوالا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہی تو اوسکی جواب مین وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہی اور
مغفرتہ کا لفظ بہی اگر زیادہ کری تو جائز ہی اور اس سے زیادہ سنت مین نہین آیا نوروق پس وارد ہوا ہی قرآن مجید مین واذا حییتم
بتحیۃ فحیوا باحسن منہا اور دوہا جبکہ دعا دیئے جاؤ تم ساتہ سلام کی پس تم بہی دعا کو بہتر اوس سے یا پہیر دو اوسیکی دعا کو یعنی جو دعا اوسنی
دی ہی وہی تم بہی اوسکو دو بیضاوی نے کہا ہے کہ تحیہ اصل مین مصدر ہی حیاک اللہ کا بنا بر اخبار کی حیوۃ سی پہر استعمال کیا گیا واسطی حکم
اور دعا کی ساتہ اوسکی پہر ہر دعا کیلئی کہا گیا پہر غالب ہوا سلام مین اور یہ بہی کہا ہی کہ جمہور اس پر ہین کہ یہ آیت نازل ہوئی ہی سلام
مین اور دلالت کرتی ہی اوپر واجب ہونی جواب کی . تو ساتہ نیکوترین کہ اوس سے اور وہ یہ ہے کہ زیادہ کری اوسپر لفظ رحمۃ اللہ
پہر اگر سلام کرنیوالی نی یہ بہی کہا ہی تو زیادہ کری لفظ وبرکاتہ اور یہ نہایت ہی اور یا یہ کہ جواب دی اوسیکی مانند بسبب اسکی کہ مروی
ہی کہ ایک آدمی نی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی کہا السلام علیک اپنی اوسکی جواب مین فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ اور
دوسرے نی کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ پس آپنی اوسکی جواب مین فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور ایک نی کہا السلام
علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پس آپنی اوسکی جواب مین فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پس اوس آدمی نی کہا کہ کم کیا آپنے

مجکو یعنی اوروں کی سلام کی جواب مین تو آپ نی زیادتی کی اور میری سلام کی جواب مین زیادتی نہین فرمائی پس کہان ہی وہ جو
فرمایا اللہ تعالی نی اور یہ ہی آیت پس فرمایا حضرت نی نہین چہوڑی تونی میری لیی کوئی فضیلت پس رد کیا مین نی تجہپر اوسیکی مانند اور
یہ بسبب مجتمع ہونی اوسکیکی ہے اقسام سلامتی اور حصول منافع کو انتہی پہر اگر کہا جاوے کہ کیا توفیق ہی اس حدیث اور اوس حدیث مین
کہ روایت کیا ہی اوسکو ابو داؤد نی معاذ رضی اللہ عنہ سی کہ پہر آیا دوسرا پس کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ پس فرمایا حضرت
نی کہ اسکو ملی چالیس نیکیین ہین اور فرمایا کہ اسیطرح ہوتی ہین فضیلتین اسلیے کہ اس سی مفہوم ہوتا ہی کہ مراتب سلام کی برکاتہ پر منتہی
نہین ہین تو جواب اوسکا یہ ہے کہ تمام مطالب تو برکاتہ پر تمام ہوگئی لیکن اوسنی جبکہ زیادہ کیا لفظ مغفرتہ کا واسطے تصریح کرنی اوس
امر کی کہ ضمنا معلوم ہوچکا تہا تو بیشک آیا ساتہہ ایک نیکی کی اور نہین ضائع کرتا ہی اللہ تعالی اوسکا اجر پس اسکے لیے وہ چند ثواب ہے
سو کچہہ دلالت نہین ہی حدیث مین اس امر پہ کہ مراتب سلام کی تجاوز ہین برکاتہ سی والاولی بالبداءۃ الداخل اور سزاوار ساتہہ ابتدا کرنے
سلام کی آنی والا ہی اوس شخص پہ کہ اوس پہ آتا ہی پہر اگر جس شخص نے کہ اوسکی پاس آیا ہی ابتدا کی تو اوسکے لیے فضیلت ہی والماشی و
الراکب والصغیر والقلیل اور راستہ چلنی والا بیٹہی ہوئی پہ اور سوار پیادہ پہ اور خرد سال کبیر السن پہ اور تہوڑی جماعت بہت جماعت
پہ بسبب تعظیم اور توقیر اوسکیکی صحیحین مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی مروی ہی کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی سلام کری سوار
آدمی پیدل چلنی والی پہ اور پیدل چلنی والا بیٹہی ہوئی پہ اور تہوڑی جماعت بڑی جماعت پہ اور بخاری کی روایت مین ہی کہ سلام کرے
خرد سال کبیر السن پہ اور جو کوئی شخص کسی غائب کیطرف سی سلام پہنچاوی پس چاہئی کہ اوسکی جواب مین کہی وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ روایت کیا ہی اسکو اصحاب صحاح ستہ نی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی اور روایت کی ہی نسائی نے حضرت انس سے کہ اوسکی جواب مین کہی
وعلیک وعلیہ السلام پس جائز ہی اکتفا کرنا اول پہ اور جمع کرنا دونون افضل ہی اور شاید اونکا واسطے تنویع کی ہی اختلاف روایت
مین اذکار مین ہی جبکہ کسی آدمی نے کسیکے زبانی سلام کہلا بہیجا پس قاصد نی آنکر کہا کہ فلان شخص نے تجکو سلام کہلا بہیجا ہے تو اسپر واجب
ہے اوسکا جواب دینا اوسیوقت اور مستحب ہی کہ سلام پہنچانیوالی کو بہی جواب دی پس کہے وعلیک وعلیہ السلام پہر افضل یہ ہے
کہ سلام کرنی والا السلام علیکم کہی جمع کی صیغہ کی ساتہہ اگرچہ مسلم علیہ ایک شخص ہووی اور جواب دینی والا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کہی اور آدمی ساتہہ واو عطف کی اور تنکیر سلام کی بہی جائز ہی یعنی سلام علیکم کہنا اور جواب دینی مین کم مرتبہ استحباب کا یہ ہی کہ وعلیکم السلام
کہی پہر اگر واو کو حذف کیا اور کہا علیکم السلام تو یہ بہی کافی ہی اور صحیحین مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی مروی ہی کہ پیدا کیا اللہ تعالی نی آدم
کو اپنی صورت پر کہ طول اوسکا ساٹہہ گز کا تہا پس جبکہ پیدا کیا اوسکو فرمایا جا پس سلام کر فرشتون کی جماعت پر جو بیٹہی ہی اور سن اونکی
جو کچہہ کہ جواب دین پس تحقیق وہ سلام تیرا ہی اور تیری اولاد کا پس کہا آدم نی السلام علیکم سو فرشتون نی اوسکے جواب مین کہا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور زیادہ کیا اوسپر ورحمۃ اللہ انتہی اور اسمین دلیل ہے اس امر پہ کہ السلام علیک صلاحیت رکہتا ہے
سلام اور اوسکے جواب کی بہی لیکن اس شرط سے کہ ایک اون دونونکا بعد دوسرے کی واقع ہو اور دونو ساتہہ واقع ہون تو اس وقت
مین ہر ایک کو جواب دینا دوسری کا واجب ہے صحیح ترجمہ کرتا ہی اور یہ جو حدیث مین آیا کہ پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر ای

اور نہین آدم کی صورت پر یعنی اور آدمی جیسے انکی سی بڑہتی ہین اور بچپن سے بڑہاپے تک طرح طرح کی تغییرین ہوتی ہین بخلاف آدم کی
کہ وہ ابتدا سی انتہا تک ایک ہی صورت پر رہی تو معنی یہہ ہوئی کہ علی صورتہ الکاملۃ اور بعضون نے کہا ہی کہ یہہ اضافت واسطی تشریف
کی ہے جیسی بیت اللہ مین اور روح اللہ مین ہے اور وارد ہوا ہی حدیث مین اذا سلم واحد من القوم اجزی عنہم جبکہ سلام کری ایک شخص جماعت مین
سے تو کفایت کرتا ہی سب کی طرف سی اور دوسرو نپر سلام کرنا ضرور نہین ہی لیکن اگر ہر ہر واحد سلام کری تو افضل ہی اسیطرح اگر ایک
شخص نی جماعت مین سے سلام کا جواب دیا تو باقیو نسی وجوب ساقط ہو جاتا ہی چنانچہ ابو داؤد اور بیہقی نی حضرت علی کرم
اللہ وجہہ سے روایت کی ہی کہ آپ فرماتی تہی کفایت کرتا ہی جماعت سی جبکہ گذرین کہ سلام کرے ایک شخص اونمین سی اور کفایت کرتا ہی
بیٹہی ہوؤ نسی کہ سلام کا جواب ایک شخص ونمین سی دیوی سو اس سے معلوم ہوا کہ سلام کرنا سنت کفایہ ہے جیسا کہ جواب اوسکا
فرض کفایہ ہے اور دیلمی نے حضرت علی سی روایت کی ہی کہ سلام کرنا تطوع ہی اور جواب دینا فرض ہے لیکن اگر کسی شخص کا نام لیکر
خاص اوسکو سلام کیا تو وجوب اوسکی جواب کا غیر کی جواب دینے سے نہین ساقط ہوتا ولا تشیروا بالاصبع ولا الکف اور نہ اشارہ کری
سلام اور اوسکی جواب مین ساتہہ انگشت اور کف دست کی فہو عادۃ الکفار یعنی ہذا اسلیے کہ یہہ عادۃ یہود اور نصاری کی ہی اور
نہی کی گئی ہی اوس سے ترمذی نی عمرو بن شعیب سے اوسنی اپنی باپ سی اوسنی اپنی دادا سی روایت کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نی نہین ہی ہم مین سے وہ شخص کہ مشابہت کری ساتہہ غیر ہمارے کی نہ مشابہت کرو ساتہہ یہود اور نصاری کی اسلیے
کہ سلام کرنا یہود کا اشارہ کرنا ہی ساتہہ انگلیون کی اور سلام کرنا نصاری کا اشارہ کرنا ہی ساتہہ ہاتہہ کی ہتیلیون کی اور کہا ترمذی
نی کہ اسناد اسکی ضعیف ہی طیبی نی کہا ہی کہ اس قول مین اشارہ ہی اسطرف کہ حکم کبہی اسکی خلاف بہی ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہین
ہے چنانچہ تصریح کی ہی سیوطی نی کہ مقصود محدثین کا اسناد کے ضعیف بیان کرنیسے بیان واقع کا ہوتا ہی بغیر تعرض کرنیکی حکم
سے پس نہین لازم آتا اس سے کہ حکم اوسکی خلاف ہو اور ابو یعلی وغیرہ کی روایت مین ہی جابر سی کہ سلام کرنا آدمیکا ساتہہ ایک
انگلی کی کہ اشارہ کری ساتہہ اوسکی فعل یہود کا ہی حاصل یہہ کہ نہ کفایت کرے ساتہہ اشارہ کرنیکی انگلیون اور ہاتہہ کے ہتیلیون
کی سلام کے وقت یہہ جو جمع کیا درمیان اشارہ اور سلام کی واسطی زیادتی اعلام یا بعد مقام کی یا جسکو سلام کیا ہی وہ نہین سنتا
ہے کلام تو کچہ باک نہین ہی اسمین لیکن ضرور ہی سنانا سلام کا جو سن سکتا ہی اور موید ہی اسکی یہہ حدیث عبد الحمید بن بہرام
کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن گذری مسجد مین اور ایک جماعت آدمیونکی بیٹہی تہی پس اشارہ کیا ساتہہ دست مبارک
کی سلام کی ساتہہ اسی اشارہ اور لفظ سلام دونونکو جمع کیا اور اشارہ کیا عبد الحمید نے اپنی ہاتہہ سی روایت کیا ہی اسکو ترمذی نے
اور کہا حسن ہی اور کہا احمد نی لاباس بہ اور روایت کیا ہی اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نی دوسرے وجہ سے بخلاف اسکی جو عوام ان سا
اور بعض طالب العلم کرتی ہین کہ نہ تو اونکا سلام سننے مین آتا ہے اور نہ جواب بلکہ اکتفا کرتی ہین ہاتہہ اور سر کے اشارہ پر صراط
المستقیم مین ہی کہ جبکہ ہوا سلام کرنا مشہور ترین شعائر اہل اسلام سے جیسکہ عادت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی
صحابہ رضی اللہ عنہم کی تہی اور بلاد ہند مین یہہ طریقہ بالکل متروک ہو گیا ہی اور اوسکی قائم مقام شعار اہل بدعت کا جاری ہو گیا ہے جیسے کہ

اور پشت کو خم کرنا اور ہاتھ سر پر رکھنا اور انگلیاں زمین پر لگانا ہے یہانتک کہ زبان سے سلام کا لفظ نکالنا اکثر آدمیوں کی نزدیک
بے ادبی ہی تو رئیسوں اور حاکموں کو لازم ہی کہ نہایت کوشش اور اجتہاد کریں اس دین کی بڑی شعار کے زندہ کرنے میں کہ یہ اعظم قربات
اور اشرف فضائل نجات میں سی ہی فرمایا اللہ تعالی نی لاتقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا انتہی والخصیص المعارف بالتسلیم فہو من اشراط
الساعۃ اور نہ خاص کری جان پہچان والونکو ساتھ سلام کی اسلیئی کہ وہ قیامت کی علامتوں میں سی ہی بلکہ آشنا اور غیر آشنا سب کو
سلام کرے جبکہ پہچانی اوسکو ساتھ اسلام کے کیونکہ سلام کرنا حقوق اسلام سی ہے شرط ساتھ شین معجمہ اور راو مہملہ مفتوحتین کی علامت
کو کہتی ہیں جمع اوسکی اشراط ہی ولایبدا بعلیک السلام فہو تحیۃ المیت اور نہ شروع کرے ساتھ لفظ علیک السلام کی یعنی علیک کو مقدم
نکری لفظ سلام پر کیونکہ یہ تحیہ مردونکا ہی یعنی جائز ہی کہ مردوں کو کہا جاوی علیک السلام اور السلام علیک بھی کیونکہ صحت کو پہنچا ہی
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ کہا آپنی السلام علیک یا دار قوم مومنین اور ایک شخص نی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی کہا علیک
السلام آپنی فرمایا کہ بیشک علیک السلام سلام تحیہ میت کا ہی فرمایا اسکو تین مرتبہ پہر فرمایا جبکہ ملاقات کرے ایک تمہارا اپنی بہائی
سے پس چاہیی کہ کہی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ روایت کیا ہی اسکو ترمذی اور نسائی نی دن رات کی اعمال میں اور کہا ترمذی
نے کہ یہ حسن صحیح ہے اور صراط المستقیم میں ابو جری جہیمی سی روایت کی ہی کہا آیا میں پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور میں نے
کہا علیک السلام یا رسول اللہ آپنی فرمایا نہ کہہ علیک السلام اسلیی کہ علیک السلام تحیہ مردونکا ہی یعنی عادت یوں تہی کہ مردونکو اس
صیغی کی ساتھ تحیہ کرتی ہیں سو زندونکی حق میں اوس سی احتراز کرنا چاہیی نہ یہ کہ ضرور تحیہ مردونکا علیک السلام کی ساتھ ہے ہی لیکن
چونکہ مردونسی توقع جواب کے نہیں ہی تو تحیہ ان [illegible] علیک کی دور نہیں ہے اور یہی تقدیم لفظ سلام کے اوپر علیک کے زندون
کی لئی بسبب مبادرت کی ہی ساتھ امن اور سلامتی اور عدم مخالفت کے کہ وضعیت اور مشروعیت سلام کی اسکے لیے ہی اور تقدیم
کرنا علیک کا موہم اوسکی خلاف کا ہی اور مردونمیں یہ ملاحظہ بہی مفقود ہی ویصافح اور مصافحہ کری مسلمانونسے بعد سلام کی کہ مصافحہ
سنت ہی وقت ملاقات کی علی الاطلاق بدون تخصیص کسی وقت اور کسی روز کی کیونکہ تخصیص وقت کی بدعت ہی قاموس میں ہے
کہ مصافحہ ہاتھ پکڑنیکو کہتی ہیں مانند تصافح کی اور مصافحہ سنت ہی دونوں ہاتھوں کی ساتھ صحیح ترجمہ کہتا ہی شیخ عبد الحق دہلوی نے
لکہا ہے کہ مصافحہ ایک ہاتھ سے بہی ثابت ہے شیخ فخر الدین نے اپنے شرح میں کہا ہی کہ مصافحہ میں ہتیلی اوپر ہتیلی کی رکہی اور انگلیون
کے سرے پکڑنا بدعت ہے مگر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نی اپنی بعض رسائل میں وشبک بین اصابعہ کی الفاظ اپنی مشائخ کرام سے
مسلسل بیان کیی ہیں واللہ اعلم اور کچہہ باک نہیں ہی بڑہیا عورت سی مصافحہ کرنیمیں اور لائق ہے احتراز کرنا امرد خوبصورت کی مصافحہ
سی جیسا کہ مطالب المومنین میں ہی کفایہ شعبی میں ہی وہ مصافحہ کہ ان دونوں مسلمانوں کی درمیان میں جاری ہے سو اسکی معنی
کہ وہ اعلام ہی اوپر ذکر اوس میثاق کی کہ اللہ تعالی نی ہم سے لیا ہی جبکہ حضرت آدم کی پشت سی نکالا تہا اور زیلعی نے کہا ہے کہ مصافحہ
سنت قدیمہ ہے منقول ہے بیع وغیرہ میں اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی نہیں ہیں دو مسلمان کہ آپس میں ملاقات
کرتی ہیں پہر مصافحہ کرتے ہیں مگر یہ کہ مغفرت کیجاتی ہے ان دونوں کا لیی پہلے اس سے کہ جدا ہوں اور فرمایا رسول علیہ السلام

نی جس نے مصافحہ کیا اپنی بھائی مسلمان سے اور ہلایا اپنی ہاتھہ کو تو بکھرتی ہین گناہ اوسکی جسطرح کہ درخت کی پتی بکھرتی ہین اور مروی
ہی کہ جبکہ نکلی آدم علیہ السلام جنت سے اور آئی اونکی پاس جبریل بعد قبول ہونے توبہ کے تو مصافحہ کیا واسطی تجدید عہد کے اور مطالب
المؤمنین مین ہی کہ وہ جو بعض آدمیون کی عادت ہی مصافحہ کرنی کی بعد نماز فجر اور عصر کے اوسکی شرع مین کچھہ اصل نہین ہے اور
سفیان ثوری سے منقول ہی کہ بوسہ دینا عالم اور بادشاہ عادل کی ہاتھہ کو سنت ہی اور پانون کو بوسہ دینا بھی جائز ہے چنانچہ ابو
داؤد نے وداع سے روایت کی ہی اور وہ عبد القیس کے گروہ مین سی تہا کہا جبکہ آئی ہم مدینہ کو پس شتابی کی ہمنی اپنی رواحل سے پس
بوسہ دیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاتھہ اور پاؤن مبارک کو اور تصریح کی ہی شیخ دہلوی نی اپنی شرح مین کہ اس حدیث مین
دلیل ہے اوپر جواز تقبیل پانون کی اور سوا اسکی اور حدیثون مین بھی آیا ہے اور وہ جو جاہل لوگ اپنی ہاتھہ کو بوسہ دیتی ہین جبکہ ملتی
ہین کسی ہی سو یہ مکروہ ہے اور نہین رخصت ہی اسمین اور وہ جو عالمون کی سامنی کی زمین چومتی ہین پس وہ حرام ہے اور اسکا کرنی
والا اور راضی ہونے والا اس فعل سے دونون گنہگار ہین کیونکہ اسمین بت پرستون کے ساتھہ مشابہت ہے اور ذکر کیا ہی صدر
الشہید نی کہ نہین کافر ہوتا ہی اس سجدہ سے کیونکہ وہ ارادہ کرتا ہی تحیہ کا اور شمس الائمہ سرخسی نے کہا ہی سجدہ کرنا غیر اللہ کو اوپر
وجہ تعظیم کے کفر ہی لاسیما اکبر اور نی الدین خاص کر بزرگان دین سے مانند علما اور صلحا اور سلاطین عادلین کی کیونکہ اونکی مصافحہ مین
زیادہ ثواب ہے فصل مین تمام التحیہ پس وہ یعنی مصافحہ کرنا تتمہ سلام سی ہی احمد اور ترمذی نی ابی امامہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی تمام و کمال بیمار پرسی وہ ہی کہ رکھی ایک تمہارا ہاتھہ اپنا اوپر پیشانی بیمار کی یا اوسکی ہاتھہ پر اور احوال اوسکا
دریافت کرے اور تمامی سلامونکو ایک دوسرے کی ساتھہ کرنی ہو مصافحہ [illegible] ہی وورد فیہا ح اور وارد ہوا ہی ثواب
مصافحہ مین رحمت ماتہ مغفرۃ [illegible] ولسعون الاسمہات [illegible] سو منقسم ہین ایک کم سو اونمین سے اوس شخص کی لئی ہین
کہ نیکوترین انکا ہو از روی بشاشت اور تازہ روئی کی اور ایک اوس شخص کے لئی ہی کہ اظہار بشاشت کا نکرے روایت کیا ہی اسکو
طبرانی نی اوسط مین ابوہریرہ رضی سی اون لفظون کی ساتھہ جنکا ترجمہ یہ ہے کہ جبکہ ملاقات کرتی ہین دو مسلمان پھر مصافحہ کرتی ہین تو
تقسیم کی جاتی ہین سو رحمتین اللہ تعالی کی طرف سے ننانوے واسطی کشادہ ترین اونکی ہین از روی چہرہ کی اور خرائطی نی ساتھہ
سند ضعیف کے انس رض سی روایت کی ہی کہ جبکہ ملتی ہین دو مسلمان پس مصافحہ کرتی ہین تو تقسیم کیجاتی ہین درمیان اون دونون کے
سو رحمتین ننانوے واسطی نیکوترین اونکی ہین از روی چہرہ کی اور حضرت عمر رض سے مرفوعا مروی ہے کہ جبکہ ملاقات کرتی ہین
دو مسلمان پس سلام کرتا ہی ہر ایک اپنی صاحب پر اور مصافحہ کرتی ہین دونون تو اوترتی ہین درمیان اون دونون کی سو رحمتین
شروع کرنی والی کیلئی نوے ہین اور مصافحہ کرنیوالی کیلئی دس روایت کیا ہے اسکو بزار نی اپنی مسند مین اور خرائطی نی اور لفظ اوسیکی
ہین اور بیہقی نی شعب الایمان مین محمد طاہر پٹنی لائی ہین کہا ہی کہ ابوہریرہ رض کی حدیث مین وضاع ہین اور وارد ہوا ہے کہ بوسہ
دینا مسلمان کا اپنی بھائی کو مصافحہ کرنا ہی روایت کیا ہی اسکو خرائطی اور ابن عدی نے حدیث انس رض سی اور کہا غیر محفوظ ہی یعنی مصافحہ
کرنا قائم مقام ہاتھہ کو بوسہ دینی کی ہی اور اچھا ہین ہے کچھہ باک نہین ہی بزرگان دین کا ہاتھہ چومنا واسطی تبرک اور توقیر کے حضرت

عمر سے بھی مروی ہی کہ بوسہ دیا ہمنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دست مبارک کو روایت کیا ہی اسکو ابو داؤد نی ساتھ سند حسن کی اور
کعب بن مالک سے مروی ہی جبکہ اوتری توبہ میری آیا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس اور بوسہ دیا مین نے آپکی دست مبارک کو روایت
کیا ہی اسکو ابو بکر مقری نی کتاب الرخصۃ مین ساتھ سند ضعیف کے اور مروی ہے کہ ایک اعرابی نی عرض کیا کہ یا رسول اللہ حکم دیجیے مجکو
کہ آپکی سر اور پاے مبارک کو بوسہ دون کہا راوی نی پس اذن دیا آپنے اوسکو پس کیا اوسی ایسی ہے روایت کیا ہی اسکو حاکم نی حدیث
بریدہ سے اور کہا صحیح الاسناد ہی ویجعل الاصابع فی الاصابع اور گردانی مصافحہ مین اونگلیون کو اپنی بہائی کی اونگلیون مین شارحین
نی کہا ہی کہ یہ غیر محفوظ ہی سنت مین اور نہ ماخوذ ہی لغت سے کیونکہ مفہوم مصافحہ کا رکنا صفحہ کف کا اور ہاتہ کا یا اونگلیون کا ہی بہائی
کی ہاتہ مین مگر یہ کہ مراد اونگلیون سے تمام ہاتہ ہووی تو ہو سکتا ہے ولا یدع حتی یدع صاحبہ اور نہ چہوڑی مصافحہ مین ہاتہ اپنی دوست
کا جبتک کہ وہ قصد چہوڑنی کا نکرے کہ اسمین کمال تواضع اور اظہار بشاشت کا ہی فہو السنۃ پس یہ عمل سنت ہی چنانچہ طبرانی نی اوسط مین
ساتھ اسناد حسن کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت علیہ السلام نہین پکڑتی تہی کسیکا ہاتہ پس چہوڑتی اوسکو یہانتک
وہی شخص آپکا ہاتہ چہوڑ دیتا تہا اور نہین ہوتا تہا آپکا رکبہ مبارک خارج جلیس کے رکبہ سی اور نہین کلام کرتا تہا کوئی ایسی مگر یہ کہ چہرہ
مبارک اوسکی جانب کرتی تہی پہر نہین پہیرتی تہی اوس سی یہانتک کہ فارغ ہوتا تہا وہ اپنی کلام سے اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ
نی اسیکے مانند روایت کی ہی انس رض کی حدیث سی لا من وراء الثوب اور مصافحہ نکرے کپڑے کی پیچھے سے یعنی ہاتہ آستین اور جامہ مین لپیٹ
کر مصافحہ نکری فہو جفاء من عادۃ الکفار کیونکہ اس وضع سے مصافحہ کرنا ظلم ہے کہ مسلمان کو ایذا ہوتی ہے اور کفار کی عادتون مین سے ہے
ویعانق القادم اور معانقہ کرے سفر کی آنیوالیسی کہ مشروع ہے اور حضرت نی کیا ہے چنانچہ روایت کی ہی ترمذی نے حضرت عایشہ رضی
اللہ عنہا سے کہا کہ زید بن حارثہ مدینہ مین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میری مکان مین تہی پس آئی اور پہر دروازہ کی اور ٹہوکا
اوسکو سو نکلی اونکی طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم برہنہ تن کہ کپڑا مبارک آپکا لٹکتا تہا قسم خدا کی نہین دیکہا مین نی آپکو اسطرح
کبہی نہ پہلی اسکی اور نہ بعد اوسکی پس معانقہ کیا آپ نی اونسی اور بوسہ دیا اور دوسری حدیث مین جعفر بن ابی طالب کی قصہ مین ہی کہ کہا
جعفر نی کہ باہر آئی ہم حبشہ سی یہانتک کہ داخل ہوئی ہم مدینہ مین سو آگی آئی میری پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس معانقہ فرمایا مجہسے پہر فرمایا
کہ نہین جانتا ہون کہ خیبر کی فتح سے زیادہ خوش حال ہون مین ساتھ آنی جعفر کی حبشہ سی اور موافق پڑا تہا آنا جعفر کا فتح خیبر سے روایت
کیا ہی اسکو شرح السنہ مین اور زیلعی نی کہا ہی کہ مروی ہے عطا رضی اللہ عنہ سی کہ سوال کیے گئی ابن عباس رضی اللہ عنہما معانقہ سی پس کہا اول
اون لوگونکی کہ معانقہ کیا ہے حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام ہین کہ مکہ معظمہ مین تہی سو آیا آپکی طرف ذوالقرنین پس جبکہ ابطح مین
پہنچا تو اوس سے کہا گیا کہ اس شہر مین ابراہیم خلیل الرحمن ہین کہا ذوالقرنین نی کہ نہین لائق ہے مجکو کہ سوار ہوکر چلون اوس شہر مین کہ اوسمین
ابراہیم خلیل الرحمن ہون پس اوترا سواری سی ذوالقرنین اور چلی ابراہیم علیہ السلام پس سلام کیا حضرت ابراہیم نی اوسپر اور معانقہ
کیا اوس سے پس ہوئی وہ اول اون لوگون کے کہ معانقہ کیا انتہی لیکن فقہا کی نزدیک اسمین اختلاف ہے طحاوی نے کہا کہ امام ابو حنیفہ
اور محمد کی نزدیک مکروہ ہے اسیطرح بوسہ دینا اور امام ابو یوسف نی کہا ہی کہ ان دونون مین کچہ باک نہین ہے بسبب اذن حدیث

کی ہو مکروہ ہیں اور دلیل طرفین کی یہ ترمذی کی حدیث ہی کہ روایت کی ہی انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے پوچھا کہ ہم
ایک قوم میں سے سامنے آتا ہی اپنے بھائی کی آیا دو تا کرے اپنے سر اور پشت کو اوس بھائی کی لئے آپنے فرمایا نہیں پہر اوس آدمی نے عرض کیا
آیا معانقہ کرے اور بوسہ دیوے اپنے بھائی کی ہاتھ کو آپنے فرمایا نہیں پہر اوسنے عرض کیا کہ معانقہ کرے اوس سے آپنے فرمایا ہان
مصافحہ کرے اور روہ حدیثیں کہ جواز معانقہ اور تقبیل میں لاتے ہیں اونکا جواب دیتے ہیں کہ وہ قبل نہی کی ہیں اور بعضون نے کہا ہی کہ مکروہ وہ
ہے کہ بر سبیل تملق اور تعظیم کی ہووے اور مشروع وہ ہے کہ وقت وداع اور سفر سے آنیکی ہووے یا بسبب طول عہد ملاقات یا غلبہ شدت
حب فی اللہ کے ہووے اور شیخ ابو منصور ماتریدی سے ان احادیث کی تطبیق میں منقول ہے کہ اگر معانقہ اور تقبیل اوپر وجہ شہوۃ کی ہووے
تو مکروہ ہی اور جو اوپر وجہ تبرّا ور کرامت کے ہووے تو مشروع ہی چنانچہ ابو داؤد نے ابو ذر سے روایت کی ہی کہ نہیں ملاقات کی مینے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر یہ کہ مصافحہ کیا مجھسے اور طلب فرمایا مجکو ایک دن سو مین گہر مین نہین تہا پس جبکہ خبر دیا گیا مین
کہ آنحضرت نے کسیکو تیری بلانیکو بھیجا تہا پس آیا مین پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حالانکہ آپ ایک تخت پر بیٹھے تہے پس معانقہ
کیا مجھسے سو تہا وہ معانقہ اچہا اور اچہا یعنی جید تر اور بہتر تمام چیزون سے الحدیث اور بعضون نے کہا کہ خلاف اوس جگہ ہی کہ برہنہ
بدن ہووے اور قمیص اور جبہ کی ساتھ لا باس ہے یہی بالاجماع اور یہی صحیح ہے جیسا کہ کافی میں ہے سمہودی وفاء الوفا باخبار دار
المصطفے میں لائے ہیں کہ سفیان بن عیینہ کہ امام شافعی کی شیخ تہے نزدیک امام مالک کے آئے مالک نے مصافحہ کیا اور کہا کہ معانقہ
بھی کرتا اگر بدعت نہو تا سفیان نے کہا کہ مجھسے معانقہ کیا اوس شخص نے کہ بہتر ہے مجھسے اور تجھسے معانقہ کیا ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر سے جب کہ
حبشہ سے آئے تہے مالک نے کہا کہ وہ مخصوص تہا ساتھ جعفر کے سفیان نے کہا نہیں بلکہ عام ہے حکم ہمارا اور جعفر کا ایک ہے اگر صالحون سے ہون
ہم آیا اون دیتا ہی تو کہ تیری مجلس میں حدیث بیان کرون مالک نے کہا اچہا اون دیا مینے پس سفیان نے حدیث بیان کی جیسی گذرا
اور مالک نے سکوت کیا اور کچہ نہ کہا انتہی من شرح الشیخ فخر الدین دیا مدد بکاب العلماء للتوقیر اور پکڑے رکاب علما کی رخصت کی
وقت بسبب توقیر اور تعظیم کے چنانچہ لائے ہین کہ ابن عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما ایک مجلس میں تہے جبکہ زید بن ثابت سوار
ہوئے ابن عباس نے رکاب اونکی پکڑی زید نے کہا اے بیٹے چچا رسول خدا کی چہوڑ دے ابن عباس نے کہا اسیطرح امر کئے گئے ہین ہم کہ
کرین ساتھ علما اپنی کی پس زید نے ہاتھ ابن عباس کا پکڑا اور بوسہ دیا اور کہا اسیطرح ہم حکم کئے گئے ہین کہ اپنی اشرفون کی ساتھ
کرین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زید کا اونٹ پکڑا یعنی رکاب اوسکی یہانتک کہ سوار کیا اونکو اور فرمایا اسیطرح کرو زید اور
اوسکی اصحاب کے ساتھ ویوسع المجالس اور کشادہ کرے مجلس کو اور جگہ دیوے آنے والیکو مسجد ہو یا غیر اوسکی تاکہ کسیکی
اوٹھانیکی حاجت نہووے بسبب فرمانے اللہ تعالی کی وَإِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ یعنی جبکہ تمسے کہا جاوے بلسان قال
یا بیان حال سے کہ کشادہ ہو جاؤ پس کشادہ ہو جاؤ تم کشادگی دیگا تمکو اللہ تعالے اور صحیحین میں ابن عمر کی حدیث سے ہے کہ فرمایا
حضرت نے نہ اوٹھاوے کوئی شخص کسی آدمی کو اوسکی جگہ سے پہر اوسکی جگہ بیٹھ جاوے ولیکن فراخ کر دو جگہ کو اور جگہ دو
اوس شخص کو کہ آوے اور مروی ہے حضرت سے کہ جبکہ قوم اپنی مجلس پکڑیں پہر اگر بلا یا کسی آدمی نے اپنی بھائی کو اور کشادہ کیا

جگہ کو اوسکی لئے پس چاہیے کہ بیٹھ جاوے اوسکے پاس روایت کیا ہی اس حدیث کو بغوی نے معجم الصحابہ مین ابن ابی شیبہ کی حدیث سے
اسیطرح ذکر کیا ہی اسکو ابو موسے مدینی نے اپنے ذیل مین جو صحابہ کی بیان مین ہی اور شعب الایمان مین مروی ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ مسلمان کیلیے حق ہی جبکہ دیکھے اوسکو بھائی اوسکا تو جگہ دے اوسکو ویکرم الداخل اور تعظیم کرے آنے والیکی اور ہر ایک کی تکریم او
مرتبہ کی موافق کرے کیونکہ رعایت مراتب اور منازل کی محمود ہی اور فرمایا حضرت نے انزل الناس منازلہم یعنی رعایت کرو آدمیونکی
مراتب ادنکیکی اور اسکی خلاف مین ایذا ہی اسلیے کہ عزت دار آدمی کی اگر تعظیم تکریم نکیجاوے تو اوسکو ایذا ہوگی اور فقرائی اور مساکین
کیطرف اگر تھوڑا التفات بھی کیا جاوے تو اوسی سے خوش ہوجاتی ہین لائی ہین کہ سامنے ام المومنین حضرت عائشہ کی کھانا رکھا تھا ایک
سائل آیا آپنے فرمایا کہ اسکو ایک روٹی دو بعد اوسکی ایک سوار اوس رستے سے گذرا فرمایا بلاؤ اس سوار کو واسطے کھانیکی عرض کیا
کہ یا ام المومنین مسکینون کو دور سے طعام دیتی ہو اور غنیونکو اپنے روبرو بلاتی ہو فرمایا اللہ تعالی نے ہر ایک کو مرتبہ اور رتبہ دیا ہی سو
لازم ہی ہمکو کہ حفظ اون مراتب کا کرین یہ مسکین ایک روٹی پر راضی تھا اور اس سے زیادہ کی طمع اوسکو نہین تھی اور یہ سوار
ایذا پاتا اگر اسکو فقیرون کی طرح روٹی دیتی پس اچھا نہین ہے مسلمان کو ایذا دینا یبسط لہ الثوب پس بچھاوے اوسکیلیے کپڑا اگر
قابل اکرام کی ہووے کہ یہ بھی جملہ اکرام مین سے ہے چنانچہ حاکم نے جابر سے روایت کی ہی اور کہا صحیح الاسناد ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کسی اپنے مکان مین تشریف لائے پھر آپکے پاس صحابہ رضی اللہ عنہم آئے یہانتک کہ بہت ہوے مجلس اور گھر بھر گیا پھر
جریر بن عبد اللہ بجلی آئے جو مجلس رہ گئی تھی بیٹھنے کی جگہ نہ پائی آخر کار دروازہ پر بیٹھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی چادر مبارک لپیٹا کر جریر کی طرف پھینکی دی تا کہ اوسپر بیٹھے جریر نے اوسکو سر اور آنکھون پر رکھا اور بوسہ دیا پھر لپیٹ
کر حضرت کی سامنے ڈال دیا اور عرض کیا کہ مین اس قابل نہین ہون کہ آپ کے کپڑے پر بیٹھون بزرگ کرے تمکو اللہ تعالے
جیسا کہ بزرگ کیا آپنے مجھکو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنی اور بائین جانب دیکھکر فرمایا جبکہ آدمی تمہارے پاس بزرگ
کسی قوم کا پس تعظیم کرو اوس کی اور ابو داود نے ابی الطفیل سے روایت کی ہے کہ نام اوسکا عامر بن واثلہ ہی کہا دیکھا مین نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو موضع جعرانہ مین کہ بعد فتح حنین کے ۱۳ روز تک وہان ٹھہر کر غنیمت کو تقسیم کیا تھا ناگاہ ایک
عورت آپکے سامنے آئی اور نزدیک ہوئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پس بچھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
چادر مبارک پس بیٹھی وہ عورت آپکی چادر پر ابو الطفیل کہتی ہین جبکہ ایسی تعظیم اوس عورت کی حضرت سے مین نے دیکھی
حاضرین مجلس سے مین نے استفسار کیا یہ کون عورت ہے کہا یہ آپکی مادر رضاعی ہی کہ آپکو دودھ پلایا ہی اور احمد بن عمر نے
روایت کی ہے کہ وہ داخل ہوئی پاس آنحضرت علیہ السلام کی پس آپنے اوسکے لیے اپنا تکیہ ڈال دیا کہ چمڑے کا تھا اور حشو اوسکا
لیف سے تھا آخر حدیث تک اور سند اسکی صحیح ہے اور طبرانی نے سلمان کی حدیث سے روایت کی ہی کہا داخل ہوا مین
اوپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حال یہ کہ آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے پس ڈال دیا آپ نے اوسکو طرف میرے آخر حدیث
تک اور اسناد اوسکی ضعیف ہے وتخفیف الصلوۃ اور سبک کرے نماز کو آنے والیکیلیے فرض ہو یا نفل ویشتغل بہ ثم

زیادہ فیما او مشغول ہوی یا تہا کہ امام آنی الی کی بیعت کرے اتمام نماز کی طرف اگر باقی رہے ہو وہی فانکل مروی پس یہ تمام چیزین
کہ مذکور ہوئین مروی اور جاتو رہین احادیث مین چنانچہ منقول ہو ہین لیکن تخفیف نماز کی آنی والی کے لیے حدیث مین کچھ اصل نہین پائی
گئی ولا تقومی ولا یقوم فنونہی عنہ من عادۃ الاعاجم اور پشت خم کرنا ہے اور نہ کھڑا ہوو ہی آنیوالی کی لیے کیونکہ مشروع ہی اہل عجم کی عادت
مین سے آئی ہے نہی پشت خم کرنے سے سو اس حدیث ترمذی کی ہین سے کہ روایت کی ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب ملاقات کرے ایک ہمارا اپنی بھائی سے آیا پشت دوتا کرے اوسکیلیے کہا نہین اور منع قیام سے سو وارد
ہی اوس حدیث مین کہ روایت کی ہی ابو داود نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے کہا نکلی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دران حالیکہ عصا پر سہارا
لیکر تکیہ لگائی ہوئی تہی پس کہڑی ہوئی ہم آپ کی لیے پس فرمایا آپ نی نہ کہڑے ہو جیسے کہ عجمی لوگ کہڑے ہوتی ہین ایک دوسری کی تعظیم کی
لیے سو علما کا اختلاف ہی اسمین بعض تو اسطرف گئی ہین کہ کہڑا ہونا یا پشت خم کرنا آنیوالیکی لیے مکروہ ہی اور حجت اونکی یہی حدیثین
ہین کہ ابہی مذکور ہو چکین اور ترمذی نی انس سے روایت کی ہی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے کہا انس نے نہین تہا کوئی شخص
محبوب زیادہ طرف ہماری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تہی صحابہ جبکہ دیکہتی تہی آپکو نہین کہڑی ہوتی تہی بسبب اسکی کہ جانتی
تہی مکروہ جاننا آپکا اسکو اور ملا علی قاری نے محیط اور ذخیرہ سے نقل کیا ہی کہ پشت خم کرنا سلاطین وغیرہم کیلئی مکروہ ہی کیونکہ یہ اہل
کتاب وغیرہم کی اعمال مین سی ہے اور اسلیئ کہ یہ شبیہ ہی رکوع کی جو نماز کا ایک رکن ہے پس جیسیکہ نہین جائز ہی یہ کہ سجدہ کرے
کوئی کسیکو اسیطرح نہین جائز ہی رکوع کرنا کیونکہ اسیطرح قیام ہی اور ہیئت وقوف نماز کی بسبب اوس حدیث کی کہ روایت
کی ہی ابو داود اور ترمذی نی معویہ سے کہ فرمایا حضرت نی جو شخص کہ پسند آوے اوسکو یہ کہ کہڑے ہوویں اوسکیلئی آدمی پس چاہیی
کہ ڈہونڈہے اپنا ٹہکانا دوزخ سی اور بعض علما اسطرف گئی ہین کہ قیام آنیوالیکی لیئ سنت ہے اور حجت اونکی یہ حدیث حضرت
سعد بن معاذ کی ہی کہ جب سعد بن معاذ دراز گوش پر سوار آئی تو حضرت نی انصار کو فرمایا کہ کہڑے ہو طرف سردار اپنی کی طیبی نے
محی السنہ سے نقل کیا ہے کہ جمہور علما نی اجماع کیا ہی اس حدیث سے اوپر تعظیم اہل فضل کی ساتہ قیام کی اور حضرت عایشہ رض کی
حدیث کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جبکہ داخل ہوتی تہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس تو کہڑے ہوتی تہی آپ اونکی لیی
اور جب حضرت داخل ہوتی تہی اونپر تو تو وہ کہڑی ہوتی تہین حضرت کی لیی اور نووی نے کہا ہی کہ کہڑا ہونا آنیوالیکی لیی جو
اہل فضل مین سے ہو مستحب ہے اور اسمین بہت حدیثین آئی ہین اور اسکی نہی مین صریح کوئی شئے صحیح کو نہین پہنچی اور مطالب
المومنین مین ہے کہ نہین مکروہ ہے کہڑا ہونا بیٹہی ہوئیکا اوس شخص کیلئی کہ اسکے پاس آوے واسطے تعظیم کے اور قنیہ مین کہا ہی کہ
قیام مکروہ نہین ہے بعینہ سوا اسکی نہین کہ مکروہ دوست رکہنا قیام کا ہی اوس شخص پر سے کہ کہڑا ہوتا ہے اوسکیلئی اور شیخ
ابو القاسم جنید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبکہ داخل ہوتا اونکی پاس کوئی تونگروں مین سے تو کہڑے ہوتی اوسکے لئی اور نہ
نہین کہڑے ہوتی تہی فقیر اور طالب العلموں کیلئی پس کہا گیا جنید سے اس باب مین کہا غنی لوگ تو مجہسی توقع تعظیم کی رکہتی
ہین سو اگر مین اونکی تعظیم ترک کروں تو ایذا پاوین اور فقرا اور طالب العلم نہین طمع رکہتے ہین مجہسے مگر سلام کی جواب اور علم

ہین گفتگو کرنیکے پس نہین ایذا پاتی قیام کی ترک کرنیسے انتہی سو اس سے معلوم ہوا کہ اگر کہڑا ہونا کوئی تا کہ نہ ایذا پاوی آئی و لا پس وہ جائز
ہی حاصل یہ کہ قیام مین علما کا اختلاف سے نہین ہے اوسطرح کہ بعض کہتی ہین کہ وہ بدعت ہے نہین تہا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کی زمانی مین ہان البتہ اوس زمانہ مین متعارف نہین تہا جیسیکہ اس زمانہ مین ہی بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپس مین کچہ تکلف نہین
کرتے تہی بلکہ ظاہر یہ ہے کہ غالب اوس زمانہ مین عدم قیام تہا اور یہہ کہ یہہ بدعت ہے مطلقاً یہہ امر ہرگز نہین ہی اور ترمذی کی حدیث
کی شرح مین جو معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا ہی کہ یہہ حبیب ہی کہ جبکہ طلب کری قیام کسی سے اور جو نہین طلب کرے اور نہ توقع
رکہی کسیسی کہڑے ہونیکی اور اپنی طرف سے کوئی کہڑا ہو گیا طلب ثواب کی لئی تو اوسپر کچہ باک نہین ہے صحیح ترجمہ کہتا ہی کہ بعض محشیون نے
ممانعت قیام کی حدیث کو اوس قیام پر محمول کیا ہی جیسی رئیسون کی سامنی بہت بہت دیر تک آدمی کہڑی رہتی ہین واسطے اظہار شان
و شوکت اونکیکی و یوقر الکبراء اور توقیر اور تعظیم کری بزرگون کی برابر ہی کہ رتبہ مین بڑی ہون یا سن مین کالعلماء والصلحاء واولو الشرف و
الشیوخ مانند علماء عاملین اور علماء کاملین اور زہاد ماہرین اور پیران سابقین کی بسبب قریب ہونی اونکیکی زمانہ نبوت اور
عہد اسلام کی سوا اونکیلئی قدم صدق اور سہم سبقت ہی اور مروی ہے حضرت سی کہ اللہ تعالی کی بزرگی مین سی ہے اکرام کرنا پیر مرد مسلمان
کا اور فرمایا اللہ تعالی نے السابقون السابقون لیکن رتبہ اہل علم اور ذوی التقوی اور اشراف کا مجرد کبر سن پر مقدم ہی چنانچہ مصنف نے
اوسی ترتیب کی طرف نہایت تہذیب کی ساتہہ اشارہ کیا اور کہا فالاتقیاء الخ یعنی فرمایا اللہ تعالی نی یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین
اوتوا العلم درجات اور فرمایا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم پہر توقیر کی تفصیل بیان کی مصنف نے ساتہہ اس قول اپنی کی وتقدیمہم فی المشی والکلام
والمجلس اور مقدم کرے اونکو بیچ راستہ چلنی اور کلام کرنے اور بیٹہنی کی یعنی اونکی پیچہی چلے اور اونکی روبرو بدون اجازت کی کلام نکری
اور ادب کی ساتہہ اونکی سامنی بیٹہی فورد فی الاثر کہ وارد ہوا ہی حدیث مین لیس منا من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا نہین ہی ہمارے سے
پیرو لیسے وہ شخص کہ حرمت نگاہ نرکہی ہمارے بزرگون کی اور رحم نکرے ہمارے چہوٹون پر روایت کیا ہی اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے
ابن عباس سے اور احمد اور حاکم نے عبادہ بن صامت سے ساتہہ اس زیادتی کی ولم یعرف لعالمنا حقہ اور ایک روایت مین احمد اور
ترمذی اور حاکم کی ابن عمرو سے ان لفظون کی ساتہہ مروی ہی من لم یرحم صغیرنا ولم یعرف حق کبیرنا فلیس منا شارحین نے کہا ہی کہ ظاہر
یہہ ہے کہ ضمیر متکلم کے کنایہ ہی مسلمانون سے پس تخصیص اونکی بسبب کمال عنایت اور اہتمام کی ہی اور نہین تو جمیع صغیر اور توقیر کبیر کی
شامل ہے مسلمانون اور اونکی غیر کو جہت صغر اور کبر سے یا کہا جاوی کہ نہین وعید ہی غیر مسلمین مین اوپر ترک رحم کے اور توقیر کے بلکہ مخصوص
ہے اونہین کی ساتہہ یا کنایہ ہی آدمیون سی اور یہ بہی مروی ہے ترمذی مین انس رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی
نہین تعظیم کی کسی جوان نی کسی پیر مرد کی بسبب زیادتی عمر اوسکیکے مگر یہہ کہ مقدر کرتا ہی اللہ تعالی واسطے اوسکی اوسکیلئی وہ شخص کہ
تعظیم کرے اوسکی ابتدا الی کہا ہی کہ اس حدیث مین اشارہ ہی درازی عمر پر سو خبردار ہو جانا چاہئی کہ نہین توفیق دیا جاتا ہی بڑہون
کی توقیر کے مگر یہہ شخص کہ اوسکی زیادتی عمر کیلئی حکم کیا جاتا ہی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تہی کہ بچون سے نہایت مہربانی
اور تلطف سے پیش آتی تہی یہانتک کہ جب سفر سے تشریف لاتی اور بچی راستہ مین ملتی پس ٹہرتی تہی اونکی پاس پہر تقدم کرتی تہی

اوڈکی اوٹھا ئیکا سو بعض کو تو ساتھ اپنی بٹھاتی تھی اور بعض کو پس پشت اور بعضوں کو صحابہ کرام اوٹھالیتی تھی سو اوسکی ابتدا بھی آپسے ہوا
کرتی تھی کہ جسکو حضرت نے اپنی روبرو بٹھایا تھا اور جسکو پس پشت اور جماد حضرت سے کے صحابہ نے اوٹھایا اور جسکو خود حضرت
نے اور تمام تو قیر مشایخ سے یہ ہی کہ اونکی روبرو بدون اونکی اجازت کی کلام نکرے حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہا جابر نے
کہ گروہ جہینہ کا بی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آیا پس ایک لڑکا اونمین کھڑا ہوا اور باتین کرنا شروع کیا پس فرمایا حضرت نے خاموش
رہ کہاں ہین بڑی آدمی اور عد فی التقدم علی الکبیر بالفقر اور وعدہ کیا گیا ہی بیچ بیشی کرنی چہوٹی کی کلان سال پر ساتھہ وردلیتی اور
محتاجی اوسکی یا دمیلدار ہونی ہی بیچ بیشی کرنی چہوٹی کی بزرگ پر بسبب فقر اوسکی دیرامی تلب العنانکان علیہ السلام یبالغ فی اد
رعایت کرنے بچون کی دل کی اور اونکی استمالت مین کوشش کرتی کہ اسمین بہت فضیلت ہی پس تہی حضرت کہ نازل ہوا اون پر درود اور
سلام کہ مبالغہ کرتی تہی بیچ رعایت دلون اونکیکی بلکہ گود مین لیتی تہی اور شفقت کا ہاتھہ اونکی سر پہ پہیرتی تہی اور اپنی زبان مبارک اونکی
منہ مین دیتی تہی اور جبکہ سفر سے تشریف لاتی تہی تو اونکی پاس کھڑے ہوتی چنانچہ ابہی مذکور ہوا اور یہ بہی آیا ہی کہ جب لڑکون کو حضرت
کے پاس لاتی تاکہ دعا فرماوین اور تحنیک کرین تو اونکو گود مین بٹھاتی اور جو کبہی کوئی لڑکا پیشاب کردیتا تو اوسکو گودسی دور نہین کرتی بلکہ پہلی
اوس سے دعا کرتی اور شفقت فرماتی اور جو کوئی اوسکو اوٹھاتا تو منع فرماتی تاکہ اوسکی اہل خوش ہووین اور نجانین کہ حضرت کو ایذا ہوئی
اور جبکہ اوسکی اہل چلی جاتی تو پارچہ پاک کرتی اور جو نیا پہل آتا تو اول بچون کو دیتی آقد احمد من منیع فی روایت کی ہی حسن بن علی رضی اللہ
عنہما سی وہ روایت کرتی ہین ایک عورت سی جو اونمین مین سی تہی کہ ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پشت پر لیٹی تہی اور
لعب کرتی تہی ایک بچہ کی ساتھہ ناگاہ اوسنی پیشاب کردیا پس کھڑے ہوئی وہ عورت تاکہ اوسکو اوٹھاوی اور ماری پس فرمایا آپنے
چھوڑ اوسکو اور لا پانی کا ایک برتن آخر حدیث تک اور اسناد اوسکی صحیح ہے وتکفل الیتیم اور متکفل ہووے یتیم
کی تربیت اور پرورش کا ساتھہ مہربانی اور شفقت اور تعلیم اور تزوج اور حفظ مال وغیرہ کی خواہ وہ یتیم اسکی اقربا اور ناتی والون
مین سی ہووی یا اجنبی ہو کہ اسمین فضیلت اور ثواب بیشمار ہی اور وہ سو وارد ہوا ہی حدیث مین انا وکافل الیتیم کہاتین فی الجنۃ مین
اور یتیم کا مربی متقارن اور مصاحب ہونگی مانند ان دو انگلیون کی جنت مین واشار الی السبابۃ والوسطی اور اشارہ کیا طرف شہادت
کی انگلی اور درمیان کی انگلی کی یعنی جس طرح ان دونون انگلیون مین قرب اور اتصال ہی اسیطرح جنت مین یتیم کی مربی اور میری
درمیان مین اتصال ہوگا سو اسمین کمال یہ ہی طرف کمال مرتبہ اور کمال قربت کی اور حدیث کو روایت کیا ہی احمد اور بخاری اور ابو داؤد
اور ترمذی نی سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی انا وکافل الیتیم لہ ولغیرہ فی الجنۃ ہکذا واشار
بالسبابۃ والوسطی وفرج بینہما شیئا نہایہ مین کہا ہی کہ ضمیر لہ کی قول مین جو ولغیرہ ہی راجع ہے طرف یتیم کے یعنی یتیم برابر ہی کہ کافل کی
قرابت اور نسب مین سے ہو یا اجنبی ہو اور مراد مقارنت فی الجنۃ سے مشارکت ہے دخول جنت مین اور اشارہ کیا ساتھہ تفریج
کی اس طرف کہ ایسی نہین ہی اور مرتبون مین اور ابن ماجہ نی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نی بہترین گھر مسلمانون کی گھرونمین سے وہ گھر ہے کہ اوسمین یتیم ہو کہ نیکی کی جاتی ہی اوسکی ساتھہ اور بدترین گھر دن مسلمانونکا

وہ گھر ہے کہ اوس مین یتیم ہے اور ایذا دیجاتی ہے اوسکو ناحق لیکن اگر بسبب تعلیم اور تادیب کے یتیم کو زجر و توبیخ کرے تو یہ ایذا دینی داخل
نہین ہے بلکہ احسان ہے اوسکی ساتھہ اور روایت کیا احمد اور طبرانی نے ابی امامہ سے روایت کی ہے جسنے رکھا اپنا ہاتھہ یتیم کے سر پر تو ہوگی
اوسکی لیئے مقابل ہر بال کے کہ اوسپر گذرتا ہے ایک نیکی اور ابن حبان نے ابن ابی اوفی کی حدیث سے روایت کی ہے کہ جسنے
پھیرا اپنا ہاتھہ یتیم کی سر پر از روی رحمت کے تو نیکی اوسکیلیے آخر حدیث تک ویظہر البشاشۃ اور ظاہر کرے تازہ روئی آشنا اور بیگانہ کے
ساتھہ اور کشادہ روئی سے پیش آوے اور ترش رو نہووی فوز درج کس جار دسواہی حدیث مین ان اللہ یحب السہل الطلق بیشک
اللہ تعالی دوست رکھتا ہے آدمی نرم خو کشادہ رو طلق ساتھہ فتح اور کسرے کی کشادہ رو کو کہتی ہین اور اس حدیث کو روایت کیا ہی بیہقی نے ابو ہریرہ
سے ساتھہ لفظ طلیق کی اور دوسرے حدیث مین ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ آیا جانتی ہو تم کہ کون شخص ہے کہ حرام ہی آگ دوزخ کی اوسپر
اور وہ دوزخ کی آگ پر حرام ہے عرض کیا صحابہ نے اللہ اور رسول اوسکا خوب جانتی والی ہین فرمایا حرام ہے آگ دوزخ کی اوپر نرم
دل کشادہ رو نرم خو کی نزدیک بدیون آدمیکی روایت کیا ہی اسکو احمد اور ترمذی نے ابن مسعود سے اور تحسین کی ہی اوسکی ترمذی نے
ویشمت العاطس المحمد بدعاء الرحمۃ والمغفرۃ اور جواب دیوی چھینک کنی والی کا جو حمد الٰہی بیان کرنیوالا ہو ساتھہ طلب رحمت اور بخشش
کے اوسپر یعنی کوئی شخص اگر چھینک لے اور اوسکی بعد الحمد للہ کہے پس چاہیئے کہ سننی والا یرحمک اللہ یا یغفرک اللہ کہی ترمذی اور
ابو داؤد نی روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے جبکہ چھینک لی ایک تمہارا پس چاہئی کہ کہی الحمد للہ رب العالمین اور کہی وہ شخص کہ اوسکا جواب
دیتا ہے یرحمک اللہ اور کہی یغفر اللہ لے ولکم نہایہ مین ہے کہ تشمیت ساتھہ معجمہ اور مہملہ کی دعا کرنیکو کہتی ہین ساتھہ خیر اور برکت کی اور
معجمہ اعلی اون دونون کا ہی کہا جاتا ہے شمت فلانا وشمت علیہ تشمیتا فہو مشمت اور اشتقاق اوسکا شوامت سے ہے کہ قوایم دابہ کو
کہتی ہین سو گویا کہ اوسنے دعا کی چھینکنے والی کی لیی ساتھہ ثابت رہنی کی طاعت الٰہی پر انتہی اور صاحب قاموس نے دونون مین
سے کسیکو ترجیح نہین دی ہے بلکہ برابری کے ہی دونون کی درمیان مین بیچ ہونے دعا عاطس کے انتہی اور بعضون نی کہا ہے کہ یہ مشتق
ہے شماتت سے کہ معنی خوش ہونی دشمنون اور حاسدون کی ہی ساتھہ دیکھنی بلا کی کسی پر اور معنی تشمیت کی دعا کرنیکی ہین ساتھہ دور
رکھنی اللہ تعالی کی اوسکے تئین شماتت اعدا اور اوس چیز سے کہ باعث اونکی شماتت کا ہوی گویا کہ جب چھینک لی تو صحت پائی
اور شماتت اعدا سی خلاصی ہوی بنابر ہو نی صیغہ تفعیل کی واسطے سلب اور ازالہ کی اور عاطس اسم فاعل کا صیغہ ہے مصدر اسکا
عطاس ساتھہ ضمہ اول کے اور عطس ہے کہ چھینک لینی کو کہتی ہین بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی ان اللہ یحب العطاس یعنی اللہ تعالی محبوب رکھتا ہے چھینک لینی کو طیبی نے کہا ہی اسلیئے کہ اسکے سبب
سے دماغ کی خفت اور قوی اور اکیہ کی صفائی حاصل ہوتی ہے اور تحمید یعنی الحمد للہ کہنا عاطس کیلئی مستحب ہی جیسا کہ طیبی نے
ہے اور نووی نی کہا ہے کہ کہی الحمد للہ اور جو الحمد للہ رب العالمین کہا تو احسن ہے اور جو کہا الحمد للہ علی کل حال تو یہ افضل ہی انتہی
یہ تمام الفاظ احادیث مین آئی ہین اور یہ بھی آیا ہے الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ مبارکا علیہ کما یحب ربنا ویرضی جیسا کہ روایت
کیا ہے اسکو ابو داؤد اور ترمذی نی طیبی نے کہا ہے کہ لیی بلند کرنا آواز کا ساتھہ الحمد للہ کی اور مطالب امور

میں ہی واسطے دعا کر یا الحمد للہ کے ساتھ کیونکہ یہ آدمی مستحب ہے علما نے کہا ہی کہ حکمت بیچ بیان کرنے حمد آنے کی وقت چھینک لینے
کی یہ ہے کہ چھینک نعمت ہی اور بدن کی ہلکی ہونے کا اصلی سبب ہے اسلئے منافی آنکھوں کی جیسے معلوم ہو چکا اور وہ معین ہے
اور باعث آنے حضور قلب کے اللہ تعالی کی ساتھ اور رفع اصلی اسکا سبب ہے واسطے خروج بخارات جسم کی دماغ سے کہ جنکا
باقی رہنا پیدا کرتا ہے امراض کو اور مقید کیا مصنف نے تشمیت عاطس کو ساتھ ہونے اوسکی حمد کرنے والا اسی لیے کہ اتفاق کیا ہے
سب نے اسپر کہ جس نے حمد الہی نکی بعد چھینک لینے کی تو وہ مستحق جواب کا نہیں ہے بسبب اسکی کہ صحیحین میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت
علیہ السلام نے جواب دیا چھینکنے والے ایک کو اور نہیں جواب دیا دوسری کو پس سوال کیا اوس شخص نے ایسے امر کا کہ آپنے اوسکو جواب
چھینک کا دیا اور مجھکو نہیں دیا آپنے فرمایا اوسنے حمد الہی کی تھی اور تو چپ رہا اور صحیح مسلم میں ابی موسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جبکہ چھینکے کوئی ایک تمہارا اپر حمد الہی بیان کرے پس جواب دو تم اوسکو
اور جو حمد الہی نکرے پس نہ جواب دو اوسکو اور جو کوئی دیا کہ سچی چھینک لی مثلا اور اوسکی حمد اور عدم حمد دونوں نہ معلوم ہوئی
تو یوں جواب دو یرحمک اللہ ان حمدت مختصر قنیہ میں ماخول ہی نقل کیا ہی کہ اوسنے کہا کہ میں امر آخر کی پہلو سے بیٹھا تھا ایسی چھینک
لی ایک شخص نے مسجد کی کونے میں پس ابن عمر نے کہا یرحمک اللہ ان کنت حمدت اللہ اور اختلاف کیا ہے اماموں نے اس امر میں کہ جواب عاطس
کا آیا واجب ہی یا سنت اور دونوں تقدیر پر عین ہے یا کفایہ پس تھے مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ وہ واجب علی سبیل الکفایہ ہی سو
اگر کسی ایک نے حاضرین مجلس میں سے جواب چھینک کا دیا تو کافی ہی سب سے اور ایک جماعت کہتی ہی کہ مستحب ہی اور سفر السعادت
میں کہا ہے کہ ظاہر احادیث صحیح کا یہ ہے کہ جواب عاطس کا فرض ہی اور ہر شخص پر کہ سنے اوسکا ایک کا جواب دینا کفایت نہیں کرتا
اور یہ قول ایک جماعت کا ہی اکابر علما سے انتہی اور شافعی کی نزدیک سنت علی سبیل الکفایہ ہے اگر بعض حاضرین نے ہی جواب
دیا تو کافی ہے سب کی طرف سے لیکن افضل یہ ہے کہ ہر ایک اونمیں سے جواب دے جیسے کہ قنیہ میں ہی اور مالکیہ کا اسمیں خلاف ہے
کہ واجب ہے یا سنت اور اظہر اول ہی ویجیب بہدیکم اللہ ویصلح بالکم اور جواب دیوے چھینکنے والا تشمیت کنندہ کو ساتھ
طلب ہدایت اور صلاح کے اوسکیلئے یعنی کہے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم راہ راست دکھاوے تمکو اللہ تعالی اور نیک کرے دل اور حال
تمہارے کو اختیار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ چھینک لے کوئی تم میں سے پس چاہیے
کہ کہے الحمد للہ اور کہے اوسکا بھائی سننے والا یرحمک اللہ اور جبکہ اوسکی بھائی نے یرحمک اللہ کہا تو چاہیے کہ عاطس کہے یہدیکم اللہ
ویصلح بالکم اور کہا ہے کہ اگر چھینک قضای حاجت میں آوے تو دل میں کہے الحمد للہ کہ حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا جناب باری
میں کہ اے رب العزت ہم کبھی ایسے حال میں ہوتے ہیں کہ ذکر تیرا اوس حال میں بے ادبی جانتے ہیں مثل جنابت اور غائط کی حکم ہوا
کہ یاد کرو مجھے علی کل حال فیہ فضل کثیر سوال اسود مذکورہ میں فضیلت بہت ہی کہ وہ اتباع رسول علیہ السلام کا ہے الا ان زاد علی
ثلث فیہ استثنا ہی یسمت العاطس سے یعنی جواب دے عاطس کا مگر جبکہ زیادہ چھینک لے تین سے پس اسوقت اختیار ہے
جواب دے یا نہ دے فور صحیح کیونکہ وارد ہوا ہی حدیث میں اسکا تمام تحقیق و ذکر تمام ہی ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

کی ہی کہ جواب دی اپنے بہائی کا تین مرتبہ بہر اگر زیادہ چہینک لی پس وہ زکام ہی یعنی اسوقت مستحق جواب کا نہین ہی اور صحیح مسلم مین
سلمہ بن اکوع سے مروی ہی کہ آپنی چہینک لینے والیکا جواب دیا اور سنے بہر چہینک لی پس فرمایا انہ مزکوم اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے مروی ہی کہ تہی آن حضرت علیہ السلام جبکہ چہینک لیتی تہی تو پست کرتی تہی آواز اپنی اور دہان مبارک کو اپنی کپڑی یا ہاتہہ سے
دہا لیتے تہی روایت کیا ہی اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور کہا حسن صحیح ہی ویصلح ذات البین اور صلح کری درمیان مسلمانون
کے شارحین نے لکہا ہی کہ لفظ بین ظروف مین سی ہی اور کبہی اسم ہوتا ہی اوس حالت کی لئی کہ درمیان دو شخصون کے ہوتی ہی اور
مصنف کے کلام مین اسم ہی اسیواسطے معرف باللام لایا ہے اور اضافتہ ذات کی اوسکے طرف قبیل ذات یوم اور ذات شہر
سے نہین ہی بلکہ قبیل ذی حال سے ہی یعنی وہ حالات کہ متعلق اور ملابس ساتہہ بین کی مانند بغض اور عداوت کی ہوون اور اصلاح اوس
عبارت سے ہے اوسکی ازالہ اور تبدیل سی ساتہہ اضداد اوسکی کی یعنی اصلاح کری اون احوالون اور خصلتون کی کہ پیدا ہوتی ہین اسکی
درمیان مین اور اسکی غیر مین اور درمیان کسیکی مسلمانون سے ساتہہ دوستی اور ترک منازعت کی فرمایا اللہ تعالی نی لا خیر
فی کثیر من نجواہم الا من امر بصدقتہ او اصلاح بین الناس اور دوسری جگہ فرمایا واتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم فہو افضل صدقتہ اسلئی
کہ اصلاح ذات البین بہترین صدقات سے ہے طبرانی اور بیہقی نی ابن عمر سے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نی افضل صدقہ کا اصلاح
ذات البین ہی اور روایت کی ہی ابو داؤد اور ترمذی نے اور تصحیح کی ہی اوسکی ابی الدرداء سے کہ فرمایا حضرت نی آیا خبر دون مین یا
تمکو ساتہہ ایسی عمل کے کہ افضل ہی درجہ اوسکا روزہ اور نماز اور صدقہ کی درجہ سے صحابہ نی عرض کیا کہ خبر دیجئی ایسی عمل سی کہ آپنے
فرمایا کہا وہ اصلاح ذات البین ہے اور شیخین نی ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے روایت کی ہی کہ نہین ہی دروغ گو وہ شخص کہ اصلاح
کرتا ہے درمیان آدمیون کی اور کہتا ہی نیک باتین اگرچہ موافق واقع کی نہون اور روایت کی ہی حاکم نی اور تصحیح کی ہے اوسکی اور
تضعیف کی ہی اسکی بخاری نی اور ابن حبان نی کہ فرمایا حضرت نی ڈرو اللہ تعالی سے اور اصلاح کرو اون حالات مین کہ درمیان
تمہاری ہین پس تحقیق اصلاح کریگا اللہ تعالی مومنون مین قیامت کے دن ویستر العیوب اور چہپاوی آدمیون کی عیب اور اپنی
نفس کے بہی کیونکہ افشا کرنیمین معصیت اور افساد دین اور ہتک حرمت شریعت کا ہی لیکن مراد عیوب سے وہ عیب ہین کہ کرنیوالا
اونکو چہپاتا ہی اور جو علی الاعلان کرتا ہے تو واجب ہی روکنا اوس سے اور جو قدرت نہین ہو تو حاکم کو خبر کردی مگر جرح
کی گواہی مین اور ظاہر کرنا خیانت صدقات کی وارو غہ کے واجب ہی واسطی صیانت دین اور محافظت حقوق کی
وارد ہوا ہی صحیح مسلم کی حدیث مین من ستر علی مسلم سترہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ جو کوئی کہ پردہ پوشی کری اوپر مسلمان کی یعنی اوسکی
عیب چہپاوی تو چہپاویگا اللہ تعالی اوسکی عیب دنیا مین مخلوق سے اور آخرت مین اہل موقف سے ساتہہ ترک محاسبہ کے
اوس پر یا ساتہہ عدم ذکر اونکیکی اور شیخین نے ابن عمر سے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے جس نے کہ پردہ پوشی کی مسلمان کی تو
پردہ پوشی کریگا اوسکی اللہ تعالی قیامت کے دن اور طبرانی اور ضیاء نی شہاب سے روایت کی ہی کہ جس شخص نی چہپائی مومن پر
پوشیدہ عیب اوسکی پس گویا کہ زندہ کیا مردہ کو اور بخاری نے اپنی تاریخ مین اور ابو داؤد اور حاکم نی عقبہ بن عامر سی روایت

کی ہے کہ جس نے دیکھا کوئی پوشیدہ عیب پس چھپایا اوسکو تو ہوا مانند اوس شخص کے کہ زندہ کیا ہے درگور کو اوسکی قبر
سے اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کی ہے اور کہا کہ صحیح ہو حضرت علیؓ سے کہ جس شخص نے گناہ کیا دنیا مین پھر
چھپایا اوسکو اللہ تعالی نے اور معاف کیا اوس سے پس اللہ تعالی کریم تر ہے اس سے کہ رجوع کرے کسی چیز مین کہ معاف کیا ہے
اوسکو اور جس نے گناہ کیا دنیا مین پس عقاب کیا گیا اوس پر پس اللہ تعالی عادل ترین ہے اس سے کہ دوبارہ عقوبت کرے
اور سیر مین مروی ہے کہ ایک روز حضرت کے سامنے ایک چور لائی آپنے اوسکے ہاتھ قطع کرنیکا حکم دیا موافق حکم شریعت کے
اور چہرہ مبارک آپکا متغیر ہوگیا صحابہ نے عرض کیا کہ آیا مکروہ جانتے ہین آپ قطع یدکو آپنے فرمایا کہ مجھکو شرع کی حدود قائم کرنیبنا
چارہ نہین ہے لیکن تم اپنے بھائی کی حق مین مددینے والی شیطان کی مت ہو اور عفو کرو اور چھپاؤ بیشک اللہ تعالی غفور اور رحیم
ہی احیاء العلوم مین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لایا ہی کہ ایک رات ایک شخص کے مکان سے آواز غنا کی آپکی کانمین پہنچی تو
آپ دیوار پر چڑھکر اوسکی گھر مین آئی ایک شخص کو دیکھا کہ شراب پی رہا ہے اور ایک عورت سامنے بیٹھی ہے آپنے فرمایا کہ ای اللہ
کے دشمن یہ کیا معصیت ہی اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین مین نے ایک معصیت کی اور آپنے تین چیزین کین ایک تو جاسوسی
کی اور اللہ تعالی کلام مجید مین فرماتا ہے ولا تجسسوا اور مکان کے پشت کی طرف سے تشریف لائی باوجودیکہ قرآن مجید مین
ہی لیس البر ان تاتوا البیوت من ظهورها اور بلا اجازت اور سلام کی آپ بیگانہ مکان مین آئی حالانکہ قرآن مجید مین ہی لا تدخلوا بیوتا غیر
بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اهلها پس امیر المومنین ساکت ہوئی اور فرمایا کہ اگر توبہ کرتا ہے تو تجکو بخشدون عرض کیا یا امیر المومنین واللہ
اگر معاف فرماوگی تو ہرگز پھر اس معصیت کے نہ پھرونگا پس معاف کیا آپنے اوسکو اور باہر تشریف لائی مصحح ترجمہ کہتا ہی کہ بدون
جاسوسی کرنیکی اگر آواز ملاہی اور مزامیر کی کسی کی گھر سے باہر آوی تو محتسب کو جسطرح ہو سکے اوس منکر کو دور کرنا درست ہے
جیسا کہ آتے ہی گا اور حد شرب نہ مارنا امیر المومنین کا اوسپر شاید اسوجہ سے ہوگا کہ دوسرا گواہ نہ تھا اور بوکو بھی اوسنے زائل
کردیا ہوگا یا پھر نہ ہوگی پینے کا ارادہ کیا ہوگا یا یہ ہے تھا شبکو کسیکے گھر مین جانا علی الخصوص دیوار کودکی کسقدر تفقہ فی الدین سے
بعید ہے چور کو کسی کی گھر مین کودنے کے واسطے خوب حیلہ ملسکتا ہی اور اہل خانہ کو بھی محتسب کو ذرہ دغا نگی یا تذلیل کیواسطے خوب
دستاویز ملسکتی ہے اور ایسے عہد مین ایسے جرائت بعض اہل مدینہ سے کسقدر بعید ہے لہذا بدون تصحیح کرنیکی اس روایت کی تسلیم
ٹھیک نہین اور امیر المومنین چونکہ مصداق اشدہم فی امر اللہ عمر کی مناہی کی تشخیص مین بہت شدید تھی لہذا اونسی غلبہ حال مین یہ
امر ہوا ہوگا اور دونکو اس امر مین اونکی اقتدا نہ چاہیئی اور اولسی اسے شدت کی باعث اور بھی بعض باتین ہوگئی ہین جیسی گستگر
اونکی صلح حدیبیہ مین اور روکنا اونکا آنحضرت کو عبد اللہ بن ابی کی جنازہ سے سو یہ تحیہ شدت فی الدین کی تھا دتیق مواضع التہم
تحرزین سوء ظنہم وتوعہم فی الغیبۃ اور بھی اور پرہیز کرے تہمت کی جگہوں سے تا کہ آدمی بدگمانی مین نہ پڑین اور غیبت نکرین کہ ایسا
ضرر اور نقصان اونکا ہے اور جب کہ یہ سبب ہوا بدگمانی اور غیبت کا تو شریک ہوا معصیت مین کیونکہ جو شخص سبب کسی
معصیت کا ہو تو وہ شریک ہوتا ہے اور یہین اسی باعث سے کلام مجید مین بتون کے گالی دینے سے منع فرمایا کہ روبرو

ممانعت وارد ہی تاکہ وہ خدا تعالی کو برا نکہین فرمایا اللہ تعالی نی لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم اور حضرت
نی فرمایا کیا گمان کرتی ہو تم اوس شخص کے حق مین کہ گالی دیوی اپنی ماں باپ کو پس عرض کیا صحابہ نے آیا کوئی شخص ایسا بہی ہے کہ اپنی
ماں باپ کو گالی دیوے آپنے فرمایا ہاں اسیطرح ہے البتہ گالی دیتا ہے آدمی غیر کے ماں باپ کو پس گالی دیتا ہی وہ اسکی ماں باپ
کو روایت کیا ہے اسکو شیخین نے ابن عمرؓ سے اور مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ ایک روز حضرت اپنی کسی ازواج
مطہرہ سے کلام کرتے تھے اور ایک آدمی اوس جگہ ہو کر گذرا آپنے اوسکو بلایا اور فرمایا ای فلانی یہ میری زوجہ صفیہ ہے اوسنے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ آپکی حق مین کون بدگمانی کرتا ہے جو آپ ایسا فرماتی ہین آپنے فرمایا کہ شیطان کی وسواس سے بیخوف نہ ہونا چاہئے
کہ وہ آدمی کے بدن مین مانند خون کی پہرتا رہا ہی اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس شخص نے قایم کیا اپنے
نفس کو تہمت کی جگہہ مین پس ہرگز نہ ملامت کرے اوس شخص کو کہ بدگمانی کرے اسکے حق مین اور گذرے ایک روز ایک آدمی
پر کہ وہ اپنی بی بی سے راستے مین کلام کرتا تہا آپنے اوسپر درہ اوٹہایا اوسنے عرض کیا یا امیر المومنین یہ تو میری بی بی ہے آپنے
فرمایا کسواسطے ایسی جگہہ باتین نہین کرتا ہے کہ کوئی نہ دیکھے انتہی و تشفع اور شفاعت کرے محتاجون اور تقصیر وارون کی اوس
کسیکے سامنے کہ یہ اوسکے نزدیک کچہہ قدر و منزلت رکہتا ہے اور کوشش کرے بیچ پوری کرنے حاجتون مسلمانون کی بلکہ یہ حقوق
اسلام سے ہے بسبب فرمانی اللہ تعالی کے و من یشفع شفاعة حسنة یکن له نصیب منها و من یشفع شفاعة سیئة یکن له کفل منها نہایہ
مین کہا ہے کہ شفاعت سوال کرنا ہے بیچ تجاوز کرنے گناہون اور جرائم کے کہا جاتا ہے شفع یشفع شفاعة فهو شافع و شفیع اور مشفع
وہ کہ قبول کرے شفاعت اور مشفع وہ ہے کہ قبول کیجاوی شفاعت اوسکی انتہی اور مستحب ہے شفاعت ہر ذی حاجت کی لیے سوا
حدود شرعیہ کے کیونکہ اسمین وارد ہے کہ لعنت کری اللہ تعالی شفاعت کرنی والی اور شفاعت قبول کرنی والی کو ہاں اگر امام کے
پاس معصیت نہین پہونچی ہے اور اوسمین کچہہ شفاعت کرے تو کچہ مضایقہ نہین ہی اور اس خوف سے کہ شفاعت قبول ہووے
یا نہین نہ ترک کرے فوز مدح پس وارد ہوا ہے شیخین کی حدیث مین ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت نے
صحابہ کو اشفعوا تؤجروا شفاعت کرو تاکہ اجر پاؤ یعنی آدمی طلب حاجات اور سوال کیلئے آتی ہین تم اونکی شفاعت کیا کرو تاکہ اجر
پاؤ اور تتمہ اسکا یہ ہے و یقضی اللہ علی لسان رسوله ما شاء اور حکم کرتا ہے اللہ تعالی اوپر زبان اپنی نبی کے جو چیز کہ چاہتا ہے یعنی
تم شفاعت کرتے رہو تاکہ اجر اور ثواب حاصل کرو خواہ شفاعت تمہاری قبول ہووے یا نہین اور ساتہ ملاحظہ عدم قبول کے
ثواب اوسکا اپنی ہاتہ سے مت دو اور یہ مت کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت ہماری قبول کرینگی یا نہین طیبی نی کہا ہی
کہ ابن عمول مین و یقضی اللہ اشارہ ہے اسطرف کہ جو کچہہ کہ نبی کی زبان پر جاری ہوتا ہے سو وہ اللہ تعالی کی جانب سے ہی برابر ہے
کہ قبول شفاعت ہو یا عدم اوسکا اور خرائطی اور طبرانی نے سمرہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے کوئی صدقہ بہتر زبان کی صدقہ
سے نہین ہے عرض کیا صحابہ نے کیسی ہے وہ کہا وہ شفاعت کرنا ہے کہ محفوظ رہی اوسکے سبب سے خون یا منفعت کسیکو
پہونچے یا رنج اوس سے دفع کرے اور فرماتی تہی کہ مین تاخیر کرتا ہون آدمیون کے کامون مین تاکہ شفاعت کرین اور اجر اوسکا پاوین

حاصل یہ کہ شفاعت کرنے مین اجر عظیم ہے اور یاد رہنا ہوین کے تحت کے فوائد مین سے ایک یہ بھی ہے کیونکہ دال علی الخیر کی لئے بڑا
اجر ہے لیکن نیت اور قصد اونکی صحبت سے یہی ہو وری یہ لوگ ان کامون مین سعی کرتا رہیگا نہ یہ کہ اسکو بہانہ اونکی صحبت کا کرے اور
آدمیون مین محبت لاوے کیونکہ مدار کام کا نیت پر ہی ویرشد الضال اور راستہ بتلاوے گمراہ کو جو راستہ کہ موافق اوسکی حال کے
ہو سے وینشد ضالۃ اور ڈھونڈی گم کی ہوئی چیز مسلمان کی اور سعی کرے اوسکی ڈھونڈ ھنیمین کہ ضرر مسلمان کا عین ضرر اوسکا ہے
لیکن نیہ مسجد مین ڈھونڈی جیسیکہ بیان گذر چکا ہے اور کہی یا ہادی الضال ویا راد الضالۃ اردد علی ضالتی بعزتک وسلطانک فانہا من
عطائک وفضلک روایت کیا ہے اسکو ابن ابی شیبہ نے موقوفا قول ابن عمرؓ سے اور طبرانی نے اوس سے مرفوعا ولیفرج المکروب اور کھولدے
اندوہ اندوہناک کا یعنی اوسکی غمونکو دور کرے شیخین نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے جو کوئی کہ کھولے کسی مسلمان سے
کوئی غم تو کھولتا ہی اللہ تعالی اوس سے ایک بڑا غم قیامت کی غمون مین سے اور نہین دم مارتا دشوار ہے ویعین المظلوم اور مدد
کرے ستم رسیدہ کے اور نفس اور مال اور آبرو مسلمانون کی بچانے تک کرسکے ظالمون کی ہاتھہ سے نگاہ رکھی اور اعانت اور مدد اوسکی
کرتا رہے فورد حکیس وارد ہوا ہی احادیث مین جن کی شرح مین معلوم ہوا اذا اغاث ملہوفا غفر اللہ تعالی لہ ثلثا وسبعین مغفرۃ جو شخص کہ کھولی اندوہ
اندوہناک کا یا اعانت کری ستم رسیدہ کی تو بخشتا ہے اللہ تعالی اوسکیلئے تین اور ستر مغفرتین روایت کیا ہے اسکو خرائطی نے
مکارم اخلاق مین اور ابن حبان نے ضعفا مین اور ابن عدی نے انسؓ کے حدیث سے ساتھہ لفظ من اغاث ملہوفا کی اور بیہقی نے زیادہ
کیا ہے کہ ایک مغفرت اون تین اور ستر مغفرتون مین سے وہ مغفرت ہی کہ اوس مین صلاح کار دنیا اور آخرت اوسکیلئے ہے اور دو اور
ستر مغفرتین موجب رفع درجات کی ہین قیامت کی دن اور شیخین نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے مدد کر اپنے
بھائی کی ظالم ہو یا مظلوم صحابہ نے عرض کیا کہ ظالم کی مدد کیسی ہوتی ہے یا رسول اللہ فرمایا ساتھہ باز رکھنی اوسکے ظلم سے اور ابو داؤد
نے روایت کی ہے کہ نہین ہے کوئی مسلمان کہ مدد کرے کسی مسلمان کی ایسی جگہ مین کہ اوسکی آبرو مین کچھ نقصان آتا ہے یا اوسکی ہتک
حرمت ہوتی ہے مگر یہ کہ مدد کریگا اوسکی اللہ تعالی ایسی جگہ مین کہ واجب ہے اوسمین مدد کرنا اوسکی اور دوسری حدیث مین ہے
کہ جو کوئی کہ فریاد کرے اوسکی ساتھی مسلمان بھائی اور وہ قادر ہوا اوسکی مدد کرنے پر اور مدد نکرے اوسکی تو رسوا کریگا اللہ تعالے
اوسکو دنیا اور آخرت مین اور جو کہ مدد کرے مسلمان بھائی کی تو مدد کریگا اوسکی اللہ تعالی دنیا اور آخرت مین اور وارد ہی کہ جو کوئی
نگاہ رکھی آبرو مسلمان بھائی کی دنیا مین تو حق تعالے قیامت کی دن ایک فرشتہ بھیجیگا کہ اوسکو دوزخ کی آگ سے نگاہ رکھے
ویسعی فی حاجتہ اور کوشش اور سعی کرے بیچ پورا کرنے حاجت بھائی مسلمان کی اور ہمیشہ خیر خواہ اوسکا رہے حدیث مین ہے
کہ جس نے سعی کی بیچ پورا کرنے حاجت مسلمان کے کہ اوسمین رضامندی اللہ تعالی کی ہے اور اوسکیلئے اوسمین صلاح ہے پس
گویا کہ خدمت کی اللہ تعالی کی ہزار برس اور نہ واقع ہوا معصیت مین ایک پل بھر بھی لیکن ضعیف کہا ہے اسکو محدثین نے ولان امشی
فیہا ساعۃ خیر من اعتکاف شہرین اور آنکہ پس چلنا بیچ حاجت مسلمان کے ایک ساعت بہتر ہے دو مہینے کے اعتکاف سے
اگرچہ نہ پوری ہو حاجت اوسکی روایت کی حاکم نے اور تصحیح کی اوسکے ابن عباس سے البتہ چلنا ایک تمہارا ساتھہ بھائی اپنی کے

بیچ پوری کرنے حاجت اوسکی کے افضل ہے اس سے کہ اعتکاف کرے اور اشارہ فرمایا ساتھہ انگشت مبارک اپنی کے میرے اس مسجد
مین دو مہینے اور طبرانی نی اوسط مین روایت کی ہے جو شخص کہ چلا بیچ حاجت اپنے بہائی کی تو ہوگا بہتر اوسکیلیے دو مہینی کی اعتکاف
سے لیکن یہہ دونون حدیثین ضعیف ہین اور روایت کی ہے بخاری نے اپنی تاریخ مین اور طبرانی اور خرائطی نی انس رض سے ساتھہ
سند ضعیف کے کہ جس شخص نے پوری کی حاجت اپنے بہائی کی پس گویا کہ خدمت کی اللہ تعالی کی تمام عمر بہر اور ابن المبارک نے
زہد اور رقائق مین اسناد ضعیف کے ساتھہ روایت کی ہے مرسلا جس نے کہ ٹہنڈی کی آنکھہ مومن کی تو ٹہنڈی کریگا اللہ تعالی
آنکھہ اوسکی قیامت کے دن اور روایت کی ہی مسلم نی انس رض سی کہا سامنی آئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عورت
اور عرض کیا کہ مجکو آپ سے کچھہ حاجت ہے اور تہے آپکے ہمراہ آپکی اصحاب فرمایا حضرت نے کہ بیٹھہ جا جہان تیرا جی چاہے راستہ
کے کنارے مین مین بہی تیرے ساتھہ بیٹھہ جاونگا پس کیا اوسنے ایسی ہی اور بیٹھی آپ بہی اوسکے ساتھہ یہانتک کہ پوری کی حاجت
اوسکی اور بیہقی نی انس رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی جو کوئی کہ روا کرے کسی ایک کی میرے امت
مین سے کوئی حاجت درحالیکہ چاہتا ہے کہ خوش کرے اوسکو ساتھہ پوری کرنی اوس حاجت کے پس تحقیق شاد کیا اوسنے
مجکو اور جس کسینے کہ شاد کیا مجکو پس تحقیق راضی کیا اوسنے اللہ تعالی کو اور جسنے کہ راضی کیا اللہ تعالی کو داخل کریگا اللہ تعالی اوسکو بہشت مین اور انس اور
عبد اللہ بن مسعود رض نی روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ مخلوقات حکم خدا تعالی کی عیال کا رکہتی ہی کہ نفقہ اور روزی
اونکا اللہ تعالی پر ہی پس محبوب ترین مخلوق کا طرف اللہ تعالی کی وہ آدمی ہے کہ نیکی کرے طرف عیال اوسکیکے اور یہی مروی ہے
کہ دو خصلتین ہین کہ اوس سے زیادہ کوئی نیکی نہین ہے ایمان لانا اللہ تعالی پر اور نفع پہنچانا اللہ تعالی کی بندون کو اور دو
خصلتین ہین کہ اونسی زیادہ کوئی برائی نہین ہے شرک کرنا ساتھہ اللہ تعالی کی اور ضرر پہونچانا اللہ کے بندون کو وعظ اور نصیحت
کرے بہائی مسلمان کو اور جو امر کہ اوسکے حق مین بہتر ہو دین و دنیا سے اوسکی پند دیا کرے اور عبادت کی ثواب کے خوشخبری
دیوی اور معصیت کے عذاب سے ڈرا دی فرمایا اللہ تعالی نے واذ قال لقمان لابنہ وہو یعظہ یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم
اور دوسرے جگہ فرمایا یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدا ان کنتم مؤمنین ویبین اللہ لکم الآیات اور مسلم وغیرہ نی تمیم داری سی روایت
کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ بیشک دین منحصر ہے خیر خواہی کرنے مین واسطے اللہ تعالے کی اور واسطے کتاب
اوسکی کے اور واسطے رسول اوسکیکے اور واسطے اماموں مسلمین کے اور عامہ مؤمنین کی اور بیہقی نی کتاب الزہد مین اور ابو نعیم
نی حلیہ مین روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے معاذ کو کہ وصیت کرتا ہون مین تجکو ساتھہ تقوی اللہ تعالی کے اور سچ بات کہنی اور
پورا کرنے عہد اور سپرد کرنے امانت اور چہوڑنے خیانت اور حفاظت ہمسایہ اور رحمت یتیم اور نرمی کلام اور بذل سلام کے
ولیعین الضعیف اور اعانت کرے ضعیف کی اوسکی عمل اور پیشہ مین والمحسن اور نیکوکار کے سبب زیادتی معرفت اوسکیکے
پایہ کہ یاد کرے ضعیفوں اور فقیروں اور اوس شخص کے کہ نیکی کرتا ہے علما اور صلحا کے ساتھہ تاکہ اونکا شریک ہووے یوم
الجزا مین پس بیشک صحت کو پہونچا ہی کہ جو شخص ہووے بیچ مدد اور اعانت اپنے بہائیکی تو ہوگا اللہ تعالی اوسکی مدد مین

اور مشہور حدیث مین ہے جو شخص کہ نہ اہتمام کرے امر مسلمین کا پس وہ نہین ہے مسلمانون سے ویحفظ الغیبۃ اور نگاہ رکہے نا تبانہ
مسلمان بہائی کی عزت اور آبرو کو جیسیکہ اوسکے حضور مین اوسکی محافظت کرتا ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی مسلمان بہائیکی غیبت کرتا
ہے یا اوسکے ایذا اور تکلیف کا قصد رکہتا ہے تو حتی الامکان اوسکو اس قصد سے باز رکہے حدیث مین ہے کہ ای گروہ اون لوگونکی
کہ ایمان لائی ہین زبان سے اور نہین داخل ہوا ہے ایمان اونکی دل مین نہ غیبت کرو مسلمانون کی اور نہ پیروی کرو اونکی پوشیدہ
عیبون کی اسلئی کہ جس شخص نے پیروی کی اپنے بہائیکی پوشیدہ عیبون کی تو پیروی کرتا ہے اللہ تعالی اوسکے پوشیدہ عیبون کی
اور جو شخص کہ پیروی کرے اللہ تعالی اوسکے عیبون کی تو فضیحت اور رسوا کرتا ہے اوسکو اگرچہ اوسکے گہر مین ہو روایت کیا ہے
اسکو ابو داؤد نی ابی الدرداء سے ساتہہ اسناد جید کے اور ترمذی نے بہی اسیکے مانند روایت کی ہے ابن عمرؓ کی حدیث سے اور
تحسین کی ہے اوسکی اور ابی الدرداء سے روایت کی ہی کہ جو شخص کہ رد کری اپنی بہائی کی آبرو سے یعنی اوسکی آبرو بچا دی تو ہوگا اوسکیلئی
پردہ آگ سے اور طبرانی نی ابی الدرداءؓ سے اون لفظون کے ساتہ روایت کی ہے جنکا یہ ترجمہ ہے نہین ہے کوئی مسلمان کہ رد کرتا ہے
اپنے بہائی کی عزت آبرو سے مگر یہ کہ ہوتا ہے حق اللہ تعالی پر یہ کہ رد کرے اوس سے آگ دوزخ کی قیامت کی دن اور احمد نی اسماء
بنت یزید سے اسیکی مانند روایت کی ہی اور ابن ابی الدنیا نی حسن بن انس سے روایت کی ہے کہ جو شخص کہ ذکر کیا گیا اوسکی پاس اوسکے
بہائی مسلمان کا پس مدد کی اوسکی تو مدد کریگا اللہ تعالی اوسکی دنیا اور آخرت مین اور ابو داؤد نی معاذ بن انسؓ کی حدیث سے روایت
کی ہے کہ فرمایا آنحضرت علیہ السلام نی جو کوئی کہ بچا دی اپنے بہائی مسلمان کی آبرو دنیا مین تو بہیجیگا اللہ تعالی ایک فرشتہ کہ بچا دیگا اوسکو
قیامت کی دن آگ سے اور ابو داؤد نی جابر اور طلحہؓ کی حدیث سے روایت کی ہی کہ سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرماتی تہی نہین ہے کوئی مسلمان کہ مدد کری مسلمان کی اور منع کرے اوسکی غیبت سے اوس جگہ کہ ہتک حرمت اوسکی ہوتی ہے
اور مبالغہ کیا جاتا ہے اوسکی بی حرمتی مین مگر یہ کہ مدد کریگا اوسکی اللہ تعالی اوس جگہ مین کہ واجب ہے مدد اوسکی اور نہین ہے کوئی
مسلمان کہ رسوا کرے مسلمان بہائیکو اوس جگہ کہ اوسکی ہتک حرمت ہوتی ہے مگر یہ کہ رسوا کریگا اوسکو اللہ تعالی اوس جگہ کہ واجب
ہے مدد اوسکی اور شرح السنہ مین روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ جو شخص کہ غیبت کیجاوی اوسکے پاس اوسکے
بہائیکی حالانکہ وہ قادر ہے اوسکی دفع کرنے اور منع کرنی پر پس مدد کی اوسنے اور منع کیا اوسکو غیبت سے تو مدد کریگا اسکی اللہ تعالی
دنیا اور آخرت مین و من التلطف اور سچ کری قسم مسلمان کی اوسکی حضور اور غیبت مین یعنی اگر مسلمان بہائی نی کسی شخص سے قسم
کہائی کوئی چیز دینے کا یا کسی کام کی کرنیکا اور ارادہ سے یہ قسم کہائے اور ارادہ اوسکو میسر نہین ہوا کہ اوسکو وہ چیز دی یا کام پورا کرے سو اس کو چاہیے
کہ اوس امر موعود کو پورا کرے اور اپنی بہائی کی قسم سچ کرنی مین امداد کرے اور اوسکو حنث سے بچا دی یا معنی یہ ہین کہ اگر کسی شخص
نی قسم کہائی اسکے فعل پر کہ وہ ضرور اس کام کو کریگا پس چاہیے کہ اوس کام کو کرے تاکہ اوسکی قسم سچ ہو اور حنث لازم نہ آوے
کہ یہ جملہ اخلاق الہی سے ہے چنانچہ صحیحین مین انس بن مالک سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی تحقیق بعضی بندی اللہ
تعالے کی بندون مین سے ایسی ہین کہ اگر قسم کہاوین کسی کام کی کرنی یا نکرنے کی تو سچا کرتا ہے اللہ تعالی اونکو اور ارادہ اوس کام کو کر دیتا

ہے یا نہین آور بہی شیخین نی برا بن عازب سے روایت کی ہی کہا۔ اوسنی کہ امر فرمایا حضرت نی ہمکو سات چیز کی کرنیکا پہر ذکر کیا او نمیز
سے پورا کرنا قسم کا ویحب التائب اور دوست رکہی توبہ اور رجوع کرنی والی کو طرف حق کے کہ یہ بہی اخلاق الٰہی ہین سے ہے چنانچہ
فرمایا اللہ تعالی نی ان اللہ یحب التوابین خصوصا جوان توبہ کرنے والی کو ابو الشیخ نی انس رضہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالے دوست
رکہتا ہے جوان توبہ کرنے والیکو اور ابو نعیم نی حلیہ مین ابن عمر سے روایت کی ہی کہ تحقیق اللہ تعالی دوست رکہتا ہے اوس جوان کو کہ
فنا کرے اپنی جوانی اللہ تعالی کی عبادت مین اور احمد اور طبرانی نی عقبہ بن عامر سے روایت کی ہی ان اللہ لیعجب من الشاب لیست
لہ صبوۃ ویستغفر للمذنب اور مغفرت طلب کرے اللہ تعالی سے اپنی بہائی گنہگار کے لیئی فوردج پس وارد ہوا ہی دیلمی کی حدیث
مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہ صدقۃ بیشک استغفار کرنا گنہگار کے لیئی صدقہ ہی اور اسمین اقتدا ہے مقربین فرشتون کی جو
عرش باری تعالی کو اوٹہائی ہوئے ہین اور جو کہ اوسکے گرد ہین تسبیح کرتی ہین ساتہہ حمد رب اپنی کی اور استغفار کرتی ہین اون لوگون
کی لیئی کہ ایمان لائی ہین آخر آیۃ تک۔ اور طبرانی نی عبادہ بن صامت رضہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ جس
شخص نے استغفار کی مسلمان مردون اور عورتون کے لیئی ہر روز ستائیس مرتبہ تو ہوتا ہی اون لوگون مین سے کہ دعا قبول کیجاتی
ہے اونکی اور رزق دیئی جاتی ہین ساتہہ اونکے اہل ارض کی آور یہ وہ حدیث ہے کہ انس رضہ نی روایت کیا ہی اوسکو کہ چار چیزین مسلمانون
کی حق مین سے ہین تجہیز یہ کہ احسان کرنی والی کی اعانت کرنا اور یہ کہ گنہگار کی استغفار کرنا اور یہ کہ اون کی غائب کی لیئی دعا کرنا
اور اونکی توبہ کرنی والی کو دوست رکہنا پس ذکر کیا ہے اسکو صاحب الفردوس نی اور عراقی نی کہا ہے کہ مین نی اسکی اسناد نہین
پائی ویعامل علی حسب حالہ اور معاملہ کرے ہر ایک سی موافق اندازہ حال اوسکے پس عالم کی ساتہہ معاملہ علم کا کرے اور فصیح سے
فصاحت کا کیونکہ معاملہ کرنا خلاف شان آدمی کے ایذا دیتا ہی اوسکو جیسیکہ خود بیان کیا اوسکو مصنف نے فعرض الفقہ لاہل اللھو
والبیان لتقیل اللسان ایذاء النفسین پس پیش کرنا مقدمات فقہ کو اوپر اہل ہوا کی اور قواعد بیان کی سخت زبان پر سبب ایذا
دونون نفسو لکا ہے یعنی متکلم اور مخاطب کا بلکہ مناسب یہ ہے کہ اپنی مرتبہ سے تنزل کرے اور اونکی موافق ہو جاوے کہ اسمین ترحم
اور تودد ہے اور چاہیی کہ اس قسم کے آدمیون کو ضروری مسائل اصول دین کے آہستگی سے سکہا دی اور زیادہ اس سے تکلیف ندی وکے
ینتصف من نفسہ اور انصاف دیوی آدمیونکو اپنی ذات سے یعنی اونکے ساتہہ وہ معاملہ کرے کہ اپنی لیئی بہی اوسکو محبوب جانی عبد اللہ
ابن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی جو کوئی کہ خوش آوی اوسکو کہ دور ہووی دوزخ سے اور
داخل ہو بہشت مین پس کرے آدمیون کی ساتہہ وہ چیز کہ دوست رکہتا ہے یہہ کہ کرین وہ چیز اسکے ساتہہ۔ اور ابو الدرداء نی کہا
ہے نیک کر ہمسایگی ہمسایہ کی تاکہ مومن ہووی تو اور دوست رکہہ آدمیون کی لیئی وہ چیز کہ دوست رکہی تو واسطی ذات اپنی کی فہو من
ثلث خصال یستکمل بہ الایمان پس وہ یعنی انصاف کرنا اون تین خصلتون مین سے ہے کہ کامل ہوتا ہے ساتہہ اونکی ایمان خرائطی نی
عمار بن یاسر رضہ سے روایت کی ہے کہ کامل نہین کرتا بندہ اپنی ایمان کو یہانتک کہ ہو وین اوسمین تین خصلتین ایک یہہ کہ انفاق کرے
باوجود تنگی معیشت کے دوسرے انصاف کری اپنی نفس سے تیسرے افشا کرے سلام آشنا اور بیگانہ پر اور آجا یہ ہین ہے کہ سوال کیا

حضرت موسیٰ نے کہا ای رب کونسا بندہ تیرا زیادہ عدل کرنیوالا ہے فرمایا جسنے انصاف لیا اپنے نفس سے ولا تعلم احدا مقدار مالہ
وان کان من اہل البیت اور نہ خبردار کرے کسیکو اپنے مال کی اندازہ سے کہ کسقدر ہے اگرچہ وہ شخص اسکی اہل بیت مین سے ہو فان العلم
بالقلۃ یورث الاہانۃ وبالکثرۃ عدم الرضا کیونکہ خبردار ہونا کمی مال پہ پیدا کرنیوالا اہانت کا ہے اور زیادہ مال پر خبرداری سبب ناخوشی
اور عدم رضا کا ہی یعنی اپنی مال کی تعداد پر اہل عیال خصوصًا اجنبی کو مطلع نکرے کیونکہ اگر مال کم ہی تو اسکے اہانت کرینگے اور فقیر جانینگے
اور اہل عیال کا دل منقبض ہوگا بسبب تردد نفقات کی اور جو مال بہت ہی تو اہل بیت ناخوش ہونگے بسبب نہ کفایت کے
کہ انکو دیتا ہے اور اسکو بخیل جانینگے اور اجنبی لوگ طمع کرینگے اسکے مال مین ساتھ غصب اور سرقہ کی اور مبالغہ کرینگے اسکی ہلاک
مین بسبب مال اسکیکے اور پیدا ہوگا اس سے حسد جیسیکہ مروی ہے کہ اہل نعم کیلئے بہت حاسد ہین پس معلوم ہوا اسلئے غرض پوشیدہ
پر اپنی مال کا حال دوسرے کو بتانا موجب ضرر کا ہے دور وقع اور وارد ہوا ہی حدیث مین متعارف استر ذہبک وذہابک ومذہبک
چھپا اپنی مال کو اور اسکا حال کہ کسقدر ہے اور چھپا اپنا جانا کہ کب جائیگا اور کہان جائیگا شاید کہ دشمن مطلع ہون اور گھات مین
رہین اور چھپا اپنے مذہب کو یعنی جگہ جانے کی کہ کہان جائیگا یا چھپا وقت ضرورت کے مذہب اپنا مسائل شرعیہ مین جو اختلاف
آرای ائمہ سے حاصل ہوا ہے کہ تو کونسے طریق اور ملت پر ہے کہ بعض اوقات مین اسکا اظہار موجب فتنہ اور فساد کا ہوتا ہے
چنانچہ مولانای روم نے اسی مضمون کو نظم کیا ہے سے دربیان این سہ کم جنبان لبت ۔ از ذہاب و از ذہب وز مذہبت لیکن شارح
جلیل ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ مین نے اس حدیث کی کچھ اصل نہین پائی اور کہا شیخ نجم الدین نے کہ واللہ اعلم بصحۃ ہذا الحدیث ولا تحقرن
احدا فالعاقبۃ مستورۃ اور نہ حقیر جانے کسیکو اگرچہ فاجر یا کافر ہووے کیونکہ احوال ہر ایک کے عاقبت کا پوشیدہ ہی سوا اللہ تعالیٰ
کی اوسکو کوئی نہین جانتا شاید اوسکا خاتمہ بخیر ہو اور اسکا خاتمہ فسق پر ہووے حکم مستوری و مستان ہمہ بر خاتمت است ۔ کس
ندانست کہ آخر بچہ حالت گذرد ۔ اور وارد ہوا ہی صحیح بخاری کی حدیث مین کہ روایت کی ہے سہل بن سعد سے سوا اسکی نہین کہ ابتدا
اعمال کا خاتمون کی ساتھ ہے اگر خاتمہ بخیر ہو تو اعمال بھی صحیح ہین اور شاید کہ وہ خدا کی دوستون مین ہووے اور یہ نجانے کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستونکو مخلوق کی آنکھونسے چھپایا ہے کوئی انکو نہین جانتا وارد ہے ۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری اور
ارباب سلوک نے تواضع کی باب مین لکھا ہے کہ نشانی تواضع کی یہ ہے کہ کسی پر اپنی کو فضیلت ندیوے اگر اپنے سے کم عمر کو دیکھے
تو خیال کرے کہ اوسنے گناہ ضرور کیے ہین یا کم کیے ہونگے اور مین بڑا گنہگار ہون اور جو بزرگ کو دیکھے تو کہے کہ یہ مجھسے فضیلت رکھتا
ہے اعمال صالحہ اسنے بہت کیے ہونگے اور جو جاہل کو دیکھے تو جانے کہ یہ نادانی کے ساتھ گناہ کرتا ہے اور مین دیدہ و دانستہ
کرتا ہون ولا تستعظم الدنیا اور نہ بزرگ جانے دنیا اور اہل دنیا کو دنیا کی جہت سے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو حقیر اور سہل تر قرار کیا
ہے چنانچہ فرمایا قل متاع الدنیا قلیل اور ترمذی وغیرہ نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ اگر دنیا اللہ تعالیٰ کی نزدیک پشہ
کے پرکے برابر بھی اعتبار رکھتی تو نہ پلاتا اللہ تعالیٰ اوس مین سے کافر کو ایک گھونٹ پانیکا اور جب کہ دنیا کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک
کچھ قدر نہین ہوئی پس بزرگ رکھنی والا اسکا اور اسکے اہل کا برخلاف مراد الٰہی کے چلا مرتا ہے کہ فرمایا حضرت نے جو کوئی کہ

تواضع کرے تونگر کے لیے بسبب تواضع اوسکیکی تو جاتا رہتا ہے دو تہائی دین اوسکا اور حکیم ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے
کہ فرمایا حضرت نے جبکہ تعظیم کریگی میری امت دنیا کی تو نکلجاویگی اوس سے رونق اسلام کی نہی حقیرۃ و ما الیہا اسلیے کہ وہ حقیر ہے اور
جو کچھ کہ اوسمین ہے چنانچہ ابو نعیم نے حلیہ مین جابرؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے دنیا ملعون ہے اور ملعون ہے وہ چیز کہ اوسمین
ہے مگر وہ چیز کہ اللہ کے واسطے ہو اوسمین سے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے خبردار ہو کہ
تحقیق دنیا راندہ ہوئی ہے درگاہ رحمت سے اور راندی ہوئی ہے جو چیز کہ اوسمین ہے مگر ذکر اللہ تعالی کا ولا تتکبر علی الفقیر بل علی المتکبر
اور تکبر کرے فقیر پر اوسکی فقر اور محتاجی کی سبب سے بلکہ تکبر کرنے والی پر تکبر کرے کہ مستحق تکبر کا وہی ہے اور تکبر اوسکے ساتھ محمود ہے
چنانچہ مروی ہے کہ تکبر کرنا تکبر کرنیوالی پر صدقہ ہی پس اسمین اہانت ہے اوس شخص کے کہ اہانت کی ہے اللہ تعالی نے اوسکے کیونکہ اللہ
تعالی نہین دوست رکہتا ہے مختال فخور کو اور عبداللہ بن مبارک نے کہا ہے کہ تکبر کرنا غنیون پر اور تواضع کرنا فقیرون سے تواضع
مین سے ہے اور امام شافعی سے منقول ہے کہا بہت ظلم کرنے والا آدمیون مین سے اپنے نفس کی لئی وہ شخص ہے کہ تواضع کرے
اوس شخص کی کہ نہین اکرام کرتا ہی اوسکا اور رغبت کرے اوس شخص کی دوستی مین کہ نہ نفع پہنچاوی یا معنی یہ ہین کہ اہل تکبر پر بہی تکبر
کرے کیونکہ جو امر کہ دوسرے سے ناخوش جانے آپ بہی کیون اوسکا ارتکاب کرے اور بہترین جزا اہل تکبر کی یہ ہے کہ اونکی صحبت سے
اعراض کرے مگر حدیث اسی پر دلالت کرتی ہے کہ تکبر کرنیوالی پر تکبر کرے ویجالس الفقیر اور ہمنشینی کرے فقیرونکے ساتھ اور قرون
صحبت مین رہے کہ اکسیر اعظم ہے سو یا بہ محتشمی صحبت درویشان ست ابو نعیم نی ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نی تواضع کرو اور صحبت رکہو مساکین کے ساتھ تا کہ ہو جاؤ بزرگ اور نکلو تکبر سے کہ بدترین اخلاق کا ہی فہو السنۃ لیس
وہ یعنی اختلاط درویشون کے ساتھ سنت ہے چنانچہ آنحضرت علیہ السلام اصحاب صفا کے ساتھ مجالس ہوتے تھے زیادہ رغبت
سے اور اخبار مین آیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام جو مسجد مین آتی اور کسی مسکین کو بیٹھی ہوئی دیکھتے تو اوسکے ساتھ بیٹھتے اور فرماتے
کہ ایک مسکین دوسرے مسکین کی ساتھ بیٹھا کہتی ہین کہ کوئی نام حضرت عیسی علیہ السلام کو اس نام سے محبوب زیادہ نہین تہا کہ
کہا جاتا آپکو یا مسکین اور موسی علیہ السلام نے سوال کیا کہ یا رب العزۃ مین تجکو کہان طلب کرون ارشاد ہوا کہ شکستہ دلونمین اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تہی اللہم احینی مسکینا و امتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین دون الغنی اور نہ بیٹھی تونگر کے ساتھ
اور اونکے ساتھ صحبت نہ رکہے کیونکہ انکی صحبت موجب قساوت اور مردہ دلی کی ہے اور مستوجب تحقیر نعمت الہی کے حضرت عائشہؓ
سے مروی ہی کہا فرمایا حضرت نی کہ دور رکہو اپنے تئین مردون کی صحبت سے تو پوچہا میں نے عرض کیا کہ مردے کون ہین یا رسول اللہ فرمایا وہ
غنی لوگ ہین روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے اور تضعیف کی ہے اسکی اور روایت کی ہی حاکم نے اور صحیح کہا ہے حضرت عائشہؓ
کی حدیث سے کہ بچو تم اغنیاء کی ہمنشینی سے وصحب العافیۃ اور صحبت نہ رکہے عافیت کے دوستونسے یعنی جو شخص کہ عافیت کے
حال مین دوست ہووے اور بلا اور محنت کے وقت کنارہ کشی کرے اوسکے ساتھ بہی صحبت نہ رکہے چنانچہ وارد ہوا ہے کہ بچا
تو اپنے جان کو عافیت کے دوست سے کہ وہ زیادہ دشمن ہے دشمن تکا سے دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست

در پریشان حالی و درماندگی ؎ یا مرآد حبیب عافیت سے وہ شخص ہو کر اپنی عافیت کو دوست رکھے اور امراض اور بیماریون
کو مکروہ جانے اور کبھی بیمار نہین ہوا کیونکہ صحبت اوسکی مورث غفلت کے ہے بخلاف اہل بلا کے کہ صحبت اونکی سبب انابت اور
تفکر کے ہے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک عورت کے حسن و جمال کی تعریف کی گئی پس رغبت کی آپنے اوس
سے نکاح کرنیکی پھر کہا گیا کہ وہ کبھی بیمار نہین ہوئی ہی آپنے فرمایا مجکو اوسکی حاجت نہین ہے اور صحیح مسلم مین ہے کہ جس شخص
کے لئے اللہ تعالی بہتری چاہتا ہے تو مصیبت مین ڈالتا ہے والعامی اور صحبت نرکھے جاہل سے کہ احکام شریعت کے نہین جانتا
ہو کہ اوسکے صحبت بھی سبب قساوت کا ہی بعضی اسلاف سی منقول ہی کہا مین کبھی بیچ صحبت عوام کے نہین بیٹھا مگر یہ کہ اپنے
مین ایک بڑی تاثیر اور تغیر پائی واذا ابتلی الاکرمن فی کلامہ وتیغافل عما یجری علیہ اور جبکہ مبتلا ہووی ساتھ صحبت جاہل کی خوض
نکرے اوسکی کلام مین اور غفلت کرے اوس چیز سے کہ جاری ہووے اوسپر ایذا اور تقصیر سے ساتھ سکوت کی اور سنی ہوئی کو ان
سنا جانی فرمایا اللہ تعالے نی واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما اور دوسری جگہ فرمایا واعرض عن الجاہلین اور حدیث مین ہے کہ
جواب احمق کا سکوت کرنا ہے اسلئے کہ جو شخص نہ جانی اپنی زمانہ والون کو پس وہ جاہل ہے والسلطان اور نہ صحبت رکھے بادشاہ
سے کہ صحبت اوسکی مانند صحبت آگ کے ہے کہ ضرر اوسکا اوسکے نفع سی زیادہ ہے اور طرح طرح کی فتنہ اوسکی صحبت سے برپا ہوتے
ہین اور دین اسکا دنیا کے عوض برباد جاتا ہے واذا ابتلی بلیتر الحذر اور جبکہ مبتلا ہووے ساتھ صحبت بادشاہ کے تو زیادہ پرہیز کرے
اوسکے غضب اور خفگی سے اور نہ طمع کرے اوس سے دنیا کی کسی چیز کی کہ وہ اوسکے محبوبات مین سے ہی سو جبکہ دیکھین گی تجھسی طمع
اوسمین تو دشمن ہو جاوینگے تیرے کیونکہ آدمی کی طبیعت مین یہ بات پیدا کی گئی ہے کہ دشمن رکھتا ہے اوس شخص سے کہ محبوب جانے اپنی
اوسکے محبوب کو اور نہ ترک کرے کوئی ادب اوسکی آداب مین سے اور اونہین مین سے ترک کرنا غیبت کا ہے اور ایکسو ہونا
دروغ گوئی سے اور چھپانا اوسکے راز کو اور آراستہ الفاظ بولنا وان اظہر المحبۃ اگرچہ ظاہر کرے بادشاہ محبت کو ولا یعتمد اور
نہ اعتماد کرے اوسکی محبت اور قرب پر فیرافقہ موافقۃ الطفل پس موافق کرے ساتھ اوسکی مانند موافقت کرنے کے ساتھ بچہ کے
کہ جسمین وہ راضی ہو وہ عمل مین لاوے اور جو امر کہ بادشاہ اوسپر رضا رکھے اوسکو تحمل کرے ویتکلم علی حسب ارادتہ اور کلام
کرے موافق ارادہ اور خواہش بادشاہ کی لیکن خلاف دین اور دیانت کی کوئی حرف زبان سے نہ نکالے ولا یدخل بینہ وبین
اہل بیتہ وموسفر اور نہ داخل ہو اون معاملات مین کہ اوسکی درمیان اور اوسکی اہل بیت کے درمیان مین ہین کہ یہ بہت اخر
مین آخر کو ندامت اوٹھانا پڑتا ہے ویبالغ فی الادب اور مبالغہ کرے بیچ رعایت ادب کے اور پاس اوسکا تمام امور مین
نگاہ رکھے اونہین مین سے یہ ہے کہ اوسکے مجلس مین کہنی گردن اور بدن اور داڑہی سے لعب نکرے اور نہ اوسکی صحبت
مین بعد کھانیکے خلال کرے اور نہ سپیٹے ورجایکہ متوجہ ہو طرف اوسکے اور نہ زیادہ فی الطعت کرے اوس سے پس نزدیک
ہو ویگا السعب اوسکے و نزع کی آگ سے جیسا کہ وارد ہوا ہے اخیر مین اور نہ مساعدت کرے اوسکی کسی امر مین کہ وہ واجب
کرتا ہے تعزیت کو ظلم مین حکیم ابو القاسم سے کسینے پوچھا کہ کیا کوئی گناہ ایسا بھی ہے کہ اوسکے شومی سے ایمان چھین لیا جاوے

کماہان تین چیزین ایسی ہین ترک کرنا شکر کا نعمت اسلام پر اور چہوڑنا خوف کا زوال اسلام سے اور ظلم کرنا اہل اسلام سے ویتبرک بالعادل اور تبرک حاصل کرے بادشاہ عادل سے کہ یہ اون سات شخصون مین سے ہے کہ حق تعالی اونکو اپنے سائے مین رکہیگا اوس روز کہ کوئی سایہ نہین ہوگا مگر سایہ اوسکا چنانچہ حدیث مین آیا ہے اور بادشاہ عادل کی فضیلت مین بہت حدیثین آئی ہین ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالے کی تعظیم کرنے مین سے ہے تعظیم کرنا بادشاہ عادل کی ویدعو لہ بالصلاح فیہ صلاح العامۃ اور دعا کرے بادشاہ کے نیکی ساتھہ صلاح حال اوسکیکے اسلیئے کہ اسمین صلاح تمام رعیت اور اوسکی لشکر کی ہے اور نفع عام کا بہتر ہے خاص نفع سے علاوہ یہ کہ خاص بہی عام مین داخل ہوتا ہے ایک بزرگ سے منقول ہے کہ اگر میری تمام عمر مین ایک دعا بہی قبول ہووی تو اوسکو بادشاہ کی حق مین صرف کردن کیونکہ دعا کرنا اوسکیلئے حقیقت مین تمام مخلوق کیلیے دعا کرنا ہے ولستعیذ عند الدخول اور پناہ مانگی اللہ تعالی سے وقت داخل ہونیکے بادشاہ کی پاس کہ مقام لغزش اور راہ پابی شیطان کا ہے اور کہے اللہم انی اعوذ بک من شر ہذا السلطان الذی اعطیتہ سلطنتہ تلین قلبہ علی اب یہان سے شروع کیا مصنف نے اون امورات کا بیان کہ بادشاہ کو لابدی ہین پس کہا وعلیہ الاحتمال اور واجب ہے بادشاہ پر تحمل اور بردباری کرنا اپنی تعلقین اور مصاحبین سے اگر احیانا کوئی خطا یا قصور یا بے ادبی از راہ بشریت کے اونسی ظاہر ہو تو تحمل کرے اور اوس سے درگذرے الا فی کشف السر مگر بیچ ظاہر کرنے اسرار بادشاہی کی کہ سبب فتنہ اور فساد کا ہے سو اگر کسی مصاحب سے کوئی خیانت افشائی راز مین دیکہے تو اوسکو مصاحبت سے جدا کرے کہ اس مقام مین تحمل کرنا مضر ہے والقدح فی الملک والتعرض فی الحرم اور تحمل نکرے اوس چیز مین کہ مخل ہو رسے سلطنت کے مقدمات مین اور عارض ہووے اوس چیز مین کہ حق تعالی نے آدمیون پر حرام کیا ہین پس اگر ایسے امور ناشائستہ اوس سی وجود مین آوین تو اونکی سزا اچہی دوی اور اسمین کچہہ درنگ نکرے اور بعض نسخون مین التعرض فی الحرم ہے یعنی نہ تحمل کرے بیچ تعرض کرنیکے حرم سرا مین یعنی اگر کسی سے اس قسم کا قصور سرزد ہو کہ بادشاہ کی حرم سرا مین اوسنے تعرض کیا ہو تو اوسکے قصور مین بہی تحمل نکرے اور فورا اوس کو سزا دی والعامۃ لفساد الزمان اور مصاحبت نکرے عوام الناس کے ساتھہ بسبب فساد اہل زمانہ کی کہ ضرر انکا بہت ہے کیونکہ اکثر انکا کام ضرر اور ایذا دنیا ہے ساتھہ غیبت اور تہمت اور بدگمانی اور سخن چینی اور دروغگوئی اور بیفائدہ سوالون اور چہوٹی طمعون اور سخت تکلیفون اور مانند اونکیکے اور اکثر امورات کے ظاہر حال کو دیکہتی ہین اور اوسکے کنہ اور حقیقت کو بی دریافت کیئی ہوئی اپنے پاس ذخیرہ کرتے ہین اور فرصت کے وقت اوس کو ظاہر کرتے ہین اور اسپر بہت نقصان دینی اور دنیوی مرتب ہوتی ہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ اخوان اس زمانے کے جواسیس عیوب کے ہین اور جبکہ صحبت انکی ترک کے تو تمام مخافات سی خلاصی پائی اور جو کوئی کہ انکے ساتھہ مصاحب اور مختلط ہو تو اونکے حسد اور دشمنی اور بدگمانی سے ایمن نہین ہے پس سلامتی بیچ ترک صحبت عوام کے ہے ودر فرح اور وارد ہوا ہے حدیث مین خالطوا الناس باعمالہم وزایلوہا بالقلوب کہ مخالطت کرو آدمیون سے ساتھہ اعمال اونکی اور جدا رہو اونسے ساتھہ دلون کے یعنی ظاہری معاملہ تو اونسے کرو اور عقد قلبی ساتھہ ہر ایک کے فساق وفجار سے نہ باندہو کیونکہ صحبت کو بڑی تاثیر ہے اور سفیان

توری نے کہا ہے کہ معنی اسکے یہ ہین کہ مخالطت کرو اونسے بازار وغیرہ مین بیچ خرید و فروخت کی اور جدا رہو تم اونسے امورات دینیہ
مین ساتھ حق اور صدق کی اسیواسطے کہا گیا ہے العارف کائن بائن یعنی عارف ملنے والا ہے ساتھ مخلوق کے بظاہر اور جدا ہونیوالا
اونسے ساتھ دل کی اور ملا علی قاری نے کہا ہے کہ مین نے اس حدیث کی اصل نہین پائی اور طبرانی نے ابی جحیفہ سے مرفوعاً روایت کی
ہے کہ مخالطت کرو ساتھ بزرگون کے اور سوال کرو عالمونسے اور مخالطت کرو ساتھ حکماؤ کے ولا یعتمد الا علی من جرب تحقیقا فی اثنا
الصداقة اور نہ اعتماد کرے کسی پر مگر اوس شخص پر کہ امتحان کیا ہو اوسکا از روی تحقیق کے نہایت احوالون مین مانند غنا اور فقر اور بلا
اور عزل اور رضا اور غضب اور حضور اور غیبت اور محبت اور شدت اور عیش اور عداوت کی کہ ان وقتون مین احوال ہر ایک کا
ظاہر ہوتا ہے اور معتمد اور غیر معتمد جدا ہو جاتا ہے احیا مین کہا ہے کہ طریق تجربہ کا یہ ہے کہ صحبت رکھے اوس کسی کے ساتھ ایک مدت
تک ایک جگہ یا ایک گھر مین پس آزمایش کرے اوسکی حالت عزل اور ولایت وغیرہ مین اور سفر کرے اوسکے ساتھ اور معاملہ کرے اوسکے
ساتھ دینار اور درہم مین سو اگر پسندیدہ پایا تو ان تمام احوالون مین پس تم جانو اوسکو دوست فلا تخبرن ما بہ مما لیظہر ولا تسلی لہ
نہین باقی ہین ہم ایک حصہ بھی سو حصون میں سے اوس چیز سے کہ ظاہر کرتے ہین اوسکو دوستی اور اخلاص سے ولا تطمع رعایتہ حق
ولا بالی ابدیہم اور نہ طمع کرے اونسے رعایت اپنی حق صحبت کی کہ حضور اور غیبت اور ظاہر باطن مین بیچ محبت و اخلاص کے
یکسان ہووین کہ یہ طمع کا سبب ہے اور نہ طمع کرے اوس چیز کی کہ اون کے ہاتون میں ہے مال و منال سے کہ اس سے ذلت اور
خواری حاصل ہوتی ہے اور مراد یابی نہین ہوتی ترمذی نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ بتلایئے مجکو ایسے کام کی طرف کہ جو کرون مین اوسکو دوست رکھے مجکو اللہ تعالی اور دوست رکھین
مجکو آدمی فرمایا حضرت نے مت چاہ دنیا کو اور رغبت نکر اوسکی طرف تاکہ دوست رکھی تجکو اللہ تعالی اور رغبت نکر اوس چیز مین کہ
آدمیون کے پاس ہے تاکہ دوست رکھین تجکو آدمی ولا یعاتب من لم یقض حاجتہ والا لطال الامر اور نہ عتاب کرے اوس شخص سے کہ
نہین کرتا پوری کرے حاجت اسکی اور نہیں تو دراز ہوگا امر معاتبہ کا یعنی اگر کسی سے کوئی چیز طلب کی اور اوس سے وہ نہو سکے
تو اوس پر عتاب کرنا نچاہیئے بلکہ تجاہل کرے اور جانے کہ وہ اس امر مین عاجز ہے جیسا کہ مین عاجز ہون اور جو اوسپر عتاب کریگا یا
کچھ سختی کے ساتھ پیش آویگا تو اسمین قصہ دراز ہوگا اور عداوت پیدا ہوگی اور مقدار تکرار بیچ اوس چیز کے نپانیکی رنج سے بہت
زیادہ ہے ولا یعظ من لم یتوقع منہ القبول اور نہ پند اور نصیحت کرے اوسکو کہ نہ امید رکھے اوس سے قبول کی کیونکہ جبکہ وہ
نصیحت کے قبول کا محل نہین ہے تو نہیں سنیگا قول اسکا بلکہ عداوت کریگا اوس سے الا مجملا تحرزا عن تعصبہ مگر یہ کہ بطور اجمال
کے نصیحت کرے بسبب احتراز کرنیکی اوسکی تعصب اور حمیت سے کہ مبادا ناخوش ہووے اور پرخاش کرے یعنی مجملا بطریق
عام بی تقرر کسی فرد معین کے نصیحت کرے کہ جو کوئی کہ یہ بد طریقہ ہے اوسپر عمل کرے آور فرمایا اللہ تعالی نے فذکر ان نفعت
الذکری ای ذکر بالمواعظ الحسنی اور موعظہ حسنی ایسی شخص کے حق مین ساتھہ اجمال کے نصیحت کرنا ہے تا نصیح ترجمہ کہتا ہے
ذکری صاحب قاموس نے ان اس آیت مین بمعنی قد کی ہے ای تحقیق نفع کرتا ہے نصیحت کرنا اور نفع اوسکا منحصر اسی مین نہین

ہی کہ جسکو نصیحت کی وہ واسطے وقت مان لینے بلکہ پہر کہی یہہ نصیحت اوسکو یاد ہو جاویگی اور نفع بخشیگی اور علی العموم سبکو نصیحت کریگا تو
کچہہ لوگ تو البتہ مان لینگے اور ادنی درجہ تبلیغ اور نصیحت کا ثواب اور تمام حجت ہی کہ اوسکو حجت اور شکایت باقی نرہیگی کہ مجکو کسی نے نصیحت
نکی تو یہہ صورت نصیحت مین فائدہ ہی مگر جہان ایسا عناد ثابت ہو جاوے کہ نصیحت کرنے سے اوسکے کفر اور ضلالت زیادہ اختیار کریگا پس ایسے شخص کو
ایکبار تبلیغ ضرور ہی در صورت جہالت اوسکی کی پہر اوسکی بعد نصیحت نچاہئے پس معلوم ہوا کہ سوای ایسی معاند کے سب نفعت الذکری مین داخل
ہین اور بعض مفسرین نے کہا ہی کہ ایک جملہ یہان مقدر ہی ای ان نفعت الذکری وان لم تنفع یعنی تو نصیحت کر جو اگر نفع کرے نصیحت یا نہ
نفع کرے مگر یہان معاند پر یہی اس حکم سے خارج ہی کہ نصیحت اوسکو اور ضرر کریگی اور اسکے ضرر کا ہی باعث ہوگی یہہ حکم نفع کرنے نہ کرنے
ہی ضرر کرنا تو اس بحث سے خارج ہی وبحمدہ تعالی ان رای منہم کرامتہ او رحمہ او رسیاس بیان کرے اللہ تعالی کا اگر معاینہ کرے اپنی صحبت سے
بزرگی اور احسان اور تعظیم و تکریم کہ اسکی حق کی ہو کیونکہ اللہ تعالی نے اونکو اسکا مسخر کر دیا فوکلہم الیہ تعالی ان رای منہم رداً او رسید
اونکو اللہ تعالی کیطرف اگر اون سے کوئی مکروہ اور ناپسندیدہ امر دیکہی کہ اسکے حق مین کیا ہو اور اوسکے مکافات مین نہ مشغول ہو کہ تفضیحا وتا
ہی او شر زیادہ ہو گا بلکہ جناب باری مین التجا کرے چنانچہ مومن آل فرعون نے اوسکو تہدید شروع کی اور اوسکے قتل کا ارادہ کیا
کہا فستذکرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد اور فرمایا حضرت نے ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک
انت العزیز الحکیم وليستعيذ بہ من شرہم اور پناہ پکڑے طرف اللہ تعالی کی اونکی شر اور بلا سے اور نہ مشغول ہو اوسکی مکافات مین و لیشارک
ہم ویتغافل عن باطلہم اور نہ شریک ہووے امور حق مین کہ اونکے عمل مین آوین اور تغافل کرے اونکی باطل امر سے کہ خلاف حق کی ہو اور
یہانتک کہ ہوسکے اپنی نیک سعی مین کوشش کرے شر کی بدی سے آنکہہ چہپاوے ویحسب الکبیر کالاب والصغیر کالابن والمساوی کالاخ اور گمان کرے
بڑے کو باپ اور چہوٹے کو بیٹا اور برابر والے کو بہائی کے شفقت اور آفت مین
در مدارات کرے اوسکی ساتہہ ویبالغ فی الاحتمال اور مبالغہ کرے بیچ تحمل اور برداشت کرنیکے ایذا پر اور صبر کرے کہ اسکا اجر عظیم ہی خدا
تعالے نے فرمایا ہی واصبر علی ما یقولون واہجرہم ہجرا جمیلا اور چاہئے کہ نہ ایذا دے کسی بہائی مسلمان کو اپنی ہاتہہ اور زبان سے اگرچہ اونکی
مکافات مین ہو کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ مسلمان وہ شخص ہی کہ سلامت رہین مسلمان اوسکے ہاتہہ اور زبان سے بلکہ بدی کے بدلے مین نیکی
کرے کہ یہہ اعلی مرتبہ ہی اور جو نیکی نکرے تو اوسکی ساتہہ بدی بہی نکرے کہ یہہ بہی منجملہ نیکیون سے ہی غرض کہ بے جہت شرعی کی مسلمان کو
ایذا پہنچانا بدترین اعمال سے ہی اور مراتب ایذا کی متفاوت ہوتی ہین ادنی مرتبہ یہہ ہی کہ مسلمانکیطرف اسیطرح نظر کرے کہ وہ اوس سے ایذا پاوے
والاحسان الی اہلہ وغیر اہلہ اور مبالغہ کرے احسان کرنے مین طرف اہل اور نا اہل کے یعنی جسقدر ہو سکے آدمیون کے ساتہہ احسان اور نیکی
کرے اور اہل اور نا اہل مین تمیز نکرے منقول ہی کہ ایک شخص حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے پاس مال ہی سوا زکوۃ
کے اور اوسکی اہل کو مین نہین جانتا جو اوسپر تصدق کرون آپنے فرمایا کہ تصدق کر جسپر چاہتا ہی اور جو تیرے سامنے آوے اوسکو دے اہل اور نا اہل سے تا کہ
اللہ تعالے تجکو بہی دیوے وہ چیز کہ اوسکا اہل ہی تو اور وہ چیز کہ اوسکا اہل نہین ہی تو درج پس جو اوہ ہوا ہی حدیث مین علی بن حسین سے اور
روایت کی ہی اپنی باپ سے اونہون نے اپنی جد سے صنع المعروف الی اہلہ وغیر اہلہ فان لم تصب اہلہ فانت من اہلہ یعنی احسان کر طرف اہل اوسکی اور غیر

والا ہستی کہ اگر نہ ہو بستہ تو اوسکے اہل کو سود توجہ دار سکے اہل سے ہو لیے اہل احسان کے سے ہی طرف زاد انسان کی روایت کیا ہی اس حدیث کو دارقطنی نے مسند
شعب ہی اور طبرانی نے اوسط میں علی بن حسین سے روایت کی ہی کہ رأس عقل کا بعد ایمان کی دوستی کرنا ہی آدمیوں سے اور احسان کرنا ہر نیک و بد کے ساتھ والا خس ان
یحب لنفسہ اور قاعدہ کلیہ اور مرجع جمیع اخلاق کا یہ ہی کہ دوست رکہے مسلمان بہائی کے لیے وہ چیز کہ دوست رکہتا ہی اپنے نفس کے لیے اسیطرح ناپسند رکہے
اوسکے لیئے وہ امر کہ پسند جانتا ہی اپنے لیے اور یہ کمال ایمان کا ہی حدیث میں ہی کہ جو شخص کہ خوش آوے اوسکو یہ کہ دور رہے آگ سے اور داخل ہو جنت میں
پس چاہیے کہ آوے اوسکو موت اوسکی اور وہ گواہی دیتا ہو کہ نہیں ہی کوئی معبود مگر اللہ تعالی اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ کے ہیں اور
دیوے آدمیوں کو وہ چیز کہ دوست رکہتا ہی کہ دیا جاوے اسکو روایت کیا ہی اس حدیث کو مسلم نے ابن عمر کی حدیث سے اور خرائطی نے مکارم اخلاق
میں روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے اے ابوہریرہ نیک کر ہمسائگی اوس شخص کی کہ ہمنشین ہو تیرا مومن ہوگا اور دوست رکہ آدمیوں کے لیے وہ چیز کہ دوست رکہتا
تو اپنے نفس کے لیے مسلمان ہوگا الخ شیخ عبد الحق کہتے ہیں یہ حدیث اس حدیث کا کہ مروی ہی صحیحین میں انس رضی اللہ
عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہی اوس ذات کی کہ نفس میرا اوسکے ہاتہ میں ہی کہ نہیں مومن ہوتا ہی بندہ یہانتک کہ دوست رکہے اپنے بہائی
کے لیے وہ چیز کہ دوست رکہتا ہی واسطے نفس اپنے کے شارحین نے کہا ہی کہ مراد نفی ایمان سے اس جگہ نفی اوسکی کمال کی ہی نہ نفس ایمان کی کیونکہ یہ صفت مستعب
نہیں تصور ہو سکتی اون لوگوں میں کہ عداوت رکہتے ہیں ذاتی بلکہ بسبب کہ مقتضیات میں سے لیکن وہ آسان ہی نزدیک اہل دین اور انصاف کے اور جاننا چاہیے
کہ بہلائی دو قسم ہی ایک تو بہلائی دنیا کی دوسری بہلائی آخرت کی سو پہلی قسم میں سے ایک طرح کی بہلائی یہ ہی کہ ہووے سبب واسطے نوز اور رستگاری کی آخرت کا
بنسبت ہر ایک شخص کے مانند ایمان اور اعمال صالحہ کی پس جو دوست رکہے اوسکو اپنے نفس کے واسطے بہائی کے لیے اور دوسرے میں سے ایک طرح کی بہلائی یہ ہی کہ سبب فلاح کا ہووے
ہی بنسبت بعض کے نہ بنسبت بعض کے جیسے کہ مال بعضون کے حق میں سبب ہوتا ہی واسطے نیکیوں کے اور باعث ہوتا ہی اوپر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اور
بعضوں کے حق میں سبب ہوتا ہی واسطے ظلم اور فساد کے پس دوست رکہے اوسکو اپنے بہائی کے لیے اوس وجہ سے کہ نہ ضرر دے اوسکو اور دوسری قسم میں جیسے کہ
داخل ہونا جنت میں اور نجات آگ سے پس دوست رکہے اوسکو اپنے نفس کے لیے اور اپنے بہائی کے لیئے اور اسمیں تنبیہ ہی اس امر پر کہ کوئی شخص عمل کرے موافق
مقتضا طبیعت انسانی کی تاکہ اپنی جانکو غیر زمین سے فوق پاوے اور دوسرونکو ذلیل تصور کرے بلکہ دوست رکہے کہ تمام مومن برابر ہوں بہلائی میں اور نہ ارادہ
کرے کسیکی ذلت و نقصان کا بلکہ جب کہ اللہ تعالی مبتلا کرے دنیا کی شرور میں مانند ظلم اور فساد اور شرب خمر اور جاہ وغیرہ کی پس ہرگز نہ دوست رکہے اپنے
بہائی کے لیے اپنی دل چاہی فوق ثلثۃ ایام اور نہ ترک کرے ملاقات اور صحبت مسلمان کی زیادہ تین دن سے غور و حرج پس وارد ہوا ہی حدیث میں
ان لا یحل تحقیق وہ یعنی ترک کرنا بہائی مسلمان کو زیادہ تین روز سے حلال نہیں ہی مروی ہی صحیحین میں ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں حلال ہی آدمی کو یہ کہ ترک کرے اپنے بہائی کو زیادہ تین دن سے سو تین دن کی قید سے
مفہوم ہوتا ہے کہ اس میں دلالت ہی اوپر رخصت کے تین دن تک ترک کرنے پر اور سر اوس میں یہ ہی کہ آدمی کی طبیعت کا غصہ اور غضب اور غالب
اکثر زائل ہو جاتی ہی اس مدت میں یا کم ہو جاتی ہی اور چھوڑنا بہائی مسلمان کو تین دن سے زیادہ جب حرام ہی کہ بسبب ترک کرنے حقوق صحبت اور اخوت کی ہو اور آداب صحبت میں
کچہ تقصیر کی ہو اور جو بسبب دین اور مذہب کی ہو جیسے کہ ترک کرنا اہل ہوے اور بدعت کا تو وہ زیادہ اس مدت سے بلکہ تمام عمر جائز ہی جبتک کہ توبہ اور [illegible] ظاہر ہو بلکہ اس قسم کی [illegible]
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی جیسے کہ حکم کیا تہا ساتھ ہجرت کعب بن مالک اور انکے اصحاب کی جو تخلف کیا تہا انہوں نے غزوہ تبوک سے یہانتک کہ قبول کی اللہ تعالی نے توبہ انکی اور [illegible]

نے اپنی ازواج مطہرات مین سے بعض کو ایک مہینے تک ترک کیا تہا اور حضرت عائشہ سے منقول ہی کہ اونہون نے ابن زبیر کو ترک کیا تہا ایک مدت تک اسیطرح منقول ہی
صحابہ کی ایک جماعت سے کہ اونہون نے ایک جماعت کو ترک کیا تہا یہانتک کہ مر گئے وہ اوسے مہاجرت کے حال مین اور امام محمد نے حارث محاسبی سے بسبب تصنیف کرنے اونکی
کے علم کلام مین ترک صحبت کی تہی تمام عمر بہر اور حدیث مین تنبیہ ہی اس امر پر کہ سلام کرنا کافی ہی ازالہ ہجرت مین اور سیوطی نے موطا کے حاشیہ مین کہا ہی کہ جو شخص کہ خوف کرے
کسی سے کلام کرنے سے بسبب پہنچنے ایسے امر کے فاسد کرے دین اوسکا یا اوسکے دنیا مین نقصان پہنچاوے پس جائز ہی اوسکو اوس سے کنارہ کشی انتہی لیکن چاہیے کہ نیت صادق
رکہے اور غرض نفسانی سے حقد اور کینہ نہووے اور یہی حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی معاف کرے تقصیر مسلمان بہائی کی تو معاف کریگا اللہ تعالی اوس سے قیامت کیدن
و یستاذن للدخول ثلثا اور اذن طلب کرے گہر مین آنیکے لیئے تین بار کہ مستحب ہی اور ناطق ہی ساتہہ اوسکے کلام مجید فرمایا اللہ تعالی نے یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم
حتی تستانسوا وتسلموا علی اہلہا ذلکم خیر لکم استیناس طلب اذن کو کہتے ہین اور نہی تنزیہی ہی بسبب اسکے کہ جانا گیا اجماع سے کہ طلب کرنا اذن کا مستحب ہی جیسا کہ شرح
دہلوی سے مفہوم ہوتا ہی اور سنت اسمین یہ ہی کہ جمع کرے درمیان سلام اور استیذان کے بسبب اسی آیت کے اور بسبب اسی حدیث کے کہ روایت کی ہی ترمذی اور ابوداود
نے طویل حدیث مین کہ صفوان بن امیہ نے کہا داخل ہوا مین اوپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہ سلام کیا مینے اور نہ اذن طلب کیا پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے لوٹ جا پہر کہہ السلام علیکم ادخل اور یہ حدیث اس پر بہی دلالت کرتی ہی کہ مقدم کیا جاوے سلام استیذان پر دہلوی نے کہا ہی کہ صحیح تقدیم سلام کی ہی استیذان
پر جیسا کہ واقع ہوا ہی احادیث صحیحہ مین اور بعضون نے کہا ہی کہ استیذان کو سلام پر مقدم کرے کیونکہ آیہ مذکورہ مین اسیطرح ہی اور تقدیم نہین خالی ہی اولویت کے اشارہ
سے جیسا کہ کہا جاتا ہی تقدیم صفا مین اوپر مروہ کے اگرچہ مقتضی واو کا فقط جمع ہی مگر جمہور نے اسکا یہ جواب دیا ہی کہ آیہ مجملہ ہی حدیث نے اوسکی تفسیر کر دی ہی کہ بعد
کل قدر ان یصلی رکعتین او اربع رکعات درنگ کرے بعد ہر استیذان کے اسقدر کہ نماز پڑہے دو رکعتین یا چار رکعتین اور یہ نہایت کا مرتبہ ہی اور درنگ کرنا اسلیے ہی
کہ شاید صاحب خانہ نماز پڑہتا ہووے تاکہ اوسکی نماز مین خلل نہ آوے یا اس باعث سے کہ مصنف نے خود بیان کیا فیفرغ من الاکل والتوضی پس فارغ ہووے اس درنگ کرنے مین کہانا کہانے
سے اگر کہانے مین مشغول ہووے اور وضو اور استنجا کرنے سے اگر انمین مصروف ہو فقد روح پس وارد ہوا ہی دارقطنی کی حدیث مین جو روایت کی ہی اوسنے افراد مین ساتہہ سند ضعیف
کے ابوہریرہ سے الاستیذان ثلث اذن طلب کرنا تین بار ہی فالاولی یستنصتون اور ایک روایت مین ہی فالاولیہ پس اول بار واسطے اسکے ہی کہ خاموش رہین اور آواز اسکی
سنین اور رہا مین کہ اذن چاہنے والا کون ہی اور ایک روایت مین ہی یستمعون یعنی اوسکی آواز سنین والثانیہ یستصلحون اور دوسری بار اسلیئے ہی کہ صلاح کرین
اور متامل ہون کہ آوے یا نہین والثالثہ یاذنون او یردون اور تیسری بار اسکے لیے ہی کہ اذن دیوین یا رد کرین سو اگر اذن دیا تو آجاوے اور رد کیا تو لوٹے بغیر
حقد اور عداوت کی کہ حسن خلق اور تواضع مین سے ہی حدیث مین ہی کہ آدمی البتہ حاصل کرتا ہی ساتہہ حسن خلق اپنے کے درجہ صائم اور قائم کا اور صحیحین مین ابوموسی سے مروی
ہی کہ اذن طلب کرنا تین بار ہی پہر اگر اذن دیا تو بہتر ہی اور نہین تو لوٹ آوے اور فرمایا اللہ تعالی نے وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ہو ازکی لکم اور جس شخص کو صاحب خانہ نے
کسیکو بہیجکر طلب کیا تو اوسکو اذن طلب کرنیکی کچہہ حاجت نہین چنانچہ روایت کی ہی ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
جبکہ بلایا گیا ایک تم مین سے ساتہہ رسول کے پس تحقیق وہ اذن ہی ولا یطلع علی الباب اور نہ جہانکے دروازے سے اور مقابل گہر کے نہ کہڑا ہووے بدون حجاب کے تاکہ بے پردگی نہو
چنانچہ عبداللہ بن بسر کی حدیث مین ہی کہا تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ تشریف لاتے تہے کسی قوم کے دروازے پر تو دروازہ کیطرف منہ کرکے نہین کہڑے ہوتے تہے
ولیکن میل کرتے تہے داہنے جانب یا بائین جانب آخر حدیث تک روایت کیا ہی اسکو ابوداود نے ویدقہ لینا اور ہاتہونکے دروازہ آہستہ کہ یہ ہی استیذان کی قسم مین سے ہی ولا
یقول انا عند الباب اور نکہوے کہ مین اوپر دروازے کے ہون کہ ممنوع ہی بلکہ کہوے کہ مین فلان شخص ہون دروازے پر یعنی اگر گہر کے اندر سے صاحب خانہ پوچہے کہ در پر کون

پہر کوئی ہے تو اوسکی جواب مین کہے کہ مین ہون جبکہ لیتا نام لیوے شخص نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آیا مین پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قرضہ کہ تہا میرے باپ پر پس
ٹہوکا مین نے دروازہ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کون ہے تو کہا جابر نے مین ہون پس فرمایا آنحضرت نے مین مین گویا کہ مکروہ جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس کلمہ کو اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا مین مین اور سبب کراہت کا یہ لکہا ہے کہ سوال کرنا دستک سے استکشاف ہے اور نہ ابہام کے ہوتا ہے اوسکی تعریف نہ بعد ہی حاصل ہو
جبتک اوسکے ساتہہ وہ چیز نہین ملائی جاوے کہ تمیز دیوے اوسکو غیر سے مانند نام کنیت یا لقب کے والا یا غلام اور نوکر جو استیذان مین اور غیر کا ہی یا غلام کرے یعنی اگر کسی کے مکان پہ آوے
تو مستورات سے اذن طلب کرے کہ اوسکے غلام کا نام لیکر پکارے اے نوکر یا غلام اہل بیت کہ سلام علیکم تفسیر کہ استیذان مین الحمد للہ یا تسبیح کرے کہ یہ علامت استیذان کی ہے اور یہہ بہی جاننا
چاہیے کہ اذن طلب کرنا نا محرمات پر نہین ہے بلکہ محرمات اور غیر محرمات سب سے اذن طلب کرکے آوے چنانچہ روایت کی ہے مالک نے مرسل عطا ابن یسار سے کہ ایک آدمی نے سوال کیا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے پس کہا آیا اذن طلب کرون مین اپنی ماں پر تب بہی فرمایا ہان پہر اوسنے کہا مین تو اوسکے ساتہہ گہر مین رہتا ہون پہر بہی فرمایا کہ اذن طلب کر اوس سے
پہر اوس آدمی نے عرض کیا کہ مین خادم اوسکا ہون پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذن طلب کر اوسپر آیا دوست رکہتا ہے تو کہ دیکہے اوسکو برہنہ بدن کہا نہین کہا پس
طلب کر اوسپر ولیعود المریض فی ثیاب نظیفۃ اور عیادت اور بیمار پرسی کرے بیمار کے کہ حقوق اسلام مین سے ہے اور اسمین بہت فضیلت آئی ہے چاہیے لباس پاکیزہ کہ تاکہ
بیمار کی طبیعت خوش ہووے امام غزالی نے لکہا ہے کہ کافی ہے ثابت کرنے حق عیادت اور اوسکی فضیلت پر یہ ہی معرفت نور اسلام یعنی عیادت مریض کی صلاح وتقوی
پر موقوف نہین ہے کہ نیکوکار ہو تو اوسکے بیمار پرسے کرے اور جو فاجر ہو تو نہین بلکہ آتی اوسپر نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حق مسلمان کا اوپر مسلمان کے پانچ ہین
جواب سلام کا اور عیادت کرنا بیمار کی اور پیروی کرنا جنازہ کی قبول کرنا دعوت کو اور جواب دینا چہینک کو اور بعضی روایتین بلفظ السلام بجای سلام
علیکم کرنا سو یہ سب خصلتین فرض کفایہ مین سے ہین لیکن دعوت کا قبول کرنا جب ہے کہ وہان لہو ولعب اور منہیات شرعیہ نہوں اور چہینک کا جواب دینا جبکہ
کہنے والا الحمد للہ کہے احیا مین ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے عیادت کی مریض کی تو بیٹہا بیچ راستون جنت کی جبتک کہ کہڑا ہووے اور مقرر کیے جاتے
ہین اوسکے لیے ستر ہزار فرشتے کہ دعا کرتے ہین اوسکیلیے رات تک اور کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ بیمار ہوا مین پس پاس آئے میرے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم تو پڑہا بسم اللہ الرحمن الرحیم اعیذک باللہ الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد من شر ما تجد اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ نے کہا ہے کہ جبکہ شکایت کرے ایک تمہارا اپنی شکم کی پس چاہیئے کہ طلب کرے اپنی بی بی کے مہر مین سے کچہہ پہر خرید کرے اوس سے شہد پہر ملاوے
اوسکو آسمان کے پانی کے ساتہہ پس جمع ہوگی اوسکے لیئے خوشی اور سیرابی اور شفاء مبارک اور مستحب ہے مریض کے لیئے یہہ کلمات کہنا اعوذ بعزۃ
اللہ وقدرتہ من شر ما اجد تہی اور اہل ذمہ کی عیادت مین کچہہ باک نہین ہے بسبب اوسکے رسول علیہ السلام کی روایت کی ہے بخاری نے انس رضی اللہ
عنہ سے کہا ایک لڑکا یہودی کا تہا کہ خدمت مین جایا کرتا تہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پس بیمار ہوا تو آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے پاس اوسکے عیادت کو
پس بیٹہے اوسکے سر کے پاس آخر حدیث تک اور اسلیئے کہ اسمین نیکی کرنا اونکے ساتہہ اور ہم اوس سے منع نہین کیے گئے ہین اور حدیث مین
کو کہا کہ دراز کرے اللہ تعالے بقا تیری اور خبیث کی اوس سے کہ اسلام لاوے یا جزیہ دیوے دراز عمر مین تو جائز ہے کہ اسمین دعا
ہے ساتہہ اسلام کے اور نہین تو نہین جائز ہے اسیطرح ہے اختیار المختار اور شرح طحاوی کے باب الکراہیت
مین آور نہین مکروہ ہے تعزیت کافر کی اور نہ عیادت اوسکے غیر حالیس در حالیکہ ترش رو نہ ہووے کہ بیمار
کو ترش روئی سے توہم ہوتا ہے بلکہ چاہیئے کہ بشاشت اور کشادہ روئی سے اوسکے پاس جاوے کیونکہ

کیونکہ بشاشت وقت ملاقات صحیح سالم کی واسطے ہے پس بوقت ملاقات مریض کے تو بدرجہ اولی بشاشت کرنا چاہیے ویجلس عند رأسہ
المریض دو ران راسہ اور بیٹھے نزدیک زانو بیمار کے جبکہ لیٹا ہووے تاکہ بیمار کی نظر اوسکے منہ کیطرف ہووے اور اوسکو کچھ تعب اور مشقت اوسکی
ہو اجھہ مین نہو لیکن یہ اوس حدیث کی مخالف ہی جو ابھی گذر چکی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہودی لڑکی کے سر کے پاس بیٹھے مگر اسکا جواب
ملا قاری نے یون دیا ہی کہ مریض کے زانو کے پاس بیٹھنا عیادت کے مستحبات مین سے ہی مصحح ترجمہ کہتا ہی کہ اگر مریض پر سو اوسکے دشوار نہو تو اوسکے سر
کے پاس بیٹھنا اولی ہی بسبب حدیث مذکور کے اور بسبب قرب کے مریض سی بنسبت جلوس عند الرکبہ کی ویضع الید علی جبہتہ او یدہ اور رکھے
عیادت کرنے والا اپنا ہاتھ اوسکی پیشانی پر یا اوسکے ہاتھ پر اگر نبض کی قبض و بسط مین کچھ دخل رکھتا ہی اور نہ تیز نظر کرے اوسکے منہ کیطرف
خصوصا صورت قبیح کی جانب اور جو نظر پڑ بہی جاوے اون پر تو چاہیے کہ جبکہ اوسکے پاس سے نکلے تو اپنا منہ نہ چھوڑ الے تاکہ باذن الٰہی آفات سے سالم رہے
ویسئلہ کیف ہو اور سوال کرے اوسکے حال سے اوسی سے کہ کیسا ہی تو جو اوسپر بیمار کا زیادہ غلبہ نہووے تاکہ جواب دینے مین اوسکو زیادہ تکلیف
نہو نہین تو اور سے اوسکا حال دریافت کرے فہو السنۃ پس وہ سنت ہی یعنی ہاتھ رکھنا اور بیمار کی کیفیت دریافت کرنا سنت ہی احیا مین ہی
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری عیادت مریض کی یہ ہی کہ رکھی ایک تمہارا اپنا ہاتھ اوسکی پیشانی پر یا اوسکے ہاتھ پر اور سوال کرے
اوسکے حال سے کہ کیسی ہے وہ اور پورا تحیہ تمہارا مصافحہ کرنا ہی انتہی اور یہ بہی احتمال ہی کہ ضمیر ہو کی اس قول مین ہو السنۃ راجع ہو ہر ایک کی طرف
چارون چیزون سے کہ مذکور ہوئین یعنی عیادت مریض کی اور پرہیز مذکور کے اور جلوس خاص اور ہاتھ رکھنا موافق یاد کرے اور سوال کرنا
اوسکے حال کا اور سنت یہ بہی ہی کہ ابتدا کرے کیونکہ دعای ماثور پڑہے جیسا روایت کی ہی شیخین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تہی رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ بیمار ہوتا تہا ہم مین سے کوئی تو اپنا داہنا ہاتھ اوسپر رکہتی اور پڑہتے یہ دعا اذہب الباس رب الناس واشف انت
الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما او الحدیث الا الیسرہ اور کلام نکرے بیمار کے ساتھ مگر وہ چیز کہ خوش کرے اوسکو یعنی کم کلام کرے اور
جو کچھ کلام بہی کرے تو ایسی بات کہے کہ اوس سے بیمار خوش ہووے وہ ہو خیر اور کہی وہ بات کہ بہتر ہووی اوسکی حق مین اور بیمار کے لئے دعا
کرے اور شر کلام نہ تو اپنی حق مین کہے اور نہ بیمار کے فالملائکۃ یومنون علیہ اسلیے کہ فرشتے آمین کہتی ہین اوسپر اور اجابت چاہتی ہین درگاہ الٰہی
سے اوس چیز کی کہ عیادت کرنے والا کہی مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ حاضر ہو تم
نزدیک بیمار کے یا مردے کے پس بہتر بات یعنی دعا کرو نیکی کی اپنے لئے اور اوسکے لئے اسلیے کہ فرشتے آمین کہتے ہین اوسپر کہ تم کہتے ہو لعد دیشیر بطول
العمر وسرعۃ الصحۃ اور خوشخبری دے بیمار کو ساتھ درازی عمر اور سرعت صحت کی پس کہے کہ عنقریب کہا کہ کچھ باک نہین ہی انشاء اللہ تعالیٰ جلد شفا پاوگے اور
عمر تمہاری دراز ہوگی ترمذی اور ابن ماجہ نے ابی سعید خدری رضی سے روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ آؤ تم نزدیک بیمار کے عیادت کیلئے
پس آرام دو اور خوش وقت کرو اوسکو ساتھ درازی عمر اور مدت حیات کے کیونکہ آسایش دنیا اوسکو یعنی یہ کہنا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم اچھے ہو جاؤگے نہین پہیرتا
اوس چیز کو کہ مقدر ہی ولیکن بالفعل نفس اوسکا خوش ہو جاتا ہی اور کہی بیماری کہ بیماری گناہون کا کفارہ ہی اور اس سے درجات بلند ہوتے ہین اور چند روز کی
تکلیف پر صبر کرنا چاہیے بلکہ شکر کرنا کیونکہ وارد ہوا حدیث مین کہ جبکہ بندہ بیمار ہوتا ہی تو بہیجتا ہی اللہ تعالیٰ اوسکے پاس دو فرشتے اور فرماتا ہی کہ دیکھو کہ وہ
عیادت کرنے والون کو کیا کہتا ہی پس تحقیق وہ جبکہ اسکے پاس آتے ہین اور یہ حمد الٰہی بیان کرتا ہی اور ثنا کرتا ہی اوسپر تو وہ پہنچاتے ہین اس حمد اور ثنا کو طرف

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اگر وہ اوس سے بہتر جانتا ہی لیکن فرماتا ہی واسطے اللہ تعالیٰ کے البتہ بندہ میرا بیمار ہی پھر اچھا ہو تو اگر میں اوسکو وفات دیتا تو داخل کرتا جنت میں اوسکو
شفا دونگا اوسکو تو بدل دونگا اوسکا گوشت بہتر گوشت سے اور اوسکا خون بہتر خون سے اور مٹاؤنگا عیب اوس سے گناہ اور اسکے روایت کیا ہی اسکو مالک نے
موطا میں عطاء بن یسار کی حدیث سے اور موصول بیان کیا ہی اسکو ابن عبد البر نے تمہید میں ابی سعید خدری کی روایت سے اور اوسمیں عباد بن کثیر الثقفی
ضعیف ہی اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے حدیث روایت کی ہی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جبکہ مبتلا کرتا ہوں میں اپنے بندے مومن کو پس نہیں شکایت کرتا میری عیادت
کرنے والوں کی طرف پس میں چھوڑتا ہوں اوسکو اپنی قید سے پھر بدلتا ہوں اوسکا گوشت بہتر گوشت سے اور اوسکا خون بہتر خون سے پھر اوسکو
عمل کرنا ہی ملا علی قاری نے کہا ہی کہ اسناد اوسکی جید ہی اور جملہ آداب مریض میں سے یہ ہی کہ نیک صبر کرے اور شکایت کو ہرگز راہ نہ دے اور جزع فزع بھی نہ کرے اور مشغول
رہے ساتھ صدقہ اور دعا کے اور توکل کرے بعد دوا کے خالق دوا پر ولیغتنم دعاءہ اور غنیمت جانے بیمار کی دعا کو نہو دعاء الملائکة اسلیے کہ دعا بیمار کی
مانند دعا فرشتوں کے ہی قبول ہوتی ہیں ابن ماجہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ داخل ہو تو
بیمار پر تو حکم کر اوسکو کہ دعا کرے تیرے لئے اسلئے کہ دعا اوسکی مانند دعا فرشتوں کی ہی طیبی نے کہا ہی کہ بیمار صاف ہو جاتا ہی گناہ سے مانند اوس چیز کی کہ جیسا اوسکو
اور ہو جاتا ہی معصوم مانند فرشتوں کے اور دعا معصوم کی مقبول ہوتی ہی اور یہ قول ہی والشفاء ... فقید التسفا ان لم یحضر اجلہ اور دعا کرے عیادت
کرنے والا بیمار کے لیے ساتھ شفا کے سات مرتبہ پس اسمیں شفا ہی اگر نہ پہنچی ہو اوسکی موت اور زندگی باقی ہو ابو داؤد اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہی کوئی مسلمان کہ عیادت کرے کسی مسلمان کی پس کہے سات مرتبہ اسأل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان
یشفیک مگر یہ کہ شفا پاتا ہی لیکن جو حاضر ہوئی ہو موت شارحین نے کہا ہی کہ سات مرتبہ میں اشارہ ہی طرف سات اعضا کے اور جو موت آگئی تو دعا کی
برکت سے اللہ تعالیٰ اوسپر موت کو آسان کر دیتا ہی اور حاصل ہوتی ہی باطن کی شفا یہانتک کہ ملاقی ہوتا ہی اللہ تعالیٰ سے قلب سلیم کے ساتھ ولغب غبا اور اگر زیادہ در فیہ
دیگر عیادت کرے تا کہ موجب ملال بیمار کا نہ ہووے مگر یہ جب ہی کہ مریض صحیح العقل ہو اور جو اوسپر بیماری کا غلبہ ہو اور خوف ہو اوسپر تو ہر روز اوسکی خبر گیری کرے جیسے کہ
لائق میں ہو ... مرہ سنت الزیادة نفل اور عیادت کرنا ایک مرتبہ سنت ہی نزدیک امام شافعی کے اور ہمارے نزدیک فرض کفایہ ہی اور زیادتی اوسپر نفل ہی جسقدر کرے فضیلت
اوسمیں بہت ہی اور یہ جو احیاء میں مذکور ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا عیادت مریض کی ایک مرتبہ سنت ہی پس محمول ہی اوسپر کہ ثبوت اوسکا سنت سے ہی و دوام انتہی
لا عیادة فی صاحب الرمد والدمل و وجع الضرس والجرب والعرق المدنی اور نہی وارد ہوئی ہی ترک عیادت کرنے اوس شخص سے کہ اوسکی آنکھ درد کرتی ہو اور جو شخص دمل رکھتا
ہو لیکن متعارف یہ اور جو کہ دانتوں کا درد رکھتا ہو اور جسکو کہ خارش ہو دے اور نارو کی بیماری والے کے اور نارو کو عرق مدنی اسواسطے کہتے ہیں کہ نسبت
جنس مدینہ کیطرف اور قریات میں کم ہوتا ہی کیونکہ منشا اوسکا عفونت کثیرہ ہی کہ کثرت جماعت سے ظاہر ہوتی شرعة الاسلام میں کہا ہی کہ سنت میں عیادت کرنا
اپنے بھائی کی اوس چیز میں کہ عارض ہو اوسکو مرض سے مگر تین بیماریوں میں اور وہ وہ ہی کہ بیان فرمایا حضرت علیہ السلام نے کہ عیادت کیجاوے صاحب
درد چشم والا اور دانتوں کے درد والا اور دمل والے انتہی لیکن مصنف صاحب اور شرعة الاسلام دونوں کے قول کو رد کیا ہی یہ حدیث جو احمد اور ابو داؤد
روایت کی ہی زید بن ارقم انصاری سے کہ مشاہیر صحابہ میں ہیں اور مشاہد غزوات میں حاضر ہوئے ہیں اور حضرت علی بن ابی طالب کے خواصوں میں ہیں اور انکی تصدیق میں
یہ آیت سورہ منافقون کی نازل ہوئی ہی ان المنافقین لکاذبون زید بن ارقم کہتے ہیں کہ عیادت کی میری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس درد میں کہ تہا میری آنکھوں
آنکھوں میں اور ایک روایت میں لفظ ساتھ لفظ کے اقرار کے ہی محدثین نے کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہی اور ملا علی قاری نے شرح شرعة الاسلام سے نقل کیا ہی کہ اوسنا اوسکے

جواب میں کہا ہی کہ مراد سنت سی یعنی شرعۃ الاسلام میں سنت موکدہ ہی پس وقع ہوتا ہی منافی السنت تا اور وہ جو مروی ہی زید بن ارقم سے وہ محمول ہی اوسپر کہ وہ سنت
غیر موکدہ میں سی ہی حاصل یہ کہ اسمیں عبادت لازم نہیں ہی کیونکہ اسمیں نہی وارد ہی یہ ملا علی قاری کے کلام کا خلاصہ ہی نجم الدین عین العلم کا شارح کہتا ہی کہ وہ
حدیث کہ شرعۃ الاسلام والے نے نقل کی ہی قابل حجت لانی کے نہیں ہی کیونکہ وہ ضعیف ہے جیسیکہ محمد طاہر پٹنی نے کہا ہی کہ یہ حدیث کہ تین شخص نہ عیادت کیے جاوین آنکہ کے
درد والا اور داڑہ کے درد والا اور دمل والا متفرد ہوا ہی ساتھ اسکے سلمہ بن علی کہ متہم بکذب ہی پس حدیث ضعیف ہی اور مقاصد میں ہی کہ تصحیح کی ہی اوسکی
بیہقی نے اگر دانا ہی اوسکو قول یحیی بن کثیر کا اور کہا کہ یہی صحیح ہی یعنی یحیی کا قول ہونا کیونکہ آنکہ دکہی زید بن ارقم کی پس عیادت کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہی
کلام محمد طاہر اور نقل کیا ہی ملا علی قاری نے اول پیرک کا کلام کہ حاصل اوسکا یہ ہی کہ بعض حنفیہ سے مروی ہی کہ عیادت کرنا آنکہ کے دکہنے اور دانت کے درد میں خلاف
سنت ہی اور حدیث جو زید بن ارقم سے مروی ہی اسکو رد کرتی ہی میں نہیں جانتا کہ کہاں سے اونکو جزم حاصل ہوا کہ سنت کے خلاف ہی باوجودیکہ سنت اوسکی خلاف
ہی نعوذ باللہ من شرور انفسنا اور ترجمہ کیا ہی اوسپر ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور کہا باب العیادۃ من الرمد پہر اسناد بیان کی ہی حدیث کی پہر ثانیاً ملا علی قاری
نے اوسپر اعتراض کیا ہی کہ حمل کیا جاوے قول اوسکا یعنی بعض حنفیہ کا سنت موکدہ پر اور نہیں رد کرتی ہی اوسکو وہ حدیث کیونکہ اوسمیں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی جانب سے تصریح نہیں ہی کہ آپ عیادت کے لیے تشریف لیگئے تھے بلکہ احتمال ہی کہ زیارت کیواسطے آپ تشریف لیگئے ہوں اور صحابی نے اپنی زعم کے
موافق کہ آپ عیادت کی ملنی تشریف لائے تھے عادلی کہا انتہی میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہ ہی کہ اگر مراد اوسکی قول سے جو خلاف السنۃ ہی سنت موکدہ ہوتی تو
حاصل اوسکا یہ ہوتا کہ وہ مستحب ہے پس ضرور تھا اوسپر کہ ذکر کرتا اس عبارت کو تاکہ تصریح ہو جاتی بیان مقصد میں باوجود اسکے مصنفین کے کلام میں شائع ہی
کہ وہ جب کسی شے کو خلاف سنت کہتے تو مراد اونکی بدعت ہوتی ہی جیسا کہ نہیں مخفی ہی اوس شخص پر کہ اونکے کلام کی تتبع کرے اور یہ گمان کرنا
کہ صحابی نے خلاف واقع کی زعم کیا بعض الظن اثم میں داخل ہی اور ظاہر یہ ہی کہ مصنف نے نہی ضعیف حدیث سی اخذ کی ہی اور اوسپر عارض ہوا اسے
اور نا رد والے کو جو زیادہ کیا ہی اوسکا ماخذ میں نہیں جانتا علاوہ یہ کہ لفظ حدیث میں جو لا یعادون ہی نہی پر تصریح نہیں ہی اسلیے کہ احتمال ہے
معنی اسکے یہ ہوں کہ نہیں لازم ہی عیادت اونکی جیسا کہ شارح شرعۃ الاسلام کے قول سے مفہوم ہوتا ہی جاننا چاہیے کہ عیادت کی فضیلت
اور ثواب میں بہت حدیثیں وارد ہیں انہیں میں سے یہ حدیث کہ روایت کی ہی ابوداؤد نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جس نے وضو کیا پہر اچہا وضو کیا اور عیادت کی اپنی بہائی کی خاص اللہ تعالے کے لیے ثواب کی نیت سی دور ہوگا جہنم سے بقدر مسافت ساٹھ خریف کے
کہ خریف معروف کا نام ہی اور مراد اوس سے سال بہر ہی علما نے اسی حدیث کی سبب سے کہا ہی کہ آداب عیادت میں سے یہ ہی کہ وضو کرے اور ہووے
عیادت خاص اللہ تعالے کے لیے پیغمبر کی سنت اور دکہانے کے کیونکہ وہ بہی عبادت ہی اور عبادت طہارت کی ساتھ افضل ہوتی ہی اور انہیں میں سے وہ
حدیث ہی کہ روایت کی ہی ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہیں ہی کوئی
مسلمان کہ عیادت کرے کسی مسلمان کی اول روز میں تو رحمت طلب کرتے ہیں اوسکے لیے ستر فرشتے شام تک اور جو عیادت کرے پچہلے دن میں تو دعا کرتے ہیں
اوسکے لیے ستر فرشتے صبح تک اور ہونگے اوسکے لیے باغچے جنت میں اسی حدیث سے علما نے اخذ کیا ہی کہ عیادت رات میں جائز ہی اسلیے کہ لفظ عشیہ کہ جو
حدیث میں ہی اطلاق کیا جاتا ہی اوسپر بعد زوال اور اول شب کے صبح تک سو وہ جو مشہور ہی عوام میں کہ عیادت رات میں مشئوم ہی فاسد ہی تحقیق نہیں ہے
اسیطرح تصریح کی ہی دہلوی نے صراط المستقیم کی شرح میں اور مسلم نے ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہی کہ جبکہ عیادت کی مسلمان نے اپنے بہائی کی یا زیارت کی

تو پکارتا ہی اوسکو پکارنے والا پاک ہوا تو اور پاک کیا تو نے اپنے چلنے کو اور جگہہ کی تو نے اپنی جنت مین اور مسلم نے ثوبان سے روایت کی ہو کہ جو شخص
عیادت کی بیمار کی تو ہمیشہ رہتا ہی جنت کے باغیچو مین اور حاکم اور بیہقی نے جابر کی حدیث سے روایت کی ہی جبکہ عیادت کی آدمی نے بیمار کی تو خوض کرتا ہی رحمت
مین پس جبکہ بیٹھا اوسکے پاس تو داخل ہوا اوس مین کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح ہی مسلم کی شرط پر اسیطرح تصحیح کی ہی اوسکی عبد البر نے اور روایت کیا اوسکو
مالک نے ساتھ لفظ قرت فیہا کے یعنی قرار پایا اوسمین اور واقدی نے ساتھ لفظ استقر فیہا کے روایت کی ہی اور طبرانی نے صغیر مین انس رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہی فاذا قعد عندہ غمرتہ الرحمۃ یعنی چھپا لیتی ہی اوسکو رحمت الہی آپ جانا چاہیئے کہ جمہور اسپر ہین کہ عیادت نہین مقید ہی کسی وقت کیساتھ
بسبب اطلاق قول علیہ السلام کے عودوا المریض اور بغوی وغیرہ اسطرف گئے ہین کہ عیادت کرے تین دن کے بعد اور استدلال کیا ہی اس حدیث سے کہ
روایت کی ہی ابن ماجہ اور بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہین عیادت کرتے تھے بیمار کی مگر بعد تین دن کے لیکن اعتراض
کیا ہی اسپر جمہور نے باینطور کہ یہ حدیث نہایت ضعیف ہی ساتھ اوسکے سلمہ بن علی ہی اور وہ متروک ہی اور ابو حاتم اس حدیث سے سوال کیے گئے کہا وہ حدیث
باطل ہی اور وہ جو نقل کیا ہی ابن حجر نے کہ وہ حدیث موضوع ہی جیسا کہ ذہبی وغیرہ نے کہا ہی وہ غیر صحیح ہی یا مختص ہی اوسکی کسی سند خاص کیساتھ
کیونکہ کثرت طرق دلالت کرتی ہی اسپر کہ اوسکی لیے اصل ہے اور سیوطی نے جامع صغیر مین اوسکو ذکر کیا ہی اور مقاصد مین ہی کہ یہ حدیث عیادت
مریض کی بعد تین دن کے ہی اور اوسکی لیے بہت ضعیف طریقے ہین کہ بعض اونکا بعض کو قوی کرتا ہی اسی لیے ایک جماعت نے اوسکے مضمون کو اختیار کیا
اور یہ بھی ممکن ہی کہ حمل کیجائے حدیث اوپر زیادہ استحباب کے یا جواز تاخیر تین روز تک اس امید سے کہ اس مدت مین صحت ہو جاوے یا اسپر حمل کیا جاوے کہ اوس
زمانہ مین صحابہ نہین ظاہر کرتے تھے بیماری کو تین روز تک چنانچہ شارح شرعۃ الاسلام نے ذکر کیا ہی کہ حدیث قدسی مین ہی فرمایا اللہ تعالی نے جبکہ شکایت
کرتا ہی بندہ میرا اور ظاہر کرتا ہی بیماری کو قبل تین روز کے پس بیشک شکایت کی میری ایسی واجب ہی ہر بیمار پر صبر کرنا اپنی بیماری پر تین دن تک
اسطرح کہ نہ ظاہر کرے پہلی تین روز کے انتہی یہ خلاصہ ہی مرقات شرح مشکوۃ کا اور آداب عیادت مین سے ہی کم بیٹھنا اور جلد اوسکی پاس سے اوٹھنا اور کم
سوال کرنا اور ظاہر کرنا رقت کا اور پست آواز سے کلام کرنا اوسکے پاس چنانچہ رزین نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہا سنت مین سے ہی کم بیٹھنا اور کم
شور کرنا عیادت مین پاس مریض کے اور مروی ہی کہ ایک قوم نے سری سقطی کی عیادت کی اور دیر تک اونکے پاس ٹھہرے پھر کہا کہ دعا کیجیے کہ رخصت ہوں ہم تیرے پاس
سے پس کہا سری سقطی نے اے اللہ سکھا اونکو کہ کس صورت سے بیماروں کی عیادت کرتے ہین انتہی من تمام العلم وسمع المحتضر کلمۃ التوحید اور سنادے اوس شخص
کو حاضر ہوا ہو اوسپر موت یعنی مشرف ہو موت پر کلمہ توحید کا جو لا الہ الا اللہ ہی یعنی جو شخص کہ قریب ہو موت کے اور علامتین موت کی اوسمین پائی جاوین مثلا ٹھوڑا
کا سیاہ ہونا اور پاؤن سرد ہونا اور رنگ کا بدل جانا لبونکا اور خم دار ہونا ناک کا اور کہلنا آنکھونکا اور پست ہونا اسعد غلین یعنی کنپٹیونکا اوسے سنادیں اوسکو کلمہ توحید
چنانچہ پہلی حدیث گذر چکی ہی کہ جو شخص ہو آخر کلام اوسکا لا الہ الا اللہ تو داخل ہوتا ہی جنت مین اور مسلم نے ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی کہا
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین کرو موتی یعنی کو لا الہ الا اللہ اور مراد موتی سے مشرفین علی الموت ہین مجازا باعتبار مالکول کے جیسا
اس حدیث مین ہے کہ روایت کی ہی احمد وغیرہ نے اقرؤا علی موتاکم یس اور تلقین اسلیے ہی کہ اسوقت مین شیطان اعتقاد خراب کرنیکے لیے آتا ہی پس ضرور ہے
کہ کوئی ایمان کو یاد دلاوے اور دونوں الحاح پر متعلق ہی لفظ کیساتھ یعنی سنادے کلمہ توحید بدون الحاح اور مبالغہ کی اور اوس سے یہ نہ کہے کہ تو کلمہ پڑھ بلکہ
اوسکے پاس پڑھے تاکہ وہ سنے اور اوس سے نفع اوٹھاوے اور یہ اسلیے ہی کہ موت کے وقت نہایت کرب اور شدت ہوتی ہی اور یہ کمال نازک وقت ہی کہ مبادا

ہر وقت کہین اوسکی زبان سے انکار نکلجاوے تو اسمین سوء خاتمہ کا اندیشہ ہی نعوذ باللہ من ذالک باوجودیکہ مدار دلکی ایمان پر ہے ہر وقت اور زبان سے کہنا مستحب ہے
کیونکہ زبان دلکی ترجمان ہی بنابر اختلاف کے اقرار مین کہ وہ شرط ہی یا شطر ہی ایمان کے لیے اول داخل ہونے اسلام مین اسیواسطے جمہور کہتے ہین کہ مستحب ہے
یہ تلقین اور ظاہر حدیث وجوب کو مقتضی ہی اسیکی طرف ایک جماعت گئی ہی بلکہ بعض مالکیہ سے اتفاق منقول ہی اور زیلعی نے کہا ہی کہ اختلاف کیا ہی علمانے
تلقین میں بعد موت کے سو بعضون نے کہا ہی کہ تلقین کیجاوے بسبب ظاہر اوس حدیث کے کہ ابھی گذرچکی اور بعضون نے کہا ہی کہ نہ تلقین کیجاوے اور نہ امر
کیاجاوے ساتھ اوسکے اور منع بھی نہ کیا جاوے اور سنت ہے کہ یعمل تغلیضہ وجہ المیت وتغمیض عینیہ اور شتابی کرے بعد قبض روح کے یعنی جب پائے میت کو مرنے کے
ہی بعد باندھی جاوے ٹہڑی اور پاؤن اوسکی کے اور بند کرنے آنکھون اوسکی کے اور باندھی جاوین جابڑے اسکے چونکہ اعضا جب سرد ہوجاتے ہین تو اونکا ملانا دشوار
ہوتا ہی دوسرے یہ کہ اگر آنکھین اور منہ کہلا رہا تو بدنما معلوم ہو گا حضرت ام سلمہ کہتی ہین کہ داخل ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابی سلمہ پر اور آنکھین
اونکی چڑہی ہوئی تہین پس بند کیا آپنے اونکو دست مبارک سے پھر فرمایا کہ بیشک روح جبکہ قبض ہوتی ہی تو تبعیت کرتی ہی اوسکی بینائی یعنی دیکہتی ہی قابض
روح کی جانب پس باقی رہتی ہی اونکی ہیئت پر پس چاہیے کہ بند کیجاوین تا بدنما صورت نہووے زیلعی نے کہا ہی کہ مردیکی آنکھین بند کرنے والا کہے
بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ اللهم یسر علیہ امرہ وسہل علیہ ما بعدہ واسعدہ بلقائک واجعل ما خرج الیہ خیرا مما خرج عنہ وتجہیزہ وتکفینہ باطیب الثیاب ابیضہا
اور شتابی کرے مردیکی سامان کرنے مین اور بیچ کفن بنانے اوسکی کے ساتھ پاکیزہ تر کپڑون کے اور سفید تر اونکی کے مراد الطیب ثیاب سے وہ ہین کہ وجہ حلال سے
ہون اور اسراف اور تبذیر اومین نہو کہ حرام اور مکروہ ہی جامع الاصول مین ہی کہ روایت کی ہی ابوداؤد نے حصین سے کہا جبکہ بیمار ہوئے طلحہ بن براء آئے رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم اونکی عیادت کے لیے اور فرمایا گمان نہین کیجاتا ہون مین مگر ساتھ موت اوسکی کے کہ قریب پہونچی ہی جبکہ مرجاوے تو خبر کرو مجہکو اور شتابی
کرو اوسکی تیاری اسباب مین نہین چاہیے کہ مردہ مسلمان کا محبوس رکھا جاوے اوسکے اہل وعیال مین اور روایت کی ہی مسلم نے جابر سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ کفن دے کوئی تمہارا اپنے بہائیکو تو چاہیے کہ اچھا کفن دے اوسکو اور سفید کفن دینے مین بہت حدیثین آئی ہین چنانچہ فرمایا
نبی علیہ السلام نے پہنو سفید کپڑے کیونکہ وہ زیادہ پاک اور بہتر ہی یعنی میل کچیل تا پاکی جلدی اونپر ظاہر ہوجاتی ہی اور کفناؤ اونمین مردون کو روایت کیا
اسکو احمد وغیرہ نے سمرہ سے اور نسائی کی ایک روایت مین ہی لازم پکڑو تم اپنے اوپر سفید لباس لبس چاہی کہ پہنین اوسکو زندے تمہارے اور کفن دو اوسمین
مردون اپنے کو کیونکہ وہ بہترین لباسون تمہارے کا ہی اور دارقطنی کی ایک روایت مین ہی انس سے کہ بہترین کپڑون تمہارے کا سفید ہی پس پہناؤ
اوسکو اپنے زندون کو اور کفن دو اوسمین اپنے مردون کو لا اکثرہا قیمۃ اور نہ کفن دے میت کو بہت قیمت والے کپڑے مین جیسیکہ مبذرین کرتے ہین کہ
یہ ممنوع ہی اور جو حدیثین کہ تحسین وتجمیل کفن مین وارد ہوئے ہین مراد اونسے تنظیف اور تطہیر کفن کی ہی نہ اسراف قیمت مین ابوداؤد نے حضرت ابن
ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیش قیمت نکرو کفن کو کیونکہ بیشک وہ چھینا جاتا ہی جلد چھینا جاتا ہے
یعنی جلد خراب اور بوسیدہ ہوجاتا ہے سو کیا حاجت ہی بیش قیمت کی لائی ہین کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تہی اپنے تکفین کی اونہین کپڑون مین کہ
پہنے ہوے تہے کہا انکو دہو کر مجہکو انہین مین کفن دینا کیونکہ زندہ زیادہ محتاج ہی نئے کپڑے کیطرف اور یہ خون اور ریم کے لیے ہین زیلعی نے کہا ہے
کہ مستحب کفن دینے مین سفید کفن دینا ہی اور مکروہ ہی مردونکے لئے سرخ اور زرد اور ریشمی اور عورتونکے لئے نہین انتہی باقی احکام کفن کے فقہ
کی کتابونمین مذکور ہین یہانتک مصنف نے اب تعزیت کا بیان شروع کیا والتعزی المصاب اور تعزیت کرے مصیبت زدہ کی حضرت نے فرمایا ہی جو

مسلمان کا اوپر مسلمان کے یہہ ہے کہ تعزیت کرے اوسکی جبکہ پونچے اوسکو کوئی مصیبت ترمذی اور ابن ماجہ میں ابن مسعود سے مروی ہے فرمایا
جس نے تعزیت کی مصیبت زدہ کی تو اوسکے لیے اجر ہے اوسی کی مانند اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ تعزیت کی کسی مسلمان کی تو
قیامت کی دن بزرگی کی پوشاک پہنایا جاویگا محقق کی الطالبین میں مطالب المومنین سے نقل کیا ہے کہ تعزیت کرنا بعد دفن کے افضل ہے کیونکہ اہل میت کے
مشغول ہوتے ہیں قبل دفن کے اوسکی تجہیز و تکفین میں اور اسلیے کہ وحشت اون کو بعد دفن کے اوسکی فراق کی سبب سے زیادہ ہوتی ہے شیخ عبد الحق
دہلوی نے صراط المستقیم کی شرح میں کہا ہے کہ تعزیت تین دن تک مستحب ہے اور بعد اوسکے مکروہ ہے اور بعضوں نے سات روز تک تجویز کی ہے اور
بعضوں نے کہا ہے کہ تعزیت مرد حاضر کی تین دن تک مکروہ ہے اور تعزیت غائب کی ایک روز ہے اور تعزیت ایک بار سے زیادہ مکروہ ہے
جس نے ایک بار تعزیت کی دوسری بار نکرے اسی طرح مروی ہے امام ابو حنیفہ سے اور [illegible] یہ پایا ہے کہ تعزیت کی بیٹھنا
[illegible] مکروہ ہے سبب اہل جاہلیت کی اور گہر میں بیٹھنا یا مسجد میں جائز ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ قتل جعفر اور زید اور ابن رواحہ کی مسجد
میں بیٹھے تھے غمگین اور آدمی آتے تھے لیکن اس کیفیت سے تعزیت کرنا کہ آجکل متعارف ہے مثل سوم اور تیسرے دن اور ارتکاب
تکلفات کا اور صرف کرنا مال کا یتیموں کے حق میں سے بدعت اور حرام ہے وہی تسکین قلبہ بالموعظة والاعلام بجزیل الثواب اور وہ یعنی تعزیت
شرعی تسلی دینا ہے مصیبت زدہ کی دل کو ساتھ پند اور نصیحت کے اور خبر دینا اوسکو ساتھ بہت ثواب کے مصیبت پر اگر صبر کرے اور جزع
کرنے والا نہو چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے وبشر الصابرین اور دوسری جگہہ فرمایا انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب اور طریقہ تعزیت کا جو
حصن حصین میں مروی ہے یہہ ہے کہ جبکہ وفات پائی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تعزیت کی صحابہ اور اہل بیت کی فرشتوں نے کہا السلام
علیکم ورحمة اللہ وبرکاته ان فی اللہ عزاء من کل مصیبة وخلفا من کل فائت فباللہ فثقوا وایاہ فارجوا فانما المحروم من حرم الثواب والسلام
علیکم ورحمة اللہ وبرکاته مصافحا بالتواضع یعنے تعزیت کرے درحالیکہ مصافحہ کرنے والا ہو ساتھ تواضع کے نہ معانقہ کرنے والا جیسا کہ
لوگ کہ معظمہ میں کرتے ہیں یا یہہ معنی ہیں کہ تعزیت کرے درحالیکہ ملتبس ہووے ساتھ تواضع کے واظہار الحزن اور ظاہر کرنے اپنی غم کے کہ اسی
غم اور مصیبت میں اوسکی ساتھ شریک ہے وقلة التکلم وترک التبسم اور ملتبس ہووے ساتھ کم گوئی اور ترک تبسم کے کیونکہ غمگین زیادہ بات
نہیں پسند کرتا اور اوسکی سامنے ہنسنے سے اوسکو ایذا ہوتی ہے اور ہنسنا غفلت پر بھی دلالت کرتا ہے دیکھو [illegible] والایمان اور گواہی دو مرد کی
ساتھ نیکی اور بدی کی کہ یہہ سبب اوسکی بہشت میں داخل ہونیکا ہے بخاری نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے جو مسلمان کہ گواہی دیں
اوسکے لیے چار آدمی ساتھ نیکی کے وہ مسلمان داخل کرتا ہے اوسکو بہشت میں اللہ تعالی صحابہ نے عرض کیا اگر تین آدمی اوسکی لیے گواہی دیں ساتھ نیکی کے تو بہی بہشت
میں داخل ہوتا ہے آپ نے فرمایا تین شخص بہی اگر گواہی دیں پہر عرض کیا اگر دو شخص گواہی دیں آپ نے فرمایا ہاں اگر دو شخص بہی گواہی دیں تو پہر نہیں پوچہا ہم نے ایک شخص سے
[illegible] ساتھ ایک جنازہ کے پس ثنا کی اوسپر صحابہ نے ساتھ بہلائی کے فرمایا رسول اللہ صلعم نے واجب ہوئی پہر گذرے دوسرے جنازہ کے ساتھ پس ثنا کی اوسپر ساتھ برائی کے پس فرمایا
واجب ہوئی حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا واجب ہوئی آپ نے فرمایا جسکی تم نے اچہی ثنا کی پس واجب ہوئی اوسکو جنت اور جسکی تم نے برائی کی پس واجب ہوئی اوسکو دوزخ
تم گواہ ہو اللہ تعالی کی زمین میں طیبی نے کہا ہے کہ استعمال ثنا کا برائی میں یا تو واسطے مشاکلت کے ہے [illegible] جیسے استعمال کرنا بشارت کا نذارت میں [illegible] اور اختلاف ہے
علما کا اسمیں کہ آیا [illegible]
اور وہ [illegible]

جاوے اوسکےلیے جنت یا نار اوپر سبیل وعدہ اور وعید کے کیونکہ وعدہ اوسکا حق ہی ضرور ہی واقع ہوگا اوسکا سوا وہ مانند اوسکے
ہی اور نہین تو محض اوسپر نہین ہی عمل اور نہ شہادت کو وجوب ہین اور اسی حدیث کی ظاہر معنی کیطرف اشارہ ہی اس آیت کریمہ مین وکذلک جعلناکم امۃ
وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا اور بعضی دوسری قسم کے طرف گئی ہین اور نسبت کیا ہی ملا علی قاری نی زین العرب کیطرف
لیکن یقین کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتہ جنت اور نار کی بناپر اسکی ہی کہ مطلع کردیا ہوگا آپکو اللہ تعالی نی اوسپر اور ملا علی قاری نی کہا ہی
کہ ظاہر یہ ہی کہ یہ امر غالبی اور اکثری ہی کیونکہ اللہ تعالی گویا کرتا ہی زبانونکو ہر انسان کی حق مین موافق اوسکی کہ جانتا ہی پوشیدہ امور اوسکی کہ نہین
خبردار ہوتا ہی اوسپر کوئی سوای اللہ تعالی کے اسلیے اسطرح کہا گیا کہ زبانین مخلوق کی حق تعالی کی قلمین ہین اور یہ مراد نہین ہی کہ جو شخص پیدا کیا گیا ہی
جنت کی لیے اونکی گواہی سے دوزخ کی لیے ہوجاتا ہی اور بالعکس اوسکا کیونکہ کبہی واقع ہوتی ہی ثنا ساتہ خیر اور شر کے اور باطن امر کا اوسکی خلاف
ہوتا ہی اور سوا اسکی نہین کہ مراد یہ ہی کہ ثنا علامت ہی اوسکی مطابق ہونیکی واقع سی غالبا انتہی ظاہر اس کلام کا مشعر ہی طرف ترجیح قول ابن العرب
کے اور صواب ساتہ طیبی کی ہی اور ظاہر حدیث کا موید اسی کا ہی انتہی سن مجمع العلم مصحح ترجمہ کہتا ہی کہ مراد تعریف سی تعریف میت کی دینداری اور
صلاحیت کی ہی دیندار اور صالحون کی زبان سی پس ظاہر تو یہی ہی کہ جب انکی دیندار صالحین اوسکی دین اور صلاح کی تعریف کرین تو غالبا
اچہا اور قابل جنت کی ہی دیکہو دنیا مین اکثر امورات شرع شاہدان عدل کی شہادت پر طی ہوتی ہین پہر اسیطرح جب مومنین صالحین
اپنی فراست سی اور اوسکی ظاہر صلاح سے دریافت کرکے اوسپر ثنا کی تو قابل جنت کی ہی کیونکہ حدیث مین آیا ہی اتقوا فراسۃ المومنین
فانہ ینظر بنور اللہ وحاشا للہ من ان تخطی فراسۃ المومنین الکاملین پس حقیقت تو مومنین نی اسکا جنتی ہونا جو مخفی تہا ظاہر کیا اور لطف اس
شہادت کی روسیہ روسیہ اور ونکی اسپر جنت کو واجب کردیا واللہ اعلم ویدعو لہ عند الذکر اور دعا کرے میت کیلیے وقت ذکر اوسکی کے
یعنی جبکہ میت کا نام مذکور ہووی تو غفر اللہ لہ یا رحمہ اللہ یا امثال اسکی کہی فورا کرے پس وارد ہوا ہی دیلمی کی حدیث مین انس رضی لاتذکروا
موتاکم الا بخیر نہ ذکر کرو اپنی مردون کو مگر ساتہ نیکی کی اور ذکر نیکی کی ساتہ یہی ہی کہ اونکی لیے رحمت کی دعا کری اور ایک روایت مین ہی
لاتذکروا ہلکاکم الا بخیر اور ابوداؤد وغیرہ کی مسند مین ہی ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت نی یاد کرو نیکیان اپنی مردون کی اور بچو اونکے
برائی کے ذکر کرنیسے اگر کوئی سوال کرے کہ یہ حدیث معارض ہی انس رض کی حدیث سی جو ابہی گذر چکی تو ملا علی قاری نی اسکا
یہ جواب دیا ہی کہ جنکی مذمت کی تہی وہ محمول ہین اوپر کفار اور منافقین کے اور ابن الملک نی کہا ہی کہ احتمال ہی کہ مذمت کرنا قبل ورود
نہی کے ہووی امام غزالی نی کہا ہی کہ غیبت مردہ کی اشد ہی زندے کی غیبت سی کیونکہ معاف کرانا زندہ کا تو ممکن اور متوقع ہی اوسکی حلال
کرلینی کے دنیا مین بخلاف مردیکی اور علما نی کہا ہی کہ اگر غسل دینی والا مردمیں مشاہدہ کرے وہ امور کہ پسند آوین اوسکو مثل چمکنا چہرہ کا اور
اچہی خوشبو آنا اور سرعت انقلاب اوسکا اوپر غسل دینی والیکی تو مستحب ہی اوسکو بیان کرنا اونکا اور جو دیکہی وہ امور کہ ناپسند
معلوم ہون اوسکو جیسے بدبو آنا یا چہرے کا سیاہ ہوجانا یا بدن کا متغیر ہونا یا انقلاب صورت کا تو حرام ہی اوسکا ذکر کرنا وتشییع
الجنازۃ اور مشایعت اور پیروی کرے جنازے کی اور ہمراہ جاوی اوسکی دفن تک کہ اسمین بہت اجر ہی قاموس مین ہی کہ جنازہ
ساتہ کسرے کی میت کو کہتی ہین یا ساتہ فتح اور کسرے دونون کے میت کو کہتی ہین اور ساتہ فتح کی چارپائی کو یا اوسکا عکس یا

یا ساتھ کسی کے مردے کی چارپائی کو کہتے ہیں شیخین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے پیروی کی جنازہ کی
درحالیکہ ایمان لانیوالا ہے اللہ تعالی پر اور ثواب طلب کرنیوالا ہے اور رہا ہمراہ اوسکے نماز پڑہنے تک اور فارغ ہوا اوسکے دفن سے پس تحقیق وہ لوٹتا ہے ساتھ دو قیراط اجر کی ہر
قیراط مثل احد کے ہے اور جسنے نماز پڑہی اوسپر پہر لوٹا قبل دفن کرنیکے پس وہ لوٹتا ہے ساتھ ایک قیراط کے نسائی میں کہا ہے کہ قیراط ایک جز ہے اجزاء دینار سے اور وہ چوبیسوان
حصہ ہے اکثر شہروں میں اور شام والے اوسکو چوبیسواں حصہ کہتے ہیں اور مراد اسمیں بطل ہے یا راستہ کیونکہ مثل اوسکی ترازو کی ہے اور یہ فرمانا حضرت کا کہ ہر قیراط مثل احد کے ہے
تشبیہ ہے مقصود کے کلام سے نہ تفسیر لغت قیراط کی جا ساتھ تفکر الی الموت یعنی جاوے ہمراہ جنازہ کے درحالیکہ مقرون ہووے ساتھ خشوع کی یعنی خاموش اور زاری کرنے
ہووے اور فکر کرنیوالا ہووے موت کے احوال میں اور سوچے موت کو کہ کیا پیش آتا ہے مردے کو کہ محمد بن واسع جبکہ کسی جنازہ کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے مجھکو دنیا
تو اول پس تحقیق ہم پیچھے پہونچنے والے ہیں اور یہ نصیحت ہے اور بڑی غفلت میں ہے کہ اول اور آخر چلا جاتا ہے اور سمجھ کچھ نہیں سمجھتا ہے اور مالک بن دینار اپنے
بھائی کے جنازہ کے پیچھے جاتے اور روتے اور کہتے تھے قسم اللہ کی نہیں ٹھنڈی ہوتی ہیں آنکھیں میری یہانتک کہ جانوں کس طرف کس چیز کیطرف گذرا اور قسم خدا کی نہیں جانونگا
میں وہ جبتک کہ زندہ ہوں والاستعداد لہ اور اندیشہ کرے بیچ استعداد واسباب موت کے کہ کونسی چیز موت کیلئے تیار کی ہے کہ اوس وقت کام آوے گی پس
میں ہے کہ کافی ہے موت از روئے وعظ کہنے والے کی روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے عمار سے اور احمد نے زہد میں روایت کی ہے کافی ہے موت زہد بنانے
والے دنیا میں اور رغبت دلانے والے آخرت میں اور ابن سنی نے انس سے روایت کی ہے کہ کافی ہے زمانہ از روئے وعظ کے اور موت از روئے جدائی کرنیکے
درحالیکہ نہ کلام کرنیوالا ہو کثرت غم سے اعمش نے کہا ہے کہ حاضر ہوتے تھے ہم جنازہ پر پس نہیں معلوم ہوتا تھا ہمکو کہ کس کی تعزیت کریں بسبب
غمگین ہونے سب قوم کے اور یہہ جو امام غزالی نے کہا ہے کہ چلے سامنے جنازہ کے اوسکے قریب قریب واسطے ملاحظہ میت کے پس وہ امام شافعی کا مذہب ہے اور ہمارے
نزدیک جنازہ کے پیچھے چلنا ہے کیونکہ جنازہ متبوع ہے نہ تابع جیسا کہ وارد ہوا ہے اور ملاحظہ میت کا پیچھے سے ہو سکتا ہے باوجود یکہ آنحضرت کا اشارہ ہے اس طرف کہ وہ
میں سے ہے اور ہم لاحقین میں سے اور اسلئے کہ بسا اوقات حاجت ہوتی ہے جنازہ کی اوٹھانے کی پس پیچھے چلنا اسپر اقرب ہے ہاں اگر جنازہ کے آگے چلے اور نماز [illegible] جنازہ سے بڑا دور
کفایہ ہے اور طریقہ اوسکا فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے حضرت نے فرمایا ہے ابو ذر زیارت کر قبروں کی کہ یاد ہوتی ہے ساتھ اوسکے آخرت اور غسل دے مردے کو کہ معالجہ
اوسکے بدن کا ایک بڑی نصیحت ہے اور نماز پڑہ اوسپر بعد اوسکے ساتھ حزن اور غم اپنے کی کیونکہ غمگین اللہ تعالی کے سایہ میں ہوتا ہے ذکر کیا ہے اسکو شیخ [illegible]
ویقرا الفاتحۃ عند راسہ واول البقرۃ وعند رجلیہ اور پڑہے سورہ فاتحہ نزدیک سر میت کے بعد دفن سے اور اول سورہ بقرہ کا [illegible] نزدیک پاؤں
کے حصن حصین میں ہے کہ پڑہے قبر پر بعد دفن کے اول سورہ بقرہ کا اور خاتمہ اوسکا اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی شرح مشکوۃ میں ہے کہ پڑہنا چاہئے [illegible]
کے سر کے پاس فاتحۃ الکتاب اور اوسکے پاؤن کے پاس خاتمہ سورہ بقرہ کا یعنی بعد دفن کے اور آثار میں آیا ہے پڑہنا فاتحۃ الکتاب اور معوذتین اور قل ہو اللہ
کا اور گردانتا ثواب اوسکا اہل مقابر کیلئے انتہی اور اسکو تلقین کہتے ہیں مضمرات سے نقل کیا ہے کہ پڑہنا قرآن مجید کا نزدیک قبر کے مکروہ نہیں قول محمد کا مکروہ
نہیں ہے اور مشائخ نے اسی قول کو اخذ کیا ہے اور مختار یہ ہے کہ نفع کرتی ہے مردے کو تلقین چنانچہ سورہ فاتحہ اور شروع سورہ بقرہ کا پڑہنا آیا ہے اور بعض
روایات میں شروع اور اختتام سورۂ بقرہ کا ہے آیا ہے اور جنازہ کی نماز کے بعد دعا کیلئے کہڑا ہونا پس خلاصہ میں ہے کہ قیام کیا جاوے بعد نماز کی دعا کیلئے اور بحر میں ہے
میں ہے اور نہ قیام کرے درحالیکہ دعا کرنیوالا ہووے انتہی اور شاید کہ وجہ اسکی یہ ہووے کہ جنازہ کی نماز کے مانند اول و آخر میں ہووے حالانکہ وہ ایک وجہ سے نماز ہے اور دوسری
وجہ سے نہیں ہے اسیواسطے کہا ہے کہ سلام کے نہیں بلند آواز تکبیر دے اور نمازوں کے مانند واللہ اعلم بالصواب ویدعو لہ ویستغفر اور دعا کرے اور [illegible]

لیے ساتہہ مغفرت اور رحمت کے یا واسطے ثابت رہنے کے فرشتونکی جواب مین اور شفاعت کرے اوسکی بارگاہ الہی مین کہ اسکے گناہونسے تجاوز فرماوے
اور اپنے فضل اور کرم سے اسکی مغفرت کرے ابوداؤد نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ تہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ فارغ ہوتے
تہے مردے کے دفن کرنے سے تو فرماتے کہ بخشش طلب کرو اپنے بہائی کیلیے اور سوال کرو تثبیت کا یعنی پروردگار فرشتونکی جواب مین اوسکو ثابت رکہے سو
بیشک وہ سوال کیا جاتا ہی اسیوقت اور یہی معنی ہین اس قول اللہ تعالی کے ویثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ اور مروی
ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مردے کی مثال قبر مین ڈوبنے والی کی مثال ہی کہ لپٹتا ہی ہر گہا انس اور زندگی کے ساتہہ انتظار کرتا ہی دعا کا بیٹی باپ
بہائی قریب سے اور بیشک داخل ہوتے ہین مردونکی قبر ونپر زندونکی دعا کی سبب سے انوار مثل پہاڑونکی اور سلف نے کہا ہی کہ دعا کرنا مردونکی لیے منزلہ تحفونکی ہی
زندون کے لیے پس داخل ہوتا ہی فرشتہ میت پر نور کے طباق کے ساتہہ کہ اوسپر نور کی رومال ہوتے ہین پس کہتا ہی یہ ہدیہ ہی فلانی تیرے بہائی یا فلان
یا قریب کیطرف سے پس خوش ہوتے ہین زندی تحفونسے کذا فی الاحیاء وتیرک یہ تبرک ڈہونڈنے ساتہہ اعانت مردہ صالح کی کہ اس شعبدگاہ فانی سے آرامگاہ
جاودانی کیطرف کوچ کیا اور نجات پائے ملک الموت کی دہشت سے اور تلخی موت کی چکہہ چکا اور خوف خاتمہ سے ہی بیخوف ہوگیا وتجہد ان یکون عدد
المصلین اربعین فہو علامۃ قبول الشفاعۃ اور کوشش کرے میت کا ولی اس امر مین کہ عدد نماز پڑہنے والونکی چالیس آدمی تک ہوں اسلیے کہ یعنی جمع ہونا چالیس آدمیونکا اوپر
جنازہ کے پر شفاعت قبول ہونیکی علامت ہی مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تہے نہین
ہی کوئی آدمی مسلمان کہ مر جاوے پس کہڑے ہوں اوسکے جنازہ پر چالیس آدمی کہ نہ شرک کرین اللہ تعالی کے ساتہہ کچہ مگر یہہ کہ قبول کرتا ہی اللہ تعالی
اونکی شفاعت اوسکے حق مین ملا علی قاری نے کہا ہی کہ تخصیص اس عدد مین بعضون نے کہا ہی کہ نہین جمع ہوتے ہین چالیس مسلمان کبہی مگر یہہ اونمین
کوئی اللہ کا ولی ضرور ہوتا ہی انتہی لیکن اولی اس مقام پر تسلیم ہی اس امر کی شارع کیطرف کیونکہ یہہ دعوی کہ چالیس آدمیونمین ضرور ولی ہوتا ہی
ہرگز اس سے خالی نہین ہی پہر اگر کوئی کہے کہ مسلم ہی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی اونہون نے نبی صلعم سے کہا فرمایا کہ نہین کوئی مردہ کہ نماز پڑہین اوسپر ایک گروہ
مسلمانونسے کہ پہنچین سو تک اور سب اونکی شفاعت کرین مگر یہہ کہ قبول ہوتی ہی شفاعت اونکی اوسکی حق مین پس کیا جمع اور توفیق ہی آپمین
اور اوس حدیث مین کہ مروی ہی ابن عباس سے سو جواب اسکا طیبی نے توربشتی سے نقل کیا ہی کہ کچہ تضاد اور منافات نہین ہی ان دونون
مین اسلیے کہ ایسے مقاموں مین ضرور ہی کہ اقل دونون عددونکا متاخر ہووے کیونکہ اللہ تعالی نے جبکہ مغفرت کا وعدہ کیا ایک معنی مین دو مرتبہ
اور ایک اونکا آسان ہووے دوسرے سے تو اوسکا طریقہ یہہ نہین کہ کم کر دے اپنے فضل اور کرم سے جو وعدہ کیا ہی اوس پر بلکہ زیادہ کرتا ہی اوسپر
از روے فضل اور کرم کے ولایرجع حتی یفرغ من الدفن اور نلوٹے جنازے کے ہمراہ سے یہانتک کہ فارغ ہو جاوے دفن سے تاکہ دو قیراط کا اجر پاوے
اور جو نماز کے بعد لوٹنا چاہے تو اوسکے اہل سے اذن مانگ لے اسیطرح رسول علیہ السلام نے امر فرمایا ہی بلکہ مردے کے ولی کو خود چاہیے کہ بعد
نماز کے عام اجازت دیدے کہ جسکو کچہ کاروبار ہووے تو چلا جاوے ولیقعد بعد وضع الجنازۃ علی القبر مخالفۃ لاہل الکتاب اور بیٹہے بعد رکہنے جنازے
کی قبر پر واسطے مخالفت اہل کتاب کی کہ وہ نہین بیٹہتے تہے یہانتک کہ قبر مین کہا جاوے جیساکہ روایت کی ہی ترمذی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ
عنہ سے کہا تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ پیچہے جاتے ہے جنازے کے تو نہین بیٹہتے تہے یہان تک کہ مردہ قبر مین رکہا جاوے پس سامنے آیا آپکے
ایک عالم یہود کا اور کہا آپسے کہ ہم ہی ایسے کرتے ہین ای محمد کہا راوی نے پس بیٹہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ مخالفت کرو اونکی ملا علی قاری

کے کہا ہے کہ اسمین اشارہ ہے اس طرف کہ جو طریقہ کہ اہل بدعت کا شعار ہووے تو ترک کرنا اوسکا اولی ہے آگیا ہین ذکر جگہ قبر کے مٹی برابر کر چکے
تو کھڑا ہووے اوسپر اور کہے اللہم عبدک رد الیک فارءف واحمہ اللہم جاف الارض عنہ وافتح ابواب السماء لروحہ وتقبل منہ بقبول حسن اللہم
ان کان محسنا فزد فی احسانہ وان کان مسیئا فتجاوز عنہ اور جامع رموز مین ہے کہ جبکہ فارغ ہو چکے مردے کے دفن سے تو لوگ مین آدمی بس چاہیے
کہ متفرق ہو جاوین اور مشغول ہوویں اپنے کامون مین اور ولی مردے کا اونکو اجازت دیدے اور مکروہ ہے اوسوقت جمع ہونا دین کا اوسکی بابت
تعزیت کی انتہی ویتصدق الولی قبل مضی لیلۃ یعنی اور تصدق کرے متولی میت کا پہلے گذرنی اول رات کی کوئی چیز قلیل ہو یا کثیر اگر میسر ہووے
کہ پہلی رات مردے پر بہت دشوار ہوتی ہے ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جبکہ وہ کھڑے ہوتے قبر پر تو روتے
یہانتک کہ تر ہو جاتی تھی ریش مبارک اونکی اشکوں سے پس کہا گیا آپ سے کہ ذکر کرتے ہو آپ بہشت اور دوزخ کو اور گریہ نہین کرتے آپ اور
قبر پر کھڑے ہوتے ہیں کیون روتے ہو حضرت عثمان نے کہا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر پہلی منزل ہے آخرت کی منزلوں مین
سے اگر خلاصی پائی کسنے قبر کے عذاب سے تو اوسکے بعد کی منزلین آسان ہین اوس پر اور جو خلاصی نپائی قبر کے عذاب سے تو جو کچھ کہ بعد اوسکے ہے وہ
زیادہ مشکل ہے اور فرمایا حضرت نے نہین دیکھا مین نے کسی جگہ کو زشت اور ناخوش ہرگز مگر یہ کہ قبر زشت اور ناخوش زیادہ ہے اوس سب
سے کہ محنت اور شدت یاد دلاتی ہے اور حدیث کو منقطع کر کے لکھا ہے نووی نے مسلم کی شرح مین کہا ہے کہ ثواب دعا اور صدقہ اور حج کا مردے کو
بالاجماع پہنچتا ہے اور دہلوی نے مشکوۃ کی شرح مین کہا ہے کہ بعض روایات مین آیا ہے کہ مردے کی روح ہر جمعہ کی رات کو آتی ہے اور دیکھتی
ہے کہ آیا صدقہ کیا جاتا ہے اوسکی طرف سے یا نہین ویصلی رکعتین بالفاتحۃ وآیۃ الکرسی والتکاثر عشرا ویہب ثوابہا و جو صدقہ کی کوئی چیز
میسر نہووے تو پڑھے دو رکعت نماز ساتھہ فاتحہ اور آیت الکرسی اور الہکم التکاثر دس مرتبہ ہر رکعت مین اسی طرح ہر رکعت اولی مین بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی
دس مرتبہ اور دوسری رکعت مین بعد فاتحہ کے سورۂ تکاثر دس مرتبہ ایسا ہی کہا ہے فخر المتاخرین شیخ فخر الدین نے اور سمجھا جاتا ہے شیخ فاضل چار قاری
سے کہ پڑھے بیچ ہر ایک کے دونون رکعتون سے بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی اور تکاثر دس دس مرتبہ اور بخشے میت کو ثواب اوسکا اور بعد نماز تمام کرنیکے یون دعا
کرے اللہم صلیت ہذہ الصلوۃ وتعلم ما ارید بہا اللہم ابعث ثوابہا الی قبر فلان المیت اس نماز کو مشائخ صلوۃ الاول کہتے ہین اور جو صدقہ اور نماز دونوں
جمع کرے تو بہت بہتر ہے ویسلم اور سلام کرے زیارت کرنیوالا قبر والے مردے کو مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا تھی رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم تعلیم کرتے تھے اونکو جبکہ نکلتے وہ طرف قبرون کی السلام علیکم اہل الدیار من المؤمنین والمسلمین وانا ان شاء اللہ بکم للاحقون نسال اللہ لنا ولکم
العافیۃ اور یہہ حدیث نہین معارض ہو سکتی اوس حدیث کو کہ مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوس شخص کو کہ کہا تھا علیک السلام کہ
علیک السلام تحیۃ مردوں کا ہے کیونکہ یہ اخبار ہے اونکی عادت تو نسبی یا مراد موتی سے کفار جاہلیت کے ہین یا تحیہ موتۃ القلوب کا ہے اور بعض نسخون مین السلام
علیہ السلام ہے یعنی کوہان کے مثل بنادی قبر کو اور بلند کرے اوس کو بقدر ایک بالشت کی غیر مسطح اور نتف مین ہے کہ مکروہ ہے قبر پر اوسکی صاحب
کا نام لکھنا اور اوسپر مکان بنانا اور نقش کرنا اور رنگ کرنا اور گچ کرنا اور مضمرات مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے کہ فرمایا
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہوا کا چلنا اور پانی کا برسنا مومن کی قبر پر کفارہ ہو جاتا ہے اوسکی گناہون کا اور
ممانعت فرمائی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تکلیل اور تجصیص سے

اور مختار یہ ہی کہ مٹی ڈالنا اوسپر نہین مکروہ ہی اور تہی عصام بن یوسف کہ پہرتے تہے گرد مدینے کے اور حرمت کرتے تہے پرانی شکستہ قبر
کذا فی جامع الرموز اور ملتقط مین ہے جبکہ خراب ہو جاوین قبرین تو کچہہ باک نہین ہے اونپر ڈالنے مین ولیقف مستدبر القبلہ
اور کہڑا ہووے پشت بقبلہ اور منہ قبر کی جانب کرے اور جو کچہہ توفیق ہو پڑہ کر مردے کو ثواب بخشے اور دعا کرے ملا علی قاری
نے کہا ہے کہ بہت دعا کرنیکے مقام ہین کہ قبلہ کی جانب منہ کرنا آنحضرت علیہ السلام سے وہان نہین واقع ہوا ہے
جیسے قبر کی زیارت کرنیکے وقت دعا کرنا اور حالت طواف اور سعی کے وقت اور داخل ہونے مسجد اور نکلنے کے اوس سے
اور کہا ایسا ہی حالت اور پانی پینے کے اور عیادت بیمار کی اور مانند اونکے پس متعین ہوا کہ قبلے کیجانب منہ کرنا
اور منہ کرنا مقصود اپنے حضور دیہہ اگر پایا جاوے اور نہین تو بہترین مجالس کے وہ ہے کہ استقبال کیا جاوے اوسمین طرف
قبلے کے جیسا کہ وارد ہوا ہے حدیث مین اور قبر کے پاس بیٹہنا ہی جائز ہی تاکہ انس حاصل کرے اوس سے اور تہے ابو الدرداء
کہ بیٹہتے تہے قبور کے پاس پس کہا گیا ہی اونسے اس باب مین کہا مین بیٹہتا ہون ایسے قوم کے پاس کہ مجہکو آخرت کی یاد دلاتی ہی اور
جو کہڑا ہوتا ہون مین اونکے پاس سے تو نہین غیبت کرتے ہین میری ویواظب علی الصدقۃ سبعۃ ایام اور مواظبت کرے متوفی بہت
کا اور تصدق کرے نیکی میت کیطرف سے سات روز تک ہر روز جسقدر کہ توفیق ہووے کہ بلا خلاف ثواب اوسکا مردے کو پہنچتا ہی
خصوصا صدقہ پانیکا جہان پانی ملنا دشوار ہو چنانچہ مروی ہی کہ سعد بن عبادہ کی والدہ فوت ہوگئے حضرت سے آکر پوچہا کہ
افضل صدقات کا اس باب مین کیا ہی آپنے فرمایا پانی پلانا پیاسے کو بہترین صدقات کا ہی پس سعد نے ایک کنوان کہدوادیا اور کہا کہ یہ
ام سعد کا ہی لیکن خاص اس امر مین کہ سات روز تک متواتر ضرور کچہہ نہ کچہہ صدقہ کیا کرے کوئی حدیث اور اثر نہین ملے ویزور القبر نادبا لہ الدعاء
والرقۃ والعبرۃ اور زیارت کرے قبر کی کہ باتفاق مستحب ہے درحالیکہ نیت کرنیوالا ہو ساتہہ زیارت کے دعا کرنیکے واسطے میت کے اور حاصل
کرنے رقت قلب اور عبرت کے واسطے اپنی چنانچہ حضرت عثمان کا یہ قصہ مذکور ہوچکا کہ قبرونکی زیارت کیوقت اسقدر روتے ہی کہ آپ کی ریش مبارک تر ہوجاتی
تہی فوروح پس وارد ہوا ہی حدیث مین زوروا القبور فانہا تذکر الاخرۃ وتدمع العین وترق القلب زیارت کرو قبرونکی اسلئے کہ وہ یاد دلاتی ہی آخرت کو اور
آنسو لاتی ہی آنکہونمین اور نرم کرتی ہی دلکو روایت کی ہی حاکم نے ساتہہ سند صحیح کے انس رضی اللہ عنہ سے کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروہا فانہا ترق القلب
وتدمع العین وتذکر الاخرۃ ولا تقولوا ہجرا اور ساتہہ دوسری الفاظ کے ہی اوسکے لئے نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا فانہا تذکر الموت اور روایت کی ہی طبرانی نے ام سلمہ
رضی اللہ عنہا سے ساتہہ سند حسن کے اور الفاظ اوسکی یہ ہین نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا فان لکم فیہا عبرۃ ملا علی قاری نے کہا ہی کہ یہ حدیثین مع تعلیلات اپنی
کے دلالت کرتی ہین اس امر پر کہ عورتین مانند مردونکے ہین حکم زیارت مین اگر زیارت کرین ساتہہ اونشرطونکے جو معتبر ہین اونکے حق مین اور یہ حدیث لعن اللہ زوارات
القبور پس محمول ہی اوپر اونکے زیارت کی ساتہہ حرام چیز کے مانند نوحہ وغیرہ کے یا اسپر کہ یہ قبل رخصت کے ہی اونکی زیارت سے اور اس قول علیہ السلام مین فانہا تذکر
دلیل ہی اس پر کہ رونا آنسوونکے ساتہہ مکروہ نہین ہی بلکہ مستحب ہی قولہ ویحی پس وارد ہوا ہی حدیث مین من لم ینس المقابر والبلی حین قیل من ازہد الناس تحفہ
علیہ السلام نے فرمایا زاہد ترین آدمیونکا وہ شخص ہی کہ فراموش نکرے احوال قبر کا اور اوسکی بوسیدگی کو کہ بدن خاک مین کسطرح بوسیدہ ہو جاویگا اور یہ
فرمایا حضرت نے جب کہ پوچہا گیا آپ سے کہ کون شخص زاہدترین آدمیونکا ہے اور بیہقی کی روایت مین ہے ضحاک سے مرسلا کہ زاہدترین آدمیون

او وہ شخص کہ نہ بھولے قبر اور اوسکی بوسیدگی کو اور ترک کرے زیادتی زینت دنیا کی اور اختیار کرے اوس چیز کو کہ باقی رہے اوس پر کہ فنا ہونی والی ہے اور شمار
نہ کرے کل کو اون دنون مین سے کہ گنے گئی یعنی یہہ تصور نہ کرے کہ میں کل تک بھی اور دنون کی مانند گذرونگا اور گنے اپنی نفس کو مردون میں سے اور
ترمذی وغیرہ کی روایت مین ہے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کہ بہت برا بندہ وہ بندہ ہے کہ تکبر اور غرور کرے اور بھول جاوے کبیر متعال کو اور بہت برا
بندہ وہ بندہ ہے کہ ظلم اور ناحق زیادتی کرے اور بھول جاوے جبار اعلی کو اور برا بندہ وہ بندہ ہے کہ لہو و لعب مین مشغول ہووے اور بھول جاوے مقابر اور بوسیدگی کو حاصل
یہہ کہ مقصود قبرون کا زیارت سے زیارت کرنے والی کو عبرت پکڑنا ہے بوسیدہ پن سے اور نفع پہونچانا ہے مردون کی ساتھ دعا کے خلیفہ عمر بن عبد العزیز
کے قصے مین لکھا ہے کہ ایک فقیہ اونکی پاس آیا اور تعجب کیا خلیفہ کی تغیر صورت پر جو بسبب کثرت جہد و جہاد اور عبادت کی متغیر ہو گئی تھی پس
کہا عمر نے فقیہ سے کہ اگر تو مجھکو تین روز کے بعد دیکھی اور جبکہ قبر مین رکہا ہون اور آنکہین اپنے گھرون سے نکلی پڑی ہون اور پانی ہو کر
رخسارون پر بہتے ہون اور اولٹ جاوین دونون لب اور منہ سے پیپ نکلتی ہو اور شکم سے بو آتی ہو اور اونچا ہو گیا ہو سینہ سے اور پھول
گیا ہو منہ نکلتی ہون کیڑے اور زرد آب نتھنون سے تو البتہ زیادہ تعجب کرے اس حال سے کہ اب دیکھتا ہے یقرأ القرآن ما تیسر اور پڑہے
قرآن مجید بروقت زیارت قبر کی جسقدر کہ میسر آئے آسان ہو سیوطی نے کہا ہے کہ قرآن کی تلاوت کرنا قبر پر پس جزم کیا ہے اوس کے
مشروعیت پر ہمارے اصحاب وغیرہ نے اور ابن ہمام نے کہا ہے کہ اختلاف کیا ہے آدمیون نے قرآن خوانون کی مہمانی مین تاکہ قرآن پڑہیں
قبر کی پاس اور مختار عدم کراہیت ہے انتہی اور نووی نے مہذب کی شرح مین کہا ہے کہ مستحب ہے قبرون کے زیارت کرنے والی کو قرآن پڑہنا جسقدر
کہ آسان ہووے اور دعا کرے اونکی لیے پیچھے اوسکی تصریح کی ہے امام شافعی نے اور اتفاق کیا ہے اسپر اصحاب نے اور دوسری جگہہ
سے زیادہ کیا ہے کہ اگر ختم کرین وہ قرآن تو افضل ہے انتہی اور علماے حنفیہ نے اختلاف کیا ہے قرآن پڑہنے مین قبر کی پاس آیا وہ مکروہ
ہے یا نہین مذہب اصح یہہ ہے کہ نہین مکروہ ہے جیسی کہ خلاصہ مین ہے اور ملا علی قاری نے سیوطی سے نقل کیا ہے کہ اختلاف قرأت کی ثواب
پہونچنے مین ہے میت کو پس جمہور سلف اور تینون امام متفق ہین ثواب پہونچنے پر اور مخالفت کی ہے اوسمین امام شافعی نے اس آیت سے استدلال
کرکے وان لیس للانسان الا ما سعی انتہی مین کہتا ہون کہ یہہ مخالفت ہے اوس سے ذکر کیا ہے نووی نے کہ تصریح کی ہے شافعی نے اوسپر کیونکہ ظاہر
قرأت سے کرتا اوسکا ہے تمہاری اور اہل جد دونون کی لیے یہہ نقل کیے ہین جواب استدلال شافعی کے تینون امام کی طرف سے ایک اونمین یہہ ہے کہ حکم
آیت کا منسوخ ہے ساتھہ اس قول اللہ تعالی کے والذین آمنوا اتبعتهم ذریتهم بالایمان الآیۃ کہ داخل کیے جاوینگے بیٹے جنت مین ساتھہ صلاح
اور صلاح انکی باپون کے دوسری یہہ کہ یہہ آیت خاص حضرت ابراہیم اور موسی علی نبینا وعلیہما السلام کی حق مین ہے اور یہہ امت اسکی لیے وہ چیز ہے
کہ سابق ہو چکی اور وہ جو سعی کی یہہ عکرمہ نے کہا ہے تیسری یہہ کہ مراد انسان سے اس جگہہ کافر ہے اور واسطے مومن پس اوسکی لیے ہی وہ چیز کہ سعی کی
گئی اوسکی لیے کہا ہے یہہ ربیع بن انس رضی اللہ عنہ نے چوتھی یہہ کہ لیس للانسان الا ما سعی بطریق عدل کے ہے اور واسطے باب فضل کے پس جائز ہے کہ زیادہ
کرے اوسکی لیے جو کچھہ کہ چاہے کہا ہے اسکو حسین بن فضل نے پانچوین یہہ کہ لام للانسان مین بمعنی علی کے ہے یعنی نہین لازم ہے انسان پر مگر سعی کرنا وہ
سعی کے انتہی مین کہتا ہون کہ اس ضعیف کو دلمین ایک جواب ظاہر ہوا ہے شکر ہے اللہ تعالی کا اسکی والدین اور استادون کی اور یہہ کہ جسوقت کہ یہہ قول اللہ تعالی کا لیس للانسان
الا ما سعی نہین تینون امامون کے اور امام شافعی کی لیے اسلیے کہ قاری جبکہ ارادہ کرتا ہے تو ثواب پہونچانیکا اوسکا تو صورت پہونچنیکی اوس کی سعی ہی اوسکی اور اس قول اللہ تعالی نے

سے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین اور اس قول علیہ السلام سے لکل امرء ما نوی اور حجت لایا ہے نووی مسلم کی شرح میں مذہب شافعی
پر ساتھ اس حدیث کی کہ جبکہ مرجاتا ہے ابن آدم تو منقطع ہوجاتی ہیں عمل اوسکی مگر تین چیزیں وہ نہیں صدقہ جاریہ یا علم کہ نفع اوٹھایا جاوے اوس سے
یا ولد صالح کہ دعا کرے اوسکیلیے میں کہتا ہوں کہ تعجب ہے کہ کیسی حجت لایا اس حدیث سے کیونکہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوسکے عمل کے منقطع
ہونے پر اور استثنی کی وجہ سے تین چیزیں پس حاصل اوسکا یہ ہے کہ نہیں باقی رہتی ہے اوسکی عمل سے کوئی چیز لیکن نفع حاصل ہے اوس سے سو ان تینوں عملوں
کی پس تحدید تعرض نہیں ہے اوسمیں غیر کی عمل کیلیے جو اوسکے واسطے ہو نہ اثباتا اور نہ نفیا اور یہی ظاہر ہے انتہی من نعم العلم تسبیح وبعدہ پھر تسبیح پڑھے ساتھ
ان لفظوں کی سبحان الملک الحی الذی لا یموت اور دعا کرے اپنی لیے ساتھ مغفرت اور رحمت کی اور تمام مسلمانوں کیواسطے اور پڑھے دعوات ماثورہ
میں سے یہ بھی تو افضل ہے اور یہ دعا ہے تو بھی اللہم انس وحشتہم وامن روعتہم ولقن حجتہم وبین غربتہم ونور تربتہم وارحم غربتہم وتقبل حسناتہم و
کفر سیاتہم برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین حاتم اصم سے مروی ہے کہ جو شخص گذرا قبروں پر
پس نہ عبرت پکڑی اپنی لیے اور نہ دعا کی انکیلیے پس تحقیق خیانت کی اپنی نفس کی اور خیانت کی انکی اور سفیان نے کہا ہے جسنے زیادہ ذکر
کیا قبر کا تو پاویگا ایک باغ جنت کی باغوں میں سے اور جو شخص کہ غافل ہوا اوسکی ذکر سے تو پاویگا ایک گڑھا دوزخ کی گڑھوں میں سے فی ورد قراءۃ
یس فی المشاہیر اور وارد ہوا ہے پڑھنا سورہ یس کا احادیث مشہورہ میں چنانچہ احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے معقل بن
یسار سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھو سورہ یس اپنی مردوں پر اگرچہ مراد مردوں سے وہ لوگ ہیں جو
قریب ہوں موت کی لیکن احتمال ہے کہ حقیقۃ مردے مراد ہوں اور انکی قبر پر سورہ یس پڑھی جاوے اور خارج کیا ہے عبد العزیز
نے اپنی سند کی ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ داخل ہو قبروں میں پس پڑھے
سورہ یس تو تخفیف کرتا ہے اونسے اوس روز اور ہوتی ہیں اوسکیلیے ساتھ عدد اون لوگوں کی کہ اونمیں ہیں نیکیاں لیکن دعوی مصنف کا کہ مشہور
حدیثوں میں یس کا پڑھنا قبروں پر آیا ہے شبہ سے خالی نہیں ہے والاخلاص سبعا فوخذ فیہ مغفرۃ للمیت والقاری ان یغفر المیت اور پڑھے
سورہ اخلاص سات مرتبہ یعنی عدد کیا گیا ہے پڑھنی اس سورت کی ساتھ مرتبہ قبر پر مغفرت میت کی اور قاری کی اگر بخشی گئی ہوں گناہ میت کی پہلی اس سے ملا علی
قاری نے کہا ہے کہ یعنی اسکی کچھ اصل نہیں پائی اور مشہور ہے میں مرتبہ قل ہو اللہ کا پڑھنا ہے کہ وہ بمنزلہ ختم قرآن کی ہے اور خارج کیا ہے ابو القاسم سعد بن زنجانی
نے اپنی فوائد میں زہیر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ داخل ہو قبروں میں پھر پڑھے فاتحۃ الکتاب اور قل ہو اللہ احد اور الہکم التکاثر پھر کہا تحقیق
میں نے گردانا ثواب اسکا جو پڑھا ہے میں نے تیرے کلام سے اہل مقابر کیلیے جو مومنین اور مومنات ہیں تو ہونگے وہ شفیع اسکیلیے طرف اللہ سبحانہ وتعالی کی اور مروی ہے احمد کے
مسند میں معاذ بن انس سے کہ جس نے پڑھا قل ہو اللہ احد دس مرتبہ تو بناویگا اللہ تعالی واسکیلیے محل جنت میں یہ حدیث سے اپنی شرح کی پہلے تلقین کے باب میں
لکھی جاویگی اور مروی ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جبکہ مرے ایک تمہارا پس نہ روکو تم اسکو اور جلد لیجاؤ اوسکو
قبر کیطرف اور چاہیے کہ پڑھی اوسکی سر کے پاس شروع سورہ بقر کا اور اوسکی پاؤں کی پاس خاتمہ بقر کا روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں اور کہا کہ صحیح یہ ہے
کہ یہ موقوف ہے اور منیر بر طیبی نے کہا ہے کہ تخصیص شروع بقر کی بسبب مشتمل ہونی اوسکی ہے اوپر مدح کتاب کی کہ وہ ہدایت ہے متقین کیلیے جو موصوف ہیں ساتھ خصال
حمیدہ کی جو ایمان بالغیب ہے اور قایم کرنا نماز کا اور دینا زکوۃ کا اور خاتمہ اوسکا محتوی ہے ایمان باللہ اور اوسکی فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں پر اور اوپر

کرنا کیونکہ اہل جاہلیت کی صنع مین سے ہی اور بیجا مال کا ضائع کرنا ہی ہی اور ملا علی قاری نے کہا ہی کہ مباح کیا ہی سلف نی مکان بنانا مشایخ اور علما مشہور
کی قبرون پر تاکہ زیارت کرین لوگ ایکی اور راحت پاوین ساتھہ بیٹھنی کی انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح صراط المستقیم کی شرح مین کہا ہی کہ زمانہ نبوت اور
خلفای راشدین اور صحابہ مین یہی تھی کہ قبرون پر مکان بنانا ممنوع جانتی تہی لیکن اونکے زمانہ کی بعد یہہ تکلفات قبرون پر پیدا ہوئی ہین اور متاخرین اور مباح پایا
اوسمین اوپایا ہی اور آخر زمانے مین بسبب اقتصار نظر عوام کی ظاہر پر مصلحت دیکھی گئی ہی بیچ تعمیر اور ترویج مشاہد اور مقابر مشایخ کی اور بہت چیزین زیادہ کین
ہین تاکہ اسلام کی شوکت اور دبدبہ ظاہر ہووی خاصکر ہندوستان کی شہر وغیرہ مین کہ دشمنان دین ہنود اور کفار بہت ہین پس ترویج اور بلندی اونکی ان
مقامات مین باعث رعب اور انقیاد اونکا ہی اور بہت اعمال اور افعال ہین کہ زمانہ سلف مین مکروہات سی تہی اور آخر زمانہ مین مستحبات سی ہوگئی ہین
اور جو عوام جہال کچہ کرین تو بیشک اوس رواج بزرگونکی وتسلی اوسکی ہونگی انتہی بر الوالدین اور نیکی کرنی ماں باپ کی ساتھہ نہایہ مین کہا ہی بر بالکسر احسان ہی
ضد عقوق کی والعقوق من الکبائر پس نجیدہ کرنا ماں باپ مسلمان کا بلا حق شرعی کی کبیرہ گناہون سی ہی نہایہ مین کہا ہی کہ کہا جاتا ہی عق والدہ یعقہ عقوقا فہو عاق
جبکہ ایذا دی اوسکو اور نافرمانی کری اوسکی ملا علی قاری نے کہا ہی کہ بعضون کے نزدیک عقوق وہ ایذا ہی کہ نہ احتمال ہو اوسکی مثل کا ولد سی اور بعضون نی کہا ہی کہ
وہ مخالفت ہی امر والدین کی اوس چیز مین کہ معصیت نہو اور ماں باپ کے معنی مین دادا دادی ہی آتی ہی مروی ہی صحیحین مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سی کہا فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گناہ کبیرہ شرک کرنا ہی ساتھہ اللہ تعالے کی اور نافرمانی کرنا ماں باپ کی آخر حدیث تک اور بیچ مقترن کرنی عقوق والدین کے شرک کے ساتھہ وعید
شدید ہی جیساکہ مخفی نہین ہی اور ملا علی قاری نے کہا ہی کہ مقترن کرنا اوسکا ساتھہ شرک کے بسبب اس امر کی ہی کہ اون دونون مین مناسبت ہی اسلیے کہ ہر ایک مین قطع
کرنا اون حقوق کا ہی کہ سبب ہین ایجاد اور امداد کی اگرچہ وہ اللہ تعالی کیلئے حقیقۃ ہین اور والدین کیلئے صورۃ اور فرمایا اللہ تعالی نے وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ
وبالوالدین احسانا اور ایک قراءۃ مین حسنا ہی اور طبرانی نے صغیر مین ابی ہریرہ کی حدیث سی روایت کی ہی کہ تحقیق جنت کی خوشبو پانسو برس کی مسافت
سی پائی جاویگی لیکن عاق اوسکو نہین پاویگا جاننا چاہیے کہ کبیرہ اور صغیرہ کی تعریف مین بہت اختلاف ہی اور یہہ مقام اوسکی تفصیل کی وسعت نہین رکہتا
لیکن اول اور اضبط تعریف اونکی وہ ہی کہ ترجیح دی ہی اوسکو طیبی نی اور ذکر کیا ہی اوسکو امام عز الدین ابن عبد السلام سلمی نے اپنی کتاب قواعد الشریعۃ
مین کہ جبکہ ارادہ کری تو معرفت فرق کا درمیان صغائر اور کبائر کے پس پیش کر مفسدہ گناہ کا اوپر مفاسد اون کبائر کے جو منصوص ہین پس
اگر کم ہووی اقل مفاسد اونکیسی تو وہ صغائر مین سی ہی اور جو مساوی ہووی ادنی مفاسد کبائر کی تو وہ کبائر مین سے ہی انتہی لاسیما الام خاصکر
نیکی کرنی ماں کی ساتھہ کہ حق اوسکا سہ چند ہی باپ سی اور نیکی اور احسان اوسکی زیادہ واجب اور موکد ہی فوروح پس وارد ہوا ہی حدیث مین
بر ہا ضعفان علی الوالد نیکی کرنا ماں کے ساتھہ دوچند ہی باپ کی نیکی سی یہہ حدیث اسیطرح مروی ہی احیا مین لیکن اوسکی مخرج نے کہا ہی کہ ان لفظون
کے ساتھہ غریب ہی اور اسیکی معنی مین وہ حدیث کہ روایت کی گئی ہی بہز بن حکیم سی اوسنی اپنی باپ سی اوسنی اپنی دادا سی کہا عرض کیا مین نی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ کس کی ساتھہ نیکی کرون فرمایا اپنی ماں کی ساتھہ پھر مین نے عرض کیا کہ کس کے ساتھہ نیکی کرون فرمایا اپنی ماں کے ساتھہ
پھر مین نے عرض کیا کہ کس کے ساتھہ نیکی کرون فرمایا اپنی باپ کے ساتھہ پھر جو زیادہ قریب ہو پھر جو زیادہ قریب ہو روایت کیا ہی اسکو ابو داؤد اور ترمذی
اور حاکم نے اور تصحیح کی ہی اسکی سیوطی نے کہا ہی کہ استدلال کیا ہی اسی حدیث سی اوس شخص نے کہ کہا ہی ماں کیلیے سہ چند فضیلت ہی باپ سی بسبب صعوبت
حمل اور وضع حمل اور رضاع کی اور یہہ تین چیزین ہین کہ منفرد ہوتی ہی اوسکی ساتھہ ماں پھر شریک ہوتی ہی باپ کے ساتھہ تربیت مین اور بعضون نے کہا ہی کہ ذکر

کرنا ماں کے حق کا تین مرتبہ واسطے تاکید و مبالغہ کی ہے رعایت حق اوسکی میں بسبب ہونے فساد سکے کے اعظم حق اسکا اور یہ بسبب مشقتی کے نے آسیہ
ہے ماں کے حق میں بہ نسبت باپ کے حق کی اور نہیں ہے تعین ماں کے حق کے لئے کہ وہ سمجھ چند ہے باپ کے حق سے اسلئے کہ تربیت باپ سے زیادہ و راشد ہوتی
ہے جیسا کہ نہیں پوشیدہ ہے اور مذکور کتب فقہ میں یہ ہے کہ حق والد کا اعظم ہے حق والدہ سے اور جبکہ متعذر ہو اسپر رعایت کرنا والدین کے حق کا
بایں طور کہ ایذا پاتا ہے ایک ان دونوں کا دوسرے کی حق کی رعایت کرنے سے تو ترجیح الویگا باپ کے حق کو ان صورتوں میں کہ رجوع ہے طرف تعظیم اور احترام
اور ماں کی حق کو ان صورات میں کہ راجع ہے طرف خدمت اور انعام کے کذا فی القنیۃ اور صحیحین میں ابوہریرہ کی حدیث سے مروی ہے کہ
ایک شخص نے کہا ہے کہ کون شخص زیادہ مستحق ہے حسن صحبت کی ساتھ فرمایا ماں تیری پھر ماں تیری پھر ماں تیری اور شاید کہ یہ مقتبس ہے اس قول اللہ
تعالے سے حملتہ امہ کرہا و وضعتہ کرہا وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا کیونکہ مشقت حمل اور وضع حمل اور رضاع کی زیادہ ہے حق والدین با وجود یکہ اوسکو زیادہ
محبت اور شفقت ہوتی ہے اور نسائی نے طارق محاربی سے اور احمد اور حاکم نے ابی رمثہ سے روایت کی ہے کہ نیکی کر اپنی ماں سے اور باپ اپنی سے اور
ہمشیرہ اپنی سے اور بھائی اپنی سے پھر جو قریب ہو پھر جو قریب ہو مقدما علی المندوبات لا الواجبات یعنی نیکی کر والدین کی ساتھ درحالیکہ مقدم
رکھنے والا ہو اونکی نیکی کو امورات نافلہ پر نہ واجبات شرعیہ پر اسلیئے کہ اطاعت اونکی مندوبات میں واجب ہے اگرچہ محض حرام ہو واجب
نہیں ہے پس اگرچہ شبہ کا طعام ہو اور اوسکی نہ کہانے سے والدین کے ایذا کا شبہ ہے تو واجب ہے کہ والدین کی اطاعت کرے کیونکہ ترک کرنا شبہ کا
ورع ہے اور رضامندی والدین کے واجب ہے پس ترجیح دی گئی ورع پر واجب کو ایسی ہے اگر نفل نماز یا روزہ شروع کیا اور ایک
والدین میں سے آواز دی یا روزہ سے منع کری تو جائز ہے کہ نماز کو قطع کری اور روزہ کو توڑ ڈالے کہ اجابت اونکی حکم کے واجب ہے نفلوں الی
بار درج پس یہی مراد اوس سے جو وارد ہوا ہے حدیث میں بر الوالدین افضل من الصلوۃ والصوم والحج والعمرۃ والجہاد نیکی کرنا ماں اور باپ
کے ساتھ بہتر ہے نماز اور روزہ اور حج اور عمرہ اور جہاد سے کہ نوافل ہوں اور نہیں بعید ہے کہ اس سے مبالغہ مراد ہووے یا ارادہ کیا جاوے
کہ وہ اس حیثیت سے کہ حقوق العباد میں اور مستلزم ہیں حقوق اللہ کو تو افضل ہیں مجرد حقوق اللہ سے کیونکہ عفو ترک حقوق الرب میں اقرب
ہے اور موید ہے اوسکی وہ جو احیاء میں ہے کہ اللہ تعالے نے وحی بھیجی موسی علیہ السلام کی طرف کہ ای موسی تحقیق جو شخص کہ نیکی کرتا اپنی ماں باپ
سے اور نافرمانی کری میری تو میں اوسکو نیکی کرنیوالا لکہتا ہوں اور جو شخص کہ نیکی کری میری ساتھ اور نافرمانی کرے والدین کی تو میں اوسکو عاق
لکہتا ہوں اور متن کی حدیث اسیطرح احیاء میں ہے اور اوسکی مخرج نے کہا ہے کہ میں نے اسطرح اس حدیث کو نہیں پایا اور محمد طاہر پٹنی نے
مختصر سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث نہیں پائی گئی لیکن ابو یعلی اور طبرانی نے صغیر اور اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ آیا ایک آدمی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا کہ میں خواہش رکھتا ہوں جہاد کی اور قدرت نہیں رکھتا ہوں
اوسپر آپ نے فرمایا کہ آیا باقی ہے تیری ماں باپ میں سے کوئی کہا میری ماں باقی ہے آپنے فرمایا کہ جہاد کر اوسکی نیکی میں پس جبکہ کیا تو نے
یہ تو حج اور عمرہ اور جہاد کرنے والا ہے تو اور اسناد اس کے حسن ہے ویستاذن للدخول علیہما اور اذن طلب کرے
اونکی پاس آنیکا اور بی اجازت نہ آوی کہ مقتضا ادب کا نہیں ہے اور اس امر میں حدیث وارد ہے چنانچہ استیذان کی بیان
میں گذر چکی کہ ایک مرد نے حضرت سے پوچھا کہ آیا اپنی ماں سے اذن طلب کروں آپ نے فرمایا کہ ہاں اذن طلب کر آیا دوست

رکہتا ہی تو کہ دیکہی اوسکو برہنہ یعنی اگر بی اذن کے چلا آوی اور وہ بالفرض برہنہ ہووی اوسنی عرض کیا کہ برہنہ دیکہتا تو مین دوست نہین
رکہتا آپنی فرمایا پس اذن طلب کر و یستغفر لہما اور مغفرت کرے اون دونون کی یعنی اون کی موت کے بعد بعض تابعین سی مروی ہی کہا کہ جو شخص کہ دعا
کری اپنی ماں باپ کیلیے ہر روز پانچ مرتبہ پس بیشک ادا کیا اوسنے حق اون دونونکا اسلیے کہ فرمایا ہی اللہ تعالی نے ان اشکر لی ولوالدیک پس شکر الہی
تو یہہ ہی کہ ہر روز اون مین پانچ مرتبہ نماز ادا کری اور شکر والدین کا یہہ ہی کہ ہر روز اون کیلیے پانچ مرتبہ مغفرت طلب کری ذکر کیا ہی اسکو مشکوۃ الانوار
مین وینفذ عہودہما ووصایاہما ویکرم اصدقاءہما اور جاری اور پورا کری اونکی عہدون اور وصیتون کو بلکہ حقوق آدمیون کے کہ اونکے ذمہ پر ہون اونکو
بہی ادا کری اگرچہ وصیت نکی ہو کہ کمال برامی مین ہی اور تعظیم تکریم کرے اونکی دوستونکی فوروح پس وارد ہوا ہی صحیح مسلم کی حدیث مین ابن عمر رضی اللہ عنہما
سی ان ابر البر ان یصل الرجل اہل ود ابیہ بعد ان یولی الاب یعنی تحقیق نیک ترین نیکیون کی وہ ہی کہ پیوستگی کری آدمی ساتھہ احسان اور اکرام کے
اہل دوستی اپنی باپ سی یعنی اپنی باپ کے دوستونکے ساتھہ احسان کری بعد اسکی کہ پشت پہیری باپ یعنی باپ کی غیبت مین اوسکی دوستونکے ساتھہ
احسان کری برابر ہی کہ باپ زندہ ہو یا مردہ اور یہی حکم والدہ کا بہی ہی بلکہ وہ اولی ہی ساتھہ اسکی روایت کی ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور
حاکم نے اور کہا ہی کہ صحیح الاسناد ہی مروی ہی مالک بن ربیعہ سی کہا درمیان اسکی کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہی کہ ناگاہ آپکے
پاس ایک آدمی آیا بنی سلمہ سی یہہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا باقی ہی کوئی نیکی ماں باپ کی نیکیون مین سی کہ کرون مین اوسکو بعد موت اون
دونونکی جیسا اونکی زندگی مین تو جو کچہہ احسان ہو سکا وہ مین نے کیا بعد مرنیکی بہی کوئی صورت نیکی کرنیکی ہی آپ نے فرمایا ہان باقی ہی رحمت طلب
کرنا اور استغفار کرنا اونکی لیی اور پورا کرنا اونکے عہد اور وصیت کو اور صلہ رحمی کرنا کہ نہ کیجاوی ساتھہ اون دونونکے اور اکرام کرنا اونکے
دوستونکا اور بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سی روایت کی ہی کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق بندہ البتہ مرجاتا ہی ماں باپ اوسکا
یا ایک اون دونونکا اور وہ نافرمان ہوتا ہی پس ہمیشہ دعا کیا کرتا ہی اونکیلیے اور استغفار کرتا ہی اون کیلیے یہانتک کہ لکہتا ہی اللہ تعالی اوسکو
نیکی کرنیوالا اونکے ساتھہ و یتصدق لہما اور تصدق اور خیرات کرے ماں باپ کیلیے کہ یہہ جملہ احسانات مین سی ہی طبرانی نے اوسط مین
روایت کی ہی کہ کہا ہی اوپر ایک تمہاری کے کہ جب ارادہ کری کچہہ خیرات کرنیکا یہہ کہ گردانے اوسکو اپنی ماں باپ کیلیے پس ہوتا ہی اوسکی ماں باپ
کیلیے اجر اوسکا اور ہوتا ہی مثل اجر اون دونونکے اسکیلیے بغیر اسکی کہ کم کیا جاوی اوسکی اجر مین سی کچہہ بہی محمد طاہر نے اپنی تذکرہ مین کہا ہی کہ یہہ
حدیث ضعیف ہی لیکن فضائل اعمال مین ضعیف کے ساتھہ بہی اخذ کیا جاتا ہی اور اونکے واسطے تصدق کرنا بہی اسی قسم مین سی ہی شرعۃ الاسلام مین کہا ہے
کہ بعض بزرگ راستے کے داہنی جانب سی پتہر اوٹہا کر پہینکتی اور نیت کرتی تہی اوس سی اپنی باپ کی جانب سی اور دوسرا پتہر بائین جانب سی دور
کرتی تہی اور نیت کرتی تہی اوس سی اپنی ماں کے جانب سی اور جو غصہ کہاتی تہی تو اوس سی نیت کرتی تہی اپنی ماں باپ کو نیکی پہنچانیکے سو اس مین دلیل
ہی کہ تمام بندی نیکیان ماں باپ کے بر مین سی ہین انتہی نجم العلم مین ہی کہ بیٹے کو چاہیی کہ اپنی بیوی کو طلاق دیوی اور اپنی غلام اور لونڈیکو آزاد کری
اور فروخت کر دی اور صرف کری اپنا مال اگر حکم کرین ماں باپ یا ایک اون دونونکا ساتھہ کسی چیز کے ان اشیاء مذکورہ مین سی جیسا کہ وارد ہوئی ہین
ساتھہ اسکی حدیثین اونہین مین سی احمد کی حدیث ہی کہ ہرگز نافرمانی نہ کر اپنی باپ کی اگرچہ حکم کرین تجکو نکلنے کا اہل اور مال تیری سی اور ملا علی قاری نے
شیخ ابن حجر سی نقل کیا ہی کہ یہہ شرطین واسطی مبالغے کے ہین یعنی نہ مخالفت کر کسیکی اونمین سی اگرچہ حکم کرین تجکو زوجہ کے فراق اور ہبہ کر دینے

مال کا لیکن باعتبار اصل جواز کے پس نہین لازم ہی اوسکو طلاق دینا زوجہ کا اگر وہ امر کرین اوسکی چھوڑنے کا اگرچہ ایذا پاتی ہوون اوسکی باستے
کہنے سی سخت ایذا کیونکہ بیشک اوسکو بیٹے کی ضرورت پڑتی ہی پس نہ تکلیف اوٹھاوی اون کے سبب سی اسلیے کہ شفقت کا مقتضا تو یہہ ہی کہ
اوسکو ایسی امر کا نہ حکم کرین کہ جسمین اوسکو تکلیف ہووی لیکن اور ساکت ہوئے مصنف اسی اور کچھ کلام نہین کیا اسپر لیکن اس عبد ضعیف کو
اسمین دو تطبیق مین ایک تو یہہ کہ نہین ظاہر ہی کوئی قرینہ صارفہ یہانتک کہ حمل کیجاوی حدیث اوپر مبالغہ کے دوسری الکیہ عقوق اور نافرمانی اونکی جبہی
مین ہوتی ہی کہ معصیت نہو اور طلاق اور عتاق اور بیع مملوک کے اور صرف کرنا مال کا مباح امر مین معصیت نہین ہی اور ترمذی کی حدیث مین آیا ہی کہ روایت
کی ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سی کہا میری نکاح مین ایک عورت تہی اور تہی حضرت عمر کہ اوسکو مکروہ جانتے تہی پس کہا مجہسے کہ طلاق دیدی اوسکو سو انکار
کیا مین نے پس آئی حضرت عمر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس ذکر کیا یہہ حال پس فرمایا مجہسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق
دی تو اوسکو انتہی وبرہما احیاء ومیتا اور زیارت کری ماں باپ کی حالت زندگی اور حالت موت مین اور اقل مدت اوسکی ہفتہ ہی فی دفعہ پس وارد ہوا
ہی ترمذی کی حدیث مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سی من زار قبر ابویہ او احدہما فی کل جمعۃ غفر لہ وکتب برا جو شخص کہ زیارت کری اپنی والدین کے قبر
کی یا ایک کی اون دونونکے قبرون سی ہر جمعے مین یعنی خاص جمعے کے روز کہ وہ افضل ہی بسبب مضاعف ہونے حسنات کی اوسمین بخشتے مرتبہ یا
ہفتے مین تو مغفرت کیجاتی ہی اوسکیلیے اور لکہا جاتا ہی نیکوکار اگرچہ زندگی مین اونکو رنجیدہ کیا ہو اس حدیث سی یہہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ زیارت
کرنا صالحین کی قبر کی ایسی ہی ہی کیونکہ وہ سبب ہی واسطی مغفرت کے اور موجب ہی قربت کیلیے وتقطیع لسان السفیہ عنہما بالمال اور قطع کری زبان
بد ان کے ماں اور باپ سی ساتہہ مال اپنی کے یعنی اگر کوئی شخص اسکی ماں باپ کی برائی کرتا ہی تو اوسکو کچہہ مال دیکر اونکے ہجو گوئی سی باز رکہی
فہو من البر اسلیے کہ وہ بہی بر مین ہی اسکے حق مین اور تمہی اسکے والدین کے حق مین عسکری اور قضاعی کی روایت مین ہی جابر رضی اللہ عنہ سی مرفوعا
وہ چیز کہ بچاوی اسا تہہ اوسکی آدمی آبرو اپنی پس وہ واسطی اسکے صدقہ ہی وتقدیم حق المعلم علی حقہما اور مقدم کری حق اوستاد کا کہ علوم شرعیہ
اوس سی سیکہی ہوں اوپر حق ماں باپ کے اور تمام مسلمانونکے حق سی کیونکہ وہ امور شرعیہ مین سی ہی اور فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے بہتر باپونکا
وہ شخص ہی کہ علم سکہاوی تجکو فہو سبب حیوۃ الروح اسلیے کہ وہ یعنی معلم سبب زندگانی روح کا ہی جیسیکہ والدین سبب ہین اسواسطی ایجاد بدن کے
اور ظاہر ہی کہ زندگی روح کی اعلی ہی جسم کے حیوۃ سی اسیواسطی کہا ہی کہ جاہل مرنے کے مانند ہی مروی ہی کہ اسکندر ذو القرنین سی کہا گیا کہ اپنی استاد
کی تعظیم کیون باپ سی زیادہ کرتا ہی کہا اسلیے کہ میری باپ نے تو مجکو اوتارا ہی آسمان سی طرف زمین کی اور میری اوستاد نے چڑہا دیا مجکو زمین
سی طرف آسمان کے پہر مصنف نے بعض آداب معلم کے ذکر کیے اگرچہ اس قول سی تقدیم حق المعلم الخ سب حقوق ضمنا معلوم ہو گئے تہی اسلیے کہ اگر
آہستہ سعی کرتی ہیں اوستاد کے حق مین پس کہا ولا تقرع باب دارہ اور نہ ٹہوکے دروازہ معلم کو بلکہ غلام کے مانند دروازے پر انتظار مین کہڑا رہے
تو روح پس وارد ہوا ہی قرآن مجید مین بیچ فضیلت انتظار معلم حقیقی کی ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم اور جو وے یعنی مسلمان کہ ندا
کرتے ہین تجکو حجرات کے باہر سی صبر کرتے یہانتک کہ نکلی تو اون کیطرف تو البتہ ہوتا بہتر اور زیادہ نزدیک ادب سی اونکیلیے ظاہر یہہ ہی کہ یہی حکم
ہو کہ یہی مستنبط ہی اس آیت سی ساتہہ قیاس کے اور نہین تو سیاق اس آیت کا یہہ ہی ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون
مفہوم ہی اس امر مین کہ مراد لاحق قول سی جو لو انہم صبروا ہی صبر کرنا ہی آواز دینی سی اور دروازہ ٹہوکنے کا اوسمین اصلا کچہہ ذکر نہین ہے

اور ہر گاہ کہ معلم کے لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا مرتبہ ہو اور تعظیم اوسکی مانند تعظیم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کی سبب ہے چنانچہ وارد
ہوا ہی کہ شیخ اپنی قوم میں مانند نبی کے ہی اپنی وقت میں پس شاگردونکو ضرور ہی کہ محافظت کرین آداب معلم میں جمیع آداب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
اسیواسطی شرعۃ الاسلام وغیرہ میں کہا ہی کہ تواضع کری اوس شخص کی کہ سیکہا ہی اوس سی علم اگرچہ ایک حرف ہو اور خوشامد اور چاپلوسی کری اوسکی
اور دعا کری اوسکیلیے ظاہر باطن مین اور خدمت کری اوسکے اور مدد کری اوسکے اور نہ رسوا کری اوسکو اور نہ اختیار کری اوسپر غیر کو اور نہ مخالفت
کری اوسکے اوس چیز مین کہ امر کری وہ مباحات مین سی اور تلاش کرتا رہی اوسکے خوشی اور رضامندی اور نہ بخل کری اپنی مال مین اوس سی اور نہ
پیروی کری اوسکے زلت اور لغزش کی اوسکے قول مین بلکہ نیک تاویل پر اوسکو حمل کری اور نہ آگی چلے اوس سی راستے مین اور بلند نکری اپنی آواز
اوسکے آواز پر اور نہ خطاب کری اوسکو اوسکا نام لیکر اور نہ اوسکے کنیت کہکر پکاری اور نہ ہنسی اوسکے ساتہہ اور نہ التفات کری داہنے بائین جانب اور
نہ لعب کری کسی چیز کے ساتہہ اور بیٹہا اوسکے سامنے دو زانو ہو کر خشوع خضوع سی اور اس سی کہ حق اوستاد کا مان باپ کے حق سی مقدم ہی یہہ بہی معلوم
ہو گیا کہ اوسکے نافرمانی مانند نافرمانی اونکے ہی بلکہ زیادہ ہی اوس سی انتہے ویصل الرحم بما الکن من عطاء و زیادۃ دعاء اور پیوند کری اون اقربا اونکے
ساتہہ کہ رحم کی جہت سی قرابت رکہتے ہون ساتہہ اوس چیز کے کہ ممکن ہووی بخشش کرنے اور اونکے زیارت کرنے اور اونکے حق مین دعا خیر کرنی کی پہہ اونے
درجہ ہی قاموس مین ہی کہ رحم ساتہہ کسرہ رای مہملہ اور سکون حاء مہملہ و مانند کتف کے بچہ دان کو کہتے مین اور مراد اسجگہ صاحب رحم کا ہی نہایہ مین کہا ہی
کہ ذو الرحم اقارب کو کہتے ہین اور واقع ہوتا ہی ہر اوس شخص پر کہ جمع کری درمیان اوسکے اور درمیان تیری نسبت انتہے اور خلاصہ طیبی کے کلام کا
یہہ ہی کہ ذوی الارحام کے کئی مراتب ہین اعلی اونکا وہ ہی کہ ہووی بسبب ولادت کے پہر بسبب اخوت کے پہر اعمام پہر غیر اونکے اور بعضون نے کہا ہی
کہ وہ عام ہی ہر ذی رحم کو ذوی الارحام سی جو میراث مین فروض و عصبات مین وارد ہوا ہی حدیث مین من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیصل
رحمہ جو شخص ہووی کہ ایمان لایا ہو ساتہہ اللہ تعالے اور دن قیامت کے پس چاہیئے پیوند کری رحم اپنی کو شارح جلیل ملا علی قاری نے کہا ہی
کہ مین نے اسکے کچہہ اصل نہین پائی لیکن صحیحین مین حضرت عائشہ کے حدیث سی مروی ہی انہون نے روایت کی ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سی کہ فرمایا
ہی اللہ تعالے مین رحمان ہون اور یہہ رحم نکالا گیا ہی اوسکے لیے نام میرے نام سے پس جس شخص نے وصل کیا اوسکو تو وصل کرونگا مین اوسکو اور جس
شخص نے کہ قطع کیا اوسکو تو قطع کرونگا مین اوسکو اور انہین مین ہی رضی اللہ عنہ سی جو شخص کہ دوست رکہی کہ تاخیر کیجاوی اوسکے اجل مین اور عمر
اوسکے دراز ہو جاوی اور فراخی ہووی اوسکے رزق مین پس چاہیے کہ صلہ رحم کری اور احسان کری اونکے حق مین اور زیادہ کیا ہی احمد اور حاکم
نے ساتہہ اسناد جید کی حدیث علی سی پس چاہیئے کہ ڈری اللہ تعالے سی اور صلہ رحم کری اور احمد اور طبرانی نے درۃ بنت ابی لہب سی ساتہہ اسناد
حسن کے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سی پوچہا گیا کون آدمی افضل ہی فرمایا بہت ڈرنے والا اونکا اللہ تعالے سی اور زیادہ صلہ
رحم کرنیوالا اونکا اور زیادہ امر بالمعروف کرنیوالا اونکا اور زیادہ منع کرنیوالا اونکا منکر سی اور طبرانی نے اور بیہقی نے عبد اللہ بن عمران سی
روایت کی ہی کہ رحم معلق ہی ساتہہ عرش کے اور نہین وصل کرنیوالا جو مکافات اور عوض کری لیکن وصل کرنیوالا وہ ہی کہ جبکہ قطع کیا جاوی رحم
اوسکا تو وصل کرلے اوسکو اور یہہ حدیث بخاری کے نزدیک سوا اس قول کے ہی کہ رحم معلق ہی ساتہہ عرش کے اور ایک حدیث مین یون آیا ہی کہ رحم معلق
ساتہہ عرش کے ہے کہتا ہے جو شخص وصل کری مجکو وصل کرے اوسکو اللہ تعالی اور جو شخص کہ قطع کرے مجکو قطع کرے اوسکو اللہ تعالی اور احمد نے معاذ سے اور طبرانی نے ابی امامہ سے روایت کی ہی کہ

کہ افضل فضیلتوں کے یہہ ہی کہ وصل کری تو اوس شخص سی کہ قطع کری تجھسے اور عطا کری تو اوسپر کہ محروم رکھی تجکو اور درگذر کرے اُسے اور در
گذر کری تو اوس سی کہ ظلم کری تجپر اور صحیحین میں مروی ہی اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سی کہا آئی میری پاس ماں میری اور وہ مشرکہ تھی
عہد قریش میں پس عرض کیا میں نے یا رسول اللہ میری ماں میری پاس آئی ہی وہی راغبہ اور وہ رغبت کرنیوالی ہی آیا پس صلہ رحم کروں میں اوسکی
فرمایا ہاں صلہ رحمی کر اور ایک روایت میں ہی آیا میں دوں اوسکو کچہہ آپنی فرمایا ہاں صلہ رحم کر اوس سی اور یہہ مقتبس ہی اس قول اللہ تعالے سی و
صاحبہما فی الدنیا معروفا علما نے کہا ہی کہ اسما کی اس حدیث میں دلیل ہی اوپر واجب ہونے نفقہ ماں باپ کے جو کافر ہوں مسلمان بیٹی پر اور یہہ
کہ احسان کافروں پر جائز ہی اور قاضی بیضاوی نے کہا کہ اللہ تعالے نے جو ارحام کو اپنی نام کے ساتھہ متصل بیان کیا ہی اس آیت میں واتقوا اللہ
الذی تساءلون بہ والارحام اسمین تنبیہہ ہی اس امر پر کہ صلہ رحم کا مرتبہ اللہ تعالے کے نزدیک بڑا ہی اور روایت کی ہی ترمذی نے اور حسن کہا ہی اور
نسائی اور ابن ماجہ نے حدیث سلمان بن عامر الضبی سی کہ صدقہ اوپر مسکین کے صدقہ ہی اور اوپر ذوی رحم کے صدقہ اور صلہ رحم ہی ابو ذر کہتے ہیں کہ وصیت
کی مجکو میری خلیل محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ صلہ رحم کروں اگرچہ میں غضبناک ہوں اور حق کہوں اگرچہ تلخ ہووی اور حضرت ابو ہریرہ سی مروی
ہی کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میری قرابتی اور خویش بہت ہیں صلہ رحم کرتا ہوں میں اونسی اور وہ قطع کرتی ہیں مجھسے اور میں اونسی نیکی کرتا ہوں
اور وہ مجھسے بدی کرتے ہیں اور حلم اور بردباری کرتا ہوں اور وہ جہل کرتے ہیں مجھسے پس فرمایا حضرت نے قسم خدا کے اگر تو ایسا ہی جیسا کہ کہتا ہی پس
ہمیشہ گویا کہ اونکے منہہ میں گرم خاک ڈالتا ہی تو اور ہمیشہ اللہ تعالے تیرا ناصر ہی اور دفع کرنیوالے ہی اونکا شر جب تک کہ مستقیم ہووی تو اس صفت پر
اور یہہ مرتبہ کمال حسن خلق اور درجہ صدیقوں کا ہی اور بیچ انس کی حدیث میں آیا ہی بلّوا الارحام اور ایک روایت میں ہی صلوا الارحام ولو بالسلام
پیوند کرو ارحام کو اگرچہ ساتھہ سلام کے ہووی یعنے اسقدر احسان ہووی کہ سلام کری اور خبر بالمشافہہ ہووی یا خط کتابت کے ساتھہ روایت کیا
ہی اس حدیث کو عسکری نے انس سی مرفوعا شیخ مشارق میں نقل کیا جوار القریب تہر یرفع الحرمۃ ویورث القطیعۃ اور بعضوں نے کہا ہی
کہ مکروہ ہی ہمسائگی قریب اور خویشوں کے اسلئے کہ سبب اونہاتی ہی حرمت اور وقار کو اور پیدا کرتی ہی برہمگی اور ناخوشی کو ساتھہ ایک دوسرے کے
بسبب ملالت کی کہ ہمسائگی میں خواہ مخواہ عارض ہوتی ہی لیکن اس باب میں یہہ حدیث جو لاتی ہیں کہ فرمایا آپنی صلہ رحم کرو اقرباؤں کے ساتھہ اور نہ ہمسائگی
کرو اونکے ساتھہ کیونکہ ہمسائگی پیدا کرتی ہی دشمنی درمیان تمہاری در مصنف محمد طاہر فتنی نے کہا ہی کہ اسمین ایک راوی مجہول ہی اور دوسرا غیر محفوظ ہی
اور مروی ہی کہ حضرت عمر نے اپنی عاملوں کو لکہا تہا کہ حکم کرو اقارب کو کہ زیارت کریں اپنی ولیونکی اور نہ ہمسائگی کریں اور نکے درمیان زر غبا اور زیارت
کریں اور یا کہ ایک روز درمیان دیگر تاکہ محبت اونکے زیادہ ہووی اور ملول نہوں حسن نے کہا ہی کہ غب زیارت میں یہہ ہی کہ زیارت کری ہر ہفتی میں
ایک مرتبہ یا ہر ماہ میں جیسا کہ بعض روایات میں ہی و یرای حق الکبیر کحق الابوین اور رعایت کری اپنی سی بڑی حق کے مانند حق ماں باپ کے یعنے خویش
قرابتیوں میں سی جو اپنی سی بڑا ہووی مانند بڑی بہائی اور بہن اور چچا اور پہوپی اور ماموں خالہ کے سوا اونکے ساتھہ ماں باپ کے حقوق کے مانند رعایت
کری اور ادب اور تواضع میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکری بیہقی نے سعید بن العاص رضی اللہ عنہما سی روایت کی ہی کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے حق کبیر کا اوپر صغیر اونکے کے مانند حق والد کے ہی ولد پر لیکن محمد طاہر نے مختصر میں نقل کیا ہی کہ یہہ حدیث ضعیف ہی
والصغیر کالولد اور صغیر کے حق کی رعایت مثل ولد کے کری اور شفقت بسری اور سپر کرے کہ نیک سیرتی یہی ہی اور رسالہ مکمل [illegible]

اور خرید کرے اپنے قریب کو درحالیکہ مملوک کسیکا ہووے تاکہ آزاد کرے یا خود آزاد ہو جاوے جبکہ ذوالارحام سے ہووے لاسیما والدین تو ہو نفار حق کا خاص کرنا
باپ کو اس نیت سے خرید کرے کہ یہہ پورا کرنا اوسکے حق کا ہی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہین بدلا دیتا ہی کوئی فرزند
اپنے باپ کو پورا بدلا یہانتک کہ پاوے اوسکو مملوک پس خرید کرے پہر آزاد کرے اوسکی آزاد کرنیکے یا ہو جاوے اوسکے آزاد ہونیکا سبب اور جب کہ مصنف
بیان حقوق والدین اور اقارب سے فارغ ہو چکا تو ہمسایہ کے حقوق کا بیان شروع کیا پس کہا و یبالغ فی استرضاء الجار اور مبالغہ کرے اور جہد اور کوشش
بجا لاوے بیچ راضی رکہنے ہمسایہ کے کہا گیا ہے الجار ثم الدار والرفیق ثم الطریق اور یہہ نکتہ اس قول آسیہ فرعون کی زوجہ سے مستنبط ہی اذ قالت
رب ابن لی عندک بیتا اور ہمسایہ کی رعایت حقوق مین بہت حدیثین اور اخبار وارد ہوئے ہین فوز درج بس وارد ہوا ہی صحیحین کی حدیث مین
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رض سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ما زال جبرئیل یوصینی فی الجار حتی ظننت انہ سیورثہ یعنی ہمیشہ ہی
جبرئیل ع کہ وصیت کرتے تہے مجکو کہ امر کرون امت کو ساتہہ نگاہ رکہنے حق ہمسایہ کے ساتہہ احسان اور دفع ضرر کی اوس سے یہانتک کہ گمان
کیا مین کہ تحقیق وہ نزدیک ہی کہ روایت کر دینگے اوسکو یعنی ایک ہمسایہ کو دوسرے ہمسایہ کا وارث کر دینگے سو اس تقدیر پر نہین لازم آتا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلیے میراث ہووے اور احتمال ہی کہ شاید یہہ حدیث قبل اسکے ہو کہ وحی کی گئی آنحضرت علیہ السلام کو ان الانبیاء لا
یورثون یا یہہ کہ مراد اوس سے کمال مبالغہ ہووے یہانتک کہ گمان کیا وارث کر دیگا اوس چیز مین کہ نہین ہی اوسکے لیے اور شیخین نے ابی شریح سے
روایت کی ہی کہ جو شخص ایمان لاوے ساتہہ اللہ تعالے اور دن قیامت کے پس اکرام کرے اپنے جار کا اور بخاری نے اوسیسے روایت
کی ہی کہ ہرگز نہین کامل مومن ہوتا ہی بندہ یہانتک امن مین ہووے ہمسایہ اوسکا اوسکی تکلیفونسے اور بزار اور ابو الشیخ اور ابی نعیم نے
حلیہ مین جابر سے روایت کی ہی کہ ہمسائے تین ہین ایک وہ ہمسایہ کہ اوسکا ایک حق ہی دوسرا وہ کہ اوسکیلیے دو حق ہین تیسرا وہ کہ اوسکیلیے تین حق ہین سو وہ
ہمسایہ کہ اوسکے لیے تین حق ہین وہی ہی کہ مسلمان اور ذی رحم ہو سو اوسکیلیے حق جوار اور اسلام اور حق رحم کا ہی اور وہ کہ اوسکیلیے دو حق ہوین وہ مسلمان
ہمسایہ ہی اوسکیلیے ہمسائے کا حق ہی اور اسلام کا حق اور وہ ہمسایہ کہ اوسکا ایک حق ہی مشرک ہمسایہ ہی ملا علی قاری نے کہا ہی کہ مین کہتا ہون کہ شاید
کہ اسکا حق قوی ہووے غیر سے کیونکہ نہین مسامحہ کیا جاتا ہی اسکی تقصیر مین اور یہی سبب ہی اوسمین جو مروی ہے ابن مجاہد سے کہا تہا مین پاس عبد اللہ بن
عمر کے اور برادر کا غلام بکری کا پوست نکالتا تہا کہا ای غلام جبکہ پوست نکا چکے تو شروع کرنا ہمارے ہمسایہ یہودی سے یہانتک کہ کہا اوسکو چند مرتبہ پس
غلام نے کہا کہ اسقدر زیادہ تاکید کرتے ہیں یہودی کے واسطے کیا وجہ ہی کہا ہمیشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وصیت فرماتے تہے جار کے حق مین یہانتک
کہ خوف ہوا ہمکو کہ آپ وارث بنا دینگے اوسکو روایت کیا ہی اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور کہا حسن غریب ہی اور روایت کی احمد
نے اور حاکم نے اور تصحیح کی ہی اوسکی ابو ہریرہ رض سے کہا گیا کہ فلان عورت دن کو روزہ رکہتی ہی اور شب بیداری کرتی ہی اور ایذا دیتی ہی
اپنے ہمسایہ کو اپنی فرمایا کہ وہ آگ مین ہی اور خرائطی اور ابن عدی نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہی اونسے اپنے باپ سے اونسے اپنے دادا سے آیا جانتے ہو کیا
حق ہی ہمسایہ کا اگر مدد طلب کرے تجسے تو مدد کر تو اوسکی اور جو قرض طلب کرے تجسے تو قرض دے تو اوسکو اور جو محتاج ہو جاوے تو مدد کر اوسکی اور جو بیمار
ہووے تو عیادت کر اوسکی اور جو مر جاوے تو مشایعت کر اوسکی جنازہ کی اور جو پہونچے اوسکو خیر تو خوش ہو تو اور جو پہونچے اوسکو مصیبت
تو تعزیت کر اوسکی اور نہ بلند بنا اوسپر مکان پس روکے تو اوس سے ہوا کو مگر اوسکے اجازت سے اور جبکہ خریدے تو کوئی میوہ

پس ہدیہ بھیج اوسکے لیے بھی اور جو نکر سکی تو تو پوشیدہ اوسکو گہر مین لا اور نہ نکال اپنے بیٹی کو اوسی میوی کے ساتہہ تا کر رشک کرے اوسکا بچہ اور نہ ایذا
دے تو اوسکو ساتہہ خوشبو دیگ اپنی کے مگر یہہ کہ اوس کو بہی کسی قدر دیوی اور دوسری حدیث مین ہے کہ فرمایا آپ نے آزما جانتے ہو تم کیا حق ہے ہمسا
یکا قسم ہے اوسکی ذات کی کہ نفس میرا اوسکی قبضۂ قدرت مین ہے نہین پہنچتا ہے حق ہمسایکو مگر وہ شخص کہ رحم کرے اوسکو اللہ تعالے اور کہہ وہی
اور سے کہ وصیت کی مجھکو میری خلیل رسول علیہ السلام نے جبکہ پکاؤ تو کہانا پس زیادہ کر شوربا بعد نظر کر اپنے ہمسایون کی اہل و عیال کے طرف پس دے تو اونکو
روایت کیا ہے اسکو مسلم نے حاصل یہہ کہ دوست رکھے اوسکی لیے وہ چیز کہ دوست رکہتا ہے اپنے نفس کے لیے حکایت ہے کہ بعض سلف نے کثرت
چوہون کی شکایت کی اپنے کسی دوست سے سو اوسنے کہا کہ اگر بلے پال لو تو اچھا ہے کہا مین ڈرتا ہون کہ چوہے بلی کی آواز سنکر ہمسایہ کے گہر مین بہاگ
جاوین پس ہون مین دوست رکہنے والا اونکے لیے وہ چیز کہ نہین دوست رکہتا ہون اپنے نفس کے لیے اور بہی شیخین نے ابوہریرہ سے روایت
کی ہے کہ فرمایا آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین بار مکرر کہ ہرگز نہین ایمان لاتا ہے اور نہین مومن ہوتا ہے قسم خدا کے صحابہ نے عرض کیا
کون مومن نہین ہوتا یا رسول اللہ اور کس کو آپ فرماتے ہین فرمایا وہ شخص کہ امین نہووے اوسکا ہمسایہ اوسکی بدی سے اور احمد نے
عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے دو خصم کہ قیامت کی دن ایک دوسرے سے خصومت کرینگے
اور اپنے حق کو دوسری سے طلب کرینگے دو ہمسایہ ہونگے اور ابن ماجہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور کہا یا رسول اللہ کیونکر معلوم ہووے کہ مین نیک ہون یا بد فرمایا اگر ہمسایہ تیرے تجکو نیک کہتے ہین تو تو نیک
ہے اور جو بدی کرین تو بد ہے اور بہی وارد ہوا ہے حدیث مین یمن الدار سعۃ و حسن جوار اہلہ برکت گہر کے فراخی اوسکی ہے بقدر کفایت
کے اور نیکی ہمسایہ اہل اوسکی کے یہہ حدیث اسی طرح مروی ہے احیا مین کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ برکت اور شومی عورت اور
مسکن اور فرس مین ہے پس برکت عورت کی ہلکا ہونا اوسکے مہر کا ہے اور آسانی اوسکے نکاح کے اور حسن خلق ہونا اوسکا اور شومی
اوسکی زیادہ ہونا اوسکے مہر کا ہے اور دشواری نکاح کی اور بدخلقے اوسکی اور برکت مسکن کے وسعت اوسکی ہے اور نیک ہونا جوار اہل
اوسکا اور برکت فرس کے مطیع ہونا اوسکا ہے اور حسن خلق اوسکا اور شومی اوسکی نافرمانی اور سرکشی کرنا اوسکا و فی حد الجوار وارد
اور وارد ہوئی ہے حدیث مین تحدید اسکی چالیس گہر لینے چالیس گہر تک جوار کا حق ہے زہری سے مرسلا مروی ہے کہ ایک آدمی
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا در حالیکہ اپنے ہمسایگی شکایت کرتا تہا پس فرمایا آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مسجد کے
دروازے پر ندا کرے کہ آگاہ ہو چالیس گہر تک ہمسایگے کا حق ہے روایت کیا ہے اسکو ابوداود نے اپنے مراسیل مین زہری نے کہا ہے کہ چالیس
گہر اسطرح اور اشارہ کیا چارون جہت کی طرف اور موصول کیا ہے اسکو طبرانی نے زہری کی روایت سے کعب بن مالک سے اوسنے اپنے
باپ سے اور روایت کیا ہے اسکو ابویعلی نے ابی ہریرہ کے حدیث سے کہا چالیس گز لیکن یہہ دونو حدیثین ضعیف ہین و ورد اربعین فی
کل جہۃ اور مروی ہے کہ چالیس گز ہر جہت مین ہون جہات اربعہ سے جیسیکہ زہری نے کہا ہے کہ ہر جہت مین چالیس گہر مین سو
ایک سو ساٹھہ گہر گرداگرد کے ہمسائگی کے حق مین ہونگی روایت کی ہے بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا مین نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری دو ہمسائی ہین ایک تو قریب ہے دروازے کے دوسرا بعید ہے اوس سے اور بسا اوقات
وہ چیز کہ میری پاس ہوتی ہے وہ دونون کو کفایت نہین کرتی پس کونسا اون دونو نکا اعظم ہے از روی حق کے فرمایا جو قریب ہے

تیسری دروازہ کی سو اس حدیث مین تنبیہ ہے اسپر کہ رعایت قریب کی زیادہ ہے چنانچہ تشہیر کراوسکی طرف ہیہ قول اللہ تعالیٰ کا والجار ذی القربی و
الجار الجنب اور احمد وغیرہ نی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو شخص کہ ارادہ کری اللہ تعالیٰ ساتھ اوسکی بہلائی کا دوست
کر دیتا ہے اوسکو طرف ہمسایون اوسکی کے اور بیہقی کی روایت مین ہے کہ کہولتا ہے اوسکی عمر صالح قبل موت اوسکی کے یہانتک راضی اور خوشنود ہوتے ہین
اوس سے وہ شخص کہ گرد اگرد اوسکی ہین اور اسناد اوسکی جید ہے وتحیرز عن النظر الی بیتہ اور پرہیز کری نظر کرنی سے طرف ہمسایہ
کے اپنی مکان کی چہت پر سے کہ اسمین اوسکو ایذا دینا ہے اور یہہ جب ہے کہ قصد اور ارادے کے ساتھہ ہووی اور جو بلا قصد اسکی نظر
اوسکے مکان مین پڑگئے اور کوئی پوشیدہ امر اسکی نظر مین آگیا تو اوس سے تجاوز کرو واجراء المیزاب الیہ اور پرہیز کری جاری کرنی ناودان
سے اوسکی گہر کی طرف اسطرح سے کہ اسمین اوسکا ضرر ہووی سو اگر ناودان قدیم سے جاری ہو تو اوس سے احتراز کرنا یعنی اوسکو
بند کرکے دوسری طرف نکالنا مستحب ہے اور اگر قدیم نہین ہے تو واجب ہے اور جو ناودان سے اوسکو ایذا نہین ہوتی ہے
اور ہمسایہ منع بہی نہین کرتا ہے اور جاری کرنا جدید ہے پس اسمین کچہہ باک نہین ہے اور جو ہمسایہ منع کرتا ہے اور جاری کرنا
جدید ہے پس احتراز کرنا اوس سے واجب ہے کیونکہ یہہ ایک نئی بات پیدا کرنا ہے غیر کی ملک مین اوسکی بے اجازت سے اور
جو وہ منع کرتا ہے اور ناودان قدیم سے جاری ہے اور اوسکو اسمین کچہہ ایذا بہی نہین ہے پس مستحب یہہ ہے کہ اوسکو
بند کرے اور اوسکی اطاعت کری کہ یہہ بہی ایک قسم کا احسان ہے ووضع السارتیہ علی حائطہ اور پرہیز کری گہر کی ستون رکہنی سی
اوسکے دیوار پر بدون اجازت اوسکے کے لیکن ہمسائی کو چاہیے کہ ستون رکہنی مین دیوار پر کچہہ مضائقہ اور تنگی نکری اور
خوشی سی اپنی دیوار پر اوسکا ستون رکہنی دی صحیحین مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے منع نکری ایک تمہارا اپنی ہمسائی کو کہ لکڑ ے اوسکے دیوار مین رکہی اور خرائطی نے مکارم اخلاق مین ابی ہریرہ سے
روایت کی ہے اور اسناد اوسکی جید ہے کہ حکم فرمایا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ رکہی ہمسایہ شہتیر اپنی مکان کا اوسکی
دیوار پر وہ راضی ہو یا انکار کری کذا فی شرح ملا علی القاری رحمہ اللہ والمضائقۃ فی القاء التراب بین یدی الدار اور احتراز کری
مضائقہ کرنے سے بیچ ڈالنے خاک ہی کے سامنی اوسکی گہر کی یعنے اگر ہمسایہ اوسکی مکان کی سامنی کوڑا کرکٹ خاک مٹی ڈالی تو اسمیں
اوسپر تنگی نکری باوجودیکہ اسکو منع کرنے کا حق ہے پس اسمین احسان ہے اور اوسکے ساتھہ ولا یمنع عنہ الریح برفع البناء اور نروکی ہوا
ہمسائی کے گہر سے ساتھہ بلند کرنے عمارت اپنی مکان کی مگر اوسکے اذن کی ساتھہ ولا نحو الملح او الماء او النار اور نروکی ہمسائی
سے وہ چیز کہ عادۃً تبذل ہووی مانند نمک اور پانی اور آگ کے کیونکہ ایسی چیزون کا روکنا مطلقاً بخل اور عار ہے سو ہمسایہ سے تو بدرجہ
اولی عار ہوگا مروی ہے کہ ہمسایہ محتاج قیامت کی دن جہگڑیگا تونگر ہمسایہ سی اور کہیگا ای بار خدایا اس سے پوچہہ کہ کیون اسنی میرے
ساتھہ بہلائی نکی اور مکان کا دروازہ کیون مجہپر بند کیا ویرسل الیہ ثمرۃ لیشتریہا او یخفیہا اور بہیجی طرف ہمسائی کے میوہ کہ خریدی
اوسکو اپنی لیے اور جو نہ بہیجی تو چہپادی اور پوشیدہ رکہی تاکہ ہمسایہ کی بال بچی نہ دیکہین اور اپنی ماں باپ کو اوسکی تکلیف نہ دین
ونحو ذلک بریح القدر الا ان یرسل الیہ اور نہ پہنچاوی ہمسائی کو اپنی دیگ کی خوشبو مگر یہہ کہ بہیجی اوسکی طرف بہی کچہہ اوس کہانے سے چنانچہ سابق عمرو بن شعیب کی حدیث مین
مذکور ہو چکا ویسامح بالتکلیف اور مسامحہ کری اور اوسکی تقصیرات سے در گذر کرے اور اوسکی ایذا اور تکلیف پر تحمل کری جہانتک کہ ممکن ہووے کیونکہ ہمسائی کا حق صرف یہی نہین ہے

اور ساتھہ محبت اور ملاطفت اور مزاح اور ملاعبت کے اونکے ساتھہ گذران کری قور وح لیس وارد ہوا ہی شیخین کی حدیث مین جابر رضی اللہ عنہ سی
کہا تہی ہم ساتھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کافرون کی لڑائی مین پس پہری ہم لڑائی سی اور قریب مدینے کے پہنچے مین نے کہا یا رسول اللہ مین نو
خدا ہون اگر حکم ہووی تو پہلے جاؤن آپ نے فرمایا ای جابر آیا زوجہ کی ہی تو نے مین عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ مین نے زوجہ کی ہی آپنی فرمایا
دوشیزہ کی ہی یا بیوہ مین نے عرض کیا کہ دوشیزہ نہین ہی بلکہ بیوہ ہی فرمایا ہلا بکرا تلاعبہا و تلاعبک کیون تزوج نہین کیا تو نے بکر سی کہ بازی کرتا تو ساتھہ
اوسکے اور بازی کرتی وہ ساتھہ تیری اور ایک نسخے مین تداعبہا و تداعبک بمعنے دونون کے بازی کرنیکے ہین سو اس حدیث مین اشارہ ہی طرف کمال
محبت اور عدم کلفت کے بیچ صحبت اور مخالطت دوشیزہ بی بی کے کیونکہ بیوہ عورت غالبا اوسکا دل زوج اول کیطرف متعلق ہوتا ہی اور تکلف
کرتی ہی صحبت اور مخالطت مین اور عادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایسی تہی کہ تنزل کرتی تہی مرتبہ اپنی سی ساتھہ عورتون کے اور موافق
اونکی عقل کے باتین فرماتی تہی یہانتک کہ لاہیں کہ آن حضرت علیہ السلام حضرت عایشہ کے ساتھہ دوڑتی تہی پس سبقت لیگئے ایک روز آپ اور سبقت
لیگئین حضرت عایشہ ایک روز سو فرمایا حضرت نے یہ اوسکے عوض ہی روایت کیا ہی اسکو ابو داؤد اور نسائی نے کبیری مین اور ابن ماجہ نے حضرت
عایشہ کی حدیث سی ساتھہ سند صحیح کے اور کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مین نے سنی آواز حبشیون وغیرہ کی کہ وہ لعب کرتے تہی عید کے دن پس فرمایا حضرت نے
مجہسے آیا دوست رکہتی ہی تو کہ دیکہی لعب انکا حضرت عایشہ کہتی ہین کہ مین نے عرض کیا ہان پس بہیجا حضرت نے اونکے پاس کسیکو اور بلایا پس آئی وہ
اور کہڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیان دو نون کے چوکہٹ مین اور رکہا اپنی ہاتہہ مبارکہ کو دروازے پر اور دراز کیا اپنی ہاتہہ کو اور رکہی مین نے
اپنی ٹہوڑی آپکے دست مبارک پر اور منہ بیچ مونڈہون آپکے ہی اور وہ کہیلنے لگے اور مین دیکہتی تہی اور فرماتی تہی حضرت آیا تجکو کافی ہی یا حمیرا اور مین عرض کرتی تہی چپ رہو
لگے پس فرمایا بس ہی وہ حدیث روایت کیا ہی اسکو شیخین نے اور نسائی نے بہی ساتھہ اختلاف بعض الفاظ کی اور حضرت عمر باوجود خشونت طبیعت کی فرماتی تہی
لائق ہی آدمی کو کہ ہووی اپنی اہل مین مانند بچہ کے پس جبکہ التماس کیا جاوی وہ چیز کہ اوسکے پاس ہی تو پایا جاوی رجل اور حضرت لقمان سی بہی اسیطرح
مروی ہی اور مروی ہی کہ تعریف کی ایک اعرابیہ نے اپنی زوج کی اور حال یہہ کہ وہ مرگیا تہا پس کہا اوس نے کان ضحوکا اذا ولج سکوتا اذا خرج آکلا ما وجد
غیر سائل عما فقد قسم خدا کی تہا زوج میرا بہت ہنسنے والا جبکہ داخل ہوتا تہا مکان مین اور تہا بہت سکوت کرنیوالا جبکہ باہر نکلتا تہا اور تہا کہانیوالا جو چیز کہ
پاتا تہا اور نہین سوال کرتا تہا اوس چیز سی کہ اوسکے پاس نہین ہوتی ولا یدع الانقباض اور نہ ترک کری انقباض اور گرفتگی کو عورتون سی مطلقا یعنی خوشخوئی اور
خوش خلقی مین افراط نکری اور رعایت عورتونکے اوس حد تک نکری کہ اونکا محکوم ہو جاوی اور اسکا خوف اور ہیبت مطلق جاتا رہی اور عورتونکے نزدیک
مسخرہ ہو جاوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لعنت کیا گیا ہی بندہ زوجہ کا کیونکہ حق مرد کا یہ ہی کہ متبوع ہووی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے
نے الرجال قوامون علی النساء اور دوسری جگہ فرمایا والفیا سیدہا لدی الباب اور بدخوئی مین بہی افراط نکری کہ منجر بجور ہووی بلکہ طریقہ اعتدال کا تمام
امور مین مرعی رکہی اگر کوئی نامشروع اور ناملائم امر اونسی ملاحظہ کری تو منع کری اور ناخوش ہووی اور اونکے امین مساعدت نکری قور وح
پس وارد ہوا ہی حدیث حضرت عمر شاوروہن و خالفوہن فان فی خلافہن برکۃ مخالفت کرو عورتون سی اوس چیز مین کہ اونکے رای کے موافق ہو اسلیئے کہ برکت اونکے
خلاف کرنے مین ہی بسبب قلت عقل اور نقصان دین اونکے کہ مروی ہی کہ عرب کی عورتین آپنی لڑکیونکو چند امتحانات اونکے شوہر کے بتایا کرتی نہین اور کہتی تہین
کہ آزمایش کر اپنے شوہر کی قبل اقدام اور جرئت کرنیکے اوسپر نکال اوسکے تیر کی بہال سو اگر چپ رہے تو اوسکے سپر پر گوشت کاٹ اپنی اسکو تکڑے تو اوسکی تیغ آبدار سی ہڈیکا تلاش تمام ہی جب کیا تو

الا بالات اوسکی پشت پر اور سوار ہو اوسکی پشت پر گر جیسے کرے تو وہ تیرا حمار ہی تمام عمر کب اور جس نے کہا ہی کہ صحیح نہیں کرتا ہی کوئی بندہ کہ طاعت کرے عورت کی
بیچ خواہشوں نفسوں اون کے کہ گر پڑے منہ کے بل سنتا ہی اللہ تعالی اوسکو دوزخ میں اور مثال عورتوں کی مثال آدمی کی پسلی کی ہی اگر اوسکو سیدھا
چھوڑے تو فائدہ اٹھاتے ہیں اور ہلاک کرتے ہیں اور جو اونکی باگ کھینچے رہے تو مغلوب ہوتے ہیں لیکن غالب عورتوں کے مزاج میں بدخلقی اور اونکا کم عقل ہونا
ہی پس اونکی اصلاح میں لطف زیادہ کرنا چاہیے بنا بر مبادی الامور بما عواقل اور غیرت کیے آدمی عورت پر اور اصلاح کرے ساتھ آغاز اول امور کے کہ انجام اونکا
فتنہ اور بلا ہی کیونکہ مرد نے غیرت مردوں کے حساب میں نہیں ہی پس غیرت جملہ فضائل اور محاسن مردوں کے ہی اور متحقق ہی ساتھ اخلاق الہی کے چنانچہ
اور وارد ہوا ہی حدیث میں ان اللہ تعالی لیغار والمومن لیغار وغیرۃ اللہ ان یاتی المومن ما حرم علیہ بیشک اللہ تعالی غیرت کرتا ہی اور مسلمان بھی غیرت کرتا ہی یعنی
دو حیا اور جا اور غیرت اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ کرے مسلمان اوس چیز کو کہ حرام کی ہی اللہ تعالی نے اوسپر کہ موجب ضرر دنیا اور آخرت کا ہی روایت
کیا ہی اس حدیث کو شیخین نے مگر بخاری نے یہہ نہیں کہا ہی والمومن لیغار اور معنی غیرت کے مکروہ جانتا آدمی کا ہی اپنے غیر کو اوس چیز میں کہ اوسکا حق ہی اور غیرت
اللہ تعالی کی اوسکے خلاف کی ہی اور روایت کی ہی احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ہیں کہ حرام کی ہی اللہ تعالی نے اونپر جنت
مدمن الخمر اور عاق اور دیوث اور دیوث وہ ہی کہ تاب دیکھے اپنے اہل میں خبث اور یہی وارد ہوا ہی کہ بد کرے اللہ تعالی اوس شخص کو کہ غیرت نہیں رکھتا اور ایک حدیث
میں ہی کہ فرمایا حضرت نے میں البتہ غیرت دار ہوں اور نہیں ہی کوئی آدمی کہ نہ غیرت کرے مگر یہ کہ وہ منکوس القلب ہی اور طریق غیرت مرد و زن کا یہہ ہی کہ نہ مرد
داخل ہووے اور عورت گھر سے پاؤں باہر نہ رکھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ سے پوچھا کہ کون سی چیز بہتر ہی عورت کے لیے کہا نہ وہ اجنبی مرد کا منہ دیکھے
اور نہ اجنبی مرد اوسکا منہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو گلے میں لیا اور فرمایا ذریۃ بعضہا من بعض اور صحابہ رضی اللہ عنہم گھر کے دیوار دریچوں کو
بند کرتے تھے تاکہ عورت کی نظر باہر نہ پڑے اور دو حدیث پس وارد ہوا ہی بیچ روایت ابی داؤد اور نسائی اور ابن حبان کی جابر بن عتیک سے ان من الغیرۃ غیرۃ
یبغضہا اللہ تعالی وہی غیرۃ الرجل من غیر ریبۃ تحقیق بعضی غیرتوں میں سے وہ غیرت ہی کہ ناخوش جانتا ہی اوسکو اللہ تعالی اور وہ غیرت آدمی کی ہی بغیر ریبہ یعنی
شائبہ فساد اور شک اور شبہہ کی ہی اور ایک روایت میں ہی ان من الغیرۃ ما یحبہ اللہ تعالی ومنہا ما یبغضہ اللہ آخر حدیث تک اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہ زیادہ
غیرت کر اپنے اہل پر پس نسبت کیا جاوے گا تو برائی کی اپنی طرف سے اور یہی وارد ہی عورتوں کی لغزشوں کے تلاش کرنے سے اور یہہ غیرت بے شائبہ شک اور شبہہ کے من جملہ سوء ظن کے
ہی کہ ساتھ مطلق آیت کریمہ کے گناہ ہی پھر جاننا چاہیے کہ مثال نیک عورتوں کی مثل غراب اعصم کی ہی درمیان سو عورتوں کی جیسا کہ روایت کی ہی طبرانی نے ابی امامہ کی حدیث
سے ساتھ سند ضعیف کے اور غراب اعصم سپید شکم والے کو کہتے ہیں اور احمد نے عمرو بن العاص کی حدیث سے روایت کی ہی کہ تھے ہم ہمراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ [illegible]
کی پس ناگاہ دیکھے ہمکو بہت سے غراب کہ اون میں ایک غراب اعصم تھا سرخ منقار والا پس فرمایا حضرت نے نہیں داخل ہونگی جنت میں عورتیں مگر مثل اس عدد
کے ان غرابوں میں سے اور وارد ہوا ہی کہ پناہ مانگو تین چیزوں سے کہ پشت شکن ہیں ایک تو ہمسایہ کہ اگر کچھ نیکی اور بھلائی دیکھے تو پوشیدہ کرے اوسکو اور جو بدی دیکھے
تو اوسکو منتشر کرے دوسرا امام کہ اگر اچھا کام کرے تو راضی نہووے اور جو برا کام کرے تو غصہ کرے تجھپر تیسری عورت کہ اگر داخل ہو تو اوسپر تو زبان دراز
کرے تجھپر اور اگر غائب ہو تو اوس سے تو خیانت کرے [illegible] اور منع کیا ہی عورتوں کو مسجد میں حاضر ہونے سے مطلقا خواہ جوان ہو خواہ پیر اور بعض فقہا نے جائز کہا ہی
بوڑھی عورتوں کو مسجد میں حاضر ہونا بدون زینت کے صبح اور عشا کے وقت اور متاخرین نے مطلقا منع کیا ہی بسبب فساد زمانہ کے اور جو آیا ہی کہ تھے آنحضرت
علیہ السلام اجازت دیتے تھے عورتوں کو مسجد میں حاضر ہونے کی اور یہہ متفق علیہ حدیث ہی ابن عمر سے کہ اذن دو عورتوں کو راتوں میں طرف مسجدوں کے نہیں تو

بہ تبرک کرنا اونکا ہی پس منع احسن ہی مگر بوڑہی عورتونکے لیے بلکہ بہتر جانا ہی اسکو صحابہ کے زمانہ مین بہی یہان تک کہ فرمایا حضرت عائشہ نے جو جانتے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان امور کو کہ نکالے ہین عورتون نے بعد آپکے تو البتہ منع فرماتے اونکو نکلنے سے اور بسبب اسکے کہ کہا ابن عمر نے جیسیکہ صحیحین مین ہی کہ فرمایا حضرت نے نہ منع
کرو اللہ کی لونڈیونکو اللہ کی مسجدونسے پس کہا بعض بیٹون اونکے نے کہ وہ بلال تہے اور بعضون نے کہا ہی کہ سالم تہے ہان قسم اللہ کی ہم تو منع کرینگے اونکو پس مارا اونکو اور غصہ کیا
اور جدا کیا اونکو اور کہا سنتا ہی تو مجھسے کہ مین کہتا ہون رسول علیہ السلام کا فرمانا کہ منع کرو تم اونکو پس تو کہتا ہی ہان اور سوا اسکے نہین کہ جرأت کی مخالفت پر
بسبب علم اون کی تغیر زمانے پر اور کچھ برائی نہین ہی تغیر احکام مین بسبب تغیر ہونے زمانے کی اور غصہ اون پر اسواسطے کیا کہ ظاہر کلام انکے سے مخالفت معلوم ہوتی
ہی بغیر اظہار عذر کے اور کہا ہی کہ نکلنا عورت عفیفہ کو شوہر کی اجازت سے مباح ہی لیکن نہ نکلنا اسلم اور جو نکلے تو نیچی نظر کو مردونسے چہپا رکہے اور نہین کہتے ہین
ہم کہ مرد کا منہ عورت کے حق مین عورت ہی جیسیکہ اسکا منہ مرد کے حق مین بلکہ امرد لڑکے کے منہ کے مانند ہی مرد کے حق مین پس حرام ہی جیسیکہ نظر کرنا وقت خوف فتنے کے اور
جو خوف فتنے کا نہ ہو تو کچھ باک نہین ہی کیونکہ ہمیشہ سے منہ کہلے ہوئے مرد پہرتے رہتے ہین اور عورتین نقاب ڈالے ہوئے نکلتے رہتے ہین اور جو مردونکے منہ عورتونکے حق مین عورت
ہوتے تو البتہ حکم کیے جاتے ساتہ نقاب ڈالنے کے انتہی ما فی شرح القاری ویعتدل فی النفقۃ اور اعتدال کرے بیچ نفقہ عورتونکی حدیث مین ہی کہ میانہ روی کرنا نفقے مین نصف
معیشت ہی روایت کیا اسکو طبرانی اور بیہقی نے ابن عمر سے اور حضرت عمر نے فرمایا ہی زیادہ کرو خیر ہونے اپنی کے طعام اور شراب سے پس بہت آدمی کہ زیادہ مال والے ہوتے
ہین اور کم خیر کرتے ہین گہر مین یعنی اپنے گہر مین وسعت نہین کرتے ہین اپنے عیال پر فورد وق لیس مراد ہی سو اہی قرآن مجید مین ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک الآیۃ اور نہ کر اپنے ہاتہ
کو بندہا ہوا اوپر گردن اپنی کے کہ کوئی چیز کسی کو نہ دیوے اور بخل کرے اور پوری آیت یہ ہی ولا تبسطہا کل البسط فتقعد ملوما محسورا اور نہ کشادہ کر اوسکو تمام کشادہ کرنا کہ ہر ایک
کو ہر اور ہر سے دیجاوے پس بیٹہے تو غمگین اور حسرت مند بلکہ طریقہ اعتدال کا مرعی رکہہ کہ کام تیرے اصلاح پذیر ہوویں اور دوسری جگہہ ارشاد فرمایا الذین اذا انفقوا لم یسرفوا
ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما کہا گیا ہی کہ حضرت علی کے چار بیبیان تہین کہ ہر ایک کے لیے اونمین سے چوتہے روز ایک درہم کا گوشت خرید کرتے تہے اور ابن سیرین نے کہا ہی کہ مستحب ہی
آدمی کیلیے کہ اپنے اہل وعیال کیواسطے ہر جمعے مین فالودہ بنایا کرے کیونکہ حلاوت اگرچہ مہماتمین سے نہین ہی لیکن اوسکا بالکل ترک کرنا بخل مین سے ہی باعتبار عادتکے ولا یختص
بالجید الطعام اور نہ خاص کرے اپنے کو ساتہ طعام لذیذ کے کہ اہل وعیال کو نہ دیوے کہ یہ عادت ترک پروردگی ہی اور اس سے اونکو بغض پیدا ہوتا ہی اور مروت سے بہی بعید ہی اور
جو بدنفسی کرے اور تنہا خورہی تو چاہیے کہ پوشیدہ کہاوے اور اونپر ظاہر نکرے اور اونکے روبرو اوس کہانیکی تعریف ہی نکرے کہ یہ تیری سے زیادہ بہا ہی مگر جو اہل وعیال اسکے اسپر
پر راضی ہون تو کچھ مضائقہ نہین ویشرکہم فیہ اور شریک ہوے اوسین وہ اور اسکے اہل وعیال کہانے مین یعنی کہانا اپنی اہل وعیال کے ساتہ ایک دسترخوان پر کہاوے فورد فیہ فضل
کثیر پس وارد ہوئی ہی اسمین بہت فضیلت چنانچہ پہلے گذرچکا کہ بہترین طعام وہ ہی کہ جمع ہون اوسپر بہت سی ہاتہ سفیان ثوری سے مروی ہی کہ مجکو پہنچا ہی کہ اللہ تعالی اور فرشتے
اوسکی رحمت بہیجتے ہین اوپر اہل بیت پر کہ جماعت کے ساتہ کہاوین ویعلم ما یجب علیہا اور سکہاوے مرد اپنی عورتکو وہ چیز کہ واجب ہی اوسپر سیکہنا اوسکا احکام شرعیہ سے مثل حیض
ونفاس اور استحاضہ کے اور احکام نمازکے اور وہ چیزین کہ اونکی قضا اوسکے سبب سے واجب ہوتی ہی اسلیے کہ یہ مامور ہی اسکا کہ اوسکو آگ سے بچاوے ساتہ اس قول اللہ تعالی
کے قوا انفسکم واہلیکم نارا پس واجب ہی اسپر کہ اوسکو اہل سنت کے اعتقادات سکہاوے اور اوس کے دلسے بدعتونکو دور کرے اور ڈراوے اوسکو اللہ تعالی
سے جبکہ دین کے امر مین کچھہ تساہل اور سستی کرے اور جو مرد اوسکے تعلیم مین تقصیر کرے تو جائز ہی کہ عورت کسی عالم صالح کے پاس جاکر ضروریات دین سیکہے اور گنہگار
ہوویگا آدمی اوسکے منع کرنیسے جبتک کہ ضروریات سیکہے ویعدل بین النساء فی البیتوتۃ والاعطاء اور عدالت کرے درمیان عورتونکے رات کے سونے اور
تحفہ دینے مین اور ایک کی جانب زیادہ میل نکرے اور جو سفر کو جاوے اور ان مین سے کسی کو ساتہ لیجانیکا ارادہ کرے تو قرعہ ڈالے اور جسکے نام قرعہ نکلے اوسکو ساتہ لیجاوے

استطیع رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے جیسا کہ صحیحین میں حضرت عائشہ سے مروی ہے فورد نے الماکل لیس وارد ہوا ہے
میل کرنیوالے کے حق میں یعنی جو شخص کہ ایک عورت کی جانب زیادہ میل کرے اور قسم کی رعایت نہ کرے جاء یوم القیمة و احد
شقیه مائل آویگا قیامت کے دن اور حال یہ کہ نصف بدن اوسکا خمیدہ اور ٹیڑھا ہوویگا روایت کی ہے اصحاب سنن اور ابن حبان نے
ابی ہریرہ کی حدیث سے جو شخص کہ اوسکی دو بیبیاں ہوویں پس میل کرے ایک کی جانب دونو میں سے نہ دوسری کی جانب اور ایک
روایت میں ہے پس میل کرے ساتھ ایک کے اون دونوں سے اور ایک روایت میں ہے پس نہیں برابری کرے اونکی درمیان
میں پس آویگا اور حال یہ کہ ایک جانب اوسکا خمیدہ ہوگا بخلاف المباشرة والمحبة فلا اختیار فیہما بخلاف مجامعت اور محبت کے
کہ یہ باطنی ہے شامل ہے سو کچھ اختیار نہیں ہے ہمیں پس کچھ حرج نہیں ہے اگر ہم میں عدل اور برابری نہ کرے اسیواسطے اللہ تعالی
نے فرمایا ہے ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل ددرج اور وارد ہوا ہے بیچ حدیث ترمذی اور ابو
داؤد اور نسائی کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم کرتے تھے درمیان ازواج مطہرات اپنی کے پس برابری
کرتے تھے اور فرماتے اللہم ہذہ قسمی فیما املک ولا تلمنی فیما لا املک یعنی القلب خدایا یہ کوشش میری ہے ساتھ برابری کی
اوس چیز میں کہ مالک ہوں میں ظاہر بلیونت سے اور نہیں طاقت ہے مجکو اوس چیز میں کہ نہیں مالک ہوں میں میل اور محبت باطنی سے
کہ کام دل کا تیرے اختیار میں ہے اور فرماتے تھے یہ کلام بعد قسم کے یہ لفظ حدیث کی جو مشکوۃ نے ذکر کیے ہیں موافق اوسکے جو
لیکن ترمذی [illegible] ابو داؤد وغیرہ کی لفظ یہ ہیں ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] من نسائه فیعدل ویقول اللہم ہذا قسمی فیما املک فلا تلمنی
فیما تملک ولا املک اور ابن سعد نے طبقات میں محمد بن علی بن حسین سے روایت کی ہے کہ رسول علیہ السلام اوٹھائے جاتے تھے کپڑے میں اپنے
پھرایا جاتا تھا آپکو ازواج آپکی پر اور حال یہ کہ آپ مریض ہوگئے تھے اور قسم کرتے تھے درمیان اون کے حالانکہ قسم اوپر آپکے واجب نہ
تھی باینہمہ فعل قبل نزول آیۃ کریمہ ترجی من تشاء وتؤوی الیک من تشاء کی ہوا اور بیچ حدیث مرسل آخر کی ہے اونہیں سے جبکہ زیادہ
بیمار ہوئے رسول علیہ السلام فرمایا کہاں ہونگا میں کل عرض کیا نزدیک فلانی بی بی کے فرمایا پھر کہاں ہونگا میں پرسوں کل کے عرض کے
نزدیک فلانی بی بی کے پس پہچانا آپکو ازواج نے کہ آپ ارادہ کرتے ہیں حضرت عائشہ کا اور بخاری کی حدیث میں ہے کہا حضرت عائشہ نے کہ سوال کرتے تھے جس بیماری میں ہوتا
پائی کہاں ہونگا میں کل کہاں ہونگا میں کل ارادہ کرتے تھے عائشہ کے دن کا پس اذن دیا آپکو آپکی ازواج نے جہاں چاہیں رہیں
پس رہے حضرت عائشہ کے مکان میں یہاں تک کہ وفات پائی اونہیں کے پاس اور صحیحین میں ہے جبکہ زیادہ بیمار ہوئے تو اذن چاہا اپنی
ازواج سے کہ مرض میں تیمار کریں میرے گھر میں اور صحیحین میں ہے کہ جبکہ زیادہ عمر کی ہوگئیں ام المومنین سودہ تو عرض کیا یا رسول اللہ
کر دیا میں نے اپنا دن واسطے عائشہ کے پس تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کرتے تھے حضرت عائشہ کے لیے دو دن ایک تو اونکا
دن اور دوسرا حضرت سودہ کا دن بعد آنحضرت علیہ السلام بسبب عدل اور قوت اپنی کے جبکہ شوق کرتا تھا نفس آپکا طرف کسی
زوجہ اپنی کے بغیر اوسکے دن کے تو جماع کرتے تھے اونسے بعد طواف کرتے اوسب دن یا اوسی رات میں تمام اپنی بیبیوں پر اسی سبب
صحیحین میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ طواف کیا حضرت نے اپنی تمام ازواج پر ایک رات میں اور بخاری میں ہے کہ طواف کرتے تھے

الی اللہ الطلاق اور حاکم کی ایک روایت مین ہی ما احل اللہ شیئا ابغض الیہ من الطلاق اور روایت کی ہی دارقطنی نے معاذ بن جبل رضی اللہ
عنہ سی کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اے معاذ نہین پیدا کیا ہی اللہ تعالی نے کوئی چیز روی زمین پر کہ محبوب زیادہ ہو طرف اوسکے
عتاق سے اور نہین پیدا کی ہی اللہ تعالی نے روی زمین پر کوئی چیز کہ مبغوض ترین ہو نزدیک اوسکے طلاق سے اور دیلمی کی
روایت مین ہے کہ نہین حلال کیا ہی اللہ تعالی نے کسی حلال کو کہ زیادہ محبوب ہو نزدیک اوسکے نکاح سے اور نہین حلال کیا ہی کسی
حلال کو کہ زیادہ مکروہ ہو نزدیک اوسکے طلاق سی جاننا چاہیے کہ مشہور تعریف مباح کی یہ ہی کہ مستوی الطرفین ہو سو نہین ہو سکتا کہ
ایک دو طرفون اوسکی مبغوض ہو پس ضرور ہی مجاز سے مباح کی معنی مین ساتھ ارادہ کرنے اوس چیز کے کہ شامل ہووے مکروہ کو
سو کافی مین ہے کہ الطلاق محظور ہے یعنی اپنی اصل مین اور مباح ہے ساتھ نظر کرنے کے طرف حاجت کے پس الطلاق مباح کا ساتھ نظر کرنے
کے طرف حاجت کی اور وصف مبغوضیت کا ساتھ نظر اصل اوسکی ہی انتہی اور طلاق ابغض اسلیے ہے کہ اسمین قطع کرنا علاقہ ازدواج کا
ہے جو مقتضی تناسل اور توالد اور تناسل کے اور اسمین ایذا ہی جیسا کہ ذکر کیا ہے اسکو مصنف نے نہ طلاق دینی کی استدلال مین پس
کہا ولانہ ایذاء اور اسلیے کہ وہ سبب ایذا زوجہ کا ہی اور ایذا کسی مسلمان کی جائز نہین ہی الا لضرورۃ منہ مگر بسبب کسی ضرورت کے کہ شوہر کے
جانب سی ہو مانند عاجز ہونے اوسکے نفقہ دینی سے او جنایۃ منہا یا بسبب کسی تقصیر کے کہ زوجہ کے جانب سے سرزد ہووے جیسا کہ
ایذا دیتی ہو شوہر کو یا اوسکے اہل کو یا بدخلق اور بددین ہووے اور نہین تو پس فرمایا ہے اللہ تعالی نے فان اطعنکم فلا تبغوا
علیہن سبیلا او امر الاب بہ ان یتم الغرض وہو بالدر یا بسبب حکم باپ کے ہووے اگر صحیح ہووے غرض اوسکی اور حفظ نفس او تخفیف
سے نہووے اور یہہ ماثور ہی جیسیکہ ذکر کیا اصحاب سنن نے حدیث مین کہ روایت کی ابن عمر نے کہا میرے نکاح مین ایک عورت تہی
کہ مین اوسکو محبوب رکہتا تہا اور میرے والد اوسکو مکروہ جانتے تہے اور امر کرتے تہے مجکو اوسکی طلاق دینی کا میننے اوسمین تامل کیا
پس رجوع کیا میننے طرف حضرت کے پس فرمایا حضرت نے اے ابن عمر طلاق دیدے اپنی بی بی کو اور وارد ہوا ہی قرآن شریف
مین فلا جناح علیہما الآیۃ سو کچہہ باک نہین ہی اون دونون پر طلاق مین اگر بسبب ضرورت کے ہووے یوہی آیت یہہ ہی فان خفتم
الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ تلک حدود اللہ فلا تعتدوہا اور مصنف کا قصد اس آیت کے لانے سے استشہاد
لانا اس امر پر کہ لینا طلاق پر وقت خوف نہ قائم کرنے حقوق زوجیت کے جائز ہے اسلیے کہ معنی آیت کے موافق تفسیرون کی یہہ ہین کہ
اگر خوف کرو تم اے حکام کہ نہ قائم کر سکین گی زوج و زوجہ حقوق زوجیت کو پس نہین باک ہی اون پر اوس چیز مین کہ فدیہ دیوے
عورت ساتہ اوسکے اپنی نفس سی یعنی زوج کو اوسکے نفس کا فدیہ لینی اور عورت کو اپنی نفس کا فدیہ دینی مین کچہہ باک نہین ہے بیضاوی
نے کہا ہی کہ ظاہر آیت کی دلالت کرتی ہی اس امر پر کہ خلع کرنا نہین جائز ہے بغیر کراہیت درمیان کے اختلاف کی اور نہین
جائز ہی ساتہ تمام اوس چیز کے کہ دیا ہی زوج نے اوسکو نہ یہ کہ زائد لیوے اوس سی اور موید ہی اسکی یہہ حدیث کہ فرمایا حضرت نے
جو عورت کہ سوال کرے اپنی زوج سی طلاق بغیر خلاف کے پس حرام ہی اوس پر بو جنت کی اور زیلعی نے مختصر قدوری سے
نقل کیا ہے جبکہ مختلف ہووین خاوند بی بی اور خوف کرین کہ نہین قائم کر سکینگے اللہ کے حدین پس کچہہ باک نہین کہ عورت اپنے

نفس کا فدیہ دیوے مقدار اوس مال کا جو کہ زوج نے اوسکو دیا ہی اور یہ بنا بر عادت یا اولویت کی ہی نہ یہ کہ شرط ہووے اور یہ بھی کہا ہی کہ
اہل ظاہر نہیں جائز رکھتے ہیں خلع کو مگر جبکہ مکروہ جانے عورت زوج کو اور خوف کرتی ہی کہ زوج کا حق نہیں ادا کر سکیگی یا اوسکا زوج بھی
پورا ادا کریگا اور منع کیا ہی جبکہ مکروہ جانے زوج اوسکو انتہی اور زیلعی نے نہایہ سغناقی سے نقل کیا ہے کہ واقع کرنا طلاق کا مباح ہی اور بعض
کہتے ہیں کہ نہیں مباح ہی مگر بسبب ضرورت کے بسبب فرمانے نبی علیہ السلام کے ابغض الحلال الی اللہ الطلاق اور فرمایا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے تزوجوا ولا تطلقوا اور فرمایا حضرت نے لا تطلقوا النساء من ریبة ان اللہ لا یحب الذواقین والذواقات اور دلیل ہماری یہ
قول اللہ کا ہی اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن اور فرمایا اللہ تعالی نے لا جناح علیکم ان طلقتم النساء سو یہ مقتضی ہی اباحت کا اور
رسول علیہ السلام نے بھی اپنی بعض ازواج کو طلاق دی تھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم بلا انکار اونکو طلاق دیتے تھے یہانتک کہ مروی ہی کہ
مغیرہ بن شعبہ کی چار عورتیں تھیں پس اونکو برابر صف باندھ کر کھڑا کیا اور کہا کہ تم نیک خلق ہو اور خوب زرق والے ہو اور طویل الید
ہو جاؤ تم دو گنو تمکو طلاق انتہی حاصل یہ کہ طلاق حنفیہ کے نزدیک مباح ہی بلا ضرورت کے اور مصنف نے جو کہا ہی کہ بدون ضرورت
کے طلاق نہ دے یہ امام غزالی کے پیروی کی ہی انتہی فیطلق فی طہر خال عن الجماع پس اگر طلاق دینے کی ضرورت پڑے تو طلاق
دیوے طہر میں کہ خالی جماع سے ہو اسلیے کہ طلاق دینا حیض میں یا اوس طہر میں کہ جماع کیا ہی طلاق بدعی حرام ہی اگرچہ واقع ہوتی ہی بسبب اسکے
کہ اسمیں دراز کرنا عدت کا ہی اور حاصل کرنا مصلحت کا اور جو ایسا کیا تو چاہیے کہ رجوع کرے اوس سے کیونکہ ابن عمر نے اپنی بی بی کو
حیض میں طلاق دی تھی پس فرمایا حضرت نے عمر سے کہ حکم کر اوسکو یہانتک کہ پاک ہووے پھر حیض لاوے پھر پاک ہووے پھر اگر چاہے تو
طلاق دیوے اور چاہے تو روک لیوے اوسکو پس یہ وہ عدت ہی کہ حکم کیا ہی اللہ تعالی نے کہ طلاق دی جاویں عورتیں واسطے اوسکی
اور سوا اسکے نہیں کہ حکم کیا صبر کرنیکا بعد رجعت کے دو طہر تک تاکہ نہووے مقصود رجعت سے طلاق واحدة فقط اور چاہیے کہ ایک طلاق دیوے
فقط ہدایہ میں کہا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مستحب جانتے تھے یہ کہ نہ زائد کریں طلاق کو ایک پر یہانتک کہ منقضی ہووے عدت انتہی
اور نہ جمع کرے درمیان تین طلاقوں کے کیونکہ یہ بھی طلاق بدعی ہی اور وہ حرام ہی ہمارے نزدیک اور مکروہ ہی شافعی کے نزدیک
اور اسلیے کہ ایک طلاق سے بھی مفارقت کا مقصد حاصل ہوتا ہی اور رجوع کرنیکا فائدہ ہے اگر پشیمان ہووے عدت میں اور تجدید نکاح
کا اگر بعد عدت کے ارادہ کرے اور جو تین طلاقیں دیں تو بسا اوقات پشیمان ہوتا ہی پس حاجت پڑتی ہی اوسکے نکاح کرانیکی محلل سے
اور مدت دراز تک صبر کرنا پڑتا ہی اور عقد محلل کا منہی عنہ ہی اور ہوتا ہی سعی کرنیوالا اوسمیں پھر اسکا دل غیر کی زوجہ سے متعلق رہتا ہی اور
اوسکی طلاق پر ہی یعنی محلل کے زوجہ پر لعنا اور اوسکے نکاح کرانے سے اور اسی سبب سے زوجہ سے دل نفرت کرنے لگتا ہی حاصل یہ کہ تمام
ثمرات جمع کرنے تین طلاقوں کی ہیں بلا تعنف واختلاف یہ متعلق ہی ساتھ قول اوسکے جو تطلیق ہی یعنی طلاق دیوے ای بشتی ادبہ
الدیانت کے لیے جب چاہی کہ عورت کو طلاق دیوے تو بر سبیل تلطف اور نرمی کے اوسکے سامنے عذر کرے اور اوسکو سرزنش نہ کرے کہ خلاف
عیب کے سبب سے طلاق دیتا ہوں کہ یہ موجب دل شکنی کا ہی اور بسا ہدیہ جبر للمصیبة اور خوش کرے مطلقہ کو ساتھ ہی کسی چیز کے
اور بر سبیل متعہ کے واسطے اسکے کسو اوسکی مصیبت کے کہ بسبب طلاق کے اوسکو پہنچی ہی فرمایا اللہ تعالی نے ومتعوهن بالمعروف الخ

سنت بعض صورتوں میں واجب ہی اور بعض میں مستحب تفصیل اوسکی فقہ کی کتابوں میں مذکور ہی اور تھی حسن بن علی رضی اللہ عنہما بہت طلاق
دینے والے اور بہت نکاح کرنیوالے اور کہتے تہی کہ میں پاتا ہوں غنا کو ان دونوں میں اسلیے کہ فرمایا ہی اللہ تعالی نے ان ینکحوا فقرا یغنہم اللہ من
فضلہ اور فرمایا ان یتفرقا یغن اللہ کلا من سعتہ اور ایک روز ایک اپنے مصاحب کو واسطے طلاق دینے دو عورتوں کے اپنی بیبیوں میں سے
بھیجا اور کہا کہ ان سے کہو کہ اپنی عدت شمار کریں اور حکم کیا کہ ہر ایک کو انمیں سے دس ہزار درہم دیوے پس ایسا ہی کیا انمیں سے جبکہ لوٹ کر آیا
تو پوچھا کہ کیا کیا اون دونوں نے کہا ایک نے تو سر نیچے کیا اور چپ رہی اور دوسری روئی اور رنج کیا اور اوسکو کہتے سنا میں اوسکو کہتے سنتے
ہوی تہوڑی پونجی ہی ایسی حبیب مفارق سے پس نیچے سر کیا حسن نے اور اوسپر رحم لائے کہا کہ اگر میں رجوع کرتا کسی عورت سے بعد اوسکے
جدا کر دینے کے تو البتہ رجوع کرتا اس سے اور ایک روز عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام کے پاس داخل ہوئے اور وہ مدینہ کے فقیہ اور
رئیس تہی اور انکا کوئی نظیر مدینے میں نہ تہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اونکی ضرب المثل بیان کی ہی پس آئے امام حسن ان کے مکان پر
سو تعظیم کی اونکی عبد الرحمن نے اور اپنی جگہہ بٹھایا اور کہا کہ آپنے کیوں مجھکو نہیں بلا بھیجا کہ میں خود حاضر ہوتا امام حسن نے کہا کہ حاجت تو مجھکو
ہے کہا کیا حاجت ہی ارشاد کیجیے کہا میں تمہارے پاس تمہاری بیٹی اپنے نکاح میں لینے آیا ہوں پس سر نیچا کیا عبد الرحمن نے اور سر اوٹھایا
اور کہا کہ واللہ نہیں ہی زمین پر کوئی چلنے والا زیادہ معزز میرے نزدیک آپسے لیکن آپ جانتے ہیں کہ میری بیٹی میرے گوشت کا ایک پارہ ہی
برا معلوم ہوتا ہی مجھکو وہ امر کہ برا جانتی ہے وہ اور خوش آتا ہی مجھکو وہ امر کہ خوش کرتا ہی اوسکو اور آپ بہت طلاق دینے والے ہیں
میں خوف کرتا ہوں کہ آپ طلاق دیں اوسکو اور میرے دل کی محبت میں کچہہ تغیر آجاوے اور میں مکروہ جانتا ہوں کہ میرا دل آپ سے
متغیر ہو کیونکہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پارہ بدن ہیں سو اگر تم شرط کرو کہ اوسکو طلاق نہ دوگے تو میں اوس سے آپکا نکاح
کر دوں پس چپ ہو رہے حسن اور نکلے اونکے پاس سے اور اونکے گہر والوں میں سے کسی نے کہا ہی کہ میں نے سنا کہ امام حسن کہتے تہی اور چلے جاتے تہی کہ عبد الرحمن
چاہتا ہی کہ اپنی بیٹی کو میری گلے کا ہار بنا دے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ رنج کرتے تہی اونکو زیادہ طلاق دینے سے اور عذر کرتے تہی اونکے
جانب سے منبر پر یہانتک کہ کہا خطبے میں کہ حسن بہت طلاق دینے والا ہی اوس سے مت نکاح کرو پس کہڑا ہوا ایک شخص ہمدان میں سے
اور کہا واللہ یا امیر المومنین ہم تو نکاح کر دینگے اگر وہ چاہیں اوسکو روک رکھیں اور جو چاہیں ترک کریں پس خوش ہوئے اس سے حضرت
علی اور کہا کہ جو میں جنت کے دروازے کا دربان ہوتا تو کہتا ہمدان کو کہ داخل ہو ساتھ سلامتی کے کذا فی شرح القاری ولا تطلب المرأۃ
ففیہ الوعید اور نہ طلب کرے اوسکو یعنی طلاق کو واسطے نہ اپنے لیے اور نہ اپنی سوت کے لیے کہ اسمیں سخت وعید وارد ہوئی ہے چنانچہ ترمذی کی
سے ایسی منقول ہے کہ جو عورت کہ سوال کرے اپنے شوہر سے طلاق بدون ضرورت کے کہ داعی ہو اور مضطر کرے طرف مفارقت کی تو نہیں
پاویگی بو جنت کی اور ایک روایت میں ہی پس جنت اوسپر حرام ہی روایت کیا ہی اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان
نے ثوبان سے جو مولا حضرت کی تہی اور راوی چند مومنین سے کہ لائق ہی زوج کو یہہ ہی کہ نہ افشا کرے سر اوسکا وقت نکاح کے اور نہ وقت
طلاق کے اسلیے کہ عورتوں کی افشاء راز میں بڑی وعید وارد ہی اور صحیح مسلم میں ابی سعید سے مروی ہی کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ بڑے گناہ امانت کا اسی جسکی خیانت کی گئی یعنی بڑی سختی ہوگی نزدیک اللہ کے قیامت کے دن وہ آدمی ہی کہ پہنچے طرف عورت اپنی کی اور

حدیث اپنی زوج کی بھید افشا کرے مرد بھید اوسکا یا افشا کرے عورت راز اوسکا مراد اسکا یہ ہے کہ بعض صالحین سے اپنی زوجہ کو طلاق دینے کا
ارادہ کیا سو کسی نے اونسے پوچھا کہ کس چیز نے شک میں ڈالا تجکو کہا عاقل شخص ہوکر نہ پردہ دری کرے اپنی عورت کی بھید کی پس جبکہ طلاق
دے چکے تو پھر اونسے پوچھا کہ کیوں اوسکو طلاق دی کہا کیا واسطے ہے مجکو غیر کی عورت سے کہ اوسکا افشار راز کروں اور جبکہ مصنف
عورتوں کے حقوق کے بیان سے جو شوہروں پر ہیں فارغ ہو چکا تو شروع کیا شوہروں کے حقوق کا بیان جو عورتوں پر ہیں سو
پس کہا و تطیع الزوج اور حقوق شوہر سے عورت پر یہ ہے کہ اطاعت کرے اور فرمانبردار رہے عورت اپنے شوہر کی تمام احوال میں اگرچہ
ایک پہاڑ سے پتھر اوٹھا کر دوسرے پہاڑ پر لیجانیکا حکم کرے لیکن معصیت میں اوسکی اطاعت نکرے کیونکہ کسیکی اطاعت معصیت میں لازم
نہیں ہے اور شوہر کے ادا حقوق میں بہت حدیثیں آئے ہیں اور بعض یہہ ہے کہ مصنف نے ذکر کیا ممدوح پس فاذا ... ہے
اور ایما امراة ماتت و زوجها راض عنها دخلت الجنة جو عورت کہ مر جاوے اور حال یہ کہ شوہر اوسکا اوس سے راضی ہووے تو وہ جاوے
بہشت میں روایت کیا ہے اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے ام سلمہ سے اور کہا ترمذی نے حسن غریب و لا تمنع نفسها اور نہ روکے عورت اپنے
نفس کو شوہر سے اور امتناع شامل ہے اوسکو قضاء حاجت سے کہ فرمانبرداری شوہر کی عورت پر واجب ہے سو اگر منع کرنا اپنی جان
شوہر سے بسبب تعب اور مشقت کی ہے تو اس سے عورت گنہگار ہوگی اور جو واسطے طلب مہر کے ہے تو گنہگار نہیں ہے برابر ہے کہ قبل خلوت
ہو یا بعد خلوت کے کیونکہ یہہ مہر کی حقدار ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر قبل خلوت کے اپنی جان کو منع کیا تو یہ اسکی حقدار ہے اور جو کچھ
سے منع کرے بعد خلوت کے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی
اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں جوان عورت ہوں چاہتی ہوں کہ شوہر کروں سو شوہر کا حق کیا ہے فرمایا کہ حق شوہر کا یہ ہے
کہ اگر عورت اور مرد اونٹ کی پیٹھ پر سوار ہوں اور مرد چاہے کہ اوسی جگہ حاجت اوس سے پوری کرے تو عورت انکار نہ کرے
اور بھی ترمذی نے طلق بن علی سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبوقت کہ بلاوے مرد اپنی عورت کو واسطے
حاجت اپنی کے پس چاہیے کہ آوے شوہر کے پاس اگرچہ وہ تنور میں ہو وضع لیعنی التنور ... کہ اوسمیں قضاء حاجت ممکن نہیں
اور اسمیں مبالغہ ہے اور تعلیق بالمحال کے ... صحیحین میں ابن عباس کی حدیث سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے جہانکا گیا میں آگ پر پس
ناگاہ اکثر اہل اوسکے عورتیں تہیں پس عرض کیا عورتوں نے کیوں ہے یہہ امر یا رسول اللہ پس فرمایا تم زیادہ کرتی ہو لعنت اور
اور ناشکری کرتی ہو شوہر کی اور احمد نے ابی امامہ کی حدیث سے روایت کی ہے جہانکا میں جنت میں پس ناگاہ اکثر اہل اوسکی مسکین
تہیں پس عرض کیا کہ کہاں ہیں عورتیں کہا مشغول کیا اونکو احمران نے یعنی ذہب اور حریر نے اور ابی نعیم نے روایت کی
اسکی یہہ صورت ہے کہ لیے احمران سے مراد ذہب اور زعفران ہیں یعنی زیور اور رنگین لباس ... لطافت بہت متوجہ ہیں حتی کہ خدا اونکی
کی عبادت سے غافل ہو گئیں ... اور پاکیزہ اور آراستہ کرتی ہیں ... واسطے لذت اوٹھانے اور نفع حاصل کرنے مرد کی ...
مروی ہے کہ دیکھا ایک عورت جنگل میں ... پہنے ہوئے رکہا تھا اور خضاب ... تہی اور ... تسبیح تہی
کہا ... بعید ہے ... لباس اور تسبیح سے کیا مناسبت پس کہا اوس عورت نے ... جانب اللہ

والله یعنی والبطالة جانب ہو یعنی خدا کے لیے مجھ سے ایک جانب ہو کہ نہیں ضایع کرتی ہوں میں اوسکو جو زبان اور قلب ہے اور واسطے میرا
ور ابطالت کے مجھسے ایک جانب ہو اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے جان لیا کہ یہ صالحہ عورت ہے اپنے شوہر کیلئے زینت کرتی ہے ولا تاذن غیره فی الانتشار
من البیت اور اذن طلب کرے شوہر سے بیچ دینے کسی چیز کے شوہر کے گھر سے یعنی بدون شوہر کی اجازت کے کوئی چیز اوسکے گھر سے کسیکو
نہ دیوے بلکہ بعض علما کے نزدیک اپنی چیز بھی بلا اجازت شوہر کے کسیکو نہ دے اخبار میں وارد ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ نہیں حلال ہے عورت کیلئے یہ
کہ کھلا دے کوئی چیز شوہر کے گھر سے مگر وہ چیز کہ اوسکا خوف کرتی ہے اوسکی متغیر ہو جانیکا اور مسلم نے حضرت عائشہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ جبکہ
خرچ کرے عورت اپنے گھر کے طعام سے درحالیکہ غیر مفسدہ ہو تو ہوگا اوسکو اجر اوسکا بسبب اوسکے کہ خرچ کیا اور اوسکی زوج کو بسبب اوسکے کہ کسب کیا
الخروج عنه وصوم النفل اور اذن طلب کرے شوہر سے گھر سے نکلنے کا اور نفل روزہ رکھنے کا کہ بے اجازت اوسکے روزہ نفل مقبول نہیں ہے اور سوا
تشنگی اور گرسنگی کے اوسکو کچھ فائدہ نہ دیگا بیہقی نے ابن عمر رض سے روایت کی ہے کہ ایک عورت خثعم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئی پس عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بیوہ عورت ہوں اور میں ارادہ کرتی ہوں نکاح کا پس کیا حق ہے شوہر کا عورت پر فرمایا حق شوہر کا
عورت پر یہ ہے کہ جبکہ طلب کرے وہ اوسکو اور حال یہ کہ وہ اونٹ کی پشت پر ہو تو نہ منع کرے اپنے نفس کو اوس سے اور اوسکا حق یہ ہے
کہ اوسکے گھر میں سے کسیکو کوئی چیز نہ دے مگر ساتھ اذن اوسکے پھر اگر کیا یہ تو ہوگا اسپر گناہ اسکا اور اجر اوسکا شوہر کو ہوگا اور حق اوسکا یہ ہے
کہ روزہ نفل نہ رکھے مگر اوسکے اذن سے پھر اگر کیا یہ تو بھوکی پیاسی رہے اور نہیں قبول ہوگا اوس سے روزہ اور اوسکا حق یہ ہے کہ اوسکے مکان
سے بے اوسکی اجازت کے نہ نکلے پھر اگر نکلی بلا اجازت شوہر کے تو لعنت کرتے ہیں اوسپر فرشتے یہانتک کہ لوٹے طرف گھر اپنے کو یا توبہ کرے
اور روایت کی ہے حاکم نے اور صحیح کہا ہے اوسکو ابی ہریرہ سے کہ آئی ایک جوان عورت پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس عرض کیا یا نبی اللہ
میں جو عورت ہوں اور طلب کی جاتی ہوں واسطے نکاح کے اور میں نہ وہ چاہتی ہوں نکاح کو پس کیا حق ہے زوج کا عورت پر پس
فرمایا اگر اوسکے سر سے پاؤں تک زرد آب ہووے اور چاٹے اوسکو عورت تو نہیں ادا کیا اوسکی شکر اوسکا کہا پس اب نہیں نکاح کرونگی اور
ترمذی اور ابن حبان نے ابی ہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے جو حکم کرتا میں کسیکو کہ سجدہ کرے کسیکو تو البتہ حکم کرتا میں عورت کو
کہ سجدہ کرے اپنے شوہر کو بسبب زیادہ ہونے حق شوہر کے عورت پر ولا تعیبه بالقبیح اور نہ عیب بیان کرے زوج کا یعنی اوسکی صورت اور سیرت
میں کچھ عیب نہ نکالے اور نہ اوسکو ایذا دے ظاہر اور باطن میں ترمذی اور ابن ماجہ نے معاذ بن جبل رض سے روایت کی ہے کہ نہیں ایذا دیتی ہے
کوئی عورت اپنے شوہر کو دنیا میں مگر یہ کہ کہتی ہے زوجہ اوسکی حور عین سے نہ ایذا دے تو اسکو ہلاک کرے تجکو اللہ تعالی پس تحقیق سوا اسکے
نہیں کہ وہ تیرے پاس مہمان ہے قریب ہے کہ جدا ہوگا تجھسے اور نہ فخر کرے عورت شوہر پر بسبب مال اور جمال اپنے کے اصمعی سے مروی ہے کہا
داخل ہوا میں جنگل میں سو ناگاہ دیکھی میں نے ایک عورت خوبصورت ایک مرد بدصورت کے نیچے دیکھو یعنی اوسکے نکاح میں تھی سو اوس عورت
سے میں نے کہا کیا ہے یہ بات آیا راضی ہوتی ہے تو اپنے نفس کے لیے کہ نیچے ایسے آدمی کے ہووے پس کہا یہ کیا کلام ہے چپ رہ اے اصمعی تو نے
خطا کی اسمیں شاید کہ وہ نیک ہے درمیان اوسکے اور درمیان خالق اوسکے کے پس گردانا ہو مجکو اوسکا بدلا اور ثواب اور شاید کہ
میں بدکار ہوں درمیان میرے اور درمیان خالق میرے کے پس گردانا ہو اوسکو عقوبت اور عذاب میرا آیا نہ راضی ہوں

ساتھ اوس چیز کے کہ راضی ہوا ہی اللہ تعالیٰ واسطے میرے پس چپ کر دیا مجکو اوس عورت نے اور ایک روایت میں ہی کہ اصمعی نے جنگل میں
سے ایک اعرابیہ کو دیکھا کہ بہت خوبصورت تہی اور شوہر اوسکا نہایت بد صورت تھا اور حال یہہ کہ وہ اپنی شوہر سے کہتی تہی کہ ہم تم دونو
کے واسطے بہتر ہو کہیں اور تو جنت میں ہوگی پس کہا اوسکے شوہر نے کس چیز نے خبردار کیا تجکو اسپر کہا میں مبتلا ہوئی تیری برائی کی بابت
پس صبر کیا میں نے اور جگہ صبر کرنیوالونکی جنت میں ہی اور مبتلا ہوا تو ساتھ حسن میرے کے پس شکر کیا تو نے اور جگہ شکر کرنیوالونکی جنت ہے
التقدیم حقہ علی الاقارب اور مقدم رکھے عورت اپنی شوہر کا حق تمام اقربا کے حق پر اگرچہ ماں باپ کیوں نہوں [illegible]
روایت کی ہے کہ ایک شخص سفر کو نکلا اور عورت اوسکی بالاخانہ پر تہی اور اوس سے یہہ کہگیا کہ نیچے مت اوترنا اور باپ اوس عورت کا نیچے
مکان میں تھا اور بیمار ہوا پس اوس نے ایک عورت کو حضرت کی خدمت میں بہیجا کہ حضرت سے اذن طلب کرے کہ میں اپنے باپ کی عیادت کو
نیچے اوتروں پس فرمایا حضرت نے اطاعت کر اپنی شوہر کی پہر اوسکا باپ مر گیا پہر اوسنے حضرت سے اجازت طلب کی آپنے فرمایا کہ اطاعت کر
اپنی زوج کی پس دفن کیا گیا باپ اوسکا اور وہ اوسکے دفن میں نہیں آئی پس حضرت نے اوس کو کہلا بہیجا کہ تحقیق بخشدیا اللہ تعالیٰ نے
تیرے باپکو بسبب تیری اطاعت کے اپنی شوہر کیلیے والتبسط مع جیبہ اور خوب انبساط کرے عورت ساتھ دوست شوہر اپنے کے خاص کر اوسکی
غیبت کی حالتمیں بلکہ اوسکے شوہر کے دوست کو چاہیے کہ جب اوسکی مکان پر جاوے اور وہ مکان میں نہو تو وہاں نہ ٹہرے اور نہ
دروازہ سے والتقبض فی غیبتہ بترک الطاعۃ والالتذاذ اور منقبض اور گرفتہ دل رہی اوسکی غیبت میں ساتھ چہوڑنے بازی اور لذت کے
ساتھ انواع طعام اور اقسام زینت کے والقیام بامور البیت اور قائم ہووے ساتھ مشغول ہونے امور خانگی کے کہ اوسکے قدرت کی موافق
ہوں اور خدمت کرنے میں کچھ عار اور شرم نکرے تحقیق اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہی کہا اوسنے کہ نکاح کیا
مجہسے زبیر بن العوام نے اور اوسکے پاس کچھ مال متاع اور خادم سوا ایک اسپ اور ایک شتر آبکش کے نتہا پس میں اوسکا گہوڑا
گہاس کہلاتی تہی اور اوسکی مشقت کو کفایت کرتی تہی اور اوسکی سائیسی اوسکی گہوڑے کی کرتی تہی اور خستہ خرما اوسکی اونٹ کیلیے
کوٹتی تہی اور پانی لاتی تہی اور ڈول کہینچتی تہی اور جو کو دلتی تہی اور آٹے کو خمیر کرتی تہی اور خستہ خرما دو کوس تک اپنی سر پر لاتی تہی
یہانتک کہ میرے باپ ابوبکر صدیق نے ایک خادمہ میرے واسطے بہیجی اور مجکو گہر کی مشقت سے خلاص کیا گویا کہ میں لونڈی تہی
آزاد ہوگئی میں ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راستے میں ملاقی ہوئی اور حضرت کے ہمراہ آپکے اصحاب کبار تہی اور میری سر پر
بستہ خستہ خرما کا تہا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اپنی سواری کا اونٹ بٹہادیں اور مجکو اپنی پیچھے سوار کریں پس شرم [illegible]
مجکو مردوں کے ساتھ چلنے اور یاد کی میں نے اپنی شوہر کی غیرت کہ بڑا غیرتمند تہا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری حیا
جان لیا اور تعرض نہ کیا پس آئی میں پاس شوہر اپنے کے اور ماجرا کہا اوس سے کہا اوسنے جواب دیا کہ واللہ تیرا اٹہانا
خستہ خرما کا سر پر دشوار زیادہ ہی مجپر سوار ہونے سے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور من جملہ قیام کے ساتھ امور بیت کے لازم
گہر نا سکون کا ہی اور نہ نکلنا گہر سے بدون ضرورت کے ابن حبان نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے روایت کی ہی کہ قریب
ترین اوسکا کہ ہووے عورت اپنی رب سے جبکہ ہووے اپنی گہر کے اندر اور تحقیق نماز اوسکی صحن خانہ میں افضل ہی اوسکی نماز

جو سجد مین ہو والاستبدال زوجا بعد وفاته لتکون زوجتہ فی الجنۃ اور نہ بدلے دوسرے شوہر کو بعد مرنے شوہر اول کے بدون ضرورت کی
بپاس خاطر اوسکی وفا کے تاکہ زوجہ اوسکی بہشت مین ہووے اور یہ تقدیر موئید ہونے اسکے اور جو اوسکے مرنیکے بعد نکاح کر لیا تو ہمین اختلاف
ہے کہ پہلی شوہر کیواسطے ہوگی یا دوسرے کیلیے یا مختار کیجاویگی دونونکے درمیان مین اور یہی اظہر ہے کنز العباد مین نصاب سے نقل کیا ہے کہ سوال
لیا گیا نکاح سے کہ آیا باقی رہیگا آخرت مین اور حال یہ ہے کہ کبھی زن شوہر کے درمیان مین الفت نہیں ہوتی ہے دنیا مین تو بعضون نے کہا ہے کہ الفت
ڈالدیگا اللہ تعالی اون دونون کے درمیان مین اور کر دیگا اونکو راضی جنت مین اور اوسکا حسن حور عین کی حسن سے زیادہ کر دیگا
اور جو اسکے لیے دو شوہر ہون یا زیادہ تو اختیار دیجاویگی جو نسے کو چاہے اختیار کرے اور جو بن نکاح کیے مرے تب بھی اختیار دیا جاویگا اگر
آدمی کے ساتھ راضی ہوگی تو اوسکے ساتھ نکاح کیا جاویگا اور نہیں تو اللہ تعالی پیدا کریگا حور عین سے پس زوج اوسکا اوس سے ہوگا
دلیل اونکی جو کہتے ہین کہ عورت آخر شوہر کیلیے ہوگی یہ ہے کہ مروی ہے معاویہ ابن ابی سفیان سے کہ اوسنے نکاح کا پیغام بھیجا ام الدرداء کو
پس انکار کیا اوسنے اور کہا سنا ہے مینے ابو الدرداء سے کہ حدیث بیان کرتا تھا وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت آخر ازواج اوسکے کیلیے ہوگی
آخرت مین پس نہ نکاح کرنا تو میرے بعد تاکہ تو میری زوجہ ہو آخرت مین اور جو کہتے ہین کہ عورت کو اختیار ہوگا جس کو چاہے اختیار کرے
پس گئے ہین طرف اسکے کہ مروی ہے ام حبیبہ سے جو رسول خدا کی ازواج مطہرات مین سے تہین پس سوال کیا اونہون نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ یا رسول اللہ جو عورت کہ ہم مین سے کہ اوسکے دو شوہر ہوئے ہین آخرت مین کسکے لیے ہوگی آپنے فرمایا کہ اختیار دیجاویگی پس اختیار کریگی اوسکو
جو نیک خلق ہوگا ساتھ اوسکی پہر فرمایا حضرت نے اونکو حسن خلق نے دنیا اور آخرت دونونکی بھلائی لیگئی کذا فی بستان فقیہ ابی اللیث اور ابوداود مین
مالک اشجعی سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے مین اور وہ عورت کہ مرجاوے شوہر اوسکا اور روک رکھے اپنے نفس کو اپنی اولاد پر یہانتک کہ بالغ ہوجاوین
یا مرجاوین مانند ان دونون اونگلیون کے ہونگے جنت مین اور خرائطی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حرام کی ہے اللہ تعالی نے
ہر آدمی پر جنت کہ داخل ہووے قبل میرے مگر یہ کہ مین نظر کرونگا اپنے داہنی جانب سو ناگاہ ایک عورت شتابی کریگی مجھسے طرف جنت کے
سو مین کہونگا اتنی یہ کیون شتابی کرتی ہے پس کہا جاویگا اے محمد یہ عورت حسین و خوبصورت تہی اور تہے اسکے پاس اسکے یتیم پس صبر کیا
اسنے اونپر یہانتک کہ پہنچا امر اونکا کہ پہنچا پس قبول کیا اللہ تعالی نے شکر اسکا اور اون امور مین سے کہ واجب ہین عورت پر حقوق نکاح سے
جبکہ مرجاوے اوسکا شوہر اور اسکا یہ ہے نہ ترک کرے زینت اور سیر زیادہ چار مہینے دس روز سے اور اجتناب کرے خوشبو اور زینت سے
اس مدت مین زینب بنت ابی سلمہ نے کہا کہ داخل ہوئی مین ام حبیبہ پر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تہین جبکہ وفات پائی اونکے
باپ ابوسفیان بن حرب نے پس طلب کی خوشبو کہ اوسمین زردی خلوق وغیرہ کی تہی پس لائے جاریہ خوشبو ملا اوسکو اپنے
رخسارون پہ پہر کہا واللہ مجکو خوشبو کی کچھ حاجت نہین ہے مگر مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تہے نہین حلال ہے
اوس عورت کو کہ ایمان لائی ہو اللہ تعالی اور قیامت کیدن پر کہ ترک زینت اور سوگ کرے کسی میت پر زیادہ تین روز سے مگر
اوپر شوہر کے چار مہینے اور دس دن تک سوگ کرے روایت کیا ہے اسکو شیخین نے اور ضروری ترین آداب عورت مین سے چہوڑنا مطائبہ کا ہے
ماسوا حاجت کے جیسا کہ مشیر ہے اوسکی طرف یہ قول اللہ تعالی کا یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتہا الآیہ اور بچانا

سو یہہ کو کسب حرام سو اور یہہ سلف کی عورتونکی عادت تہی کہ جبکہ اپنی مکان سو نکلتا تو اوسکی زوجہ یا بیٹی کہتین کہ بچنا تو کسب حرام سی کیونکہ ہم صبر کر
سکتی ہین بہوک پیاس پر اور نہین صبر کر سکتی ہین آگ پر اور سلف کرام مین سو ایک شخص نے سفر کا قصد کیا پس مکروہ جانا اوسکے ہمسایون
نے اوسکو سفر کرنا پس کہا اون لوگون نے اوسکی زوجہ سو کہ کیون راضی ہوتی ہو تو اوسکے سفر پر حال یہہ کہ اوسنے تیرے لیے کچھ نفقہ نہین چھوڑا
پس کہا بیبی اوسکی نے شوہر کو جبسے پہچانا ہی تو کہانیوالا پہچانا ہے اور نہین اوسکو رازق نہین جانا میرا پروردگار میرا رازق ہی جاتا ہی کہانیوالا
اور باقی ہی رزاق اور نکاح کا پیغام بہیجا رابعہ بنت اسمعیل نے احمد بن ابی الحواری کو پس ناپسند جانا اونہون نے اوسکو اسلیے کہ وہ عبادت
ترا ہا آدمی تہا اور رابعہ کو کہلا بہیجا کہ واسطے مجکو عورتون کیطرف کچھہ قصد اور ہمت نہین ہی مین اپنی حالین مشغول ہون پس کہا رابعہ
مین زیادہ مشغول ہون تجہسے اپنی حالین اور شہوت مجکو خواہش نہی لیکن مجکو مال میرا نے پہنچا ہی خاوند کی طرف سو ملا ہی سو میں چاہتی ہون کہ اوسکو
خرچ کرون تیرے بہائیون پر اور جان جاؤن بسبب تیرے صالحین کو پس ہو وے واسطے میرے طریقہ طرف اللہ تعالی عز وجل کے پس کہا
اچہا مین اپنے استاد سو اجازت طلب کرلون سو لوٹی طرف سلیمان دارانی کی اور وہ انکو منع کیا کرتے تہے نکاح کرنے سے اور کہتی تہی کہ نہین
نکاح کیا کسینے ہمارے دوستو نہیں سو مگر یہہ کہ اوسکا حال متغیر ہوگیا سو جبکہ اونہون نے رابعہ کا کلام سنا کہا نکاح کرلے اوس سو کہ وہ ولیہ اللہ
کہا پس نکاح کیا مینے اوس سو سو تہا اوسکے گہر مین چونا ایک گہی کی قدر جوا ایک مشتدار کا نام ہی سو تمام ہوگیا اہل لوگون کے ہاتہہ دہونے سے
کہ جلد کہانا کہاکر چلے جاتے تہے اور اشنانکی ساتہہ ہاتہہ دہونے والونکا تو حساب نہین کہا احمد نے کہ مینے تین نکاح اوسپر اور کیے پس تہی کہ
کہانا کہلاتے تہی مجکو اور خوشبو لگاتی تہی میرے بدن میں اور کہتی کہ اپنی خوشی اور قوت سو جا طرف ازواج اپنی کے اور یہہ رابعہ اہل شام
رابعہ بصری کے ساتہہ مشابہت رکہتی تہی انتہی کذا فی الاحیاء اور جبکہ مرد کے حقوق سی جو عورت پر تہی مصنف فارغ ہو چکا تو اولاد کے حقوق
بیان شروع کیا پس کہا ویحافظ حال الولد اور محافظت کرے خبر رسانی سو اپنی فرزند کے حال کی تعلیم علم اور تحسین ادب نما نند اوسکو سو ترمذی
جابر بن سمرہ سو روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ ادب سکہانا آدمی کا اپنی فرزند کو بہتر ہی اوسکیلیے تصدق کرنے سے
ساتہہ ایک صاع غلہ کے اور ترمذی نے ابو ایوب بن موسی سو روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے بخشش کی کسی باپ نے اپنی بیٹے کو کچہہ چیز ادب
نیک سی کہ وہ بہترین بخششونکی ہی اور طبرانی نے ابن عمر سو روایت کی ہی کہ ایک شخص نے آنحضرت سو عرض کیا یا رسول اللہ کسکے ساتہہ نیکی کرو
مین آپنے فرمایا اپنی ماں باپ کے ساتہہ پہر عرض کیا کہ میرے ماں باپ نہین ہین آپ نے فرمایا اپنی اولاد کے ساتہہ نیکی کر پس جسطرح کہ تیرے ماں
باپ کا تجہپر حق ہی اسیطرح تیری اولاد کا تجہپر حق ہی والتسمیۃ باسماء الانبیاء علیہم السلام اور نہ دشنام دیوی اپنی فرزند کو خاصکر جسکا نام انبیا
نازل ہوا ہی برورد اور سلام جیسیکہ موسی اور عیسی اور یحیی اور اسمعیل اور یعقوب وغیرہ کہ ہمنام اونکا ہی مستحق تعظیم کا ہی شرعۃ الاسلام مین ہی
کہ جبکہ لڑکا نام رکہا جاوی ساتہہ نام پیغمبرون اور فرشتونکی تو نہین جائز ہی اوسکو لعنت کرنا یا گالی دینا یا اوسکی حقارت کرنا مگر یہہ کہ بالمواجہہ مسم
کہو تو ایسا ہی اوسکی تعظیم کرے فرزندکی جبکہ نام رکہا اوسکا محمد اسلیے حدیث مین ہی جبکہ نام رکہو تم بچی کا محمد پس تعظیم کرو تم اوسکی اور فراخی کرو
اوسکے لیے مجلس مین اور نہ منسوب کرو برائی طرف اوسکی اور مروی ہی اوسنے کہ آدمی اپنی فرزندکا نام محمد رکہی اور اوسکو بیعت کرے انتہی وتلقین
کلمۃ التوحید فی اول ما ینطق بہ اللسان اور تلقین کری فرزند کو کلمہ توحید کہ لا الہ الا اللہ ہی بیچ اول اوس چیز کے کہ گویا کرے ساتہہ اوسکے

زبان کو بعضے اول گویائی مین اوسکو کلمہ سکہا وی چنانچہ ابن سنی نے ابن عمر رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ گویا ہووے
لڑکا پس چاہیے کہ سکہاوی اوسکو کلمہ توحید اور ایک اور روایت مین ہی انس سے کہ تہی آنحضرت علیہ السلام کہ جب گویا ہوتا تہا کوئی بچہ اولاد عبد المطلب سے تو آپکی جد مین
اوسکہاتے تہے اوسکو یہ آیت وقل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا اور شرعۃ الاسلام مین بعد کلمہ
توحید کے اسقدر زیادہ کیا ہی کہ یہ آیت بہی سکہاوی فتعالی اللہ الملک الحق لا الہ الا ہو رب العرش الکریم اور آیت الکرسی اور آخر سورہ حشر کا اور
ملا علی قاری نے سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کو بہی زیادہ کیا اور کہا جسنے کیا یہہ تو نہین حساب کریگا اوس سے اللہ تعالی قیامت کیدن و تعلیمہ
علوم الدین اور سکہاوی اوسکو دین کے علم یعنے اصول شریعت اور فروع اوسکی مثل حدیث تفسیر فقہ عقائد وغیرہ کی اور صرف نحو بہی جملہ علوم دینیہ سے
ہے جیسیکہ مقدمہ مین گذر چکا اور روکی اوسکو سیکہنے منطق اور کلام اور ہیئت اور حکمت اور تمام اور علوم فلاسفہ سے اسلیے کہ وارد ہوا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہم انی اسئلک علما نافعا واعوذ بک من علم لا ینفع مصحح ترجمہ کہتا ہی کہ اگر ذہن اور فہم تیز رکہتا ہے اور واسطے تائید علوم دینیہ
کی حاجت ہو تو اور فنون عقلیہ بہی پڑہانا مناسب ہے جیسا کہ احیاء العلوم سے پہلے گذر چکا والکتابۃ اور سکہاوی لکہنا کہ وہ وسیلہ ہے واسطے محافظت
روایت اور درایت کی اور دونون وسیلہ ہدایت اور سعادت کی ہین بدایت اور نہایت مین والرمی اور سکہاوی تیر اندازی واسطے قول
اللہ تعالی کے واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ اور سبب فرمانے حضرت کے الا ان القوۃ الرمی اور پہلے بہی گذر چکا ہو جگہ اوسکی کہ رنیکی فضیلت مین
وارد ہوا ہی اور مذمت ترک مین والسباحۃ اور سکہاوی شناوری اسی تیرنا اور غوطہ لگانا کہ یہہ بہی جملہ ضروریات سے ہی خاصکر سفر حج اور جہاد مین
اور وارد ہوا ہے حدیث مین کہ ستہدا بحر کی افضل ہین شہدا بر سے لطیفہ ایک نحوی نے ملاح بحر کو خطاب کیا اور کہا آیا تونے نحو بہی سیکہی ہے
ویسنے کہا نہین کہا تونے اپنی نصف عمر ضایع کی پس جب ہوا بحری یہانتک کہ دریا مین موجین آنے لگین اور کشتی تہ وبالا ہونے لگی تہی تب
بحری نے نحوی سے پوچہا کہ تونے شناوری بہی سیکہی ہے کہا نہین کہا تونے اپنی تمام عمر ضایع کی اور لڑکی کو کاتنا بہی سکہاوے تذکرۃ الموضوعات
مین کہا ہی کہ یہہ حدیث سکہاؤ اپنے بیٹونکو تیر اندازی اور تیرنا اور بہتر لہو مومن کا رہی کاتنا اوسکا ہی اور جبکہ وقعہ بلاوے باپ تیرا
اور مان تیری پس دی جواب مان اپنی کو صحیح ہے لیکن مشہور ہی اسکو اور یہی ہین انتہی ویؤدب بسنن اور آداب سکہاوی مانند اور عہد کے
سے چہ برس کی عمر مین اگر مخالفت کری آداب صالحین اور اخلاق محسنین سے بیہقی نے ابن عمر رض سے روایت کی ہی کہ والد پر حق بیٹی کا
یہہ ہی کہ نیک ادب تعلیم کری اوسکو اور جو چہ سال سے کم ہو تو اوسکو ادب سکہاوی زبان اور احسان سے حاصل یہہ کہ فرزند اللہ تعالی کی امانت
ہے کہ اسکی سپرد کی ہی طاہر مطہر اور بفطرت اسلام کی پس پہونچاوی اوسکو اللہ تعالی کیطرف طاہر مطہر اور خرچ کرے کوشش اوسکی دین اور
آبرو کی حفاظت مین تاکہ معذور رہووے اللہ تعالی کے نزدیک ویعزل الفراش لسبع اور جدا کریے بستر اونکے سونیکا اوسکی مان وغیرہ
سے ساتوین برس مین کہ اسوقت یہہ عورتون وغیرہ مین تمیز کر سکتا ہی لیکن یہہ بنا بر احتیاط اور مبالغہ کے ہی ویضرب علی الصلوۃ
لعشر اور مارے اوسکو نماز ادا کرنے پر دسوین برس اگر نماز نہین ادا کرتا ہو تاکہ اوسکی عادت ہو جاوی اور بعد فرض ہونیکے بلا تکلف
ادا کیا کرے ابو داؤد اور بیہقی نے ایک شخص صحابی سے روایت کی ہی مرفوعا کہ جبکہ جاننے لگے لڑکا داہنا اپنا شمال اپنی سے پس
حکم کرو تم اوسکو ساتہ نماز کے وردی ثلث عشرۃ اور بعضی روایتونمین آیا ہی کہ مارے نماز کے لیے تیرہوین برس مین اگر نماز ادا نہین

کرتا ہو کہ یہہ قریب بلوغ کا وقت ہی و نیز حج لست عشرۃ اور نکاح کر دی اوسکا سولہوین برس مین کہ اونی حد مراہق کی ہی سبب نزدیک ابی حنیفہ
کے اور حد بلوغ کی اونکی نزدیک اتھارہ برس مین یا جبکہ احتلام ہونے لگی اور جمہور کے نزدیک بلوغ کی حد پندرہ برس ہین اور ابن سنی
سی مروی روایت کی ہی کہ مارو اوسکو واسطے نماز کے سات برس کی عمر مین اور جبکہ ہو اوسکا نو برس کی عمر مین اور نکاح کرا دو اوسکا سولہ
برس مین پس جبکہ کر چکا یہہ امور تو کہا دی اوسکو ساتھ ... نہ کر دانے تجکو اللہ تعالی اوپر میری فتنہ اور روایت کیا ہی اسکو ابو الشیخ نے اوسی
ان لفظون کے ساتھ کہ جبکہ پہونچی وہ سات برس کی عمر کو تو جدا کرے بستر اوسکا اور جبکہ تیرہ برس کو پہونچا تو مارو نماز پر اور جبکہ سولہ
برس کو پہونچا تو نکاح کر دی باپ اوسکا پھر پکڑے اوسکا ہاتھ اور کہی کہ بیٹا ادب سکہایا تجکو اور علم پڑہایا تجکو اور نکاح کرا دیا تیرا مین پناہ مانگتا
تیری فتنی سی دنیا مین اور تیری عذاب سی آخرت مین وتسوی بین الاولاد فی الاعطاء اور برابری کرے درمیان اولاد اپنی کے ہبہ اور بخشش
دینی مین اور ایسا نکرے کہ بمقتضاء فرط محبت اپنی کی دوسری پر ترجیح دیوی کہ ممنوع ہی شیخین نے نعمان بن بشیر سی روایت کی ہی کہ اوسنی کہا
عطا کی میرے باپ نی مجکو بخشش پس کہا میری ماں نے کہ مین راضی نہونگی جبتک گواہ نہ پکڑے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پس
آیا میرا باپ پاس رسول علیہ السلام کے اور عرض کیا یا رسول اللہ مینی اپنی بیٹی کو بخشش دی ہی اور گواہ کرتا ہون مین آپکو آپنی فرمایا آیا سب
اپنی اولاد کو بھی بخشش دی ہی کہا نہین فرمایا ڈرو اللہ تعالی سی اور برابری کرو درمیان اپنی اولاد کے گواہ نہین ہوتا ہون مین اوپر
ظلم کے نعمان کہتی ہین کہ پھر میرا باپ اوس بخشش سی باز رہا و یبدء بالاطفال اور شروع کرے ہدیہ دینی مین ساتھ بچون کے بسبب صغر اور
قلت ادب و تمیز کے کہ جلدی اونکا دل منکسر ہو جاتا ہی پس اونکو مقدم کرنا چاہیے والبنات اور مقدم کرے لڑکیون کو لڑکون پر کہ بہت
نرم دل ہوتی ہین ابو داؤد نے ابن عباس رض سی روایت کی ہی کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ ہو اوسکیلئے بیٹی پس نہ
ایذا دی اوسکو اور نہ اختیار کرے اوسپر بیٹے کو تو داخل کریگا اوسکو اللہ تعالی جنت مین اور شرح صغیر مین ہی کہ برابری کرے درمیان اولاد
اپنی کے بخشش مین پس جو ہوتا مین تفضیل دینی والا کسیکو تو البتہ تفضیل دیتا لڑکیونکو روایت کی ہی اسکو طبرانی اور خطیب بغدادی اور حاکم نے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سی اور ظاہر یہہ ہی کہ پیار محبت کرنا بھی اوسکی موجودگی مین چاہی کہ علی السویہ ہووے اور یہہ قیاس بخشش کے بخلاف ... یا دلی
محبت قلبی کے کہ وہ افعال اختیاریہ مین سی نہین ہی حاصل یہہ کہ بوجہ محل حیثیت کا ہی حدیث مین ہی کہ حضرت امام حسین زمین پر گر پڑے اور آنحضرت
علیہ السلام منبر سی اوترے پس اوٹھایا اونکو اور پڑہی یہہ آیت انما اموالکم واولادکم فتنۃ کذا فی الاحیاء عراقی نے احیاء کی تخریج مین کہا ہی کہ روایت
کیا ہی اس حدیث کو اصحاب سنن اربعہ نے ابی ہریرہ سی بیچ حق امام حسن اور امام حسین کے کہ دونون چلتے تھی اور زمین پر گرتے تھی آخر حدیث تک کہا
ترمذی نے حسن غریب اور نسائی نے عبداللہ بن شداد سی روایت کی ہی اوسنے اپنے باپ سی کہا درمیان اسکے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نماز پڑہتی تھی آدمیون کے ساتھ کہ ناگاہ آئے حسین پس سوار ہوئے آپکی گردن مبارک پر اور حال یہہ کہ آپ سجدے مین تھی ساتھ آدمیون
کے یہانتک کہ گمان کیا آدمیون نے کہ بیشک کوئی امر حادث ہوا پس جبکہ پوری کر چکے نماز اپنی صحابہ نے عرض کیا کہ دراز کیا آپنے سجدہ کو
یہانتک کہ گمان کیا ہمنی کہ کوئی امر حادث ہوا پس فرمایا آپنے تحقیق بیٹا میرا سوار ہوا مجپر پس مکروہ جانا مینے یہہ کہ جلدی کرون
یہانتک کہ پوری کرے حاجت اپنی یعنے اپنی کہیل سی فارغ ہو چکے اور روایت کیا ہے اسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہی اوپر شرط شیخین کے

اور دیکھا اقرع بن حابس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ بوسہ لیتے تھے اپنی بیٹی حسن کا پس کہا کہ میری دس بچے ہیں بیٹے اور نہیں میں نے کبھی کسیکا بوسہ
نہیں لیا پس فرمایا حضرت نے بیشک جو شخص کہ نہیں رحم کرتا ہی نہیں رحم کیا جاتا ہی اور روایت کی ہی حافظ ذہبی نے ترجمہ اسامہ میں اپنی
کتاب سیر النبلاء میں مجاہد سے اور سے شعبی سے اونے حضرت عائشہ سے کہا فرمایا مجکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز کہ منہ دہو اسامہ کا
پس شروع کیا میں نے اسامہ کا منہ دہونا اور میں کراہیت کرتی تھی پس مارا آپنے میرے ہاتھ کو اور لے لیا آپنے اسامہ کو پس دہو یا اسکا منہ پہر فرمایا
اچھا ہوا ہمارے لیے کہ نہوا یہ جاریہ کیونکہ نہیں خرچ میں ڈالتا ہی طرف زیور اور لباس اور تزویج وغیرہ کے اور احمد نے حضرت عائشہ سے
روایت کی ہے اور اسناد اوسکی صحیح ہے کہا اسامہ دروازہ کی چوکہٹ پر گر پڑی پس شروع کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو چمکانا اور فرماتے
تھے جو اسامہ جاریہ ہوتا تو میں زیور بنا دیتا اور کپڑے پہناتا یہانتک کہ نفقہ دیتا میں اوسکو اور روی ہی حضرت سے کہ وہ خوشبو ہے جنت سے
ہے روایت کی ہی اسکو خرائطی اور ابن حبان نے ضعفاء میں ابن عباس رض سے اور کہا گیا ہی ولد تیرا خوشبو تیری ہی سات برس تک
اور خادم تیرا ہی پہر وہ دشمن تیرا ہی اگر اوسکے ساتھ بد سلوکی کری تب دشمن تیرا ہی اور شریک تیرا اور یزید بن معاویہ نے کہا کہ میرے
باپ نے احنف کیطرف کسیکو بہیجا پس جبکہ آیا احنف تو اوس سے کہا ای ابا بحر کیا کہتا ہی تو ولد کے حق میں کہا ای امیر المومنین وہ ہمارے
دلونکے پہل ہیں اور ہمارے پیٹھونکی ستون ہیں اور ہم اونکیلیے ارض ذلیل ہیں اور آسمان بارش کرنیوالے اور اونکے سبب سے ہم غالب ہوتے
ہیں ہر بزرگ پر پہر اگر طلب کریں وہ تو بخشش کر اونکو اور جو غصہ ہوں تو راضی کر اونکو اور نہوا ونپر قفل ثقیل پس رنجیدہ ہونگے تیری
زندگی سے اور دوست رکہینگے تیری وفات کو اور مکروہ جانینگے تیری قرب کو پس کہا اوس سے معاویہ نے قسم اسکی ای احنف البتہ
داخل ہوا تو میری پاس اور حال یہ کہ میں غیظ اور غصہ سے بہرا تہا یزید پر پس جبکہ احنف نکلے معاویہ کی پاس سے تو خوش ہوئی یزید سے
اور بہیجی اوسکیطرف دو لاکہ درہم اور دوسو پارچہ پس بہیجی یزید نے نصف درہم اور نصف پارچہ طرف احنف کی اور برابر تقسیم کر لیا
اوسکو وہو فما نحن فی موتہ ولیعلی لعلیین اور وضو کرے بیچ موت فرزند کے اور دو رکعت نماز ادا کرے بسبب فرمانے اللہ تعالی کے
واستعینوا بالصبر والصلوۃ فالکل ماثور پس یہ تمام چیزیں جو مذکور ہوئیں مرعی اور ماثور ہیں چنانچہ منقول ہو چکیں واللہ اعلم بعد اسکے
مصنف نے حقوق مملوک کا بیان کرنا شروع کیا پس کہا وبا خذ بناصیتہ المشتری اور پکڑے پیشانیکے بال نو خرید غلام جاریہ کے ابو داود نے
عمرو بن شعیب سے اوسنے اپنے دادا سے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے جبکہ داخل ہووے ایک تمہارا اہل اپنے میں یا خرید ہی غلام پس
چاہیے کہ پکڑے اوسکے پیشانیکے بال پہر کہے اللہم اسئلک من خیرہا وخیر جبلتہا علیہ واعوذ بک من شرہا وشر ما جبلتہا علیہ ویدعو بالبرکۃ اور دعا
کرے اوسکے لیے ساتھ برکت کے اور دعای ماثورہ اسوقت کی یہ ہی اللہم بارک لنا فیہ وارزقنا خیرہ واکفنا شرہ واجعلہ طویل العمر کثیر الرزق اللہم اعطنی
خیر ما انت آخذ بناصیتہا انک علی صراط مستقیم ویذیقہ الحلواء اولا اور چکہادے اوسکو اول مرتبہ میں کوئی چیز شیریں بسبب تفائل کے ساتھ
حلاوت اوسکیکے بسبب حدیث معاذ کی کہا فرمایا حضرت نے جبکہ خرید کرے ایک تمہارا کوئی خادم پس چاہیے کہ اول چیز کہلاوے اوسکو حلوا ہووے
کہ یہ خوشتر ہی اوسکے نفس کیلیے روایت کیا ہی اسکو طبرانی نے اوسط میں اور خرائطی نے ویطعمہ مما یطعم اور کہلاوے اوسکو جو کہانا کہ خود کہاتا ہی
چنانچہ مروی ہی صحیحین میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مملوک تمہارے بہائی ہیں بسبب دین اور خلقت کے

کر دیا ہے اونکو اللہ تعالے نے زیر دست تمہارا پس جو شخص کہ کر دوا لے اللہ تعالی اوسکے بھائیکو زیر دست اوسکا خادم اوسکا پس چاہیے
کہ کھلاوے اوسکو وہ چیز کہ خود کھاتا ہے اور پہناوے اوسکو وہ چیز کہ خود پہنتا ہے اور حکم نکرے اوسکو ایسے عمل کا کہ اوسکے طاقت سے باہر ہو دوسرے
علما نے کہا ہے کہ یہ مستحب ہے واجب نہیں ہے اجماعا اور واجب مولی پر نفقہ دینا اوسکا روٹی سالن اوسقدر کہ کفایت کرے اوسکو غالب قوت
شہر سے جو غلاموں کو دیتے ہوں اور یہ مختلف ہوتا ہے بسبب اشخاص کے بھی برابر ہے کہ مولی کی نفقہ کے ساتھ برابر ہو یا کم یا زیادہ یہانتک
کہ جو تنگی کی سبیل اپنے نفس پہ جائز رکھے یا بخل کی تو غلام پر تنگی کرنا نہیں جائز ہے اور مجمع البحار میں نووی سے نقل کیا ہے حدیث مذکور کی
معنیں کہ یہ خطاب اہل عرب کو ہے کہ لباس عام اونکی کا اور کھانا اونکا قریب ہوتا تھا کھانے تلے اوس چیزیں اونکا [illegible] جو پیا
امر کیا اون کو ساتھ برابری کے کھانے و لباس میں اور یہ وہ لوگ شرفہ کرتے ہیں اون دونوں میں یعنی نفیس کھانا کھاتے ہیں اور عمدہ
لباس پہنتے ہیں پس برابری کرنا اونکو مستحب ہے اور واجب نفقہ دینا ہے جو معروف ہو انتہی والاولی ان یاکل معہ اور بہتر یہ ہے کہ کھاوے
ہمراہ مملوک کے کہ اسمیں تواضع زیادہ ہے بسبب اوسکے کہ صحیحین میں ہے اور چاہیے کہ کھاوے ساتھ اوسکے اور جو انکار کرے پس کھلاوے اوسکو کچھ
اوس کھانے میں سے جو اوسنے اوسکے واسطے تیار کیا ہے اور مسلم نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جس وقت کہ تیار کرے واسطے ایک تمہارے کے خادم اوسکا کھانا اوسکا پھر لاوے اوسکو پاس کھانا حالانکہ اوٹھائی ہے اوسنے گرمی اوسکی
اور دہواں اوسکا پس چاہیے کہ بٹھاوے اوسکو اپنے ساتھ اور کھلاوے پس اگر کھانا مشفوہ ہو یعنی اوسکے کھانے والے بہت ہوں اور کھانا کم ہو
پس چاہیے کہ رکھدے اوسکے ہاتھ میں ایک لقمہ یا دو لقمے اور یہ روایت کیا ہے بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی نے ابوہریرہ رض سے مرفوعا کہ فرمایا
حضرت نے نہیں تکبر کیا اوس شخص نے کہ کھایا ساتھ اوسکے خادم اوسکے اور سوار ہوا حمار پر بازاروں میں اور باندھا بکری کو اور دوہا دودہ اوسکا
ولیلبسہ مما یلبس اور پہناوے اوسکو وہ لباس کہ خود پہنے جیسیکہ گذر چکا ابوذر کی حدیث میں اور جو مراد ہے اوس سے ولا یکلف ما لا یطیق اور نہ تکلیف دیوے
اوسکو اوس کام کی کہ طاقت اوسکی نہیں رکھتا ہو اور اوسکی وسع سے باہر ہو بسبب حدیث مذکور کے اور جو ایسے کام کی اوسکو تکلیف دے تو خود
بھی اوسکی اعانت کرے اور تھے حضرت عمر کہ ہر ہفتے کو عوالی میں جاتے تھے کہ ایک قریہ مدینہ سے تین میل ہے پس جو پاتے کسی غلام کو ایسے کام میں کہ اوسکی
طاقت نہیں رکھتا ہو تو اوٹھاتے تھے اوس سے وہ کام اور مروی ہے ابی ہریرہ سے کہ ایک شخص کو جانور پر سوار دیکھا اور اوسکا غلام اوسکے پیچھے
دوڑتا تھا پس کہا اوس سے یا عبداللہ اوسکو بھی اپنے ساتھ سوار کر لیجیے کہ وہ بھائی تیرا ہے اور اوسکی جان تیری جانکے مانند ہے پس سوار کیا اوسکو پھر کہا
ہمیشہ دور زیادہ ہوتا جاتا ہے بندہ اللہ تعالی سے جبتک کہ اوسکے پیچھے پیدل چلتا ہے اوسکا خادم وغیرہ اور بیشک داخل ہوا ایک آدمی سلمان پر
اور وہ آٹا گوندہتے تھے پس کہا کیا ہے یہ ای ابا عبداللہ کہا ہمنے خادم کو کسی کام کے واسطے بھیجا ہے پس مکروہ جانا ہمنے کہ جمع کیا جاوے اوسپر
دو کام و یمسک احبتا لیعدب اور نگاہ رکھے مملوک کو پاس اپنے جبتک کہ دوست رکھتا ہے اوسکو ورنہ عذاب کرے اوسکو اگر خلاف مرضی اوسکی ہو
بلکہ اوس ہی وقت نہو تو رخصت کرے یا آزاد کرے فا کل ماثور پس یہ تمام چیزیں مذکورہ مروی اور ماثور ہیں ابوداود نے اپنی سنن میں حضرت
علی سے روایت کی ہے کہ تھا آخر کلام نصیحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا الصلوۃ الصلوۃ واتقوا اللہ فیما ملکت ایمانکم اور صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے کہ تھی آخر وصیت آپکی جبکہ حاضر ہوئی موت الصلوۃ [illegible] ساتھ نفس کے یعنی حفاظت کرو پانچوں وقت کی نماز کی وما ملکت ایمانکم یعنے

حفاظت کرو اپنے سیوکوں کی ساتھ اچھی طرح قیام کرنے اون چیزوں پر کہ محتاج ہوں وہ طرف اوسکے طعام اور لباس وغیرہ سے اور اسکو نماز کی ساتھ
متقارن کرنے میں اشارہ ہے کہ حقوق انکے واجب ہیں انکے مولاؤں پر مانند وجوب نماز کے اور احمد اور ابوداود نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ ملائمت کرے اور موافق تمہارے مزاج کے ہو تمہارے مملوکوں سے اور خدمت کرے جیسے تم چاہتے ہو اور مانعی ہو کم پس
تم بھی انکی کفایت حال اور رعایت اونکے جانب میں کوشش کرو جیسا کہ وہ تمہاری خدمت میں کوشش کرتے ہیں اور جو کوئی کہ موافقت نکرے اور
راضی نہ کرے تمکو پس فروخت کرو اوسکو اور عذاب نکرو خلق خدا کو کہ وہ بھی عذاب سے خلاصی پاوے اور تم بھی خلاص ہو اور اس سے وہ روح کلکم راع وکلکم مسئول
عن رعیتہ اسی وارد ہوا ہے شیخین کی حدیث میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت نے تمام تم چرانے والے اور نگاہ رکھنے والے رعیت کے ہو اور تمام تم پوچھے جاوگے
رعیت اپنی سے راعی چرانے والے اور نگاہ رکھنے والے کو کہتے ہیں اور رعیت اصل میں چرائی گئی کو کہتے ہیں پھر نام رکھا گیا اوس جماعت کا کہ شامل ہو اوسکو حفاظت
راعی کی اور پوری حدیث یہہ ہے کہ روایت کی ہے عبد اللہ بن عمر رض سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار ہو سب تمہارے نگہبان رعیت کے ہیں اور تم
سب سوال کیے جاؤگے اپنی رعیت سے پس امام جو حاکم ہے لوگوں پر نگہبان ہے اور وہ پوچھا جاویگا احوال رعیت اپنی سے اور مرد نگہبان ہے اوپر گھر والوں اپنے کے
اور عورت نگہبان ہے اوپر گھر شوہر اپنے کے اور فرزند اوسکے اور وہ سوال کیجاویگی حق اونکے سے اور غلام مرد کا نگہبان ہے اوپر مال مالک اپنے کے اور وہ سوال
کیا جاویگا اوس سے خبردار ہو پس تم سب سوال کیے جاؤگے رعیت اپنی سے انتہی بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ ہر شخص نگہبان اور محافظ ہے اپنے اعضا اور اپنے حواس کا بھی
اور وہ پوچھا جاویگا اونکے احوال سے کہ کہاں استعمال کیا اونکو اور کسطرح استعمال کیا اور حدیث میں اسکو اسلیے نہیں ذکر کیا کہ ظاہر ہے واللہ اعلم ولا یضرب
خفیہ الی تادیبا اور نہ مارے مملوک کو سبب غصہ اپنے بلکہ بقدر ضرورت کے واسطے تادیب کے مارے کہ یہہ حقیقت میں احسان ہے اوسکے حق میں صحیح مسلم میں ابن مسعود انصاری
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا ایک وقت کہ مارتا تھا میں اپنے غلام کو پس سنی میں نے ایک آواز اپنے پیچھے سے خبردار ہو اے ابو مسعود دو مرتبہ پس ناگاہ وہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے پس ڈالدیا میں نے کوڑا کو اپنے ہاتھ سے پس فرمایا حضرت نے قسم اللہ کی اللہ تعالی زیادہ قدرت رکھنے والا ہے اوپر تیرے
تجھسے غلام پر یعنی جیسے تو قدرت رکھتا ہے غلام پر اس سے زیادہ اللہ تعالی قادر ہے تجھپر اور ابن المنکدر سے مروی ہے کہ ایک مرد صحابہ رسول علیہ السلام
سے غلام کو مارتا تھا اور غلام ملکر کہتا تھا خدا کے واسطے معاف کر وہ معاف نہیں کرتا تھا جب آنحضرت علیہ السلام نے آواز اوسکی سنی اوسپر آئے اس
صحابی نے جو حضرت کو دیکھا ہاتھ اوس سے روکا آپنے فرمایا اوس سے تجھسے ساتھ خدا کے سوال کیا اور تو نے معاف نہیں کیا اور جو مجکو دیکھا اوس سے ہاتھ کھینچا
تو نے کہا یا رسول اللہ میں نے اوسکو آزاد کیا آپنے فرمایا اگر آزاد نہ کرتا تو جلاتی آگ دوزخ کی منہ تیرا اور صحیح مسلم میں ابو سعید سے آیا ہے کہ پس شروع کیا اوس
غلام نے اعوذ باللہ کہنا کہا پھر بھی اوسکو مارتا جاتا تھا پھر کہا اعوذ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس چھوڑ دیا اوسکو اور اسکی ایک روایت میں ہے کہ پس کہا
میں نے وہ آزاد ہے خاص واسطے رضامندی اللہ تعالی کے پس فرمایا جو نہ کرتا تو تو البتہ جلاتی تجکو آگ یا چھوتی تجکو آگ اور ترمذی نے ابو سعید سے
روایت کی ہے جبکہ مارے ایک تمہارا خادم اپنے کو پس یاد کرے وہ اللہ تعالی کو پس لو ہٹاؤ اوس سے تم ہاتھ اپنے ولا علی زلتہ ونسیان اور نہ مارے غلام کو اوپر لغزش اور
خطا کے یعنی جو کچھ کہ اوس سے بلا اختیاری ناوانستہ سرزد ہوئی اوسپر مواخذہ نکرے اور اوسکی خطا سے درگذر کرے نسبت تخلق ہونیکی ساتھ اخلاق اللہ تعالی کی کہ عفو کیا ہے خطا
اور نسیان کو جیسا کہ مشیر ہے طرف اسکے یہہ قول اللہ تعالی کا ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا اور یہہ حدیث کہ اوٹھائی گئی ہے میری امت سے خطا اور نسیان
اور وہ چیز کہ زبردستی کی گئی وہ اوسپر مروی ہے کہ احنف بن قیس سے پوچھا گیا کہ حلم کس سے سیکھا تو نے کہا اپنے باپ سے کہا کسطرح کہا ایک روز قیس

میرا باپ گھر مین بیٹھا تھا ایک لونڈی کباب بریان کیے ہوے لائی ناگاہ ایک گرم سیخ اوسکے ہاتھ سے گر پڑی اوسکی چھوٹی لڑکی پر اور وہ
مر گیا پس وحشت کھائی اوس لونڈی سے تب پس نے کہا اس لونڈی کا خوف کر تو نہ تھا مگر آزاد کرنے سے پس آزاد کیا اوسکو اور کہا
انت حرۃ لوجہ اللہ لا باس علیک مروی ہے کہ میمون بن مہران کے پاس ایک مہمان آیا تھا شتاب کی اپنی لونڈی پر کھانا حاضر
کرنے میں سو جلدی آئی لونڈی اور اوسکے ہاتھ میں پیالہ تھا بھرا ہوا شوربا سو اوسکا پاؤن پھسلا اور تمام شوربا میمون کے سر پر گر پڑا کہا ای
لونڈی تو نے تو مجکو جلا دیا کہا ای معلم خیر اور مودب ناس رجوع کر طرف اوسکے کہ فرمایا اللہ تعالی نے کہا کیا فرمایا ہے کہا والکاظمین الغیظ کہا
میمون نے غصہ مینے کہا لیا کہا والعافین عن الناس کہا عفو کیا مینے جاریہ نے کہا زیادہ کر واللہ یحب المحسنین پس آزاد کیا اوسکو اور آیہ
علی تثلیث اور نہ زیادہ کرے تین بار مارنے پر جبکہ خطا چھوٹی ہو اور جو خطا بڑی ہو تو چالیس بار سے کم مارے فانہ قصاص یوم القیمۃ اسلیے کہ
زیادہ کرنا تین بار پر موجب قصاص کا ہے قیامت کیدن مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنی جاریہ پر ناخوشی فرماتے
تھے اور دست مبارک میں مسواک تھی اور فرماتے تھے اگر مجکو خوف نہ ہوتا کہ قیامت کیدن البتہ قصاص لیا جاویگا البتہ دردناک
کرتا میں تجکو ساتھ اس مسواک کے وصیح اور وارد ہوا ہے حدیث میں اعف عنہ سبعین مرۃ عفو کر خادم سے ہر روز ستر مرتبہ مراد اس سے
مبالغہ و تکثیر ہے نہ تعیین اور نہ تحدید بدلیل قال کم اعفو فرمایا حضرت نے یہہ کلام اوس آدمی کے جواب میں کہ دریافت کیا حضرت سے کہ کی بار
عفو کریں روایت کیا ہے اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن عمر سے کہا آیا ایک شخص طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور کہا یا رسول اللہ کتنی بار درگذر کریں ہم تقصیرات اپنے خادم یعنی لونڈی غلام اپنے سے پس چپکے رہے حضرت یعنی کچھ جواب نہ دیا پھر
عرض کیا حضرت سے کلام مذکور پھر چپ رہے حضرت پھر تیسری بار پوچھا تو فرمایا معاف کرو اوس سے ہر روز ستر مرتبہ اور سکوت آپکے
سوال کے جواب سے بسبب کراہت اس سوال کے تھا کہ عفو ایسی جگہ مستحب ہے اچھا ہے اوسکی حد کیا ہے اور تھے عون بن عبداللہ جبکہ نافرمانی
کرتا اونکی غلام اونکا تو کہتے کیا خوب مشابہ ہے تیرے ساتھ مولا تیرے کی مولا تیرا نافرمانی کرتا ہے اپنے مولا کی اور تو نافرمانی کرتا ہے اپنے مولا کی
پس غصے میں ڈالا اونکو ایک روز پس کہا سوا اسکے نہین کہ تو چاہتا ہے میں مارون تجکو جا پس تو آزاد ہے و یعتق ان طالت المدۃ اور آزاد کرے
غلام کو اگر دراز ہووے مدت خدمت اور رفاقت اوسکی چنانچہ کہا ہے ع بندہ کہ پیر شد شادش کنند ٭ پس خطش بہ نہند و آزادش کنند
اور بعضون نے اس مدت کی تعیین سات برس کی ہے یعنی سات برس تک اگر غلام یا لونڈی خدمت کرے تو اوسکو آزاد کر دے فضیلۃ العتق
من النار اسلیے کہ آزاد کرنے میں غلام کی آزادی اوسکی ہے دوزخ کی آگ سے شیخین نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو شخص کہ آزاد کرے بردہ مسلمان آزاد کریگا اللہ تعالی یعنی نجات دیگا بدلے ہر عضو بردہ کے عضو آزاد کرنیوالے کو آگ دوزخ سے یہانتک کہ ستر اوسکی بدلے ستر
اوسکے اور بیچ ابی ہریرہ سے مروی ہے کہا فرمایا حضرت نے جو شخص کہ ہو نزدیک اوسکے جاریہ پس ادب سکھا وے اوسکو اور اچھی طرح ادب
دے اوسکو پھر آزاد کرے اوسکو اور نکاح کرا دے اوسکا پس اوسکے لیے دو اجر ہیں اور ابی الدرداء کی جاریہ نے ابی الدرداء سے کہا کہ مینے زہر دیا تھا تجکو
ایک برس ہوا اور کچھ اثر نہیں کیا زہر نے تجھ میں ابو درداء نے پوچھا کہ کیون یہہ کام کیا تو نے کہا مینے ارادہ کیا تھا خلاصی کا تجھسے کہا جا
پس تو آزاد ہے خاص اللہ تعالی کے لیے ملا علی قاری نے کہا ہے کہ شاید یہہ جاریہ مدبرہ ہوگی ولا تنزل معہ فیسقط الوقار اور نہ بیہودہ گوئی اور خوش طبعی

کہ ہر ساتھ غلام اپنے کے کیونکہ ہزل اور بیہودہ گوئی اونکی ساتھ کرنا ساقط کرتا ہی اسکی عیب اور وقار کو اونکے دل سے اور سبک کر دیتا ہی اسکو چنانچہ کہا ہے
سعدی ٭ اگر خواہی کہ با مقدار باشی ٭ مکن با کودکی بازندہ بازی ٭ اور نہ گالی دے اپنے غلام کو ساتھ اوس امر کے کہ اوسمین نہ ہو صحیحین مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے مروی ہی کہا فرمایا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے گالی دی بردہ کو اور حال یہ کہ وہ بری تھا اوس سے کہ کہا تو کوڑی مارا جاویگا قیامت
کے دن مگر یہ کہ ہووی وہ جیسا کہ اوسنے کہا ہی اور غلام کو بھی چاہیے کہ اپنے مالک کی فرمانبرداری اور اطاعت مین کوتاہی نکری اور خداوند کریم کی
عبادت بھی بلا قصور ادا کیا کرے کہ اسمین دونا اجر پاتا ہی صحیحین مین ابن عمر سے مروی ہی مرفوعا کہ جبکہ خیرخواہی کی غلام نے اپنے مولا کی اور
اچھی طرح عبادت کی اپنے رب کی تو اوسکے لیے اوسکا اجر ہی دوبار اور جبکہ آزاد کیے گئے ابو رافع تو روئی اور کہا کہ میرے لیے دو اجر تھے سو جاتا رہا ایک اونکا
و تہذیب اہل البیت بالریاضۃ والمناسب اور آراستہ کرے اپنے اہل و عیال کو ساتھ ریاضت اور تحسین اخلاق کے لاسیما الولد المراہق فلیسیر خاصکر اوس
فرزند کو کہ قریب بلوغ کے ہو اسلیے کہ تہذیب صغرسنی مین زیادہ آسان ہے و ورد اور وارد ہوا ہے قرآن مجید مین قوا انفسکم واہلیکم نارا بچاؤ اپنے
تئین اور اپنے اہل و عیال کو آگ دوزخ سے پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو بچاؤ اپنے اہل و عیال کو آگ دوزخ سے کہ ایندھن
اوسکا آدمی اور پتھر ہین اور اوپر اوسکے سخت فرشتے ہین نہیں نافرمانی کرتے اللہ تعالی کی اوس چیز مین کہ حکم کیا اونکو اور کرتے ہین وہ جو حکم کیے گئے ہین
ولا یطا حیوانا فانہ یسئال عنہ اور نہ پامال کرے کسی جاندار کو اور نہ ایذا دے اوسکو اور نہ ہلاک کرے اسلیے کہ تحقیق سوال کیا جاویگا اوسکی ایذا سے
کہ آیا قصدا کیا یا عمدا یا خطاء یا نسیانا یا عبثا چنانچہ گذر چکا کہ ہر ایک تمہارا سوال کیا جاویگا اپنی رعیت سے اور فرمایا ہے اللہ تعالی نے لا یحطمنکم سلیمان
وجنودہ وہم لا یشعرون اور روایت کی ہی احمد نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے
قتل کیا چڑیا اور مافوق اوسکے کو بغیر حق اوسکیلیے تو سوال کریگا اوس سے اللہ تعالی اوسکے قتل کا لوگون نے عرض کیا کہ حق اوسکا کیا ہے یا رسول اللہ
فرمایا کہ ذبح کرے اوسکو آخر حدیث تک اور مکروہ ہے چیونٹی کو مارنا بغیر سخت ایذا کے بسبب اسکے کہ مروی ہی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک چیونٹی نے کسی نبی
نبیامین سے کاٹا پس حکم کیا سو واسطے قریہ چیونٹیون کی پس جلا دیا گیا اونکا قریہ پس وحی بھیجی اللہ تعالی نے طرف اونکی کہ تجکو ایک چیونٹی نے کاٹا اور تو نے
ہلاک کیا اونکی ایک گروہ کو کہ تسبیح کرتے تھے اور مکروہ ہے مارنا تمام اون چیزونکا کہ ہلاک کرنا اونکا مباح ہی آگ کی ساتھ بسبب فرمانے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے نہین عذاب دیتا ہی آگ کی ساتھ مگر رب آگ کا اور جائز ہے قتل کرنا ہر چیز کا کہ ایذا دے حیوانات مین سے اگرچہ اوس سے ایذا نہین پائی جاوے
بعد اوسکے کہ مخلوق ہے اوس صفت پر کہ ایذا دے کیا اسلیے کہ اوسکی طبیعت مین ایذا دینا پڑا ہی اسطرح غنیۃ الطالبین مین ہے اور مختار الفتاوی
مین ہے کہ چیونٹی نے جبکہ ابتدا کی ساتھ ایذا کی تو کچھ باک نہین ہے اوسکے قتل کرنے مین اور نہین تو مکروہ ہے قتل کرنا اوسکا اور اتفاق کیا ہے اوسکو
پانی کے اندر ڈالتے ہین اور بعض نسخہ مین ہے کہ جائز ہے قتل کرنا چیونٹی کا سو جالین اور جو قریہ کہ اوسمین بہت کتے ہوون اور اہل قریہ کو اونسے ضرر پہنچتا ہو
کتے والون کو حکم دیا جاویگا اونکو مار ڈالین پھر اگر وہ انکار کرین تو حاکم کو چاہیے کہ اونکو حکم دے کہ اونکو مار ڈالین اور بعضون نے لا یطا کی معنی
یون کہے ہین کہ وطی نکرے جانورون سے کہ حلیہ حرمت سے ہے ولیطوف طوافات البیت اور چھوڑے گھر مین واسطے خدمت کی طواف کرنیوالون
گھر کو کہ ہو گھر مین اور چھوٹے لڑکے ہون اور غلام ہون اور بغیر اجازت سرا اون کو گھر مین نہ آنے دے فہو المذکور ہیں ماثور ہے آیات اور احادیث مین
فرمایا اللہ تعالی نے یا ایہا الذین آمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلث مرات من قبل صلوۃ الفجر وحین تضعون

ثیابکم من الظہیرۃ ومن بعد صلوٰۃ العشاء ثلث عورات لکم لیس علیکم ولا علیہم جناح بعدہن طوافون علیکم بعضکم علی بعض یعنے ای ایمان والو چاہیے کہ اجازت
طلب کریں تمسے مملوک تمہارے اور وہ کہ نہیں پہنچی ہیں بلوغ کو کہ اسلیے داخل ہونیکی تمہارے گھر میں تین مرتبہ دن رات میں ایک مرتبہ فجر کی
نماز سے پہلے کہ آدمی نیند سے اوٹھتے ہیں اور ہنوز لباس نہیں پہنا ہوتا ہے دوسرے وقت دوپہر کے کہ لباس اوسوقت بھی تم نکالتے ہو تیسرے بعد نماز عشاء کے
کہ اسوقت لباس اوتار رکھتے ہیں یہ تین وقت ستر کے ہیں نہیں ہے اوپر تمہارے اور اوپر مملوکوں تمہارے کے گناہ ترک اجازت میں بعد ان تینوں وقتوں کے
طواف کرنیوالے ہیں اوپر تمہارے مملوک تمہارے اور احتمال ہے کہ مراد طوافات سے بلیان ہوں کہ ان کو گھر میں آنے سے منع نکرے چنانچہ مالک
اور احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے کبشہ بنت کعب بن مالک سے روایت کی ہے کہ وہ زوجہ ابی قتادہ کی تھی کہا
آئے ابو قتادہ میرے پاس آیا ذرہ کیا میں نے واسطے اونکے پانی وضو کا سو آئی ایک بلی تاکہ پانی پیوے ابو قتادہ نے برتن کو جھکا دیا اوسکے طرف سے
آسانی کے ساتھ بلی نے پانی پیا کبشہ نے کہا کہ میں تعجب سے اوسکی طرف دیکھتی تھی پس کہا ابو قتادہ نے کیا تعجب کرتی ہے بیٹی کہا ہاں کہا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ نجس نہیں ہے یہ طوافین اور طوافات میں سے ہے تحرز اجتناب اوس سے متعذر ہے اور بعض نسخوں میں لیطوف
کی جگہ بلیلم آیا ہے یعنی طعام دیوے گھر کی طواف کرنیوالے جانوروں کو کھانے وغیرہ میں کیونکہ انکو طعام دینے میں اور ایسے ہی انکو پانی پلانے میں اجر ہے
غنیۃ الطالبین میں ہے جو حیوان کہ آدمی اوسکو پیاسا پاوے تو ثواب دیا جاویگا اوسکی اعانت کرنے میں بانکے ساتھ بسبب فرمانے نبی علیہ السلام
کے فی کل کبد حراء اجر اور یہ جب ہے کہ جانور موذی نہو اور موذی جانور اسکا مستحق نہیں ہے اسلیے کہ نہیں اوسکا شر بڑا اور زیادہ کرنا
اذیت کا ہے اور یہ جائز نہیں ہے روایت کی ہے ابو داؤد نے سہل بن حنظلیہ سے کہا گذرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ پر کہ اوسکا
شکم پشت سے لگ گیا تھا پس فرمایا ڈرو اس جانور کے زبان سے اور فرمایا عذاب کی گئی ایک عورت ایک بلی کے سبب سے کہ روک
رکھا تھا اوسکو یہانتک کہ مرگئی سو نہیں طعام دیتی اوسکو اور نہ چھوڑتی تھی تاکہ حشرات الارض کھاتی اور بعض نسخوں میں بلیلم اور لیطوف دونوں ہیں پس اس
صورت میں یہ دونوں فعل متنازع ہونگے اور مفعول میں جو طوافات البیت ہیں پس اس صورت میں معنے یہ ہونگے کہ طعام دیوے
اور پھیرنے دیوے طوافات بیت کو اپنے گھر میں ولا یضرب شیئا علی الوجہ اور نہ مارے کسی چیز کو منہ پر برابر ہے کہ حیوان ہو یا انسان اور یہ اسلیے
کہ حق سبحانہ تعالی نے اوسکو اپنے ید قدرت سے بنایا ہے ولا یعذب بالنار اور نہ عذاب کرے کسی جاندار کو آگ کے ساتھ اگرچہ چیونٹی یا اور کوئی جانور
موذی ہو اور یہ گناہ کبیرہ ہے اور یہ خاص ہے ساتھ ذات باری تعالی کے پس نہیں جائز ہے اوسکے غیر کو کہ اوسکے مخصوصات کو اختیار کرے اور یہ
حکم ہماری شریعت میں ہے اور اختلاف کیا گیا ہے زندیق کے جلانے میں نہی عنہما اسلیے کہ نہی وارد ہے ان دونوں سے یعنے منہ پر مارنے اور آگ
کے ساتھ عذاب دینے سے چنانچہ مسلم نے جابر رضہ سے روایت کی ہے کہا نہی فرمائی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پر مارنے اور منہ پر داغ کرنے
سے اور روایت کی ہے ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضہ سے کہ جبکہ مارے ایک تمہارا پس چاہیے کہ بچے چہرہ پر مارنے سے اور ترمذی اور حاکم
نے عمران رضہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے نہی فرمائی ہے ورع وغیرہ سے پس جلانا بطریق اولی منع ہوگا ولیعرض الماء والعلف
علی الفرس بعض مرۃ پیش کرے گھانس اور پانی اپنے گھوڑے پر ہر روز میں کئی مرتبہ مراد اس سے کثرت اور مبالغہ ہے یعنی اوسکو محتاج نرکھے
کہ بے زبان ہے اور جلد جلد اوسکی خبر گیری کیا کرے کہ احسان دواب کے ساتھ بھی ہے اور پہلی حدیث میں گذر چکا کہ طعام مملوک کا اور لباس اسکا

معروف کی ہے وہ روح اور وارد ہوا ہے حدیث مین کہ گذر چکے مین الفرس فی لہ وحسن خلقہ خوبی اور مبارکی گھوڑی کی تمہی اور انقیاد اور خوشخوئی اوسکی
ہے اپنی مشق کشش سنو جو نہ آتی بعد بیان حقوق اہل وعیال و مملوک وغیرہ کی سلاطین کی صحبت کا بیان شروع کیا ہے جاننا چاہیے کہ علما اور غیر علما
کے ظالم بادشاہون کی صحبت مین تین حال ہین پہلی حالت کہ سب سے بدتر ہے یہہ ہے کہ یہہ لوگ بادشاہون کے پاس جاوین اور اونکی صحبت
اختیار کرین دوسری حالت کہ متوسط ہے یہہ ہے کہ بادشاہ اونکی پاس آوین تیسری حالت کہ سلامتی دین کی اوسی مین ہے یہہ ہے کہ یہہ لوگ نہ
بادشاہون کو دیکھین اور نہ بادشاہ انکو پس پہلی حالت کا بیان کہ شروع مین مقدم ہے اور اوسمین سخت وعیدین وارد ہین یہہ ہے
کہ مصنف نے بیان کیا ولا یدخل علے الظلمۃ اور نہ داخل ہووے ظالمون اور ستمگرون پر کہ مخلوق الہی کو ستاتے ہون اور نہ جاوے اونکی مکانات مین
کہ اسمین بہت قباحتین ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار یعنے نہ میل کرو اون لوگون کیطرف کہ ظلم کیا ہے اونسے ایسے
پس مساس کریگی تمکو آگ دوزخ کی اور جبکہ وصف کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء کو ظلم کے ساتھ پس فرمایا پس جس شخص نے منازعہ کیا اونسے
تو نجات پائی اور جو کہ ایک سو اور گوشہ نشین ہوا انسے تو سالم رہا یا قریب ہے کہ سالم رہے اور جو شخص کہ واقع ہوا انکی ساتھ اونکی دنیا مین پس وہ بھی
اونہین مین سے ہے روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے انس سے ساتھ سند ضعیف کے اور ایک روایت مین ہے کہ جسنے مخالطت کی اونکے ساتھ تو ہلاک ہوا
اور یہہ جو فرمایا کہ قریب ہے کہ سالم رہے یہہ اسلیے ہے کہ جو شخص کہ انسے کنارہ کشی کریگا تو سالم رہیگا اونکی گناہ سے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اپنے نفس کے عذاب سے
اونکی ساتھ نہین سالم رہتا اگر اونپر اونکی تعدی بسبب ترک کرنے اسکے منازعت کو اور فرمایا حضرت نے بہترین امرا کی وہ ہین کہ آوین علما کے پاس اور بدترین
علما کے وہ ہین کہ آوین امراء کی پاس اور ایک حدیث مین ہے علما امانتدار پیغمبرونکے ہین اللہ تعالی کے بندون پر جب تک کہ بادشاہون کے ساتھ
مخالطت نہ کرین اور جبکہ مخالطت کرین اونکی ساتھ پس تحقیق خیانت کی اونہون نے پس اجتناب کرو اونسے اور سفیان ثوری نے کہا ہے
کہ جہنم مین ایک وادی ہے کہ نہین ٹہرینگے اوسمین مگر قرا امرائی اور بادشاہون کی زیارت کرنیوالی اور اوزاعی نے کہا ہے کہ نہین ہے کوئی چیز مبغوض
زیادہ طرف اللہ تعالی کے اوس عالم سے کہ زیارت کرے حاکم کی اور فضیل عیاض کہتے ہین جسقدر کہ علما ساتھ سلاطین کی نزدیک ہوتے ہین اللہ تعالی
کی درگاہ سے دور ہوتے ہین اور محمد بن مسلمہ نے کہا ہے کہ مکہی گندگی پر بیٹہی ہوئی بہتر ہے قاری سے جو امراء کی دروازہ پر ہو جاننا چاہیے کہ امراء کے
پاس داخل ہونا نہین خالی ہے اللہ تعالی کی معصیت سے قطعا یا ساتھ فعل اپنے کے یا ساتھ قول اپنے کے یا ساتھ سکوت اپنے کے یا ساتھ
قلب اپنے کے سو مصنف نے ان مین سے ہر ایک کیطرف اشارہ کیا پس کہا متحامیا عن استعمال اوانیہم وملبوسہم وفراشہم وکلا تحاوعن حرام یعنے داخل ہو
نزدیک امراء اور سلاطین کے اجتناب کرتے ہوئے اونکی گہر اور اونکے خیمہ کے سایہ اور اونکی فرش و فروش کے استعمال سے کیونکہ اکثر یہہ چیزین حرام سے
خالی نہین ہوتین یعنے مکانات تو اکثر امراء کی غصب کے ہوتے ہین بغیر اذن مالک کے اونمین داخل ہونا حرام ہے اور جو فرض کیا جاوے کہ ظالم غیر
مغصوب جگہہ مین ہو تب بھی اوسکے فرش و فروش خیمہ سائبان یہہ چیزین حرام سے خالی نہین ہوتین پس جبکہ داخل ہوا ان پر تو ہرگز خلاصی
نہین ہوگی اونکی حرام چیزون سے اور جو فرض کیا جاوے کہ تمام امور مذکورہ حلال وجہہ سے ہین تو گناہ محض داخل ہونیسے تو نہین متحقق ہوگا
بلکہ دوسری ایک امر کے سبب سے گناہ لازم آویگا کہ اشارہ کیا طرف اوسکے مصنف نے ساتھ اسی قول اپنے کے والتواضع لہم اور بسبب پیش
کرنیکے تواضع اور ذلت اور سکوت سے کہ لازم ہوتی ہے اکرام ظالم کو اور یہہ معصیت ہے بلکہ حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی کہ تواضع کرے واسطے کسی غنی

سے کہ ظالم ہو بسبب اوسکے کہ بسبب سرزد ہونے مرتد ہو جاتا ہے جو شخص دین اوسکا ایسا کیا جاوے ہوگا جبکہ تواضع کرے ظالم کی خاص جبکہ اوسکے
روبرو رکوع کرے یا سجدہ یا انکے روبرو کھڑا ہووے بسبب اسکے مباح نہیں ہے اگرچہ بسبب سلام کرنا اور ہاتھ چومنا اور جھکنا اوسکے روبرو کچھ جائز نہیں
مگر خوف کی وقت اور مبالغہ کیا ہے بعض سلف نے ان امور کے ترک کرنے میں یہاں تک کہ اوسکے سلام کے جواب دینے کو بھی منع کیا ہے احیاء میں کہا ہے
کہ اوسکی طرف نظر کرے کیونکہ سلام کا جواب واجب ہے لیکن منع میں لائق ہے کہ ظالم سے ساقط ہو اور یہی کہتا ہوں کہ یہی حکم فاسق کا ہے اور اسکو ظالم بلکہ اولی ہے کہ
ساقط ہو جاتا ہے اسی سبب سے آنحضرت علیہ السلام نے نہیں جواب دیا تھا اوس شخص کے سلام کا کہ سرخ لباس پہنے ہوئے تھا مروی ہے اور وارد ہے
حدیث میں من اکرم فاسقا فقد اعان علی ہدم الاسلام یعنی جو شخص کہ تعظیم کرے فاسق کی پس تحقیق اعانت کی اوسنے اوپر گرا دینے بنا اسلام کے
اور فاسق وہ ہے کہ مرتکب حرام کا ہو اور تارک ہو بدون ضرورت مقام کرے لیکن یہ حدیث ان الفاظ کی ساتھ غریب ہے اور معروف یہ ہے من وقر
صاحب بدعۃ روایت کیا ہے اسکو ابن عدی نے حضرت عایشہ کی حدیث سے اور طبرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں عبد اللہ بن بسر کی
حدیث سے ساتھ سند ضعیف کے اور ابن ماجہ نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بدترین آدمیوں کا
از روی مرتبہ کے قیامت کے دن وہ شخص ہے کہ برباد کیا اپنی آخرت کو ساتھ دنیا غیر کے شارحین نے کہا ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ جو شخص کہ تعظیم کرے اہل دنیا کی
بسبب دنیا اونکے اور طمع کرے اونسے پس ظاہر کریگا ساتھ اسکے اپنے نفس پر پس برباد ہو جاویگی آخرت اوسکی سبب سے اسکے اور سکوت ہے منکر پر اعتقاد
اور بسبب سے ہے کبیرہ گناہ و خاموشی ہے اور ان امور کا مشاہدہ ہے کہ دیکھے نزدیک اونکی اور قادر ہو اوپر کہ اونکو زبان سے منع کرے جیسا کہ عالم یا مشائخ
میں سے ہو اور یہ سلیم ہے کہ اونکی مجلس میں بچھاوے حریر کا فرش اور سونے چاندی کے برتن اور فحش کلام اور جھوٹ اور گالی اور ایذا اور
سوا اسکے اور ممنوع امور سے ہوتے ہیں یہ سب ہو دیکھنا پڑیگا اور سنے دیکھنا کسی بری بات کو اور ساکت ہو اور اس سبب سے پس وہ شریک ہے اوس برائی میں
سے اگر کوئی کہے کہ وہ معذور ہے جب یہ ہو میں کیونکہ اپنی جان کا خوف رکھتا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ ہاں یہ بات تو حق ہے لیکن اسکو کون ضرورت ہے
کہ اپنی جان کو پیش کرے اور ان امور کے ارتکاب میں کہ مباح نہیں ہیں مگر ساتھ عذر کے کیونکہ یہ جو اوسکے پاس میں داخل ہوتا اور نہ مشاہدہ کرتا
اوسکو تو کیوں متوجہ ہوتا اوسپر خطاب ساتھ وغیرہ کے حتی کہ ساقط ہوا اوس سے بسبب عذر کے ساقط ہی سبب سے کہا ہے جس شخص نے جانا فساد کو کسی
موضع میں اور جانتا ہے کہ یہ اوسکے زائل کرنے پر قادر نہیں ہے نہیں جائز ہے اسکو وہاں داخل ہونا تاکہ جاری ہووے فساد اسکے روبرو اور یہ ساکت
ہو اور جبکہ فارغ ہوا مصنف ان گناہوں کے بیان سے کہ ساتھ فعل اور سکوت کے لازم آتے ہیں تو شروع کیا اونکا بیان جو ساتھ قول کے لازم آتے
ہیں پس کہا والدعاء لہم بالبقاء اور سبب سے ہے کبیرہ گناہ کے دعا کرنے سے اونکے لیے ساتھ بقاء دنیوی کے مثلا کہے حق سبحانہ تعالی تمھکو زندگی
دیوے اور تمکو سلامت رکھے آفت سے ورد ہے پس وارد ہوا ہے حدیث میں من دعا لظالم بالبقاء فقد احب ان یعصی اللہ فی ارضہ جو شخص کہ دعا
کرے واسطے ظالم کے ساتھ درازی عمر کے پس تحقیق محبوب جانا اوسنے کہ نافرمانی کیجاوے اللہ تعالی کی اوسکی زمین میں اور یہ اسی انتہا تک
ذکر کیا ہے اس حدیث کو زمخشری نے اور غزالی نے احیاء میں اور سخاوی کہتا ہے کہ یہ حدیث میں نے نہیں پایا مرفوع بلکہ نکالا ہے اسکو ابو نعیم نے حلیہ میں سفیان ثوری
کے قول سے اور عراقی نے کہا ہے کہ روایت کیا ہے اسکو ابن ابی الدنیا نے حسن بصری کے قول سے اور سیوطی عسقلانی نے کشاف کی تخریج
میں کہا ہے اور ان کلمات کے ساتھ دعا کرنا جائز ہے اصلحک اللہ فی الاوقات او وفقک اللہ للخیرات او طول عمرک فی الطاعات ولنحو

وان صدق اور بسبب پرہیز کرنیکے شمار نہ تھا ظالم سے ساتھ عدل وانصاف اور جو دہونا کہ اگرچہ بعض چیزون مین سچ کہا ہے اور جو سراسر جھوٹ کہا اور
دروا وصاف بیان کیونکہ اسمین غیر کو کا وب منافق ہوا اسیطرح اوسکے باطل قول کی اگر تصدیق کی صراحۃً یا اشارۃً تو ہو اعانۃ علی الاثم اسلیے کہ ثنا ظالم کی
اعانت ہے ظلم پر اور حرکت دلانا ہے واسطے خبث کی معصیت مین اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان اور اعانت معصیت
معصیت ہوتی ہے اگرچہ ساتھ ایک جز کلمہ کے ہو کیونکہ وہ اپنی مدح کے سبب سے جاری ہوگا اپنے ظلم اور فسق پر اور روایت وارد ہوا ہے حدیث مین
ان اللہ لیغضب اذا مدح الفاسق تحقیق اللہ تعالی خشمناک ہوتا ہے اوس وقت کہ مدح کیا جاتا ہے فاسق جو اپنے فسق پر مصر ہو روایت کیا ہے
اس حدیث کو ابن ابی الدنیا اور ابن عدی اور ابو یعلی اور بیہقی نے انس رض سے اور سوال کیا گیا سفیان ثوری ظالم سے جو قریب المرگ ہے جنگل مین
کیا پانی کا گھونٹ پلایا جاوے کہا نہین چھوڑ تو اوسکو تاکہ مر جاوے اسلیے کہ اسمین اعانت ہے اوسکی اور بعضون نے کہا ہے کہ پانی پلاوے شاید کہ وہ باقی
رہے اور توبہ کرے اور جو گناہ کہ دلکی سبب سے لازم ہوتی ہین اونکی طرف اشارہ کیا مصنف نے ساتھ اس قول اپنے کے والمحبۃ لہم اور بسبب احتراز کرنیکے محبت
اور دوستی ظالم سے کہ بسبب انعام اور احسان اوسکے دل مین پیدا ہوتی ہے دفی ارادۃ الظلم پس وہ یعنے دوستی ظالم کی حقیقت مین مستلزم ارادہ ظلم کی ہے
اللہ تعالی کی بندون پر پس ہوگا شریک اوسکا گناہ مین پھر اگر محبت مین کاذب ہے تو اوسکو گناہ کذب اور نفاق کا ہوگا اور جو صادق ہے محبت مین اور
یہہ محبت بسبب ظلم کے تو گنہگار ہوا ساتھ دوست رکھنے ثنا ظالم کے آثام ہین اور جو کسی اور سبب سے محبت کرتا ہے تب بھی گنہگار ہے کیونکہ اسنے ترک کیا
واجب کو جو بغض رکھنا ہے ظالمون سے اور حق اوسکا یہہ ہے کہ اوس سے بغض اور دشمنی رکھے اللہ کے واسطے کیونکہ بغض فی اللہ واجب ہے اور دوست
رکھنے والا معصیت کا اور راضی اوسکی ساتھ دونون گنہگار ہین اور جو جمع ہوا ایک شخص مین بھلائی اور برائی دونون تو دوست رکھے اوسکو اوس
بھلائی کے سبب سے اور مبغوض جانے اوس برائی کے سبب سے اور مطلق اوسکو محبت نجانے بصرہ کی بعض عابدون سے حکایت ہے کہ وہ امرا سے مال لیکر فقرا پر
تقسیم کرتے تھے کسی نے اونسے پوچھا کہ تم نہین خوف کرتے امرا کی دوست رکھنے سے کہا جو کوئی آدمی میرا ہاتھ پکڑے اور داخل کرے جنت مین پھر نافرمانی
کرے اپنے رب کی تو ہرگز نہین دوست رکھیگا اوسکو میرا دل کیونکہ اوس ذات نے کہ اوسکو میرا مسخر کر دیا ہے میرا ہاتھ پکڑنیکے لیے وہ ذات ہے کہ مبغوض رکھا ہے
اوسکو بسبب اوس نافرمانی کے پس شکر اوسکا یہہ ہے کہ مین بھی اوسکو مبغوض جانون مین کہتا ہون کہ یہہ مقام بہت دقیق ہے کیونکہ طبیعت بذاتہ میل کرتی ہے
اوس شخص کی طرف کہ احسان کرتا ہے اوس سے جیسا کہ مروی ہے حضرت عائشہ رض سے کہ پیدا کیے گئے ہین دل اوپر دوست رکھنے اوس شخص کے کہ احسان کرے طرف اسکے
اور مبغوض جاننے اوس شخص کے کہ برائی کرے طرف اوسکی اسیطرح احیا مین ہے اور روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین ابن مسعود رض سے مرفوعا
اور تائید کرتی ہے اوسکی یہہ حدیث کہ فرمایا حضرت نے اے اللہ تعالی نہ گردان تو فاجر کو میرے پاس کچھ احسان پس دوست رکھے اوسکو دل میرا روایت کیا ہے اسکو
ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین ایک رجل سے کہ نام اوسکا نہین لیا اور دیلمی نے معاذ سے اور مروی ہے کہ بعض امرا نے مالک بن دینار کو دس ہزار درہم بھیجے
پس نکال دیا اونسے سبکو یعنے خدا کی راہ مین صرف کر دیا پس آئے اوسکے پاس محمد بن واسع اور کہا کیا کیا تو نے اون درہمون کو جو بھیجا اسمین مخلوق نے
لے لیے کہا میرے اصحاب سے پوچھ پس اونسے پوچھا کہا سب کو للہ صرف کر دیا پس کہا محمد نے مالک سے کہ قسم دیتا ہون تجھکو کہ آیا تیرے دل کو
زیادہ محبت ہے اوس سے یا پہلے زیادہ تھی کہا اب زیادہ ہے محمد نے کہا اسی سے مین ڈرتا تھا اور یہی بات سچی ہوئی فتحقق ان نعمۃ تعالی علی
نفسہ بہ یتہ القدوس علیہم اور بسبب پرہیز کرنیکے سب ساتھ اور خفیف جانے نعمت اوس تعالی سے کہ ازلی رکھی ہین اسمین علم اور عمل اور اختیار فقط

قناعت سے ساتھ ہو کیونکہ وسعت دولت اور فراخی اوس نعم کی جو امرا اور سلاطین کے لیے ہوا ہین حاکم نے عبد اللہ بن شخیر سے روایت کیا ہو اور صحیح
کہا ہو کہ کم داخل ہو تم گھرون پر سلاطین کہ یہ زیادہ لائق ہو نہ حقیر جانو تم اوس کو اللہ تعالیٰ کی نعمتون کو اور ابی عمر دانی نے کتاب الفتن مین حسن سے
مرسلا روایت کی ہو ہمیشہ رہیگی سلامت بیچ حمایت اور حفاظت اللہ تعالیٰ کے جب تک کہ نہ موافقت اوسیا عمدہ شہ کرینگے قاری اونکو امیرکی اور
قاریون کو اسلیے ذکر کیا کہ اوس زمانے مین دینی علما تھے اور علم اونکا ساتھ قران اور حدیث کے تھا اور سوا اوسکے اور علوم اونکے بعد پیدا ہوئے ہین
اور روایت کیا ہو اسکو دیلمی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور ابن ماجہ نے ان لفظونکے ساتھ روایت کی ہو کہ جب تک نہ تعظیم کرینگے نیک اوسکی
بدون کی اور نہ جا پڑینگے کرتینگے خیار اوسکے اشرار کی اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہو کہ جبکہ واقع ہوئے
بنی اسرائیل گناہ مین منع کیا اونکو اونکے عالمون نے پس نہ باز آئے وہ پس ہمنشینی کی اونکی عالمون نے بیچ مجلسون اونکے اور ہم نوالہ اور ہم کاسہ ہوئے
اونکے ساتھ پس ملادی اللہ تعالیٰ نے دل بعض اونکے ساتھ بعضون کی اور لعنت کی اللہ تعالیٰ نے اونکو اوپر زبان داؤد اور عیسیٰ بن مریم کے آخر حدیث تک
حاصل یہ کہ فیصل یہ کہ حق بیٹھنے والے کا سبب ہے یہ کہ غفلت کرے اونکے حال سے اور جبکہ اسکی دلمین اونکی فراخی اور تنعم کا خطرہ گذرے تو یاد کرے وہ جو ابو الدردا
نے کہا ہو کہ مال دار بھی کھانا کھاتے ہین اور ہم بھی کھاتے ہین اور وہ پانی پیتے ہین اور ہم بھی پیتے ہین اور وہ بھی کپڑے پہنتے ہین اور ہم بھی پہنتے ہین
اونکے پاس زیادہ مال ہو کہ وہ اوسکیطرف نظر کرتے ہین اور ہم بھی اونکے ساتھ نظر کرتے ہین اور اوپر اونکے حساب ہے اور ہم اوس سے بری ہین اور شاید
کہ مقتضی ہے اس قول اللہ تعالیٰ سے ان تکونوا تألمون فانهم يألمون كما تألمون وترجون من الله ما لا يرجون الا رعاية الطاعة الرعية یہ استثنا ہو اوسکی اس قول سے
جو لا یدخل علی الظلمة ہے یعنی نہین جانتا ہو داخل ہونا اونکے پاس تمام اوقات مین مگر سبب دو عذر کے کہ ایک اون مین اونکا پاس فرمانبرداری رعیت کی ہو
یعنی اگر بادشاہ حاکم لازم اوسکے بلانیکا ہو اور جو یہ سمجھے کہ رعیت کی اطاعت نہیں کرنا آتا ہو اور امر سیاست مین خلل پڑتا ہو تو واجب ہے اطاعت
اوسکے واسطے مصلحت خلق کی تاکہ حشمت سلطان کی باطل نہو اور رعیت گستاخ نہو بخاری نے حضرت انس رض سے روایت کی ہو کہ فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے سنو یعنی کلام حاکم کا اور اطاعت کرو اوسکی امر و نہی کی جبتک نہ مخالف ہو اللہ اور اوسکے رسول کے حکم سے اگرچہ عامل کیا جاوے تمپر غلام
حبشی گویا کہ سر اوسکا انگور ہے یعنی خرد ہو اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہو کہ لازم ہے تجپر اطاعت تیری خوشی کی باتون اور
ناخوشی کی باتون مین اور اوسکی دستری دید مین جو شخص کہ نکلا اطاعت سے اور جدا ہوا جماعت سے پس مرا مرنا جاہلیت کا اور دوسرا عذر یہ ہے جو مصنف نے
بیان کیا و دفع التاذی والظلم عن نفسه وغيره اور دوسرے دفع کرنے ایذا سلاطین اور ظلم اونکے اپنی ذات سے اور اپنے غیر سے جو اوسکے اہل و عیال
مسلمان ہین بسبب خیر خواہی یا احتساب کے فيدخل مراعيا حقه تعالى بالطرب داخل ہونیکا یہ ہو کہ داخل ہو اونکے پاس در حالیکہ رعایت کرنیوالا
ہو اللہ تعالیٰ کے حق کی بایں طور کہ جھوٹ نہ بولے اور نہ اوسکی تعریف کرے اگرچہ سچا ہو اور نہ بار رہے اور نصیحت سے کہ اوسکو قبول کرنیکی توقع
اور جبکہ فارغ ہوا مصنف بیان ہنگام دخول سے اونکے پاس تو شروع کیا بیان فاذا دخل ہونے مراد کسی شخص کے پاس کہا ویکرم ان جشنہ
علیہ مکافاة لا لکرامة الدین اور اکرام کرے اوسکا اگر داخل ہوئی اوسکے پاس واسطے مکافات اکرام کرنے اوسکے عزت دین کو یعنی اکرام کرے ساتھ پیا
وغیرہ کے کراہیت کے ساتھ اگر داخل ہوئی ملوک بلا یہ ساتھ ایک جماعت کے لشکر اور خادمون سے بسبب بادشاہی تکریم کرنے اوسکے
عزت دین کو کہ اہل دین کی پاس آیا فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان اور پہلی حدیث گذر چکی ہے کہ جبکہ داخل ہو تمہارے پاس

مع وارد قوم کا پس اکرام کرو اوسکا او ظالم بسبب گرامی کرنے اوسکیلئے علم دین کو مستحق تکریم کا ہوتا ہی جیسے کہ ظالم کی بسبب مستحق اہانت کا ہوتا ہی
مراعاتہ الحشمہ بین الرعیتہ اور اکرام کرنی مجالس مین بسبب رعایت کرنے حشمت سلطان کے درمیان رعیت کے تاکہ اونکی نظر مین حقیر نہووا ور امر
بین فرق نہ آوی کہ امر مقصود اوس سے ہو ویجوز الاہانتہ فی الخلاء اور جائز ہی اہانت کرنا ظالم کی ساتھ عدم قیام اور کمی کلام کی بعد رد کرنے سلام کے خلوت مین
کہ اس جگہہ خوف اوسکی حقارت کا رعیت کی نظر مین نہین ہی وعند العلم بعدم اضطراب الرعیتہ اور وقت عالم ہونیکی ساتھ عدم اضطراب رعیت کے باوجود ملاقات کے
مجالس مین یعنی اگر جانے کہ رعیت ساتھ اہانت اور استخفاف سلطان کے مضطرب نہین ہوتی اس صورت مین اگر رعیت کی حضور مین بہی اوسکی اہانت کری تو جائز ہی
بنیتہ اعزاز الدین وتحقیر الظالم واظہار الغضب لله تعالی یعنی جائز ہی اہانت سلطان کی خلوت مین اور وقت عالم ہونیکی ساتھ عدم اضطراب رعیت کی جلوت مین
ساتھ نیت معزز کرنے دین اور اوسکی اہل کے اور حقیر کرنے ظالم اور ظالمونکے اونکی نظرونمین اور ظاہر کرنے غضب کے واسطے رضامندی اوس تعالی کے کہ وہ
واجب ہی اہل علم وغیرہ پر جیسا کہ وارد ہی حدیث مین الحب لله والبغض لله لکہا ہی کہ بلائے گئے سعید بن المسیب طرف بیعت ولید وسلیمان کے جو دونون
عبد الملک بن مروان کے بیٹے تہی پس کہا نہین بیعت کرونگا مین دو شخصون کے جبتک کہ مختلف ہین رات دن اسلئے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے
دو بیعتون سے منع کیا ہی پہر کہا کہ ایک دروازی سے داخل ہو اور دوسری دروازے سے نکلے کہا نہین یہ ہرگز نہین کرونگا تاکہ کوئی آدمی میری
اقتدا نہ کری پس سو کوڑے مارے سعید کے اور پہنایا لباس روایت کیا ہی اسکو ابو نعیم نے حلیہ مین ساتھ اسناد صحیح کے والاصل الاستفتاء من القلب
اور اصل وقانون بیچ اکرام اور اعزاز اور استخفاف اور اہانت سلطان کی فتوی طلب کرنا ہی اپنی دل سے پس عمل کری ساتھ اوس چیز کے کہ حکم کری
قلب سلیم اوسکا موافق مقتضاء وقت کی ونیتہ الاصلاح لا الاشتہار اور قانون بیچ اہانت ظلمہ کے نیت صلاح حال اونکے ہی تاکہ جانین کہ دنیا دار
اہل کے الله تعالی کے سامنے اور دینداروں کے نزدیک کچہہ قدر اور عزت نہین ہی نہ مشہور کرنا اپنی جانکو تاکہ آدمی جانین کہ ایسا آدمی ہی کہ سلاطین سے
استغنا رکہتا ہی اور اونکی حقارت سے کچہہ باک نہین کرتا سو قوی ہی استخفاف مین اعزاز ہوگا وہو یعرف بالفرحتہ عند حصول الموعظتہ من غیرہ او
وہ یعنی نیت اصلاح حال ظلمہ کے اور عدم اشتہار کے ساتھ استخفاف ملوک کی پہچانی جاتی ہی ساتھ خوش ہونیکی وقت حاصل ہونے نصیحت کے اپنی غیر
یعنی اگر دوسری کسی عالم فاضل کی نصیحت سے ظالم کا حال اصلاح پذیر ہو اور اسکو اوس سے خوشی حاصل ہوئی تو معلوم ہوگا کہ یہ نیت صرف اصلاح
حال کی رکہتا تہا کہ مقصود حاصل ہوا سو خوش ہوا اور جو غمگین ہوا تو معلوم ہوگا کہ یہ عمل ساتھ غرض اشتہار اپنی کے تہا نہ حصول اصلاح
حال کے لیے کیونکہ اصلاح حال آدمی تو ہو گئی اور اسکو اشتہار کو اوسمین کچہہ دخل نہین ہی جو حاصل ہی نا خوشی کس سبب سے ہی کہ خود مبتلا ہووے اونکے
پاس داخل ہو نہین تو واجب ہی کہ اونکو نصیحت کرے اسلئے کہ وارد ہوا ہی حدیث مین ان الدین النصیحتہ یعنی عرض کیا کس کے لئے فرمایا واسطے الله کے
اور کتاب اوسکی اور رسول اوسکی اور واسطے سردارو مسلمون کے اور واسطے عام اون لوگون کے اور محمد بن صالح سے مروی ہی کہا تہا مین
ساتھ حماد بن سلمہ کے سو نہین تہا اوسکے گہر مین مگر ایک بوریہ کہ وہ اوس پر بیٹہتا تہا اور ایک قران مجید کہ اوسمین تلاوت کرتا تہا اور ایک جراب
کہ اوسمین اوسکا علم تہا یعنی کتابین وغیرہ اور ایک کوزہ کہ اوس سے وضو کرتا تہا سو اسی اثنا مین کہ مین اوسکی پاس بیٹہا تہا کسی نے دروازہ ہلایا
پس ناگاہ وہ محمد بن سلیمان تہا اسکو اذن دیا اسکو اور آیا وہ اور سامنے اونکی بیٹہا پہر کہا اوس سے کیا سبب ہی کہ جب مین تجکو دیکہتا ہون تو
خوف سے بہر جاتا ہون حماد نے کہا یہہ اسلئے ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی الله علیہ وسلم نے بیشک عالم جبکہ ارادہ کری ساتھ علم اپنی کے رضامندی

اللہ تعالی تو خوف کرتا ہی اوس سی پرہیز کرتا تھی اور جو ارادہ کرے کہ اوس سی خزانہ جمع کرے تو خوف کرتا ہی ... پیش کی تو اوسپر چالیس ہزار درہم
اور کہا الکو اور استعانت طلب کر انسے یعنی تصرف مین لا کہا میں تیرا اوسکا ان لوگون پر کہ ظلم کیا ہی تونے اونپر ساتھہ اسکو یعنی جنسے تونے لیا ان ظلم سے
لیا ہی اونہین کو رد کر دے کہا واللہ نہیں دیتا ہوں مین تجکو مگر اوس چیز سے کہ وراثت سے ملا ہو انہون نے کہا کہ حاجت نہیں ہی مجکو اسکی کہا اسکو لیکے تقسیم
کر دے کہا شاید کہ عدالت کرون مین اوسکی تقسیم مین مگر خوف اسکا ہی کہ جہکڑین اوسمین سی ندمان اور روکو کہ نہیں عدالت کرو اوسکی تقسیم مین پس گنہگار ہو وے
پس پاک سو کر اوسکو مجھ سے کذا فی الاحیا مخرج احیا مین کہا ہی کہ حدیث حماد بن سلمہ کے مرفوعا جو ہے یہ حدیث معضل ہی اور روایت کی ہی ابو الشیخ اور
ابن حبان نے کتاب الثواب مین واثلہ بن اسقع کی حدیث سے جو شخص کہ خوف کرے اللہ تعالی سے تو ڈراویگا اللہ تعالی اوس سے ہر چیز کو اور جو شخص کہ نہ ڈرے
اللہ تعالی سے تو ڈراویگا اوسکو اللہ تعالی ہر شی سے اور عقیلی نے ضعفاء میں ابی ہریرہ سے اسکی مانند روایت کی ہی اور بیان تیسری حالت کا کہ سلامتی دینکا اسمین
یہ ہی کہ مصنف نے بیان کیا والاولی الاجتناب عنہم وعن خواصہم والتغافل عن احوالہم اور بہتر یہ ہی کہ اجتناب کرے اونکی ملاقات سے اور اونکی نزدیک کی لوگون سے
کہ دیکہا اونکو دیکہے اور نہ دوست رکہے اونکو دیکہین اور تغافل کرے اونکے احوال سے اور ساتھ اونکے افعال مین نہ پوچہے بلکہ اپنے احوال اور افعال کی اصلاح مین مشغول ہو اور اپنے
نفس کا محاسبہ اور موت کا مذاکرہ کیا کرے حذیفہ سے مروی ہی کہ بچاو تم اپنی جانون کو فتنون کی جگہون سے کسی نے پوچہا کہ وہ کونسی جگہیں ہین کہا دروازے امرا کے
داخل ہوتا ہی ایک تمہارا ایک امیر پر پس تصدیق کرتا ہی اوسکی ساتھ کذب کی اور کہتا ہی وہ اوس کی بابت جو نہین ہین اور ابو ذر نے سلمہ سے کہا نہ قریب ہو
سلاطین کے دروازون کے پس تحقیق تو نہیں پہونچیگا اونکی دنیا سے کسی چیز کو مگر یہ کہ پہونچیگا وہ تیرے دین سے افضل اوس سے اور کہا سفیان نے کیا قبیح ہی عالم کے
لیے یہ بات کہ کوئی اوسکی مجلس مین آوے پس نہ پاوے اوسکو اور کہا جاوے کہ وہ امیر کے پاس ہے کہا تھا مین سنتا کہ کہا جاتا تھا جبکہ دیکہو تم عالم کو کہ دوست رکہتا ہی
دنیا کو پس تہمت کرو تم اوسکو اوپر دین تمہارے کے یہانتک کہ تجربہ کیا مینے اسکا نہیں داخل ہوا مین کبھی اس سلطان پر مگر یہ کہ حساب کیا مینے اپنے نفس کا
بعد خروج کے پس پایا مینے اوسپر درک یعنی گناہ باوجودیکہ [illegible] وہ ہوتا ہو مین ساتہ غلظت کے اور مخالفت اونکی خواہش کی اور ابو ذر نے کہا ہی
جسنے زیادہ کیا گروہ کسی قوم کا پس وہ اونہین سے ہی یعنی جسنے زیادہ کیا گروہ ظالمون کو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہی آدمی البتہ داخل ہوتا ہی بادشاہ پر
اور ساتہ اوسکے اوسکا دین ہوتا ہی پس نکلتا ہی اور حال یہ کہ نہیں ہوتا ہی دین اوسکو لیے کسی نے پوچہا کس لیے کہا اسلیے کہ راضی ہوتا ہی اوس سے ساتھ غضب اللہ تعالی کے اور
فضیل نے کہا ہی کہ نہیں زیادہ کرتا ہی آدمی کسی ذی سلطان سے قریب ہونا مگر یہ کہ زیادہ کرتا ہی اللہ تعالی سے دوری اور وہب نے کہا ہی کہ یہ لوگ جو داخل ہوتے
ہین بادشاہون پر یہ زیادہ ضرر دینے والے ہین امت پر قمار کہیلنے والون سے اور جبکہ مخالطت کی زہری نے بادشاہ کی ساتہ تو اوسکی کسی دینی بہائی نے لکہا
عافیت دے ہمکو اور تجکو اللہ تعالی ای ابابکر فتنون سے پس تحقیق ہو گیا تو ساتہ ایسے حال کے کہ لائق ہی تیرے جاننے والیکو کہ دعا کرے تیرے لیے اللہ تعالی سے پس رحم کرے
اللہ تعالی تجپر ہو گیا تو بوڑہا ضعیف اور بہاری کیا تجکو اللہ تعالی کی نعمتون نے اسلیے کہ سمجہائی تجکو کتاب اور سکہائی تجکو سنت نبی اپنے کی کہ درود و سلام ہو
اوپر اونکے اور یہ نہیں ہی اسیطرح لیا ہی اللہ تعالی نے میثاق اوپر علماء کے پس فرمایا اللہ تعالی نے واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ
جان تو کہ آسان ترین اوس چیز کی کہ ارتکاب کیا تو نے اور خفیف ترین اوس چیز کی کہ اوٹہائی تو نے یہ ہی کہ تحقیق تو نے انس اختیار کیا وحشت ظالم سے
اور آسان کیا تو نے راستہ سرکشی کا بسبب قریب ہونے تیرے کے اوس شخص سے کہ نہیں دوست رکہتا ہی حق کو اور نہیں ترک کرتا ہی کوئی باطل اس سے نزدیک بنایا ہی
تجکو قطب [illegible] مین تجپر چکی اپنے ظلم کی اور کر لیا ہی تجکو پل گذرنے کا اپنی بلا کی طرف [illegible] اپنی اور گمراہی کی تجکو سیڑہی کہ صعود کرتے ہین اوسپر طرف

مچھیون اور برائیون اونکے داخل کرتے ہین بسبب تیرے شک عالمون پر اور کہنچتے ہین بسبب تیرے دل جہلا کے پس کیا آسان ہے وہ جو آیا دکہا ہے تیرے لیئے اوس چیز کے
مقابلے مین کہ تجھسے برباد کردیا اور کس مقدر زیادہ ہے وہ چیز کہ تجھسے اوس چیز کے مقابلے مین کہ خراب کردی تجھسے دین تیرے سے پس کس چیز نے بے خوف کردیا تجکو
اسسے کہ ہوجاوے تو ان لوگون سے کہ فرمایا ہے اللہ تعالی نے اونکے حق مین فخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات الایة اور بیشک تو
معاملہ کرتا ہے اوس شخص سے کہ نہین بھول ہے اوسپر کوئی چیز اور نگہبان ہے تجپر وہ شخص کہ نہین غافل ہے پس دوا کر اپنے دین کی کہ اوسمین بیماری داخل ہوئی ہے
اور تیار کر توشہ اپنا پس بیشک حاضر ہوا ہے سفر بعید اور نہین پوشیدہ ہے اللہ تعالی پر کوئی چیز زمین مین اور نہ آسمان مین والسلام پہر اگر کوئی کہے
کہ علماء سلف کی تو داخل ہوتے تہے بادشاہون پر تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ علماء سلف سے آدمی داخل ہونا سیکہہ لے پہر داخل ہو جیسا کہ اون پر مروی ہے
کہ ہشام بن عبد الملک حج کرنیکو مکہ معظمہ کیطرف آیا جبکہ داخل ہوا اوسمین کہا کوئی آدمی صحابہ سے میرے پاس لاؤ لوگون نے کہا صحابہ تو پورے ہوچکے
کوئی باقی نہین رہا کہا کسی شخص کو تابعین مین سے لاؤ پس لائے طاؤس یمانی کو پس جبکہ داخل ہوئے طاؤس اوسپر نکالی اپنی پاپوش اوسکے فرش
کے کنارے پر اور نہین سلام کیا اوسپر ساتہہ لفظ امیر المومنین کے لیکن کہا السلام علیک یا ہشام اور نہ اوسکی کنیت لی اور بیٹہے برابر اوسکے اور کہا کیسی ہے
تو اے ہشام پس بہت غصہ ہوا ہشام یہانتک کہ اونکے قتل کا قصد کیا پس کہا گیا اوس سے کہ تو اللہ تعالی کے حرم مین ہے اور اوسکے رسول کے حرم مین سو یہہ
ممکن نہین ہے پس کہا اوسنے اے طاؤس کس چیز نے برانگیختہ کیا تجکو اوس فعل پر کہ تو نے کیا طاؤس نے کہا کہ مینے کیا کیا ہے پہر تو اور زیادہ غصہ ہوا اور کہا کہ تو نے پاپوش میرے فرش کے کنارے پر اوتاری
اور نہین بوسہ دیا میرے ہاتون کو اور نہین سلام کیا تو نے مجہپر ساتہہ لفظ امیر المومنین کے اور نہ کنیت لی میرے اور میرے برابر آ کر بیٹہہ گیا میرے بغیر اجازت
لی اور کہا تو نے کیسا ہے تو اے ہشام پس کہا طاؤس نے وہ جو مینے پاپوش تیرے فرش کے کنارے پر اوتاری ہے پس تحقیق مین اونکو ہر روز اپنے رب العزت
کے سامنے اوتارتا ہون اور نہین بہیجتا مرتبہ اور مجہپر عتاب نہین کرتا مجکو اور نہ غصہ ہوتا ہے اور یہہ جو تو نے کہا کہ میرے ہاتہہ کو تو نے کیون نہین بوسہ دیا پس تحقیق مینے
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے سنا ہے کہ فرماتے تہے نہین حلال ہے آدمی کیلئے بوسہ دینا کسی کے ہاتہہ کو مگر اپنی زوجہ کو شہوت سے یا اپنے بچے کو
رحمت سے اور یہہ جو تو نے کہا کہ تو نے مجہپر ساتہہ لفظ امیر المومنین کے سلام نہین کیا سو تمام آدمی تیری امارت پر راضی نہین ہین پس مکروہ جانا مینے جہوٹ
بولنا اور تیری کنیت مینے اسواسطے نہین لی کہ اللہ تعالی نے اپنے دوستونکو نام لیکر خطاب کیا ہے پس فرمایا یا داؤد یا یحیی یا عیسی اور کنیت لی ہے اپنے
دشمنونکی پس فرمایا تبت یدا ابی لہب اور یہہ جو تو نے کہا کہ تو میرے برابر بیٹہا پس مینے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ فرماتے تہے
جب ارادہ کرے تو کہ نظر ڈالے کسی آدمی پر اہل نار سے پس نظر کر اوس شخص کیطرف کہ بیٹہا ہو اور گرد اگرد اوسکے آدمی کہڑے ہون پس کہا ہشام نے
نصیحت کر مجکو اے طاؤس پس کہا سنا ہے مینے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق جہنم مین سانپ ہین مانند پہاڑ کے اور بچہیون کے
بچہو ہین مانند خچر کے اونکا کاٹین گے ہر امیر کو کہ نہ عدل کرے اپنی رعیت مین پہر کہڑے ہوئے اور بہاگے اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہا داخل ہوا مین اوپر ابی جعفر منصور کے منی مین پس کہا اوٹہا طرف ہماری کوئی حاجت تیری پس کہا مینے اوس سے ڈر تو اللہ تعالی سے تحقیق
بہر دیا ہے تو نے زمین کو ظلم اور زیادتی سے پس نیچے کیا اوسنے سر اپنا پہر سر اوٹہایا اور کہا بلند کر طرف ہماری کوئی حاجت اپنی پس کہا مینے تو اس مقام
کو پہونچا ہے مہاجرین اور انصار کی تلوار سے اور اونکی اولاد بہوک کے مارے مرتی ہے پس ڈر تو اللہ تعالی سے اور پہونچا تو اونکو حق اونکی پس پست
کیا سر اپنا پہر اوٹہایا اور کہا رفع کر طرف ہماری کوئی حاجت اپنی پس کہا مینے حج کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور اپنی خزانچی سے پوچہا کہ کس قدر

خرچ صرف کیا تو نے کہا کچہ نہ سیر دیش ہم اور میں یہان استقدر مال اسباب دیکہتا ہون کہ اونٹ اوسکو نہیں اوٹہا سکتی اور جبکہ خلیفہ ہوئے حضرت عثمان
ابن عفان رضی اللہ تعالی عنہ تو آئی اونکی پاس اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور درنگ کی الو دستار تہی وہ دو دوست اونکو پس عتاب کیا
اونہیں عثمان رضی اللہ عنہ نے پس کہا ابو ذر نے کہ سنا ہی مینی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تہی کہ آدمی جبکہ سرداری دیا جاتا ہی تو دور ہوتا ہی اللہ تعالے
اوس سے کذا فی الاحیا عراقی نے احیا کی تخریج میں کہا ہی کہ مین اس حدیث کی اصل پر نہیں واقف ہوا اور عمر بن عبد العزیز کنکری ہوئی ساتہہ
سلیمان بن عبد الملک کے پس سنی سلیمان نے آواز رعد کی اور گبہرائے اور رکہا اپنا سینہ کو زین کے سامنی کی لکڑی پر پس کہا اوس سے عمر نے یہہ تو آواز رحمت
کی آواز ہی کیا ہوگا جبکہ اوسکی عذاب کی آواز سنیگا پہر دیکہا سلیمان نے آدمیون کیطرف پس کہا کیا بہت آدمی ہین پہر عمر نے کہا تمہارا جہگڑنے والے ہین یا امیر المومنین پس کہا
اونکو سلیمان نے کہ مبتلا کریگا تمکو اللہ تعالی ساتہہ انکی اور حکایت ہی کہ سلیمان بن عبد الملک آئی مدینہ مین اور ارادہ اوسکا مکہ معظمہ کا تہا پس بہیجا ابو حازم کے
پاس بہیجکر بلایا پس جبکہ داخل ہوئی ابو حازم اوس پر کہا سلیمان نے اونسے پوچہا کہ ای ابو حازم کس سبب سے ہم موت کو مکروہ جانتے ہین کہا اس لیے کہ تمنے اپنی آخرت کو تو
خراب کر دیا ہی اور دنیا کو بہر لیا ہی پس مکروہ جانتے ہو تم کہ نقل کرو آبادی سے طرف ویرانی کی پہر پوچہا کہ ای ابو حازم کیسی ہوگا آنا ہمارا اوپر اللہ تعالے
کے یعنی اللہ کے روبرو کہا لیکن جانے والا نیک شخص تو مانند غائب ہی کہ آوے اپنی اہل و عیال کے پاس اور بدکار مانند بہاگی ہوئی غلام
کے ہی کہ آوے اپنے مولا کے پاس پس رویا سلیمان اور کہا کاش کہ مجکو معلوم ہوتا کہ کیا حال ہوگا میرا نزدیک اللہ تعالی کے ابو حازم نے کہا پیش کر تو اپنا
نفس اوپر کتاب اللہ کے اس لیے کہ فرماتا ہی اللہ تعالی ان الابرار لفی نعیم و ان الفجار لفی جحیم کہا سلیمان نے پس کہان ہی رحمت اللہ کی کہا قریب ہی محسنین سے
پہر سلیمان نے کہا ای ابو حازم کونسا بندہ اللہ تعالی کا بزرگ ترین ہی کہا اہل مروت و تقوی کی کہا کونسا عمل زیادہ بہتر ہی کہا ادا کرنا فرضون کا ساتہہ
اجتناب کرنے محارم سے کہا کونسا کلام زیادہ لائق ہی قبول کی کہا حق بات کہنا اوس شخص کے سامنی کہ اوس سے خوف اور امید دونون رکہتا ہی کہا کونسا
مومنون مین سے زیادہ ہوشیار ہی کہا جو شخص کہ عمل کرے ساتہہ فرمانبرداری اللہ تعالی کی اور بلاوے آدمیون کو طرف اوسکے کہا کونسا مومنون کا
زیادہ نقصان مین ہی کہا وہ آدمی کہ چلا پیچہے خواہش بہائی اپنے کی اور وہ ظالم ہو پس فروخت کردے اپنی آخرت کو غیر کی دنیا کے ساتہہ پہر سلیمان نے کہا
کیا کہتا ہی تو ہماری باب مین کہا آیا تو مجکو معاف کریگا کہا نہین لیکن تجہسے نصیحت چاہتا ہون کہا ای امیر المومنین تحقیق تیری باپ دادون نے
غلبہ کیا آدمیون پر ساتہہ تلوار کے اور لیا اونہون نے اس ملک کو ساتہہ سختی کے بغیر مسلمانون کے مشورہ اور رضا مندی کی یہانتک کہ قتل کیا اونہون نے
بڑا قتل کرنا اور چل بسے پس کاش کہ خبر دار ہوتا تو اوس سے جو اونہون نے کہا یعنی اللہ تعالی کے سامنے اور کیا پوچہا گیا اونسے پس کہا ایک آدمی نے اوسکے
ہمنشینون مین سے برا کہا تو نے ابو حازم نے کہا تحقیق اللہ تعالی نے میثاق لیا ہی عالمون سے تاکہ بیان کردین اوسکو اور نہ چہپاوین اوسکو کہا
پہر کیسے ہم اس بگاڑ کو اصلاح پر لاوین کہا لی تو حاصل وجہ حلال سے اور صرف کر اوسکو حق دار دین پہر سلیمان نے کہا کون اسپر قدرت
رکہ سکتا ہی کہا جو شخص جنت طلب کرے اور دوزخ سے خوف کرے پہر سلیمان نے کہا کہ میرے لیے دعا کر پس کہا ابو حازم نے الہی اگر ہو سلیمان
تیرا دوست پس آسان کر تو اوسکو ساتہہ بہلائی دنیا اور آخرت کی اور اگر تیرا دشمن ہو پس پکڑ اوسکی پیشانی طرف اوس چیز کی کہ دوست
رکہتا ہی تو اور پسند کرتا ہی پہر سلیمان نے کہا کہ مجکو وصیت کر کہا تجکو وصیت کرتا ہوں مختصر وصیت تعظیم کر رب اپنے کی اور دور رہ اس سے کہ دیکہے تجکو
اللہ تعالی اوس جگہ کہ منع کیا ہی تجکو اور نہ دیکہے تجکو اوس جگہ کہ حکم کیا ہی تجکو پس چاہیے سالک کو کہ اسطرح کہا کو ہو اگر کسی بادشاہ

پاس داخل ہو تو کچھ مضائقہ نہین بخلاف اہل ملنے کی لوگون کے کہ بادشاہون کے پاس طمع دنیوی سے داخل ہوتے ہین اور از
ہین اعاذنا اللہ منہ و جمیع المسلمین کذا فی شرح علی القاری نجم العلماء مصنف نے بعد بیان حقوق اخوت اور اہل و عیال اور صحبت کی طرح کے جیسا بیان
امر معروف اور نہی منکر کا بیان شروع کیا پس کہا و یامر بالمعروف و ینہی عن المنکر ساتھ صیغہ مجہول کے یعنی حکم کرے آدمیونکو ساتھ طاعتون کے
کہ پہچانی گئی ہو شرع مین بھلائی اونکی اور منع کرے اون امور سے کہ پہچانی نہین گئی ہو شرع مین اور نہوا اونمین رضامندی اللہ
اور امر بالمعروف کی فضیلت مین بہت آیات اور حدیثین وارد ہین فرمایا اللہ تعالی نے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون
عن المنکر اور فرمایا یومنون باللہ والیوم الآخر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر اور فرمایا والمومنون والمومنات بعضہم اولیاء بعض یامرون
بالمعروف و ینہون عن المنکر آخر آیت تک اور فرمایا والذین ان مکناہم فی الارض اقاموا الصلوۃ و آتوا الزکوۃ و امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر و للہ
عاقبۃ الامور و ہو فرض علی الکفایۃ اور وہ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے ساتھ اجماع اور کتاب اور سنت کے اور افراد ضمیر کا سبب
تلازم کے ہے جو اون دونون کے درمیان مین ہے اور اشارہ ہے طرف اوسکی کہ وہ دونون مستقل فرض ہین نہین چاہیے اوسکو کہ اونمین سے
ایک کو ترک کرے یہہ کہ دوسرے کو بھی ترک کر دے یعنی کسی امر پر مطلع ہون ایک جماعت کے لوگ اور امر یا نہی کرے ایک ساتھی اونمین سے تو ساقط
ہو جاتا ہے باقی لوگون سے اور نہین تو گنہگار رہوئے ہین سب عقائد سفینہ مین کہا ہے کہ جبکہ ایک آدمی امر بالمعروف کیلیے متعین کیا گیا تو غیر سے فرض
ساقط رہتا انتہی لیکن جبکہ ہاتھ اور زبان سے معذور رہون تو اوس وقت مین برا جانے دل سے اور یہہ ضعیف ترین زمانہ ایمان کا ہے یا
اوسکے اہل ضعیف ہین یا مال اوسکے متعلق ہین فی الفرض فعلا و ترکا یہہ متعلق ہے لفظ فرض کے ساتھ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے
اون امور مین کہ فرض ہے کرنا اونکا مانند نماز روزہ کی اور نہ کرنا اونکا مانند اجتناب کرنیکے اوس چیز سے کہ تصریح ہو وے اوسکی حرمت پر پس امر کرنا
ساتھ ادا کرنے نماز کے اور منع کرنے شراب خوری کے مثلا فرض کفایہ ہے اور مراد فرض سے ساتھ مقابلہ مندوب کے وہ ہے کہ مندوب نہو
تاکہ شامل ہو وے واجب کو بھی و مندوب فی المندوب اور مستحب ہے امر معروف اور نہی منکر اون کامون مین کہ مستحب ہے کرنا یا نکرنا اونکا
اور وارد ہوا ہے قرآن مجید مین ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف الآیہ اور چاہیے کہ ہووے تم مین سے ایک گروہ کہ وہ بلاوین
آدمیونکو طرف نیکی کے اور حکم کرین ساتھ نیکی کے آخر آیت تک کہ یہہ ینہون عن المنکر و اولئک ہم المفلحون اور یہی روکین برائی سے اور یہی
گروہ ہین خلاصی پائی ہوئی سو اس آیت سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایجاب ثابت ہوتا ہے اسلیے کہ ولتکن امر ہے اور ظاہر امر کا ایجاب ہے
اور من تبعیضیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فرض کفایہ ہے جیسا کہ مصنف نے اوپر کہا ہے نہ فرض عین اسلیے کہ یہہ نہین فرمایا ولتکونوا اور کیسی فرض عین ہو سکتا ہے
صلاحیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی نہین رکھتا مگر وہ شخص کہ عالم ہو ساتھ احکام کے اور مراتب احتساب اور کیفیت اوسکی قائم کرنیکی خوب
جانتا ہو اور یہہ فرد شاذ اعلی ہے کو نہین پہنچ سکتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک امر مہم اور مدار اعظم ہے دین کا کہ تمام انبیا علیہم السلام ساتھ
اوسکے مبعوث ہوئے ہین اگر اوسکا بساط مطلقا لپیٹا جاوے تو دیانت مضمحل ہو جاوے اور شایع ہو جاوینگی ضلالت اور جہالت اور ظاہر ہووے فساد اور
خراب ہو جاوین بلاد اور ہلاک ہو جاوین عباد اگرچہ نہ خبردار ہون یوم التناد ذکر کیا اصحاب سنن نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا
اونہون نے اپنے خطبے مین اے لوگون پڑھتے ہو تم اس آیت کو اور خلاف تاویل کرتے ہو اوسکی یعنی یہہ آیت کریمہ یا ایہا الذین آمنوا علیکم

یا تو سے کو

انہوں نے لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم یعنی اے ایمان والو لازم پکڑو نفسوں اپنی کو نہیں ضرر دیگا تمکو وہ جو گمراہ ہوا جب تم ہدایت پر ہو گے اور منجملہ
ہدایت پانے کے امر بالمعروف بھی ہے در صورت وجوب اوسکے پس بعد امر بالمعروف اور باز رہنے سے جدائی کی کچھ ضرر نہیں کرتا تمکو عصیان اوسکا
اور تحقیق سنا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہیں ہے کوئی قوم کہ عمل کریں وہ ساتھ معاصی کے اور اون میں وہ شخص ہے
کہ طاقت رکھتا ہو اوس پر انکار کرنے کی پس نہ انکار کریں یعنی نہ منع کریں اونکو برے عملوں سے مگر یہہ کہ قریب ہے کہ عام کردیگا اللہ تعالی اون سب کو ساتھ
عذاب اپنی کے یعنی سب پر عذاب نازل کریگا اور روایت کی ہے ابو داؤد نے اور ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح ہے اور ابن ماجہ نے ابی ثعلبہ خشنی
سے کہ اونسے سوال کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس قول اللہ تعالی کی تفسیر سے لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم پس فرمایا حضرت نے بلکہ تم
امر کرو ساتھ امر معروف کی اور منع کرو منکر سے پس جبکہ دیکھو تو اے مخاطب بخیلی کو لوگو نہیں کہ فرمانبرداری اوسکی کیجاتی ہے اور دیکھے تو خواہش نفس کو کہ
متابعت اوسکی کیجاتی ہے اور دیکھو تو دنیا کو کہ اختیار کیجاتی ہے آخرت پر اور دیکھو تو خوش کہنا اور اچھا جاننا ہر صاحب عقل کا عقل اپنی کو پس ان صورتوں
میں لازم پکڑو تو ذات اپنی کو اور چھوڑ دو عوام کو تحقیق آگے تمہارے بہت فتنے ہیں مانند ٹکڑوں اندھیری رات کے واسطے تمسک کرنے والی کی
اون میں مانند اوسکے کہ تم اوس پر ہو اجر ہے پچاس آدمیوں کا کہ تم میں سے کسی نے پوچھا بلکہ اون میں سے یا رسول اللہ آپنے فرمایا بلکہ تم میں سے اسلیے کہ تم پاتے ہو اوپر نیکی کے
اعوان اور مددگار اور بزار نے عمر رض سے اور طبرانی نے اوسط میں ابی ہریرہ رض سے مرفوعا روایت کی ہے البتہ امر کروگے تم ساتھ معروف کی
اور منع کروگے تم منکر سے یا مسلط کریگا اللہ تعالی اوپر تمہارے بدترین تمہارے پھر دعا کرینگے بہترین تمہارے پس نہیں قبول کیجاویگی اونکے لیے اور ترمذی
نے بھی اسکے مانند روایت کی ہے حذیفہ سے لیکن کہا ہے یا قریب ہے کہ بھیجیگا اللہ تعالی تم پر عذاب اپنی طرف سے پھر دعا کروگے تم اوس سے پس نہیں قبول
کیجاویگی تمہارے لیے اور ابن ماجہ نے اسناد جید سے مرفوعا روایت کی ہے کہ تحقیق اللہ تعالی سوال کریگا بندہ سے کس چیز نے منع کیا تجکو جبکہ دیکھا تو نے
بری کام کو منع کرنے سے یعنی کیوں نہ منع کیا پس جبکہ تلقین کریگا اللہ تعالی حجت اوسکی تو عرض کریگا اے رب امید رکھی میں نے ساتھ تیرے اور جدا ہوا
میں آدمیوں سے اور طبرانی اور بیہقی نے عکرمہ سے روایت کی ہے اونسے ابن عباس سے کہ نہ کھڑے ہو تم اوس آدمی کے پاس کہ مارتا ہو
کسی مظلوم کو اسلیے کہ لعنت اوترتی ہے اوس شخص پر کہ حاضر ہوا اوسکے پاس اور نہ دفع کرے ظالم کو اوس سے اور ترمذی نے ابن عباس
سے روایت کی ہے ساتھ اسناد حسن کے کہ نہیں لائق ہے کسی آدمی کو حاضر ہونا ایسے مقام میں کہ اوسمیں حق کلام کرنیکا ہو مگر یہہ کہ کلام کرے
ساتھ اوسکے اسلیے کہ وہ نہیں مقدم کرتا ہے اوسکی اجل کو اور نہیں محروم کرتا ہے اوسکے رزق سے اور روایت کیا ہے اوسکو ابن ماجہ اور ترمذی
نے اور حسن کہا ہے کہ نہیں منع کرے آدمی کو ہیبت آدمیوں کی حق کہنے سے جبکہ جانے اوسکو اور ابن عدی نے ابی ہریرہ رض سے روایت کی ہے
جو شخص کہ حاضر ہو معصیت کو پس مکروہ جانا اوسکو پس وہ گویا کہ غائب ہے اوس سے اور جو شخص کہ غائب ہوا اوس سے اور دوست کیا
اوسکو پس وہ گویا کہ حاضر ہوا اوسمیں وان عدم العدالة یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اگرچہ معدوم ہووے عدالت امر کرنے
والی سے کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں عدالت شرط نہیں ہے بلکہ اگر فاسق بھی کرے تو جائز ہے اور اسمیں رد ہے اوس شخص کا کہ کہتا ہے
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے عدالت شرط ہے اور یہہ باطل ہے کیونکہ اسمیں توڑنا اجماع کا ہے اور عدالت کی نہ شرط ہونے کے لیے دو
وجہیں ہیں کہ مصنف نے اونمیں سے اشارہ کیا طرف ایک کے ساتھ اس قول اپنے کے تحرزا عن انسداد باب الاحتساب بسبب احتراز

کرنیکے بند ہو جانے رستے احتساب کی سو یعنی اگر عدالت محتسب میں شرط کرین تو راستہ احتساب کا مطلقا بند ہو جاویگا اور کوئی آدمی قابل احتساب کے نہو ویگا سوے النفر العصمہ کے سبب معتقد ہونے عصمت کی تمام گناہون سی کہ وہ دشوار ہے اور خاص ہے ساتھ انبیا علیہم السلام کے بلکہ بعضون نے اونمین سی بھی خلاف کیا ہی نسبت کرنے معصیت کو طرف آدم علیہ السلام کے اور ایک گروہ جماعت کی انبیا سی اسیواسطے سعید بن جبیر نے کہا ہی کہ اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے مگر وہ شخص کہ نہو وے اوسمین کوئی گناہ تو نہین امر کریگا کوئی شخص ساتھ کسی چیز کے پس پسند آیا یہہ قول سعید بن جبیر کا مالک کو اور مروی ہی انس سے کہ اونسے عرض کیا یا رسول اللہ آیا نہ امر کرین ہم ساتھ معروف کی یہانتک کہ عمل کرین ہم ساتھ کل اوسکے اور نہ منع کرین ہم برے کامون سی یہانتک کہ ہم نہ اجتناب کرین کل اوسکے سی پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امر کرو ساتھ معروف کی اگرچہ نہ عمل کرو تم کل اوسکے پر اور منع کرو بری کامون سی اگرچہ نہ پرہیز کرو تم کل اونکو سے ولان الواجب علیہ الامتناع والمنع فلا یسقط بترک احدہما الآخر دوسرے اسلئے کہ واجب مسلمان پر دو چیزین ہین ایک تو باز رکھنا اپنے کو معصیت سی اور دوسرے منع کرنا دوسرے کو معصیت سے پس ساقط نہین کرتا ترک کرنا ایک کا اون دونو مین دوسرے کو اسلئے کہ منع فی حد ذاتہ ایک عبادت ہی خواہ اونکو مقتضا پر عمل کرے یا نہین اور عمل کرنا اوسپر دوسری عبادت ہی اگر خود بھی کرے اور دوسرے کو اوس سی منع کرے تو یہہ ایک بڑی سعادت ہو اما ما ورد فی ذم القائل بما لا یعمل لیکن وہ جو کچھہ وارد ہوا ہی بیچ مذمت کہنی والے کی بسا تہہ اوس چیز کے کہ خود عمل نہ کرے یعنی جو آیات اور احادیث بیچ مذمت امر کرنے والیکے ساتہہ معروف کی اور نہی کرنے والیکے منہیات سی کہ خود اوسکے موافق عمل نہ کرے وارد ہوئے ہین چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون اور فرمایا یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون اور یہہ حدیث شریف کہ فرمایا آنحضرت نے کہ شب معراج مین ایک قوم پر گذر اکہ منہ اونکا آگ کی مقراضون سے کاٹی جاتی تہی سو پوچھا مینے کہ تم کون ہو انہی آدمیون کہا ہم وہ جماعت ہین کہ آدمیون کو امر معروف اور نہی منکر کرتے تہے اور خود اوسکے موافق نہین عمل کرتے تہے اور مروی ہی کہ وحی بہیجی اللہ تعالی نے طرف حضرت عیسی کی کہ اے بیٹے مریم کے اول اپنے نفس کو نصیحت کر جب تیرا نفس نصیحت پذیر ہو جاوے تب اوسکے آدمیون کو نصیحت کر اور نہین تو شرم رکہہ مجہسے اور جو ایسکے کہیکا قول ہی نہ ملامت کرنیکو اوسکی فعل پر اور حال یہہ کہ تو بہا سو عیب طرف شل اوسکے تو مصنف نے اسکا جواب دیا کہ یہہ آیات اور احادیث اوسکی مذمت مین وارد ہین اسوجہ سی نہین ہین کہ اونکو حاکم کرتا ہی اور خود عمل نہین کرتا بلکہ بعدم العمل یعنی بسبب نہ عمل کرنے اوسکے ہی کہ وہ بہی فرض ہے نہ ساتہہ مجرد امر اور قول کے ہی جیسکو وہم کیا ہی بعضون نے سو حاصل یہہ ہوا کہ چاہیئے آدمیونکو امر کرتے ہو خود بہی اوسکے موافق عمل کرے نہ یہہ کہ اگر خود عمل نہ کرے تو دوسرے کو بہی امر و نہی منکر کرے کیونکہ پہلے معلوم ہو چکا کہ منع کرنا غیر کا اور خود باز رہنا دونون جدا جدا واجب ہین ایک دوسری کی شرط نہین ہے واذن الامام لعموم الادلۃ واطلاقہا یہہ معطوف ہے اوپر قول اوسکی جور ان عدم العدالۃ پر ہی اور امر معروف اور نہی منکر کرے اگرچہ معلوم ہو واجازت سلطان کی بسبب عام ہونے دلائل امر و نہی اور اطلاق اونکے سی مقید کرنا اونکا بغیر قرینہ کے تحکم ہے اسی واسطے الا مام ایضا یہانتک کہ حساب کرے ہر ایک احاد امت سی بادشاہ پر بہی اگر اوس سی کوئی امر منکر دیکہے جیسا کہ دلالت کرتی ہی اوسپر یہہ حدیث ابو سعید خدری کی افضل جہاد کا کلمہ حق ہے نزدیک امام ظالم کے روایت کیا ہی اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور ترمذی نے حسن کہا ہی اسکو سو جبکہ جائز ہوا حکم امام پر اور یہہ زعم اوسکا کہ بعض نے محتاج ہوگا طرف اذن اوسکی اور بعضون نے شرط کیا ہے اس شرط کو اور نہین ثابت کیا ہی اسلئے کہ لیے احاد رعیت سی بدون حکم بادشاہ کے احتساب کو سو یہہ شرط کرنا فاسد ہی کیونکہ آیتین اور حدیثین دلالت کرتی ہین اس امر پر کہ جو شخص دیکہے کسی منکر کو پس ساکت رہے اوسپر تو گنہگار ہوگا یہانتک

کہین دیکہو اور جیسے دیکہو موافق حرم کی پس تخصیص کرنا ساتہہ شرط نفوذ اونکے امام برحق کہ ہو اوسکی کچہہ اصل نہین ہی اور بنا تخصیص لینا سے مبتلا بیپ نیاز
کہ اونہون نے اسپر بہی زیادتی کی ہی اور کہا ہی کہ نہین جائز ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جبتک کہ نہ نکلے امام معصوم جو حضرت مہدی ہین
اور وہی امام حق ہین اونکے نزدیک سو یہہ فرقہ اخس ہی اور بدتر مرتبہ کے کہ اونسے کلام کیا جاوے بلکہ جواب اونکا یہہ ہی کہ جب حاکم کے پاس
فیصلے کے آوین اور اپنی خونون اور مالون مین حق کو طلب کرین تو کہا جاوے کہ تمہاری مدد کرنا امر بالمعروف ہی اور کہنا یہ حقوق کا تمہاری
ظالمون سے نکالنا نہی عن المنکر ہی اور طلب کرنا تمہارا اپنے حقوق کو منجملہ معروف کے ہی اور یہہ زمانہ نہی کا ظاہر ہے اور طلب حقوق کا نہین ہی
کیونکہ ہنوز امام حق نہین نکلا ہی اور مستمر ہونا عادت سلف کا اوپر احتساب کے بادشاہون کو دلیل قاطع ہی ساتہہ اجماع اونکے اوپر استغنا کے تفویض
سے بلکہ جو شخص کہ امر کرے ساتہہ معروف کے پہر اگر بادشاہ راضی ہوا اوس سے پس یہے مدعا ہی اور جو ناراض ہووے پس ناراضی بادشاہ کی اوپر
منکر ہی واجب ہی انکار کرنا پس کیسی محتاج ہی گا طرف اذن اوسکے بیچ انکار کرنے اوسپر اور دلالت کرتی ہی اوسپر عادت سلف کی انکار کرنے مین بادشاہ
پر جیسا کہ مروی ہی کہ مروان بن حکم نے خطبہ پڑہا پہلے نماز عید کی پس کہا اوس سے ایک شخص نے خطبہ پڑہنا بعد نماز عید کے ہی پس کہا مروان نے کہ وہ طریقہ
ترک کی گئی اے فلان شخص پس کہا ابو سعید اوپر یہہ شخص پس تحقیق ادا کی اسنے وہ چیز کہ لازم تہی اوسپر فرمایا ہی بیچ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے جسنے دیکہا تم مین سے کسی امر منکر کو پس چاہیے کہ دفع کرے اوسکو اپنے ہاتہہ سے پہر اگر طاقت اسکی نہ رکہتا ہو تو تغیر کرے اوسکو ساتہہ
زبان اپنی کے اور جو اسکی بہی طاقت نہ رکہتا ہو پس مکروہ جانے اپنے دل سے اور یہہ ضعیف ترین ایمان کا ہی اور مروی ہی کہ خلیفہ مہدی جب آیا
مکہ معظمہ کو تو ٹہرا وہان جبتک کہ چاہا اللہ تعالی نے پس جبکہ شروع کیا طواف کرنا تو ایک سمت کو خالی کیا بیت شریف سے آدمیون کو پس کود پڑے
عبد اللہ بن مرزوق اور اوسکی گردن مین چادر ڈالکر کہینچا اور کہا کہ دیکہہ کیا فعل کرتا ہی تو اوس خانہ کے ساتہہ کہ تو اہل حکم اوس بیت مین اور
مانع ہوتا ہی درمیان اوسکے اور درمیان بیت اور حکم کے اور تحقیق برابر فرمایا ہی اللہ نے سواء العاکف فیہ والباد پس تکلیف کی مہدی
نے اونکی گردن پکڑ کر تاکہ وہ اسکا سوالی پس کہا کیا عبد اللہ بن مرزوق ہو کہا ہان پس پکڑا اونکو اور لایا طرف
بغداد کے پس مکروہ جانا اونکو عقوبت کرنا اوسکی سبب عوام الناس کے پس کر دیا اونکو گہوڑون کے اصطبل مین تاکہ کچلین پامالین
اونکو گہوڑے اور ملایا اونکی طرف ایک گہوڑا سرکش کا تاکہ اونکو پس نرم کر دیا اللہ تعالی نے اونکی گہوڑے کو پہر ایک گہر
مین بند کر دیا اور قفل لگا کر مہدی نے خود اپنے پاس اوسکی کنجی رکہی پس ناگاہ وہ نکلے تین روز کے بعد باغ کی طرف کہاتے تہی سبزی کو پس خبر کیا
گیا مہدی کو اونکی نکلنے سے پس کہا کسنے نکالا تجہکو کہا جسنے قید کیا تہا کہا کسنے قید کیا تہا کہا جسنے نکالا مجہکو پس بانگ ماری مہدی نے اور دہمکا کر کہا
نہین خوف کرتا ہی تو اس سے کہ مین تجہکو قتل کر ڈالون پس اوٹہایا طرف اوسکی عبد اللہ نے اپنا سر اور ہنستے ہنستے کہنے لگے اگر تو مالک ہوتا حیات
اور موت کا تو یہہ بات ہوتی پس ہمیشہ قید ہی رہا یہانتک کہ مر گیا مہدی پہر چہوڑ دیا اونکو پس لوٹے طرف مکہ معظمہ کے اور تہے عبد اللہ کہ نذر کیا
تہا اونہون نے اپنی جان پر کہ اگر اللہ تعالی اس قید سے خلاص کریگا تو سو اونٹ نحر کرینگے پس محنت مزدوری کرتے تہے اس نذر کی ادا کے
واسطے یہانتک کہ نحر کیا سو اونٹ کو اور مروی ہی حبان بن عبد اللہ سے کہ ہارون رشید باغ کی سیر کو گیا تہا اور اوسکے ساتہہ ایک شخص
تہا بنی ہاشم سے کہ نام اوسکا سلیمان بن ابی جعفر تہا پس کہا اوس سے ہارون نے کہ تیرے ایک جاریہ ہی کہ خوب راگ گاتی تہی اوسکو ہمارے پاس لا

کہا پس وہ آئی اور راگ گایا سو نہ پسند کیا اوسکے راگ کو ہارون نے اور کہا کیا حال ہے تیرا آج کہا یہہ عود نہیں ہے پس نہیں کہا ہارون نے تم سو کہ اسکا عود
پس لاتا تہا وہ خادم عود کو کہ راستے مین ایک بزرگ خستہ خرما چن رہا تہا کہا خادم نے ایک جانب ہو جا راستے سے ہوا اسی شیخ پس اوٹہایا شیخ نے سر اور دیکہا عود کو پس
چہین لیا خادم سے اور زمین پر دے مارا پس پکڑا شیخ کو اوس خادم نے اور لیگیا اونکو صاحب خانہ کے پاس اور کہا اسکو نگاہ رکہہ بیشک خطاوار امیر المومنین
کا ہے پس کہا اوس سے صاحب خانہ نے کہ نہیں ہے بغداد مین کوئی زیادہ عبادت کرنیوالا اس سے سو یہہ کیسے امیر المومنین کا خطاوار ہوگا کہا خادم نے جو مین کہتا ہون
اوسکو سن پہر آیا خادم ہارون کے پاس اور کہا کہ مین ایک بزرگ پر ہو کر گذرا کہ خستہ خرما چن رہا تہا سو مینے اوس سے کہا کہ راستہ چہوڑ پس اوٹہایا
اوسنے سر اور دیکہا عود کو پس چہینکر زمین پر دے مارا اور توڑ ڈالا پس جلگیا ہارون اور غصہ ہوا کہ آنکہیں اوسکے سرخ ہو گئین پس کہا اوس سے سلیمان بن ابی جعفر نے
کہ کس سبب سے یہہ غصہ ہے یا امیر المومنین صاحب خانہ کو کہلا بہیج کہ اوسکی گردن مارے اور دجلہ مین ڈالدے کہا ہارون نے ایسا نہین چاہیے لیکن اول اوسکو بلا کر اوس سے مناظرہ کرون
پس بہیجا کسیکو اوس بزرگ کے پاس کہا اوس سے آیا اجابت کرتا ہے تو امیر المومنین کی کہا ہان کہا سوار ہو جاؤ کہا نہین پس چلا پیدل یہانتک کہ کہڑا ہوا محل شاہی کے دروازے
پر اور کہا گیا ہارون سے کہ وہ بزرگ حاضر ہے پس مشورہ طلب کیا ہارون نے اپنے ہمنشینون سے کہ آیا شیخ کو اسی مجلس مین طلب کرون یا دوسرے مکان مین جاکر
کہ وہان کوئی منکر نہو کہا اونہون نے کہ ہم اور مکان مین چلینگے کہ وہان کوئی منکر نہو گا پس اوٹہا اور اوسکے ساتہ اور گئے دوسرے مکان مین کہ وہان کوئی منکر نہ تہا پس حکم دیا شیخ
کے بلانیکا سو حاضر ہونا چاہا اون بزرگ نے اور اونکی آستین مین ایک کیسہ تہا کہ اوس مین خستہ خرما کہے ہوے تہے سو خادم نے اونسے کہا کہ اسکو نکال کر حاضر ہو کہا یہہ تو میرا شام کا
توشہ ہے کہا شام کا کہانا ہم تمکو دینگے کہا مجکو تمہاری کہانیکی حاجت نہین ہے پس ہارون نے خادم سے پوچہا کہ کیا ارادہ کرتا ہے تو اوس سے کہا اوسکی آستین مین خستہ خرما کا کیسہ ہے مین
کہتا ہون اسکو نکال کر دربار مین حاضر ہو کہا ہارون نے چہوڑ دے اسکو جو نہین نکالتا کیسہ پس داخل ہوا اور سلام علیکم کہکے بیٹھ گیا ہارون نے کہا اے شیخ کس چیز نے انگیختہ
کیا تجہکو اوس فعل پر کہ تو نے کیا کہا مین نے کیا کیا اور ہارون کو شرم آئی تہی یہہ بات کہنے سے کہ تو نے ہمارا عود توڑ ڈالا ہے سو جبکہ مکرر سہ کرر یوہین پوچہا تو اون
بزرگ نے جواب دیا کہ مینے تیرے باپ دادا سے سنا ہے کہ اس آیت کریمہ کو منبر پر پڑہتے تہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی سو
دیکہا مینے امر منکر اور تغییر دی اوسکو ہارون نے کہا پس تغییر دے اوسکو راوی کہتا ہے قسم ہے اللہ کی نہین کہا ہارون نے مگر یہی کہ پس جبکہ نکلے شیخ ہارون کے پاس سے
تو ہارون نے اونکے پیچہے خادم کو ایک ہمیانی زر کے لیکے بہیجا اور کہا کہ شیخ کے پیچہے چلا جا اور دیکہہ اگر شیخ نے کسی سے کہا کہ مینے خلیفہ سے ایسا کہا ہے تو کچہہ مت دینا اور
یہہ ہمیانی ویدینا پس جبکہ نکلے بزرگ قصر شاہی سے تو پہر خستہ خرما چننے مین مشغول ہوے اور کسی سے کچہہ کلام نہ کیا پس کہا خادم نے کہ خلیفہ نے تمہارے واسطے یہہ ہمیانی بہیجی ہے
شیخ نے کہا خلیفہ سے کہدے کہ اسکو پہیر دے اوس جگہہ جہان سے تو نے لی ہے اور کہا یا شاید پڑہا شعر [illegible] ارے الدنیا لمن ہی فی یدیہ ؛ ہموما کلما کثرت لدیہ ؛ تہین
المکرمین لہا بصغر ؛ و یکرم کل من ہانت علیہ ؛ اذا استغنیت عن شی فدعہ ؛ وخذ ما انت محتاج الیہ ؛ اور مروی ہے کہ مامون رشید کو خبر پہونچی کہ ایک شخص محتسب ہے کہ
آدمیون مین پہرتا ہے امر کرتا ہے ساتہہ معروف کے اور نہی کرتا ہے منکر سے اور نہین مامور اوس حسبت کے خلیفہ کی جانب سے پس حکم کیا مامون نے کہ اوسکو حاضر کرین جبکہ
حاضر ہوا مامون کے پاس کہا ہمکو یہہ خبر پہونچی ہے کہ تو اپنی جان کو اہل جانتا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنیکا بغیر اجازت ہماری کے اور تہا مامون اوس وقت
زرین کرسی پر کتاب مین کچہہ دیکہہ رہا تہا سو غافل ہوا اور گر پڑی وہ کتاب اوسکی پاؤن مین اور نہ آگاہ ہوا اوس سے مامون پس کہا اوس محتسب نے اوٹہا اپنا
قدم اسماء الٰہی سے پہر جو چاہے سو کہہ پس نہ سمجہا مامون مراد اوسکی اور کہا کیا کہتا ہے یہانتک کہ اعادہ کیا محتسب نے اسی کلام کو تین بار پہر بہی مامون نے نہ سمجہا پس
کہا یا تو اوٹہا تو یا مجکو اذن دے کہ مین اوٹہاؤن کہا مامون نے اجازت دی پس محتسب نے اشارہ کیا کتاب کیطرف سو دیکہا مامون نے اپنے پاؤن کیطرف

کہ ہم کتاب پڑہی ہی [illegible] جب یہ بات اوسکو [illegible] شرمندہ ہوا پہر اعادہ کیا اپنی قول کیطرف اور کہا کیسو تو امر بالمعروف کرتا ہی حالانکہ خدا تعالی
نے یہ درجہ ہماری لیے قوابل بیت کا اور ہم مدینوں کو فرمایا ہی اللہ تعالی نے ہمارے حق میں الذین ان مکناہم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف
ونہوا عن المنکر کہا محتسب نے سچ کہا تو اے امیر المومنین جیسی کہ تو نے وصف کیا اپنی نفس کا ساتہ سلطنت اور بادشاہت کے ویسی ہی ہی لیکن ہم تمہاری اعوان میں
اور مددگارون میں نہین انکار کرتا اسکا مگر وہ شخص کہ جاہل ہو کتاب اللہ تعالی اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اللہ تعالی نے والمومنون والمومنات بعضہم اولیاء
بعض یامرون بالمعروف آخر آیت تک اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن واسطے مومن کے مانند بنیاد کے ہی کہ مضبوط کرتا ہی بعض اوسکا بعض کو اور بیشک
قدرت دیا گیا ہی تو زمین میں اور یہ کتاب اللہ تعالی کی ہی اور سنت ہی رسول اللہ کی سو اگر فرمانبرداری کیا تو شکر کر اوس شخص کا کہ معاونت کی تیری اور جو نافرمانی
کرتا ہی اپس تحقیق وفات کا اوسکی قبضہ قدرت میں تیری عزت اور ذلت ہی اوسی طرح کی ہی کہ نہ ضائع کرے اجر اوس شخص کا کہ نیک عمل کرے سو کہا سو تو جو چاہی پس تعجب
کیا مامون نے اوسکے کلام سے اور خوش ہوا اوس سے اور کہا کہ مجھ سے آدمی کو جائز ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پس چلا آدمی طرف کہ تھا اوپر اوسکا [illegible] گذرے
سو پہر یہ محتسب کرتا رہا اور شیخ ابو الحسن نوری قدس سرہ کا قصہ مشہور ہی کہ کشتی میں بیٹہی تہی کہ مٹکے شراب کی کشتی کی تمام مٹکیں کہ تہی توڑ دی الا
مگر ایک کو چہوڑ دیا پس شیخ کو بادشاہ کے سامنے لے گئی اور وہ اوس وقت جا بیٹہا تھا کرسی پر سایہ تلوار اور آہنی کرسی پر بیٹہا تہا اور گرز آہنی ہاتہ میں تہا کہا تجکو سے
محتسب کیا کہا جسنے تجکو بادشاہ بنایا ہی بادشاہ نے سر نیچا کر لیا بعد ایک ساعت کے سر اوٹہایا اور کہا تجکو کیا باعث ہوا کہ یہ عمل کیا کہا شفقت تجہپر اور مخلوق پر تاکہ تجکو مصیبت
بچاؤں اور مخلوق کو تیری متابعت سے کہا ایک مٹکا کیوں چہوڑ دیا کہا تم شکنی کیوقت میری دل کی آنکہ میں مشاہدۂ جلال حق اور خوف مطالبہ اوسکی تہی اور
ہیبت خلق کی اور سطوت تیری میرے دل سے اوٹہی ہوئی تہی اگر اس حالت میں تمام روئے زمین خم ہوتا تو میں توڑ ڈالتا ناگاہ میرے دل میں کبر آیا کہ مجہسا بادشاہ پر پیش کی
اقدام کیا سو اپنی کو روک لیا چنانچہ کار الہی میں نفس کو کچہ دخل نہو خلیفہ نے اونکو حاکم مسلمان بنایا شیخ نے قبول نہیں کیا کہا اوس وقت تک تو غیرت حق سی امر کرتا تہا اب
اور سبب بشرط تیری کی ہوگا فرمایا کہ مجکو سلامتی کے ساتہ نکال دیا بعد کو جب کہ وہ معتقد کا تہا بغداد میں تشریف نہیں لائی جیسا ہے اور یہی لاتی ہیں کہ ہارون
رشید جکو آیا تہا کوفہ میں پہنچا چند روز اوسمیں اقامت کے بعد اوسکے نقارہ کوچ کا مارا شہر کے لوگ تماشا دیکہنے کو باہر آئے تہی بہلول بہی نکلا اور ایک کہنڈر
کی کوشک کے ڈہیر پر بیٹہہ گیا ناگاہ پہیلا خلیفہ کا نمایاں ہوا بہلول نے بلند آواز سے پکارا اے امیر المومنین اے امیر المومنین ہارون نے نقاب منہ سے اوٹہایا اور
کہا لبیک یا بہلول کہا اے امیر المومنین ہمکو پہنچا ہی کہ پیغمبر عرفات سے لوٹے تہی ناقہ پر سوار تہی نہ تہی ضرب تہی اور نہ طرد تہا اور نہ یہ طمطراق کیا ہی یا امیر المومنین تواضع
کر اور تکبر چہوڑ ہارون یہ سنکر بہت رویا کہ آنسو زمین پر گرے اور کہا زیادہ کر زیادہ کر رحمت کرے اللہ تعالی تجہپر کہا اے امیر المومنین جس آدمی کہ حق تعالی نے
اوسکو مال دیا اور جمال پس خرچ کیا اپنی مال کو اور عفت اختیار کی ساتہ جمال اپنی کے حق تعالی اوسکو اپنی دیوان میں جملہ ابرار سے لکہتا ہی کہا احسنت یا بہلول
کوئی چیز مانگ کہ تجکو دوں کہا وہ چیز اوسکو دے کہ جس سے تو نے ظلم سے لی ہی مجکو اوسکی کچہ حاجت نہیں ہی کہا اے بہلول اگر تجپر قرض ہو تو ادا کر دوں کہا یہ
سب علماء کہ کوفہ میں جمع ہیں اتفاق رکہتی ہیں اسپر کہ ادا کرنا قرض کا ساتہ قرض کے جائز نہیں ہی کہا اے بہلول کچہ قبول کر کہ ایک روز کا قوت ہو سکے
بہلول نے آسمان کیطرف سر اوٹہایا اور کہا ہم اور تم سب خدا کے بندے ہیں محال ہے کہ تجکو یاد کرے اور مجکو بہول جاوے ہارون نے نقاب منہ پر ڈالا
اور چلدیا اور شدید ترین کلمات کا اس باب میں سفیان ثوری کا خط ہی کہ ہارون رشید کو لکہا تہا چنانچہ پہلی مفصل نقل ہو چکا ہے یہ تہی عادت سلف
اور سیرت علماء کی امر معروف اور نہی منکر میں ساتہ بادشاہوں کے اور توکل اونکا رب العالمین کے فضل پر تہا اور حمایت خالق اور [illegible]

قصد تو فرمایا او نکے کلام میں تاثیر عظیم ہوتی تھی اور چونکہ اس زمانے کے علما کی زبان طمع سے بندھی ہوئی ہے سوا ہوا موافق اقوال اور افعال سلاطین کی بات نہیں
کرسکتی ہیں کیونکہ ہر گز حق گوئی طمع کی ساتھہ جمع نہیں ہوتی اور جو تکلف کر کے اپنی استغنا ظاہر کر کے کہیں تو کچھہ اثر نہیں ہوتا وقتہ اور حق احتساب کا اور آداب
محتسب کے تین چیزیں ہیں یعنے ادب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے یہ ہیں کہ متصف ہووے محتسب تین چیزوں کے ساتھہ سو بعض تو ان تینوں میں سے وہ ہیں کہ
موقوف ہے اوسپر وجوب احتساب کا اور بعض وہ کہ موقوف ہے اوسپر ادا اوسکا پس اول کو ذکر کیا مصنف نے ساتھہ اس قول اپنے کے العالم لیعلم الحدود والحقوق
یعنے ایک ان تینوں میں سے علم ہے کہ محتسب عالم ہو ساتھہ فقہ اور حدیث کے تاکہ جانے حد احتساب کے اور حق اوسکی اور مجاری اور موانع اوسکے تاکہ نہ سمجھا وے کریگا غیر محل میں سے
پس جاہل اس باب میں یکسو ہے بلکہ شرط یہہ ہے کہ ہووے مسلمان مکلف قادر احتساب پر اسی سبب سے ہمارے بعض علما نے کہا ہے کہ عامی کا انکار کرنا ساتھہ دل کی ہے اور عالم کا
انکار زبان کی ساتھہ اور امیر کا انکار ساتھہ ارکان کے والورع لعدم تاثیر قول الفاسق دوسری ورع اور پرہیزگاری کہ محتسب پرہیزگار ہو معاصی اور منکرات سے
بسبب عدم تاثیر قول فاسق کے اور ساقط ہونے اعتبار اوسکے نظر خلائق سے بلکہ اگر محتسب خود مرتکب اوس فعل کا ہووے کہ اوسپر احتساب کرتا ہے تو آدمی استہزا اور
تمسخر پیش آتے ہیں اور یہہ سبب جرات اہل معصیت کا ہوتا ہے اور یہہ وجہ جو مذکور ہوئی متن میں جب متحقق ہوتی ہے کہ فاسق مجاہر بالفسق ہو اور جو مجاہر بالفسق
نہو بلکہ پوشیدہ فسق کرتا ہو تو وجہ اوسکی یہہ ہے کہ اسراف زیادہ کریگا احتساب میں اور زیادہ کریگا اوس حد سے کہ ماذون ہے شرعا بسبب غرض کے اغراض میں سے
اور احیا والے نے جو اس مقام میں تحقیق کے ہے اوس سے یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ احتساب دو قسم ہے ایک وعظ کہ شرط ہے اوسمیں عدالت کیونکہ کچھہ فائدہ نہیں حاصل ہوتا فاسق
کی وعظ سے اور جبکہ ساقط ہوا فائدہ تو ساقط ہو دیگا وجوب اور دوسری قہر کہ اوسمیں نہیں شرط ہے اوسمیں عدالت کیونکہ کچھہ ممانعت نہیں ہے فاسق پر خمر کی بہانے
اور ملاہی وغیرہ کے توڑنے میں اگر قادر ہووے اور یہہ جو کہا کہ یہہ نہایت انصاف و کشف ہے مسئلہ میں انتہی پس توفیق مصنف کی اس کلام اور اوس کلام میں کہ یہہ گذرا کہ احتساب کرے اگرچہ
عدالت معدوم ہو اس تحقیق سے حاصل ہوتی ہے وحسن الخلق تیسری خوشخوئی اور نیک سیرتی محتسب کے یہہ بھی دوسری قسم میں داخل ہے کہ موقوف ہے اوسپر وجوب ادا احتساب
کا وہو الاساس اور یہی بنیاد اور اصل اوسکی ہے کہ تنہا علم اور ورع بے حسن خلق کے کافی نہیں مقصود میں کیونکہ وعظ بطریق رفق اور مہربانی کے خوب تاثیر کرتا ہے دلوں میں احیا میں ہے
کہ وارد ہوا ہے حدیث میں کہ نہ امر کرے ساتھہ معروف کے اور نہ نہی کرے منکر سے مگر وہ کہ مہربانی کرنے والا ہو اوس چیز میں کہ امر کرتا ہے ساتھہ اوسکے اور مہربانی کرنیوالا ہو اوس چیز میں
کہ نہی کرتا ہے اوس سے آخر حدیث تک عراقی نے اوسکی تخریج میں کہا ہے کہ نہیں پایا میں نے اسطرح اور روایت کی ہے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت عمرو بن شعیب سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے اپنے دادا سے
جو شخص کہ امر کرے ساتھہ معروف کے پس چاہیے کہ ہووے ساتھہ معروف کی فہیجان الغضب لا یسکن و ورنہ اسلیے کہ برانگیختہ ہونا غضب کا محتسب یا محتسب علیہ کا ساکن نہیں ہوتا
بدون حسن خلق کے مثلا اگر محتسب کو کچھہ ناسزا کہا یا آزردہ کیا تو وہ غصے میں آویگا اور بد خلقی اوس سے ظاہر ہوگی اسوقت میں جو کچھہ کریگا نفسانیت سے کریگا اور خود
احتساب اوسکا معصیت ہوگا حاصل یہہ کہ علم اور ورع دونوں نہیں کفایت کرتے احتساب میں بلکہ حسن خلق بھی ضرور چاہیے کیونکہ غضب جبکہ محتسب یا محتسب علیہ پر ہیجان
کریگا تو نہیں کفایت کرتا ہے اوسکی دفع میں مجرد علم اور ورع جبتک کہ نہووے اوسکی طبیعت میں حسن خلق اور اوسپر تحقیق کے نہیں تمام ہوتا ہے ورع مگر ساتھہ
حسن خلق اور قدرت کی دفع شہوت اور غضب پر اور اسیکے سبب سے صبر کریگا محتسب اوس پر کہ پہونچے اوسکو کوئی مصیبت اللہ تعالی کے دین میں جیسا کہ
فرمایا اللہ تعالی نے از روے حکایت کے لقمان سے یا بنی اقم الصلوة وامر بالمعروف وانه عن المنكر واصبر على ما اصابك ان ذلك من عزم الامور اور مروی ہے
بعض سلف سے جبکہ ارادہ کرے ایک تمہارا یہہ کہ امر بالمعروف کرے پس چاہیے کہ مضبوط کرے اپنے نفس کو اوپر صبر کے اور اعتماد کرے اللہ تعالی پر ثواب اور اجر کا
اسلیے کہ جسنے اعتماد کیا اوپر اجر مولی کے تو نہیں پاویگا مس اذیت کو اور نہیں توجبکہ پہونچیگی کچھہ مصیبت اوسکی آبرو یا نفس پر ساتھہ گالی دینے یا مارنے کے

یعنی گالی دینی یا برا کہنا تو بھول جاویگا احتساب کو اور غافل ہو گا اسکے دین اور تعصب نیت اور تحسین طریقہ سے اور مشغول ہو گا ساتھ نفس ہی اپنی سے کہ
اسی سبب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جہاد میں ایک کافر کو گرایا تاکہ قتل کریں ناگاہ اسنے بکار سے اپنی وجہ مبارک پر آپ کے تہوک ڈالی پس آپنے اسکو چھوڑ دیا اور فرمایا
کہ جب کہ تہوک دیا میں ڈرا کہ خدا کے واسطے نہ قتل کرنیوالا ہو جاؤں بلکہ در دل اور واسطے ... قرآن مجید میں قصے موسی کے بیچ خطاب ہے حضرت موسی اور ہارون
علیہما السلام کے فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی یعنی پس کہو تم فرعون کو بات نرم اور ساتھ آہستگی اور نرمی کے نصیحت کرو تاکہ شاید وہ نصیحت پکڑے تمہاری بات
سے اور چھوڑ دے کفر کو یا ڈرے عذاب خدا سے پس یہ خلاف حکم کرنے سے جبکہ انبیا امور ہوئے ساتھ رفق اور نرمی کے بدترین خلق کے ساتھ کہ فرعون تہا
تو اہل احتساب کو مسلمانوں کے ساتھ ضرور رفق اور نرمی کرنا چاہیے ۔ ہر کاری برآید بلطف و خوشی ۔ چہ حاجت بہ تندی و گردن کشی ۔ لائے ہیں کہ مامون خلیفہ کے
پاس ایک شخص وعظ کرتا تہا ساتھ شدت اور درشتی کی مامون نے کہا اے مرد نرمی کر کہ حق تعالی نے بہیجا بہتر تجھ سے کو یعنی موسی اور ہارون علیہما السلام کو طرف بدتر مجھ سے کے یعنی فرعون
کے ساتھ نرمی کے حکم فرمایا اور کہا فقولا لہ قولا لینا اور امام احمد نے روایت کی ہے ابی امامہ سے ساتھ اسناد صحیح کے کہ رجال اسکے رجال صحیح کے ہیں کہ ایک مرد جوان آنحضرت
علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ آیا اذن دیتے ہیں آپ مجکو بیچ زنا کے صحابہ نے چیخ ماری اور جانوروں سے کہا یہ بے خبر ہے کیا بات ہے کہ کہتا ہے
پس فرمایا حضرت نے چھوڑ دو اسکو اور دیکھو اور اپنے قریب اسکو طلب فرمایا اور کہا کیا تو دوست رکھتا ہے کہ تیری ماں سے زنا کریں کہا خدا کرے اللہ تعالی میری جان
آپ پر نہیں دوست رکھتا ہوں فرمایا اسیطرح آدمی نہیں دوست رکھتے اپنی ماؤں سے پھر اسکو فرمایا آیا دوست رکھتا ہے کہ تیری بیٹی سے کریں کہا نہیں دوست
رکھتا ہوں پس اسیطرح تمام محارم کو آنحضرت نے شمار کیا اور وہ شخص عرض کرتا تہا کہ جان میری فدا کرے اللہ تعالی آپ پر نہیں دوست رکھتا ہوں پھر آپنے فرمایا
اسیطرح آدمی نہیں دوست رکھتے پہر حضرت نے اپنا دست مبارک اسکے سینے پر رکھا اور کہا اے بار خدایا دل اسکا پاک کر اور اسکے فرج کو نگاہ رکھ سو اسکے بعد وہ شخص اور
ہرگز خیال زنا کا اسکے دل میں نگذرا اور تمام عمر پہر کوئی چیز زنا سے زیادہ مبغوض اسکے نزدیک نہ تہی اور حماد بن سلمہ نے کہا کہ صلت بن اشیم پر ایک شخص گذرا کہ پائجامہ
اسکا ٹخنے سے نیچا تہا پس ارادہ کیا انکے اصحاب نے کہ اسکو پکڑیں ساتھ شدت اور سختی کے کہا صلت نے چھوڑ دو مجکو میں کفایت کر سکتا ہوں تمہاری لیے پس کہا اسنے کہ اے بہتیجے مجکو
تجہسے ایک حاجت ہے کہا اسنے کیا حاجت ہے چچا جان فرمائیے کہا اپنے پائجامہ کو ذرا اونچا کر لے تو بہتر ہو کہا بسر و چشم قبول کیا میں نے پس اونچی کی ازار اپنی پس کہا صلت نے
اپنے اصحاب سے اگر پکڑا ہوتا تم نے اسکو ساتھ سختی کے تو نہیں اونچا کرتا اور ہرگز کہتا کہ اونچا نہیں کروں گا اور برا کہتا تمکو اسیطرح بہت حکایتیں سلف کے
اس باب میں ہیں اور جبکہ فارغ ہوا مصنف آداب محتسب سے تو شروع کیا مراتب احتساب کا بیان اور کہا کہ احتساب کے بہت مرتبے ہیں درجہ اول التعریف اور درجہ
اول اسکا تعریف ہے یعنی بتلا دینا محتسب کو قباحت اس فعل کی اور خبردار کرنا ساتھ اسکے پس بلا شک کہ بیشک گمراہ کا مرتکب شرع میں منکر ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ارتکاب
اسکا معصیت پر بسبب جہل کے ہو پس چاہیے اسکو اسکی قباحت مطلع کر دے نرمی کے ساتھ تاکہ ایذا پاوے مسلمان کیونکہ ایذا دینا اسکو حرام ہے اور نہ درجے جیسا کہ
ثابت کرنا اسکو اوپر منکر کے محذور ہے پس جس شخص نے اجتناب کیا ایک محذور سے کہ سکوت ہے منکر سے اور بدلا اسکو محذور ایذا کا باوجود استغنا کی اس سے
ایسا ہے کہ جیسا کوئی خون کو پیشاب سے دہووے پس چاہیے کہ اسکو خبردار کرے نہیں طریقہ حلم اور نرمی کا نگاہ رکھو مثلا اگر کوئی دہقان نماز میں رکوع اور سجدہ میں
تعدیل نہیں کرتا اور یہ جانتا ہے کہ اسکو امر معروف کرے تو ایسا کہے کہ کوئی شخص ماں کے شکم سے عالم نہیں پیدا ہوتا اور ہم بھی نماز کے مسئلوں سے جاہل تھے پس علمائے
ہمکو خبردار کیا اللہ تعالی انکو جزائے خیر دے اور شاید کہ تمہارے قریہ میں کوئی عالم نہیں ہے کہ نماز کے مسئلوں کو یعنی تعدیل ارکان لوازم نماز سے ہے اگر مراعات
کرو تو بہتر ہے ثم الوعظ والتخویف منہ تعالی پہر درجہ دوسرا وعظ اور نصیحت کرنا اور ڈرانا اللہ تعالی کے عذاب سے ساتھ لانے ان اخبار کے جو وارد ہیں

ساتھہ وعید کے اور نقل کرنے حکایات سلف اور عادات متقیون کی لیکن اس مین بھی چاہیے کہ طریقہ لطف اور رفق کا مرعی رکھی اور یہہ اوس شخص
کی حق مین ہے کہ پہلی اوسکو وہ گناہ چھپا دیا ہوا اور وہ شخص بعد خبردار ہونے کی اوسپر اصرار کرتا ہی یا وہ نعوذ اوسکا چھپانے کی ایسا اوس امر منکر کو جانتا ہو اور
اقدام کرے لیکن جاننا چاہیے کہ اس جگہہ ایک بڑی آفت کا خوف ہی کہ نہین خلاصی پاتا اوس سے مگر وہ شخص کہ آگاہ کردی اوسکو اللہ تعالی اوسکے نفس کے عیبون سے
اور کہول دیوے بینائی اوسکی ساتھہ نور ہدایت اپنی کے اور وہ یہہ ہی کہ عالم وقت تعریف اور وعظ کے جانتا عزت نفس اپنی کی ساتھہ علم کے اور ذلت غیر کی
ساتھہ جہل کے پس بسا اوقات قصد کرتا ہی ساتھہ تعریف کے ناز اپنا اور اظہار تمیز کا ساتھہ شرف علم کے اور ذلیل جانتا ہی اپنی صاحب کو ساتھہ نسبت کرنیکی طرف
خست جہل کے سو اگر باعث تعریف اور وعظ کا یہی ہی سو یہہ منکر قبیح ہے فی نفسہ اوس منکر سے کہ عارض ہوتا ہے اوسپر اور اس محتسب کی ایسی مثال ہی کہ کسی
جلتی ہوئی کو آگ سے بچا دی اور اپنی نفس کو آگ مین جلا دی اور یہہ نہایت جہل ہی اور جگہہ لغزش کی ہی اور دہوکا ہی شیطان کا پس چاہیے کہ اول اپنی نفس کا
امتحان کر لے اسطرح کہ آیا باز رہنا اوس آدمی کا اوس امر منکر سے بنفسہ یا غیر کے احتساب سے زیادہ محبوب ہے اسکے نزدیک اوسکے باز رہنے سے اسکی احتساب سے پھر اگر ہے احتساب
کرنا اسکے نفس پر شاق اور یہہ چاہتا ہی کہ کفایت کیجاوی ساتھہ غیر کے تو احتساب کری کیونکہ باعث اوسکا دین ہی اور جو ہو وعظ قبول کرنا اوسکا اسکے وعظ اور زجر سے
زیادہ محبوب اسکے نزدیک غیر کے وعظ اور زجر سے پس یہہ مقتضا خواہش نفسانی کا ہی داؤد طائی سے کسی نے پوچھا کہ کیا کہتا ہی تو اوس شخص کے حق مین کہ امرا اور ملوک
پر داخل ہوا اور منع منکر کری کہا مین ڈرتا ہون تازیانہ سے کہا وہ قوی ہی اسپر یعنی تازیانہ کا اوسکو کچھ خوف نہین ہے کہا مین تلوار سے خوف کرتا ہون کہا وہ اسپر بہی قوی ہو
کہا پوشیدہ بیماری سے مین ہین نہین ہون کہ وہ عجب ہے ولا یتجاوز عنا ان کان علی الوالدین اور نہ تجاوز کری محتسب اوس سے یعنی تعریف اور تخویف سے طرف تشنیع اور
تعنیف کے اگر ہووی احتساب مان باپ پر یعنی مان باپ پر اگر احتساب کرتا ہی تو یہہ دو مرتبہ جو ذکر ہو چکی انسے تجاوز نہ کری تحقیق سوال کیا گیا حسن رحمہ اللہ سے کہ لڑکا احتساب کری
اپنی والدین پر کہا وعظ کری اوسکو جبتک کہ غصہ نہو پس جبکہ غصہ ہو تو چپ رہی اور بعضون نے کہا کہ مان باپ کے معنی مین ہین شاگرد ساتھہ اوستاد کی پھر اگر کہا جاوے
کہ بیان سے مفہوم ہوتا ہی کہ اون دونون مرتبون مذکور سے نہ تجاوز کری اور نہ احتساب کری ساتھہ ترشی کی اور ضرب اور سب اور زجر اکثر کی جو آگی بیان ہونگی باوجودیکہ
کتاب اور سنت وارد ہی علی العموم بدون تخصیص کسی واحد اور کسی مرتبہ کی نہ کہا جاوی کہ نہی وارد ہوی ہے تافیف اور ایذا سے پس یہہ مخصص ہی اوس عموم کا لیکن
اسلیے کہ کہینگے ہم کہ ہونا اوس نہی کا عام ممنوع ہی واسطے جائز ہونے اس امر کے کہ ہووی وہ اوس صورت مین کہ والدین نہ مرتکب ہون منکرات کو سو جواب اوسکا یہہ ہی
جبکہ نہ جائز ہوا ایذا دینا اونکا ساتھہ عقوبت ایسی جنایت کی کہ سابق ہو چکی ہی جیسیکہ اونکا قتل کرنا اور ہاتہہ کاٹنا ساتھہ قصاص کے یا دری مارنا زنا مین یا قتل کرنا
اونکا بسبب کفر کے جیسیکہ وارد ہین ساتھہ اسکے اخبار پس کیسی جائز ہوگا ایذا دینا اونکا ساتھہ ایسی عقوبت کہ وہ منع کرتا ہی جنایت مستقبلہ کو کہ متوقع ہے
اور جائز ہے کہ شاید وہ اسکے مرتکب نہون سو یہہ احکام دلالت کرتے ہین کہ حکم والدین کا مستثنی ہی عمومات سے لیکن جائز ہی ولد کو توڑنا خود والد کا ظروف
سونے چاندی کے اور پہینک دینا اوسکی شراب کو اور سوا اسکے اون امور مین سے کہ نہین متعلق ہین ساتھہ طریقہ بابیہ کے اگرچہ ایذا پاوی والد اور غصہ ہو ساتھہ ملاکر دینے
امور مذکورہ کے اسلیے کہ فعل ولد کا حق ہی اور غصہ باپ کا اور ایذا پانا اوسکا بحبت باطل اور حرام کے ہی لیکن ولد کو چاہیے کہ نظر کری طرف قبح منکر کے اور مقدار
ایذا اور غصہ باپ کی اگر منکر فاحش ہے اور غصہ اوسکا خفیف جیسیکہ بہینا شراب اوس شخص کا کہ زیادہ غصہ نہو پس یہہ تو ظاہر ہے کہ اوس منکر کو تغیر دی اور جو منکر خفیف ہو
اور غصہ اوسکا شدید ہو بسبب گرانی قیمت اوسکی جیسے توڑنا بلور یا ظروف کا کہ اوپر تصویر جاندار کی ہو تو اس صورت مین اوسکو نہ توڑے بلکہ اوسکی برائی جتا دی
اور وعظ نصیحت کری زبان سے انتہی حاصل مافی الاحیاء اور اللہ کے یہہ معطوف ہی قول اوسکے پر جو والدین ہی یعنی نہ تجاوز کری ان دونون مرتبون سے اہل

اور شراب خود گرا دے اور جبکہ دونو ں تغیر پذیر ہوں پس محتسب خود مباشر اوسکی تغییر کا ہووے اور اس طریق مین بہی بیضرورت کوئی کام نکرے اور حد اعتدال کی سے
تجاوز نہو جو ہاتہہ پکڑنے سے باہر ہو سکے تو داڑہی نہ پکڑے اور پاؤن پکڑ کر کہینچے اور لباس ریشمی بدن سے تکمہ کہول کر نکال سکتا ہو تو اوسکا پارہ پارہ نکرے اور ملاہی کو جلاوے
نہین کہ توڑنا اونکا کافی ہے اور شراب بہونا اگر بدون ظرف شکنی کے ممکن ہو تو اوسکی برتن کو نہ توڑے قسم التہدید پہر اگر تغیر ہاتہہ کے ساتہہ سو متعذر ہو اور متبع اوسکا
ترک کرے تو وجہہ پانچوان تہدید ہے یعنی ڈرانا اوسکو قسم کے ڈرانے سے اسطور سے کہو کہ اس کام کو چہوڑ دے نہین تو تیرا سر توڑ ڈالونگا یا تیری گردن مارونگا یا ایسا
ایسا کرونگا اور پہلے تہدید کرنا مباشر کا فعل پر لازم ہے اسلیے کہ اگر غرض اسی قدر سے حاصل ہو سکے تو زیادتی کی کیا حاجت ہے لیکن چاہیے کہ تہدید ایسی چیز سے نکرے کہ
اوسکا کرنا جائز نہو جیسے گہر بار لوٹنا یا بیٹی کو مار ڈالنا اور مانند اسکے اور یہہ درست ہے کہ جو کچہہ نیت مین ہو اوس سے زیادہ زبان سے کہے ساتہہ قصد مبالغہ کے زجر اور
منع مین قسم الضرب اور جو تہدید اور ڈرانے کے ساتہہ بہی باز نہ آوے تو چہٹا درجہ مارنا ہے ہاتہہ پاؤن اور تازیانہ وغیرہ سے کہ جسمین ہتہیار چلانا نہو اور ہتہیار چلانا بہی جائز ہے
بشرط ضرورت کے اور بقدر حاجت پر اکتفا کیا جاوے یعنی جب تک منکر دفع ہو جاوے تو مار پیٹ سے ہاتہہ روکنا چاہیے اور جو محتسب کو ضرورت ہتہیار چلانیکی پڑے اور اوس سے منکر کو
دفع کر سکتا ہے تو اسکو جائز ہے کہ ایسا کرے بشرطیکہ کوئی فتنہ برپا نہو مثلاً کوئی فاسق کسی عورت کو پکڑے ہوئے ہو یا مزمار بجاتا ہو اور اوسکی اور محتسب کے درمیان نہر
حائل ہو یا کوئی دیوار یا خندق مانع ہو تو محتسب کمان لیکر کہے کہ اسکو چہوڑ دے ورنہ تیر مارتا ہون پہر اگر نہ چہوڑے تو جائز ہے کہ اوسکی تیر مارے مگر چاہیے کہ پنڈلی اور ران مین
مارے اور ایسی جگہہ نہ مارے جس سے مر جاوے اور معتزلہ یہہ کہتے ہین کہ جو چیز کہ باہم آویزش سے علاقہ نرکہے اوسمین احتساب نہین ہے بجز تعریف زبانی یا زد و کوب کے اور یہہ بہی
امام کو جائز ہے نہ رعیت کی لوگون کو کذا فی الاحیاء ملخصاً وبہذا یتبین الوسع اور وہ یعنی احتساب موافق طاقت اور وسعت محتسب کے ہے لیکن شیوہ تدریج کو ہاتہہ سے ندے
وان لم یقدر فالکراہۃ اور جو کسی احتساب کے درجے پر قادر نہو یعنی اعانت اعوان اور انصار کے سو مکروہ جاننا دل مین کافی ہے فوروح کسیکو ارادہ ہی اوس حدیث مین
کہ روایت کی ہے احمد و مسلم اور اصحاب سنن نے ابی سعید خدری رضی سے مرفوعاً جو شخص کہ دیکہے تم مین سے کوئی امر منکر پس چاہیے کہ تغیر دیوے اوسکو اپنے ہاتہہ سے پہر اگر نہ
طاقت رکہے ہاتہہ سے تغیر دینے کی تو زبان سے تغیر دیوے فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان پہر اگر زبان سے تغیر دینے کی بہی طاقت نرکہے تو دل سے تغیر دیوے یعنی دل مین
اوسکو مکروہ جانے اور ارادہ رکہے کہ اگر قدرت ہوگی تو ہاتہہ یا زبان سے تغیر دونگا اور یہہ یعنی دل کی تغیر ضعیف ترین ثمرات ایمان سے ہے اور مخفی نہین ہے کہ حاجت کا
احتساب نہین ہے مگر دل کو ساتہہ اسلیے کہ جو کوئی دوست رکہیگا اللہ تعالی کو تو مکروہ جانیگا اوسکی معاصی کو اور انکار کریگا اونسے مروی ہے احیا مین ابن مسعود
رضی اللہ عنہما سے کہا جہاد کرو کفار سے ساتہہ ہاتہون اپنے کے پہر اگر یہہ نہو سکے اور صرف اونکو روبرو ناک بہون چڑہا سکو تو یہی کرو پہر جاننا چاہیے کہ نہین ہے موقوف ہے ساقط
ہونا وجوب کا اوپر عجز حسی کے بلکہ ملحق ہے اوسکے ساتہہ وہ صورت بہی کہ خوف پہونچنے کسی مکروہ کا رکہتا ہو کہ یہہ بہی عجز کے معنی مین ہے اسیطرح سے ہے جبکہ نہین خوف
ہو مکروہ پہونچنے کا لیکن جانتا ہے کہ اسکا انکار کچہہ نفع نہین دیگا یہی معنی ہین مصنف کے اس قول کے وان ظن ان لا یضر الکیب بل یستحب اظہار الامر الدین اور جو گمان
لیجاوے محتسب اوپر گناہ کا محتسب علیہ ہے اور نہ باز رہنا اوسکا سو نہین احتساب واجب نہین ہے بلکہ مستحب ہے واسطے اظہار شعار اسلام کے ہان لازم ہے کہ حاضر ہو بری
جگہون مین اور اپنے گہر مین گوشہ نشین رہے تاکہ کچہہ منکرات مشاہدہ نکرے اور نہ نکلے مگر کسی ضروری حاجت کو اور وطن مین چہوڑنا اور اوس سے ہجرت کرنا
لازم نہین ہے مگر جس صورت مین کہ لوگ زمینداری فسادین مین شریک کرین یا ظالمین سلاطین کی موافقت کرائین تب البتہ ہجرت لازم ہے بشرطیکہ ہجرت
پر قادر ہو کیونکہ جو شخص کہ کسی کا اکراہ اور زبردستی سے گہبرا نہ کر سکتا ہے اوسکے حق مین اکراہ اور جبر عذر نہین ہوگا وان ظن اصابۃ مکروہ او فعل
منکر آخر یحرم اور جو گمان لیجاوے پہونچنے کسی مکروہ کا یا گمان کرتا ہے کسی دوسرے منکر کے پیدا ہونیکا تو حرام ہے احتساب کرنا لیکن اگر محتسب گمان

سکتا ہو کہ احتساب کے سبب سے اسکو کچھہ ایذا مکروہ پہنچیگا اور اسکا نقصان ہوگا جیسے مال کا لٹ جانا یا مرتبے کا مسلوب ہوجانا یا ہتک حرمت ہونا یا گلیوں میں تشہیر
کرنا اور سوا اسکے باوجودیکہ جانتا ہو کہ یہہ بات بھی اسکو نفع نہین کریگی یا گمان لیجاوے کہ احتساب سے یہہ منکر تو باطل ہوگا لیکن باطل ہونا اسکا سبب ارتکاب منکر دوسرے کا
ہوتا ہو اور فتنہ برپا ہوگا ان دونون صورتونمین احتساب حرام ہو کیونکہ غرض احتساب سے منع معصیت خاص زید و عمر کا نہین ہو بلکہ غرض ابطال اصل معصیت کا
ہو اور جبکہ یہہ امر حاصل نہوا بلکہ اس سے دوسری معصیت پیدا ہوئی تو احتساب کرنا بیفائدہ ہوگا الا ان یظن الامتناع ایضا مگر یہہ کہ ساتھہ خوف اور ضرر کے
گمان بازرہنے کا بھی ہووے جیسکہ محتسب جانتا ہو کہ اگر شراب کا شیشہ اور مزامیر توڑ ڈالے اور شراب بہا دیوے تو وہ منکر تو جاتا رہیگا لیکن جانتا ہو کہ اسکا سر بھی
توڑ ڈالینگے تو احتساب اس صورت مین نہ حرام ہے نہ واجب بلکہ کمال دین اور تقوی یہہ ہو کہ اسقدر ضرر کو خدا کی راہ مین تحمل کرے اور کلمۃ الحق کے کہنے مین بادشاہ
جابر کے سامنے فضیلت بہت ہو لیکن اگر کوئی ظالم تلوار نکالی ہوئی بیٹھا ہو اور ہاتہہ مین شراب کا پیالہ ہے اور محتسب جانتا ہو کہ مجرد انکار سے قتل کر ڈالیگا تو احتساب
کرنا اسجگہ کوئی وجہ نہین کہ مشابہ نیستے من القلب و ینظر فی صلاحہ مبالغۃ پس جو خوف ضرر اور امتناع مناہی ہو دونون متعارض ہودین تو فتوی طلب کرے
اپنے دل سے اور نظر کرے بیچ صلاح امر کے درحالیکہ مبالغہ کرنیوالا ہو بیچ تحسین مآل اوسکے سو جس چیز مین صلاح حال دیکھے ہووے کرے اور اسمین محافظت اور تقویت دین کی
ہو اور غلبہ اسکا ساتہہ اوسکے حکم کرے تو اوسکے موافق کام کرے اور دین کو بہانہ تحصیل دنیا نکرے کہ حق تعالی کی نظر نیت پر ہے تری ہی ہو عالم ربانی ابی سلیمان
دارانی سے کہا کہ مینے بعض خلفا سے ایک کلام سنا پس اراده کیا مینے کہ انکار کرون اور میرا دہیان لیا مینے کہ قتل کیا جاونگا پس منع کیا مجکو خوف قتل نے لیکن
وہ آدمیون کے گروہ مین تہا سو خوف ہوا مجکو اسکا کہ عارض ہووے مجکو تزئین واسطے خلق کے پس قتل کیا جاؤن بغیر اخلاص کے فعل حق مین پہر اگر کہا جاوے
کہ کیا معنے ہین اس آیت کے ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ یعنی اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ جہان ہلاکت کا خوف ہووے وہان پیش قدمی نکرے اور تمہاری تقریر سے
معلوم ہوتا ہو کہ اگر خوف کسی صدمے کا ہو اور جانتا ہو کہ احتساب مفید ہوگا تو احتساب کرے اور یہہ صریح اس آیت کے مضمون سے خلاف ہے تو جواب اسکا
یہہ ہو کہ کچھہ خلاف نہین ہو اس واسطے کہ ایک مسلمان کو جائز ہو داخل ہونا صف کفار مین اور قتل کرنا اونکا اگرچہ جانتا ہو کہ یہہ قتل کیا جاویگا اور بسا اوقات
گمان کیا جاتا ہو کہ یہہ مخالف ہو آیت کے حکم سے حالانکہ اسطرح نہین ہو کیونکہ ابن عباس نے کہا ہو کہ نہین ہو ہلاکت وہ جو مذکور ہوا بلکہ ہلاکت ترک کرنا اسطرح
نفقہ کا بیچ طاعت الہی مین یعنی جس شخص نے یہہ نہین کیا تو وہ ہلاک ہوا اور آیت کی تائید کرتے ہین دونون جملے جو سابق اور لاحق مین اسکے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وانفقوا
فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ واحسنوا اور یہہ بہی بعید نہین ہو کہ تہلکہ کے تفسیر کیجاوے ساتہہ اسراف مال اور تضییع عیال کی اور براء بن عازب نے کہا ہو کہ تہلکہ یہہ ہو
کہ گناہ کرے پہر کہے کہ کچھہ فائدہ نہین ہو مجہہ پر اور ابو عبیدہ نے کہا ہو کہ تہلکہ یہہ ہو کہ گناہ کرے پہر بعد اسکے نیک عمل نکرے یہانتک کہ ہلاک ہوجاوے اور جبکہ جائز ہوا مقاتلہ
کفار کے ساتہہ یہانتک کہ قتل کیا جاوے تو جائز ہوا یہہ احتساب مین بہی لیکن اقدام اسپر جب جائز ہو کہ جانتا ہو دو چار کو مار کر مریگا یا جانتا ہو کہ کافرونکے دلین اسکی
جرات کی شان ہو کہ سبب سے ہیبت پیدا ہوگی اسیطرح مستحب ہے محتسب کو بہی کہ پیش کرے اپنے نفس کو واسطے قرب کے جبکہ ہو اسکو احتساب کے لیے تاثیر جیسے کہ اوٹہ جانا
منکر کا یا قوی ہووے دل اہل دین کا اور جو گمان کرتا ہو محض ہلاک کا بغیر تاثیر کے سو وہ حرام ہو بموجب اس آیت کے والاعتبار للظن الغالب اور اعتبار خوف
صدمہ مین کہ اوس سے احتساب ساقط ہوتا ہو ظن غالب یہہ ہو پس نہین موقوف ہو یقین پر اور یہہ عمل کرے ساتہہ شک کے اور مرجوح کے مثلا جبکہ گمان غالب ہو کہ کچھہ
صدمہ نہین پہنچیگا اور احتمال پہنچنے کا بھی ہووے سو اس صورت مین نہین ساقط ہوتا ہو وجوب اور اسیطرح جبکہ شک ہو طرفین مین اور جبکہ غالب گمان
ہو کہ صدمہ اوسکو پہنچیگا تو ساقط ہوگا اوس سے وجوب اور پہر گا غلبہ ظن کا مختلف ہوتا ہو باعتبار احوال اشخاص کے مانند جبن اور جرات کے

توسقید کیا اوسکو ساتہ اس قید کے من معتدل الحال یعنے غلبہ ظن کا جو معتبر ہے معتدل الاحوال ہو کہ طبیعت اوسکی مائل طرف افراط اور تفریط کے نہو اور
اوسکو تعبیر کرتے ہین ساتہ شجاعت کے اور یہی فضیلت ہے اور دونون اطراف اوسکے نقصان ہین فالجبان یستقرب البعید والمتہور یبعد اسلئے کہ مرد
دل کہ درجہ تفریط مین ہے قریب جانتا ہی ضرر بعید کو اور تہوڑی چیز سے خوف کرتا ہے اور صاحب تہور کا کہ درجہ افراط مین ہے بعید جانتا ہی قریب کو اور اقدام کرتا
امور پر ساتہ پس معتبر ظن غالب صاحب شجاعت کا ہے کہ مرتبہ متوسط ہی حاصل یہہ کہ جبن ایک مرض ہے اور وہ ضعیف ہے دلین بسبب قصور قوت اور
کمی اوسکے اور تہور زیادتی ہے قوت مین اور نکلنا ہی حد اعتدال سی ساتہ زیادتی کے اور یہہ دونون درجہ نقصان کے ہین اور کمال اعتدال مین ہے
جسکو شجاعت کے ساتہ تعبیر کرتے ہین ولا تجسسوا یعنی جاسوسی نہ کرے محتسب کسی امر منکر کی یعنی شرائط احتساب سے یہہ ہے کہ منکر امر ظاہر ہو اور اوسکی
تلاش اور جستجو نہ کرے ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص کہ تتبع اور تلاش کرے اپنے بہائیکی چہپی ہوئی باتین تو تلاش
کریگا اللہ تعالی اوسکی پوشیدہ باتین اور جو شخص کہ تلاش کرے اللہ تعالی اوسکے پوشیدہ باتونکی تو رسوا کریگا اوسکو اللہ تعالی ساتہہ گواہون اول اور آخر کے
اور مروی ہے کہ حضرت عمر ایک شخص کی دیوار پر چڑہ گئے اور اوسکو بری حالت مین دیکہکر منع فرمایا اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اگر مینے اللہ تعالی کی معصیت
ایک درجی ہے تو آپنے تین وجہون سے کی آپنے فرمایا کہ وہ کیا ہین اوسنے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے ولا تجسسوا یعنی لوگونکی بہید مت ڈہونڈہو اور آپنے جاسوسی کی
اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے واتوا البیوت من ابوابہا یعنے آؤ گہر مین اونکی دروازونسے اور آپ دیوار پر چڑہکر آئے اور خدا تعالی فرماتا ہے لا تدخلوا
بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اہلہا یعنی نہ داخل ہو کسی گہر مین اپنے گہر ونکے سوا جبتک کہ بول چال کرو اور سلام کرو اوس گہر والون پر اور آپ
نے سلام نہین کیا حضرت عمر نے اوسے چہوڑ دیا اور اوس سے توبہ کرنیکی شرط کرلی مترجم کہتا ہے واللہ اعلم بصحۃ ہذا الروایۃ اور اسیطرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
منبر پر صحابہ سے سوال کیا کہ اگر امام خود کوئی امر منکر دیکہ لے تو اوسکو درست ہے یا نہین کہ مجرم پر حد قائم کرے حضرت علی نے جواب دیا کہ اگر حد کا کسی کو دو گواہ
ہین اسمین ایک کافی نہوگا سو اگر کوئی شخص اپنے گہر مین معصیت کرے چہپاکر اور مکان کا دروازہ بند کرلے تو اوسپر جاسوسی کرنا واجب نہین کو مثل الاذن
والانف لاحساس صوت الاوتار ورائحۃ الخمر جیسیکہ کہنا کان اور ناک کا واسطے دریافت کرنے آواز چنگ اور رباب کے اور واسطے دریافت کرنے بو شراب کے
وطلب ارادۃ ما تحت الثوب وطلب دیکہنی کی کرنا اوس چیز کی کہ نیچے کپڑے کی ہے تو جب کسی فاسق پر نظر پڑے اور اوسکے دامن کے نیچے کچہہ ہو تو اوسکی تلاش جائز نہین
جبتک کہ کسی علامت خاص سے معلوم نہو یا بطور کہ بو شراب کی خوشبو آتی ہو یا باریک کپڑا عود وغیرہ پر لپٹا ہوا اور اوسکی شکل پہچانی جاتی ہے اور نہین تو
صرف گمان پر عمل نہ کرے کہ خواہ مخواہ اوسنے شراب کا شیشہ آستین یا دامن کی نیچے چہپا رکہا ہے کیونکہ فاسق ہونا اس بات پر نہین دلالت کرتا ہے کہ اسکے
پاس شراب ہے اور یہہ اوسکو ہوبیگا کیونکہ فاسق کو سرکے کی بہی حاجت پڑتی ہے سو چہپانے سے یہہ نہ سمجہی کہ شراب ہے اور جو سرکہ ہوتا تو کیون چہپاتا اسلئے کہ چہپانے مین
بہت غرضین متعلق ہوتے ہین فہو منہی عنہ اسلئے کہ وہ یعنی تجسس منع کی گئی ہے اوس سے قرآن اور حدیث مین فرمایا اللہ تعالی نے یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا
کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا اور حدیث ترمذی کی اور حکایت حضرت عمر کی اوپر گذر چکی ویدخل الدار عند ارتفاع الاصوات اور داخل
ہو گہر مین وقت بلند ہونے آوازون ملاہی کے یہہ بمنزلہ استثنا کی باقی ہے پہلے حکم سے یعنی کہ نہین جائز ہے داخل ہونا اوس شخص کے گہر مین کہ دروازہ بند
کر رکہا ہو اور دیوارون کی آڑ مین چہپا ہو مگر جبکہ ظاہر ہو وے گہر سے ایسا ظاہر ہونا کہ پہچانے اوسکو وہ شخص کہ اوس سے باہر ہے مانند آوازون
مزامیر اور رباب کے اور جبکہ اسقدر بلند ہو کہ دیوارون سے تجاوز کرجاوے پس جائے گہر مین گہسکر عود وغیرہ کو توڑ ڈالنا اسیطرح جو شرابی کہ بالی وہ

سلمات کا اونمین رواج ہین آولی سو بحث ہو جہان کہ سنکر لوگ اونکو سنتے ہون تو یہ اظہار ہی موجب احتساب کا ہو وتجسس علی ضرب الملاہی اور احتساب کرنیوالے محتسب
اور پر غیر مکلف بنا کی کیونکہ شرط محتسب علیہ کی یہ ہو کہ اس صفت پر ہو کہ فعل ممنوع اوسکے حق مین منکر ہو اگرچہ معصیت نہو بہ نسبت اوسکی اور تحقیق کافی ہو یعنی
انسان ہونا اور مکلف ہونا کچھ ضرور نہین یعنی محتسب علیہ الا التسترط التکلیف اسلیے کہ محتسب علیہ مین شرط نہین کی گئی ہو تکلیف بلکہ جو امر منکر کہ شرع مین
ممنوع ہو اوسمین احتساب کرے اگرچہ محتسب علیہ کے حق مین وہ چیز معصیت نہو اور منکر عام ہو معصیت سے اور احتساب معصیت کی ساتھ خاص نہین ہو سو
جو کوئی کہ لڑکے کو دیکھے کہ شراب پیتا ہے یا کوئی مجنون یا صبی چوپایہ کے ساتھ زنا کرتا ہو تو واجب ہے کہ منع کرے اگرچہ انکے حق مین ممانعت نہین ہو لیکن شرع مین یہ
ممنوع اور منکر ہو اور اوسکے منع پر احتساب ہو سکتا ہو ہان البتہ اون افعال مین احتساب نہین ہو کہ منکر نہون مجنون وغیرہ کے حق مین جیسے نماز کا چھوڑنا اور روزہ کا نہ رکھنا
بخلاف محتسب کے کہ اوسمین شرط ہو تکلیف حق وجوب مین اوسپر لیکن امکان فعل اور جواز صرف عقل پر کافی ہے اسکو نے یہ ہم نہین جانتے کہ لڑکا تمیز دار
جب یہ طرح ہر چند مکلف نہین مگر اوسکو جائز ہو کہ بری بات کا انکار کرے اور شراب کو بہا دے اور کھیل کی چیزین توڑ ڈالے اور جب وہ یہ فعال کریگا تو ثواب
پاویگا اور کسیکو جائز نہین کہ اوسکو ان افعال سے روکے یہ لحاظ کرکے کہ یہ تو مکلف نہین اسلیے کہ یہ افعال ثواب کی ہین اور ایسا لڑکا ثواب کا اہل ہو مثلاً نماز اور
امامت اور دوسری ثواب کی کامونکا اہل ہو اور احتساب کا حکم ولایتون کا سا نہین ہے کہ اوسمین جو انکے لیے بھی تکلیف شرط ہو اسی وجہ سے ہمنے اوسکو
اور رعیت کی ہر کسی فرد کے لیے ثابت کیا ہو ہان فعل سے منع کرنے اور بری بات کی تغیر مین ایکطرح کی ولایت اور حکومت معلوم ہوتی ہے مگر یہ حکومت صرف ایمان سے
حاصل ہوتی ہو جیسے مشرک کا مارنا اور اوسکے اسباب کا باطل کرنا اور ہتھیارون کو چھین لینا کہ لڑکے کو بھی جائز ہے بشرطیکہ اوس سے خود اوس لڑکے کو ضرر نہو
سو جب کفر سے منع کرنا درست ہوا تو فسق سے روکنا بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے الا فی محل الخلاف اور احتساب نکرے اوس امر منکر مین کہ مختلف فیہ ہو درمیان ائمہ
دین اور ائمہ متقدمین کے کما قال الشافعی الحنفی مثلاً کہا اشافعی المذہب کو کہ یہ پس نہین پہنچتا حنفی کو کہ شافعی مذہب والی پر سجدہ بغیر بسم اللہ اور کہتا اور متروک التسمیہ
کے کہانیکا انکار کرے اور نہ شافعی کو درست ہو کہ حنفی سے کہے کہ تو نبیذ جسمین نشہ نہو کیون پیتا ہے اور ذوی الارحام کو ترکہ کیون دیتا ہو یا ہمسایہ کی شفعہ سے لیکر مکان کیا
کیون بیٹھا ہو اسیطرح ہین اور مسائل جن مین اجتہاد جاری ہو ہان اگر شافعی دوسرے شافعی کو نبیذ پیتے دیکھے یا بدون ولی کے کسی عورت سے نکاح کرکے اوس سے صحبت کرے
یا حنفی کسی حنفی کو شطرنج کھیلتے دیکھے یا سرخ لباس پہنے ہوئے تو اسمین تردد ہے اور ظاہر تر یہ ہو کہ احتساب اور انکار درست ہے اسلیے کہ کوئی عالم ایسا نہین کہ ایسا
کہے مجتہد کو دوسرے کی اجتہاد کی موجب عمل کرنا درست ہے اور نہ یہ کہ سبکا مذہب ہے کہ اگر کوئی مثلاً اجتہاد مین کسی شخص کے مسئلہ سے نقل کرے تو اوسکی مذہب کو چھوڑکر
دوسرے کا مذہب اختیار کرے اور سب مذاہب مین سے اپنے نزدیک عمدہ عمدہ باتین چھانٹ لے بلکہ ہر مقلد پر اتباع اپنے امام کا ہر مسئلہ مین تفصیل وار واجب ہے سو اسمین کوئی شک نہین
کہ اپنے امام کی مخالفت بالاجماع علماء کے نزدیک منکر ہو اور جو کوئی مخالفت کرے وہ عاصی ہو کذا فی الاحیاء سو ظاہر مراد اوسکی یہ معلوم ہوتی ہو کہ یہ عیب ہو کہ مخالفت
اپنے امام کی بسبب ہوائے نفس اور خواہش نفسانی کے ہو اور جو کسی دینی صحیح غرض کیواسطے ہو سو اوسمین کچھ انکار نہین ہو جیسا کہ اپنی جگہ مین ثابت ہو چکا ہے یہ جو بیان
اوسنے مذکور کیا ہے مین تو مقلد شافعی کا ہون ابوحنیفہ کا اس باب مین تو اونہہ جائزنگا اوس سے احتساب ایک جماعت اسطرف گئی ہو کہ منہ احتساب ہو مگر مثل
شراب اور خنزیر کے اور جو قطعاً حرام ہو مانند کھانے مردار اور خون کے اور جسکی حرام ہونے پر اجماع ہو کیونکہ جائز کہا ہو علمانے کہ ہر مقلد کو درست ہے اختیار کرنا اوس
مذہب کا جو آسان ہو اوسپر اور شاید کہ وجہ کلام انکی یہ ہو کہ جیسے اللہ تعالی دوست رکھتا ہو کہ عمل کیا جاوے عزیمت پر ایسی ہی دوست رکھتا ہو رخصت پر عمل
کرنیکو اور اللہ تعالی نے فرمایا ہو فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون سو جس شخص نے پیروی کی عالم کی تو ملاقات کریگا اللہ تعالی سے سلامتی کی حالت مین اور یہی خلاصہ

نہیں ہیں بسبب غفلت کرنے اوسکے یا بسبب قبول کرنی نصیحت کے یا بسبب رعایت کرنے حق اسلام کے سو یہ مستحسن ہے بسبب فرمانے اللہ تعالیٰ کے لا ینہٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم
فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین یہ ہر گاہ اعانت اور اہانت اور عدم اون دونون کا مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلاف
نیت کے کبھی اوسکا خفیف جاننا بسبب کبر اور عجب کی ہوتا ہے اور کبھی ساتھ ظاہر کرنے غلو کے اور کبھی کسی اور غرض کے بسبب اسیطرح اعراض کا بھی اور اسی واسطے ثواب
اور عقاب دونون موقوف ہیں نیت پر چنانچہ فرمایا حضرت نے انما الاعمال بالنیات اسلئے کہا مصنف نے فالحال یختلف بالنیۃ یعنی کہ حال سالک کا مختلف ہوتا ہے
ساتھ مختلف ہونے نیت کے سو بہر احوال دین میں عمل کرنے والی کو چاہیے کہ کوشش کرے ان دقائق میں اور فتوی طلب کرے اپنے دل سے کما فی الترک للفاسق،
جیسا کہ مختلف ہوتا ہے حال ترک احسان میں بسبب خوف فسق کے الا یہ تستثنی اوسکا قول سے جو مستحق ہے واعلم اعتداد الناس کما فی المبتدع والمعلن بالفسق
فی الملا یعنی اعانت فاسق کے بسبب انہیں غرضون مذکورہ کے مستحسن ہے مگر یہ کہ جانتا ہو پیروی کرنا آدمیون کے جیسے کہ بیچ حق مبتدع اور ظاہر کرنے والی فسق
بیچ حضور آدمیون کے یعنی اگر جانتا ہو کہ مبالغہ اوسکی ساتھ احسان اور اعانت کرنے سے آدمی اوسکی پیروی کرینگے اور بدعت کا راستہ پکڑ لینگے اور اوس سے نفرت
نہ کرینگے اس صورت میں ظاہر کرنا بغض کا لازم ہے تو کہ آدمی اوسکا اقتدا چھوڑ دیں جیسے کہ بدعتی کہ عقیدہ اہل سنت وجماعت سے خلاف رکھتا ہو اور جو فسق
علی الاعلان کرتا ہو کہ اوسکے ساتھ بھی بغض ضروری ہے اور فی الملا یا تو تاکید ہے اعلان کے یعنی اعانت کرے لوگون کے روبرو یا قید ہے مبتدع اور معلن بالفسق کے
یعنی بلا تکلف لوگون کے سامنے بدعت اور فسق کی باتیں کرتا ہو اور سو آدمی اوس سے ایذا پاتے ہوں سو یہیں احتراز ہوگا اوس بدعتی اور فسق سے کہ خلوت میں
کرتا ہو اور ظاہر تر یہی ہے کہ یہ ظرف ہے واسطے مبغض المصر کے جیسے کہ اشارہ کرتا ہے طرف اسکی یہ کلام مصنف کا حتی یترک السلام یعنی دشمن رکھے تیسرا ہی کو مجلس
اور حضور خلق میں بسبب نفرت کرنے آدمیون کے اوس سے اور اظہار کرنے اہانت اور قبح حال اور اعمال اوسکی کے حتی یترک السلام یہانتک کہ ترک کرے سلام کو ابتدا میں اور
اوسکے جواب کو انتہا میں باوجودیکہ یہ حقوق اسلام سے ہے تاکہ نفرت کریں اوس سے آدمی اور خفیف جانیں اوسکو نہ ہو یسقط باولی غرض اسلیے کہ حق سلام کا
اور جواب اوسکا ساقط ہوتا ہے سنت اور وجوب اوسکا ساتھ ادنی غرض کے جیسے کہ پیشاب کرنا حمام میں یا ہونا قضائی حاجت میں پاس اسکے اور غرض یہ جس
تو زیادہ اہم ہے اس سے لیکن یہ جواب نہ دینا جب ہے کہ سلام کرے مجلس میں اور جو سلام کرے خلوت میں تو کچھ باک نہیں ہے اوسکے جواب دینے میں اگر جانتا ہو کہ جیسا
کچھ اثر نہ کریگا زجر میں اور نہیں تو اولی یہی ہے کہ اوس وقت بھی جواب نہ دے بطور استدلال لایا مصنف واسطے زجر اور اہانت کرنے مبتدع اور فاسق کے ساتھ اس قول
اپنے کے جو مروی ہے سو حدیث میں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من انتہر صاحب بدعۃ ملا اللہ قلبہ امنا وایمانا ومن اہان صاحب بدعۃ امنہ اللہ یوم الفزع الاکبر یعنی
کسی نے جھڑکا اور منع کیا مرتکب بدعت اور کسی شئی کو تو بھرتا ہے اللہ تعالی اوسکے دل کو ایمان اور حکمت سے اور جو کوئی کہ اہانت کرے اوسکی تو خوف رکھیگا اوسکو اللہ
تعالی اپنی عذاب سے گھبراہٹ کے دن میں جو قیامت کا روز ہے ومن الان لہ واکرمہ او لقیہ ببشر فقد استخف بما انزل اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جو کوئی کہ نرم کرے اوسکی
کلام یعنی ملائمت سے باتیں کرے یا اکرام اور اعزاز اوسکا کرے یا ملاقات کرے اوس سے ساتھ کشادہ پیشانی اور تازہ روئی کی پس تحقیق سبک جانا اوس نے اوس چیز کو جو نازل
کی ہے اللہ تعالی نے اوپر محمد کے رحمت بھیجے اوپر اونکے اللہ تعالی اور سلام یہ حدیث اسیطرح مروی ہے احیا میں اور تذکرہ میں خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ حدیث من انتہر صاحب
بدعۃ الحدیث موضوع ہے اور شارح جلیل ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو کتب حدیث میں نہیں پایا لیکن وارد ہے آنحضرت علیہ السلام سے جسنے توقیر کی صاحب بدعت
کی تو بیشک اوسنے اعانت کی اسلام کی بنیاد گرانی پر اور جبکہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ بیان ظاہر ملاقات صاحب معصیت کے
وظیفے سے کہ لوگون کے روبرو ہو فارغ ہو چکا پس شروع کیا مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے خلوت کی ملاقات کا بیان

اور یون کہا یسف من القلب الخلاء ان الاماء تبغض باقربالی الانحدار التلطف بالنصح اور فتوی طلب کرا ہیو دل سے خلوت کی ملاقات مین کہ تحقیق انہما یغض
اور عداوت کا اور ترک سلام کا زیادہ نزدیک ہے ساتھ بازرہنی اوسکے معصیت سے یا مہربانی کرنا ساتھ نصیحت اور خیرخواہی کے سو جو امر ان دونون مین سے
زیادہ مفید ہو اوسپر جاری ہوین اور دل اوسپر فتوی دیوی اوسی پر عمل کرے والاحسان من شئی فی حق الناس فہو لو ساد فی حق الظلوم الاولی بالرعایت اور نہ احسان کرے
طرف اوس شخص کے کہ ظلم کیا ہو دے اوسنے آدمیونکے حق مین ورانداز اوسکے متعدی ہو مانند غاصب اور جھوٹے گواہی دینے والے اور چغلخور کے اسلیے کہ احسان کرنا
ظالم کے حق مین حقیقت مین بدی کرنا ہے مظلوم کے حق مین کہ بہتر اور اولی ہے ساتھ رعایت اور احسان کے بہ نسبت ظالم کے سو منقول ہے نذر ہر کجا ظالم ست
کہ رحمت بر ظلم بر عالم است نکوئی با بدان کردن چنان است کہ بد کردن بجای نیک مردان بخلاف فاسق کے بخلاف اوس شخص کے کہ ظلم کیا ہو اوسکے حق مین یعنے
نہین ممنوع ہے احسان کرنا اوس شخص پر کہ خیانت اور ظلم کیا ہو حق محسن مین سو اوسکے مقابلے مین احسان کرنا مکارم اخلاق سے ہے اللہ تعالی فرماتا ہے ادفع بالتی ہی احسن
سے بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی احسن الی من اسا اور روایت کرتے ہین اوپر اسکے قول اللہ تعالی کا ولا یأتل اولو الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربی
والمساکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم یہہ آیت اوسوقت اوتری ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے قسم کہائی تھی
کہ نہین خرچ کرینگے مسطح بن اثاثہ پر اور وہ انکے خالا کا بیٹہا تہا اور فقراء مہاجرین مین سے تہا جبکہ اوسنے انکے واقعہ مین کچہ کلام کیا تہا مروی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام
نے یہہ آیت حضرت ابوبکر صدیق پر پڑہی تو عرض کیا ہان یا رسول اللہ مین دوست رکہتا ہون اور پہر مسطح کو نفقہ دینے لگے کذا فی البیضاوی وغیرہ پہر کونسا گناہ زیادہ
ہوگا اس سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم مین کلمات ایذا کی کہی اور حضرت عائشہ صدیقہ کے نسبت زبان درازی کے اور جہوٹ بکا پہر اللہ تعالی نے
اوسکے مرتکب کے عفو کو دوست کہا اور جب کہ مصنف مسلمانون کی صحبت کے آداب سے فارغ ہو چکا تو ذمیونکے صحبت کی آداب کا بیان شروع کیا اور کہا ویضطر الذمی الی اضیق
الطریق اور مضطر اور بیچارہ کرے ذمی کو کہ مطیع الاسلام ہو طرف تنگ ترین رستے کی اوسیر ہو کر یعنی اگر ذمی سے رستے مین ملاقات ہو تو ذمی کو نہ چہوڑے کہ رستے کی
درمیان سے نکلے بلکہ اوسکے لیے ایک کنارہ چہوڑ دے کہ اوسطرف ہو کر گذرے ساتھ نیت اہانت اوسکے اور عزت اسلام اور غلبہ مسلمین کے ولا یبدا بالسلام علیہ والابتدا
نکرے ساتھ سلام کے ذمی پر کہ محذور اور ممنوع ہے مگر بسبب کسی حاجت کے جیسا کہ اشباہ والنظائر مین ہے ولا یزید
فی جوابہ اور نہ زائد کرے اوسکے جواب مین اوپر لفظ علیک کے یعنے اگر ذمی ابتدا کرے ساتھ سلام کے تو اوسکے جواب مین لفظ علیک السلام
کہے اور اسپر زیادہ نکرے کہ یہی منقول ہے اور شارح جلیل نے کہا ہے کہ مصنف کا عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ ذمی اگر سلام کرے تو اوسکے جواب مین علیک السلام سے
زیادہ نہ کرے یعنے ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نکہے سو یہہ روایت اور درایت دونون کے خلاف ہے ویسلم علی من اتبع الہدی ان کان فی جمع المسلمین اہل سلام کرے اوسپر جس شخص
کی پیروی کی ہے ہدایت کی اگر یہود ذمی یا حربی یا فاسق یا مبتدع مسلمانون کی جماعت مین ہو یعنی کہے السلام علی من اتبع الہدی اور گویا کہ مقتبس ہے اس قول موسی علیہ السلام
سے والسلام علی من اتبع الہدی اور اسیطرح اسکا عکس ہے یعنے اگر مسلمان ذمیون یا حربیون وغیرہ کی جماعت مین ہو اور بعضون نے کہا ہے کہ یون کہے السلام علیکم اور نیت کرے
کامل مسلمانون کی ویدعو فی التشمیت بالہدایۃ دون الرحمۃ اور دعا کرے ذمی کو اوسکے چہینک کے جواب مین ساتھ ہدایت کی نہ ساتھ رحمت کے یعنی اگر ذمی کو چہینک آوے
اور وہ الحمد للہ کہے تو اوسکے جواب مین یہداک اللہ کہے اور یرحمک اللہ نکہے کہ وہ محل رحمت نہین ہے بلکہ رحمت مخصوص ہے ساتھ مسلمانون کے ابو موسی اشعری رض سے مروی ہے
کہ یہود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس اسلیے چہینکا کرتی تہی کہ آپ انکے جواب مین یرحمک اللہ فرما دین لیکن آپ انکے جواب مین یہدیکم اللہ فرماتے تہے ولا
یرشدہ الی معبدہ اور نہ رہنمونی کرے ذمی کو طرف معبد اوسکے کے یعنی اگر ذمی اپنی عبادتخانہ کا رستہ بہول گیا ہے یا انجان ہے اور اوسکو تلاش کرتا ہے تو چاہیے کہ اوسکو
راستہ نہ بتلاوے کہ اسمین معصیت پر اعانت ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ولا یصافحہ اور نہ مصافحہ کرے

ذمی سے کیکرد و تحریمی ہے حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مصافحہ کرو اپنے دوستون سے اور نہ جدا کرو تم اونسے ساتھ سلام کے اور جبکہ ملاقات کرو تم اونسے آدمیون تو مصافحہ کرو اونکی طرف تنگ ترین راستہ کی اور پید الوضوء ان صافح اوراعادہ کرے وضو لغوی کا کہ عبارت ہے ہاتھ دھونے سے اگر بہ اتفاق بالضرورت اونسے مصافحہ کرلیا ہو ورنہ مصنف جس میں سے نجاست کا پاک کرنا فرض ہے کہا علی قاری نے جملہ سے بیدامر واسطے مصلحت عمل زنجا ہے کے دمعتبر ہے کیتا ہے بعض مصلحت کا اقتضا بیان ہے ایسا ہی ہے کیونکہ آیت کا موجب کافر کو نجس ہے کبراد راوسکی نجاست کو اپنی ہاتھ میں سرایت کرنے والی جانکر ہاتھ دھولے کیونکہ شاید کسی قسم کی نجاست باطنی یا درحکمی آگئی ہو تو کیا بعید ہے اور جو نہین تو کسی وجہ سے پلید ہوتا ہاتھ تو کیا خیال مین نہین آتا کیونکہ اول تو مراد نجاست سے کافر مین نجاست فی العقیدہ ہے اور مذہب حنفیہ کے اور پھر خشک نجاست حقیقیہ کے مس سے بھی ہاتھ دھونے کی حاجت نہین ہوتی ہان اگر موافق مذہب امام شافعی کی کافر کو نجس العین سمجھا ہے اور ہاتھ اوسکے تر بھی ہون تب البتہ وجہ اسکے ہاتھ دھونے کیلئے ظاہر ہے واللہ اعلم لیکن یہ موضوعات مین نقل کیا ہے کہ یہ حدیث کہ جسنے مصافحہ کیا یہودی یا نصرانی سے واجب ہے کہ وضو کرے یا دھووے ہاتھ اپنے صحت کو نہین پہونچی اور یہ بعض اس آیت سے معلوم ہوتا ہے انما المشرکون نجس کہ وہ نجس ہین یہ باعتبار اعتقاد کے باعتبار ظاہر اجسام کے واسطے حنفیہ ہین کہ اگر وہ مسجد مین تحاکمہ وغیرہ کیلئے داخل ہون تو جائز ہے کہ نجاست اونکی باعتبار اعتقاد کے ہے ولا یستقبل جنازۃ اور منہ اپنا ذمی کے جنازہ کیطرف نہ کرے بلکہ اگر مقابل ہو تو منہ پھیرلے کہ اسمین اوسکی اہانت ہے اور وہ مستحق ہے اہانت کا حیاۃ ومماتا شرعۃ الاسلام مین کہا ہے کہ صحیح ہین ہے کہ ذمی کے جنازہ کے سامنے شیطان ہوتا ہے اور اوسکے ہاتھ مین آگ کا شعلہ ہوتا ہے مگر اس حدیث کی صحت اور ضعف کا حال اللہ تعالی جانتا ہے

تاریخ

ریختۂ کلک معجز قرین سخن ہو محمد ظہیر احسن شوق نیموی عظیم آبادی

چون محمد منبع جود و کرم	حضرت نواب والا اقتدار
قدر دان گوہر علم و ہنر	والی ٹونک و رئیس نامدار
طبع فرمود ند بحر العلم را	آمد آب رفتہ اندر جویبار
سال طبعش جوش زد از فکر شوق	شرح عین العلم بحر بے کنار

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب مستطاب اور شرح مفید طلاب مسمی بہ بحر العلم شرح عین العلم حسب الارشاد واجب الانقیاد امیر ذی المجد والتوقیر حامی اسلام مرجع انام ملاذ العلماء معین الصلحاء یمین الدولہ وزیر الملک نواب محمد علی خان بہادر صولت جنگ والی ریاست محمد آباد ٹونک ادام اللہ اقبالہ محمد متبع بہادر کے اہتمام سے مطبع انوار محمدی لکھنؤ مین کمال صحت اور کوشش سے چھپکر تیار ہوئی